

# ایرج نامہ

دفعہ چہارم

## داستان امیر حمزہ صاحبقران

حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بروج ہے جسکی ہنگ نامک فکر کا پونچھنا نہایت سوار ہے جن حضرات نے ان داستانوں کو سنایا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہیں کہ ان داستانوں کو برون سنو پھر تمام نون تفریق کی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابوالغنیض فیضی کو جنہوں نے واسطے تفریق طبع الی بالین محمد اکبر بادشاہ کے کشف وسیع الیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانوں کو تصنیف فرمایا اور ان میں میں کہندہ عرفی کی کہ اس داستان فریاد و داد ہر دل عزیز کے اکثر قریب و صبر و ترکی کئی جلد میں تفصیل نقل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
۱	فشیروان نامہ	۱ جلد	۱	طہر ہوش ربا	۱ جلد
۲	کوچک باختر	۱ جلد	۲	مندی نامہ	۱ جلد
۳	بالا باختر	۱ جلد	۳	تورج نامہ	۱ جلد
۴	ایرج نامہ	۱ جلد	۴	لال نامہ	۱ جلد

کہ کریم جلدین باستان جلد دوم طبع ہو گئی ان کے علاوہ کامل ہر منشی احمد حسین صاحب قمر نے بقیہ طہر ہوش ربا جلد دوم تصنیف کیا۔ انہیں وہ داستانیں ہیں جو ہوش ربا کی ساتوں جلدوں میں لکھے گئے تھے۔ یہی تھیں۔ پھر طہر ہوش ربا جلد دوم تصنیف کیا۔ یہ سب جلدیں طبع ہو کر قارئین ہون۔ اب طہر ہفت پیکر قمر جلد دوم میں تصنیف کیا جسکی جلد سوم چھپ گئی اور جلد سوم قریب الاختتام ہے۔ یہ سب جلدیں قابل دید ہیں اور انکا طرز تحریر بہارت بن شل ہو شریا ہے۔ بالکل ایرج نامہ جلد اول جسکو صاحب طبع سلیم حقیر و فہم جلد ہزار داستان میں فصاحت داستان بافت اور خوش بیان کامل شیریں زبان شیخ قصہ حق حسین صاحب داستان گو نے از باب طبع اور لکھا

بڑی خوش اسلوبی سے زبان خود نہایت فصیح و بلیغ تر بہ فرمایا

طبع منشی نو کشور واقع کاشمیر چھاپا

۱۲۰۴



# اسلام

داستان امیر ترہ ماہجران سے تمام زمانہ کے لوگ فہم  
 و آگاہ ہیں کہ یہ ایک بحر زخار اور دریائے ناپید کا بحر جزئی تھا جس  
 شان و ہم و خیال کا پہنچنا نہایت امر دشوار ہو سوا ہے اس  
 داستان کو زبان کے اور کسی تصنیف انسان میں اس طرح کی پہنچ  
 نہیں ہو سکتی کہ کسی داستان کا شروع سافیت میں گذرے  
 پھر انہی داستان پہنچے دل کو چین چین پڑتا مصنف اس  
 داستان کے مدام و فہم خیر بہرہ پر مشہور آفاق حضرت مولانا  
 فیض اللہ بریلوی نے زبان فارسی میں اس داستان کو  
 دو سٹے قلم و کلمہ لکھا ہے کہ بادشاہ ہند کے بڑے عزیز  
 اور جانا کا ہے سے تصنیف فرمایا ہے آج تک اس داستان کو  
 ایسی ترقی و زرخیز ہوئی تھی اور ایسی پسندیدہ و مخلصانہ ہوئی  
 کہ ہر شخص اس کے لئے قابل شتائی رہا لیکن چونکہ یہ داستان  
 فطیر اشراف زبان فارسی میں اور جو جزئی لاہور ہونے کے  
 سوائے کتب خانہ شاہی یا امر سے والا مقام کے دستیاب ہونا  
 اس کا ممکن نہ تھا لہذا ہر شخص کو اس کے مطالعہ سے بہرہ یاب  
 نہ ہو سکتا تھا البتہ کہ عیدہ عیدہ دارباب شوق نے اس داستان  
 کو جاپا سے یاد کیا اور بلور پیشہ داستان گوئی کے اسکویان کرنا  
 شروع کیا۔ اس صورت میں بھی علی العموم اس داستان کے  
 تمام و کمال سننے سے محروم رہے کہ ایہ فرحت اندوز ہو سکتے تھے  
 اور سوائے محاسن اور اصحاب ذی قدرت کے اس کا بیان عام  
 طور سے غیر ممکن تھا کیونکہ بارہ صارت داستان گوئی کا تحمل ہونا ہر شخص  
 کے اختیار میں نہ تھا علاوہ اسکے یہ داستان امیر ترہ ماہجران  
 ازابتہ انما انتہا استقامت و توانائی ہو کہ اگر اس داستان کو قریح و  
 کے لیے روزمرہ دو تین ساعت خاص ایک وقت مقرر ہو  
 ہو جب طریقہ داستان گوئی کے کوئی صاحب داستان گوئی زبان  
 سننا چاہیں من اول اسے آخرہ تو جہاں باندہ میں برس میں  
 میں تمام نہوا اور اسکو ہزار بار دہرے پھر صبر و درکار ہو۔  
 اب زمانہ کو ناز کرنا چاہیے کہ اس داستان فطیر اشراف کے  
 اصل دفتر و کتب کا ہم پہنچا اور ان سب کا بھونڈا پھیل کر دھونڈ

داستان گوئیوں اور شماروں کی معرفت  
 محاورہ اہل مذاق میں مذکور کرنا اور  
 تہائی مالک میں شامت و بنا اور کثرت  
 داستان بخیران کی تمام شائقین عیش پر  
 انصاف و انصاف یعنی امیر و الاہم و میں باغی  
 آئی بلکہ داستان شہور و نزدیک و دور  
 سی تائی ہادی مرحوم نے اپنی ذمت عالی قدر  
 ہزار شکر و رگاہ و فاضی الحامیات کرتے ہوئے  
 کا انصاف میں ہو گیا ہے کل دفتر ملیہ طبع ہے  
 ہو کہ قدر شائقین ہو گئے اور تمام مالکان داستانوں کو  
 سے مخلصانہ و سرور ہوا۔ اب معلوم ہو کہ داستان امیر  
 صاحب فران کے آٹھ دفتر ہیں اور اکثر دفتروں کی کئی کئی جلدیں  
 اور بعض جلد کے بھی دو یا تین جلدیں و حصہ ہیں۔ اس  
 سے دفتر اول نشیر خان نادر و جلد میں دفتر  
 کو چک باختر ایک جلد میں دفتر سوم بالا باختر ایک  
 جلد میں دفتر چہارم ابرج نامہ دو جلد میں دفتر  
 طلسم ہوش و ریاضات جلد میں اور بقیہ طلسم ہوش  
 جلد میں دفتر ششم سندلی نامہ ایک جلد میں  
 دفتر سوم نامہ دو جلد میں دفتر ششم لعل نامہ دو  
 اور دفتر پنجم طلسم ہوش و ریاضات جلد میں جو  
 پنجم ہر جہت کثرت کے و حصوں پر تقسیم ہے۔ یہاں  
 مسلم الثبوت ہو کہ کوئی شخص ادنیٰ اعلیٰ قریب  
 تمام زمانہ میں تلاش کرنے سے بھی ایسا دستیاب  
 جو داستان امیر ترہ ماہجران کے سننے کا تہا  
 شائق نہ ہو مگر علی العموم ہر صاحب جو اس داستان  
 سے بہرہ یاب ہو سکتے تھے میں باعث تھا کہ یہ دا  
 معرض طبع میں نہ آئی تھی اور سوائے کتب خانہ و  
 زبان داستان گوئی کے اس کا جو دخل و نقا کے ناپید  
 ہر شخص مگر شیخ اسکی سیر کر سکتا ہو اور تمام تہائی میں



# ایرج نامہ

دفتر چارم

## داستان امیر حمزہ صاحبقران

یہ تو سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بروج ہے جسکی تنگ تنگ کار پونچھنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانوں کو سنایا لاکھ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہیں کہ ان داستانوں کو جوں سوں اور پھر تمام نو دن سافرین ہاگی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابوالفیض فیضی کو جنہوں نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کس قدر وسیع الیائی اور لہذا خیالی کے ساتھ ان داستانوں کو تصنیف فرمایا اور اکی مدین میں کس قدر عزیزی کی۔ اس داستان عزیز اور دیر دل و فریاد و مقررہا و معنی فقر کی کئی مدین میں تبصیل فرمایا

تعداد و فقر	نام داستان	تعداد و فقر	نام داستان	تعداد و فقر	تعداد و فقر
اول	نوشیروان نامہ	جلد ۱	پہلیم	جلد ۱	طلم ہوش ربا
دوم	کوچک اختر	جلد ۱	دوہم	جلد ۱	صندلی کا نامہ
سوم	الا باختر	جلد ۱	چہلیم	جلد ۲	تورج کا نامہ
چارم	ایرج نامہ	جلد ۱	پنجم	جلد ۲	لال کا نامہ

الحکمہ کہ یہ سب جلدیں با تشاء جلد دوم و سوم و چہلیم و پنجم کے علاوہ کامل ہر منشی احمد حسین صاحب قمر نے بقیہ طلم ہوش ربا دو جلد و تین تصنیف کیا۔ انہیں وہ داستانیں ہیں جو ہوش ربا کی ساتوں جلدوں میں لکھے سے رہی تھیں۔ پھر طلم ہوش ربا تین جلد و تین تصنیف کیا۔ یہ سب جلدیں طبع ہو کر قندھار میں ہوئیں۔ اب طلم ہفت پیکر تین جلدوں میں تصنیف کیا جسکی جلد اول و دوم چھپ گئی اور جلد سوم زیر طبع قریب الاختتام ہے۔ یہ سب جلدیں قابل و دید ہیں اور انکا طرز تحریر بہارت و نگین شمل ہوش ربا ہے۔ بالکل ایرج نامہ جلد اول جسکو صاحب طبع سلیم عقیل و فہیم طبع ہزار داستان میں فصاحت و کمال گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیریں زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے از باب طبع و تدوین

بڑی خوش اسلوبی سے بزبان ہندو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

مطبع منشی نو کشور واقع کنگھو میں چھاپا

۱۹۱۱ء





بسم الله الرحمن الرحيم

ای فلم غریب کر محمد خدا ذره و غور رشید کرنے میں بیان مہر سے اُسکے اگر ہو کامیاب باد صرصر ہونے میں مشکبار شیر کے پیشے میں ہوا ہو کاگر	جنے یہ سارا جہان پیدا کیا صنع صناعت زمین و آسمان ایک اک ذرہ ہو رشک تہ تاب جلوہ گر فصل خندان میں ہو بہار آب آتش کو نہ پہنچائے صر	ہم جہنم بختا بصر و غفور کو ہو کسی سے کیا بیان کز قوت اگر اسے نظر ہوا انقلاب موجزن ہو پس سحر کوہین ہو سکین اسرار قدرت کیا بیان پھر کرے دھڑی عرفان کیا کوئی	باد شاہی کی عطا نمود کو اسکی ذات پاک ہر بین صفات مہر ہو ذرہ تو ذرہ آفتاب نعل دریا میں ہو گوہر کوہین عالم کثرت میں ہو وحدت بیان
نعت جناب رسول مختار حبیب کردگار شافع روز جزا اگر وہ کیا میں نعت محمد زخم لکھوں کیا تجھے ہو میر کمان دھنڈ کے لیے درمیان جہان انہیں ہے ہو وہ دن جان کا کھان میں لطف حق سے سرازار میں	نہیں ہر بھی سامان درخت ہم سب ہی گیسو سے جو جہان مجھے آب کو تر میر کسان ہے میں باعث خلق کوں مکان یہی سب نبیوں میں منازعین	کیا ان ہر سے پاس ہر زخم خندہ کس طرح ہو جگر دہم متعلق ذکر تاحسہ ادا کو پیدا اگر انہیں کا سارا ہو روز جزا غرض کیا ہو مع رسولان ہم	کوئی اشاخ طوباکا تختہ تسلیم میر نہیں صرور کا ورق نہوئے سموات و شمس و قمر لقب ہوا نہیں کا حبیب خدا سراسر ہو عاجز زبان تسلیم
منقبت امام عالی مقام امیر کشور گبر و ملکہ برناؤ پیر مظہر العجایب جب ہو رب پاک صانع عالمی بادشاہ وہ ہو وزیر شاہدین	کہہ سکے کیا کوئی اوصاف علی مہر انور دم میں اور بہ نامین	مظہر میں بادشاہ انبیا شان میں آیا ہوا کی لاختا	مر لکھنے میں سرگروہ اوصیا زمین یہ باز دوسے نبی دست خدایا



رکھے دوش پاک احمد پر قدم	حلق کعبہ سے گرائے ہیں منم	اک فرشتہ ہو کہ وہ لیل خمار	منہ کے کل قطرون کا کرنا ہوشیار
پر فضائل حیدر کر کر آر کے	غیر ممکن ہو کہ وہ بھی گن سکے	ہو نقب عالم میں اکابر تراب	آکے دینی ہو زمین ملک و حساب
جب معرہ ہوں خداوند مصطفیٰ	کیا کوئے تعریف انکی دوسرا		

### اسبب تالیف کتاب

ناظرین و انکمین کی طبایع عالیہ اذ بان صافی پرورش و میریں ہو کہ داستان امیر حمزہ و صاحب قمران مصنفہ فیضی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کے وقت سے فارسی زبان میں مرتب و معدون تھی آجک کسی صاحب نے اس کے تمام دفتر و ن کے ترجمہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی اس لیے جسے جن حضرات کو فارسی زبان کا مذاق تھا وہ تو ان دفتر و ن کی سیر سے حظ و اذراٹھا لیتے تھے اور جو حضرات اس زبان سے بے بہرہ تھے وہ انکی سیر سے ناکام رہتے تھے مگر چونکہ جناب علی القاب عالی ہمت والا حضرت صاحب دولت و اقبال خداوند جاہ و جلال قدردان اہل کمال میرا عظم بہر شہمت فرمایا جو صولت زہد و تاجران ذوق فارغ غلامہ امرا سے روزگار ستودہ شہم امیر اکرم مخزن علم و شعور جناب نقشبندی نو لکھنور صاحب سی۔ سی۔ سی۔ اسی۔ دام اقبال و مضاحت اجلالہ کی ذات فیض آیات مجمع اشاعت علوم گوناگون اور مخزن ترویج فنون ہونے پر آپ نے ہر علم کی بڑی بڑی کنہوں کو اردو زبان میں ترجمہ کر کے شائع فرمایا علی ہذا القیاس ان تمام دفتر و ن کے ترجمہ کی طرف بھی خاطر خاطر مبذول ہوئی چنانچہ سیاقا مضاحت پناہ بلاغت و عتقاہ نقشبندی میر محمد حسین جاہ اور بہر گستر سخن فہم و سخنور مرزا احمد حسین صاحب قمر سے ہو مشربا و خرم بنجم کا جو سات جلدوں میں ہر ترجمہ کر کے شائع کیا اور باقی ماندہ دفتر و ن کا ترجمہ اس خاکسار زور و ہمتدار سے یہ سمجھ ان کچھ زبان زلہ رہا سے داستان گویان تصدیق حسین داستان گویان شیخ محمد حسین صاحب سے بواسطت صورت بد مرقع محبت نقاش نگار غلام مودت صاحب خلق و مروت خزانہ من الخیرین جناب شیخ حامد حسین صاحب متعلق فرمایا چنانچہ وہ غیر دان ہنسکو چک باختر بالا باختر کا ترجمہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر عنقریب اندر ناظرین ہوئی والا ہے اب ترتیب و تدوین ترجمہ اسیج نامہ پر کریمت باندہ می ہو اگر حیات نے ثبات اس احقر العباد کی باقی ہو اور مالک مطبع عالی کی توجہ ہوگی تو باقی ماندہ دفتر و ن کا بھی ترجمہ کر کے اعلیٰ دفتر میں اور تقبیل اسکی مندرجہ پیش کیج کتاب ہذا پر ناظرین بانیگین کی خدمت میں پیش کیا جائیگا کہ اس ناچیز بے علم و بہر من کی طبع سے لباقیت نہ تھی کہ ایسے امر عظیم کا ارادہ کرتا مگر قدر افرانی جناب حشی صاحب مالک مطبع اور نظر مرمت ناظران عالی ہمت نے کمر ہمت کو کس دیا اور ہر وقت نگاہ خلاق کا ثبات حلال جمات مجب الرحوات میں مستند می ہوں کہ ابصار اسکی منی الامام من اشتہیر و خوبی اسکا اختتام ہوا اب ناظرین اولوالالباب کی خدمت فیض و مہبت میں دست بستہ متمسک ہوں کہ اس یادہ گوئی ہرگز گوئی کا کچھ خیال دل میں نہ لائیں اور جان کیں کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں اس سے درگزر اختیار کر کے عیب پوشی کو کام فرمائیں

### آغاز داستان خیرین بیان لہجہ نامہ

#### ساختی نامہ

ایک ساتی لالہ خام و خوش	محمد زہد کو کہن کیا فرموش	اب دلی لکی بچادے ساتی	مرتا ہوں دو پلا دے ساتی
بند کچھ کو کر کے جکے جھوٹوں	منہ شاہد عاکا چو مودن	کیفیت بزم کو بڑھاؤن	ایک زندگی داستان مٹاؤن
مشتاق ہوئی جو طبع عالی	ساتی نے شراب دی زالی	اب دیکھیے میری خوش بانی	حصار سنہن نی کمانی



طرک کنندگان منازل تحریر و مراحل پیامے منازل تقریر وادی بیان کو پاسے ظلم سے یوں طر اور پڑ کر سنے ہیں کہ نقاسے  
 بے بقارندہ درگاہ خدایان و دربار و صاحبقران ضیغ شکار کے ہاتھ سے شہر غنظلی آباد سے شکست کھا کر بھاگا ہوا  
 مانند صید خائف کے چلا جاتا تھا کہ بختیار رک رو سیاہ شیطان راندہ درگاہ نے کہا کہ یا خداوند آب اپنی خاطر جمع  
 رکھیے خدا پرستوں کا یہ معمول نہیں ہر کہ بچا کرین بچارہ بھاگتے بھاگتے ایک دامن کوہ میں آکر ہو جائیں جب عالم اسکی  
 فرج کا تھا کہ کسی کا منہ کٹا ہوا کسی کا سر پٹا ہوا مال و اسباب تھا ہوا نقطہ ایک نقد جان بچا ہوا ہر ایک منظر و صحنہ ان  
 سراپد و پریشان محتاج بقاداس کوہ میں ہو چکا بختیار رک نے نقاری سے کہا کہ تو نقارہ بجا کہ لوگ  
 نقارے کی آواز سن کر جو چھپے رہ گئے ہیں چلے آئیں غرض نقاری نے نقارے پر جو سہر لگا لی بھائی ہوئی فرج  
 پھر آئی کلکال خون آشام رنگار خون آشام ضیغ خون آشام سہراب ازور گیر ہر منظر یا فرامرز  
 بن نوشیروان وغیرہ اور سب سردار لاکھوں پیدل اور سوار آکر مجتمع ہوئے لیکن نقاس عالم پریشانی میں تھا  
 سرکہ پر آیا اپنا رتہ خیال میں لایا کہ ای نقا ایک وقت وہ تھا کہ تنگ سائل میں فیصلوں پر پیش و عشرت بدر کرتا تھا اور  
 برسوں دن گنبد گیتی نما سے سر برد کرتا تھا ادا شمار ہزار ملک با فقر کی طاقت مع ہوئی تھی کچھ سجدہ کرتی تھی یا اب  
 وقت میر کہ خون سے خدا پرستوں کے شہر بھرے گا پھر تاہر یہ خیال کو کہے جنہیں بار بار کر دے لگا کہ ناگاہ بختیار رک نقا  
 کو صند ستا ہوا جو وہاں آیا اسکو روئے دیکھ کر اسکا بھی جی بھرا یا اگر ضبط کیا کہنے لگا ادا حق ناحق رو تاہو ابھی جو کوئی تجھے  
 روئے دیکھ گیا کہ گاہ کہ بسا خدا ہر کہ خود اپنی مسبت پر رو تاہو فرج برکت ہو جائیگی تجھے باندھ کر خدا پرستوں کے پاس  
 لجا جائیگی یہاں سے شہر آذر کوہ نزدیک ہوا وہاں چل کر کہ من نے کتاب نہ دی من دیکھا ہر کہ آذر کوہ میں بہت نرم  
 و سرور ہوگا صاحبقران وہاں آچکے تو مع لشکر و فرزند ان حمزہ مارے جا چکے غرض بہت سی تسلی نقا کو دی اور  
 نیمبرے دن وہاں سے کوچ کیا اور بعد چند روز کے قریب شہر آذر کوہ کے پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی نقا کلین  
 و اقل ہوا لیکن شہر آذر کوہ میں چار بھائی بادشاہ ہیں القاب اور انساب جہانگیر اور شہساز رنگ  
 و کنارنگ کوہ تخت و ریائشیں ان چاروں کو ہر کار دن نے جا کر فردی کہ پرورد خداوند سجدہ ہزار ملک  
 باختر زمر و شاہ ہد اختر شہر غنظلی آباد سے شکست کھا کر قریب شہر آذر کوہ کے آیا ہر پھر دفر شہنشاہ کے تختہ شہر کے  
 اپنے ساتھ لیکر خدمت اقامین آئے سجدہ کیا نقاسے کہا کہ تم ہمارے بندہ قاسم القاسم ہو اور زمین و محنت پشت پر  
 جو اڑی خلعت دیا القاب و انساب نے عرض کیا کہ یا خداوند خیر میں چلیے اپنے میں قدم سے آباد کیے لقا بولا کہ  
 میں نے اسی ہزار برس آگے سے تقدیر کی تھی کہ میں شہر آذر کوہ میں جاؤں گا لیکر القامع لشکر روانہ ہوا فرج کو شہر کے باہر چھوڑا اور  
 مدد مع بختیار رک اور ضیغ خون آشام و دیگر سرداران وغیرہ وائل شہر ہوا چاروں بادشاہ زور تار کر کے ہوئے لقا کو شہر  
 کی سرگردانی ہوئے ابو ان بادشاہی میں کاسے اور تخت جو اہم نگاہ پر بٹھایا اور دعوت و ضیافت بڑی دھوم سے کی سب  
 پیش و عشرت میں مشغول ہوئے نیمبرے سردوز القاب و انساب نے نقاسے کہا کہ یا خداوند اب کچھ بیان کیجئے کہ طوطا  
 کی خدائی کیونکر چھوئی اصلک غنظلی آباد میں سات لاکھ جاو کر تھے کیونکر برباد ہوئے لقا پر سکر بہت رویا اور کہا کہ  
 القاب و انساب کچھ خدا خدائی میں کائنات میں نے عالم خواب میں پیدا کیا ہر اور تقدیر کرنا اکی بھول گیا ہر انساب جو  
 تقدیر کرنا ہوں اٹھ جاتی ہر پھر کا حال میں کیا بیان کروں مگر شخص جو بیٹھا ہوا اس سے پوچھو ان کہوں کے حال ہے آگاہ  
 یہ خوب بتا گا بختیار رک کہ کوہ ہلا کر اٹھا اور جبکہ القاب و انساب کو سلام کیا انھوں نے دیکھا کہ ایک شخص زور  
 مند و زوق چشم کوہ گردن تنگ پریشانی کلین و ارجار پہنے جسکے جذباتی پر بندھ ہوئے لقا و انساب کلین و ارجار















حالت گریہ و زاری و دعا و بفراری میں چھوڑ دے

اب احوال عمرو بن امیہ غمری سنے

کہ عمرو خدمت شہنشاہ گیتی پناہ میں آیا و عاشق اسے بادشاہی بجا دیا کیفیت درو کوہ بیان کی اور عرض کیا کہ صاحبقران نے مجھے خدمت والا بن بھیجا ہے اور التماس کیا ہے کہ حضور بھی بیان گمری و گمزی کہ اسے تشریف لائیں تو بستر کو قابو لیجئے کہ یہ سپر ہر سپر شہنشاہ مجاہد نے پوچھا کہ خواجہ امیر اس وقت کہاں ہیں عمرو نے عرض کیا کہ اسی تختہ گزاردہ کو کہ پر باد میں فرمایا کہ وہ اس وقت فلان ملک میں ہے

مغرب ہو اور تیری دہائی و غلندی سے بید ہو کہ تو سطح کا کلر کئے دہائی فضا جا گزردہ و جلد جاوہر کا صاحبقران کو دہانے لے آو

کنا کر اپنے بالکل خواجہ نادون کے کئے کو فراموش کیا ابھی شہر عظمیٰ آباد کو فتح کیا ہے اور جاوہر دہان کے فراری ہوئے ہیں وہ کیا آپ کی فکر سے غافل ہوئے ایک ایک دشمن جان پر ہستے ہی عمرو نے کہا کہ امیر شریار آپ بجا فرماستے ہیں یہ لکھ جان کہ وہ فوراً وادہ کر صاحبقران کو دہان سے لے آئے جب فریب درو کوہ کے پہونچا کیا دیکھا کہ برف کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا گھبرا کر ہر جہاں طرف دوڑنے لگا کہ کہیں راستہ پائے تو اندھا بن گیا جہاں تھا سو اسے انبار برف کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا آخر کچھ

یقین ہوا کہ حمزہ مع سرداروں کے برف میں دب گئے یہ خیال کر کے پھاڑیں کھانے لگا تا کہ اسے لگا سرتاج میں پر دیا ہے

لگا کر آو آو آپ نے مجھے چھوڑ دیا اس سفر آخرت میں ساتھ نہ لے لیا عمرو کے سارے بچے گاؤں کو لے گیا عمرو کو بامید نہ تھی کہ آپ ہم کا سفر کریں اور غلام کو چھوڑ جائیگے اب یہ تو فرما بیٹے کہ میں جا کر بادشاہ کو کہہ دوں کہ تمہارا دان اور اپنے دل کو سچ بچھاؤں عرض عمرو و تاجدار لشکر میں داخل ہوا شہنشاہ سعد بن قباد سے ساری کیفیت رو کر بیان کی سننے ہی شہنشاہ کی عجیب حالت ہوئی تمام لشکر میں کراہ مچ گیا رفتہ رفتہ بفرم فرمایا کہ میں پہونچی دہان میں بیٹھ کر ہر کاروں سے خبر لقا کہ وہی پہونچا لی اور یہ سننے ہی بھلا

لاؤ ہندوگان میں یہ بینہ خدمت مرا کہ میں نے کیوں کر حمزہ کو مع اس کے لڑکوں اور سرداروں کے اپنے ہندوگان غضب کو بھگت کر دیا ہاں بچے ہمارے بیان طبل شادی لشکر لقامین اور طبل شادی بچنے لگا بختیارک نے لقا سے کہا کہ باخاندانی وقت ہر فی الشان

شستن و افکار گذشتن و افغانی کشن و بچہ اش نگاہ دشمن کار و دمندان نیست اب مناسب ہے کہ طبل جنگ بجا کر ان مسلمانوں کا تیرے لقا بولا کہ ستر ہزار برس پہلے میں نے یہی قصد کیا تھا آج شب کو طبل جنگ بچے پھر بختیارک نے عرض کیا کہ یا خداوند ایک اور بات میرے خیال میں آئی ہے جبکہ آپ بیان کے سرداروں اور پلو انوں سے لڑائی روکیے ہیں بہت جلد طماس ستون قدرت کو کپکپا

ہم لیکر ملاؤن لقا اس بات پر اچھل پڑا اور پکارا کہ لڑائی ہندوگان میں بینہ قدرت مرا جو کچھ شیطان درگاہ کتا ہے یہی تقدیر میں نے کی بختیارک تو اس وقت مع تحفہ توائف کے جانب طماس روانہ ہوا بیان شام کو بھگت لقا طبل جنگ بجا یہ خبر ہر کاروں سے سلطان دیشان کو پہونچا لی اور عمر حمزہ صاحبقران اور سرداران لشکر کا سپر طرہ یک طبل جنگ کی خبر پہونچی کاش جان بگشت از دی

میں کیا جا رہا تھا فرمایا کہ انھیں لڑ دی و تائید بانی ہمارے لشکر میں طبل جنگ بچے جو کہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے وہ پیش آئے گا و خدا لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا بھیجے گا

وہ در بے لشکر بکوش آمدند	لشکر بر ابر صفت آراستہ	شد از ہر طرف مسلح بر خاستہ	اور دابر از دوسو و زوش آمدند
وہ در بے لشکر بکوش آمدند	لشکر بر گزردہ گاہ کہین رخسار	تعبیان خروشی و را بگفتند	بزرگ بزرگ سو سو در شتاب
وہ در بے لشکر بکوش آمدند	وہ در بے لشکر بکوش آمدند	وہ در بے لشکر بکوش آمدند	وہ در بے لشکر بکوش آمدند

اور کچھ زردی و صوب کی میدان میں پہونچی صوبہ بن نظر آئے لیکن ایک نے دوسرے کو ترخیز نظر غیز دیکھنا شروع کیا یہ منہ میرہ قلب و جہل سادہ دیکھا و طوفان سے آواز نہ ہوا صفت آراستی کر کے کل لگے پلو کاروں نے بہت دہندہ میں کو بھوار کیا

ہر واروں نے درختوں کو لاکھ لاکھ دیا ستون سے آہستگی کی جب میدان تیار ہو چکا انھیں نے ہر لشکر شیب دی کہ کون سا بہادر ہے کہ کھلے اور اپنے باپ دادا کا نام اس میدان جنگا میں روشن کرے اور نام رستم و اسفندیار کا اس صفحہ دنیا سے



ہاتھ دھو کر منہ کے ساتھ سے سب گھرانے سے کہہ دیکھو کون کھانا ہو کر لشکر ہاے کی زمین علمائے خاک پر کھڑے گری پر کھڑے  
 شہزادہ کو تخت وریا نشین اپنے گہڑے کو اٹا کر سامنے تخت لقا کے آیا سجدہ کی اجازت خواہ ہوا لقا کے کہا کہ تو میرا بندہ  
 تھا اصل حق میں ہو جانیر سے دم غم شیر سے بہت خدا پرستوں کی موت نقد پر کردی ہو نہیں کا فر گہڑے کو کبک مار کر میدان میں آیا اور پکا  
 کہ خدا پرستوں جیسے تمام گھ کی ہودہ میرے مقابلے کے واسطے آئے ہو ی بات کے منہ سے نہ نکلے بانی تھی کہ شیروید بن حمزہ مرگب کو آوا کر  
 سامنے بدشاہ اسلام کے آیا پیادہ ہو کر سلام کیا اور رخصت میدان چاہی بادشاہ حضرت شیروید کی دیکھ کر بہت روئے اور فرمایا کہ تم ایک  
 نشان ہو جہان باقی رہ گئے ہو یہی نہیں جاہت کہ تم کو رخصت میدان کی دون پہلے بن ازلون بعد میرے تم سید تدری کرنا شیروید نے نہ تو  
 عرض کیا کہ افسوس روز کو مجھ نہ رکھے کہ میں تخت بادشاہی کا خلیجیوں کے آب نعلیہ دیکھے گا زمین اپنے نہیں ہلا کر دلا بادشاہ نے فرمایا کہ تم  
 حسین خدا کے پیروید ہو کہ تم کو کھڑے ہو سو اور ایک طرف زمین میں اس کا فر کے رہو پوچھا وہ دن آئیں گے کہ زمین ہونے کا فر کے  
 پر سے گرنے لگے زمین اور پھر راتوں میں مسکراتے ہو گے برابر آیا اور کہا کہ ان مہا پانیان کو کہ تو کون ہو شیروید نے ہم اپنا بیان کیا اس کا فر نے کہا  
 کہ میں نے سنا تھا حمزہ اپنے فرزندوں اور سرداروں کے ہر سین و کمر گیا کہ ایک باقی ہو شیروید نے کہا کہ خاک تیرے قدم میں حمزہ اپنے  
 فرزندوں اور سرداروں کیست زندہ ہو البتہ قرآن مجیب بہت سے گلد گئے لقا کا حصول کیا ہو کہ اپنا غضب کسی پر نازل کرے شہزادہ کو یہ کل  
 لشکر فتنہ کیا اور کہا اور خدا پرست معلوم ہو کہ نہ باندہ نہ راہ راست چہ نہ لگا لگا جو کہ جو رہ گئے اور شہزادہ پادشاہی زمرہ دی نشان  
 کمان کیانی و گزراں + شیروید نے کہا کہ جارا و ستور زمین ہی پیش منی کرنا جب تیرے عہدے سے پوچھا تو میں بھی مرے کہ تو گنا اس کا فر نے کہا  
 کہ تجھے بڑا گندہ دانی بیاہی کا فر دار بننا نہ کہن کا فر دار نہ کیا تھا کہ گزراہ شیروید پر مارا شیروید نے نیزہ اُسکا سپر پر دو کا نیزہ باز کیا  
 ہونے لگی و گزری میں شیروید نے نیزہ اُسکا ہوا کیا شہزادہ گناہت غنیمت کہ ہوا اور نہ تو کھینچ کرادی شیروید نے بنوں پہ گری لو اور  
 اُسکے ہاتھ میں لیا اور دیکھ کر زمین پر سے اٹھا لیا مرغ دیکھ زمین پہاڑ اور چانی پر چڑھ کر شہزادہ شہزادہ کے ہاتھ ہمارے  
 حائل کیا کہ لیا اسے اور ہر سباز طلب کیا کہ نہ رنگ مقابلے کیواسے آیا بعد لشکر کے شیروید پر حملہ آور ہوا شہزادہ نے نام اُسکے رو کر کے  
 اُسکو بھی مرگب پر سے اٹھا لیا لقا کے کہا کہ سوائے ظہاس کے کوئی اسباب نہ ہو گیا باتیں جہی نہیں کہ جہان کی بکرت سے گزرا غمی ہر کار سے  
 مریض سے دوز سے جب گو زریہ اگر شش ہوئی تو کبھی کہ خواہ گزرا لہ بن ملک بخندار کہ شوم کا فرید بن غم پر سوار دکانی ہو یا مجب بہت تھی کہ  
 خلعت نافذ پہنچے ہوئے مرغ زرین بنا ہوا کش کا نہ سے پرستور لگی ہوئی نہ جہیوں کے خاندان میں مہا چلتا ہوا لقا کے پاس آیا کہ کہا کہ مبارک  
 ہو شہزادہ کنگان صاحب ماضی گزراں ظہاس بن عنقوب بدلو پر و را ہو پوچھا لقا نہایت خوش ہوا اور سوار دکانی شہزادہ کیواسے بھیجا مگر گزراہ  
 زخمیارگ کے پیچھے اٹھتی علی آئی تھی وہ خوش ہوئی آئیں تین سو علم نشان میں ہلا کہ سوار کا ہلا کہ ہنسا لیں شہزادہ لیں قلیخان بھالوئی  
 یہ دونوں کے کل گناں و غلاہ فیصل کو از غنہ بعد کے خوں خاص جہان کے اور کوئل گہڑے باساند براق مرصع اور ستے چھڑاؤ گزراہ ہونے  
 پیچھے اٹھ ظہاس مسلح و کمل کر گدن پر ساترین لاکہ سوار ہیں بہت اگر لقا کو بھی دیکھا کہ شہزادہ کے دست بخش ظہاس کی پشت پر چڑھا  
 کہا کہ انھوں نے حدت خداوندی بغیر جوئے خدا کی بیری ہودہ تھی ظہاس نے کہا کہ با خداوند جنگ حمزہ زندہ رہتا میں بھی نہ آتا اب آپ مظلوم  
 گونا بکرو یا میں خدمت میں حاضر ہوا لقا ظہاس کو بیکر بارگاہ میں آیا سبب پیش آہستہ کی اسباب دعوت مہا کی ظہاس کا داغ جب  
 شراب سے مست ہوا کہ کہ یا خداوند بیکر بادشاہ اسلام نے جو جگہ کہہ بن اُسکا غنیمت میں اُسے لاکہ سعد بن قباد کو لکھو کہ یا تو باب صاحب  
 لکھ بھیج دیں نہیں آواؤ جنگ جون اسی مضمون کا اس ظہاس نے بھیجا عیار زام بیکر بارگاہ میں آیا نامہ ہاتھ میں بادشاہ کے دیا بادشاہ نے  
 نامہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہوئے نامہ پڑھ کر بیکر بادشاہ پر سے فرمایا کہ گزراہ اس ماری سے کہ حمزہ نے تو مجھے زندہ چھوڑ دیا اُسکے عرض میں  
 تو وقت پا کر آیا کہ اسباب صاحب جفرانی نے میں نے تباہی تھا کہ تو ہی ہوئی و اگر بارگاہ میں آتا تو بھی لشکر نے سردار پر نہ آتا دیکھا چلو بود بھی ہی  
 میں نے بادشاہی لشکر اسلام کی بزرگشمیری ہو میں کسی سے اندیشہ نہیں رکھتا ہوں جو مجھے ہو سکے حضور نہ کر خدا سے بزرگ بہت اچھی











ایک کو زندہ چھوڑ دیا کہ حکم دیا کہ اصل جنگ سے ہر کار سے خبر لیکر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے مگر لشکر اسلام جو پھر کر فرود گاہ میں  
آیا زمینوں کے مابین لگوائے اور آپس میں صلح کیا کہ اب جنگ پھر عجاوبی صبح کو کون مقابلہ کرے گا اور اس دیو سے کون عمدہ برا ہوگا  
آخر کو مشیران سلطنت نے صلح دی کہ شہر غنظلی آباد کو چلا اور عمرو سے کہا کہ پہلے آپ روانہ ہو جیسے عمرو تو آگے روانہ ہوئے لشکر اسلام  
پچھے چلا تا کہ کہیں صبح ہوئی تھا سو ہوا چاہتا تھا کہ کمر کارہن سے کہ فرزدی لشکر اسلام شہر غنظلی آباد کو بھاگ گیا بختیارک نے  
کہا کہ انی طماس ان لوگوں کو صلت نہ دیتا چاہیے زندہ رانہواں زد اور اگر وہ شہر غنظلی آباد میں پہنچے تو پھر انکا ہاتھ کاٹتے ہیں  
طماس نے کہا کہ ملک جی میں ہائیں کب چھوڑنا ہوں کہ وہ شہر غنظلی آباد تک پہنچیں اور ان ملک جی تم لقا کو لیکر بھیجے پچھے آدین  
آگے جا کر لشکر اسلام کو گھیرنا ہوں یہ کہ گھیرنے کو دو ڈاکر وہاں لشکر اسلام چلا جاتا تھا کہ طماس پہنچا اور فرود گاہ پر زمین  
میں کب چھوڑنا ہوں کہ میرے ہاتھ سے زندہ سلامت نکل جائے اور ان کے جو دیکھا اور آواز طماس کی سنی سنے لگا اور کھنکھاتا  
ہوا کہ عزرائیل ہماری جان کا آپو بن جائے گا آپس میں صلح کی کہ کچھ لوگ تو طماس سے لڑیں اور باقی بادشاہ اسلام کو لیکر آگے دھکیں  
صلح کر کے بادشاہ کو لیکر چلے آ رہے جو لوگ گئے تھے وہ طماس سے دینے لگے کہ اب اسے منہ پر چڑھ سکتے ہیں گھڑی دو گھڑی روئے  
اور لہر اسب نیرانہ از ہاتھ سے طماس کے شہید ہوا باقی لشکر بارگاہ سلیمانی کو چھوڑ کر بھاگا طماس نے بارگاہ سلیمانی اپنے فیض میں  
کی اور پھر قعاقب میں لشکر اسلام کے حاتم ہوا لیکن بادشاہ اسلام بیوش تھے ہوش بن آئے کہ لہر اسب کے شہید ہوئے کی خبر بادشاہ اسلام  
کو پہنچی بادشاہ نے چاہا اب جا کر طماس کا مقابلہ کریں مگر کسی نے نہ مانے دیا اور کہلا کر شہر غنظلی آباد قریب ہوا ان چلے بہرہ و  
ہوئے تھوڑی دیر کے بعد کہ دیکھا ہوا چار عربین امیر مصری آئے مگر نبات اوس اور ریشہ جو ثبات چہرے پر چھوٹی ہیں کہا کہ  
بارد تم کمان چائے ہو لوگ غنظلی آباد کے دین اسلام سے پھر گئے اور ہمارے دشمن ہو گئے ہر چہ میں نے کہا کہ وہ رازہ شہر کا کھول  
کسی نے نہ کھولا اور لڑنے پر مستعد ہوئے بادشاہ اسلام نے عمرو کے کہنے پر عمل نہ کیا اور سامنے شہر غنظلی آباد کے آئے پکار کر کہا کہ  
سکڑی سے باز آؤ ورنہ شہر کا کھول دو اور جو نہ کھولو گے نو چند ان میں حمزہ کا صاحب جفران پیدا ہو گا وہاں ایک ایک کو قتل کریں گے یہ سن کر  
مالک بن زید دہشت سے کہا فریب تمزد بد ہو گا اس وقت بھول جائیگا کہ کہا اپنے لوگوں سے کہ نیرانہ کرو ان خدا پرستوں پر  
قلہ پر سے بارش نیر ہوئے گی بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ لڑنے پر مستعد ہیں اگر میں بیان لگتا ہوں تو دوسرے یہ لڑینگے اور دوسرے  
طماس چلا آتا ہے ہمارا امانت ایک طرف ناموس سب برباد ہو جائیگے پھر سامنے آؤ کہ وہ تھا اسکے اوپر ہاتھ اور تمام سار کو اپنے  
فیض میں کیا جا چکا تھا میں پر لوگوں کو نجات دینا اور تیر و کمان باخون میں لے لیکر مستعد لڑنے پر بیٹھے کسی کا فر کو با فر ہم نہ لے دیکھائی ہوں  
دینگے لیکن ناموس میر کو سچا بیٹے اس عرصہ میں گرد و فلک کا حق اٹھا اور طمانت لشکر کفار کی نمایاں ہوئی طماس بن غنظول دیو پرورد  
دکھائی دیا انا جلد طماس آباد کر رہیں گے نہ رستے میں مگر گر رہے ہیں جو تھے گھڑ سے پر ہوا ہو کر آ رہے تھے اسکے فوج علی آتی تھیں  
پہاڑ کے یا کر پوچھا اب کوئی اور گھڑی دن باقی ہو طماس نے چاہا کہ پانچ چہرہ جاسے اور خدا پرستوں کو قتل کرے کہ لوگ جو اسکے ساتھ  
آئے تھے انھوں نے کہا کہ لقا خد سے باختر کو آجائے دیکھو یہ خدا پرست جاتے کمان میں جا کر گھڑ سے ہوتے ہیں کسی اور طرف سے دوسرے  
سایا کا نہیں ہو طماس بھی شک گیا تھا انکے کہنے سے پھر کہ خیر میں داخل ہوا اور فوج کو حکم کیا کہ جہاں طرف سے پہاڑ پر نہ کر لو فوج  
اسکی گرد پہاڑ کے اُردی دوسرے دن لقا اور بختیارک اور تمام سردار مع لشکر اگر چہ طماس نے ملازمت حاصل کی لقا نے  
دست بخش پناہ اسکی پیچھے پھر اور کہا کہ تیرا بد خدا میں خاص ہے تیرے دم میں میں سب خدا پرستوں کی موت تقدیر کر دی ہے اسدن بھی  
لڑائی موقوف رہی شام کو طبل جنگ بجا لیا کہ بھرتیاری لڑائی کی رہی اور پہاڑ پر سب سلطان نمازین پڑھ رہے تھے وہاں تک کہ  
صبح کو لشکر کفار سوار ہو طماس نے کہا کہ اب سکندری کو بجاؤ جیسے ہی چوب اس پر پڑی خدا یا صاحب جفران یا صاحب جفران کی تہ پڑی  
بادشاہ اسلام نے جب خدا جل سکندری کی سنی فرمایا کہ ہم سب مارے جائیں گے اور کوئی ہم سے نہیں بچے گا میں تم سب سے















کر کے تیر کو جھٹکا دیکر نوزلہ والا اور نقابدار پر دوڑا نقابدار نے کھڑا ہوا اور دھڑکی گشتی میں سے بڑکھا بھٹکا دیکر گرجا سا اٹھا پابند  
 نقاب کا ٹوٹ گیا ایک آفتاب چمکا ہوا اس ہزار جان عاشق ہوا قدیون پر کر کر مسلمان ہوا اور کہا کہ جیشہ بزرگان لیے غلام ساتھ لے گیا  
 نقابدار نے قبول کیا اسے کھڑے بڑھایا اپنے سب سرہارین بہ بالا بلایا اور لقا کو مع سرہارین اپنے عیار کے سر دیا کہ اسے تنہا نہیں رکھو بعد  
 فیصلہ شکر اسلام کے بھی بایکا لیکن عمرو بن امیہ ضمری نقابدار کے ساتھ تھا تا جہاں تیرا بددعا ہوئی کسی دیکھیں ماؤشما بھالایا لاری  
 غریبیں کہیں کہو نقابدار کیا کارناماں کرتے کیا اہل اسلام کو قتل سے بچایا ایسے مادی کو حلقہ کوش بنایا نقابدار نے عمرو کی بہت عزت و  
 توقیر کی زبردست ملایا اور کیا خوب بچ کر کہ تم فرما جعفران کی نہیں لیجئے عمرو بولایا نقابدار اب خاطر جمع ہوئی اب تلاش کرو گے  
 یہ کمرست آؤر کوہ روانہ ہوا جب قریب اس کے پہنچا ایک قبیلہ دیکھا کہ اوپر سے چار اونٹن لے ہوئے چلے آتے ہیں ایک چمک رہا تھا  
 اور عمرو ایک فقیر کی صورت نکرا کے پاس آلا پوچھا کیا ہو اور کہاں لیے جاتے ہو چوہا زادہ شربازوں نے کہا کہ شاہ جی حسین شرباب کیا  
 اور کہا ہمارے کہ ہم دو غلاموں کو بڑے لیے جاتے ہیں آٹھ روز ہو چکے ہیں کہ ہم اس بلا میں گر خوار ہیں آپ دعا کیجیے کہ بلا سے نجات پائیں  
 عمرو نے کہا کہ تم کوئی دوا میون سے دے دے ہو کہ اگر وہ جادوگر یا ان میں کلمات سے آتی ہیں اسے شیشمال حمزہ کے دوا میں لے بھیجا ہے  
 گلشن و گلستان اکلانہ پر پہنچ کر اسکا پتھر کیا ہو اور ساندوز سے حمزہ پر برف برسائی میں اور سر دھار کر کوٹا یا ہو کہ ہمارے  
 واسطے ہر روز شرباب دیکھا کہ کھانسیجے جانا نہیں تو بچھڑا بیٹھے ہم سر دھار قبیلہ کا حامد المیسی ہر وہ دوسرے خوف جان کے ہر روز چہر  
 اونٹ شرباب دیکھا کہ کھانسیجے میرا عمرو نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں جو جاتے کہا کہ اگر وہ مارڈالیں گی کہ غیر شخص کو اپنے ساتھ  
 کیوں لائے عمرو نے کہا کہ اچھا نہ جاؤ گا پتا اس واسطے تھا کہ اچھے محل ہوتا انھوں نے کہا کہ ادا جی میں اور کچھ نہیں دہیں عمرو نے کہا کہ کچھ  
 لیجئے کھانسیجے وہ چوہا زادہ شربال دیکھا کہ دینے عمرو نے کچھ لعل دیکر کہا کہ تمہارے مذہب سے نجات دیکھا سمجھوں لے لعل کھائے بیوش ہو کر  
 گوسے عمرو نے سب کھائے اور شرباب بن بیوشی مائی اور ان سے کورفع بیوشی دیکر چوہا زادہ چوہوش میں آئے تو گھر اگر بھائے کر آج بڑی  
 دیر ہو گئی عمرو کلیم ہماری اور سے بھیجے چاکرا ایک حاسن کہ میں پہنچے دیکھا کہ جادوگر یا ان بدست بیٹھی سر کر رہی ہیں آگ پر تل  
 اندر ہی میں کہ وہ چلے ہیں و صوان اٹھ رہا ہے آسمان پر جا کر اور جہاں بیٹھیں دونوں جادوگر نے ان کے دیکھا کہ چوہا زادہ کھانا ہاں وہ دونوں  
 پکار رہے کہ اسے حوٹ کمان پر لگانا ہم صوبہ کے مرنے چوہا زادہ نے کہا کہ آج کئے میں دیر ہو گئی کہا ہر اس نگر ہمارے سے بھی جائیگا اور کھانا  
 اچھے سانے کھانا تیار کیا گیا کہ کھائے زبرداد سے بیوشی کی دماغ میں لگی شرباب کو دیکھا وہ بھی خواب میں نہیں غصے میں نہ سر کر کے ہاتھ کو  
 جیش میں کہ پانچ عوارین چکر کر رہی ہیں سب کے حوٹ دیکھتے ہوئے یکسندہ ہی تھا اس سے کہا ہے بتا بیوشی کسے مائی اسے فقیر کا مانا اور قتل کیا  
 بیان کیا کہ معلوم ہوا وہ فقیر عمر و تھا ملازم نے جسے ملنے وقت کھانا کھا کر عمرو سے غرور دینا کہ وہی تھا اراقل پر دوسری نے کہا میں غم  
 وہ سارہاں زادہ کھانے کے ساتھ آیا ہو گا اور بھڑی پر چڑھ کر دیکھا پشاپ کر نکلی عمرو نے کھانا دیکر پکڑا اور بیوشی کر کے عمر و کو کڑا  
 آپ اسکی صورت دیکر آہ گلشن نے کہا کہ کیوں ہیں کہیں وہ سوا ملا کہا کہ نہیں معلوم ہوا وہ ہمارے سے نہیں آیا یہ کمر بام شرباب کا  
 آخر میں دیا کہ بیوشی ہاتھ میں لیا اور منہ کے برابر لائی کہ یہ بوداد سے بیوشی کی معلوم ہوئی عمرو کو پکڑا اور کہا کہ میری ہیں کو کیا کیا  
 عمرو نے کہا میں نے سارا ڈالا بندہ ہی پر چڑھ کر آئی تو گلشن گلستان کی پتی پالی عمرو سے کہا کہ اسے بھگوان کی جوانی پر رحم نہ کیا لیجئے  
 مشق کو تو نے مارڈالا عمرو نے کہا کہ لو کہانہ تو نے حمزہ صاحب جعفران کو مع سر دھار کے برف میں دبا دھڑم نہ کیا میں نے تو ایک  
 چوبیل ہی کو مارڈالا کچھ بھی مارا جانتا تھا تو میرے دہم میں خانی اور اب کہاں جائیگی تجھے بھی کوئی دم میں دوزخ میں پہنچانا ہوں عمرو کو کھو  
 دلا اور میں کو یاد کر کے روئے روئے سو گئی عمرو و ملا میں مانگنے لگا کہ اوس میں بدادہ اور جادو کہ گلشن جادو کھارے کردہ بدادہ  
 ہوئی اور اسکو کڑکڑا کر قید کیا اور پھر سو رہی اوس حیران و پریشان تھا کہ سمک دیکھا ہی دیا اوس میں پکا ایک چمکے چمکے اٹنے میں  
 گلشن جادو پھر دھار ہوئی اسکا پیش کر دیکھو چاہا کہ گرفتار کرے سمک بھاگ گیا یہ پھر سو رہی کہ سمک پھر نمایاں ہوا لگی گلشن تھا سے پکڑا لیا







زبان سے امیر کی تمام سنوئے پاتا تھا کہ بھائی حمزہ صاحب قرآن کا عجیب ماسرو اپنے ذہن سے اس کا کمر ہوا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو  
 تو غلام جا کر نقابدار کو تفتیش کرے امیر نے کہا جا کیا مضائقہ ہے جس شخص سے اس کے سپرد کیا عجیل ماسر و لشکر انچھٹا لکیر رہا نہ ہوا بعد ازاں  
 امیر نے کہا کہ صاحب عجیل سے کچھ نوٹ لکھا میں چاہتا ہوں کوئی اور اس کی مدد کو جائے یا حکم تیغزن فرزند صاحب قرآن اٹھا اور  
 کہا کہ غلام حاضر ہو امیر نے فرمایا اچھا جاؤ یہ بھی اپنی ساتھ نہ فرود لکیر و نہ ہوا بعد اس کے امیر نے فرمایا ایسا الناس ہا غم بھی لگ  
 چاہتا ہے کوئی ایسا بہادر جاوے کہ ان دونوں کی ملک کر سے بدیع الزمان اپنے ذہن سے اس کا کمر ہوا اور کہا کہ میں جاؤنگا امیر  
 چاہتے ہیں کہ رخصت دین اتنے میں قاسم اٹھا اور بدیع الزمان سے کہ اگر کوئی تیرا دوست پیوں کی مدد سے اگر آپ چاہتے ہیں  
 کہ میرے اوٹ کے سلسلہ بخت قطع نہ ہو تو آپ دست چھوڑ دین کی مدد کو نہ جائیں میں دست راستوں کی مدد کو نہ جاؤنگا بدیع الزمان  
 چاہتا تھا کہ جواب دے امیر نے فرمایا اگر فرزند تم تیرا جاؤ قاسم کو جانے دو بدیع الزمان تختے کو مضطرب کر کے بیٹھ گیا قاسم رخصت  
 ہو کر تمام فوج اپنے ہمراہ لکیر روانہ ہوا دوسرے دن بدیع الزمان نے صاحب قرآن سے کہا کہ اگر پھر وہ گیارہ بجو کمال اشتیاق  
 تھا بدار کی لڑائی کا اگر حکم ہو تو جاؤ ان امیر نے کہا کہ اگر بدیع الزمان کو رخصت نہیں دیتا ہوں تو رنجیدہ ہو گا فرمایا لیکن  
 قاسم سے فساد نہ کرنا بدیع الزمان نے کہا اگر مجھ کو فساد منظور ہوتا تو کل ہی نہاد کرتی مگر مجھ کو نقابدار کا نہایت اشتیاق ہے وہ  
 جو اس کا دی سے کچھ نوٹ لکھا تو نقابدار سے لڑ دھماکا امیر نے کہا کہ اچھا جاؤ بدیع الزمان مع اپنے رفیقوں کے روانہ ہوا  
 بعد اسکے مالک اشتہار نے اٹھ کر سلام کیا کہ غلام بھی رخصت چاہتا ہے امیر نے کہا کہ اچھا جاؤ اگر قاسم اور بدیع الزمان میں فساد  
 ہو تو تیرے بھائی کا مالک نے کہا کہ خدا مالک ہے میرے ہندو بہر تو فساد نہ دے دھماکا کہا اچھا تم بھی جاؤ بعد اسکے لکھو رنے دست  
 و پیر سے عرض کیا کہ سب سرور تو دست پیر کے گئے مگر بدیع الزمان وہاں ایسا ہوا امیدوار ہوں کہ مجھے بھی رخصت دے امیر نے  
 کہا تم بھی جاؤ وہ بھی مع اپنی فوج روانہ ہو بادشاہ اسلام شہسوار کا لکھنا یا حمزہ صاحب قرآن جو شوکت نقابدار کی طامس  
 کے پکڑنے میں دیکھی وہ شوکت میں نے جنگ کسی کی نہیں دیکھی یہ سب جو نقابدار کے ہاتھ میں اسے اس کا کہ نوٹ لکھا اور کوئی  
 اس سے عمدہ برا نہ ہو لکھا امیر نے کہا کہ میں بھی جاتا ہوں اور پلوان عادی کو بلا کر فرمایا کہ جلو پیش خبر روانہ کرو عرض دوسرے  
 دن صاحب قرآن مع بادشاہ اسلام کے اسیلاف روانہ ہوئے انھوں نے کار افتاد روزگار عیار نقابدار کا لشکر امیر میں موجود  
 تھا حال دریافت کر کے نقابدار کی خدمت میں آیا اور کیفیت بیان کی کہ کل عجیل ماسر و بھائی صاحب قرآن کا آگاہ نقابدار سے  
 کہا کہ کچھ اندیشہ نہیں ہے دوسرے دن عجیل ماسر و لکھ سوار اور ہیل بہت ہوئے اور انھوں نے نقابدار کو لکھا کہ بھرے ہاگاہ سلیمان  
 اور اثنا صاحب قرآن جو تمھارے پاس ہوا اسے لکیر میرے پاس چلے آؤ میں لکھو خدمت صاحب قرآن میں لجاؤنگا وہ مجھے بہت  
 خوش ہونگے اور جب ایک طامس کے زیر کرے پھر غور ہو تو حمزہ کے بیان ایک ایک وہ پلوان اور گرد گردن کش جو کہ دیوہن  
 کو باندھ لیتا ہر انسان کی نوکریا حقیقت ہر نامہ دیکھ کے چلے آؤ نہیں تو سمجھا جائیگا نامہ نقابدار کے پاس ہوئے نقابدار نے غم  
 سے آگاہ ہوا جو اب اس کا گھما کہ میں نے یہ اسباب کا خون سے چھینا ہے کہ صاحب قرآن کے لشکر سے نہیں لیا تم جو کہتے ہو وہ اب  
 مجھے زبردستی لکیر حکم کیا کہ بچے طبل جنگ عجیل ماسر و کو جواب دے کہ پھر پنا حکم کیا کہ ہلے یہاں بھی طبل جنگ بچے ہر  
 رات بہر دونوں لشکر دن میں تیاری ہی میں ہے کہ وہ دونوں لشکر میدان میں آئے صف مدال و قتال دونوں طرف سے آہستہ ہوتی  
 نقیب نقابت کر کے چلے گئے عجیل ماسر و خشان مرصع نگار پہنے ہوئے خود صیقل سر برکے ہوئے میدان میں آیا ماسر و طبل کی  
 نقابدار مرصع پوش نے نقابدار کی طبل کی روش سے بوجھا کر کون ہر او کیسا ہی نقابدار کی طبل کی روش نے کہا کہ بھائی ہی  
 صاحب قرآن کا اور بہت زبردست ہے اگر اس پر غلبہ ہو گا تو بڑا نام ہو گا اور جو اس سے کسی کی تو غضب ہو نقابدار نے کہا کہ خدا  
 مالک ہے جنگ وزیر بند مکتب دست کو کھار دگر مار ہو کر مقابلہ عجیل کا کابلے جنگا اور ہوا کہ برابر ہے عجیل نے دیکھا کہ نقابدار



خود ان پر کیا اور نقابداروں سے کارہا بن گئے ہیں صاحبقران مسنون دنگور میں تیری بہت تعریفیں کرتے ہیں تو میرے سامنے  
 امیر شاہجہان کے اور نہیں تو پہچان ان کے کچھ ہاتھ دیا بیٹھے نقابداروں نے کہا کہ تم مجھے نصیحت نہ کرو خواہے دست برد سے ہو سکے  
 حضور دنگور عجیب نے نیزہ نقابدار پر مارا نقابدار نے نیزہ کو نیز سے پر رو کیا گی نیزہ بازی ہوئے بعد بار گھڑی کے نقابدار عجیب ماسر  
 کے گھوڑے کی پہل نکال لیا لشکر میں نقابدار کے علم چلہ گری پر آئے عجیب کو برا معلوم ہوا ڈانٹنے کی نقابدار پر تیری  
 نقابداروں نے نیزہ کی نو آہ پر رو کی اور نیزہ دن کے پرچے اڑ گئے ہاتھ سے بھیڑنے عجیب پہل رہا ہر دے گز نقابدار پر مارا نقابدار  
 نے گز پر رو کا گز لڑنے کی آواز آسمان تک پہنچی خود گرد میں نقابدار پوشیدہ ہوا عیار نقابداروں نے گرد گرد چرخ مار کر آواز دی  
 آقا مرید ہند بازی کرتا ہو نقابدار ہوش میں آیا عجیب نے تین گز سیم نقابدار پر مارا سے تینوں حریف میں نقابدار نے رو کو لے لیا  
 ضرب ایسی ماری کہ جیٹی کا دو دو زبان پر لڑتے دیکھ کر مرکب کی لڑتے گئی عجیب ہوش ہو گیا عجیب کا عجیب کو ہوش میں لایا  
 مرکب کو مرقہ پایا عجیب تلوار کھینچ کر داکر مرکب نقابدار کو لے کر نقابدار مرکب سے کود پڑا تلوار عجیب کی خالی گئی آخر کو کشتی ہوئے گئی  
 یا نبیوں ان کشتی رہی بہرہ دون تھا کہ عجیب نقابدار کو سات قدم پہل کر لیا اور جھٹکا کیا کہ اسناد انو نقابدار کا آستانہ میں ہوا نقابدار نے  
 تلوار عجیب سے نہر چند زور کیا تلوار نے جھٹک لیا کمان کی ایک نقابدار عجیب کو پہل کر لیا تو قدم یک دگیا وہاں جھٹکا کیا کہ دونوں نے عجیب  
 کے آستانہ میں ہوئے مگر عجیب نے بھی تلوار لکڑی پائے خرق ہو گیا نقابدار نے بھی زور کیا مگر تلوار عجیب کا نہ ڈانٹا نقابدار نے لکڑی  
 عجیب پس گز لڑا شش سو چکی جا د میں نے عجیب چھوڑ دیا اتنے میں ہاشم مرکب کو چھکا کر آیا اور کہا کہ امیر نقابدار صبح کو تو ہوا میں ہوں  
 کل معلوم ہوا جگہ دونوں لشکر میرے نقابدار اپنی بد گام میں آیا نقابدار پہلے گز ہوش سے پوچھا کہ عجیب کو کیا پایا نقابدار نے کہا  
 کہ بہت زبردست ہوا دس ہاشم نے عجیب سے پوچھا کہ نقابدار کو کیا پایا عجیب نے کہا کہ نقابدار صبح در دست چھوٹا آئے  
 کہ کہ جا میں نے تجھے بختا میں قیمت کچھ دینے ہو گیا تھا کہ نقابدار کچھ لیا تھا نقابدار حمزہ سے حکم نہیں ہو دیکھ ابرو  
 کھینچ کر رہی ہو میں نے تو نقابدار کو ایسا پایا کہ حمزہ بھی اسکا کچھ نہ کر سکا ہاشم نے کہا کہ صبح کو معلوم ہوا جگہ غرض دونوں لشکر میں  
 عجیب جنگ بھاج کو دونوں لشکر میدان میں آئے جب صحت کمانی ہو چکی ہاشم میدان میں آیا سہانہ طبی کی نقابدار نے کہا کہ امیر صبح پوچھا  
 بنا امیر کا ہوا اور طرفدار قاسم کا ہو نقابدار نے کہا میرا بھائی اور مرکب کواڑ اور مقابلہ ہاشم کا کیا اور کہا کہ امیر ہاشم تو ہوا تو قاسم کا  
 اور یہ لڑتے دو گراں کرتا ہوا اور پایا ہاشم نے بچھا مارا نقابدار نے نیزہ پر اسکا نیزہ رو کا نیزہ بازی ہوئے قی بعد میں سے حمزہ  
 ہاشم کا لڑ گیا ہاشم نے غصے میں آکر نرس کر دیا نقابدار پر مارا سے نقابدار سے کچھ لیا اور اپنا گز ہاشم پر مار کر مرکب ہاشم کی ٹوٹی  
 مرکب گز پانوں ہاشم کا رکاب میں جھپٹ کر لکڑی نقابدار نے حال ہاشم کا گرد گون دیکھا کہ جلتا ہوا تھا مٹی پر لگی ہاشم پر مارا  
 تھا لوگ لپکے بعد دیر نہ ملنے کے گرد اور غیا کا تین ٹھٹھا شہزاد کا خدا در سپاہ مع سپاہ ترک مغاوری ان سپہ سالار عجیب ہاشم  
 کا لشکر ہا ہا کہ مقابلہ کو نقابدار کے جالے فقیر نے بھی یا آج نال فرما بے نقابدار ہاشم سے ملا چاکر ل پھر بھی کا لیل لڑتے رہے  
 لشکر میرے رات کو پہل جنگ دونوں لشکر نہیں بچا سر دمان دست چپ اور دست دست متواز ہو چکے جاتے ہیں عمر و بھی خبر کچھ  
 آیا آئے دیکھا کہ سب سردار مع بدیع الزمان و اندھورو مالک وغیرہ ہو چکے اور قاسم و نقابدار سے بھی کو مقابلہ کھڑا دیکھ کر لکڑی  
 حمزہ امیر میں آیا اور نقابدار کی تعریف دھکی اور کہا کہ کل قاسم و نقابدار سے لڑائی تمہاری ہو امیر نے کہا کہ تم شوکت و شان  
 نقابدار کی بیان کرتے ہو کیا نقابدار ایسا ہی ہوئے تم کہا کہ لکڑی حمزہ میں نقابدار کو ایسا دیکھتا ہوں کہ تیرے سردار کو  
 مانند آدھ کے ایک مائس میں کھینچ لگا امیر پر لشکر سے پریشان ہوئے اور بھیجے کہ نقابدار بلاے بد رمان ہر طور سرگرم ہے کہ  
 کہ تم نشانی ہمارے جبر کی لیا و اور قاسم سے کہنا کہ جب ہم نہ آئیں تم نقابدار سے نہ لڑنا کہ کہو بہت شہان تمہاری اور نقابدار کی  
 روانی کا ہر طور سرگرم تیر صاحبقران کا لکڑی رو دہ ہوا سو فٹ آہو چاکر جب دھنن لشکر میدان میں آئے تھے اور قاسم و نقابدار مقابل























اصلی بیوش و کچا بیوش میں لاسے اور کما کر عجب تا شاہی کو ایک قانون جنگی نقابدار کی بارگاہ میں گئے ہیں قانون جنگی  
جلدی سے لباس پہنا کر دست نقابدار میں چلا کر جانے بارگاہ پر آیا لوگ دیکھ کر حیران ہوئے کہ ایک قانون جنگی ہاں نہ ہو دوسرے  
قانون لاسے میں کیا تا شاہی پر یک چوہا بنے عیا نقابدار سے حال کیا کہ اس میں قانون جنگی داخل بارگاہ ہوا عیا نقابدار نے  
عمر و سے کہا کہ او مرد آدمی تو نے کیا اور کیا خراب صورت بدل کے کسی نہ آؤ گا پر کیا یہ فتنہ کتنی پرے کھر عمر کو روک دیا اور کہا کہ اتنے جھوٹے  
نہ چھوڑا گا نقابدار نے کسی کو اگر یوں نہ ہمارے ہاں نہ سنی اور چھوڑا تا کہ از کی فکر میں بہت اب ہم تعین مہربن دیکھا کہ قسے لشکر اسلام پر ہے  
تھیں مسلمان کچھ پر لیکن قید کر لیا اور ایک صاحب قرآن سے بھلا شوگا چھوڑے عمر و نے کہا کہ عیا نقابدار اب میں آؤ گا کی جگہ اور  
مرد و دو روئے دیر صاف کر دھرم میں منسا بنکا کر دنگا نقابدار سے کہا کہ تمہاری بات کا اعتبار نہیں ہر اگر تم کھاؤ تو ہو گا اعتبار نہ کر و  
نہ اگر میں قسم کھاؤ تو جو ہوں نقابدار بولا کہ جو فتنہ یہ بھی بارگاہ و جب عیا نقابدار عمر و نے ہاتھ میں لیا اور کہا کہ میں قسم اسی جھوٹ کی کھا ہوں  
کہ اس میں تمہارے لشکر میں خاؤ گا اگر حمزہ اور دیگر سردار سب مجھ کو نہ مروت دے دیں تب میں کہہ عیا نقابدار کاہل و فتنہ میں آ جا  
ہوں کہ نامے کا فر منسا ہوں اگر روپیہ نہ لوں تو حق فرما کر ان سے عیا نقابدار نے دوتھے لشکر میں عمر و کو دیکھ کر کہا کہ  
عمر و دماغ میں دیتا ہوا تمام احوال صاحب قرآن سے بیان کیا اور کہا کہ اگر قسم نہ کھاؤ تو جھوٹا اگر اب لشکر نقابدار میں نہ جاؤ گا اگر کی  
نقابدار نے گزرا کہا تو اب ہی ڈالکا امیر خاموش ہو رہا تھے میں نے عمر و کی کہ لشکر نقابدار میں مل چکا ہے ہاں ہر امیر نے بھی مکمل کیا  
و یا زات ہر مذہب و لشکر میں بنا ہی رہی ہے کچھ کو سبیل بنا ہی ہوئی بعد مضمون مانی کے نقابدار میدان میں آیا سارے طلب کیا مالک از و  
بادشاہ سے صحت پر مقابل نقابدار ہوا بعد نگارہ و نگارہ کے نیزہ بازی شروع ہوئی راوی نے بیان کیا کہ نیزہ مالک اور اسی میں کاہر  
و مالک صاحب قرآن نیزہ ان مالہ و و گھڑی نیزہ بازی ہوئی تھی کہ مالک نے نیزہ درمیان نیزہ نقابدار اسار ان نیزہ نقابدار نے نکلیا  
قاسم خوش ہو کر مالک نیزہ باز بچھل ہر کوئی اس سے عیا نقابدار نہیں نہ سکتا لیکن نقابدار نیزہ سے کتوٹے سے بہت آندہ ہوا ہاتھ  
نیزہ مالک کا پرکاس زور سے بھٹکا یا کہ نیزہ مالک کا نیزہ گیا اور آپس میں اپس کے زور سے کھج کھج کر دھڑکے زمین پر  
کے صدمہ کشتی ہوئے چھوٹا بندہ زکشتی رہی ساتویں روز امیر نے وطن کو جاکر ادونون لشکر اپنے پیچھون میں گئے امیر بارگاہ میں  
پہنچے نام سردار دن کا دھندہ بندھا سمیت پیش کر رہی امیر نے فرمایا کہ عیا نقابدار دو مرتبہ روپیہ بھی لے کر ام نقابدار کا وصال کیا  
کہ کون پر عمر و نے کہا کہ حمزہ جان میری کچلی احمد میں نے تو کہہ کر تھی کہ عیا نقابدار کا عیا نقابدار سے بیان ہر جگہ بیان ہی بنا  
ہو اور عیا نقابدار کی قسم کی جھوٹ درمیان میں دکھا گیا تھا امیر نے کہا کہ نقابدار باؤ کے نہیں تھے تو کتنا حق ہو اور میں نیزہ اس دھندہ منکر اگر  
کہ میرے کہ جو خبر نقابدار کی آئے وہ دھندہ ہے ہر بیع الزمان اور قاسم و غیر نے بھی روپیہ منگوئے عمر و نے بدوہدہ کچا  
خوش ہو کر کھڑا ہوا اور کہا کہ حمزہ و دیگر دیکھ میری جان یگانہ میں نہ لونا تو فرمنا اور دن کو کیا جواب دلا گا کہ کسب بدوہدہ  
داخل نہیں کیا ہوا اسے عیا نقابدار نے پر درست کر کے روانہ ہوا دھارڈ بارگاہ نقابدار پر آیا دیکھا کہ بارگاہ عیا نقابدار ٹھیکہ لٹک  
کر رہا ہے کراؤ شہر بادشاہ لڑائیاں لہانی میں ایک تو لندہ صور سے دوسری امیر سے عمر و چکا کہ زور دے پھر رات گئے فرشتہ کو بیوش کر کے  
قات بھانکر چھوڑا دن اور نہ جھگڑون کو بیوشی دیکر قریب نقابدار آیا نقابدار نے ہر عیا نقابدار ایک جوان کو دیکھ کر سن گیا کہ جس  
کاہر گھڑی زور سے آئے عمر و ہاں ہر تا چھوڑوئی ہر حال سبزرگ ہتھی تابان پر جا پا کہ عیا نقابدار کو کچا پر ہم دریافت کرنے اتنے میں عیا  
نقابدار ہر پھر فرشتوں کو بیوش دیکھ کر نہ سنا ایک سیاہ پوش کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا ہے باطن سے لوگ یہ غل گیا پر کچا کچا بلکہ عمر و  
کہہ کر کچا کا راہ ہر بائے کی نہ پانی تیار ہوا استون کے بارگاہ پر چڑھ گیا کسی نے نہ دیکھا کہ عمر و کہاں گیا اگر عمر و صبح تک وہیں بٹھا رہا  
نقابدار کی بھی زندہ پائی تھی عیا نقابدار سے اتنے میں کہنا کہ عمر و اطلاع ہر ہر دفعہ میرے لکیر میرا نام دریافت کوئے آتا ہے عیا نقابدار کہ  
حضور بجا ہو میری باتیں نہیں کہ عمر و کو کھانسی آئی عیا نقابدار نے آدھ دیکھا عمر و عیا نقابدار نے آدھ دیکھا عیا نقابدار کو کہ











ابو باغی اور امیر تاجین نے کیا جواب دیا۔ نقابدار نے کہا کہ سمجھا جا یا گا امیر نے جو اندہ بارگاہ کے قدم کجا بطریق اہل اسلام سلام کیا نقابدار نے جواب سلام کیا اور فقیر کو اسطرح کھڑکھڑا کر دیا اور امیر کو مستند پر بٹھایا آپس میں مستند بننا طردان پاندہ میں چنگر جو گھڑے عاشر کیے ناچ ہونے لگا طبع جہاز زینان خوش الحان نے بعد از دوا یہ غزل کا شروع کی غنزل

عاشق جگر بے خبری بخوابی سے	میری جانے میں از کراچی مناجی سے	راز سے میں ہر زین لکھی نظر سے	میر کے بھی ہیں مدد میں قتل سے
جاگ بھی شب بکھن میں اشد سے	انکھیں بافت ہو میں میں غمی سے	ندیا جیکہ وہ میر نے دیکھا نام سے	کیا توقع ہیں میں گنبد دہلی سے
بچہ کی دلی بیانی میں تھک کالی سے	زین نظر میں غم کی شادی سے	رکشی تاج بھی میر شاد سے	پھر گلی تاج میں بھی کی بجائی سے

عجب لطف ہو دو بیاہ ہے ایشیہ انجام میں رہا ہر جب داغ امیر کا بادہ تاب سے گرم ہوا امیر کا یہ عالم کہ نقابدار کو دیکھتے ہیں اور باغ باغ ہوتے جاستے ہیں یہ جی باریک دیکھنے سے لگا بیچے غصہ میں جو جیے اور سب افسہ جانے۔ باد میں کتنے ہیں کہ اگر اشقر بھی مانگے وہ چھوڑ کر چارہ میں کاتے تھے گھوڑے لیس کیڑے کچھ کنہزور تھا نقابدار مرصع پوش کی طرف دیکھ کر کہا کہ جیسی یہ کیا خاک تم میرا گھوڑا کھول دے کیا اپنی زبردستی اور باک میں بھوکا کھا لے تو آجک مجھ کو کوئی نالین ہو اور کئی امیری قلم آجک اس طرح نہیں لایا کہ میں طرح میرا گھوڑا کھول دے جلد میرا گھوڑا کھول دے نقابدار نے کہا کہ یا صاحبقران میں بھی آپکا اور گھوڑا بھی آپکا ہر گز کل میرے اور آپ کے مقابلہ تھا اور میرے پاس کوئی ایسا گھوڑا نہ تھا کہ جو اشقر سے مقابلہ کرے اگر آپ اشقر پر سوار ہوں تو مجھے خنگ دیکھے اور اگر آپ خنگ پر سوار ہوں تو مجھ کو اشقر رحمت فرمائے امیر نے فرمایا کہ اگر یہ تھا تو مجھے کھلا بھیجا ہوتا میں بھیجتا اس طرح کے لڑنے سے تو قتل جانی کی کہ نقابدار زبردستی گھوڑا لیا نقابدار نے کہا کہ اگر شہر بار کل میرے اور آپ کے فیصلہ ہو اگر آپ مجھ پر غالب ہو تو میرا سب سب آپکا اور میں بھی ایک ملازمان حضور میں سے ہوں اور جو حقیر ملازمان عالی پر غالب ہوا تو سب آپکا ہوا اور جو گھوڑے کی طرف سے حضور کو ملے وہ گھوڑا لیا گیا امیر نے کہا کہ میں نے گھوڑا بادشاہ اسلام کو دیا ہر نقابدار کا خیال انکھیں میں نے گھوڑا پایا مگر چنے دو بھولیا جا بگیا کہ کھڑکھڑا ہونے بتوں نقابدار نے بارگاہ پر پہنچانے کو کہے امیر اٹھے رخصت ہو کر گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی بارگاہ میں تشریف لائے اور حکم کیا طبع جگہ بجے اور شکر نقابدار میں نقابدار نے کہا کہ دونوں طرف تباری ہونے لگی ہر شخص اپنے اپنے آہت عرب کو دست کرے لکھی کا یہ عالم تھا کہ زیر کے مکان کو زیر سے آہر کر کے تھا کوئی سپر کو صیقل جھنل جاتا کہنے کو صاف کر رہا ہر کسی کے آگے شعل آتشیں رہی تھی کمان جس جگہ سے غارت گئی تھی اسکو در سے کر رہا تھا زکشتوں کو اڑھیل کر میں زیر کا پیکان با سونوار جا رہا تھا نکال کر پھینکے جاتے تھے اور جو تیراچے تھے انھیں زکشتوں میں رکھتے تھے کہ ہوت جنگ کو تباہی دکرے بیٹے تلواروں کو سنگ چارہ تھے کہ دل سنگین کوہ بول سے شوق ہوا جاتا تھا بیٹے خون کو صبر چہ صابر تھے کہ مثل تیرہ مرغ کی چمن غمی کہ دیکھے اب کیا ہوگا بیٹے لوگ آپس میں جھگڑ رہے تھے اور کتے تھے کہ دیکھے کل آردہ دن دن اور دناہ بولوں تاج دولت کے سر پہ رکھتا ہوں اور خاک ذلت کے سر پہ ڈالتا ہوں کل دیکھے تخت سلطان کی قسمت میں کھا ہوا وہ تختہ مملکت کسی قسمت میں ہر اشعار

کہ فردا کیا کرد و خاک	کہ تاج اقبال بر سر نہ	کہ تخت مملکت ہر در نہ	کہ دانہ کہ فردا چو اہر رسید
لایہ کہ خواہ شد بیاد چہ قطع	بیاری دوست ہیں بائل روز	کہ فردا میں کجا ہضم کجا تو	کہ اندام باز کرد و ملاقات
دانی من ترا بنم مرا تو	سب کتنے تھے کہ کل نقابدار اور صاحبقران سے مقابلہ ہو اگر صاحبقران غالب آئے	تو بہتر والا نقابدار کو کوئے کھوئے	نور پر ز سے پر ز سے کوئے بنوگا کہ کسی طرح ذلیل ہوں بعض کتنے تھے کہ تیرہ قدرت
رب بلبل شاگرد میر نیک ہر سپر کوئی غالب ہوا ہر جو یہ غالب ہوگا لہجہ ایسے نقابدار کتنے ہی آئے اور زیر ہوئے اسکو بھی امیر			







ہوا تھا چھوٹے چھوٹے تندرے پھینکا ہوا تندرے بڑے بڑے تندرے کا ڈکھائی دیتے ہیں نیم سحری وٹان ہر جب خوب روٹی  
 بیج کی ہوئی تو روشنی کرتے والوں کو اشارہ کیا کہ کل کروڑ چھپانے والے پھرے جا بجا قتلوں کو جوڑوڑ کے چھینکے یا تھا  
 انھوں نے آخری بندہ کا خواص پیدا کیا تھا زمین جنگ بتر پھر بن معلوم ہوئی تھی بعد اس کے سواری جان پناہ کی دوسرے گنا  
 مصافحہ میں آکر ہوئی تمام دس ہاتھی دست راست کی طرف اور تمام دست چپ کی طرف ان کان کر قائم ہوئے  
 جب تمام فوج نے اپنے اپنے فریے اور زعموں سے اپنی اپنی جگہ پر قیام کیا تو حمزہ صاحب قرآن پھر تہ صاب قرانی چاہیں خدا  
 آگے بڑھ کے قائم ہوئے سخت سختی قلب سپاہ میں مثل جان دل کے تھے قائم ہوا اس طرف دیکھا کہ آہستہ لشکر نقابدار  
 نقابدار مرصع پوش کی ہرج و مرج میں نقابدار مرصع پوش اور دینی طرف نقابدار بلکینہ پوش اور بائیں طرف نقابدار زبر پوش  
 آکر قائم ہوئے علم اڑ دیا پھر سر نقابدار مرصع پوش کے سایہ فلقن ہوا اور آواز صاحب قرآن یا صاحب قرآن کی پاس  
 پیکر بیان سے نکل رہی ہر طرف طبل اسکندری و بوق ترکی و سنج کیو مرنی بجا بنجہ افراسیابی بکھا ہوا طبل اسکندری  
 سے صدا سے یا صاحب قرآن یا صاحب قرآن بلند ہرج ابک طرف لقا سے بے بقا ماندہ درگاہ خدا زمرہ شاہ  
 مرد و دور و سیاہ مسلسل و مطلق قدمین گرفتار ہوا نقابدار جلالتا تھا لقا نے نقابدار سے کلا بجا تھا کہ آج مجھے  
 بھی میدان میں لپچلے گا اسود سے حکم نقابدار زمرہ شاہ و سیاہ و خواجہ گرا دالہ بن ملک بختیارک شوہر کا  
 بید بن اور ہر مرتبہ عداوت فراموش یا قوت شاد بہ کردند شمع خون آشام با تمام اور کلکال خون آشام اور  
 ترنگال خون آشام و سہراب اذور گیر خاندان قدرت لقا سے لے کر اور قریش بن عسکر الملک سو کیا سے  
 طرفانی و غیرہ سب کے سب طوق و سلاسل میں گرفتار میدان میں آئے ہوئے ابک طرف کو بائیں ان دیباہیوں کے  
 بھی کھڑے تھے اور لقا سے تا ہزار وہاں بھی تقدیر میں لگا رہا تھا امد بہت کچھ محکم ہوا تھا بختیارک سے کتا تھا کہ شیعان  
 درگاہ میں تقدیر کی بن لے کر نقابدار مرصع پوش حمزہ کو پکڑ لیا بختیارک نے کہا کہ یہی منگا اگر نقابدار لائے اور حمزہ کے  
 ہاتھ سے گرفتار ہونے کوئی بیٹا کوئی پوتا کلا معلوم ہوتا ہے بھی نقابدار گرفتار ہو گا جب ظاہر ہو گا تو یہ بھی کوئی نہ کوئی عزم  
 حمزہ کا ہو گا تجھے کیا مطلب ہے غالب ہوا کیا اور وہ غالب ہوا تو کیا تو بیٹھا اپنی تقدیر کو میٹ لقا غصہ کھا کر چپ ہو رہا  
 لیکن دونوں لشکر جب میدان میں آئے فوجوں کی آمد سے گرد و غبار کا حق اٹھا زما تیرہ دنار ہو گیا چہرہ آفتاب گندہ  
 ہو گیا آجہ سپر کد ہو گیا طائر آشبان گم گرد پھر سے تھے فوجوں کی آمد سے زمین نے مرکز اپنا جھوڑا تھا کرہ ہو کر خاک  
 ہو گیا تھا جو طبق زمین کے گرنے سے آٹھ طبق آسمان کے ہو گئے تھے آشکار آدھم سوراخ دران دران چمن وشت  
 زمین شش شد فلک شش شست آتہ شد لشکر بے قیاس زمین در تزلزل فلک در ہراس  
 خشک در گذر گاد کین رخسار آفتابان خرو شیدان ایختند بزرگ بر بزرگ سولہ و درشتاب  
 در در دل سکونت نہ در دیدہ خواب جب کچھ کچھ گرد و غبار کم ہوا از روی دھوپ کی گندلا بہت کے ساتھ میدان میں  
 پھیلی صورتیں نظر آئے زمین ایک نے دوسرے کو ترن ترن نظر سیزد کھینا شروع کیا جا ورون کا یہ عالم ہر کھنڈھی ہوا  
 جسم میں لگ رہی ہر کھوڑے و فوج میں انگیلیان کر رہے ہیں قبضوں پر ہاتھ پڑے ہیں دل میں ہانک رہے کہ مرے  
 ظار بے تلوار بن مار بے ادھر میرے قلب و جناح ساتھ دیکھیں گا طرین سے آہستہ ہو رہا ہے صفت آما صفت آرائی کر رہا  
 ہیں جسکا گھوڑا آگے بڑھا ہوا تھا جو بہت دیر کے پیچھے ہٹا ہے جسکا مرکب پیچھے ہٹا تھا باگ کھینچ کے آگے بڑھانے لگا  
 جو فوج کے بازو سے بازو گھوڑے سے کھوڑے فوجوں کے فوجوں سے فوجوں سے فوجوں سے فوجوں سے فوجوں سے فوجوں سے  
 رکاب دم سے دم سم سے سم ملکر برابر کر دیا بدو طرین سے نکلے جو درخت کے مائل نظر دیکھ رہے تھے انکو کاٹ کر پھینک دیا



بلبل کا سونے کے زمین پرست و بلند کو عمار کیا سونے سے آب پاشی کی میدان تیار ہو چکا نقیب ظفر کا رستہ کہ گمان پر رستم  
گمان جو سراب گمان پر سام گمان پر یزن گمان پر مرد گمان پر اسخند یار کو شاہ لاہور نامدار پر کا اپنے نام کو بلند  
کرے اور نام رستم و سام کا شاہ سے اتنے بن شکر نقابدار کے علم جلوہ گری پر آئے اور نقابدار مرصع پوش  
نقابدار پٹکینہ پوش سے اجازت لیکر گھڑ سنان کرتا ہوا ران باگ رکت دکھاتا ہوا میدان کو طارک نے جو کیفیت دکھائی  
حبار سے آگے ملانی لائے کہا ایسا تو وہ چہرہ کب چہ بقی یا بادی + طرف دیوانہ دیر بڑا دسے خوش خرامی ناب مذک  
تیز گامے ز برق چاک تر + سبحان اللہ کیا بات ہے اور نقابدار گھوڑا چمکا کر میدان میں آیا اور نیزے کے ہاتھ کان شروع  
کیے کبھی ایک رکاب پر قائم ہو کر پرچھا پاتا تھا کبھی برچھے تیرت مرکب کی پیٹ کے تلے سے نکل آتا اور گھوڑے پر بیٹھ جاتا  
اتھا گھوڑا اسی طرح رو میں چڑھتا تھا بعد اسکے چھلے اور اٹھوٹھی ستان و بنان میں ڈاکر نیزہ بازی شروع کی اور کوئی گھڑی  
گرتے نہ دی بعد اسکے تیر و گمان ہاتھ میں لیکر آسمان کی طرف پھینکا وہ نیزہ گرتے نہ پاتا تھا کہ دوسرا نیزہ مارا اسکا پیکان اس کے  
سوفار میں دنا ہوا اور سو سے آسمان لیکر چلا وہ دون ابھی نہ گرتے تھے کہ تیسرا نیزہ مارا اسکا پیکان اس کے سوفار میں  
ہو رہا ہو کر وہ دون کو لیکر چلا اسی طرح تو تیر کا نیزہ بنا کر اٹھا وہ تیسرا نیزہ مارا اسکا پیکان اس کے سوفار میں  
اور خشتا ہنی میدان میں قائم کیا جسکی ہر شاخ بن حلقہ طلل نامان اور ہر حلقہ بن خوش ہاسے سرور باد نیزہ سے  
نقابدار نے جس خوشے پر پہنچا اسے اڑا دیا حبار نے کہا اے شہر یار اس خوشے کا ایک سو فی اڑھائے اور مویون کو خیر نو  
نقابدار نے جو تیر ملا لک ہوئی اڑ گیا اور مویون کو خبر تک ہوئی پھر ایک میل آہنی نقیب کیا اور دودھ کر گزرا کہ زمین پٹی  
عجب نہ تھا کہ گاد زمین کا سبک ٹوٹ جاتا ایک گرد کا تھق اٹھا کہ نقابدار اور میل پوشیدہ ہو گئے جب گرد مٹی دیکھا جس جا  
میل تھا ایک کنواں سانگیا نقابدار کھڑا کر ہا ہا اس وقت کو دیکھ کر شہنشاہ کے ہاتھوں میں رشتہ بڑ گیا بے اختیار ہر  
شخص وہ وہ کرنے لگا غرض کہ خوب شہسوری نقابدار نے کی کہ پیٹے پیٹے ہو گیا اب اپنے دم کو آراستہ کرتے لگا بعد شہسوری  
دیر کے نقیب دی کہ اچھا جعفران میرے مقابلے کو شریف لایے صاحبقران نے عمر و سعید یا کہ خواجہ میدان کو  
گرد و عمر و سعید نکلا نہ ہی آسمان کی طرف اچھالی سب کو معلوم ہوا کہ امیر مقابلے کو جا بیٹھے تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے  
اور دی بجھے لگی امیر اشقر کو لیکر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اور کمر لاکھا ہاتھ بادشاہ انت چاہی بادشاہ نے تخت پاتا  
کر کھوایا امیر کے لشکر میں ہاتھ ڈاکر دے کہ فرمایا کہ بادشاہت میری نقاب کے باعث ہے وہاں خواستاب کے واسطے جسکی  
ہوئی تو پھر میں کیا کروں گا امیر نے کہا کھڑا کو باو کیے کھیرا ہے نہیں پروردگار میرا حامی و مددگار ہے بادشاہ نے جام دیا امیر  
نے بے اندیشہ انجام لی لیا اشقر پر سوار ہو کر میدان کو روندہ ہوئے سبحان اللہ کیا مرکب تھا کہ شہر جندار خوش فرط طاعت  
و شیرین نظرا آنگہ چون ٹکر ٹکر ہر دو فوق سما جب صاحبقران نامہ اور نقابدار کے قریب پہنچے نقابدار سرزدہ  
سپر کا ہاتھ میں لیکر سر ہٹکاوری دنا ہو جہر جہر ہر پرچی کہ چندم مرکب امیر کا پیچھے ہٹ گیا اور سات قدم گھوڑا نقابدار  
کا پہا ہوا گھوڑوں کو رانوں میں مسلک مقابل لیکر گر ہوئے نقابدار نے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور پیچھے ہی کی نقابدار  
نے کہا دعائیں مصروف رہنا ہوں مگر امیر کا یہ حال ہو کہ محبت نقابدار میں ہی چاہتا ہو کہ نقابدار کو پیچھے میں رکھیں غرض کہ بعد  
از گفتگو عمر سے ہاتھوں میں ٹکھائے نیزہ بازی ہوئے لگی میں سو سنا نہ طعن رد و بدل ہوئی تھی ایک مقام پر صاحبقران زان سے  
بند صاحبقران سے تیر نقابدار کا نکال دیا نقابدار نے برہم ہو کر گزند امیر نے رد کیا امیر نے ضرب لگائی نقابدار نے بعد  
تو بت کھوار ہو پہنچی نقابدار نے کہا اے شہر یار میری یہ قدرت نہیں ہو کہ تیر حضور پر کھینچوں لیکن زور آزمائی ہو امیر نے  
فرمایا کہ جس طرح تمھاری چاہے میں موجود ہوں غرض کہ کھینچوں سے نیچے آئے تیر نقابدار گھوڑوں سے کھولے دامن گرا کر







نوردمک لیکن وہاں عیار نقابدار چلا گیا اور نقابدار کمان سپا بوجھا جاتا ہے فرور ہوتا ہے نقابدار نے پھر کر کہا اورین زبردست  
 ہو میں کیا کروں نورنگاہ ہٹا اور خیال کا چونکا تھا کہ امیر نے جھٹکا دیا کہ نقابدار کے دونوں زانو آستانہ زمین میں ہوسے  
 گھٹنے ٹکائے تو یہ لرزہ ہٹا کر تار زانو زمین میں غرق ہو گیا امیر نے ہر چند زور کیا لنگر نقابدار کا نہ کھڑا اسوقت فرمایا کہ نقابدار  
 ہم تم خوب رہتے کوئی غالب و مغلوب نہ تھا لڑائی میں طرح کی ہیں ایک فوج جنگ تکی کا نہیں گھوٹا چتا ہے جو ماہر ہو جائے  
 بزرگ ہے اور دوسری جنگ فارسی جو ہم تم لڑ چکے ہیں فہری جنگ عربی وہ باقی ہے اس میں ہر سورت ہوتی ہے کہ چار زانو ہٹ کر  
 زور دے سکتے ہیں نقابدار نے کہا کہ حمزہ صاحب قرآن چار زانو بیٹھے ہیں لنگر دار نہیں سکتا بھلا چار زانو پہلے کون  
 بیٹھتا امیر نے کہا کہ پہلے میں بیٹھا ہوں تم زور کر جب تم مٹاؤ گے تو میں پتہ زور کروں گا نقابدار نے کہا کہ اچھا بیٹھے  
 امیر چار زانو ہو کر بیٹھے ہر چند عمر و نئے منع کیا کہ حمزہ پہلے تو سبقت نہ کر نقابدار کو پہلے بیٹھے دے وہ جوں ہی امیر نے  
 زانو اٹھا اور نقابدار سے کہا آؤ زور کرو نقابدار نے لنگر بھر کر میں ہاتھ ڈالا زور کیا کہ لنگر امیر کا زمین سے اٹھا اور لنگر نکلا  
 تھا کہ امیر نے پہلے کر جب امیر کا ٹوٹ گیا لنگر ہاتھ سے چھوٹ گیا امیر پھر چار زانو ہو گئے نقابدار نے کہا یا حمزہ صاحب قرآن  
 اب جانے دیجئے میں آپ برابر رہا امیر نے کہا اے نقابدار دو صاحب قرآن کہہ کر میں گئے وہ درویش و راجہ بچسند و  
 وہاں شاہ و اقلیتے بچسند و چھربان ایک میان میں تین رہتی ہیں اب میرے حیرے مقابلے میں فیصلہ ہو جائے تو خوب ہے  
 نقابدار نے جواب دیا میرے دودھ و دھبی باقی ہیں اب کو میں آجیو اٹھا لوں گا اور اٹھاؤں گا تھا کر کر نہ ٹوٹ گیا امیر نے کہا اے نقابدار  
 وہ وقت گیا گذرا اب میرا لنگر اٹھ گیا نقابدار نے زخمی کر امیر کی کسر باندھی اور ہاتھ کر میں ڈال کر خوب زور کیا لنگر چھوٹا  
 تھا جنبش کر کے رہ گیا تھا امیر نے کہا کہ اے نقابدار دیکھا تو نے یہ بولا کہ ابھی تو ایک زور میرا اور باقی ہے میں اٹھا لوں گا یہ کہ  
 خوب دو تھری ایک اٹھا دے اساتہ کیا اور پھر امیر کے کر بند میں ہاتھ ڈال کر زور کیا کہ تمہ سے بچ ہو گیا اگر امیر کے لنگر نے جنبش  
 نہ کھائی پس شک کر ہاتھ اٹھا لیا اور کہا اب آپ زور کیجیے یہ کہہ کر چار زانو ہو بیٹھا امیر نے ہاتھ کر سے ہونے اور فرمایا کہ اے نقابدار  
 نقابدار نے تو پھر زمین زور کیے مگر میں ایک زور دے ڈال چھوٹا ہوں اور ایک زور نہم خلائی کے واسطے کہ آٹھ روز سے سب  
 بچو زور خوب ہیں ایک زور نقابدار پر کرنا ہوں ہر چند عمر و نئے کہا کہ حمزہ فہری عقل بڑا ہے کئی ہو کیوں نہیں زور کا ایک  
 زور کرتا ہے امیر نے جواب دیا کہ خواجہ تم دیوانے ہو جو پہلے زور میں پھر نہواؤ دوسرے زور میں کیا ہو گا اور میں نفرد کروں گا تم  
 سب کو آگاہ کرو عمر و پکارا صا جو حمزہ نفرد کیا جاتا ہے اپنے قانون میں انگلیاں رکھ لو اس کے زور و ن کے قانون میں  
 روئی دو زمین تو پر دے قانون کے شق ہو جائیگے پس امیر نے زخمی کر میں نقابدار کے ہاتھ ڈال کر نفرد کیا کہ جو نہم کو س  
 ملک وادیوں کی شہر کے نفرد میر منزل مصاحد کہ سیرغ لرنید در کوہ قاف نفرد کر کے زور کیا کہ لنگر نقابدار کا اٹھ گیا پہلی مرتبہ  
 تار زانو دوسرے پہلے میں تا کہ میرے میں ہا بیز لکر بازو کا کہ دیکر میرے بند کیا اٹھ ہوا کہ وہ نقابدار کو اٹھا لیا پھر ایک  
 سٹے اٹھا سے کہا لو گیدی دیکھا تو نے میں جو کتنا تھا وہی ہوا اور اب حال بھی اس نقابدار کا کھلا ہوتا ہے اتنے میں امیر نے نقابدار  
 نقابدار کو جرح و کبریا میں کہ نقابدار بلیکینے پوش گھوڑا دوڑا کر آیا اور کہا کہ یا امیر زمین پر مار دے گا یہ آپ کا پوتا ہے  
 بدیع الزمان کا بیٹا ہے نور الدین اسکا نام ہے کو ہر ملک سے ملک سبجان میں پیدا ہوا ہے صاحب قرآن نے ہاتھ سے رکھ دیا  
 نقاب نے ہاتھ سے دور کی ایک آفتاب چمکا صاحب قرآن نے اسے سینہ سے لگا یا اور بلیکینے پوش سے بوجھا کہ کون ہوا ہے بھی  
 نقاب اٹھائی دیکھا کہ اسدین کرب غالی ہے نقابدار نے پوش فصل میں گیا ہوا خون آشام تھا اسے بھی نقاب اٹھا کر  
 بدیع الزمان کو آواز دی کہ مہارک ہو ہتھار بیٹا نور الدین ہے بدیع الزمان دوڑا اپنی چھاتی سے لگا یا پھر قاسم سے لاکر لایا  
 کہ جی تھکا سے فرزند کیا تھا قاسم نے اسے گلے سے لگا یا گردن میں لگا کر کھینچے پیٹ ہی کو جھکے میں اوسا سے آج تیرا فرزند ہوتا ہے







قبائل دیپناہ تو بادشاہ سال ۶۰۰ روزی جزیرہ وقت و وقت ہزار روزہ سال ہزار سال و مئی تا ہزار سال شہر ہندو  
 کی عمر و سال مولانا شہر مشتری حصار بن ہندو سہیل خان نے اپنے دامن میں پناہ دی اب لشکر اس کے پاس جمع  
 ہونا جانا ہر چار طرف سے کاڑا کی یہ کو چٹے آئے ہیں سہیل خان بھی ہندوستان روزگار سے ہر لاکھ سوا کی قیمت  
 رکھتا ہے عنقول دیو پرورد کو مدد کے واسطے بلایا ہوا امیر سنگر نہایت رنجیدہ ہوئے گئے کافر چھوٹ گیا اور پھر فساد و فحشا  
 قاسم نے عرض کیا اے شہر یا اگر حکم ہو تو لقا کے ہاں شہر مشتری حصار سے پکڑاؤں امیر نے فرمایا کہ اگر فرزند وہاں لشکر  
 لانا تھا تو تمہارے پاس اتنی فوج کہاں ہو یہ سکر تمام سرداران دست چپا آئے کھڑے ہوئے اور کہا کہ باصا جعفران  
 قاسم کے ساتھ جائیے امیر نے فرمایا اے قاسم اب مصلحت نہیں ہے اور رعایت خفستہ ثابت کیا قاسم مع سرداران  
 دست چپکے ہوئے روانہ ہوا مگر بدیع الزمان نہایت پر ہلال آؤ اور خاطر کمال بدگاہ سے اٹھ کر اپنے جیسے کو چپا  
 نور الدین ہر ہندو تھا تا کہ باد حکم عرض ہوا کہ ہر ہندو را سوخت کیا سبب ہو کہ گرد و گردورت آئینہ و پر ہندو کے پانی جانی ہو  
 بدیع الزمان نے کہا کہ بابا کچھ نہیں جو کچھ یہ خوب ہوا خدا کو باری ذلت منور ہو نور الدین ہر ہندو کہ خدا خدا ہے حضور کے  
 قلمدان اور بھی ذلت ہوئی کچھ ارشاد تو کیجئے بدیع الزمان بولا اے جان پہ کیا ہو جیت ہو جو ہونا تھا ہو چکا اب کچھ نہیں  
 ہو سکتا شہر گرگ از گدگد مستند رہو + بات ہو سے شہان ہندو + یہ غامدی گوی بہت لیکتا نور الدین ہر ہندو کہ کچھ نہیں  
 مبارک سے فرمایئے نہ شاید ہر ہندو سے بدیع الزمان نے کہا بیٹا میں تجھے کیا ہوں ونگل رستم پر محبت اور اس ترک  
 جنگ شہر سے بھگڑا چلا آنا ہر چنانچہ ملک کو چک باختر میں ہر ہندو ہونی تھی کہ جو کتاب کو قتل کرے وہ ونگل رستم پر شیعہ جب کو چپ  
 کی لڑائی ہو چکی اور وہ زندہ سلامت لقا پاس بھاگ گئے گیارہ ہندو کہ جو کوئی لقا کو مارے وہ ونگل لے اب یہ غامدی  
 گیا ہر لقا کو پکڑ لایا تو ونگل ہاتھ سے گیا اور ہاتھ لاسنے کی جگہ نہ رہی اور میں اس کے پیچھے جا نہیں سکتا کہ صاحب قرآن کو  
 قتل ہوا کسو اسطے کہ جب عجیل ماہر واد ہا شہم تغیرن ہر گئے ہیں اور میں نے جا باگرا کی مدد کو جاؤں قاسم نے  
 کہا کہ آپ سرداران دست چپ کی مدد کے واسطے نہ جائیے میں سرداران دست راست کی تائید کو نہ جاؤں گا امیر نے بھگ  
 منع کیا میں نے گیا اب کیونکر میں قتل کر دوں نور الدین ہر ہندو کہ اب آپ اسکی فکر نہ کریں دیکھیے تو کیا ہوتا ہو اور خدا کی  
 کرتا ہر مہی بائیں کرتے ہوئے مجھے میں داخل ہوئے ہر ہندو صاحب قرآن سے اجازت نہ کی لیکر روانہ ہوا اسد  
 بن کرب غامدی کہ نور الدین ہر ہندو سے کہاں محبت رکھتا تھا یہ بھی ساتھ چلا ہر چند منع کیا کہ جلی میں خدا جاتے کہاں جاؤں گا اور  
 کون سے لشکر کی فکر میں جاتا ہوں تم میرے ساتھ نہ جاؤ اسد نے کہا بھائی صاحب جان آپ جائیے گا میں ہر ہندو ہوں ہر ہندو ہر  
 چپ ہو رہا اور شکار گاہ کی طرف روانہ ہوا جب صحرا میں پہنچا سب ہر ہندو سے کہدیا کہ تم شام کو لشکر میں جانا اور کہہ دینا کہ  
 شاہزادہ ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈال کر خدا جاتے کہہ دیا اور تم نہ گھبراؤ کہ اب شہر مشتری حصار میں مجھے شے ملاقات ہوگی  
 وہ نور کے نور الدین ہر ہندو مع اسد روانہ جانب مشتری حصار ہوا اتفاقاً سے کار بھارت قطع منازل و طر محل راہ بھول کر  
 کوہستان کی طرف نکل گیا قریب ایک قلعے کے پہنچا دیکھا کہ ایک قافلہ سودا گروں کا وہاں آکر آ رہا ہے اچھی دھبی طرح قیام نہ کرنے  
 پائے تھے کہ درمانہ قلعے کا گھلا اور فریق اس میں سے باہر آئے اور اس قافلے پر گریے قتل کرتا اور لوٹتا شہر میں آیا اہل قافلہ سنا  
 انھیں انھوں نے دعا مانگنا شروع کی نور الدین ہر ہندو نے جو یہ حال دیکھا معلوم ہوا کہ یہ سودا گروں مسلمان ہیں تو انھیں پکڑاؤں فراتون پر کر  
 لے بھر میں دس بیس کو مار کر گرا دیا باقی کو زخمی کیا اسد بن کرب غامدی بھی لڑنے لگا فراتون میں غلط ہوا کہ اسے یہ دعویٰ  
 تو ہم سب کو مارے قاتلے ہیں کہاں سے آئے ہیں انھوں نے لو سام دزد و کرب فراتون کا سردار غاصب سے لڑو لڑو ساتھ لیکر آیا  
 اور کہا کہ مار لو ان دونوں کو باہر ہر فراتون نے نرہ کیا خوب ہوا چلی سام دزد و پاس نور الدین ہر ہندو کے لڑا ہوا ہونا



شاہزادے نے فرہ کیا کہ ان مرد کمان جاتا ہوا سامنے آئے کمان ادا مل رسید میں تجھے دعوت دے تھا کیا لکڑیاں اور ماری  
 شاہزادے نے جنون پسکری عورت میں لی کر بند میں ہاتھ ڈال کر آئے گنڈے پر سے اٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول نہ  
 نہیں تو تجھے قتل کرنا ہوں فوج تیری کچھ کر سیکلی سام دزد نے یہ بھاری اور صورت و شکل جو دیکھی عاشق ہو گیا غرض کی  
 کہ میں نے نصرت کی لقا پر شاہزادے نے کلک طبعاً شاد کیا وہ کل پر حکمران صدق مسلمان ہوا اور اپنے سامنے والوں سے کہا کہ جو  
 ایسا آقا کہیں بھی نصیب ہوتا ہو یہ دن و سال جو صورت ایسی طاقت اس طرح کی میں نے تو غلامی اسکی اختیار کی سب اسکی سامنے  
 والے مسلمان ہوئے نور الدہرے سوداگر دن کو بلوایا مال د اسباب اٹکا جو لٹا تھا دلوادیا احوال پوچھا کہ تم کون ہو سوداگر  
 نے کہا آپ اپنا حال بیان کیجئے کہ آپ ہمارے سرشد زادے معلوم ہوتے ہیں نور الدہرے تمام حال اپنا بیان کیا وہ سوداگر  
 قدیم ہوں ہوا کہ کار و شہر بار نام میرا خواجہ بیلول بر میں پر دو قاف میں امیر کے ساتھ تھا شاہزادے نے اسے گلے  
 سے لگایا اور رخصت کیا اسنے دعوت کی تمام غلے کو اسلام آباد کیا دوسرے دن احوال لقا کا پوچھا سام دزد نے کہا کہ آج  
 وہ شہر مشتری حصار میں ہوا مشتری حصار بیان سے سات کوں ہر جواب لشکر خدا پرستوں کا آبا جو مقابلہ ہونے پر ہر کل  
 لڑائی ہوئی نور الدہرے شکر چپ ہو رہا اور ہر رات رہے سے لقا ہمارے بکر وائے ہوا بیان کا حال ہے کہ شاہزادے غفار سپاہ  
 ملک قاسم لعل خشتان خورنیر خاوری جب شہر مشتری حصار پر پہنچا فوج بر پا کیا اور سرسبیل خان مشتری حصار  
 نے جو یہ خبر سنی کہ لشکر خدا چتون کا آیا ہوا اسنے غمناک بھی بار نکوایا مع فوج خود بھی بار آیا لقا کو تخت خداوندی پر بجا با صحبت  
 رقص بر پا ہوئی بھل مشن کا استہ ہوئی دورہ باہم گردش میں آیا جب دماغ کا فزون کا باد فتاب سے گرم ہوا حکم کیا سبیل سے کہ  
 طبل بک بچے یہ خدا پرست کمان جائیے سب کو قتل کر دیجئے بختیارک نے کہا اے سبیل خان یہ خدا پرست جلا سے بدرمان آفت  
 جان میں سبیل خان نے جواب دیا کل صبح کو معلوم ہوا تھا اور قاسم نے بھی طبل جنگ بجا یا چار ہر رات دو دنوں لشکروں  
 میں تیاری رہی صبح کو دوزن لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں تیرہ ارون نے درخون کو کاٹکر پھینک دیا بلکہ ارون  
 نے بہت دہند زمین کو باہر کیا ستون نے آباشی کی تھپون نے نقابت کی اگوان قبل دندان لشکر کفار میں گنڈے کو پیر کر  
 تخت لقا کے سامنے آیا اڑ کر سجدہ کیا اجادت میدان چاہی لقا سے کہا جانیر سے دم تشر میں سب خدا پرستوں کی موت کی  
 تقدیر کی ہوا گوان بار در گنڈے پر سوار ہو کر میدان میں آیا اور بکارا کا خدا پرستوں پر دستو جسکو تھامرگ کی ہر وہ سیر  
 مقابلے کو آئے قاسم نے بودا باگ کا لہا نام لشکر میں علم جلوہ گری ہر آئے قاسم ہر ارا گوان کے آبا گوان ہنگام ہوا  
 قاسم کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا گوان کا گنڈا سات قدم پیچھا ہوا اگر گئے گئے تھپو گنڈے کے پیچھے پر جا رہا تھا ارون  
 میں سب کو ایک ماری گنڈے کو سامنے کیا اور کہا کہ خدا پرست بتر یہ ہر لقا کو سب کے نہیں تو سب سے ہاتھ سے مارنا چاہتا ہوں  
 تمام تیرا کیا ہوتا قاسم نے کہا کہ میں داماد لقا ہوں میرا نام قاسم ہے لقا بھی ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر آیا ہو تو اس بھگوت سے  
 کو سجدہ کرو ونا ہو کہ تاکہ تخت ہر اسپر اور پھر اگوان چھوٹ کر بولا خدا پرست زبان دراز لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو  
 قاسم نے کہا کہ یہ اپنا معمول نہیں کہ حربہ پر بغض دستی کرین جب جوے حربے سے خدا بجا بگا تب میں بھی ایک آدھوہ  
 کر لوں گا اسوقت اگوان نے خبردار خبردار گئے نیزہ مارا قاسم نے جہد طعن میں نیزہ اسکا خانہ با اگوان سے ٹکرا  
 کھینچی قاسم نے حوڑا اسکی روک کے جوابک ہاتھ مانا مع گنڈے چار ڈکڑے ہوئے غرض دو پہر دھنک سات  
 پہلو نون کو قتل کیا لقا نے غضبناک ہو کر فوج کو اشارا کیا کہ اسے مار لو تمام فوج قاسم پر دوزی قاسم نے لوہار  
 کپڑے لڑنا شروع کیا اور سر سے لشکر اسلام بھی جلا جنگ مظلوم ہونے لگی کہ حرا کی طرف سے گرد زلٹنی ایک نقابدار  
 سفید پوش چابیس نقابداروں سے پہنچا اور لشکر لقا پر گر کر لوہار بن مارتا ہوا تمام لشکر کو نوبالار کے تخت لقا کھینچا



یہ بیخود کیا کہ دکان فرمایا۔ پھر سے ہاتھ سے لقا پکارا کہ او بند بابے بھگوتیج قدرت سے قتل کرونگا اور غور  
 نقابدار پر ماری نقابدار نے وہ پچا کے تلواری کے ہاتھ سے چھین لی اور کرندین ہاتھ ڈاکرا اٹھایا اور جدھر سے آیا  
 تھا اسی طرف کو روانہ ہوا لشکر کفار سے جا پا کہ نقابدار کا تعاقب کرے کوئی اگر دگر نہ ہو نہ پناہ پار دونوں لشکر طبل بازی  
 بجوانے پھر سے قاسم تعزیر نقابدار کی کرتا ہوا اپنے نیچے کو پھر کر داخل ہوا اور کفار میران و پریشان کہ نقابدار کہانے  
 آیا کہ خداوند کو بڑا لگیا ضرر ہوا تو کشت کرد ہر کاروں کو خبر کے واسطے طلب کیا کہ ڈھونڈھیں نقابدار کہہ کر سے ہاتھ اور  
 کہاں لگیا ہر کار سے خبر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن یہ لوی کتا ہی کہ نقابدار لقا اپنے نفس کو جسکا ایک سو چالیس آریج کا تھا  
 احساسات کو سبک ہاتھ پر لیے چلا آیا اور قلعہ سام و زوہ میں لاکر زمین پر چکا شکین بانہ چین کیا کہ قید کرد خود پر شاہک  
 رزم آتا ہی ہاں بزم چکر صحبت میں بیٹھا کھانا کھا یا شراب پی ناچ دیکھا سورایمان لشکر کفار اور لشکر قاسم میں ہر طرف جنگ  
 بہا چلی وہ دونوں لشکر میدان میں آئے سب صفوں قتال و جدال آراستہ ہو چکے اور نقب نقاب کر کے چلے گئے سہیل خان  
 شتر می حصاری میدان میں تھا ابھی کوئی اس کے مقابلہ کو نہ نکلا تھا کہ نقابدار اندر دھڑلہ داخل ہوا کہ نوہی نقابدار چوب  
 سہیل خان کے برابر ہونا آئے کہا میں تو تیری تلاش میں تھا خوب ہوا جو تو میرے مقابلہ کو آیا آج ٹھکرو حال معلوم ہو جائیگا  
 اور خداوند کو جیسے لگنا نقابدار نے کہا کہ ایسے مجبور کو خداوند جانتا ہے عجیب ہی تیری عقل سے کہ جسکو طرفہ العین میں میں گرفتار  
 کر کے لگیا اور وہ شہر بھاگتا پھرنا ہو سہیل خان نے کہا بس اب زبان ہی سے گفتگو کرے لکڑ بھٹا ارا نقابدار نے نیزہ  
 چھین لیا سہیل خان سے تلواری نقابدار نے تلواری چھین لی کہ میں ہاتھ ڈاکرا اٹھا یا اور سحر اور دانہ ہوا لوگ دو اسے  
 کہ پیچھے جائیں کوئی نہ پہنچ سکا نقابدار سہیل خان کو لیے ہوئے چلا گیا وہ دونوں لشکر طبل بازی کر رہے اپنے فہم میں  
 گئے نقابدار کے منہ میں حیران تھے کہ کون ہو اور کہاں سے آتا ہے قاسم کتا ہی کہ چلی ایسا بہادری نہیں دیکھا ہر رات  
 رہے دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا صبح کو وہ دونوں لشکر میدان میں آئے بعد صفوں آتالی کے لشکر کفار سے یا قوت شاہ  
 زین رخشا نے لشکر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے کوئی ابھی مقابلہ کو نہ آیا تھا کہ نقابدار سفید پوش شش پیدا ہوا اور مقابلہ  
 یا قوت شاہ نہ بن رخشا کا کیا یا قوت شاہ نے بہت سے ملے نقابدار پر یکے اچھے سب سے کچھ اور یا قوت شاہ کو گھر سے  
 سے اٹھا کر سحر اور دھڑلہ آفت بن مکر بہ کذاب اور کا کوسس یہ دو ہمارے پیچھے نقابدار کے پوشیدہ چلے اور تھیں  
 نقابدار کا نہ چھوٹا ہانگ کہ نقابدار قلعہ سام و زوہ تک پہنچا لوگوں نے روانہ طے لاکر لقا نقابدار داخل قلعہ ہوا پھر صدق  
 بند ہو گیا رات کو وہ دونوں مری کی راہ سے داخل قلعہ ہوئے اور گروہ و انقباض نقابدار پہنچے دیکھا کہ صحبت آراستہ ہی  
 نقابدار نے لقا کو طلب کیا جب لقا سامنے نقابدار کے آیا سلام کیا اور پکارا کہ جو بھگت خداوند برحق چھاپہ سلام پہنچے ہوا تھا ابلا  
 نے کہا اونا لائق اب بھی خدائی ہے باز نہیں آتا بس اس کرسی کے اتھن کو کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ اے لقا دین اسلام قبول کر اور  
 خدائی سے بادشاہی کم نہیں کیوں طوق لعنت اپنے گلے میں پہتا ہو لقات نے کہا او نقابدار میرے غضب خداوندی سے نہیں  
 کرتا ہو ابھی جو چاہوں تو بھگت نار شکر و دن نقابدار نے کہا بس زیادہ جھک نہ لے قید سے تو خود تو چھوٹ جا بعد اسکے دعوی  
 خدائی کا کہ اور کہا کہ اس زیادہ گو کہ لیا ڈھما راست پر آئے پھر لقا کو زنا خانہ میں لے گئے و رہا ہر غاصت ہوا وہ دونوں جہان  
 نے سبیلین صلاح کی آفت نے کہا میں تو خداوند کہ چھوڑ دھکا آئے کہا میں نقابدار کی مار دھکا و لکڑ دونوں اپنے کام پر چلے  
 سبیل مل آفت کا نیچے کا شے کتا نکل دیاں آیا ایمان تدا خانہ لقا کا خا مخا فظان زندان چھوٹے تھے ہوا کا آریج دھکا  
 بیوشی اڑا انا شروع کی سب سو ٹھکریوش ہو گئے آئے سمون کو مارا اور قتل کو لکڑ اند گیا دیکھا کہ لقا یا قوت شاہ  
 سے کہہ رہا ہو کہ اے فرزند کوئی خداوند اپنے حق میں ایسی نقد بریں نہ کرے گا جیسی میں نے کی میں اور خوف بھگت ہو کہ جو دریا



مختص ہوا جو دن ہو دوست دشمن سب ناک سیر ہو گئے یا قوت شاہ نے کہا کہ دوستوں پر رحم کیجئے اور دشمنوں پر غضب لائیے  
 نے کہا میں صابر ہوں کہ آفت بن سکے کہ کذاب ہو بچا اور ملار متی مس کی عرض کیا کہ حضور کو پھر اسے کیا ہوں لقا سے  
 کہ کہ میں نے ستر ہزار برس آگے ہی تقدیر کی تھی تب آفت بن سکے کہ کذاب نے عرض کی کہ میں اپنی بیڑیاں اور تھکڑیاں  
 کاٹ دوں اور سوہن سے قید کاٹنے لگا اب کاؤس کا حال خیر کہ یہ ملعون خواب گاہ نور الدین ہرین ہو بچا پاسا ہوں کہ عیاری  
 بیوشی اڑا کر بیوش کیا اور وہ خدا جہاں جو چہ کی پر تھے انکی صورت بکر یا پی کر کے لگا اور خاص بردار جو پر سے پر تھے اسے بھی  
 عیاری کرتے لگا اور کہا کہ میں نے ملعون کی ہر بیوشی اپنے اپنے حصے کی لڑائی میں پانچ پانچ ریزیاں سراسر سکودین غرض سمجھوں تھے  
 بخوشی و غمی کھائیں اور خوب بیوڑی کے بھرمین پڑے جب سب بیوش ہوئے میدان حیات پار تھا اور کھڑے جا رہے تھے  
 لگا کر ایک سر اپنے پیر کے نیچے پایا اور بن سر سے پیر کے گردن دی کہ کل روشنی گل ہو جائے غرض مٹی میں نہیں لڑا لڑا کہ خدا کی پستی  
 لگا ایک آدمی جمع کو دیدہ و دانستہ گل نمونے دیا کہ سب گل ہو جائیں اور میں اپنے کام میں مشغول ہو گا شاہ سب لڑا لڑا کسی طرف  
 جیتی یا شیشے پر جسے یاد تک سے اندھا رہا سب میں کوئی مرد تک باجھا کنول ٹوٹ جائیگا تو نقابدار بیدار ہونا اور کام میرا ہونا  
 بنایا بالکل خراب ہو جائیگا خیال کر کے وہ ایک شخص کو رہنے دیا تھا اور روشنی جب گل ہو گئی تو اسے پلہ عیاری ہاتھوں  
 میں چڑھا یا اور پہلے ہاتھ کو خوب چرب کر لیا اور قریب لنگ نقابدار کے آیا گرفت سے تھر تھکا پٹا ہوا کہ شاید نقابدار  
 جاگتا ہو یا عیاری نقابدار آجائے مگر قریب لنگ نقابدار کے گیا دیکھا کہ لنگ جڑا و چنگ کر رہا ہے پس تھوڑی دیر متاں ہو کر  
 دیکھا اور تادم دشت نفس نقابدار کو دریافت کیا دیکھا کہ نقابدار سو رہا ہے پس دو انگلیوں کی مفراض بنا کر دشتاں سے  
 سرکایا ایک جولان ماحولت ہر صورت کو دیکھا کہ ہر خوش سے آنکھیں اسکی خبر لی کر کے گھسین مگر ازراہ شہادت قلبی اور عیاری  
 کہ قلب کا زمین ہوتا ہے اس ملعون کاؤس نے چاہا کہ سر نور الدین ہر عیاری نشان کا کاٹ سے اسوقت سب قدرت خدا کے  
 کے ایک حیات مستعار باقی تھی موافق مثل جا کو را کھوسا بیان بارہ ساس کے کوسے بال دیکھا کہ وہ دیکھ پیری ہوئے کسی  
 دشت خواب بن دیکھا کہ ایک سنگ سیاہ بچہ ملا اور ہوا کہ ہول سے کھل گئی دیکھا کہ ایک سیاہ پوش خیر بہ ہاتھ میں بیسے ہو اور  
 چاہتا ہو کہ سر کاٹ لے نور الدین نے فرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہے جب اسے دیکھا کہ چمک پڑا اسے نزد میں خیر جو رہنے ہاتھ میں  
 تھا اپنے پر نور الدین کے ملا نور الدین نے جیت کر کے غالی دی کاؤس بھاگا اور نور الدین چمکے اس کے دونوں ہاتھ و جیت و خیر  
 کر کے نکل گیا شاہ نور الدین کا لڑکچہ جو رہی لینا جانے نہ پائے اسد بن کرب غازی بیدار ہوا چمکے اس کے دونوں ہاتھ بھی ایک غلط  
 ہوا لوگ پار طرف سے طلوع کی گشت واسے دڑے جان لقا بقا ہوا ہاں ہو پئے آفت بن سکے کہ کذاب لقا کی قید بالکل  
 کاٹ چکا تھا غلطی جو اسے شاہان سے وہ بھی بھاگا دو دن عیاری ساتھ ہو کر بھاگے اور اسد نقاب میں چلا آتا ہے  
 ان دونوں نے جو کوئی جگہ بھاگنے کی نہ پائی تو غلطی کے مرج پر چڑھ گئے اسد بھی دیوار غلطی پر آن ہو بچا دو دن نے  
 اپنے تئیں غلطی سے گرا دیا اور پکار سے کہ ہم نقابدار کو مار کے آئے ہیں تو عالم تو ہمارے پیچھے آن کر گیا اسد پکار  
 کر اونا لالہ میں نہیں کب زندہ ہوں دگاہ فرہ کر کے اسد بھی غلطی سے کہ وہ دونوں عیاری خندق غلطی کر کے بار بار سے  
 اسد بھی عیاری خندق کو پیر کے پیچھے انکے ہو بچا اور نہایت چاہ کی سے محبت کر اپنے تئیں قریب کاؤس پر سر غلطی کے ہو بچا یا  
 وہ تیرا یہ روشنی دنگ غلطی سے سرفار عیاری برکمان میں ہو کر کے اکل سے مر کا شہت کاؤس برابر ہوا کہ نوکر  
 اس کے سینہ پر کھیر کو پار نکل گیا کاؤس لگا اسد مثل شیر خنشاگ ہو بچا اور سر اس قریب دست کاٹ لیا آفت بن سکے کہ کذاب  
 نے جو دیکھا کہ آفت عظیم الی غرضی دہرین کہ اسے سر کاٹا تھی غرضت میں آفت سر پر پیر کے بہت جیتی و جالا کی سے بھاگا اور بچا  
 اور آفت دوسری سے بھاگا اور بچا گا بھاگ اپنے تئیں بارگاہ عیاری میں ہو بچا یا تمام حالت گذشتہ بیان کی کہ کالیں



معتقل پر تصرف ہو اگر غلام یا ہو کر وہ بلا سے میراں میرے پیچھے چلا آتا تھا نہیں معلوم کہ ان پر بختیار رکھنے کا کہ کاؤس مارا گیا از حد قریب پادشہ کرشمہ جو کہ کچھ گیا یہ خبر سکر کفار پر کر دہریت آزدہ ہوئے اور اور اسد بن کرب غازی نے جب دیکھا کہ وہ غائب ہو گیا حیران ہوا کہ کہاں جاؤں اور کہ مرڈ خونہ خونہ خیال کر کے ناچار بھر گیا اور داخل خیمہ ہوا سب احوال نقابدار سے بیان کیا غرض اور سکر کفار میں بلبل جنگ ہوا اس طرف لشکر قاسم میں بلبل جنگی بکاشب بھر دو نون لشکر تیاری میں مصروف ہے جبکہ سناہ صبح کا چمکا اور روشنی صبح کی جوتی ہو آفتاب گلزنک اندر پیکر خیمہ سر بردار دہرے دین عالم طلی را از لوطی نون مزین و نور گردانید صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے ابھی کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ ایک طرف سے گرد آئی سات سو علم نشان سات دہ کد سوار ہر ایک کے پھر ہر سے پر فرقت آتے بے بقا ماندہ درگاہ اگر زمرہ شاہ باختری ہر دم تھی جب گرد شق ہوئی سب نے دیکھا کہ لاہوت شاہ بسزا معقول تھا سب نے بقا کا لشکر خیمہ سے کریم پنا اور چالیس چلوں زبرد و خنزور اسکے ساتھ تھے جبکہ یہ لشکر میدان میں آئے پونا سبب آمد لشکر خیمہ کے دن تمام ہو گیا تھا اسوجہ سے دونوں لشکر میدان سے بھر گئے تمام کافران خرس طینت مہون فضلت خرس سہ سہ باد یہ خطالت بارگاہ میں آئے کے پیچھے محصل تلج رنگ کی گرم ہوئی لاہوت شاہ بھی آسکو پنا اور بختیار رکھتے احوال پرسان ہوا بختیار رکھتے تمام حال تھا کہ گزرا ہو نکلا یاں کیا لاہوت شاہ نے کہا کہ یہ خدا پرست میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہیں ایک ایک کو حرن چکر تل کر دیا اور سزا میں انکے اعمال کی انکے گناہ میں دیکھ لگا کر سکر بلبل جنگ ہوا ہر کار دین نے بھر قاسم کو دسی اسے بھی حکم بلبل جنگ بچنے کا دیات بھر دو نون لشکر دین میں تہدی رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے جبکہ سناہ رالی ہوئی اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے لشکر لاہوت شاہ سے خرجال مردم در لاہوت شاہ سے اجازت میدان لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا قاسم میدان میں آیا بعد فر گشتے دین و مذہب خرجال نے نیزہ میزہ بکینہ قاسم پر مارا قاسم نے دس پانچ ٹھون میں نیزہ اسکا ہوا کیا خرجال نے قلیل ہو کر عواراماری قاسم نے ہفتون پہر گری عواراماری بھین لی آخر فن کشی سے ہر دو پہر میں آسکو زبرد کیا چھاتی ہر جڑ کے اس ملعون سے کہا دین اسلام کے بتوں کو نے میں کیا کتا اور اسے دہا آخر قاسم نے اسکو تل کر پائیں کے پیر کر بھیج دیا لاہوت شاہ نہایت مردود و پریشان بلبل بارگشت ہوا کر بھر گیا اور اپنی بدگاہ میں اگر چٹھا تھا کہ ہر کار دین نے دین اور بکولب عبودیت سے بوسد کد عزم کیا کہ شہر یار قطعہ اور سرت سرت خزان بجزند شکست قبل تا سگان بزدل و گرز آتش ہزار رنگارنگ و ہر سو موکلان بزدل و بختیار رکھنے کا پیش باد کو مہلی کیا خوشخبری لائے عزم کیا کہ عنقول دیو پرور طہاس کے مسلمان ہونے کی خبر سکر نہایت شغف اور خضر میں آکا ہر کہ بیٹے کو تہیہ کرے اور خود اپنے نون کو تہیہ لاہوت شاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل شادمانی بچے اور سب مرد و فرد و کلان استقبال کر کے عنقول دیو پرور کو لاہوت نام سردار لگے اور استقبال عنقول کا کر کے لائے عنقول نے اگر فدمون کو خدا خدا دین کے جو مادخل پر شہا محبت میں کی برپا ہوئی بختیار رکھنے عنقول نے پوچھا کہ خداوند کہاں میں آئے کہا کہ ایک نقابدار یہاں سے سات کوس پہر وہ خداوند اور یا قوت شاہ اور سیل خان کو پکڑ لیا ہر پیر بختیار رکھنے حال نور الدین کے ہاتھ سے طہاس کے مسلمان ہونے کا بیان کیا اٹھ پوچھا کہ نور الدین کہاں ہوا آئے کہا کہ لشکر حمزویں اور قاسم بھی اس سے ہم نہیں ہو چلے اس سے لڑ پیر نور الدین سے شہر لیتا عنقول بولا ایسا ہی ہو گا تم بلبل جنگ ہوا اکل دیکھ کر خدا پرست کو کس طرح قتل کر ہوں دونوں لشکر دین میں بلبل جنگ بچے سات بختیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صفت آنا ہوئے عنقوت قتال و ہمال پیرا نہ ہو میں نقیب نقابت کر کے چلے گئے لشکر کفار میں طہاس سے خاک پیکر ملوہ گری پر آئے عنقول نے لائے لاہوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی لاہوت شاہ نے کہا جا بھو سب کو کہ زمرہ شاہ باختری کے



عنفوتل میدان میں آیا اپنا سراپا دکھا یا مہاراجہ طلب کیا مرزبان خراسانی قاسم سے رخصت لیکر میدان کو چلا عتقوتل نے  
 نگارہ و دلائی اورین مرکب مرزبان کا پسا ہو گیا نیز بازی میں عتقوتل نے نیزہ مرزبان نکال دیا شیرازی ہونے لگی  
 مرزبان زخمی ہو کر گرا اسی طرح بہت سے لوگوں کو زخمی کیا وہ ایک گوجان سے مارا شام کو میل باز نشست بجاد و لون لشکر  
 ہر گئے رات کو پچھلے جنگ بجا دوسرے روز عتقوتل نے ہاشم وغیرہ کو زخمی کیا چار میداندار ہون میں بہت سے سردار  
 دست چپ زخمی ہوئے اور اسے بھی گئے قاسم ثابت رنجیدہ ہو واسطے نقابدار کے بہت متفکر ہو گئی روز ہونے نقابدار  
 نہیں آتا سمک بلطانی سے کہا کہ جا کر غیر نقابدار کی سام دزد قلعے سے لادو سمک بولا بہت اچھا اور یہ لکھ رواند ہوا

دو گنہ داستان شوکت بیان لشکر اسلام و امیر حمزہ صاحبزادان بیان کیے جاسے ہیں ہر استعار

دیکھو جو بے نقاب تھے کسک تا بھر	خوردید ترے آگے گل بہار تاب ہر	ذیر زمین بھی زمین کی صورت کوئی نہیں
اسودگان خواب کی مٹی خراب ہر	بید راج سوئے نوزد اسے حشر کو	خواب اپنے تخت کا نہیں مرد کا خواب ہر
سانی بیٹا باغ میں کجا جو خواب میں	جنت ہر دست در میں جام شراب ہر	نقدیر یار دیکھی ہر فرد اسے حشر کو
اتنا تو عمر کہیں گے دین لا جواب ہر	فلتے نہیں من سامنے ستارنگ ابد ہر	آتش ہمارا تشنہ دیدار آب ہر

راویان شیرین آثار و اقلان دش کردار سے اس طرح بیان کیا کہ امیر بزرگاد میں تھے سروران دست راست سے  
 باتیں کر رہے تھے کہ عمر و آیا اور سلام کیا امیر نے پوچھا کہ خوابہ کئی روز کے بعد آئے کہاں نئے عمر و نے کہا کہ میں قاسم کے ساتھ  
 تھا اور احوال دبان کا بیان کیا کہ حمزہ جو بھادری نقابدار سفید پوش کی دیکھی آجکے زبردستی کسی نہیں دیکھی بلقا  
 ایسے شخص کو ایک ہاتھ ہاٹھا کر شرمشتری حصار سے قلعہ سام دزد کو کرباٹ کوں قافا صلہ ہر دنا ہوا کھارے لگیا  
 امیر نے کہا کہ خوابہ تھے مجھوٹے کی مدد کر دی کسی طرح خیال میں نہیں آتا کہ لقا کو سات کوں تک ایک ہاتھ پر لگیا بہت مشکل  
 ہر یون تو میں نے خبر دو قاف میں دہار جنگ آہن شلخ کہ ہزار گز کا قدر کھنا تھا اور اسے شلخ میرے بازو میں پڑی  
 تھی کہ بازو میرا زخمی ہوا تھا چنبرہ ماہیان کہ بارگاہ شہباز سے تین فرسنگ تھا ایک ہاتھ ہر اٹھا کر سامنے خمیاں  
 کے لگیا تھا گروہ زور میرا شباب بلکہ صاحبزادی کا تھا تو غضب کا زور بیان کوئے ہو کہ میری اولاد میں آجکے کسی نے ایسا  
 زور نہیں کیا جیسی ایسا جھوٹا چھانسیں ہوتا ہر کہ تم نقابدار کو آسمان پر چڑھائے دیتے ہو اس سے کیا فائدہ عمر و نے  
 قسم کھائی کہ حمزہ بہ ب کہہ میں مجھوٹے نہیں کہتا امیر نے فرمایا ہو گا اگر تھے دیافت بھی کیا کہ نقابدار کون ہر عمر و نے کہا کہ  
 حمزہ تو جانتا ہوں نقابدار سے بہت ذرتا ہوں اور کبھی اور صریح نہیں کرتا کیا جالون نقابدار کون ہر باتیں  
 تھیں کہ امیر کی نگاہ نگل پر نور الہم کے پڑی اسے نہ دیکھا بدیع الزمان سے کہا کہ نور الدین ہر کہاں ہر عرض کیا کہ گئی تھی  
 سے شکار کیا اسے گیا ہوا ہر امیر نے کہا واہ کیا آگہو محبت پڑی ہر کہ بیٹھے ہیں کچھ خبر میں ہر بدیع الزمان نے سر جھکا لیا امیر نے کہا  
 وہ جو لوگ ہمراہ گئے تھے انکو لادہ پہلے قریل میر شکار نام بردار آئے امیر نے اُسے پوچھا کہ نور الدین کہاں ہر انھوں نے عرض  
 کیا کہ او شہر بار عالیو کا شہزادہ ہرن کے پیچھے گھوڑا لکھ رہا ہونے سے پھر نہیں ماں معلوم کہاں گئے امیر نے کہا کہ تم مجھے  
 جھپٹائے ہو اگر وہ غالب ہو جائے تو تمسی روز اہل پریشان ہو کر خبر دیتے سچ بتاؤ کہاں گیا انھوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا  
 کہ او شہر بار سچ تو یہ واقعہ ہر کہ اسد بن کر ب غازی شرمشتری حصار میں واسطے کہ نقابدار نے لقا کے بلکہ میں امیر نے فرمایا  
 کہ معلوم ہوا نقابدار سفید پوش ہی ہر ہر ہر لقا کو وہی پکڑ لگیا اور پھلی ہم سہی بیان کیا کہ شے بلا و ہلوین غادی کو ہا کچ  
 ہو اسی وقت ہلوین غادی پیش خیمہ دکر روانہ ہوا امیر نے بھی دوسرے دن کوچ کیا شرمشتری حصار کو روانہ ہوا

اب چند کے سمک بلطانی کے سینے



کہ سب نقابدار کی خبر کو دیکھ کر ہوا تھا کہ ایک صحرا میں پہنچ کر ایک کیڑی دیکھ کر آفت بن گئے۔ کذاب آتا ہی خیال  
 گئے ماکا اس کے پڑا پڑا ہے ایک مقام پر کہ وہ تگم تھا اور وہی راستہ قنڈو سام و زد کے جانے کا تھا۔ ہاں پر کند کا قلعہ زمین  
 پر ڈال دیا اور خود پوشیدہ ہو کر بیٹھا اور یہ آفت بن گئے۔ کذاب نے شرک خدا کی خبر سنا اس قلعہ سام و زد کو دیکھا تھا جب  
 قلعہ سے گزرنے کے پاس پہنچا سب کی خبر کی پوری بولا آفت ہوا کہ شرک خدا کی خبر سنا ہی پھر نے کے سب نے گئے کو دیکھا دیا  
 آفت گلاسک چھاتی پر پہنچا اور آفت کی فکر میں باوجود خدمت قاسم میں رہا قاسم نے اس سے پوچھا تو کہاں جا رہا  
 تھا کہ میں قنڈو سام و زد بن لقا کی خبر پہنچا تو یہ تھا کہ وہاں لقا کو لیا کر نقابدار نے زید کیا ہو اور نقابدار بھی وہیں رہتا تھا  
 نے کہا کہ تو جانتا کر کہ نقابدار کو یہ آفت نے کہا وہ نقابدار نور الدین کا دوسرا بیٹا ہے اسے ملا قاسم یہ خبری سن ہو گیا  
 اور انھوں نے بن ہنسو ہر اسے اتنے میں ہر کاروں نے اگر خبر دی کہ امیر آپہنچے قاسم استقبال کر کے ہا جب تک باگاہ سلیمانی  
 راستہ جو امیر قاسم کے جسے میں آئے ایک عیا کو بندھے دیکھا اور قاسم کو دے پاتا امیر نے فرمایا ایہ زید خبری قاسم نے عرض کیا  
 کہ وہ خبر گویا یہی رہ گئے ایسا کہ کتا ہو کر شے کی تاب نہیں امیر نے آفت سے احوال پوچھا اسے تمام احوال پوچھا اور کلوں  
 کے جانکا قلعے میں اور نور الدین ہر کار کا بیدار ہوا اور کافوس کا خبرا کہ بھاگ جانا بیان کیا امیر نے خبر سکر اسے کافر و مارا  
 بدیع الزمان نے گریبان بھانڈا لاج سر سے دے مارا اور پچھاڑیں کھانے لگا تمام سردار سر پہنے لگے آفت بن گئے کذاب  
 کے کتے کتے کیے تمام میں ماحم بر پاسا طلاس نے جا ہا کہ اپنے تین جاک کرے لوگوں نے اسے پکڑ لیا ہتھیار بھیں بیٹیک  
 قیامت برپا ہوئی ہر کاروں نے ہر لاہوت شاہ کو دی کھڑا کیا اور آفت کو مارا نور الدین کے مد سے جانے کی خبر  
 غصے سے تمام لشکر میں ایک ساتھ ہوا اس کا فرسے کما کہ میں بن تمام خبر پرستوں کو اس حال میں ملت زد و کا حکم کیا کہ میں ہجرت  
 کیے ہر کاروں نے خبر امیر کو دی امیر نے فرمایا کہ کافر خیرے قابو میں کدو ہمارے بیان میں مل جگہ بے رات بھر ہوا  
 یہی صبح کو وہ دن لشکر میدان میں آئے جب کہ میں آراستہ ہو چکے اور لقب نقابت کر کے نکل گئے عنقوبیل دیو پرور  
 لاہوت شاہ سے اجازت لیکر مقابلے میں آیا مبارز طلب کیا بہرام گرد بن خاقان حسین بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر  
 مقابلے کو گیا جزو بازی میں برابر ہا طویل چلے بن زخمی ہوا بہرام شتر خوار نکلا اس کے بھی زخم کاری کا مندویل اصفہانی  
 مقابلے کو گیا وہ بھی عنقوبیل کے ہاتھ سے مجروح ہوا اصف شاہ جان سے مارا گیا وہ پکا وقت تھا کہ پھر عنقوبیل نے سہاڑ  
 طلب کیا اتنے میں صحرائی طرف سے گروا طمی اور نقابدار سفید پوش پیدا ہوا قاسم نے جو دیکھا خوش ہو کر امیر سے کہا وہ جان  
 میں نقابدار ہوا لقا کو پکڑ لیا ہوا امیر بہت خوش ہوئے اور بدیع الزمان زود و زود دنگہ ہوا طلاس کو فرحت حاصل  
 ہوئی عمرو نے سفید سر پہا یا غلغلہ دن دن لشکر دان میں اٹھا کہ نقابدار یا نقابدار یا لیکن عنقوبیل قات و گزاف کر رہا  
 تھا نقابدار نے کہا کہ لشکر تیری جان کا بن ہون پھری سے دم لے عربیت بتا اور پوچھا کہ سر بختیار ک نقابدار  
 کو دیکھ کر کاراک صلوہ بر محمد و لعنت بر لات اعلیٰ و منات علی عنقوبیل اب نہیں بچنے کا ہمارے ہاتھ سے گیا لاہوت  
 نے کہا کہ کیا وہاں بکتاب بختیار ک نے کہا کہ دیکھو کیا ہوتا ہے نقابدار سے عنقوبیل نے کہا کہ او مطلق روزگار تو کہاں  
 تھا خداوند کو دی پکڑ لیا ہوا نقابدار اس لیے ہاں اور میرا بھی کام نہا کہ وہ عنقوبیل نے کہا میں تیری تلاش میں تھا  
 جاتا کہاں ہو لاچ کہ وہ رہا کہتا ہے نقابدار پوچھا ان دنوں زمین پر ہمیشہ سی عریض پر نہیں کرتے عنقوبیل نے  
 کہا میرا معلوم ہوا تھا کہ اپنی بادی کی کا جوا کھنڈ ہے ککر پر بھاڑا نقابدار نے چند طعن میں خبر اسکا ہوائی کیا میں خبر کا  
 ہاتھ سے نکل جاتا تھا کہ روز روشن اس کا فری آگے میں خیرہ ہوا سا طوا تھا کہ نقابدار ارے بھون پہاڑی سا طو میں  
 گیا اور ہاتھ زنجیر کمر میں ڈاکر کاش زمین سے اٹھا ہوا اور جا ہا کہ جدھر سے آیا تھا اوڑھ لیا جائے طلاس بیتاب ہو کر دوڑ پڑا











بھاگ کر ایک بیار پر چل گیا امیر ہاشم کو پہنچے اور لڑو کیا اشتہار سے اڑ کے جا کر بیار پر چلے گئے قاسم نے رو کر کہا کہ ای  
 شہر یا آپ کے نزدیک میں قاتل اندھیر کا ہوں خبر گزرا اسکا عالم شہر کہ میں نے نور الدین کو شہر میں مارا ہوا آج کی شب مجھے  
 حلت دیجیے کہ میں دو گنا جناب از دی میں عرض کروں شاید حضور پر میری بیگناہی ثابت ہو جائے امیر نے فرمایا کہ لا شس  
 نور الدین کی بیگناہی میں پڑی ہو میں دم بھر کی تجھے حلت نہ دوں گا یہ کھڑا بیار پر پہنچے قاسم نے عرض کیا کہ شہر یا آپ کو قسم  
 ہو روح پاک حضرت امیر ہاشم کی کہ شب بھر کی مجھ حلت دیجیے صبح کو قاتل بھیجے گا لہذا حضور اہد مالک وغیرہ بھی سرور پیچھے  
 پیچھے امیر کے آئے تھے لہذا حضور نے بھی یا ای شہر یا را زبیکہ نور الدین کے مرنے سے حضور کے سوش و حواس بجا نہیں ہیں  
 کہ تو وہ غم تو بہت بڑا ہو قاسم بھی حضور کا پوتا ہوا اور کبھی حضور اسکو عزیز رکھتے تھے حضور سے وہ ایک شب کی حلت مانگی اور  
 حضور نے وہیں نفیج پر عرض امیر لہذا حضور کے بھی اسنے سے اسوقت ارادہ قاتل قاسم سے باز آئے مگر اسنے پانچ کے غیر استداد  
 کر اگر از پر سے شب گزری صبح کو غافلہ ہوا کہ بدیع الزمان کا کسی نے کاٹ ڈالا امیر نے فرمایا اسواسطاس خادری نے  
 سات بھر کی حلت مانگی کہ بدیع الزمان کو بھی ہر سے یہ ترک تنگ چشم کہاں دیا ہو کہ کھڑا بیار جا کر قاسم کو قاتل کریں  
 لہذا میں سپاہ بیار پر سے مودتا ہوا اور امیر کا ای شہر یا را زبیکہ شاد لہذا قاسم اور عمرو بن رستم کے سر کٹے ہوئے پڑے ہیں چوٹ  
 ہے سنا امیر سن ہو گئے لیکن ہوا کہ قاسم بگناہ تھا کسی اور عالم کا کام ہوا اب مجب حال صاحبقران کا ہوا اسنے بھی خشک ہو  
 میں سکتے کا واکم ہو چکا چپ ہو گئے میں آخر کا عمرو سے فرمایا کہ خواہ در یافت کرو کہ کس ظالم کی حرکت ہو عمر و نے کہا  
 میں خود تلاش میں ہوں دوسری شب کو مالک کا سر کٹ گیا اس خبر سے امیر اور حیران وہ بے نشان ہوئے خواہ در چہر  
 کے بیہوش کو بلوایا چاروں خواہ زاد سے خواہ امید در یا دل والا گھر سیاہ چٹل حاضر ہوئے امیر نے کہا کہ آپ نجوم میں  
 دیکھیں کہ یہ کام کسے ہو گئے انکو مارا ہوا انہوں نے سوا با تہ زمین لبیب کر اصطلاب کہا قاتل کے مقابل کر کے خود قاتل ہو  
 قرآن فکر کو یہ فکر عندہ منافع القہف لا یفلح الا ہو اور نور اساتون و نار سے بارہ ہی جہلہ فاسد دل کے نگاہ میں کو کے احکام کو طرح  
 کے نکالے اور دست بستہ عرض کیا کہ از شہر یا را زبیکہ سے کوئی نہیں مانا گیا سب زندہ و سلامت ہیں بعد ایک تہمت کے اسے ملاقات  
 ہوئی اگر اسے فرق ہے تو ہم سب کو توپ دم کیجیے گا یہ سب کتبہ سمجھتے ہیں اس خطبے سے امیر کو فی الجہل شکین ہوئی بعد قتل کے عمرو سے  
 کہا کہ خواہ ملک مطلق بدعا نہیں ہو کہ اسے خون کر دے عمرو نے عرض کیا کہ شاید قاتل کا حال معلوم ہو امیر نے فرمایا لا یا اس کا ذکر کو چور الہا  
 کے لیے کو طرف زندہ اٹھانے کے روانہ ہوئے جب زندہ اٹھانے میں پہنچے دلو دلوئے دروازہ زندان کھولا لہذا کرمع اسکے ہمراہیوں کے  
 نہ پا با مر القہف کا دیکھا خبر صاحبقران کو دی کہ قاتل زندہ اٹھا سنے سے قاتل ہو کوئی لقب دیکر چھوڑا گیا عمرو نے نکر دیکھا پچھان  
 وہ ابلیس عیار کا لگا ہوا عمرو نے امیر سے کہا کہ بال بیان کیا اور کہ لشکر کفار میں جانا ہوں شاہ وہاں کی پستی لگے کہ لکھ

### ابراہیم راسخان لعل جادو کی بیانی ہوئی ہے

جب خواہ لشکر کفار میں پہنچے صورت قد مبارک کی نگاہ داخل بارگاہ ہوئے دیکھا لہذا ابھی چھوٹ کر آیا تو جھکے بان بڑبان دیں  
 ہر ہی میں تخت پر بیٹھا ہوا ہوت شاہ نے قدیم سی خاص کی سب کھانگر و طراف میں جمع ہیں فکر ہو رہا ہے کہ بت سے سولہ  
 عمر و کے سر کٹ گئے ہیں نہیں معلوم یہ کام کس کا ہو عمرو نے خیال کیا کہ ان کافروں کو نہیں معلوم ہو حیران وہ بے نشان وہاں سے  
 اپنے دل میں کہتا ہوں چھوڑا کہ بڑا ان کا ہار پتھا کہ بیان کچھ سراغ نیگا سوہان بھی کسکو نہیں معلوم اب کہاں جا بیگا انکو  
 اور یافت کر لیا اس خیال میں چلا آتا ہو کہ برابر شہر مشتری حصا رکے ہو نچا در سے ایک نلو دکھائی دیا اچھلے دل میں کہا کہ اگر عمرو  
 کا قتل کسی نے کیا ہوا ہے جب فریب ہو نچا دیکھا کہ نلو مینا لی ہو اور سر نور الدین وغیرہ کے لکھروں پر چڑھے ہوئے ہیں انان  
 سروں سے شعلہ آتش کے نکل رہے ہیں اور گرد و غلے کے خندق خون کی ہر وہ گھٹنے ہی گھیم عیاری اور صلی اور منظر و نشان



خدمت امیر میں آیا حال بیان کیا ہنوز بیان نہیں کر چکا ہے کہ ملکہ جادو با حال پریشان آئی خدمت امیر میں آداب بجالائی اور  
 عرض کی کہ یا امیر دادی اس شخص کی جسے مالک بن زرد ہشت جادو کی مان کر نام اسکا لعل جادو ہر صوفت آپ نے  
 غلطی آباد کو قلعہ کیا تھا وہ ظلمات میں تھی اب وہ آئی اور مالک کے مارے جانے کی خبر پائی جو تمام ہزار ہوں کو قتل کیا  
 اور مجھے کہا کہ تو میرے بیٹے کی قاتل جو میں تجھے سمجھتی تھی تو بھاگ کر بیان آئی اور اسنے قلعہ مینا بنایا ہر اس میں سکن اپنا کیا  
 ہر لوگوں کو لاکر آپ کے فرزندوں کی صورتیں بنا کر انکو قتل کیا ہر سرانگے قلعہ کے نگروں پر چڑھا لئے ہیں آپ کے فرزند سب  
 زندہ ہیں مگر قید ہیں اور لعل جادو روہن میں ہوا میرے چہرے پر نور الدہر وغیرہ زندہ ہیں بہت خوش ہوئے ملکہ جادو  
 نے کہا کہ شریا حضور اسم اعظم پڑھا کر کہ بن کر لعل جادو آپ کی اور عمر و کی فکر میں ہو عمر و تو گھر عمارتی اور دھڑکنا  
 ہو گیا امیر نے بارگاہ سلطانی فاسطہ خاتون کے پاس کی آپ بارگاہ ہشامی میں مع سرواں لشکر کے جلوہ فرما ہوئے  
 اور ملکہ جادو سے باتیں کر رہے ہیں کہ لعل جادو اڑتی ہوئی مثل ہارسے آسمانی و آفت ناکانی آئی اور چلائی کہ او محمد  
 تو سامان غلطی آباد کو مار کر فراغت سے بھاگ کر چھا تھا کہ اسکا کوئی وارث نہیں رہا جو دھونی خون کا کر لگا اب دیکھ تو  
 مجھے کیا سلوک کرنی ہوں چلے اس گیسو پر وہ نگ فاعل ملکہ جادو کو قتل کر لوں یہ اس کے تجھے سمجھتی ہے لعل جادو  
 کی طرف تڑپتی ملکہ جادو نے پیچھے ہٹ کر ایک تریخ اور لعل جادو نہیں پڑی اور ہاتھ سے تریخ کو پکڑ کر اشارہ کیا ملکہ جادو بیوی  
 ہو کر دم سے زمین پر گری لعل جادو کہ میں چھوڑ کر اس منہ سے زندہ ہوئی کہ سب دیکھتے رہے غم و روتے لگا اور جلدی سے  
 گھر اور دھڑکنا پیچھے چلا جب قریب قلعہ پہنچا دیکھا کہ کنگرہ قلعہ پر سر ملکہ جادو کا ہی چڑھا ہے کیفیت دیکھ کر روتا ہوا پھر اور  
 خدمت امیر میں ہا مال بنا ہوا پھر امیر نے جو عمر و کا حال اتر دیکھا فرمایا کہ خواجہ ملکہ جادو کیا ہمارے فرزندوں کا ہاتھ  
 عزیز ہوا اور تم تو سن چکے کہ سب زندہ ہیں مگر قید ہیں اسی طرح ملکہ جادو بھی زندہ ہوئی تم کہو کہ اس قدر حال اپنا غیر کرتے ہو جو میرا  
 پروردگار کی دیکھو کیا ہوتا ہوا آپ کو کہنے کو قلعہ کوہ مینا کے آئے خبر پر ہوا چار گھنٹہ میں دن رہے سر قلعہ مینا کو  
 قلعہ مقبل ساتھ تھا کہ شعلہ آتش غلغلے پر سے آیا اور مقبل کو لپیٹ کر لگا لندہ صورت میں آکر ہاتھی کو بڑھا کر ایک  
 گرز اس قلعہ مینا پر لاس گز سے ایک شعلہ آتش نکلا لندہ صورت کو اسکی سمیت جلا دیا امیر اس دور پریشان پھر کہ خبر میں  
 آئے بسبب زرد و غلو کے کہنا بھی دیکھا باجنگ پر لپٹے ہوئے تھے خیال بندھا ہوا تھا کہ لعل جادو علامہ زمان و آفت  
 رحمان سے ہر دیکھے کیا ہوتا ہوا ناگاہ لعل جادو نیچے میں آئی اور کھڑی ہو کر اسم سر پڑھنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع  
 کیا اور لعل جادو نے اسم سر نام کیا اور پھر امیر نے اسم اعظم ختم فرمایا لعل جادو امیر کے ہتھکاس آئی ہاتھ بڑھا کر طابا  
 کہ امیر کو اٹھا لیا امیر نے ہاتھ اسکا پکڑ کر بھاگا کہ منہ کے کھل کر امیر نے اور ایک طاب پکڑ لیا کہ اگر پورا ہاتھ پکڑے تو دھڑکنا  
 پڑے سر اڑ جائے مگر وہ انگلیاں پڑی نہیں کہ جیسے نوٹن کو تر لوٹ جاتا تو زمین پر لٹنے لگی خاصا جھڑانے لڑا کہ کیا اس  
 نکادہ کو میرا گردن خاقان چین و سوار سے ہر تھا دور کے امیر کے سامنے آیا دیکھا کہ ایک ساموہ بہ نام زشت اندام  
 لوٹ رہی ہو پھر اسنے چاہا کہ اسکو قتل کر کے لعل جادو اسم سر کا پڑھکر بھل دیو بنکر میرا ام کو پکڑ لیکن امیر دوش سے کہ  
 میرا ام کو پکڑا میں گروہ کب ہاتھ آئی ہر کھٹ افسوس ملکر کہنے اور لقا اپنی بارگاہ میں جنما تھا بختیارک وغیرہ تمام ہوا  
 گرد و اطراف میں جمع تھے کہ ہر کار سے آئے ہاتھ اٹھا کر دعا دی قلعہ کا و سرت سرتا فران پر بندہ شکست میں تاسگان برکت  
 گزشتہ ہزار رنگ رنگ ہر سر تو موکلان زندہ بختیارک نے کہا بیش باؤ کو بھی کیا خبر لائے و سوا اس خناس  
 خوش آمد و آمد ہر گاہ ہر گاہ دن نے نور الدہر و بیع الزمان اور قاسم و علم شاہ وغیرہ کے سر کھٹا  
 اور لعل جادو کا ظہر ہوا اور قلعہ مینا بنانا اور سرواں لشکر اسلام کے سر کا کنگروں پر چڑھا اور لشکر اسلام کا ساتھ



اس قلعہ میں آئے اور صوفیوں کا گزیر کر ملنا سب بیان کیا پس فرشتے ہی لقا پکارا اسی بندگان میں سے چند قدرت مراد  
 شخص دیکھ کر سخت گھبرایا دیکھا تھا بلایا میں نے اپنی بندی خاص الخاص کو کہ سب خدا پرستوں کا کام تمام کرے اور تقدیر  
 کی بن بنے کہ بیان سے کچھ ہو چکا ہے کہ شکر اسکا کچھ کر کے برابر لشکر امیر کے اگر ازالہ القاعے بختیار رکھے کہ اگر شیطان  
 دیکھا قدرت کی میں نے کرم ہمارے طرف سے متحد لیکر لعل جادو کے پاس جاؤ اور اسے لیکر پاس آؤ وہ اسکا اور  
 خاصیت بیکار کشیان بخون کی اپنے ساتھ لیکر وادہ ہوا جب برابر قلعہ میں آئے ہو چکا دست ادب باہر حکم کرا ہوا لوگوں  
 نے جا کر لعل جادو سے جان کیا کہ ایک شخص کشیان لے ہوئے دوازہ سے پر کھڑا ہوا اور کتا ہر کدہ شخص مارا المیہ خدا  
 اقا کا بر لعل جادو کے پاس آیا ہوا یہ شخص ہی لعل جادو و قلعے سے باہر آئی دیکھا کہ ایک شخص نہ درضد موکوتہ گردن  
 تنگ پیشانی شیعہ کی نشانی دست بستہ کھڑا ہوا کشیان اسباب کی رکھی میں جا کر کسی کا فرستادہ ہو چکا تو کون  
 ہوا کہ کتا لایا ہوا بختیار رکھے کہ وہ شخص فرستادہ زمرہ شاہ خداوند اقا کا شیطان دیکھا ہر خداوند کہہ کہ شخص فرشتہ  
 حمزہ کو قتل کیا ہو تم تھرا بلکہ ہوا ہر خداوند کو آندہ ہر تھرا سے دیکھنے کی اسوا سے آیا ہوں اور کچھ کشیان شخص کی خداوند  
 کی طرف سے لایا ہوں آپ کو من سب ہر خداوند کی خدمت میں پہلے آپ اور وہ لکر خدا پرستوں کا کام تمام کر بن لعل جادو  
 نے کہا اچھا تم قلعے میں آؤ بختیار رک کہ خداوند قلعے کے لنگنی بستہ جمعی طرف سے اسکی دعوت کی بختیار رک نہایت میں بسر  
 کی صبح کو لعل جادو بختیار رک کے ساتھ خدمت لقامین آئی اقامتے سنار لعل جادو قاتی ہر داروں کا استقبال کو باطل  
 بسوا وہ لعل جادو کو ساتھ لیکر آئے لعل جادو نے پائنت کو ہر دیا القاعے اسکو گلے سے لٹایا خلعت دیکر حکم کیا کہ قتل  
 شاہ مانی بیگے اور لعل جادو سے بیان کیا کہ میں خدا پرستوں کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہوں انکو عام سنی و خواہ  
 میں میں نے پیدا کیا ہوا اور تقدیر کرنا انکے حق میں بھوکا ہوں اب ہر غالب آئے ہیں مجھے کچھ نہیں ہو سکتا ہر لعل جادو  
 نے کہا کہ با خداوند آپ قاطع رنجہ میں سب کا کام تمام کر دینی لیکن مجھے خدا پرستوں کی لڑائی دیکھنے کا کمال اشتیاق ہو  
 اقامتے حکم کیا کہ قتل جنگ بے لعل جادو و نہ خدمت ہو کر اپنے قلعے میں چلی گئی ہر کاروں نے بغیر صاحب قرآن کو دی کہ لشکر  
 افغان میں قتل جنگ بجا ہوا امیر نے بھی قتل جنگ بجا ارات بھرتیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے لعل جادو  
 قلعے کے بھیج پر اگر دیر سا بیان نہ یعنی مٹی اور شہر بخوار ہی میں مصروف ہوئی بیان جب طرفین سے صفیں آراستہ ہو چکیں  
 اور نقیب نبیب دیکر لعل گئے لشکر کفر میں ملکا سے خاک پیکر جلوہ گری برائے خراجاں مردم درگینڈے کو آؤ اگر لقا کے ساتھ  
 آیا اجازت میدان مانگی اقامتے کیا مابھوہ قدرت کے سپرد کیا خراجاں حیرت آئی کہ سے کی طرح بھولا گینڈے کو آؤ کہ  
 میدان میں کیا مبارز طلب کی لشکر اسلام سے قرب پر عرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرقی و غرب  
 مرکب کو آؤ اگر سامنے سخت شاہی کے آئے گھوڑے سے اتر کر بھرا کیا اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے کہا خدا تمہارا  
 نگہبان ہو جام کلمہ و عفریت عنایت ہو اس جام کو پیکر بارگرب پر سوار ہو کر مقابل خراجاں کے آئے ٹھکانہ زن ہوئے  
 کوئی تین قدم پیچے مرکب کرب کا بنا اور سات قدم مرکب خراجاں کا پسلا ہوا خراجاں گینڈے کے پیچے پر جا رہا گونے کرتے  
 سنبھلا مسل کر لائون میں گھبراہٹ مار گینڈے کے آگے بڑھا یا متاثر کیا پوچھا کیسی وجہ نام جاری کرب نے جواب دیا  
 کہ نام میرا ملک الموت قابض اسلحہ کفار ہر خراجاں ہم ہم ہوا نیزہ کرب ہمارا کرب ہے نیزہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا  
 آئینے تلوار ماری کرب نے اسکی تلوار سے کڑھو اباری مع مرکب اسکے چاٹکتے ہوئے بعد اسکے کرب نے لہرہ کیا  
 کراؤ کافران بدین جسکو تم میں سے تنہا مرگ کی ہو میرے سامنے آئے اراجاں مردم دروغا بے کو آیا اتھ سے کرب کے لہا  
 گیا اس درخت شاخیں کافرون کو کرب نے حاصل جنم کیا اور باج رچی ہوئے قتل باز گشت بجا و خون لشکر پھر کر اپنے اپنے



خون میں آئے لقا اپنی بارگاہ میں بجا تھا کہ لعل جادوئی لقا کے پاس بیٹھی بختیارک نے کہا اے ملکہ لعل جادو نے  
 لڑائی خدا پرستوں کی دیکھی لعل جادو نے کہا کہ واقعی یہ خدا پرست بلا سیدستان آفت جہان میں آتے کوئی عہد ہما  
 لشوگا مگر میں ان سب کو غارت کر دی ایک کو زندہ چھوڑ دی بختیارک نے کہا اے لعل جادو تم عیاران لشکر اسلام سے  
 واقف ہو کہ کیسے میں مرشد نے کیسے کیسے جادو گردن کو مارا لعل جادو نے ہم لب دیا کہ میں اس سارہاں زلوے سے  
 واقف ہوں کہ اتنے بہت سے ساحران غلطی آباد کو مارا ہوں اسکی فکر میں ہوں جسوقت وہ ہاتھ لگائے تو نقل کیا کہ لکھ  
 ہستی کہ آج و کچھ زمین ان خدا پرستوں کے ساتھ کیا کرتی ہوں اور قلعہ مینا کو کئی ہزار سالوں سے ہیرا اگر امیر کو دی کرکج  
 لعل جادو دعویٰ کر کے گئی ہر صاحب قرآن نے فرمایا کہ رہینا اقصا میں بقدر جو مرضی آئی اور فرمایا کہ تمام لشکر میں جادو  
 جادو سے کہ رات بھر کوئی نہ سوئے ہر ایک سمجھتا ہوا ہر ایک کی تلاوت شب بھر کرے یہی نو صندھ صورا تمام لشکر میں پیا سب سمجھ  
 پڑھنے میں مصروف ہوئے صبح کو غلط ہوا کہ سرسبز ان بزرگمہر کے کٹ لکے بھر خبر ہوئی کہ جمشید بن قباد کا سرکٹ گیا پھر  
 کہ زبان خراسانی کا سرکٹا چاہو اور فضل بن کیا ہو اور ور قاسے (خیر خوار) کے شکار میں تھے انکے بھی سرکی نکلا  
 لے امیر کو بھرین سکر نہایت وحشت ہوئی اور وہ کروانا گئے لگا اے پروردگار اس ساحرہ کا زہر کے شر سے قہری غلط  
 رکھنے والا ہوں اس بلا کو تو ہی ہے وہ کہ نہ لگا ہر صاحب قرآن تو مصروف دعا تھے لیکن جعفران کا حال شبہ کو  
 کو قلعہ مینا کے پاس آیا اور لقب کھودنا شروع کی کھودنے کھودنے دیوار لکھو تک پہنچا تھا کہ خود لیا قلعہ پر بڑا ٹوک خبر  
 سے ایک شعلہ آتش نکل کر قرآن پر دنا قرآن بھاگا لقب سے باہر نکلا لشکر کا راستہ آتش چھپے چھپے تھا لشکر  
 والوں نے جو دیکھا کہ قرآن کے بدن میں آگ لگی ہر پالی چھڑکا وہ آگ نہ بھی قرآن دروازہ بارگاہ پر پہنچا وہاں  
 عرض تھا اس حوض میں کوہ پڑا غوطہ لگا یا شعلہ آتش پانی کے اوپر پھراٹے لگا خبر امیر کو ہوئی کہ قرآن کو آگ  
 تیس چھوڑی امیر بارگاہ سے باہر آئے اس شعلہ کو دیکھا اسم اعظم پڑھا کہ کیا شعلہ آتش ایک جانہ نکلا قرآن  
 اس حوض سے باہر نکلا مگر آجے بدن میں پڑ گئے تھے صبح کو لعل جادو لقا کے پاس آئی کہا کہ باخداوند شا آپ نے کہ رات  
 کو کیا ہوا خدا پرستوں کے لشکر میں لقا نے کہا اے لعل جادو مجھ سے خبر ہوئی تھی کہ بہت سے لوگوں کے سرکٹ گئے  
 میں اور اے لعل جادو میں سرسبز ہوں آگے ہی تقدیر کر چکا تھا تو میری جدی خاص لقا میں جو ادب قہرا ہی چھوڑا  
 لعل جادو نے کہا کہ خداوند آپ خاطر جمع رکھیں ایک خدا پرست کو سہی زندہ نہ چھوڑوئی لقا خوش ہو کر مصروف میں  
 حضرت ہوا قضاے کار عمر و بصیرت مبدل دروازہ بارگاہ پر کھڑا ہوا تھا تمام لشکر لعل جادو کی سنی پھرایا اٹھتا تھا  
 دیکھا کہ دروازہ بارگاہ سے ایک شخص بنو ہوا عجیب شکل تھی کہ سر شانوں پر اور گردن نہ تھی جب قریب آیا عمر و نے  
 پہچان کر لولوس یعنی ہر جہان ہوا کہ کیوں بیان آیا ہر لیکن کافرا سکودیکھ کر نہایت تعجب و تعجب اور خائف و پریشان  
 ہوئے کہ اے لولوس لعل جادو کے پاس آیا اور ایک تار اس کے ہاتھ میں دیا لعل جادو نے تار پر صاحبیت خوش  
 ہوئی کہا کہ باخداوند باختر تعجب خبر خوش آئی ہر لقا نے کہا کہ کھو تو سہی کیا تقدیر ہو لعل جادو نے کہا اے لقا بادشاہ  
 ظلم گو ہر بار مکمل خان جادو آگے مدد کو آیا ہوا اب ان خدا پرستوں کا استیصال بخوبی ہو گا ہم اور مکمل خان  
 لکھ خدا پرستوں کو مار لینگا اور باخداوند مکمل خان بہت زبردست ساحر ہوا سب ساحر اسکی عزت کرنے میں لقا نے  
 کہا اے لعل جادو میں تو سرسبز ہوں آگے ہی تقدیر کر چکا ہوں کہ مکمل خان اگر خدا پرستوں کو قتل کرے گا لعل جادو  
 نے اے لولوس سے کہا کہ تم جلد جا کر مکمل خان کو لاؤ اے لولوس سلام کر کے بارگاہ لقا سے باہر نکلا چلا عمر و پیچھے روانہ ہوا  
 جب لشکر لقا سے نکل آئے عمر و نے کہا کہ اے لولوس جی مشرور تو سہی مجھے کہہ کہنا ایک بات سن لو اے لولوس بے جواب



دیا عمر و نے کہا ادا دلوس آج کیا ہو کہ تم بات تک نہیں کرتے اور بھنی سچ ہو کہ مصیبت میں کوئی کسی کا شریک نہیں ہوتا جو باتو  
وہ سخاکی دوستیان یا سچ ادنیان ادلوس سے کہا لوگوں پر نام دینا بتا میں تجھے پہچانتا نہیں ناحق بک بک کر میرا سفر  
کھا گیا عمر و نے کہا سبحان اللہ اب اس وقت مجھے پہانتے ہی نہیں کیا ذکر ہو کہ گلشن جادو اور گلستان جادو کے مکان  
میں مجھے چھڑائے کر اسے تم بھی گر خمار ہوئے تھے قرآن نے باکر گلشن جادو کو اسامین عمرو بن ابیہ صغری ہون  
ادلوس نے کہا کہ عمر و نہی ہو خوب میرے ہاتھ لگے لکڑی کے پست کیا مشکین باد صحن اور فتنہ مار کر نہا کہ میں تو بڑی  
کلاش میں تھا بغیر محنت و محنت تو میرے ہاتھ لگ گیا یہ لکڑی کا پست لکڑی کا پست لکڑی کا پست لکڑی کا پست لکڑی کا پست  
ہو انکے قول و فعل پر کہ ادلوس ایک صحرا میں پہنچا وہاں ایک لشکر آ رہا تھا اور بیچ میں لشکر کے ایک غیر محمل سبز کا چل  
کام اس پر تھا ہوا قند بار گاہ قند خاک سے مہسری کرنا تھا ادلوس اس لکڑی کے اندر عمر و کو لایا عمر و نے دیکھا کہ ایک جادوگر  
بارشیں سفید نایاب شہر یاری بر سر و چار قند شاہ شہابی و بر چتر باد شاہی سر پہ پھر رہا ہو تخت پر بیٹھا تھا وہ جادوگر گرد  
اطراف میں چلن مجھے رنج ہو رہا تھا کہ ادلوس نے سلام کیا اور کہا کایہ پیر بزرگوار لعل جادو سے آپ کو لایا ہو چکا اور یہ سب باتیں  
ہاتھ لگ گیا میں پکڑ لایا ہوں مکمل خان نے کہا اے فرزند خدا سے جتنا کیوں مجھ و اسرا کاٹ کر کہوں نہ لائے عمر و نے جو یہ لکڑی کی زبان  
سے مناسبتے دل میں کہا لعنت ہو ان جادوگر وں پر اور انکے اطوار پر مگر ادلوس نے کہا کایہ پیر بزرگوار اب کہیں اسکا سر کاٹ  
لوں مکمل خان نے کہا کہ اب اسکو سات لعل جادو کے قتل کر گئے اب اسکو پھر سے میں بند کر دو عمر و کو پہلے طوق قند بھر میں گرفتار  
کیا پھر پھر سے میں بند کر کے طرف لشکر لقا کے رواد ہوا اب قریب پہنچا تو لقا اور لعل جادو استقبال کے واسطے نکلے راہ  
میں ملاقات ہوئی مکمل خان نے لقا کے قدموں کو بوسہ دیا اس کا فرسے بہت شفقت سے اپنی بارگاہ میں لپکا کر دعوت کی  
مکمل خان نے لعل جادو سے کہا کہ کیا اقبال تھا ہر میں عمر و کو پکڑ لایا ہوں اور کہا کہ لاؤ پیرا عمر و کا ادلوس نے پیرا لاکر  
لکڑی اختیار کر کے جو دیکھی تھی خوش ہوا اور اشارے سے کہا اسے مار ڈالو مکمل خان نے کہا کہ اب جی قاعدہ میرا یہ ہو چکا  
میں سر مارا کہ نہیں پکڑ لیتا ہوں اس کے لوگوں سے نہیں خبر ہو تا ہوں حمزہ کو گرفتار کر لوں تو اسے قتل کر دوں بختیارک نے کہا اے  
مکمل خان یہ ذات بایر کا تھوٹ جائے مکمل خان نے کہا کہ اب جی کہا مجال جو یہ چھوٹے سے لعل جادو مکمل خان کو لکڑی  
قلعہ مینا میں آئی لیکن ہر کار سے خبر لیکر امیر کے پاس آئے اور حال عمر و کے پکڑ جانے کا اور مکمل خان کے آنے کا بیان  
کیا امیر بہت رنجیدہ ہوئے کہ اگر رضنا افتخار بن تقدیر جو مرضی اکی ہم بھی تو آدہ مرگ میا سے قضا بیٹھے میں دیکھے پروردگار نے  
کیا چاہا ہو بیان لعل جادو نے مکمل خان کی دعوت بہت دھم سے کی شب کو لعل جادو نے بہت سے سرداران مل جل کر  
کو اسیر کیا لشکر اسلام میں ایک عالم ہو اسے امیر اور بادشاہ اسلام اور چند مشیران سلطنت اور کرب غازی کے کوئی باقی  
نہیں ہو سب کے سر کٹے ہیں لقا بہت خوش ہو بختیارک بغلین پیرا ہوا کہ اب یہ خدا پرست اسے لکڑی اب نہیں بچتا لقا سے  
لعل جادو نے کہا چھوٹا کہ تم طبل جنگ بجاؤ کل ان سب خدا پرستوں کا خانہ پر لقا نے طبل جنگ بجا یا ہر کاہ وں نے امیر کو خبر دی  
کہ طبل جنگ لشکر لقا میں بجا ہوا امیر نے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی فقارہ جنگ بچے جو متغیرا اکی یہ لکڑی امیر نے کرب فارسی  
سے کہا کہ بھنی تم، موس کو ساتھ لکڑی سے ملے جادو کے من قتل ہوا تو موس نور بادو نکلے کرب نے عرض کیا کہ مجھے نہوگا  
کہ میں اس بنائے سے جان بچا کر چلا جاؤں لوگ مجھے کیا کہیں گے آپ مجھ کو نامہ دیکھ میں میں نہ جادو کا امیر نے بادشاہ اسلام سے  
کہا کہ آپ اس امر پر کمر بستہ باد صحن بادشاہ اسلام نے جواب دیا کہ آپ نے مجھے بادشاہ مقرر کیا اور مرتد سلطانی دیا اب جو میں  
اس وقت آکھو نہا چھوڑ کر چلا جاؤں تو تمام نہائے کا مورطین ہوں کہ اپنی جان بچا کر اس بنائے سے چلے گئے کیا ہاتھ تھے  
مجھ کو یہ ننگ گوارا نہیں جو سب کا حال وہ میرا حال امیر اور سر سے بھی بایوس ہوئے سلطان شاہ فارسی نے عرض کیا کہ



ایک شہر یا حضور اقدس و پریشان نہون کر و دو گار عالم ایک دم میں کچھ کچھ کر دینا جو وہ میری رحم کر لگا رات کو لعل جادو جنہوں میں  
جوئی سب اسکی شہرت محفوظ رہے امیر نے کہا کہ میں اسکی ذات پر نیکی کیے بیٹا ہوں ماضی برضا ہوں غرض سب گئے اور کیا  
کرتے تھے اور وہ مائیں مانتے تھے اور کرب غازی اپنے مول علی ابن ابی طالب غالب کل غالب کو پکا ۲۲ تھا کہ آقا  
مقام باری اور مدد کا ہر گز اس طرف کا مل نہیں کہ مکمل خان نے لعل جادو سے کہا کہ قریح تعاری دعوت ہمارے  
بیان ہر لعل جادو نے کہا کہ مکمل خان ان خدایر سنون کو مار لین پھر دعوت کرنا مکمل خان نے کہا کہ نہ ہونا ہی ہر گز  
ان منہ من کرنا کہ خوب فراغت سے دعوتیں کیا جائیں مگر میں کچھ شراب و کباب تھوڑا سے ہوں اور کھانے دو ایک طرح کے  
تھے پکڑائے ہیں چاہیے ہر کہ ہم تم سب ایک جگہ کھائیں لعل جادو نے جواب دیا کہ کیا معاف ہے مکمل خان نے کہا کہ لعل جادو  
ان خدایر سنون کے ہاتھ سے تو دل پر لگا دن و رات ہر جگر خون ہو رہا ہوں تو یہ دو بار یک گز دین کر اسے شہر کے  
شہر جادو گز دین کے غارت کر دیے تھا اقبال تھا کہ عمر و میرے ہاتھ لگ گیا نہیں تو یہ آفت کا پہلا ہے کیسے کہتے مار دین  
کو اسنے اسکا لایا ہے کیا عکسلی آباد کھانے پر پکڑا ہوا اور لعل جادو پوچھا کہ جادو کس طرح سے کھانے کا نام ہوا اسنے نام  
طاسم گوہر بار لوتاہ کر دیا بلکہ سارا ان زبردست قتل ہوئے سب عزیز و اقارب ہرے اسے لگے اسکی اطاعت قبول کی  
جب تک کہ پکا اور یہ سارا باندہ بکرا پنا دوست بناتا تھا ہم تو وقت کے منتظر تھے اب خداوند سامری ہمیشہ آپ کو لایا  
ہم آپ کے شریک ہوئے اور کیوں اور سارا باندہ ناو سے دن بیکے جادو تھا اب دیکھ تو مجھے کس طرح مارتا ہوں عمر و سے  
کہا کہ مکمل خان خوب کہنے ویرنیہ نہونے کا لاخیر و درگاہ کا در و ما کہ یہ اگرچہ گیا تو بھونٹا جائے باقی ہر وہی نہیں کہ کھانا  
اور شراب و کباب مکمل خان کے گھر سے آکھنا لکھا یا جاتا ہو اور شراب لی رہے ہیں ناچ دیکھ رہے ہیں عمر و سے ادھوں جی  
نے فرمائش کی ہر کہ خواجہ کچھ گاؤ نہیں تو گواہی دے عمر و نے جسے من بند ناچار مجبور گارہا ہوا اور رو رہا ہر کہ دفعتاً آگاہ ہوئی  
طاسم ہوئے کہ کوئی تو اٹھ کر ناچنے لگا اور کوئی چلنے لگا کسی نے کہا کہ تعاری گز دین کھانے پہلے ہیں اور مکو خبر نہیں اسنے  
جواب دیا کہ بھی تم کیسے دوست ہو کہ بیٹھے ناٹا دیکھتے ہو اٹھ کر تادی کہ اسے کر لگا اور کہا کہ مہمان سقنہ تو  
بکرا مہی ڈالا دھر سے وہ بھی گرا دولاں بیوش ہو گئے کہیں کوئی کسی سے مخاطب ہو کر بولا کہ مہمان تعاری موٹھ پر  
کھا بیٹا ہر اور نکو اطلاع نہیں ہوا اسنے کہا کہ اس نامحزول نے اڈا مقرر کیا ہوا اور اسنے اٹا بھی نہیں ہو سکتا ہر کہ اڈا دو  
ہیں اسنے موٹھ پر کر کر ایک جگہ دیا کہ کچھ بال موٹھ کے اڈے آئے اسکو انہا ہونی ایک لہجہ مانا کہ اسے لڑنے سے منحل میری  
موتھیں اٹھا نہیں اسنے کہا کہ موٹھ نہیں ہو کر اڈا گیا اسکی موٹھ میرے ہاتھ میں رہی وہ بولا ایسی لہجہ باقی ذکر منظر من  
وہ نون رے قضا کا رنگ ہے کی جہاں کا عکس ایک شخص کے سر پر چادہ جو اسنے برابر بیٹھے تھے وہ بیکے کہ سانب اکھ  
کھائے آبا ہر کہا کہ بھی چیکے بیٹھے رہنا ہے اور اسے لگے بلکہ خد شکار سے اڑھائی تھکا جوتا لیا اور بغوت تمام اٹھ سر  
پر دیا چوت اٹھ جو اسے راضی لگی بس انھوں نے بھی جوتی اٹھائی اور کہا کہ اسے سر محفل کش کاری کرنا ہر کہ بیوشی  
نے اٹھ زمین پر دے مارا اور لعل جادو نگاری کا عمر و وہ کیا خوب گایا ہوتی جانتا ہر کہ ساٹھ برس گت ہا چون  
ہے ککر کھڑی ہوئی اٹھی تھی کہ بے گت ہو کر گری اور سارا مین جو تھیں جو اسنے اٹھائے تو اٹھی وہ گویا ہماں سے اٹھی ہر چہ  
تھا کہ کیا ہوا کہنے کو بیوش کیا کہ ادھوں جی نے عمر و کو خبر سے پہر کا ہوا تھوون کو عمر و کے چہا اور مکمل خان  
دو ٹک عمر و سے لپٹ گیا کہ خواجہ بے ادبی نہیں ہے آپکے ساتھ کی لیکن مصلحت سمجھیں ہر کہ لعل جادو کو میرا اعتبار ہو  
اور اپنا دوست جانے نہیں تو یہ لعل جادو علامہ زمانہ جو میرے قریب میں نہائی اور سب مسلمان دن کو مع عمر و قتل کر لی  
اب ہر بیوش پڑی ہر جسطرح چاہے قتل کیجیے آپکو اختیار ہر بس عمر و اور ادھوں جی نے مگر سر لعل جادو کا مع اسنے



سرداروں کے کانٹا اور مال و اسباب جو کچھ تھا وہ سب عمر و سنے نذر نزل کیا مکمل خان نے کہا کہ خواجہ حمزہ امیر  
 کے پاس لکیر جاؤ میں سرداروں کو لکیر آتا ہوں عمر و سنے مکمل جادو کا لکیر خدمت حمزہ صاحبقران میں روانہ ہو  
 بیان صاحبقران تازہ صبح پر نکل کر آدھ روز گئے تھے ہوا شاہ اسلام سے بائیں کر رہے تھے کہ دیکھے کیا ہوتا ہے اور کیا حضور  
 خدا کو ہر کوئی ایک آنہ می جانی زمانہ تیرہ دہائی ہو گیا چار گھنٹہ کی مسابری رہی پھر روٹنی ہوئی تو عمر و کو دیکھا کہ سرانجام میں بیٹے ہوئے  
 لعل جادو کا آیا اور پکارا سارک ہو کر لعل جادو واری گئی اور سردار سب جہ سے چپے مکمل خان انکو ساتھ لے ہوئے  
 آتا ہوا حمزہ مکمل خان نے بڑا کام کیا لعل جادو کو فریب دیکر مایا لہجے سے لعل جادو کا امیر نے عمر و کو لگے سے لگا لیل  
 شادمانی بچنے لگا عجیب خوشی ہوئی عمر و نے عیاروں سے کہا کہ اپنے اپنے آقا ان کے گھوڑے لکیر جادو کہ وہاں سے پیدل آئے  
 ہوئے گھات عیار گھوڑے لکیر روانہ ہوئے اور امیر نے جو سردار کہ بیان تھے اُن سے فرمایا کہ جاکر مکمل خان جادو کو کچھ سرداروں  
 کے استقبال کو کہہ دو کہ ب اور فضل اور شیران سلطنت سلمان شاہ فارسی وغیرہ پیشوا کی کو روانہ ہوئے کہ جب وہاں  
 لعل جادو داخل ہونے لگا تو وہ قلعہ مینا کر چاں ہو کر آڈ کیا اور ہار کی بھی دور ہو گئی ہر سردار نے اپنے تئیں ویش  
 خاکہ پر بیٹھے دیکھا ایک دوسرے سے جھگڑی ہو اٹھ کہ انھوں نے لعل جادو واری گئی اتنے میں مکمل خان نے اگر کوئی  
 کو سلام کیا اور الوں جنی قدموں سے لپٹا مال لعل جادو کے پاس جاتے کا بیان کیا تو رالہ بہت خوش ہوا اور الوں  
 مکمل خان کو لگے سے لگا یا کہ اتنے میں عیار مرکب کی سواری کھڑکی کے سب سوار ہوئے خدمت حمزہ صاحبقران میں بیٹے  
 مکمل خان اور الوں جنی ساتھ تھے کہ سردار پیشوا کی کو جو آئے تھے باہم ملاقات ہوئی حضور صاحبقران پہنچے ہوئے  
 قدموں پر گویا امیر نے ایک ایک کو لگے سے لگایا اور مکمل خان کو خلعت عنایت کی صحبت پیش آتا ہوا پہلی ہر کار سے  
 لقا کے جو باہر جاسوسی کے ہوئے تھے محض خبر دریافت کر کے بارگاہ لقا میں آئے اور ہاتھ ڈٹا کر بدعا دی ویت ای پر رش  
 شوم و آفاق از مضرہ و دوان گناہت و جوہر و خیم خربہ بختیارک نے کہا پیش باد کیا خوشخبری لائے ہر کار میں سے  
 مکمل خان کا فریب دیکر لعل جادو کو قتل کرنا اور سرداران لشکر اسلام کا رہا ہونا بیان کیا اور کہا کہ اب حمزہ جنس میں  
 مصروف ہو لقا سے بختیارک سے ہو جائے شیدمان درگاہ میں ملاجہ نقد برکھائے کہ نقد برکھیزاد خوب ہد منانا دھندلا  
 بھر لایا اور لقا بکھڑے بیٹھے مکمل خان کی باتوں سے معلوم ہوا تھا کہ سلطان ہرگز انصاف با مال پھیلا با تھا کہ عمر و کو کچھ کھنڈ  
 میں بند کر کے لے آتا تھا کہ آکر گمان ہو کہ یہ میرا دوست ہے خوب بیٹھے میں اُٹھا بیٹھی مکاری سے مکمل خان نے لعل جادو  
 کو مارا مگر انوس ہو کر اندھے کی ایک ہانھی خمی دو بھی فوت گئی اب سوائے بھاگنے کے کچھ نہیں بن آتا عرض دوسرے روز  
 لقا خنار کے بیٹے سے بارادہا گر ز طعن ہو کر روانہ ہوا

و استان حیرت بیان لقا کا بہادار شکار بھاگنا اور صحرائین لقا بدار قلندر قیل سوار خندان سے ملنا اور  
 اسکو اپنے ساتھ لے کر سرداران امیر حمزہ صاحبقران کو گرفتار کر دانا  
 بیکل زبان حمزہ زین سخن و کتب بیان خوش رفتار حمزہ زین ہو کہ جب لقا مشتری حصار سے چلا حواس سبز درمیں پہنچا  
 تھا دیکھا کہ ایک گروہ تھی جب نزدیک آئی اور وہ گردش ہوئی ایک لقا بدار شجری پوش میں باد میں سمیت دکھائی دیا کہ  
 تمام لباس شجری تھا پتہ پر ڈالے ہوئے ہاتھی پر سوار دس خاص پردہ بوردس خدکار ساتھ تھے لقا کے سامنے آیا چھا  
 کہ تم کون ہو اور گمان جاتے ہو بختیارک نے کہا اے لقا بدار خاں تقدیر یہ لقا سے خداوند باختر و خدا پرستوں کے  
 ہاتھ سے تنگ ہو کر بھاگا جا رہا ہے کہ خدا پرستوں نے لکھو مال اسکا چھین لیا ہے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ اُن سے وعدہ ہو لقا بدار  
 نے کہا کہ اے لقا اگر میں سب خدا پرستوں کا کام تمام کر دن تو جو کچھ تھے کون قبول کرے بختیارک نے جواب دیا کہ



اہل کو غرض نہیں ہو نقابدار لقا کے ساتھ ہوا تھا پھر بہشتی حصار میں آیا اور نقابدار کی دعوت کی مدد سے دن نقابدار نے  
 لقا سے کہا کہ تم نوشتہ لکھ کر کر دو بعد از چند سال خدا پرستوں کے جو میں کہوں اسے قبول کرے اور اگر قبول نہ کرے تو لکھ کر دے  
 خدا پرستوں کو دے دو لقا سے نایا باریا جو لقا سے قبول کی غرض اس مضمون کا ایک نوشتہ لکھو اگر نقابدار نے اپنے پاس  
 رکھا اور لقا سے کہا کہ اب میں جنگیو اے کہ میں کل صبح کو خدا پرستوں سے لڑو لقا نے حکم دیا کہ میں جنگیو لیکن بختیارک  
 حیران ہوا یہ فتنہ کیا ہے اہل اسلام سے لڑنا کچھ سحر کر لیا ہوا گا لیکن اور ہر کار سے لشکر اسلام کے فیر لیکر خدمت امیر میں  
 آئے اب دعاؤں کے مال نقابدار قلندر خیل سوار قلعہ کے آئے کا اور نوشتہ لقا سے لکھو لے گا اور میں جنگیو اے کا  
 بیان کیا امیر نے فرمایا کہ اگر اندیشہ نہیں کہہ دو کہ ہمارے بیان میں جنگیو جا رہا ہے بات جانیں میں تیاری رہی صبح کو لکھ  
 لشکر میدان میں آئے لشکر لقا سے نقابدار شجر فی پوش باہمی پر سوار ہو کر میدان کارزار میں آیا سوار طلب کیا اور حصار  
 معدی کرب سامنے تخت بادشاہی کے آیا چاہا کہ گھوڑے پر سے اتر کر باریا خود ہو یا شاد نے فرمایا آپ کرب پر سوار رہیں جاتوں  
 کا قصد نہ کیجئے پھر سوار ہونا مکمل ہو جائیگا اور جائے خدا حافظ و گھمان ہر جام عنایت ہوا پہلوان عادی جام پیکر سلام کر کے  
 میدان کو چلا تخت شدادی گھوڑے پر مارا آئے معلوم ہوا میدان دن کو چلے گھوڑے کا عالم ہو کر پیٹ تو جھک کر زمین پر  
 ہو گیا ہوا لقا پانوں اٹھا کر رکھتا ہوا اور پچھلا پانوں گھسیٹ کر رکھتا ہوا اور دو حضرت کی اس قدر بڑھی ہوئی ہو کر مرکب کی  
 گھنوں کو دھانپ لیا ہوا اور پیچھے چوڑم سے باہر گزرتے ہوئے میں غرض باہن ہست آپ اس کے مقابل لقا بدالہ  
 ہوئے نقابدار نے دیکھا کہ ایک دیو میرے مقابلے کو آیا جو پچھن اس کے قدم ہاں گیس گز کا دور دور کا شتر گھڑیاں سر پہ  
 بندھی ہوئیں جسکے پونیس چلے چھوٹے ہوئے نقابدار متعجب ہوا ہم پوچھا کہ لکھو بل عادیان پور شاد دیاں عمر معدی کی  
 لکھن میں شیر شربک بھائی حمزہ صاحب فران کا اور دز بار کا دیلمانی کا ہوں نقابدار نے کہا لقا کی افاعت لکھن  
 بہتری ہو پہلوان عادی نے جواب دیا کہ ہم بھی اس بھگور سے کی افاعت نہ کرے لقا بدالہ بولنا خیر لاؤ جو کچھ عرب رکھتے  
 ہو پہلوان عادی نے کہا ہم سلمان ہیں ہمارا معمول حریف پر شہدستی کرنے کا نہیں ہوتا ہمارا عہدہ کر نقابدار نے کہا کہ میرے  
 پاس کوئی اور ہے دیکھتے ہو نہیں سکتے کہ وہ پہلوان عادی نے پوچھا کہ پھر کیوں کر لڑے گا لقا بدالہ نے جواب دیا کہ میں  
 کسی طرح لڑو گا اگر جنگیو باندہ لیاؤ لگا پہلوان عادی نے بڑھا ہاتھ میں لیا چاہتا ہوا میرے کہ نقابدار نے بند نقاب کا  
 گتہ پر سے دور کیا اور پکارا کہ ع بر من گز بر من گز شادیکہ شناسی مرا پہلوان عادی کی جو گچھا اس کے دے جس پر چکا  
 شناسا شروع کیا یہ تھوڑی دیر کے فتنے مارنے لگا بعد ایک ساعت کے انھوں سے آئندہ ہٹنے لگے اور منہ کھلا کر گیا اب  
 عالم ہو کا شمار سے ہنس رہا ہوا اور گھوڑے کی پیٹ پر لڑا جاتا ہی تھا کہ کہنے بہتے بیہوش ہو گیا اور گرا نقابدار  
 نے پہلوان عادی کو ماند ہلکے چاروں کے حوالے کیا کہ لیاؤ ہمارے لکھے نقابدار نے پھر مبارک طلب کیا دن بھر میں  
 چاروں بھائی عادی کے گرفتار ہوئے شام کو میں بازگشت بجا دو دنوں لشکر میرے لقا نقابدار پر سے در شمار گزنا ہوا  
 بارگاہ میں لایا محبت بخش برپا ہوئی بختیارک نے لقا سے کہا کہ ان خدا پرستوں کو کس کیجئے لقا نے نقابدار سے  
 خدا پرستوں کو طلب کیا کہ انکو میرے حوالے کر دو میں قتل کروں نقابدار نے جواب دیا کہ ابھی تجھے قتل کرنا کسی کا منظور  
 نہیں جب سب کو میں گرفتار کر لوں گا تو کروں گا پرتو اپنے وعدے پر قائم رہنا پھر تمکو اختیار ہو چاہتا انھیں قتل کرنا  
 چاہے وہ لکھ کر لقا شکر چپ ہو یا نقابدار نے حکم دیا کہ میں جنگیو جا رہا ہوں نے بڑھا امیر کو دی بیان میں جنگیو  
 بجا صبح کو دو دنوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے اس روز مرزبان خراسانی اور مظفر کو نقابدار پکڑ لیا شام کو  
 میں بازگشت بجا دو دنوں لشکر میرے لقا بہت شادان و فرحان نقابدار کو لیکر داخل بارگاہ ہوا امیر عنایت آواں



اور پریشان ہو کر اپنی بارگاہ میں آئے چپ ادا اس ہو کر نیچے بادشاہ سلام نے فرمایا کوئی ایسا ہو جو نقادار کو کھڑے کر دے  
یاہ حال دریافت کر آئے کہ کیا اسکے دوست نہیں ہیں جو لوگ دیکھتے ہی غصے کے ماتھے پر قیاس ہو جاتے ہیں اور پھر کسی  
غصے نہیں سمجھتی خدا جانتے ہیں موقوف کا فرسار ہو یا فرسار ہو جو شخص اس امر کا شخص کرے بہت کچھ انجام میں آئے  
عمر و توجہ کا ہتھیار ہا دم بھی نہ مارا اگر سبک بلطافتی خشت زرین پر سے کودا بادشاہ سے عرض کی کہ شہر پارسل کام پر توجہ  
میں بھی راہ دشوار میں کوئی نہیں قدم مارنا غلام جا کر اسے گرفتار کر لانا ہو کہ کمرہ و اندھارا کو لشکر لقا میں پہنچا  
نقادار کے خیمے میں بصورت مبدل آیا عاصیوں اور خواصوں کو بیوش کر کے ہند نقاب کا رے نقادار سے دور کیا گیا  
کہ بیوشی لگائے منہ پر جو نظر ہی غصے لگا جائے کہ نقادار بیدار ہو اسکا کو کچھ لیا مسج کو لقا کے سامنے لایا لقا سے  
باشاہ بختیارک کہا کہ اسے توار ڈالو نقادار بولا کہ یہ گزرتا جو میں کسی کو قتل کر دوں اور جو اس میں تم مجھ سے ملو گی  
تم سب کی شکستیں ہندو کا حمزہ کے حوالے کر دو گا خبردار بار بار اس امر میں تکرار نہ کرنا اس کلام سے نقادار کے لقا اور  
بختیارک کے درمیان ہوئے وہاں سے ایسا ہو کہ نقادار مجھے پھر جائے خبر کو لیا گیا نقادار نے پھر مل جلک جو ایا میدان  
میں آیا ہندو طلب لیا اس پر ہرام گردن خاقان جلین بادشاہ سے اجازت لیکر میدان کو چلا امیر نے اسم اعظم  
پر حکم کر دیا اگر تمہاری فوجیں ہار کر نکلا اور کہا کہ ای ہرام تنہا نہیں ہرام نے عرض کیا ای شہر پارسل سے غصے میں  
ہماروں کو غصے سے کیا عرض دیکھو اسکو باندھ لانا ہوں اور رخصت ہو کر سامنے نقادار کے آیا بعد لگاؤ کے نقادار  
نے ہندو کا منہ سے ہٹا ہرام غصے میں بیوش ہو گیا نقادار نے باندھ لیا ہرام تنہا ہارنے گیا وہ بھی گرفتار ہوا  
عمر و بن رستم ہی اس پر بلا ہوا شام تک قس ہا دیوں کو نقادار باندھ کر لیا دونوں لشکر کے امیر نہایت پریشان  
بارگاہ میں آکر بیٹھ کر آیا کہ کوئی ایسا نہیں کہ نقادار کو کھڑے کر دے عتر گلہا و عرائی عتر برقی عتر غریبی عتر نریک  
خطالی ابو الفتح اصطلحانی امیر سار و سات میاں روانہ ہوئے کہ ہم نقادار کو گرفتار کیے لائے ہیں جب قریب  
لشکر کفار کے پہنچے سوزین بدین داخل لشکر ہوئے نقادار کے غصے کے پاس آئے ہا سبازوں کو بیوش کر کے اندر لے گئے  
و کیا نقادار سوتا ہوا پسینہ سلاخ کی کہ بھلی آنکھیں بند کر کے اسکے پاس جاوے مات کھڑا کھائیں آنکھیں بند کر کے نقادار  
کی طرف چلے کہ نقادار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سات اندھے چلے آئے ہیں ہار کا رے تم کون ہو کہاں چلے آئے ہو کیا کچھ سوچتا  
نہیں ہو فرار آگے درخشاہ میں شہر و بیہوش نے مارے خوف کے آنکھیں کھول دیں نقادار نقاب منہ پر سے اٹھائے ہوئے  
تھا سارون عیار غصے غصے پیچو دھو گئے نقادار نے سارون کو باندھ لیا امیر نے گرفتاری کی خبر سن کر بہت پریشان ہوئے  
نقادار نے بیچ کو میدان اسی کی طلاس کوئس سردار دن سمیت پکڑ لیا امیر نے کہا اب اس نقادار کو جو کوئی  
مارے میں بہت خوش ہو گا قاسم و ملشاہ دونوں آئندہ کھڑے ہوئے کہ شہر پارسل سے قتل کرینگے خواجہ عمر و ہار سے  
ساتھ جلین عمر و نے کہا کہ میں ہمارے ہمراہ ہوں جلو قاسم و ملشاہ مدد نہ ہوئے وضع اپنی بدلے ہوئے و روانہ ہوا  
نقادار نے ایک گوشے میں کھڑے ہوئے جب دربار لقا کا رخاست ہوا نقادار نظر لگائے غصے کو چلا تھا قاسم نے  
نعرہ کیا کہ اجرہ روضہ گار کھڑا رہ کہاں جاتا ہو اور تلوار کھینچ کر آنکھیں بند کر کے نقادار پر حملہ ہوا تلوار بن صاف اسکے  
پہن پر سے اچٹ لگیں مگر قریب سے ہاراکہ بارے مجھے ہن قالمون نے ہا قاسم و ملشاہ نے آنکھیں کھولیں کہ آنکھیں  
کہاں نقادار کے تلوار کی نقادار نے نقاب کو منہ پر سے دور کیا عمر و نے کھڑک لک لیا و دونوں غصے میں بیوش ہو گئے  
نقادار نے گرفتار کر لیا جہان سب سردار سپہ ہن و بان قاسم و ملشاہ کو بھی قید کیا بختیارک نے کہا اب خدا فرما  
نے از مد و غا بازی پر کمر باندھی ہو نقادار قلعہ بولا کہ جی ہاں گرفتار کر لینا کچھ نہیں نہیں ہر بیان دعا بازی میں نہایت



لیکن عمر و جویہاں سے بھاگا بارگاہ سلیمانی میں آتا حال بیان کیا جدا جعفران بہت خجیدہ ہوئے خو، جد بزرگ چہرہ کیون  
گو بلا یافرا باک آپ دریافت کیجئے کہ میں نقابدار سے سامنا کرنے اس پر فریج پاؤنگا یا مانند اور دن کے گرفتار ہو جاؤنگا کوئی  
بھی اس پر غالب آئے گا یا غارت ہم لشکر کا یونین جو جائیگا خواجہ زادوں سے زمین کو لیا اصرار لاپ کو زمین کے مقابل کیا  
اور یہ لکھ کر فریج پیکار سے چلے گی کس بندہ بجز بد و نگارہ ہیج حق ہیج تو ہیج جوڑ لو سلطان و آمد تہیلہ تہزان عفرہ تو س جوی  
و کو حوت آفر نقاد و تر ہر تہس ہیج مشنری زحل ساتون ستارے بارھون ہیج سولون قادر مل میں نگاہ کر سکا در حکام  
کو طرح و بکر حکم نکا کردست بست عرض کیا کہ یا خنزہ صا جعفران نقابدار سے قصد مع بلذ فرمائیے گا آپ کے واسطے  
منوگا نقابدار کسی سے مغلوب نہوگا لیکن بکو علم خرم سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ بعد ہیجے عفرہ کے بلا خود بخود دفع ہو جائی  
آپ نقابدار غالب ہونے امیر سے فرمایا معلوم ہوا کہ بیان سب کا خاتمہ ہو کر آپ ہماری تسکین کو کہتے ہیں خوب بندہ  
نے قسم کھائی کہ ہم جو شہر نہیں ہوتے ہیں خبر ضرور کو معلوم ہو جائیگا فرض ہ جا رہا دن تو قلع ہو کر رخصت ہوئے ہر کام  
سے اگر خبر دی کہ لشکر لقامین بل جنگ بھا جو امیر سے فرمایا کہ ہمارے بھان بھی طبل جنگ بچے شب بھر ہر ایک سا  
جگ میں مصروف رہا صبح کو دو دن لشکر میدان میں صحت آسا ہوئے نقابدار نے میدان میں ہلکے مبارز طلب کیا  
رستم زمان لند حورین سعدان مقابلے کو چلا امیر نے لند حور کو گلے سے لگا یا کہ بھائی تم بھی چلے اور یہ فرما کر دے  
گلے لند حور نے عرض کیا کہ شریک میں نقابدار کی طرف نہ دیکھو گا آنکھیں بند کر کے ایک ہی گز مار دو گا کہ پونہ میں  
ہو جائیگا امیر نے کہا کہ بھائی خدا تمہارا دادہ پورا کرے جا خدا ما نفلو تا مر لند حور آداب بھالاکے ہاتھی پر سوار ہوا  
اور دھن سے گز باخ میں اٹھا کر چلا نقابدار نے بند نقاب ٹھہرے ارٹھا یا اور چکا کہ اد بھر رہا ہو کہ لند حور نے  
قریب نقابدار پہنچ کر آنگہ کھولی کہ دیکھے نقابدار کہ صریح بھرد آنگہ کھولنے کے نقابدار کے منہ پر نگاہ پڑی پس اسکی  
بھی وہی صورت ہو گئی جو اور سرداروں کا حال ہوا تھا نقابدار نے باندھ لیا بیتن بائیں سردار اس واس روز گرفتار  
ہوئے شام کو دو دن لشکر پیر گئے امیر نہایت پریشان بارگاہ میں آئے اس بیٹھے عمر و کے خیال میں گذرا کہ چکر  
بختیارک سے حال نقابدار کا پوچھا جاوے کہ جو لوگ اسکو دیکھ کر نہیں ہستے بخود ہو جاتے ہیں اسکا کیا سبب ہو مقرر  
اسکو معلوم ہوگا سو پھر روانہ طرف لشکر کھارے ہوا بختیارک بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ اسکی درگ شیطنت جنبش میں آئی  
میران ہوا کہ بیکون پھر گئی ہو کیا مرشد میرے پاس تشریف لائے ہیں عمر و کا نام جو لیکر اندر گ پر رکھا رگ نرم گئی پھر  
موقوف ہو گیا میران ہوا کہ مجھے کیا کام ہو ساتھ ہی ذہن میں آیا کہ حال نقابدار کا پوچھنے تشریف لائے ہیں اور یہ گنجینت  
معلوم نہیں کہ نقابدار کون ہو اور کہاں ہے یا ہر آج جان نہیں کہتی یہ جو خیال ابالہر گیا اپنے دل میں کہا کہ بیان مجھے بند  
منو کے گاہیچے میں مل پھر سو جا کہ بیان سے بچے کوئی جانے کا ہو کہ دیکھا کہ جلا کیا جا ہے ایک مرتبہ بیٹھے بیٹھے ہیٹ  
پڑ کے لوٹ گیا کہ ہرے درد ہوتا ہو جان گئی نقابدار سے جلد حکیموں کو لاؤنگا اسکا علاج کریں بختیارک بولا کہ میں علاج  
اپنے منہ میں جا کر کر دنگاہ لکھ اٹھا باہر نکلا سواری طلب کی خیر موجود ہوا بختیارک سوار ہوا لوٹون سے کہا کہ خبر اظہر  
شخص کوئی امیر سے پاس نہ لائے پائے دیکھنا خبر کو تو کچھ لینا سمجھوں نے عرض کیا کہ آپ ذرا اشارہ کر دیجئے گا ہم اسے  
پکڑ لیتے کیا کہ ان معذوب ملک الموت میرے سر پہ آجائے تو مجھ سے آواز بھی نہ ملے گی اور سب تم لائی ہو نہیں میں ہر  
کردونگا جلو تو مکان پر یہ کتا ہوا چلا اتنے میں عمر و سو بونا بختیارک کو جاتے ہوئے دیکھنا بجلدی تادم چٹکی کی خنجر  
دستی روشن کر کے زبردستی ساتھ ہوا اور زنی اس قدر بجلدی کی فریب تھا کہ فارسی مجلس جاتے بختیارک نے کہا کہ  
ارے تو کیا اندھا جو عمر و نے بائیں آنگہ لال دکھا یا بختیارک نے پہچاناکہ یہ نور شد میں آہو پنے جان لال گئی ہو تھا



باندھ کر عرض کیا کہ حضور پیدل ہیں اور میں سوار ہوں یہ کمال ہے اولیٰ ہر عمر و نئے کہا کہ بد ذاتی نہ کرو چپکے چپے چار شامت  
 آئی ہر تو یہاں کو اختیار کر چکا ہو رہا مگر خوف سے وہ اب بھان بھان کر کے ساتھ والوں نے اشارے سے کہا کہ ملک ہی  
 اگر کچھ کھٹکا ہو تو مجھے فرمائیے ابھی سویرا ہی اختیار کر رہا ہوں تو کھٹکا کیسا انھوں نے جواب دیا کہ ملک ہی بعد کو اب  
 کیے گا کہ عمر و آیتا مجھے لوٹ لیگا تم سب نکرام ہو اختیار کر نے ہا میں سکر کہا اسے عمر و کے تو آنے کی آرزو ہی  
 مجھے وہ کبھی جوئی مارے کو بھی نہیں آتے غرض ہا میں کرتا ہوا اپنے جیسے کے پاس آبا سب کو باہر چھوڑا عمر و کو اندر  
 خیمے کے لیگا دروازہ بند کر دیا لوگوں نے کہا ملک ہی پہنچے بھی اندر جائیگا اختیار کر نے کہا کہ یہ میرے باپ کے وقت  
 کا ہر میرا محرم راز ہو، مگر اندر آیا اکیلا پا کر قد مون پر گر پڑا پوچھا کہ آج کیوں آئے عمر و نے کہا کہ ملک ہی دیکھتے ہو شکوہ میں  
 کیا پریشانی ہو تم بہت مفروض ہو گئے ہیں کپڑے بھٹ گئے ہیں اختیار کر نے غرض کیا کہ دو ہزار روپے اور دو جوڑے  
 غلام نے حضور ہی کے لیے رکھے تھے اور صندوق سے دو وزن توڑے اور جوڑے نکال کے عمر و کو دیے عمر و نے ہنس کے  
 کہا کہ بھئی تھے زیادہ کون ہمارا دوست ہر تمہاری ذات سے تو اس سے بھی زیادہ امیدیں ہیں لاؤ یہ لکے وہ روپے اور کپڑے لے لیا  
 غرض اس طرح کی باتوں سے فرش اور بنگ سب لیا ایک طرف بڑا صندوق رکھا تھا پوچھا کہ ملک ہی آج میں کیا اختیار کر  
 نے کہا کہ پروم شد اس میں چاندی سونے کے بت ہیں مگر کس کام کے جو کمالات حضور میں ہیں وہ انہیں کہاں، مگر صندوق  
 کھولا جنوں کو نکال کر منیا نے لگا عمر و نے کہا ملک ہی ہر تمہارے کام کے نہیں ہیں مجھے دو، مگر مع صندوق زنجیل  
 میں ڈال لیا اب اس کے کہا کہ ملک ہی تمہیں معلوم ہو کہ میں کس کام کے واسطے آیا ہوں اختیار کر نے کہا کہ ارشاد  
 فرمائیے میں فقط حضور کا خیر نہیں ہوں عمر و بولا سنو ملک جی غل مشور ہو کہ مرنا کیانہ کرنا جب ہم مرے تو سکو مار کر مرے  
 اختیار کر نے جواب دیا درست ہر مگر حضور کو گون مار سکتا ہو فرمائیے تو کیا امر ہر غلام بجالا دے گا سنو ملک جی سچ بتا رہا  
 تو خیر نہیں تو آج تمہیں ہر ہی ڈالو گا اختیار کر نے کہا ارشاد تو کیجئے عمر و نے کہا کہ ملک جی یہ بتاؤ کہ نقابدار قلندر کون  
 ہر کہاں سے آیا ہر لوگوں کے خیمے کا سبب کیا ہر جہان اسکا نمود کجا خیمے لگے، شہر ہی اختیار کر قد مون پر گر پڑا کہ پرو  
 مرقد غلام کہا اکل حال اسکا نہیں معلوم جا رہے حضور غلام کو قتل کرین جا رہے نہیں حضور ملک ہی عمر و کو دریافت ہوا  
 کہ یہ نہیں جانتا گا خیر کجا جانگا اور کچھ خورے کا کر دیے کہ یہ تازے کبہ شریف سے آئے ہیں میں نے تمہارے واسطے رکھے تھے  
 اسے کہا تو اختیار کر نے کہا کہ اگر حضور کو غلام کا مار ڈالنا منظور ہو تو مانع کون ہر ارڈا لے عمر و نے خیر ہر ہاتھ ڈال کر کہا  
 کہ کیون ملک جی ہم تمہارے دشمن ہیں مجھے اس میں زہر ملیا ہو جو تم نہیں کھاتے اختیار کر کا پینے لگا جلدی سے فرمے کہا گا کہ  
 ہر چہ ادا باد جو کچھ ہو سو ہو پس کھاتے ہی چھینک آئی بیہوش ہو گیا عمر و نے اختیار کر کو صندوق میں ڈال دیا اب اختیار کر  
 کی صورت ہر دروازے پر آیا اور اڑدی کہ اسے سواری ڈالو گ اسکے کہ میں کھول چکے ہیں کھانا پکھنے کی فکر میں ہیں کہ غل ہوا ملک جی  
 سوار ہو سفر میں سب جلدی جلدی کپڑے میں کر دوڑے اختیار کر علی سوار ہو کر بد گاہ لغام میں آیا بھون تے پوچھا ملک جی  
 کہ دور دھما کیسا ہر جواب دیا کہ اب بہت اچھا ہوں ایک دو بار کسی ہوئی تھی اسکے کھانے ہی رفع قبض ہوا اچھا ہو گیا سب  
 ہوئے کہ ملک جی تمہارے بہتر صحبت میں سنا سنا کسی کامی نہیں لگتا تھا سنو کہ خوان صحبت ہو اختیار کر ملک ہر مانے تھا کہ  
 میں تو کسی قابل نہیں ہوں اور کیوں ہی نقابدار خندان ابو حمزہ اور بادشاہ اسلام رہتے ہیں انکا بھی خانہ نقابدار  
 خندان نے کہا لا میا ہی ہو گا لبیل جنگ بچتا ہوں اختیار کر نے کہا اچکی شب بہت خوشی کی صحبت رقص بپا کو میں  
 ناچو گا اور سب کو آپ شراب پلاؤ گا ہر طرف آواز آئی داد اس سے کہ بہتر اختیار کر ختمی نے تمام شراب میں بیوٹی ملائی  
 تمام محفل کو شراب پلا کر بیوٹی کا مہر فرما ان اور گلاب و خوافی بھی آئے عمر و نے پہلے سب کا فرود کو برہنہ کیا جتنا اسباب



منازع فرشتہ زبیل میں نہلا اور نہ انقاہدار کے منہ لپیٹا بہت مضبوط مشکینہ باندھیں لیکر روانہ ہوا اور دھڑک دھڑک جھونپٹوں  
 میں آیا پسایا کہ اسے جن صندوق میں ہوں مجھ کو لڑائی دوز سے بختیار رک کہ صندوق سے نکال اور کہا کیون پر دم شدہ اور  
 عمر و تہ: حال آپ کا اور ہم کہتے رہے کہ کچھ کشاکش ہو تو کد بھی بختیار رک نے کہا اور بڑا تو میں اگر کوئی صورت زبان سے نکالتا تو وہ  
 مجھے مار کر چلے جاتے تھے کچھ بھی نہ ہو سکتا میری جان سخت میں جانی اب میں زندہ نور پا اور بتاؤ تو کہ مرشد بھانے کیو کر گئے انھوں نے  
 کہا کہ آج صورت نکال گئے تھے بختیار رک پورا کہ غضب ہوا آج نقابدار کو مرشد گرفتار کرینگے جلدی سوار ہو کر بارگاہ اقامین یا بادروہ  
 پر کل انھوں کو دیکھا کہ اس میں جونی بل رہی ہر بختیار رک نے کہا اسے کل انھوں دور ہو بھانے ہر ایک ہر ہنس ایک ہاتھ آگے  
 ایک ہاتھ پیچھے فکر لباس میں بھاگا پھر بختیار رک آندہ بارگاہ کے آیا القاکو صورت قلندر سہیل خان کو بند رہا ہوا یا پاشا  
 لکے میں چڑا ہوا دونوں لڑے ہیں بعضے وحشیوں کی وضع بنائے ہوئے بیچے میں غرض سیکو ہوش میں لایا لیکن نقابدار کو دم  
 نہ آیا ہر کار سے خبر کیو اسطے روانہ کیے بیان صبح کو بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی میں تخت پر رونق افزا ہوئے صا جعفران  
 عالیشان و نگل نا و عنبر پر جلوہ فرما ہوئے اور بارہمور ہو کر عمر و نقابدار خندان کو لایا امیر بہت خوش ہوئے عمر و کو  
 لکے سے لگا با خلعت انابت کیا نقابدار کو قبلا رقع بیوشی دیا نقابدار جو ہوش میں آیا اپنے کو بندھا ہوا یا پاشا بہت آندہ ہو گیا  
 اور خدا پرستو نہاری و فابازی معلوم ہوئی ہر ایک طرف سے مسرت ہوئی کہ وفات از تو ہی برقع کرو و فاسقہ پر ڈالکر آتا ہوا و عادت  
 کو بغیر بگزار کر لیا ہوا بادشاہ اسلام نے کہا کہ اسے نقاب تو اس کے منہ پر سے اٹھاؤ دیکھیں تو کیا سبب ہو کہ لوگ اسکی  
 صورت دیکھ کر نہیں ہیں امیر نے کہا کہ میں بھی مشتاق ہوں عمر و نے بند نقاب دہ کیا پھر نقاب اٹھانے کے بعد اسکی صورت  
 دیکھی وہ خندہ زن ہوا یہاں تک کہ اہل بارگاہ نہتے نہتے بیوش ہو گئے نقابدار اسی طرح باہر نکلا بند نقاب منہ پر درست کیا بارگاہ  
 اقامین یا تمام حال کہا کہ میں گزار ہو گیا تھا بھوٹے آیا خدا پرست کچھ کر کے بختیار رک نے کہا غنیمت بگھر کہ تم سلامت  
 چلے آئے اور اب ہوشیار رہنا اسطرح کے غافل نہ ہونا نقابدار نے جواب دیا کہ اب ایسا نہ ہو گا اور کہا کہ اب طبل جنگ بجاؤ اور کل ایک  
 خدا پرست کو باقی نہ رکھو لگاتار طبل جنگ بجا لیا ہر کار سے خبر لیکر روانہ ہوئے بیان بادشاہ اسلام اور امیر مع سب سردار  
 کے ہوش میں آئے نقابدار کو نہ پایا اپنے دل میں بہت ہشیمان ہوئے کہ حق چنے اسکی نقاب اٹھوائی اور دوسے  
 بخش اسکا دیکھا اگر حل کر ڈالتے تو قصہ مٹ جاتا مگر اب کیا ہوتا ہوئے کہ بعد از جنگ یا فایر بکلا خود یا بد زحیران و  
 پریشان بیٹھے تھکے خبر بدی طبل جنگ لشکر کفار میں بجا ہوا امیر نے کہا کہ رضیتا بقضا کدہم ہمارے لشکر میں بھی نقارہ رزمی  
 کیے شب گہری صبح ہوئی دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے نقابدار خندان لقا سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور  
 لشکر اسلام میں کوئی سوائے کرب غازی اور صا جعفران کے نہیں ہو جو تہ طبلے کو جاتے جو باقی ہیں وہ جی جرات  
 میں آخر کار امیر با وزیر اشقر کو بجا کر سننے تخت بادشاہی کے آئے اجازت میدان چاہی بادشاہ نے تخت زمین پر رکھ دیا تھا پھر  
 لکے میں ہاتھ ڈال دیے اور فرمایا یہ ہنوگا کہ میرے ہوتے آپ یا نہیں جائیں بگوا جازت میدان دیجیے آپ ہمیں رہتے بعد  
 میرے آپ جو چاہیے گا سو کیجیے گا صا جعفران چیخ مکر رہے اور کہا کہ خدا اس روز کو مجھے نہ رکھے کہ میں تخت بادشاہی پر  
 ویران دیکھوں آپ نعل اشد میں رونق لشکر سپاہ میں کسی اپنی زندگی میں آئیو میدان میں نہ جانے دو گا بادشاہ اسلام  
 کہ رہے ہیں کہ جو کچھ ہر آپ ہی کے دم سے ہو سب رونق حسنہ سے قدم سے ہوا دھر کرب غازی قدموں پر گر اہوا اجازت  
 طلب کر رہا ہوں مشغول دعا اور مصروف نالہ و کلام میں بار بار مستغنی شاہی آواز چارو لشکر اسلام میں بلند ہونے کوئی میدان  
 مٹا بلے کو نقابدار کے نہیں گیا ہوا بختیار رک لقا سے کہ رہا ہوا کہ آج خدا پرستوں کی فتح ہو کہ میں بھاگنے کا سامان کر لقا  
 گایان دے رہا ہوا اور دھو میں مار رہا ہوا کہ ادا شدنی کیا دہری کہتا کہ کہہا ایک بگولا گر دھا صحر اکی طرف سے اٹھا جب



نزدیک پہنچی تھی وہ ایک عیارچی دکھائی دی کہ تاج عرفی سر پریم تنگے میں جوڑی بخوری کر میں گی ہوائی لہا کو چھین کا سر سے  
پیشے ہوئے گند بازو پر بندھی ہوئی قنطورہ زربفتی مکر میں نہ گہلے دان پر پاتا بلے پائون میں چستی و جاہ کی رفتار سے ہو پیا نشوئی  
و شراست چہرے سے پیدا فریب نقابدار آئی اور ایک نامہ دار نقابدار نے نامہ پر حامد ان سے پھر کر لقا سے سانسے  
آیا کہا کہ میرے مالک نے مجھے بلایا ہے میں اب یہاں ایک دم ٹھہر نہیں سکتا گر چہ اٹھو گھاٹم فدا پر ستون کلاسی فرج قید رہنے دینا  
میں اگر سمجھ لوں گا، مگر وہ نہ ہوا عیار و دنوں لشکروں نے جاسوسی کو پیچھے پیچھے چنے جاسنے ہیں وہاں کوہ میں بیوی بچہ دیکھا کہ  
بھندی پر لشکر عظیم تھا ہوا جو میں سو علم نشان میں لاکھ سو اور کا مہم پہنچ کر ایک فرد کو ساتھ ہزار شجری پوش کہ ان کی صف  
ظہور ہوا ایک طرف ساتھ ہزار سیاہ پوش افسر کا نقابدار سیاہ پوش گریبان ہوا ایک جانب ساتھ ہزار زرد پوش کہ سرور  
ان سب کا نقابدار زرد پوش مقررہ زین ہوا ایک جانب ساتھ ہزار زرد پوش کہ سرور ان کا گریبان قبل سو اور ہوا  
ان کے ساتھ ہزار نقاب نہیں ہوا ایک سمت ساتھ ہزار زرد پوش میں کہ نقابدار قنطورہ پوش ان کا مالک ہر جگہ یہ جانوں نقابدار  
ان کے تحت کے عالم میں نقابدار خندان کو بلایا اور کہا نوجو مجھے بیشتر سیر کو آیا تھا کیا بنا یا نقابدار خندان نے جواب دیا کہ  
میں لقا سے خلافت باختر کے ساتھ ہو کر حاضر ستون سے لا اور تمام فدیہ ستون کو گرفتار کیا ایک حمزہ اور بادشاہ لشکر باقی خفا کہ  
انکو کچ کر لیا اور لقا سے عینا مل گیا تھا کہ جبکہ میں کہو گا جگو قبول کرنا ہو گا اب بہت فدیہ پرست لشکر لقا میں نہیں  
نقابدار قنطورہ پوش پہنچے ہی پریم ہوا کہ کہہ تے بہت عجیب کیا ایسا خود مختار ہو گیا کہ آپ سے آپ لوگوں سے لڑنے  
ان کا ہمارے مالک نے کب یہ حکم دیا ہے کسی سے لڑنے بھروسہ میں جلد جا کر نام خدا پر ستون کو لے آؤ لقا پر ستون سے  
کام نہ خدا پر ستون سے سرور کا نقابدار خندان بیان سے چلا لیکن عیاران لشکر اسلام و لشکر افکار جو خبر کی اسطے آئے تھے اس  
عیارچی نے سب کو گرفتار کر لیا سانسے نقابدار قنطورہ پوش کے لائی کہ عیار خدا پر ستون کہ میں اور یہ عیار لقا کے ہیں  
نقابدار قنطورہ پوش نے کہا کہ سچ بناؤ تم میں سے عمر و کو لے جاؤ کہ میں اسکا بہت شائق ہوں اور بڑی توفیق سنی ہو عمر و  
نے اپنے دل میں کہا کہ اگر اپنا نام ظاہر کرتے ہو تو خدا جائے کس طرح تجھے پیش آئے اتنے میں نقابدار قنطورہ پوش نے پھر  
کہا کہ خواجہ تم اپنے نام کو ظاہر کرو اور کسی طرح کا دوسرا اس اپنے دل میں نہ لاؤ میں کمال تمہارا شائق ہوں بہت دور سے  
مجھے تمہارا شائق لایا ہوا سوقت خدا جسے لیا کہ میں عمر و ہوں نقابدار قنطورہ پوش نے عمر و کی خشکیں کھلا دیں اور اپنے  
پاس لا کر بٹھایا اپنی جو عیار لشکر اسلام کے تھے انھے لے کر تم جاؤ اور حمزہ صاحب قرآن سے بعد سلام کے عرض کرو کہ حضور میری  
ہار گاہ میں قدم رنج فرمائیں کہ میں بھی شرف ہزمت حاصل کروں اور عیاران لقا سے کہا کہ تم لقا کے پاس جاؤ اور اسے  
بلال لاؤ سب عیار اپنے اپنے لشکر کو روانہ ہوئے لیکن نقابدار قنطورہ پوش نے کشیان جو اہر کی عمر و کو دین اور کہا کہ میں  
تمہارے علم و توفیق کا شائق ہوں اب کچھ سیرائندگی کرو عمر و نے جوڑی بہت چوندی لڑکی نہ میل سے کھانگو بھانا شروع کی  
خوب بھالی خوب گایا کہ قنطورہ پوش عاشق ہو گیا اور عمر و کو اپنا بھائی بنایا اور کہنے لگا کہ عیار کا اٹھا کر اپنی صورت  
دکھائی عمر و کو ایک ناز میں آفتاب صفت نظر آئی میراں ہو گیا کہ قنطورہ پوش نے منع کیا کہ خواجہ خبردار کسی سے میرا مال  
نہ کھنا انھوں نے قسم کھائی کہ نہ کھو گا عمر و کو تو بیان کچھو لے اب حال نقابدار خندان کا شبیہ کہ بارگاہ عتائین آیا  
سب کیفیت لقا نے پوچھی نقابدار نے کہا کہ تمام خدا پرستوں کی لہجہ آیا ہوں میرے مالک نے خاصیت طلب کیا ہے لقا  
جا رہا ہے کہ تکرار کرے بختیار کہ نے روکا کہ عمل تکرار نہیں ہو جو اب بداندھی حاضر میں لیجائے جگو اُسے کیا سرور کا سر آپ  
کے فدیہ میں آپ کو اختیار ہے خندان تمام سرورمان لشکر اسلام کو قنطورہ پوش کی خدمت میں لایا قنطورہ پوش  
نے سب کو قید کر لیا اپنے پاس بٹھایا لیکن عیاران لقا جو آئے تمام احوال نقابدار و ان کا بیان کیا اور کہا



کہ اگر فقہاء و قضاہ و پویش سے جو سب کا سرور ہو طلب کیا جو بختیارک نے لقا سے کہا ضرور چلے اگر وہ آپ کا شریک  
 ہو جائے تو پھر آپ سے کوئی حیدر برآئوئے گالقا ایوقت سوار ہو کر دو دن ہو لیکن اوپر جب عیالان لشکر سلام خدمت  
 امیر میں پہنچے اور سب سال غرض کیا کہ لقا بدار قنطورہ پویش سے حضور کو پریم دعوت بھیجا اور کہا کہ میں کمالی شہنشاہ  
 ہوں لشکر لائیے اور قدم بچہ فرمائیے دشت میں خبر پہنچی کہ لقا تو گیا امیر نے فرمایا کہ میں ایسا نہ کہ یہ ناہنجی رہا کہ قنطورہ  
 کرے اشقر و پوز و طلب کیا اور وہ در طے جس وقت بازگاہ لقا بدار میں پہنچے سام کیا کہ سلام من درین مجلس کسی  
 باد کو بداند و بشتا سد خدا یک دست و دین سنانان برحق سب نے اٹھلیان کا لڑن میں دسے لیں عمر و نے جواب سلام دیا اور  
 لقا بدار قنطورہ پویش تحکم کر اٹھ کر ہوا و لقا کا و صاحبقران مایشتان و امیر کجیستان تھا کہ آپ پر مردانہ اور شہر  
 عزاد میں دفتر قبال آکا بندہ جو اور شوکت و صولت ہر ام تک سے وہ چند ہر اگر چہ آپ اور خدا کو ماننے میں ہم اور خدا کو جانتے ہیں  
 لیکن آج آپ ہمارے عمان بن عزیر مل و جان من غرض کمال تعلیم و توفیر کری پر بخایا اسباب دعوت مبارک لقا بدار بہت  
 محبت کے ساتھ امیر سے پیش آیا امین لقا آیا کا نام سام میرا سپہری جو مجھ کو بخدائی لانا تھا ہوا اور بختیارک چلا یا فریاد عمر و  
 کے ہاتھ سے کہ میرے باپوانے حل کیا لقا بدار قنطورہ پویش نہایت برہم ہوا اور حکم دیا ہاں سے لیں جو تیان اس نالائی  
 کو نریمان نیل سوار نے تقصیر بختیارک کی معاف کرانی اور بختیارک سے کہا کہ کسی فریاد تو کرتا ہر عمر و نوبھائی لقا بدار  
 قنطورہ پویش کا جو بختیارک نے جواب دیا کہ اب ایسا حضور و شوکا غرض یہ بھی محبت میں بیٹھانا ہر ایک کج کیفیت  
 یہی صبح کو لقا بدار قنطورہ پویش سے لقا بدار قلندر کو بلوا کر پوچھا کہ تو نے مشتری حصار میں آکر کیا کیا کئے کہ لشکر اسلام  
 کے ساتھ کیا چلا وہ کہ قنطورہ پویش ہر شکر خط من آیا اور کہا کہ بہت سا جھک مارا اور گدھ لکھا یا ہمارے آقا نے تجھے بھیجا  
 تھا کہ جا کر خبر یا خبر کی لے اور تو نے سبب لشکر حمزہ سے لڑا تو نے اپنے آقا کی حد دل علی کی ہمارے باندہ مر لڑا سے اور زد و کوب  
 کر دے ہوئے لیماؤ لوگوں نے دو کر قلندر کی مشکین آندہ لیں اور کوئی سے مارے لیکر روانہ ہوئے بعد اسکے لقا بدار  
 قنطورہ پویش سے تمام سردار امیر کے بلوا کر امیر کے سپہر و کیلور کیا کہ امیر ہمارے ملک کا حکم نہیں ہو کہ کسی سے جنگ و  
 جدل کرے ہم فقط سپہرک باختر کر کے آئے تھے رزیک لقا بدار قلندر نے کا فزائی کی اسکو چنے سزا دی اور امیر عینا  
 خد کیا عمر و سے کہا کہ خواہا اگر دندلی جو تو پھر ملاقات ہوگی اور اقا سے کہا کہ میں بخار سے خدمت میں داخل نہیں ہو تو جانو کہ  
 حمزہ صاحبقران جانین ہر لکر رخصت ہوا اور کہنے کو لے چا گیا امیر نے کہا کہ لقا شیطنت سے باز آخدا پرستی اختیار کر کہو  
 ما فزائی میں قدم نہ دھر میں بلکو یا و شاہ ملک باختر کا کردنگا و ساپنا بھائی با فزنگاز مرد شاہ بودا و حمزہ میرے غضب  
 سے نہیں ڈرتا ابھی چاہوں تو تجھے خاک سیاہ کر دوں امیر نے کہا کہ تو اگر میری ایک انگلی شیر سی کر دے تو میں ابھی تجھے سجدہ  
 کرتا ہوں سہیل خان بولا کہ اگر کچھ قدرت رکھتا ہوں جو حمزہ کتا ہر وہ کر دکھا نہیں تو میں تجھے مجھوٹا اور مار جاؤنگا اور  
 بخدائی دماؤنگا لقا نے کہا کہ میرے بندے ہیں میں نے انکو پید کیا ہو مجھوٹا ہوا میں انک واسطے کچھ ذکر و دعا سہیل خان  
 بولا بس معلوم ہوا کہ مل ہو تجھے کچھ نہیں ہو سکتا میں اب تیرے غریب میں نہ آؤنگا اگر کچھ میں کچھ بھی طاقت ہوتی تو تم تک  
 حمزہ کے ہاتھ سے بھاگتا نہ پھرنا لیکن لقا نے امیر سے کہا میں لشکر میں جا کر مل جنگ ہو اگر تھے لڑنا ہوں اگر میں غالب  
 ہوا تو تمہارا اور نہیں تو جو ہا ہنا سو کرنا امیر نے کہا کہ نصیحت بلکو اگر نہوئی تو سیاہ طلب ہو شعر باب زخم و زخم سپید نہوئی کر دے  
 کچھ جھگڑا کہ سانیکہ بافتند سیاہ ہوا و مومن جو تیرا می چاہے سو کر لقا دہانے اپنے لشکر میں یا سہیل خان سے لڑن سے کہا کہ میں  
 لقا کو باز و حکر حمزہ کے پاس لیماؤنگا ہر بختیارک نے لقا کو دی کہ سہیل خان مسلمان ہو گیا اور اس فکر میں ہو کہ تجھے  
 باندہ حکر حمزہ کے پاس لیماؤنگا لقا یہ شکر خدا اور سہیل خان کو بلوا کر کہا کہ تو میرا بندہ خاص الخاص ہو میں نے تجھے بھلا



سہیل خان نے جواب دیا کہ اب میں ہر سہ دھرم میں خیرین بننے کا لقا لے بھجوا رک سے پوچھا کہ مالاً چہ تقدیر کریم  
 کیا تیرے عزیز غرض لقا رات کو اپنے لوگوں سمیت بیان سے خرم مرغع نکلا کر کوجاگا جب وہاں پہونچا شہنشاہ مرغع پویش  
 شہر یا مرغع پویش شہسوار مرغع پویش جو وہاں کے مالک تھے انھوں نے دوازہ شہر کا بند کر لیا اور لقا سے کہہ دیا  
 کہ میرا کام ہمارے بیان نہیں ہے تو بیان سے چلا جائیں تو ہمارے ہاتھ سے ایذا پہونچے گی لقا بہشتی ہی خوف زدہ ہو کر بھاگا اور  
 راستہ قلعہ ختم کا لیا بھجوا رک نے لقا سے کہا کہ میں نے کتاب ہندی میں دیکھا ہے کہ شہر ختم میں حمزہ ہر قرآن مجیب  
 ایسا ہے کہ جو دولت روحانی حمزہ کے ہیں وہ دشمن جاتی ہو جائیگے لقا خوش و خرم شہر ختم کو چلا گیا ہے جب قریب ختم  
 کے پہونچا ہر کاروں نے جا کر جمشید رختی اور خورشید رختی کو خبر دی کہ لقا خدا سے باختر آنا ہو بہرشتی ہی وہ بہرشتی  
 شہر سے نکلے اور کمال اعزاز و اکرام سے شہر میں لیگے نہایت توفیر و عزت کی جسے عوم و شان سے دعوت کی دوسرے دن  
 بخومی ہڈت سال جمع ہوئے اور سبھوں نے اپنے علم سے دیانت کو کے عرض کیا کہ سرزمین اقصیٰ میں حمزہ بہت ایذا تھا لگا  
 تمام لشکر تباہ ہو جائیگا ہر شہر لقا نے بخرمیوں کو قلعہ دیا پیش و پشت میں معروف ہوا لیکن بیان میں کو سہیل خان  
 مشتری حصار میں نے سنا کہ شہر کو لقا بھاگ گیا نہایت رنج ہوا غرض حمزہ صاحبقران کو خط اس مضمون کا لکھا کہ  
 شہر پار میں چاہتا تھا کہ لقا کو ہاندھ کر خدمت عالی میں لے آؤں وہ کافر خاسر نسب کو بھاگ گیا اب یہ غلام شہر مندگی سے  
 خدمت والا میں حاضر نہیں ہو سکتا نہایت آندہ سے مذہبوی پر جسوقت عرضی خدمت امیر میں پہونچی اور مضمون سے آگاہی  
 ہوئی بہت خوش ہوئے لکھا بھیجا کہ امیر سہیل خان ہم خود تمہارے مشتاق ہیں جلد آؤ اور وہ کافر کمان جائیگا تم اسکا قیل  
 نہ کرو سہیل خان یہ پیغام سنکر خفے شہر مشتری حصار کے لکیر و اندھا امیر نے جو آئے سہیل خان کی سنی سر داد کو استقبال  
 کے واسطے روانہ کیا وہ پیشوا کی کر کے بارگاہ شہنشاہی میں لائے سہیل خان نے بھر کیا پانچ تخت کو بوسہ دیا اور بوسہ امیر  
 عالی مقام کو زردی قدموں پر سر رکھا امیر نے گلے سے لگا یا کلہ ارشاد فرمایا سہیل خان کہ بڑے حکمران صدق مسلمان ہوا  
 ایک صہدہ لکھ و پانچادہ گندراتا امیر اسے بڑے حکمت خوش ہوئے اپنا زور کیا سہیل خان نے پھر تردی بعد اسے سہیل خان  
 نے اپنے شہر کو آئندہ بند کر دیا اور امیر کو مع سرداران بلند مقام اور بادشاہ اسلام کے مشتری حصار میں بھیج لیا اور  
 حکم دیا بنائے لکھ جائیں مسجد وں کی بنا پر جائے اسوقت بنائے ڈھانے لگے مسجد بننے لگیں سکہ بادشاہ اسلام کے  
 نام پر جاری ہوا ہنگ صلوۃ بلند ہوئی شہنشاہ اور حمزہ مشتری حصار میں رہے سہیل خان نے شہر مرغع حصار اور  
 زہرہ حصار و زہرہ حصار والوں کو مار لکھا کہ تم سب اگر خدمت صاحبقران میں حاضر ہو میں تمہاری بکولی ملا دمت  
 کرادو مگانینوں بادشاہوں نے اسکا جواب لکھا کہ امیر سہیل خان اگر تمکو اشتیاق قدمبوسی صاحبقران کا نوتا تو ہم لقا  
 سے کیوں لہجی ہو جاتے ہم نہایت مشتاق زہرہ صاحبقران ہیں جسوقت وہ شہر بار بیان رونق افزا ہو گا ہم سب شرف  
 ملا دمت سے مشرف ہونگے جواب نامے کا بڑے حکم سہیل خان بہت خوش ہوا اور وہی نامہ خدمت صاحبقران میں گزرا  
 اور عرض کیا کہ بغیر حضور کی اطلاع کے غلام نے آگے نہ لکھا تھا انھوں نے ہوا اب بھیجا ہر امیر بڑے حکومت خوش  
 ہوئے سہیل خان کی بہت تعریف کی کہ بہت مردانہ اور دہانے کو کہ مرغع حصار کو چلے جب قریب پہونچے  
 شہنشاہ مرغع پویش شہر یا مرغع پویش شہسوار مرغع پویش ہتھوں بھائی سہیل خان کے پاس پہونچے وہ انکو  
 خدمت امیر میں لایا شرف قدمبوس سے مشرف کر لیا امیر نے کمر بستہ کیا ہتھوں کمر بیکر مسلمان ہوئے اور عرض کیا کہ جو  
 چچا شہر ہم بچھا دے کو میرے ہر تاول فرمائیے اور شہر کو قدم مبارک سے منور کیجئے امیر نے قبول کیا اور انکے ساتھ قلعہ کو چلے  
 انھوں نے پہلی ہی شہر کو سج رکھا تھا اور دوازہ شہر سے تا بیان بادشاہی پانچادہ لایا تھا انہام کرتے ہوئے لائے



بادشاہ اسلام کو تخت پر بٹھایا کشتیان تک پیش کش کیں حق خدمت بجاوئے امیر بن دن تنون بادشاہوں کے بہان  
 مہمان رہے خوب کنیشن اٹھائیں

اب شہر ختم میں لشکر اسلام کا جانا اور وہاں فلک نقرہ پر واز کا باہم امیر و عمر دین نفاق  
 والے بیان کیا جاتا ہے

فلک نفاق اور غلام نفاق الہار یون راقم حال صاحبقران با اقبال ہو کر صاحبقران کینیستان جب بدولت شہر  
 مرصع حصار و زہرہ حصار و نقرہ حصار سے فراغت کر چکے عمر و سے چھٹا کر خرابہ بہہ اقبال رازد درگاہ و درجہ اقبال  
 گمان کیا اور کئے دامن تباہ اسے دیا عمر و نے عرض کیا امیر صاحب اقدار اب لقا شہر ختم میں پہنچا ہے اور وہاں  
 کے مجرموں نے منتہی ہو کے حکم لگایا ہے کہ سرزمین ختم میں لشکر حمزہ پر قرآن صعب ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ سپہان خواہ  
 بدر چہرہ کو بڑا ہے اور اپنے احکام نکلوانے امیر نے کہا کہ آج کو اختیار ہو بادشاہ اسلام نے خواجہ کو بلایا کہ آیا آپ احکام کیا  
 کہ کس روز یہاں ختم کی جگہ کو چکر کرین انہوں نے ریل میں دیکھ کر عرض کیا کہ سرزمین ختم صاحبقران کو مبارک نہیں ہے  
 وہاں جو دوست غائبی میں دشمن جاتی ہو جائے کچھ شک نہیں عمر و نے جو یہ طر سنا قدیموں پر صاحبقران کے کہہ کر اور کیا  
 حمزہ ختم میں جا کسوا سنے کہ مجھے زیادہ دوست تیرا کون ہو تو میرا عاشق میں تیرا شیدا ہوا نہ کہ فلک شعبہ بان کچھ  
 دکھائے کہ مجھے اور مجھے نفاق ہو جائے ادا کر وہاں جانے کا قصد کر لیا تو میں اطاعت کوبہ کو چلا جاؤ نا امیر نے فرمایا  
 کہ خواہ کچھ نہیں خبر ہے جسے کسی نفاق نہ ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ نفاق رہیگا عرض کیا کہ بسین صد بیان ہو گیا اور وہاں سے  
 طرقت ختم کے کوئی سپاہی منزل میں نہ تھا کہ عمر و امیر پر سے تصدیق اُٹھاتا تھا اور امیر عمر و پر سے کسی دعا پڑھتا ہوتا  
 تھا کبھی یہاں سے بشار ہوتے تھے دونوں آہ بسین ملے ملے رہتے تھے ایک کا ایک دیوانہ تھا گاہ یہ طبل گاہ وہ طبل یہ گل  
 یہ طبل بعد از قلع منازل ملاں یہ پائی کرتے ہوئے قریب شہر ختم کے پہنچے بادشاہ فلک اشتیاد رہا ہولی لشکر کا اتارا شروع  
 ہو گیا نیم رخ گاہ والی بیان دیکھیں یہ بے غلندہ سے سراپے استاد ہو گئے ہر ایک مسب و مخر او جگہ جو بزرگ کے اڑتا تھا ہر دم میں  
 قیام کرتا جاتا ہر دم سے دون عمر و کو خبر ہوئی کہ غلطی آباد میں کہیں سے جو لڑکا پیدا ہوا تھا اور سکندر رخسار انگیز اسکا نام  
 رکھا تھا مہتر قرآن کو غلطی آباد میں اسکی تعلیم پر درش کیواسطے مقرر کیا تھا وہ لڑکا بارہ برس کا ہوا ہر فن عبادی میں ملحق  
 ہو گا ذائق ہر کردہ رکھتا تھا ہر عمر و ہر شمع اس خبر فرستائے کہ وہاں سے جلا دفر سح آیا تھا کہ دیکھا کہ  
 جو بزرگ استاد ہوا اس میں سکندر رخسار انگیز تھا لڑکا ہزار ہا بچکان مرصع پرتل دینیتی کا دور لگا ہوا ہر عمر و خیمے میں  
 آیا و زند کو بیٹھے لگا یا ہر ملکہ سرو سبتن سے ملاقات ہوئی اسنے کہا کہ خواہ بہت نام بکھو اور میرے لڑکے کو لشکر میں لے کر  
 نے جواب دیا کہ ملکہ ایسا ہی ہو گا اور وہاں سے عمر و خدمت امیر میں آباد ست ادب بستہ کھڑا ہوا امیر نے کہا کہ خواہ کیوں کچھ  
 گناہ ہو تو کمر عمر و نے عرض کیا کہ امیر دین نے تمام عمر تیری اور میری ملاقات کی خدمت گزاری کی آج میں خدایان عزت و آبرو ہوں  
 کہ میری بی بی اور بچا ہر تمام سرداروں کو حکم دیجیے کہ استقبال کو جائیں اور جو تمام لائیں امیر نے سب سرداران ناما  
 بلکہ فرزندان بادشاہ کو دریا کہ جاؤ ملکہ سرو سبتن اور ملکہ جادو کو لاؤ بوجہ حکم صاحبقران سب سردار و بچے  
 بادشاہ اسلام سر راہ خیمہ استادہ کر کے بیٹھے اور فرزندان عمر و جو تھے استادہ جالاک ادا میں ہزارہ کے لباساے بزرگ  
 پہن کر ہر شاہ و راز سے پہلے ہوئے اس عرصہ میں آہ ساری کی شروع ہوئی پہلے تو جلوس تمام گدا بچہ اسکے محافظ  
 ملکہ سرو سبتن اور ملکہ جادو کا دکھائی دیا کہ دسواہی کے تمام سرداران عالی تبار و عیاران تبار دار و بخت و نقارہ ساز  
 جیشیدی و بیانی بچے ہوئے آگے سکندر رخسار انگیز راہ ہزار عیاروں سے آگے آگے مہتر قرآن جیشی بچے بچے اور لوگ جب







اکتون کچھ حال یہ ہرگز اسے دہان پر شکون کے چہرے ہوتے پانی میں گلاب بوزہ مار کر میرے تہے تہے کھانک نہا دیتے  
 پستے بعد ان کے واسطے بندر ستم زمان لندہ صوبہ بن سحان فیل میوند پر سوار کر مہندی کو جبر ملک و کھنی یا شاہک  
 انجونی سکندر و بلوی فرخ شاہ ملتان محمود شاہ استنبولی اند کو کرمان ہندی عادل شیول فاضل شیول فرما دین  
 یحضر فی نو لاکہ سوار ہو بل کھنی ملتان رہے سر و بیان ہاتھوں میں طیان دھنی گلوں میں بڑھیں کمال خوشان سے سوار ہو کر  
 جو آئی ہمیشہ و خورشید بھی کہ حمزہ ہی بہختیارک نے کہا کہ یہ باطن حمزہ جو ابھی حمزہ کمان غرض شام ہو گئی تھی سب کا گھر  
 صبح کو ہمیشہ ناشاد کچھنے آئے اب آدہ شاہان ہفت لاکہ کی شروع ہوئی شام عا دزدین مکر اور میدان عادلین کسر  
 سیمتلی بر صقلان رومی نقلاں رومی عزیز شاہ مصری فریدون شاہ یونانی شعلہ فراق جبر و مہستانی فضل گردنیل  
 اور ملک حلا طلب انگریزی اور آرد خیر و یودودی و متقال شاہ مغربی و ربحان شاہ مغربی نمودار ہوئے  
 و تختیارک نے کہا اے ہمیشہ و خورشید جب حمزہ پردہ قاف کو گیا ہر دو عمر و قاف قلیو ہوتا ہوا اور سرداران حمزہ کو لیے  
 ہونے گرد سوار کے بادشاہ سے لڑا کیا اور ایک سوار کو زلزلے دیا سب کو کچا یا بعد اسکے عمرو بن حمزہ یونانی  
 صاحب قران ثانی لہر اسب اشتانویس یونانی صدق پوش یونانی لاکہ سوار کی جمیعت سے آیا تختیارک نے اسی ہفت  
 کی جمیعت لغزین کی عبد الغفار علی عبد الجبار علی قاہر علی طاہر علی ہاکہ سوار سے آئے آمد میں دن نام ہوا شب ہوئی  
 ہمیشہ و خورشید آئے لکے صبح کو پھر اگر نیچے اب شاہان عراق و اصغان کی آمد ہوئی شہنشاہ عراقی ملکہ دہل اصغانی راہ  
 شہر بار عراقی شلیان شاہ فارسی پیر فرخاری خضران شاہ شمیری ساکت شاہ شمیری بہرام شہر خوار بہرام شیر خوار  
 بہرام صاحب کرمان مرزبان فراساتی مردبان کلاہ آہن خسر و غیر دل نمایان ہوتے بعد اسکے اسی ہرگز و دارون سے  
 صاحب قران خیر و داران صاحب خیر و داروسر علامہ بی دھار حیدر ملک اثر در پیدا ہو بعد اسکے بملول شاہ عدلی سکندر شاہ  
 عدلی طلال شاہ عدلی ساتھ ہر سوارون سے پہنچے بعد اسکے پھر گروا علی شاہزادہ غلشاہ رومی کہ تمام سرداران کی  
 مثل فرمان رومی دھار رومی آلا گرد لڑکی مال گرد و فرنگی سنگ بچہ و ربانی سا قہ شاہ در سندی مسروق دیوانہ  
 صید بن شاہ کی اردان شاہ کی زلزال اشتر کو زوال ہراہ گوردون کی بطنیں کے انکے قبلا گزاسے سوتے کپشیاں لہرائی  
 ہونین گلوں میں سنچ کر تیان سردن پر سیاہ نو بیان ساتھ لاکہ فرنگی اور ساتھ لاکہ دیون سے آئے بعد اسکے ہمیشہ بن قلا  
 فرج زہر باد فرنگ کی اسکے ساتھ مع خروشی تا بعد فرشی تا بعد ار شاہ صفا درک شاہ فرنگی فیروز زہر خوار تین لاکہ خیر و  
 سے آیا تختیارک نے اسکا بھی حال کہا کہ بھائی ہر بادشاہ لشکر حمزہ کا بچا اسکے ہر دم ہر دمی دیوانہ قدر دیوانہ سلطان  
 سرور نہدی دیوانہ طول شجرنگی طول مست ہر بری قاسم شہری ہاشم شہیدی بہمن ار جاس کبودی اور  
 طوقان بن بہمن از و ہائی بن بہمن طوقان بن بہمن کو ہی چالیس ہزار سوار سے کوئی چالیس ہزار سوار سے کوئی چالیس  
 ہزار سوار سے کوئی لاکہ سوار سے پہنچا بعد اسکے رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی طلال عاد مغربی محبوب خان شہری  
 تین لاکہ سوار کی جمیعت سے آئے پھر لاکہ سوار سے جمہور جہان سوز طوس بہادر شہنشاہ تبریزان وارد ہوئے پھر قہر  
 وین ستون اسلام کہ بہر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب سولے کی کرپون کی زہر گے میں اندس تیر رفتار  
 ہام اندسی شام اندسی قناع پلنگینہ پوش اسے ساتھ میں ہر فرخان طلالی پوش تھے آیا آمد سے شام ہو گئی کھانا کھا  
 لکے صبح کو پھر اگر نیچے گروا علی اہرمن ماند رانی لاکہ سوار سے آیا پھر گرد و غلیم اٹھی شاہزادہ خاورد سہاہ چالیس ہزار  
 باقوت پوش آئے لکے چھپے سب فوج ترکستان و قادری کی قیاس خان خاوردی تھمن خان خاوردی حسن خان خاوردی  
 الماس خان خاوردی فیروز خان خاوردی حرک طماس خجندی الماس خان حرک الادندی طغرا و طغرل



نصرون طول طول بایز رویہ سمرقندی ملک بوشیار بنی مایار بنی کامکار بنی خسرو دزد و ہایون بن شد او ملک  
 مراد شاہ قارن بن ذرا سب نداسپ نیزہ دار منظر بن خیم خون آشام اردشیر پیکر دیو بند عسلان  
 لعل قبا فیروز لعل قبا معد ان شاہ جوت بن سارنج اخئی سیستانی کتارہ بن باغی سیستانی جو میں سو جڑی  
 قنار غارہ افراسیابی کی بھتیجی ہوئی ایک عجب شوکت و شان سے فاسم دیکھائی دیا خورشید و جمشید نے کیا کہ حمزہ ہی ہر بختیار  
 نے کیا کہ یہ پوتہ حمزہ کا دزد اور دلا لقا ہو نور خالص یکیدہ قدرت ملک بنی افروز کو بی لگیا ہر لقا نے ایک رسول ماری  
 اور کہا کہ اسے یہ وہ یہ کچھ کئے گئے گئے کہ تھا کہ نہ بیان کر بختیار کے لئے کیا کہ مشورہ ہو چکا ہو حال کیا کسی تہ چہا ہر جمشید و خورشید نہیں  
 پر سے کئے گئے کیا بذات خود خداوند سے بھی نہیں جو کہ بعد اسکے آمد ہر بیع الزمان کی شروع ہوئی کہ ہر بیع الزمان زمرہ کی گزروں کی  
 درمیان ہوتے ہالیں ہزار ہر مرد و پشون سے آگاہ درمیان سوار اور رفیق ایک ہر ہر شریزی سیل خبر ہر زمرہ کی توکل کی  
 اگر شخطائی ملک مجنون شاہ آہو گیر شاہ گر شاہ خسرو شاہ فضل بن گیا ہو قریس بن گیا ہو حبش بن گیا ہو  
 الفوج بن گیا ہو نصر بن گیا ہو شریط بن طغر فریط بن طغر طرید بن طغر ار باب باختری فضل بن آشوب  
 ہار و ب و سار و ب خوریز ترک جوشن پوش قارن بلند کمان و رقاس زنجیر خوار طاہر بن قمران عجمی سعد  
 و سعید خرقہ نشین جمشید و خورشید و خمی قارن کر گدن سوار ہوشنگ شاہ دل دندان کاوس شاہ بلید عمان  
 جمشید شاہ اہرمن سارنج بن اہرمن فرطاس اڈو در پوش دیوانہ طلوع الوند گیت زکی البنی زکی الماسخ نکی  
 سیل زکی کمال دھوم سے اسکی ساری کائی بختیار کے لئے سب کیفیت کی کہ ہر ادا مادیہ پنجاب کا اور ہو کہ خداوند کی اپنے  
 قبضہ میں آجاتا ہے کہ اگر دوست بدافق ہر بختیار کے لئے کما حقہ ہر غرض شام انجمن کی آمد میں ہوئی سب کا ہر اٹھ گئے خواہ بختیار  
 میں گر خوار ہوئے ہر کچھ آئے گردنایان ہوئی فرخ سوار قلندر فرخ بخت قلندر سر ہزار سوار سے دکھائی دینے  
 اسکندر فرخ لقا سات ہزار سوار سے آہر اسفند یار کیلانی عمر و گوداد خنی جوگان بن حمزہ دولا کہ سوا سے پیدا ہوئے  
 ہر سلطان سعد و عمرو بن رستم دولا کہ سوار سے آہر ہر گز عظیمی نور الدین ہر بیع الزمان خضران شاہ دلاشاہ  
 طماس بن عنقول دیو پرور القاب و الساب جہاگیر شہارنگ کتا رنگ کوہ تخت دریا نشین کلین گلہاس  
 سام دزد و سوار سے ہونے خورشید و جمشید نے ہر بختیار کے ہر لقا کی حمزہ کا پوتا ہر خدا خدی  
 ہو گوہر ملک سے پیدا ہوا ہر اسنے طماس ایسے شخص کو طرہ انجمن میں پکڑ لیا اسی روز دولا توڑ کر لقا کرنا کہ یہی  
 باقین تھیں کہ پھر گردائی سرخیل و فادہ ان مشیل ہو فادہ اسی ہزار غلامان زندین زکریا دند بن مکان سے نمودار ہوا بختیار کے  
 لئے کیا کہ یہ غلام حمزہ اور صاحبقران خیر اندازان ہو بعد اسکے دیکھا کہ دولا و نفر کی آواز بلند ہو یہ لون کے قول کے قول ہنگام  
 تخت پر لقا اور اسکی زدیہ سوار کسا کی خوبریں انیز جو بنان پڑی ہوئیں اور ایک کت پر عمر و تاج حضرت آدم کا سر پر ہر فرخ  
 طغنی پر لگا ہوا دیو جامہ کے میں ہر مہم رنگ بہ لقا تھا ایک لاکہ اسی ہزار دیار لباس زنی بمقہ ہونے ہار ہر اسنے  
 سب کے آگے نظر کر دے علی عمران صاحب ہندہ گران معترقران حبشی راوی لکت ہو کہ ساتہ وزنگ اسی طرح لشکر میں  
 آبا انجمن من صبح کو نام سردار انتظار حمزہ صاحبقران میں کمر سے ہونے تھے کہ آواز طبل سکندری اور بلق تکی  
 اور سنج کبھری کی بلند ہوئی صدا سے غرش کلم اثر دیا پیکر آئی تخت بادشاہی دکھائی دیا آگے آگے حمزہ صاحبقران  
 اشقر دیوناد پر سوار کچھ فوج چہار سلامی بادشاہ اسلام کی چار طرف ہونے کی حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی میں  
 داخل ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ دس روز تک فوج اسلام آیا کی شاہان اہم اسقدر فوج و لشکر دیکھ کر حیران ہوئے  
 آپس میں کہا لقا ہیچ کتا تھا کہ حمزہ سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہماری کیا جھنٹ ہو کہ اس سے روئے جمشید نے جو



یہ حکم کیا خورشید ہوا کہ بھی دیکھو تو کیا ہوتا ہو اور بخون نے جس روز سے لقا آیا ہوا ہے چار طرف کو کھینچے ہیں اور وہ طلب  
کی امیر کو بیان آئے ہوتے تو دوسرے دن جو کتا مارا گیا تھا وہاں کی لشکر کفار سے بلند ہوئی امیر نے عمر و سے کہا کہ خواجہ خبر تو لاؤ  
عمر و لشکر کفار کو روانہ ہوا جب وہاں پہنچا دیکھا کہ لوگ ہر استقبال سوار ہوتے ہیں حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ قاتلہ اللہ  
کوہ بیان احمق سے اس بن الویس مدلقا کے واسطے آئے ہیں عمر و اس کا زکا نام سننے ہی کا بننے لگا اور اپنے دل میں کہا  
کہ میں معلوم اس شہر سے کیا معرکہ ہو چکا کہ صورت بد بکر ساتھ ہو لیا زمرہ شاہ نے باقوت شاہ اور شہر خون آشام خوش  
ہو جھپٹا ختمی و بختیارک و فرامرزد و ہر مرد و غیرہ کو بھیجا تھا کوئی دو کوس آئے تھے کہ سواری اس بن الویس کی فواد ہوتی  
اور انہیں سنا کہ میرٹلی قدرت ہمارے استقبال کو آئے ہیں، معلوم ایسا مفرد ہے کہ کچھ خبر بھی ہوا جب قریب پہنچے  
ہر ایک نے سلام کیا آئے ایک بے اعتنائی سے جواب سلام دیا کچھ تواضع و نظیرہ کی مگر سب کو دیکھنے لگا بختیارک  
کہ مرد مصمم ہو اسکو دیکھا کہ اپنے پاس بٹھالیا اور مال لشکر اسلام کا ہونے لگا بختیارک نے پہلے نرین صاحب قرآن کی  
شرع کی اور کہا شعر خدا سے جہان تا جہان آفرید + جو حمزہ و دلیرے بنادے یہ + بعد اسکے کندھو و مالک و قاسم  
و بدیع الزمان ایک ایک کی تربیت کی ہی باتیں کرتے ہوئے داخل بدگاہ لقا ہوئے اس بن الویس نے لقا  
کو سمجھ کر دھمکی دینا بختیارک کو بھی اپنے پاس بٹھالیا اور میر حال پوچھنے لگا بختیارک بولا اے اس بن الویس  
یہ جو سب سرداروں کے بن بنے نام ہے، کچھ نہیں ہیں ایک عمر و عیار نو نو میں سب کو ادنیٰ نہ ہرے ملا دن اور تھیں  
عمر و کی کنا شروع کیں اٹھ کر کہا عمر و کا ہزار گنا فخر بختیارک بولا نہیں بھر کہا کہ کوئی دھار سو گز کا پتھر گستاقد  
بختیارک نے جواب دیا کہ کل تو ارجح کا قہر اس بن الویس پر ایسی اسبج کا خاستہ گز کی، کئی کئی کہا اور شہان و عجیب  
کہ ماہر جو کوئی اتنا بڑا ہو وہ کیا کر سکیگا اسکو دیکھ کر اپنی ناک کے ایک شخصین جد کر رکھ کر دھمکی دینا لگا تو اسکی ایسی تیر  
کتا بختیارک نے کہا اے پہلوان! دوران عمر و کو ذلیل بھنا ہنچا ہے وہ بلا سے بیدار ہو ہزار ہزار گز کے دیو تو اس سے بڑا  
نالا کھینچے ہیں اور بڑے بڑے بادشاہ قراؤ کہیں میں خداوند سے پوچھیے وہ ایسی قدرت رکھتا ہے کہ ابھی میری شکل بکے آئے آپہنچے  
اور خداوند کی روانہ ہی تو موت سے فرک کلاؤدی فرمایا یہ با خداوند میں بیچ کتا ہوں یا جھوٹ لقا لے گا نہیں بیچ کر اور  
اے اس بن الویس ابھی تم اس سے واقف نہیں، عالم پر اسکا کہ رواں دہند کرد و زوہ دماروں کھراتے آئے  
ہوا کا خواص پیدا کرے اور میرے نواب کو مار کر مرے کچھ کھلا باہر میں اسکا ہم سے کا چاہوں صورت دیکھی دیکھا  
کہ ملک الموت آیا غرض ایسا کچھ بیان کیا کہ اس خوف زدہ ہوا اور پوچھا کہ اے بختیارک میں اس کے ہاتھ سے کیونکر بچوں  
بختیارک نے کہا کہ آپہنچے کسی کے ہاتھ سے کہہ کمانے نہ چھو سوا ہے میرے کسواسٹے کہ وہ تو ہزاروں خشکین ہیں اے اس  
بن الویس نے کہا کہ چھا اور عمر و ایک چوہہ کی صورت بنا ہوا بختیارک کے پاس کھڑا اس رہا تھا اور درپاسے لشکر میں فوجان  
مٹا کر کہا کیجئے اتنے میں بختیارک اٹھا چلا کھڑے کھڑے نہ ہوتا ہوا بار بار اس کے ہونٹوں کا کھبی سلام پر خوب ہنسنے ہمارے  
حال سے اس بن الویس کو آگاہ کیا بختیارک کی جان تل گئی عرض کیا کہ میں اسکو اپنی طرف سے ڈھکا تھا اور میں تو سلمان  
ہوں اور انٹھیاں کا تون میں رکھ کر اذن و بیٹھا عمر و نے کہا اور منافق دو کچھ اسلام تیرا ہر ہر غیر اور بکر میں اپنی ہاتھ دیکھ  
خبر سے کتا کہ لہو لہا بختیارک جلدی سے کہا اور بیہوش ہو گیا عمر و نے بختیارک کو دھن ڈال دیا آپ اسکی ہریت  
بکر باہر آیا بختیارک کے قہر میں گیا تاہم اسباب تذلل کیا اور کچھ بچے لکر اس کو دیے سمیت گرم ہوئی اللہ بختیارک  
کو جو ہر شہر آیتام نیچے کا اسباب بنا ہوا پانچو گون سے ہو چھا، خون نے کہا کہ ابھی تو آپ نکلے لکریان سے باہر گئے  
تھے بختیارک نے، شکر آہ سر کھینچی سمجھا کہ عمر و سب مال و اسباب لیکھا نیچے سے نکلا سوار ہو کر بارگاہ کی طرف



چاہے دروازے پر پہنچا یا سافون نے دو سر بختیارک دیکھا میرا بن ہوئے ایک اور سنے دو کر اس سے کہا کہ ایک  
 بختیارک اور آئے ہیں عمرو جو بختیارک کی صورت بندیشا تھا اس بن الوس سے خطاب کیا کہ دیکھئے عمرو ایسا ایک  
 ہو کہ میری صورت بنا ہوا ہے شاہد بختیارک کہ میں بیان نہیں ہوں اب میں بچے تخت کے چہار ہوتا ہوں جب وہ اگر بیٹھے  
 اسے بکڑ لیتا جسوقت وہ گرنا رہا ہوتا تھا میں ہر آؤنگا پھر دیکھئے گا کیسی مکاریاں کرتا ہو کر گیا ہو سیکھا آپ اسکی کسی  
 بات پر مل نہ کیجئے گا آخر فرار کر لیا اسنے کہ اگر اچھا تو صیغہ عمر و تخت کے نیچے گیا بختیارک اندر بارگاہ کے آ پہلے تو ہم  
 صحبت کر دیکھا پھر سلام کیا اس بن الوس نے کہا کہ آؤ ملک جی کہاں گئے تھے کہا کہ بتاؤں عمرو مجھے لوٹ لگیا میں رفتہ  
 رفع حاجت کو گیا تھا بد جانتا تھا کہ ہلاکی ہوئی ہو مگر ڈر آیا اور غریبہ بیوشی کے دیکھ میں کہا کہ بیوش ہو گیا عمرو سب  
 اسباب لیکر چلا گیا بختیارک قریب اسکے بیٹھا تھا کہ اس نے ہاتھ پڑ لیا اور کہا کہ بد معاش دزد ہار یک گردن کیا میں  
 تجھے نہیں پہچانتا شاخوب تو نے کر کیا بختیارک چاہتا ہو کہ کہہ کے اتھ میں عمرو نے پیچھے سے ٹکرا ایک اصول ماری  
 اور کہا او دزد ہار یک گردن تو جانتا تھا کہ بیان بختیارک نہیں ہو میری صورت بکرا آیا بختیارک نے کہا میں تیری  
 صورت ہوں یا تو میری صورت ہو عمرو نے کہا کہ تو میری صورت بکرا یا ہو اور مکاری کرتا ہو اس خوب پہچانتا ہوں  
 او اس ہم دونوں میں سے ایک بیشک عمرو کو تو دونوں کو قتل کر عمرو مارا بیٹھا اور اسکی خور سے کافر مختار چلا بختیارک  
 نے کہا مجھے قبول ہو غرض بختیارک ہر خد کہا کہ میں بختیارک ہوں کسی نے دسنا اور اسکی مشکیں باندھیں اس نے  
 کہا اسے قتل کر دو چار جلا دو کہ لہاتے چلا تھا کہ عمرو نے بختیارک سے کہا کیا خبر ہوتا ہے میں تجھے بھلاؤں بختیارک  
 نے دو ہزار روپیچے کا اقرار کیا عمرو نے کہا او اس اسے صبح کو قتل کرنا اس نے قبول کیا صحبت ہمیشہ تا سناستہ ہوتی بختیارک  
 علی نے اس سے خطاب کیا آج بڑی خوشی مجھے حاصل ہو کہ یہ سار بان زادہ کرتی رہتی چاہتا ہو کہ میں نا چون اور شراب  
 مجھے ہلاؤں اس بن الوس بولا کہ میں تیرے عمرو نے تمام شراب میں بیوشی ڈالی اور سانی فکر تمام صحبت کو شراب  
 ہلائی سب کو بیوش کیا اس کی ڈاڑھی موچیں موچیں اور بھانجے کو اسکی صورت مسند کی صورت بنا کر برابر نکال دیا  
 چہ ہمار و غیرہ جو تھے اٹھانے کا لایا بیان نا کون میں کہیں جو تھان ہاتھوں میں دین ایک رفتہ لنگر ایک کی موچہ میں  
 باندھ کر راہی ہوا صبح کو اس بن الوس جو بیوش میں آیا دیکھا کہ ایک حور ت خوب صورت پاس بیٹی ہوئی ہو اپنے دین  
 کہا کہ کیا یہ نکو نام مرد کبھی چہ اسنے کہہ اور ارادہ کیا اسکے صاحب نے ایک طاغوت اور کہا کہ انا لائق تو کون ہوا تھے کہا کہ صاحب  
 ابھی رات باقی ہو اور وہ شخص نامزد نہیں ہو بولا کہ تیرے صاحب کی ایسی فیسی کی نہیں بختیارک نے کہا کہ او اس دیکھا  
 تو نے کہا خرابی ہوئی تو مجھے عمرو کھتا تھا عمرو تجھے بون ذیل کوئے چلا گیا اس بن الوس بختیارک یہ بختیارک ہو اور وہ عمرو  
 تھا بختیارک کو قید سے لے لیا اور بہت سی دلداری کی اور حور بہار میں جوتی چل رہی تھی نا نکو نام لاکہ جاتو تم تب نگہ  
 ہو غرض اسوقت نوب اپنے گھر گئے شام کو پھر دوبارہ راستہ ہوا بختیارک نے عمرو کو دیکھا کہ ایک چوہا اسکی صورت  
 بنا کر ہو ایک جب اشکارا سیر لکھا او اس وہ جو چوہا اس باد قام جو ہارون کی صف میں کھڑا ہو زرد لباس پہنے وہ  
 عمرو پر جس طرح ہوا اسکو پکڑ لیا بکھر سب اسکے ہاتھ میں دیکر دیکھو کیا اچھا جب ہوا تھے سب دیکھا اور جو کچھ اسے لکھا تھا  
 وہ پڑھا تو نہ جستم سے عمرو کو دیکھا ایک کاغذ اٹھا کر دیکھے لکھے اور کاغذ لپیٹا سراٹھا کہ عمرو کی طرف خطاب کیا کہ اسی چہ ہمار  
 سید فخریہ واسکے پاس لکھا ان کے فلان جو ابہر کا مسند دیکھا تھا بہت جلد وہ مسند فخریہ نے اسنے نہ رضا دہ کو دون عمرو و  
 طالع تو ہو دو کاغذ ہاتھ سے لے اور ہاتھ بڑھا با کہ لاؤ اس نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا اور کہا کہ باش او دزد ہار یک گردن  
 یہ دن باوجود تھا کل مگر ذلیل کر کے چلا گیا آج دیکھتے اس طرح سے ہارون کو مرغان ہوا دہیان دریا تیرے عالی ہو



گری وزارت کریم اور نجاوہ دارم نہ تھے بختیارک بہت خوش ہو کر اب ساربان زادہ مارا جانیگا آس بن الوس عمر کو  
اپنے خیمہ میں لایا بختیارک سا حرم ساتھ آیا آس منہ پر بڑا عمر کو سنوں سے بادہ دیا اور تیرد کمان مٹا کر بختیارک سے  
کہا کہ اسے تیریاں کر دو دنگ بختیارک نے کہا کہ فکر کرو ہفت ہزار ان میں مرنا جانتے نہیں آس نے کہا کہ کبھی دیکھو زمین  
کھسکے گا سب کچھ اڑا رہا ہے اور بقیہ اپنی مٹوانی غلے عمر و ہمارے کہ تمام جسم عمر و کا بنلا ہو گیا اور وہ بڑا گیا عمر و بختیارک اور مارا  
دنگ لگا لیکن اس وقت کا حال نیچے سکندر نے جو دنگ بختیارک عمر و رات کو نہیں کیا پھر رات کو عمر و کی تلاش میں رہا وہ ہوا اس وقت  
نہ سہر خندہ سے کیا نہ سنا سرور متین اور ملایا اور دروازے پر رولی زمین مہتر قرآن حبشی کو بلا کر کہا کہ سکندر رغبار را لکھیں عمر و  
کا ماضی جو عمر و کی تلاش میں گیا جو تم میں باقران روز ہوا پھر حالاک کو بلا کر کہا کہ پیا سکندر رغبار را لکھیں نیز انعام ہو میں  
منع کیا کہ نہ ان عمر و کو دھونے دے نہ گناہیہ نرم کر دے اور اسکی ہر دو کو با دجالاک نے کہا میں ابھی چلا رہا ہوں پھر امیر و  
سار و اور سکب بلطانی و ابوالفتح ایک ایک کو بلا کر بیرون پر سر رکھا کہ صاحبو نہ سکندر کو دشمنوں سے بھا کر لے آؤ میرے  
بچے کو مجھ سے نہ کرناؤ یہ متواتر رغبار وں کو بیچ رہی ہوا اور آس بن الوس غلے مارا ہوا عمر و کا عالم یہ کہ پکار رہا ہوا اور ان  
تھے ایک سہ تہ مار ڈال اور بختیارک کہہ رہا کہ پیر و مرشد حضور کو کوئی مار نہیں سکتا ہوا حضور تو مرنا جانتے ہی نہیں کوئی دھن  
حضور محبوبت مانگے اور آس نے اشارہ سکندر پر کیا کہ اسے بلانے کے لئے اگر حمزہ خبر لگا آجائے تو پھر کسی حال میں جو عمر و کا کچھ کر سکے  
بن الوس نے حکم دیا کہ ہاری تمام فوج تیار ہو کر گر دھجے کے کھڑی ہو تمام فوج پر جب ملک کے تیار ہو کر گر دھجے کھڑی ہوئی بختیارک  
نے کہا اے آس تو کہہ دے کہ مرشد اسے نہ مانگے بہت مانگے اور اشارے کر رہا کہ اسے کیوں دیر کرتا ہو جلد سرکات ڈال  
نہیں نہ کیا جاتا آس کہہ رہا کہ اسے تڑپا کر دے گا اور عمر و کی اب یہ حالت نیم ہو چکی ہے قریب ہے کہ دم نکالے وہاں ہنگ  
رہا کہ ہر روز درکار صورت سکندر رغبار را لکھیں کی بجائے حکما دے پھر میرا دم نکال لے کہ سکندر حق ہے اقتبازی مارا ہوا خبروں  
کو جلد ہوا پھر نجات تمام مقام وہ و حوان و حار ہو گیا اسی تاریکی میں سکندر سی عمر و کی کاگر اپنی گردن پر عمر و کو ڈال کر لے گیا  
فوج سے لڑ بھڑ کر نکل گیا بختیارک پکارا صلاۃ بر محمد و آلہ علی و منات علی ہوا آس بن الوس دیکھا کہ مرشد محبوبت لے گیا  
آس نے کہا کہ میں اچھے محبوبت کا بھون اور سوار ہو کر فاقہ میں چلا اور سکندر عمر و کو لے ہوئے لڑتا چلا جاتا ہے لشکر سے  
باز نہ نکلا کہ آس کی بہن کا بیٹا ماہر صید نواز اور مرشد ہوتا تھا سکندر پر دوٹا سکندر نے خبردار لڑا سکے بیٹے پر بڑا اور پشت کو  
لڑ لڑ کر نکل گیا وہ گرا سکندر مردانہ ہوا آس بن الوس آنا تھا لڑنے بھانجے کا چڑا ہوا دیکھا خون آنکھوں میں احوال کار و دنگ  
اور ناعبار کمان جاتا ہوا اور گر گرن کو دولا یا سکندر اپنے لشکر کے قریب پہنچا تھا اسنے دیکھا کہ ابنو آس ایک پہنچ نہیں سکتا تھا  
وہ داخل لشکر اسلام ہوا اپنا تار بس تیر کمان میں جو ڈکر مارا وہ نیزہ فضا تھا سکندر کی منہ پر بڑا سیٹے کو توڑ کر ہار گزر گیا  
سکندر رگڑا آس اور لاک سکندر کا سرکات لے مہتر قرآن حبشی پہنچ گیا سکندر را و عمر و کی آتشا کر لگیا آس بن الوس تو  
اور ہر پھر گیا مہتر قرآن عمر و اور سکندر کو لے ہوئے کچھ میں آیا ملکہ جا و اور سرور سکندر نے حالت تباہ کی صاحب قرآن  
مع سردار وں کے آئے شریک نام ہوئے سرور متین رو کر پادری کو بیٹا سکندر را لکھیں کھو لو اب کے ماضی سے جان تیار  
کر لے مان کو کچھ وصیت بھی دے گی اگر دو مٹی کے تھار سے سر پر سرانجام سے تھاری ڈالیں یہاں کے لافن خدا سے ٹکونا شان سزا  
آٹھا اپنا بیٹا مادنا شاد کے سہاوسے جیے گی کچھ تو منہ سے بول کوئی بات تو کر لو کس پر حرم سے تیرا ما کیا مان سے خطا ہو جو نہیں  
ہوئے سکندر نے آنکھیں کھولیں مان کو روئے دیکھا کمانا جان صبر کر جو خدا کو منظور تھا وہ ہوا اب باجا جان کی خبر نہ دایا  
خود کو وہ مرا متین اور لمان جان دودھ میں بھند و سرور متین نے کہا کہ بیٹا و دھن نہیں بخشا ہے سننے ہی عملی آتی ہوا جان بحق  
تسلیم ہوا جب کرام قیامت ناہر ہوا عمر و تو بیوش تھا لیکن مہتر قرآن نے سکندر کو دفن کیا عمر و کے علاج میں



مصرف ہوا چوتھے دن عمرو ہوش میں آیا حال سکندر کا سنا نہایت صدمہ ہوا اسی رنج میں باہر نکلا لشکر کفار کو چلا کر امیر  
 جگر اس بن الوس کو اسے جب وہاں پہنچا سنا کہ اس اپنے خیمے میں نہ رہا ہے دیکھ رہا ہے عمرو ایک منہ کی صورت بن کر  
 خیمے میں داخل ہوا اور شراب پیا کہ سب کو بیوقوف کیا اس کے سرھانے آکر کھڑا ہوا پاؤں سرکائے پھر خوف آیا کہ حمزہ  
 کو کیا جواب دینا کہ خبر سے تائب باہر نکلا لی جب تک کاٹ چکا نہ خوف صاحبقران سے کاٹنے لگا اور ہوا کا ہوا  
 میں خبر گیا عمرو تو ہلا گیا صبح کو ہوا ٹھنڈی تھی اس کو ہوش آیا تاک میں دروہو گھبرا پڑا کہ خیمہ میرا تک کٹی ہوئی پائی  
 چہرے پر خون جٹ ہوئے پایا خبر پڑا تھا اسکا جو دیکھا نام عمرو کا اس پر کھڑا تھا یہاں کا خبر ان ہوا تھا کتاب ملے پر لکھا  
 لقاب میں آیا کہ یہ خداوند ہے کیا تقدیر آپ نے کی کہ تک میری کٹ گئی بختیارک نے کہا اے یلوان نقاب لڑا تھا اس نے  
 نقاب اٹھا لی تھا دیکھا کہ واقعی کسی نے تک کاٹ لی ہے عجیب بختیارک صورت معلوم ہوتی ہے لقا سے لگا اور اس قسم  
 عجیبی خدائی کی کہ یہ تقدیر میں نے نہیں کی تقدیر بالائی ہوئی اس بن الوس نے کہا میں نہیں جانتا تک میری  
 کر دیکھے بختیارک ہوا اور اس اندرون خداوند سب پریشان میں خدا پرستوں نے بہت ستایا ہر تقدیر کرنا بھول گئے  
 ہیں اور تاک تو تھاری بہت جلد دست ہو جائی پہلے دشمن کو قتل ہوا اور ہم ٹکودہ میں نہ رہنا مینا کہ عمرو کو باندھ  
 ہونے لگے پھر اس نے کہا کہ ملے جاؤ اور عمرو خبر بھی اپنا بھول گیا ہر نام اسکا کھلا ہوا بختیارک بولا اور خوب  
 ہوا کہ خبر اسکی نشانی ہاتھ لگ گیا اب حمزہ کے پاس تم جاؤ اور اس سے کہو کہ ای حمزہ میں بھوکا ہوں بار بار جاتا تھا اور آیا تھا  
 کہ مجھے لڑو لگا کر تو میرا اب ہوتا تو میں مسلمان ہوتا لیکن بس دیکھا کہ نام کو تو بار بار ہر گز حقیقت میں جسکو در دست دیکھا  
 اسکو بھار کے ہاتھ سے ذلیل کرتا ہر بھوکا جا رہا ہے دست ہر عمرو کو بھوکا میری ہک کڑا لائی جا رہی ہے عمرو کو باندھ کر میرے  
 حوالے کر دے نہیں تو تمہو چوڑا بن چکا اور صحنی اور حکمران میں بیٹھ نام بھاری کا دے اور کشتی تھو اور جو یون کی ہاتھ  
 رکھ دینا اور انہیں حمزہ بھاد ہر عمرو کو کچل کر تجھے دیر بٹا اگر حمزہ کے کہ میرے عیار سے یہ کام نہیں کیا تو خبر عمرو کا دکھانا  
 کہ یہ نشانی میرے پاس ہے میں تو عمرو کو لگا کر اٹھاں جب عمرو دیکھا کہ حمزہ کا مارنا مشکل نہیں ہوا اس وقت خداوند بھی فرما  
 ہو کہ تک تیری دست کڑے آس ہنر سبست خوش ہوا ہر گاہ حمزہ صاحبقران میں کیا جو کچھ بختیارک نے سکھا دیا  
 تھا وہ سب صاحبقران سے کما خبر نشانی عمرو کی دکھائی تھو چوڑی کی کشتی ہاتھ رکھ دی امیر کا حال ہوا کہ اسے غصے  
 کے کانچے لگے بال تمام میں کے کھڑے ہوئے مٹھال ہو گیا مستقبل صحت کا ڈونڈ اس ساربان دوسے کو مستقبل گیا عمرو کو  
 دیکھا کہ پوست بکری کا تمام بدن پہلے چھایا ہوا کر رہا ہے مستقبل نے کہا امیر نے بلا ہر عمرو بولا کہ میرا تو یہ حال ہے میں کیوں کر جاؤں  
 اور چاہتا ہوں کہ تمام بدن دکھایا کہ لیا ہو گیا تھا لکھا کہ امیر مستقبل اس لدون نے میرا حال کیا ہے مجھ میں اس شخص کی طاقت میں  
 مستقبل پھر کہا اے امیر حال عمرو کا بیان کیا امیر نے کرب سے کہ تم باوجود جسطرح ہوا سکھو لڑو ہاتھ سر کی قسم بے بیہوش  
 ہوا کرب وہاں سے روانہ ہوا خدمت عمرو میں آیا عمرو کا حال ظہر دیکھا گیا اور چہرہ بزرگوار میں آپ پر زبانی تو کہیں  
 سکتا مگر چلے گا تو اپنا لگا کاٹ ڈالو لگا بیکے خبر کہیں کہ اپنے کھٹا عمرو نے کہا میں جانتا تو ہوں اور وہی پوست  
 بکری کا بدن سے پہنے ہوئے لافس ہاتھ میں کرتا پڑا خدمت امیر میں آیا سلام کیا جسہاں دکھایا کہ اس مال میں گرفتار  
 ہوں امیر نے کہا خواجہ تک اس بن الوس کی کٹنے کا لہ عمرو نے کہا حمزہ میں کیا جاتوں میں اپنے حال میں گرفتار  
 ہوں ایک تو ظم مجھے سکندر رعنار انگیز کے مرنے کا دوسرے میری بیعت امیر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر وہ  
 روز کرے کہ وہ لگے تو یہ ہاتھ لگا اسے قریب سے بکڑا پہلے عمرو سے کہا کہ خواجہ جو تھے اس بن الوس کی تک  
 نہیں کاٹی ہو تو میرے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ تاکہ مجھے نہیں آئے عمرو پاس امیر کے آیا ہا کہ سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھا







اور خوب روئے عمر و کلیم عیاری اور سے کھڑا تھا بس کلیم دور کے سامنے بادشاہ کے ابا اور کاکا کی شہزاد غلام زندہ ہو اور  
 شد کہ مجھے انبار نیزم پر سے اٹھایا تھا میں بچا اور کاکا کی شہزاد کو کھانا حضور نے کہ حضور نے عماروں کو بھانا مام تم بھی نہ کرنے دیا اور  
 نظر دیا ایک کاکا کی ناک کا تھے پہلے ہی تمام مشتقین خاک میں ملا دین میرا ایسا بیٹا اس کے ہاتھ سے مارا گیا اس کے عوض میں ناک  
 کا ٹی تو کیا گناہ ہوا جو کچھ کر مجھے اسکو بد بالی ہی بھروئی کوئی بھی کسی کے ساتھ نہ کرنا جو اس عرب سے میرے ساتھ کی خبر جو کچھ  
 ہو اسو ہوا آپ مجھے قدموں پر گر وادیجے تقصیر میری معاف کر دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ خواہ میں بدل و جان موجود ہوں  
 مگر اندون نورالد ہر کا بڑا پیار ہو تو نورالد ہر کے پاس جاؤ اس سے سی اٹھو دین میں بھی شریک ہوں عمرو و لا اچھا اور  
 وہاں سے روانہ ہوا نورالد ہر بنجا ہوا اس واسطے کہ ہا ہا کہ کون ماموہ کھانا کیا گردش فکی ہر عمرو و لا ایسا شخص ہوں  
 انبار نیزم پر جلا دیا گیا اور ہم سب تاشاد کھانے عمرو نے کسیر مسلمان نہیں کیا کون اسکا آن دیا ہوا نہیں جو کل کا ذکر ہے کہ  
 محل جادو سے غارت کر دیا تھا وہاں کس طرح ماری گئی اور لقا ہوا خندان کے ہاتھ سے کیا خوب بچا یا نہیں و کوئی انہی جادو اس  
 نے کہا کہ خنطلی آباد میں سات گھر سامنے کیسا سمون کو مارا اور اہل اسلام کو بھایا افسوس کیسا شخص اٹھ گیا اور شہزاد میں  
 تو اس بن الوں کے کڑے کڑے کو کھانا اسدے کھانا صاحب جو مجھے رنجی ہو وہ کیسے ہو گا اور میرے نوا داسے پاسے ایسا  
 شخص یوں مارا گیا شہر تک عیار نورالد ہر کا کھڑا ہوا تھا اس نے کہا کہ شہزاد میرا دل گواہی دیتا ہے کہ عمرو زندہ ہیں سمون  
 نے کہا کہ خدا ایسا کرے مگر کوئی مر کر بھی نہ ہو لکھو نورالد ہر اسدے روئے لکھ کر بھی بندہ گئی عمرو و موجود تھا کلیم عیاری دو  
 کسے سلسلے آبا کہ ماموہ میں زندہ ہوں تم کیوں روئے ہو اسدے دور کر لیا نورالد ہر بھی دوڑ پڑا ایک ایک عمرو سے لپٹا ہوا تھا  
 کہ رہا تھا کہ کھو دو تھو کہ انبار نیزم پر سے اٹھ گیا میں اس طرح بچا غرض نورالد ہر نے لکھ لکھایا اور کہا کہ اب خواہ نہیں کیا  
 منظور ہو عمرو نے کہا کہ جٹا بننے ہر دتیاں حمزہ کی دیکھیں کہ مام تک میرا منوئے دیا عیاروں کو نظر دیا نورالد ہر نے کہا کہ عیاروں  
 یہ بیان اور جو کچھ آپ انکی طبیعت سے واقف ہیں ہم نہیں واقف عمرو نے کہا سچ ہر نورالد ہر میں کیا اس عرب ملو طاہر  
 کی عمرو دتیاں بیان کروں نہ نگار ایسی مشہور آدم بھون لشکر سے نکالے باتنی ظاہر کہ عمرو بن حمزہ جب شریک لشکر ہوا  
 عمر نگار نے کہا کہ آپ نے مجھے مدد کیا تھا کہ جبک سے عقد کر لوں گا کام زمانے کی عمر نہیں مجھ پر حرام ہیں یہ جٹا کسان سے  
 پیدا ہوا اتنی بات پر عمر نگار کو نکال دیا پھر مدد سے عمرو بن حمزہ کا بل و ناہل پر گیارہاں زمین و ہرن کو کھانا  
 کیا اور لکھ بھیا کہ میں نے آپکے رفیقوں کو پیرا جو اس اتنے کے پر پیرا ہو گیا کہ میں سکی صورت نہ دیکھوں گا عشاہ کو اسلے کر سدا دے  
 کے مقدمے میں فرامرز بن قارن عدلی کے بن کوڑے مارے اطلاع برس تک عشاہ لشکر میں نہ آیا تو ہمیشہ کا بھرتی  
 مگر میں کیا کروں کہ مجھے محبت نہیں چھوڑی اور نورالد ہر جس طرح ہو سکے تم حمزہ سے صلح کرادو نورالد ہر نے عرض کیا میں بخیر  
 موجود ہوں مگر بادشاہ اسدے شریک ہوں تو اچھا ہو عمرو بولا کہ میں اشد سے انہیں کے عمار سے پاس آیا ہوں نورالد ہر  
 نے کہا خیریت ہر گل خدا پاتا ہر تو صفائی ہوئی جاتی ہو آپ ایک کام کریں کہ وہ لکھڑی رات رہے سے تخت بادشاہی کے تے  
 بیٹھ رہے ہم ذکر آ پکا جھڑ پٹے جب آپ دیکھیں گے کہ موقع صفائی کا آیا آپ تخت کے نیچے سے نکل کے قدموں پر صاف جھڑان کے  
 گر پرے گا صفائی ہو جائی عمرو بولا بہت خوب ایسا ہی ہو گا لکھ لکھایا اور تخت بادشاہی کے نلے سر با صبح کو بادشاہ  
 آکر تخت پر بیٹھے امیر محمد اس کے دنگل پر بیٹھے سرور تمام جمع ہوئے ناچ ہوسے شراب گردش میں آیا ایک کاکا کی

دست و دست کے بے تاب رہ جان میں ہیں	اچھا اس نار میں کاکا کی جو کہ بیان میں ہیں	گرسبت اچھی آواز تھی بغل لوانے کی غزل
میں نے وہ جہوں چنے میں جگہ نشا نہیں	حیرت افراز میں انکار عری ہاں میں نہیں	گفت دل کون سے دن نیچے شکران میں ہیں
بے ثباتی کے سوا اور کوئی کیفیت	میری نور میں نہیں آجکے بیان میں نہیں	عقد میں عقد پر بیان کسی بیان میں نہیں



راہ میں سب سے عادی ہو کر رہا کرتا  
تم درہوں سے نہ ششہ کی لاشا نہیں  
تھا کہ دیکھو نہ تھے جو پاک جا کر کیا دیکھو  
تھا کہ کتا ہو گیا اس خانہ ویران میں نہیں  
جلوہ ہو شہر باد کچھ لپٹا کر مود سے  
پیشتر میں وہ تڑپ کر چھوڑ گیا جان میں نہیں  
کچھ راہ میں تھوڑے نہ کھل جائے گره  
ساداتی الہی گنتی کسی سامان میں نہیں  
ان سے بلکہ کہ نہیں اور نگہ شمع میں ہو  
جیسے ہم فیدہ ہوئے کوئی گلستا نہیں  
ہو جو تازہ تر ہو سے کی گئی ہوتا نائل  
بہ لکھنے ہوئے کانٹے تو بیا با میں نہیں  
وہاں ہم تربت مجنون پر چڑھاتے ہلا

کہا میں ہیں وہ بھی جیتیم گھبان میں نہیں  
کل کو مگر ترے ماموں سے ماموں بول  
انکے دامن میں نہیں انکے گریہ میں نہیں  
سپیلے تھی دامن شکستہ بھولی گئی غلط  
یاں تیرے وہ لغت ہو جو مود میں نہیں  
وہ دیکھ رہا ہو گر غلطہ سفاک میں ہو  
ایک وقت ہو یہ دل گونہ ہوا ان میں نہیں  
اب کب اس چشم نظر زلزلے ہو گا کھلا ہوا  
بہ پر وہ کر دہی اور دل ہر نہیں  
تاکتا فرض تر سے دستے ہو چشم ہوا  
کہا کروں اشک مراتب تک نہیں  
اب غافل ہی سے ہم مہر کر گیا جاہ  
پیر پلان تارکھن کو بھی گرجاں میں نہیں

ہم نہ دت سے یہ کتنے سخت کہہ جا شکستہ  
ورنہ کیا سہرا بیگہ رنگ ان میں نہیں  
تھا کہ میرت کا گھانا دامن تھا کلاتا  
میں اور وہ تھکے بھی تھکے ان میں نہیں  
تھکے شمع جو تھکے سے تھکے اور سہلے  
وہ دیکھ رہا ہو گر اس دل ویران میں نہیں  
تاکے کوششہ بنا دت کو بلا کتے میں  
جو اب کچھ توئے ہوئے چان میں نہیں  
رنگ قلم لیل اثر باد ہوا  
پر سیاہی ہو خندہ شب ہوا ان میں نہیں  
تھا کہ میں لیل و پردہ سہرا میں نہیں  
ان تڑپ ہوئی نظروں سے تڑپ کا نہیں  
صاحبقران نے اسکی تربت کی

بیع الزمان نے عرض کی اور شہر بار اسوس کہ تیرے سین پر کیا خوب گاتہ ہو بادشاہ نے فرمایا بھی اسکا جواب لا بیگو  
خدا نے اسکو ایمان دادی عطا کیا ہو نور الدہر نے کہا کہ واقعہ جو نہیں ہو اور گھٹے ہو کیا مفر ہو جامع احوالات پر لندھو  
لے کہ اگر تیرے سب کا محسن ہو کوئی ایسا نہیں کہ جسکی جان بخشی عمر و نہ نہیں کی سب اس کے منون احسان میں امیر نے کہا کہ صاحبزادہ  
اس جہنی کا ذکر کیوں کیسے ہو زمر و شاہ کو دعویٰ الوہیت کا کرتا ہو اور جو اس نافرمانی کے عمر و کے جلاد بنے سے بہشت  
میں جاتا اور تجھے تو ایسی دولت ہستے باعث سے ہوئی ہو کہ بھی ایسی دولت سرور بار نہیں ہوئی تھی یہ دولت اسی جہنی کے  
باعث سے ہوئی لندھو نے کہا اور شہر بار حق بجانب ہو حضور کے بھائی فراتے ہیں مگر عمر و بھی کیا صدر سکندر غبارا گلبر  
کہ راستہ جانتے سے ہو اور سوسہ یہ کہ تمام جسمنا سکا مارے ظلم کے بنا کر دیا تھا اگر اس حالت میں عمر و سے ایک خطا ہوئی تو  
معاف کیجیے کہ حضور کا ندیم خد تھی ہو امیر نے کہا ان باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ عمر و زندہ ہو نور الدہر نے دست بستہ عرض  
کیا کہ اب خطا اسکی معاف کیجیے امیر نے کہا کہ وہ کمان ہو بادشاہ نے کہا کہ خدا جو آؤ نفسہ یعنی معاف کلا عمر و تخت کے نیچے سے نکلا  
اور ہا خد باند حکمران پر فرار کر حمزہ خلا میری معاف کر لیا بھی ایسا ہو نہ گا تجھ سے میں شرمندہ ہوں امیر نے جو دیکھا اس  
آنکھوں میں خون اٹھایا بدن تجھ سے کہ اسے ناچنے لگا اور کہا اور سارے باندہ تیرے باعث سے ایک کافر تجھے اس طرح کے  
ظلم کے اور بہر میں تیری شفا معاف کروں یہ کہ ایک تازہ یاد اما بیع الزمان نے اپنے تین عمر و پر گردا دیا امیر نے تازہ  
بیع الزمان پر بارادہ سوا تازہ یاد اٹھا کر نور الدہر باب پر کر پڑا امیر نے تازہ یاد اور کہا میں اس نکر ام کو آج مار  
ڈالوں گا غیر پہلے جو یہ حال دیکھا جست کر کے طرہ ہو اور پکارا کہ حمزہ میں نے تجھ صاحبقران نہ لڑنا ہا تو تھوڑا زور  
کہ خا جہر ات کو جو غارت گاہ میں چراغی ہو یعنی بہر نہ ہو برنگوں کی اوقات بسر ہوئی تھی میرے مدد سے اب صاحبقران  
کھانا ہو ایک کافر کی ناک کاٹنے پر ایسا لڑ گیا صبح سے شام تک بتو ایسے سو صاحبقران بناؤں اور چھڑ دوں اگر غلطان  
درجہ کہ نہ ہو پٹا اور تین چلوں پٹا تو نام اپنا عمر و رکھا ہو گا امیر نے فرمایا اور سارے باندہ اگر سو کر رہے تھے  
تو پٹا ہم صاحبقران نہ رکھا اور پکارا کہ کپڑا اس کو اس عمر و بھاگا پٹو ان عادی نے پٹا تھا پٹے عمر و نے



تخت شہدادی مجبست کر عادی ہوا اگر عادی گرا عمر و چلا گیا اور سب عیادوں سے کہا جلا میرا خیر اور اسباب بڑھتا رہتا  
 کو لیکر عیاد اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئے کہ امیر نے کرب فازی کو حکم دیا ایک عیاد میرے لشکر میں نہ رہے اور باکران اباب  
 عمرو کا روت لوہہ لہوان عادی سے کہاتم بھی جاؤ جنگ میں نہیں عیاد تمام خیمے و سال اسباب عمرو کا لیکھ تھے عمرو ناموس  
 کو سوار کر کے لیکھا لوگوں نے مع دی عمرو و بیٹے شمشاد میں آیا لیکن عادی کہتا ہر کرب امیر نے سب عیادوں کو کھڑا کیا  
 چالاک بن عمرو صاحب قرآن کے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ آپ چاہے مجھے قتل کریں چاہے بخشیں میں ذمہ من مت جانوں گا  
 امیر نے فرمایا کہ تیرے باپ نے میرے ساتھ کیا کیا جو مجھے کہہ امیر مہدی چالاک نے عرض کیا کہ غلام نے اپنا خون حق  
 کیا آپ مجھے قتل کریں بادشاہ کیوان پایگاہ نے فرمایا کہ چالاک کو رہنے دیجئے سب عیاد نے ایک طرف سے امیر چپ ہوئے  
 چالاک حاضر البک عمرو و بیٹے شمشاد میں آیا عمرو قرآن نے اقبالہ حکم عرض کیا کہ غلام رخصت ہو میری نظر کرو تو لکھا  
 ہون بہتک آہستہ اور حمزہ صاحب قرآن سے اتفاق ہو میں ناپ کے پاس رہا عیاد امیر کے لشکر میں جاؤ لکھا کہ اپنے  
 شہر کو جاؤ گا عمرو چپ ہو رہا قرآن چلا گیا عمرو نے اپنا فرائض اور متھے سر بہتک ملی کر دیکر قلعہ اور منوش حصار میں بھجوا دیے  
 دیکھ کے عمرو کے خیال میں نہ رہا کہ عمرو نو فرائض پھر سے اور یہ عرب میں ستر بجے چکر نہ ہر کرا سکر بھی میں سے نہیں دے رہا  
 خیال کر کے لشکر کھڑا کیا اسے ایاب قال شکار کا کاغذ کہ جب عمرو کو انبار ہیزم پر بھا کر بلا یا قمار خوش رہے کہ عمرو  
 چل گیا بختیارک کہتا تھا کہ عمرو کا ایک رو بہان بھی نہیں جلا دو سوسہ دن خبر ہو چکی کہ عمرو زندہ و سلامت ہر خندک دیو  
 اسے اندر ہیزم پر سے اٹھایا گیا اور عمرو نے ہر چند چاہا کہ حمزہ سے معافی ہو مگر غوی امیر نے سب عیادوں کو لشکر سے غلوایا  
 عمرو و بیٹے شمشاد کو مع اپنے اسباب سدا موس کے چلا گیا بختیارک داد صناد صناد اپنے لگا اور بکار صلوة بر محمد صنت برکت  
 اعلیٰ و ثنات علی سنا بسحوں نے کہ عمرو زندہ ہر لقا سے کہا کہ میں نے ستر ہزار برس آگے ہی تقدیر کی تھی بختیارک نے کہا  
 ہمیں کیا حمزہ بھی دشمن ہر وہ بھی دشمن ہر حمزہ سے بغاوت ہو انوکھا پھر لیکھ دو نون ایک جان و دود غالب ہیں لیکن اس سے  
 کہا کہ تم چند رنگو اپنے غم پر چلے جاؤ نہیں تو عمرو و بیٹے اب انکے اس بن الوس و لقا سے رخصت ہو کر چلا گیا لیکن عمرو جو غلام  
 اور جیسے لاہوت شاہ باز کے پیچھے کھڑا آئے ہوئے چلا گیا تھا عمرو اسے دیکھ کر خوش ہوا اور ایک کوئی بھڑق بن ہالی  
 بھر کر ایک طرف سے پیدا ہوا فقر کی صورت بنا تھا کہ لاہوت شاہ برابر ہو پوچھا پوچھا کہ شاہ ہی پانی ہر عمرو نے کہا بہت  
 ہر پیچھے اور آنچورہ بھر کر دیا لاہوت شاہ پکے ہوش ہوا عمرو اسے بیٹے شمشاد میں لایا مسند پر بھا کر فیلا رفیع ہوئی  
 دیا لاہوت شاہ ہوش میں آیا اپنے نہیں مسند پر بیٹھے دیکھا عمرو کو ساتھ کھڑا پایا حیران ہوا عمرو نے کہا کرا شہر دار  
 آپ پریشان نہوجے میں آپ کو اتنا دینے نہیں لایا ہوں اگر شہر دار آپ نے دیکھا کہ میں نے حمزہ کو حمزہ صاحب قرآن  
 بتایا اور جو میں نہ تو اتنا کہ جگہ حمزہ صحت کیا ہوا اور میں نے کہا کہ حمزہ کے ساتھ کیا اور دے ایک کی ناک کاٹ دیتے ہر  
 میرے ساتھ چلو کہ کیا خبر مجھے حمزہ کی پروا نہیں ہر میں صبح سے شام تک سو حمزہ بنا سکتا ہوں جا بتا ہوں کہ خداوند  
 باختر کی خدمت کروں اور حمزہ دوسرے دن حمزہ کو قید کر کے نام لکھ اس سے جسین ہوں پھر خداوند کو قیلودن پر بھان  
 کہ خداوند میری موت کریں اور میرے خدے میں بختیارک کی بات نہیں لاہوت شاہ نے کہا خواہ تم چاہتے ہو کہ میں پھر  
 عیاد ہو چلے مجھے چھوڑ دو میں نہیں اپنے ساتھ خداوند کے پاس پہلون اور سب حال بیان کروں عمرو نے کہا اچھا اور  
 لاہوت شاہ کو عیاد دیا اور خدا کرا سکر لوگوں کو مع سواری لایا لاہوت شاہ سوار سا عمرو ساتھ ساتھ چلا گیا  
 کے پاس ہو پوچھا سب حال عمرو کا بیان کیا بختیارک نے کہا کبھی عمرو ہر ہر ایک شوکا ایک طرح سے ہم اعتبار کریں  
 کہ اپنے نون و نونہ مال و اسباب سمیت ہمارا شریک ہو تو جانیں لاہوت شاہ نے عمرو کو بلایا عمرو نے اپنے تخت



کو پوسہ دیا اور کہا کہ خدمت میں وجود ہوں لاہوت شاہ نے کہا کہ خواجہ تم اپنے ذہن و فزنیہ کو سنے اور عمر و سنے کہا کہ  
بیت چھا اور دوسرے دن اس نے مال و اسباب حیا و اطفال اور عیاروں سمیت آکر موجود ہوا ایک جانب  
خیمہ ستادہ ہوا لقا نے تمام سرداروں کو استقبال کیا اس نے بھیجا کہ جا کر عمرو کو وہ بختیارک سے کہا عمرو کا آنا خالی از ملت  
نہیں بری بانی نہیں کہ عمرو کو سردار اس نے عمرو نے ملازمت حاصل کی اور بختیارک سے کہا ملک جی مخلو اب میرا اختیار  
ہو یا ابھی نہیں بختیارک بولا اگر آپ جا کر ایک شخص بھی لشکر اسلام کا پڑھائیں تو مجھے اعتبار دے گا اور یہ امر تو ظاہر ہی  
کہ تین دن سے آپ سے ادھر سے ملتا رہا عمرو نے کہا ملک جی ایسا ہی ہو گا اور بختیارک کو میرا ام کرد بن خاقان میں کو  
چرا لایا لیکن زبان اس کی کتنی سوتھی وہ تو راز کرتا تھا سنا سے لقا کے لایا اور بختیارک سے بہرام کو لایا بختیارک نے لقا سے  
کہا کہ یہ کیا بہرام سے بدلتے نہ پایا اور عمرو نے اسے سارڈالا لقا نے عمرو سے کہا کہ بختیارک یہ کتا ہے عمرو نے بختیارک سے  
کہا کہ ملک جی مجھے کچھ خبری اور خدمت کی ہو یا نہیں پر غلط مجھے حمزہ کا جانا معلوم ہو اگر ایسا اتفاق ہو تو میں تم سے پاس  
نہ رہوں گا اور تین تو مجھے صاف صاف کہیں نہیں اعتبار یہ وہ میں کروں بختیارک بولا خواجہ ایک شخص بغیر زبان کا نہ  
کاؤ اور رہنما سے بات کریں جب ہم صاف ہوں عمرو نے کہا اب کام اور کرو تم میرے نام پر طبل جنگ جو او میں میدان میں  
مردوں و املاک کو اس دن بختیارک نے کہا یہ بات خوب پر غرض لقا نے عمرو کے نام پر طبل جنگ جو یا خبر میر کو پہنچی اٹھ  
نے بھی ملے دی کہ طبل جنگ کیجے اور جو کوں عمرو کو مارے میں اس کی موت کروں اس ساربان داد سے کی شامت آئی پر غرض حدائق  
لشکر و ن میں چا پیرات تباری بری صبح کردہ تون لشکر میدان میں صفا آتا ہوئے عمرو اپنی آراستگی کچھ ہونے سمی حضرت آدم کا  
سر پہ دیو جامہ ملے میں جوئی خبر دادی کی کہ میں کندہ آصف سے استغاثہ دو پر خبری ہوئی چپکا گر میں کا سر پہ توڑا پتھر دن کا  
فصل میں لگا ہوا آتشیاری سے کہ لقا بن بن و بے ہوئے میدان میں ایسا بڑے طلب کا فضل بن گیا جو بے باد شاہ سے اجازت  
لیکھا تھا کہ آتا پہلے عمرو سے نیزہ بازی جوئی عمرو نے نیزہ کار با فضل سے عمرو نے بھی عمرو سے بھاگا فضل نے مجھے گھوڑا  
ڈالا فضل درو میں چلا آتا عمرو نے پھر کر تیر فضل کے گھوڑے پر مار کر نر اسکا پاش پاش ہوا فضل نے بارہ جوکر گھوڑا لایا  
عمرو نے خالی دیکر خبر لیا کہ فضل کا پتھر لگا اور لقا نے عمرو سے خبر تو تباری مار کر نہ ملے دیا اور میدان سے بھاگا امیر نے جو یہ  
حال دیکھا کمال رعبہ ہوئے فضل کا لاشہ اسکا بھائی اٹھا دیا اور فن و فن کیا امیر بہت پریشان پھر سے لیکن عمرو جب  
بختیارک کے ساتھ آیا کہ گیون ملک جی اب کچھ نہیں اعتبار یا بختیارک سے کہا کہ کابل حمزہ جاتا ہوا آپ سے بلا رہی  
کہ آپ نے حمزہ کو بادشاہ مالم کیا تھا مرد شاہ نے بہت تر نہیں عمرو کی کہیں اور بہت عزت سے بارگاہ میں لایا اور نزدیک  
اپنے تخت کے بٹایا عمرو نے پھر طبل جنگ جو یا لشکر امیر میں بھی فقا کے نہی گزرا با صبح کرد و دن لشکر میدان میں صفا آرا  
ہوئے آج عمرو ملک پر سوار تھا اس میں کی پہنچے ہوئے لشکر خانہ یعنی با با پتر لائی تھے ہوئے دو نو ہست پتھروں کے فروں  
تر میں میں تھے ہوئے میدان میں آیا مبارز طلب کیا امیر زبان بن کر رنگ مغابے کو آتا عمرو نے پھر بار سر اسکا پتھر ڈالا اور زمین  
پر گرے آتشیاری سے نہ اسکا پتھر اور پھر مبارز طلب کیا اسخندیا رگبدانی مقابلہ کیا عمرو نے ہر گمان میں پرستہ کیا اور  
کہا کہ اسخندیا ر خبردار جو میں گھوڑے کو نہ سے مانتا ہوں اسخندیا ر نے جا کر گھوڑے کو پکارتے عمرو نے ہر گمان پر لایا  
کہ اسخندیا ر کی پشت کو نزدیک پار گزرا گیا اسخندیا ر گھوڑے پر سے گرے عمرو نے خدا آتشیاری کا مار کر نہ ملے دیا اور میدان  
سے پھر کر ساتھ لقا کے آتا لقا نے طبل شاد مال بٹایا عمرو پر چند چوہر تار کیا امیر گریان و تالان و دن و شب میدان سے  
اسخندیا ر پھر سے اگرو فن کر آیا با گاہ میں لگن بیٹھے تھے کہ ہر کار میں نے فردی عمرو نے پھر طبل جنگ جو یا ہوا جعفران نے نر  
کھیلان بھی خانہ جنگ بکھ ماعہ ہر دنی اسلو میں گدہی صبح کرد و دن لشکر مقابل کچھ پھر ہوئے عمرو میدان میں آیا مبارز طلب کیا















کہ عمرو تو لشکر لقا ہے بھاگ گیا اور ہر چھوڑ گیا امیر نے کہا خبردار اس نکر ام کا نام دلو میں نے اس کو لقا کے ڈسے لکڑا دیا  
 یہ سب چپکے ہو گئے تھے تیسرے دن ہر کاروں سے گرفتاری کے لقا اپنے لشکر سے مع مرداروں کے غائب ہو گیا امیر نے  
 کہا کہ اب اسی دربار یک گروں کا کام ہوتا ہے بغض اس سے نکال دو دوسرے دن صبح کو امیر باغیاہ بن گئے بادشاہ کو سلام  
 کر کے بیٹھے انتظار مرداروں کا کر رہے ہیں کہ آتے ہوئے ایک گھڑی گڑی لکڑی مردار آیا اور ہر ایک کے نیچے میں سے  
 غلے کے کھاتے کو کوئی کچڑ لگیا جب امیر نے سنا کہ ہم سرور کا غائب ہو گئے چالاک نے عرض کیا کہ او شہر بار میں جاہوں  
 لکھ میں سرورہ دن کے بچنے والے کی امیر نے کہا کہ اچھا فرض یہ تو ملا گیا بعد اسکے امیر نے مقبل کو بلایا اور کہا کہ امیر مقبل  
 وہ دربار یک گروں میری فکر میں ضرور آتا ہے مجھے تم قافل نہ رہنا مقبل نے کہا کہ او شہر بار میرا جو دیکھا ہر عمرو کے سامنے  
 وہ ایک بلے سے پورے آفت جہاں ہر عمرو غلام کو فریاد گاہ غلام بجا ہی لایا امیر نے کہا میں اپنی ہوشیاری آپ کو دنگ  
 اور کچھ نشانیاں مقبل کو بتاؤں کہ وہ وقت پر بیان کیا جائیگی دن جو کھدیا رات کو مجھے میں تنہا بیٹھا ہوں بعد نماز مغرب و عشاء کے  
 خاصہ قورش فرمایا اور صحنہ ابڑھی پڑھنے لگے اور مقبل قافدار رشتی ہر غلاموں سے مع اپنے چاندن بھائیوں کے گرد  
 بارگاہ جو کی ہر قائم کر کے میٹھا چٹانے ملائی و تقری روشن ہیں کوس کوس بھر کا آدمی آتا جاتا معلوم ہوتا ہے لیکن عمرو و سیاہ پوش  
 بنابو لشکر اسلام کی میر کرتا چلا آتا ہر طرف ہی جرجا ہوتا ہے کہ امیر نے مفت عمرو کو ہاتھ سے کھو دیا اور اس سے کہا  
 اور میان عمرو تو سب کا حسن ظاہر مقام پر آئے آفت سے بچا یا سود فتنہ لشکر اسلام غارت ہو چکا تھا عمرو ہی کے اگلے سے سب  
 بچے اور آفت ملی ہے کیا اخص لشکر اسلام میں سے گیا ہر کوئی ایسا نہ تھا کہ عمرو کو اس کے افسوس دیکھ کر عمرو نہ سہا چلا  
 گیا وہ ان آبا کہ جہاں خواب گاہ امیر کی غمی مقبل دگر بارگاہ کے تخت گزارا تھا اسے جو سیاہی دیکھ کر گنگان میں  
 پیوست کیا میں ہسرتان کی کڑی اس کا کڑکنا تھا کہ عمرو کو کرب لگا دکا کا سمجھ لیا جائیگا یہ لکھتے کی اس غائب ہو گیا امیر  
 کو مقبل نے امیر سے حال بیان کیا امیر نے کہا کہ میں تو جانتا ہوں کہ وہ دربار یک گروں میری فکر میں آتا ہے تم ہوشیار رہنا  
 ملا کہ تنہا ہی ہوشیاری سے کچھ نوگا کہ قافل دربار چاہیہ لکھ امیر شب بھر کے جاگے تھے سوچے دوسری رات کو عمرو و گیسر  
 جاری آئے حکمران بڑے ہر رات گئے خواب گاہ میں امیر کی داخل ہوا دیکھ کہ شمع کا فوری روشن ہو اور ریل پر صحنہ بھاری رکھا ہوا  
 امیر پڑھ رہے ہیں حیرت دکان ایک طرف شہر شہر ایک جانب دیکھی ہو عمرو نے ظہیر جاری دور کی چلے دبلے پاؤں اگر تیر دکان  
 اٹھا لیا اور صحنہ بھاری ہے ہاتھ والا امیر نے جو سیاہی دیکھی پکارے کہ بائیں او ساریاں زادی میں کہ چھوڑا ہوں تجھے اور چاہا  
 کہ لو اور ہاتھ والا میں کہ عمرو نے صحنہ بھاری ہے یا اور جست کر کے دروازہ بارگاہ پر پونچا امیر پکارے کہ پڑنا اس دربار یک گروں  
 کو اور عمر نے مقبل مددنا تھا کہ عمرو نے ایک وصول ماری اور تاج مقبل کے سر سے لیکر چلا مقبل نے بھی جست کی اور تاج ہاتھ سے  
 عمرو کے چھین لیا خوش ہو کر چلا کہ وہ کہا میں نے امیر تجھے کہ مقبل نے عمرو کو کیرا آواز دی کہ امیر مقبل بارگاہ خوب کچرا  
 اس دربار یک گروں کو مقبل نے اگر عرض کی کہ میرا شہرہ میرے ہاتھ کب لگتا ہے ایک چھلاوا اور آدمی کا ایک ہر ہوا ایک طرح سے  
 کل گیا صبح میرا لکھ رہے تھوہ میں نے چھین لیا امیر ایس ہو کر رہے دوسری رات کو عمرو و بن امیر غمیری لشکر اسلام میں  
 آیا خیال میں گذرا کہ عمرو و پہلے تو مقبل کو کچڑ حمرہ کو کچڑا سسل ہو جائیگا یہ خیال میں لکھ کر ایک خودی کی شکل کے مقبل کے  
 نیچے میں آتا مقبل باہر نکلا کہ خدمت امیر میں جاسے خدا حکم اس وقت کوئی دھماکا کوئی شعلہ آواز دی کہ اسے کوئی ماضی ہو  
 ساتھ روشنی لکھ رہے تھے روشنی کو کہ آگے ہوا کہ چھپے مقبل ساتھ اسکے روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ فتنہ ساگر مقبل  
 نے کہا کہ اسے برتوئے کیا کیا کہا ہو لکھ گیا میں ابھی روشن کچھ ہونا ہوتا ہے بہت سی ہوشی قتلے بڑا کے مقبل کے ساتھ  
 ہو چکا اپنے مددوں نفع اور مددوں کان روئی سے جہ کو لیے قبیلہ جو روشن ہوا اور مددوں اس کے مدد میں مقبل کے ہر خط



بیوش ہو کر گرا عمرو نے مقبل کو لاکر مقبل کے خیمے میں ڈالا اور وہ جنگ پوش ادا حجابا لویا اب رنگ و روغن عیاری کا کھانا  
اپنی صورت مقبل کی سی بنائی اور پاس امیر کے آیا سلام کر کے کہہ ادا امیر نے فرمایا اے مقبل کیا اب لاؤ عمرو میرا کیا  
سے مرغ و بچ کیا اور سانسے امیر کے لاکر کباب بھونے نہک مرغ چیر کر لیسون پھونکے پیٹ میں رکھ کر امیر کے آگے رکھے امیر نے  
ارشاد کیا کہ اے مقبل اس ساربان دادے نے کیا کھا اسی پر کمر باندھی ہو زندگی بخش کر دی ہو مقبل عملی نے عرض کیا کہ حضور کباب  
نوش جان دیا میں نہک کھا اسکو خراب کر گیا امیر نے کہا اچھا میں کھاتا ہوں تم نشان بناؤ تو میں کباب کھاؤں عمرو نے  
کلمہ غلط ہی گھبرا کر نشان کباب سے یہ عرب بڑا ہوشیار ہے ترسے ساتھ عیاری کر رہا ہے اپنے دل میں سوچ رہا کہ میں نشان  
کمر میں بھول آیا ہوں حاضر کرنا ہوں آپ کباب تناول فرما ہے امیر نے کباب دو در سر کلمہ لے اور کباب چیر کر کمر میں بھول  
آیا عمرو بولا نشانی امیر نے نہ کہہ کیا کہ او دزد مکار میں ترسے قریب سے خوب دلافت ہوں ہ لکھو دلافت کمر و گردن میں  
عمرو جست کر کے نکل گیا امیر مقبل کے خیمے میں آئے مقبل کو جنگ پر پیش چشم دیکھا اچھے ہوش میں تھے اور بہت سی ہلکد کی  
اب کسی کے قریب میں نہ تھا اور جب احوال عمر و کا بیان کیا کہ کباب کھلا کر کھلیکا تھا تو میں اب اسو شیار ہوں نہ ہوں مقبل بولا اے  
میں نے کسی کے ہاتھ سے کوئی چیز کھالی بھی نہیں مگر زور دے خنجر کش کر لیا تھا اسی کی وصولی سے بیوش ہوا تھا اب بہت ہوشیار  
ہو مقبل نے عرض کیا میں کب حاضر ہوتا ہوں مگر اسکی عیاری کے ساتھ میری ہوشیاری پیش نہیں ہائی امیر نے کہا تم سچ کہتے  
ہو وہ بڑا فاسق ہے خدا اسکے ہاتھ سے بھائے اور نشان بیان پیرا کو خوب لکھ کر کہ وقت پر بیان کھیلے گی لیکن عمرو جو جانتے کیا  
تمام حال سرنگ کی وغیرہ سے بیان کیا کہ حمزہ بڑا سیانہ ہے مجھے عیاری کرتا ہے اگر یہ حال مجھے معلوم ہوتا تو مجھ کو  
مجھے یوں گڑبائیگا تو عیاری کھاتا ہوں اس رکت کو پہنچاتا مگر جیسا کہ ان امیر سے ہاتھ سے پھر میں راستہ میں وہ میرا لشکر دے  
سرنگ بولا کہ آپ دو ایک روز میں پڑوسی دیکھنے عرض فرموسو ہا جب بیار ہوا کھانا کھا یا پھر سو یا قیسے ہر کوئی فاشا ہوا  
اور پھر امیر کے پکڑنے کی فکر میں رواد ہوا اگر حیوان تھا کہ نشانی کیا میری رات کو خیمے میں آزاؤ غلام کے کیا ہے آزاؤ مقبل کی طرف  
سے آبلہ غانا بکا اور فہر آزاؤ نے عمرو کو سلام کیا کہ آجے خواجہ عمرو نے کہا اے آزاؤ دیکھو تو نے اس عرب کی ہونٹائی آزاؤ  
نے کہا خواجہ آپ تو انکے مزاج سے خوب واقف ہیں کہ آپ کے آگے انھوں نے اپنی زوجہ مرنگار کو دم بھر میں لشکر سے نکال دیا  
مگر خواجہ وہ تو بیروت ہیں لیکن آپ کو بھی ایسی حرکت نہ کرنی تھی کہ اسنے دشمنی کرنے چند روز صبر کر کے آپ سے کباب کھائی ہو  
انسانے انگور میں خواجہ نے کہا کہ تمھوٹا سا پانی مجھے دے آزاؤ نے جلدی سے کھوٹا دھو کر پانی بہت اچھا تھا جقران  
کے پینے کا عمرو کو دیا عمرو نے تمھوٹا سا پانی اسیں سے پیا اور باقی میں بیوشی داکر کبابائی کیا حمزہ ہو گیا ہر جس دوزخ کے  
بہلاؤ اس لشکر سے پھر کسی چیز میں منور رہا آزاؤ نے عرض کیا کہ وہی میں ہوں دی پانی جو مزہ کا ہے ہو گیا میں دیکھوں  
تو سہی عمرو نے کھوٹا اسکے ہاتھ میں دیا اسنے تمھوٹا سا پیا اور کھلا فاضی یہ پانی تو حمزہ ہی عمرو نے کہا کہ لو بھائی خدا حافظ امیر  
جستے میں آزاؤ نے کہا کہ دیر تو تمھری عمر و نے کہا کہ جی نہیں گتا یہ کھکر چلا آزاؤ بھی اٹھا کہ دو چار قدم خواجہ کو پہنچا اسنے  
ساتھ ہی ہاتھ کے بیوش ہو کر گرا عمرو نے اسے کمر دیکھی پرٹ کے کھاروے کی صافی اور پچھلا مادی پلاور آپ اسکی صورت جاس  
عرب میں مقبل آیا پیا تھا اسے بھی پانی دیا کہ بیوش کیا اور ایک کوٹے میں اسے بھی ملا لیا آپ مقبل کی صورت دیکر سانسے امیر کے  
سلام کر کے کھڑا ہوا امیر نے مقبل پانی پینے کو لاؤ عمرو دو ڈال اور جلدی سے جام و صراحی دیکر حاضر ہوا اور جام بھر کر کر کے  
امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نے کہا کہ اے مقبل نشانی عمر و میراں جو کہ نشانی کیسی یہ کیا آفت ہو تو دل میں جھانکنے لگا امیر نے کہا  
کہ ہاش او دزد مکار کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ سے عمرو نے جام امیر کے منہ پر دیا اور بھاگا امیر نے نہ کہہ کیا کہ لہنا اس مکان  
جائے نہ پائے اُدھر سے لوگ دوڑے عمرو نے دیکھا کہ اب تو پچھلا جائیگا ایکسہی شمع امیر کے سامنے جلنی تھی اتنے گل کر دیا



اور دونوں بارگاہ کے چڑھ گیا اور چھت میں چھپ کر کھڑا رہا۔ امیر نے رشتہ منگوائی وہاں کسی کو نہ پایا بارگاہ کے پاس  
 آئے مقبل اور آزاد کو ہوش میں لانے کے لیے بارگاہ میں بیٹھے اور شاہنامہ پر دست خروں کیا مقبل سے کہا کہ اب میں نہ سوؤں گا  
 کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مکار پھر آئے۔ لکڑی کے چپے شاہنامہ پر سے گئے شروع کر دیں کہ اب میری عرب فاضل ہی پروا نہ ہو تو  
 لکڑی کے ریشم میں باندھ کر آہستہ آہستہ شمع کی لوری پر بند کر دیا۔

دوا کی لکڑی آدمی چھپ کر رہا ہے	مرست و محبت ست و ہلالی میں	ایک بیچ سے دوا دینا چھپ	ایک بیچ زہر بیچ دوا چھپ
آٹا کا بعد زبان سخن میں	ایا چہ شنیدہ کہ خاموش نشین	غرض کہ وہ پردہ سے بلے دھوان بیت سا	ٹھا اور روشنی بھی بڑھ

ہوئی امیر نے سر اٹھا کر اور دیکھا شہر کو چھت میں پھنسا ہوا ہے۔ بارگاہ کے پاس دو دند بار یک گریں کران جاتا ہے۔ گویا  
 نے طرح پر بارگاہ پر ہوا کہ اسے اور سے قبل آزاد امیر کی آواز سکر تھی میں آگے ہی دھوان بیوٹی لاکھ میں بدلے میں ہو چکا وہ بھی بیوٹی  
 ہو کر گرسہ عمر وہ حال دیکھ کر بے اختیار ہنسنا جو دلی تھنوں اور کان میں کھی تھی وہ سننے میں لگی۔ اسکا خیال گھو کر نہایت جیت کر کچھ اتار ہی دیا  
 بیوٹی اسکا بھی دماغ میں گیا۔ یہی بیوٹی ہو کر کسی غلام ہونے کا کلمہ کہہ کر گئی۔ وہاں بارگاہ کے لکڑی کے فاضل نے ہاتھ پر بند کر دیا۔ امیر کی لکڑی کے فاضل نے  
 بارگاہ میں آجاتا خوش ہونے لگا۔ امیر کے بعد نہایت سچ کی زبان ہوئی۔ کس طرح چل کر آزاد کو ہوش  
 پر سے دیکھا ان غلاموں کو امیر ہوش میں لائے اور کہا کہ امیر چل رہا ہے اور آزاد تھنوں بیوٹی ہونے کے بعد بے ہوش ہو کر اس کے ہاتھ کی  
 لکڑی کے باتیں تھنوں کے عمر کو لکھا۔ کس طرح بیوٹی ہونے لگا اور دوڑے کہ اب اسکو کچھ نہیں خواہ عمر  
 کی بھی نہ آج کا کھیل لکڑی امیر کو اپنی طرف ہٹے ہوئے دیکھا۔ تاہم جیت کر کے بجائے امیر کف اندر سے نکھر گئے لیکن آگے بیان کیا گیا کہ  
 کہ شکر امیر میں کوئی عیار نہیں رہا۔ گویا لاک بن عمر و زبردستی خدمت امیر میں رہ گیا۔ امیر نے اسے بلا بارگاہ کی لکڑی چالاک  
 عمر و سنے سے جھک کر کہا کہ رات کی بندہ عوام ہوتی ہے چالاک نے عرض کیا کہ غلام اس نکسرام کو مار بجا حضور خدا پرست  
 امیر نے اسکو عمر و دوند خطاب دیا اور عمر و کی جگہ کر سنی۔ یہ بد پر تھا یا بڑا بھاری خلعت دیا چالاک خلعت پھر بارگاہ سے  
 آیا۔ بارگاہ اور بارگاہ کے غنیمت لکڑی اپنے شاگردوں کو کہہ دیا کہ میں چھپا ہوا ہوں۔ اب در آگے امیر کی نگہبانی کو بٹھا لیکن عمر و  
 نے وہاں کو ہستان سے لقب لگا کر امیر کی بارگاہ میں پہنچے تھیں۔ پھر بارگاہ چالاک کے سامنے چھپا ہوا شہر بخاری کر رہا۔ اور  
 امیر چھپے ہوئے سمجھتا رہا۔ یہی پڑھ رہے ہیں چالاک عرض کر رہا ہے کہ میں اس کو مار کر اسے بٹھا ہوں۔ عمر و نے شکر آواز دے دیا  
 اپنے دل میں کہا کہ دیکھو اس جو اتنا مرگ کر کہ تیرا دشمن قاتل ہو گیا۔ اور نہ ہستا۔ جیت چالاک کے پیچھے جا کر دار و دے بیوٹی شہر  
 میں ڈال اور آپ پھر جا کر لقب میں چھپ رہا چالاک نے چاہا وہ باہر ہے۔ جبکہ دار و دے بیوٹی کی داغ میں چوٹی ہاتھ سے  
 جام پھینک دیا اور امیر سے کہا کہ وہ کو ام بیان آیا ہو۔ شہر پہنچے اور چار فرقت ڈھونڈنا شروع کیا۔ عمر و نے چالاک کی  
 نگاہ پھینک کے نہرہ لقب کا بند کر دیا اور آپ لکڑی کے پیچھے چھپ رہا چالاک نے ہر چند ڈھونڈنا چاہا کسی کو نہ پایا وہاں پہنچا کہ  
 جہاں لقب تھی پانوں و داندن اس کے لقب کے اندر گئے اور یہ لقب کے اندر گرا اور پتہ شروع کرنے بیوٹی اس کے منہ پر مارا اور  
 چالاک کی تنگیں پانہ میں لکڑی چالاک امیر دھماکے کی آواز سکر و رے لقب کو خالی پایا کف اندر سے نکھر گئے اور بڑا صدمہ  
 چالاک کے گرفتار ہو گیا۔ مگر عمر و چالاک کو کچھ دیکر یا باندھ کر اسکو رکوڑے مارے کہ چالاک بیوٹی ہو گیا  
 حماروں نے بڑی منت و خوشامدی چالاک کو سمجھنے لگے کہ کھڑکھڑ کیا عمر و پھر امیر کے کپڑے کی فکر میں رہا  
 ہوا اور امیر کو کئی راتیں گزریں کہ سوئے نہ تھے مقبل سے کہا کہ آج میں جنگ میں چکر سوؤں گا مقبل نے کہا کہ بہت بہتر ہے  
 امیر مقبل کو ساتھ لیکر میرا میں آئے اور ایک مقام پر فضا دیکھ کر بیٹھے۔ عمر و کلمہ بخاری ہو کر بارگاہ میں امیر کی آواز  
 امیر مقبل کو وہاں نہ پایا حیران ہوا کہ یہ عرب کہاں گیا۔ تلاش میں لگا۔ سوئے نہ تھے زحمت سے وہاں پہنچا کہ جہاں



امیر جنگل میں بیٹھے تھے اور قبیلہ سے کھانا لے کر امیر کے مقابل کھڑے ہو کر کھانا کھا رہے تھے۔  
 کیا کہ بان امیر نے فرمایا بیان یہ قبیلہ کے کھانا کھانے پر ہاتھ رکھنا نشان ہر پانی لائے گا اور ساتھ پر ہاتھ رکھنا نشان ہر  
 کھانا لائے گا اور مکان پر ہاتھ رکھنا نشان ہر کباب لائے گا اور کھانے کی انگلی پکڑنا نشان ہر شراب دینے کا عمر دینے ہے سب  
 کھانے کے اپنے دل میں کیا کہ یہ عرب تیرے ساتھ عیاری کرنا ہر غیر کمان بانیگا تھے میں امیر کے مقابل سے کیا کہ تو لشکر میں جا کر  
 کبابی کی دکان پر سے کباب لاتو میں کھاؤں قبیلہ کباب لینے کو روانہ ہوا عمر و پہلے ہی صالح کبابی کی دکان پر پہنچا صالح  
 نے سلام کیا اور تقسیم کو اٹھا لیا آپ کسان شریف لائے عمر و اگر بیٹھا تھا ابھی اب کا بیکر کباب کھاتے صالح نے عرض کیا کہ میں  
 اسی طرح آپ کا تابع رہوں تمام دکان آگئی ہر انشاء اللہ صبر مزائی آگئی اور امیر کی بہت جلد دفع ہو جائیگی۔ کھانے کباب  
 پہنچ پر سے اتار تک مرجھانے لگی جھڑک لیمون ڈال کر دو دن خواجہ کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ تو شرفیابے عمر و نے حضور سے  
 سے کباب کھائے اور خجوری جو صاگر تھا کہ کباب بہ مزہ کباب میں چب سے ہم لشکر میں سے گئے کسی چیز میں مزہ نہیں رہا صالح نے  
 کہا وہی کباب میں دی ہیں ہوں عمر و نے کہا کہ کھاؤ تو اور سیوٹی ملا کر اسکو دینے لائے اور کھاؤ کھاتی، ہر مزہ ہو گئے ہیں  
 دیر کے بچے ہیں میں اور تیری سیج تیار کرتا ہوں عمر و اٹھ کھڑا ہوا کہا اب ہم جائیگا پھر کباب تمہارے کھائے گا یہ کھانے صالح  
 پہنچانے کو ساتھ چلا تھا کہ بیوش ہو کر گرا عمر و نے ساتھ ساتھ دکان کے لیے آکر مہیا کیا آپ اسکی صورت دیکھ کر ہنسا کہ قبیلہ آ  
 صالح نے سلام کیا اور کہا آپ کمان تھے چار روز سے کباب خراب ہونے میں قبیلہ نے کیا کیا ٹکڑے نہیں معلوم کہ عمر و تمام سردار  
 لشکر اسلام کے کھڑے ہو کر صاحب امیر کی فکر میں ہر کمان کو بھی کچھ صالح نے کہا عمر و بلا سے میرم ہر ٹکڑے کو کھا جتوں  
 اور تم اس کے ہاتھ سے ایک بچے قبیلہ نے کیا کہ امیر بھی نو عیاری میں بلا سے میدان میں اور میں روز سے تو یہ حکمت ہو کر رہا  
 صحرا میں چلے جاتے ہیں اور شب بھر میں رہتے ہیں عمر و اتار کر دھڑک چلا جاتا ہوا ایک نو امیر کے ہونے میں نہ دیکھی جلدی  
 کباب دہر و عمر و نے کہا کہ قبیلہ عمر و بڑی بلا ہو کمانک امیر اس کے ہاتھ سے ہمیں گے آخر گھر خراب ہونے میں ابھی کباب تیار  
 کیے دیا ہوں اور کچھ کباب قبیلہ کو دیے اور کہا کہ کھاتے قبیلہ سے آنا مارا کر کھاتے لگا خوب مرج کبابوں میں ڈالی تھی  
 قبیلہ پانی پینے اٹھا تھا کہ بیوش ہو کر گرا عمر و نے اسے بھی مہیا دیا اور آپ قبیلہ کی صورت میں کباب خراگرم دینے میں کہ  
 اور کچھ کھانے امیر کی خدمت میں لایا اس نے رکھ دیے امیر صورت قبیلہ کی دیکھ کر متحش ہوئے اور نشان لگایا کہ قبیلہ  
 نشان کباب کا تھا قبیلہ کھانے لگے کی انگلی پکڑی امیر نے شراب کا اد کھانے کا نشان بوجھا عمر و نے سب بتا دیا ہم امیر کا بیکر  
 ہوا اور کباب کھاتے جب کھانے کو دیکھا کہ بیوش معلوم ہوئے فرمایا کہ قبیلہ بیکر عمر و نے غریب دیا سچ بتا کر رہتے ہیں مجھے کسی سے  
 ملاقات ہوئی تھی عمر و نے دیکھا کہ بیوشی تو امیر کا کام تمام کر چکی ہر ایک بیکر کھانا اور ناوا کھانے قبیلہ میں خود عمر و ہیں  
 بس ہر سنا تھا کہ امیر تلوار نصیبت کر آئے اٹھتے ہی بیوشی نے کھانچا را بیوش ہو کر کھانے عمر و نے طرف ہاں کندھے امیر کو باندھا  
 کیا امیر قبیلہ کو کبابی کی دکان پر سے اٹھا لیا دونوں کو لیکر اپنے لشکر میں آیا سرنگ کی کو دیا کہ انھیں ذبح نہ کریں گھر خراگرم رکھ  
 سرنگ کی کھانا عمر و کا بھایا عمر و جا کر سورہ صبح کو جو بیدار ہوا تخت شاہی پر اس کے بیٹھا سبک بھٹائی اور ابو الفتح صفحہ فانی  
 ان دونوں کے ساتھ دس دس ہزار روپے سک سے کیا کہ تم لشکر حمزہ میں جاؤ اور باؤر بلند ہمارے کہو کہ شاہ عمر و نے تمام  
 لشکر کو طلب کیا ہے اور کہا ہے کہ تم سب کے سب ہمارے پاس چلے آؤ اور ہمارے نوکر ہو اور جو دے دے دینی ہر کو پوچھو گے  
 ابو الفتح صفحہ فانی سے کیا کہ تم لشکر لقابن جاؤ اور ہمارے کہو کہ شاہ عمر و نے فرمایا ہے کہ میں تمہارے دین و مذہب کے کام میں ہوں  
 بادشاہوں کے بیان ہنساؤ و دولت نہ ہم میں تمہارے بیان چلے آؤ ہمارے نوکر ہوا ان دونوں عیاہوں نے جسطرح سے کہ عمر و  
 نے کیا تھا اس طرح دونوں لشکروں سے جا کر کھانا اسلام اور لشکر کفار دے لوگوں نے آپس میں شور کیا کہ ہم عمر و سے برتری







امیر کے چھوٹے بھائی کا نام تھا اس کے عوض میں سو بانی تیرے اوپر توڑے ہوئے تو اپنا نام عمرو نہ رکھا ہو گا یہ کہ اور بانیس ہاتھ زین باہر  
 کی طرف چلا امیر نے غیلہ و غنیمت میں اگر چاہا کہ وہ کو توڑ دے البتہ عمر و ایک اسلو فطرت لغمان ملک تھا پتھر سے گنت  
 اصناف کا ہوا اور ان پر امیر کے پست دی تھی امیر نے ہر چیز کو کیا تیرہ توڑی امیر نے آرزو ہو کر یہ بھیجا کہ عمرو برابر امیر کے  
 توڑا جائے بانیس بانیس نورالدین ہر پتہ ہو کر مع غلہ ذخیرہ و شک عمرو کے بیرون پر گر اور کہ خواجہ امیر کے عوض بھجوا دے  
 امیر کے لیے عمرو نہ کیجیے عمرو نے سو کر مکر کا دور ہو گا ان بیرون پر گرتا ہی بن اس عرب کو بغیر کسی چیز و نہ گناہ سے رو کر کہ  
 خواجہ پتہ بھجوا دے ایک منظور یہ ہو کہ خانان میں باد کیجیے تو مجھے خلیجے پھر جو چاہے سو کیجیے جسے ذہن مدبر و گوار کی دیکھی  
 نہ جائیگی عمرو نورالدین ہر کے مرنے پر آمید ہو اور کمالی سرنگسٹ ان بھون کو لیا آج دیوان کا فروں کا گیا ملک سبائل میں  
 پھر پھر لقا و حمزہ کو مکر بادشاہ ہفت افشہم ہو گا اور قاسم خان ملک بھائی کو ہا کر ملک و بارش خیر ملک سبائل کی طرف روانہ کر  
 پیش خیر روانہ ہوا دوسرے دن عمرو سواری اس ہیئت سے کہ تاج شاہی سر پر چار بے شاہنشاہی در بر تخت سلیمان پر سواری ہو  
 بھرتا ہوا اور تمام عیار لباس زرین پہنے ہوئے گردن میں امیر مع اپنے سرداروں کے کجاوے پر سواری لگا وٹ بادشاہ کا برابر تخت نشین  
 کے بعد اس کے کجاوے صاحبقران دہلی طرف امیر کے کجاوے نورالدین ہر و بیع الزمان و غیرہ تمام دست راستیوں کا وہ بانیس طرف  
 امیر کے کجاوے قاسم و علی شاہ اور تمام دست چپیوں کا اور بانیس طرف عمرو کے کجاوے قاسم و علی شاہ کا وہ باقوت شاہ بکشا و  
 و غیرہ کا اس شوکت و عہد و اندام ملک سبائل ہو اب قریب مجمع حصار کے پہنچا بادشاہوں کو دیوان کے رہ گیا کہ تم اگر میری  
 خدمت میں حاضر ہو جیسا موشا ان مرغع حصار کو پہنچا تہنشاہ مرغع پوش شریار مرغع پوش شریار مرغع پوش  
 جنون نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم عمرو سے رو نہیں منگے کیا فائدہ اس سے بخارنے سے فرسک کھنے ساتھ لیکر خدمت عمرو میں حاضر  
 ہوئے تہنشاہ گزرا میں عمرو نے خلعت دیا اور کہا کہ تم انھن و فرزند و آل خزانہ لیکر بھر سے نکل جاؤ کہ جسے بھر خستہ خان کو دیا  
 ہو یہ جنون بادشاہ گریان و نالان چلے گئے عمرو نے مرغع حصار و نذرہ حصار و زہرہ حصار و خستہ خان کو بخشا اور روزانہ  
 عمرو با بیدار کے شہر مشتری حصار کو روانہ ہوا سیل خان مشتری حصار کی کو خبر گرفتاری امیر کی مع سرداروں کے پہنچی کہ  
 عمرو بادشاہ بکشا ہر بہت اسدس کیا اور کہا کہ میں ہرگز قلعہ عمرو کو نہ دوں گا ہا و زہرہ کناہت خلیجہ اور صاحبندیر پر انھن دست  
 ادب پہنہ عرض کیا کہ اگر شریار با بیدار یہ امر جواب سوچ میں دجھا نہیں ہر اس میں جڑی قیامت ہو کسو اسے عمرو بن امیر مشتری  
 ایک لباسے یافت روزگار ہو اس سے مقابلہ دشوار ہو جب وہ جبے گلیم ماری انھن کے آچے لشکر میں پائے جسے چاہے خلیجہ  
 اور جسے چاہے گری کر لیا پائے اسکا علاج بکرتہ ویر کرنا چاہیے سیل خان نے کہا ای و زہرہ بکرتہ ویر تو مجھے بیان کر دے کیا امر  
 جس سے عمرو گرفتار ہو جا و زہرہ عرض کیا کہ پیر و مرشد آپ تو جان کاف اور حکم سوچو جیہ کہ اختیار انھن کے پہنچا ہر جان  
 اور میں عمرو کے پاس جا ہوں اور بکرتہ ویر اسے شہر میں لانا ہوں جان لا کر اسکی دعوت و ضیافت کروں گا اور اشد دعوت میں  
 اس کے ساتھ مدد و لشکر و کما انشا اللہ عمرو کو گرفتار کر کے امیر ہا و زہرہ کو مع سرداران و دشمنان قید و جبر و کما سیل یہ تدبیر بکرتہ خوش  
 ہو جا ہا و زہرہ کے لگے لگا یا اور کہا کہ یہ تدبیر نہایت خوب ہی ہا و زہرہ بہت سی کشتیاں کھنڈا و جواہر کی اپنے ہمراہ لے کر عمرو کی جانب  
 روانہ ہوا لشکر عمرو کا شہر سے ایک فرسخ کے فاصلے سے اترا ہوا ہو عمرو بارگاہ سلیمانی میں بادشاہ بنا ہوا بٹھا و تاج سر پہ رکھا و جزیر  
 سر پہ چھرا ہوا تمام عیار و مار و مار و بیٹھے ہیں عقب بارگاہ سلیمانی بھر قیدیوں کا استاد ہو کر ہر کاروں نے اگر خبر دی ہا و زہرہ  
 خدمت میں آئی آیا ہر شاہ عمرو نے ارشاد کیا کہ آتے دو دروگن ہا و زہرہ آتے آتے جو فت کہ وہ و زہرہ بارگاہ سلیمانی پر  
 پہنچا قاسم و علی سے کہا شاہ عمرو سے باکر عرض کر دیجیے قاسم نے کہا کہ نشتیٹ لیا ہے ایک خبر پہلے سے جو چکی ہو  
 اندر بارگاہ کے آیا ہر گاہ چھ آداب بھالایا مرد یا کارا نگاہ و بر و قبلہ عالم سلامت ہا و زہرہ نے جو شوکت و شان عمرو کی دیکھی



حیران ہو گیا پہلے تو سواشر فریان خود گند رانین آپ نے بجلدی تمام اٹھا کر نہ زبیل کین بعد کے سہیل خان کی طرف سے کشیدین  
جو سیر کی دین وہ بھی خدا داد اعلیٰ ذیل ہوئیں شاہ عمرو نے پوچھا کہ سہیل خان کیسے اور ہمارے دست و پا جوڑ کر عرض کیا کہ وہ  
سہیل خان پتہ میں گزرا ہر عمرو و بجز سگڑا اور ہاتھ ہما دہر کا اپنے ہاتھ میں تمام تر خلوٹا کی طرف منسوب ہوا ایک باب  
خیر استاد تھا و در سے پر نیچے کے طہن پڑی تھی صاحب بغداد گران نظر کردہ علی ثمران مستر قران جیشی ہوا تھا اسنے طہن کو اٹھا  
عمرو ساتھ ہما و میر کے اندرون خیمہ آیا وہاں بیکر سہیل خان کا محل پہنچے لگا کہ اسی ہا تو سچ سچ جوان سہیل کا بیان کر کر اسکا  
راہ ہوا کہ کیا کتا ہی ہمارے عرض کیا کہ ای شاہ عمرو سہیل خان کا یہ معقولہ ہے کہ میں مسلح سے ہر خزانہ حمزہ صاحب قران پہنچا  
اس مسلح سے میں آپکا کترین ہوں میں قبل ازین بھی آکھوا اپنا مالک سمجھتا تھا اور انہو پر مددگار عالم نے بادشاہ کیا ہر پرتہ سلیمانی دیا  
ہر بس عمرو و سگڑ چپ ہوا اور کچرہ آگے رکھا ہوا تھا اٹھا کر تھوڑا سا آب کھا یا اور پانچ دانے بادام کے ہما کو دیے اور کہ  
کہ تم بھی اسے کھاؤ ہما از بسکہ عقل مند و دانشور ہو چکا کہ اس میں بیوشی آمیز ہی ہا تھ ہند حکمران کیا کہ ہر درشد میں طبیعت کچھ طیل  
میں نہ کھاؤ لگا عمرو نے کہا کہ اسی ہما پانچ سات بادام کیا نقصان کریگے اسے کھاؤ یہ سب وہ ابھی تازہ و لا بت ہے آیا ہی سرخدا سے  
چاہا کہ ان باداموں کو میں نہ کھاؤں کیونکہ جانتا تھا کہ ان باداموں کو کھا کے میں دام بلایں گزرا ہوا و بجا گرا کار اسکایش نہ  
گیا ہا ہا کہ تاجہ امیر و کھانے کے کتھان اسکی لپکے لگیں دوران سراج ہوا اسنے کہا کہ ہر درشد میں جو عرض کر رہا تھا کہ سب مجھے نقصان  
کرتا ہر حضور نے نہانا اور مجھے کھلا دیا اسکے کھانے سے وہاں سراج ہوا تھا و عمرو نے نہانا کچھ مٹاؤ نہیں ہر چند قدم ٹھکڑا  
تھاری بکال جو چاہی اسنے کچھ مال کھا عمرو خود اٹھ کھڑا ہوا اور جاسے کھاؤ ہما کچھ شاہ عمرو کے ہوا کوئی دو قدم چھٹا تھا کہ  
بیوشی جو طمانچہ مارتی ہر سرنے نگین اور بیوش ہو کر گزرا قران غصہ کھڑا ہوا میران دیکھ رہا تھا کہ یہ کیا ماجرا ہوا بیان شاہ عمرو  
نے تمام لباس ہما و زبر کا اتارا اھا یک مدخن چاری نکال کر صورت اپنی تبدیل کی ٹیک ٹیک قطع اپنی ہما و زبر کی بنائی کو خال  
و خال اور وضع و طرح اور ترکیب میں کچھ فرق نہ تھا اور وہی لباس ہما کا اپنے جسم پر راستہ کیا ہما و زبر کو اپنے ہنگ کے نیچے ڈال کر  
آپ باہر نکلا اور بجلدی تمام ہا تھی پر سوار ہو کے قلعہ مشتری حصار کو سعاد ہوا اور فیضان سے کہا کہ بلکہ مجھے قلعے میں ہر تھکا  
آٹھ بجات ہا تھی کہ ہوں شروع کیا اور بیاتنگ اسکو گھبراہٹ میں کہ سر اسکا جہا سے شق ہو گیا وہ گھڑی کے عرضے میں بہنے  
عملی کو غصے میں ہوا ہوا لوگ تمام قلعے کے مزدور ہوئے کہ ہما جلد کین پھڑپاؤ صر شاہ عمرو مکان میں سہیل خان کے داخل ہوا  
سہیل خان کو دیکھا کہ ستر خواب پر بڑا راہ رہا ہر گرسبیا کی نگاہ جو ہما سے عملی پر پڑی اٹھ بیٹھا عمرو کچھ کہ سہیل خان بڑا لگا  
ہو یا تو یہ گراہ رہا تھا بچے دیکھ کے اٹھ بیٹھا سہیل خان نے پوچھا کہ تھاس عمرو کے گیا تھا ہوا اعدا ہا کیا ٹھہری عمرو نے کہا  
وہی تھیر کی سہیل نے کہا کہ عمرو بیان آسنے پر رانی ہوا اگر بیان آیتا تو میں اسکو گزرا کر دیکھا میں جب اسے پکڑ لیا اور حمزہ صاحب قران  
کو قید سے نجات دے گا وہ مجھے نہایت خوش ہونگے عمرو نے جواب دے کہ کلام سہیل خان کے غصہ تھا کہ یہ تمام فطرت و مکاری و دیر کی  
اگر تو ساتھ اسکے چلا آتا تو بیشک بیان گزرا ہوا لیکن سہیل خان نے دیکھا کہ ایک خند منکار بھی حاضر ہے بہت گھبراہٹ اور کچھ کہ ایسا  
منو کہ کوئی غماز میری طرف سے جا کر غازی کرے یہ کچھ چپ ہو رہا اور کچھ نہ کھا عمرو بن امیہ ضمری جانا پیشاب کا کر کے باہر آیا اور  
ہا تھی پر سوار ہوا سب نے جانا ہما و زبر کسی کام کو جا تا ہوا اور بیان عمرو بن امیہ ضمری با سگاہ گور واد ہوا جب بارگاہ میں پہنچا  
صورت اصلی بنائی اور تخت پر اگر مشک ہوا ہر ایک نے پوچھا کہ آپ کہاں تشریف لگے تھے عمرو نے کہا میں سہیل خان کے  
پاس گیا تھا اور تمام نقل گذشتہ اور آنا ہما و زبر کا اور اسکو بیوش کرنا ہر اسکی صورت بکر پاس سہیل خان کے جانا سب  
بیان کیا اور کہا کہ اگر میں کروڑ بیاب میں ہما کے آجاتا تو تخت میں گزرا ہوتا ہوا در و گار عالم نے اس مکار کے کمرے چایا اور  
مستر قران سے کہا کہ لاؤ ہما کو مستر قران نے اسوقت لا کر حاضر کیا شاہ عمرو نے حکم کیا کہ اسے سنون بارگاہ سے ہند دو











پھر سر پہ پیر ہوا اور دیکھ کر حیران ہوا جھک کے سزم ہوا آگے بڑھ کر تندر گدڑانی پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کیا کہ میں جسطرح غلام  
 حمزہ صاحب قرآن کا تھا اسی طرح سے آپ کا بھی تابعدار ہوں عمرو نے لہراسپ کو خلعت دیا اور کرسی جو امیر شکار پر بٹھا ہوا تھا  
 دعوت ساتھ لے گیا اور کہا اے لہراسپ میں حمزہ کی بیوی خدیجہ کی بیوی کا بیان کروں میں نے حمزہ کو خاک سے پاک کیا پھر  
 صاحب قرآن کی ہونچا ہوا ہر مقام پر اسکی اور اسکی لشکر کی مدد کی ہر جگہ جان بچانی تمام کیفیت گذشتہ بتلانی لہراسپ کے ساتھ بیان  
 کی لہراسپ نے جواب دیا کہ حمزہ صاحب قرآن نے برا کیا جو آپ سے بگاڑی غرض کہ لہراسپ نے عمرو کی بہت کچھ خوشامد  
 چاہی تھی عمرو لہراسپ سے بہت راضی ہوا اور دنگل لہراسپ کا جہاں گاہ سلیمانی میں بٹھا رہتا تھا وہ بیٹھنے کی جگہ ملے  
 گیا لہراسپ نے عرض کیا کہ اے شاہ عمرو اگر ارشاد عالی ہو تو غلام بھی اپنا خیر قریب بارگاہ آسان پایہ گاہ استادہ کو بوسہ عمرو  
 نے فرمایا کیا مصالحت ہو اور اے لہراسپ حیرانہ از تہری ہلکے ہوا سے دل میں ہر جان تھاڑی چاہے وہاں اپنا خیر استادہ  
 کر دے سب بائیں بسبب طبع زرد کے تھیں نہ جاننے تھے کہ نظم طبع راسخ عرف مست و ہر سستی و اذان طامان رانہا شد ہی و ہر وزید  
 طبع دیدہ ہر شہندہ و ہر طبع مرغ و ہا ہی بہ بندہ عرض لہراسپ نے قریب خیمہ عمرو و طبرانیہ پر پا کیا جس وقت عمرو نے وہ بار بٹھا  
 کیا اور سب لوگ آٹھ آٹھ ٹکڑے اپنے خیموں کی طرف گئے لہراسپ اپنے خیمے میں آیا چالاک اندھا لاک شکل بنا ہوا اسکی خیمے میں ہر  
 تھا اسکو اپنے قریب بلایا اور کہا اے چالاک جو کچھ کرتے کیا تھا وہی میں نے کیا اور خیر اپنا قریب خیمہ عمرو کے برابر کیا اب کوئی خبر پڑی  
 کرو کہ میں سے حمزہ صاحب قرآن قہر تہات پائیں چالاک نے کہا کہ اے لہراسپ تم کہتے ہو میں خود ہی تیر میں ہوں اور میرے  
 تو دل کو لگی ہوئی ہو یہ کھنک چالاک نے لہراسپ سے کہا کہ تم دو اذہ خیر بندہ کرو اور خبردار کسی کو اندر بھیجے کہ نہ آئے دیشا میں جاتے  
 نقب کھود کر امیر کو چھڑا دیں لہراسپ نے دروازہ نیچے کا بند کر لیا اور حکم دیا کہ جڑاڑ کوئی ہمارے پاس نہ آنے پائے اور یہاں  
 چالاک نے بیٹھ کر خیمے میں اسکی نقب کئی شروع کی اسکی گری نقب کھودتا ہوا چالاک ایک آدمی بغرافت تمام کھڑا ہو کے اس نقب  
 کے اندر سے نکل پائے غرض کہ کھودنے کھودنے دو سراسر نقب کا اس بلکہ پہنچا یا کہ جان امیر قید میں اور یہاں امیر باؤ قریب گرو  
 پرداز جو دخلی ہیں کہ کہیں اسی دنک کچر فٹا راوی گردون خدا و وقت گر او سفار ہدا و ارازل پرست او تر دست او ہا می تو از او  
 ایچہ ار ساسے بردوران غمہ و ناز و کیا کجروی تو نے ہمارے ساتھ کی کیا تو ہم اس مرتبہ اور رہے تھے کہ تمام عالم ہمارا بیع فرما  
 اور مطیع ہر ملک گرد کشورستان تھا آج ہم اس ساربان زادے کی قید میں ہیں اسی گھٹو میں تھے کہ دوک خنجر کی امیر کے  
 گھوڑے میں لگی صاحب قرآن نے پاؤں ہٹایا اور کہا کہ زمین بھی زمین نہیں بیٹھنے دیتی خدا جانے سانپ نے کالہا پچھوئے ڈنک مارا  
 یہ کہتے ہی تھے کہ طبقہ زمین کا اڑا اور مرہ نقب کا نو دار ہوا ایک شخص خاک آلودہ اس میں دکھائی دیا امیر نے پچھا کہ چالاک  
 میں عمرو ہی پوچھا کہ اے چالاک تو کیوں زندہ ہوا اور بیان ہو پھلا شے عرض کیا کہ مقام گھٹو کا نہیں ہر ملہ تشریف پہلے امیر آٹھ  
 کھڑے ہوئے اور تمام سردار ہوا ہونے چالاک نقب کی راہ سے امیر کو مع سرداران گرامی کے لہراسپ کے خیمے میں لایا لہراسپ  
 آٹھ کھڑا ہوا امیر کو سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا اور کہا کہ لاؤ شکر دن کو کہ قید بن رہے امیر کے اوپر سوا دلوں کے دو دیکرین  
 ایک وقت صاحب قرآن نے فرمایا کہ شکر کی حاجت نہیں ہو قید کا تو خدا و تہ پر مقرر ہوئے کھنک چھکری ٹری طوق جھکا دیکر خدا و تہ  
 کے توڑ توڑ کر پھینک دیے اسی طرح جو جو سردار زندہ دست تھے انھوں نے اپنا ہڈ توڑ توڑ کر پھینک دی اور جو سردار کھڑے تھے ان کا  
 کی قید میں سرداران زبردست نے توڑ ڈالیں عرض سب کے سب قید سے چھوڑنے لہراسپ نے کھانا پانی شراب کباب جلا دیا  
 کے اسباب صاحب قرآن کے ساتھ لاکر موجود کیجے امیر نے کھانا کھا با اور شراب پیکر سو رہے صبح کو جو بیدار ہوئے نماز سے  
 فراغت کی اور لہراسپ سے کہا کہ میں ساربان زادے کو کھڑتا ہوں لہراسپ نے کہا کہ میں بھی ہمراہ ہوں امیر صبح  
 سردار دن کے عمرو کو کھڑنے کے لیے روانہ ہوئے بیان عمرو بارگاہ سلیمانی میں تخت ہوا شاہی پر بٹھا ہوا تھا اور تمام



عیار دنگون پر بیٹھے ہیں کہ سرسنگ کی تہ آکر سلام کیا اور ہاتھ اٹھا کر ماؤ تھامے بادشاہی بجالا یا اور خوش کیا کردہ تانہا  
 یعنی ملاقات زندان سے مع سرداروں کے چھوٹ گیا کوئی نقیب زنی کر کے پھرا لیا عمر وہ خبر سننے ہی بدحواس ہوا اور کہا کہ میر  
 کام اسی ناشدن چالاک تاجدار کا ہر اسے دیانت تو کر کے حمزہ کمان گیا یہی باتیں کہیں کر امیر نے دروازہ بارگاہ پر  
 پہونچ کر غمزدہ کہہ کر ملاقات تانی سلیمان حمزہ صاحبقران عالیخان اور ساربان زادہ سے میں کہ چھوڑا ہوں تجھے کہہ کر  
 ہاتھ سے زندہ بچے کو مرنے جو نرسہ کی آواز سنی اور امیر کو سامنے سے آئے دیکھا قریب تھا کہ صبح غالب سے پرواز کر جائے  
 اپنے عیاروں سے بھاگ کر کیا کہ تم سب بھاگ جاؤ میں اس عرب سے بچو اور بھاگ عیار تو سب گریزاں ہوئے عمرو نے تاج شاہی سر  
 سے اتار کر زمیں میں رکھا سپرد و کمر و بیکر امیر کے سامنے آبا اور کہا عرب ہو فاس روز فوراً دھر کے صحنے میں بگیا تو  
 ایک کوٹا میر سے مارا تھا کہ اسکا ہنڈ نامیر سے چھو گیا تھا اسکے عوض میں اگر سو کوڑی بالنس بھرنے توڑوں تو اپنا نام عمرو  
 نہ رکھوں گا صاحبقران عمرو کے اوپر دوڑے عمرو نے جست کی کہ اگر تھکا پاؤں کا لندھوڑے سر پر لگا امیر مر کہ پر  
 سوار ہو کے پیچھے عمرو کے چلے اور تمام سردار ہمراہ صاحبقران کے ہوئے حضرت قرآن حبشی نے فرست پارک ناموس اور  
 خزانہ و اسباب عمرو کا اپنے ہمراہ لیا اور پیشہ انمشاد میں آگئے میں داخل ہوا اور حکمت خاطر بھاگ کر امیر افتخار سوار پیچھے  
 عمرو کے چلے آئے ہیں اور اس کے آگے عمرو بھاگتا ہوا دیکھا جاتا ہوا کہ حمزہ دیکھوں تو سی کیونکر تو مجھے پاتا ہی ہاں تک کہ بھاگتے  
 بھاگتے برابر ایک پہاڑ کے عمرو پہونچا اور پہاڑ پر عمرو نے چڑھنا شروع کیا صاحبقران بھی قریب کو پہونچے دیکھا کہ عمرو  
 پہاڑ پر چلا جاتا ہے صاحبقران نے قتلوس میں سے کان حضرت یونس علی بنیاد طیب اسلام کی اور ترکش میں سے تریادہ  
 ہشتی ستمہ سو فارز مرد پیکان خطاب پر بھڑکا کر پوسنے کر کے ہاتھ کو کن دیکے چاہا کہ عمرو پر مارین اور عمرو نے بھی دیکھا کہ امیر  
 نے کمان حضرت یونس علیہ السلام کی ہاتھ میں اٹھائی عمرو و خاصیت سے اس تیر و کمان کی آگاہ ہو جس پر اس کمان کا چڑھو  
 خطائیں کرتا عمرو حیران و ششدر ہوا اور دست مناجات بنگاہ قاضی الخاہات بلند کیے قطعہ قرآن رلیع مکاتے کہ  
 ساکن ملک و برکستان تو دارند میل و بانی و چه حاجت است پیش تو حال دل نطق و کہ حال خستہ دل نرا تو خوب  
 میدانی و تو مروت و عاقتا کہ دست غیبی پیدا ہوا اور کچھ کی کچھ دیکھے طرف آسمان کے بلند ہوا جب زمین سے عمرو بلند ہوا تو  
 پکارا کہ اے عرب ہو فاس کمان جائیگا میر سے ہاتھ سے بکھڑچیں سے نہ بیٹھنے دوں گا امیر دیکھتے رہ گئے اور عمرو غائب ہو گیا امیر ناچار  
 ہلاکتے پھرے سبیل خان مشتری حصاری قلعے کا دروازہ کھول کر باہر آیا اگر امیر کے قدموں پر گرا امیر نے اسکو قلعے سے نکال دیا  
 اور اسکے بیٹے مشتری شاہ کو چاہا قید کرن اسے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ میں مسلمان ہوں میری خطا کیا ہے حلیہ بری کی آپ کے ساتھ  
 عمرو نے کی میں تو حضور کا خانہ زاد ہوں امیر نے اسکو خلعت عطا کر بارگاہ میں بیٹھے تھام سپرد پریشا چہ دنگون پر شکن ہوئے  
 اور چالاک کو بلا کر کسی بہر پر بٹھایا بہت ہماری خلعت عابت کیا لہر سب تیر انداز کو تمام ترکستان کا اختیار دیا اور بڑی  
 و صوم سے جشن فرمایا بعد اسکے کہ اس گزرتا ہوا کفر اساس بقاسے احق شناس کو دار و روز زندان خانہ نے زمر و شاہ بختری  
 کو لاکر امیر کے سامنے حاضر کیا یہ کافر اگر بکا لاکا تو زندگان گستاخ یہ کیسے ادبی کرتے ہو میرے غضب خداوندی سے نہیں ڈالتے ہو  
 امیر نے جواب دیا کہ اور خوس باد یہ ضلالت کیا جھک سکتا ہے اس گمراہی سے باز آؤ اے آپ کو خدا کا بندہ جان خدائی سے بادشاہت  
 کچھ کم نہیں ہوتی اگر تو مسلمان ہوگا تو جہانک میں نے ملک تیر سے بے من و دسب بکھو دیہ ونگا اور جو تو میرے کھنے پر عمل نہ کرے  
 تو مجھے قتل کروں گا اس رو سیاہ سے کہ اگر ایسا بندہ سیاہ دل میں ہی تیر انداز ہوں امیر نے غصہ و غضب میں آکر حکم دیا کہ لے کشت  
 اسکے منہ پر لٹا چاہا کہ اے حمزہ بکھو اس جہا گشت یعنی عمرو نے گرفتار کیا تھا تیرا قیدی میں نہیں ہوں جب تو مجھے پھر لگا جو کچھ  
 کیسا قبول کروں گا یہ کلمہ کہ امیر نے حکم کیا کہ چھوڑ دو تو قید سے رہائی پا کر اپنے ساتھ والوں سے کتا ہو اچلا کہ دیکھا خٹھے میری



قدرت کو غمزدہ و بے گناہ کس طرح اسے حمزد کے باعثون بیان سے بجا و ادب اور میں اپنی قدرت کا اسے کس طرح چھوڑا ہو  
چلا آیا و جو امن اس کے ساتھ تھے انھوں نے آمنا و صداقت کا غرض لقا اپنے لشکریں داخل ہوا اور وہ اپنے کو اپنے شہر اخیتم کو بلا جب  
فریب شہر اخیتم کے پہونچا شاہان اخیتم خورشید اخیتمی ہمیشہ اخیتمی استقبال کر کے لقا کو اندر ملنے کے لیے اور دعوت و مہمان  
میں مصروف ہوئے اس باب حمزہ صاحب قرآن ایک روز شہر شتری حصار میں رہے بعد اس کے مرصع حصار زمرد حصار  
نقرہ حصار میں ایک ایک روز بہ شہنشاہ مرصع پوش شہر بار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش کو خلعت و دیگر امیر کو  
کر کے شہر اخیتم پر گئے اور جس مقام پر غیور پہلے تھا اسی بلکہ بارگاہ سلطانی استاد کی اور اس با اقبال نے نزول تلال فرمایا  
اب و داستان مذرت بیان لقا بدر منظور و پوش کے آنے میں اور شریک عمر و ہو کر امیر سے لڑنے

### میں بیان ہوتی ہے

اول حال عمر و کا سننے کہ اسکو جو بچہ اٹھا کر لگیا کمر و ہر یک لویہ اپنے ہوش میں رہا بعد اس کے ہوش ہو گیا مطلق اسے خبر نہ تھی کہ کون  
کمان جاتا ہوں اور کون ٹھکرتے جاتا ہے جب اسکی نگاہ اٹھی اور ہوش آگیا ایک پہاڑ پر پایا اور دیو متدک کو دیکھا کہ ہاتھ  
باندھے کھڑا ہوئے عمر و نے پوچھا کہ ای متدک تو کمان سنا ہے غرض کیا دوسرا کمان کا ہے کون کون سو کو پیاسے پھونکے  
کا سا سینا جیسو سمجھ بھڑکنا ہے شہر اور دیست اندر دل اگر گویم دیان سوز و دگر دم دگر ششم ترسم کہ منرا خون سوز  
غرض کچھ اشعار و ردناک پڑے کہ گویا ہوا با استاد کیا بیان کر دن مجیب آفت میں جلا ہوں دام الفت میں بچس گیا ہوں غفل  
خلاق ہو صدر و فراقی ہر چہ بیدار کرتے لونا ہر چہ کمر و لال لونا ہر چہ اسی طرح اشک باری ہر صورت برتن بقراری  
ہر جدائی میں دختر بہار بری کی یہ حالت میری ہر عمر و نے کہا کہ ای متدک دیو و دہاتین ہذا کہ میں خود گزرا نصبت ہوں  
لظہ میں دگر و ترا کو اگر اہل امانت ہی نہیں دل خود کام اشکر عشق کی بزم صافی ہوا دشمن جان غم جہاں الی ہر

اور آنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حمزہ سے اور مجھے کیسی صداوت ہو اگر تو یہ پوچھا تو وہ مجھ کو دیکھا کہ حاجد سے صبر کر مجھے اور  
حمزہ سے صفائی ہو جائے تو پھر میں نہری معشوقہ کو مجھے ملا دے گا متدک نے ایک آہ کا نرہ کہا اور کہا خسر دل بیتاب  
کو رو کون تو یہ دیتا ہے صدا + میر کہتے ہیں کہ اور نخل کسکو + با استاد آپ ذرا پروہ قاف میں شریف لیلیے آب کے  
سب سے میری معشوقہ مجھے نہائی عمر و نے منکر جواب دیا کہ او امن ہماری کیا حالت ہوگی حمزہ کی جدائی میں تو ابدا سے  
دیکھا کیا کہ ہمارے مثل عاشق و معشوق کے رہے نہ اسکو میرا رخ گوارا تھا نہ مجھ کی اسکی آندھی منظور نمی میں ہمیشہ اسپر رہا تھا وہ  
اپنی جان بچھڑتا رہتا تھا اور اب دیکھ کہ کیا اسکو مجھے دشمنی ہو کسی مجھ پر ہر وقت اٹا مل کر کہ مجھے اور اس سے طاب  
ہو جائے اور نہ توں تو مجھے ناخل در نہا متدک نے کہا میں تو ہر وقت آپ کے ساتھ موجود ہوں انہی کا رہا بعد لنگر سے  
بسیار عمر و نے متدک کو رخصت کیا اور آپ حیران و پریشان سرکش و سرگردان چار سے آنکر جانب بیتہ و شمشاد و روان  
ہوا وہاں تمام عیار عمر و کے واسطے مزد و فکر مند بیٹھے تھے اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ خدا جانتے خواجہ کو کون اسٹھا  
لگیا کیا اسلام ہی بعض گتے تھے کہ کسی دوست کا کام ہو ہی انہیں نہیں کہ عمر و آپو پنا حیاروں نے جو عمر و کو حیران و  
پریشان دیکھا سنسی و سنگین کرنا شروع کی اور کہا کہ خواجہ بہتری ہو کہ ان بالوں کو جانے دیجیے آپ تجارت کیجیے اس میں  
بغراعت تمام آپ کی اوقات بسر ہوئی بعد بیان سے شہر اس بن الوس کا نزدیک ہو نہایت آباد و ہیکال رہا یا دہائی  
نرم و شاد و ہوا آبادی بھی اس میں بہت ہو عمر و نے کہا کہ ہم سب جانتے ہو کہ اس ملعون کے باعث حمزہ سے اور  
مجھے صداوت ہو اور اب میں اس کے شہر میں جا کر تجارت کروں میرا ہی تجارت میں کب لگتا میں اس عرب کو جس سے  
پیشے دد و دگا اگر چاہے کہ مجھ کو اپنے لشکر سے نکال کے آپ پیش کرے پھر وہاں جس طرح سے میں بھڑا ہوں اسکو بھی







مسل غلامان حلقہ گلوں کے حاضر ہو اگر میرے کئے پر عمل نہ کیا تو اپنی سزا کو سہہ نچکا اور عذاب دہم میں گرفتار ہو گا منشی عطار در قسم  
 حضرت ظہیر اس مضمون کا نام لکھ کر اس وقت لایا عمر و نے نریمان خیل سوار کو دیا کہ تم اسکو لیکر حمزہ کے پاس جاؤ نریمان بہت بگم  
 عمر و کے نام لکھ کر روانہ ہوا بعد اسکے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ نقاد بدارشخرفی پوش کے ہاتھ سے لایا گیا ہے نقاد بہتر ہے جو کہ مجرم نام  
 دیکھنے کے خاشیہ ظہیر کو پوش پر لکھ کر دیا مصلیٰ میں حاضر ہو نہیں تو میرے ہاتھ سے لایا جائیگا نامہ نقاد بدارشخرفی پوش کو دیکر  
 روانہ کیا لیکن پلے پلے کا دن نے اگر امیر کو خبر دی کہ ابھی عمر و کا نریمان خیل سوار آتا ہے تو فرمایا کہ خبردار اسکو کوئی اردو کئے نہ دے  
 نریمان داخل لشکر اسلام ہوا اور تمام لشکر کی گھنٹ دیکھتا ہزار ہوں کی سیر کرتا روانہ بارگاہ سلطانی پرتا یا پلو ان عادی  
 کو روانہ بارگاہ پر پہنچے یا بعد ہم سلام کے کہا جا کر عرض کر دے کہ شاہ عمر و کا پلو ان عادی نے کہا کہ کچھ عرض کرنے کی ہمت  
 نہیں ہے بے محنت اندر جائیے آپ کے واسطے چلے ہی حکم پہنچ چکا ہے نریمان داخل بارگاہ عرض اقتدار ہوا بارگاہ پر سے نریمان بھست  
 امیر کی ویکھ کر مدد کرنے لگا اور اپنے دل میں کہنے لگا سبحان اللہ کیا کیا پلو ان بن کیسے کیسے ہمارے بے نظیر بیٹے ہیں کہ خدا مثل میں  
 نہیں امیر نے جو نریمان کو دیکھا کر سی جو ہر نگار نگار کو گھیرا دی نریمان کر سی پر بیجا امیر کشو گئے فرمایا کہ جام شراب نریمان  
 کو دو ساقیان سہیں ساقی نے جام جو ہر نگار کو وضع کیا جبکہ دو تین جام شراب کے اسنے پیے اور دماغ اسکا بادوا تاب سے گرم ہوا  
 اسوقت یہ کپا راسم نامہ دارم منہ نامہ دار امیر باؤ فرمے پوچھا تو لکھا کہ لاہور اور کئے کئے بھیجا ہے کہ کہ میں شاہ اندران کا بھیجا  
 ہوا آیا ہوں شاہ عمر و کا نام لایا ہوں امیر نے نامہ طلب کیا اسنے نامے کو سر سے گھوٹے دونوں ہاتھوں پر رکھ دیا اور یہ کہہ  
 اس بار چکا فذ پر غصہ نہ فرمائیے گا اسکے ساتھ میرا امیر سرفرو نامہ سیف ذوالبدین کو عنایت کیا کہ تم اسے بڑھو حیت  
 ذوالبدین نے باور بندہ پڑھا جسوقت امیر مضمون نامہ سے مطلع ہوئے غنڈہ غضب لاری ہو فرمایا کہ جواب میں بگم راسلی  
 ہشت پر گھنڈہ سیف ذوالبدین نے ٹھکر نریمان کو دیا نریمان نامہ لیکر اٹھ کھڑا ہوا اور امیر سے کہا کہ آپ ہا کوئے میں اٹھت  
 جوں کیسے در پختا ہے گا امیر نے کہا خدا سے اجازت ست عمر و میرا کیا کر سکتا ہے وہ ساربان ملاو نہیں معلوم کیا کیا ہی ہمت اگر تیر  
 عالم بگنڈہ باس نہ ہو تو رگے ناخا ہر خدا سے نریمان نے کہا آکھو اختیار ہے ککر دہانہ ہوا اگر اب حال نقاد بدارشخرفی پوش  
 کا بیان کیا جا تا ہے کہ نامہ عمر و کا لیکر جسوقت بارگاہ نقاد کے قریب پہنچا تو مرد شاہ کو خبر ہوئی کہ نقاد بدارشخرفی پوش فرستادہ عمر  
 آتا ہے مرد شاہ نے بختیارک بکھڑک دیکر کہا کہ اگر شیطان درگاہ میں دے نہ سکا کہ ابھی عمر و کا نامہ لیکر آتا ہے اب اسکے بارے میں  
 کیا اندر کر دن بختیارک نے کہا بجز تقدیر طاعت اور کوئی تقدیر مناسب نہیں ہو کہ نہ وہ بندہ آپکا منہ زور ہے اگر اس سے  
 مخالفت کیسے گا تو وہ آکھو انہ اپو پنجا بنگا دو سو سے کہ نقاد بدارشخرفی پوش اپنے نقاد بدارشخرفان کا حال معلوم ہو گا اگر ابھی  
 وہ بند نقاب کا دور کرے تو سب ہنستے ہنستے بیوش ہو جائیں اور وہ سب کی شکیں باندھ کر لیا جائیگا اس سے عزت ہی سے چلنا  
 ہستہ نقاد بختیارک سے کہا کہ میں اسی ہزار برس آگے ہی تقدیر کر چکا تھا کہ نقاد بدارشخرفان سے کہہ کہ تم ملو میں کل  
 شاہ عمر و کی خدمت میں حاضر ہو گا نقاد بدارشخرفان اور شاہ عمر و سے جو کہ لقاتے لقاتے سب عرض کیا کہ جو چاہیے  
 دو سو دن لقا سر وار دن سمیت دوبار عمر و بن حاضر ہوا عمر و نے بہت عزت و ابر کی بعد اسکے نریمان نے طبل جنگ بجوایا  
 ہر کا دن نے جا کر صاحب قرآن کی خدمت میں عرض کیا کہ نقاد بدارشخرفان کے لشکر میں طبل جنگ بجایا اور کل لقا ارادہ ہو کہ میدان میں  
 ٹکڑ ٹکڑ کر آئے خبر دہن امیر نے لشکر ایک آہ سر دینی اور فرمایا جو مرضی الکی خبر کہ وہ کہ بغض سبحانی و مہمہ بانی ہوا وہ بیان بھی  
 یکے رات بھر دونوں لشکر دن میں نیامی رہی جسوقت کہ صفوں بدال و قتال طرہیں سے آراستہ ہوئے مضمون نے نقابت کے لشکر  
 بڑے لشکر نقاد بدارشخرفان پوش کے طرہ شخرفی جلوہ گری ہمارے نقاد بدارشخرفان اپنے باغی کو ہو کر سامنے سخت  
 شاہ عمر و کے آبا باغی ہے انہ کر سلام کیا اٹھ باندھ کر اجالت میدان جا ہی شاہ عمر و نے کہا کہ اگر نقاد بدارشخرفان ہکر



تم سرور ان حمزہ کو باز نہ ملاؤ پس نقاب ہار خندان با تھی پر سو اور جہاں گاہک مار کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا تمام سواران  
 لشکر اسلام حیران گھڑے تھے کوئی قہقہہ نہ جاتا تھا کسواسطے کہ میدان مشتری حصار میں لڑائی اسکی دیکھ چکے ہیں کہ کوئی اس سے  
 عمدہ ہر نہیں ہوا جو لڑاؤ میں ہو کر گرفتار ہوا بعد گھڑی بھر کے نقاب ہارنے پر حمزہ کیا کیا خود پر تنویر میں کوئی ایسا نہیں ہو کہ میرے  
 مقابلے کو آئے اور تاب مقاومت نہ دے سب کو ایک مکان تھا جواب کوئی نہ کہہ سکتا تھا بادشاہ اسلام بھی حیران وہی بائیں جانب  
 دیکھ رہے تھے مگر کوئی رخ میدان کا نہیں کرتا تھا کہ کسی مرتبہ ہر نقاب ہارنے پانچ لاکھ خدا پرستوں یا تو شاہ عمرو کی اطاعت قبول  
 کر دیا میرے مقابلے کو آؤ نہیں میں خود آتا ہوں یہ آؤ اور شکر امیر نے ارادہ کیا کہ چلے میں جا کر مقابلہ کروں کہ شاہزادہ انجم گروہ  
 رستم شکوہ پہلو ان شیر انگن بدیع الزمان گروہ لشکر شکن نے مرکب کی باگ لی ساتھ تخت بادشاہی کے آگے گھوڑے سے اتر کر  
 ہر کیا اتر باندھ کے اجازت خواہ ہوا بادشاہ اسلام نے فرمایا اس شہزادہ بدیع الزمان تم مال سے اس نقاب ہار کے  
 واقف ہو لڑائی اسکی دیکھ چکے ہو مقابلہ کرنے کیا کر دے نا حق گرفتار ہو گئے بدیع الزمان نے عرض کیا لاکھ شرار یہ بھی تو  
 انکھوں سے نہیں دیکھا جاتا ہو کہ صاحب جفران خود جا کر مقابلہ کریں اور ہم شہزادے ہیں ہم وہ ہیں کیا گ جو فرماں سمیٹیں بھی کہہ سکتے  
 لیکن امیر یہ آج نہ آئے ہیں بعد ہمارے جو چاہے سو ہر مع بعد از سرین کن فیکون شہزادہ بادشاہ اسلام نے فرمایا  
 کہ اچھا سپرد پروردگار عالم کیا اور جام کلا حضرت عنایت فرمایا بدیع الزمان سلام کر کے لی گیا اور تنگ مرکب کو واقف مری  
 کے درست کیا کہ عرض نہایت مرعوب پر تنگ کرے اور بہادر مرکب پر سوار ہوا بیت چہ شیر کہ گریہ رہا ہو کہیں ہمہ گشت اند میں  
 ویرانہ زمین پر دو سہاگ کا لیا رانوں میں جو مرکب کو مسد کھلی کیطرح کو نہ کہ چلا اشعار مرکبش از باد صبا بفرستد و ز نفس صبح  
 سبک بفرستد چون تنگ و پونہ لای قدم بہ جست و زبیدی بوجود از دم و طرف العین میں برابر نقاب ہار کے پہنچا ہاتھ لگا  
 ہو نقاب ہارنے کے لکیر میرا دستور نہیں ہوا رہتا کہ تمام کیا ہر بدیع الزمان نے اپنا نام بتا کر میں بدیع الزمان سپر شہ  
 صاحب جفران ہوں نقاب ہارنے کے لکیر بدیع الزمان تجھے لائق و لازم ہو کہ حمزہ کو فحاش کر کہ وہ اطاعت شاہ عمرو کی  
 کرے بدیع الزمان نے جواب دیا شعر بدیع الزمان کہ منکام نہ رہا اگر وہاں یہ پیشیم جو مور لیکن مجھے حمزہ صاحب جفران  
 پر اختیار نہیں ہو دوسرے کے عمرو کی اصل و حقیقت کیا ہو وہ ایک ادنیٰ سا بان ناوہ ہو اور ہمیشہ مطیع حمزہ صاحب جفران ہوا  
 اب کیونکر ہو سکتا ہو کہ امیر اسکی اطاعت کریں نقاب ہارنے کے لکیر اگر حمزہ عمرو کی اطاعت نہ کریگا تو بہت پینا بیگنا ہو جو کہہ رہے  
 کہ کتاب بدیع الزمان بولا کہ میرا معمول نہیں کہ میں حریف پر پیشہ بینی کروں جب تیرے حربے سے خدا لکھو ہاتھ لگاؤ اس وقت  
 مجھ کو گمان بھی اپنا حربہ کر دینا نقاب ہارنے کے لکیر امیر امر غیب خداوند فرعون شاہ جبار میری چشم نالی تجھے بت ہو یا سکر  
 نقاب ہارنے نقاب اپنے منہ پر ہے اٹھائی اور بدیع الزمان سے کلام برین گریہ میں گزرا یہ کہ دشمنی مرا + بدیع الزمان  
 مجھ و مشاہدہ دوسرے بخش نقاب ہار کے فتنہ مار کر نہیں اور نہیں جسے بیوش ہو کر گھوڑے پر سے گرا نقاب ہارنے اسکی ہر سے  
 اتر کر شکین بدیع الزمان کی بائیں طرف پھر مارا طلب کیا شاہزادہ خاد و سپاہ ملک قاسم خورشید کلاہ نے جو یہ حالت  
 بدیع الزمان کی دیکھی کہ یوں گرفتار ہو گیا پس تاب بانی نہ رہی بادشاہ اسلام سے اجازت بھی دلی اپنے مرکب کو دوڑا کر میدان  
 کی طرف چلا آئے جب قریب نقاب ہار پہنچا نقاب ہار میں بدیع الزمان کے اس سے بھی نکاد رزن نہوا اور نقاب ہار  
 خندان پائتا تھا کہ شہزادہ خاد و سپاہ سے بکلام ہو کہ نقاب ہار سپاہ پوش گریان برسا اور اپنے گھوڑے کو قریب لاکر  
 نقاب ہار خندان سے کہا کہ اب تو پھر جا ایک سروا کر کہ گرفتار کر چکا ہو اس سے میں مجھ کو لگا نقاب ہار خندان پر گیا اور  
 نقاب ہار گریان نے شاہزادہ خاد و سپاہ کا مناجاد کیا پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے شاہزادہ بود شعر من قاسم مضرب و تبرک + کہ تنگ  
 ملک رزوا زیم من + نقاب ہار گریان نے کہا کہ امیر قاسم جو حوصلہ کر سہ کال و شہزادے نے اپنے کسی میں کہا کہ امیر قاسم



جو پہلے مارے گئے وہی میر محمد بن یہ خیال کیا اور گیسٹ کرتی تھیں پلا رگ افراسیابی نقابدار گریبان پر مارا نقابدار نے  
 سر پنا آگے بڑھا دیا اور سر پر بڑی ایک جھنڈی کی آوار پیدا ہوئی اور جس طرح موگری لڑیاں پر سے اچھنی ہو لپٹائی ہو کر  
 اس کے سر پر سے اچٹ گئی خط تک دہڑا نقابدار گریبان فقہ دار کر گیا اور کراہی قاسم اب تو آرزو اپنے دل کی مثال  
 چلازا میری طرف دیکھ شاہزادہ کاغذ و سیاہی اس کی طرف دیکھا اسے نقاب اپنے چہرے پر سے اٹھائی شاہزادہ چیخ مار کر  
 رد ہوا اور دوسرے روئے بیہوش ہو گیا نقابدار شکنجہ باندھ کر اپنے لشکر میں لگیا اور نقابدار زرد پوش سے کہا اب تو  
 تیری باری ہے زرد پوش وہاں سے جد جب میدان میں آیا تب دیکھ کر قاسم مرگ جو وہ اسے سب گریبان تھے کہ نہیں  
 کون نکلتا ہے کہ جمہور جہاں سوز طرطوس بہادر شہنشاہ تبریز مرگ کر آ کر اسے تخت بادشاہی کے باجور کیا باجور  
 کے اجازت چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ نہیں مافقہ حقیقی کے سپرد کیا جاوے کہ عفریت عنایت ہو جمہور شہر است  
 جہد برابر نقابدار زرد پوش کے آگے اور زرد پوش ہو نقابدار نے نگاہ کو خالی دیا قریب تھا کہ جمہور منہ کے بھل گھوڑے سے  
 گر پڑے مگر شہسوار بے بدل تھا اکبر و کا اور نقابدار مظلوم روزگار سے چھٹا کہ عفریت یہ کیا تھا اسے جواب دیا میں کس  
 ناکس سے نکلاؤں میں ہوتا جمہور لشکر آگ ہو گیا اور کما غیر نہ بچا دیا ویسا سمجھ ہوئے ہر احوال معلوم ہو جائیگا نقابدار  
 نے حربہ طلب کیا جمہور نے ترک کر کے نکال کر نقابدار نے یہ بلانا نقابدار نے گھوڑے سے نر کو رد کیا اور وہی کوڑا جمہور پر مارا  
 کوڑا کھا کر گھوڑے سے زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا نقابدار نے جمہور کی شکنجہ باندھیں اور اپنے لشکر میں جہد کیا باجور  
 کیا رستم پلٹن دیکھیں کشتہ فوجیل ہندی و دہلی ہندی و کشتہ کیستان فرنگی شاہزادہ علمشاہ رومی مرگ کر آ کر  
 بادشاہ اسلام سے اجازت لگے میدان کو چلا تھا کہ امیر نے پاس بلایا اور حکم عظمیٰ پر حکم علمشاہ پر دم کیا اور کہا کہ باجور  
 اگر سر کاقتد میر قواب مذکر گنا علمشاہ بعد شوکت و شان مقابلہ نقابدار کو کیا اور بعد گفتگو کے نوبت شمشیر زنی کی آئی نقابدار  
 نے سوار اس کی رو کر کے کوڑا مارا کہ اتنے جمہور کے سکوی بھی گرفتار کیا امیر حیران ہو کر بیٹے بعد اسکے شہر و ح مقابلہ کو گیا یہ بھی  
 گرفتار ہوا شام کو طبل باز گشت بجا دو فوج لشکر ہم گئے دوسرے دن زربان قیل سوار میدان میں نکلا اور میں بائیں سوار  
 لشکر اسلام شام اس کے ہاتھ سے اس پر ہو کے قبر سے روزی پڑا ہاری بیوی بھی نہیں بیستنی سرداروں کو  
 کھسیر کیا اس طرح سے کہ مجھے عواراری اتنے عجیب لی اور کم میں ہوتا کہ مرگ پر سے اٹھایا شکنجہ باندھ کر اپنے لوگوں کے  
 حوالے کیا اور جو سردار بہت زبردست تھے انہیں دو چار گز کی کشتی لڑا کر زبردست اور عالم سلاہ تھا کہ نظام شہی نذرین تھا جاتا تھا  
 آسمان کی خبر لے آتا تھا دیو کی بھی اس کے سامنے کچھ حقیقت نہ رہتی تھی کہ ایک اس کو عرض کردن مال کو دل دون غرض ایک ہفتے  
 ان کی میداناری میں ہزار ہا سپہ سالار نامی و سرداران گرامی گرفتار ہو گئے ہر روز امیر عالی مقام اور بادشاہ اسلام بخیر  
 اگر بان و دل بریان اپنے عجیبے کی طرف مراجعت کرتے تھے اور فراتے تھے معلوم ہوا کہ اس باجی کے ہاتھوں فلک ہمیں ذلیل  
 کر ایٹھا میرضنا بغضاق تہذیر سی باتیں نہیں کہ فریبی بھی پہل جگ شہر نقابدار میں باجور امیر نے لڑا کہ سچ کو ہم بہر مقابلہ  
 جائیگے آگے جو مرضی خدا کی عرض اسی وقت اوصو بھی قیل جنگ باجور کار دن ستیہ خبر باکر عمر و کو دی عمر و عنایت مشوش  
 ہوا اور زربان سے کہا کہ اگر زربان قیل سوار میرے کو مقام اندیشہ کا ہر حمزہ سے مقابلہ ہو اور وہ مرد مردانہ و شیر ذرا نہ ہی  
 مالک باطل اسو ہو اگر اسم اعظم حمزہ کا بندہ ہو جائے تو بہت خوب ہو یہ گاہ شہر زربان عنایت برہم ہوا اور عمر و سے کہا کہ اگر  
 آپ کے مقام پر دوسرا کوئی ہوتا اور کلا زبان پر لاتا تو میں اس سے بہی پیش آتا کیا اب مجھ کو عمر و کے من جو یہ طرہ کشمیر میں  
 ہم سحر سے کام نہیں لیتے ہیں بلکہ ہم ساحر پر لعنت کرتے ہیں کہو باطل اسو حمزہ کی کیا بددعا ہی ملوگ بندہ خاص ان خاص خداوند  
 فرعون شاہ کے ہیں ہم بزدل و ذلت حمزہ کی شکنجہ باندھ کر کے آئیگے یہ لڑ کر عمر و بہت خوش ہوا عرض رات بہر



طبل جنگ بجا کیا صح کو میلنداری ہوئی بعد راستی صفوں جمال و قال کے عقب تخت کرتے گئے تھے مردان کو خیمہ باندھ  
 زمان پوشیدہ زبان فیل سوار شاہ عمرو سے اجازت لیکر زبان میں آیا اور مبارک طلب کیا امیر نے رادہ کیا کہ مقابلے  
 کو یا میں رادہ کی گستاخ کو بطل سے اسی سے جواب جنگ سے پر گھوڑا دیا تھا وہی نقابدار لیکھا تھا اور عمرو کا شریک بیٹے  
 ہوا تھا جو روزی طبل جنگ بجا کر میدان میں آیا کرتا تھا اس روز زمرہ شاہ نے اپنے زیند لاہوت شاہ کی طرف  
 دیکھ کر کہا کہ موزنا میں دای پیکر قدرت بخنے غدیر کی کہی تو میدان میں جائزہ دم تشریف ان سب کی فضا ہر  
 تمام میرے بندگان خوالی میرے ہاتھ سے مارے جائے بس لاہوت شاہ نے جو یہ نام زمرہ شاہ سے منا خایت خوش  
 ہوا اور گھنٹے سے آکر سہا کیا بار گھنٹہ پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور تیغ نوکے ہوئے قریب زبان کے پہنچا اور  
 بغیر گفت و شنید کے زبان پر تلوار نہی اُسے خوار کی دھار کو نظر میں دیکھ کر ہاتھ بڑھا کے جنگی دی تلوار اسکی پہنچی جھپٹ  
 پر ہاتھ ڈال دیا اُسکے قبضے کو اپنے قبضے میں کیا اور لاہوت شاہ کا ہاتھ مڑوڑ کے تلوار چھین لی اور لاہوت تمام اُسکے منہ ہلک  
 لگا پچھڑا کر وہ اپنے گھنٹے سے گر پڑا جیسے لوہے کو دھون جاتا ہر اس طرح تڑپ کر ہوش ہو گیا زبان نے اٹھی پرستے  
 آکر اسکی شکلیں بندھن اور بار بار گروا کر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا اور حکم کیا کہ سب میں ہار گشت فرض اس رف  
 طوبے کی بلند کے سر ہی بچے وہ بیویان ضلعت غریبہ خلات لاہوت شاہ بن زمرہ شاہ ہاتھ سے زبان  
 کے اسیر ہو گیا دونوں لشکر میدان سے پھر گئے عمرو و قریض زبان کی کرتا ہوا ہوا اور لاہوت شاہ کے بارے میں حکم کیا  
 کہ زندان خانے میں قید کر دیا اور بار بار میں ہار گشت پر پٹیا چا۔ دن نقابدار مع زبان گرد و اطراف میں شکن ہوئے زبان  
 نے کہا کہ لاہوت شاہ عمرو دیکھا تھے کہ میں نے اس گہرے کو سطح باندھ لیا عمرو نے بہت سی قریضیں کہیں فرض اپنے فتنہ شراب  
 میں آکر کہا کہ طبل جنگ بچے اسی وقت شاہ عمرو نے حکم کیا کہ نقابدار زمرہ زبان میں بکے طبل جنگ کا بجنا تھا کہ ہر کار دن نے  
 اگر خدمت صاحبقران میں عرض کیا کہ لشکر عمرو میں طبل جنگ بجا ہوا امیر نے فرمایا کہ بارے زبان بن نقابدار عربی پر چہ بجا  
 اور کہا معلوم ہوا کہ نقابدار اسی مقام پر تھا کہ زمرہ لاہوت شاہ کے سبب سے بچ رہے تھے اور زبان بعد صاف  
 ہر جہ کے خیمہ آگاہی کمال پریشان حد بار بار دست کر کے اپنی خواجگاہ میں داخل ہوتے تھا ابھی کہ کچھ لکھا یا تھا نہ زبان  
 و شاہ اور اگر گریہ و زاری میں مصروف ہوتے ہا ہر رات گزر کر صوفت کر صبح ہوئی اور دونوں لشکر خیمہ کا کنارہ میں منت آ رہے تھے  
 نقیب نسبہ کی نعل لگے زبان ساٹھے شاہ عمرو کے آیا اور احاطت میدان کی چابی عمرو نے کہا امیر زبان آج مفر عمرو  
 سے ساٹھا ہو گا نہ ہوشیا رہتا زبان نے کہا امیر شاہ عمرو آج اور کچھ گمان میری طرف سے دیکھیے گا کہ میں بغایت غرور شاہ  
 حمزہ سے کس طرح لاتا ہوں اور کیوں باندھ کر لیتا ہوں یہ لکھ اپنے ہاتھی پر سوار ہوا اور میدان میں آیا سر ہا میدان کا لکھا یا تھا  
 عرق عرق ہوا اور نفرہ کیا کہ امیر حمزہ نکل میرے مقابلے کو صاحبقران نے چالاک سے کہا کہ امیر چالاک میدان کو قرن کرو  
 اسنے کلاہ اپنی سو سے آسمان اچھالی اور پکارا ابوالناس آگاہ ہو کہ صاحبقران زبان امیر غالب شان خود میدان میں جائے تمام  
 لشکر میں کام طلبہ گری پرانے جلا سردار مرکبوں سے آکر پیادہ ہوئے حضور صاحبقران استادہ ہوئے حمزہ صاحبقران ان  
 اشقر دیوزاد کو آڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے تشریف لائے پشت زمین سے روئے زمین پر آئے بادشاہ اسلام کو جو کہ  
 ہاتھ باندھ کے اجازت خواہ ہوئے بادشاہ اسلام نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا اور رو کر فرمایا میری بادشاہی فقط حضور  
 کے دم سے ہر جب آپ ہی ہوئے تو میں بادشاہت کر کے کیا کروں گا آپ اسی مقام پر ٹھہریے میں زبان سے جا کر خاں کر دیکھا  
 امیر نے فرمایا کہ امیر شہر بادشاہیہ قدر خدا بچے اس روز کو نہ رکھے کہ میں تخت بادشاہی کو میدان دیکھوں میری زندگی میں تخت  
 بادشاہی اس طرح آباد رہے اور آپ کے باعث سے قیام لشکر ہر جہ بادشاہ اسلام نے چاہا کہ صاحبقران میدان میں



نہ جانیں امیر نے نہ بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر نریمان قبیل سوار سے مقابل ہوئے نریمان نے جو آئے دیکھا  
 حمزہ صاحبقران سے گاؤں میں ہمارے دوڑنے کے برابر سے بہت گئے سپروں سے چلا۔ بان آگ کی گر پڑیں ہر کوئی  
 کو راتوں میں سلا کر ایک نے دوسرے کا مقابل کیا نریمان نے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران آپ سے اور عمرو سے کیا باعث  
 بناؤ گا ہوا تو ہمارے وہ محبت غمی کو ایک جان دو دو غالب تھے یاہ کہ آپ ان کے لکھتے خون میں اور وہ آپ کے دشمن جان  
 میں امیر نے جواب دیا کہ نریمان تھے اس جگہ کہ عمرو کی زبان سے کہو کرتا ہوں نریمان نے کہا یوں سا گیا ہر کہ اس  
 بن الوس نے سکندر رعبا را لکیز فرزند شاہ عمرو کو کہ شاہ عمرو نہایت اُسے پار کرتے تھے اور شاہ عمرو کو کہاں  
 صد مہ و لال ہوا اور اسی حد سے میں بیماری شاہ عمرو گئے کہ اس بن الوس کو قتل کریں لیکن آپ کے خوف سے قتل ہو گئی  
 تاک کہانی جان سے ہلاک کیا اسکی آپ نے جرم تصور کیا اور شاہ عمرو کی شکستیں بنا کر اس بن الوس کے حوالے کر دیں  
 اس پر بھی شاہ عمرو کو کچھ خیال نہ آیا اور اپنی نصیر معاف کرانے کو آپ کی خدمت میں آئے اور آپ نے پھر بھی خط معاف نہ کی بلکہ پھر  
 حضور آپ سے مانیا نے آپ سے جو اپنا ایسا عاشق ہوڑا کہ کوئی ایوں بزار کر دیتا ہو جسے آپ کو خاک سے پاک کیا پھر تہ صاحبقران  
 ہو چکا عمرو ہی ایسا شخص تھا کہ سب بلاؤں کو آپ پر سے اور آپ کے لشکر پر سے دفع کرتا رہا اور ہر جگہ تیغ حوادث کی سپر رہا  
 جلاؤں سے آپ کو حضور رکھا امیر نے کہا کہ نریمان، تم کیا کہتے ہو لازم و قادم لیسوا سٹے ہوتے ہیں اُسے اگر یہ کام کیسے  
 تو لاکھوں روپیہ بچے دیے اور ہم سے اس سے قہر و پیمان تھا کہ کسی جلاؤں کو سوتے میں ذلیل نہ کرے اُسے اس  
 بن الوس کی تاک کاٹ ڈالی اور وہ سرحد پار ہمارے سامنے تھا اور چوڑیوں کی کشتی لیکر آیا کہ آپ جسکو جلاؤں زبردست  
 دیکھتے ہیں اُسکو ہمارے ہاتھ سے ذلیل کرانے ہیں آپ کو حرات و مردی سے کچھ کام نہیں ہے، جو چاہوڑیوں کا اور تہ موجود  
 ہوا ہے پھر محل میں بیٹھے امیر نریمان نے، تالاق ایسی حرکت کرنا نہ میں، مگر وکلام نریمان نے کہا کہ یا صاحبقران  
 خبر جو کچھ ہمارا ہوا اب جاننے دیجیے آپ صفائی کر لیجیے امیر نے جواب دیا کہ، کبھی نہ گلا اپنی جان دوں گا مگر اس باجی  
 سے صفائی نہ کروں گا نریمان بولا کہ ہمارا تو وہ بادشاہ ہوا تو آپ اُسے ہر بار باجی کہتے ہیں بس معلوم ہوا کہ آپ برسوں تک  
 میں غیر شاہ عمرو کو کسی کی بد و انہیں ہر مثل آپ کے لازم اُسے موجود ہیں لا بیجہ حیرت اپنا امیر نے کہا کہ ہمارا دستور حریف  
 پر مشیدستی کرنا نہیں نریمان نے خبردار خبردار لکھا اپنے باغی کو بھیجے بنا کر بچا صاحبقران پر مارا امیر نے بڑے کو  
 نیسے پر بد کاغذ بنزہ بازی ہوتے گی چار گھڑی بنزہ بازی رہی ستائیں بنائیں تاکارہ ہو گئیں چھڑا چھڑا لگی پڑے اتنے  
 خلال فراشان پہلے پرچے اڑ گئے نریمان نے کہا کہ بنزہ بازی میں تو آپ مجھے برابر رہے لیکن، گزرتا پانچ گھنٹہ الموت  
 کا ہر لہجے یہ لکھو اسی میں سے گزراں سنگ اٹھا کر امیر پر مارا امیر نے قریب سے گزراں سام بن نریمان اٹھا کر  
 چہرے کی پناہ کیا اور بچا سے اسے بد و نگار عالم چہرہ ام لڑک تازک ترست پناہ دست ندارم پناہ نو دارم نریمان نے  
 گزراں دو دسی ہمارا گزراں پڑا اٹھائے کی آزاد گنبد گردان یکم چیدہ ہوا دو تون گزراں میں ہل پڑ گئے شرار سے آتش کے  
 لعل گئے مگر زمین ہول سے شش ہو گیا مرکب ہلک زمین میں فرق ہو گیا امیر کی آنکھیں بد بوئیں ہر من سے پینا جاری ہوا  
 سچ گرد میں پوشیدہ ہو گئے نریمان قبیل سوار نکلا کہ دم دست کردم چالاک بن عمرو دوڑا اور لڑکر دم چلا مارا اس کو  
 کس کر دیکھا تو امیر بیہوش کمر سے من آوڑی کہ یا امیر با تو بیہوش میں آئے تاکہ امیر کی کھل گئی امیر نے پوچھا کہ کیا ہوا چالاک  
 نے کہا کہ شرار و بے یاری کرنا ہوا حضور کا کیا مال ہو امیر نے فرمایا کہ بچا یا پروردگار عالم نے گزراں کی ضرب لگائی اس کا فر  
 قاسر نے یہ کار مرکب کو اشارہ کیا ایسا ہی گویا تھا کہ زمین کا طبقہ لکھ کر حمزہ صاحبقران تنق گرد کے باہر آئے حریف  
 نے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران زعمہ و صلاحیت میں جی میں اپنے کہنے لگا کہ نریمان حمزہ پناہ لیا اور اُدھر حمزہ صاحبقران



آواز دی کہ باش او کا فرخا سر شہر توفیق زوی ہر بے بن ذبح کر + ہمہ شادی از دل فراموش کن + دیگر دور مجھن گشت  
تو بت است بہ ہر گراہیج روز توفیق اوست + ہوشیار ہوشیار لکھو دھن گزاس نا ہنکار بہ کردار نریمان قبل سوار پر  
اراکہ کی سی سی حالت ہوئی جو کیفیت سیر کی ہوئی تھی + در لکھ اس کے ہاشی کی ڈٹ گئی اور امیر نے بھی آواز دی کہ صاحبو دور دور  
نریمان کی خبر تو عمر و بن امیر نے تھی کہ اسے جلد جاؤ عیار دور سے اور بچا دے کہ ایسی ملوان زمان وادی شہر سب دولٹ  
کیا کیا نہ ہو نہ صدا تھی نہ نہ تھی جھاگل میں سے پانی نکال کے پھینکا دیا اگر دیکھی دیکھا کہ نریمان قبل سوار بدوش کھڑا ہو دون  
گشتے اس کے آتش تیر میں بن گھس بند میں ہوں مہ سے پینا جاسی غشی طاری ہو کر وہ دون باہر اس کے ستون گز میں بالکل  
دل نہیں آواز دی عیاروں سے کہ ایسی ملوان قدرت ہوش میں آ نریمان کی آگ لعل گئی میر میں ہو کر ہر چار جانب دیکھنے لگے  
عیاروں نے پوچھا کہ کیا کیفیت ہو نریمان نے جواب دیا کہ بچا باخداوند فرعون شاہ نے یہ لکھ ہاشی کو اسے ہوا اس کا کام تمام  
ہو چکا تھا اچھی بر سے کو دیر اور دوا کہ اس قدر دیو زاد کو مارا دے اسے اسے جو نریمان کو باراد و فاسد نے دیکھا کہ وہ  
ہر سے کو دیر نریمان نے امیر کو بدیل دیکھ کر سپرد توار اعدت پھینکی اور حمزہ صاحبقران پر دونا امیر بھی نکلے  
ہو کر پھینچے دونوں باہم لپکر معروف کشتی ہوئے امیر اسم اعظم پر سر دم کرتے جاتے ہیں چار پردن کشتی رہی امیر کا بہا ہوا  
کہ بند بند میں در در پڑا اور نریمان کو کہ یہ معلوم ہوتا تھا شام کو نریمان نے کہ اگر اب آپ پھر جائے صبح کو ہم اور آپ پھر ونگ  
اگر پھر حمل امیر کا نہ تھا کہ بیان سے بے نصیب پھر لیکن نریمان نے جو کہا کہ اب شام ہوئی پھر جائے امیر شہمت کجے  
کہ اگر دوسری رگھی غرض امیر اس قدر ہوسا ہوئے پھر کر بارگاہ میں آئے اسلحہ نریمان پھر عمر و اس پر زنتار کرتا ہوا کہاں  
سرور و خوشنود پھر بارگاہ میں آیا صحبت پیش رہا ہوئی نقابدار قتلورہ پوش نے عمر و سے کہا کہ خواہ صاحب بی چاہتا ہوں  
تم سرانیدگی کرو اور بالہری بھاؤ نہ ہم نہیں عمر و نے کہا کہ بدل و جان میں حاضر ہوں سا زندگی سے خطاب کیا کہ تم سنا کہ  
میں ملاؤ اور خود جوڑی لڑکی نہت بیوندی نکال کر ساتون خلیان اسکی ملا کر بجا شروع کیا نام صحبت سرور و خور سندھی افسست  
دور جا کی صدا بلند تھی یا یہ آواز تھی دہرا ہوتی جندوق جون گولی جا کے نان + کان ہو ہر دے سے کہ انگلیں کے آن  
عجب سان بند صاحب عجیب شک ما تھا بیان تو یہ رنگ ہو کر مال حمزہ صاحبقران کا بیچے کہ ادا اس دیریشان  
بارگاہ میں بیٹھے ہوئے بادشاہ اسلام سے کہ رہے ہیں کہ کل جو نریمان سے سامنا ہو تو نہیں ہر نہ مجمعہ غالب ہو گا  
پھر رنگارنگے آبرو کی گراہ ہوتی تھیں معلوم ہوتی بادشاہ اسلام زمانہ ہے کہ آپ گھبراہٹ نہیں پریشان نہ ہو رہا گا  
عالم بدو کر لگا کرئی سب اس کا لگا کہ یہ بد آپ پر سے دفع ہو گی یہی باتیں نہیں کہ پہلوان ہادی سامنے آئے اور صاحبقران  
سے دست بستہ عرض کیا دیکھتا ہوں غلام تمام امر و توفیق ملایہ شاست لکھ بن امیر کے مولی یہ ہو کہ تھے سرور میں مع  
امیر اور بادشاہ اسلام کے سب کا ایک ایک دن ملا یہ قریر اور فریب کے نام کی قسمی ہوئی پہلوان ہادی کے پاس ہو  
جس روز کسی بار ہی ہوئی پہلوان ہادی آئے آگاہ کہ دیتا ہو چنانچہ اس روز توفیق امیر کی تھی امیر نے فرمایا کہ تم مجھے قبول  
ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ چلیے صاحبقران نے بولے کیا مضائقہ ہو کہ حضور کو تکلیف ہوگی بادشاہ  
اسلام نے نہ مانا غرض بوقت شب حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے ملا یہ پھر سے لگے گرد لشکر کے پھرتے ہوئے  
برابر ایک بلندی کے پہنچے اور پھر بلندی کے حمزہ صاحبقران چڑھ گئے اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ ایسی شہر بار آئیے ہر  
اور آپ بیان مشہدین کہ کئی شب ماہ ہر چاندنی کی بنا پر سامنے سبز و نارنجی اور ادھر لشکر ہر سر بیٹھے پرست تمام کیفیت نظر  
آئیگی باطن رات بسر ہو جائیگی بادشاہ اسلام نے اس امر کو بہت پسند کیا حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے اس  
میلے پر کے بیٹھے اور شراب بخودی ملگا کر میٹھش میں مشغول ہوئے شراب چھینے پانے میں اور چاروں طرف دیکھنے مالتے ہیں



کہ ایک طرف سے آواز تگڑوں کی بلند ہوئی امیر اسی جانب کود گئے لیکن کچھ دیر بعد ان کے آواز دی کہ چالاک  
 کمان چلا چالاک نے آواز امیر کی پہچانی سرشار کر دیا کہ ایک ہندی پر صاحب جفران مع بادشاہ اسلام کے جلوہ فرما ہیں  
 اور پر کیا قریب حمزہ صاحب جفران کے پوچھ کر دست اوب بستہ عرض کیا کہ شہر بادشاہ فارین بانا ہوں عمرو بن امیہ ضمری  
 کے لشکر میں ارادہ ہو کر وہاں پہنچ کر کچھ دست بردی کر دیں امیر اور بادشاہ اسلام نے کہا کہ ہم بھی تیرے ساتھ چلتے ہیں  
 اس نے کہا کیا معاف نہ ہو غرض حمزہ صاحب جفران اور بادشاہ اسلام اور چالاک بن عمرو جانب شکر شاہ عمرو دروازہ  
 ہونے آئے آتے دیکھا انھوں نے کہ ایک سیاہ پوش چلا آتا ہے جس وقت سیاہ پوش قریب امیر کے پہنچا امیر نے  
 نگاہ اول پہچاناکہ یہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی بن ادراسد نے پہچاناکہ امیر بن غرض کیا اس نے کہا وہ بزرگوار  
 آپ کمان تشریف لیے جاتے ہیں امیر نے جواب دیا کہ میں براہ سیر ہوتا ہوں اسد نے کہا کہ میں بھی اسی قصد سے نکلا  
 تھا خوب ہوا کہ حضور سے ملاقات ہو گئی اب میں بھی حضور کے ہمراہ ہوں حمزہ صاحب جفران نے کہا کہ آؤ غرض صاحب جفران  
 مع بادشاہ اسلام و اسد چالاک کے سیر کرتے ہوئے لشکر میں عمرو کے داخل ہونے کی صورت بدل چلا آئے ہیں  
 آتے آتے دروازہ بارگاہ شاہ عمرو پر پہنچے صاحب جفران نے دیکھا کہ عمرو بن امیہ ضمری تخت سلطنت پر بیٹھا ہوا ہے  
 شہر باری سر پر رکھا ہوا لوگ گرد و اطراف میں دست اوب بستہ کمرے میں چاروں نقابدار کرسیوں پر بیٹھے ہیں حمزہ  
 صاحب جفران نے جیسے ہی صورت عمرو بن امیہ ضمری کی دیکھی ایک غنڈہ و غضب طاری ہوا انش غضب کا فون سینہ  
 میں مشتعل ہوئی شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ حسام کو بنام انتقام سے کھینچ کر عمرو پر چاڑھیں بادشاہ اسلام قریب تھا انھوں  
 نے نگاہ غضب آلود حمزہ صاحب جفران کو پہچاناکہ کہا کہ یا امیر کیا ارادہ ہو چکے ہو کیوں ہاتھ ڈالا ہو امیر نے جواب  
 دیا کہ حضور قصد ہوا اس ساربان زادے کے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کر دیں بادشاہ اسلام اٹھ ہوئے  
 کو یا امیر ہمارا چہ نہیں ہو اس ارادے سے آپ باز آئیے موجب ہمانی کا ہو تمام جان میں مشہور ہو جائیگا کہ حمزہ  
 نے عمرو کو بہ غاری قتل کیا دوسرے یہ کہ نقابدار خندان اور گریان و دونوں موجود ہیں جس وقت وہ نقاب اپنے  
 منہ پر سے دور کر گئے آپ روئے روئے اور چہنہ چہنہ بیہوش ہو جائے عمرو کی کیا اصل و حقیقت ہو کہ حضور سے مقابلہ کرے  
 یہ انتقام اسکا چند روزہ حمزہ صاحب جفران کو نصبت بادشاہ اسلام کی پسند آئی کہ کاکا و شہر بادشاہ جو کچھ آپ نے  
 فرمایا وہ میں نے قبول کیا اس ساربان زادے سے ہم سب کو لگاوا تھی اسے قتل کرنا اسی مناسب نہیں ہو قبول حضور کے  
 زانیہی کیے گئے گا کہ حمزہ نے دغا سے عمرو کو مارا یہ لکڑی حمزہ صاحب جفران مع بادشاہ اسلام کے آگے بڑھے تا شاد دیکھنے  
 لگے اور بیان تر بیان خیل سوار نے داراب ایک سردار ہر اسکی جانب دیکھ کر کہا کہ اے داراب اٹھ اور یہ  
 فراہ شراب ناب کا سمک فرعون کے واسطے لیا اور اس سے کتنا کڑا سمک تو خدا پرستوں کی نگہبانی سے قافل  
 شوجیہ اور اپنے ہمراہ ہوں سمیت ہو تیار ہو داراب ہر بار گاہ کے آیا اور آواز دی کہ میان کوئی نزدیک  
 ہر چالاک نے چونکہ مزدور کی خواہش ہو جلدی سے اپنے تئیں ایک شہدے کی شکل بنایا تو بی سر پر چند واسطے  
 غائب گرت فقط گئی ہر غرضی ہندی ہر دونوں چور کھلے میں ایک کھوپڑی چادر نفل میں ہر کارا کھداوند عاجز ہوں  
 کیا مجوری دیکھے گا اس نے کہا جو تو مانگے گا وہ دیتے بہ لولا کھداوند میں تو گندے سے کم نہ لوں گا اٹھ کہ اچھا تو اٹھا  
 تو سی گندہی دینگے اس نے کہا کہ آئے چلے دو جیسے کھداوند خاکی بدولت کھوب چمکا پوچھ لیں گے غرض داراب  
 نے چار جیسے خدنگ سے دلوادیلے پر دھالیں دینے لگا اور کھداوند اب جتنا بوجھ آپ چاہیں اٹھوا لیں  
 اس نے خطاب کیا کہ قراہ شراب کا اٹھالے چالاک نے قراہے کو سر پر رکھا اور روانہ ہوا راستے میں تمام شراب



کہ بیوشی امیر کیا سنا کہ کہ جہان زندہ افتادہ تھا وہاں پہنچا داراب نے سمک فرحونی کو شراب دی اور کہا اے بیوشی  
 دوران نریمان قتل سوار سے یہ شراب نکو بھی کر کے اسے سات بھر پو او۔ تمام شب نگہبانی میں مصروف رہو یہ کہنگر  
 داراب چلا گیا سمک فرحونی نے منوئی شراب قہا بنے لیے رکھ لی باقی نام اپنے ساتھ والوں کو بانٹ دی سب نے  
 بیٹا شرمع کیا اور اپنے اپنے کھیل میں مشغول ہوئے گوئی تو کبھی کبھی رہا تھا اور گوئی تو نرمی پیکتا تھا کہیں نعلی چنگ  
 رہی تھی سات باغ کی صدا بلند تھی کسی طرف پچشت قس کی آواز می آتی تھی کسی جانب سوخت ہو یا تھا کوئی سبست  
 کہیں تھا اور گوئی بہ تماش گہنہ بازی میں مصروف تھا کوئی تھا دشمن کا مہرش تھا کوئی جو سر کے رنگ میں خود فرست  
 تھا بیوشی نے جو نثر کی تو چہا بجا بن جیتی ہوئے لگی لاتی کی و محول دھبا بنے لگا اور بیوشی نے طمانچہ مارا بیوشی  
 ہو ہو کر گرے چالاک دور کھڑا ہوا تھا شاد بکر رہا تھا جب اسے دیکھا کہ کوئی ہوش میں نہیں ہے بچال کی تمام دروازہ  
 کا دروازہ کھولا بٹھنڈا کر نکلا ہارون کے ہاتھ سے سیر ہوئے تھے ان سب کو قہ سے رہا کیا بھوں نے قہرا پنچہ اپنے  
 بدن کی نوزدالی چالاک ان سب کو ساتھ لیکر امیر کی خدمت میں آیا امیر اگوا کیکرت خوش ہوئے چالاک کو گلے سے  
 لگایا کمال تحسین و آفرین کی اور ہلہ سرداروں کو لیکر داخل لشکر ہوئے صبح کو دربار فرمایا سب سردار بجا آکر بیٹھے بہت  
 سرپا ہوئی اب اس طرف کا حال نیچے کہ صبح کو زندہ افتادے والے لوگ بیدار ہوئے دروازہ زندہ افتادے کا کھلا ہوا ہوا  
 اور کسی قیدی کو نہ دیکھا اگر خدمت شاہ مہر و میں عرض کیا کہ رات کو تمام قیدی چھوٹ گئے شاہ عمر و سنے کہا کہ اے  
 نقاد ار قنطورہ پوش تھے مجھے کیا تھا کہ عیار کی ذکر میں نہ تھا سے کہنے پر میں کیا شیوہ عیاری چھوڑ دیا اب دیکھو کہ  
 عیار ان لشکر اسلام سے ساتھ عیار بیان کرتے ہیں تم بھی اب جگہ منع ذکر میں بھی اسے عیاری کر دیکھا تھا قنطورہ کو  
 سنے کہا امیر شاہ عیار ان سردار لشکر اسلام کے چھوٹ گئے تو کوئی زار میج ہوا اب گہرا بنے نہیں دو ایک دن میں وہ سب  
 گرفتار ہو کر پھرتے رہی نقاد ار اگوا بھر کچلا لائے بیان تو گنگو رہی ہر ادمر امیر بارگاہ میں بیٹھے ہوئے بادشاہ  
 اسلام سے عرض کر رہے ہیں کہ اے شہر اسراج سردار چھوٹ آئے کل پھر گرفتار ہو جائینگے بلا دفع کیہ کر ہوگی بادشاہ  
 اسلام نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ بزرگ چہر کے بیٹوں کو بلو اپنے اسنے احکام کھو اپنے دیکھے تو وہ کیا کہتے ہیں حکم دیا کہ لاہور  
 خواجہ زادوں کو بعد دم بھر کے خواجہ بزرگ امید دریا دل و والا لکھ دیا و خوش اگر موجود ہوئے چاروں بھائیوں  
 نے سلام کیا صاحبقران با اقبال مع سرداران فرخ قال کے نظیم کو کمر سے ہونے بادشاہ نے خیرت اگھر کے نظیم کی خیرت  
 پر چاروں بھائی بیٹھے عرض کیا کہ کس واسطے حضور نے یاد فرمایا ہوا ارشاد ہو کہ ظم جو تم سے دریافت کیجے کہ ان نقاد ار دن پر  
 ہم قہاب ہونگے یا نہیں خواجہ بزرگ امید و خیر نے سوا ہاتھ زمین کو لیکر اسطراب کو مقابل آفتاب کر کے خیرت نقل  
 پر فرزند لکھ کر کھینکا ساتوں ستارے بارہ برج خمس قمر بزرگ شتری صطار و مرغ زحل اور زحل و قمر و استرخان آسمان  
 میزان عقرب قوس جدی و ثور و اسو لہا غانے ریل کے نگاہ میں کر کے احکام کو طبع دیکے حکم نکالا اور ہاتھ باندھ کر  
 عرض کیا کہ میں تہنات ہوتا ہوں کہ مع غزوہ صاحبقران کے کوئی ان نقاد ار دن پر غالب نہوگا اندون کمال دوست  
 پر کو کب بخت ہر ایک ہند تہنات ہی سخت ہر بستر ہر صاحبقران شکار کھیلے کو شرف بہا میں بعد چند روز کے پاکفت  
 و در ہوگی طبیعت شاد و مسرور ہوگی پردہ گار تم فرمایا کافضل کر گیا بادشاہ نے فرمایا کہ مولیٰ انا و چاروں خواجہ زادوں  
 کو خلعت ہونے چار تو شہ اشرفیوں کے مرحمت ہونے و بزرگ و بیٹے گئے بادشاہ نے امیر سے کہا کہ آپ ایک ہفتہ  
 کی صلت عمر و سے دیکر صیدا لگنی کو بانیے امیر نے عرض کیا کہ وہ باجی صلت نہ دیکھا بات میری ضائع ہو جائیگی سرداروں  
 نے عرض کی کہ حضور شکار کے واسطے سوار ہوں اگر ادمر میں جنگ بھیگا ہم غالب کرینگے جو کچھ ہو گا بھرینگے امیر کو یہ بھی



پسند آئی فرامرز کا و مغربی سے کیا کہ جانوران صید گریہ میں آئے غرض کہ غرض میں کو صا جعفران بیل  
 قرادول میر شکار یونانی اپنے ساتھ لیکر شکار کو روانہ ہوئے اور مر شاہ عمرو نے حکم دیا کہ جبل جنگ کے لشکر اسلام میں  
 بھی تقاریر دینی فواریش میں آیا رات بھر تیار رہی یہی صبح کو میدان داری ہوئی نریمان جبل سوار اور عرو سے اجازت  
 لیکر میدان میں آیا سوارز طلب کیا شاہزادہ خاد و سپاہ بادشاہ سے حکم لیکر مقابل ہوا بعد گفتگو کے تیرہ بازی گریہ بازی ہوئی  
 برابر رہے مطلب حاصل نہوا تو اسکی ذہبت آئی جب بھی کار بر آری سولی اور پیر کی کشتی میں نریمان سنے زیر کیا اور پھر میدان  
 طلب کیا بدیع الزمان نے مقابلہ کا شام تک نریمان نے بدیع الزمان کو بھی کچھ دیا شام کو دونوں لشکر پھر پھر جبل جنگ  
 بجا صبح کو پھر وہی سامنا ہوا اس روز کی میدان داری میں لشکر عرو اور نریمان کے گریہ کر کے بیگیا فیر سے دن کا لشکر  
 صاحب بنزادہ و سر غلام نبی چاکر حیدر مقابلہ کو نریمان جبل سوار کے نکلا دن بھر کی کشتی میں یہ مغلوب ہوا اسی طرح پھر چ  
 روز کی میدان داری میں نریمان ہم سردار دن کو گریہ کر گیا سوار بادشاہ اسلام کے اور کوئی لشکر اسلام میں باقی نہیں  
 اسوقت عمرو نے نریمان سے کہا کہ نریمان جبل سوار جنگ عمرو شکار سے پھر کرائے تو سرداران زمر و شاہ کو شکار  
 کرائے عرض کیا کہ بہت خوب آپ جبل جنگ جو اسلحہ کل میں ہوں اور زمر و شاہ باختری ہر یک کا فرخا سر ہا گمان ہو  
 کسی وقت شاہ عمرو نے جبل جنگ جو اسلحہ کل میں ہوں اور زمر و شاہ باختری ہر یک کا فرخا سر ہا گمان ہو  
 بجا ہوا اور کل ارادہ نریمان کا یہ کہ سرداران تقاسم مقابلہ کو سے اور ہر کار سے زمر و شاہ باختری کے سواروں  
 خناس خوش آمد در آمد ہر آمد سلامت جو لشکر عمرو میں باہر جاسوسی موجود تھے انھوں نے اگر زمر و شاہ  
 باختری کو اطلاع دی کہ نریمان جبل سوار کا یہ ارادہ ہو کہ سرداران خداوند سے مقابلہ کرے اور انش عباد و  
 فساد کو دونا کرے زمر و شاہ نے کہا تھے یہی تقدیر کی کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس عربی خودش میں نے عرض ہم رات  
 بنون لشکر دن میں ایک غنڈہ راج کو میدان کارزار میں آئے بعد صفوں آرائی میدان قتال و جدال و تقابست  
 تقاسم بلے آواز کے نریمان جبل سوار اپنے لشکر سے نکلا اور وہ گاہ مصافحہ میں ہو چکر نسب دی گرا و زہر  
 پر ستونم میں سے جسے تقاسم رگ جو پھر سے مقابلہ کے واسطے آئے شوگر ان ہر کر ابار سر بہ تن ست چاکر ہاش  
 بدست من ست + سب گراں تھے کہ وہیں کون کتن ہراتے میں ضیغم خون آشام خالوس قدرت زمر و شاہ  
 سے اجازت لیکر مقابل نریمان کے آیا نریمان نے دو گھڑی کے عرصے میں اسکی خشکیں باز و زمین پھر زنگار خون آشام  
 نکلا وہ بھی گریہ کر گیا کلکال خون آشام نکلا وہ بھی اسیر ہوا جب یہ قینون سردار گریہ کر گیا اسوقت تقاسم  
 نے حکم دیا کہ بیل باز گشت کل ہم خود مقابلہ کر گئے لشکر میں زمر و شاہ کے بیل باز گشت بجا و دونوں لشکر پھر گئے  
 عمرو بن ہامید صغریٰ خرفین نریمان کی کرتا ہوا پھر اور ان بنون کو حکم دیا کہ لیا کہ قید کرو پھر بیل جنگ بجا تقاسم کے  
 لشکر میں بھی خناسہ رزمی گریہ کر گیا صبح کو دونوں لشکر عرو و کارزار میں آئے اور نریمان جبل سوار نکلا اور  
 اور عرو سے زمر و شاہ نے ارادہ کیا کہ مقابلہ کو جائے بختیارک نے منع کیا کہ یا خداوند آپ نہ لڑیے لقا بولا کہ او شیطاں  
 تجھے کارخانہ خدائی میں کیا دخل ہو میں ابھی اس بندہ گستاخ کو باندھ لایا ہوں، کہا اور سرگردن ہر سوار کہ میدان  
 میں آیا بعد ارشاد و رزمی تقاسم نے نریمان سے کہا کہ او بدہ بے ادب تو مجھے مقابلہ کرتا ہو پھر یہ کہ مجھے اگر سجدہ  
 کر کیونکہ فرعون شاہ میرا چھوٹا بھائی ہے نریمان غضب میں آکا اور دیا کہ گویا وہی بکتا ہو تقاسم نے برہم ہو کے کہا کہ  
 او نریمان مجھے تو چھوٹا بھائی نہیں ڈرتا میرے غضب خداوندی سے نریمان بولا تو بھک مارتا ہوں  
 جو کہ حریہ رکھتا ہو لقا تھے نریمان نے جہد میں نریمان اسکا ہوا لقا غنڈہ و غضب میں آیا گویا وہی



شریمان نے لڑا سپہنہ کی اور دہر کی کشتی میں لنگر لٹکا کا توڑا جیج دیکر زمین پر مڑا چھاتی پر چڑھ کر شکیں باہر میں لٹا لٹا گیا  
 کہ تو سید قدرت پروردہ صاحب طرہ زمین آسمان تجھ پر گرا دون زمین میں غرق کر دوں اب بھی باز آسکیں نہ باد مریبان نہ سنا گیا  
 اور لغت لگا کو باندھ لیا طبل باز گشت با تینوں لشکر اپنی اپنی آگ لگا دیں گئے شاہ عمرو اگر تخت پر بیٹھا کہ لڑو زمر شاہ کو  
 لٹا کوئل و زنجیر میں گرفتار کرے لوگ و لے لٹا لے گا کہ سلام میرا سپر جو مجھے بخدائی برحق جانے کسی نے جواب نہ دیا ہر بیان  
 بکارا کہ او گدی کیا بکتا جو اس کو غرور کو چھوڑ شاہ عمرو کے قدموں کو بوسہ دے لٹا لے گا کہ گستاخ جو عمرو نے کہا کہ  
 مارو اس مرتد کو لوگوں نے دو دو بار چار ٹھاپے لٹا کے مارے نریمان نے ہنس کر کہا کہ اے لٹا تو بڑا بیجا ہو دیکھو وہاں بیات  
 کو چھوڑ شاہ عمرو کی اطاعت کر لٹا بولا کہ قسم پر اپنی خدائی کی سب کاموں کی تقدیر میں سے شیطان دیکھا ملک بختیارک  
 پر مفر کی ہو وہ آگیا جواب دیا شاہ عمرو نے کہا لاؤ بختیارک کو لٹا بد ار قندہ رقیل سوار گیا بختیارک کو لٹا مارے  
 آئے ہی شاہ عمرو کو سلام کیا پانچ تخت کو بوسہ دیا و عرض کیا کہ میں تو آپ کے غلام کا غلام کا غلام کا غلام ہوں کیا ہی  
 طبیعت فدی کی حضور کو اس نہ کہ سے دیکھئے خوش ہوئی ہو غم و بلاست ہاتھ نہ بنا دیکھو لٹا کیا بکتا جو بختیارک لٹا کی  
 جانب پھرا اور کہا کہ کیا بکتا نہیں شاہ عمرو کی اطاعت کرتا اور آگے اشارہ کیا کہ جلد قدموں کو بوسہ دے کہ اس جناب  
 سے جو پھر اچر وہ خراب ہو اچر کسی خداوند میں یہ کرامات نہیں دیکھی جو شاہ عمرو میں ہو لٹا بکتا میں نے تقدیر کی کہ  
 قدموں کو عمرو کے بوسہ دون، لکڑا پا اور پانچ تخت کو بوسہ دیا شاہ عمرو نے حکم کیا کہ قید لٹا کی دو رکرو الغرض لٹا نے  
 قید سے رہائی پائی اور تمام اپنی فوج و لشکر بولا اور شریک عمرو ہوا بعد اسکے عمرو نے حکم دیا کہ سرداران لشکر اسلام کو  
 لاؤ سب آکر سامنے حاضر ہوئے شاہ عمرو نے کہا کہ تم سب میری اطاعت کے بارے میں کیا کہتے ہو سبوں نے عرض کیا کہ ہر  
 آپ کے بدل دجان مہر میں مگر بے صاحبقران سے نہیں کر لیجے تو بہتر ہو لیکن جلد ان عادی کر گئی دن کا بھوکا تھا کھانا  
 کو دیا کہ نہ امن غلام تو شدم حکم مرا کہ سیر کند نہ کر و ستم شاہ عمرو نے فرمایا کہ کھانا چلو ان عادی کے واسطے لاؤ وہ شہ  
 کھانا بھوسو کہ چلو ان عادی کا شکم سیر ہوا قدموں کو عمرو کے بوسہ دیا تخت شہادی لیکر روانہ ہوئے پر بیٹھا لکری شاہ عمرو  
 کی اختیار کی باقی قیدی سردار تھے سب زندا خانے میں بھیجے گئے لیکن چالاک بن عمرو بصورت بدل بیان موجود تھا  
 حال جا کر بادشاہ اسلام سے بیان کیا فرمایا کہ خیر بیان نہ لکھا سلام کا خانہ ہو گیا اور امیر ابھی تک نہیں ہر سے ایک ہفتہ  
 لا و مدہ کر کے گئے تھے وہ ہفتہ گزر چکے اے چالاک تم جاؤ اور صاحبقران کو ڈھونڈو کہ وہ عرض چالاک بن عمرو  
 صاحبقران کی تلاش میں روانہ ہوا

اب چند کلمے امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہیں

حکامانہان صحرا سے معافی و صید بانان صید گاہ خوش بیانی و ادبی تہذیب من حکارہ تہذیبوں کہتے ہیں کہ جب امیر  
 با تویر ہر شکار جیلے تمام جانوران صید گیر ہوا تھے باز مرہ تہذیبی شکرہ کفر تجر و جیج ہشتا تہری و صید و اہیات  
 سب کو قتل جیتے وہ تھے شکار | لہر نہ وہ کہ خبر دن کا کر لیں شکار | وہ کتوں کی کہیں جو زبان لا بجا | دل شہر و بہشت سے جو علی آب  
 کسی سمت جسے کہیں جہان | چند دن کا جو زمین نہ تھوڑا | لے باز ہاتھوں چنے بازوار | کہ ہوا لر و روح جنکا شکار  
 یکے خزا دل میر شکار پوز با شہی را ہر مشر و حوں کے بانجائے چنے اشی گہراں باندھے گلوت میں ہر صوبے کے بچنے جانور اہل حق  
 میں بچے ہوئے ساتھ ساتھ چلے وقت صبح صادق کا تھا صحرا میں جو پہنچے پہلے صاحبقران نے تازہ پڑھی و لطف سے  
 رخ ہوئے بعد اسکے حکم دیا کہ شکار جو پہلے میر شکار سب ماز تھے آنھوں نے بموجب حکم اپنے ہاتھ کے بھاڑی  
 جھنڈی کو ڈھونڈنا شروع کیا تو سبے شیر کا شکار ہوئے لگا جب بہت دن کا شکار خیر فی ہو چکا اس وقت حمزہ صاحبقران



نکم و پاکر اب چرندون کی تہ نش کر و بموجب حکم عالی سوارانہ پیادے قلعہ میں چرندون کے روانہ ہوئے ایک ساعت ابھی نہ  
 گذری تھی کہ چوڑی ہرکاروں کی گرد میں آنورد پیچنے میں غرق حاضر ہوا فی السب عبودیت سے زمین ادب کو بوسہ دیکر  
 عرض کیا کہ یہاں تہ تھوڑی دور پر ایک چراگاہ ہر وہاں سب طرح کے جانور مانند تپیل اور نیل گاؤں کے چرنے میں مصروف  
 ہیں امیر عالی شان انکو انعام وفاق انکے مرحمت فرما کے اس جانب کو روانہ ہوئے تمام لشکر بھی اس طرف کو جدا ہو گئے  
 کہ قریب اس چراگاہ کے پہنچے آواز سے ہمہ یک کی ان چرندون نے اپنے کلن کھڑے کیے اور ارادہ کیا کہ چوڑی بھر کر فرار  
 ہو جائیں اسوقت امیر گنجیستان نے تمام لشکر کو اپنے حکم دیا کہ یہ چرند جاتے نہ پائیں بموجب فرمانے کے سواروں نے گھوڑے  
 ڈالے حمزہ صاحبقران نے بھی ایک ہرن کا تاق کیا وہ ہرن سانستہ بھاگتا جاتے جاتے ایک مقام پر وہاں نمودار ہوا  
 ہرن پانی کو دیکھ کر بچکا اسی وقت امیر نے خبر کو کمان میں پھرتے کہ ہرن پرانا آزاد زازہ کی بندہ ہوئی مصرعہ نک گفت  
 احسن ملک گفت زہ تیر ہرن کے تھانے یا ہار پر اگر دوسرے تھانے کو توڑ کر پار کر گیا ہرن گرا صاحبقران نے  
 اشقر دیوزاد سے اذکر ہنوز وہ نہ پتا ہی تھا کہ کبیر لکھڑیج کیا جفاقی بھرتے آگ نکلی اور خشک گردبان جنگل سے بھر  
 جلا دین جب اس میں سے دھواں نکل گیا آگ پانی رگنی تھے عرصے میں حمزہ صاحبقران نے ہرن کے گوشت کو صاف کر لیا  
 سیخ پکایا بکھا کر تیار کیا اور وہاں آگ پر بھون بھون کر کھانے لگے چوڑی بھوک بشت تھی دن بھی قریب دوپہر کے آچکا  
 تھا اور لشکر تمام پیچھے رہ گیا تھا کرنی ساتھ کب کے نہ تھا جسوقت کہ باب کھا کر خوب کمر سہر چکے دریا سے جا کر پانی پیا دین  
 ارادہ کیا کہ یہاں مخوڑی دیر استراحت کر لیں اگر اس عرصے میں لشکر کو منہ نہ تھا ہوا گیا تو بہتر ورنہ پھر چلے گئے یہ اسی قیام  
 میں تھے کہ سامنے سے ایک ہرن اور نہایت خوب صورت بیرون میں لشکر و جنگوں پر ملائی آ رہا تھا چڑھی آسیر کار بنا کیا ہوا  
 تمام جسم پر نقش و نگار عجیب و غریب کبھی شہر فلک نے ایسا ہرن نہ دیکھا ہوگا پیدا ہوا صاحبقران اسکو دیکھ کر عاشق ہو گئے  
 ولین کھا کر زندہ بکریچے تو اسکی پرورش کیجئے یہ سوچ کر اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر قنات میں روانہ ہوئے اور ہرن بھی بھاگا  
 چلا جاتا ہوا تھے میں ایک دریا سے ریگ ظاہر ہوا ہرن انہیں غائب ہو گیا امیر حیران و سرگردان رہ گئے اب جو دیکھا تو ایک  
 ہوناک دیا بان دو رنگہ گستان ہوا اشقر کا بیٹا ہر کوں میں مکنار یک میں غرق ہوا جانا ہر خاک از رہی ہو کوئی آدمی  
 و کھانی نہیں دیتا چل کلام چار گڑی دن باقی تھا کہ اس بیابان ریگ سے نکل ایک باغ نظر آیا امیر داخل باغ ہوئے  
 باغ نہایت شاداب و خرم بھول رنگ رنگ کے بھوسے ہوئے درخت میوہ ہائے گوناگون سے بھرے ہوئے چارچمن آراستہ  
 و پیراستہ اشجار و فواستہ خاؤں کا شور و غوغا زن بکھر و غنہ لبون کا پھول طویون کا طوطی بول رہا ہر قریبوں کی کو کو کی  
 صا بلند ہر طاؤس خوش فدا یک طرف خوش نمایان کر رہا ہر امیر بھونکے تھے میوہ توڑ کر کھا یا صفا ساز چلے اور سارنگی  
 کی کان میں بونچھی امیر اسی طرف چلے قریب ایک نفر سے پہنچے دیکھا کہ اس کے ہر در و دیوار پر چٹا ہوا ہر مکان نہایت پاکیزہ  
 ہوا ایک صحت جیوم پر ہریان ماہ طوت بعد حسن و خوبی صحبت حسن و سرور گرم کیے ہر در بیان میں ایک تخت صہح کار بہ ایک  
 تازمین جو روش بعد غزہ نگین بنکین ہر صاحبقران نے خود صورت زیبا دیکھی ہزار بان سے بختہ و فریختہ ہو گئے اور اس  
 تازمین نے بھی جو امیر کا جمال بے مثال دیکھا بعد بیان و دل مائل ہوئی اور ہزار تاز واد انظم کو اسٹھاشی اور وہ  
 ایک امیر کا بکڑ لیا امیر از بسکوار فر ہو چکے تھے بے تکلف اس کے ساتھ جا کر سندھ پہنچے اس وجہ سے کہ اشارے سے کل اسباب  
 و محوت مہیا ہوا حطراتان پانمان چکے چکے گھڑے گھایان شراب کی بچیں کباب کی اور کل سامان شادمانہ موجود ہوا اس تازمین  
 نے جام شراب لیخ کر کے امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نشہ پاؤں الفت میں چور تھے بے اندیشہ انجام وہ جام پی لیا اور اپنے ہاتھ  
 سے ایک ساخا اسکو تواضع کیا وہ تازمین بکری شہر آقا یا ایما الساقی اور کلاس و نادالماہ کہ عشق کسان نمودار ولی







است پوچھا کہ تم کون سے ملک اور نام میں کوئی ایسا ملک نہایت خدائی میری پاؤں کرنا جو بیوں سے دریافت کر کے بعض  
 کی کوئی شہر یا ملک عربستان سے ایک جوان پیدا ہو گا وہ فارغ خدائی کو تیسے برہم کرنا ملک وہاں سب محبین لگا کر  
 فرعون شاد سے ہر ایک سے خطاب کیا کہ جو کوئی میرے حریف کو زندہ کرنا کرے یا سرکات لائے میں اس سے نہایت  
 خوش ہوں گا یہاں پہنچے ہو بھی ہو کر تو میری تلاش کر دو۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور پہنچے یہ تھا کہ ابھی میں گرفتار جہان  
 آباد سے بیرون ہوا تھا میرے فریاد کو خدا سے ابزرگ سے انھیں باتوں میں دیرین فرسنگ نقل آئے تھے میں شام پہنچی ایک  
 چشمہ زب پر آئے فرسنگ پہنچا لیکن ابھی ایک خوب نہیں ہوئی تھی کہ ایک گروہ باریک سی تھی اور قریب آکر شوق ہوئی دیکھا کہ ایک  
 عینا بیک نیست دیکھا کہ فلو سے پانی پئے ہوئے تھے۔ پھر وہی بڑی کریم کی بولی جو پہنچا تھا میں مانند باد صحر کی تھی آتی ہر عالم  
 بجز خدائی کا یہ بزرگ جیسے برق گرد جان بڑھائی نظم نے اسے پہچانا اور امیر سے عرض کیا کہ میں اسے پہچانتا ہوں یہ صیاد ہی ملک  
 فرعون کی ہوا رہا انھیں نہتہ ہر دون کے پاس جالی کی اگر حضور ایک لمحہ میری اور پرورش فرمائیں اور مانند خادموں کے میرے  
 پیچھے کھڑے ہو جائیں تو میں انتہا کے حال پوچھوں امیر نے فرمایا اس میں قیامت نہیں ہو اور ہاتھ باندھ کے خلیس کے پیچھے آکر کھڑے  
 ہوئے خلیس نے آواز دی کہ ای را بعد یا تو را حراؤ اس صیاد بھی مٹے پھر جو دیکھا تو پہچانا اور پاس آکر پوچھا کہ وہاں قریب  
 کمان بہت دوزخ سے جتنے نہیں ہیں دیکھا خلیس نے کہا کہ ای را بعد یا تو گردش ظلمی کا حال کیا بیان کروں ایک بہت غلش جلاو  
 کی قید میں رہا اب وہ لگا رہا ہے کئی تو میں رہا ہوا را بعد نے کہا کہ کسے اسے اما خلیس نے کہا کہ اسے دل اللہ کے تھے جنہوں نے  
 اس علاقہ کو چھوڑا مسل کیا اگر وہ ہوتے تو میں دیکھا دیتا اور ای را بعد تم کمان جالی ہو آئے کہ تھا بہت منظورہ پوش  
 کو مشوقہ فرعون شاہ کی ان میں منور و زہری ہر دس روز کی رخصت ہو کر بارہ دن قیاد ہر دن سمیت نکلا رکھنے آتی تھی  
 عرصہ دو چھٹے کا گذر کر وہ نہیں گئی فرعون شاہ بہت برہم ہوا اور جانتا تھا کہ جلاو دن کو بھیجے منور و زہری ہر دن پر گزرا اور  
 تقریباً ساک ممان کرالی اب دوزخ کے کھجور اسکے لینے کو پہنچا میں نے سنایا کہ شہر ختم میں شکر ہو گئے تم بتاؤ دو کہ شہر ختم کہ عرصہ میں  
 کیا وہ شکر نہیں ملتی خلیس نے دستاویز لکھ کر برقی لای کے پکڑ لی تھی خلیس نے امیر سے کہا کہ سنا آپ نے جو کہ حال تھا اب پروردگار  
 نے صورت نکال دی ہے بلا انشا اللہ بہت جلد دفع ہوگی امیر نے فرمایا کہ اب یہ خلیس شکر میں ہو چکا ہے ایسا نو کہ وہ دوز  
 باریک گردن برگ ہائے شب نور ان گزری صبح کو چلے چلاک کو روانہ کیا بعد اسکے آپ بھی چلے اور کا حال شبہ  
 کہ جان عمر و جٹا ہوا تھا بہت منظورہ پوش کے سامنے بائیں میں یہ غزل ہزار خوش الحانی بجا رہا تھا غزل

شہ فریق میں جن جان خیال دین ہو	بہشت میں جو مری روح جسم نازین ہو	ہمار گل میں ہر بسمل تو گل بہار میں ہو
ہزار ایک میں جو ایک گز ہزار میں ہو	جنون دیکھا تو مجھے سمیر عالم ملکوت	عنان عقل کن طفل (سوار میں ہو
رقیب بیٹھے نہ عقل میں اسکی جن کیس	گل میں سے نکلتا زہا دھار میں ہو	کرکے ہو میں ہم آب چشم سے مسکن
ایفس وخت میں فریاد کو ہمار میں ہو	ہمارے دل میں ہر وقت اکی زلف میں ہو	بخشہ اراغ میں آغیشہ زگبار میں ہو
ابھی رخون کی طبع ہو تو جوں با شہر	خزوق عمل سے اثر دل کے اضطراب میں ہو	جہان کوا اسکے لب و چشم سے کیا کہنی
گوئی سرور میں ہو اور کوئی غمار میں ہو	ہزار سرگردن میں اخونوا سپر	کہ طوق زہر سے چہرہ و خط صا رہیں ہو
گزندہ ہر سے ہر اہل صورت اسودہ	ہیشہ گلشن نصیر برگ و بار میں ہو	خدا کردہ کسی زخم کو خطا ہوگی
سرخ و دروہ و زہر دل لگا رہیں ہو	سخن میں فیر کے گرمی مرے سخن کی خوا	کب آتش شمع طور ہر جہا رہیں ہو
وہ خامہ و نہ ان کا ہر میرے کیا فائل	ہزار طرح سے اعجاز و نور و انوار میں ہو	خوار میں شعرا کے ذراؤں میں کیتا
شہیدی ایک کہ ادا کے غار میں ہو	سب شکر نہایت شاد و سرور رنج و ملال دل سے دور تھے کہ دروازہ ہر گز	



ایک قتلہ ہوا اور ابعبانہ پوچی سلام کیا اور کان میں قنطورہ پوش کے چند گئے کے قنطورہ پوش سے آدھرو گھنٹی اور  
 عمرو سے کہا کہ خواجہ اب ہم ایک دم نہیں ٹھہر سکتے کل ملک فرعون نے کو باجنگے پشکر عمرو روٹنے لگا کہ اب معاملہ میرا بڑا ہوا  
 پھر خواجہ نے نہایت لجاجت سے کہا کہ اگر آپ دو چار روز ٹھہر جاتے تو حمزہ کا بھی استقبال ہو جاتا قنطورہ پوش نے  
 کہا غیر ستاری خاطر سے دو ایک روز میں ٹھہر جاؤنگا مگر میں خبر آئی کہ حمزہ داخل لشکر ہوئے پشکر نقابا قنطورہ پوش  
 نے کہا کہ میں عمرو کو تخت پر بٹھا کر اور دشمنوں کو ان کے شاہر جاؤنگا عرض قبل جنگ بجا اور امیر کو معلوم ہوا یہاں بھی  
 کھارہ گز گزایا شب گذری صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے لشکر نقابا راستہ نریمان قبل سوار میدان میں آیا پہلے  
 مطلب کیا چالاک نے میدان کو فرق کیا تمام لشکر میں علم جلوہ گری پڑا امیر اشقر کو چیر کر سائے تخت بادشاہ اسلام  
 کے آئے اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ ارادہ کیسے بلکے جاتے دیکھیں میں مقابلہ نریمان قبل سوار  
 سے کروں امیر نے عرض کیا اے شہر بار خدا تخت بادشاہی کو آباؤ کے آپ پر بارغ لشکر اسلام میں یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ  
 میرے ہوتے آپ میدان میں جائیں بلکہ رخصت دیکھیں اور میرے حق میں دعا کیجیے کہ آج میری پھر در دگار عالم رکھ لے اور  
 اس کا در پر خلیفہ کرے کہ اتنے میں نریمان نے پھر حمزہ کیا کہ اسی حمزہ کیا دیکھائی ہو امیر کو غنڈا غضب طاری ہوا اور  
 بادشاہ اسلام سے کہا کہ حضور نے دیر لگا کر بیٹھے سنو اسے اب میں جاتا ہوں خدا حافظ میرا بادشاہ اسلام نے فرمایا  
 کہ پھر دھرو در دگار کیا امیر اشقر پر سوار ہو کر میدان کو پہلے جب برابر نریمان قبل سوار کے پہنچے تو نریمان تکلم کیا  
 ہوا بعد اس کے حمزہ بازی ہوئی برابر رہے گز رہے اس میں بھی ایک دوسرے پر غالب دیا شمشیر زنی موقوف رہی کشتی ہوئے  
 کئی امیر لڑ رہے ہیں اور پھر در دگار عالم کو یاد کر رہے ہیں قیسرا دن کشتی کو ہر کہ ایک آسمان پر تڑگڑا ہٹ پیدا ہوئی  
 بجلی چلی نکلا ابر ٹھایا ہوا قنطورہ پوش نے عمرو سے کہا کہ خواجہ غضب ہوا خداوند فرعون شاہ نازل ہوا آستے  
 میں وہ ابر پٹھا اور چالیس زنگی سیاہ قام سرخ پوش کلا جھادی سرور پر رکھ ہوئے دکھائی دیے پہلے نریمان بھاگ  
 لپٹے اور اسکی مشکین باندھن تازہ سے مارے تل وزخیر میں گرفتار کیا پھر قنطورہ پوش اور مینون نقابا اردن  
 کو امیر کر کے لیکر سب آسمان روانہ ہوئے اور لشکر سے بھاگ کر کہا کہ جلد جلد فرعون نے کو باجنگے پشکر عمرو و مینون  
 شہرنا اور اگر کوئی شخص شہر سے شریک ہو کر آئے گا وہ مارا جائیگا پشکر قنطورہ پوش نے آواز دی کہ اے خواجہ  
 عمرو خبردار ہمارے پیچھے ڈاٹا اور لشکر میں ہمارے شریک نہونا یہ پشکر عمرو نے آدھرو گھنٹی اور وہاں سے بھاگا  
 امیر کے سردار سب جہ سے رہا ہوئے اور حمزہ مرد شاہ یہ حال دیکھ کر کارا کہ تقدیر کی میں نے کہ اب عمرو سے  
 خوف ہو جاؤ یہ لکھ اپنے لشکر کی طرف چلا اور صر بلوان عادی تخت شدادی پکار کر عمرو پر دوڑا عمرو پکارا کہ او  
 نک حرام اس روز قدحوں پر میرے گرا تھا اور تو کر میرا ہوا آج میرے قتل کے دربار عادی نے کیا کیا  
 ہو آقا میرا حمزہ ہوا اور ایک طرف سے تمام سردار قید میں جو تھے اپنی اپنی جید توڑ کر دوڑے بکھڑا لشکر امیر کا  
 دوڑ پڑا عمرو بھی نہ بکھڑا ہاتھ سے کڑ کر روٹے لگا اور دوسرے ہاتھ سے آتش بازی مارتا ہوا ایک سمت  
 بھاگا تمام سردار دن اور امیر نے عمرو کا قاتل کیا عمرو گھبرا کر ایک ہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں جا کر حق سے آگ  
 نکال ال دیو تندک کا آگ پر رکھا پس اسی دھند یک پہچا ہوا اور عمرو کو مٹا لیا امیر کا رسا و مٹا رکھا  
 باجنگے عمرو نے کہا کہ اے عرب جہان بادشاہ تیری فکر سے فاضل نہ رہو گا تجھ میں سے بچنے نہ دیکھا امیر مجبور و ناچار  
 پھر کرد داخل لشکر ہوئے جشن شاد کیا کہ خدا نے یہ بلا دفع کی لقا جمشید اختی اور خورشید اختی کے پاس گیا اور  
 زندگان میں دیدی قدرت مراد کھاٹے کہ کیونکر اس دزد با یک گردن کر بٹایا اور حمزہ کا بھی اب قاتل کر دیا



سب احمقوں نے کہا کہ یا خداوند جو تو چاہیگا سو کر لیا تیرے غضب سے ڈرنا چاہیے جان لقا اور حمزہ و احمق جبران  
کو اسی طور پر چھوڑ دے

چند کے داستان عمرو کا شہر فرنگ گوشہ میں جانا اور امیر جوجوان کو صاحبقران جا کر لانا شہر ختم ہوا  
اور امیر با توغیر سے لڑوانا بیان کیے جانے میں غرض

اپنی ہمت پر نہ مغرور ہوں محبت واسلے | بحقیقت تجھے مجھ سے نہ حقیقت واسلے | اگرچہ مقدر تو نہیں محنت و شوکت واسلے  
کیا غرض لا کھنڈانی میں ہوا دولت واسلے | اسکا بندہ ہوں جو بندے میں محبت واسلے

تحت دھڑ سے فرست کسی صورت نعلی | رفته رفته یہ مرے شوق کی فویت مچنی | خط جو کسوا ہوں ان خبر فطو کو میں کہی

بسترو سے نہیں دیر یا کو کھڑی بھر فرست | کوئی دم فکر طلب سے نہیں صل راحت | غیر عین کی ترقی سے بڑھی کم ہمت

جیسے جی سب تھے شریکِ نعم و محنت: **ایک دم دھمکن دھونس دیا روغنزار** | **اُس مردن ہوا بجس و تنہا ناچار**  
**میں نے حکیم محاورہ سے اسرار** | **میں نے کثرتِ پروا نہ زار تھوڑے**

سین مجروح محاورے بائیں مزار  
 شکل تصویر میں رکھتے تھیں کوئی خاص  
 سین مجروح محاورے بائیں مزار  
 شکل تصویر میں رکھتے تھیں کوئی خاص

بلی و قس تجھے برگشتہ صفت درود نون | کعبه میں خاک اڑاتے پھرے انور دنون | انور نے صاف کسی طرح گھڑی بھر دنون

پشتم بارتیری دشمن آرام دشمن  
الب جان بخش سے اعمار میسا پسید ا  
کھائے بائے مری جان حین بر خدا

اس قدر شعلہ فشان ہوا کہ سوز و گداز  
 ہر سرسوسے پر ہر شہر کا انداز  
 بجبجھون کیا خود بخود اگ لگ کر  
 اس قدر آجائے تو ہر رویت کی دوا

[بھوڑے میں علم چون غم آتش باز] [سیری شرح تیش دل کی کنا بت واسے]  
 [فخر کا نام و نشان ہو نہ میسا کا پتا] [سر بالین نہیں اب ایک بھی جیتا ہوا] [خوش رکھے کو خدا می تو ہلتا ہر عمر]

بہت سے بہتر فلم بہت پرچم و دوق | کیا کہیں کرنے میں کس طرح بے رحم و مسل | ابھی افسانہ حضرت کبھی غنیم کا قصہ

دل سے پھر کہنے میں ہر لمحے ہر کلمہ دل کرتا | اور ذوقِ ادب کا حال میں ہر دم و صحبت دعا  
قل تسلیم نہ دو باخدا رہن میں اعز ذوق | کہنے دعو کے گم نہیں دین میں اعز ذوق | کیلئے شک ہے ترغیب و تحن میں اعز ذوق

ماکیان حکایت عجیب اور بادیاں روایت غریب یوں روایت کرتے ہیں کہ وہ پوتہ تک جو عمر و کوڑا ٹھاکر لیکتا تو ایک داس کو

مین لاکھانا اور عمر کے ساتھے اپنا سارا حال بیان کیا عمر و سنے کہ اے مرشدک تو دیکھتا ہوں کہ میں کس حال میں گرفتار ہوں  
صبر کر مین تجھے میری مشق کو لے دیتا ہوں دیو مرشدک تو چلاگ اور عمر و اپنے حال پر گریہ و زاری کرتے لگا دیو تک



اور لاواہر بھی کی نشانیاں اور علامتیں عیان نہیں اگر اسکو تو جاکر صاحب قرآن جاکر لے کر نکالے تو کلمہ مرہ اس عرب کا  
تو دیکھا بس یہ تصور کر کے بائیں فرنگو شیعہ صبح کی چلا تھا سہ پہر کو شرمین پہونچا ڈھونڈنا شروع کیا کہ وہ لڑکا کائن  
اس تلاش کر کے ہار سوچ چوک میں دیکھا کہ وہ لڑکا پندرہ ماہ شب چار روہ کے جلوہ آراہو اور جو اہر کا کھیر  
اس کے آگے لگا ہوا غریب و فروخت ہو رہی ہر دکان پر عجیب گھامی بڑ بنگاہ اول بچا کہ یہ وہی جوان رعنا ہر بلدی  
سے کتا سے جا کر صورت اپنی سوداگر کی بنائی اور دوکان پر آکر کھڑا ہوا دیکھا کہ ایک نعل اس کے آگے رکھا ہوا  
سے قریب آکر کھا کہ لعلی ذرا مین دیکھوں وہ نفل ماہ سا کہ ایرج اسکا نام ہوا غنہ دیکھ کر کھا کہ اسی عزیز بن  
اسے دس ہزار کو مول لیا ہوا اور تو لعلی کتا ہر عمر دے کھا کہ صاحبزادے نعل تھے نہیں دیکھا ہوا ایرج نے  
برہم ہو کر کھا کہ اسی سوداگر اگر تیرے پاس نعل ہو تو دیکھا کہ عمر و ہنسنا اور مکر میں ہاتھ ڈال کر ایک ڈیبا نکال کر کھوٹے  
لگا جب وہ ڈیبا نعل اس میں سے ایک نعل در نشان ابسا نکلا کہ چھوٹ پڑنے لگی جو جو دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے  
سب اس نعل کو دیکھ کر در با سے حیرت میں غرق ہوئے ایرج نے کھا کہ واقعی یہ کچھ اور ہی چیز ہوا در وہ  
اس کے ساتھ لعلی ہر پوچھا خواہ صاحب اسکی قیمت کھا ہر عمر دے کھا ساتھ ہزار کا ہوا ایرج نے کھا نہیں  
ہزار تو مین دینا ہوں اگر تو بیچے تو ابھی مول لیتا ہوں عمر دے کھا کہ لعلی لایے رو بہ دیجے ایرج رو بہ  
وینے لگا تو عمر دے کھا کہ اسی نفل میں بیٹھیں یہ نعل بنا ہوا ہر نکو شناخت نہیں ہو سکر ایرج نے ہنس کر کھا کہ اسی  
عزیز مین ایسا ہوں کمالی اور مصنوعی مین عزیز نہیں ہر عمر دے کھا کہ تم سب کو نہیں ملی ہو کہ لعلی اصلی ہر سب  
نے کھا بان لعلی ہر عمر دے پانی ایک پیالے میں مخلو کر وہ نعل اس میں ڈال دیا اور اسے جد کر دیا پھر  
بھر کے بھر کر کھولا تو شربت شاہ تا شاد دیکھ کر سب کو ایک حیرت ہو گئی لیکن ایرج کو خواہ سے مضبت  
ہوئی پوچھا کہ آپ کا نام کھا ہر عمر دے کھا کہ خواہ سعد شامی میرا نام ہوا ایرج نے کھا کہ آپ کس مقام  
پر شریف رکھتے ہیں عمر دے جواب دیا کہ سرابن آزاد ہوں ایرج نے کھا کہ اسباب سرا ہے اس خوا  
لایے میرے گھر مین قدم رنجہ فرما لے اور فرخ بازار گان ایرج کا باپ وہ بھی کمال گر وہ بہ  
ہوا اور متنب کرنے لگا کہ حضور جلک فقر خانہ کو ردنی دیجیے آپ کا نام ہوا اسکو کچھ تعلیم کیجیے عمر دے کھا کہ بس جو شتم  
میں چلنے کو موجود ہوں غرض کمال انگار سے پیش آیا عمر و بیٹھا ہوا تھا کہ ایک لڑکا لانا اور ساز بجاتا ہوا  
مکان کے اندر آیا بھر دیکھنے کے ایرج سے کھا کہ بھائی یہ پیر مرد جو آپ کے پاس بیٹھا ہے یہ ثابت مکار  
اور فرمایا ہوا اس کے فریب میں نہ آنا زیادہ رابطہ در خانہ عمر دے ہر سکر اپنے جی میں کھا کہ بیشک یہ لڑکا لانا  
متنبی ہوا ایرج سے پوچھا کہ کون ہوا ایرج نے کھا کہ میرا بھائی ہو مگر مدد دیا ہر ثابت ذوق و ذوق و  
مکار ہوا گا خوب ہوا اسکا لانا سب کو مرغوب ہوا عمر دے اپنے دل میں کھا کہ اگر تو عیاری سکھا لیگا تو ہر  
یہ عیار بے دل ہو گا عمر دے کھا کہ محبت سے اسے بلایا اور پوچھا کہ نام بخار کیا ہوا اسنے کھا کہ شاہ پور  
عمر دے کچھ ایسی دو ایک باتیں اس سے کہیں کہ شاہ پور کو بھی عمر دے کے ساتھ الفت پیدا ہوئی مگر کارا  
کہ مجھے فیکہ و فی ذکر مین تھا اسے دم میں نہ آتا تھا ایرج نے کھا کہ بھائی تم ایسے بزرگ سے ایسی بیوہ  
باتیں کرتے ہو خدا سے نہیں ڈرتے ہو شاہ پور ر شہر دل سے کھا کہ اس کے کر سے خدا ہی بچائے ان کے دام خرب  
میں نہ ہنسائے غرض ایرج اٹھا اور ہاتھ پکڑ کر لے آیا پاس بیٹھا با عمر دے کھا کہ میان کچھ گا جاگو بھی اپنا لانا  
سناد شاہ پور شہر دل سے کھا کہ مین کیا گویا ہوں جو کسی کی فرمائش سے گاؤں جب خود میرا جی چاہیگا تو مین کچھ



کا دنگا عمر و سنے کہا کہ تیار ہو کر صبح کا بھی کچھ پاس دعا پڑھا آخر کار شاہد ریشہ دل نے چوتھو بجاکر باہر نکلنا  
یہ غزل گانا شروع کی غزل

سحر جو آئینہ یہ رشک ماہ دیکھتے ہیں	نگاہ دیکھنے والے نگاہ دیکھتے ہیں	کچھ اسطرح کے دو قائل سوال کرتا ہے
ہمارے منہ کو ہمارے گواہ دیکھتے ہیں	ہمیشہ کئی بھی ادا کسی نہ جنتی ہے	بنا ہے جاتے ہیں بیک تباہ و بیک
کوئی بھی مجھے شب و روز یہ نہیں کہتا	آنسو چلو کہیں جلدی وہ راہ دیکھتے ہیں	تدا کا خوف نہیں پر ہون سے نہ ہون
گناہگار نہ یہ سبے گناہ دیکھتے ہیں	اسی کو اسٹل آنکھیں خدا نے دین ہو کر	کر دوزخ شب یہ سفید سیاہ دیکھتے ہیں
غرض نہیں ہر انھیں طار کی بجلی سے	جو خوش نصیب دی بدو گاہ دیکھتے ہیں	خدا کو اسٹل پودا رخ کی خبر جلدی

ہم اسکا حال نہایت تباہ دیکھتے ہیں خواجہ عمر دین امیر شہری نے کل پردہ کب کھنکھار بھیر و ن سات  
و نیم بچ گناج بھاگ سو ہی و غیرہ کے نظم کے شاہد ریشہ دل نے کہا ہو تو بند سے گردل جو ان ہر اور صاحب مذاق  
کی یہی پہچان ہر ادا تباہ ہون ایک عالم کہتے فریب دیا ہر عمر و اسکی باتوں پر ہنس رہا ہے کہ اس میں فرخ باز ارگان  
ایا عمر و اسکی نظم کے واسطے اشعار میرج نے استقبال کیا عمر و نے دیکھا کہ خواجہ فرخ آدرودہ کمال ہر چہرے پر گرد  
لال ہو عمر و نے پوچھا کہ خواجہ صاحب اس وقت خاطر خاطر پر کچھ کھڑا ہوا جاتا ہے اسکا سبب کیا ہے کچھ بیان کیے  
سچ پوشیدہ کو بیان کیجئے خواجہ فرخ نے کہا کہ اے خواجہ سعد شامی آپ ہمارے میں میں آپ سے  
کیا کہوں عمر و نے کہا کہ آپ (ماتھے تو سی اس وقت نہایت آپ کو صدر ہو میں علم نجوم و رمل میں بھی  
دخل رکھتا ہوں کیا کچھ بتا رہا ہوں حال اشیا سے کم شدہ خوب بتا ہوں خواجہ فرخ نے یہ سنکر آبدیدہ  
ہو کر کہا کہ اے خواجہ سعد شامی آج ایک گیند اماں جو اہرہ دشا ہی میں سے مع درج فائز ہو گیا ہے  
اور پتا نہیں لگتا عمر و نے کہا کچھ تشویش کا مقام نہیں ہوا بھی معلوم ہوا جاتا ہے اسکا حال فوراً کھلا جاتا  
ہو عمر و چونکہ علم نجوم میں شاگرد رشید خواجہ بزرگ چمر کا ہر اسی وقت زہیل سے خرم لگلا اور تختے پر  
پھینک کر کچھ کاغذ پر لکھ کر بہت خور سے دیکھا اور سر اٹھا کر خواجہ فرخ سے کہا کہ ابھی وہ گیند نہیں ہو کہیں گے نہیں  
لکھ گھڑی میں کسی نے لیا ہوا ایک طفل نے پوشیدہ کیا ہے خواجہ فرخ نے کہا کہ آپ یہ بھی بتائے کہ اس  
لڑکے نے لیکر کس مقام پر رکھا ہے عمر و نے پھر کاغذ کو دیکھنا شروع کیا اور بعد گھڑی پھر سے  
سر اٹھا کر کہا کہ فلان کو ہماری منہ دون کے ستارے زمین کو درگازا ہے آپ وہاں جا بیٹے اور  
بے تکلف کمال لاسیٹے پسکر فرخ باز ارگان اسی وقت اندر مکان کے گیا دانتی جہاں عمر و نے  
بتا یا تھا وہیں گیند ملا خواجہ فرخ بہت مسرور ہوا اور وہ گیند لیکر آیا امیرج کو اعتقاد و جہد ہوا لیکن  
شاہد ریشہ دل میں کہا کہ خدا کرے افشا سے راز نہ ہو مگر خواجہ فرخ خواجہ سعد شامی سے بہت خوش  
ہوا اور کہا کہ آپ امیرج کو اپنا غلام بنا لیں اور جو جو کہ آپ کو آتا ہو وہ سکھائے خواجہ سعد شامی نے کہا  
کہ میں اسے ایسا تعلیم کر دنگا کہ ہر فن میں اسے بگاڑا آفاق کر دوں گا مگر سکھاتا اسکا کام ہے یہ باتیں نہیں کہ چہ بڑا  
آیا اور کہا کہ اقبال شاہ نے امیرج کو بلایا جو راوی کہتا ہے کہ بادشاہ شرف فرنگوشیہ کا مالک  
بن ملکوت شاہ کمال جان پرورد و رعیت نواز ہوا اقبال شاہ اور ارسلان شاہ اسکے دو فرزند  
نہایت جہانزدہت و ہمت و شہر میں چنانچہ اقبال شاہ سے اور امیرج سے باہم کمال محبت ہر انتہائی الفت و نظر  
اقبال شاہ کے ملازموں سے ہر اور فن کشی میں بے نظیر ہوا اور ارسلان شاہ کا ہلوان خراب ہر روز دھانی



میں ۴۰۰ اب ہزاران دونوں میں کشتی غریبی سے ایسی سب سے ایرج کی بھی طلب ہوئی ہو ایرج سے خواجہ سعد شامی  
 کو سنا ہوا اور حضرت بن اقبال شاہ کی آیا خواجہ سعد شامی کو اقبال شاہ سے بگڑ کر دیا اور کہا کہ یہ میرے  
 استاد ہیں انکو بھی فتنوں پہری کے پست سے یاد ہیں اقبال شاہ ایرج کو ساتھ لیکر سوار ہوا شہر سے باہر ایک بار  
 تھارہ ان آیا دیکھ کر کشتی گیر بن بن باگیا بگڑت کتے ہوئے بیٹھ بن دھول بج رہا ہوا وہ تاشانی جمع ہوتے جاتے ہوا تھے  
 میں سواری ارسلان شاہ کی آئی دونوں بھائی ایک جگہ پر بیٹھے ایرج نے ارسلان شاہ کو سلام کیا اٹھنے فرود اجیت  
 ہو چس ایرج و ماٹشا بھلا پھاٹے اگر موجود ہوتے بیچ ہوتے تگا ارسلان شاہ نے کہا کہ کیرن بھائی اب کشتی پر اقبال شاہ  
 نے کہا کہ ابھا پانچ پانچ ہزار روپے ایک تے دوسرے کے ساتھ ملکر لکھ بے اور شہر ماہولی کہ جسکا پتلوان تاب تے  
 وہ ان دونوں کو اپنے طرف میں دے دے تب شہر مزبور پہلی تو اس وقت دونوں پتلوانوں کو حکم ہوا کہ ان ایک دوسرے میں  
 آو اور صرف کشتی جو پس اوجہ سے نظر طراول جائے اور اوجہ سے غراب بڑھا اگلا دے میں کو دوسرا کشتی لڑنے کے  
 اب ہجوم عام غنائی کا ہو گیا وہ دونوں کشتی گروں میں داخل ہوئے پھر بہت دن اور دونوں شہر اوجہ سے تاشا کشتی کا دیکھ کر  
 زمین میں پہنچ کر کشتی ہوئی تھا ساتھ کے دونوں بیچ ہو گئے پھر بن بنی تے کہ نظر طراول ملے ہو اور اگر اقبال شاہ  
 سے کہ کہ میں غراب سے نہیں لڑ سکتا غراب بیکر بیکر نکلا کہ وہ مارا میں نے شہر چیتی کیا بھان ہر کس کی ج جیسے وہ بھگت  
 اگر رستم بھی ہوتا تو وہ میری غلامی کا حلق کان بن پٹھا گمان ہر سام دہریز ان اور گمان میں بدیع الزمان کشتی گیر اور  
 حمزہ صاحب قرآن لکھ پاتا کہ آتے برسے اور پانچوں تو اسے اٹھائے کہ عمر کو لاف دگذاں اسکا برا معلوم ہوا  
 اور ایرج سے خطاب کیا کہ تم سنئے ہو یہ کیا مفرقات کہتا ہے کہ اسے جا کر نہ مروت کر دیتے ہو سکتا ہو ایرج نے اس کے  
 اپنی حالت و قوت سے آگاہ نہ تھا جواب دیا کہ خواجہ صاحب آپ کیا فرماتے ہیں مجھے اس سے کیا سروکار ہے میں کشتی  
 لڑنا کیا جانوں یہ میرا کب شہر ہو عمر و سنے کہا کہ ایرج تیرے بادشاہ کا پتلوان ذلیل ہو اور شاہزادہ مغفل اور  
 سرنگون ہو جائے غمزدہ کا مقام ہو ایرج نے برہم ہو کر کہا کہ خواجہ میں پیارہ بنیا آپ مجھے یہ گفتگو نہ بیٹھے میں لڑنا کیا  
 جانوں یہ شکر عمر و سنے کہا کہ اگر بگڑ جائے افتاد ہو تو یہ جان لے کر میں ہا مل فن علیات میں بھی کامل ہوں اگر کہیں  
 کم قوت ہو میں تو بیکر اٹکے بازو پر باندھ دوں تو وہ دبو کو بچا دے اور تمام زمانے کے پتلوانوں کو زیر کرے  
 لکھ ایک تو بیکر ایرج کے بازو پر بارہ دبا ایرج نے کہا با استاد میں دونوں بیچ کشتی کے نہیں جانتا عمر و سنے  
 کہتا ہے بجا کہ جہد کشتی کے جاتے اور پھر بیکر ایرج پر دم کیا اور سامنے اقبال شاہ کے ہا اور کہا کہ  
 ابھی روپیہ خریدا نہ دیکھے گا اقبال شاہ نے کہا کیوں نہ دینے کا سبب کیا ہو خواجہ نے کہا کہ ایرج اس سے لڑنا  
 اور آپ کے اقبال سے آتے پھار لگا اقبال شاہ نے کہا کہ خواجہ کچھ متھن خیر ہو اور ایرج سے ہنس کر کہا کہ کیوں تم  
 لڑو گے اس بچہ دیوتے کیونکر عمدہ برا ہو گے خواجہ سعد شامی نے کہا کہ ایرج شہر مار آپ تھا خلاصے اور ایرج سے  
 کہا کہ جا کر لڑ ایرج غراب کشتی گیر کی طرف چلا جب سامنے آیا اور خواجہ بھی ساتھ تھے غراب نے کہا کہ اسے لڑنے کے  
 تو مجھے لڑنے کا ہر خواجہ نے کہا کہ مجھے زیر کرنے آیا ہے غراب نے غضب تک ہو کر ایک شاگرد کو اشارہ کیا کہ اسکو زبا  
 گو شمالی دیے بل اسکا نکال دے شاگرد اسکا ایرج پر چلا جب قریب آیا اور ہاتھ ملایا ایرج نے ہنسا دیا کہ وہ دور  
 جا پڑ ایرج نکلا کہ اور کسی کو بھیج دے شاگرد کا یا اپنے کو لے پر لاد کر مارا چاروں خانے جت گرا غراب یہ حالت دیکھ کر  
 ہکا بکا چھو کر سے میں آیا بیکر دوڑا جب ایرج کے پاس آیا اتنا دیر چان کے پٹا ایرج بھی اس مودی سے لپٹ گیا وہ  
 بیچ ہونے لگے خواجہ سعد شامی کمرے دیکھ رہے تھے غراب لہجہ پر پھرا ہوا اور چاہتا ہی کہ ایرج کو میں ڈالے کہ میں



ہاتھ ڈاکر اٹھائے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیچ مغرب میں چاند اٹھ گیا ہو یا سورج کو گھنٹا ہوا سو گنت خواجہ سعد شامی پکارے کہ  
 ہاں ایو ایم ج کمر میں اسکی ہاتھ ڈال دے اور نہ کر کے اٹھائے ایم ج نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈاکر بائیں ہاتھ قلاب تانان کیا  
 زور کیا اور اس قبل کہ اٹھا لیا غراب نے چاہا کہ پالان اندر ڈاکر ہاتھ بندھ کر نہ لے سکے خواجہ پکارے خبر دا چرچ دیکر میں  
 ہمارے سر پر ہنخ دیکر غراب کھنہ میں ہمارا کہ نقش بلیا وہ کاوا کھا کر چاہتا تھا کہ سبھل کر اٹھ بیٹھے ایم ج نے ریکہ  
 گھسا دیا کہ چارون شاہ نے نہت ہو گیا زن سے چھاتی پر چڑھ بیٹھا اقبال شاہ نے دوڑ کر گئے سے لگایا اور تقریبین کرتا ہوا  
 اپنے پاس سے آیا تمام باغ میں ایک غلغلہ تھا کہ کمان ایم ج اور کمان غراب ایک بندہ نے ہاتھی کو کھینچا ڈالا ایم ج کو خواجہ  
 کا اعتقاد زیادہ ہوا بدل و جان انکی اطاعت پر آمادہ ہوا اپنے مقام پر گیا اور سرار سلطان شاہ کمال رنجیدہ ہوا اور  
 مالک بن ملکوت شاہ کو سکاپہر گنہرا کہ آج ایم ج نے غراب کو کھینچا ڈالا مالک کو یقین نہ آیا کہ ایم ج کو اور غراب  
 کو بلاؤ چہ اسنے اس وقت حکم پہنچایا اقبال شاہ ایم ج کو ساتھ نیکر باب کی خدمت میں آیا اور سرار سلطان شاہ  
 غراب کو لعنت طاعت کرتا ہوا باغ عرض نب مالک بن ملکوت شاہ کے سامنے آئے تو بادشاہ نے غراب سے پوچھا کہ  
 تو اس ریکہ سے زہر ہو گیا اٹھنے لگا کہ پالان میرا بھسل آیا تھا یہ نہ کا مجھے کیا زہر کو خواجہ سعد شامی نے ایم ج سے شاہ  
 کیا اگر اب مجھے زہر سے واسے چیر کر پھینک دے ایم ج نے بادشاہ سے کہا کہ اگر آکر ٹھک ہو مٹا لیجئے جگہ اور اسکو بار  
 وگر زہر واسے دیکھ لیجئے گا جو کوئی غالب آنے گا مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ اٹھاؤ اتنا ہم سوچ کو جا رہے سامنے  
 کشتی ہو خبر خواجہ باز رنگان کو ہوئی کہ خواجہ سعد شامی نے ایم ج کو غراب سے لڑوایا اور صبح کو دوبارہ کشتی  
 ہوئی وہ وہ پیٹ پکڑے ہوئے دوڑا کہ اسے خواجہ سعد شامی کب کا دشمن میرے بیٹے کی جان کا عطا اور شاہ پور ساتھ  
 ساتھ ہکتا ہوا چلا کہ میں تو پہلے کتا تھا کہ ہر دیر زہر آغا بار ہر بڑا جھلسا ہر عرض فریخ بار گاہ بادشاہی میں یاد کیا کہ  
 تمام ضائع کا عجم ہر چار طرف کشتی کی دھوم ہوا اور میں چاہا کہ میان دیکھو کیا اس دیکھو اس دیکھو کچھ اٹا ہوا وہ وہ  
 سبحان اللہ اور میں لوگوں نے نہ دیکھا تھا وہ کفر سے کہ رہے ہیں کہ کھنٹی آنکھوں سے کچھ میں تو بھوکھن آئے خن مشور ہر کا  
 جب چٹا سے جب دو آنکھیں پائے اور بھنے کہ رہے ہیں کہ میان اس لئے کہ سے کیا ہوتا ایسے کشتی گیر سے کب عہد ہوتا مگر وہ  
 نہ صاحب اس کے ساتھ ہر ساری کرامات اسکی ہی اسکی بدولت ہر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بڑا سا اسکو برات دے دیکر لڑوایا تھا اور  
 کچھ پڑھ کر بھڑکنا جاتا تھا کسی نے کہا کہ بھائی بیچ میں نے بھی مشاہدہ کیا تھا کہ ایک توفیق لکھرا اس کے بازو پر بارود ہوا تھا  
 کسی نے کہا بھائی نہ دیکھا اور اسی کا نام ہر نہ پڑھتے تھے کچھ ہوتا ہوا نہ توفیق کا بیان کچھ کام ہو بعضوں نے کہا کہ میان دعا  
 توفیق میں کیوں نہیں اثر ہو بعضوں نے کہا کہ میان اس لئے کہ کا نصیب یاوری یا تو بادشاہ اس سے پاس آمد و رفت علی بابا تھا  
 ایک رسائی ہوئی مقبرہ کا کارخانہ ہو گیا بزرگ زمانہ ہر فریخ باز رنگان : اب میں سنتا ہوا قریب لکھا زہر کے کچھ بنیادہ وقت ہوا  
 کہ غراب لکھا سے میں کھڑا تھا کہ رہا ہو کہ یہ نہ کا مجھے کیا زہر کر گیا اب دم بھر میں معلوم ہوا تھا کہ او سا میں چاہا کہ لکھوٹ  
 گس کر اس کے مقابلے کو جا یا چاہتا ہوں کہ فریخ آکر ایم ج سے لپٹ گیا اور کہا کہ اے عزیز کجا تو اور کجا کشتی کیر جاتا تھا میں  
 مان اس کے مقابلے کو دجا اور خواجہ سعد شامی سے کہا کہ میں تو آکر بزرگ باغ تھا خواجہ باب نے میرے بیٹے کو غراب کہا تو  
 نے کہا کہ اگر خسار سے بیٹے کا ایک روٹھا ملا ہو تو مجھے مسطرح چاہنا پیش آنا مجھے تیرا ران کرنا فریخ نے کہا کہ میں کس طرح  
 سے نہ مانو لگا اپنے بچے کو لڑنے نہ دو لگا اور مالک بن ملکوت شاہ کے قدموں پر سر تار کھدیا کہ بھر رہم کچھ ایم ج  
 کو لڑنے نہ دیکھے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ اے فریخ : تو اس سے لڑا تھا غالب آیا تم گھبراتے کیوں ہو آج  
 اسے پھر زہر کر گیا تھا کہ ٹیکہ دیکھا بادشاہ اسے اور نہ پڑھتا دے اور وہاں گویا ایسا ہی کام کر لے میں بوسین نام پڑھتا



میں پانچویں کا حوالہ نہیں ہوتا۔ پتا تھا کہ ان شجاع اور بہادر سپہ سالاروں نے کراچی پر چڑھایا لیکن خواجہ سعد شامی  
 پر دانت میں رہا اور کاس عرصہ میں ایرج اکھڑے میں کودا غراب سے دست و گریبان ہوا خواجہ سعد شامی دور کھڑے ہوئے  
 ایرج سے کہہ رہے ہیں کہ ایرج اٹھا کر ٹپکے الٹی اس طرح زمین پر مار کہ اسکا پتہ نہ لگے اور ایرج کے حسن کا عالم یہ تھا کہ اکھاڑا ٹپکے  
 نور حال سے نورانی ہو لوگ تقریباً گریہ میں کہہ رہے تھے کہ ایرج کو بھارت پر جب تو شانہ برادے کو اس سے محبت ہو گئی کہ اسکا تھا جو  
 صاحب حسن و جمال ہوا وہ نصیب آور ذی اقبال ہو دیکھو کہ آپ کو بادشاہ تک چو پٹا یا اضمون کا یہ قول ہو کہ اس گھر سے خدا  
 سے بچائے کسی نے کہا کہ میان ایک مرتبہ یہاں سے نہ کر چکا ہوا اب بھی خدا چاہے تو غالب ہے غرض ہر چار فرقت میں ہر چار اور  
 یہاں ایرج غراب سے پتا ہوا کہ از بسکہ ایک مرتبہ کشتی لڑ چکا تھا اب اسے کچھ دنوں میں بھی آگے بن جائے گا ایرج اس پر غراب  
 کرتا ہوا ایرج اسکو خیال میں لا کر غراب پر کھڑا ہوا تو از غمون کی بلند ہو یا ننگ کہ دوپہر کے عرصہ میں ایرج نے نظر اسکا اٹھا کر  
 سوئے بلند کیا اور ایرج دیکر نہ بین پر ہل کر بھائی پر چڑھ گیا خواجہ سعد شامی پکارے کہ اب کی اسے زہر نہ پھونکنا بے فصل  
 کہے ہوئے منہ نہ موندنا پیر ڈالنا ایرج نے جس طرح سے کہ خواجہ نے تسلیم کیا تھا بھاتی پر سے اٹھ کر دو دن پانچ دن سے ایک  
 پانچ دن اسکا دبا ہوا درد و خون ہاتھوں سے دوسرا پانچ دن پھر کیا ایک ہفتہ دبا کر پہلے کے میں ہفتہ تک جسم اسکا پیر ڈالا اور  
 دوسرے ہفتے میں سبز تک جسم تک بن کر کے ایک اور مہینہ کا اور ایک اور مہینہ چال دیا ایک غل ہوا کہ غراب  
 کشتی گیر کو ایرج نے چیرا ہوا فرخ بازار گان ایرج سے دور کر لیا اور کہا کہ پتا تو دوبارہ زندہ ہوا اور مالک  
 میں ملکوت شاہ نے ایرج کو کھلیت دیا اور ایک خلعت فرخ بازار گان کو دیا اور کہا کہ آج سے ایرج کو کہنے  
 ہوتا پتا کیا ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کیا کہ حضور ہمارے کرتے خواجہ سعد شامی کے میں ہفتہ  
 نظام کی بنکامی کے میں انکو بھی سرفراز فرمائیے بادشاہ نے خواجہ کو بھی خلعت عنایت کیا اور دو ہاتھانہ کے دار و درو کو ملک  
 کہ فلان مکان ہمارا درست کر دو اس میں ایرج کو لیا اور ملک انکے واسطے عہدہ لڑ کر رکھا جائے کسی بات کی تکلیف  
 نہ ہونے پائے اللہ بالفضل ہمارے چند خزانہ سرگرم خدمت میں اور ادھر شاہ غراب کا شاگرد اسکے اٹھا کر لے اور  
 ارسلان شاہ عنایت ازردہ اور دینت اسکا کمال خیر مردہ چلے گئے ایرج دوسرے روز دربار میں آیا اور بادشاہ  
 کو آداب بجالایا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ صاحبو تاج کھڑو کو کوئی شہنشاہ ہوا کہ ایرج کو خون سپاہ گری بنائے خوب  
 شمشیر زنی شمشیری جو خون سپاہ گری کے میں وہ کھائے بس یار جی نے آواز دی کہ خون سپاہ گری میں مہارت رکھتا ہوا وہ ایرج کو  
 اور دولت بادشاہی پرانے اپنا پتا سر دیکھائے بادشاہ تو کھلے گا اور دربار میں فرار کر گیا جسکو بادشاہ اگر قرض مالیشان پر  
 بیٹھا اور بچے قرض کے تمام سپاہیوں کا جائز ہونے لگا سو اور پیا دسی جمع ہوئے ایک ایک اپنے تئیں سپاہی بے بدل بانٹا تھا رستم و  
 از اسباب کو نہ تاتا تھا بادشاہ ہر ایک کو دیکھتا تھا کہ اس کا نام اس دن تو بادشاہ نے کسی کو پسند نہ کیا ایرج اور اقبال شاہ بھی  
 حاضر تھے اور ارسلان شاہ ایرج کا دشمن جانی ہوا اب دربار میں بھی نہیں آئے لیکن خواجہ سعد شامی کا شیخے کہ انکے دل میں  
 آیا کہ ایرج کو خود قتل سپہ گری تعلیم کیجئے اگر کوئی اور اسکو تائیگا تو یہ حمزہ کی نظر میں کب ہائیگا اس رات کو ایرج سے کہا کہ  
 ای ایرج تو جوان تو میرا عظیم کتاب تابان ہے رہنا علی کو چو پٹا کہ بادشاہ نے تو اپنا فرزند بنایا دن پر دن تھا رہے  
 واسطے تیری ہر روز درو بیو دی ہوا اب ہم رخصت ہو کر اپنے وطن کو جائے مگر ایرج جیسے کہا کہ خواجہ میر تیمور ہرگز  
 نہ جائے دو گاکسی طرح رخصت نہ کرو گاکا کہ آپ نے مجھے خاک سے پاک کیا ہوا میں ہرگز نہ چھوڑ دیا جو عمر و سنے کہا کہ بخاری  
 غولی ہر خریف و ضعیف کھنے میں جو حال خاندان میں وہ اسی طرح منکر رہتا ہے ایرج اپنی بیوی سے دو فرغ ہو میں  
 وطن کو ہاؤنگا بدلتا رہے پاس خدا ونگا کہ اس عرصہ میں فرخ بازار گان میں آیا ایرج نے سب حال بیان کیا بابا جان



خواجہ سعد شامی بار بار حرمِ خلعت زبان پر لے کر شاہِ بدشاہ سے نظر میں یہ سکر فرخ لپٹ گیا اور کہا کہ خواجہ خلعت  
 طلبی کا کیا سبب ہے تمہارا اجانا بڑا خضاب ہے خواجہ سعد شامی نے کہا کہ فرخ بازار کان نگر ایمرج جس طرح پیارا  
 ہو یونہی سمجھ لو کہ سب کو الفت عیاں کی ہوئی ہے ایمرج نے کہا کہ میں بادشاہ سے لکھ چکا ہوں کہ وہ اس سے بھی  
 آپ کے عیاں و اطفال کو بخود لے گا مگر آپ نے جانیے خواجہ نے جواب دیا کہ ایمرج قطع نظر اسکے گناہوں سے حساب سمجھا ہوا ہے  
 اسے کار ضروری نہ لے کر اسے کما کما بھی کیا جلدی ہر پہلے جانیے کہ معلوم نہیں آپ جاگئے یا نہ گئے گئے گئے گئے گئے  
 مگر ایمرج کو اطلاع کر دیا کہ اگر میں چاہوں تو تم پریشان ہونا غرض مات کو تو یہ منگو ہوئی اور ایمرج کو جو ایمرج بستر خواب  
 سے اٹھا تو خواجہ سعد شامی کہہ دیا کہ پانچ گناٹ اسوس ملے گا سمجھو کہ خواجہ بدشاہ نے لپٹے ہر چہ کہیں کر دیا لیکن میں سراغ  
 پایا ایمرج اسی رنج بن مینا تھا کہ چوہہ شاہی آیا اور کہا کہ بیٹے ایکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے اسی وقت ایمرج خدمت  
 بادشاہ میں گیا مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ کو سلام کر کے کسی پر بیٹھا دیکھا کہ سامنے ایک ایک سپاہی  
 گھوڑا گدھ ہر باہر اور چاہک سوار ہی دکھارہا ہر کوئی برہمی کو بیکر بھال رہا ہر کوئی نیچر کے ہاتھ نکال رہا ہر ایک  
 سوار منلوک روزگار دکھائی دیا شاہیت و بلا تہا فقط نگہ میں دکھائی دے ہوئے کہ کئی جگہ سے کپڑا سا اڑ گیا ہر روئی  
 دکھائی دیتی ہے اور سر پر تلی پتی بندھی ہوئی ہر وہ بھی تلی پتی ہوئی ہر پانوں میں پانچا گارڈ سے کار دہلی سے رہا ہوا  
 پہنچے ہوئے ہر خلعت و نقاہت کا یہ عالم کہ کسی بائیں پر تو کسی دھتے پر بیٹھا چہا ہوا وہ سپر کبدا ریشٹ پر لگی ہوئی ہر پرستے  
 میں تلوار چڑھے کی طرح کی جڑی ہوئی ہر کہ کوئی گڑھی ہر پیلہ باہر نکلا ہوا اور گھوڑے کی کیفیت ہو کہ لاغری سے  
 پسلیاں نظر آتی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوار یہاں گرا وہاں گرا چلا آتا ہے جب قریب آیا تو پکارا کہ ای بادشاہ میں ہوسٹ  
 نیر اعظم آفتاب تابان ہون کہ ایمرج کو فن سپہ گری سکھائوں اور شاہ آفاق بناؤں یہ سنکر مالک بن  
 ملکوت شاہ ہنسا اور لوگوں نے جھٹ مارنا شروع کیا ایک آدمی نے پاس آکر کہا کہ آپ ایمرج کو تعلیم کیسے  
 آپ کے ہر ایک کوئی احمق نہیں آجکل عقل مطلق نہیں یہ ہیت یہ افلاس یہ صورت یہ لباس اسیر دغوسے اتنا بنا کر رہے ہو  
 بیان سے پہلے جاؤ بس یہ سنا تھا کہ آگ بگولا ہو گیا اور پکار کر کہا کہ تم سب جھکو ذلیل جانے ہو ہم تو دے کے صل ہیں صاحب  
 کمال میں کہ تازہ میدان امتحان میں بندہ خاص نیر اعظم آفتاب تابان میں اتنے شجاع کھڑے ہیں بھلا کوئی اس کے  
 توڑے مجھے مقابلہ کرے منہ پر تو چڑھے اس وقت کیفیت کھلے حال معلوم ہو جائے ایک شخص پر چھا پڑ کر سامنے  
 آیا کہ کہا بڑا گڑھا ہے بیوہ بچتا ہوا باورون کا سامنا کرنا تو نظر سے نظر عمر دے گھوڑے کو پیر کر رکھا اسے نیزہ مارا  
 عمر دے نیزہ کو نیزہ پر روکا اور دو چار من رد و بدل ہوئی تھی کہ عمر دے ایک لڑکا اسکی کر پامارہ گرا اور بیوش  
 ہو گیا مالک بن ملکوت شاہ نے ایک دلاور کو کہ نام اسکا پیلان بہادر ہے اسکا کیا کہ اسکو بڑا پونچا پیلان عمر  
 پر دوڑا اور تلوار کا مارا کہا عمر دے بیٹوں سپہ گری کو اسکی نہیں لی بعد اسکے ایک کشتی گیر قادیان پکارا کہ میں اسے  
 سزا کر دوں گا وہ بھی کوئی دو چار گڑھی اچھا انجام کار اسے بھی عمر دے دے پکا اور جتنے بکیت اور بکیت اور  
 ملو اور بیلے دہان سے سب عمر دے مغلوب ہوئے ہر ایک نے حوصلہ پانا اپنا نکال لیا کوئی اس سے عمدہ بنا تھا خواجہ  
 مالک بن ملکوت شاہ نے نہایت انگوینہ کیا اور تمام پونچا خون نے کہا کہ آقا کرک مست ظماق میرا نام ہے  
 بادشاہ نے حکم دیا کہ مغلعت اور اور آقا کرک مست ظماق کو درج بخلوت پکرا لے تو بادشاہ نے ایمرج  
 کو انکے سپرد کیا آقا کرک مست ظماق نے ایمرج کو فنون سپہ گری سکھانا شروع کیے چند روز میں کل فنون تعلیم  
 کر دیے اس طرح ہر کہ پہلے نیزہ بازی سکھائی پھر شمشیر زنی سکھائی اور تیر اندازی بتائی بعد اسکے گھوڑے پر چڑھ کر



بنایا شہسوار بے ہول بنادیا پھر کشتی کے دافنوں سے چمکوا کر لٹاق کر دیا پھر فنون میں بگاڑا فاق کر دیا ایم جی کی تعلیم میں آقا کرک  
مست قلماق نے نہایت اہتمام کیا ہوا کسی کی ہر قدرت نہیں ہو کہ ایم جی پر غائب آئے بھرام فلک کی مثال نہیں ہو  
کو آکر ملائے ایک دن کا ذکر ہو کہ بیرون شہر باغ بہشت آئین ہوا ان ایم جی دندش کر رہا ہوا سو اسے آقا کرک مست  
قلماق کے اور کوئی وہاں نہیں ہوا اتفاق کارار سلطان شاہ اودھ سے نکالے ہوئے آتا ہوا ایم جی دروازہ باغ پر کھڑا  
ارسلان شاہ غراب کے مارے جانے سے ایم جی کا دشمن ہو گیا تھا قریب ایم جی کے آکر کہہ کر اس کو اس فوش بجا داری  
تو نے کیا یہ بھکر میوے پہلوان کو مار ڈالا پھر بچے میرا خون نہ لایا یہ کہا سنو گی ہر بڑا قریبی ہو ایم جی یہ کڑی کڑی شکایت ہو اکر غصہ کو  
روکا اور کہا یہ کیا اغار لکھو گی میں ٹھکرا پتا شاہزادہ جاتا ہوں کہا کہوں اگر کوئی اور اسطرح کے کلام کرتا تو اسکو بے سزا ہو پتی  
ارسلان شاہ نے یہ کہی کہ تو بے سزا ہو پتا بننا اور تو کب کب دھڑکے جیسے ہی شاہزادے نے عموں کا وار کیا ایم جی نے دھار  
تھواری کی بجا کر اپنے جھنڈے میں ڈاکر غبار چھین لی اور کرک میں ہاتھ ڈاکر اٹھالیا اور کہا کہ ہر شہزادے میں ہر ٹکڑے کی نقش زمین ہو جائے  
اور جیسی کا دودھ یاد آجائے ہر ایک سے زبان درازی کو نے ہوئے ڈرنا خرد اما اسطرح کا کلام نہ کرنا یہ بھکر چھوڑ دیا کہ اس  
عرصہ میں اقبال شاہ بھی آیا آئے تھے ایم جی ارسلان شاہ کو بھجایا اور لوگوں نے کہا کہ آپ نے بہت برا کیا ارسلان شاہ  
غصت زدہ ہو کر چلا گیا ایم جی کو آقا کرک مست قلماق نے خدمت میں مالک بن ملکوت شاہ کی پہونچایا مالک نے  
برہم ہو کر کہا کہ اس بھاکو بھی ماتہ غراب کے تو نے مار ڈالا ہوتا ایم جی نے جواب دیا کہ ہر دم شدہ وہ میرا شہزادہ تھا جو  
میرے ساتھ کیا اچھا کیا مالک نے ارسلان شاہ کو بلایا اور کہا یہ جی رہا ہے تو کسی حالت میں تمہارا پاس  
ماہرین وہ رہتا ہوا اساتذہ سے چلا گیا اور شہر فرنگو شہ میں بھی نہ خیرا خیرا دیکھوں کو ساتھ لیکے سوار ہو کر ملک فرنگو شہ  
کو روانہ ہوا وہاں اسکے دادا کی ٹھکانہ ہے اس شہر کا ملکوت شاہ بادشاہ ہے جب یہ فرنگو شہ میں پہونچا تو ملازمت  
ملکوت شاہ کی حاصل کی نہ ردی چونکہ ملکوت شاہ نے اسکو فرزند کیا ہے آزدہ جو دیکھا پوچھا کہ باعث رحمہ کی کا کیا  
ہو ارسلان شاہ نے کہا کہ میں حضور سے رخصت ہوئے آیا ہوں کسی طرف کو نکل جاؤں بے غری کو ہر انہیں سو اسے  
بلا وطن ہونے کے چار انہیں ایک تاج پر کے واسطے اباجان نے ٹھکروں سے روٹی دی کہ اسکی نظر دن سے بھی اٹھا  
یہ لکھ رہے تھے ملکوت شاہ نے پوچھے کہ گئے تھے لگا یا اور کہا تو خاطر جمع رکھ میں اس تاج پر کو بے سزا ہو پتا ہوں یہاں  
پکڑو اسے ہوا تا ہوں یہ لکھ ایک نام مالک کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ایم جی کو باندھ کر ہمارے پاس بھیج دے اور اقبال شاہ  
کو دو چار تمہارا مارنا اور اگر یہ نہ کر لیا تو میں بری طرح پیش آؤنگا اور تمہاری صورتوں سے سزا ہو جائیگا جب وہ نامہ  
لکھا گیا تو جیسے زنگی اور جیسے زنگی کو دیا کہ تمہارا مالک ایم جی کی شکایت باہر چکر تمہارے حوالے کر دے تو  
جہاں انہیں نہ تم آگے باندھ کر لے آؤ یہ دونوں نامہ لکھ کر روانہ ہوئے جب نزدیک شہر فرنگو شہ کے پہونچے تو مالک نے  
خبر سن کر اپنے سرداروں کو کہا کہ جاؤ اور استقبال کر کے انکو لاؤ چل کلام میں وہ زنگی داخل بارگاہ ہوئے دونوں نے آکر  
مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور کہیں ہوا کہ نیچے مالک نے حکم دیا کہ انکو جام شراب کا دو بیک مالک بن  
ملکوت شاہ ساتھی نے جام بھر کر دیا جب دو تین جام شراب کے پیے اور دماغ اکافشہ میں آیا اور اودھرا آقا کرک مست  
قلماق ایم جی کو مسل و کھل کر کے لایا اور اسے بھر کھاتا ہوا آیا کہ ایم جی خیر داریاں زنگیوں سے نہ دینا ہرگز انہیں  
نہ سمجھنا غرض ایم جی آکر اپنے دغل پر بیٹھا جیسے اور جیسے نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو دیا کہ تمہارے باپ نے  
یہ نامہ بھیجا ہے مالک بن ملکوت شاہ نے دیر کو لایا کہ دیا اور کہا کہ اسے بڑھ کر اس میں کیا کھا ہے اسنے باور بندہ بڑھت  
شرع کیا مالک بن ملکوت شاہ مضمون سے آگاہ ہوا اور کہا کہ ای جیسے اور جیسے ایم جی بیگناہ ہے نصیر دار ارسلان شاہ



ہر وہ شکرانہ دونوں نے کیا کہ ہم کچھ نہیں جانتے آپ امیرج کو اسیر کر کے ہمیں دیدیجئے نہیں تو ہمیں جیسا ہمارے بادشاہ کا حکم ہے  
 ہم عمل میں لائیں گے خود ہم اتے باندھ کر لے جائیں گے یہ شکر مالک بن ملکوت شاہ نے امیرج کی طرف دیکھا امیرج نے عرض  
 کیا کہ اگر شہر یار میں آپ کا تابع حکم ہوں مجھ کو کچھ غنیمتیں ہر کسے تو ابھی سرکات کر دے ولی اور اگر آپ فرما میں تو زندہ بندھا  
 ہوا چلا جاؤں اور آپ بہ ہر خیال میں تو کیا جان کر کسی کو جو مجھے آگے لے سکے اور باندھ کر لے جائے تو بڑی مشکل ہے بلکہ اس کو سزا ہو جائے گی  
 کہ وہ بھی تمام عمر یاد کرے اور میں کیا کسی سے کہ ہوں بس یہ کلمہ جو امیرج نے کہا جس کو انگریزوں نے آگے لے کر لیا تھا اس کا نام تھا  
 اور کہا کہ اور کس پاس فروش پچھا بڑی تیری بھی، جان ہوتی کہ شاہزادوں سے برابر کی کوئی دیکھ کر پلو، توں سے آگے لے کر لے کر لے کر  
 یہی بادشاہوں میں باعث عناد و تیرائی ہے غنہ و فساد ہے یہ لکھ اور پھر کچھ امیرج پر دوندے جسے قریب پہنچے امیرج نے  
 دو توں کے منہ میں لے لے اور دو توں کی گردن میں باغ و زلفراٹھا لیا اور کہا کہ ہر شکر مالک کو دو توں کو گدہ اور دوں کہ بل تھا رہے  
 نکل جائیں دو توں نے کہا تا زندہ ہم بندہ ایم پاس سے نکلے جیسے پاسبان ہندو نے امیرج نے دو توں کو ہاتھ سے رکھ دیا انہوں نے  
 خود نہ کر قدموں کو چوم لیا اطاعت کر لیں ہوتے غلام ملکہ گوش ہوتے اور اپنے ساتھ ڈالوں سے کہا کہ چنے تو امیرج نے جو ان کی اطاعت  
 کی ہم ہمیں رہنے کے جگہ پاس رہے اور جس کا جی چاہے چلا جائے اکثر نے اس کے ساتھ دیا اور اکثر لوگ بھاگ کر ملکہ کے پاس  
 کے پاس لگے حال بیان کیا یہ شکر ملکوت شاہ نصرت برہم ہوا ملکوت شاہ کے دو چہ سالار میں عوجان وریا باجی  
 اور مرجان وریا باری دو توں سے کہا کہ ہم باکر مالک کو مع اقبال شاہ اور امیرج کے بڑا دشمن عوجان سے  
 پالیس ہزار سوار ساتھ لیکر کوچ کیا اور برابر شہر فرنگوشہ کے آگے پیام پہنچا کہ امیرج اور اقبال شاہ کو باندھ کر میرے  
 پاس بھیج دے کہ میں انہیں لے آؤں ان کی عزت و آبرو میں سرسوزن نہ آئیگا میں اپنا دم کرتا ہوں جب یہ پیام مالک کو پہنچا تو  
 مالک نے امیرج کی طرف دیکھا اور کہا کہ اگر فرزند سنا تو نے اب میں کیا کروں عوجان کمال نذر دست ہے اس سے کہو کہ عوجان  
 کو لگا کر یہ تدبیر سوچا ہوں کہ قلعہ بند ہو کر توں امیرج لے کر اگر شہر یار آپ قلعہ بند ہو جیے باطنان میں بیٹھے رہتے  
 میں قلعہ سے باہر نکل کر عوجان سے مقابلہ کروں گا اگر اسیر غالب آؤں گا تو اچھا ورنہ آپ پیام منہ کا دیکھیے گا میری گرفتاری کا  
 کچھ ملال نہ کیجیے گا یہ شکر مالک نے کہا کہ امیرج میں کچھ اپنے فرزندوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں مجھے ہزار و ہزار دیکھا  
 جائیگا آگے میں خون آٹھائیکا بہرہ ہو کہ تم بیان سے کسی طرف کو نکل جاؤ میں عوجان سے غنہ و محذرت کر کے اپنے باپ کے  
 پاس چلا جاؤں گا امیرج باغ و زلفراٹھا لے کر لوہا کہ میں گریبان ہرگز نہ توں گا اپنی جان دے گا انہما کار مالک قلعہ میں رہا اور امیرج  
 پانچ ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا عوجان کو خبر ہوئی کہ امیرج بے قصد جنگ آگیا اور عوجان قلعہ پر گھبراہٹ سے اس کی  
 قلعہ آلی ہو اور نشہ و شراب میں حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اس وقت قلعہ ریزی پر جو بڑی امیرج کو خبر ہوئی اس سے بھی  
 طبل جنگ بجوایا دو توں طرف قلعہ کی آلات حرب ہوتے تھے امیرج کے لوگ بہت پریشان تھے صبح ہوتے ہوتے تین ہزار  
 آدمی بھاگ گئے دو ہزار کی جمعیت سے امیرج عرصہ کارزار میں آیا اور صبح عوجان وریا باری چالیس ہزار سوار سے  
 نمودار ہوا اور صفیں آراستہ ہوئیں عوجان وریا باری قلعہ کے آگے امیرج کے مقابلہ کو امیرج مرکب اڑا کر عوجان  
 کے برابر آیا عوجان قلعہ و زمین ہوا امیرج کا مرکب کوئی چار قدم پیچھے ہٹا اور عوجان کا گیند اسات قدم پیچھا ہوا عوجان  
 حیران ہوا اور نگاہ غضب سے امیرج کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کیا فساد شاہوں میں ہوتے لگا ہوا اب بھی کچھ نہیں کیا ہے تو  
 میرے ساتھ چلا چل میں ارسلان شاہ سے خبری خلاصان کروادوں گا امیرج نے کہا کہ کیا بکتا ہے میں مجھے اور میرے مددگار  
 کو بھی سزا دے گا عوجان برہم ہوا اور کہا کہ انہی شہادت پر بڑا غور ہے ارسلان شاہ سے کہتا تھا تو حرام کے لئے کہا کرو  
 اسے جو اپنے کو بھول گیا ہے کیوں خود قتل ہو گیا ہے مارا جائیگا امیرج نے کہا کہ کیا توفیق کرے کہ اسے سزا دے گا تو کیا بادشاہ



[illegible]



و کھائی ویا بہ شور و سابق رات پھر بسر ہو گئی دن ہوا اب یہ حال ہو چکا کہ جان ایمرج عوجان کو کچھ لانا ہی عوجان کا کلن  
مشکل ہو جاتا ہے اور جان ایمرج کو عوجان پکڑ لیتا ہے ایمرج صحت مانند برق نکل آتا ہے کہ دون باقی تھا کہ عوجان  
پکا سا کہ ایمرج میں ایک زور آخر کرتا ہوں ذرا غرور رہنا ایمرج نے کہا کہ یہ زور کمان رکھ آئے تھے  
اب تک نہ کیا عوجان پکارا کہ میرے بدن میں وہ زور موجود ہے وقت پر غور تھا ایمرج نے ہنس کر کہا کہ میں غرور  
ہوں آپ شوق سے زور کیجیے دل کا حوصلہ نکال لیجیے عوجان دونوں بازو ایمرج کے پکڑ کر مچاتی میں سر اُن کی  
سے دوڑا ایمرج دم کے بھر دستہ قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتا چلا آتا ہے وہنے پاؤں پر نظر رکھنے کا ارادہ کیا تھا کہ عوجان  
نے ہلکے ہلکے پاؤں نہ جھانپنا نہیں قدم پر قیام پا ہوا تھا وہاں بھی نہ رگ سا غرض اپنی ہوجو قدم تک عوجان بیٹھا  
تھا کہ آقا کرک مست قلماق پکارے گا ایمرج غرور نہ ادا کیے بھانے ہوئے ایمرج نے کہا کہ مرین نہیں تھے دین  
ذرا محاذ کا چو کنا تھا کہ عوجان نے جھٹکا دیا کہ بایاں تھنا ایمرج کا زمین سے جا لگا پھر ایمرج نے فکر مارا ہشت ایک  
عرق ہو گیا تھا اسے میں عوجان نے کر زخمیر بن ہاتھ ڈال کر زور کیا لیکن ایمرج نے خبش نہ کھائی عوجان نے ہاتھ  
آٹھا لیا ایمرج نے کہا کہ کیوں مجھ کو شہید عوجان نے جواب دیا کہ جتنا دور مجھ میں تھا میں کر چکا اب کچھ بچھے ہو سکے تو بھی  
مقصود کو تا ہی نہ کر یہ سکر ایمرج اٹھ کھڑا ہوا اور عوجان نے ہر چند لنگر قائم کیا مگر ایمرج نے قائم نہ ہونے دیا جس طرح  
آندھی میں پتا اڑتا ہے پتا ہوا چلا جاتا تھا اس گیارہ قدم تک ایمرج ریل لایا اور لوگ پارسے کہ ایمرج عوجان نہیں  
ہست پیچھے ہٹ آیا عوجان نے کہا کہ مرین زبردست ہو میں کیا کروں کیونکر قیام پکڑوں ذرا اور مڑنا تھا کہ ایمرج  
نے جھٹکا دیا کہ دونوں کھٹنے عوجان کے آشتا بزین ہوئے عوجان نے پایا کہ لنگر قائم کولے مگر ایمرج نے کہ میں  
ہاتھ ڈال کر انیرا عظم آفتاب تابان کھڑو در کیا پہلے زور میں تابنا زور دوسرے میں تابہ کر چرس زور میں تابینہ لاکر  
تھکے بادو کا دیکر سوے جگہ کیا عوجان نے پایا کہ پاؤں بھلون میں اڑا کر دانوں بیج کوسے ایمرج نے جینج دیا کہ پاؤں  
کے موزے کہیں ہاتھ کے راستے کہیں زکشی کہیں خبر برق پیکر کہیں ہاتھ کاوس آفتبازی کے جکر کھانے لگا ایمرج  
نے پایا کہ زمین پر اسے کہ عوجان نے کہا کہ ایمرج نوجوان میں نے غلامی آپکی اختیار کی مجھے دارسلان شاہ  
علاقہ ملکوت شاہ کی پروا ہے آندہ ایم بندہ ایم ایمرج نے عوجان کو ہاتھ سے زمین پر رکھا عوجان قدموں پر  
ایمرج کے گر پڑا ایمرج نے اسے گالے لگائے کہ اسے کہ اگر حکم ہو تو اپنے لشکر کو جاؤں اور اپنے بھائی کو بھیجا کر لاؤں ایمرج  
نے کہا کہ اچھا جاؤ عوجان روانہ ہوا اور چار طرف ایک غلطہ تھا کہ ایمرج نے بہت بڑے چلو ان کو زیر کیا کارنابان  
کیا اور عوجان چھاپی بارگاہ میں آیا تو اپنے بھائی مرجان اور اضران فرج سے کہا کہ بھائی میں تو ایمرج کا غلام حلقہ گروش  
ہوا اب جو ملکوت شاہ سے کچھ غرض نہیں ہو میں ایمرج کے پاس رہ رہتا ہوں اختیار ہے جا ہوں میرے ساتھ آؤ یا ہوں پہلے جاؤں  
سب سے کہہ کہ ہم آپ کے ہمراہ ہیں ہم محکوم آپ ہمارے بادشاہ ہیں صبح کو عوجان اپنے بھائی اور اضران فرج کو بیکر ایمرج  
کی خدمت میں آیا تو وہی محل کی آقا کرک مست قلماق کو عوجان کے منع ہونے کی کمال خوشی ہوئی اور مالک بن ملکوت  
شاہ نے جو سنا کہ ایمرج نے عوجان کو زیر کیا پہلے تو اسے یقین نہ آیا جب متواتر یہی خبر آئی تو نہایت مسرور ہوا خوشی  
سے چوہوں میں نہ سہا تھا اور اقبال شاہ تو سوار ہو کر پہلے ہی ایمرج کے پاس گیا ایمرج قدموں سے ہوا عوجان بھی  
خبروں پر گر آیا اب یہاں سب جانب شہر روانہ ہوئے مالک بن ملکوت شاہ دروازہ شہر تک آچکا کہ ایمرج آکر پہنچا اور  
تو وہ کو بوسہ دیا بادشاہ غلگھ لگا یا عوجان اور مرجان نے بھی ہر دوستانہ کی مالک خوشی خوشی لہریں کولے ہوئے بارگاہ میں آیا  
جشن کی تیاری ہونے لگی اور یہ خبر ملکوت شاہ اور دارسلان شاہ کو ہوئی قریب تھا کہ مارے صد مدد کے مرجان کی گنجی



رہنے کیلئے کر کے خاموش بن رہے مگر حضرت آقا کرک مست قلماق اس فکر میں کہ ایرج کو کیونکر حمزہ سے لڑوانا  
 کیا نہ ہو کہ جو کہ وہاں پہنچے ایک روز ایرج انکے پاس بیٹھا ہوا کہ ایک طرف سے آواز لگا رہے کی بلکہ ہوئی عمر و  
 نے ایرج سے پوچھا کہ تو بت کہیں کی ایرج نے کہا کہ مجھے خبر ہے آپ جو بندہ خاص آفتاب تابان ہیں اور پھر یہ  
 اسرار آپ پر نہان ہیں آقا کرک مست قلماق نے جواب دیا کہ میرا عقلم آفتاب تابان کا طور تمام زمانے میں ہمیں  
 کیا کوئی پسند ہوں کہ مجھ کو ملے کی خبر ہو ایرج نے کہا کہ ایسا دل میں نہ روزی جو اور طواف قطب زمان خلیفہ  
 میرا عقلم آفتاب تابان کی تیاری ہو عمر و مونچھوں پر تاؤ دیکر بولا کہ کوئی اسکا ہوا گاناٹب آفتاب تابان کہاں ہے  
 قطب زمان ایرج کہاں رہتا ہے ہر کہ بولا کہ آپ بڑے بڑے با اعتبار ہیں ایسا کہ پھر وہاں سے نہ نکالے گا کیا کہوں گا بہت  
 ہیں آقا کرک مست قلماق نے پوچھا کہ ایرج پھر وہ خلیفہ کہاں ہیں ایرج نے کہا دامن کو دین طوہ فرما ہیں ہر کل  
 عام خلقت وہاں جا لگی قدرت میرا عقلم نظر آئی عمر و نے کہا کہ میری ضرورت جائیگے ایرج بولا کہ آپ اگر وہاں جاتے ہیں  
 تو پھر جا کر آپ کی کشتی عمر و نے کہا کہ دیکھا جائیگا ایرج نے کہا کہ انکا جادو جلال بہت بڑا ہے اگر وہاں بھی آپ کوئی نظر  
 آئے حق میں نہ کہ لے ایسا نہ کہ آپ سے عجیب ہیں اس سے آپ نہ چلے ہیں یہ عمر و نے کہا کہ میں دیوانہ نہیں ہوں کہ اچھے کو  
 برا کہوں مگر جب تک انھوں سے نہ دیکھو گا اور نہ کرو گا ایرج نے کہا کہ اچھا جیسی بات رہا عرض تمام شہر فرنگ و شیر میں زیارت  
 قطب زمان کی و صوم ہو رہی ہے دکاندار دوکانیں بھجوانے ہیں ہر ایک جاننے کی تیاری کر رہا ہے ہر شخص کھڑا ہوا دکاندار  
 اعلیٰ لباس عمدہ بدل رہے ہیں کوئی کاکلیں بنا رہا ہے کوئی ڈنگ نکال رہا ہے کوئی عطر گزروں میں لگاتا ہے کوئی تیل بالوں میں  
 لٹاتا ہے اور ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے نشانیان کائنات کی درست کردہ اور ادھر اقبال شاہ اور ایرج مصروف  
 خودمانی ہیں عرض بات بھر زمانہ سا اُنوں میں بسر ہوئی بعد شاہ مع ایرج اور اقبال شاہ اور آقا کرک مست  
 قلماق کے سوار ہوا تین چوبیسویں و فرزندانی جلاؤنگا ہوتا ہوا اُڑتے ہوئے تھے کہ آیت سے کہتے آیت سے کہتے آیت سے کہتے  
 پتھیں ہارستہ و پیراستہ جب و راست شہر سے باہر تھے دیکھا کہ اجودہ خلیفہ کا ہر ایک عالم چاہتا ہے ہر جا بجا ہر وقت ہر جگہ والے  
 نظر آتے ہیں لوگ ملتان بھان پور بان وال ہوئے و غیرہ لے لے کر کہتے جاتے ہیں جیے کیسویں قلمان کوستان میں چوٹی دیکھا  
 کہ عجیب رنگ ہر سبزہ فرنگ و فرنگ ہر خشت آب صاف و شفاف سے لہر بڑھوا فرحت غیر گھاس رنگ رنگ بھولے ہوئے  
 و رخت سیوہ دلتے ہیں کسی باغ کو مناسبت نہیں دکانیں و دکانیں لگی ہوئیں ہر اخیار موجود یک طرف جلو ایون کی دکان بہت  
 سخانی رکھی ہے کسی طرف سیوہ فروشوں کی دکانوں میں گنا گندہ سرتا تاری شریف ہوتا و غیرہ و جو زمین اور سیاحت ہمارے ہے  
 چوشتاک بڑھکتے چہرے دخت نے شہر بنیان بھی ہوئی ہیں لوگ بیٹھے ہر شہر میں کہیں شہر کی جانی ہو کسی جگہ گنبد ہو کسی  
 کسی جگہ چوہر ہوئی ہے ایک جگہ بلیکیر نوں کی پائیں کھڑی ہیں وہاں رندوں کا ہجوم ہر چہرے کے دم پر رہتے ہیں رائے چکار  
 کج رہا ہے کہنے کا سامان بندھا ہوا ہر عرض ایک اُردو ہا ہر جمع خاص و عام ہر مالک بن ملکوت شاہ سیر کرتا ہوا ہر  
 امین اگر اُردو مسند جو ہر جگہ پر اگر بیٹا اگر و اطراف سب شکن ہوئے کسی سوئے با ساز و سامان آکر موجود ہوئے گا شروع  
 ہوا حال کلام وہ دن صاف نور قس باد سرور میں ہر جا جمیع کو مالک بن ملکوت شاہ کشناب دیکر یہاں پر چلے ہر جا جمیع  
 ہوا شاہ تھا آقا کرک مست قلماق ایرج کے ہمراہ تھا جب پیادے کے قریب آئے دیکھا کہ ایک حاکم ہر گشت زندہ کا گرد گرد گنبد  
 چھوڑا ہوا ہر عجیب مقام پر فضا پر اندر اس کے اگر دیکھ کہ جتنے زمانے کے بھول زمزمین وہاں بھولے ہیں گل خورشیدت دعوے  
 ہر سری کرتے ہیں ایرج میں حاکم کے گنبد فلک سنگ زر کا ہوا ہر کس ہونے کا پیر حاکم ہوا ہر کس ہونے کا فلک جو کہ پیر  
 قلماسی جو حاکم کی جوت ایک ہو گئی ہے نگاہ نہیں بھرتی اور وہاں سے پرتیبہ کا ایک طرف بھول جانے جبرون میں ارج بولے ہوئے







ہوا کا رخ دیکھ کر بیوٹی اڑانے لگا کہ ان سب کے دماغ میں بیوٹی جو بیوٹی تو تاک پھڑپھڑ کر سونگنا شروع کیا گئی تھی  
آفتاب تابان کا گزر ہوا کیا خوشبو آتی ہو واہ واہ کسی نے کہا کہ کیوں منت جی رخ تو لہریج جو پھر لایا تھا وہ سب کپ  
جہ میں لیا ہوا اس میں سے حصہ نہ دیا اس نے کہا کہ جسے دیکھنا ہو کر تیا شمس اگر آگیا اور وہ جو کچھ پڑھا تھا اس میں سے حصہ کسی کو نہ  
دینگے منت نے کہا کہ نہ دینے کی وجہ کیا ہم نے لیکے وہ جو منت نے ہی کے طرف اشارہ تھے بوسے کہ منت جی جو کچھ دینے میں رکھا ہے وہ  
جو تم میں کیا زراعت ہو وہ بیکار ہے جسے انکو قطب زمان بنا نہیں کوئی انکو تابا بھی دیتا اور ہم تو حصہ لینگے دیکھیں کوئی نہیں  
وہ تیار وہ بوسے کہ کیا طاقت کسی کی دیکھیں تو کون لیتا ہو ہاں شک گفتگو بھی کا آخر کچھ سمجھو اور کتنی ہر کوئی بتائی مگر جو انکی بیوٹی  
جو کر کے منت جی کو بھی ہوش رہا آخر وہ جلد ہی تمام اس منت کر کے شاکر بنے خیر میں لایا اور بدو بھی اگر آگ لگادی کہ میر  
تیر وہ منت جی انکی رہا پہلے تو بہار سے آواز دی کہ آقا کرک مست ظماق ہر اعتقاد تھا آفتاب تابان نے  
اسے جلادیا اور قطب کی شکل فکر بچائے قطب قیام کیا اور چار طرف ایک فلک تھا آقا کرک مست ظماق جلایا ایسی  
کوئی تابا نہ ہوا اور میر کو با کر جو دیکھا تو خاک کا ڈیر تھا ایسی جہان پر یا باری سے کہا کہ میں نے ہر چیز انکو بھی دیا  
کہ قطب زمان کو برائے خود انکے خیال میں نہ آیا آخر وہ با اعتقاد ہی کی کیفیت انکے انکے انکے ہر با کر میں کامل تھا اس  
خمن میں انکو کمال حاصل تھا اسی حصہ میں ایسی جہاں تھا کہ مالک بن طاوت شاہ نے دیا بہت تاباں تھا کہ جو ہو  
وہ ہوا بے رنج و مال سے کیا جو تاباں ہوا اس میں کسوس کرنا جو ہر بات میں کہ ایک منت مالک بن طاوت شاہ باس  
مالک نے انکے قدموں کو چومنا ایک سبب ہو گیا اسنے کہا کہ میرا عظم آفتاب تابان قطب دوران ہے پھر آیا ہر کچھ دیکھنے کے  
انکے وقت مالک سوا ہوا ایسی جہاں اور اقبال شاہ کو ساتھ لیا جب وہ انکی تو قطب کو سلام کیا قطب ظہر لگا اور ایسی جہاں دیکھی تو نے اپنے  
اور خود کی ہر اعتقاد ہی ہو دیکھا تو نے کہ میرا عظم آفتاب تابان ہے اسکو منادی اور ہم سب پر میری عفت ہوئے میں نے کچھ نہیں دیا  
مالک بن طاوت شاہ وغیرہ سب سب سے کہیں گے اور کہا کہ سوائے آپ کے کون ہر با کر بنوا لایا قطب نے مالک سے کہا  
کہ میرا منت جو با ذکر رخ کو پھر عظم آفتاب تابان کا جو ہوا ہے یہاں مالک بن طاوت شاہ کا پتا ہوا وہ اپنے ہر العروج  
سے کہا ہوا آقا کرک مست ظماق کے باعث میں بھی میرا عظم آفتاب تابان کے عتاب میں گرا ایسی جہاں نے عرض کیا کہ  
واقعی جو کچھ ہوا ایک سبب سے ہوا مگر کیا کر دن میرا اس میں کیا حضور تھا یہ باتیں کرتے ہوئے خیر میں داخل ہوئے جسب عظم صبح کو  
مالک قطب دوران کی خدمت میں پہنچا دیکھا کہ قطب زمان آج سرخ پوش میں اور سامنے تختے پر بندھی ہوئی ہوا مالک  
کی جان لگی کہ دیکھئے آج کیا ہوتا ہو وہ کہ قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ مجھے کیا خطا ہوئی ہو قطب زمان ہمارے مالک  
زمانے میں بہت سے دین جلدی میں کوئی کانت جوت ہو کوئی منات کو مانتا ہو کوئی لقا کو مانتا ہو کوئی خدا پرست ہو ہر عظم  
ہمیں کہ سارے دن میں ایک دین جو کچھ میرا عظم ہے ایسی جہاں زبردست دیا اور توتے خروج دیکھا میرا عظم تختے  
پرست ہوا میں مالک نے عرض کیا کہ بیشک نصیر و لہروں کو اسکا حکم ہوا تھا اب جیسا حکم ہو غلام بجا لائے جدھر حکم ہوا وہاں  
قطب دوران نے کہا کہ حکم میرا عظم ہے ہر پہلے فرج اپنی آواز سے کہ واد میرا عظم سرخ کا تیار کرو واد میرا عظم زری کا ہر  
ایک تخت ہمارے واسطے تین درجے کا بنے درجہ بالا میں ہم بیٹھے اور درجہ اسے پائین میں ہمارے خدمتی بیٹھے اور وہ  
جو کچھ صرف ہو وہ مجھے لو مگر منت جلد اسکا سامان کر وکل ساؤ لکھ سوار ہوں انکی خدمت بان زرنگار ہوں کہ جب ذہب میں  
چلیں تو عجب رعب طرف کیفیت ہو کہ رو پیہ بہت سا دیا اور پھر مالک بن طاوت شاہ سے کہا کہ ایسی جہاں بندہ خاص  
میرا عظم آفتاب تابان ہو اور قطب اسکا زبدہ آفتاب پرستان نظر کرو واد میرا قطب دوران ایسی جہاں صاحبزاد  
جہان ہو کہ لکرا میرج کو سامنے بلایا اور پیہ پر ہا میرا کرک کہنے انا نظر کرو دیکھا ایسی جہاں بہت خوش ہوا مالک بن طاوت شاہ



وہ رو پیہ چکر دن پہلے دالہ چلا اپنی بارگاہ میں پہونچا اسی وقت زندگرون کو بلوا کر حکم دیا کہ جلد تخت بناؤ اور کارگر گراہی  
 سے فرمایا کہ ساتھ ساتھ سوار نوکر رکھو اور درو دیان زرنگانہ کے واسطے درست کراؤ اور مالک سے بھی ایذا ایک تخت چکھت  
 بنوایا اور اسیج کے واسطے زرہ چارائیتہ اور بکر خود وغیرہ اور گرنہ پندرہ سو من کا تیار کروایا جب سب سامان پہونچت  
 ہو چکا تو مالک نے قطب دوران سے جا کر عرض کیا قطب دوران گنبدت باہرنگے تمامہ سباب ملاحظہ کیا بہت خوش  
 ہوئے اور حکم دیا کہ خیمہ شریعت باہر استاد ہو جو جب حکم قطب دوران اس وقت خیمہ باہر اٹھلے دوران کا سب سامان سباب خیمہ  
 کے اندر خیمہ میں لگا کر طوطہ فرماہوئے صحبت پیشینہ ہوئی اور دوسرے دن تخت قطب زمان خیمیں اٹھئی کہ کسا گیا اور دھڑول میں قطب زمان سٹپ  
 جلوس فرمایا درخت تانی اور ثالث میں فوت نواز اور ناقوس بجانے والوں کو بلکدی باپیر قطب زمان کی تلواریں دہی اور  
 تمام سوار دن کو حکم ہوا کہ ایک مرتبہ سب تلواریں کھینچ کر تلو کر دو کہ دشمن قطب زمان نا اضعاف و ناقہ و دان کا دو نون  
 جہان میں رو سیاہ ہوا قصہ اس شان و شوکت اور جلوس سے قطب زمان نے کی کیا اور طرف شہر ختم کیا کہ

اب دو طرف داستان لشکر صاحبزادان اور لقا سے مشرک خدا بیکل کیسے تین

یہاں لشکر امیر کا مقابل توجہ لقا آرا ہوا اور لقا میران دہریشان اپنی بارگاہ میں تیار ہو چھتارک کر رہا ہو کہ ای  
 لقا انک تو حمزہ عمر و سے ہر حساب محتاب جو وہ اور حریف ہو گا تو اس سے کون سا تارک مخالف لے گا کہ اور ہنگ  
 کار لقا قدرت میں کیا مانتے ہیں نہیں معلوم کہ میں اپنی خدائی کے کیا کھیل کھیلتا ہوں کیا مصلحت ہو خورشید اٹھتی  
 اور جمشید اٹھتی نے عرض کیا کہ بچے سے سب طرف کو لکھیں یہ وہ قطب کی ہر مغرب ہو آبا جاہتی ہو بھی باقی  
 تھیں کہ جو زری ہر کارون کی دہائی ہوئی آئی ہر گاہ سے ہر اکا استعارہ سے از وجود دشوم تو آفاق ہر فر  
 وہ ہستی یلید تو دنیا دشور و شر و میواہم از خدا کہ تن نامبارکت و در کا بدان و ہر نقطہ جو دم خد و بختارک  
 بکار اکیش باد بھلی کیا خبر لائے ہوا انھوں نے عرض کیا کہ سہیل کوہ سر سہیلان بن سہیل شیر سرشارہ گردن اپنا  
 بھنی کر گدن پیشانی ساتھ ہزار سوار سے خداوند کی مدد کے واسطے آتا ہو لشکر لقا پکا سا کہ ای بدگان سن یہ  
 پسند قدرت مرا بلا یا میں نے اپنے بندہ خاص کو کہ کام ان خدا پرستوں کا تمام کرے اور حکم دیا کہ سب سردار  
 ہائیں ہمارے بندہ خاص کو استقبال کر کے لائیں ہو جب حکم اٹھا کے سب نے استقبال کیا اٹھا سے راہ میں جا کر دیکھا ایک  
 شخص کو کہ ساتھ اسخ کا قدیس اسخ کی گردن ایک اسخ کی تاک ہو اور ساتھ ہر شل پیشانی کر گدن ایک سینگ چلا ہوا  
 نکھیں لقا رہی شراب میں بدست ہاتھ میں سان بھیسے کی پکے گڑک چاہا ہوا چلا تا ہر الغرض لقا سے اگر طاقت ملے  
 کی سجدہ کیا لقا نے اپنی استیسی رحمت پشت پر بھاڑی کہ تو میرا بندہ خاص ہر خاص ہر سہیل اٹھ کر محل پر بھاڑا شراب پیئے گا  
 جب و مانع میں نہ آتا کہینت لشکر اسلام کی پوجی بختیارک نے تمام حال سنایا سہیل بولا کہ یہ لوگ برسے زبردست  
 معلوم ہوتے ہیں مگر دیکھنا کہ سب کا کام ایک دم میں تمام کر دینا اور لقا سے کہا کہ آپ طبل جگ بجا لائیں ان خدا پرستوں  
 سے لڑو گا بختیارک نے کہا کہ آپ بدی کو کام نہ دے اے ابھی آپ آئے ہیں کہہ کھا کیجیے عیش و عشرت کیجیے بہت  
 جلدی خراب کرنی ہو دو چار روز آرام فرمائیے تاکہ مسافت مفرد رہو طبل جگ کا حکم ابھی موقوف کیجیے آئندہ آپ  
 مختار ہیں سہیل کوہ سر سہیلان بن سہیل نے کہا کہ خداوند کی مجھ پر مقام پر عنایت تھی وہاں بہت آرام و  
 آسائش ہے گدماں ہوتی تھی بیان محض ایسا آباہوں کو دشمنان خداوند کا کام تمام کر دینا شعر میں ایسا ہے  
 رزم جنگ آدمیم و از بر زم و درنگ آدمیم و بختیارک نے کہا کہ ای سہیل کوہ سر سہیلان بن سہیل یہ ہمارے  
 یہاں بھگونی ہو کہ جو جلدی کرتا ہو آکا جو بدی ہمارے ہاتھ سے جاتا ہو سہیل کا راجن یہاں نہیں ہوتا یا خداوند



دیر نہ فرماتے جلد میں جنگ جو اپنے اوقات حکم دیا کہ میں جنگ بجے اسی وقت تھار داری پر چوب پڑی جا سوس لشکر اسلام کے  
خبر لیکر روانہ ہونے بلان بارگاہ میں بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ اڑو گئے تمام سرداروں کا دورہ بندھا ہوا تھا اور ذکر لشکر  
کفار کا ہوا تھا کہ تھار سے کی اور از سب اقدس میں پہونچی فرمایا کہ ضرور یافت کرو کہ ہر آدمی کسی آئی ہو یا تین تین کہ ہر کار سے ستم  
سے آئے زمین عبودیت کو لب لباب سے بوسہ دیا پھر اٹھا کر دوا دینا سے بادشاہی کیا دے قطعہ تاسرے خاندان سرور ہاشمی  
جامع وہ عہد ماسا فرما ہاشمی تاج حیات بر سر خضرود و ریختہ اقبال سکندر ہاشمی ہر شہر بار عالم کی طرف روانہ ہے فتح و نصرت دار  
لشکر نظامین طبل جنگ بجا کر کل اس کا فرکا ارادہ ہو کہ لشکر سرکار اسے خبر دے جو اٹل کہند و فساد کو دبا کرے ہر سنکر  
حمزہ صاحب قرآن سے فرمایا کہ تم نہ بیٹہ نہیں ہو بادشاہان بھی فضل اپنے دیوتا نیدر ہائی کوں حربی پر چوب پڑے جو کچھ فتنی  
انسان کا فتنہ ملے لوح خمیں پر رقم کیا ہو وہی پیش آئی ہو بس' بیہوش کوں حربی نہ از شہین آبا سامان جنگ میں



حکام لشکر اسلام میں مجاہد ایک مشہور باکیا آٹھویں دن ہجری میل نکلا اور مبارک طبعی کارایہ کیا تھا کہ گرد و غبار کا تعلق اٹھا کر سپرداں  
 تیرہ و تار یک ہو گیا بس جھوٹ کہ وہ گرد و زرد یک آکر شق ہوئی سات سو علم نشان سات لاکھ سوار کا بندھا ہوا اور سات سو ہاتھی  
 آہر چھو لین کار چوٹی سنری بڑی ہوئیں آئینے مشکون پر بندھ سوئے زنجیرین طلالی سوتہ دن میں لیے ہوئے قبلان لباس زرین پہنے  
 ہوئے علمائے نشان مثل پنجہ خورشید تابان بعد اسکے تھما میں شتر، طین، چنجان، بانوں کی بھی سب طلالی بعد اسکے غول خاص بولہ  
 کا ٹھل سخی کے ملے گھون میں آہر کار چوٹی کام بنا ہوا قاصبان غلات ٹھل سخی کے اسپر چھ سوئے کار زرد و زنی آہر بنا ہوا کاٹھون  
 پر رکھے ہوئے بعد اسکے رُتبہ زنی نہ کی کچی مینی عربی با ساز و ہر صرغ دو دو سا بس خوربان ہاتھون میں لیے ہوئے کھلی آہر نیلے  
 پائے بعد اسکے سات لاکھ سوار طلا پوش غرق در پاسہ طے اور بیچ میں ایک تخت طاقین درجے کا کدو پہ اول میں ایک مرد پیر بادش  
 سفید لباس زرنگہ گلے میں سر پہ تاج مرصع اور درجہ دوم میں شکر و مشہور جہوسم میں نقارخانہ نقارچی شتا لوزن، قوسن کی جوتہ  
 اور ایک تخت پر دہائی طرف ایک بادشاہ دوسری جانب دوسرا شہزادہ اور آگے تخت کے ادھی بنا ہوا ایک جوان مرطقت مرکب  
 پہلی پیکر پر سوار اور ساتھ اسکے زرین پوش ایک عیار جیکہ لشکر و بان ہو تھا ایک مرتبہ غول میں سب سے بڑے کین اور نوہ کیا کہ  
 شہر عظمیٰ آفتاب تابان قطب زمان پر گھنی بنا ماوراء خا و ناحی شناس کا دو نون جہان میں رو سیاہ ہو ہر کار سے جو ہر جا سوسی  
 گئے ہوئے تھے جانبین میں جا کر خبر دی کہ پانچ آفتاب ہستون کا ہر اور صاحبقران بیچ لوجہ ان ہر امیر نے شکر فرمایا کہ ایم ج  
 تو ہماری اولاد میں معلوم ہوتا ہے کہ رجب قطب دی گرام ہر گرجہ جھوٹ سے قاسم نے ایم ج کو دیکھا ایک محبت پیدا ہوئی اور کہا  
 کہ داداجان کیا اس جوان کی شان و شوکت ہر اور نور الدہر و کیکر بوسے کہ داخلی خوب جوان ہر اور اسد نے نور الدہر سے کہا  
 کہ بھائی صاحب عقل میری سستی کر کہ کوئی پاجی ہر کوسا سے کہ لکے بشر سے آئندہ شراعت پائے جاتے میں نور الدہر اور قاسم شہر  
 چپ ہوئے اس عرصہ میں سیلان بن سیمل نے مبارک طلب کیا ہر قطب زمان نے ایم ج سے کہا کہ لے بیڑا شکار دل ہر جا  
 ایم ج قطب زمان کو بھرا کر کے چلا جب جا رہا ہو پانچ سیلان نے کہا کہ مجھے سامنا خدا پرستوں سے پڑا ہے لڑکون ہر جو آگرا ج  
 ہوا ایم ج پکارا کہ میں صاحبقران آفتاب ہستان نظر کروا ہر قطب و دوران ہوں متلور ہر غیر عظم کو کہ تمام زمانے میں  
 ایک آئین ہو جائے دین آفتاب پرستی و رواج پائے ہر کہ قزاق بھتی جوں کر میں مجھے قطب دوران کے پاس پہلو لگا  
 بڑی ابر سے رکھو گا سیلان ہر شکر نہا کہ تو مجھے نصبت کرے ہر آفتاب و مناب بندھ میں زہر و شاہ باغری کے بکول لازم ہر  
 کہ تھا کوسیدہ کراف میرے ہر آہ اور قطب کہ می تھا اگر اچھا قسمی ہا ایم ج نے کہا کہ لو تو یوں نہیں پائے کا جنگ کہ سرخاک مقول  
 نہ پانچا سیلان نے کہا کہ غیر معلوم ہو جائیگا نامادہ لان و گزاق نہ کر زبان تیغ سے گھٹو کہ ایم ج نے تیرہ ماہا سیلان نے خبر  
 تیرہ پر لیا کوئی سوطن نہ دوہل ہوئی کہ سیلان کا تیرہ ہوائی ہو سیلان نے گزہ مارا ایم ج نے گزہ پر گزہ کر دیا ترانے کی  
 صدا پیدا ہوئی روسہ کہ دون بیت سے فنی ہو گیا جگر زمین کا شق ہو گیا ایم ج کے ہر سر سے لپٹا جاری ہوا صد مذہب گزہ  
 سے غش جاری ہوا کہ جنگ تک زمین میں غز ہو گیا لیکن دون ہا کھ میں طبع سے آئین ہر موزنی نور سیلان پکارا  
 وہ ماوراء کام تمام کیا شاہد عیار ایم ج کا دوزا اندر دے دنا ماد بکا کہ ایم ج بیوش کھرا ہوا آواز دی کہ اوزہ آفتاب چستان  
 حریص دیا ولی گزتا ہر ایم ج کی تاک کھلی شاہ پور نے حال پرسی کی کہ کابل کی مریضی حد مد عظیم اٹھا یا مگر غیر عظم نے بجا بیا کہ لکھ  
 کھوئے کہ انون میں دیبا دیسا ہی مرکب تھا کہ تیرہ زمین کا لکھ کھلا ایم ج گرد چہرے کی رومال سے جھانک کر زنگان سنگ ہا میں  
 کہ تھا سیلان پر چھپتا اور دوسری گزہ مارا سیلان نے ہا لقا سے خلا سے باختر لکھ گزہ کو چہرے کی بناہ کیا مگر گزہ جو گزہ پر  
 چہ انو کہ گزہ سے کی نوٹ لکھی سیلان بیوش ہو گیا سر پہ دریا سے عربی میں دوبا عیا بان لشکر کھار دوسرے خاک آوار ہے تھا  
 پانی کے چھپنے دیکر گرد بھائی سیلان کو پکارا جواب نہ دیا پانی لا چھپتا نہ ہر آٹھ لکھ لکھی دیکھا کینا بڑبڑا ہر اسپر سے



کو پیش اور تنویر کینکر و دریا ایم ج سنے جو سہیلان کو پیادہ پادیکھا لکھدی تمام پشت زمین سے زمین پر آسہیلان سنے  
 جو دیکھا کہ اسنے اپنے مرکب کو پیا پیادہ ہوا تیغ و سپر کھنکشتی پر آمادہ ہوا دونوں میں کشتی ہونے کی دو پیرنگ کشتی ربی انجام دیا  
 ایم ج سنے لکھ سہیلان کا نور کر سر سے بند کیا اور جرخ و کمر زمین پر مارا چھانی پر سوار ہوا اور کہا کہ آفتاب کو جہدہ کر تو تری  
 مایا کشتی کروں سہیلان سنے کہا کہ ہزار جان میری تقاریر سے تار میں یہ کمر جو ایم ج سنے سنا غیظ و غضب میں آبا و جہانی پر سے  
 اٹھ کر دونوں ہاتھوں سے دو لوہاگون کو پیر کر اس کا فرخا سر کو میر کر چیکر آفتاب برستوں میں نکل ہوا کہ وہ سہیلان کی راہ کو  
 پیر کر دیکھا کہ یہ کہ ناندہ وان اور ناقہ شمس کا دونوں جہان میں منہ کالا اور علاقے جو دیکھا کہ سہیلان ہاگہ جرخ کو اشارہ کیا کہ  
 اس آفتاب پرست کہا رو نام لقا پرست ایم ج پر جانہ قطب دوران سنے آفتاب پرست کو حکم دیا کہ ایم ج کی ملک کر وہ بھی لقا پرستوں پر  
 کشتی تلوار چلنے کی قبا سے کمر لیا ہوا ایم ج نے ہوا پر لاہوت شاہ کے پونا استوار ماری بلجج سے تلوار چھین لی اور کمر میں اپنے  
 ڈاکر اٹھایا کیسے روئے زمین روکا صاف عکلا ہوا چلا گیا آخر کار طبل بازی تبت بجا سب نے اپنی اپنی راہ گاہ کی راہ لی خیر قطب دوران  
 کا بھی برپا ہوا قطب دوران نے اگر سخت پر بلوس لڑایا مالک بن ملکوت شاہ اور آفتاب شاہ راست و چپ اگر چلے  
 ایم ج بھی اپنے سردار دن سمیت حاضر ہوا پیر قطب دوران کو سلام کیا اور کہا کہ لاہوت شاہ گر خاری کیا حکم سرکار قطب  
 دوران نے فرمایا کہ اسے ہمارے سامنے لاؤ لاہوت شاہ تل و زفر میں گر خاراغے آبا بطریق لقا پرستان سلام کیا حکم ہوا  
 کہ خوب تازیانے اسکو لگاؤ اور دے دے ہوئے زندا خانے کو لیا اور اسنے کہا کہ بلاؤ میر حمزہ کہ نامکھنے کے لیے اس وقت جبریا  
 صفوں دریافت کر کے نام لکھ لایا صفوں اسکا عری عرب جو فاشکینہ نوش لشیر پوش میں قطب دوران نائب آفتاب تھا  
 جون بہت بیری طرف سے آتا ہو چکا گاہ کہ آیا جاتا ہے کہ اسے خطا مان تو سنے مردن کی ضد اتی نہ کی کسی کسی تیرے سامنے ہفتا  
 کی آگاہ ہو کہ خداوند آفتاب تابان نے اپنا فرخچہ نزل کیا ہوا ایم ج نے حیران صاحبزادان آفتاب پرستان کو حکم دیا کہ کچھ  
 گوشائی دے سارا کبر و غرور نکال دے بس بترے ہو کہ نام کو دیکھتے ہی انہی کے ساتھ و صحر کی راہ لے اور پائے تخت کو میرے پاس دے  
 نہیں تو ایم ج کے ہاتھ ڈبل ہو گا ذلت اٹھا کر سرنگون ہو گا کہ وہ قطب زمان سنے جب نام نہ بنا ہوا تو ایم ج کو دیا کہ حمزہ  
 کے پاس لیا اور حیر کیا کہ اپنے نام سے زنتا کر دے اسکا کبالتے فقیر حمزہ کو اٹھایا غریب میں لاد کر دیا جب اسکا آخر میں دینا اور چکے  
 کہ نام پر غصہ نہ کیے گا جو کچھ ہو اسکی نسبت پر کھد بچے کا اور ایم ج کو نشان میں لیا کہ لکھا یا کہ نام کو دیکھ کر حمزہ کیسا گاہ ایم ج جو بہر خرا  
 ادنی عیار میل و عمر و اسکا نام ہو کر و زبید اسکا کام ہو اس میں اللہ کا ایک پلوان تھا اسنے تاک اسکی سونے میں کاش لائی تھی  
 زنتا بڑا حضور کیا میں نے اسے نکال دیا پہلے اسکا اور پھر زنتا نے بیت سے دم تندیر کھانے جب میرا کہ نہ کر سکا آفتاب جا کر بیت قطب  
 کو لایا اور آفتاب بیت قطب کی شکل بنا اور چکر مجھے لڑا دیکھا ہوا ایم ج نے اس کے قریب میں نہ آکا اپنے پاس سے اسکو نکال دے  
 نہیں پیتا لگا اور لیسہا جیسے کلمے بیت سے حمزہ کبکامین کچھ ابھی سے آگاہ کیے دیتا ہوں جو اس پر ہوا لاہوت اسکی خبر دیتا ہوں ایم ج  
 سنے کہا کہ یا قطب دوران الحق آپ نائب منیر زمین و اقصیٰ مغیر میں یہ کمر ایم ج رخصت ہوا اور بارہا ہزار جوان  
 زرین لباس و زین کلاہ اپنے ہمراہ لیکر چلا گیا ایم ج کے جاننے کے قطب دوران نے دربار برخواست کیا اور مالک بن  
 ملکوت شاہ اور آفتاب شاہ و حمزہ کے کاب آفتاب تابان کے پاس جاتا ہوں یہ کمر گیم عیاری اور صلی جہد ایم ج گیا تھا  
 اور حکام اسے لیا اور ایم ج جب لشکر اسلام میں پہنچا وہ فوج و سپاہ و کچی کچی ایسا لشکر دیکھا تھا ایک ایک جوان بیل و بکھر  
 تھا ایک ایک دستہ گھڑ سوار دو طرفت بازار و درست ہر چیز طرفہ و انجم ہر شہر بادشاہ و مدائن و عراق و بستان روم و فرنگ میں  
 و بربر و ترکستان کی بازار ایم ج سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ لشکر نور الدین کے قریب پہنچا نور الدین ہر کو خبر ہوئی کہ مال شتیاق  
 ایم ج کی ملاقات کا ہوا طلاس سے کہا کہ اسطلاس تم یاؤ اور ایم ج کو لاؤ طلاس جام شراب لایا خیر میں لیکر تھکے سے



باہر آیا اور ایمرج کو سلام کیا اور پیام نور الدہر کو دیا کہ خبر صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نے مجھ کو آئی خدمت میں  
بھیجا ہے کہ آج مجھ کو سر فراز فرمائے آپ اور میں شریک ہو کر حمزہ صاحبقران پاس چلوں گا اور کہہ دو کہ بھائی شکرگ مافی قدم در  
منزل مای نمی بہ لطف بیرون و چشم من پائے نمی بہ ایچ نے ظہاس کو دیکھا کہ چو راسی ایچ کا قد و قامت آنند باوری چہرے سے  
عیان عجب شان و شوکت ہو چکا کہ آپ کون بن نام آپ کا کیا ہو ظہاس نے کہا کہ میں بندہ طاق گوش نور الدہر والا کرام ہوں ظہاس  
مجھ کو کہتے ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان کا غلام ہوں ایمرج نے فریب کو غصہ کیا اور ڈر کر ظہاس کے ساتھ اندر بارگاہ کے آیا  
نور الدہر نے غصہ اس کے لئے کہ بھائی عجب چہ کی تعظیم کیے نور الدہر نے جواب دیا اور ڈر کر ایمرج کا ہاتھ پکڑ لیا دیکھا کہ  
ایمرج حمایت جو ان کیوں بہت پسند کیا اور حال دل کا بظاہر اپنی مستہ برنگی مزاج پر سی کی اسباب دعوت مساکین اسد جلوس کیا  
کہ سہان امند باجی کو جان خیر صیادہ آئیں جو گلیاں گدھے کے پھول گیا بزاویہ شہر ہوں کی ہر امی کرنا جو توری و شجاعت کا دم  
بھرتا ہے جنگ اسے تہیہ نوگی بہ زمانہ کا خود کو نہ بچا تھا یہ لہا اور ایمرج کی طرف گھورنا شروع کیا ایمرج کی اسد پر نظر پڑی دیکھا کہ ایک  
پدی پیر جوان ہو گزشتہ آگوشہ خیابان بر گریبان پاک شجاعت تیز دھانک ایمرج نے ہنچا کہ یہ کون جو ان غصہ نور الدہر نے کہا کہ  
بھائی بھوچی بھائی ایمرج نے کہا کہ میری عزت کیوں بگاڑتے ہو نور الدہر نے جواب دیا کہ اسکے مزاج میں بڑی ہوشیاری ہے جسے لافنا ہوا ہے  
جنگ کے لوگ کتا بکول ہائیں ہاتھ پر نہیں سکھو دینا چاہتے ہیں مگر اسد سے خطاب کیا کہ ایچ میرا ہمن جو ایسی ہتھیار کے ساتھ لڑنا کہ شایان  
ہمیں اسد نے لگا کر مارا بھائی نہ بے بنو کہیں رہتے ہیں اور مجھے کیا کام ہے آپ جس ادنیٰ کو چاہیں ہر پھیلین اور بس ہاتھ کو  
چاہیں اپنے پرانہ ہاتھ پتھر نور الدہر نے کہا کہ بس زیادہ سیرودہ نہیں کہتے ہیں اور ایمرج سے کہا کہ آپ اسکی طرح میرے لیے  
آؤ مگر خاں نہ کیجئے مگر ایمرج کا یہ حال تھا کہ جب اسد کی طرف دیکھتا تھا اسد قبضہ تیغ پر ہاتھ ڈالتا تھا آنکھیں نکالتا تھا ایمرج  
نہیں کر رہا تھا جان تو یہ سمجھتا ہوں کہ ایمرج برسمہ لپی گریا تھا نور الدہر اسکو خیر میں لکھا ہے مگر ایمرج  
کو اشتیاق ہوا کہ ایمرج کو دیکھے اور ابوالمعدن کو دیکھے کہ تم نور الدہر کے پاس جاؤ اور کہو کہ ایمرج کو بھی لے آؤ ہم بھی ایمرج کو  
دیکھیں ابوالمعدن گزرتے نور الدہر کو جا کر امیر کا پیام لیا نور الدہر نے ایمرج سے کہا کہ چلیے امیر نے یاد فرمایا جو ایمرج آئے کھڑا ہوا  
اور نور الدہر کے ساتھ خدمت امیر میں آیا ایمرج نے بطریق آفاقی بہرستان سلام کیا سی نے جواب دیا اور امیر نے خود چھا تو خون خروش  
نے رگون میں جوش مارا تعظیم کہہ اسلئے اسلئے لو بے اختیار ایمرج سے کہہ کر کہ ہم تم سے مشتاق حقائق تھے آؤ اور لوگوں سے کہا کہ صندلی ایمرج  
کیو اسلئے لاؤ ایک صندلی تانے قناسہ کا اتفاق روزگار قاسم شکار کو گیا ہوا تھا اور ڈگل افراسیابی خالی تھا ایمرج اُس پر بیٹھ گیا امیر  
ساکت رہ گیا مگر حیران ہوئے کہ وہ جو ہے گا تو خدا جانتے کیونکر اس سے پیش آئے گا کیا قیامت کا عایگا اسد بن کر سب غازی سے اپنے  
دل میں کہا کہ چکر بھائی صاحب شاہزادہ خاں و سپاہ کو بلے اور اسکو سرچک محتول دلائیے یہ نیاز مجھ از خود رفتہ ہو گیا یہ معلوم  
نہیں آکر کیا بھائی ہو بس، خیال اپنے دل میں لگا کر چکے سے اٹھ کر بارگاہ سے جلوس کیا قاسم سرور شکار خاں ہوا چاقی  
نے پوچھا کہ بھئی کہہ مر آئے اسد نے کہا بھائی صاحب نور اچکر بارگاہ میں تو دیکھیے عجب سہرا قاسم نے کہا کہ تو کیا ہوا اسد نے  
کہا کہ بھائی صاحب کیا کہوں وہ کہہ پاس فروش بچہ باناری برسمہ لپی گری آیا ہے چلے تو بھائی صاحب شاہزادہ نور الدہر نے  
اسے سر پر جوڑا ہوا اپنے خیمہ میں بلا کر برابر اپنے بھائی صاحب جان کی خدمت میں آیا تو ڈگل آکا خالی تھا اُس پر بیٹھ گیا قاسم تو اسکو  
مشتہ مزاج ہو کر سر سے ہانک آگ لگی باز کو ہاتھ سے ہانک کر اتنے غصہ کیا کہ اسد بھی خوش ہو کر چلا کہ اب بھائی صاحب  
پرست ذلیل ہو گا جب قاسم بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوا ایمرج پر نگاہ پڑی ایک محبت بس سے پیدا ہوئی سارا غصہ و غضب  
زد ہو گیا سرور حاصل ہوا اور جوش محبت سے دل میں کھنکھانے لگا اگر سر پر بیٹھے تو کبھی گوارا ہو جاتا تھا کہ کچھ کام ایمرج سے کہتے  
کہ امیر نے پکار کے فرمایا کہ آؤ قاسم نہیں ہمارے سر کی قسم ہمارے پاس آؤ ایمرج ہمارا زمانہ خیر و ایک نو لپی ہو دوسرا زمانہ



ستارے و نکل پر بیٹھ گیا تو اس سے معترض نہ ہوا۔ اسے دھگل پر بیٹھ باؤ یہ لکڑھا جعفران نے اپنے پاس بٹھایا مگر قاسم کو تو  
 خود کچھ غرض ایرج سے منظور تھا سکوت کیا اور ایرج نے جو قاسم کو دیکھا اسکو بھی ایک لغت پیدا ہوئی دلیں لگا کر بھی کوئی بھاؤ  
 نے بغیر معلوم ہوتا ہی امیر سے پوچھا کہ یہ آپ کے کون ہیں امیر نے فرمایا کہ یہ میرا پوتا جو تم اسی کے دھگل پر بیٹھتا ہو یہ اب سا بھادری  
 ترک تو سن لیٹا جی کو بخارہ روز نقاب کوٹنے بارگاہ کیخبر و میں قتل کیا اور سات برس کے سن میں طلسم افراسیابی کو قتل  
 اپنے باپ کو قید سے بچھڑایا ایرج نے جو یہ بھادری سنی و بعد کرتے لگا اور قاسم کی طرف مخاطب ہوا قاسم بھی اسکی طرف راغب  
 ہوا اسد نے جو یہ حال دیکھا جگر خاک ہو گیا ابراہیم سے کہا کہ بھلی حسن بھی کیا چیز ہے حسین ہر دل عزیز ہو میں جانتا تھا کہ بھائی  
 صاحب ضرور اسکو سزا دے گا بہت درہم درہم آئے تھے اسکو دیکھ کر غصہ جاتا ہے کچھ نہ کر سکے اور ایرج بچھا ہوا باتیں کرتا رہتا ہے  
 اور بارگاہ سلیمان کو دیکھتا جاتا ہوتا گاہ دیکھا کہ ایک تیغ بارگاہ کی محبت میں لٹکا ہوا جعفران سے پوچھا کہ تیغ کیسا ہے امیر  
 کلہ سکر آہ وہ ہونے اور آہ سر دیکھ رہا ہوں کہ کچھ بیانی بادشاہ اسلام ہونے لگے تمام بارگاہ بن صدا سے نالہ و فزاؤ بلند ہوئی ایرج  
 حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہو جب رقت کھم ہوئی پھر پوچھا کہ کچھ تو بیان کیجئے امیر نے مورے کہا کہ پوچھتے ہو تھے تو زخم کد کو تازہ  
 کر دیا ایک فرزند میرا قباد نام بادشاہ شکر اسلام تھا آئے تمام ملک کو چک فرنگ سے لے کر آہن کلاہ قرغی کو آئے زیر کیا  
 تھا یہ تیغ اسکا محبت میں لٹکا رہتا ہے اور مشرک اسکا ساتھ ہے کہ جو کوئی اس تیغ کو چھینے کیسے ہر رسہ نہ رسج کے سہ ہاتھ  
 یہاں کسی سردار کو کسی دھرتی کو جنوں اکثر اور سلوان اور گرو گرو دن کش بھی آئے کسی کسی سے رغبت نہیں کی ایرج نے کہا کہ  
 اگر حکم ہو تو میں کچھ بیچوں امیر نے فرمایا اچھا بس آئے وہ تیغ محبت پر سے اتار کر اور نقاب اس پر سے دور کر کے میان سے لہجے با  
 ایک شور و غصہ میں آفرین کا چار طرف سے بلند ہوا اور کیس ہر رسہ لڑکے ایرج نے لیکر طہاس کو بٹھایا اسد نے غلغلہ سے  
 کہا کہ سبحان اللہ بزرگ پچھنی بھی ہر سخاوت ہر کربانہ بھی ہر اس طرح یہ پکار کر کہ امیر نے بھی سنا اور قاسم نے برہم ہو کر کہا کہ اس  
 دیا وہ بیوردہ نہیں بکتے میں کچھ چپ نہیں رہا ہوں میں امیر کے کلاہ سے بچے کچھ نہیں کہتا اور امیر نے بھی فرمایا کہ اسد یہ کیا  
 واہیات کلمے ہیں خبردار اب ایسی بات نہ کرنا اسد نے کہا کہ نا جان میں تو کچھ نہیں کہتا اس نا میں ایرج بکا مارا کہ امیر عا بوقار  
 منہ مردم منہ نامہ دار امیر نے کہا کہ کسکا مر لے ہو کسکے فرست دے آئے ہو ایرج نے کہا کہ نہ غلیظہ آفرین نہ بان لایا ہوں حرا  
 قطب دوران آما ہوں امیر نے فرمایا کہ لڑو نامہ ایرج نے کہا کہ پہلے زہن شاریجے امیر نے حکم فرمایا بوقت زور و جواہر  
 شام آیا امیر نے کہا لڑو نامہ ایرج نے امیر کو مدد یا امیر تدبیر کو با کر دیا دیر نے باؤ از بلند نامہ بڑ صاحب امیر مضمون  
 سے آگاہ ہوئے کہا کہ ایرج ایک عیار میرا تھا عمرو بن امیر حمیری آئے اس بن الوس کی سونے میں ناک کاٹ ڈالی اس  
 خطاب میں نے اپنے پاس سے نکال دیا آئے بڑے بڑے فنا دار تھا آئے کھتے ہر پکے ہر چند آئے جا با غلو تصور ہو لیکن میں نے  
 خفا کشی اب وہ ملک فرنگوشیہ میں گیا تھا اسے پر قطب کو رکھ کر آپ قطب دوران بٹھو مجھے لڑا لے کو لاو یا بھائی  
 قطب کا قاتل ہو ہترجہ کر کے اپنے پاس سے نکال دینے تو نہیں یہ غلب کر گیا ایرج کا کمر برہم ہوا اور پکارا کہ یا پیر  
 قطب دوران مدد قتا اور امیر سے یہ خطاب کیا کہ جو کچھ آپ نے پر قطب دوران کے حق میں کہا وہ ایسے صاحب کشت  
 و کرامات ہیں کہ مجھے پہلے کدیا تھا بس اب کچھ نہ کیجئے جب رہے آقا قوی مست قلاق میرا استاد تھا وہ بھی قطب دوران کہ  
 ہر اکستا تھا میں ہر چند مانع آیا مگر آئے بلگوئی کو ترک نہ کیا آخر قطب دوران نے اسے بلادیا امیر نے فرمایا کہ ایرج خبر  
 تم اس امر کو مجھوٹے جانتے ہو میرا کتنا نہیں ہنستے ہو چند روز میں تیغ ظاہر ہو جائیگا جو کچھ ہوگا وہ تمہارے ساتھ آئیگا ایرج نے  
 کہا کہ اس ذکر کو جانے دیجئے جواب دے گا جو کچھ منظور ہو غایت کیجئے امیر نے فرمایا کہ جواب دے گا جنگ ہر ایسے دغا بازی  
 اعانت سے مدد ملے گی ہر سکر ایرج آئے کٹر ہوا بارگاہ سے ہر تیرا کرب ہر سکر ہو کر اپنے لشکر کو روہن ہوا عمر و بھلے ایرج



کے آئے سے قطب دوران کی صورت بکرا پنہ خیر میں آیا اور مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ اگر جمع ہوئے مال ایرج  
 کی ایلی گری کا انکو شاہی باغین تھیں کہ ایرج بھی داخل خیر ہوا قطب دوران غنیمت ہو کر کیا کرگا ایرج تو ہارنا ہر گز  
 گیا تھا تو دوران ہر سے صحبت ہوا اسکا کیا سبب تھے خدا پر تو کی طاقت سے کیا مطلب ایرج نے کہا کہ یہ قطب دوران مجھے خدا  
 ہوئی وہ خلق نہیں یا میں نے شرمندہ ہو کر اسکی دعوت قبول کی پھر آواز آئی تو سنے ہر سے اشرافیوں کے کیوں طمان کو دیکھ خود کیوں  
 نہ لے اور ہر سب ایک طرف حمزہ نے عجیب گھات دیا سزا کے اپنا عیار بنا پاؤں نے کچھ سکون نہ دی تو چکا چلا آیا یہ کیا کیا میں تازہ بانہ  
 اسکا کر گیا ایرج پر اسے ایرج نے قطب کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور سرے مالک بن ملکوت شاہ اسکا کھڑا ہوا اور سرے  
 اقبال شاہ اسکا کھڑا ہوا کہ ایرج سے ایسی خطا نہ تھی صاف فرما یہ قطب دوران نے تازہ بانہ سے بھینکا یا اور کیا  
 کو خیر اعظم آج بکھو جادو بتے جو میں مانع نہ آتا ایرج نے کہا کہ واقعی آپ نہ بچا لے تو کون ہی پاتا آپ مالک بن قطب دوران نے کہا  
 کہ حمزہ نے جواب جنگ دیا پھر تو نے کیوں نہ کیا ایرج نے کہا کہ میں اب موجود ہوں جیسا ارشاد ہو وہ رونا پر قطب دوران  
 نے آواز دی کہ ایرج اب تم بیان کر دو کہ تھے کہا کہ ایرج نے کہا کہ اب غم کی عرض کرے سب تو آپ نے ارشاد کر دیا ہے آپ  
 طبل جنگ جو اپنے میں حمزہ سے نزوں اور کچھ جویراں اسکا عرض کن قطب دوران نے حکم دیا کہ طبل جنگ نوازش میں  
 آئے ہر کارون نے امیر نامور اور زمرہ شاہ باختری کو خبر دی ان دونوں لشکروں میں بھی خوارہ رزمی گڑ گڑا ہوا تمام رات  
 تیار رہی یہی صبح کو میدان تری ہوئی ایرج مرکب پرست از کرنا تھے قطب دوران کے آیا مجازت میدان کی چاہی  
 قطب دوران نے کہا کہ مجھے سپرد خیر اعظم کیا ایرج میدان میں آیا مہاند قطب کیا لشکر اسلام سے مل جادیاں ہر شہادیاں  
 عمر و محمدی کرب سے عزم میدان کیا تخت شہادی اٹھا کر بچے پر گھوڑے کے ہاتھوں سے کو معلوم ہوا کہ میدان رن کو چلے  
 گھوڑے سے لگے پاؤں اٹھا کر رکھ کچھ پاؤں گھسیٹ کر بڑھا لے اس مشیت سے اکل لیکر چلا آئی لاش اٹھا کر ایسے گھوڑے کا کام  
 ہر خوش کی اولاد میں ہر کوہ یا مول نور نام ہر سوسا سے کہ پیش ایرج کا انکا قدر کس گولا تو نہ کا دورہ تو نہ گھسے ہر قدر  
 بڑھی ہوئی ہر گھوڑے کے چشم و گوش دھک بے ہن چوڑے تھے سب ہر گھوڑے سے ہونے ہن میل کلام ہوا ان عادی  
 حوصلہ کارزار میں آئے ایرج کا وزن ہوا کوئی دو تین قدم عادی کا مرکب ہکر گیا ایرج نے نام پوچھا بعدہ حوصلے  
 کا خواستگار رہا عادی کی طرف سے انکار ہوا ایرج نے خبردار جزا دیکر نرہ عادی سے تیرے گھوڑے پر لیا آخر کار ایرج  
 نے چند طعن سے عادی کا نرہ ہوا لیا عادی نے تموار کا دار کیا ایرج نے ہفتوں سپاہی ہر ٹی عادی کی بچا کر قلعہ پر ہاتھ  
 ڈالیا نرہ کٹھن کے ہونے لگے گھوڑے پٹ کے محل بنیو گے دونوں مرکبوں سے کو دے سپرد ہوا آخر سے رکھ کر ہر دست و  
 گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی تین دن تک کشتی رہی تیسرے دن ایرج نے پہلوان عادی پر زور آسانی کی لشکر نہ اٹھوا  
 ایرج جبران ہوا رادی لکھنا ہر کہ جب حراہ عادی کے کرنہ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہر تو عادی پٹ بھلا ہوا ہر کرنہ  
 قاتل ہو جاتا ہر حراہ کو کچھ بن نہیں آتا لشکر کسی طرح نہیں آگرتا اور امیر سے بھی جب اس سے کشتی ہوئی تو امیر بھی نہ بچا  
 لنگر توڑنے میں جبران تھے کمال پریشان تھے اسوقت بھی عمر نے حکمت بتائی تھی کہ اسکے گدھی کر داور امیر نے اٹھلی کو کھڑ  
 میں باری کرتے شکم موقوف ہوا کرنہ نظر آیا اسوقت امیر نے کرنہ میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا تھا ایرج بھی حیرت میں تھا کہ  
 کیا کچھ مگر قطب دوران نے ایک پرچہ کھکھ ایرج کو بھیجا کہ تو اسکے گدھی کر جب کرنہ نظر آگیا تو اٹھا لینا تھا مگر ایرج  
 نے قطب دوران کی تعلیم سے پہوان عادی کو اٹھا لیا قطب دوران نے ردال ہوا تمام آفتاب پرست پکارے  
 کہ جو قطب دوران کا دشمن اور ہخواد ہوا اسکا دوسرا ہو یہ سنکر امیر بت آڑوہ ہونے اور منہ بہ ہاتھ پھیرا کہ اشتاد  
 یہاں سے بھی نہ بھگا یا ہو تو ہم اپنا حمزہ نہ کھا ہو گا طبل باز کشتہ بجا ہر لک اپنے خیمے کو گیا امیر بھی میدان سے سب



سرداروں کو میراہ ایرج کی قوت و شوکت کی تعریف کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے دوسرے دن ہر کاروں نے لقا کو خبر دی کہ متار خوارا کشین مردار خوار اور ملک اشہ ملک مسار و دریا باری لاکھ سوار کی جمیعت سے ایچی مد کو آئے ہیں زمرہ شاہ نہایت خوش ہوا ہم سرداروں کو استقبال کا حکم دیا انھوں نے عرض کیا کہ ہم بھی جا کر دے ہیں عرض جب متار سامنے آیا لقا کے بائیں تخت کو بوسہ دیا ملک مسار اور مالکد شہ نے لقا کو سجدہ کیا اس کا فریٹھا کہ تم میرے بندے خاص الخاص سرداران باخلاص ہو بعد اُنکے متار کو خدمت دیا متار نے حال لشکر اسلام کا پوچھا لقا نے کہا کہ وہ بندگان بے ادب جیسے ہیں غیر گراں ایک طرف آفتاب پرستوں کا پیدا ہوا ہر کتا صاحبقران ایرج ہر وہ نور خاص ہے نہ ہوت شاہ کو کون ٹیگا ہر متار نے کہا کہ وہ بدین چہ تھا پیدا ہوا بختیا رک نے کہا متار اسکا حال مجھے سنو کہ حمزہ کا ایک عیار تھا لباس بدینان آفت جہان برباد کفہ خانان لقا شاہنشاہ عماران عمرو بن امیہ عابیشان اس سے اور حمزہ سے اس بن الویس کی تاک کا شہ پر بگڑ ہوا حمزہ نے اپنے لشکر کا خاندان اپنے بڑے بڑے منادوں کے کسی طرح سے حمزہ کے ساتھ ہوا جائے مگر کچھ ہوا آخر کہ اب ملک فرنگوشیہ میں جا کر میرے قعب نکلا آیا ایرج کو صاحبقران بنا کر دیا جو حسن ف سے کہہ آیا اسی دن ایرج نے سہیل بن سہیلان کو قتل کیا اور جنگ تلویچ میں لاہوت شاہ کو پزیرا یہ سکرمت رکھا کہ خداوند آپ میں جنگ یو اپنے کل میں سرکا لیا نہرو ہو گیا اور اس آفتاب پرست کو سرداروں کا لقا نے حکم دیا کہ میں جنگ کے اس وقت قتل رہا عربی تو ازیش میں آیا ہر کاروں نے خبر پر قطب دوران کو بیو بخانی بیان بھی میں جنگ پر جو بڑی امیر نے بھی کوس عربی ہوا تینوں لشکر خیمہ و رات دینی آلات مزین میں بسر ہوئی تھا

آلات مزین میں بسر ہوئی تھا  
سحر کہ تیغ خورشید نظر کوش  
آفتاب خورشید من اکنہ بردوش  
آفتاب بردوش در کف تیغ و جگر  
آلات مزین میں بسر ہوئی تھا  
زور و بود تیغ و خنجر ممان  
ہوا گھسہ زند آسعی بافت  
جب تینوں لشکر میدان کاٹا  
میں آئے لشکر لقا میں علما سے شوک پیکر جلوہ گری برآئے متار خوارا کشین مردار خوار لقا سے رخصت ہو کر میدان کو چلا جس تخت پر سوار تھا کہ لوہے کے کاسے تخت میں نصب ہیں اسپرہو کا فریٹھا ہوا تھا شرا بخواری کرتا تھا اور مرے ہوئے بھینسے کی ران باغ میں تھی اسے چبانا تھا دونوں ہاتھوں سے پھانڈ پانی جاری تھا دوسا قی شراب پیتے تھے اس جھنڈ سے میدان میں آیا اور ایک مرتبہ چلا گیا آفتاب پرستوں نے فتنہ کیا کہ خداوند زادے کو پزیرا میدان میں نکو حال معلوم ہوگا ہنوز یہ کلنا تمام تھا کہ دہندہ آفتاب پرستان نظر کر دے پیر قطب دوران ایرج نوجوان مرکب کو جولان دیکر سامنے قطب دوران کے آگے گھوٹ سے اتر کر آداب بجالا یا میدان میں جانا حکم لیا پیر قطب نے ہاتھ پیچ پر پیر کر کہا کہ جانچہ خبر حکم کو سہو کیا ایرج بار دیگر مرکب پر سوار ہو کر عرصہ کار زار کی طرف چلا خوب گھبراہٹ میں ران باگ کی حرکت دکھائی دے رہی تھی آوازانی تھا

گلگون پیشانی کے کیا دھن ہون تھا  
ایسا سیکڑام سبک و سبک عنان  
آواز سے نکلے نکلے ہوا ہوشاں ہوا  
اسطو م بھی شو کہ گمان تھا کہ گمان  
جس وقت پر پیر متار کے آیا اس کا فریٹھا ہنر کا دہندہ تخت پر چلا پیر پیر پیر ایرج کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا اور اسکا تخت جو چار گھوڑوں پر کسا ہوا تھا سات قدم پیچھے سرک گیا متار نے گڑے فتنہ تخت کو پیر کر اس کجنت سے مقابلہ ایرج کا کیا ایرج کو مانند قمر کے جلوہ گر پایا ایک آفتاب تھا کہ زمین پر نظر آتا ہوا تھا کہ نام تیرا کیا ہے ایرج نے کہا کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان متار نے کہا کہ تو ہی خداوند کو رنج دینا ہو اور تو ہی نے سہیل کو قتل کر کے خداوند نادے کو پزیرا ایرج نے کہا کہ بن میں ہی ہوں یہ سکر متار سے غیظ و غضب طاری ہوا کہ انہرے ہر خداوند کو سجدہ کر اور خداوند زادے کو قید سے چھوڑ دے ایرج پکارا کہ او مردار خوار کیا ہوا لقا کیا تہ کار ہو اور اسکی اصل و حقیقت کیا ہے متار بہت برہم ہوا کہ اس کا معلوم ہوا کہ بے رزم و پیکار جسے فیصلہ ہوگا تو نہایت بد ذات ہے خبردار ہو گیا اب تجھے ہر ناجاہلہ واجبات سے ہر کھڑکھڑا اور ہوا اتوا آبدار میان سے لیا ایرج نے سیر کو چہرے کی بنا دیکھا کہ گناہ تلوار سے لڑی ہوئی تھی نہایت غرا



وہ تھی دور تھی جب نزدیک اگر چکی سپر کو با تھ سے چھوڑ دیا علی جد سپر کا پشت پر جا جموا پنچہ خورشید دراز کے تختی دی کہ تھوہ  
 پت پڑی اُسکے قبضہ کو اپنے چپ بن کیا اور چاہا کہ ہاتھ مزد کر تھوہ اور تھیں سے ممکن نہوا وہ لپٹ پڑا زور شکر کش کے ہوسنے کے  
 گھوٹے پتھر کے بھل بیٹھ گئے یہ دونوں رکھوں سے کو دہڑے دامن کروان کر دوسرے کشتی ہونے لگی تین پرتک کشتی ہوئی  
 پھر دن باقی تھا کہ ایرج نے لنگر منار کا قوز کر اٹھا لیا اور تھوہ از بغیر فولادی کا کھوکر مشکین یا نہ کر اپنے حیار کے حوالے کی جو  
 نے منار کی چاہا کہ جنگ منورہ کر بن بختیار رک مانع ہوا طبل باز گشت پر چوب پڑی دونوں لشکر بچھے اور حرام میر علی اعلیٰ  
 باد گاہ سلیمانی ہونے اور قطب دوران نے کھم کیا کہ منار کو نکل روز خبر میں گرفتار کر دیا اور ہمارے سامنے لا ڈیو جب کھم کے  
 منار کو سامنے لائے منار نے بطریق لقا پر شان سلام کی جواب سلام کا کسی نے دیا قطب دوران نے بیٹھے کا اشارہ  
 کیا وہ کر سی کا احق کر سی پر بیٹھا سا فی کو اشارہ دیا کہ جام شراب کا دے جب منار نے دو تین جام شراب کے پہنے دماغ باور  
 تاب سے گرم ہوا قطب دوران نے پوچھا کہ ای منار تجھے ایرج نے کیونکر زہر کیا منار بولا کہ مجھ طرح جادو کو بھاد زہر کر کے میں  
 قطب دوران نے کہا اب تو آفتاب پرستی اختیار کر اور بت سا بھی کر کہ لقا نہایت درد نگر اور کا ذب ہو اُسکو خدا  
 جانتا غیر خاص ہے اور وہ ایسا ذلیل ہے کہ ایک ادنیٰ عبارت حمزہ نے اُسکی ڈاڑھی اپنے موت سے بھگو کر مونڈی اور اُسے  
 خبر بھی نہ تھی وہ قابلِ خدائی نہیں ہے منار نے کہا کہ میں نے لعنت کی لقا پر اور دین آپ کا قبول کیا قطب دوران  
 نے کہا کہ خیر عظم آفتاب تا بان برحق ہے منار یہ لکھ لکھ آفتاب پرست ہوا تھیں دینا بکار گوہ میں تے کھو موت میں پڑا خبر لقا کا  
 ہوئی بہت حیران ہوا اُسکے افسران فرج سے کہا کہ کبھی وہ کسی کا شریک نہ ہوگا بختیار رک بھی بولا کہ منار ایسا نہیں معلوم ہے  
 اور یہاں منار نے دو ایک روز تا مل کیا ایک دن شب کو دو بیرات گئے زندہ نجات لاہوت شاہ پر آیا بہرام  
 آفتاب پرست نے کہا کہ تو کون ہے اُنھنے کہا کہ میں ہوں منار خارا کشین اگر اپنی زندگی چاہتا ہو تو بت جا میں خداوند کا  
 گورہا کو کے لہو اڑنگا بہرام نے فرہ کیا کہ میں تجھے کب سمجھتا ہوں اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ لینا جاتے نہ دینا اور خود بھی تھو  
 کھینچ کر وڑا منار دو چار آدمیوں کو مار کر بہرام سے مقابل ہوا بہرام نے تھوہ ماری منار نے وار مارا روک کر جو  
 تھوہ ماری بہرام کے دو ٹکڑے ہوئے پھر تو اسے لاش پر لاش گرادی کوئی موکل زندہ نجات اُسکے مقابلہ میں نہ تھوہ سب  
 بھاگ گئے منار راند گیا لاہوت شاہ کی تہ تیوزی اور گھوٹے پر سوار کر کے روانہ سمت لشکر لقا ہوا ایرج کو  
 لقا اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے اور تمام کفار جمع ہو چکے ہیں بختیار رک مسخر ہیں کر رہا ہے کہ ہر کارون نے اگر فریدی کہینا  
 خداوند زادے کو چھڑا لیا لقا بہت خوش ہوا سرداروں کو حکم دیا کہ استقبال کو جاؤ اس اثنا میں منار مع لاہوت  
 آ لقا کو مسجد کیا لقا نے منار کو غارت دیا لاہوت شاد کو گئے سے لگا یا بعد اُسکے منار سے بختیار رک سے پوچھا کہ  
 تم کیونکر آئے اور لاہوت شاہ کو کس طرح چھڑا کر لائے اُنھنے سارا حال بیان کیا کہ بہرام آفتاب پرست  
 گورہا کر اور چہ آدمیوں کو قتل کر کے خداوند زادے کو چھڑا دیا اور راتوں رات وہاں سے بھاگ کر آیا بختیار رک نے  
 جواب دیا کہ وہ آفتاب پرست تھیں جین نہ بنے دجا قیامت برپا کر گیا آہا ہی ہوگا لقا نے کہا کہ او شیطاں کیا بکتا ہے  
 بھلا وہ بیان کیا آیتکا بختیار رک نے کہا کہ معلوم ہو جائیگا اور ادھر صبح کو قطب دوران دربار میں آکر بیٹھے ایرج آیا  
 چھوڑ کر کے اسنے دگل پر بیٹھا تمام سردار جمع ہوئے نصیحت میں رہا ہوئی کہ ہر کارون نے اگر فریدی کہ رات کو منار  
 خارا کشین بہرام کو قتل کر کے لاہوت شاہ کو چھڑا کر لیتا ایرج نے جو تھے سنا آتش غضب کا دھون سینہ میں مشتعل ہوئی  
 تھوہ ٹپک کر اٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جا کر منار کو بھڑا ہوا تھا ہوں لاہوت شاہ کو لاہوت قطب زمان نے منع کیا کہ  
 زبردہ آفتاب پرستان تم قصد کر دینا عظم اسے سزا دیجئے اور تمہارے قیدی کو بھی منگوا دیجئے ایرج نے عرض کیا کہ یا



قطب زمان شہر آفتاب تابان کی آواز پر مجبور کیے گاتو میں ہلاک ہو جاؤ قطب زمان نے سرنگوں کیا امیرج اسی  
نیمین باہر نکلا اور مرکب پر سوار ہو کر لشکر لقا کا راستہ لیا مرکب کو دوڑائے ہوئے چاہا تاہم جو اسکی جھڑپ میں آئے اسنے  
جو پس گیا پس گیا اسکو خلق خیال نہیں کچھ اندیشہ ملا نہیں بھانگ کہ جب دو اڑا بار گاہ لقا پر پہنچا وہاں بھی مرکب  
سیدھا بڑھایا ایک غلط ہو کر وہ امیرج آیا جو بارہنے چاہا تھا کہ روکے کہ امیرج نے لقا بھاراکہ سر اسکا دھڑپ سے اڑ گیا  
وہ داخل بارگاہ ہوا اور پکارا کہ سلام اُسپر ہو جو آفتاب تابان کو برحق جانتا ہوا خدا کے نائب پیر قطب دوران کے  
ہو نہ مرد شاہ نے جواب دیا کہ ای امیرج تو اپنے خدا کو نہیں پہچانتا مجھ کو خدائی نہیں مانتا امیرج نے کہا کہ وہ بات کج ہے تو قابل  
خدا کی نہیں ہو اور نہ بشارت دار کمان ہر بندہ فریب سے اپنی جان بچا لیتا ہے آفتاب پرستی اختیار کی رائے کو چھپ کر وہیں  
تے آیا اور میرے رفیق کو قتل کر کے میرے قیدی کو چھڑا دیا میں جب کہ اسے سزا دے گا چہ نہ لڑے گا بختیار رک پکارا کہ منار  
وہ بیٹھے ہیں امیرج اسکی طرف کو متوجہ ہوا منار بھی غمور پھرتا تھا امیرج نے لقا ساری امیرج نے جنوں سپاہ گری ظہور  
پہنچیں لی اور مہربان باتوں کو راستے اٹھایا اور سر پرچہ دیکر زمین پر ہا مارا کہ بیٹے زمین میں فرق ہو گئے روح نہیں منار کی  
ملائی امیرج اسے مار کر لاہوت شاہ پر دوڑا لاہوت شاہ نے بھی مہلکیا امیرج نے حربہ اسکا چھین کر اور مہربان ہاتھ  
و لگا کر لقا لڑنا ہوا باہر نکلا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر کو پھر چھوڑ کر گھارے چاہا کہ لاہوت شاہ کو امیرج سے  
بچیں مگر ممکن نہواست لقا پرست ماس کے امیرج لاہوت شاہ کو بلکے اور اسی طرح لشکر لقا سے اپنے لشکر تک  
لاہوت شاہ کو ہاتھ پر اٹھائے بیٹھے چلا یا راوی لکھا جو کہ لشکر لقا سے اور اس کے لشکر سے سات کو سس کا فاصلہ ہوا  
لاہوت شاہ کا تھکا تھکا رخ کاہی چونکہ دست پہر امیرج مقابل نورالدین کے دنگل ہاتا ہوا سوچا تھا کہ ہم قدرتی  
نورالدین سے مقابل ہوتے ہیں چنانچہ نورالدین لقا کو لقا بار سیدہ پوش بچے مشتری حصار سے غلہ خام و زو یک سلا گئے  
باہر آئے پر اٹھ کے لڑنا بہتر نہ لگتا تھا اس طرح پر مقابلہ ہوا الفتح امیرج نے لاہوت شاہ کو ہار کا رخ قطب دوران کے  
زمین پر پہنچ دیا اور غلہ و زخمیں گھر گھر کیا قطب دوران دل میں تو بہت خوش ہوئے مگر ہرین خفا ہو کر کہہ کر تو اڑا تا  
ہماری کوسے چلا گیا اب بھی ایسی حرکت نہ کرنا ہمیشہ سمجھو کہ امیرج نہایت مخمل اور کمال متغزل ہوا بعد اس کے صحبت میں برپا  
ہوئی قطب دوران نے کہا کہ ای امیرج نامور اب خدا پرستوں سے مقابلہ کر لے امیرج نے کہا کہ بس جنگ ہو لقا قطب دوران  
نے حکم دیا کہ قبل جنگ بچے اور لشکر لقا میں فکارہ زخمی گزرا یا اور لشکر امیرج میں کوس جلی نواز شیں بن آتا یعنی قبل  
سکندری پرچہ پر شعز فکارہ آواز آہ ہر دن ۶ کہ دون است دون است گزرتن دن ۱۰ قینون لشکر دن میں بار  
پہر رات تیار رہی سپاہی آلات حرب کو دست کیا کچھ صبح کو ۱۲ لشکر دن کی و مدہ گاہ صحاف میں شروع ہوئی جسے  
خوجون کے مجھے کے صوفت کہ سب پہنچے اور نصیب نقابت کر کے چلے گئے امیرج قطب دوران سے اجازت لیکر نہ لگا  
میں آیا اور صر سے ابراہیم بن مالک نے بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مرکب کو بڑھایا اور جا کر مقابلہ کیا بعد گفتگو کے  
خیرہ بادی ہوئی امیرج نے نیزہ نکال دیا ابراہیم نے تلوار کا وار کیا امیرج نے وار دیکو کے جو تھکا مالا ابراہیم کو زخمی کیا  
مرزنگ بن مرزبان نکلا وہ بھی مجروح ہوا غلہ بن جمہور مقابل ہوا وہ بھی زخمی ہوا اتنے میں شام ہو گئی قبل بارگشت  
بہا قینون لشکر پھر گئے اپنی اپنی کمانوں میں قیام کیا امیرج پھر کر قطب دوران کے سامنے آیا اور پھر اگر کے میٹھا کہ ابرا گندہ  
ہمارا آسمان پر چھایا امیرج نے کہا کہ میں شکار کھیلنے جاؤ تھا قطب زمان نے کہا کہ اچھا جاؤ مگر در نہ جانا جلدی پھرانا امیرج  
نے عرض کیا کہ بہت اچھا پیر قطب دوران نے میرے شکار کو بلا کر حکم دیا کہ ہاؤر صید گیر تیار ہوں صبح کو امیرج شکار کھیلنے  
جائیگا نصیر کو تاد صبح کو امیرج مع رفقا سوار ہوا عازم شکار ہوا بیٹے قراول میرے شکار ہو رہا تھی بری باز جانوران شکاری







میں بخود کو ہوش میں لانے میں کہ ظلم اس نے کیا کہ صاحبزادے جیسے رہو ان باتوں سے کہ یہاں ہر اسد بولا اور ظلم اس میں بھی کسی کو  
 بھی نہ ہو دیکھو یہ باجی بھائی صاحب سے برابری کر رہا ہے اور ظلم اس سے میرے ہاتھ سے مارا جائیگا سر میرے ان منہ پر لگا اور لڑا ظلم  
 میری ج کو باتوں میں لگائے ہوئے ہیں مگر امیرج اسد کی باتیں سنتا ہوا اور ٹانہا ہوا بیاس خود نور الدہر کچھ نہیں کہتا کہ اسل ٹانہا  
 میں دیکھا کہ ایک ہرن تیرا کچھ بچے پر لگا ساتھ سے بھاگا چلا آتا ہے امیرج نے تیرا مکان اٹھا کر ایک جڑ اس ہرن پر لگا کر بائیں پہلو پر  
 اس کے لگا ہا ہر گز گیا ساتھ اس کے شانہ زادہ نور الدہر نے تیرا کہ وہ شانہ زادہ تھا ہوا اسد نے تیرا مکان میں پوچھ کر کے سب امیرج  
 کا آکا نور الدہر بہت مایوس ہوا کہ اسے یہ کیا اسد بولا بھائی صاحب اپنے ہرن کو لٹکا کر کہا میں نے اپنے صید کو تاک لیا  
 نور الدہر غضبناک ہوا کہ زیادہ باتیں نہ بنانا جالت کو کام نہ فرما لے لوگ جا کر اس ہرن کو اٹھا لائے تو یہ بھی کیا ابھی وہ  
 ہرن ساتھ ہے اٹھا کر گردا مٹی اور عمرو بن رستم تیرا مکان ہاتھ میں لیے ہوئے پوچھا دیکھا کہ ہرن نہ چل گیا ہوا پڑا ہے لگا کر اس  
 لٹکا کر کہنے صید کیا نور الدہر اس کے بڑے حکم کو لا کر مٹی ٹھکے یہ خطا سرزد ہوئی میں نے جڑ مارا اسد نے کہا کہ امیرج وہ بن رستم تھا اس  
 صید کو امیرج نے نشانہ کیا نور الدہر نے تمہو گر اسد کی طرف دیکھا اور عمرو بن رستم سے کہا کہ بھی تم آؤ یہ ہنا فساد اکیس کی  
 باتوں پر نہ ہا یہی باتیں نہیں کہ دور سے شانہ زادہ تھا ورسپاہ دکھائی دیا اسد نے دوڑ کر کہا کہ بھائی صاحب اس بڑا بچہ  
 نے قیامت بڑا کی عمرو بن رستم کے صید کو صید کیا ابھی اسد یہ کہہ رہا تھا کہ ساتھ سے نور الدہر اور امیرج دونوں آئے  
 قاسم کو سلام کیا اور ہر کب پر سے اڑ کر اپنی صحبت میں لائے امیرج نے عذر خواہی کی کہ میں درجانتا تھا کہ یہ بچہ بھائی کا شکار ہے  
 قاسم کو لا کر بھی خوب کیا نا فائست کب خطا وار ہوا اور اسد سے کہا کہ بھی یہ مجھے صید کرنا تو گوارا تھا تم تھا تو اسد طرغاک  
 ہو گیا اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہاں بسکہ خوبصورت ہے اسی سبب سے سب طرح دیش بن عوض نہیں بیٹھ میں اور عمرو بن رستم سے  
 خطاب کیا کہ بھائی ہم تم چکر ایک گوشہ میں نہیں جب امیرج بیان سے جگہ تو اتنے قتل کرین عمرو بن رستم نے کہا کہ اچھا عرض ہے  
 دو دنوں علیحدہ سر راہ بیٹھے نور الدہر امیرج قاسم یہ تینوں ایک جگہ ہم صحبت ہوئے نہج شروع ہوا اور وہ قاسم گردش میں  
 آیا گز کر کھانے لگے کباب تیار ہو کر آئے تھے قاسم کا یہ عالم ہو کہ ہر بار یہ نقد کرتا ہو کہ امیرج کو اپنے کلبے میں رکھ لیجیے تصدیق  
 ہو جیے گرد میرے اور امیرج کا بھی یہ حال ہو کہ دست بستہ عرض کر رہا ہو کہ مجھ کو بھی آگے قمر موسیٰ کی شاپت آئے دینی اور میں تو  
 میر جانتا ہوں کہ اگر کبھی طرح سے دین و مذہب کا فیصلہ پائے تو ہم آپ بیکانی ہو جائیں اور قاسم بھی امیرج کو جام شراب دیتا ہے  
 کہ میو کسی کباب دیتا ہو کہ بھی کیا اچھے نہ ہیں اور شخص حال قطب دوران بار بار ہو کہ ملک در ملکوشہ سے کیوں کر آئے اسی کا  
 استفسار ہو امیرج حال ترک تو سن کے مامہ جانکا پوچھتا ہے عرض ایک دوسرے سے بھٹ پڑتا ہے نور الدہر بھی امیرج  
 کو جوان سے مخاطب ہو اور کہتے ہو کہ شانہ زادہ تھا ورسپاہ میرے قید و کبیر میں اٹکی کیا تعریف کروں جو جو کام انھوں نے کیے  
 میں بشرت نہیں ہو چکا کہ کون لشکر لقا خداسے باختر پر کہ جہان چوتھے لاکھ سواری چھاڈتی تھی رہتی جو خون پیہم مارے  
 ان کے سامنے کیا کوئی شجاعت کا نام لے لیا تو وہی کا دم مارے اور قاسم نور الدہر کے اوصاف بیان کر رہا ہو کہ یا ایسا ہوا ہے  
 کہ ظلم اس ایسے شخص کو قہر دہمیں میں نے کیا لقا ایسے قہر آور کو قہر مغتری حصار سے قہر شام و زندک کہ سات کوس کا  
 ہو ایک ہاتھ پر اٹھائے ہوئے لگیا یہی باتیں نہیں ناچ ہو رہا تھا کہ ایک طرف عد شانہ زادہ اکرم گردہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر  
 رشک سہراب دشمن بدیع الزمان گرد لشکر سن شکار کھیلتا ہوا نمودار ہوا نور الدہر پر اسے استقبال دیتے امیرج  
 ساتھ نور الدہر کے چٹا قاسم عظیم کو آٹھ لکڑا ہوا بدیع الزمان بھی صحبت میں آکر بیٹھا سب نے استفسار مزاج کیا پھر ان کو  
 کو ناچ کا حکم دیا اب باہر خراب چل رہی ہے طلب پر خراب بڑی ہونا گاہ ایک طرف سے ایک افواہ آئے آتش نشان بیابا ہوا اور  
 صحبت کی طرف رخ کیا یہ سب غیر پیشہ شجاعت آٹھ لکڑا ہوا قاسم نمودار کھینچ کر دوڑا بدیع الزمان بھی چلے قاسم نے قریب پہلے



تو ارادہ چہرہ ماری بہت گئی اور اڑدے سے فرسختی کی کہ قاسم وہاں خود میں دریا اور وہ اڑدے قاسم کو نکل کر پیچھے  
 کر صحران کو روانہ ہوا میرج گریبان پہن کر پیچھے اڑدے کے چلا کہ میں اسے بار دیکھا آنکھوں سے آنسو روان ہوا غم میں تیغ خویان  
 اڑدے نور الدین ہر اور بدیع الزمان دیوانہ وار مضروب و ہزار بہ کتنے چلے کہ اڑدے قاسم آنسو سے ہم اکیلے رہ رہا اور وہ  
 ہلکا اپنے ساتھ نہ لے لیا یہ کتنے کیا کیا گرا بھی سیار باغ جنات نون ہمارا انتظار مقرر ہو کر بھی تھا اسے عنقریب آسمان ملک  
 عدم کیا دوسری اور اڑدے اور سپاہ کو پیچھے تھا کہ بے شمار سے ایک دم اڑدے پہلے گریبان و مہینہ بکھن سخت جان سے  
 کچھ زور نہیں جلتا یہ کچھ سے کتنے اور دوزخ دوزخ کر اڑدے پہنچا اور بن ہمارے کچھ گریبان و مہینہ بکھن سخت جان سے  
 بچتے ہو گئے اڑدے ہی اس طرح کھڑا چٹ جاتی تھی غصہ سے کار و بار و لشکر اسلام کی طرف سے گذرا ہر کار و بار سے جا کر  
 حیران میر کو دی کہ قاسم کو اڑدے نکل گیا اور ہلکا ہوا چلا ہوا ہو لکھن و نور الدین بدیع الزمان سے رقتا اس کے نقاب  
 میں ہیں عوار بن ہمارے بن شہنشاہ وہ کب ماہاجتا میر صاحب قرآن بہ بات کتنے ہی قیاب ہو کر اڑدے ساتھ امیر کے تمام  
 سرداران دست راست و دست چپ بھی سب گریبان و مہینہ بکھن سخت جان سے اڑدے اور دوزخ دوزخ کر اڑدے  
 گریبان کا رہا ہوا چلا کہ جیسا کہ میں چھوڑ گئے ہمارے کچھ گریبان و مہینہ بکھن سخت جان سے اڑدے اور دوزخ دوزخ کر اڑدے  
 یہ تم کیا کر گئے اور چاہتا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے رو میون اور لکھن سے جلدی سے ہتھیار چھین لیے اور رکون و قادیان  
 کے سر پر ہنہ کر دیے اور دے سر پہنے اور کھڑے تھے کہ اڑدے قاسم تار و اسے دوزخ قار آپ نے است ملک عدم کا  
 لیا ہلکا کتنے حوالے کیا اور سب کے آگے حمزہ صاحب قرآن باہتم گریبان و دل پر جان جب قریب اڑدے کے ہو چکے تو ارادہ  
 اسپہ ماری خطا مکنتہ اصاف آہٹ گئی اسی محل ہر سردار سے اپنا حوصلہ نکال لیا اگر کسی کو توار سے ذرا اثر نہ کیا کئی کوس تک  
 اسی طرح اس اڑدے کے نقاب میں چلے گئے تھی کہ ایک دوا دی برقرار ملا اور غار خیلان ہر ایک کے پیچھے لگے گروہ ہر پریشہ  
 توری اور تنگ دریا سے جرات و بہادری نقاب چھوڑنے سے اڑدے سے منہ موڑنے سے کہ ایک مرتبہ وہ اڑدے ہاتھ بچھا  
 اور زبان انسان گویا ہوا کہ اڑدے اب حمزہ اب قاسم سے دست بردار ہو کر پھر جانیں تو خواب ہو گا اور ہر ایک کی طرف دیکھ کر  
 خطاب کیا کہ بیانیے چلے آؤ میر سے نقاب میں ڈاؤس یہ کہ پھر روانہ ہوا اگر عجیب عالم اڑدے کا تھا کہ قلابہ انہیں منہ سے  
 چھوڑتا تھا اور قلابہ سکا دم دم بڑھتا جاتا تھا میرج کی آنکھوں سے آنسو روان ہو کر یہ وزاری اور اڑدے کے کچھ چھوڑ دیا  
 اسے بار دیکھا کہ زبان پر جاری نور الدین ہر اور بدیع الزمان بھی با حال تبادا میرج کے ہمراہ اور ہر قطب دوران بخیر شد  
 کامل ہادی رہنما عمروین امیر صفری شاہ عیاران عیار بھی حکیم عیاری اڑدے سے ہونے ساتھ تھا بطبع سے بن شہانہ و در سب  
 بخورد خواب بے داند نقاب نقاب میں اس اڑدے کے چلے گئے جو تھے رزمیہ کو ایک شہر عالیشان دکھائی دیا بعد اس اڑدے  
 نے دروازہ شہر کی طرف رخ کیا یہاں تک کہ داخل شہر ہوا امیر نے فرمایا کہ عجیب شاہی کہ یہ اڑدے اس شہر میں رہتا ہوا وہ شہر  
 واسطے اس سے آنسو میں اور کسی کو ایذا نہیں دینا یہی باتیں نہیں کہ نور الدین نے صاحب قرآن سے کہا کلائی شہر دار رہا  
 فہم اڑدے کے نقاب میں آئے مگر اب اس شہر کی کوئی جا کر خبر نہ ہے شہر کسا ہوا کون حاکم اس کا امیر نے ہر کار و بار سے  
 کہا کہ جاؤ اور جلد دریافت کر کے آؤ ہر کار سے ابھی روانہ ہوئے تھے کہ آواز نوبت و نقار سے کی بلند ہوئی لشکر کے بانیان غالب  
 ہوا پر سے سواروں کے کچھوں کی پٹتیں غول کے غول خاص برداروں کے بعد اس کے تخت پر شاہی دکھائی دیا کہ شہر دار  
 سر پہنچتا ہوا اگر دافتران عالیہ فار کا مقلد جاسوس جو ہر جاسوسی روانہ ہونے سے واپس آکر امیر سے عرض کیا کہ اڑدے شہر دار  
 ہا ہا شہر کا زرافشان حصار سے اور سعادت شاہ بیان کا شہر دار ہوا کہ جو حریف کچھ قیاس نہ ہو پکار نکلا ہوا امیر نے کہا کہ ابھی  
 ابھی میں اپنے رنج و صدمہ میں جلا ہوں مجھے لڑائی سے سروکار کیا ہو اڑدے سعادت شاہ کو ہر کار و بار سے غیری کہ جعفر صاحب قرآن



انجم سپاہ میں اور تمام سرداران و بشتان ہمراہ ہیں پوتا صاحبقران زمان کا کہ نام اس کا قاسم تھا اس کا زود ہانگل گیا  
 سب از وہی کے پیچھے آئے ہیں ظلم کے ستارے ہیں سعادت شاہ یغز کر پادہ ہوا اور لذت کے واسطے پلاؤ بیرون  
 پر حمزہ صاحبقران کے سر مبارک امیر بانی تو قریب لے گئے صلیا حال از وہی کا پوچھا آئے عرض کیا کہ حضور شہر میں  
 شریف پھلین جو کچھ عدم کو معلوم کر بیان کرے گا جو کچھ ناکش اس ذریعہ بمقدار کو میری اسے متبادل فرمائیے قریب غائے کو رنگ  
 باغ ارم نہایت صاحبقران سے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہے ہمراہ سعادت شاہ کے روانہ ہوئے سعادت شاہ نے  
 حیدر اودہ شہر سے تا ایمان بادشاہی پانڈا از دوا کشمان جہاں ہر کی تیار کر دیا ہوا بڑی عزت و حرمت و بادہ صلیوان  
 بادشاہی میں دیاد محبت کا سامان آنا سے کیا محفل میں و طرب برپا ہوئی بعد کھانا کھا گئے کے امیر نے احوال از وہی  
 کا پوچھا سعادت شاہ نے کہا او شہر واریان سے قریب ایک ہزار سو کوہ اسکا ہم پر عجیب کیفیت کا مقام  
 جو اور وہاں ایک غار عظیم الشان ہے اس میں سے ہر وقت دھواں نکلتا ہے اور یہ اڈو ہا اس مار سے نکلے شہر میں  
 آتا ہے ہر طرف جاتا ہے لوگ اس کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں کسی کو اپنے انہیں پوچھا ہے اور یہ طرفہ تاشاک اکثر اتنا دیون  
 کے باتیں کرتے ہیں امیر نے فرمایا اس سعادت شاہ یا اڈو امیر سے پوچھنے کو نکلے چلا آیا ہے میں اس کو پھر بار سے نہ چھوڑے گا  
 جہاں ہے وہیں جا کر مار دگا اپنی جان دو گنا سعادت شاہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا حضور کو اختیار ہے مگر وہ  
 اڈو امینون فائیدہ چاہے اب نکلے یا نہ نکلے کیا امتیاز ہے امیر نے فرمایا کہ کسی کو نکلے گا سعادت شاہ نے کہا او  
 شہر واریان ایک بزرگ مجاہد و فرائض اور ہر ذرا بے خوفی کر دینا علم ہوا بیان کر د سعادت شاہ نے کہا یہ  
 حضور منصور کوہ پہاڑ خرد و درخت گار مثل آسمان بلند ہے مائید ایمان شاہی کہ بنا ہے ستون طلانی زمین جہاں ہر  
 جہاں ہے ایک دیو چلائے امر کا اس نصر میں غایان ہے سب کو بے آفتاب نکلتا ہے طس آفتاب اس دیکھ پر چلنے سے معلوم  
 ہوتا ہے کہ وہ سور آفتاب نکل آیا عجیب لطف نظر ہے ہر پیر ایک ہوا آتی ہے وہ پردہ سے نکلتا آتی ہے ہر دو ماور کسج ہا سے ملے لہجہ  
 ہو جاتا ہے پائیس دروازے اس دیکھ کے کہہ دینے بائیں اور بے بین وہ بھی واپس جاتے ہیں ہر دو دروازے میں ایک ایک  
 عورت حسین منتقل آتھیں یہ مشک و عنبر سنگ ہوا اگر کٹری ہوئی تو بعد اسکے ایک نازنین مہجین سر نکلیں نور برق طور  
 از آہ مستق مدد ہا سے جہاں میں غرق اس درخت طلانی میں کر سی جہاں کا سہا اگر بیٹھی ہے کر شہر تان واد میں طاق حسن  
 جمال میں شہرہ آفاق قطعہ زہے زخمیں ملا د جامہ زیبہ نگار بانشان و درخت ہے کہ بعد از وہی نش ہرگز تانہ ہر  
 بار سنا بان را نکلیے ہلکے میں سبیل الماس کے نمون کی پڑی ہے کہ جسکے دیکھنے سے جی بے گل ہو جاتا ہے ہاتھ میں اس کا ایک  
 حلیہ ہے کہ ہر شخص اس سے مددہ اٹھاتا ہے حاصل کلام جو اس نازنین کو دیکھتا ہے دلدادہ شیفہ و زلفہ ہوتا ہے و مدیدم دلا  
 شوق بڑھتا ہے ہر ایک شہر عاشق و مشتاق کو جمع عشاق میں پہنچتی ہے ہر شخص اس طرح کو آقا  
 سو گھٹا ہے کہ بیان پاک کرنا ہوا ہے کو ہلاک کرے ہر ایک سمت ایک ہی نظر آتا ہے اس پر ہر ایک کو قربان ہوا ہے  
 پہنچے یہی طلانی آئے میں کبوتر آڈو ہے ایک زخمیر طلانی اس برج سے نکلی رہتی ہے ہر شخص اس طرح کو سو گھٹا کر دینا  
 ہو جاتا ہے جو ش جنون میں بڑھتا ہے زخمیر طلانی کو پڑ کر چھتا ہے جب قریب برج کے پہنچتا ہے کہ اوپر چڑھ جاتے  
 اپنے کو اس نازنین تک پہنچاتے اس برج میں ایک سوراخ ہے جہاں اس سوراخ سے ایک ہاتھ نکلتا ہے اس  
 شخص کو اندر سوراخ کے گھنچ لیتا ہے بعد ایک ساعت کے اس شخص کا سر کٹا ہوا سوراخ سے ری مائے ہر پیر پیر کیا  
 پھر وہ نازنین وہاں نظر نہیں آتی ہے کہ کی نہ ہو جاتی ہے یہ ناشاد تھے دیکھتے ہیں مال نہیں کھتا کہ کسب اسید ہے  
 صاحبقران عا بشتان سے کما حقہ سے معلوم ہوتا ہے وہ اڈو ہا بھی کو ڈا ساہو کل جہاں ہر وہاں جاتے اس مقام کا







لیا کہ کہوں صورت پر منکر و منکر میں ایک فرسہ بین کا بدن خدا سے پاک رہا آپ بھی اس وقت تسلیم نہیں فرمیں  
 حیران خاص عجیب و غریب اخبار غریب اس طرح خبر دیتے ہیں کہ ہر کار و نیت کے بارے میں لقا کو خبر دی کہ قاسم کو اڑدیا بالکل گن حیران  
 مع سرداران قاضی بن اڑدیا کے گیا امیرج بھی سب کے ہمراہ جانب سے نکل گیا وہ بھی اپنے لشکر میں نہیں دونوں  
 لشکر کے سردار میں یہ خبر سنتے ہی لقا سے اوندی اوندی گان من بتیہ قدرت مر اس قادی سے گیا کیا بلے اریان  
 کہیں تمہیں اب میں نے انتقام لیا یہ اڑدیا سے غضب میرا تھا کہ اس کو گل گیا جو کہ مکار ضلالت شکار وہاں بیٹھے تھے  
 سب سے کہنا یا خدا و نما و صفا خواجہ گوارا الدین ملک بختیارک نعین پکارا یا خداوند ختم من لشکر اسلام  
 میں سوار سے بادشاہ اسلام باد و چار سرداران گنم کے اور کوئی نہیں یہ لشکر آفتاب پرستوں کا بھی ہے سردار پرچہ  
 وقت میں اس بن الوس کو بلوایا اس کی دلہی کر کے اسی کے ہاتھ سے سب کو قتل کر لیا لقا سے اوندی میں نے شہر ہوا  
 برس آگے ہی تقدیر کی گئی امیر بختیارک نو بی جا اس بن الوس کو لا بختیارک نے کہا بت خوب اسی وقت کہم تھے  
 اور طلعت لیکر رواد ہوا جب وہاں پہنچا اس نے شا بختیارک آتا ہوا بہت خوش ہوا پیشوا کی کر کے لگیا پوچھا اسے  
 ملک جی اس وقت کیونکر آئے بختیارک نے تمام حال سنایا کہ یہ وہ وقت ہے کہ آپ خدا پرستوں کو قتل کیجے خداوند کا کلمہ  
 قیلولہ خدائی پر بجا دیجیے اس بن الوس بولا ملک جی میں حاضر ہوں گریہ کر کے میری خداوند سے درست کر دیجیے  
 بختیارک نے کہا جب خداوند خوش ہونگے تو ایک طرف زمین میں ناک تھاری درست ہو جائیگی پھر فرمادی ناک بنائی  
 کوئی کام نہ کے فرمیں اس لشکر کو ہمراہ لیکر وہ اوندی سے خدمت میں لقا کی آیا لقا سے سرداروں کو برائے استقبال  
 اس بھیجا اور با عزت و اکرام تمام بلوایا غلعت سے سر فرما لیا و غل جو اہر بھگیا بیٹھے کو دیا صحبت پیش و نشا طہر پائی  
 لشکر میں لقا کے قبل شادمانی بجا جب دماغ اس کا باد و تاب سے گرم ہوا لقا سے عرض کیا یا خداوند میں جنگ  
 بجوایا میں خدا پرستوں کو قتل کر کے نہ چھوڑو گا لقا نے قبل جنگ جیتے کا حکم دیا تقارن مذہبی پرچہ پر دی  
 ہر کام سے لشکر اسلام کے خبر لیکر روانہ ہوئے بیان بارگاہ میں بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے ہیں اسد بن کرب  
 غازی و عمرو بن رستم کہ امیرج کے قتل کو بتے کی فکر میں طلعت بیٹھے تھے جب انکو معلوم ہوا کہ قاسم کو قتل کیا  
 امیرج انکے پیچھے گیا یہ لشکر لشکر میں آئے سنہ صا حیران مع سرداروں اڑدیا کے قاضی بن گئے میں یہ لشکر میں آئے  
 کہ بادشاہ اسلام کو خبر کیا و غل پر بیٹھے بائیں ہوتے گئے میں ہر کار سے خبر لے کر مقام ادب پر دست بستہ ہو کر  
 و غل بیٹھے بادشاہی کے عرض کی کہ لشکر لقا میں اس بن الوس داخل ہوا قبل جنگ بجوایا ہو قتل اسکا ارادہ ہو  
 کہ سر کر اسے خبر دہو یہ خبر لشکر بادشاہ اسلام نے بھی اپنے لشکر میں قبل جنگ بجے کا حکم دیا تقارن مذہبی پرچہ پر دی  
 ادھر مالک بن ملکوت شاہ کو جو خبر ہوئی نہایت پریشان ہوا لوگوں سے کہ کہ قتل دوران بھی پاس نہیں غل  
 گئے میں امیرج ساتھ خدا پرستوں کے گیا ہوا جو دیکھا انجام لڑائی کا کہ ہر دور و ناچار حکم دیا کہ کوس عربی بچے بنوں لشکروں  
 میں چار ہرات تباری رہی صبح کو میدان میں صف آرائی ہوئی جبکہ صوفی عدال و قتال آراستہ ہو گئے نقیب نقابت  
 کو کے چلے گئے لشکر لقا میں علیا سے خاک پکڑ پکڑ کر گری پر آئے اس اپنے گنڈے کو اڑا کر سامنے تخت لقا کے آیا  
 پیادہ ہو کر آداب بجالایا اذن جنگ بجا عرض کیا اگر حکم ہو تو جا کر طرہ نعین میں ان سبوں کا کام تمام کروں قدرت خدا  
 سے سارے عالم میں ایسا نام کروں بختیارک نے کہا اے اس میں نقاب تھاری ہی اس پرچہ آداب پرستوں کا  
 قصہ پاک کر دے گا کہ خاک کر دے کیونکہ حضور سے ہیں اس نے کہ اگر خداوند کی نظر غایت ہوگی تو البتہ آداب  
 پرستوں کو بھی ہر دیکھا خدا پرستوں کو بھی قتل کروالو لقا سے کہنا اے اس جابجے اپنے یہ قدرت کو سپرد کی



تیسرے دم شمشیر میں سب خدا پرستوں کی موت تقدیر کر دی کوئی آفتاب پرست تیسرے ہاتھ سے زندہ نہ بچ سکا اس نے اپنے  
 گیند سے کوجولان کیا لنگ مار کر میدان میں آیا سر اٹھایا خوب عرق عرق ہو گیا ابھی اس کا حق کر لایا اس  
 گیند سے کورک کر کھڑا ہو گیا اپنے دم کو آراستہ کرتے لگا بعد دم بھر کے آواز دی اور آفتاب پرستوں جلد میر سے مقابلے  
 کو نکال دیا اگر لقا کو سجدہ کر دے اس مبارک طبعی کر رہا ہے کہ میدان میں قنوت آفتاب پرست براسے مقابلہ نکلا بعد قنوت  
 سی لنگھ کے نیزہ بازی ہونے لگی اس نے نیزہ نکال دیا اسے تھوڑا سا ری اسنے تھوڑا کور دیکھ کر خود ضرب لگائی سپر کو کاٹا  
 سر پر پڑی خود وہ بفرق چین زردہ ڈب کو کاٹ کر دایرہ در آئی قنوت سے دستانہ مارا تھوڑا لنگھ لگی مگر سر سے  
 دیر اسے خون جاری ہوا پیش طاری ہوا الفرض دو پہر تک لگی آفتاب پرست ہاتھ سے اس بن الوس کے مارے  
 لگے اب ہر اجدہ ہو گیا کئی آواز بن اس نے دین کوئی مقابلے کو نہیں آیا اس وقت اس گیند سے کور دیا اگر آفتاب پرستان کے  
 لشکر پر کور دیا اور چھنے لگی لقاتے فوج کو اشارہ کیا تمام فوج حکم لقا سے براسے لگے اس دوڑنے ہی جنگ مقرر ہوئی پہل  
 لڑتا بہتر قریب اقبال شاہ کے ہو گیا اقبال شاہ بر سر مقابلہ ہوا اس نے اس کے سر پر کور دیکھ کر میں ہاتھ ڈاکر  
 اٹھایا علم کو فہم کیا آفتاب پرست شکست کھا کر بجائے کوہ اضم پر چڑھ گئے اس فتح پاکر خدمت میں لقا کی آقا قاضی  
 خوش ہوا زردہ طو ابر شہار کر دیا اقبال شاہ کو طوفان و زنجیر میں کڑھ کر کے دھماکے میں بھیجا بختیارک نے کہا یہ پہل  
 دوران ای اس بن الوس عالیشان اب کل خدا پرستوں کا خاتمہ کر دے اس نے جواب دیا کوئی ایک ہی ایسا ہی ہو گا لقا  
 سے کما جمل جنگ جو ایسے لقاتے حکم دیا کہ جلد میں جنگ لگے اسی وقت نثارہ زردی پر چوب پڑی ہر کارون نے فخر اسلام  
 میں ہو گئی بیان بھی کوس مربی پر چوب پڑی شب تباری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دو دن لشکر میدان میں آئے  
 صف آرائی ہونے لگی طرفین سے ابھی کوئی نہیں نکلا تقیوں نے قنوت بھی نہیں کی ہر کر دھوا سے اٹھی ہر کاروس  
 د اسٹن خبر کے روانہ ہوئے جب دامن گرو چاک ہوا دیکھا کہ تین سو عساکر ننگاری و نشان بنس ہا کہ سواروں کے طایان ہونے  
 اور ہر ایک علم کے پھر سے پر تقریب دھما لقا کی غر پر بعد اس کے خاص ہر دارون کے غول بعد اس کے مرکب تادی و زکی و  
 بھٹی وینی و عراقی و عربی با ساند سان مرصع کار بعد اس کے ہزار بارہ سو جوان بادے کی طلیان کمر بن بندہ می ہو نہیں  
 لگے دن کے پانچ بجے چوڑی دار پہلے ہوئے گشتوں تک پہلے پہلے ہوئے ہزار سے خشکوں کے آواز پر چڑھے ہوئے  
 پہنکا ڈکرتے ہوئے اس سان سے پہلے آئے ہیں بعد اس کے بدربین زلازل کھینچی کر گھن پر سوار چلا آتا تین لاکھ سوار  
 پشت پہا یک یک چلے پوش کمر پوش بعد جوش و خروش چار آئندہ لگائے سامنے سے نمودار ہوا ادی کتا ہر کہ نور الدین پہلے  
 ہر کو کمر کر شرماب میں قید کیا تھا برہمن جاو و قید سے ہر کسی کے بڑے فندق میں لائی اور ایک تختی نو لاد کی اس قہر نے  
 تیار کی اسکو عہدہ کید کے بن بد رکھ پھانسی اور بھیجا دبا سبب اس تختی کے کوئی عہدہ تیرے بدن پر تاثر نہ کر لگا ماسل کام  
 جزیرہ فندق سے اس کا فزنی خرچ کیا پہلے ملک سخان کا راستہ لیا جب وہاں پہنچا کامل خان بن گلاب سے  
 اسکا مقابلہ کیا سبب اس تختی سحر کے کہ ہم اس تختی کا خفتان مریم بندہ ہو کوئی سحر اس کے بدن پر کار گر نہوا اسکا کار  
 کامل خان بد رکھے ہاتھ سے زخمی ہوا چہرے گرتا کر لیا ملک سخان پر اپنا قبضہ کیا اب بیان اس قصد سے آیا  
 ہو کہ اہل اسلام کو قتل کروں لقا اسکے آنے سے بہت خوش ہوا اور بدہونے لقا کو خبر کیا لقا سے آواز دی اور بد  
 تیرے آنے سے خدائی کو بڑی قوت ہو گئی اتوار بنندگان خوابی کو سزا دے اور لنگھ لنگھ قتل پر بخا بدہونے عرض  
 کیا خدا وندا ایسا ہی ہو گا یہ لکر مہمان بن آیا مبارک طلب کیا جمشید بن قباد مرکب کو سپر کر سامنے قنوت ہا و شاہی کے  
 آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ خدا تمہارا طلبان ہو گا کلمہ عفریت عنایت کیا جمشید



اس جام کو بیکر بار دیگر مرکب پر سوار ہو دو وزن مقابلے پر آکرنگا وزن ہوئے مرکب دونوں کے پانچ پانچ سات سات مقام  
 پیچھے ہٹ گئے پھر راتوں میں مسلسل کے دونوں سات سات آٹے بدرستے نام پوچھا جمشید نے کہا کہ میں بھائی ہوں بادشاہ لشکر  
 اسلام کا بدرستے کہا ہنریہ ہولقا کو سجدہ کر جمشید نے کہا دو کا مقابل لغت ہی پر یہ کلمہ شکر نہایت درجہ درجہ ہو گیا ہنریہ  
 ہو گا فضا تم سب کی دانگیر جو میں تم سب کے لب لکھ الموت ہوں ای بدر جو کچھ من پسند کری مت جانتا جو ظاہر کر مکر دور ہو کر کوئی  
 حسرت تیرے دل میں باقی نہ رہے جمشید نے کہا ہم بھی پیشہ سنی نہیں کرتے جب تیرے حربے سے خدا بچا بیگم بھی حد تک بچ کر  
 بدرستے کہا فضا رہنا یہ لکھنیز داس جمشید نے تیرے پر نیرہ رو کا تیرہ بازی ہوئے لی جمشید نے بدر کا نیرہ بوائی کین بدر  
 سنے تلوار ماری جمشید نے سپر پر رولی تلوار رد کر کے بدر پر تلوار ماری بدر نے سینے پر رولی تلوار جمشید کی آہست  
 گئی بدر نے تیرہ دانا جمشید کے سر پر پٹا سپر کو کا کرچہ دو ابرو در آیا جمشید نے دستا نہ مارا تیرہ نو سو ت لک گیا لیکن دریا سے  
 خون سر سے جاری ہوا قتل طاری ہوا بدر نے جمشید کو گرفتار کیا قبل از گشت بجا کر پھر صحبت میں لقا کی آیا بہت کچھ  
 لاف و گداز کا بختیا رکھنے لگا اس پر درجہ وقت پر تم بیان اگر چہ کہ لشکر اسلام میں لڑی سردار نامی نہیں  
 سب کو بلا خون و خطر قتل کر دے کسی سے ڈر و بدر نے کہا ایسا ہی ہو گا یہ مکر بیل جنگ بچنے کا حکم دیا اور لشکر اسلام جان  
 و پریشان اُداسی چہرہ پر چھائی ہوئی چٹا غموز سے ہی عرض میں ہر کار سے ہنر لائے عرض کیا حضور بدر نے قبل جنگ  
 بجوا بالکل بھی ارادہ اسکا مقابلہ کرنے کا ہوا دھر بھی تقارن نہ دی پر چوب چری چار پہر رات تباری جنگ میں بسر ہوئی  
 دم سردہ لان لشکر میدان کا رنار میں آئے صف آرائی ہوئی بعد اساتگی مصروف کے قیاب سب دیکر پٹے گئے  
 بدر رخصت کا رزار میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے طغیر زہر و شیر پیشہ و غائب ہر شجاعت قدس سے وقت  
 صحت شکن و صمد اسد بن کرب دلاور نے ٹھوڑے کو اٹا یا جب سات سو چار ہرنگا وزن ہو ا بدر نے اس پر پادیا  
 ایک جوان ماطلت ضرورت آنکھوں میں لال لال قد سے نشہ وشت کے برستے ہوئے گریان مانند صبح صادق چاک زہر  
 آئینہ تک چلی ہوئی غایت شوخ و جالاک بدر نے کہا شوخ گونا م خود را درین انجمن کہ بسیار تند آدمی سوے میں اسد نے  
 لکھیا تو اسد اسد نام جاری ہو دلیر کہ کاب از بیم شود طلب غیر بدر نے کہا تم لوگوں نے تیرے نام پیدا کیا لیکن اب تم اس  
 اقبال پر زوال آیا ادبار میں تم سب گرفتار ہو حمزہ مع فرزندمان نامی و سرداران گرامی غضب خداوندی میں گرفتار ہو لکھو اب  
 و وزم ہر زمرہ شاہ کو سجدہ کر دینا رہی ضامات ہو جائیگی اسد لاکار ای گیر ناحق شناس او کندہ ہنراش ہو تو کیا فضول  
 بکھا ہو ہم اس بکھوڑے کو سجدہ کر بیٹے سوا سے لعنت کے نور کوئی کرا کے حق میں نہ کہیں گے لاکہ لاکہ لعنت ہو لقا پر اور اس کے  
 پرستاروں کے اوپر بدر کا لکھنیز نعل در آتش ہو گیا آواز دی ای جردان پرست ایسے گئے منہ سے نکال دراز زبان کو سلجھا لیا  
 و کچھ جھگڑا سے کامل دیتا ہوں شوخ بیا را بچہ داری زمرہ نشان کہ کمان کیانی و گزند گران اسد نے کہا او دشمن و بن  
 ہم ہمارا دستور نہیں کہ بچے مرین پر مرہ کرین بدر فریدوار فریدوار کفر بیا باز دو شوخ نیرہ اسد ہمارا اسد نے تیرہ شوخ  
 پر و کا نیرہ بازی ہوئے لی بعد دو ساعت کے نیرہ اسد نے اس سے بدر کے نکال دیا بدر آگ ہو گیا تلوار کا دار کیا اسد  
 نے رد کی با ہم تلوار چلنے لگی بدر جب تلوار نہ تھا اسد سپر کو پناہ چھوڑ کر تھک گیا جب اسد نامار کا دار چلے تھا بدر سپر  
 سپر کرتا تھا صاف تلوار اچھٹ پائی تھی عرض اسد نے بت سے دیکھ کر اسپر کوئی کا ر نہوا آخر کار اسد نامار زخمی  
 ہوا حالت زہری میں بدر پر تلوار ماری بدر نے وار کو رد کر کے اپنا دار کیا اسد نامار چوبہ ہو گیا بیوشی طاری  
 ہوئی بدر نے اسد کو بلایا خدمت میں لقا کی بھیج دیا پھر مبارز طلب کیا عمرو بن رستم مقابلے کو آیا بدر نے اس  
 شجاع جوان کو دیکھ کر نام پوچھا اس جوان نے کہا میرا نام عمرو بن رستم ہے جو بھائی قاسم کا ہوں بعد ان کے خوب



کھارٹی بدر کے بدن پر تو ایک خط بھی نہ پڑا لیکن عمر و بن رستم بہت غمی ہوا حالت بھڑاری میں ایک تہہ سر پر رہا اور  
 نیز آجپت نے گھنڈے پر پڑا گردن گھنڈے کی کلم سہی گھنڈا اور بدرد و ذوق و بالا ہوئے کہ فرادہ سرت و دوش پستہ اہم  
 سے اہل اسلام پر سے خوب جنگ منکوب ہوئی عمر و بن رستم بیوش ہو گیا با ذوق سے گرفتار کر لیا بدر کو لوگوں سے لکھتے  
 سے جدا کیا بدر اور گیدھ پر سوار ہو کر پھر اسے لگا لڑتا ہوا بادشاہ اسلام تک پہنچا بادشاہ سہم سے حو بہ کیا اس کے بدن  
 پر کچھ اثر نہ ہوا اللہ بادشاہ اسلام بھی غم و غم سے ہونے دن بھر تلوار ملی بیانیہ کشاکش نہ ہوئی لشکر اسلام شکست کھا کر بھاگا کام  
 نال و اسباب لیکر جیشہ تمشاد کی طرف روئے ہوا لقا نابت خوش خوش بدر کو ہمراہ لے ہوئے ذر و جواہر بدر پر سے شہر  
 کرنا ہوا داخل بارگاہ ہوا محبت پیش کشا طبریا ہوئی لقا سے ہر کار و ن کو بلا کر کھا جاؤ لشکر اسلام کی خبر لاؤ یہ خدا پرست  
 کمان بھاگ کر گئے میں کسی کو زندہ نہ بچوؤ و گا نقد بر کی میں نے ان سب جنگان خولی کو غارت کر دیا گا ہر کار سے گئے ہودہ  
 دن کے خبر لائے کہ خدا پرست جیشہ تمشاد میں ہن دبان سے قلعہ مشتری حصار کا ضد ہر کچھ عجب نہیں آپ کے کعبے سے  
 جاتے وہ قلعہ مشتری حصار میں داخل ہو جائیں لقا سے لہا میرے ہاتھ سے کمان جائیگا انکو قتل کر کے اپنے پیڑ پڑا سر سل  
 گا و رنگ شاہ کی پوواؤ گا اور چکر قیلول خدائی پر جلوہ زما ہوگا اندر سر نو خدائی اپنی جہاد کا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے  
 لقا سے خلیہ پر سنون بھاگ کر بدر بن زلازل ایک چٹنی شراب کے نشے میں بدست تھا کہ خیال مشوق کا بندھنا یہ حرام مزہ  
 مدت سے ملکہ گیتی افز و زہائل و جلا عاشق و شہا ہر خیال میں لڑا کہ چکر باختر کو مسخر کیے اپنی مشوؤ کو لے لیے لقا سے  
 عرض کیا امیر خداوند آپ تو خدا پر سنون ہر با سے میرے ہمراہ نور چکیا قدرت لاہوت شاہ کو کر دیکھے میں جا کر کل  
 باختر کو شہر کر دیا گا کامل خان بن گناب کر بادشاہ کو چاک باختر ہوا سکون میں ہے جبہ کر لیا ہوا اب مظلومین شہر  
 خون آشام و سلیمان شاہ فارسی کہ ملک سبائل میں میں انکو اسیر کر دیا گا لقا پکارا ای بدر رستم ہر جگہ اپنی خدائی کی  
 میں نے سر ہزار برس آگے ہی تھہر کر کی تھی اسی وقت لاہوت شاہ کو بدر کے ساتھ رو دیا گیا اور خود جا ہا اہل اسلام کے  
 نقاب میں جاؤں بختیار رک نے کہا یا خداوند یہ آفتاب پرست خورس سے میں چلا آکا علاج کر لیجے بھائے خدا پرستوں  
 کے استیصال کا ارادہ دینے لقا سے کہا ہی تقدیر کی اور اس سے کہ تو بیا د پر چڑھ کر آفتاب پر سنون کو قتل کر دے ہوں کہ میں  
 موجود ہوں اب جل جنگ یو ایسے بے مایہ ایک کو دھوڑ و گلان سب کی نقاب میرے ہاتھ سے جو انکو اس فکر میں مجبور ہے  
 دو کلر داستان حیرت بیان صاحبقران زمان کا مع تمام سردار و ن و فرزند و ن کے ظلم جان بجان  
 میں مبتلا ہونا اور شاہزادہ نور الدین کا ظلم منہ کر کے رہائی دینا خمس

بے اصل ہر جنگ جانا کھڑے تھے	دھوکھا دھرم نہ دلا دھوکا	رہتا ہر جگہ سے کھانہ کھیتا	دوتا ہر زوت کا مینا تہ پکھیتا
اک شہید ہر دوسرے کا نشانہ تھے	باریجا طفل ہر دینار سے تھے	دشت چلنیں آپ میں آتے تھے	میں ہر جگہ کمال تمام اسیر کرتے تھے
ہوئے شب و روز غلام سے تھے	آؤ دیکھ کر کیا رنگ ہر تیرا سنا تھے		
ہر نال بیدار کور تیار سے تھے	سب کچھ کر گچھ نہیں بچتا رہتا	ہوئے شام و صبح میں کھڑے ہی رہتا	کھڑے سرتی ہر کمان لہت اٹھاتا
کوئی کیجی نہیں کہتا موت سے تھے	ہوئے جوانان کو دین میں ہر امر سے تھے	منگوا بچے شہید ہر خوش رنگ دھاتا	بہر دیکھنا داخل قشائی اٹھاتا
اٹھتا جی میں رنگ پرور سے تھے	اٹھ لے کوئی میرا جی سے اسے		
جہنم میں لے گئے کتا ہون کر اٹھا	منظور جو چاہے کرین دکر لجا	اک تو کچھ کتا نہیں اپنا بت خود کام	اک میں ہوں کہ ہر شہزادہ ہر تیرا
کچھ لو بکت ہر گز تار سے دل کا	نہرت کالما میں ہر تیرا کتا	اور نہر سے تیرا ہی لہنے لے لہا	اجاز کی پائین میں کر لہات کچھ کتا
اکیون کر کون تو نام ہو کھرت اسے	مجنون کو بڑا کھتی تیرا جی مرے آسے		







رہی تھی اسے پروا نہ تھی کہ وہ بان پونجا جہان ایک سو باغ روشتہ ان کے ہاتھ بنا ہوا تھا اس میں سے ایک ہاتھ پیرا  
ہوا کر میں نور الدہر کی پڑا شاہزادہ سے ہر چند زور کیا لیکن وہ ہاتھ جدا نہ ہوا آخر کار شاہزادہ بیہوش ہو گیا اپنے  
کو کچھ خبر نہ تھی کہ تو کون ہے اور کہاں جانا ہے بعد محو زوی دہر کے ہوش آیا دیکھا کہ ایک باغ بے مثل و نایاب ہے بنیابت سرسبز  
و شاداب ہر گل ملک رہے ہیں غنچہ شک رہے ہیں بلبلین شاخون پر ترنم سرا طبع طرح کے بھول شگفتہ میں غفلت

پا سیمین چننا گل چمن گزل	لا لا و صد برگ و افروز کنول	نسترن سنبو چینی موکرا	رائی بل اور جایی جوی موتا
سیونی داودی نرگس جھری	گر رہے تھے سارے گل جلوہ گری	کیا درخت بے ٹر گیا بیوہ	اپنے اپنے طود کی سب پر بہار
چھوٹے فوارے میں یوں بار بار	جس طرح سون میں پڑتی ہوا پکار	ستارہ فرست بخش دل وہ بوستان	جس کو کچھ نہانی باغ جہان

ہر ایک عمارت پاکیزہ تھی ہوائی ہر ایک قصر عالیشان زمین و آسمان لوگوں کو دیکھا جیسے بھول چمن سے ہوا رہے ہیں جیسے  
بار بنا سنے جاسے ہیں جو لوگ کہ مکانون میں بیٹھے ہیں کوئی سوٹ کھول رہا ہے کوئی تانگے بٹ رہا ہے کوئی ڈلیان کھڑا ہے  
جیسے میں اپنے اپنے کام میں سب مصروف ہیں کوئی بیکار نظر نہیں آتا ان لوگوں نے جو نور الدہر کا وہ حسن و جمال دیکھا  
و ماہ و جلال دیکھا ہر ایک نے سلام کر کے کہا اے شہزادہ آئیے آپ بھی ہاتھ ہمارے گرفتار ہوئے اب ہمارے کام حیات یہاں  
سے نجات نہ ملے گی شاہزادہ بولا خبر جو خدا کی مرضی رہے بنا بالقضا جو خواہش الہی ایک نے عرض کیا اے شہزادہ آپ بھی کچھ کام  
کیجیے گھر اسے کہ بے مزدوری یہاں کھانا کسی کو نہیں ملتا ہے نور الدہر ہم پر ہم خاطر ہو کر بولا دور ہو میرے سامنے سے میں کیا  
مزدور ہوں جو مزدوری کروں اسے جواب دیا آج کو اختیار ہے آپ جانے آج کا گاہ کر دیا چاہے مانے چاہے نہ مانے  
الغرض دن بھر اسی طرح گزرا ہر ایک اپنے اپنے کام میں مصروف رہا نور الدہر سیر کنان بھر گیا جب شام ہوئی وہی  
تازین اگر قصر عالیشان میں بیٹھی اور وہ بھول جو سب نے توڑ کر اڑتا ہے تھے اس تازین کے سامنے بیٹھے تھے  
کڑے ہوئے وہاں سے خواہ میں آئیں نام ہاں بھول لیکن بعد گھڑی بھر کے وہ تازین اٹھ کھڑی ہوئے سب دھانے پھر کر اپنے  
اپنے مقاموں پر بیٹھے چراغ روشن کیے محو زوی دہر کے بعد خواں کھانے کے لوگ لائے آگے آگے دار و دریا پہنچے اسے  
سب کو کھانا تقسیم کیا نور الدہر سے بات نہ کی سمجھوں نے کھانا کھا یا شاہزادہ کی صلیح بھی نہ کی بعد کھانا کھا چکے  
کے سو رہے صبح کو پھر آئے گلچینی میں مصروف ہوئے وہ دن اسی طرح سے گذرا نور الدہر فانی سے بیٹھا رات کو پھر  
جس نور سباق وہی دار و دریا سب کے واسطے کھانا لایا ہر ایک کو دیا لیکن نور الدہر کی طرف التفات نہ کی  
نور الدہر کو اذیت ہو کہ کمال تھی اب باقی نہ رہی پکا ماں شخص مجھ خبر فاذہر تو سب کو کھانا کھاتا ہے بلکہ بنین دینا  
میں تجھے مار دے گا تجھے کھانا ضرور لوں گا یہ لکھ کر دیا اس سے پتا آئے وہ گھڑی کے بعد نور الدہر کو چاروں طرف سے  
جنت دے مارا مشکین باز رہے لیکن کہا اے عزیز تجھے اور کیا سزا دوں تو قیدی ظہیر ہو جگہ جگہ آگاہ کرتا ہوں جب تک تو کچھ  
نعمت ذکر لگا کھانا نہ لے گا یہ لکھ کر مشکین کھول کر چلا گیا لوگوں نے شاہزادہ کو کھانا شروع کیا کہ بتور دزاول آپ سے  
کہتے تھے آپ کچھ مزدوری کیجیے آپ سے دانا دار و دریا سے بھی عبت لڑیے شاہزادہ بولا مجھے تو کچھ بھی نہیں آتا میں کیا کروں  
ایک شخص بھارا ہم کہا قوم کے مزدور ہیں مگر کیا کریں خاک سے مجھ میں ایک بولا ہم سوداگر کیجیے ہیں مگر یہاں مزدوری سے  
نہیں کیجیے ہیں نور الدہر سب کی باتیں سن رہا ہوا اپنے مال پروردہ ہاں کھانا ہوا نور الدہر کیا اعلان ہر دور  
ہو کہ ہمارے ہوتی ملازم خواں کھانے کے تقسیم کر دیتے تھے یا اب ہم خود پارہ تان کو محتاج ہیں لوگوں نے جو روتے دیکھا  
کہا اے شہزادہ آپ بیٹھے بیٹھے کچھ بھول ہی تو رہے اور کچھ دیکھیے آپ کو وقت شام کھانا تو لگا شاہزادہ نے کہا بھلا  
کیا مضافتہ ہوتا تو ہو سکتا ہو کہ کے مارے توڑی حالت تھی غش کی تو جتنی غش میں میں بھول بھول تو رہے











گوشتوارہ کان سے اتار کر شاہزادے کو دیا اور پروانہ کے بسوسے آسمان روانہ ہوئی نور الدہر اس گنبد سے نکل کر ایک  
درخت کے نیچے بیٹھا ادلوس نے کہا اے کھانا پانی بلا یا شاہزادہ لیٹ کر سو گیا ادلوس گنبدانی میں مصروف رہا جب  
صبح ہوئی نور الدہر بیدار ہوا و منوکیا غازی بھی آسمین وہ دیو بیدار ہوا دیکھا اور وہ ان گنبد و اجڑا ہوا پر بڑا دلونہ پایا گھر  
کہ اس گھر کا لوح بھی گنگے میں نہ دیکھی بہت پریشان ہوا کہ یہ کون تھا کہ پر بڑا دل کو بھی چھڑایا اور لوح بھی لگیا ساتھی جو دیکھا نور الدہر  
گھڑا ہوا اور لوح گنگے میں پڑی ہر دوڑا کہ او خبرہ سر نو نے غضب کیا کہ غیبی کو میرے چہرے الیا میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا  
نکھر حلا آور ہوا نور الدہر نے حلا اسکا رد کیا لوح کو دیکھا کھا تھا کہ اگر خندہ ظلم اگر زور کرے گا تو اس کے خون کا  
نظرہ زمین پر گرے گا اس سے دیو بنگے تیار ہو گا ہزار ہا دیو پیدا ہونے لگے جو جان بچا یا مشکل ہو جائیگا بے خوف و خطر  
اسکی اعلیٰ بنیں ہر بہر دیکھ کر شاہزادہ حیران ہوا کہ کہا کون حلا اس کے رد کرنے لگا اسی طرح پر دوہر گوری نور الدہر  
اپنی دھمکی سے ابوس ہوا و عاملین مانگنے لگا کہ اس پر وردگار اگر حیات مستعار باقی ہر تو تینہ خارا شکاف مجھ تک  
پہنچا دے، و ما شاہزادے کی ہر گاہ خدا قبول ہوئی الماس بری آن ہوئی تینہ شاہزادے کے پاس بھیک  
دلو و دوسر الماس بری پر دوڑا کہ پہلے تجھے ماروں بعد اس کے اس سے بھون شاہزادہ بکارا ادنا بکار میں  
تجھے کب چھوڑتا ہوں دیو دوسر نے وار تمنا د شاہزادے پر مارا شاہزادے نے غالی دی ضرب زمین پر  
پڑی ایک نخت گرد بند ہوا شاہزادہ آسمین پوشیدہ ہو گیا دیو بکارا کہ افسوس گوشت تیرا کر رہا ہو گیا نور الدہر  
نے نعرہ کیا کہ او آدم خوار کسکو تو نے مارا خبردار ہو اور تینہ خارا شکاف اسکی کمر پر مارا و مگر سے اس دیو ہون  
کے ہوئے شور قیامت زاہر ہوا اسکی پیدا ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا ہم من دیو دوسر و جب روشنی ہوئی  
ادلوس نے غمخ مون کو پوسہ دیا کہ کارخانہ ان آپ نے کیا پر بڑا دل گردہ چہرے کی ہاتھ شاہزادے کے چوم لیے  
شاہزادے نے گوشتوارہ دے کر اسکو رخصت کیا بعد اس کے شاہزادے نے ادلوس سے کہا کہ تم بھی جاؤ میں ظلم کشانی  
کو جاتا ہوں ادلوس نے عرض کیا کہ لوح سے ہوشیار رہیے گا مافل نہو جیے گا اور جو کوئی بیچ پڑ گیا لوح مجھ میں لئی تو پھر ملے گا  
ہو گا شاہزادے نے کہا کہ ای ادلوس ہر وہ کارخانہ پر چھاپے گا وہ ہو گا جتنے الامکان تو لوح سے فافل نہو لگا  
ہے گھر ادلوس کو رخصت کیا آپ لوح ظلمی دیکھ کر ایک طرف رواں ہوا تھوڑی دور آیا تھا ایک مکان دکھائی دیا  
شاہزادہ اندر اس کے گیا ایک اڑ رہے کو دیکھا کہ رنگ بدن کہرے درددون آنکھیں سرخ منہ سے خطاب آئینہ نکلتے  
ہوئے بیٹھا ہوا وسیع مار رہا ہوا اسکی چونکا شاہزادے پر پڑی دوڑا خطاب آئینہ چھوڑا نور الدہر ایک کرا لگ  
ہوش گ لوح کو دیکھا کھٹا تھا کہ ہر اذہا شررا انگیز جادو ہر کوئی حور بایا اسپر نہ کرتا، اسم سو بار پڑھ کر اسپر دم کہ یہ  
چستی و چالاکی اسکی مصروف ہوا سوقت ہی اسم عمو اسکی بازو صبر دم کر کے نوار مارا کہ کام اسکا تمام ہو شاہزادے  
نے موافق حکم لوح کے اسم پڑھ کر اسپر دم کرنا شروع کیا اسکا یہ عالم تھا کہ کہاں چالاکی سے شاہزادے کے نکلے  
ارادہ کرے قلاب آئینہ چھوڑا تھا مگر اسم کی برکت سے چالاکی اسکی کم ہوئی جاتی تھی جب اسم مقدس معین پر پہنچا  
شاہزادے نے اسپر دم کیا اس کے دم کرتے ہی مانند رسن جو پدہ نظر آئے لگا ساری چالاکی جاتی رہی سست ہوئی  
نور الدہر نے اسم دم کر کے عوارہ ای اس کے و دیکھو سے ہوئے غلطہ انگریز ہوا ایک صدا پیدا ہوئی کہ کشتی مرا  
تمام من شررا انگیز جادو و بود جب تاریکی بر طرف ہوئی دیکھا کہ داس اڑ رہے کا نام و نشان ہر نہ وہ مکان پر  
ایک جادو گر رہا ہوا بڑا ہر سامنے ایک دریا معلوم ہوتا ہوا اور ایک کشتی کنارے پر لگی ہر لوح کو دیکھ کر کشتی پر سوار  
ہوا ہونہر اچھی طرح بیٹھا تھا کہ کشتی مانند باد صحر کے روانہ ہوئی شاہزادہ ہوا کے فراتے سے بیوٹ ہو گیا بعد خود







نہیں کہ وہ کس جگہ اور جو میں جانتا بھی ہو تا تو کب بتا دیا وہاں بولا خیر بے ہمتی ہو کر خداوند مہربانی کو تو سجدہ کر نہیں آتا وہ مرگ بسا  
جیسا کہ قضا ہو تو رالہ ہر روز خدا اس روز کو بچے نہ رکھے کہ شیطان رہن دین و ایمان بچے بکاسے ہر روز گار قدم کو مراد و تہمت  
پر قائم رکھے لہذا دے دے لاکھ لاکھ لاکھ ہے ہر سامری و جھبہ داران کے پرستاروں کو کا فر خاں کیا بکھا ہو مگر حیات ستارہ سری  
باقی ہر فیکہ نہیں کر سکتا ہر شعر و گریخ عالم بچند زبا سے + نہ ہر دے گے تا خواہ خدا سے + اور جو خفا میری آگئی ہو تو کچھ پر و  
نہیں ہر راضی ہر شاہون شعر سنی سیم شمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + یہ کلام شکر ہر طرف فل اسکا کہ خند و جھنگ  
ہر انجم شاد نے حکم دیا کہ بلا دجلہ و کربلا و کربلا یا عجیب صورت جلا دی تھی کہ سیاہ رنگ سرخ چشم زلہ صیت و دہر  
کا جو تھم پر دہنی سے گذر رہا ہوا بچے کا نموداری سے لٹکا ہوا شعر تا ہر دہنے سے نہا نے + بود و دیش جو دیکھ داتے + تاک  
کان کتے ہوئے دن کا با رنگے میں رسال کا نہ سے پر ہوا ہوا خون کی بو اس میں سے آتی ہوئی جو واقعہ کر میں حائل چہرہ ان  
باڑھا میں دی ہوئی سا بر کا کر تہنہ ہوتے آتھی پہنچ مارا پا کا کہ شعر سلطنت سلطان کند فرما رہا دہیت + مریع ملا  
بلا شد طعنہ بر صبا دہیت کسکام بہا تا عمر بیز ہما کسا سر رستہ حیات کا کرن منسوب در گاہ سلطان ہر انجم شاہ نے نوراللم  
کی طرقت اشارہ کیا کہ جلد اسے لیجا کر قتل کر جلا دے ریت کا چہرہ نہ بنا کر طعنا سپرد الہ ہا شعر طعنا بنگندہ بر من رنگہ بخت + دلو  
زود و دگش می گر بخت + اور ہاتھ پکڑ کر نورالہ ہر کالاکر لٹکے پر بٹھا دیا اور کہا کہ جو کچھ کھاتا ہو کھانے پینا ہو پی سنے  
جو کچھ دہیت کرنا ہو کر لے جسے یاد کرنا ہو یاد کر لے کہ رفت ہر آخر ہر شانہ اوسے نے فرمایا کہ کھانے کو غم کھا ہوں بچے کو خون بک  
پینا ہوں دہیت میری ہے ہر کہ اگر حمزہ صا جعفران اس طلسم کو فتح کریں تو اسنے کہہ دیا کہ انجم شاہ سے میرے خون کا جو  
لین اور یاد کر لے کہ کتا ہی تو میں یاد کیا میں نے ہر روز گار عالم کو کہ میں نے کھانے کھا کیا اس میں انجم شاہ بولا اور جلا دیا میں لایا  
میں جلد گردن مار جلا دے کر لے کا خط گردن بکھینچا اور تلوار برہنہ کر کے سر پہ بکھڑا ہوا تیسرے حکم کا خطر تھا نورالہ ہر نے  
جرا کہ اٹھائی تو سہاے دشمن کے کوئی دوست نہ تھا آجسکو دیکھا اسے دشمن جان لٹکے خون پایا جلا دے قتل پر آمادہ دیکھا نہیں  
ہوا کہ ای نورالہ ہر اب کوئی صورت بچاؤ کی نہیں بے نعل منقود جہان سے چلے سب آرزو میں دلی دل ہی میں لچکے آنکھوں سے  
آنسو جاری زبان پر یہ سخن کہ ای خطاب بادی واسطہ اپنے ہند گان خاص کا بچے اس فید سے بجات دے اور جو خفا بھی آتی  
تو اچھے مقام پر آئے کہ گفن و دغن بھی نصیب ہوا شعرا را ی کا کہ کشا سے بستہ کاران + منقود دہ امید داران + ہم نشی  
صد نکات ہر تو + ناظم کل کائنات ہر تو + ہر کعبہ و دیر میں تراشور + موران ضیف کو نمازور + اعداد طیل ہار میں کی + ہر  
کو نکات حوت سے دی + ای پروردگار بگو بھی بیانشہ بجات دے یا بھی دیا بک رہا تھا کہ جنون جادو و ساحرہ بھی ہوا  
اور جلا دے منع کیا کہ خبر دار بھی جس نہ کرنا اور بلا شاہ سے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای شرار جو قاعدہ طلسم کے بندھے ہوئے  
ہیں اس سے خوف ہونا چاہیے پیشانی میں طلسم ہے ہر کہ گریخ کے ہا لیس روزہ بدر کتے ہیں بعدا کے اختیار ہر پاتہ قتل کیجے  
+ یہ بخت بچے کا مصرعہ خود سب خبر گر خفا + انجم شاہ نے ہنس کر کہا کہ خیر تو جنون جادو و لہا تو ہی اسکا اپنے پاس  
قید رکھ میں نے قید سے حل کیا جنون قید نورالہ ہر کی لکیر اپنے مکان میں آیا ایک جادو گر کہ قلم اسکا ہم تھا اس سے  
کہا کہ تو لیجا کر اسے قید کر اور جی طرح سے رکھنا اگر چھوٹ جاتا تو بڑی بدنامی ہوگی قلم بولا کہ میں اپنی جان کے برابر بکھوٹا  
آپ خاطر جمع رکھیے لکھ نورالہ ہر کہ لکیر طلسم کے مکان میں ایک حوض پر ساٹھ لاکھ لانا اور ساٹھ لاکھ چھوڑا پانی سے باب اور اس  
حوض میں چار ستون ہیں ان ستونوں پر قفر بنا ہوا اور وسط حوض میں چار ستون ہیں ان ستونوں پر قفر کے جانے کا زینہ لایا ہوا اور ستون  
سردن پر چل کے دو برج بنے ہیں اس میں نگیناں جیسے ہیں انھیں اس قفر میں لاکر نورالہ ہر کو قید کیا اور گرد قفر کے حصہ  
آنش قائم کیا اور نگیناں سے تاکہ کی کہ خبردار غفلت نہ کرے یہ لکھ جاتا وقت شام وہ جادو گر آتا تھا کھانا پانی دے جاتا تھا



اگر شاہزادہ سے روٹی جو کی کھائی کہ جانی ہر پانی کی لپٹا تھا اور کچھ نہ کھا تا تھا اپنی زندگی بھر بزار تھا بد روگا عالم سے شخصی کا خواہستگار  
 تھا جسراہنر تھا کہ اس صراطِ نقیض میں سے اولوس دکھائی دیا نور الدہر کو سلام کیا نور الدہر نہایت خوش ہوا پوچھا کہ بھائی تو کس طرح  
 یہاں آیا ہو سے تو واقف نہ تھا پھر کہو کہ اس آگ سے جسم کو بچا یا اولوس نے عرض کیا کہ شہر دار ہما نقیض میں بلکہ آگ نہیں جلائی  
 مگر آپ کو کھانک کر لیا تھا شکل یہ کہ آپ جل جائیے یہ لکڑی تھا اور مرغ جھٹا ہوا مع شیر مال شاہزادہ سے کے سامنے رکھ دیا نور الدہر نے  
 پیسے دن کھان سیر ہو کر کھا یا شکر ہو دہکار کا بھانا یا کھا اسی اولوس اب کوئی رہائی کی صورت نکال اسلئے کھا شہر دار آپ سے  
 تو غضب کیا کہ ذوقِ فنون جادو کے قریب میں آگئے یمن نے آگے بڑھا کہ یہ کارخانہ طلسم ہے آپ مجھ پر بھی اعتماد نہ کیجیے گا فوج  
 طلسم کو ہر دم دیکھتے رہیے گا آپ نے کمال بدائی کی نور الدہر بولا بھائی سچ ہو مگر اب تک دو دست جانی جانتا تھا اس باعث سے  
 غافل ہو گیا اب تندر کر دیکھ میں رہائی پانچ دن اولوس نے کہا کہ میں کیا نہ فعل ہوں مگر اب یوں طلسم کا ہاتھ آتا اور حضور کا ہوتا بہت  
 مشکل ہے اگر شہر دار میں بھی زیادہ نہیں بھرت سکتا ابھی جو کوئی اسامیہ مجھے دیکھے گا فوراً گرفتار کر لیا اس طرح کئی روز گذرے کہ  
 اولوس آتا ہوا شاہزادہ کو کھانا ہر گھڑی دو گھڑی دیتا ہوا تھا ایک روز قلمزم جادو جو نور الدہر کے دیکھنے  
 کو آیا بلکہ ان میں کی بی بی بائیں پکا سا کراہی قیدی بہ نہ بیان مرغی کی کھان سے آئیں سچ بتا کہ کتاب مرغی کے کون تیرے واسطے ہے  
 شاہزادہ بولا میرے خط نے مجھ کو نہایت فرمایا بیان میرے پاس آئیو والا کون ہر قلمزم نے کہا توں کو طلب کیا اسے پوچھا کہ کیا  
 غم میں سے کوئی اسکے ساتھ دوستی جانی ہو کتاب مرغی کے اسکے کھانا ہی ان سب نے عرض کیا کہ ہماری کیا مجال جو ہم اس سے ملیں کہیں  
 اور اگر ہم میں سے کوئی اسکا شریک بنے تو جو سزا چاہیے دیکھے بلکہ فعل کیجیے خداوند پر بھیجے پیٹھے رہتے ہیں آسمان پر سے کوئی لکے  
 پاس آتا ہو گا اور کتاب کھد جاتا ہو گا قلمزم جادو نور الدہر کو مجنون اختر شمار سے پاس لایا اور حال بیان کیا مجنون  
 جادو نے نور الدہر کو بہت سادہ پایا دھکا پا کہ جادو سے کون تیرے واسطے کتاب مرغی لائی ہو شاہزادہ سے ملنے نہ بتا یا محض انکار  
 فرمایا مجنون نے قلمزم سے کہا کہ اسے دہرین لیا کر قید کر دو اور ساروں کو کھینکا دین بٹھاؤ جو اسکا دوست اسکے پاس آتا ہو گا  
 معلوم ہو جائیگا قلمزم نور الدہر کو اسی قعر میں پھر لایا قید کیا گیا توں کو بھنا بائیں تاکہ کی کہ جسے اسکے پاس آئے ہوئے  
 دیکھنا گرفتار کر لینا جادو گرفتار ملے کو چھپ چھپ کر بیٹھے دو پہر رات گئے اولوس آیا نور الدہر نے دیکھتے ہی ہاتھ سے اشارہ  
 کیا کہ چلا جاؤ بھی کہتے ہیں جلد آؤ ورنہ قریب آ یا کھا ہو یا کھا سا خد رکھا نور الدہر نے سرگشت بیان کی اور کہا کہ بھائی کجا  
 اولوس جن ٹکڑی کا تھا کہ جادو گردن سے سر کر کے پڑا کہ اگر ادھسہ دیکھ میں کو کیا حال نظر ہوتا ہو رات کو وہ میں قید رکھا علی الصبح  
 مجنون اختر شمار جادو کی خدمت میں لائے آئے چپا کہ یہ تو جیسا بدشاہ طلسم کو سہارے مکمل خان جادو کا ہو کہ اگر اسے  
 آج معلوم ہو کہ تو خدا پرست سے ملے ہو اسی یوں تو ہمیشہ شادی غمی میں شریک رہتے تھے مگر یہ حال معلوم نہ تھا رہ بگوبھی  
 قتل کرے اور جا کر تمام مال انکم شاہ جادو سے بیان کیا اُس نے کہا کہ اسے مکمل خان کے پاس بھیج دو مجنون نے  
 عرض کیا کہ شہر دار وہاں کیوں بھیجے کیا انودہ بھی خدایر ستون کا دوست ہو انکم شاہ نے کہا اجمار ہے دیکھو لہذا یہ جو  
 اسکو بھی نور الدہر کے پاس قید کیا شاہزادہ سے ملے کہ اسی اولوس ایک نو بہان دوست تھا بگوبھی ٹھک سے گرفتار کرنا دیا  
 میں بگوبھی شاہ سے سے منع کرتا تھا کہ بیان نہ آؤ نہ بھیجے اولوس بولا کہ میں بھگتا ہوا بگوبھی آتا خبر نہت میں میری گرفتار ہوئے  
 ہم انتخاب دو دوین شب و روز دمائیں مانگتے ہیں اور اگر وزیر کی کرتے ہیں کہ اسی پر وہ کارہائے خات و دست کی کردہ  
 انکے قتل ہوئے میں باقی رہے اب اضطراب زیادہ ہوا شاہزادہ سے دمائیں مانگنا شروع نہیں کیا کہ اسی کس بہان واسی  
 باور فرمایا یہ وقت مدد گاری کا ہے شہر خداوند انکم رات روز گردن + چور و زائدہ جہان از روز گردن + شہدارم سپرد  
 بخت امید + دین شہد رو سیدم کن چہ خور رشید + آدمی رات کا وقت تھا زلف لباسے شب کرتے گذر چکی تھی کہ ایک انجمن



نہایت خوبصورت حسین بنودار ہوتی اشعار حسین مطلع میں اچھا حسن و بھوسہ دست و بازو سے جلد حسن بقیامت کیا  
 مژدہ کے زندگ + نگہ برق شفیق الماس رنگ + قیامت خان گزشتہ چشم میں + اہل کاسکان گزشتہ چشم میں + بلا سے جہان نرگس  
 شوق و شنگ + قیامت کی آمد وہ جہان کا دھنگ + عیسیٰ رحمت پر حق سے کا خدش + ہسم میں از جانی کئی کے ہوش + وہ  
 غنیمت میں اک موج آب زلال + دکھانے تھے اچھا پہ + روئے دل + بڑھ جہان کی زشت + بھٹنی سیاہ + کہیں دیکھ کر جسکی  
 اہل نگاہ + زبیں آئینہ سان بخت کی مٹا + ہینہ + پڑنا بڑھ گس تا نکھ کا + پس یہ عالم دیکھتے ہی سدا دل سے دنی شہید  
 اشتیاق + کما صبر سے الفراق الفراق + ایک جوش محبت نورالدہر کے دل میں پیدا ہوا نہزار جان سے کلافتی و خیدا ہوا  
 اس باد طاعت سے آکر سلام کیا شاہزادے سے دل کو تمام کر یو چھا کہ صاحب ہم کون ہو کیا نام ہو اُسے کہا کہ شہر مار کیا آپ  
 پر مجھے ہیں گم نام بے نشان ننگ قاتلان تر عشق کی بسمل تیج محبت کی عاشق اسیر دام کسوفیج خیر ابر و مود آفت و طا  
 آپ کی جلا آپ کے عشق سے + حال ہم ہو چھا یا ہو آچھا اشتیاقی بھرا رویتا ب کر کے بیان تک لایا ہو ہر جہد دل کو چھا یا  
 جب دل سے دانا تو پاس رسوائی کچھ نہ رہا خدمت میں حاضر ہوئی آپ اپنی کیتر تھے تصور فرمائیے اور مجھے بھٹت پیش آئیے  
 تو میں آکھو رہا کروں نورالدہر سے کہا کہ اپنے نام سے لڑا گا کر داپنا نشان تو بتاؤ وہ بولی کہ اے شاہزادہ عالی و فار میں  
 محنون اختر جادو کی بی بی ہوں ناہید جادو میرا نام ہو آکھو جس رط و وقون جادو امیر کر کے لایا تھا میں نے ہی اس  
 روز کہیں سے دیکھ با تھا اسی دن سے میں محبت عاشق ہوئی ہوں جان جاتی ہو مری ہوں اب جو جگو معلوم ہو اگر ایک آدمہ  
 روز میں دشمن آپ کے قتل ہونگے + خیال گدھا کہ بھاس شہر مار کے زندگی دشوار ہو چھا بھار ہو چھرا اس رشک بوسنت کر  
 خیر سے رہا کیجے یا اپنی جان دیکھے سواسے شہر مار لکھا لڑن کو بطور محافظ کر کے آئی ہوں آکھو جانتے چھرا بھلائی نورالدہر  
 سے کہا کہ اے نازمیں آکر دوسے وصل اپنے دل سے نکال ڈال کہ ہمارے خاندان میں کوئی ساحر سے ہم محبت نہیں ہو ناہید  
 نے عرض کیا کہ شہر مار میں وصل کی خواہان نہیں ہوں تنہا چاہتی ہوں کہ صحبت میں حاضر ہوں نظارہ گلشن حال کا کہا کروں  
 جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں کوئی مجھے روکے نہیں مجھے ہنسکرات تو کیجیے نورالدہر بولا کہ سب مجھے گوارا  
 ہو مگر اس شرط سے کہ لوح ظلم مجھے لادے ناہید نے عرض کیا شہر مار میں اپنی جان لگا دو گی کسی دوشش کر دگی حتی المقد  
 لوح آپ کے واسطہ لادگی کر لوح بادشاہ ظلم کے گئے میں جڑی ہو رہا تھ آء لوح کا بت دشوار ہو رہی تھی جیسا ہوتا ہو گا سو ہو گا آپ  
 بیان سے تو چلیے نورالدہر نے فرما یا بھلا پس ناہید تخت پر سوار کر کے بندر پر اپنے باغ میں لائی اور تنہا سے میں چھا کر چھا  
 کیا آپ تو بیان بیٹھے صبح کو آپ کے چھوٹے کا غلط ہو گا بیان سے باہر نہ نکلیے گا اگر حال کل کیا بہت برا ہو گا نورالدہر تو بیان  
 پیشا لیکن صبح کو قلم جادو خبردار ہو اگر ظلم کشا چھوٹے کا دنا نختہ میں آتا طوق و سلاسل کو نکستے یا لکھا لڑن پر بہت  
 برہم ہوا کہ اسے ستم ہوا اتم الجھناقل ہوئے ہاں اسکو کوئی چھرا لگیا + ککر مجنون اختر شہر مار کے پاس آیا تمام حال متا  
 آئے کہا کہ سن تو دانا بھار ایک دفعہ سا تھ چھا تھا معلوم ہو اگر ادلوس کا کام ہو وہ مگر فراموش ہو گیا تھا بھر تو نے  
 غفلت کی اسی حالت غیظ میں بادشاہ کی خدمت میں چھا قلم جادو کو ساتھ لیا جب وہاں پہنچا حال ظلم کشا کے چھوٹے  
 کا عرض کیا اب تم شاہ جادو بولا کہ مجنون میں نے لڑا اسکو مڑا لکھا مقصد کیا تھا تو نے اسکو بھاڑا ہے مقام پر قاعدہ  
 ظلم کا کب دخل تھا اب جو وہ چھوٹا ہو تمام ظلم کو برباد کر گیا ایک ایک ساحر کا دم ناک میں کر گیا کہ وہ یاد کر گیا قسم پر خداوند  
 سامری و جمشید کی اگر ایک ہفتہ میں تو نے اسکو ڈھونڈ لیا تو جہا نہیں تو کجکرم در بات تیرے قتل کرو گا مجنون  
 یہ سکر مجنون ہو گیا خوف بادشاہ سے ہینہ میں دل خون ہو گیا عرض کیا کہ حضور تو حفاظت لوح میں مصروف رہیں  
 ظلم اسے ڈھونڈنے کو جاتا ہو لڑا شہر مار مجھے معلوم ہوتا ہو کوئی ادلوس کے دوستوں میں ہو اسی کا یہ کام ہو



کہا کہ بے شبہ سوا سے جنات کے اور کہی طلسم کے اندر آئین سکتا آئین کیا کلام ہو جو راجہ تلاش کر کے وہ بھی طلسم سے وہ  
 باہر نہیں گیا مجنون نے چاروں طرف سادوں کو بھیجا کہ تمام طلسم میں ڈھونڈو جو کوئی اسکا سراغ لگائے گا میں اس سے بہت خوش  
 ہوگا مال دنیا سے مستغنی کرو دیکھا جلا سادہ تلاش میں روانہ ہوئے ہر چند ڈھونڈو حاکمین تیار لگائے پھر پھر آئے عرض کرتے  
 تھے کہ میں اسکا ٹھکانا نہیں لگتا کون ایسا مقام طلسم میں ہو کہ جسے چھانا نہیں مجنون جا کر قدحوں پر انجم شاہ جادو کے  
 گریہ کرتا آپ چاہیں قتل کریں چاہیں جہنم بھیجیں مجھے کیوں وہ غصہ نہیں من انجم شاہ غضب آلود ہو کر بولا کہ اے مجنون میں تو  
 تیرے بھروسے پر غافل تھا اور سب کچھ تجھ پر ڈھکے تھے تو ایسا عیش میں پڑا کہ تو نے طلسم کو رہا کیا تھا انجم شاہ جادو  
 کا ایک عبارت یہ کہ نام اسکا عنصر جادو ہے اسکو پڑا کر کہا کہ اے عنصر میں تجھے دولت دنیا سے خالی کر دے گا اگر تو میرے عقیدے کو  
 ڈھونڈو دے دے وہ حوازا دے مستعد ہوا اور جستجو کرنا شروع کی ایک دن بارگاہ میں سب جمع میں اور ناہید جادو بھی آئی وہی  
 ہو اور ذکر نور الدہر کا ہوا ہر ایک کو نصیب معلوم کون دوست اسکا ایسا پیدا ہوا کہ طلسم کشا کو چاہیگی گرفت تیرے ہر کوئی اسکو  
 پاس نہیں دے اعتماد سوا میں نہیں ہو خیر کہیں تو ظاہر ہو گا جسے پوشیدہ کیا ہو معلوم ملی ہو جائیگا جو کوئی ساحر یا غیر ساحر ہوگا  
 آپ ہی ظاہر ہو گا ناہید یہ سکر بہت پریشان حال ہوئی رنگت اسی زرد ہوئی عنصر نے جو کیفیت ناہید کی دیکھی خیال گذر کہ  
 طلسم کشا خوبصورت تو بہت ہو شاید یہ عاشق ہو کر مجھ پر بیگانگی ہو اور انجم شاہ نے عنصر سے پوچھا کہ کیوں تو نے طلسم کشا کو ڈھونڈو  
 اتنے عرض کیا کہ خداوند ہندوستان نہیں ہے یہ کام کسی سوتے کا جو غرب کی مثال نہیں ہے حضور جلدی نہ فرما میں دعا ایک روز میں غلام  
 سراغ لگاتا ہوں ناہید تو قبل دربار پر غاصت ہونے کے مضطر و پریشان ملی گئی جا کر نور الدہر سے کہا کہ شہر دار غضب ہو کہ عنصر  
 عبارت فکر میں آئی ہو دیکھو کیا ہوتا ہو نور الدہر سے لگتا کہ ناہید چلو تم اپنے گھر سے نکال دو تا مہرے باعث سے تم ہر نامہ  
 ناہید نے عرض کیا کہ کنیز کی لاکھ جان ماہ اسلام میں نشاں ہر چہ بد آباد آئی دوستی میں جو کچھ میرے اوپر گذریگی وہ گوارا رہی  
 جان سے زیادہ مجھے کون بیاہے نور الدہر سے لگتا کہ ناہید کوئی تیرا بیوی لائے گی کرو ناہید نے عرض کیا شہر دار لوح بادشاہ  
 لکھ میں ہر اسکا باغ و بہار و شہر و شاہزادے سے لڑتا ہوں تو میں ہم قید ہوں کھوج سے میں جیب افشاسہ ساز ہو گیا تم بھی رسوا  
 ہو گی ہم بھی گھر نہ ہو جائیگا ناہید بولی اے مالو قار میرا کیا اختیار ہے کہ تیرے کر کے میں لوح آکھو لا دوں گی گھر اسے نہیں چھوڑے گا  
 عنصر جادو بہ نداد و بہ خواہک خواص کی صورت بنا ہوا ساتھ ساتھ ناہید کے آیا تھا نور الدہر اور ادولوس کو دیکھا  
 سب باہر نہیں خیال میں گذر کہ سے ہمیں رسوا کر پھر سوچا کیا جائے کیا خدا دے اس سے بترے ہو کہ جگر بادشاہ سے  
 حال بیان کر دے سمجھ لگا بس، خیال اپنے دل میں کر کے وہاں سے سیدھا انجم شاہ جادو کے پاس آیا جو کچھ انھوں سے کیا  
 تھا اور کانون سے سنا تھا وہ سب کہا اور آگاہ کیا کہ اب ناہید جادو اپنے باغ میں طلسم کشا کو بے ہمتی ہو بس پہنچے ہی قتل  
 غضب کا توں سینہ میں مشتعل ہوئی دود و دماغی و داغ جان سے بھاگا کہ اے عنصر صبح کتا اگر دسین خلاف ہوا تو مجھے بری طرح  
 روٹکا اتنے کہا میں تو انھوں سے دیکھی کتا ہوں اگر دنا بھڑکے ٹکڑے خول کیسے گا یہ جلال میری ہو کہ میں خدمت بادشاہ میں مجھو  
 بولوں کہنا غیر انجم شاہ کی مات عجب السراب میں بسر ہوئی صبح کو بارگاہ میں آکر تخت پر بٹھا جادو گریہ ہونے مجنون  
 اختر شمار نے اگر خبر کیا چاہتا ہے کہ مجھے انجم شاہ نے حکم کیا کہ پڑا اس حکم کو لوگوں نے مجنون کی شکایت اندر  
 میں انجم شاہ نے کہا کہ کیوں ظاہر میں تو ہے ملا ہو باہر میں طلسم کشا کا دست ہو رہا ہے طلسم کی فکر میں لگا ہوا چاہتا ہے کہ  
 ساحران طلسم مارے جائیں مگر میں دوست جانتا تھا مختار کار کیا تھا تو دشمن نکلا ارے مجھ سے مجنون کو خوب مار پڑے  
 مجنون نے کہا شکر یا فقیر میری نجات دہوئی کہ آپ نے مجھ کو کیوں سرد ہار دیں ورنہ میں کیا انجم شاہ نے کہا ارے غصہ منی  
 تیری ناہید جادو طلسم کشا کو مجھ پر لگائی اپنے باغ میں لے بھیجی ہو اور تو نے مجھے پوشیدہ کیا ہے سازش تیری وہ نہیں لگتی



جنون سے عرض کیا کہ کسی ہیر سے دشمن نے آپ سے کہا ہوگا یہ امر جو بڑے بوجھ شاد سے مختصر سے کہا اب تو وزیر کو جواب  
سنیں دیتا مختصر یہ لایا مجنون میں اپنی آنکھوں سے دیکھا آیا ہوں بلکہ اولوس حتیٰ بھی دین بر جنون سے کہا لایا بوجھ شاہ  
میں اس حال سے آگاہ نہیں ہوں اگر اس ننگ خاندان سے یہ امر ہوا تو ابھی کرتی رکھنے لانا ہوں بوجھ شاہ سے حکم دیا کہ  
چوڑو دشمن مجنون کی کھولہ میں دو بادشاہ کے قد ہوں پر گرا بوجھ شاہ سے فرمایا جاؤ اور ابھی آتے ہو مجنون بیٹی کو بہت  
چاہتا تھا اور ایک ہی اولاد ہی چاہتے تھے اپنے گھر میں آیا زود سے کہ صاحب فقہ سا کہ اس گیسو پر وہ تاجید سے کیا گل کھلایا وہ  
بولی کہ صاحب کب ہو اگرچہ میں بھی جنون بہت لوگ دشمن میں کسی نے کچھ نہیں لگا ہوا مجنون پکارا کہ صاحب میں تو سرور بار فلیل ہوا  
مختصر جا کر دیکھا کہ باغ میں وہ طلسم کشا کو بیٹھ بیٹھی جو میں ہمیشہ آ رہا ہوں صاحب گرا بہت سے یہ رنگ دیکھا اور یہ لکڑی نرگس سے کیا  
کہ دایم جاؤ اور اس بے نصیب کو بھی اوکھڑے کر کے کیا کیا نرگس جادو و سبوت روانہ ہوئی بیان نور الدین اور اولوس حتیٰ اور

تاجید لکھتے ہیں تاج کا سامان بندھا ہوا ایک ناز میں یہ غزال گاری جو غزل  
ہستہ نہ کر دست جنون اب کیا ہی ہرگز پاس  
سحر و افسون پر کیا ہے خیرا میں نے پاس  
آتش سوز جنون کی خفا فشاں نہ پوچھو  
بیکسی رو یا کہ بیٹھ بیٹھ کر یہ فن سے پاس  
روز نشہ میں مسی بالیدہ بے کم نہیں  
جھانکنا ہر کون شوخ برق شمشاد کے پاس  
ہیز میں کی دوستی بھی جہاداری میں بھی  
جاگتا ہو وہ تابان رات بھر خم میں کے پاس  
حسن روز افزون کا پرچہ ہر وہ کہ کشن  
دھوپ میں دیکھو کچھ رات کو غزل کے پاس

خود بخود گردن بچہ بانی بوجھ شاہ میں  
بلبل نہیں کو گچیں ہنسی نہ کر کشن کے پاس  
مر کے بھی عالی نہ ہو گا پہلو سے تربت مر  
اور ہمدید ار کو زربین کھڑے اپنے پاس  
دوپہ کی خدمت نگاہ شوق کو مٹی نہیں  
آئینہ آج اب اس کے عارضہ دشمن کے پاس  
عالم بالا بھی جو ہوں سے نہیں جو جملہ  
ہمیشہ آتے تھے یہ جا کر دو گھڑی دشمن کے پاس  
کیا پتا تسلیم اپنا گر بھی سہارا

وہ بیان ہو کر گریبان آجکام میں کے پاس  
تاک تو پہنچا کر دکر دامن گل یک کسی  
آتے آتے طوق کشتہ ہو گیا گردن کے پاس  
زخک آتا ہے کہ بھگت ہوں موسیٰ آپ سے  
وہ کچھ لسن نکو شجا اگر ایک دن سوسن کے پاس  
حسن کی گرمی سے پانی پانی ہو کر یہ گیا  
رشتہ پہنا ہو نہیں ہر چند کچھ سوزن کے پاس  
وہ دشمن کا تھا ہر شکین دل کیو اسٹے  
نرگس میں آتا ہے جب آتے ہو تم ملنے کے پاس

تاج کا سامان بندھا ہوا جام گردش میں آیا جو اسٹے میں تاجید سے کہا شہر اس وقت دل میرا بھرا ہے ہر وہاں آتا ہے وہی چاہتا  
کہ خوب روؤں بھڑاس دل کی نکالوں نہیں معلوم کیا سبب جو شاہزاد سے نے فرمایا اور ملکہ اگر ہمارے حال سے کوئی آگاہ ہوگا تو کیا عجیب  
ہر سی گفتگو تھی کہ ایک روشنی آسمان پر نمایاں ہوئی اور آتش فشاں دکھائی دیا اور آواز آئی او گیسو ہر وہ ننگ خاندان یہ تو نے کیا کیا  
دشمن جان ساہراں کو لیکر بھیجو طلسم کے بر باد کرنے کی فکر میں لگی ہر تو جانتی ہو میں پوچھتا ہوں وہاں رات بھر افشا ہوا مختصر اگر  
تجھے دیکھ گیا باب پر نر سے کتاب بادشاہی آیا تو بیان مزے کر رہی ہر جانتی ہو کوئی حال سے آگاہ نہیں ہر اب مزے کر کے کا  
حال معلوم ہو جائیگا اس مفید کو تو میں کچھ کر بھی بے جاتی ہوں یہ تو فرار واقعی سزا پانگاہ ہے لکڑی نور الدین ہر کھنڈن نہیں  
جادو چلی شاہزادہ بہر کھوار لیکر دوڑا نرگس نے سحر کیا کہ ہاتھ شاہزادہ کا خشک ہو کر رہ گیا تا جب سے جو یہ دیکھا روتی  
ہوئی دوڑی قد حوت پر گر پڑی کہ او دایہ یہ بیخا ہر اسکو کچھ نہ کہنگا تو میں ہوں مجھے نقدیر سے نرگس نے چونکہ اسے اپنا  
دو دوہرہ پلا یا ہوا خوش میں پالا ہر بہت چاہتی ہے اس کے حال پر روئے لگی سر کو اٹھا کر چھاتی ہے لگا باک اوتا تاجید تو نے تو غضب  
کیا کہ دشمن طلسم سے دوستی کی اد سے عجب بھی کرتے ہیں تو چھپا کے شر شرہ سلینڈ ہو ہر ایک بات میں عجب بھی کر لکھو نہ جانتے  
مجبور معلوم ہوا کہ تو اس پر مائل و متلا ہو مگر لڑکی تو نے اپنے کور سو کیا جتنے بھی جوانی میں سچی لکھ لکھ کر کسی نے نہ بانا کہ ہا ہا ہا  
جس ہر نے اپنے اوپر بھی لوگوں کو عاشق کیا خود بھی دیوڑے بنے اور نہ کو بھی شری بنا یا لیکن کسکو کانوں کان خبر دلی شہر  
عشق ہر نہ کیے چھان کوئی پہچان نہ جاسے نہ جان جاسے تو جاسے ہے کوئی جان نہ جاسے نہ جاسے تو قیامت کی آفت



تو حالی اب آخ کیا مطلب ہو کہ میں قدموں پر گری ہوتا ہمد نے کہا دانی امان تھیں نے مجھے پاؤں تھیں مجھے ، مٹاؤ کہ میں اس لشکر  
 رنج و الم سے نجات پا جاؤں مژدہ رہو گی دروہاں شراب کا دیکھو گی شرکس نے کہا میری جان اب مجھے تجھ پر رحم آیا تو کہہ  
 کو نیکو طلسم میں سے نکل جا کسی جنگ میں جا کر رہ میں کہ دو گئی کہ دو بھاگ گئی ناہید نے کہا کہ امان اگر تھے میرے حال پر رحم  
 کیا ہو تو لوح طلسم بھی لا دو اور میں تو انکو لیکر ابھی چلی جاتی ہوں اور دانی امان ، اذرا کرستے ہیں اگر طلسم میں سے فتح کیا تو  
 حکو بادشاہ کر دینا جب میں بادشاہ ہوئی تو انکو سیاہ و سفید کا اختیار دے آئے کہا جھو کر ہی مجھے دم دینی ہو بغیر اپنا  
 کام مجھے یعنی جو میں نے بہت کچھ زمانہ دیکھا ہے سب کچھ جانتی ہوں مگر تیری محبت نے ناچار کر دیا ہے کیا کروں خیر تو یہ  
 سے چلی جا میں آج راست کو جاؤ گی اور جس طرح ہو گا لوح نیز سے لے لاؤ گی ناہید تو نور الدہر اور ادولوس کو لیکر  
 طلسم تھیلی لے کر دو لوح کی قدر میں رہا نہ ہوئی قصا سے کار اتفاقا ت روزگار مختصر جادو و عیار ، دایہ کے ساتھ  
 پوشیدہ ایک جادو کی بات ، سنا ہوا تھا اس عوام آدمی سے سب باخین ناہید اور شرکس کی بنین اور انجم شاہ سے  
 تمام حاکمان و اہل بیتان با انجم شاہ نے اسے خدمت دیا اور ماحرورن سے کہا آج رات کو میں شرکس کو اپنے جنگ کی چکی کیو اسے  
 مقرر کر دینا جب دو لوح پہنچے آئے آئے ، رڈ الہامیان تو یہ تہریر ہوئی لیکن شرکس غافل شعبہ بازی فلک انجم شاہ میں  
 آئی سلام کیا بنا میں نے اور کہ کو اس مقررہ رکنیز گئی تھی کہ طلسم کشا کو سب ناہید پکڑ لے وہ تلک فائدہ ان طلسم کشا کو سب  
 بھاگ گئی مگر باؤن کہان جا گئی ہونڈی سے ، ماحرورن کو بھیجا ہے لپا سا لگا جاتا ہے نا انجم شاہ نے کہا خیر وہ کہان جانی ایک  
 ایک دن گزشتہ ہوئی شرکس کو کرسی پر بٹھا با جب وہ پر غامت ہوا اندر محل کے سے آیا اپنے ساتھ کھانا لایا اور  
 حکم دیا کہ شرکس بھر چار سے جنگ کا چوکی پر ابھی دو شرکس تو یہ چاہتی تھی بہت خوش ہو کر انجم شاہ کھانا کھا کر  
 سو رہا اور لوگ بھی اپنی اپنی طرف کو پھرتے گئے چوکی و اطراف پر شرکس نے انکو سحر سے بیوش کیا جنگ کی طرف چلی کر لوح لے  
 سے انجم شاہ جادو و سحر کے ابھی پاس نہ آئی تھی کہ وہ لوگ جو کہیں گاہ میں تھے بوسے سے آئے دوڑے کہ ادھک حرم  
 کہان جانی ہو کہ میری رہو شرکس جادو ہوئی چاہا کہ کچھ سحر کرے مگر لوگوں سے تلواریں مار کر کھڑے ہوئے وہ سحر کو انجم شاہ  
 سخت پریشا لاش کو شرکس کی صدمہ دیا کہ مزید پر بھیکد و اس شام میں جنوں اختر شمار آیا انجم شاہ دروغ و غصب سے  
 بکارا کہ او مجنون تو نے کچھ نہ کیا ، اناشہ لگا با جنوں بول شراب ناہید اسکو لیکر طلسم سے نکل گئی اور کہیں  
 ابھی تک پناہ نہیں لگا انجم نے کہا کہ انکے حرم میں تو ادا ہو کر تو کا ہے کوڑھو جسے گا اور شرکس تو مجھے لوح چھینے  
 کو آئی تھی سو اسکو زمین سے مٹا دالا اب کچھ بھی نہیں کر رہا ہوں مجنون نے عرض کیا کہ شراب بھرا کر اس کے شریک ہونا  
 ہوتا تو اس کے ساتھ چلا جاتا میری تو جان تک بھار ہو ایک ہفتے میں اسے ڈھونڈ لایا دیکھتے بھر کی سلطنت مجھے سے  
 انجم شاہ نے کہا اچھا اب میں آخر ہو بعد ہفتے کے بھی جائیگا اب مجنون ناہید کی تلاش میں معروف ہوا تمام طلسم کو  
 جہان مارا کہیں جادو کا پیر جس کے ڈھونڈ رہے تھے روز ایک محل میں پہونچا کہ وہاں ناہید شاہزادہ اسکو  
 لیے بیٹھی ہے اور شرکس کے ، دوسرے ہونے کی خبر دینی جو نوبت آدروہ کہاں افسردہ ہوئی ہے کہ رہی ہو کہ بیان سے  
 کسی اور طرف کو اب چھوٹے بیان نہ رہے ، دیکھا کہ بیان لونی چلا آئے اقتضا سے راز ہو جاتے ہیں دیکھ لے تو پھر بہت  
 مختصر ہو گا نور الدہر بولا کہ ناہید باب اور دادا اور سب عزیز و رفقا تو طلسم میں گرتے ہیں میں ہاں سے کہان جادو لگا تو  
 طلسم کو توڑ کر سب کو رہا کر دینا اپنی جان دینا بھی باخین ہو رہی تھیں کہ مجنون اختر شمار جادو ہو گیا اور لٹکا کر اونٹنگ  
 خاندان خوب تو نے رسوا کر دیا خوب طلسم کشا سے محبت بڑھائی ، کیا دل میں سالی رہو تو تم دونوں کو گرفتار کر کے  
 لیے جاتا ہوں ناہید نے جو مجنون کو دیکھا رنگ چہرے کا آڑا ہوا بیان منہ سے چھوٹے لیکن تھیں مرگ ہو گیا باری کی شکر



گنگا ر ہون گردل سے تا پار ہون جیسی چاہے سزا دیجے ہم تو پہلے ہی سمجھے تھے کہ چھ عشق میں ختم ہوا جو جان بانی کسوا سے  
 کہ یہ خانہ بر انداز بغیر جان لیے نہیں چھوڑا خیراد کھلی میں مرد یا تو دھکوں سے کیا ڈرتا ہے آپ شوق سے قتل کر بن جنون مٹے  
 لکھا کہ پہلے اس مفسد کا کام تمام کروں بعد اسکے مجھے سمجھوں یہ لکھ تو را الد ہر کیوں بڑھاتا ہمد و دزد کہ مومن پر گریزی کر  
 اسکا کیا تصور ہے مجھ پر خمد نکالے زندہ باد شاہ پاس لیجانے سرکات ڈالے جنون کو اسکی ہنراری دیکر قریب تھا کہ جنون ہو جا  
 مری کوٹے سے لگا یا اور کہا کہ اگلی نیت ہو اس سے ایسی محبت ہو کہ اپنے اوپر سب اذائیں گوارا کرے جو اور اسکا بی بی شہو  
 لگا گوارا ہو نا ہمد سے لگا اویہ ریزہ گوارا بھی ہو اس شخص سے محبت نہیں ہو شخص محبوب باطلان قابل اور شاہ سے اسے  
 بزرگوں نے بہت سے طلسم فتح کیے ہیں بہت جادوگر دن کو ملتا ہے صاحب نصیب جو سزا سے بچ کر بھاگے وہ جنون  
 نور الد ہر پاس آیا تو را الد ہر نے سلام کیا مجنون نے اسے گنگا سے لکھا کہ اگر دشمن را اسکو میں نے اپنی کیزی میں  
 دیا اور مجھے جو خدمت دے دے وہ بجا لاؤں تو را الد ہر نے کہا کہ آپ لوح طلسم مجھے دے دیجئے مجنون نے کہا اہم میں  
 جانا ہوں جو لوح دے دے گئی ہو تو لاؤ ہوں یہ لکھ چلا تیرے دن جا کر بادشاہ کو سلام کیا کہ میں کیا کر دے بادشاہ نے آپ سے خدمت  
 شرمندہ ہوں ہر جہد میں سے تلاش کیا کچھ پتا اس خاغان آوارہ کا نہ لگا ہر اسد آپ کے ساتھ نہیں ہو سکتا محال سے سوا  
 جاتا ہوں حکم دیجئے کہ لوگ مجھے قتل کریں کہ اس رسوائی سے نہات پا جاؤں یہ لکھ نہ مومن پر گریزاں بادشاہ نے فرمایا کہ اسی  
 مجنون تو کچھ دیوانہ ہو گیا ہو اسقدر کیوں ہر نشان ہر اور دمجری ہو جانی ہو تو کوئی کیا کرے اگر وہ مفسد اس مسموم ہو تو ایک  
 ایک ہر تہا گئی ایک ساحر غاس کر رہے ہیں اور غلطیوں کے بغیر لوح اس سے کہ ہو سکتا کسی طرح کا اندیشہ نہیں ہو جنون نے  
 عرض کیا کہ لوح کو بہت حفاظت ہے کچھ گاہا بھر لو کہ میں تو جان سے آباد و عیش گنگا ہوں اور مجنون کو خدمت دے دے اور سوا  
 سے کہا کہ جو کوئی طلسم کشا اور نا ہمد کو ذمہ دیکھا میں اسے کو نوال شکر کر دے ساحر غاس میں مشغول ہوئے اب جنون  
 ہر وقت اس فکر میں کہ کب سے لوح اپنے شاہ سے پہنچے ایک دزد کا ذکر ہو کہ اگر جادو اور اٹھو کر میں رہا صبح جو جام میں آیا  
 تمام لباس انا مالوح بھی گنگا سے اتار کر رکھی خود شامہ میں معروف ہوا مجنون نے دیکھا کہ یہی وقت ہے اسکو سزا دے گا ایک  
 ہوا اسے سر و ملی سب سو گئے مجنون لوح لیکر روانہ ہوا وہاں پہنچا جہان نور الد ہر نا ہمد سے باتیں کر رہا تھا ادوس بھی  
 پہنچا ہوا تھا کہ مجنون کا ہوتا تھا کہ لوح بے ہوئے پہنچا اور کہا کہ شہر دار لوح حاضر ہو جان پر کھیل کر لایا ہوا خیردار اب  
 غفلت نہ کیجئے گا دونوں ہاتھ پر غزنہ گنداری تو را الد ہر نے سلام کیا لوح لیکر بہت خوش ہوا بہت تقریبیں کہیں شب کو  
 وہ میں رہا صبح کو منوج طلسم ہوا مجنون کیوڑ بکریا ہمد ہو گیا ادوس بھی تہا تھا لیکن نور الد ہر لوح کو دیکھ کر روانہ ہوا ایک وقت  
 چنار پاس پہنچا حکم لوح سے اسے بڑوں صاحبزادی اعلیٰ نے سے درخت کے سرے نقیب دکھائی دیا اسی نقیب میں روداد ہوا جب  
 اس کے پہر نکلا ایک مکان میں پہنچا کہ ایک شہزادہ باغوت کے سرخ رنگ دھان بندھا ہوا وہ شیر شاہزادے کو دیکھا غریب  
 کی ایک آواز آئی اسی شہزادہ لوح دیکھے یہ شیر احمد جادو ہر نزدیکی نہایت گادرا اگر ایسا کیا تو جان کا نقصان ہو تو را الد  
 نے لوح دیکھی کہ تھا کہ اسے ہر شہر پر دم کر اور تہہ خاں شکاف سے اسے قلم کر شاہزادے سے اسکو اسی طرح مارا ناہ  
 تیرہ دہار ہو گیا آواز دواؤ گیر کی بلند ہوئی اور ایک صدا کی کشتی مرانم میں اٹھ جادو بودا منوس کہ مردیم و جان دیم  
 مطلب خود نہ رسیدیم جب روشنی ہوئی دیکھا کہ زودہ شیر عرندہ مکان ہر صفت ایک مکان کتہا ہر آگے راہی ہوا کتہ سے  
 ایک دریا کے پہر پہنچا دیکھا کہ اس دریا میں ایک گنبد مردین بنا ہوا سپر کوڑ بکریا ہوا سپر دیا کر۔ اسکو آواز ادوس کی  
 آئی شہزادہ لکھو اس قالم کے پھندے سے چھڑائیے یہ ظالم مجھ کو کچھ سے پہنچا ہر نور الد ہر نے پھر کر دیکھا کہ ایک پوینا ادوس  
 کو لپکا جبکہ یہاں ہر دور سے وہ ادوس کو لپک گنبد میں داخل ہوا نور الد ہر نے حالت اضطراب میں پایا کہ اس کے پیچھے



جاسے آواز کی خبر دار دریا میں نہ جانا غرق ہو جائیگا لوح کو دیکھ کر شاہزادہ رک رہا مگر بڑا صدمہ ہوا کیا ایسا دوست گزرا ہوگا  
لوح کو دیکھا کی تھا کہ اسم پر حکم دریا پر دم کر ایک کشتی پیدا ہوئی اس پر سوار ہو کر روانہ ہو کر شاہزادہ سے موافق حکم اسم  
پر حکم کر دم کیا کشتی پیدا ہوئی سوار ہو کر روانہ ہوا کشتی پر ہر گنبد کے پہنچی وہ کیونکر شاہزادہ سے کو دیکھا کہ ایک قندھاری  
اسکے پاؤں میں بندھا تھا کیونتر نے بلند ہو کر آواز دی کہ یہاں ہمسات افسوس افسوس اور پھر آکر گنبد پر بیٹھا نور الدین ہر زاد  
تک پھر کا ہو گیا کیفیت اپنی دیکھ کر حلی سے لوح کو دیکھا کیا تھا کہ اسی عزیزا اگر تین دن اس کیونتر سے بلند ہو کر صمدی نو  
بالکل پھر کا ہو جائیگا پھر تادم الحیات رہا مگر گاتھے لازم ہو کر جب کیونتر پر وار کر کے خیال کر کے دیکھا ایک رشتہ طائی  
پانوں میں بندھا ہوا جب وہ بلند ہوا وہ یہاں سے تو ایک نیر پر اسم دم کر کے رشتہ پر مارا مگر تیرا رشتہ پر پڑا تو تو کامیاب  
ہوا نہیں تو نہیں۔ شاہزادہ جب تک لوح دیکھے اتنے عرصے میں وہ کیونتر پھر بلند ہوا اور یہاں اور افسوس کی صمدی  
کو نور الدین ہر سبب تک پھر کا ہو گیا غرض تیسری دفعہ کیونتر آکر آسمان کو چلا متعارف کھولنا یا تھا کہ شاہزادہ سے خدا کو  
یاد کر کے غیر کمان سے چھوڑا کہ اس تیرے اس رشتہ طائی کو تو دیکھا کیونتر گنبد میں گرا تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا بعد اسکے دیکھا  
کہ کشتی ہو نہ دریا پر سامنے گنبد عظم ہوتا ہوا آواز دینے کی ملی آتی ہو شاہزادہ اندر گنبد کے گیا کسی کو نہ پایا حیران ہوا کہ کس  
روئے کی آواز آتی ہو ایک طرف مرو نقب کو دیکھا حکم لوح سے اس نقب میں داخل ہوا جب باہر نکلا تو ایک مکان مائش  
دکان دیا اسپین سے آواز فریاد و النیث کی آتی تھی شاہزادہ سے جا پا کا انداس مکان کے ہاتے کر ایک اثر و آتش فشان  
نظر آقا قلاب آتشیں شاہزادہ سے پھر نور الدین ہر نے حکم لوح سے اسم پر حکم کر دم کیا کہ وہ آواز با بصورت انسان نکلیا  
جا پا اسنے کہ بھاگے شاہزادہ سے اسم پر حکم شیر پر دم کیا اس جادوگر پر نور الدین کا اسکے وہ حکم سے بولے غل دشور ہوا تار  
تیرہ و تار ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن از در جادو بود جب روشنی ہوئی اندر مکان کے گیا او لوں جی کو دیکھا کہ جو میر  
بندھا ہوا ہو نور الدین ہر نے اسکو کھولا وہ قدموں پر گرا نور الدین ہر اسے ساتھ لیکر باہر آیا ایک طرف کو ایک جھوٹا نظر آیا اور  
ایک دروازہ فضل یا شاہزادہ فریب اسکے گناہوں کو کھولا دروازہ دیکھا ایک جادوگر اندر سے پکارنا نکلا کہ ارے غلام تو یہاں تک پہنچ  
میرے ہاتھ سے کمان جا بگا یہ کمر اسم سحر کا پھر کھلیاں چک کر شاہزادہ سے طہین نور الدین ہر نے لوح دکانی بلیان جدھر سے  
آجین تھیں اسبڑت پھر لیکن نور الدین ہر نے تھوڑا سا جادو کر کے پاری کہ اسکے دو کمرے ہوئے دو بکرو دوسے دو نوکھوہ چار بکرو دوسے  
چار نوکھوہ باغرض اسبڑت ایک دو کمری میں دو سو جو دو گر پیدا ہو گئے اور غفلت ہو کہ پڑ لو اس غلام کشاکش جانے پائے نور الدین ہر انکو  
قتل کرتے کرتے ٹھک گیا تا چار لوح کو دیکھا تھا کہ تو اسنے اندیشہ کر مروت غلام ہر فنا خدا اس دروازے کے چلا جا ایک شخص کو دیکھا  
کہ سر سے پانوں تک اسکے جن یہاں میں تمام جسم اسکا بالوں میں پوشیدہ ہوا دیکھا ہوا احوال اور بیٹے پر اسکے کچھ بال  
سفید میں تو یہ اسم بیکان تیر پر دم کر کے ان سفید بالوں پر مار کر کام اسکا نام ہر شاہزادہ سے کو جیسا لوح سے حکم ہوا تھا ایسا  
جی کا جب اسکے بیٹے پر تیر بڑا پشت کو تو دیکھا کہ گدگیا نفل دشور بھا آتش افزندی ہوئی زمانہ صوان دھار ہو گیا بعد غمزدی  
دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام سن غولان جادو بود جب روشنی پھیلی اور تاریکی پر طرف ہوئی دیکھا کا ایک قندھ سا تیرہ و تار  
پکار کر شیر بار مبارک ہو کہ تمام در بن غلام کے فتح ہوئے اب لڑائی بدشاہ سے ختم ہوئی باتیں تھیں کہ آواز نوبت اور تار سے  
کی بلند ہوئی اور فوج ساحران غلام کی نظر آئی کوئی قاتل پر سوار کوئی قرقر سے پر سوار کوئی اگر گن آتشیں پر کوئی نفل آتشی پر  
اور آتش فشان پر بیٹھا ہوا ہونتر نے گتھے تری تھی ہوئی ناموس نوازی ہوئی تو ہر دون کی صدا بلند مجھنوں کا شور  
بیچ میں تخت انجم شاد جادو کا آگے تخت کے منتقل آتش روشن ہو کر دور و لشکر جادو گردن سے چار طرف سے فر دیکھا  
ہر ایک سحر میں مصروف ہوا کوئی آگ برسات تھا کوئی تیر دن کی بوچھاڑ کرتا تھا کوئی آواز نکلا کرتا تھا کوئی شیر نکر دوتا تھا



گوئی بائیں تیغ و نیز کرنا تھا کہ شاہزادہ اسماعیل کو پھانسی کر رہا تھا کسی کا سحر نہ تھا کہ اس کا سحر اسی پر پست تھا  
 شاہزادہ مدح کر کے اس کا حودن کو قتل کرنا ہوا برابر انجم شاہ جادو کے پوچھا اُسے سحر کر کے ہاتھ کو جنبش دی کہ بچے کو قتل  
 کر کے شاہزادہ سے پر طبع قریب اگر اسے دیکھ کر سحر کیا کہ کچھ دیر نور الدین ہرے لوح کو دیکھا کچھ تھا اور  
 طلسم کشا یہ اسم پڑھتا ہوا قریب شاہ طلسم پہنچے اسے میں انجم شاہ دے سحر کیا ایک مرد کی ایسی آواز پیدا ہوئی اسطرح  
 شاہزادہ سے سے پست گئے شاہزادہ سے اسم لوح پڑھا کہ راستہ ہو گیا شاہزادہ برابر تخت کے پوچھا انوار ماری  
 انجم شاہ جادو نے سحر کیا کہ سویرین سحر کی سر پہ لڑا میں مگر عمار نے قبہ سر پہ نکلنے ہی لڑی تخت زمین کو بوسہ دیا وہ  
 تخت پر سے لڑے لڑے اس کا سر پہنے لگا نہ تیرہ دو ایک ہو گیا آواز میں مصیب بلند ہوئی اور ایک حد پیدا ہوئی کہ کشتی مرزا  
 میں انجم شاہ جادو بد میں جس وقت کہ انجم شاہ جادو اصل ہوا مجنون اختر شمار جادو دے آواز دی کہ اسماعیل  
 بادشاہ مانا گیا میں نے تو امانت طلسم کشا اختیار کی تم کیوں اپنی جان دیتے ہو فدا می اس شہر بار کی قبول کرو زمین تو اسے  
 جادو کے سب جمع ہو کر اسے قدموں پر کرے طلسم اسلام ہوئے شاہزادہ کو تخت پر بٹھا یا شرمین بلائے گنجان خراسانی  
 لڑا نہ داسے ساغنے نہ کر کہیں نور الدین ہرے مجنون اختر شمار کہ بادشاہ کا دلوس جی کو نائب گردانا ہا ہا جادو  
 کو بالکل اختیار دیا اور کہا کہ ترک کر دو مجنون و نامہ دے عرض کیا کہ ہم ترک کر دیتے کو موجود ہیں مگر ابھی دمامہ جادو اور  
 سحر شمش زندہ ہیں جس وقت ان سے مقابلہ ہوگا ہم آپ کے شریک ہونگے جب وہ دمامہ جادو ہونگے تو ہم ترک کر دیں گے  
 آگے گیا شاہزادہ نور الدین ہرے لاکھا مصالحت ہو اور خدمت صاحبقران میں روانہ ہوا بیان امیر ہا تو جلد ہوا اسے  
 بت ہوئے پیچھے تھے کہ ایک آنہ سی علی نامہ تاک ہو گیا لہذا اس کے دیکھا کہ وہ ضرور نہ کہو ترقاہ دے سارے غلو ظفر تہ  
 صاحبقران نے پوچھا کہ نور الدین کمان پر لوگوں نے بیان کیا کہ وہ طلسم کشا کی کوٹنے میں فرمایا کہ دانش طلسم کشا کی  
 کی اور ہم سب کو بانی دی می باتیں تحقیق کہ شاہزادہ دیکھا کہ دبا صاحبقران اور بدیع الزمان کے قدموں کو بوسہ  
 دیا امیر نے کمال شفقت فرمائی پوچھا کہ طاق خادرسپاہ کا کچھ معلوم ہو نور الدین ہرے مجنون اختر شمار سے خطاب کر دیا  
 طلسم کو بلاؤ اس وقت سب طلسم آئے ایک مجمع اسیروں کا نظر آیا بلکہ اس میں قمر زاد کو بھی دیکھا مگر قاسم کا نام دلشان  
 بھی نہ پایا سب کو غلے دی فرمایا جان بھاری چاہتے تھے قمر زاد کو بھی رخصت کیا لیکن قاسم کے غلوئے سے کمال حد  
 ہوا مجنون سے اس اشد ہے کا حال پوچھا اُسے عرض کیا کہ وہ طلسم کا رہنے والا نہ تھا خدا جانتے کمان سے آیا تھا ہر حال  
 معلوم نہیں امیر بہت اتر وہ خاطر ہوئے فرمایا کہ خدا اس کا گمان ہو رہا ہے شرمین آئے سعادت شاد نے دعوت  
 و منیافت کی دوسرے دن ہر کاروں نے اگر خبر دی کہ لقاے اس بن الواس کو چھڑا اور جبریں ذلل یک حشی بھی  
 بھی آیا لشکر اسلام کو شکست دی بادشاہ زخمی ہو کر مشتری حصار کو گئے جس وقت ہم وہاں پہنچے تھے قاپرستان کے قباب  
 پرستون پرچہ حال تھی لشکر اس طرح سے لڑائی تھی، شہر ہی فرمایا کہ کوچ کی تیاری ہو صاحبقران نامی مع سرداران گرو  
 لقا پر رواد ہوئے سعادت شاہ زرافشان حصار کی بھڑا ہوا دوسرے دن صبح کا وقت تھا شاہزادہ نور الدین ہر  
 چلا آہا کہ ایک ہرن آگے سے گذرنا نور الدین ہرے اُس کے پیچھے گھوڑا ڈالا صاحبقران نظر رہے کہ نور الدین ہرے نے تو طبع  
 تمام دن انتظار کیا حتی کہ رات ہو گئی مگر نور الدین ہرے پھر اسے نہ دیکھا مگر کچھ سراغ نہ معلوم ہوا  
 نہایت رنج ہوئے فرمایا کہ اگر میں انتظار نور الدین ہرے کا کروں تو ادھر لقا تمام لشکر کو قتل کرنا غیر حاطہ فیقی نگاہان ہمارے  
 نور الدین ہرے کا ہو چکو لقا پر جاتا ہوں ہرے کو کچھ کچھ

ابحداستان جبرت کمال لقا سے بے بقا راندہ درگاہ خدا کی بیٹان کی جاتی ہر محسن



جنگ آئے بن غیب دان کیسے کیسے | بیان کہنے بن خوش بیان کیسے کیسے | اچھا ہے بن کام زبان کیسے کیسے  
 دہن بر بن آئے گمان کیسے کیسے | آلام آئے بن در بیان کیسے کیسے  
 ہمارا آئے جو بن دکن کی جو کیا کیا | خزان شرم سے منتہی بن جو کیا کیا | انسا بوش لبیل آئے الی جو کیا کیا  
 زمین میں تل کھدائی ہو کیا کیا | پست ہو رنگ آسمان کیسے کیسے  
 فتمون کے جب سے سرستہ بن | ہزاروں گستان میں فصل بنشہ بن | لگا کر لہو سپر بن ترسیکے بن  
 انھار سے شہدین میں داخل ہوئے بن | اعلیٰ ولالہ دار عوان کیسے کیسے  
 ارادے خرابا بنوں کے ہوسہ بن | برابر لے لالہ کون لی رہے بن | آنکھوں پر خوش منی مڑے بن  
 سارا آئی ہوشہ میں ہوسہ بن | امر یہ ان پر معان کیسے کیسے  
 بیان کیا کروں اسکی برعمیوں کا | اسی دل کی دل ہی بن سب کی تمنا | خدا جاسنے کیا دشمنوں سے ہر مہا یا  
 دم چند تھا دور دورا وہ سارا | گمان روم و ایران کے وہ لشکارا | پس مرگ دیکھا ہوا آشکارا  
 نہ ظلم سفیدی نہ شام و سحر ہی | ادشب کا اثر ہر دن کا گذر ہی | انہ اپنا بیگانہ پیش نظر ہی  
 دل و دیدہ اہل عالم میں گھر ہی | انھار سے بے بن مکان کیسے کیسے  
 جدائی کے عدسے محبت کے قرین | رشتوں کے دشات کیا کہا بن انسان | فساد بکھڑا آئے او دشمن جان  
 غم و غصہ و درد و اندوہ و حرمان | ہمارے بھی بن مرہا بن کیسے کیسے  
 بیانشہ عدم تک ہزاروں بن رہن | دل و جان و اسلام و ایمان کے دشمن | وطن کو گیا کون بے چاک دامن  
 بجز کے بے ہمتا روح سے جان نہ بن | آئے راہ میں کاروان بیسے بیسے  
 کوئے جعفر و شکر نعمت وہ کم ہی | خرسے لوشی ہر زبان کیسے کیسے  
 ہمان ملک بن ملکوت شاہ مع سرداران آفتاب پرستان پہاڑ پر گھرا ہوا | اور گرد لشکر لقا کا گھرا ہوا | بد بن  
 دلازل باختر کو جا چکا ہوا | اس بن الوس لبیل جنگ بجا چکا | ہر کل بن آفتاب پرستوں کو پہاڑ پر جا کر قتل کر دیا  
 ایک کو زندہ و چھوڑا کا القہہ چار پہر رات تباری رہی صبح کو لشکر لقا سے یرش کی اور اقبال شاہ کو زندہ ان میں سے  
 بلکہ کر لیا کہ تو آفتاب پرستوں کا بادشاہ بنی انھیں بھی کہ اگر لقا کو سمجھ کر بن اور ہمارے شریک ہوں کہ ہم وہ ملکر خدا پرستوں  
 کا کام تمام کریں شعرد و دل یک شود بشکند کو رہا | پرانہ گی آردا بنوہ را | اقبال شاہ نے کہا کہ تمام آفتاب پرست  
 حکم فلیفہ آفتاب تا بان قطب دوران کا مانتے بن اور مجھ کو مع کارہ جاستہ بن کوئی میرے کھنجر پر عمل نہ کر گا آپ  
 مجھے چارین قتل کریں چارین بخشین بختیا رک نے گناہک با خدا زندہ اس بن الوس کو حکم دیکھے کہ اقبال شاہ  
 کو اپنے چرسے کی سپر کر کے پہاڑ پر چڑھے کوئی اس پر خیر نہ مارے نہ پھر نہ سائیکا ایک طرفہ العین میں پہاڑ ہاتھ آجایا  
 لقا ہو لایسی نقد ہر میں نے کی پس اس وقت اس بن الوس اقبال شاہ کو اندھا کر پہاڑ پر چلا آفتاب پرست  
 پہاڑ پر تیر و مکان ہاتھ میں بے نیچے خے خیروں کے ڈھیر آگے لگے ہوئے تھے اقبال شاہ کو جو اس صورت سے  
 دیکھا آتشک ہارے سنگ ہاتھ سے کھدیے اپنی زندہ گی سے مایوس ہوئے دما بن ہانگنا شروع کیں کہ باختر اعظم



وقت مدکاری کا ہوا اور مالک بن ملکوت شاہ پکارا کہ با آفتاب تابان صبح اپنے ہنس قطب زمان کو اور  
 اس بن الوس پہاڑ پر چڑھا آتا ہے آفتاب پرستوں میں غل بڑا طم مچا ہو ہو کر کوسان پر ایک روشنی ہوئی اور  
 قطب دوران نمودار ہوئے اتفاق کا قطب دوران کی جو نظر اقبال شاہ پر پڑی کہ اس بن الوس بھاسے  
 پہاڑ کو اپنے چہرے کی بناء کیے ہر چند حقے آتش بازی کے داغ کو مارے کہ زمانہ تاریک ہو گیا ایک چمک پھل کا اسکے بند  
 پہاڑ کہ پڑی ہر ضرب ہو چکی اقبال شاہ ہاتھ سے پھوٹا اور دو چار چمک کے بندہ سر پہارے کہ اس بن الوس بھاک  
 آفتاب پرستوں نے جو نمٹے دیکھا اس قدر تیر مارے کہ جسم اس بن الوس کا بجا سے شق ہو گیا کا در اسکو لیا  
 گئے قطب دوران نے اقبال شاہ کو مالک بن ملکوت شاہ سے لایا اور کہا کہ میں جا کر اب ایم جی کو لانا ہوں  
 کہ قضا اس بن الوس کی ایکے ہاتھ سے برہ کمر روانہ ہوئے اور مان اس بن الوس کو لوگوں نے لاکر جسے میں  
 والا جان جان ضرب ہو چکی تھی سینکا اور کہا کہ اس بن الوس تھے بیجا تاکہ قطب کون برہ دی ہر چہ تھاک  
 تھاری کافی نمی لیے عمر و عیار سے جو سنا پکارا کہ جسم پر لقا خدا سے باختر کی کہ صبح کو آفتاب پرستوں کو مع قطب  
 قتل کرو گئے کہ قطب بچا یا صبح کو پھر پادشہ پریش کی آفتاب پرست مشول دھاتے اتنے میں ایک گرد اٹھی اور ایم جی نوجوان  
 دکھائی دیا اور قطب دوران ساتھ ساتھ آسمان پر چلے آئے تھے ایم جی نے نذر کیا کہ اس بن الوس نکلتے ہر دکان  
 لشکر بے سردار ہوتا ہے میں نری خدمت کرتے کو آیا اور مرکب کو اڑا کر فریب اس بن الوس کے پہونچا اس بھی ایم جی پر چلا  
 بعد نگار رزنی کے نذر بازی ہوئی ایم جی نے نذر اسکا ہوا ہی کیا اٹھتے عواراری ایم جی نے عوار مد کو کے اپنا وار کیا  
 کہ سپر کاٹ کو کے تادوار و عوار اڑ گئی اس بیہوش ہو کر گرا اوسان بن الوس نے جو صورت دیکھی لقا سے کہا کہ یا  
 خداوند کہا تقدیر کی ہر کہ چلے تاک عمر و سے کٹوا لی اب ایم جی سے زخمی کر دیا یا لقا جواب دے دینے پا یا تھا کہ  
 بختیارک نے کہا لقا نے تقدیر کی ہر کہ تو اس آفتاب پرست کو مار بجا یہ طرنا شخص بہت خوش ہوا اور ایم جی  
 کے مقابلے کو لگا رہا تھا جب میدان میں آیا کہ او بڑا زچہ کہان با لگا بچکر میرے ہاتھ سے تلوار ایم جی باری  
 ایم جی نے رد کی بعد اسکے ایم جی سے عواراری کہ تلوار اوسان کے سر پہ چلی نمی یا زیر تنگ مرکب جا کر دم لیا  
 گیند سے بہت جارحانہ اس کا رخسے ہوئے جنگ مغلوب ہوئی شام کو طبل باز گشت بجا دو وزن لشکر پھر گئے ہم آفتاب  
 پرست پہاڑ پر سے نیچے اترے خیر با ہوا قطب دوران آ کر فٹ پر بیٹھے ایم جی دھل پہنکے ہوا بہت مشام  
 ہوئی لیکن لقا جو پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند بد رہن زلازل کو بلو اسے اور ایم جی  
 سے لڑنے لقا بولا کہ بس یہی تقدیر کی اور وسواس عیار کو روانہ کیا کہ جا کر بد رہ کراد سے پھر کرے آؤ وسواس  
 روانہ ہوا لیکن اس بن الوس لقا کے سامنے آبا کہ کیا تقدیر بن بری میں کہ بچلے میری تاک کٹوا لی اور اب بھائی  
 کو میرے قتل کر دیا باوجود کہ میں بھی زخمی ہوا لقا بولا کہ اس موقع ذکر یہ تقدیر میں نے نہیں کی تقدیر بالائی ہر دو طاہر جمع  
 مکر تیرے بھائی کو بھی زخم کر دیا اور میں تاک تیرے درست کر دیا اس یہ طر سکے اس ہو ایک کوچ کر کے چلا گیا مگر  
 لقا میران و پریشان مینا ہر بختیارک کہ رہا ہو کہ یا خداوند کل ایم جی سے کون سامتا کر لقا خاموش ہو کر جواب میں  
 دیتا ہے کہ جوڑی ہر کار سے کی دوڑی ہوئی آئی ہاتھ اٹھا کر بد و مادی اور عرض کیا کہ بلوط کج گردن آ کی مد کیواستے آتا ہے  
 لقا بہت خوش ہوا اور سرداروں کو انتقال کیواستے بھیجا بلوط آیا لقا کو سمجھہ کیا صحبت میں آکر مینا بچلے حال خدائی  
 کے ہر بلو ہونے کا پوچھا بعد اسکے کہا یا خداوند مگر دن میری سبھی کر دیکھے لقا بولا کہ تو ان خدا پرستوں کو قتل کر میں  
 گردن سبھی کر دینا بلوط نے عرض کیا کہ طبل جگہ جو ایسے اسی وقت لقا رزمی نوازش میں آیا ہر کار دن







بلو طحاشا تھا کہ تو کہنے کو گرجا طرف سے فوت چلے اسکو گرجا رک کر لیا لقا نے حکم دیا کہ اسے لیجا کر قید کر داسکو جنون  
 ہو گیا ہر کبھی اسکی گردن سپردی ذکر و نگاہوں میں سے لیجا کر زندان میں قید کیا بعد اسکے ہر کارون نے فریادی کہ بدرجہ لالہ  
 ایک چشمی آپو تھا لقا نے حکم دیا کہ پیشوائی کر کے لاؤ لیکن ادھر جا سوسن نے خبر بلو طحا سیر ہو جانی قطب دوران  
 کو پہنچا لی ایمرج غنڈا و غنڈہ میں آ گیا کہ با قطب دوران اگر آپ حکم دیں تو تاجا کر بلو طحا کو جہر والا دن قطب دوران  
 مانع ہونے لگا ابھی جلدی نہ کر وہ خود چھوڑ کر تھارے پاس چلا آ گیا لہجہ صبح و شب کھا کر گیا اس طرف بدرجہ لالہ  
 نے لقا سے بے لقا کھا کر سجدہ کیا لقا نے دگل چوہر لگا کر بیٹھنے کو دیا بدرجہ نے پوچھا کہ خداوند آپ نے مجھے کیوں یاد فرمایا لقا  
 یوں کا جو بدرجہ لالہ میں نے مجھے اسلئے بلایا کہ اس آفتاب پرست ایمرج نے جگر میرا خون کر دیا ہوا اور ست سے بندوں  
 کو میرے قتل کیا ہر بدرجہ پکارا کہ خداوند وہ بڑا پیہ کیا ہو کہ خداوند اسکی ایسی شان و شکوہ بیان کرتے ہیں میں اسکو سہرا  
 پکڑ لاؤنگا اسکا سر کاٹکر لے آؤنگا آپ میں جگہ یو ایسے لقا نے حکم دیا کہ میں جنگ بکے اسوقت تھا کہ رزمی نواز ش  
 میں آبا ہر کارون سے قطب دوران کو خبر پہنچائی اسنے بھی حکم دیا بیان بھی میں جنگ گزرا یا رات بھر وہ دن  
 لشکر دن میں درستی آلات حرب رہی صبح کو میدان جاری ہوئی بدرجہ لالہ لقا کے سامنے آیا اور اجازت سجدہ  
 لگا لی لقا نے دست بخش اپنا بدرجہ لالہ کی پیڑ پڑا لگا کر جگہ میں نے اپنا نظر کردہ کیا کوئی نمری اپنے زمین سے  
 نہ لگا سکیا بختیارک نے کھانا بدرجہ لالہ اسے تم تھارے ہاتھ سے چلے اب میدان سے پھر کر نہ آؤ گے بدرجہ نے  
 کہا اذیشان کیا وہاں بکنا ہو یہ لکڑ گیتھ سے پر سوار ہوا اور جنگ مار کر میدان میں آبا خوب گیتھ لے کر گیا بارچے کے  
 ہاتھ نکالنے جب خوب عرق ہو چکا اور گیتھ بھی عرق کر دیا اسوقت کچھ غور کی دیر دم لیا بعد دم پھر کے مبارز  
 قطب کیا منیب دی کر ای آفتاب پرستو تھے خداوند کو بہت پریشان کیا ہر غلو میدان میں تو ذر و مافیت ابھی معلوم  
 ہو جائے بس اسکا مبارز ظہری کرنا تھا کہ لشکر آفتاب پرستان میں طہا سے آفتاب پیکر جلوہ گری پر آئے آواز کڑم لگا  
 غفیری شری و سامون کی بلند ہوئی جبکہ آفتاب پرستان ایمرج نوجوان گھوڑے کو اڑا کر سامنے قطب دوران  
 کے آگے پیادہ ہو کر اجازت میدان چاہی قطب دوران نے لگاؤ فرمایا کہ اے ایمرج نوجوان یہ پہلوان مدین قن  
 ہو اسپر کوئی نیزا حرم نہ اتر کر لگا جگو لازم ہو کہ جسوقت یہ تلوار پھیر مارے تو بغنون سپاہ گری تو اسکی تلوار چھین لینا  
 اور کشتی لڑ کر زیر کرنا ایمرج نے جواب دیا کہ بہت خوب قطب دوران نے فرمایا کہ باؤنیرا عظیم تھارے گھبان  
 میں ایمرج مرکب بڑھا کر مقابل بدرجہ لالہ لالہ اگر تھارے دن ہو کوئی تین چار قدم ایمرج کا گھوڑا پیچھے ہٹ گیا  
 اور سات قدم بدرجہ لالہ کا گیتھ پسا ہو گیا تھا سے سپر ہاتھ گل آتش بازی کے شران نشان ہوئے پھر وہ دن  
 ہر کیوں کو راتوں میں مسل کر مقابل بکھڑ ہوئے بدرجہ نے دیکھا کہ میرا مقابل ایک جوان ماہ طلعت ہی چہرے پر کمال شان و  
 شوکت ہو رہا ہے کہ تو کون ہو ایمرج نوجوان نے کہا کہ صاحب جہراں آفتاب پرستان ایمرج مالیشان بدرجہ نے کہا کہ بڑا پیہ  
 تو ہی ہو جو اب دبا کہ ہاں میں ہی ہوں لقا کو بڑا پیہ پہنچانے والا ہوں بدرجہ لالہ یہ کل سخت و درشت ایمرج نوجوان  
 کی زبان سے نکلے آگ ہو گیا کہ بس زیادہ زبان و رازی نہیں کرتے خبردار رہا کہ جگو بغیر اسے نہ چھوڑونگا یہ کئے ایمرج  
 بہ نیزہ مارا ایمرج نوجوان نے نیزہ کو نیزہ کی شان پر لیا نیزہ باری ہوئے گل چند طعن رد و بدل ہوئی تھی کلمی جھٹلے  
 نیزہ بدرجہ کا ہوا گیا اسکے منہ پر ہوا بیان چھوٹے گلین بدرجہ پکارا کہ او آفتاب پرست غضب کیا کہ نیزہ ہراؤ سنے نکال دیا  
 لکڑ میرے ہاتھ سے پھڑک کر کمان جانیگا یہ لکڑ تلوار ساری ایمرج نوجوان نے اسے سپر پر روکا اور آپ تلوار اسپر ماری اسنے  
 سپر پر روکا صاف تلوار اچٹ لگی بدرجہ نے پھر چلا کیا ایمرج نے فارا سکا روک دیا اور اپنی تلوار جاری آغے پھر سہ سپر کیا



ایک روز تینا بھی اسکا نہیں پیدا ہوا اسی طرح کئی سال دو میل کے ہر سالے آخر کار ایک مناسبت پر ایم جی نے نیکی دیکر فیض پر ہاتھ  
 ڈال دیا زور کش ہونے کے طریق سے لوگ بکارت سے کہوڑوں پر سے توڑ دوڑوں میں دن سے کوہ سے دامن گرد  
 کہ نہیں چھوٹا ہوا ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوا بد رستے ایک باغ سے ہاتھ پڑ لیا اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا  
 اور جی کو بے ملوم ہوا کہ یہاں بھر پور ٹوٹ پڑا اور جب ایم جی نے انھیں اسکی گردن پر رکھا ملوم ہوا کہ اسکا ہنسنے  
 باہم کشی ہونے لگی اسی اثناء میں ایک گرد آٹھی امیر مع سرداران باغیہ ساتھ ساتھ سعادت شاد کی فرخ ہمار ہوا یہی ہے  
 دیکھا کہ ایم جی سے دور بد رستے کشتی ہو رہی ہے ایک جانب کوا کر قلم ہونے لگا ہوا ہے لقا ہوا ہے لگا ہوا ہے لگا ہوا ہے لگا ہوا ہے  
 درگاہ اگر تمام زمانہ دشمن ہو تو مجھے کچھ نہ لبتے نہیں ہر گز حمزہ کا نام سنا اور دل کا تب گیا بختیار ک بولا کہ یہ گناہ تیرا ہے  
 ایسا بد مالے ادب تو نے کیا کیا تھا لقا سے کہا کچھ ہر خود کردار دامن بہت لیکن صاحب قرآن دامن سے ملوم ہوا  
 سے کہا کہ تم نیزہ میرا نشان لکھو اور مشتری حصار سے لشکر کو لا ڈو اور سر کن نیزہ حضرت نوح کا لکھو۔ وائے ہوا  
 قطب دوران نے جو دیکھا کہ حمزہ باغیہ طر اول کشتی گیر کو بولا کہ کما کہ حجاز سے کہ قطب زمان فرماتے ہیں  
 کہ نیر اعظم نے مجھے اس طرح کی سر جگ دی اور پھر تو دیکھا اب آیا بھی تو قطب زمان سے رجوع نہ کی اور آفتاب تہا  
 کہ سجدہ نہ کیا قطب زمان کے قدموں کو سوجھا اور طر اول خدمت امیر باوقیر بن آیا سلام کر کے پیغام قطب زمان  
 پہنچا یا حمزہ صاحب قرآن آگ ہو گئے فرمایا اس حکو ام سے کہ نہ کیا کہین شامت آئی ہو گھر نہیں جلد مجھے اس کو نہ کی  
 کا زاج کیا ہوں میرا اسی عدو سار بانی کو پہنچا ہوں ایم جی کے بھروسے پر تو پہنچا ہر کچھ اسکی حاجت پر پہنچا ہوا  
 نقش کاری کر دگا کہ تا زندگی یاد رکھنا اور طر اول ہر گز سخت سکر کا یا کہ حمزہ تو قطب زمان کو کہا ہوا اسکی شان  
 میں ایسے گلے بے ادبی کے منہ سے نکلتے ہر کچھ فیض ہاتھ ڈالا امیر نے سردار دن سے اشارہ کیا کہ لینا اس مرد کو  
 خاقان ابن الخاقان ہرام گردن خاقان چین نے دنگر توار اور طر اول کی چین لی اور دو چار دھولیں اور  
 دو چار لائیں مار کر کہا دور چہ بیان سے صاحب قرآن زمان پر تلوار کھینچا ہوا سے کمان ڈاڑ کمان صاحب قرآن  
 ڈرا لیا ہوا تو ایک ایک دھول بن تیری جان تل جالی دماو سے اس کا لہجہ کہ کہ تر سے اوپر ہم کیا جا خبر دار پھر ایسا  
 پیغام دلا تا اور طر اول با حال تباہ کبرے چنے ہوئے منہ سو جا ہوا اسنے قطب زمان کے آیا تاں حال کہ سنا  
 قطب زمان بہت جلال میں آئے کہ او اور طر اول حمزہ نے بکڑیں نہیں کیا بکڑیں نہیں کیا خبر میں اسکا عرض تو تھا یہ عرب جا  
 کمان ہر لیکن بیان بد ربن زلزلہ زل ایم جی نے جو ان سے کشتی لڑ رہا ہوا اور کہہ رہا کہ او بڑا بکے مغرور بلہ مند  
 تو خداوند کا لحاظ نہ کرے اور اس کے لشکر سے بے ادبیان کرے دیکھ تو کیسی سزا دینا ہوں ایم جی اسکو اب دے  
 رہا ہر کبر سے خداوند کی کیا حقیقت اور دیکھا ہر غرض چار پہر دن کی کشتی میں ایم جی نے بد ر کونا نگ پرما کہ بد ر چار دن  
 شائے جت گرا ایم جی نے خلیکین باندھیں اور طیل بد رشت ہو کر پھر قطب دوران ایم جی پر زور کیا کہ رستے ہوئے  
 لائے بد ر کو غل و زنجیر میں گرفتار کر کے دندا انھارنے میں بھیجا اور لقا کمال داس و پریشان پھر کر اپنی بارگاہ میں  
 آیا تخت پر سر جھکائے ہوئے بیٹھا بختیار ک نے جو لقا کو بہت پریشان دیکھا کہ خداوند ایک صلاح بکے سو جھی ہے  
 کہ آپ پیغام صلح قطب دوران پاس بھیجے آفتاب پر سنوں سے لقا سے کہا کہ شیطان بعض امور رضائی ایسے  
 ہیں کہ انکی تقدیر میں نے بھر موقوف رکھی ہے تا کہ ان پیغام بھاسے بختیار ک نے عرض کیا کہ بلو طر کچ گردن کو قسم  
 سے را کر کے اسکو خدمت دیجیے اور میرے ساتھ بھیجے میں اپنے ہر اد سے لیکر قطب دوران کے پاس جاؤں اور دیکھوں  
 کہ خداوند نے کیا ہو کہ آپ بلو ط کو لے لیجیے اور بد ربن زلزلہ کو دیکھیے اور ہمارے آپ کے صلح ہو جائے ہم آپ کے



ہو کر خدا پرستوں سے لڑیں ان کا کام تمام کر بن لیں ہر کہ قطب دوران راہی ہو جائیں پس آفتاب پرستوں کو خدا پرستوں سے  
 طرد اسے اور آپ بیٹھے ہوئے تاشاد کیے اگر ایسے نوجوان غالب ہو جائیں جو حمزہ غالب ہو تو نیچے گا کیا یک بل  
 دفع ہوئی لقا پکارا اور بختیارک بس میں تقدیر میں سے کی تو اپنے ساتھ بلوطا کو لیا بختیارک بہت سی کشتیاں مخالف کی  
 اور بلوطا کو ساتھ لیکر چلا سرکامون سے بختیارک کے آنے کی خبر قطب دوران کو دی قطب دوران نے  
 لوگوں کو حکم دیا کہ بختیارک کو لاؤ اور ایسے نوجوان سے کہا کہ تم اس روز بلوطا کو چھڑانے جاسے غصے غصے نہ کرنا  
 کی دیکھی کہ بلوطا کو بغیر کوشش کے تمہارے پاس بھجوا دیا ایسے نوجوان کو چوم لیا اور کہا کہ بیشک وہ آپ وافت مسرور  
 ہیں کہ اس اثنا میں بختیارک آیا اور دوا دینا سے قطب دوران بھلا یا بلوطا کو ساتھ لیا اور پیغام لقا کا دیا بلوطا  
 نے اپنے تخت قطب دوران کو چھڑا دیا ایسے نوجوان کے قدموں پر گرا ایسے اُسے دیکر بہت خوش ہوا اپنے بلوچین  
 کی دی لیکن قطب دوران نے بختیارک کو کرسی پر بٹھایا بختیارک نے مضمون گذشتہ مشتمل صلح بیان کیا قطب دوران  
 نے کہا کہ ہم بھی صلح چاہتے ہیں اور ہرگز ایسے کو نصیب نہ کرنے دیتے مگر تم اس کے لشکر میں نہایت حصول معلوم ہوئے ہو  
 تمہارے پاس کیا عمدہ ہر کوئی نسا کام ہو اور تمہارا کیا نام ہو بختیارک نے نام اپنا بتایا اور کہا وہ شخص شیطان ہے نہایت  
 مشہور ہے شیطان درگاہ لقا ہر قطب دوران نے کہا کہ پیدائش تمہاری باختری کی عرض کیا کہ نہیں میں ایرانی ہوں  
 بختیارک سے پوچھا کہ میرا خیرین نکو کون لا یا آئے کہا کہ گردش فلک سے بہانہ پوچھا یا قطب دوران نے کہا کیا  
 حمزہ نے تمہیں کچھ سچ دیا بختیارک رو کر بولا کہ یا قطب دوران میں کیا کمون حمزہ نے کچھ سچے ساتھ نہیں کیا ایک  
 ایک ایک ہفتہ بار ایک گردن ساربان زاد سے ملا کہ ہاں میں اپنی قطب سے پوچھا کہ کون دوزخ کا راستہ ہے کہا کہ غزو  
 عیار کا عمر و کون ہو لا امیر حمزہ صاحبقران کا ایک عیار ہی بلا سے میدان آفت جہان ہم سب ایمانی اسی کے خراب کیے  
 ہوئے ہیں اسے ہم سب کو در بدر کر کے خاک بیکر کیا ہر قطب نے کہا کہ کہا رہ عیار لشکر حمزہ میں ہر بختیارک بولا کہ یا خلیفہ  
 خدا اسے اسکا دسیاہ کا چند روز ہوئے کہ حمزہ سے اوٹا سے مجاز ہو گیا حمزہ نے اسے کمال باخدا سے پھر ڈالا سفر اور  
 خوب تھا بختیارک عمر و کو گلابان دینے لگے اس وقت عمر و نے بائیں کرتے کرتے بختیارک کی بائیں انگلی کا تل دنگا دیا بختیارک  
 کی نظر جو بڑی پہچاناکہ یہ قور شد خود ہی میں اسے کیا بائیں کر رہا ہوں دل سننا گیا ہاتھ پائوں میں رشتہ پڑ گیا زبان بچنے  
 لگی منہ سے کچھ نہ کہہ سکا لگا جان لگی دل میں کہا کہ ای بختیارک تو جانتا تھا کہ عمر و بیان نہیں ہو وہ تو سبھی جگہ موجود ہیں  
 گھبراہٹ کے کہ اگر قطب دوران خلیفہ نمان عمر و سب طرح سے بڑا ہو اور نظر کردہ ہفت پیران ہو اور دوسرے جو جو کرامت  
 کیا نہیں ہی پہنے دوسو خداوند من میں سے ایک میں بھی نہیں ہو اور ہر سرکش و گمراہ کو خوب درست کیا ہو جس کا دل  
 کے سرکاسے میں چھوڑے دیر سنوں کو بیکر کیا ہو اور میں تو آٹھا غلام ہوں قطب ہونے کہ اور دیکھنا فقی دوئے کچھ ہیبت  
 اور کچھ نفرت اسے اس امر ازاد سے کو خوب جو تیان مار کر کمال دلی بختیارک ہر پاپوش کاری ہوئے خوب مار کر لگا  
 سے نکال دیا بختیارک اس طرح منہ سو جا ہوا کپڑے بچھے ہوئے لقا کے پاس آیا کہنے کہا کہ اسے کہا ہوا اسے تمام دل بیان  
 کیا کہ مرشد کو بھلا ہاں کا تھا اسے قطب دوران نے مجھے خوب چھوایا اور دربار سے ملوایا لقا نے کہا اسے مرشد کون  
 ہو بختیارک بولا کہ جسے آپ کی ریش مبارک کو پیشاب سے موزا اموی مرشد کامل وہی ہادی آگاہ دل خواہ عمر و بن  
 امیر ضمری ہو لقا برہم ہوا کہ میں نے تقدیر کی ہر وہ اب بہانہ دیا کیا کہ مرید بیان آ سکتا ہو تو مجھو تمہاری تونے  
 کی بھلی کہ خلیفہ بڑ گیا اور مجھے ماما پیشاب لکھ کا اسے اس خلیفہ کے جو تیان گھس بختیارک پر خوب کش کاری ہوئی تھی  
 میں کستا ہو کہ ای بختیارک قسمت میں تیری جو تیان کھانا لکھا ہوا اب اس طرح کا مال نیچے کہ ایسے نوجوان سے نہیں بیک



بچے کا حکم دیا اور لشکر امیر اور لشکر لقا میں بھی نکلا اور گڑا یا رات بھر جنگ کی تھاری رہی صبح کو تینوں لشکر میدان میں آئے  
 تھیں اور اسے ہوشیاری سے لکھ کر لقا میں آئے اور اسے لکھ کر لقا میں آئے اور اسے لکھ کر لقا میں آئے اور اسے لکھ کر لقا میں آئے  
 سب سے پہلے طلب کیا ہوا تیز تر مرکب پر سے اتر کر سامنے بادشاہ اسلام کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا  
 کہ خدا کے سپرد کیا جاؤ غنایت ہو اور ہاتھ میں ہے کہ مرکب پر سوار ہو آؤ اس کے مقابلے میں ایرج نوجوان ہو بعد لگا ورنہ اس کے  
 نیزہ بازی شروع ہوئی خوب تیرے چلے ایرج نے سان نیزہ ہاتھ کی نکال دی ہاتھ سے ڈانچہ ڈانچہ مارا نیزہوں کے  
 گھر سے اڑ گئے تو بہت تلوار کی پونجی دن بھر تلوار چلی آخر کو ہاتھ تیز تر ایرج نوجوان کے ہاتھ سے غمی ہوا آفتاب پرست  
 گوارین تلی کے لشکر امیر کی طرف رخ کر کے پار سے کہ تا خدا دان و تا انسان کا دونوں جہان میں رو بہا ہوا اس کے سے جھڑ  
 صا جعفران صبح و شب کھانگے آؤ طبل باز گشت بجا تینوں لشکر اپنے مقام پر پہنچے رات کو ایرج نے پھر میل جنگ  
 بجوایا اور صبح کو غرض کارزار میں آجائیل باہر و نلے مقابلہ کیا نیزہ بازی پہلی ایرج نوجوان نے نیزہ چیل کا ڈنکا ڈنکا  
 ہوئی چیل میں زخمی ہوا پھر چیل باز گشت بجا لشکر اپنی اپنی آگاہ کو گئے اب حال اسد بن کر بھاڑی اور عمرو بن رستم  
 سینے کے ان دونوں کو بدریں زلازل نے زخمی کر کے پڑا تھا اور نہ اٹھ سکتے تھے میرے ہاتھ خورشید زخمی اور جیشہ زخمی  
 جیشہ کا بیٹا فریدون با زخمی اپنی تین تھانہ تھانے میں پکڑا تھا اسد کی با تین دیوانگی کی سن سکر بہت خوش رہا  
 تھا اور کمال حلا تھا ایک رعد اسد نے فریدون سے کہا کہ اگر فریدون کسی نگر ہمارے ساتھ محبت ہی ہوگا  
 بیرونی ہو کہ تم تمنا شراب پینے ہو اور ہر کہ نہیں دیکھو ہمارے اوستے اوستے کا زم فرما بے کے قرا بے خراب کے دے ڈالو  
 ہیں اب ہم زخمی ہیں مگر ختم میں خاک نے مجھ کر دیا ہونا چاہیں اور کیا کہیں کہ ہمارے دادا جان سے اور جعفران جعفران  
 سے نا اتفاقی ہو نہیں تو اب تک ہم قید کا بک رہے وہ کہو میرا بھائی فریدون با زخمی بولا کہ شربار میں جاؤ تھا کہا آپ  
 شراب نہیں پینے آپ کو شوق نہیں ہو اسد نے کہا کہ میری ہم شراب تو مزہ دیتے ہیں مگر کسی سے سوال کرنا نہیں جانتے  
 ہیں مانگنا عیب سمجھتے ہیں تم از بسکہ عیب سمجھتے ہو اس باعث سے تم سے دوستی طلب کی اور نہیں تو مانگنے کی کیا وجہ  
 تھی فریدون بولا کہ شراب حاضر ہے اور یہ کہ اسد کو شراب دی اسد نے خود ہی پی اور عمرو بن رستم کو دے  
 دی فریدون بولا کہ شربار یہ کیا لگا لگائی ہو کہ آپ اکیلے ہی پی گئے اور کسی کو ددی اسد نے کہا کہ تم جسکو چاہو دو میں کچھ  
 دوں فریدون نے عمرو بن رستم کو بھی جام شراب دیا عمرو بن رستم نے بھی پی لی لیکن اسد اب شراب پی رہا ہو کر کہہ رہا  
 ہو باتیں بنارہا ہو کہ فریدون نے پوچھا کہ شربار وہ دادا جان آپ کے کو کسے میں کہ خباذ کا آپ ابھی کرتے تھے جاسے جہت ہو  
 وہ کیونکر آج اس چکی پر سے میں سے پھر لہجائے کس طرح بیان کیا اسد نے کہا کہ فریدون تم آؤ صف سے نہیں آؤ  
 ہو وہ فکر کردہ بہت پیچیدہ برہم زندہ دولت کا فرمان برباد کند خدا کی جان وہ جو مجھے ستا ہو خدا جہ عمرو بن امیر غمیری  
 ولی اللہ عبادوں کے بادشاہ وہ میرے دادا ہیں لقا خدا سے باختر کہ جب ملک سبائل میں رہتے تھے اور  
 ہر سو میں روز در پہ قدرت سے سر باہر نکالتے تھے اور انکار ہزار ملک باختر کی عفت سجدہ کرتی تھی خدا کی شکر دوزخ  
 لکھا بیوقت انہوں نے سانہ بن فیلول پر چڑھ کر لقا کو بیوش کیا اور پیشاب سے ریش قدرت کو دیکھ کر ہوتا اور وہ اب  
 بھی آفتاب پرستوں میں قطب دوران بنے ہیں کل کا ذکر ہو کہ مختیار ک مسلح کا ذکر کرتے گئے تھا اسکو جو تین لگا کر نکلوا دیا  
 فریدون نے کہا کہ شربار یہی ہو کہ عمرو نے لقا کی ریش زخمی اسد نے کہا کہ فریدون بات تو انظر میں نہیں آؤ اب میں  
 من الامس ہی ایک زمانہ جانتا ہوں اور چھائی میرا شاہزادہ خاوند سپاہ لقا کی بیٹی خدیجہ فریدون پر عاشق ہوا اور  
 اسکو صاف باغ بہشت کے کالے لیے چلا گیا یہی خدیجہ ہو کہ لقا کو خبری ہوئی اور ہامون میرے بلیع الزمان لقا کی



بڑی بی بی جہان افروز کو ماضی ہو کر لیگے میں یا قوت شاہ کی بی بی برائیل تھا اور لق شری شریعہ کو گون سے بھاگتا ہوا  
 تم بھائی مانتے ہو غرض اس طرح بہت سی مذمت لقا کی کہ اور چند طے و صراحت الہی میں بیان کیے کہ رنگ کفر دل سے  
 فریدون کے دور ہوا آئینہ اسلام قلب پر تو لگن ہوا کہ کہ امیر شریار میں نے لغت کی اختصار اسد سے کلام طبع تعلیم کیا  
 فریدون کو چکر از سر صدق مسلمان ہوا اور دو پہر رات گئے دروازہ زندہ اٹھانے کا کھیر اسد اور عمرو بن رستم  
 کو قید رہا کر کے لشکر امیر کی طرف چلا اور امیر کا حال سننے کے انھوں نے جالاک بن عمرو سے کہا کہ تو جا کر اس سال کو  
 لاکہ پر روز مجھ طعنہ لگا کر تار قطب و دران بنا بیٹھا ہے جالاک نے عرض کیا کہ بہت خوب اور اسباب عیاری اپنے بدن  
 پر آراستہ کر کے روانہ ہوا یہاں تک کہ دروازہ بارگاہ قطب دوران پر پہنچا دیکھا کہ قطب دوران تخت پر بیٹھے ہیں اور صبح  
 کو جوان و محل پر چلن ہو کر اپنی رہا ہے جالاک بصورت تبدیل پھر ایک رات کے وقت جب دربار پر غاصت ہوا اور امیر ج  
 اپنی خوابگاہ کی طرف گیا قطب دوران اپنی خلوت میں آئے اپنے دل سے باتیں کر سنے کہ امیر عمرو اس عرب سے  
 بڑی بیوفائی میرے ساتھ کی لیکن خدا سے ایرج ایسا جوان بجا و دیا ہے اس کا فہم ابدال عطا کیا ہے یوں اپنے دل کو تسکین دی  
 بعد اُنکے کھانا کھا کر سو رہا جالاک نے کینگاہ سے ٹکڑے پلے پاس توں کو بیوش کیا بعد عمرو کو بیوش کر کے پشاور سے میں  
 باندھ کر روانہ ہوا حمزہ صاحب قرآن بارگاہ میں بیٹھے ہوئے خواجہ عمر و کا ذکر کر رہے ہیں کہ اس تک حرام نے آواز سے  
 کس کس کر سخت تنگ کیا ہے میں نے جالاک کو بھیجا ہے کہ جا کر پڑھانے دیکھ لے یہی باتیں تھیں کہ جالاک پشاور  
 لیے پہنچا امیر کا اسے کراہی جالاک اس تک حرام کو لایا عرض کیا کہ حاضر ہو اور پشاور سے سامنے رکھ دیا امیر مذمت خوش ہو کر  
 فرمایا اسے ہوش میں لاؤ جالاک نے خوب دست و پا عمرو کے باندھ کر قید رفیع بیوشی کا دیا خواجہ عمرو کو ہوش آیا اپنے  
 دست و پا کو بندھا ہوا پایا سامنے امیر حمزہ صاحب قرآن کو مع سرداران باوقار بادشاہ اسلام کے بیٹھے دیکھا پکارا کہ امی  
 آفتاب تابان حمزہ قطب کے ساتھ برائی کرے اسکو قید دے امیر یہ کلمہ شکر بہت برہم ہوئے لڑکھارے اور مکارا  
 تک لک با دربار یک گردن سا بان زاد سے کیا جھک رہا ہے تک حرامی کا عرض ہو کہ تو نے وقت کا فرہوا خواجہ عمرو  
 پکارا کہ امیر عمرو تو میرا عظم سے نہیں ڈرتا اُنکے غلبہ سے بے ادبی کرتا ہے وہ مجھے جلا دیا امیر پکارے بان اس تک حرام کو  
 سزا دے جو مجھے دوست رکھتا ہے اس پر تلوار مار دے سب سردار تلواریں برہنہ کر کے آئے خواجہ عمرو کی طرف چلے گئے کہ  
 عمرو پکارا ایسا الناس تم مجھ تلواریں کھینچ کھینچ آتے ہو میں وہی ہوں کہ لعل جادو نے شری شری حصار میں تم سب کے سر  
 کا کر قلعہ کے لنگردن میں جڑھا دیتے تھے میں نے لعل جادو کو مارا اور تم سب کو مجھ لایا اور غفلتی آباد میں تم سب جادو پشاور  
 میں نے تلوار انسان بنایا اور کس کس جگہ پر میں پھرتے واسطے سینہ سپر نہیں ہوا آج حمزہ نے جو کلام پچھلے ہی تم سب کی  
 پھر گئے تلوار شرم باقی نہیں رہی عمرو پد کے قابل ہر چہ بیویہ گردش چرخ کی پھر سے ہی انکی نظر سے زمانہ پھر گیا  
 سبحان اللہ کیا قدرت خدا کی ہر شعرا دیاران چشم باری داشتیم خود خطا بودا پنچا پنداشتیم ہر کلمہ کہ تا مہر دار تلوار  
 میان میں کیے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے گئے دلین گئے گئے کہ چاہیں صاحب قرآن مجھے خوش ہوں چاہیں نہ راض ہوں مجھے  
 محسن کشی بھی نہ ہوگی امیر حمزہ صاحب قرآن نے دیکھا کہ سب سردار سر جھکائے بیٹھے ہیں عمرو کی طرف رخ نہیں کرتے کہ موت  
 با شتم تیغ زن کی طرف خطاب کیا ہے ہا شتم تو جا کر اس موزی کے ملک کر یہ درندہ شہید ہو گئی عمرو کی نہیں سمجھتا نہ منع نہ چہ خواجہ  
 عمرو کی طرف چلا عمرو پکارا کہ امیر تیغ زن کیا ارادہ ہو ہا شتم ہر لاکہ قسم جو خدا کی بغیر سے ٹکڑو چھوڑ دیا عمرو یہ بات سنا لڑا  
 مرگ ہوا زیست سے پاس ہوئی دل کو خدا کی طرف رجوع کیا وہاں میں گئے ناگاہ و دربار پر پہنچا امیر حمزہ  
 صاحب قرآن نے فرمایا کہ دیکھو تو کیا غافل ہو قضا سے کار افتاد ات رہ زما ر جیوقت عمرو کو چاروں طرف سے ہوا اسی وقت



سرکار سے آفتاب پرستوں کے جوئے ہوئے تھے انھوں نے ایم جی نوجوان کو خبر سے بخائی کہ قطب دوران کو عیار لشکر حمزہ  
 لگا کر لنگیا اور قطب سے جواب و سوال سخت و سخت ہو رہے ہیں ایم جی نوجوان یہ سنتے ہی خشتنگ مرکب پر سوار ہو کر طہر ترائی  
 اور ماتہ فشاں جواد کے اندر بارگاہ کے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا اور فرمودہ کیا کہ ای حمزہ صاحب جعفران میں ایسا  
 آپ کو دہانتا تھا کہ آپ قطب دوران کو عیار بھیج کر خبر و انگوائی لے آئیں کہ آپ نائب نیر اعظم کے ساتھ ایسی  
 حرکت کر سکتے ہیں یا جو دیگر کرامات قطب کے آپ پہنچتے نہ سکتے ہیں پھر اعتقاد نہیں رہے ہیں اور اس پر مدد ہو کر اسے قتل  
 کر سکتے گا ارادہ کیا ہو اگر ایک روز قطب دوران کا میلہ ہو گا تو میں ابھی بیان رہا ہے خون جہاد و گلابی جان پر کھیل  
 جاؤ گا اور قطب دوران کو بھیج دینا ایم جی کی باتیں سکر نہیں اور فرمایا کہ ایم جی نوجوان یہ تمہارا دشمن نہیں ہے  
 تمہارے قطب کو مار کر آپ قطب کی صورت بنا ہو رنگ و روغن عیاری کا چہرے پہن کر ابھی کو تو میں اسے شہاد دینا  
 صورت بدل جائے ایم جی نوجوان نہایت خفا ہوا کہ جو کچھ میں قطب دوران کو بھیجا دینا ایم جی حمزہ صاحب جعفران نے فرمایا  
 کہ ایم جی اگر تمہارا قطب ہو تو لہجہ ادا ہو میرا عیار ہو تو لہجہ تاکہ مژدوری ایم جی بولا کہ کیونکر معلوم ہوا ایم جی حمزہ  
 فرمایا کہ ابھی خبر ظاہر ہو جاتا ہے حکم دیا کہ و گرم ہانی میں اس عیار کو نکال کر ایم جی کو صورت اسکی دکھا دوں ایم جی اپنے قطب  
 کو پہچان کے لوگ اس وقت آب گرم لینے کو لگے لیکن اب ایم جی بھی حیران ہو اور عمر و سبھی خیال افشاں رہا وہ پریشان ہو قطب  
 ہو کر وہاں مائیں مانگنے لگا کہ ای ہر وہ مار جلد اس عرب کے اندر سے نجات دے کہ لوگ گرم ہانی لکڑی لے کر آئے ایم جی نے حکم دیا کہ اس  
 شہادہ لوگوں نے چاہا کہ خواجہ عمر و پہلانی ڈالیں اور عمر و عالم پاس میں تھے کہ ایک پیچہ پیدا ہوا خواجہ عمر و کو نکال کر آسمان کو  
 بھیجا ایم جی نے چاہا کہ تیر مار میں ایم جی نے دوڑ کر کان پڑی عمر و پکار کر ایم جی مجھے فرشتہ مقرب بلے جا ہو اور ماتہ جہان نہ  
 شکر اپنے لشکر کہا یہ سب ملے اعتقاد میں ایم جی نوجوان سجدے میں گر پڑا اور ایم جی کے کلا بھی آپ کو افتخار نہیں آیا ایم  
 نے فرمایا کہ ایم جی یہ فرشتہ نہیں ہے دیوتندک عمر و کا شاگرد ہو جو عمر و کو بلے جاتا ہو کہ ایم جی بولا کہ آسمان اشد کیا جا افتادی ہو  
 ہا کہ ہر عیار مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر میں آیا لیکن دیوتندک نے عمر و کو ایک دامن کوہ میں لاکر اٹھا اور ساتھ عمر و  
 کے ساتھ شروع کیا اور کہا کہ خواجہ جہان میں ہمارے ہی کے میرا بسا حال ہو آسمان میری میرے اور حکم کسکی ہو میری معشوقہ کو اپنے  
 کے ساتھ منسوب کیجی ہو ہر جہان میں ہمارے ہی کی شادی کرنے میں ماضی نہیں ہو مگر وہ کیا کرے خواجہ عمر و نے کہا ای  
 جندک لا اپنی معشوقہ کو لہجہ کر پشیدہ کر اس سے پیش میں معشوقہ رہ اور مجھے ان دنوں میں غافل نہ ہو مجھے بارگاہ ایم جی  
 میں ہو چکا دے اور جب بارگاہ میں ہو پختہ ملک نافہ شکر کرنا اور ملک وخت پر بخا دینا میں کو لگا ای فرشتہ مقرب نیر اعظم  
 جہد روز میرے پاس رہو تو جواب دہا کہ ان دنوں میں آفتاب تابان شکار کو بایا جاتے ہیں میں ہمراہ اُنکے جاؤ گا نہیں  
 تو آپ پاس بٹریاے لکڑی راہی ہر غرض تنہا کے موافق عمر و کی فائیل کے اسکو بارگاہ ایم جی میں ہو لہجہ اور لہجہ  
 دراز داد کے چلا گیا ایم جی نے قطب دوران کے قدموں کو بوسہ دیا اور گرد و بھرا قطب دوران نے اسے گلے سے لایا  
 اور کہا کہ ایم جی دیکھا تو نے کہ عرب کیسا با اعتقاد ہو میں مجھے اسی واسطے مع کرتا ہوں کہ ان لوگوں کے دل میں لوگ  
 بہت سے ہیں ایم جی نوجوان نے کہا کہ یا قطب دوران آپ طبل جنگ بجا لے کر قطب دوران نے حکم دیا اس وقت  
 نظام رزمی گڑ گڑایا ہر کارون نے جا کر امیر کو خبر دی کہ اسطرح سے قطب دوران آسمان پر ہے بارگاہ ایم جی میں آئے ہیں  
 اب ایم جی نے طبل جنگ بجا لیا ایم جی حمزہ نے فرمایا کہ اس عیار سے خوب کھیلنا ہو خبر کیا ماضی لکڑی کھ لہجہ بایا ہوا ہے  
 بیان میں طبل جنگ بکے اُدھر لشکر لقا میں بھی کوس جلی زادش میں آیارات بھر تباری رہی صبح کو فینون لشکر میدان میں  
 آئے صفیں آسمان سے جو میں نقیب نہ ج کر کے نکل گئے ایم جی قطب دوران سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارک ہو







چالاک بن عمر و انکے بھی ساتھ ساتھ آیا صاحب اسنے دیکھا کہ دونوں زخمی ہوئے اور کھڑے ہوئے انکو صحر اکسوف پہلے ہر طرف  
آفتاب پر شاق سے باہر نکلے اور دونوں کھڑے ہون کی باگ ڈور بن کر دیکھ کر شکر اسلام میں سے آیا امیر حمزہ صاحب جفران سے  
تمام مال بیان کیا صاحب جفران سکرست آکر وہ ہوئے کہ عجب طرح کے یہ خند سے میں غیر زخون میں ٹانگے لگوائے اور  
لے بیچ پھر کر بارگاہ میں داخل ہوا اب بسان کا مال تو زمین میوہ دسیے

جیتک دو گئے داستان شاہزادہ عالم و عالمیان نور دیدہ مومنان صاحب جفران بن صاحب جفران شاہزادہ  
نور الدین عالیشان کے بیان کیے جاتے من - غزل

<p>مقابل ہو گیا ابرو کھیرے دامان کا مقابل ہو گیا بھولن سے بندہ اس گشت کا رقم جس میں کیا ہو دھن اس خسار جہان کا کسین تیغ کلی بندے سے بھی ہو جاوے ہر بان کا دلار کھنا بھلا یا تو ان گلزار محبت میں تماشا دیکھنا منتظر ہو سرو و چراغان کا جہان میں خصل باران کا جو ہر سوزا جل غل بھڑکنے دیکھنے میں ہم جو خطا و سوزان کا خس میں بھی رہا صیاد کا پاس ادب بھکر غرض کھوئی ہو دنیا میں سارا ذکر و تسلسل دل مضطر کو کیوں کر کل پسہ افست میں کیسی بہا بکر کے رسم نفرت کا اپنا منہ ڈھانکا قیامت تک نہو گانہ یہ بھی ہاؤ گشتار و نہیں گھر میں خدا کے کام کو پر جیاد دیا اثر صحبت کا ایسا ساک آخر اسی خاتار بھسی پاک نفس سے بھی گلستان کو نہیں بھلا چراغ طور کو جیسے بھلا یا حضرت موعظ نکیر و مسلک و مشقت کا ہر راہ اپنے دامن کا سوا میں تا تو ان خیل ان گاہوں کی جانی ہی نہ گھر میں آج بھی میں کھتا ہوں میرا ان کا کیا افشا سے راز عشق طفل انگشت اپنے یہ ہر بعد نہ بھی بھکر سودا زامت بجان کا وہ انبا دوست ہوں پھر وہ میں بھی نہ نہیں اسی کی تیغ کا دور راہ پرست زخم کوٹا کا اتالی کی بھی ہر گز اے مجنون کا خسرہ بھی</p>	<p>گر ہوا سدا احمد را یک آنسو چشم گریان کا سطل شکونے پر وہ کھل چلا خائیرے گریان کا ہو مطلع لیلی کا وہ مطلع اپنے دلوان کا بیان کیا کو چہ قاتل کے آگے بلغ خندان کا کھنک ہو برنگ خار غنچہ اس گلستان کا بڑھی جاتی ہیں راتیں طول ہیں گشت بندہ دنیا پونہ ہو کر داس کسی نے تیرے گریان کا وہ انبا دوست ہوں میں بھی تیغ خدا اوجھل جھین بکھن میں کانٹے کسی گل کو بھی بھانکا زمین کیسی ہی ہو دوش کو اپنے سے مطلب ہی پریشانی سو کر تا ہوا بار اند پریشان کا جنون کی فصل آسویں ہی عریانی بیا کر ہو در تو بھی تو بجا چاک ہو تیرے گریان کا بھلا جملہ تو کیا لا سیکھا کتاب نظر سے کھنک دل کی مراد ہی ہو مختار سے بیکان کا ہمارے دل کو لیکر جسے کم ہاؤ گشتار و عہد انی ایک جوئے تھا ہوا سے حسن جان کا بھلا میں آپ کے ہر کون عالم باطلے ایسا مجھے تیرا جلا ہوا ڈو لگی سببان کا جناب عشق کی سرکار میں ادنیٰ ہم باطنی ہو ڈو دیتا ہوں ساری آبر و یار اندادوں کا دور تاہر دست سختی سے روز حشر کی داغ پیام موت بھی آند کر جب آیا دران کا بڑھا جب نہ خود دست خالی رکھ کر کس گل نے خدا جانے یہاں کی کسکے روئے تابان کا</p>	<p>ہو ای خط سے دامن اس خسا و جان کا گر کچھ درد دل نے دمدم اٹھے اسے تو جان کا کے دے شربے معنی تو کیا ہی غیر انسان کا کر پھر اجا ہر رنگ اس جگہ خون شیدا کا وہ میرے جسم پر گل دے رہے ہیں پنجہ جوت اثر بھلا ہر یہ میری خب ہر ایک پیران کا بھلا پنہ میں اب چشم کے چھینو لے دم میں بھکر کر کا باعث تھی ہوا تھک ان کا میں ہوسا گشتا ہوں پتے میں وہ گالیان بھکر نہیں رکت کسی جا ہوا اول مرد میدان کا ہا سے بعد آنے کا ہوا ایسا حجاب انکا یہ خروہ دے رہا ہی خود بخود چھٹنا کر بیان کا ہا سے دلین جب جی چاہے آؤ گرن و گیا کر ہر خشر بھا ہا ہا ہا ہا سے زخم سوزان کا بھلا کس جرم پر کھین ہوا صیاد و بھلا یہ الٹی بات دیکھو مول لیکے مال کو آٹکا جنون ہوتا ہوں فصل گل میں ذکر رفت سے بھکر کر اچھو طحان خیر و روح القدس جسکا داستان کا پڑے میں نجان کشتے جو تیرے ہاتھ کے قتل براہر مر جہر اس جگہ مور و سلیمان کا ہمارے استخوان سے شانہ گر شامہ بنا سنہر وہ کیا گئے جو دیکھے ہر جان میں و ذر جہان کا جو وہ سفاک وقت قتل جاہت الیام اول کا ہماری قبر پر شب کو ہوا عالم چراغان کا کیا دوتا ہم صبا دے کئے اس سیر و یں</p>
---	---	--















گوشت میں اس کے نام کو ثبت ہوئی تو کیا  
کیا فائدہ کفن سے چسپا کر جو منہ ہے  
روز جزا نجات کی صورت ہوئی تو  
گلیں نے سب کو بھول دیے ہر دماغ مل  
تسلیم ہون سب فرقت ہوئی تو کیا

ہر حال میں جسے صفت شمع رات بھر  
مر کر کے ہوئے سے نہ امت ہوئی تو کیا  
محروم دہرہ رہ گئے اعمال کے سبب  
باغ جہان میں ایسی ہی قسمت ہوئی تو کیا

فلوت ہوئی تو کیا ہمیں جلوت ہوئی تو  
جو جو خذاب جبر میں ہوئے تھے ہو چکے  
برگشتہ تہمتوں کو قیامت ہوئی تو کیا  
کیا ہر کے شکل روز قیامت میں دیکھتا

اس طرف کو زمرہ شاہ باختری اپنی بارگاہ میں جبران و پریشان بیجا تھا  
بختیارک کہ ہا تھا کہ یا خداوند اب ان خدا پرستوں سے کون سا مٹا کر نجات  
کر تجھے کارخانہ خدائی میں کیا دخل ہو نہیں معلوم کہ میں اپنی خدائی کے کیا کھیل کھیت ہوں یہی باتیں نہیں کہ آسمان پر ہے شوق تیرا کیا  
ہوئے برہمن جادو تخت نہ تھار پر سوار دیا سہرا ہر میں غرق سامنے سے آئی لقا کو سجدہ کیا بیٹھی چاروں طرف دیکھا اپنے ہوش  
ہر بن زلازل کو نہ پایا پوچھا کہ یا خداوند ہر مکان پر تھا بول لگا کر ہم میں جادو وائے ایسج آفتاب پرست پر لگیا ہوا  
میں بہت پریشان ہوں اب تم آئی ہو لاہور خدا پرستوں سے لڑو ہا کام تمام کر عادی آفتاب پرستوں کو دھڑ دھڑا باریک گویں  
عمرو بن امیہ ہضری لیکر آیا ہر انکو بھی متاد و اب ہاتھ میرا ہر اور دامن تھا ہر ہر میں جادو وائے کیا کہ یا خداوند میں کوئی بیلیوں  
نہیں ہوں کہ لشکر حمزہ سے لڑوں چکو ہر میں دخل ہر سوا کی صورت یہ کہ حمزہ اسرار مطلق السحر جانتا ہر چکو کب مانا جو صفت  
میں حمزہ کے ہاتھ حصاری جادو کی لہر آفتاب پرستوں سے لڑوں تو وہاں عمرو ایسا عیار موجود ہر کہ جسے شمر کے شہر جادو گرا  
کے غارت کر دے گل کا ذکر ہر کہ غنظی آیا کو کس طرح برباد کیا میری اس کے سامنے کیا صفت ہر میں اپنی جان ملت نہ د و علی گھر  
ہر بن زلازل کو الہجہ چھوڑا ہوا توئی اور ملک کو چک باختر کو اسے مس کر د و توئی فرخ زاد ان لشکر کے پایاں جمع کر کے آب کی  
سد کیا اس کے یہ رو کو لا وئی لقا نے کہا کہ کئی ہزار برس پیش ہی تقدیر کی تھی غرض ہر میں جادو وائے رات کے وقت جا کر چک  
کہ موکل زمان سب سو گئے ہر میں جادو ہر بن زلازل کو چھڑا کر سلائی اور لقا سے رخصت ہو کر مع بد رو وائے  
ہوئی مگر لقا نہایت آدرہ کمال رنجیدہ بیٹھا تھا کہ ہر کاروں سے لگا کر فریدی کہ ارچنگ ماہی خوار میں لاکھ سوار کی بھیجت ہے  
آپ کی مدد کیا اسلئے آتا ہر لقا یہ خبر سکرست خوش ہوا حکم دیا کہ طبل شاد مانی بکے اور سردار استقبال کیا اسلئے جا میں اور  
ارچنگ کو وہاں میں ارچنگ ماہی خوار ایک مدت سے لاہوت شاہ پر عاشق ہر اسے جو سنا تھا کہ ابرج آفتاب پرست  
لاہوت کو کڑھ لگیا ہر ہر ہو کر آیا ہر کہ چکر ابرج نوجوان کو سزا دیجئے اپنے معشوق کو چھڑا لیجئے دو منز لے کا ایک منزل کو  
آیا ہر جب بارگاہ لقا میں پہنچا لقا نے صحبت نفس و سرور و آسائش کی بیج ہوئے لگا سنی نے یہ غزل گانا شروع کی قول

آپ میں تم ہوں کسی کی جتو سے کیا غرض  
آرزو کسی ہر چکو آرزو سے کیا غرض  
کیوں میں ہم خاک میں بنیں ہم کے لیے  
منہ مشرب ہوں مجھے اس گل کو حکایت  
عند لب گلشن جنت ہوں چکو امی صبا  
ور زخمی گردن کو طوق بگل سے کیا غرض  
میں تو ہوں تسلیم شاگرد نسیم دہلوی

جب دہن شہزادہ ہر گلہر سے کیا غرض  
بحر ہستی میں جباب آسا فقار کھتہ میں سر  
اہل زر کی اعتبار آبرو سے کیا غرض  
سکے قاتل کی طلب محشر میں بولار غم دل  
نوبی بتلایں گل کو کنگ دہرہ کیا غرض  
سر خوش خوش صفت ہوں مجھے شمع میں  
چکو طور شاعران لکھتو سے کیا غرض

دیکھ کر بھل فلک کو جو مسئلہ جاتا رہا  
ہتکڑی سے کام کیا طوق گل سے کیا غرض  
ذکر کعبہ ہو کر وصن دیر دو فلک کو سلام  
میں تو راضی ہوں تہن میں میوے صحت کیا  
ہر کسی مجھوس دوران کار نہ پا دگار  
ساقیا زہرے ہو جام دہو سے کیا غرض  
جب اسے دیکھا کہ سب نیچے ہیں گر لاہوت

ہمیں ہر لاہوت شاہ پوشاک بدلے گیا ہوا تھا غرض ارچنگ ماہی خوار سے لقا کو سجدہ کیا دگل پر بیٹھا پوچھا یا خداوند  
نور خالص لاہوت شاہ کمان میں بختیارک نے کہا آئے ہیں حمام کرنے گئے ہیں بعد دو گھڑی کے لاہوت شاہ کی



آیا تم کلن جو اس سر پر کچھ پیرا من آب روان کا گلہ من پسے سر پا ہونی چکے ہوئے غمے تکرالماں کا گھنسی یا قوت کی لگی ہوئی تھی  
 پانچا سبز گلہ من کا پاؤں من نور تن باز و دن پر بندھے ہوئے وہ نون گال لاندہ چند رکے سرخ آنکھیں زرد بال بھورے ارچنگ  
 نے جو لاہوت کو دیکھا اٹھ کھڑا ہوا وہ ذکر لست گیا رخصا رخس کا برس لیا پاس اپنے بٹھا لیا اور پوچھا کہ میں نے سنا تھا کہ امیرج آپکو  
 پوچھ لیا تھا بختیارک بولا کہ یہ حال مجھے پوچھیے اسنے تو غضب کیا پہلے روز جو امیرج آیا سہیلان کو نسل کیسے جنگ غلو میں لاہوت  
 شاہ کو پوچھ لیا منشیا خواہ انشیں مردار خواہ لاہوت شاہ کو چیرا لاہوت کا امیرج تھا بارگاہین خداوند کے گھسٹا با اور منشیا  
 لگا کر لاہوت شاہ کو اسیر کر لیا اور قید شدید میں گرفتار کیا کر دیکھیے اب تک ہتکڑی بٹری کے نشان دست درپا میں من  
 کس پیر دی سے خداوند زاوے کو قید کر رکھا ہے اور کیا اذیتیں دی ہیں ہاسے وہ جوں کی ہونا اور خداوند خدا دے کا نہ کھانا  
 اور بھوکے سے تڑپنا اور پیاسا رہنا انصرا ایسا بختیارک نے حال لاہوت شاہ کا بیان کیا کہ ارچنگ ماہی خواہ رہنے  
 لگا اور کہا کہ جنگ اس آفتاب پرست کو نہیں مارتا ہوں مجھے میں نہیں ہر لقا سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجا اپنے میں کل امیرج  
 کو قتل کرو لگا لقا سے قبل جنگ بجا اور امیرج کو خبر ہوئی اسنے بھی حکم دیا نقارہ رزمی نوادش میں آیا اور امیرج سے  
 معاہدہ قرآن کو ہا کر ہر کارون نے ارچنگ ماہی خواہ کے آنے کی اور طبل جنگ بجانے کی خبر دی امیر نے بھی فز یا کہ فز  
 بجے جنون لشکر و من چار پہر رات بخاری رہی صبح کو معرکہ کا رزمین آئے صفیں آراستہ ہوئیں فنیب نیب دیکر تلے  
 ارچنگ اپنے گیندے کو ادا کر سائے لقا کے آیا اجازت خواہ ہوا لقا سے کہا جا بھوکو سپرد کیا اپنے یہ قدرت کے تیری دم  
 منشیا میں سب کی موت تقدیر کر دی ہوا ارچنگ وہاں سے پھرا لاہوت شاہ کے لگا سے لپٹا کئی بوجھ اسکے لجا و دیکھا اپنے  
 شب کو اپنے دھل سے بھگوشا دیکھا جو میں بھی جان اپنی تار کرتے جا ہوں لاہوت شاہ نے ہنس کر ایک طاہر اسکے در اور  
 کہا کہ جا اگر تو نے جا کر اس آفتاب پرست کی رانہ آج تجھے بہت خوش کر دے گا بس ارچنگ میدان میں آیا فزہ کیا کہ اوکر کیا  
 فزوش بجا بخاری بے ادب نکل میدان میں تو مجھے اس بے ادبی کا حال معلوم ہو گا کہ خداوند خدا دے کو تو پوچھ کر لیا اور قید  
 رکھا امیرج مرکب کو ادا کر قطب دوران کے سائے آیا اجازت چاہی قطب دوران بولے کہ سپرد کیا میرا عظم کو امیرج  
 مقابل ارچنگ ماہی خواہ کو کھانڈن ہوا بعد اسکے ارچنگ نے کہا کہ سن تو آفتاب پرست ہونے کی غضب کیا تھا کہ تو  
 خاص میکا بل قدرت کو زندہ ان میں بند کیا تھا امیرج بولا وہ معاش کیلے سیوہ کنا ہو چکو کیا چھوڑ دے گا وہ کس طرح مارتا ہوں  
 بس ہنس کر ارچنگ آگ ہو گیا اور کہا او آفتاب پرست زبان دراز لا جو کچھ کہہ رہے رکھتا ہوا امیرج نے کہا کہ تو اپنا مرہ بچل کر لے  
 ارچنگ نے فزہ امیرج پر مارا امیرج نے چند طعن میں فزہ ارچنگ کا کالہ یا جان آنکھوں میں ارچنگ کی ہر یک ہو گیا خواہ  
 کسینکر امیرج پر ماری کہ سپرد قلم کر کے سر پر امیرج کے تری کہ داد و بار واز گئی امیرج نے دستا زار کو اور تھن کر کل گئی سر سے ایک پیر  
 خون جاری ہوئی امیرج نے قلم سر پر اٹھتے پوچھ کر تھوڑا ارچنگ پہ ماری کہ سپرا کی قلم ہوئی اسنے سر پٹا بچا بالو اور گیندے سے لگائی  
 پیر تری کہ قلم ہوئی گیندہ اور ارچنگ دو نون گوسے آفتاب پرست تھوڑا ہر بند کو کے چارے کا نقدہ وان نا انصاف کا دو نون جان  
 میں دسیا ہوا جعفران کو کون کر نہایت نگار ہوتا ہو مگر ضبط کر کے رہتا ہے میں لیکن اور ارچنگ کا گرتا تھا اور فوج ارچنگ  
 کی امیرج پر دوڑی امیرج بھی اپنی دوڑ پٹا آفتاب پرست لاکو دوڑے خوب تلواریں ارچنگ کو گیندے کے نیچے سے نکالے یہ بھی اور  
 گیندے سے پر سوار ہو کر لڑنے لگا دن بھر تلواریں شام کو طبل بادشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آراگاہ میں پھرنے لگا اور امیرج  
 کے دیکھنے لگا یا امیرج نے سردار استقبال کو اسطے پیچھے شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا امیرج چاہتا تھا قلم کو اسطے اُسٹے  
 نورالدین پر لگا یا امیرج خبردار نہ تھا اگر اٹھو گے تو قلم کے ہنکے تو تے پیچھے امیرج چلا آٹھا نورالدین میرٹھا مزاج پر سی کی  
 اور کہا امیرج زخمی ہوئے کا خداوند نہیں ہو زخم سے جو زلفہ بدوری کا جو ہر تھوڑی تھوڑی کا سورج جنگ گورے پرست نہ کر جائے







انہایت غصہ بنا کر جو کڑا تھا کہ باکرا بھی اس کو پاس فرزند شہجہ بازی کو کچل داتا ہوں یہ لکھنے پر چند مختار ک سے منع کیا اور چنگ  
 سے نہ داتا اور جانب لشکر آفتاب پرستان رواد ہوا ہر کارون سے ہر قطب دوران کو پوچھائی کہ ارچنگ باراد و فاسد آتا  
 ہو سرداروں نے کہا کہ اسی طرح نوجوان تو زخمی ہیں مگر ہم اس سے رشتہ بھانٹ دیتے ہیں قطب دوران سے کہا کہ نہ جا کر  
 اسے استقبال کر کے لاؤ سب سرفار گئے پیشوائی کر کے ارچنگ کو وہ قطب دوران سے تفریق کی بہت جرات سے بڑا ہوا  
 اسباب جیش کا صبا کیا جام شراب کا اپنے ہاتھ سے پیو دشی مارا اسے پلایا دوین جام منوار سے ویسے ارچنگ کو تشہ خوب ہو گیا  
 یا قطب دوران میں آیا ہوں کہ اسی طرح کی شکلیں باندھ کر لیاؤں وہ کہاں ہے قطب دوران سے کہا کہ جلدی نہیں ہے اسی طرح  
 آتا ہو ارچنگ بولا کہ ان باتوں سے کہ فائدہ نہ ہو گا جلد اسے جاؤ قطب دوران نے جو ہر پوچھا کہ اسی طرح کو لاؤ اتنے میں  
 اور ایک جام پیو دشی آلود ارچنگ کو دیا بھانٹ کر خوب شکریا کرتے آؤ کیا ایک مرتبہ ارچنگ بولا کہ قطب دوران تو  
 بڑا دانا باز معلوم ہوتا ہو ایک اسی طرح نہ آیا میں جگو باندھ کر لیاؤں قطب دوران نے دیکھا کہ پیو دشی ارچنگ میں تاثیر کر گیا  
 کہا کہ اوما ہی خوار کیا کتا ہو یکا پوچ کر وکلام میں بھگوا تھا کی طرح بھائی کے بچے پر عاشق ہو اور سامنے لٹا کے تو اس کے دوست  
 کیا کر تا ہو لانا پیو دہ کیون نہری شامت آئی ہو میں طرح دیتے ہوں کہ تو میرے گھر میں آیا ہو ارچنگ یہ سکر غصہ بنا کر  
 ہو کر دوڑا قطب نے ایک طمانچہ مارا کہ ارچنگ بیہوش ہو کر گرا فرمایا کڑو لوگوں نے لڑکر لیا کہ کڑو لوگوں کو کہ اسے  
 جبکہ میں اسی وقت آسکر کے اور ارچنگ کو غل و زنجیر میں گرفتار کیا اس آئینہ میں اسی طرح بھی پوچھا دیکھا کہ ارچنگ بیہوش ہو کر  
 احوال پوچھا قطب دوران نے بیان کیا اسی طرح میں اس سے بدعت گھٹو کیے جاتا تھا یہ بچے پر بھگوا دنا کہ کڑو لوں میں تلخ  
 ایک طمانچہ مارا کہ ایک بیہوش ہو کر اسی طرح بولا درست دیکھا قطب نے کہا کہ اسے بیہوش میں لاؤ کچھ اسباب رنج بیہوشی اس کی تاک  
 میں ڈالے کہ وہ چینگ مار کر بیہوش میں آجائے کہ بیہوش ہوا یا یا قطب دوران نے کہا کہ اسی طرح دیکھا مجھ بڑے کا زور  
 کہ ایک طمانچہ میں نہری کہا حالت ہوئی ارچنگ نے پوچھا کہ مجھے کہنے پڑا قطب دوران نے کہا میں نے ارچنگ کا  
 کہا بھگوا دتا ہو وہ دھوکہ بخاندہ ہو میرا با خون بڑا کڑا میں گرجا قطب پکارا کیا پیو دہ بھگوا یہ لکھ جام شراب کا ارچنگ  
 پر مارا کہ بچے پر ارچنگ کے پڑ کر تو شراب اس کے بدن پہ پڑی جہاں انھوں میں ارچنگ کی سیاہ ہو گیا قید کوہ اند تار  
 عکسیت کے توڑ ڈاڑا قطب پر دوڑا کہ اوکاوب تراجم معلوم کیے دیتا ہوں قتاد مجھ پڑا قطب نے دیکھا کہ غصہ  
 ہوا اگر تو بھاگتا ہو تو اب وہیں نسل آتا نہیں تو مارا جائیگا پکارا اسی طرح نے دشمن قطب کو اسی طرح نوجوان اس حالت  
 زخمی میں دوڑا کہ کہاں جاتا ہو پس ارچنگ مانی خوار کا ہاتھ پکڑا ارچنگ بھی پٹا کشتی ہوئی ایک ہر پھر میں لکڑا کا  
 اسی طرح نوجوان نے توڑا چرخ دیکر زمین جہاں پھانسی پڑا کی جڑ پکڑا کہ میں آفتاب پرستی اختیار کر اسے مہم اسی طرح نوجوان  
 کے متوک دیا اسی طرح نے سردا کپڑو دھڑلے میں سے بھیج دیا اور قطب دوران سے کہا یا قطب دوران بچے تو اپنے  
 ارچنگ مانی خوار کو ایک طمانچہ مار کر ڈوگر فنا کیا اپنی آپ نے مجھے مہم پائی اس میں کیا سید تھا مجھ کا ہر کیجے  
 قطب دوران نے کہا اسی طرح نوجوان میں نے حکم نیرا عظم کوئی کام نہیں کرتا ہوں اور تم اس وقت بارگاہ میں نہ  
 تھے میں نے حکم نیرا عظم سے پکڑ لیا اب نیرا عظم کو منظور ہو گا اس زخمی میں شوکت مختاری سب پر ظاہر کرسا یہ سب تھا  
 کہ ارچنگ مانی خوار مختار سے ہاتھ مار لیا اسی طرح نوجوان نے کہا کہ درست ہو اتفاق کار جہاں گیر لازم تو رہا ہے  
 یا تو فر دونوں وقت اسی طرح نوجوان کی خبر کیو اسے آیا کرتا ہو اس وقت بھی موجود تھا قطب دوران نے کہا کہ اسی طرح  
 دیکھا تو نے کہ اسی طرح نوجوان نے حالت زخمی میں کچھ بیوان کو میرے پیچیدہ جا کر حمزہ سے کہنا کہ اگر اسی طرح نوجوان  
 کی اطاعت اختیار کرے صاحب زمان زمانہ اسے دے اور آفتاب تابان کو بھائی مانے جہاں گیر نے اسی طرح جا کر اسی طرح



کھانا جعفران نے فرمایا کہ ہندو مکار بھگت ابرج سے ڈرنا ہی راوی کہتا ہے کہ امیر اس رذہ بہت خوش بیٹھنے کے بادشاہ ہوں  
 نے امیر سے کہا کہ امیر عمر و نے ایک حضور سے نکمہ اسی کی اور وہ یہ بدی پیش آیا مگر اور عیار تو بے تصور میں ان سجدوں کی  
 و معاف کیجیے میری خاطر سے کہ وہ ان کے بھتیجے اس گفتگو میں سب سرور و شریک ہوئے کہ اس شرط پر ہم بھی بغیر اپنے عیاروں کے  
 چھین میں امید و ابرج میں کہ نصیر میں ان کی معاف ہو جائیں سب بیگناہ ہیں امیر نے فرمایا اچھا بلاؤ سب کو سب بھتیجے ہیں اور پورے  
 عمر و عیار اور عیاران سوار ملان نامی کے بھتیجے اگر قدموں پر صاف جعفران کے گرسے امیر نے سب کو غفلت سے سرفراز کیا اور  
 حکم دیا کہ سب دستور سابق سب اپنے اپنے آقاؤں کی خدمت میں مصروف ہوں تمام عیار اپنے مقام پر گئے لیکن امیر نے  
 فرمایا کہ اسد اور عمر و بن رستم کہاں ہیں کہ بارگاہ میں نہیں ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ صاف جعفران دو دن ابرج کو کل  
 کی فکر میں گئے تھے ان کے ہاتھ سے بھی ہوئے امیر نے فرمایا کہ ابرج ایسا نہیں ہے کہ کوئی اس کے اوپر غالب ہو اسد نے جنت نما  
 کیا آخر کو نہ مٹی ہو لیکن حال اسد کا نیچے کہ انچہ نیچے میں بیٹھا ہوا ہے شرم کی زخم پر چھ مٹی جو زمین باتیں  
 کرتا ہے کہ صاحبوں ملک کو فنا دینا ہوتا ہے مجھے اس بڑا زچے کے ہاتھ سے نہیں کروایا نہایت آسمان باہمی پرست ہوا اور یہ آفتاب پرست  
 اگر ہاتھ لگے تو کل سے کھٹ کر وں یہی باقی نہیں کہ سمک بلطانی اسد کے دیکھنے کو آیا اسد نے کہا اسد اسد سمک آؤ مجھ کو سمک سلام  
 بیٹھ گیا زخم کا حال پوچھا کیا بھی کیا پوچھتے ہو یہ آفتاب پرست صرام کے لئے کہا کہ اسد ہوا پوچھنے کے ہاتھ سے زخم لگا اور اسد سمک  
 اگر تم اس باہمی کو پکڑو تو زمین نہیں بہت خوش کرو دیکھنا راون رو پوچھو سمک نے کہا اسد شریک ایسا نہ کہ صاف جعفران  
 سن باہمی بھی ہمارے نصیر میں معاف ہوئیں میں پھر مستوب ہو جائیں اسد نے کہا اسد سمک تاہم جان کو خبر بھی سنو گی میں کرسٹ  
 غلغلو جا کر تہہ کرونگا لفظ نام کاٹ کر صبر و زور دیکھا سمک نے عرض کیا کہ میں جا کر گرفتار کیے لانا ہوں وہ کوئی شہر کا کام ہے پھر  
 روانہ ہوا صورت تبدیل کیے ہوئے لشکر آفتاب پرستان میں آیا چار طرف پھر کیا جب شب ہوئی ایک مقام پر قیام کیا کہ وہاں  
 باد پرچی خانے کا پانی مچھوٹا تھا پانی تو اٹھ کر پھینک دیا اور زخم سے نقب کئی کر کے خواب گاہ میں ابرج کو جوان کی پوچھا دیکھا  
 خاصہ دار پر سے پر میں اور وہ زخم شکارچی کر رہے ہیں سمک بلطانی نے پوچھا بیہوشی کے کوہ شمع کی مار سے کہ وہ  
 جیسے دھواں اٹھا دو دن خاصہ دار اور زخم شکارچی بیہوش ہوئے سمک بلطانی نے پوچھا چار چار کی کو پکڑ کر جھج دیا کہ تمام زمین  
 گل ہو گئیں ایک کو صبر و زور لکھی اسے رہنے دیا کہ اگر بالکل اندھیرا ہو جائیگا تو صاف پانوں میں کسی طرف پر پڑے اور وہ ٹوٹے  
 اور اسکی صدا سے ابرج کو جوان بیدار ہو بیٹھا عیاری کا اندھ میں تھا اندھ کو چرب کیا پتنگ کے برابر آیا کاٹھا حال کہ  
 ہوشاں کو نہ پڑے لیا پانی کے پاس بیٹھ گیا کچھ عیاری کا لکڑی دماغ کے برابر لگایا اور وہ بیہوشی آہلی پر رکھی جب  
 ابرج نے دوبارہ کام لیا تو رابہوشی دماغ کو چڑھ لگی ابرج کو جوان کو چھینک آئی کہ ابرج کو جوان کی کھس لگی  
 سمک بلطانی تو پتنگ کے نیچے ہو گیا ابرج کو جوان نے اِدھر دیکھا اِدھر دیکھا جتنا غلبہ تھا بیہوشی بھی تاثیر کر چکی تھی پھر لین  
 گیا بیہوش ہو گیا سمک بلطانی نے ہاتھ لکڑی سے کندو و حلقوں سے دو دن ہاتھ دو حلقوں سے دو دن پانوں و حلقوں سے  
 گردن و کمر سائیں حلقے سے گول لائیں کر کے چار عیاری میں پشمارہ بانہ صاف اور ڈیڑھ گڑھ مجھے لگے لگے کہ اسکی آفتاب  
 کے راستے سے نکل کر رواد لشکر اسلام ہوا ایسا تک کہ داخل لشکر اسلام ہوا قصاصے کا رافعات روز گار اس رات  
 کو طاعون کا گشت شاہزادہ نور الدین بہرین برج الزمان کا تھا شاہزادہ اپنے دو ستون اور رفیقوں کو ساتھ لیے  
 ہوئے گشت پھر رہا ہے اور تمام لشکر کی گشت کر کے ایک بندی پر بیٹھا ہوا ہوا جسے لشکر ابرج کو جوان کی طرف دیکھ رہا ہے  
 کہ آواز جھلون کی بلند ہوئی شاہزادہ نور الدین بہرے صدارت جھلون کی شکر چار جانب دیکھا معلوم ہوا ایک عیار چلا آتا ہے  
 شہر پتنگ سے کہا دیکھ تو یہ کون ہے شہر پتنگ آگے بڑھا سمک کو پچھا نور الدین بہرے کے پاس جا کر کہا کہ سمک کسی کا پشمارہ بیٹھا ہے



نورالدہر نے کہا میرے پاس بلاؤ شہزادہ جاکر سمک کرنے آیا سمک نے پورا کیا وہاں بجا دیا پھر اس نے پوچھا کہ  
 پشاور سے من کیا ہو سمک نے عرض کیا کہ اسد بن کر یہ قازمی نے میری بہت سی منت کی تھی کہ جاکر ایرج کو پکڑو میں  
 ایرج کو پکڑے لیے جاتا ہوں یہ سخت ہی طامس ہے کہ اس دیوانے کو کیا مروت تھی اسکے ساتھ جو نہ ایرج سے اس دیوانے  
 کو شایانہ کچھ اسکا بگاڑا کر یہ تختہ جان ہو گیا اور سمک سے کہا کہ اور حق ہو تو لے کیا مروت کی ایک آس بن الوس کی ناک کاٹ  
 گوانے پر آجک عمر دے وہ غالی نہیں ہوئی ابھی تم لوگوں کی تقصیر میں معاف ہوئی میں تو جو ایرج کو اسد کے پاس لیا بیگا اسد  
 کو دیکھتے ہی اسے مار ڈالیں گے بس جب حمزہ صاحب قرآن سنیں گے تجھ کو بھی زندہ چھوڑ دینگے اور سب عیادوں کو پھر نکال دینگے سمک  
 یہ سکر لاپ گیا کہ غریب پر میں کیا کروں اب تو اسے میں لایا ہوں تو نورالدہر نے کہ غریب اسکو تو میرے ساتھ لے آسمک  
 نورالدہر کے ہمراہ ہوا شاہزادہ اپنے خیمے میں آجسج ہو گئی تھی نورالدہر مسند پر بیٹھا سمک سے کہنا کہ ایرج کو ہوش میں  
 لا سمک نے اسکو قہار رفع ہوشی دیا ایرج کی آنکھ کھلی اپنے کونہ سے ہوا پایا نورالدہر کو سامنے بیٹھے دیکھا ہنس کر کہ کوفت  
 بہانہ کہ جو بچی کو آپ نے ڈر کے مجھے پکڑ دیا نورالدہر یہ لاکر ایرج کو اسے لے کر فرار ہو گیا اور اسکو اپنا قاضی معلوم  
 کیا ہرے ساتھ سلوک کرنا میں نے تیری جان بخشی کی تجھ کو پاپا یہ لکھ کر فرمایا اٹھ کے کاندھوں پر ایرج سے تھکا دیکر نورالدہر  
 اور اٹھ کر ہوا نورالدہر نے آخر کڑ کر اپنے پاس بٹھالیا اسباب عیش مہیا کیا ایرج سے کہا میں اپنے لشکر کو جاؤنگا  
 نورالدہر نے مرکب بامان ویراق دیا ایرج اس کوڑے سے ہر سواری کے اپنے لشکر کو روانہ ہوا لیکن ایرج کو ایرج  
 کے خیمے میں غل ہوا کہ ایرج بہتر خواب سے غائب ہو قطب دوران نے اگر پھر اسکا پیچھا کرنا چاہا تو پور کو بل کر کہا کہ تو جا کر لشکر  
 حمزہ سے ایرج کی خبر لا پور روانہ ہوا تھا کہ اتنا سے راہ میں ایرج سے ملاقات ہوئی ایرج نہایت آزر و بارگاہ  
 میں آیا قطب دوران کو بے اعتنائی سے سلام کر کے کہا کہ سبحان اللہ کیا تقدیر ہو میرا غم کی کہ مجھ کو پہلے عیار کے ہاتھ  
 گرفتار کروا اور پھر ممنون احسان نورالدہر کا کروا کے مجھ کو چھڑوا یا اس سے کیا حاصل ہوا آفتاب تابان کو  
 قطب دوران نے کہا کہ ایرج اگر تو کے زمین عیار کو بھیج کر نورالدہر کو پکڑو بلاؤں تو اسے چھوڑ دے قہری  
 خفت منہ بنے ایرج نے کہا اب زخم اچھا ہو گیا ہے جشن مہمت کر لو گنا تو اچھی طرح سمجھ لو گنا

دو کلمہ داستان خواہر عمر کا چالاک کی عیاری سے پریشان ہو کے لشکر ایرج سے مضطرب بھاگتا ہوا ہے	آکے پشادک الموت میں سیدھا آٹھا
خاک اڑانے کے لیے سر پہ گولا آٹھا	تجھے دم بھر بھی اجل کا نہ تھا آٹھا
خاک اڑانے کے لیے سر پہ گولا آٹھا	خاک اڑانی لب ساحل جو قریب مجھ سے آٹھا
خاک اڑانے کے لیے سر پہ گولا آٹھا	جس جگہ میرا پیر نہ آٹھا یا آٹھا
خاک اڑانے کے لیے سر پہ گولا آٹھا	شکے میرے لب پر شوق کے افسانے کو آٹھا
خاک اڑانے کے لیے سر پہ گولا آٹھا	جس گڑھی سیر کو میں آٹھا فرسا آٹھا
خاک اڑانے کے لیے سر پہ گولا آٹھا	تم نہ آئے دل محروم تھا آٹھا
خاک اڑانے کے لیے سر پہ گولا آٹھا	بیٹھے بیٹھے سو طرح کا فتنہ آٹھا
خاک اڑانے کے لیے سر پہ گولا آٹھا	دل گم گشت اگر تھا تجھے پیار تسلیم آٹھا
خاک اڑانے کے لیے سر پہ گولا آٹھا	خاک اڑانے کے لیے سر پہ گولا آٹھا

ایرج اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہو کر ابرقندہ بھاسا سماں بجا کر چلایا ہوا شہزادہ کی جتنی جی چاہی تو دنیاں چڑھنے  
 لیکن ایرج نے قطب دوران سے کہا کہ انفل لڑائی تو میرے زخم کے باعث موقوف ہو رہی ہے ایرج کو ایرج  
 اجازت دین تو میں تمہارا کھیلنے جاؤں مدت سے تمہارا نہیں کھیلنا قطب دوران نے کہا کہ دور شہنشاہ جہری پلا



[illegible]



میں نور الدین اور اگر حرکت دشمنی کی کرے تو میں مفت میں چہ نام ہوں اس سے خساری نگہانی  
کے واسطے تلوار کھینچے پیرا دیتا ہوں یہ بائیں چہ پاؤں بلند ہوئیں نور الدین بریدار ہوا پوچھا کہ اے امیرج کیا ہے  
امیرج نے کہا مٹھار میں خوف کے مارے سو ہانڈ تھا اسد تھوڑا کھینچ کر میری طرف آتا تھا میں نے پوچھا کیا ارادہ ہے  
تو جواب دیا کہ مٹھاری چوکی کے واسطے تلوار کھینچے پیرا دیتا ہوں نور الدین بہتر بہتر ہوا ہوں کہ جھگو کئے امیرج  
کی چوکی کے واسطے کہا تھا یہ کیا حرکت لغو اور بھی امیرج میں اب دسویں کا صحبت آسانہ کروچ لکھ مسند پر کھینچا  
ناج ہوئے لگا صبح پہنچی ابرو خوب تھا پھر شکار کے واسطے امیرج اور نور الدین سر پہ خوب شکار کھیلاد وہ صحرا سے  
سبز و شاداب تھا وہیں خبر ہوا امیرج سے نور الدین ہرنے کہا کہ قطب دوران سے بھی کھلا بھیجے انکو بھی بلور سے  
امیرج نے شاہ پور شیر دل سے کہا کہ تو جا کر قطب دوران سے کہہ کہ آپ بھی تشریف لے رہے ہیں میرا قیل و یہ ہوا وہاں  
میں ملکوت شاہ اور اقبال شاہ کو بھی اپنے آئے شاہ پور سے جا کر قطب دوران سے کہا قطب دوران سے  
ہوئے مالک اور اقبال شاہ دونوں ساتھ ہوئے جب وہاں پہنچے امیرج استقبال کے واسطے آئے نور الدین  
نے تنظیم کی قطب دوران اگر بیٹھے ناچ ہوئے گا کباب کھاتے تھے کیفیت میرا آئے تھے لگے مگر جب قطب دوران  
کو شاہ پور بلائے گیا تھا تو والد ہرنے جہاں گھر کو امیر کی خدمت میں بھیجا تھا کہ آپ بھی رونق افزا ہو جیے یہ سنکر امیر  
بھی سوار ہوئے اور سرداران نامدار بھی ہمراہ تھے امیر آئے آئے وہاں پہنچے جہاں قطب دوران بیٹھے  
تھے امیر نے حالاک سے کہا کہ آج جو تو عمر و کو بیوٹ کر تو میں امیرج کے ہاتھوں اسے ذلیل کر دے لگو اور دن  
جالاک نے عرض کیا بہت اچھا میں بیوٹ کر دو لگا ہی بائیں کرتے ہوئے قریب صحبت ہوئے بیان قطب دوران  
بیٹھے ہوئے میرا میرا دیکھ رہے تھے کہ دور سے سیاہی نظر آئی شاہ پور سے کہا کہ کچھ لایا ہے کیا کسی ہر شاہ پور نے جا کر کیا  
اور قطب سے اگر عرض کیا کہ حمزہ صاحب قرآن آئے ہیں قطب دوران نے کہا اے امیرج جو دشمن صاحب غیر عظم آتا ہے  
قطب بیٹھے کا نہیں میں تو جانا ہوں نور الدین ہرنے امیرج سے کہا کہ قطب دوران تمہارے صاحب قرآن اسے  
دور سے میں جو بھاگے جاتے ہیں میرا دوسرا جو امیر کی طرح تھا رہے قطب سے بولیں امیرج نے قطب سے کہا کہ آپ  
حمزہ سے کیوں خائف ہوتے ہیں اور جھگو ذلیل کر دے میں ایسا ہی تھا تو آپ بیان کیوں آئے آپ سے اور حمزہ  
سے کیا ملازم تو آپ مجھے رہے حمزہ کہا آپ کا کر کے کا اس طرح سے امیرج نے بڑا کہ کہا کہ عمر و نے خیال کیا ایسا نہ کہ امیرج  
تجسس ایسی پریشان ہو جائے ناچار بیٹھا رہا اس عمر و میں امیر اور قریب آئے نور الدین ہر استقبال کے واسطے  
چلا امیرج نے تنظیم کی بڑا مکر سلام کیا امیر آکر رونق افزا سے محفل ہوئے مگر عمر و کی طرف دیکھتے ہی عین کہ یکوٹ  
بیٹھا ہوا اور قطب دوران و مہم سر آٹھا کہ آسمان کی طرف دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے آفتاب تابان  
جو تیرے نائب قطب دوران سے یہی کرے تو اے جلاوسے امیر یہ بیٹھے ہیں حمزہ آتا ہے مگر ضبط کر کے  
رہ جاتے ہیں لیکن جالاک بن عمر و اور ملک اور ابو الفتح اور امیر اور سیارہ اور شاہ پور سب ایک طرف  
بیٹھے شراب پی رہے ہیں گڑک کہا رہے ہیں جالاک نے اور عیار و ن سے کہا کہ تم شاہ پور کو باؤن میں لگاؤ  
رہو میں آتا ہوں یہ کھڑا تھا اور سامی پسر کی صورت بکر شراب میں بیوٹھی لگا کر کلی جام عمر و کو پلائے کہ عمر و  
بیوٹش ہو کر نیچے سے لگ کر رہ گیا جالاک نے امیر کو شراب پلائے میں آگاہ کر دیا کہ عمر و بیوٹش ہوا امیر امیرج  
کی طرف مخاطب ہوئے پہلے مزاج پوچھا پھر کہا اے امیرج میں تمہارے قطب دوران میں امیرج سے کہا کہ  
ہاں میں سو برس کا نکاسن ہوا اور کیا کیا کر امتیں انکی دیکھی میں بڑے صاحب کشف و کرامات میں جو انھوں نے



کہ بادہی میرزا ظہیر شاہ امیر نے فرمایا اے امیرج میرا عہد ہی میں لے اسکو اپنے پاس سے نکال دیا اول تو مجھے اور  
 اس سے عہد و پیمان تھا اس میں فرق لایا دوسرے ایک زمانہ میں کتا پھر الہ بن سے حمزہ کو حمزہ بنایا اور بادشاہ  
 جلیل القدر کیا برے جسے شاد آٹھ سالے لیکن عہد الہی سے میرا کچھ نہ بنا سکا اب ہمارے شہر میں جا کر قطب کو تھام  
 کر آکر قطب بنا اور کچھ لڑوا لے کے واسطے لایا پھر امیرج نے کہا کہ حمزہ صاحب قرآن آپ جو چاہیں سو فرما  
 ہمارا قطب ایسا بنیں جو اور کسی ایسی ہی باتوں سے مجھے اکثر قطب نے کہا کہ ان خدا پرستوں سے نہ غنا آپ  
 اور ہی باتیں کر سکتے ہیں امیر نے فرمایا کہ تم آذر وہ نہو یہ تو کور کچھ را بافت خروج کا کیا ہوا امیرج نے کہا کہ سب سے  
 میں ایک روز دوکان پر بیٹھا جو اہر دیکھ رہا تھا کہ ایک سوداگر خواجہ سعد شامی آئے آیا اور ایک لعل میں سے  
 ہاتھ دیا اور پھر اسے دکھا دیا کہ میری کا ہر کچھ اسکا افتاد ہوا اسکو میں نے اپنے صاحب کیا ایک روز اقبال شاہ  
 کے بیان کو کشتی گیر دن میں کشتی پڑی مجھے بھی اقبال شاہ نے برائے تماشائے کشتی بلایا ایک کشتی گیر مغلوب  
 ہوا اس سوداگر نے مجھ کو گرایا میں نے اس کشتی گیر کو بھارتا جیر کر بھیج دیا مالک بن ملکوت شاہ نے مجھ کو اپنا  
 درند کیا اور جاہ کہ میرے اور کوئی استاد مقرر کرے خواجہ سعد شامی مجھے رخصت ہو کر چلے گئے مسیح کو  
 آقا کرک مست قلماق آئے اور مجھ کو فنون سپہ گری تعلیم کیے ایک میلہ بان ہوا کہ آقا کرک اس میں قطب دوران  
 اپنی کشت و کرامات ظاہر کیا کرتے تھے اور ہم زمانہ وہاں جمع ہوتا تھا اتفاقاً کارین اس میں سے میرے ہاتھ  
 آقا کرک مست قلماق بھی گئے ہر چند قطب دوران نے مجھے انکو دکھانے آقا کرک مست قلماق اعتقاد  
 دلائے آخر قطب نے انھیں مع میر جلا دیا پھر قطب دوران مجھ کو روانے کو بیان دے مہاجقران سے  
 دریا پر عمر و تھا کہ پہلے خواجہ سعد شامی بنا اور پھر غالب ہو کر آقا کرک مست کی صورت کجرا یا بعد اس کے تھا وہ قطب  
 کو مار کر قطب ہوا انھیں مجھے لڑوا بلو لکرا اور امیرج تم سننے ہو کہ کیا آواز سے میرے اوپر کہے جاتے ہیں اول  
 تو یہ ان میں یہ آواز سے من کہ قدر دان اور مالکات کا دونوں جہان میں رو سیاہ ہو کئے تھارے قطب کی  
 ماند ری کی اور کیا نا انصافی کی اور تم بھی سننے ہو مجھے میں انکو بٹھا ہوں آواز سے میں کیا آفتاب تابان جو میرے قطب  
 سے بڑی کوئے ناسا سے جہاں سے یہ آواز سے میرے کسب و کمال رکھتے ہر کچھ ہوا رادشمن دین ہوا امیرج نے کہا آپ  
 ایسے گلے نہ فرما میں ایسا نہ کہ وہ سن میں تو میرے واسطے میرا امیر نے کہا کہ وہ اپنے ہوش میں کیا ان میں امیرج  
 نے کہا کہ میرا حکم پاس لگے ہوئے ہیں امیر نے کہا اے امیرج اسکو جالاک میرے و بارے بیوش کیا ہو وہ اپنے ہوش  
 میں نہیں ہوا اور اگر مجھے میرے کھنے کا بغیر نہ تو ایک کام کر کہ ڈاڑھی قطب کی بکڑ کر ہاتھ سے کھینچ اگر ڈاڑھی یہ اصل ہی  
 تو لین ہی رہی اور جو میرا کناجی ہو تو پریش علی پرچ بھیگی نیچے سے چھوٹی ڈاڑھی لٹکی ٹکو معلوم ہو جائیگا کہ یہ عمر و  
 نور الدین ہے کیا اے امیرج آواز اے امیرج کو بھی امیر کی باتوں سے گمان گذرا کہ شاخ بہ عمر و ہو کر بغاوت ہوا نور الدین  
 سے کہا کہ مجھے خون ہو ایسا نہ آفتاب تابان مجھے جلا دین نور الدین نے کہا یہ تھا ارکان غلامی جلا دین ڈاڑھی کو کھینچو اور  
 اگر یہ قطب میں اور مجھے بد مزہ ہو گئے تو ہم قدموں پر گر کر بخاری خطا صاف کر دیتے بلکہ خود انکا دین قبول  
 کر لیتے اور اگر تم ایسے ہی ترسان ہو تو ہمیں اجازت دے ہم کھینچ کر دکھا دین اور یہ کیسے نائب میں کہ ہم تم سے باغی  
 کر رہے ہیں اور قطب کو بغیر نہیں ہوا امیرج نے کہا اے نور الدین ہر تم کیون ڈاڑھی کو ہاتھ لگاؤ میں ڈاڑھی بکڑ کر  
 ہوں یہ لکڑ مرزان و ترسان جلا ہر مرتبہ ٹھہر جاتا تھا کہ میں بہ حرکت نہ کر دوں گا نور الدین ہر کر تھا نہ ہونے جاتا تھا  
 اور امیر فرما رہے تھے اے امیرج ڈر نہیں بھانٹک کہ امیرج پاس قطب کے آبا اور ہاتھ میں ڈاڑھی بکڑ کر



کہ شش حملی پنج آئی اور ایک جھوٹی مٹی ڈال دی اندر سے نکلی ایرج حیران ہوا میر نے کہا ایرج کہو میر کتنا سچ ہے یا جھوٹا  
 تھے اب پہچان کر یہ تھا قطب و با قاتل قطب ہوا اب گرم پانی سے نہلا صورت اسی کی ایک ٹاپر پہ جائی ایرج نے کہا گرم پانی نہلا وہ جاکر  
 کو غلامی اس وقت عمر کی آنکھ کھل گئی ہوش آیا ڈھکی ابھی ایرج کے اٹھ میں دیکھی جست کر کے غلغلو ہوا اور پکارا ایرج تو نے  
 حمزہ کے گھنے سے افشاں باز میر کیا محبت میں میں عمر و ہون کر حیرت سے اسٹے آئے رحمت ہوں تجھ کو بڑا ہی سے صاحبقران جا باعد  
 تجھے اس رتبہ کو پہنچا یا اور ابھی بس سے زیادہ حیرت کر تا کہ ہر ایک کو رشک ہوا میر کا دس کلاں ایرج انہو تجھے ثابت ہوا کہ یہ  
 عمر و ہی ابو خود اپنی زبان سے کہہ رہا ہر کہ میں قاتل ہوں تیرے قطب کا بس ایرج یہ کھر نکلا آگ ہو گیا آٹھواں کھنجر دوڑا کہ باش او دزد  
 مکار میرے با حق سبح کے کہان جائیگا عمر و جست کر کے دور جا کھڑا ہوا اور پکارا ایرج گو ہر باب بندہ باغہ لگا تھا تو نے قدرت  
 کی خبر پہنچا لیا اور میں تو جا رہا ہوں ابھی ایسا شخص لڑکا کرتا بھی کدھر توڑیگا اور حمزہ کو بھی درست بنائیگا یہ کھر میر نے  
 تیرو کہان اٹھائی مگر عمر و نکل گیا جب عمر و جا چکا ایرج ثابت پریشان رہا تھے پھر اپنے دل سے کہتا تھا کہ ایرج تو نے قطب  
 کہا کہ حمزہ کے گھنے میں اگر حمزہ کو بڑا کیا محبت میں اُنہ کچھ خاک سے پاک کیا تھا گلاب کیا ہوا جو شعر گرگ آئے کہ گو سندا  
 ہوا وہ اسے ہونے قبیل ناماد سودا اور مثل جو مٹھے کہ بعد از جنگ یاد آید پر کار خود با جزو فرض اس صدمہ و بیخ میں انداسی  
 شش و پنج میں داخل لشکر ہوا اور حمزہ صاحبقران مایہ ناز ثابت نشندہ کمال سرور مع سرداران نامدار داخل باغہ دہانی پہنچے

اب چند کئے داستان ہرین زلازل یک چشمی کے بیان کیے جاتے ہیں

جس وقت کہ برہمن جادو بدر کو اپنے ساتھ لیکر ملک کو چک باختر میں تائی قام ملک باختر کو بڑے سحر سے بین بدر کے کرداد یا بدر  
 بدشاہ حکیم الشان ہوا اور لشکرسات لاکھ سواروں کا جمع کیا ایک دن بدر برہمن جادو کے پاس بیٹھا تھا تالیج ہو رہا تھا وہ ضرور  
 چل رہا تھا اس وقت بدر کو خیال آیا کہ اگر بدر اسے افسوس معشوق پاتہ خدا یاد افسوسے تاظرین ہو بدر ایک مدت سے ملک کنیتی افروز  
 پر عاشق ہو پس تصویر ملک کی آنکھوں کے نیچے پھر لے لگی آہ سر و کھنچی شرمناک نہ چرے لگا آٹھ آٹھ اسور و سنے لگا پکارا افسوس میں  
 ہوس مریم و مطلب خود ز سیدیم برہمن جادو نے کہا او ایسے کے نیچے یہ تجھے کیا ہوا کوئی غلام اور پیدائی جو شمع بھاتا ہو کہ تو بھی  
 کیا حال تیرا اس وقت بدر بولا کہ ای برہمن جادو تو جانتی ہو کہ میں مدت سے نور خالص چکید قدرت ملک کنیتی افروز پر عاشق  
 ہوں بانو تو اسے لاکھ میرے حوالے کر یا میں غلغلو والا ملان ہر جا کہ سرداران و فرزندان حمزہ کو اسیر کر کے تمام ناموس حمزہ کو  
 اپنے قبضے میں کر کے ملک کنیتی افروز کے محل سے شاد ہوں یہ کھر شتہ ہی برہمن آگ ہو گئی باد لگا کہ اس کے سنے ایسے کے نیچے میں نے کچھ  
 بادشاہ قبیل اندر کیا اپنی جان تیرے ساتھ گواہی اسپر بھی تو میرا تھا اور جیالی سے یہی کتاب کہ میں اسے جا کر لاؤں مجھ کو شرم میں  
 آئی بدر بولا کہ ای برہمن مجھ کو بغیر اسکے صبر و فراہمیں جو میں غلغلو والا ملان یہ جادو لگا اور اپنی معشوقی کو لاؤ لگا تم چاہو تھا ہو چاہو تو  
 ہو برہمن نے کہا کہ او دوسے تو یہ مجھ پر کہ لشکر میرے ساتھ بہت ہوا رہے کہیں شامت آئی ہو تو جائیگا تو معلوم ہو گا کوئی زبردست  
 تجھے پکڑے گا خوب جوتیان لگا جائیگا غیر تو جا میں نے اسی واسطے تجھ کو تیرے داد کے مقام پہنچا کہ کیا تھا میں تو جانی ہوں میرے چاہے  
 گی تجھ کو بڑا ملے گی یہ کھر اسی وقت جزیرہ خندق کو چلی گئی بدر کو اس کے چالے کا خیال بھی نہوا کا خوب ہوا یہ لگا چلی گئی میں ہی غی کر اس کے  
 کہ لو میں بیٹھا تھا اول تو دوسو برس کا سن اس لگانہ کا دوسوے پوسے ہر ایسی آٹھ منہ سے آئی تھی کہ میں پریشان ہوا بتا مغر مشر  
 جاتا تھا خوب ہوا جو د لگانہ چلی گئی یہ کھر کو چ کیا ملک سبائل کو رواد ہوا قلم کوہ کی طرف چند ذر میں پہنچا مغر مظفر بن محمد غلام شام  
 کو چوٹی کہ بدر راجہ اور لشکر بے پیمان فوج دراو ان لکھا یا ہر مظفر بھی لشکر ساتھ لیکر لڑو والا ملان صبا ہوا اور فوج لشکر دین میں  
 طبل جگسا بامات بھر نہا رہی تھی صبح کو دوزن لشکر میدان میں آئے مظفر بدر کے مقابلہ کو نکلا بدر نے کہا کہ ایرج مظفر تو بھائی  
 تقاسے خدا سے باختر کا جزو مرد شاد کو سجدہ کر دے ملک کنیتی افروز کو مجھے دس گویا ملک کو تو لے لڑو والا ملان اور ملک











بجائے ہو کہ نرسہ دوسے جانے کی خوشی کو سننے میں کدوہ برہم زندہ دولت دمر و شاد بے ایمان آہو بخا اس عرصہ میں قتل  
 نے پھر نرسہ کیا کہ وہ بدلتا اگر نہیں پھر تا تو میں نرسہ لشکر پر روز و رات ہوں بدلتا زندہ ہو کر پھر انکا مالکا و نیرا حمزہ پھانچ  
 ماروں بعد اس کے قلعہ والوں کے بھولنے سے کھڑے ہوئے نورالدین ہر ہراری شاہزادے نے سہ کو چہرے کی پناہ کیا جب تلوار زد و کوب پہنچی  
 سہرہ ہاتھ سے چھوڑ دی علی بند سہرہ کا پشت پر جا جموہ چھیلی و سارنگ کے چسکی دی کہ تلوار پت چڑی فیض پر ہاتھ ڈال دیا یا با تھوڑے روزوں کو نور  
 جبین کی اور کمر خیر میں ہاتھ ڈال کر زہر لوہین میں اسکو اٹھا لیا زمین پہاڑ کے نقش زمین بن گیا اور جب حکم جاتی پر خشکین باندہ میں لہر  
 سے مظفر بن ضیفم خون آشام فوج لیکر یاہر آباد نورالدین ہر کی قد موسیٰ مائل کی اور صرفی بدلتی پھر گئی مظفر شاہزادے کو  
 قلعہ میں لایا نورالدین ہر عمل میں آیا ملک گیتی افروز کو سلام کیا گئے جانین میں ملے سے لایا اور کہا یا با ب زانے کو سہرہ چھوڑ کر  
 زمین دیکھتے کو بھی نہیں چلتا نورالدین ہر نے کہا ان جان تراشوں سے فرصت نہیں ہوتی میں جا کر یہاں کر یہاں جو بہات کا سستا  
 تاج نہ آئی اور کروڑوں خزانہ ہوا بار سے خدا سے وقت پر ہو گیا کہ اس حراہزادے کو اگر گرفت رکھا عرض رات کو ہی شاہزادہ کو  
 رہا صبح کو پھر آیا بارگاہ میں بیٹھا فرمایا لا بد رہے کہ وہاں سلام کیا شاہزادے نے نقبیں بدین اسلام کی بددلی میں لکھنا  
 رکھ کر مسلمان ہوا اور جا کر اپنے لشکر میں انفران فوج کو بھی بچھا یا اور لاکر شاہزادے کے قتل کو نہ چھوڑا اور وہ بھی از روئے نورالدین  
 ہوئے نورالدین ہر دور و زوہان رہا ہر سے دن روانہ خدمت امیر ہوا چہرہ ہر راہ کا بچہ چھوٹی منزل میں بدلتے دھوشتی  
 اور رکھائے میں ہوشی دیکر نورالدین ہر کو پکڑ لیا اور فوج کو شجون مار کر بھاگا وہاں شاہزادے کو گرفتار کر کے قلعہ ذوالامان چلا آیا  
 اور پھر زندہ کر کے اڑھا اور جبل خجک بھی کر قلعہ پر پوریش کی اور کوٹوں کو دیکھ کے قلعہ پر ہو گیا نورالدین ہر کو بک کڑ پناہ دے کے انھیں  
 لے لیا سب اہل اسلام دامن کر بچھ کر کیا بان سے گرفتاری اور حمزہ صاحبقران سے قبل رہا رام و چالاک بن عمرو ہو گیا  
 اور حمزہ اٹھ کر حکمران سے کہنا بدلتا اور امیر کی لشکر کا پناہ دینے میں کہا معرکہ غمراہ کشان داتا را کہ خبر کر دے لیکن اپنے  
 دل میں سوچا کہ پاس نرسہ خشتان مرغ بند ہو اور حمزہ بدلتا ہر راہ بے تاب ہو گا چہرہ امیر پر حنا اور ہوا اور نورالدین ہر  
 اپنی قہما ہنی توڑی فوج بھی نورالدین ہر کی ساتھ بدلتے پویندہ آتی تھی وہ بھی ان کے شریک ہوئی کہ امیر نے بدلتی تلوار میں کھنک  
 کا ش زمین سے اٹھا لیا اور چالاک نے کھوڑا نورالدین ہر کا چوٹا یا نورالدین ہر ہاتھ خوار ہوا کہ اس پر سوار ہو کر آیا امیر نے بدلتا  
 کو نورالدین ہر کے حوالے کیا لا را لد ہر نے اس کا فک ہاتھ پر اٹھا لیا فوج بدلتی دوڑ پڑی جنگ منظر ہوئی مگر نہ بدلتا کوٹا  
 گیا ہاتھ سے نورالدین ہر کے چھوٹ گیا لوگ بھا کر بھاگے بدلتے سے پر سوار ہو کر زانے لگا مظفر بن ضیفم خون آشام بھی روئے  
 قلعہ کا کھوکھری فوج خرب جنگ ہوا خوب لڑائی ہوئی میں نرسہ جنگ میں پھر بدلتے اور نورالدین ہر کے سامنا ہوا بدلتے  
 تلوار شاہزادے پر بدلتی اس بھادر نے تلوار کی پشت تیغ پر روئی کہ تلوار اسکی ٹوٹ گئی اور پھر اپنا دایا با دھ دختان مرغ بند  
 نزدیک تھا کہ بدلتی اسکی ٹوٹ جاتی خوب چھت کی پس اب اس سے نہ لڑا گیا اور بچا کہ بت سی فوج اسکی کام آئی اکثر مسلمان  
 ہوئے لاکھوں اس کے ساتھ بھاگ گئے شاہزادے سے جا با کہ نقاب میں بدلتے جانے امیر مانع ہوئے مال و اسباب بدلتا کو  
 رکھ گیا تھا وہ لوگ جو بدلتے مسلمان ہوئے ہیں امیر نے انکو دیا اور وہ میں خیم فلک خشتا ہر شاہزادہ و حمزہ صاحبقران خیم  
 محکم میں گئے گیتی افروز نے سلام کیا دیکھا صاحبقران نے کہ لباس سیاہ اس کے گلے میں ہر اور انکھوں میں آنسو بہتے ہوئے میں  
 امیر بھی روئے گئے گیتی افروز کو لے سے لگا یا کہ رسد پر بنجا یا بہت خشت کوئے گئے اور فرمایا کہ یوزن تم رنج و فکر کرو میں نے  
 جو مہوون سے دریافت کیا تھا خوامہ بزر چہر کے جیون نے کہا تھا کہ شاہزادہ خا ورساہ زندہ ہی بارہ برس کے بعد ملایا ہو گا  
 تم کسی طرح رنج نہ کرو اور لباس دہنی امارت ملنے کہ لاکر شریار خدا بکھڑا مت رکھو آپ کے ہاتھ سے کوئی رنج مجھے نہیں ہو گا  
 لباس سیاہ کہو اس کے آپ نے فرمایا امیر چپ ہو رہے تھے غرض بیت کہ غائبین فرما کر تمام خواتین کو خلعت دیے اور وہ زوہان رہے



بعد اسکے کوچ کر کے راہی شتر اچھڑے ہوئے

اولان اول اب دو مکے داستان حیرت آمل لقا سے بے جا راندہ در گاہ خدا کے بیان ہوتے ہیں  
 لقا شتر اچھڑے ہوئے تھا کہ ایک عیار ازرق چشم احمد بار گاہ کے آبا لقا کو بد و مادی بختیار رکھنے پوچھا کہ نکون ہو  
 اور کسا پیغام لایا کہ ملک مسمار دور یا باری نے کہا کہ عیار ملک زاد سے کامی کام اسکا فیروز غول بچہ جو اور پوچھا کہ اے  
 فیروز کیونکر آیا کہا خبر لایا اسنے کہا خسرو شیر دل جیسا تھا خداوند کی مدد کیا سنے آہ ہر ملک مسمار خوش ہوا اول لقا سے  
 لگا کہ با خدا قدم بہت بہادر و زور و شاہ سے کہا کہ جاؤ اسنے استقبال کر کے لاؤ کام سردار لگے اور اسے لائے اسنے لقا کو  
 سجدہ کیا اور حال خدا پر سنون کا پوچھا بختیار رکھنے تمام حال از ابتدا تا انتخابان کیا خسرو نے کہا کہ میں سب کو مار دینا  
 لقا سے عرض کیا کہ با خدا وند آپ قبل جنگ بجا رہے دیکھیں میں صبح کو کیا کرتا ہوں اسی وقت قبل جنگ بجا رہا ہوں سنے  
 جا کر لشکر اسلام میں غریبہ نچالی شہنشاہ گیتی ستان نے فرمایا کہ بیان بھی لقا راز زمی پر جو ب پڑے رات بھر تیاری جنگ  
 رہی صبح کو دو وزن لشکر میدان میں آئے صفوں تل و جہال تاراستہ ہو ملن نقیب نہیب دیکر چھٹے خسرو شیر دل لقا  
 سے اجازت لیکر میدان میں آیا اچھی مبارز طلب نہ کیا تھا کہ جانب صحرے سے گرد آئی ہر کار سے دو وزن لشکر دن کے قبل پہنچے  
 اسنے جب دامن گرفتار لگا لگا کے چالاک بن محمد وادے بھیجے تھے حمزہ صاحبقران اور نوالہ ہر دو بدیع الزمان مع قتل  
 و ہیرام چالیس ہزار سوار سے ہوئے پٹے قدموسی بادشاہ کی مصلحتی بعد اسکے نورالدین ہر اجازت لیکر مقابل ہما خسرو نے  
 بعد لگا دینے اور استفسار نہ کیا کہ لایا ناچار ہر شاہزادے نے جواب دیا کہ یہ اپنا دستور نہیں ہے کہ مریت پر پیشہ سنی کریں  
 اسوقت خسرو نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اسکا نیزے سے ہٹوا لگی نیزہ بالی ہوئے چند طعن میں نیزہ خسرو کا کالہ یا خسرو  
 نے تلوار مار لی نورالدین ہر نے دھار تلوار کی بچا کر فیض پر ہاتھ ڈال دیا اور مرد و کر ہاتھ سے تلوار کھینچی فرعون کشتی ہوئے  
 لگی دن بھر کشتی رہی خام کو نورالدین ہر نے اسے زیر کیا اور شکیں باندھ کر لے آیا ملک مسمار شاہ نے کہا کہ اے زور و شاہ  
 یہ کہا بیوہ و تقدیر ہر کو بیٹے کو میرے گرفتار کروا دیا لقا بولا کہ اے مسمار شاہ میں نے خدا پر سنون کو پر زور پیدا  
 کیا ہر تقدیر کر دی ہر کو میرے ہمدون میں سے جو اسنے لڑیجا وہ مغرب ہو گا بختیار رکھنے کہا کہ لقا بیچ کتا ہے  
 ہم ہمیشہ سے ہی دیکھتے ہیں ملک مسمار پپ ہر با غرض دونوں لشکر پھر پھر کر انی بار گاہ میں گئے صبح کو امیر نے دبا کیا  
 خسرو کو بلایا وہ آیا بطریق لقا پرستان سلام کیا امیر نے بہت عزت و حرمت سے اسے بٹایا اور کہا اے خسرو تجھے نورالدین  
 نے کیونکر زیر کیا وہ بولا کہ جس طرح بہادر بہادر دن کو زیر کرتے ہیں امیر نے فرمایا کہ لقا میں تو نے کہا کیا خوبی دیکھی جو اسکی  
 خدائی ماننا ہو اور نہ دان پاک کو خین جیسا تھا ہر خسرو نے تقریضین لقا کی کہیں امیر نے اسکی مذمت بیان کی اور تقریبات  
 پر در و کار عالم کی کی خسرو و از رو سے ترس مسلمان ہوا اور عرض کیا اگر ارشاد مالی ہو تو میں ہا کر اپنے باپ کو مسلمان کر کے  
 لے آؤں فرمایا اچھا جاؤ خسرو و مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا اپنے باپ کے خیمے میں آیا اور اس سے کہا کہ میں اندوہ سے ترس مسلمان  
 ہوا ہوں اپنی جان بچا کر آیا ہوں اور اب خدا پر سنون سے کوئی سرکہ جو کر سنا نہیں کر سکتا اب میرا داد و یہ ہر کہ حمزہ کے  
 لشکر میں ہوں اور فیروز غول بچہ سے سواران لشکر اسلام کو پکڑ دوں جب سب سواران گر خار ہو جائیں تو انکو بیکسر سمدھ  
 میں قتل کروں ایک حمزہ رہ جائیگا اسکی نہ بڑ جائیگی ملک مسمار سے اسے اسکی پسند کی اور رات کو لقا سے آکر سنی کا لقا  
 بولا کہ میں نے یہی تقدیر کی زجا و غرض صبح کو خسرو و ملک مسمار کو ساتھ لیکر آیا قدموں پر صاحبقران کے گرا با ملک مسمار  
 بھی زور سے ترس جان مسلمان ہوا ایک طرف خیمہ اسکا بھی است و ہوا فیروز غول بچہ رات کو جا کر با شتم میزن کو چلایا  
 ملک مسمار نے چاہا کہ با شتم کو اسی طرح بیوش قتل کرے خسرو نے کہا کہ اچھی نال کہیے اور بیان صبح کو لقا سے جا کر رات کو



بستر خواب سے غائب ہو گیا امیر نے ڈرا یا تلاش کر دیا تلاش میں مصروف ہوئے دوسرے دن غلط ہو کر آج ہر کام کر دیں  
خاقان حسین چوری کیا کہیں تباہ نہیں معلوم ہوتا اور بڑا ہوا میر عیار دن پرست تھا ہونے کو حریف آتا ہو تو کام اپنا کر  
جاتا ہوا اور محکمہ نہیں ہوتا کہ ایک تم لوگ لشکر میں نہ تھے میر عیار کو کوئی عیار ہوا دس بیان نہیں ہوا بیکار آفت ہو محوم ہوتا ہوا  
کہ تمہاری سازش سے یلوگ چوری جاتے ہیں شاید یہ کام عمر کا ہو تم لوگ سب اس سے ملے ہوئے ہو سردار دن کو پکڑ کر آئے  
وہ آئے ہو سبوں نے عرض کیا شہزادہ اگر یہ بات سچ نکلے تو آپ ہم سب کو قتل کیجیے گا پہلانی جانیں لڑا لے ہوئے ہیں رات  
دن ماتم یہ مہتاب کے آنکھیں عار ہستی میں چار طرف پھرتے ہیں خدا جانتے حریفان آسمان پر سے آتا ہوا زمین میں سے  
پیدا ہو کر لہتا ہوا ہم جتنے المفرد سنی تلاش کرتے ہیں مگر قسمت میں بدنامی ہو تو کیا کر بن قبر سے دن ابراہیم بن  
مالک و مرزنگ بن مرزبان چوری گئے امیر عیار دن پرست تھا ہونے کا کہ میں سب کو لشکر سے نکال دے گا عرض ہر شب  
دوسرے دن مابین سردار غائب ہو جائے میں اور امیر عیار دن پرست تھا ہونے میں مگر اس فیروز غول یکہ صحرانی نے کہا ہوا  
کی ہوا اپنے غیب میں سے نکل کر ہر سردار کے غیب میں ہو چکا اور میں سردار کے غیب میں گیا خدا شکار اور پیر سے والوں  
کو بیوش کیا اور اس سردار کو پشندہ میں بانہ کر اچھا پیر شاہ مردہ نقب کا بندہ کے اپنے غیب میں لے گیا اور پیر سے  
بیوش کی داغ بچا حاکم مندوق میں ہندک یا یانک کا ایک سو چالیس سردار امیر کے چوری گئے وہ امیر سے فرمایا کہ  
کام اسی دزد بارک گردن کا ہوا کہ ہم عیار ہی اور حکمران ہوا اور سردار دن کو پکڑ لیا ہوا ہوا میری تو ہمارے اچھا تھا ہوا جب  
غیر ایسج کو چوٹی میر و کبہ اسطے بہت افسوس کیا کہ ہاں حمزہ اور نور الدین ہرے جہت عمر و کثیر سے بیان سے نکلوا  
غضب کیا مجھ ناماب شخص ہرے ہاتھ سے کھو دیا اور ایسج اگر وہ بھگوت بناتا تو تو دی ہرے ہاتھ سے کھو دیا اور ایسج وہ  
تجھے خدا پرستوں سے ملنے کو اسی واسطے منع کرتا تھا ملک اب پتائے سے کیا ہوتا ہوا یہ لکڑا اور کچھنی روئے لگا اور مالک  
بن ملکوت شاہ سے کہا کہ آپ نے قطب دوران میں بھی کشت و کرامات کبھی نہ دیکھی تھی جو کہ عمر و میں تھی مالک نے  
کہا تو وہ بائیں بھلا وہ کیا جانتے عمر و ایک بلا سے بیدار مان آفت جہان تھا عمر و ہی ہو کہ مجھے حمزہ کو حمزہ بنا ہوا فاک سے کہا  
کیا ہر تباہ علی کو پیر یا یابی بائیں بڑی ویر تھک میں لیکن ملک مسما و دریا باری نے خسرو سے مشورہ کیا کہ اتنے سرداروں  
کے ہمارے ہاتھ تک پہنچے ہوں انکو لیکر مسما رکوہ میں قتل کیجیے اور پھر آکر اور سردار دن کو پکڑ لے خسرو نے کہا اچھا میں ملک  
مسما رخصت ہوا جعفران میں آیا عرض کی کہ قدامت مسلمان ہو چکا لیکن لوگ مسما رکوہ کے ابھی تک لقا پرست ہیں وہ  
غلام کو رخصت لے تو ہمارے تمام شکر کا سلام آباد کر دن اور ہر خدمت شریف میں اگر حاضر ہوں فرمایا کہ ہاؤ ہنہ رخصت ہی  
ملک مسما ر سب سردار دن کو مندوق میں بند کر کے انڈون پر لے کر مسما رکوہ کیلوت روانہ ہوا شکر اسلام سے کئی  
کس پر جا کے عرضی زمر و شاہ کو لکھی کہ یا خداوند میں نے ایک سو چالیس ہوان حمزہ کے گرفتار کیے مسما رکوہ کو لے گیا  
ہوں آپ کچھ تھوڑے سے آدمی اپنے ساتھ لیکر میان قدم رنج فرمائیے خدا پرستوں سے جسطرح سے چاہیے پیش آجھا ہے قتل  
کیجیے چاہیے بھند کیے اور مسما رکوہ کی سیر بھی کیجیے وہ عرضی عیار نے رات کے وقت بختیارک کے ہاتھ میں دی آئے ہوا  
بہت خوش ہوا لقا کو اسکے منہ میں سے آگاہ کیا لقا نے کہا کہ او شیطان دغا دھن امور خدائی کے میں نے نبی را سے  
پر رکھے ہیں جو تو تباہ کیا جائے بختیارک نے کہا کہ خدا پرست تو مرنے جانتے نہیں مگر خیر چلیے تو سنی شاید قضا الکی آگئی ہو  
لیکن شکار کھیلنے کے بہانے بنا لے چلیے کہ کوئی آگاہ نہ کہ آپ کہاں جاتے ہیں لقا نے کہا کہ کوئی داکہ برس آگئی میں نے  
تقدیر کی تھی اور ہمیشہ دخور شید اختی سے کہ کاکر صبح کو ہم شکار کھیلنے جائیے جانور ان صید گیر تیار ہوں انھوں نے عرض  
کیا کہ بہت اچھا حکم دیا کہ سب جانور صبح کو آئیں عرض لقا نے تمام لشکر اپنا ہمیشہ دخور شید کے سپرد کیا اور کافال خون آئیں



و خیم خون آشام و زنگار خون آشام و سہراب اثر و گردہ ہر مرتبہ ہزار ہا فرما رہا کہ روباقت شاہ  
 و لاہوت شاہ و بختیارک و غیرہ کو ساتھ لیکر سہارن کوہ کی طرف روانہ ہوا اتفاقاً کوٹنا سے راہ میں صہب شہ  
 آب دو گئے داستان حیرت بیان عمر و کا شہر اضمحلت سے بھاگ کر شہر کشور میں جانا اور پیر زالی و غیر  
 کو مار کر خود اسکی صورت بنکر واراب کشور کشاکش کر امیر کے مقابلے کی واسطے لیکر آنا

جس وقت عمر و شکر امیرج سے نکلا اپنے حال پر ہوتا تھا کہ وہ پدا نجر رنگ ہوتا تھا اب ہی آپ کنا تھا اور عمر و حمزہ کا اقبال  
 یاد رہے طالع اوج پر ہوتا تھا اس عرب کا کچھ نہیں کر سکتا بڑی دیر تک اسی خیال میں بیٹھا رہا پھر اپنے دل میں کہا کہ اگر عمر و تو  
 بھی پاس مجھ اور نہاد سے کو میں سے نہیں دے اتنا پاس سے ملے پھر سوچا کہ کیا کچھ کیونکر عرض حمزہ سے کیجیے وہ میں میں  
 گذرا کہ تو تھا کہ بزرگ میرا جو ہم ندم میں دیکھ کہ کام میرا بھگا یا نہیں بس زہل سے حمزہ کا لا سوا ہاتھ زمین کو لپکا اس وقت  
 کو آفتاب کے مقابل کیا نہ تھے غفلت پر فرما کر کو سینکا سو دھاتے رمل کے نگاہ میں کر کے احکام کو ضرب دیکھ نکالا معلوم  
 ہوا کہ اگر سمت مغرب نہ جاتا تو کام بخوبی سرانجام پائیگا بس اسی وقت اشعار و خوش خوشی ملت ملے رہا وہاں  
 قریب شام ایک شہر میں پہنچا دیکھا کہ شہر نہایت آباد رنگ میں سوان نام اسکا شہر کشور یہ ہو ایک فقیر کا بھیس بدل  
 لیا شہر کی سیر کرنا شروع کی پھر سے پھر سے گنا رہے وہاں کے پوچھا دیکھا کہ وصولی کپڑے دھو رہے ہیں تناؤ سے  
 ہونے ہیں انہی کپڑے سوکھ رہے ہیں کسی طرف کپڑے کی بھی چڑھی ہو کلیب تیار کیا جاتا ہو کہیں کپڑوں میں ٹل دیا  
 جاتا ہو کوئی راستہ کی کر رہا ہو کوئی گندی کر رہا ہو کہیں کچھ وصولی میں کچھ آجھل رہے ہیں ایک طرف کھڑا رہا  
 ہو کہ کتہہ گاتے جاتے ہیں ایک طرف بل لڑ رہے ہیں اور دلوں کو دیکھا کہ ایک انہیں سے نہایت خوبصورت کوئی گیارہ  
 بارہ برس کا سن خال بزرگ ہاتھی عیان اولاد صا جقران کی سب نشانیاں اور دوسرا دلا پتلا ہست دھات  
 شہر و سبے باک عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ وہ بیشک کوئی اولاد صا جقران سے بیٹا پوتا ہو اور یہ تمہارا غلط  
 معلوم ہوتا ہو اور ایک وصولی بیٹا ہو نہایت مونا نازد و دونوں لڑکے اس کے پاس آتے ہیں اور جو کچھ مانگتے ہیں وہ  
 پاتے ہیں اور نام اس وصولی کا سکندر ہی عمرو نے جو صورت اکی دیکھی خیال میں گذرا کہ اگر عمرو یہ لڑکا بہت  
 زبردست معلوم ہوتا ہو اسکو تار کر کے بول کر کلامہ حمزہ کا توڑ دیا پھر ایک سو رہا اس کی صورت بہت ان  
 سکندر کے پاس آیا بیٹے کپڑے لا کر اسے دھو دے اپنے کہا کہ میں سوا سے لباس بادشاہ کے اور کسی کے کپڑے  
 نہیں دھو تا عمرو نے پوچھا کہ بادشاہ تجھے کیا کپڑا دیتا ہوا ہے کہا کہ ایک اشرفی دیتا ہے عمرو نے کہا کہ ہم دو اشرفی  
 دینگے اور دو اشرفی مصری کی جی ہوئی کر سے نکال کر اس کے آگے بھینک دیں اور کہا کہ کپڑے ہمارے دھو اتے کہا بہت  
 اچھا اب کہیں نہ دھو دے گا لکڑ کپڑے اٹھایے اور اگر دھو لے گا عمر و ان دونوں لڑکوں سے ہمیں کرتے لگا کہ  
 صاحبزادو تمہارا بیٹا کیا ہو وہ جو لڑکا خوبصورت و حسین تھا اسے کہا کہ مجھے واراب کہتے ہیں اور وہ جو شرم و طرد تھا  
 اسے جو اب دیا کہ اس شخص کا نام ہے کہا کام ہو اور واراب سے کہا کہ کچھ جلیا سا معلوم ہوتا ہے جیسا تم اس سے بات  
 ذکر و خدا جانے کیا آفت ہر پارکے واراب نے کہا کہ اسے چپ رہ کجبت آجی ہا نازہ وارہی تجھے کیونکر ساری اسکی  
 شامت ہوئی اسے کہا بسا صورت سے اسکی کروڑ بیجان ہوئی بائیں ہونہی کہ دیکھا خلق خدا ایک طرف کو چلی  
 جاتی ہو عمرو نے پوچھا کہ سب کہاں جاتے ہیں اس نے دے لڑکے سے بیان کیا کہ آج بادشاہ بیان کا لڑائی بغل دگر گشت  
 و گشتی بلوان تہمتن کی دیکھنے کو مینا ہو تمام شہر کا مجمع ہو ایک عالم مجمع ہو عمرو نے کہا کہ تم بھی تا شاد دیکھنے چلوئے واراب  
 نے کہا کہ بابا جان کا سیکو جاتے دیکھئے عمرو نے کہا کہ میں کہہ کے نہیں بے چلتا ہوں اور سکندر کا زہر سے خطاب کیا کہ بیشک



تم میرے کمرے میں تھوڑے دو تین لڑکوں کو تھا کشتی کا دھڑلہ لڑن اُن کے کیا مضائقہ ہو جیسے عمر و غزوہ کا ساتھ لیا دیا تلخ پلاسے کرتا ہوا ایک میدان وسیع میں پہونچا دیکھا کہ کوسوں تک سبزہ ہوا اور ڈکانا سب طرح کے بیٹے جن میں لڑکے ہو، بزرگ بھی، کا جھوم جھوٹا کشتی کی دھوم ہوا ایک بہت بڑا تالاب ہر پانی اُس میں صاف و شفاف بھرا ہوا تالاب میں چار ستون ٹہرے ہیں امدان ستونوں پر عمارت بنی ہوئی ہے گھر سے بڑا شاہ بیٹھا ہوا کوئی ہزار بارہ سو بیٹے رفیق و ملازم نہ جھگڑا و نہ دام گرد و پیش حاضر ہیں کہ اس اثنا میں بادشاہ نے حکم دیا کہ باغیوں کو لڑو اور سواروں کو لڑو باغیوں کو لڑا کر لائے تب دو تین باغی مقابل ہوئے خوب مکر میں ملے دو تین لڑنے لگے یا تنگ لڑے کہ گوشہ و انشون سے بچ کر گیا خون جتن کا اُس وقت حکم دیا کہ باغیوں کو لڑو یا تنگ لڑے تھے وہ ایک نو مسلم تھے یا ان پر دہانہ سے ہوا یا ان کی داغیں دو تین باغی ملے ہو کر بھاگے طاقت سے اترے ہوئے لوگ ہر طرف گریختے ہوئے دوسری جوڑا اور سی پھر گھڑ سے اور منہ سے لڑائے اڑتے اور شیریں مقابلے پر سب قضا سے کا پھر شاہی ہر ایک طرف کو تیب لوگوں کا جھوم ہوا ستون اُدھر کا جھکا عمارت گرتے لگی لوگ اُدھر سے بھاگے غل ہوا کہ بادشاہ بھی لگا پاتا ہوا عمر و دیکھتا تھا کہ داراب نے دوڑ کر اس ستون کو تھانبا کہ جھٹکا اُسکا موقوف ہو گیا جتنے لوگ اُدھر تھے اُن سے لے کر اس آئینہ میں خود پہ داراب کے شانے سے گرتے لگا داراب نے ایک ہاتھ سے زور پڑھ کر دیکھا کہ وہ موسم اترے ستون تھامے رہا جب سب لوگ مع بادشاہ اُس سے اتر گئے داراب نے ستون چھوڑ دیا وہ مارت ۵۵ بیٹے گری عمر و نے جوہ طاقت و اسباب کی دیکھی اپنے دل میں کہا کہ اسی عمر و اگر اسکو تو تیار کر کے پہلے تو حمزہ اور امیر مع دو تین کو بہت تنگ بنائے مگر بادشاہ یعنی کشور شاہ جس وقت اُس فقر پر سے اُڑا تا کہ سکندر کا زور کے جتنے سے سب کی جان بچائی اسی ستون کو تھامے رہا کہ اُس رستے کو لاوا اور اُس کے باپ کو بھی لے کر سوار ہوا ایوان بادشاہی میں لایا اُن کی بی تخت پر بیٹھا چوہا داراب کو لایا بادشاہ نے اُسے غصت دیا اور کہا اسی کے تم ہمارے پاس رہا کرو داراب نے عرض کیا کہ باہان کو اختیار ہو آپ اُسے پوچھ لیجئے کہ اس اثنا میں چوہا سکندر کا زور کو بھی لایا اُسے بادشاہ کو سلام کیا داراب اُسکی تعظیم کو اپنے اُٹھ کر اُٹھ کر سکندر سے راہ میں حال داراب کا سنا کہ ایسا نہ کر کیا کہ بادشاہ کی جان بچائی اب یہاں آتا بیٹے کو غصت پہنچے دیکھا بہت خوش ہوا اور چار طرف سے آگئی اُٹھ رہی تھی کہ اسی کے بیٹے نے دیو کا زور کیا بچھ کھینٹے تھے کہ بھلی نصیب اسکا چکا بھنے کھینٹے تھے کہ میان ہ لڑکا اس دھوئی کا نہیں معلوم ہوتا ہر بھنے ماس کہتے تھے کہ بفضل باجیوں کا زور ہو گیا ہوا اگر کشور شاہ نے سکندر کا زور کو غصت دیا اور کہا اسی سکندر اب تم کچھ دھونا موقوف کر داور داراب کو بھی دو ہم اپنا بیٹا کرینگے اُسے کہا خداوند سدا سے اسکا اور اولاد نہیں ہو کشور شاہ نے کہا کہ میں تجھے اس سے ملنے کو منع نہیں کرتا ہوں تو اس کے پاس رہ اُسے کہا کہ میں غلام ہوں یہ بھی خاندان ہو کشور شاہ نے ایک مکان اس کے رتبہ کو دیا خادم نہ مٹا تو کر کے دے دو ہزار کا جتنا سفر کیا داراب سو زور بار میں آئے طالب ایک دیو کو نام اسکا دیو ہوشنگ ہے اور کوہ کشور میں رہتا ہے اور کشور شاہ اُس سے دبا ہوا ہے ہر روز دعوت اُس کے واسطے بھیجتا ہے قضاے کار کشور شاہ کی بیٹی کی نام اسکا ماہ کشور ہے ایک دن دیو ہوشنگ جو محل پر سے کشور شاہ کے گزرا ماہ کشور کو دیکھا عاشق ہو گیا کشور شاہ سے کلا بھیجا کہ اپنی بیٹی کو مجھے کشور شاہ حایت آئندہ ہوا بیٹا میرے کہا کہ وہ میرے ساتھ ہے اور مار کر کھلا دیا دیو نے کرب آئندہ ہوا اور رات کو کشور شاہ کو کچل لیا اپنے پاس بیٹھ کر کہنے لگا دیا سردار کشور شاہ کے بہت پریشان ہوئے داراب نے بھونک کر کہا تم لوگ ہمیشہ سے نیک بادشاہ کا کہاتے ہو چکر دیو سے لڑو بادشاہ کو چھوڑا وہ سب نے جواب دیا کہ ہاری جو حال نہیں کر دیو سے



زمین و درم سب کو کھا جائیگا۔ سنہ پانچویں جان وین مگر آپ بڑے مرد میں تو بیکار نہ تھا کیونکہ دارا اب نے کہا کہ ہوتا جائیگا فقط  
 تکرار دے تھے کہ تم کتنے ہو معلوم ہوا کہ تم سب بڑے و نامور ہو ہر ایک بولا کہ آپ سچے ہیں واقعی ہم سب ہو دے ہیں جا کر تم  
 دیو ہوئے دارا اب اسی وقت آئے کہ اس میں جا کر اس دیو کو راتا ہوں سمجھو ان نے کہا کہ جائے خداوند آجھاات  
 آپ کی مدد میں عمر و بھیا کہ لوگ آپ پرست میں غرض دارا اب چلا عمر و بھی ساتھ ہوا دارا اب نے کہا کہ تم کہیں جاؤ گے  
 عمر و بھیا میں بھی تمہارے ساتھ ہوں دارا اب چپ ہو رہا سکندر کا فورہ ہر چند بلبل پاک ایسا تو نہ ہوا دارا اب نے نہایت  
 سخت کو دروانہ ہوا شہر سے نکلا کہ لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے بھٹے تو انہوں نے کہنے لگے کہ مفت میں یہ جان دیو کے ہاتھ سے  
 مارا جائیگا لیکن کتنے سے کہ یہ لڑکا بھی بہت زبردست ہو دیکھا کہ تالاب کی عمارت گرنے لگی تھی ایک ہاتھ پر کبسا روک  
 دیا سنوں کو تھامے۔ ہاگرتے نہ دیا کیا عجیب دیو کو بھی مائے لیکن بولے کہ اب دیکھ ہی لینا کیا ہوتا ہو لوگ تو یہ باغین بنانے  
 تھے دارا اب چلا جانے تھا جب وہاں پہنچا کہ جہان ہوشنگ دیو رہتا تھا دیکھا کہ کچھ درخت گنجان ہیں چار درخت تہاں  
 ہا نور دن کی چڑھی ہیں اس میں سے بوسہ پہلی آتی ہر ایک پیر سے میں کشور شاہ نکلا ہوا ہر دیو ہوشنگ پتھر کے  
 چٹان پر بیٹھا ہوا کشور شاہ سے کہ رہا کہ کہیں تو اپنی بیٹی مجھے نہیں دیتا ہر جھوٹ بہت کھا ہوا لیکن کھا جاؤ گا  
 وہ کہہ رہا ہوا تو کہا کہ میں جا رہا ہوں اب سے کیون نہیں چھڑاتا ہوا اسے تو اپنا قہر و قامت دیکھ اور آدم زاد  
 کہہ دیکھ تو یہ اتنا انصاف ہی سکندر دیو چلا دو کہ کہہ کہ کشور شاہ پہلے تجھے کھا جاؤ گا پھر اسے اپنے مرنے میں لادگا  
 کشور شاہ نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر میرے بعد جو ہو سو ہو مصر و بعد از سر میں کن نیکون شد شدہ باشد  
 جب ہمارا قہر ہو جائیگا تو پھر انکھوں سے یہ حالت دیکھیں گے دیو پکارا کہ رہ میں تجھے سمجھوں گے کھائے لبتا ہوں  
 یہ کہہ کر اٹھا کہ پیر سے سے نکالے کشور شاہ روئے لگا اتنے میں دارا اب پہنچا نکلا۔ کہ اونا پکارا کہان جاتا  
 ہوا خبردار ہو میں تجھے سزا دینے کو آیا ہوں دیو نے ہوا زنی پھر کر دیکھا ایک آدم زاد کو پایا کہ غایت حسین و سن  
 ہر پکارا کہ آدم زاد تو مجھے سزا دیکھا دارا اب نے کہا کہ ان تجھے ار کہ بادشاہ کو پھر الہاؤ نکلا دیو ہوشنگ غایت  
 غضبناک ہو کر دارا اب پر دوڑا کہ کشور شاہ نے جو دارا اب کو دیکھا آدم زاد ہی کہہ دارا اب تو چنچا اپنی  
 جان دوسے میں نے جانا کہ تو جانا باز سر فر دیش ہو لیکن دیو نے دارا اب کے قریب آکر ہاتھ دوڑایا کہ اٹھا کر میں  
 میں ڈال لے ہاتھ دیو کا جب قریب دارا اب کے پہنچا دارا اب نے ہاتھ سکا پکڑا کہ انگلیاں بڑی تھک پڑی ہیں  
 بھلا کیا اور چلا یا کہ آدم زاد ہاتھ میرے چوڑ دے دارا اب نے کہا مرد و دجھ میں طاقت ہو تو چھڑا لے یہ کہہ کر چھٹکا دیا  
 دیو منہ کے بھل آس پاس دارا اب نے ایک گونسا اس کے داغ پر مارا کہ مفراسکا پھٹ گیا ہاتھ کسی تھک سر میں  
 گھس گیا اور دیو صرخ کھا کر گرا پڑا کہ وہاں سے کشور شاہ کو پیر سے سے پھر نکالا کشور شاہ  
 نے دارا اب کشور خطاب دیا وہاں سے بادشاہ شرمین آیا اور چارجی کو بلا کر حکم دیا کہ تمام شرمین و صہ  
 پیشے کہ دارا اب کو کوئی سکندر رگیا فور کا جیانا کہے دارا اب ہمارا فرزند ہو اور علم اس کے واسطے ملے تو کر رکھا گیا  
 مکان بہت بڑا بادشاہی رہنے کو ملا اب جو نام لیتا ہوا شاہزادہ دارا اب یا دارا اب کشور کشتا ہوا اور  
 دارا اب دو نون وقت و بار بادشاہ میں حاضر رہتا ہر عمر و نے جو بہ طاقت و نور دارا اب کا دیکھا اس حکم  
 میں ہوا کہ اسکو صا جھراں اب پرستان بنا کر صطیح سے ہوئے بیٹھے لیکن مگر یہ سوچتا تھا کہ یہ لڑکا کیسے اور کب  
 مدد پر پہنچے آدم و دارا اب کیو اسطے روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہو شکل بہ نظرائی ہر ایک روز کا ذکر ہو کہ آدم و دارا اب سے کی  
 بلند ہوئی عمر و نے پوچھا کہ یہ آدم کیسی ہو فقارہ کیوں کیا ہر دو گون نے بیان کیا کہ کل میلہ جو تمام پیر زلال رو شفق پیر



کی زیارت کیے اسلئے جاہلگا اور پیر زلال روختنیز ناب خداوند آبجیات میں عمر دے سکر اپنے دل میں کہا کہ میری جانیگا افسر  
دو دن گذرات ہوئی دوسرے روز صبح کو عالم عالم اور دنیا دنیا ایک طرف کھڑے عمر و بھی راہی ہوا آئے آئے ایک  
کوستان میں پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد پورین جو قس کر کے قس گزیمک مرد مثل مر منور اور چار طرف گنبد کے میل لگا ہوا  
ہو تھا شاہوں کا جویش ہر اہل حرفہ کا فروش ہر کسی طرف سے آواز آ رہی ہو مزہ انور کا ہر گزرون میں کوئی بکارتا ہو  
گنبد پر بان میں پوندہ سے کی کوئی صدا دیتا ہو کر ڈیوڑیان لگائی کوئی کتا ہو قند کا مزہ ہو چڑون میں کوئی بکارتا ہو کب  
مزہ ہو بالوشاہی میں دور دروازہ پر گنبد کے کشیش رہا نہ کہ جنوٹسکے میں بڑے ہوئے دھو تیان بندھی ہو میں  
سر کھلا ہوا چہ شان جو اسے اڑتی ہو میں کمونٹی دار کزاون پانوں میں نوبت بج رہی ہو سگمہ چنگر ہوا ہر جھانجھ  
کی آواز بند ہو کفر و ش صفت بٹے ہیں الہی داسنے والے ایک طرف بیٹھے ہیں با خداوند آبجیات اور با  
پیر زلال روختنیز کا غل ہو چھے استاد میں نگہ سے تے ہوئے ہیں امرا جنوں میں بیٹھے ہوئے ناچ دیکر رہے ہیں ابھی  
کوئی اندر گنبد کے نہیں جاسنے پاتا ہر دن پچھلا باقی تھا کہ کمال عظم و شان سے سواری کشور شاہ کی آئی رسالے  
ساتھ پلٹنیں ہمداد لگا بچا ہوا چہ ارا ہنام کرتے ہوئے داراب کشور کشا مرکب پری پیکر پر سوار مرکب دریا  
جواہر میں غرق جلو میں ہزار ہا خا صبر دار غرض کشور شاہ اگر خیمے میں ادا کشتبان نہ کی خوان شریفی ہار بھول کے  
ساتھ لیکر مع داراب کے اس گنبد کی طرف آیا اب ہماروں نے دروازہ گنبد کا کھولا بادشاہ داراب کو ساتھ  
لیے ہوئے داخل گنبد ہوا عمر و ہمداد تھا اندر جا کر دیکھا کہ پانچ پانچ گز زمین چار طرف سے چوڑ کر میں گز سے قس گزیمک  
سور ایک چشمہ ہوا سین ہانی صاف و شفاف بھرا ہو کر آب سرد و پید اس کے سامنے آب نبات میں غرق ہو چھ آب لطیف  
ہو شعور کو دیکھ کر لڑنے لڑنے میں کو خوش کے پانی میر آئے تھے اور کتا سے کتا سے اس نمر کے گلے سے ہولن کے رکھے ہوئے ہیں  
کب گردان تمام پور کی ہو چھلیاں لغزہ مصقول کی ہانی میں آہل ہی میں کتا سے پخت طلب امر کا بچا ہوا سپہر ایک سرور ہوا  
سفید پیر میں گنگہ میں عمامہ سر پہ بندھا ہوا ہوا جو نہ رو نیاز کو فاسطہ خداوند آبجیات کی آئی جو اس حوض میں ڈال دی جاتی ہو  
نقد ہی ساتھ پیر زلال کے رکھے ہیں اور پیر زلال اس میں سے وہ کی آب بچھ میں باقی وہاں کے قادمو کو سے دیتے ہیں ہوا وہ سے  
بٹے جام پور کے رکھے ہیں انہیں ہانی ہوا ایک ایک دودھ پھل ہر جام میں بڑی چترک رہی ہو اور ان گنبد میں چاندی کی کئی  
ہوئی ہیں انہیں آگ بھری ہو اسہر بجزرات سنگ رہے ہیں عود و عنبر مل رہا ہو خوشبو پھیلی ہوئی ہو غرض کشور شاہ نے نہ درجہ ملی  
داراب کو پیر زلال کے قد میں پر ڈالا حال دیو کے ارسلے کا بیان کیا پیر زلال نے دست شغقت داراب کی پیٹھے پر پھیلا  
اور کہا کہ کشور شاہ یہ بڑا ہمداد ہو گا دین خداوند آبجیات کا جاری کرے گا اور ہار داراب کے گلے میں ڈالے یا پانچ لکھ  
آٹھ لکھ ہاتھ میں اس کے دیو کے کشور شاہ باہر باہر و کلیم فیاضی اور سکرو میں رنگیا خیال میں گز سا کہ او عمر و اس پیر زلال  
کو قتل کر کے آپ اسکی صورت بنے اور داراب کو پانچ لکھ ایک کیسے میں کھڑا ہوا سپہر دیکر رہا ہو کہ ایک آدمی  
ہوا نبوہ عام ہو نہ رو نیاز چہ رہی ہو پیرات گئے نیک بڑا ہجوم رہا بعد اس کے لوگ کم ہوئے گئے دو پیرات گئے ساتھ  
ہو گیا پیر زلال اور تمام کشیش رہا نہ اسنے اور ایک طرف اس حوض میں زینے بنے ہوئے گئے اور ایک دروازہ  
لگا ہوا تھا اس میں چٹسکے عمر و بھی ساتھ ساتھ آیا دیکھا کہ ایک مکان بہت پاکیزہ بنا ہوا ہوا بان پیر زلال آگوشا  
اور مال جو کچھ کہ چہ ساتھ اسے باہم تقسیم کیا بعد اس کے سو رہے عمر و پیر زلال کو یکدر ذمہ درگور کیا اور آپ اسکی  
صورت بنکر سور ہا صبح کو آٹھ آکر تلاب کے کنارے تخت پر بیٹھا اور کسا کہ لا کشور شاہ کو ایک منبت دولا  
کشور شاہ کو یاد دلا دینا کا چتا ساتھ آیا سلام کیا قد میں کو برسہ دیا ہاتھوں کو چہ پیر زلال نے کہا کہ اگر کشور شاہ



خداوند آسمانیات مجھے بہت خصا میں ثابت آدروہ میں کشور شاہ نے کہا کہ گناہ میرا کیا ہو پیر زلال بوسے کہ پہلے  
نوعلاب میں مع عمارت غرق ہوئے تھا بچا یا بعد اسکے دیو ہوشنگ تکو لیا تھا اس ظالم کے پیچھے سے مجھے چھوڑا یا اور  
داراب ساہوادر تکو دیا تو نے اسکی ہندوئی رہنے میں بہت سے دین میں کوئی آسمان کے خدا سے تا دیر کو نہاتا ہو  
کوئی لقا کو خدا جانتا ہو کوئی لات و منات کو سجدہ کرتا ہو کوئی آفتاب پرست ہو خداوند آسمانیات کو منظور ہو کیا ایک  
زمانے میں ایک دین جو جیسے بس تکو لازم ہو کہ جا کر فوج بہت سی نوکر رکھ جائیں روز ہمارے پاس نہ آئے کہ مجھے  
ملاقات نہو گی مگر کل صبح کو اس کو وہ کھڑے سے ایک سوار قدرت خداوند آسمانیات سے پیدا ہو گا وہ داراب کو  
میں سپاہگری سکھائیگا خبر میں نے تیری خواہ کو خداوند آسمانیات سے معاف کروایا ہو مگر اب ایسی حرکت نہ کرنا یہ کلمہ خاص  
کیا دوسرے دن صبح کو داراب دامن کو وہ کھڑے چلا قریب پہاڑ کے پہنچا تھا کہ سم مرکب کی آواز بلند ہوئی آگے  
بڑھا کچھا کہ ایک سوار بوڑھا لباس بھی کتہ اور گھوڑا بہت دہلا کثیف صورت پیدا ہوا داراب سے کہا کہ میں حکم  
آسمانیات سے چھ سو ساٹھ فرسخ سے آیا ہوں کہ تجھے فن سپاہگری میں تیار کروں اور نام میرا سوار قدرت ہو داراب  
اسے اپنے ساتھ کشور شاہ پاس لایا خلعت دلویا مکان رہنے کو دیا دوسرے روز سے حکیم کرنا شروع کیا پہلے قیس سو  
ساتھ میں نرسے کی داراب کو سکھائی اور نیزہ حریت کا نوڈ ڈالنا اور چھین لینا اور نیزہ کے عینہ لڑا کر حریت کے  
باتھ سے نکال دینا بتایا بعد اسکے گزرتا تھا میں پکڑنا حریت پرانا اور آپ حریت کے گزرتے پہنا اور گھوڑے کو بچاؤ اور اپنے  
کا مرکب چھین لینا بعد اسکے شیرازی اور ہاتھ سے حریت کے کھو چھین لینا اور تلوار سے کھوار حریت کی نوڈ ڈالنا اور حریت  
کو مرکب پرست اٹھا لینا تعلیم کیا بعد اسکے تیراندازی اسب باری کنداندازی بتائی چالیس روز میں داراب کو بچاؤ  
آفاق کر دیا داراب اور فلاح و دولان دست خوش ہیں کشور شاہ ہر روز خلعت و جواہر و پوشاک و لباس دیا کرتا ہی  
جب خوب یہ دولان علم سپاہگری اور فن عماری میں پہنچے ہو چکے سوار قدرت نے کہا کہ اب میں جاتا ہوں اور جنگاں  
آسمانیات کو تعلیم کروں ہر چند کشور شاہ نے روکا کہ ابھی نہ جانیے اور داراب بھی مانع ہوا مگر سوار قدرت نے نہ  
مانا اور کشور شاہ سے کہا کہ صبح کو ہم دین گنبد پر جانا جہان مید ہوا تھا پیر زلال سے ملاقات ہوگی جو کچھ وہ کہیں اسپر  
محل کرنا ہو کلمہ پشت مرکب پر چکر حکمت صحر و نہ ہوا اور کشور شاہ دوسرے دن صبح کو سوار ہو کر خدمت پیر زلال  
میں گیا دیکھا کہ پیر زلال بیٹھا ہو کشور شاہ قدموں پر گر با تہ جسے پیر زلال نے ایک کاغذ سفید کشور شاہ کے  
ہاتھ میں دیا کہ اس کاغذ کو جو من میں ڈال دو جاسمین لکھا ہوا دکھائی دے اسپر عمل کرو کشور شاہ نے ویسا ہی کیا کاغذ  
پر لکھا ہوا دکھائی دیا کہ میں خداوند آسمانیات ہوں خداوند آسمانیات کا جو کچھ کہ پیر زلال روٹھنے سے لے اور جملہ اور  
تخت اور دریاں غامبر دارون کی اور علم و نشان سب آبی رنگ کے بناؤ اور لشکر بیکران ساتھ لیکر خدا پرستوں پر  
جا اور پیر زلال روٹھنے سے نقشہ تخت کا دیا کہ اب اس تخت بنے کہ درجہ بالا لا جو ردی اور بیچ کا درجہ طلائی اور درجہ  
نقرئی ہو درجہ بالا پر ہم بیٹھیں اور آگے پیچھے درجوں میں ہمارے خدمتی اور فزیت نواز شش نواز زمین سے لے اور جب لشکر  
محرمہ پر پہنچیں تو طوارقین غلی کر کے نغزہ کریں کہ دشمن پیر زلال کا دولان جہان میں رو سیاہ ہوا اور رو پیر اشرفیان  
جواہر اپنے پاس سے دیا کہ جلد بارگاہ اور تخت اور دریاں سپاہ کی بنیاد کشور شاہ نے بموجب حکم پیر زلال  
روٹھنے سے سب کچھ بنوایا اور جملہ لان منحل آبی کا تیار کر دیا اسپر در و دوزی کام بنوایا اور جملہ لاکھ سوار سب آبی پوش  
اور مرکبوں کا اسباب بھی سب لا جو ردی تخت پر درجہ بالا میں پیر زلال شکن ہوئے اور دوسرے درجے میں طلائی  
ماہ طلعت جام لا جو ردی ہاتھوں میں لے ہوئے اسمین چھینان نقرئی ہوئی زمین ہر مرتبہ جام اُچھالتے ہیں اس



ساغر کا پانی اس ساغر میں اور اس جام کا پانی اس جام میں گرتا ہی اور ہا خداوند آجیات یا میرزا لال کو غفل  
کاغل ہوتا ہی اس علم و شان سے پیر زلال روغن ضمیر مع داراب کشور کشا اور کشور شاہ شکر اختم کو روغن  
ہوئے کوچ بکرج بیٹے

## اب دو کلمے داستان مسمار دریا باری نا بکار اور خسرو نا بخار کے بیان کیے جاتے ہیں

اور صرے جب ملک مسمار دریا باری اور خسرو ایک سو چالیس سردار حمزہ صاحبقران کے پتر کو صندہ دفون میں  
جد کو کے مسمار کوہ کو چلا تھا اٹھا سے راہ میں تیری منزل میں سرودن کو صندہ دفون سے باہر نکلا فل و نغیر میں  
گرنی کر کے سب کو اعراہن پر لیا کر بیٹھا ہوا پانچویں منزل تھی کہ گرد و غبار کا تعلق تھا جب گرد و غبار کا تعلق تھا  
کہ چھ سو علم نشان چھ لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھر ہر سے پر نغیرت خداوند آجیات اور پیر زلال روغن ضمیر کی  
مرقوم تھی اور تخت پر پیر زلال سوار برابر کشور شاہ بیٹھا ہوا اور داراب اند شیر کے آگے آگے اور آجیات پر ستون  
لے بھی لکھ دیکھا اور خسرو ہفت کرائی کر ملک مسمار اور دوسے نرس جان سلطان ہو کر سرداران حمزہ کو عمار کے ہاتھ سے  
جے واکر لے جاتا ہی کہ مسمار کوہ میں انھیں قتل کر کے پیر زلال سے شکر غصناک ہوئے داراب سے کہا پکڑ لے انکو نہ ہلے  
وے کہ سب آجیات کے جد سے ہیں داراب اس وقت گھوڑا چھا کر لشکر پر مسمار دریا باری کے گڑ اور آجیات  
بھی دوڑے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ میں داراب اور خسرو سے مقابلہ ہوا خسرو نے تلوار باری داراب  
نے سپر کو چھری کی پناہ کیا چتون تلوار کے ساتھ لڑی تھی جب تلوار نزدیک پہنچی چینی ملی دراد کر کے چھبکی دی کہ  
تلوار بہت بڑی تھی ہر بازو ڈال دیا اسکے قبضہ کو اپنے قبضے میں کر لیا ہاتھ مڑو ڈکڑ تلوار چھین لی اور سر نہ بچھڑ میں  
ہاتھ ڈاکر خسرو کو اٹھا لیا سر پر چہرے دیکر دین پر مارا چھاتی پر چھوڑ کر مشکین ہاتھ صحن فتاح کشوری کے  
حوالے کیا کہ لیا ملک مسمار نے جو دیکھا کہ بیٹا اسیر ہوا خود تلوار کھینک داراب پر آیا چلا گیا داراب نے  
آسمان پر گر کر رگڑ لیا جنگ مغلوب ہوئی اخیر کو لوگ ملک مسمار کے تھکے شکست ہوئی مال و خزانہ سب چھین کر  
لوٹ لیا سب سرداران حمزہ کو پیر زلال روغن ضمیر کے سامنے لائے پیر زلال نے کہا کہ انکو قید رکھو جب حمزہ سے  
سامنے ہوگا اس وقت انکو قتل کر کے سب کو لیا کر قید کیا دوسرے دن صبح کو اورادہ کوچ کر کے کا تھا کہ گرد و غبار کا تعلق تھا  
اور لقامع لاہوت شاہ اور بختیارک و کلکال خون آشام وغیرہ کے ہونچا اگر سنا کہ بفرج آب پر ستون کی ہوا  
ملک مسمار و خسرو گرفتار ہو گئے اور قید سرداران لشکر اسلام کی آب پر ستون نے چھین لی لقانہایت غصناک ہوا  
اور لاہوت سے کہا کہ ہمارے آب پر ستون کو قتل کر جس سے کہ گو موت دھو یا جاتا ہی اسے ہتھائی مانتے ہیں پانی بھی  
نہ دے لاہوت شاہ نے میدان کا راستہ لیا مبارز طلب کیا داراب کشور کشا مقابلے کو آیا اور بعد گفتگو کے لاہوت  
نے نیزہ مارا داراب نے جبہ طعن میں نیزہ اسکا ہوا لی کہا لاہوت نے گزرا داراب نے گزرجھین دیا کشی ہوئی  
شام کو داراب لاہوت شاہ کو پکڑ کر لیا طبل باز آشت بجا دو وزن شکر بھر کے لقانچے میں آکر داخل ہوا  
یا قوت شاہ نے کہا کہ با خداوند آب نے یہ کیا تقدیر کی ہو کہ آب کے دوست اور نور خالص گرفتار ہو گیا  
ہو کہ یہ تقدیر آسمانی ہو میری نہیں ہر بختیارک نے کہا کہ اگر آپ فرما لے تو میں ان آب پر ستون کو بلا لیاں اور چیز  
کھا چاؤ دست بنان لقا بولا اوشیطان دغا دہی تقدیر کی دوسرے دن صبح کو بختیارک جانب شکر آب پرستان چلا  
پیر زلال روغن ضمیر کو خبر ہوئی کہ بختیارک آتا ہی کہ اسے استقبال کر کے لاد لوگ گئے پیشوا لی کر کے لائے  
بختیارک نے پیر زلال کو کمال شان و شوکت سے پایا اور دیکھا کہ ایک طرف کشور شاہ بیٹھا ہوا دوسری جانب داراب







سو جتنا نہیں اور نہ دیا وہ کوئی دشمن میرا نہیں یا تو زمین آفتاب پرستی اختیار کر دینا مجھے ۹۰ عشر صبا خدمت لیا  
 میں گیا پیغام ایم ج کا دیا نورالدین ہر نے کہا کہ کدینا ایم ج سے کہ عمر واد نے ایک ہا صے بیان کا نوکر تھا وہ اور  
 لالائی صاحب قرآن پر کتا تھا اسے ٹکڑا دیا اور تم جس وقت بس جنگ بجا کر میدان میں آؤ گے ہم تمہارا مقابلہ کر سکتے  
 عشرتے یا مے جا کر ایم ج سے کہا ایم ج نے حکم دیا کہ نہیں جنگ کیے اور لشکر اسٹم میں بھی خبر ہوئی انکارا نے می اواز فر  
 میں آیا چند ہر رات تباری ہی بھیج کر وہ دونوں لشکر میدان میں آئے سنیں آراستہ ہوئے ایم ج نے گھوڑے پرست  
 ہر کر آفتاب کو سجدہ کیا اور مالک بن ملکوت شاد سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارک صوب کیا اسد جو کھڑا تھا  
 تھا اسنے طماس سے کہا کہ ای بریشہ کلنگن تعجب ہو کہ آقا تمہارا جاکر اس پالی ہزار بیگ سے مقابلہ کرے اور تمہارا شکر  
 بیعت ہو کر اور وہ تو ہم کے لئے تھا کہ اگر کنگر میرا ہو شاہ شہزادے کو اسنے ہاتھ سے چتر زخم پہنچے تو تمہارا پکر و گے  
 میدان جا کر اس پالی کو پکڑو اور اسکا حقیقت کیا ہو تمہاری ٹکڑی میں پیشاب خفا ہو جائیگا طماس نے کہا کہ ایسا منو کہ  
 شہزادہ دیکھو مجھے بخیرہ ہوا اسد نے کہا، ذمہ میرا ہو کر اسے زندہ دیکھو لا فصل نہ کرنا طماس اسد کے کشت سے گنتہ  
 گونج مایہ برات اجادت سامنے تخت بادشاہی اور حمزہ صاحب قرآن کے آیا عرض کیا کہ اجازت ہو تو جا کر اس  
 ہزار بیگ کو پکڑو ان زمانہ سابق کا دستور تھا کہ جو کوئی اسادہ میدان کا کرتا تھا اسے دو کتے دیتے اسوا سٹلے کہا  
 نولت ہوتی تھی کہ میں قباہل میداناری نہیں ہوں جو نہ جاتے دیا ناچار اسکو اجازت میدان دی طماس مقابلے  
 کو ایم ج کے چلا نورالدین ہر دیکھ کر گیا اسد سے کہا کہ او کھت یہ میری حرکتیں ہیں تو نے انتہائی کر کے طماس کو بھیجا  
 ہر اسد یو لا بھولی صاحب آپکار جبہ نہیں ہر کر آپ سب سے دہے پچھون سے سا شا کرین دیکھو طماس اسے ہر سے  
 لانا ہر میں نے بھیجا لا کیا برا کیا نورالدین ہر چپ ہو رہا تھا طماس ایم ج کے سامنے آیا ایم ج نے جو طماس کو دیکھا بہت  
 آزدہ ہوا کہ ای طماس مجھے احمد نورالدین ہر سے میداناری کا دھم تھا وہ کیوں نہ آیا ٹکڑیوں میں بھیجا طماس بول  
 کہ ای ایم ج مجھ پر ایسا ملازم جسکا ہو وہ کا ہیکو کسی کے مقابلے کو بٹلے اسے کیا عرض ہو جو ہر کس دھم سے مقابلہ کرے  
 میں آیا ہوں کہ ٹکڑا ہر ٹکڑا ہر دن ایم ج یہ ٹکڑے نہایت غصہ ک ہوا اور کہا کہ میرا بھی ملازم ہر میں اسے ہر سے  
 مقابلے کو بھیجتا ہوں کہ وہ کچھ لڑے گا یہ ٹکڑے نورالدین ہر سے اسد سے کہا کہ او کھت دیکھا تو نے کہ ایم ج نے مقابلہ  
 نہ کیا پھر گیا اسد نے کہا بھائی صاحب وہ اپنے خوف جان سے پھر گیا کہ ماما نہ جانوں اور بھائی صاحب اب ہر کی محبت اور  
 سرور دھانے لے اسے خراب کیا ہی پامی کو بہت سر نہیں چڑھاتے ہیں اور آپ کیا کریں کہ آپ کا تو دل اسہ آیا ہوا ہو  
 مگر آگے آئی طبیعت ایسی نہ تھی نورالدین ہر نے کہا کہ ہاں بھئی تم سب جو جان تمہاری احمد باتیں دیوانگی کی ہیں وہاں  
 بھی بن ٹکڑوں پرست بھی بنا دیا اچھا بھئی جان داں ہاں تمہاری باتیں غصہ میں ٹکڑوں بھی جو چاہو کہ نورالدین ہر چکا ہوا  
 مگر ایم ج جو پھر نہ شکر میں گیا بلوٹا جگر دن سے کہا کہ تم جا کر طماس سے مقابلہ کرو اسے نہ ہر سے آٹا  
 بلوٹا ایم ج سے رخصت ہو کر مقابل طماس کے آیا بعد ازاں ٹکڑوں کے بلوٹے تیز دھاما طماس نے تیزہ اسے ہاتھ سے  
 نکال دیا بلوٹا نے چوہرست طماس پر ماری کہ سیر سے اچٹ کر راتو پر طماس کی چوٹی صوبہ ضرب چوہرست سے  
 طماس کو نور آیا آفتاب پرستوں میں غم جلوہ گری پرستے یا نیرا غصہ آفتاب تابان کا نل ہوا طماس غصہ ک ہوا کہ  
 جو ورا اعراسے نہتے سا طور ساز سے ٹوسوں کا اڑٹھا یا وہ بلوٹا پراں بلوٹا نے سیر پر روکا تھا کہ سا طور سے سیر کو  
 کاٹا سر پر بڑا کہ سر اس کے جیسے کو کاٹا سر امی گردن میں آؤ کر صندوق سینہ سے ہاتھ قطرہ سیاب کے گز رنگ تمام  
 جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے زمین کو بوسہ دیا راکب و مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے تھ ہوا کہ وہ بلوٹا مارا گیا



اس وقت کمال رنجیدہ ہوا کہ اگر میں جانتا کہ بلوچ کے ہاتھ سے ہمارا جا بگا تو میں اسے میدان میں بھیجتا ہوں آپ ہی مٹا جائے اس کے  
 بڑا رنجیدہ ہوا۔ گیارہ روز تو حاضر قریب بازگشت ہو کر پھر اپنے خیمے میں آکر بیٹھا بلوچ کے واسطے روئے دیتا ہوا اور کتا ہی  
 کہ میان اس عادی کو کہو کہ نور الدین ہرنے زیر کیا ہوگا جنگ یقین نہیں کہ نور الدین ہرنے اسے زیر کیا ہو ایک آدھ سٹے  
 کما کہ ہر در شاہین سے زنا ہو کر نور الدین ہر طماس ناشق ہو کر ایک آدھ سٹے کما کہ میان خیر نور الدین ہر وہ بہادر  
 ہو کر آدھ کو دہر طماس کا گیند بنا کر اچھا لانا ابرج بولا ہوگا اگر اب تو میرا کچھ یک گیا ہو اگر کوئی اسے پکڑے تو میں  
 بہت خوش ہوں شاہ پور سے کما کہ اب مجھے طماس کو بھیجے یہ کھیر وادہ ہوا اور سات کو باورچی خانہ میں ایک کدائی  
 صورت بن کر کھاتے ہیں بیوقوفی لاکر طماس کو کھانا کی پیش کر کے باورچی خانہ میں لایا ابرج طماس کو کڑا  
 غل و زنجیر کو کے دشمن میں لایا طماس نے خود کو بندت ہوئے پایا اور دیکھا کہ سامنے ابرج بیٹھا ہوا آخر بلوچ باہل اسلام  
 سلام کیا اور کما کہ اوپر اتر بیٹھے آخر کو تو قیامی ہو دیکھا کہ میں اس کا کمر نہ کر سکتا تھا تو ہمارے کچھ کچھ ہو کر آیا ہوا ہمارے ہاتھ پر  
 عیار کے بھر دے کر تار و تخت ہو کر نامور ویر ابرج یہ کھیر سنگراگ ہو گیا کما کہ اوامادی تو نے میرے اپنے رفیق کو  
 مارا کہ اس کا بدلہ مل و نظیر نہ نمایاں اس کے عوض میں مجھے قتل کر دینا اور کما کہ وہ جلا دون کو بوجہ نکو کے اسی وقت جلا  
 کر حاتمہ موسے اور ریت کا چوڑا بنا کر نواں سپرداں یا اور ہاتھ پڑ کر طماس کا بھادیا اور کما کہ اٹھ جو کما نا مو کو کے  
 جو پیا ہوئی سے وصیت کرنا ہو کر نے جسے یاد کرنا ہو کر نے وقت خیر ابرج طماس بولا کہ وصیت یہ ہو کر میرے آقا  
 نور الدین ہر نشان بن بدیع الزمان سے امدت کیا کہ میں یکس دیکھ جان، اگیا میرے خون کا عوض اس آفتاب پرست سے  
 لے اور یہ دیکھ خداوند عالم کو خدا سے کہ جس تو اپنے تمام میں معروف ہو ہوا دیکھ جسے حکم کا منتظر تھا کہ منتظر ہوا اور  
 نور الدین ہر خیر طماس کے گرفتار ہوئے کی سنگریہ و تنہا اگر داخل ہو گا ابرج ہو رہا کہ قتل کیا طماس نے قید  
 تو ذوالی ابرج یہ حال دیکھ کر بہرہ ہو کر ہو کر اسی نور الدین ہر کی حرکت نہی کہ بارگاہ میں بیری اگر قیدی کو چاہا لیا اگر  
 اگیا میری بارگاہ میں نہ آیا ہونا تو مجھے قتل کرنا نور الدین ہر نے کما اگر اور کما میرے رفیق کو اس طرح چھڑا سٹا تا تو میں بغیر  
 اسے اس کو چھوڑ دیتا یہ کھیر طماس کو لیے چلا گیا لیکن ابرج بلوچ کے غم میں بیٹھا ہوا اور ہاتھ پر کار و ن سے آکر  
 خبر دی کہ قارن بن بلوچا جگر دن آتا ہو ابرج نے لوگوں کو استقبال کے واسطے حکم دیا سردار کے اور استقبال  
 کر کے لائے دیکھ کہ وہ بھی کچھ دن ٹھیک صورت بلوچا کی بر قارن سے ابرج کے قدم چمکے سے بیٹھا سب کو دیکھا  
 اپنے باپ کو نہ پایا چہا کہ باپ میرا کمان پر ابرج روایا اور کما کہ کل طماس کے ہاتھ سے مارا گیا اسے بھی ایک آدھ  
 اور اپنی حالت تباہ کی کہ اگر آپ میں جنگ ہو اسے اس وقت سے دیکھیں جنگ بیکے نقارہ زنی یہ چوب بڑی لشکر  
 میں خبر ہوئی کہ بیٹا بلوچا جگر دن کا آیا ہوا اسے میں جنگ ہو یا جو صاحب قرآن سے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی  
 میں جنگ بیکے چار پہر سات درستی آلات حرب میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر صف آرا ہوئے قارن ابرج سے  
 اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا کہ طماس میرے مقابلے کو نیکے طماس بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مقابل  
 قارن ہو نور الدین ہر نے چلتے وقت کدیا تھا کہ ابرج طماس قارن کو زندہ پکڑنا طماس نے عرض کیا تھا کہ بہت  
 غریب ہیں جو وقت مقابلہ ہوا بعد ازنگار وندی کے قارن نے کما کہ اوامادی تو نے میرے باپ کو قتل کیا ہو میں تجھے بغیر  
 اسے نہ چھوڑونگا انہی حربے کو طماس نے کما کہ یہ اپنا خود نہیں جو تو اپنا حربہ کر قارن سے خیر و اسیر و اطمینان  
 سے خیر و اس کا ہوا لیا قارن نے جو بہت ماری کہ سہ پہر سے اجب کر گیند سے کے مزہ چڑی کو بھیجا پاش پاش ہو گیا  
 طماس یہ یاد دوز سپنے اس کے گیند سے کما کہ بعد اس کے پانچ ہر و ان کی کشتی میں اسے زیر کیا اور ہاتھ پر کما کہ اسے لشکر



میں آبا قارن کو خیمے میں لا باغل وز بھر میں گرفتار کر کے مکان محفوظ میں اسیر کیا اور امیرج نے شاہ پور سے کہا کہ تو  
 جا کر قارن کو عجز و شاپور شیر دل صورت اپنی جل کے لشکر اسلام میں گیا بیٹے زندہ اٹھانے کو در یافت کیا وہ پہلے  
 رات گئے ہو اس کے رخ پر کھڑے ہو کر بیوشی آواز شروع کی کہ نگہبان بیوش ہوئے شاہ پور اندر آبا قارن کو چھڑایا  
 ہا ہا کہ امیرج پاس لیجئے قارن نے کہا کہ اے شاہ پور میں جب تک طماس کو مار نہ لگا دیا تے نہ جاؤ لگا شاہ پور سے کہا کہ انہ  
 چلے چلے بھر بھر لیجئے گا قارن بولا اے شاہ پور میں اپنے ارادے سے باز نہ آؤ لگا ہرگز تیرے ساتھ نہ جاؤ لگا شاہ پور چلا  
 کہ اچھو اختیار جو میرا کام تھا وہ میں کر چکا قارن نے کہا کہ طماس کے خیمے کے دروازے پر مجھے پہنچا دے شاہ پور  
 نے لاکر دروازہ بارگاہ طماس پر پہنچا دیا قارن پوشیدہ ہو کر کھڑا ہوا کوئی چار گھڑی رات باقی تھی کہ شاہ پور نے  
 کہا لیکن طماس دو گھڑی رات رہے سے اٹھا حواج مزدی سے فراغت حاصل کی و منوکر کے نام پر جس پر شک ظن کر  
 پہلی بارگاہ سے باہر آیا کہ سوار ہو کر خدمت خانہ زادہ مالہو قارن روانہ ہو قارن نے فرصت باکر عموار طماس  
 بھاری طماس جب عموار کی دیکھ کر سہما ہوا پیچھے کو سر کھینچا لہو اریٹ پر چڑھی کہ آئین باہر نکل آئین طماس پیٹ پکڑ  
 بیٹھ گیا بیوش ہو گیا قارن گھوڑے پر چڑھ کر بھاگا بیان قل ہوا کہ اسے طماس کو کوئی مار کر ہلا گیا خبر نورالدین  
 ہوئی سرد پابرہ نہ دوڑا ہوا آباد کیا کہ طماس بیوش ہو فرمایا در یافت کردہ کام کسار ہر کاروں نے آکر خبر دی کہ قارن  
 رات کو چھوٹ گیا اور قارن امیرج کے پاس پہنچ کر آبا کا کہ میں طماس کو مار کر آیا ہوں امیرج بولا اے قارن  
 کہ کہ اپنے تیرے باپ کو مارا ہو گر باور بے نظیر تو نے بہت مجھ کیا قارن پشیمان ہوا امیرج نے کہا اے قارن اگر  
 یہ شیار کر کے مارتا تو تیرے واسطے ناموری تھی اور میں نامردی ہو کر تو نے اسکو مجھ کیا اے قارن بولا اے  
 مہر بار باپ کے غم میں مجھ کو کچھ سوچتا تھا امیرج پکارا خبر مجھ کو ہوتا تھا وہ ہوا اگر غیر اظہر طماس کو بھالے شہ  
 شدہ خبر نورالدین ہر کو پہنچی کہ قارن طماس کو زخمی کر گیا ہوا شاہ پور سے کہہ کر مسمیہ وردگار عالم کی اگر طماس  
 مر گیا تو قارن کو مع امیرج کے ذمہ نہ چھوڑو لگا کہ اس میں صاحب قرآن گرامے اخگر شناس کو لیے ہوئے آئے  
 نورالدین ہر سنے طماس کو بنگ پر لٹا یا تھا کہ امیرج کو دیکھا اٹھا سلام کیا عرض کیا ملاحظہ فرمائیے کہ میرے عاشق کا یہ  
 حال ہو یہ کتا ہو اور سوتا ہو امیر نے دلا سادہ کہ جس نے خدا یاد کر وادھر ہدیع الزمان حلی دے رہا ہو کہ گرامے  
 زخم دیکھا آئین پیٹ کے اندر کے زخم میں ٹانگے دیے اور نورالدین ہر سے کہا کہ حضور خاطر جمع رہیں طماس کے ایک  
 رو گئے کو مرنے لگا یہ بخوبی اچھا ہو جائیگا شاہ پور وہ کھنڈے گرامے کے سٹلن ہوا لیکن ہر کاروں نے امیرج کو خبر دی کہ  
 نورالدین ہر کتا ہو کہ اگر طماس مر گیا تو قارن کو مع امیرج کے ماتہ لگا امیرج یہ شکر کمال غنیمت کہ ہوا طبل جنگ  
 کہ کل صبح کو معلوم ہوا جائیگا خبر نورالدین ہر کو ہوئی کہ طماس سے بیان بھی طبل جنگ بکے کہ کل اس آفتاب پرست کو  
 سر جنگ معقول دد لگا اور لقا کے لشکر میں لقا رہ چکی نوازش میں آبارات بھر قبون لشکر مل میں نیاری رہی صبح  
 کو صبح کر اسے نہ ہوئے ابھی کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ صبح کی طرف سے گرد آئنی کہ میت از دامن کوہ و  
 دشت اور رنگ چ گردی بر غاست طویار رنگ ہر کار سے خبر کے واسطے روانہ ہوئے کہ گرد و قریب پہنچی  
 گرد سنے باد کو مارا باد سنے گرد کو دامن گرد شگافہ ہوا دیکھا کہ سو علم نشان لکھ سوار کا اور ہر علم کے چہرے پر تکیہ  
 لگا سے بے ہمتا را لہ در گاہ زمر و شاہ باختری مردود الہ او پیٹن نامرسل گنجاب بن النجور بن ملک  
 حرمان دیو کش کی ہر دم متی بعد اسکے خنابلین خنابلین قنچیان بالون کی ز مبرداروں کے قول کے قول مرکب  
 ہندی دلی کہی مہی حواجی عربی بسانہ بیان مرصع اسکے بعد سنے پانی چھرتے ہوئے اور ایک جوان حوی بیکل



خونی بازو خونی گردن بلند بان کر گھن پر سوار اسکی پشت پر لاکھ سوار اور یا سہ آہنی بن خون دکھائی دیکھ کر  
 نے معلوم کیا کہ طرح بگڑہ بند بن ذوالقیس خون آشام لقا کی مدد کیا اسلحہ آبا جو اور اگر جمشید خانی و خورشید خانی کے  
 شریک ہوا اسکی آمد میں دن تمام ہو گیا لشکر بچے سینوں میں داخل ہوئے طریقہ لڑہ بند اگر بارگاہ میں بیٹھا لقا کو نہ کیا  
 احوال پوچھا لوگوں سے کہہ کر مسما رکھ کو لے ہوئے میں طریقہ ثابت آئندہ ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کہ کل دن  
 خدا پرستوں کو مار کر خداوند کو جا کر دیکھو لگا یہ لشکر اسلام اور آفا بہستان میں ہوتی وہاں بھی طبل جنگ بجاوات بہر  
 تیاری رہی صبح کو فینون لشکر اگر مقابل کیے گئے ہوئے جسوقت صبح میں آستانہ جو میں میدان تیار ہو چکا لقب نبیب  
 و دیگر چھ گئے طریقہ سے ایک طرف کو لشکر خدا رکھا اور ایک جانب کو لشکر سنوٹا سا پایا احوال پوچھا جمشید خانی  
 نے کہا کہ یہ لشکر کثیر خدا پرستوں کا ہے اور اسے لشکر قلیل آفتاب پرستوں کا ہے اور امیرج اسلحہ سردار ہی اور امیرج سے کہا گیا  
 آذر خداوند کو پہنچائے ہیں بہت بند سے لقا کے اسلحہ ہاتھ سے کام آتے ہیں طریقہ سے کہا کہ پہلے انہیں کام  
 تمام کرو دن کے لشکر میدان میں آبا مبارز طلب کیا لشکر امیرج سے نصر طراول کشتی گئے نکلا ہاتھ سے طریقہ کے زمینی ہوا  
 غراب کشتی گئے نکلا بروج ہوا قلم بروج زمینی مقابل ہوئے وہ بھی گھائل ہوئے شام تک سات جوانوں کو طریقہ سے  
 زمینی کہا اور باج کو جان سے مارا طبل بارگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آگاہ میں داخل ہوئے صبح کو طریقہ سے امیرج  
 کو نام لکھا کہ امیرج نامے کو دیکھتے ہی میرے دشمنوں کو بوسہ دے اور دین زمرہ پرستی اختیار کر لینی سے ہمارے  
 بیجا کر امیرج کو دیا امیرج نے بڑھ کر چاک کیا اور اپنی سے کہا کہ طریقہ سے بہت ساجھک مارا اور حکم دیا کہ اپنی کی گردن  
 میں ہاتھ دیکر نکال دیا اپنی خوب ذلیل ہو کر سامنے طرح کے آبا مل بیان کیا کہ میں نہیں ذلیل ہوا آپ خود ذلیل ہوئے  
 طریقہ سے غضبناک ہو کر تمہارا اپنی پر ماری کہ تو زبان مر گیا ذلیل ہو کر آیا اور بائیں بناتا ہے ایسی نوار اسکی کر پڑی  
 کہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے اسی فتنے میں طبل جنگ بجا امیرج کو میدان میں آبا مبارز طلب کیا جو جان دریا باری امیرج  
 سے رخصت ہو کر مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی طرح سے نیزہ نکال دیا جو جان لے تمہارا ماری طریقہ سے زد کر کے  
 چنادر کیا کہ سب کو قلم کو کے سر پہ پڑی کہ تادو ہر دو اڑ گئی دستا نہ مارا تمہارا دوسرے قتل گئی گر ایک ہا در خون کی جاری  
 ہوئی غشی ماری ہوئی مرتبان دریا باری نکلا زمینی ہوا طرطن میں میدان لڑائی میں سوا سے امیرج کے  
 کوئی صبح و سالم باقی نہ رہا اب طبل جنگ بجا کر لشکر اسلام کی طرف حطاب ہوا مبارز طلب کیا حارث بن سعد  
 مقابل ہوا بعد گفتگو کے طریقہ سے نیزہ مارا حارث نے نیزہ اسکا ہوا لیا اس کا فرسے غیظ و غضب میں اگر تیغ  
 مارا حارث بھی زمینی ہوا متعاج نے سامنا کیا اس کے بھی زخم کا غرض اس روز بارہ سردار لشکر اسلام کے زمینی  
 ہوئے اور باج سردار سے لے طبل بارگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آگاہ کو پھر گئے طریقہ اگر صحبت میں  
 جمشید خانی و خورشید خانی سے کہا کہ خداوند جو بیان ہوئے دوسری باخدا دبان دیکھتے کہ میں نے کیا کیا اور کیوں کر  
 خدا پرستوں کو مارا عرضی خداوند کو لکھو کہ جلد بیان تشریف لائیں تاکہ شامیری لڑائی کا ملاحظہ فرمائیں جمشید خانی  
 نے عرضی اسی سنوں کی لکھو اگر مسما رکھ کو دیکھتے اور پھر طبل جنگ بجا امیرج کو صفت آرائی ہوئی طریقہ میدان  
 میں آبا مبارز طلب کیا فتنے میں گیا ہور مقابل ہوا نیزہ بازی میں برابر ہوا شمشیر زنی میں زمینی ہوا شام تک  
 دس بارہ سردار باختر زمینی ہوئے اور مارے بھی گئے ایسی میدان ارمان گین کہ کوئی دو ڈھالی اس سردار  
 زمینی ہوئے اور مارے گئے ہار حوین روز سب لشکر میدان میں آستانہ سے اور طریقہ مبارز طلبی کر رہا تھا کہ  
 کئی اس کے مقابلہ کو نہ نکلا تھا کہ صحرائی جانب سے گرد تیرہ دتا نمودار ہوئی شوز گرد و غبار یکہ شد بر پھر ہار



رفتار خوش گم کرد و مرد ہر کام سے خبر کے واسطے رواد ہونے جس وقت کہ وہ گرد و قریب کر شق ہوئی ہم سو علم حاصل  
 چھوڑا کہ سوہر کی ہویدا ہونے کہ ہر کام کا ہر کام کی رنگ کا اسپر پلین زرد و زری بنی ہوئیں بھلیان نوری انصبا کی  
 ہوئیں اور جیسے سوہا ہنسی کہ انکی جھولیں بھی آبی مسکون پر آئینہ بندھے ہوئے سونڈون بین زنجیریں طلائی انفری الٹی  
 ہوئیں تمام صحرا باغبون سے کھلی بن معلوم ہوتا تھا بعد اسکے ہنسا لیں خستہ تالین قہجیان با لون کی مرکب تارخی کی  
 کچھ بنی عرافی عربی با ساز و ریاق دو دو سائیس چوریاں لے ہوئے ساتھ ہزار بارہ سوستے باد سے کی لنگیان  
 انکے بندھی ہوئیں گلبدن کے ہاگ سے بنے ہوئے ہزار سے دہانوں پر مشکون کے چڑھے ہوئے گلاب کیوڑا ملا کر  
 جھڑکتے چلے آئے ہن غاصر داندن کے محل قاصیان کا نہ صحن پر رکھے ہوئے خلافت خاصون پر آبی باتات  
 کے چڑھے ہوئے پیلین جو ہر نگار مرصع کا ر بعد اسکے دیکھا کہ ایک جوان ماہ خلعت شیر مولا رستم شجاعت مرکب  
 ہر سوہر زری ساغلم ماہی پکر چلا آتا ہے اور ایک تخت پر بادشاہ بیٹھا ہے اور ایک تخت کئی درجے کا بنا ہوا اسپر  
 شخص بارش سفید لباس آبی رنگ جو ہر نگارنگے بن تاج مردار ہے دوز سر ہے چار کوشش درہبان کہ جام بلورین  
 انکے ہاتھ میں اسبن پانی بھرتے ہیں اور اچھالتے ہیں اور صدا دیتے ہیں کہ با خداوند آبھیات اور جہ لا کھول  
 آئی پوٹل پشت پر چلے آتے ہیں انصبا کر ایک جانب کو صفت ہاند سے کھڑے ہیں پیر زلال سے رد مال ہا ہا ہا  
 آب پرستون سے ملواریں نگی کوسے قرہ کیا کہ دشمن پیر زلال کا دوزن جان میں دوسیا ہوا دھرا ہرج اور  
 شاہ پور سے کہا کہ عام وضع پیر زلال کی قلعہ دوران کی سی ہے اور دھرا میر سے فرما کہ وہی ٹھہرام ہر مسکن  
 پیر زلال نے جو ایک گبرنا ہنجا کر میدان میں دیکھا و اس اب سے کہا کہ کیا دیکھتا ہے بلکہ آبھیات اسکو کپڑا ہا جا کر  
 حق کر کہ اس آٹھ میں طرہ سے پھر مبارز طلبی کی و اس اب مرکب و وڈا کر مقابل طرہ سے ہوا طرہ تگا و رزن ہوا  
 اور و اس اب کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا طرہ کا گینڈا سات آٹھ قدم ہٹ گیا پیچھے پر جا رہا گرتے گرتے  
 سنبھل گئی مار کر لاق میں مسل کر سامنا کیا طرہ سے کہا کہ لوکان سے آیا ہو مجھے تو خدا پرستون سے سامنا چاہی  
 آئے کہا کہ میں صاحبزادان اب پرستان ہوں آبا ہوں کہ دین خداوند آبھیات کا جاری کروں طرہ بولا کہ ہا ہا  
 جس سے کہ موت و حو با جاتا ہے تو انکی خدائی مانتا ہے و اس اب سے کہا کہ اگر خداوند آبھیات نمون تو کوئی چیز  
 زندہ درہ سے نہ ظاہر ہو کہ کل نئی سے من الما طرہ سے کہا پانی کو کیا بخدا الی مانتا ہے لقا کو سجدہ کر جو خداوند سجدہ ہوا  
 ملک باختر و و اس اب بولا کہ وہ تو ابھی میر سے ہاتھ سے بھاگا ہے اس بھگڑے کو تین سجدہ کرتے ہو طرہ سے  
 جھنجھلا کر کہا کہ بس دبا دہ کوئی نہ کر لاس ہے اپنا و اس اب نے جواب دیا کہ میں پہلے عرب نہیں کرتا جب جرسے حو سے  
 سے خداوند آبھیات بھائیگہ تو میں بھی اپنا وار تحیر کر لوں گا طرہ بولا خیر اور و اس اب پر ہر چھا مارا و اس اب  
 تے ہر چھا اسکا چند طعن میں محالہ یا طرہ سے ملواریں و اس اب نے ملواریں بھیجیں لی آخر کو کشتی ہوئی کئی دوپہر  
 کی کشتی میں طرہ کو و اس اب نے زیر کیا اور شکسین ہاند سے لکر میدان سے پھرا ایک سمت کو و اس اب کا خیمہ ہا ہا  
 پیر زلال اگر خیمے میں داخل ہونے تخت پر بیٹھے کشور شاہ ہر پیر زلال کے دست دست کو منکس ہوا و اس اب  
 نے دنگل پر جلوہ فرمایا پیر زلال نے حکم دیا کہ لاؤ طرہ کو اس وقت طرہ کو محل وزنجیریں گرفتار کر کے لائے طرہ نے بطریق  
 لقا ہستان سلام کیا پیر زلال بولا کہ لقا کیا گئی ہے خیر طرہ پکارا کہ تو کیا سنگ نہیں ہے پیر زلال ہا کمرہ غنیم ہی آگ ہو گیا  
 سا خنڈالی اتاس کی رکھی تھی اتاس اٹھا کر طرہ سے ماسا کہ چھاتی ہے چھاطرہ بناگ ہو گیا قبہ تو ڈٹالی پیر زلال پر  
 و و اس اب لقا کر کہ اسے بہ ماسا کمان جانا طرہ سے ہاتھ میں زنجیر بھی پھرا کر و اس اب پر ماری و اس اب نے



ضرب اسکی خالی دی وڈ کر گریبان اسکا بکرا جھکا دیا کرنا دے کے جہاں آیا ایک گھونسا مانگے پرانا کو مفر اسکا پریشان  
 ہو اچرخ کھا کر گرا پ کر گیا کھا کر لاش اسکی چھو اور عیاران لشکر صا جعفران نامہ اراد و سرداران لشکر آفتاب  
 پرستان اور لشکر لغاتے، عا شاد و بکرا جا کر امیر اور ایرج اور جمشید و خورشید کو خبر دی کہ داراب نے یون طرح کو  
 مار ڈالا امیر اور ایرج میران ہوئے جمشید و خورشید لشکر ثابت پریشان ہوئے لیکن امیر کو ثابت محبت و ملاپ  
 کو دیکھ کر پیسا ہوئی تو مال دہرے بھی نریضین داراب کی بہت سی کہیں اسدے کے کہ اگر بجائی صاحب پر و مولیٰ عجبہ جی  
 تو مال دہرے کیا کہ بھی نہ یون نہیں جسکو چاہئے ہو بنا دے جو اسدے سے جواب دیا کہ بجائی صاحب من غلاف نہیں  
 عرض کرتا ہوں مگر لشکر کنار میں شام کو لقا بھی ہو نہا حال طرح کا سنا بہت رحیمہ ہوا اور میر زلال غدیر کو بکرا  
 کیا کہ نامہ حمزہ کا گھو اور ظلم لے آپ مسودہ کیا مضمون اسکا، تھا کہ او حمزہ خداوند آبجیات برحق ہی ایک دم  
 اگر اپنے بدن سے منہ موڑیں تو سب ہیاس سے ہلاک ہو جائیں اور سب بختیا پانی سے دندہ ہیں اور میں کیر زلال  
 اور خضر نائب خداوند آبجیات ہوں آگاہ ہو کر گیا کیا احسان میں سے تمہیں کچھ ہیں اور تو نے قدر میری دجائی  
 اب خداوند آبجیات کا غضب نازل ہوا داراب اب اساز بردست تیرے قتل کو بجا ہی اگر قدموں کو پر زلال  
 کے بوسہ سے یا کسی گزشتہ میں بکرا عبادت کر اور جوہر کر لگا تو داراب کے ہاتھوں ذیل و دراب و رسوا ہو گیا جب ہم  
 میر صاف کو کے لایا پیر زلال نے داراب کو دیا کہ تم یہ نامہ لیکر جاؤ اور جب حمزہ شہ نامہ مانگے تو چلے زلزلہ کو گام  
 بجا کے سات قدم پیشواں کروا نائب اس کے ہاتھ میں نامہ دینا اور کہنے لگا کہ نامہ ہو اس میں دو کلمے سخت و رشت  
 ہیں اس پر حمزہ دکرنا کہ سر میر اس کے ساتھ لگا ہوا ہے جب حمزہ نامہ پڑیگا تھے کہ لاکر ای داراب یہ پیر زلال جارا  
 عیار ہی تھے اسکو اپنے لشکر سے خواہو کر کا لایا ہی یہ تمہارے پیر زلال کو مار کر آپ پیر زلال بکرا تھیں مجھے لڑو اسے  
 لایا ہوا داراب ہم حمزہ پر بہت غصہ ہوا اور بہت سی باتیں داراب سے کہیں کہ وقت پر بیان کیا جائیگی داراب  
 بہت سا جلوس اپنے ساتھ لیکر سوار ہوا طرف لشکر اسلام چلا آئے آئے داخل لشکر ہوا تمام لشکر کی سر کرتا ہوا اور وہاں  
 بارگاہ سلیمانی پر آیا امیر نے داراب کے آنے کی خبر لیکر پہلے ہی سے حکم دے رکھا تھا کہ داراب آئے تو اسے  
 نہ روکنا جلوان عادی نے داراب سے کہا کہ آپ نے لطف جاسے کیے واسطے حکم آچکا ہے داراب نے اندھا ہوا  
 سلیمانی کے قدم رکھا ساتھ بادشاہ کو سخت پریشانی دیکھا اور صا جعفران کو ذگل شوکت پر جلوہ گر پایا باقی سردار  
 اپنے اپنے مقام پر ٹھکن گئے داراب نے سلام کیا کہ جو خداوند آبجیات کو برحق جانتا ہو اس پر سلام ہی جاہ  
 سلام کا کسی نے دیا امیر نے فرمایا کہ کسی داراب کے بیٹھے کو لاؤ جبکہ کسی آئے داراب لند صو ر کے پاس  
 آیا کوسا سٹک لند صو ر تخت کے قریب سب سے بلند بٹھا تھا ان کا ای سلوان دم بھر کے بلے بٹھا جی خالی کر دے تو میں  
 بیٹھ کر پیر زلال گد مافون لند صو ر چاہتا تھا کہ کچھ لگے سخت کے کہ صا جعفران نے فرمایا ای خسرو بلا دہند نہیں  
 ہمارے سر کی قسم ذگل اپنا خالی کر دو و خراج تخت پر اگر بیٹوں لند صو ر آئے کھڑا ہوا داراب لند صو ر کے ذگل پر بیٹھ گیا  
 ساتی نے جام شراب کا دیا داراب نے لیا اور امیر کیون دیکھ کر کہا کہ بخت تھا راسباہ پر کہ تم اپنے خالق خداوند  
 آبجیات کو نہیں پہانتے امیر نے سٹک لند صو ر سے لڑ کر کچھ نہ کہا فرمایا کہ ای داراب تمہارے آنے کا سبب کیا ہے کہ  
 کہ نامہ پیر زلال کا لایا ہوں مگر بغیر زلزلہ کے اور استقبال کے نامہ مذکور کا امیر نے زلزلہ ہی کرایا اور استقبال بھی کیا  
 اور دونوں ہاتھوں سے نامہ لیا اس کے نامے کو کھو کر دیکھا خط عمر و کا پر بھانا اور مضمون سے آگاہ ہوئے نہایت  
 رحیمہ ہو کر لاکر ای داراب یہ پیر زلال نہیں ہے ہمارا عیار ہی حمزہ اسکا ہم پر تمہارے پیر کی ر کر پیر زلال جاتا



کیون اس کے قریب میں گرفتار ہو داراب پر سگر بھارا کہ یا پیر زلال روغن شیریں ہر ایک کے مافی الغیر سے آگاہ ہیں  
 یا صاحب قرآن پیر زلال نے مجھے بھی کہہ دیا تھا کہ امیر یہ بائیں کرینگے امیر اور بائیں داراب سے کرتے تھے اور  
 تو سالہ سیر بائیں کرے گا اور داراب نہایت ہمارا ہی چاہتا ہے کہ ہمارے حق سے محبت ہو داراب نے کہا کہ میں بھی نہایت  
 مشتاق ہوں اب شرابی سے کباب کھا رہے ہیں جب بڑی دیر گزری داراب نے کہا یا صاحب قرآن اب میں جاؤں گا  
 مے کا ایک امیر نے جواب جنگ نامے کی پشت پر لکھ دیا داراب رخصت ہوا سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوا  
 جبکہ لشکر امیر سے پہلے آیا لندھو مرگ پر سوار کھڑا تھا داراب کو آتے دیکھا لندھو آڑا کر داراب کے سامنے  
 کھڑا اور دھول بکے آب پست کیا بارگاہ حمزہ میں مجھے زیادہ کوئی ذلیل نہ لے نہ پا کر اسکا ٹھاکر تو بہشت داراب نے  
 کہا کہ ایسی جہی میں جگہ سب سے علیل کھجک تیرے دگل پر چٹا تھا اور کھجک اور کچھ خیال ہی بار سر پر طاش ہی تو اسے لندھو  
 بولا کہ لندھو مجھے اتنی بڑی بارگاہ میں دگل پر سے اٹھا کر سبک کیا میں اسکا حق مجھے لو لگا داراب نے کہا کہ جتنے  
 ہو سکے اس میں قصور مذکر لندھو نے برپا سنبھالا داراب نے بھی حمزہ ہاتھ میں لیا کہ اس اثنا میں حمزہ امیر کا بھائی  
 لندھو خبردار کیا کہ تاہر کیفیت ہوئی کہ لندھو داراب کے جانے کے امیر نے لندھو کو بارگاہ میں نہ پایا حال ہو چکا لندھو  
 نے کہا وہ نہ یہاں سے سو وقت چلا گیا تاہن درو بان تھا ہر کارکن نے خبر دی کہ لندھو اور داراب سے ملو اور  
 چاہتی ہو یہ خبر شکر امیر اس وقت سوار ہو کر چلے گئے میں گر مری میں اگر پہنچے لندھو بائیں میں نہ پایا اور کہا کہ ایسی  
 تھ باغیہ مشائس اب جانے دو ابسا ہو تو میدان میں بھی لیتا اگر داراب کا روٹنا تھا ہوتا تو ہمارے واسطے  
 بدنامی کمال ہو اپنی کو کب نہ مال ہو اور داراب سے کہا کہ بھی اب تم جاؤ اور لندھو کو اپنے ساتھ لیکر میرا  
 داراب اپنے لشکر میں پایا داخل بارگاہ ہوا اپنے دگل پر چٹا ہنوز کچھ داراب کہنے نہ پایا تھا کہ خود پیر زلال  
 نے تمام احوال انا بتا دیا تھا بیان کر دیا داراب بولا کہ انا پیر زلال روغن شیریں جواب سے برگشتہ ہو  
 ہوا اسکا کہیں نکلتا نہیں ہو اور گویا میرے لگا کر آپ نے ایسا بیان کیا کہ گو امیر سے ساتھ گئے انکو نہ دیکھ سکیں نہ  
 نے ہنس کر کہا کہ ہم ہر جگہ موجود ہیں خداوند آب حیات کمان نہیں ہیں داراب بولا ہی ہوا اور لندھو امیر کے ساتھ  
 خیمے میں آیا بیٹھا گر غصے کے ماتھے عجیب حالت ہو جان انکوں میں نہ میری خیال ہو کہ پاؤ داراب کو قتل کیجئے یا  
 جان دیجئے کہ دن تمام ہوا وقت شام کا آیا تھا لشکر داراب کا راستہ لیا اس خیال پر کہ چلے پیر زلال کو کمرے میں  
 داراب کو مار دے یا اپنی جان دیکھ جیتے لشکر اسلام میں نہ آئے یہاں داراب پیر زلال سے بائیں کرے گا لندھو  
 پہنچا بطریق اہل اسلام سلام کیا پیر زلال نے جواب سلام دیا کہ سوائے خداوند آب حیات کے کوئی خدا نہیں ہو لندھو  
 تم آتے ہو چھوڑو اسے دارا سے ہند کر اٹھائی ناؤ لیکن لندھو داراب کے طواف خطب ہوا اور آب پست کھجک تو سنبھلے ہو  
 کہا میں نے تو چاہا تھا کہ وہیں مجھے غور نہ لوں گر وہاں حمزہ نے مجھے بچا دیا اب آیا ہوں کہ مجھے دگل پہتے اٹھا دینے کا  
 چکا لوں داراب نے کہا ایسی لندھو حور تم میرے آگے ہو اگر مجھے نہیں کہہ آزار ہو چکا تو زمانہ کے گا کہ داراب  
 نے گھر میں بلا کر لندھو کو ذلیل کیا اب تم جاؤ اور طبل جنگ بجواؤ کل میرے گھر سے تمہارے میدان میں سامتا ہو گا لندھو  
 پکا کہ میں کھجک باندھ کر لیاؤں گا لندھو نے کہا آگے سامنا کر پیر زلال بولے کہ ایسی داراب اگر اس پر تو غالب ہوا  
 تو حمزہ ہی غالب ہو گا آگے چلا کر داراب آگے کھڑا ہوا لندھو اسکی خوب نلواری کی نلواری کی آرمیاں نکلیں  
 ہاتھ سے نلواری ہٹا کر دوزخ کشتی ہو گئی رات بھر کشتی ہی تمام بارگاہ میں روشنی تھی یہ خبر امیر کو پہنچی نہایت  
 آزدہ ہوئے فرمایا کہ دیکھو اسکا غصہ نہ سو فوف ہو ابو زحما ہو گیا ہو لکھنا رن مزاج کی نہیں لکھی ہر کارکن سے



را خبر لاؤ تو وہاں کیا ہوتا ہر کار سے روانہ ہوئے مگر یہاں لندھو و داراب میں کشتی ہو رہی تھی پھر دن چڑھا  
 اتنا کہ ایک پنج پہا ہوا اور لندھو کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا کر سوسے آسمان روانہ ہوا لندھو رستے دیکھا کہ وہ کچھ  
 لیے جاتا ہوا ایک کھوٹا گردن میں اسکی مارا کہ باہر نکلتا تو مجھے کہاں لیے جاتا ہوا دوسرا کھوٹا اور مارا کہ دیو بند گیا اور  
 پہلے ہی تمام زمین پر اتارا لندھو رستے اسے ڈرا ڈالا اور خود ایک طرف کو روانہ ہوا آستے آستے ایک حاسن کو نظر آیا  
 جب کہ لگی ہوئی تھی کھاد کھینے کو کوئی جانور ہوتا ہو گا صید کیجیے نا لہ ایک ہرن کہ کچھ پر خیر تھا ہوا تھا سانس سے پید ہوا  
 لندھو رستے اسے صید کیا اور اٹھا لیا اب اس فکر میں تھا کہ اس کے گوشت کے کیا بکچے کر کھم کب کی آواز کان میں  
 پہنچی دیکھا کہ ایک نقابہ اربا دل پوش چلا آتا ہوا اور نقابہ اربا کی جو نگاہ ہرن پر پڑی معلوم کیا کہ جسے صید کی  
 تے نہ کیا ہو جب لندھو کو دیکھا غضبناک ہوا نکار مارا کہ او خبرہ سر تو سنے میرے نکار کو صید کیا تو کہاں جا رہا ہے  
 ہاتھ سے لندھو رستے جواب دیا کہ آپ کا نکار موجود ہی شوق سے اسے لہا لے اتنی تو خطا مجھے ہوئی کہ میں نے  
 اس پر خیر مارا اب یہ حاضر ہر نقابہ اربا کو لاکھوں نے میرا نکار ہی کھو دیا میں تو دور سے اس کے پیچے خراب آتا تھا اب  
 جب تک مجھے نکار نہیں کرتا ہوں مجھے آرام نہیں ہوا اور تلوار کھینچ کر دوڑا کہ لندھو رستے خسرو بلا دہندے  
 تلوار میان میں کر کے پتلی دے کے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور ہاتھ مڑوڑ کر تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈال کر قاش  
 زمین سے اس نقابہ کو اٹھالیا گر جھٹکا جو لگا تو بند نقاب کا فٹ گیا اندر سے سحاب نقاب کے ایک آنے ب جلوہ  
 ہوا کہ شواٹھی اس کے چہرے سے جدم نقاب + فلک سے گر اٹھا کے چرخ آفتاب + ایک نازنین جو چین فرنگیں کو کچا

کہ جب طرح کا حسن چلا آتا ہوا	ابہر رستے کہ تھی نقاب کی تغیر	فلکین نہیں کہ نہر کے کچے تر	از نقون میں کچے جودل رہتے
تا حشر یہ سلسلہ نہ ڈالتے	دہ تھا نہ وہ تو کا سراپا	ایسا نہیں جو کا سراپا	دہ صبح جہین ہو صبح خست
ہر چین تھی سوہرہ لطافت	انکھیں استاد سامی نہیں	جادو میں وہ بکون یکم ہر چین	بس لندھو رستے جود دیکھا

سو جان سے دلدادہ ہو گیا مگر بے چارہ بچا ہوا تھا کہ اس کا زخم حسن حال ایسا بیان کر کہ کل کے کستان کی ہر اور ماہ کھٹا آسمان  
 کی ہر وہ نازنین بھی چونکہ لندھو پر عاشق ہو چکی تھی بولی کہ اگر تیرا بار بار وقار میں شاہ کشور پیل کی مٹی ہوں کشور شاہ میر  
 باب کا نام ہر داراب کو میرے باب نے بتا گیا ہر میں شکام کے واسطے کھلی تھی نکو دیکھ کر صید ہو گئی آؤ خبر میرا زہر کہ ہر اور  
 نہ جان تو پکڑو میٹھو لندھو رستے ہر بلا کہ جان لپیٹ کر جلوہ نگاہ اس اٹھائیں خواصین فکر کی انکھیں نہیں نکال دیا ہوا اٹھا لندھو رستے  
 کھوٹے پر سوار ہوا کھوٹے کھانے کچے میں اگر بھٹا نکالیں موجود ہو میں ایک نازنین جو درخت سے بھڑکا زور واداء غزل گا شروع کی غزل

تری صورت بت کا فرخندے وہ بنائی ہو	کہ بے خوف خدا مل تری ساری خدائی ہو	جنون کا جوش ہر او گلبدن کچے جدائی ہو
ہو اس دامن صحرے سے سون سمانی ہو	ہو اسے زلف عزیز نام پھر سر میں سمانی ہو	قضا کا سا شاہر موت پھر تشریف دلی ہو
کسی دن پان کھانے میں نہیں انکھوں کی ہو	دل پر خون اہل عشق پر کھلی گزائی ہو	ہو منظر پھر تاراج کرنا کشور دلی کا
جو فرج رنج و درد ہر جگر کی بھیر چ علی ہو	ترے کہچے سے جیتے جی دامن بھیر علی ہو	مجھے میری قضا جان جان یان کھینچ علی ہو
ہماری قبر پر سو رو کے خزانے ہیں سرستہ	یہ وہ عاشق ہے جسے جان بک پر گزائی ہو	آجہ کر کہ سوال پر نہ کمال پ یون بونے
کچے سودا ہوا ہر پاکہری موت آئی ہو	وہ مہی دم جو پیر آتا تو جی اٹھا پیر ہو	یسی تھا مشورہ بکا مری جب ہاش آٹھائی ہو
کوئی گستاخ جنون اور کوئی گستاخ دیوانہ	تھارے عشق میں پیار سے ہاتھ بندھائی ہو	نہ کر اس سکھ و انجمن کو راہ بنگان اٹھ

دور جام گردش میں آیا لندھو رستے جام شراب کا طر کو دیا کہ تم بھی ہو ملکہ  
 نے کیا کہ وہ جب بکواس سے شوق جہین ہو خسرو بلا دے لگا کر میں تھنا نہ ہو لگا تم بھی میوہ کمر جام منہ سے لگا دیا لکھنے







ہاتھ ہوا میرے سب حال شکر ہے ہو رہے ہیں جو لوگ کہ مادی کشوری کے وہ ہیں رہ گئے تھے انھوں نے لشکر کشوری  
 کا راستہ لیا اور جا کر تمام حال مادی کشوری کا بیان کیا دارا اب شکر ثابت خطبناک ہوا آتش غضب کا دھن  
 سینہ میں مشتعل ہوئی دودھ دماغی دماغ جان سے اٹھا طم کیا کہ طبل جلی بجے اس ہندی کو سرسوان ہزار ہویا  
 ہو گا تو تمام اپنا دارا اب نہ رکھا ہو گا اسی وقت کوں حربی قزاقش میں آیا ہر کاروں سے یہ خیر امیر اور لہج  
 اور تھا کو ہونچائی بیان بھی نثار مازی گزرا سے چاہے ہر رات جاری رہی صبح کو چاروں لشکر میدان میں آکر  
 صف آرا ہوئے طرفین سے صفین آراستہ ہوئیں میدان درست ہوا نقیب نقیب دیکر چلے گئے دارا اب لشکر کشا  
 گودے سے اذکر پیر دلال کے سامنے آیا سام کیا اجازت میدان چاہی پیر دلال نے کہا کہ اے دارا اب  
 لندھو رت از دے حمزہ اور جانشین حمزہ میرا سر اگر نقاب ہو گا تو حمزہ پر بھی نقاب ہو گا دارا اب نے کہا کہ خدوند  
 آجیات پامین گئے تو سب کچھ ہو گا پیر دلال نے کہا کہ ہاؤ سپر د خداوند آجیات کو کیا دارا اب بار در گودے  
 پر سوار ہو کر میدان میں آیا خوب برچھے کے ہاتھ لگا لندھو رت کو گریا جب پیسے پیسے ہو گیا لگادام آراستہ گئے  
 اور بکارا کہان پر وہ ہندی نکلے میرے مقابلے کے واسطے بس پوری بات منہ سے نہ نکلے پانی تھی کہ لشکر ہندوستان  
 میں ظلمے فیل پکیر بلوہ گری پر آئے آد اکڑ دم گاؤم فغری شتری دما مون کی بلند ہوئی لندھو رت ہاتھی ہاکر  
 سامنے تخت بادشاہ کے آیا اذکر ہاتھی چست سلام کیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ ہاؤ سپر  
 کیا پر در دگار عالم کو اور جام کلا حضرت عنایت کیا لندھو رت اسے پیا اور بارہ سو بادشاہ ہندوستانی  
 گرنجے اور جیسے انکے گلوں میں پرستے ہوئے کو شغائبان کنارہ ان کردن میں اٹکی لگی ہوئیں نہیں لندھو  
 رت نے ان سبوں سے کہا کہ بھئی میدان میں ایک سے ایک لوتا ہو حمزہ میں رہو میرے حق میں دست بیدا ہو کر خدا  
 اس آب پرست پر مجھے غلبہ دے میری آبرورکھ لے سب وہیں رہ گئے لندھو رت نے غلبان کو اشارہ کیا کہ وہ  
 نواڑ گیا آپ ہاتھی پر سوار ہو کر زکو اٹھا کر ہاتھی کی مسک پر رکھا اور گجک دہری ہاتھی اٹکی چلیا کلیں جھاڑ کر  
 لٹکا یا مسک اٹھا لی سو بچک لگی روضہ لندھو رت ہاتھی کو چکاتا ہوا ابراہ دارا اب کے آیا دارا اب کا دھن  
 ہوا ہر سے مرکب ہٹ گئے راتوں میں مسک مقابل یکے بکرے ہوئے دارا اب نے کہا اے ہندی یہ کیا تو نے  
 کیا کہ اے ناموس کو لٹا کر لے گیا لندھو رت ہلاکہ مسلمان ہوئی ناموس میرا ہو چکا میں اپنے ناموس کو لے گیا  
 تجھے کیا دارا اب یہ شکر آگ ہو گیا برچھا لندھو رت ہاؤ سپر رات لندھو رت سے بڑے بڑے کا خوب بڑے بازی ہوئی مطلب  
 کسی کا حاصل نوا سنائیں اور بتائیں تاکارہ ہو گئیں ہاتھ سے بڑے بھیکہ بے دارا اب نے گزیر ہاؤ سپر ہاؤ سپر  
 ہر دارا لندھو رت سے اپنے گزیر پر روکا گزیر پر چڑھا رتے آتش کے نکلے دونوں گزروں میں بھل پڑ گئے  
 بکر زمین شوق ہو گیا ہاتھی چار بند تک فرق ہو گیا ہلک سے ہلک بند ہو گئی ہر ایک جن موس سے پسینا جاری ہوا کر  
 دو توں ہاتھ جسطح ستون گزرنے آسپن خلل واقع نوا لندھو رت تو تنور گرد میں چھپا اور دارا اب کلاہ کج  
 کر کے پکارا کز دم و دست کز دم عبار لندھو رت کے دوٹھے گرد گرد کے چرخ مارا لندھو رت کے ٹھکر دیکھا کہ لندھو  
 بیہوش گھڑا ہو پکار سے کہ شربہ حریف زیادتی کر رہا ہو لندھو رت کی آنکھ کھل گئی اپنے میاروں کو دیکھا عیار دلا  
 لندھو رت پر چھا کر خیریت تو ہو کہا کہ ہر در دگار عالم نے بچا یا انھوں نے عرض کیا کہ حریف زیادتی کر رہا ہو لندھو رت نے  
 ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی طبقہ زمین کا لیکر نکلا اس برج خاکی سے پھر ایک آفتاب طالع ہوا محمودی کار و مال ہاتھ میں  
 اگر دمنہ کی جھاڑتا ہوا ہاؤ سپر گزیر ہاتھ میں سنبھالے ہوئے امیر نے کلا بھیجا کہ اے دارا اب ہندو گزرا ہاؤ











عمر و سنے کما عمر و تنگ و جوان بیشک و ارباب ہر نواس سادہ کو جا کر مارا اور دارا اب کو مجبورانہ وہ بولنا تھا  
 میں تو اس طرح بھی ذکر و نگاہ و سنے کما اچھا اتنا کر کہ مجھے اس باغ تک پہنچا سے تنگ نے کہا کہ اس کا گراشت  
 مجھے دیکھ لیا تو مار ڈالی عمر و سنے کما اسے کشت رات کے وقت پہل تنگ نے وقت شب عمر و کو لا کر کشتیاں جلا  
 کے باغ کے پاس اتار دیا کہ یہی باغ اس قطار کا ہے اور میں تو جاتا ہوں یہ لکھ بھاگا عمر و سنے رات تو میری میں  
 صورت اپنی ایک گونہ کی بنائی اور زیر و بوار باغ جھگڑا شروع کیا بیان کشتیاں جادو جیسے دارا اب کو لائی  
 ہو چکے تو یہ صورت ہوئی کہ دارا اب اس سے مشغول اختلاط ہو جب وقت ہوس دکناس کی آئی تو گندہ دہنی سے اس  
 جگہ کا کی دلیخ دارا اب کا پریشان کر دیا دارا اب کو نذرت ملی ہوئی دو ہنگر بٹھا اور وہ دوڑ کر کشتی دارا اب سے  
 ملا پھر مارا کہ او گندہ دہن الگ ہے ہونڈا سنا پھٹ گیا خون بنے ٹکڑے ہو گیا کہ دارا اب جس وقت ہو گیا کشتیاں  
 نے کما کہ اسے مزید جیسے وصل سے اپنے شاہد کر تجھے بادشاہ ہفت اعظم کر دلی دارا اب نے کما کہ مجھے مر جانا قبول کر تجھے  
 ہر صفت ہر نہیں قبول نہ تھا کما بلکہ ہر کشتیاں اس ہر کشتیاں یوں کہ سوا سے اسکے کوئی اور عیب تو مجھ میں نہیں ہر  
 سن میں اسو ہر اس کا ہر اور ایسی صورت ہر جیسے ہر کشتی میں ہر دارا اب نے کما کہ میں بڑی طرفت تو کو لگا بھی نہیں  
 یہ سکر کشتیاں جادو و جھگڑائی کما رہ دیکھ تیری حالت کیا کرتی ہوں اور خوب خوب کاری دارا اب پر کی اور  
 حکم کیا کہ لیا کما سے تیرے دو دانہ پانی بند کر دو دو روز دارا اب بے داد و آب قید رہا آخر کو خود ہی اس کا تیرے  
 نہ آیا تیرے دن دارا اب کو بھر دیا یا کما نا کما کیوں اب تو کچھ سمجھا راہ راستہ پر آیا دارا اب بولا کہ اگر  
 لاکھ بار مجھے مارے اور جلائے تو بھی میں تجھے ہرگز منت نہ ہو گا کمال آئندہ ہوئی اشکر ٹپکنے کی ساتھ دالیوں سے  
 کما کہ بلالوں، مہاراجا اندر اٹن کا بھل ہو دیکھنے کا ہو کما لے کاشیں ہر دو بھی جیسے ہم اور سنا آپ کے واسطے لاتے ہیں  
 کشتیاں نے کما کہ مردار کشتیں کہ خبر ہو یہ نام و نہیں ہر مرد ہر گھر میری بوسہ دہن سے اسکو اتار ہو گیا ہر میں تو اسے ماننے  
 گردل نہیں لانا میرا دل تو اسکو پیار کر رہا ہر اور کسی کو لے کیا کر دلی یہ باغ میں نہیں کہ آواز گانے کی ہر گئی ہو گئی ہر  
 باغ کے آئی دیکھا کہ ایک مرد و ضیف بیٹھا بائیں بجار ہا ہر قریب آکر کھڑی ہوئی عمر و سنے ہاتھ سے بائیں رکھی کشتیاں  
 نے کما کہ اسے تو کون ہر عمر و بولا بلکہ طیفور نے تو اڑ گئے ہیں آپ کے باغ کے پاس ہو چکا خیال میں گذرا کہ آپ کی  
 ملازمت سے مشرف ہو جیسے کشتیاں بہت خوش ہوئی ہاتھ پکڑ کے اندر باغ کے لائی ضرر میں اگر بھی مگر کمال خرم  
 نہایت دل افروز عمر و نے ہر چھا کر فرات شوم کچھ حال تو کبے لبان لون آپ آئندہ کیوں میں ریخ و ملال کا  
 کیا سبب ہر کشتیاں جادو و سنے آہ سرد کھینچی اور رو کر کما طیفور دل کا آواز ہر سے غضب کی بات ہر جیت  
 آہ آہ ہر شفی کی وگدہ و اسے ہوتی بڑی ہر دل کی وگدہ شجاعت است کہ ایک دم نمی دہا ہر ام و گدہ  
 کبست کہ اسو دلی نمی خوابہ و طیفور بولا کہ چہ باغ کا ندان سامری و جمشید کا ہمیشہ روشن رہے کیا آپ  
 جہر و شوق و شہا ہیں اس پر دست رس نہیں آپ کہیں میں وہ کہیں کشتیاں بولی کہ وہ آفت جان میرے  
 اس ہر مگر جیسے القات نہیں کرتا ہر گز بات نہیں کرتا خواہ سنے کما کہ ای ملک وہ ایسا کون سنگدل ہر کہ جسکو  
 ہم ایسی ناز میں سے محبت نہیں ہر اسے ظالم کیا ظالم ہر ہر میرا جی کچھ چاہتا ہر کشتیاں نے کما چپ گور سے تو  
 مجھے نہ تھا ہر طیفور بولا پھر اسکا کچھ حال تو بیان کر دو کہ وہ کون ہر کشتیاں ہکاری کہ ای طیفور میں تحت ہر  
 سوار شہر اظہر کی طرف سے چلی آئی تھی کہ میدان رزم میں دو شخصوں کو گرم جنگ دیکھا انہیں ایک جوان آبی پوش  
 تھا میرا دل اس پر گیا میں اسے بیان اٹھا توئی مگر یہ بھی نہ ہر کی خوبی ہر کہ مجھے تو اس سے محبت ہر اور اسکو



مجھے نعت ہو میرا تو دل اُسکے عشق میں بیقرار ہو اور اس کیفیت کو اپنے بلو میں مجھے بھانپا گیا گو اہر عمر و سنے  
 کہا کہ مجھے تم بتول کرو میں رات دن تمہیں خوش کیا کرونگا تمہارا مطلب دلی خوب نکالوں گا اُسے کہا کہ ایسے مجھے  
 پھر وہی باتیں لایا طیفور بول کر اگر ایک مرتبہ میری بھی ہوس تم مجھ کو تو میں اُسے راضی کر دوں پاسے کیا پیر کا  
 اہمار ہو کیا جھانپوں کا تاؤ ہو کیا کات ہو کیا بات ہو کشتیاں لے کہا کہ اُسے مسرہ بین تو نہ کر تو یہ کہ اُسے راضی  
 کر لایا عمو و سنے کہا کہ ابھی اسی وقت آپ وہاں مجھے بھیجے فرسی اسے عمر و کو دارا اب کے پاس بھیج دیا  
 عمر و کہ گباتھا کہ تم صحبت جیش آرا سنے کرو میں اسے لے آتا ہوں کشتیاں جادو بزم آرائی میں مصروف ہوئی  
 عمر و جو دارا اب کے پاس آیا اُس سے کہا کہ ای دارا اب تم مجھے پہانتے ہو دارا اب نے کہا کہ نہیں عمر و  
 نے کہا کہ میں کلا نوت ہوں خداداد آبھیات کا جگو پیر زلال رو شنفیر لے بھیجا ہو عیار کہ بھیات مجھے بیان  
 لایا ہر میں اسوا سنے آیا ہوں کہ تجھے جادو گر کا مارنا تعلیم کروں ای دارا اب جادو گر کو مکرار سنے میں تو اس سے  
 صحبت کرو اور خوب شراب پلا کر اُسے مدہوش کر کے چھائی پر چڑھ کے گلا گھونٹ ڈال دارا اب نے کہا کہ اب ایسی ہی  
 کرونگا بس عمر و کشتیاں پاس آیا اور کہا کہ اب اُسے بلائے دیکھے کہ میں نے کیا افسوس کیا ہو کشتیاں لے حکم دیا کہ  
 لاؤ دارا اب کی لوگ لے دارا اب کو لیکر آئے کشتیاں لے کہا ای حریز اب بھی تو راضی ہو یا نہیں دارا اب  
 نے کہا کہ جان جہان میں تو نہیں آتا تھا کہ تم مجھے کس قدر چاہتی ہو معلوم ہوا کہ تم اپنے مطلب کی غرضی ہو اور صحبت  
 غریبہ ہو جو کسی کو چاہتا ہو وہ معشوق کو اپنے بھی دیتا ہو آپ رنج اٹھاتا ہو معشوق کا رنج گوار نہیں کرتا تھے تو مجھے  
 دود و روز بھوکھا رکھتا تھا ایک میں بد کیا دوا کہ صحبت ہو کشتیاں جادو یہ شکر دود کر لیا ہی کہا کہ میری جان  
 حقیقت میں مجھے خطا ہوئی اب ایسا نہ ہوگا اور اپنے دل میں کہا کہ سب کرامات اسی کرنے کی ہو اور طیفور کو خلعت  
 دیہ غرض اس سے صحبت ہوئی اور دارا اب نے اُسے خوب شراب پلائی جب وہ بہست ہوئی اُسے گوہرین  
 اٹھا لیا وہ گئی تڑپنے لگی کہ سنے کہ موسے موتی کا سنے میں کسی چیز کی غرضی نہیں ہوں جیسا ستیا ناس جاسے مجھے چھوڑ دے  
 کا ہر میں تو کتنی تھی اور باطن میں چند خاطر مائل شگفتگی تھا کہ اب مطلب جیسا حاصل ہوا دارا اب نے اُسے لاکر بنگ پر  
 ڈالا چھائی پر چڑھ کر اس قدر گلا گھونٹا کہ روح بخش لے اُسکی جہ سے راستہ پابا نکل گئی غل اور شور ہو پا ہوا ہر کی ہلکی  
 کلمات سحر کر جہاں ہو کر اڑنے لگے چار گڑھی کے بعد آدائی گشتی مرانام من کشتیاں جادو بود افسوس کہ من  
 ایسا بھی نہیں سو برس کا بھی نہوا تھا جو ان مری اور اپنے مطلب کو نہ پہنچی غرض جبکہ روشنی ہوئی دیکھا کہ لا خد ایک  
 پیر زلال کا پڑا ہوا ہو رنگ سیاہ ہوا اب اس کو بے سنے دارا اب نے کہا کہ تم گھوڑے پر سوار ہو کر جاؤ کہ پیر زلال  
 دامن کوہ میں بیٹھے تھا را امتلا کر رہے ہیں اور میں اب خداوند آبھیات کی خدمت میں جاؤنگا اب دارا اب  
 تو مرکب ہر سوار ہو کر روانہ ہوا عمر و سنے تمام مال و اسباب کشتیاں جادو کا اندر میں کیا اور لوگوں سے کہا کہ جانا  
 تمہارا بھی چاہے وہاں جاؤ اور آپ پیر زلال کی شکل بنکر دارا اب کے پہونچنے سے پہلے دامن کوہ میں آجٹھا بعد  
 ضروری دیکھے دارا اب پہونچا پیر زلال کی ملازمت حاصل کی پیر زلال نے کہا کہ ای دارا اب دیکھا کہ مجھے کیوں کر  
 تمہیں چھوڑا گو مجھ سے جادو گر کا مارا جانا تمہیں تعلیم کیا دارا اب بولا آتے بعد اسکے پیر زلال نے آسمان کی طرف  
 دیکھ کر کہا ای ایک آبھیات تمہارے لشکر میں جا کر کشور شاد سے کن کر لشکر کو بہار سے تھے آتے دارا اب کشور کشتا  
 اور پیر زلال آہونچے آدائی کہ بت اچھا پیر زلال نے خطاب کیا کہ ای شاطر آبھیات گھوڑا دارا اب کا لشکر میں  
 لے آئے تمہک روانہ ہوا اور جو کچھ پیر زلال نے کہا تھا ذکر لشکر اب پر شان میں بیان کیا اور گھوڑا دارا اب کا



وہاں سے لیکر رہی ہو کشور شاہ نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور فتاح کشوری کو صاحبقران کے پاس بھیج کر کہلا جائے  
 کہ ہم پہاڑ کے نیچے آئیے آب اپنا شکر پٹا لیجے کہ داراب کشور کشا آتا ہو میرے حکم دیا کہ فوج ہماری پہاڑ کے گرد و اطراف سے  
 چلی آئے جب فوج اسلام ہوتی ہو کشور شاہ پہاڑ سے نیچے آیا جہاں لشکر چلے تھا وہاں آتا لیکن صاحبقران نے فرمایا کہ سلام  
 ہو تا ہو کہ داراب کو کوئی سامرا اٹھا لیکن تھی یہ ساربان زادہ اسے مار کر داراب کو چھڑا لایا سمون نے عرض کیا کہ ہر  
 ہو کہ داراب کشور کشا مرکب پر سوار شرا ختم کو چلا آتا ہو کہ ایک طرف سے گرد و غبار کا ستھ اٹھا جب گرد و غبار  
 سو علم نشان لاکہ سوار کے دکھائی دیے اور طبل سوار سی کا ہمراہ بیچ میں ایک جوان کرگن سیاہ رنگ پر سوار  
 گرد آئے سوار اور پیادہ سے چلے آئے زمین اور اس جوان نے بھی داراب کو دیکھا کہ وہ بہر و شوکت و شان چہرے  
 سے ظاہر ہو کر کہہ کر آئے ہوئے چلا جاتا ہو پس وہ جوان گھنٹے کو گنگ مار کر پاس داراب کے آتا کہ کہا کہ کیا نام ہے  
 تیرا اور کیا مذہب رکھتا ہے یہ ظاہر کر لیجے داراب کشور کشا صاحبقران آب پرستان کہتے ہیں اور وہ دیکھ خلیفہ خداوند  
 آبکھیات پیر زلال رو خنصر میرے ساتھ ہیں اسنے دیکھا کہ ایک پر بارش سفید عمامہ سر پر بندھا ہوا پیرا میں زمین پر  
 ہونے لگھی زمین پر قدم قدم چلتا ہو اور کہی آسمان پر اڑتا ہوا جاتا ہو یہ حال دیکھ کر حیران ہوا اور داراب نے اس سے  
 پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے کہا کہ اسے آتا ہو اور کہاں جا بیگا اسنے کہا کہ میرا سلیمان زمین زرہ ہو بادشاہ ہوں سلیمان کو  
 کا لقا پرست ہوں اور اسی کی مدد کے واسطے جاتا ہوں داراب بولا کہ اے سلیمان مہی امت کا عمر و عیار سے  
 جسکی موت سے ڈاڑھی سونڈی اور اسکو خبر نہ ہوئی اور ہاتھ سے اہل اسلام کے شر شر بھاگ پھرتا ہے اچھے بھگوش  
 خداوند کو تم ماننے ہو اے سلیمان خداوند آبکھیات کو سجدہ کر دو کہ ہر خوشگامی باعث حیات ہو اسی سے سرسبزی جو  
 نباتات ہو دیکھو تو کیا پانی لطیف و صاف ہو کوئی شرمی اس سے زیادہ شفاف ہو خیر فیض خداوند آبکھیات ہر جا ہون  
 ہو رہا ہے رحمت ہر مقام پر جاری ہو فرض یہاں تک تقریقین پانی کی کہن کہ سلیمان نے کہا لعنت ہو لقا پر اور اٹھ  
 پرستاروں پر ہر کمر مع فوج آب پرست ہوا داراب وہاں سے چلا گیا جب قریب اختم کے پہنچا کشور شاہ  
 مع سرداران و بچاہ استقبال کیواسطے آیا اور داراب کو بڑی شان و شوکت سے لشکر میں لایا داراب اگر محبت میں  
 جیسا پیر زلال تخت پر تنگ ہونے بیٹھ ہوئے تاکہ کشور شاہ نے بیان کیا کہ عیاران لشکر اسلام سرداران لشکر اسلام کو چھڑا لیکن داراب  
 کہا کہ جیسا جا بیگا اور حمزہ صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ آپ جانتے ہیں کہ لشکر میرا ہم کہن اب میں بھی اپنے بچا ہوں مگر آپ کی  
 صاحبقرانی سے لشکر بے سردار پر زبانی کرنا بعید ہو امیر نے داراب سے کہلا بھیجا کہ اے داراب بھگوشا سے لشکر  
 سے کچھ سردار نہ تھا کہ میں نے اس کو ام پر پوش کی تھی اگر وہ ہاتھ لگتا تو اسکو کچھ لیا تا داراب نے جب ہٹا ہٹا  
 اور کہا کہ سبحان اللہ حمزہ کو پیر زلال پہاڑے میار کا گمان ہو پیر زلال نے کہا کہ اے داراب حمزہ کا عیار بھی جیسا تھا  
 ہو بہت سی خدائیاں اٹھ رہا کر دین میں داراب نے کہا یا پیر زلال آپ طبل جنگ جو ایسے کل میں لشکر حمزہ سے  
 مقابلہ کریں گا پیر زلال نے طبل جنگ بجا ہر کارون نے ہر لشکر امیر کو جو پٹائی طلاس میں عنقو طل دیو ہر دور سے  
 صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور غلام کے نام پر طبل جنگ جو ایسے کل میں داراب سے مقابلہ کریں گا امیر نے فرمایا  
 اچھا اور حکم دیا کہ نقادہ زمی فوازش میں آئے خبر پیر زلال کو پہنچی اپنے دل میں کہلا اے حمزہ وہی طلاس ہو  
 کہ جبکہ ہاتھ سے حمزہ تک زخمی ہو گیا تھا اور دینے حمزہ نے اس کے ہاتھ سے اسے لگے لگے ہاتھ بنے در مان ہو رہا اسکا ہتھ  
 کا گمانی ہو جو صلہ نور الدہر ہی کا تھا کہ اس مادی کا کام تمام کیا ایسا کہ داراب طلاس کے ہاتھ سے مہاجا لے تو وہاں  
 اسے کی دشمنی ہو اگر وہ بھی نوٹ لگتی تو پھر کیا ہو گا سو بھگوشا کشوری کو بلا کر کہا کہ تو حکم خداوند آبکھیات سے







طہاس کو تھا پرست کوئے طہاسیہ تھا پاس آیا بعد کیا اجازت میدان چاہی بختیارک نے طہاسیہ کو  
 پسند کیا تھا سے کہا کہ اس سے مفر کام چلیگا پتے تو شہ کیا کہ ایسی تازہ آئے ہو میدان میں نہ ہاؤ طہاسیہ نے  
 تھا نے کہا کہ جاتیوے دم سالور میں سب خدا پرستوں کی موت تقدیر کر دی ہو طہاسیہ میدان میں آیا مبارک طلب  
 کیا خانزادہ بدیع الزمان مرکب تھوڑا سا کر سانسے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اتر کر چڑھا ہاتھ باندھ کر لیا  
 میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ سپرد کیا مدد کا عالم کو جام کلمہ عفریت عنایت ہوا بدیع الزمان اسے لی گیا ہر  
 مرکب پر سوار ہوا کہ میت جو شیر کی گریہ رہا ہو کہیں کا بجست نذرین و بہاء بزمین کو پر دو مالک کا یا گھوڑا اڑا کر  
 مقابل طہاسیہ ہوا طہاسیہ نکلا درختن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے مسل کرانوں میں مرکبوں کو مقابل کیا کہ  
 ہر طہاسیہ نے نام پوچھا کہ کہ بدیع الزمان کرو لشکر شکن کہتے ہیں بیٹا ہوں حمزہ صاحبقران کا بیٹا ہوں  
 میرے بیٹے کا رفیق ہو طہاسیہ نے کہا کہ تم خدا پرستوں نے اسے عمر میں گرفتار کیا ہو نہیں وہ کیا سلطان ہوتا آیا ہوں  
 کہ اسے تجنیہ مقول کروں بدیع الزمان بولا کہ پس زیادہ زبان و رازی نہ کر طہاسیہ پکا کہ لاؤ مرچ لپٹا بدیع الزمان  
 نے کہا کہ ہمارا دستور نہیں ہو طہاسیہ بولا کہ ہمارا تو دستور ہے اور یہ کمر نیزہ بدیع الزمان پرانا بدیع الزمان نے نیزہ  
 نیزہ سے پردہ کا نیزہ بازی ہونے لگی چار گڑھی تک نیزہ بازی رہی آخر کو بدیع الزمان نے نیزہ اسکا ہوا لی کیا اسلحہ  
 نیا بعد پریم ہوا ان کا کہ بدیع الزمان غضب کیا تو نے کہ وہ دریا کے لشکر کے وہ بیان میں نیزہ سیل ہوا لی کیا کہ  
 خبر میرے ہاتھ سے کہاں جا گیا کہ کراہے مرے ساتھ سے سات سوین کا سا طور گران شک تھا بدیع الزمان  
 مارا۔ شاہزادے نے چاہا کہ سپر کی اور جھڑپ کر بیٹھے پر ہاتھ ڈال اسے اتفاقاً پازن گھوڑے کا سر سے ناسنے میں  
 چار ہاؤ سے ساہر پڑا جب تک لنگل سر میں آکر گیا بدیع الزمان نے دشاہ مالو اور نو جتنا کر سر سے نکل گیا لیکن  
 ایک چاندی کی سرسجاری ہوئی غشی طاری ہوئی فضل بن گیا ہو ر نکلا زخمی ہوا قارن بلند کہاں نکلا زخمی ہوا  
 تا شام گیا وہ آدمی مجروح رہے اور چار سردار شہید ہوئے شام کو تھا طہاسیہ کو ساتھ بیکر زرنشاہ کرتا ہوا  
 تو کون سے کتا ہوا کیا ہنگام میں وہ بدعت مراہین نے بلایا اپنے ہندو خاص کو کہ سب خدا پرستوں کا کلام  
 تمام کر لیا سمجھوں نے کہا کہ انا و مدنا تھا اپنی بارگاہ میں آیا طہاسیہ لباس رزم آتھم کریم میں چٹھائی ہونے کا  
 دور کا جام گردش میں آیا طہاسیہ مست شراب ہو کر پکا کہ جیسے جس چلی اسی وقت نفاہ و بجاہر کار سے خبر لیکر چلے  
 اور حمزہ صاحبقران بدیع الزمان کو لیکر بارگاہ میں آئے ہیں زخم میں ٹانگے لگا رہے ہیں کہ ہر کلام نے  
 خبر دی کہ طہاسیہ نے قبل جنگ ہوا میرے بھی حکم دیا کہ ہرے بیان بھی نفاہ مذہبی نوازش میں آئے  
 اور امرایم ج اور داراب کے لشکر میں کوس عربی پر چوٹ پڑی چاہے ہرات چاروں لشکروں میں تیاری رہی  
 صبح کو میدان میں آئے جب صفت آرائی ہو چکی طہاسیہ و لشکر زار میں آیا مبارک طلب کیا مالک اثر و رحمت  
 نیزہ و دستر غلام نئی آجاکر حیدر بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مقابل طہاسیہ ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی شروع  
 ہوئی مالک نے نیزہ طہاسیہ کا قاتل و باطل طہاسیہ نے پیش میں آکر ساہو رازا کہ سر کو کاٹ کے نادوا بدعت  
 زخم کاری لگا ابراہیم بن مالک نکلا زخمی ہوا لنگل عرب جیش و کیس و قیس حاد باج سردار شہید ہوئے شام  
 کو لشکر میرے گئے شب کو میرے جل جنگ ہوا اگر کچھ کو طہاسیہ میدان میں نکلا مبارک طلب کیا لندھو ر اپنے  
 ہاتھی کو بولکرا بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر کھڑا ماسے خہو ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی لندھو نے نیزہ  
 طہاسیہ کا ہوا لی کیا طہاسیہ نے گز لندھو پر بار لندھو نے روک دیا کہ گز اپنا طلب طہاسیہ پر



اسے کہ نور الدین نے کئی بھی کادی لندھو رستم گز اس پر نہارنا لندھو رستم بجا با کہ گز با تم سے رکھو سے اب طر ماسپ  
قسم دی کہ لندھو رستم گز پنا بوقت تمام بھیر مارو لندھو رستم بیکہ سنی گز طر ماسپ بر باد کہ گز پر گز پڑا ہونے  
کی آواز گیند گردان تک بند ہو گئی دونوں گزوں میں ٹپل پڑ گئے شرار سے آتش بھگے نکلے دونوں ہاتھ طر ماسپ  
کے مسطرحت ستون گز بھگے آئین کچھ نعل خواجہ زمین ہول سے شق ہو گیا گیند لانا تک عرق نہیں ہوا گیند سے کی  
ٹوٹ گئی دونوں کشتے زمین کو جھلکے یہ نونہ گز میں جیسا لندھو رستم کا سا کہ زوم و پست کروم اگر بھیر مارو لندھو  
اس پر کیا گدڑی عیار لشکر گنڈا دوشے گز گز کے جرن مارا اندر گز کے گھس گئے دیکھا تو طر ماسپ بیوشس  
تھا جھلک میں سے پانی نکلا جھپٹا دیا طر ماسپ کی آنکھ قتل قیام میں سے پر بھا کہ کنا عالم ہو طر ماسپ نے کنا  
کہ بلا کی ضرب اس ہندی نے ماری اگر کوئی اور سر سے تمام پر ہوتا تو پوز زمین پر جاتا مگر بجا بچے نہ مرد شاہ  
باختری نے یہ لندھو گیند سے کو اشارہ کیا وہ مرکب کی بن رہا تھا کیا نکلا گیند سے پر سے کو وراثت تک کے بچے  
لندھو رستم کیا دیکھا تو وہ زخمی کا اسپرنگ ہو رہا جو کنگ ہو کر ماتہ سے نکل ویا دوسرا گیند اشارہ کر اس پر  
سوار ہو اور سا طور دینا اٹھا کر دوشا لندھو رستم پر مارا کہ سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا تا دوا بدو آ کر گیا زخم کاری لگا  
لندھو رستم نے ستانہ مارا سا طور تو لنگ گیا مگر سر سے ایک دیا سے خون جاری ہوا غش طاری ہوا طر ماسپ نے بھیر  
بیا ز بلب کیا ارشیون سر پڑا و نہاں برادہ ہی گناں ہوا الماس میں لندھو رستم نے مقابلہ کیا بھوت ہوا شام تک  
پانچ سرداران بندہ ہاتھ سے لٹکے شہید ہوئے اور سات بہاد زخمی ہوئے اور داراب کشور کشا جب ارادہ کرتا ہو  
کہ جا کر مقابلہ کرے پیر زلال اسے منع کرتے ہیں کہ مرضی خداوند آجیات کی نہیں ہر غرض طر ماسپ نے تو میدان  
واریان کہیں کہ بیت سے سردار لشکر اسلام کے زخمی ہوئے اور بیت سے مارے گئے دسویں دن نور الدین ہر سے  
مقابلہ کیا طر ماسپ نے پوچھا کہ آپ کون ہیں کیا نام ہو کہا کہ مجھے نور خیم موشان و سلطان گل گلزار حمزہ صاحبقران  
نقل بوستانی شاہزادہ بدیع الزمان صاحبقران بن صاحبقران بن نور الدین ہر عالیشان کہتے ہیں  
شعر نیم ماہ تابان صاحبقران کا گل بوستان بدیع الزمان کا باب کو تیرے میں نے زیر کر کے سلطان کیل طر ماسپ  
لشکر آگ ہو گیا کہا کہ اونبیرہ حمزہ باب میرا لیا ہو کہ اسے کوئی زیر کرے حمزہ تیرے لو پر عاشق ہو کے سلطان  
ہوا نہیں تیری کاندھت تھی کہ اسے زیر کرتا نور الدین ہر لو کہ او طر ماسپ معلوم ہوا کہ تو طھاس کے نطفے سے  
نہیں ہو اگر تو اسے نطفہ ہوتا تو سلطان ہوتا خیر اب جو تجھے ہوئے تصور نہ کر طر ماسپ نے کہا کہ ای نور الدین ہر دیکھ کہیں  
تجھے سزا کو سوچا تا ہوں اور لاہور کو کہ حویہ رکھا ہو نور الدین ہر نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہیں ہے جب تیرے حربے سے خدا  
بچا گیا تو میں بھی حربہ کر لوں گا سوخت نیزہ طر ماسپ نے مارا نور الدین ہر نے چند لمحوں میں نیزہ اسکا ہوائی کر دیا طر ماسپ  
نے سلطو مارا شاہزادے نے سپر پر ہوا مگر سپر کا کٹ کر سر پر پڑا کہ تا دوا بدو آ کر گیا شاہزادہ زخمی ہوا اور  
اس حالت زخمی میں تلوار ماری کہ سپر کٹی طر ماسپ نے سر دھڑکن کو یا یا تلوار گیند سے کل گردن پر پڑی کہ  
تلوار ہو گئی طر ماسپ گیند سے محنت گرا تو گ کے دور پڑے ارھر سے لشکر اسلام آیا جنگ مغلوب ہوئی شام کو طبل  
باکریاں بجا دونوں لشکر بھر گئے طر ماسپ نے بھیر طبل جنگ بجا یا بھیج کو بھیر بدان میں آیا سبازرطنبی کی دیکھا  
تو لشکر آفتاب پرتان میں علم آفتاب بیکر جلوہ لری بر اسے اور زبدا آفتاب پرتان نظر کردہ پیر قطب دوران  
ایمچ عالیشان سے ایک ہی ملکوت تنگاہ سے اجازت لیکر پو دھا باگ لایا اور مقابلہ طر ماسپ کا ایک  
طر ماسپ نے بند لگا دنی کے پوچھا کہ ای آفتاب پرست تجھے زسا سا خدا پرستوں سے ہر تو کون ایک ہے



ایرج بولا کہ کل تو نے نور الدین کو زخمی کیا میں اس کا عوض لے آتا ہوں طر ماسپ نے کہا کہ اگر ایرج روسان سے حلاوت  
 میں خدا پرستوں کا خاتمہ کر دے تو مجھے سب کو لوٹا جائیگا مجھے ایک محبت پیدا ہوئی ہے ایرج نے کہا کہ مجھے بھی جیسے میں  
 الفت ہوئی ہے اگر میں تجھے زبردستی نہ دے دوں تو میرے درالہم ہر کارین طر ماسپ نے کہا کہ اگر میں نے کہا ہے تو اپنا سر  
 کو لے ایرج بولا یہ ہوگا تو اپنا سر چلے کر طر ماسپ نے برخواستہ ایرج سے برہم ہو کر خوب ہنر بازی ہوئی ایرج  
 نوٹا گرد آفا کہ کس مست فلان کا ہنر خراسان کا ہوا کیا طر ماسپ نے سادہ طور پر ایرج کی فہم ہوئی  
 ایرج گھڑیے پر سے کود پڑا سادہ طور سے مرکب کو قلم کیا ایرج نے تلوار کھینچی گھڑیے پر مار دی کہ دونوں اٹکے بالوں  
 گھڑیے کے قلم ہوئے طر ماسپ کو دھڑا اور کہا کہ اگر ایرج تو نے میرا ایسا اچھا گھنڈا مار ڈالا ایرج نے کہا میں نے  
 اپنے مرکب کا عوض لے کر طر ماسپ بولا تو بکارت نے مگر قند طر ماسپ کا پچھتاہ ایرج کا ہوا اور ایرج فائدہ نوز کا خیال میں  
 طر ماسپ کے گزرا کہ تو اسکو مسکرا رہا دیکھا یہ جو کہ دوڑا اور سر سے ایرج دوڑا دونوں کین کشی ہوئے لگی دن بھر  
 کشی رہی شام کو ایرج نے روشنی سنگھاری طر ماسپ نے چاہا کہ رات کو نہ لڑے ایرج نے نہ پھوٹا غرض میں  
 شبانہ مذکشہ رہی جیسے دن ایرج نے لشکر طر ماسپ کا توڑا سر سے ہتھیار چھ دے کر زمین پر مارا کہ چار دن شام  
 چت گرا چاہا کہ ہونڈے کی کھا کر پیٹھے ٹھوکر ماری زمین ہو گیا پھانی پر چڑھا لشکر شاہین باندھیں جیل باز گشت جو اگر  
 ہزار رات کو آرام کیا بھیجے کہ ایرج نے طر ماسپ کو بلایا طر ماسپ نے اگر طریق تھا پرستان سلام کیا ایرج نے کہا  
 اے طر ماسپ تو کیا کتا ہے تھاقابل خدائی میں ہر نیر اعظم کو سجدہ کر غرض بہت سی تربیت آفتاب تابان کی اور  
 نہ مت لقا کی کرنا شروع کی کہ لقا ایسا ہے کہ عمر دے تو طول خدائی پر چڑھ کر نہ پر اس کے موتا اور وارثی اسکی  
 موڑی اور بیٹوں اور بیویوں کو اسکی خدا پرست لے گئے اور اپنے معرفت میں لائے یہ کیسا خدا ہے طر ماسپ نے یہ  
 لشکر لقا پرست کی دین آفتاب پرستی اختیار کیا گوہ سے لشکر موت میں پڑا ایرج نے سید سالاری کا خلعت و بادام  
 بہت خوش ہوا اپنے دل میں کہا کہ اگر ایرج لب طماس کے مقابل مجھے بھی رفیق نیر اعظم سے غایت کیا گزیر  
 چر لقا کہ ہوئی غایت رہنمید ہوا اور نور الدین ہر جگہ بغیر لشکر بہت آزر دہ ہوا اگر یہاں طر ماسپ نے ایرج سے ہوجا  
 لہر میں خدا پرستوں سے اسنے دفن لڑا کیا لیکن اپنے باپ کو میں نے نہ دیکھا وہ کہاں ہے ایرج نے کہا اے طر ماسپ  
 ایک دن طماس نے لڑا دیکھا تھا کہ داراب سے لڑے خلیفہ آب جہات پیر زلال رو تنفر کیرودہ عسکر  
 عیار ہے بھیجے کہ طماس زبردست ہے اور حربہ اسکا بیڑ حب ہے ایسا کہ داراب مارا جائے یہ بھیجے عیار کے اہل ہوا  
 کو چڑھنا باب وہ لشکر آب پرستان میں تیر ہے یہ لشکر طر ماسپ آٹھ گھڑا ہوا کہ میں جا کر یا تو اپنے باپ کو چڑھائے  
 لیتا ہوں یا اپنی جان دیتا ہوں سر خدا ایرج نے منع کیا طر ماسپ نے نہ مانا اور تنہا گھنڈے پر چڑھا کہ ہوا  
 ہوا اس وقت ہنگام میں پہنچا کہ پیر زلال بارگاہ میں دے داراب بھیجا ہوا تھا طر ماسپ کو آتے تھے  
 کہ کیا قہر ہے دے گئے آٹھ گھڑا ہوا بہت عزت سے اسے بھیجا جام شراب تواضع کیا اور کہا کہ اے طر ماسپ  
 کہ پیر زلال اس کے ہو پور کہ اے داراب باب ہر انھما سے لشکر میں قید ہوا اسکو بلواؤ داراب نے اسی وقت غم  
 کیا کہ طماس کو زندہ جانے سے لڑا بوجہ حکم طماس جو وقت بارگاہ داراب میں آیا بطریق اسلام سلام کیا  
 طر ماسپ نے طماس کو دیکھا کہ مانند شیر زبان اور اندوہ ہے وہاں کے آیا بھو نگا دیش نے کے خون عزت  
 اور حق میں خوش ہوا اپنے دل میں کہا کہ اب تیرا نہایت صاحب شکست ہے اور طر ماس نے ایک جوان ہوا کہ  
 جیسے کہ ابھی گزرا گل مغسار کے جنبے نے غائب نہیں پڑی ہر شہد میں بے دھار شجاعت جہرے پر نمودار



داراب نے طہماس کو شہنشاہ طہماس نے طہماس سے پوچھا کہ کیا سب دسب بیان کر آئے گئے ہیں آپ کا بیان  
 طہماس میں نام پر لازم ہوں ایرج کا دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہے آیا ہوں کہ تنگو میں خدمت آیت میں  
 بظہور تجھے زیادہ تمہاری حرمت کر لگا اور چونہ چلے گئے تو سرکات کر لیا نہ نکا طہماس نے کہا کہ میں تو فیہ میں گرفتار  
 ہوں مگر پادشاہ اور تو میرے اور بر خائب جزو کچھ تو کتب میں قبول کرنا طہماس پر وہ کہ ایسا ہی ہوگا اور داراب سے  
 کہا کہ اگر تمہارا جفران آپ پریشان عرض میری قبول کیجئے طہماس کو چھڑا دیجئے داراب نے قبول کیا کہ نکا طہماس  
 کی کارٹ و طہماس نے بند تو لکھوائی داراب نے مرکب سواری کو دیا طہماس سوار ہو کر خدمت نورالدین میں گیا  
 خدمت میں کو یوسو یا حال بیان کیا آخر طہماس داراب سے خدمت ہو کر خدمت ایرج میں پہنچا بہت تعریفیں  
 داراب کی ایست سے کہیں اور کہا کہ طہماس جو ایسے اسی دست بل لگی بجا شب گذری صبح کو چاروں لشکر  
 میدان میں آئے طہماس معرکہ اسے خبر ہوا بار طلب کیا طہماس بادشاہ اسلام اور نورالدین ہر ایک سے  
 با تو قریب سے خدمت ہو کر مقابل طہماس ہوا طہماس پہلے لگا ورنہ ہوا مرکب دونوں کے برابر سے پہاڑ  
 طہماس نے سلام کیا طہماس بھی دست بوس ہوا طہماس نے کہا اے چور بزرگوار آپ پیرائے سال میں میں  
 چران ہوں مجھے نہ لڑنے چلے چلے شرف اطاعت ایرج نورانی حصول کیجئے دین خیر اعظم قبول کیجئے طہماس  
 کو لا اور تمہارا بھوکو تو نصرت کرتا ہے اگر تو میرے نطفے سے ہو تو آ کر دین اسلام قبول کر اور غلام نکا بنو اور نورالدین ہوا  
 طہماس نے کہا کہ تم راہ راست پر نہ آؤ گے مگر تنگو بزرگ راہ براؤ نکا بس جو یہ اپنا کر طہماس نے جواب دیا کہ یہ  
 نورالدین اسلام کا نہیں ہے کہ پیش دہشی کریں طہماس نے نیزہ مارا طہماس نے نیزہ نیزہ سے پر دو کا خوب نیزہ بازی  
 ہوئی آخر طہماس نے نیزہ اسکا ہوائی کیا آئے سادہ سادہ کہ طہماس نے رو کیا اور اپنا سادہ اسپر مارا طہماس  
 نے رو کیا غرض دونوں میں نہایت سادہ کی رو دو بدل ہوئی آخر کو ایک مقام پر طہماس نے ایسا سادہ مارا کہ  
 طہماس کی سپر کات کرنا دواہر و آخر گیا تنگی برادر میں کہ وہ گیا بسل باز گشت بجا شکر میرے ایرج  
 طہماس کو بیکریجے میں آیا بولے کو بلوایا زخم میں لگے لگے جب طہماس ہر شش میں آیا ایرج سے کہا  
 کہ اب تو میں زخمی ہو گیا ہوں اچھا ہوں تو بھی جانیگا لیکن اس مات کو مٹانے کا نشت طہماس کا تھا طہماس  
 گشت کرتا میرا تھا کہ دوست ایک سیاہی دکھائی دی طہماس لگا لگا کہ ارے تو کون ہو آئے گئے کہ من  
 عزیز جان کا ملک الموت ہوں اور ایک چھڑا نکا کر طہماس پر مارا اور کھل کر بھاگا وہ چھڑا طہماس کے پیچھے لگا  
 غیظ و غضب میں آکر تعاقب میں آئے روانہ ہوا راستہ میں بڑا بڑا شاک کہ بھیج ہوئے نظر سے غائب ہو گیا وہ  
 طہماس کے نورالدین سے اسے حال طہماس کا بیان کیا شاہزادے نے ہر کارے ساندنی سوار فرما کے اسے  
 بھیجے کہ طہماس کو ڈھونڈ لے لاؤ وہ روانہ ہوئے بغیر طہماس کو برنجی کو رات طہماس کو ایک فول لگا کر لگیا  
 خیال میں گذرا کہ بھوکو سہلی اڑاؤ میں طہماس نے زخمی کیا اب تو بھوکو طہماس کو زخمی کر اگر تو ایرج سے کیسا قودہ لگجے  
 ہائے نہ دیکھا تو اس سے پوشیدہ ہو کر چلے سوچ کر چھپ کر ایرج سے تعاقب میں طہماس کے مایہ  
 جمع کو ایرج مطلع ہوا طہماس تعاقب میں طہماس کے گیا ایرج بہت آزدہ کمال بخیر و بیضا تھا کہ  
 ہر گنہ بند آسمان پر آکر لگایا اور اٹھادی چلنے لگی چوٹی چوٹی بند بانی پڑنے لگیں ایرج نے کہا کہ میں بھی نہ نکا  
 کھینچ جاؤ گا جانوران میدان گستاخ ہوئی انھیں ایرج صاحب کو مدعا ہو ایرج داراب کو ہولی آئے پیر لال  
 سے عرض کیا کہ میں بھی شکار کر جاؤ گا پیر لال نے کہا کہ کیا فائدہ شکار میں ہر ہزار طرح کی آفتوں کا سامنا ہے



اور جو جاتے ہو تو راستہ بان نہ کرنا اور نہ پستون سے بچھت نہونا کہ وہ دشمن دین و آئین ہیں و ارباب سے کہا کہ جو آپ فرماتے ہیں ایسا ہی ہو گا یہ کلمہ جانورانی صید گیر ساتھ لیکر یہ بھی چلا قضا سے گا۔ نور الدین ہر نامہ داران سے پہلے بقیہ شکر جاچکا تھا اور صید انگنی کر کے مع رفقا ایک مٹھے پر بیٹھا ہوا تھا دیکھ رہا تھا کہ باب کھار پڑ دیکھا کہ ایک ہرن بھاگا ہوا سامنے آیا اور پیچھے اس کے ایک سوار ہو گیا اور تیر جو بحر کمان میں ہو رہا تھا اس پر اس کے ہرن گرا وہ سوار اسے اٹھانے کو اتار نور الدین ہرن نے ہی تاکہ یہ واراب ہو اٹھ کھڑا ہوا کہ اگر واراب کشور نشاؤ و بھروسہ تھا سی ہر اور دور کرانچہ کاڑیا لاکر بھایا اسد بن کر بے غامہ سی نے ابراہیم بن مالک سے کہا کہ اگر ابراہیم بن مالک سب کی عجب طبیعت ہو گئی ہو کہ پہلے اس بزانہ سے دشمن کی فسی اس اب اس دھڑی بچے سے محبت بڑھائی ہو ابراہیم نے آپ کو کیا آپ جیسے بیٹھا اسد نے آہ سر بھری کہا کہ بھئی ہی جہاں بجائی صاحب اپنے کو سبک کرتے ہیں بڑی بہت بھئی کہ کہا ہونا کہ ذرا اپنے باب کھینچ دے تو ہم کپڑے اپنے اس سے دھو آئیں نہ کہ دھو لی ہے کو اپنے پاس بٹھایا غلط لے گا کہ ہر در شہناپ کیا ان کے اتالین میں حاشا دیکھے کچھ بولے نہیں یہ سب بائیں واراب نے سینا اسد کو دیکھا کہ ایک دھلا پٹا آدمی تلخ کچھ سر پر رکھے ہوئے کریاں چاک زرد آئین تک لگتی ہوئی آنکھوں میں لالہ دورے دھشت کے ٹپے پر سے چہرہ اتنا دال کے روشن بت اس کی وضع سے خوش ہوا نور الدین ہر سے پوچھا کہ یہ آپ کا کوئی ہے کہا کہ یہ فواسحہ صاحب جفران کا ہوا اور میرا بھائی ہو دھشت اس کے تلخ میں جو صاحب جفران کو برجا ہتا ہوں کتابوں اس کے کہنے کا برا نہیں مانتے اور تم ہی اس کے کہنے کا برا نہ مانو تم جو چاہو سمجھو کہ لو واراب بولا یہ جو بائیں بچے کہیں میں بڑا نہ مانو نگا جو لب نہ دوزنگا یہی بائیں نہیں کہ ایرج بھی شکار کھینتا ہوا وہ میں چوہی دور سے نور الدین ہر اور واراب کو پیچھے ہوئے دیکھا شہلاور سے کہا کہ ہا کر دیکھ کون بیٹھا ہو شاپور قیاد جب قریب آیا اسد نے چاہا کہ مارے نور الدین ہرن نے منع کیا شاپور سے کہا کہ تم جاؤ ایرج کو لاؤ شاپور ہر کر آیا تمام حال بیان کیا ایرج واراب کی محبت کا کمال مستثنیٰ ہو گھوڑا اپنا تیز کیا سامنے سے شاپور اس کے گدرا نور الدین ہر واراب سے باتوں میں مصروف تھا ایرج کی طرف خیال نہ کیا ہر دوسرے گھوڑے کو ادھر پسرا دین مرتبے ادھر سے ادھر گھوڑے کو چھوڑ گیا آہا کہ نور الدین ہر سے توجا دی مگر نور الدین واراب نے نہ دیکھا کہ اسد نے پٹا کر کہا کہ او بڑا بچے تو سو مرتبہ آئے جائیگا تو چھوے کوئی نہ بولایا اب وہ دن تیرے لئے ایرج نے کہا کہ او دیوانے مجھ کو لحاظ نور الدین ہر کا نہیں تھے مزار دنیا اسد اٹھ کھڑا ہوا کہ او باپی نو کیا مزار دیکھائے آہ کلمہ اٹھا ایرج پر چلا نور الدین ہر بان کتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا کہ او دیوانے یہ کیا سو دا ہر نور ایرج سے کہا کہ آؤ بھی خوش آدمی دھن آوری وقت جنگ جنگ وقت آستی آستی واراب نے بھی قیاس کی اور ایرج سے خطاب کیا کہ آئیے ہمارا جذب محبت آپ کو پہنچ لایا اور گھونٹے سے آنا کر محبت میں لاکر بھیا محبت گرم ہوئی لیکن اسد نے کہا کہ اس وقت بجائی صاحب نے اس بزانہ سے کو میرے ہاتھ سے چایا نہیں تو کپڑے ٹکڑے کرنا غیر کہاں جائیگا ایک نہ ایک دن مزار ایجا ایرج نے نور الدین ہر سے کہا کہ آپ گفتگو میں برائے کی تھے ہیں نور الدین ہر بولا ایرج تم دوست و عزیز دوسرے دیوانہ میں کیا کروں خدا جانے تم سے کہاں کا اسے نفس ہو واراب بولا ایرج بڑا آفتاب ہرستان بطرح سے کہ ہر اس کے شہر سے محفوظ رہے تم بھی ایسا ہی کرو ایرج نے پوچھا کہ بھی نہیں کیا حکمت کی واراب بولا کہ میں نے سنا ہے کہ جعفر صاحب جفران کو بھی جو نسخہ میں آتا ہے کتاب ہو اور وہ اسے ملک بھرت جانتے ہیں ہننے بھی ایسا ہی کچھ سمجھ لیا آوازوں پر اس کے خیال نہیں کرتے ایرج بولا کہ خیر اب



میں بھی جانوں ہرگز اسی باتوں کا بڑا ناؤنگا اسد نے یہ سن کر نفیہ تیغ پہا تھ ڈالا اور لگا کر کہ اوکھاب ہرست بڑا ہے  
 تو مجھے بھائی کبھی ماری ڈالو لگا نور الدہر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ اور بھت یہ تیرے میان میں اس کے ساتھ ایسی گفتگو  
 نہ کر اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپ ہی تو ہر کس دن اس سے ایسی باتیں سنو اس نے ہن خیر میں نہ بولو لگا آپ نہ  
 خاطر و درازات کیے غرض صحبت گرم ہوئی اور ہونے لگا دورہ شراب پینے لگے کباب گوشت خکار کے کھانے  
 کے قصے کار اتفاقات روزگار یہ خبر پیر زلال کو ہوئی کہ وار کاب نور الدہر اور امیرج سے ہم صحبت  
 رہیں یہ سنتے ہی آگ ہو گیا اور کہا کہ اس نا بکار کو منع کیا تھا کہ خدا پرستوں سے نہ ملتا اس نے نہ مانا خیر کیا تھا  
 یہی لکھت کی اور آسمان پر حلا ایک لمحہ میں وہاں پہنچا جان یہ سب صحبت آریستے آسمان پر سے دکھار  
 کہ کین اور وار کاب تو نے کتنا ہزار نہ مانا اور دشمنوں سے صحبت ہو اوار کاب نے جو آواز سنی کانپ گیا  
 پیر زلال کہانے دکھا جو دے میں گرا کہ میں تعصیر وار ہوں جو اب سے وہ سزا دیے پیر زلال نے وہاں لے  
 مارے اور کہا کہ کیوں انکی صحبت میں بیٹھا نور الدہر ہاتھ باندھ کر اکٹھا کھڑا ہوا کہ یہ نہ بیٹھتا تھا میں نے اسکو نہ ہتھ  
 بٹھا یا پیر زلال نے کہا خیر انکی مرتبہ تو خداوند آجیات سے لکھ کر نہ اسکا سات کردار لگا لیکن بارگرم یہ  
 تم لوگوں سے صحبت ہو انرا سے حق میں اچھا نہ لگا اور یہ لکھ خطاب کیا کہ اور وار کاب آٹھ چل بیاں سے وار کاب  
 چاہتا تھا کہ آٹھے نور الدہر نے دست بستہ عرض کیا کہ یا پیر زلال میں آپ کا خادم ہوں آپ ہی چیتھے  
 سہرے کی سیر دیکھی اور جام شراب کا اپنے ہاتھ سے دیا کباب کھاتے پیر زلال نے کہا کہ اور وار کاب تم بیٹھو میں  
 جاتا ہوں وار کاب نے کہا کہ میں بے آپ کے لب نہ بیٹھو لگا: پیر زلال ہی بیٹھے صحبت گرم ہوئی مگر نور الدہر نے  
 شبہ لکھ جہاں کے ہاتھ خدمت حمزہ صاحب قرآن میں غرض کرا بیٹھا کہ آپ جلد بیان شریف لائیں میں نے  
 وار کاب کو پیر زلال صحبت میں لجا یا ہر شاید کسی تدبیر سے افشاے راز پیر زلال ہو جائے امیر یہ پیغام منتہی  
 اسی وقت سوار ہو کر چلے بیان صحبت گرم غرض سب بیٹھے ہرے تھے کہ ایک گردن بیاں ہوئی کہ سوار دکھا کی رہے  
 اور حمزہ صاحب قرآن چند سر داندن سے پہلے ہرے پیر د امیر کی صورت دیکھنے کے پیر زلال آٹھ کھڑے ہوئے  
 اور وار کاب سے کہا کہ میں آٹھ اب ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے کہ دشمن خداوند آجیات آیا نور الدہر نے کہا کہ آپ  
 نائب خداوند ہو کر نیند نہ ڈالنے میں اور وار کاب بھی بولا کہ یا پیر زلال آپ بیٹھے حمزہ سے کچھ اندیشہ کہیے اگر  
 حمزہ آپ کے ساتھ کچھ بے ادبی کر گیا تو میں سمجھ لوں گا اور میں کہیں حمزہ سے دینے کا نہیں اور آپ کے آٹھ چلے بیٹھ  
 ہو پیر زلال پچاس مجوز مجھ گئے کہ اس میں امیر آئے سجدے تعلیم کی عمر دے وار کاب کو نہ اٹھنے دیا امیر کو بت بڑا  
 معلوم ہوا مگر صحبت میں اگر بیٹھے تلخ ہونے لگا دورہ جام گرمش میں آباد سبدم پیر زلال کہ رہے ہیں کہ یا خداوند  
 آجیات وہ رگ کہ تھے بیٹھے ہیں اور جھکو خداوند بحق نہیں جانتے ہیں انکو سزا دے اور جو تیرے تمہ سے کہتے  
 ہیں تو راققا دشمن لاتے انکو سزا دے امیر یہ آواز سے سنتے ہیں اور ٹالتے ہیں آخر کو وار کاب سے کہا کہ سنتے  
 یہ تھا پیر زلال کیا کہ رہا ہر یہ پیر آواز سے کس رہا ہر وار کاب یہ ہا رہا ہر ہر تھا پیر زلال کو کہ  
 آپ یہ پیر زلال بنا ہر تم اس سے انتقام نہیں لینے وار کاب نے کہا کہ جھکو انکی لشکر میں کیا دخل ہر گز یہ شخصیت  
 بزرگ ہیں میں نے بہت سی کشت و کرات انہیں دیکھی ہیں ایک آجیات اس کے ساتھ تھا امیر نے فرمایا کہ وہ  
 دیوتندک اسکا شاگرد تھا اور وار کاب امیرج سے پوچھ کر پہلے انکے چہرے کباب کو مار کر آپ قطب بکر مجھے  
 اٹھانے لایا تھا امیرج کو تھا ہر گز تیرے پاس سے عمر چھوٹا گیا وار کاب پاس میں بھی نہ رہت امیرج بولا کہ حمزہ صاحب قرآن







اس سے ایسا شخص جاسے اور دوسری جگہ رہے و ارباب بہت شرمندہ ہوا کہ اگر کشور شاہ خیراب کیا ہو سکتا ہی  
 اور کھنڈ افسوس مگر کتنا غمناک ہوا کہ یہ خدا پرست بڑے حکم میں ہیں ان کے زب میں آگیا اور اسے پیر زلال  
 وہاں بیٹھنے پر رضی نہ تھے میں نے پھر اذیت لکھائی اب انکو کہان ڈھونڈوں سخت اسے ہاتھ سے گنوا یا یہ کھڑو نے لگا  
 اور فتح کشور کی آمد یہ تھا کہ اسی بیچ میں وارب نے کشور شاہ سے کہا کہ میں جنگ یو اسے کل صبح کو ان خدا  
 پرستوں سے بھرنگا اسی وقت کوس رزمی نوادش میں آیا یہ خبر قیون لشکروں میں پہنچی وہاں بھی نقارہ گرا کر دایا  
 چار پہر رات سامان جنگ میں بسر ہوئی صبح کو لشکر قیون غلغلہ ہوا کہ زمر و شاہ بہتر خواب پر سے غائب ہو گیا  
 اور آفتاب پرستوں میں شور مچا کہ اس صبح کو کوئی بیگیا اور لشکر اب پرستان میں فریاد ہوئی کہ وارب کشور کشا  
 کا تائین اس طرف لشکر اسلام میں نباشت برپا تھی کہ نور الدین ہر اور قزاق صاحبقران خین معلوم ہوتے چاروں  
 لشکروں میں ایک کمرام ہوا تھا ہر طرف سے ہر قبس روانہ ہوئے کہ خبر معلوم کریں انھیں قویں ہوئیے  
 داستان ندرت بیان جانا خواجہ عمر و کا پردہ قاف میں اور عادل قاف ہلکے قریح دیووں  
 کی امیر حمزہ صاحبقران پر لیکر آنا

راوی بیان کرتا ہے کہ جب وقت عمر و لشکر وارب کشور کشا سے نکلا میران و پریشان تباہ و سرگردان شکوہ پر واز ہر  
 بے ہوش تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہاں ہاں ہاں ہاں اس کے مددگار ہیں قریب لاکھ جاہا کہ حمزہ کو ذیل وزبوں  
 کیجئے اس بجا ہذا وہ کہ کو ذلت دینیجئے لیکن کچھ نہ سکا اسی بیچ میں رو رہا تھا کہ تنگ ہو گیا سلام کیا حال ہو چکا  
 عمر و نے کہا کہ کیا بگودی میں غلغلہ ہو رہی کیا کی بیان کر دے کہ وارب کو تیار کر کے لایا تھا حمزہ نے اسکو بھی تجھے بھائی  
 میں پھر میران و سرگردان ہوا تنگ خوب دیا کہا کہ استاد اندون میں میں بہادر پری کے بیٹے کو لیکر کوہستان  
 میں چلا گیا تھا اسے بھی مجھے کمال افستھی چند سے میں وہاں رہا تھا کہ دیووں نے آسمان پری کو جا کر میری خبر  
 پہنچائی وہ میری تلاش میں تھی بہت سے دیوان کو بھیجا کہ تم سے پکڑاؤ دیو آئے میں تو اپنی جان بچا کر بھاگا مشق کو  
 میرے زبردستی سلم وندی سے لیکے گھر میل روٹ لیا اب میں حیران ہوں کہ کیا کر دے عمر و نے کہا میں آپا نشان  
 ہوں کوئی قریب نہیں بن پڑتی کہ اس عرب جو غار غالب آؤں اسے کہا حال پر و ذوق کا تو یہاں کہ گلاب آسمان پری  
 سے کسی سے لڑائی تو نہیں ہر تنگ سے کہہ کہ خواجہ اندون میں وریا سے نیر و پر پڑے جہاد ہیں وہ دیر کہ حمزہ  
 کے ہاتھ سے مدد سے گئے ہیں انکی اولاد میں سب جمع ہیں چنانچہ لغریست بن لغریست اور خرمال بن خرمال  
 اور سمش انگل بن زند انگل مردانہ اور مردان بن رعد شاطر اور ذوالخفیت بن خفیت بن عفوان ماہ واران  
 سب کا لشکر نیر و پر جمع ہوا آسمان پری نے قریشیہ سلطان کو اپنے بھائی بڑی لڑائی ہو رہی ہے عمر و نے کہا اے  
 تنگ تو مجھے پردہ قاف تک لے چل کہ میں ان سب کو اپنا طبع کر کے حمزہ سے لڑا مانے کو لڑائی اور  
 آسمان پری اور قریشیہ کو قید کر کے نیر سے مشق کو بھیجے طاون تنگ ہو گا کہ استاد ایسا شو کہ کوئی دیو  
 آپ کو کھا جائے عمر و نے کہا کہ اے دیو تنگ تو مجھے اب لے چل دیکھ تو میں کیا کرتا ہوں تمام دیو مل سے  
 سجدہ نہ کر اؤں تو نام میرا عمر و نہ رکھنا تنگ نے عمر و کو لانے پر سولہ کیا روانہ پردہ قاف ہوا چوتھے روز  
 وہاں پہنچا جان لشکر دیو مل کے جمع میں لڑائی بہت سی ہو چکیں ہیں قریشیہ سلطان کے ہاتھ سے دیو مل  
 زبردستی زخمی ہو چکے ہیں لغریست بن لغریست ہی زخمی ہوا وہ بتاتے کا ہر عمر و نے سب حال دریافت  
 کو کے صورت اپنی ایک پیر کی بنائی جائزہ نہ تو لے میں پانچا ہر سب سب کا پانچوں میں تاج مکمل ہو ہوا



انصاریت کے جسے کے برابر آیا کیم اور سے ہوئے اور آسمان کی طرف جست کی سوا تھ آڑ گیا وہاں جا کر کیم تو نہیں  
 میں لڑا لی اور تھے آتش بازی کے ٹکا ٹکا دانے کے انکی روشنی ہوئی مشک آڑا یا کہ خوشبو پھیلی اور کئی  
 بنگا انصاریت بن غفریت کے آیا اور ٹکا ٹکا کیا اللہ تعالیٰ نائب خداوند اہلبیس پڑھیں ماس الشیاطین ہر عامل  
 واقف میرا نام پڑھیں ایک جگہ بیٹھا عبادت میں مصروف تھا کہ خداوند اہلبیس میرے پاس آئے اور کہا کہ آگے  
 آسمان پر ہی نے آواز کو پہنچا دینا سے بلو کر تمام ہمارے خدا کا ان سرکش قاتل کو قتل کر دیا اور آپ کی لڑائی  
 کی مالک ہوئی اب انھیں دیو دن کی اولاد میں پیدا ہوئیں ہیں اور آسمان پر ہی پھر چاہتی ہیں کہ انکو بھی قتل  
 کرے اب وہاں سے نمراتی چارو جڑن جو تم جا کر سب دیو دن کی مدد کو دین تھاری مدد گاری کے واسطے  
 آیا ہوں انصاریت نے دیکھا کہ ایک آدمی زندہ رہا اس نے تعظیم و توفیر کی نعت پڑھا یا  
 اور کہا کہ اے نائب اہلبیس ہم سب تو قریشیہ سلطان کے ہاتھ سے عاجز آگئے ہیں اسکا علاج پہلے ہی ہے  
 جو اب دیا کہ قریشیہ زمین پکڑے لایا ہوں تم حاضر جمع رکھو یہ کلمہ سوئے آسمان جست کی تعلیم عبادی اور کر غائب ہو گیا  
 اور لشکر قریشیہ سلطان کی طرف روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا کیم اتار ڈالی دیو دن نے عمر و کو دیکھا بھانا اور  
 قریشیہ کو خبر دی کہ عمر و آتا ہے قریشیہ استقبال کے واسطے آئی عمر و کو ساتھ عزت و توفیر کے لائی ست پر ہوا یا کتبیا  
 جو اب ہر کی تندرین احوال پوچھا کہ فواجہ کیونکر آئے ہو عمر و نے کہا کہ تندرین نے لایا ہے کہ گناہ اسکا سے بخشاؤں  
 قریشیہ نے کہا آپ امان جان کے علاج سے فائدہ میں کیوں آگے تھ جاتی ہو ہی کرتی ہیں مگر بعد ہند و ملک  
 دیو دن میں تعظیم و توفیر کی معاف کرادی گئی آپ حاضر جمع رکھے عمر و بولا کہ اچھا فرض محبت یہی حال صاحبان  
 کا پوچھا کی عمر و کیو کا کچھ بتا یا کہ رات کو کھانا کھا کر قریشیہ سوئی عمر و دو ہرات گئے اٹھا قریشیہ کو ہوش کر کے  
 انھیں میں آگیا اور اسی وقت وہاں سے راہی ہوا کیم عبادی اور سے تھا آسمان کی طرف سے بارگاہ میں  
 انصاریت بن غفریت کی آیا ہوں سویت بنکر کہا کہ تو قریشیہ سلطان کو اہل زبیل میں سے ٹکا ٹکا دانے سے کیا  
 بچنے دیو نے سب قدوں پر عمر و کے گر پڑے ہاتھ جو سے ہر ایک کے کہا کہ آپ بیشک نائب خداوند اہلبیس  
 ہیں اور جا بجا کہ قریشیہ سلطان کو ہوش میں لائیں عمر و نے کہا کہ ہے اسے قید کر دو پھر ہوشیار کرنا غرض آہنگرین کر  
 دو آ کر قریشیہ کو اسیر قتل و زخمیر کیا بعد اسکے قتل و زخمیر ہوشی دیا قریشیہ ہوش میں آئی اسے کو بارگاہ کفار میں بیٹھ  
 کرے پایا پہلے تو خواب کا خیال ہوا عادل قاتل بکار سے کہ او قریشیہ آگاہ ہو کہ پہنے قریشیہ غضب کو بھج کر گئے  
 تیرے دا بلوایا ہر ہر کہ خداوند اہلبیس کو سجدہ کر قریشیہ بکاری کہ ہاتھ لاکھ منت پڑا اہلبیس اور اسکے چاروں  
 انصاریت نے چاہا کہ قریشیہ کو قتل کرے عادل قاتل نے ہوسے لگا سے ابھی قید کر دیا پھر بھی پایا قریشیہ کو قتل  
 نہ سکی دیا انصاریت نے کہا کہ اب جو آپ زبا میں وہ ہم کریں عمر و بولا کہ میں آسمان پر سے آگ لشکر قریشیہ پر رستا  
 ہوں تم جا کر قتل کر دے کہ تیرا اب پر سوار ہو کر لشکر قریشیہ پر گیا اور تھے آتش بازی کے ماسا شروع کیے رنگہ رنگہ  
 آگ آسمان پر دکھائی دیتی تھی عرب جنگ خلوہ ہوئی آخر کار شکوے سردار شکست کھا کر بھاگا مال اور اسباب ہر  
 غیر سب روٹ گیا زبا میں جتنے لگا عمر و تخت پر بیٹھا وہ جو رہا یہ دانا محاسب دیو دن کو بھٹا اور کہا کہ تیری کردہ  
 میں لشکر آسمان پر رستا ونگا اور بعد دودھ کے تمام لشکر لیکر چلا لیکن آسمان پر ہی شہر گستان ارم میں بیٹھی تھی  
 کہ لشکر قریشیہ کا شکست کھا ہے ہوئے پوچھا اور تمام حال عمر و کے باقی بچا نے کا صا جعفران سے اندر پردہ قاتل  
 میں اتار دیا قریشیہ کا بغیر پکڑ لیا اور شہزادہ کو فرج کو شکست دیا بیان کیا آسمان پر ہی یہ شکر نہایت پریشان



ہوئی اور خواجہ عبدالرحمن سے کہا کہ کب مذہب گردن خواجہ نے نجوم میں دیکھا عرض کیا کہ اگر مگر قمر قرآن صعب و مخبر تو  
 یہ کہ بیان سے خدمت حضرت صاحب قرآن میں چلی جاؤ آسمان پر ہی نے کہا کہ میں رطل کی سیاہ و مکہ سیاہ و کلاہ  
 نے عرض کیا کہ آپ حاضر جمع رکھیں میں ان سب سے لڑو لگاؤ رطل کرو لگاؤ لشکر اسکا آنے تو دیکھے آسمان پر ہی  
 سیاہ و مکہ کے کلام سے بہت خوش ہوئی اور لشکر جمع کیا اور حضرت سے لشکر عمر و کا ہاتھ میں آکر اترا عمر و وقت ترکین پر  
 نفرت بن نفرت رطل سپہ سالار پر بیجا مان ہونے لگا پھر چار سات سات سو گز کے زمین کوڑیوں کے ہار گزوں  
 میں آگلی ٹرے ہوئے کڑیاں بند سے میں لگا ہوا حبیب نام مالش میں لی ہوئی پیاز کے کرین پھول کا نون میں  
 من کی دھند کیاں گلون میں ناسیے ٹہیں جام شراب کا جیسے دھول کا ناوہ ہوتا ہر گردشس میں آیا جب دایہ باد آوا  
 سے گرم ہوا نفرت نے حکم کیا کہ میں جنگ بجے اسی وقت تقار سے بر جوب بڑی ہر کار سے جو لشکر آسمان پر  
 کے لگے ہر گز تھے وہ خبر دریافت کر کے آسمان پر ہی کی بارگاہ میں آئے عرض کیا کہ میں جنگ لشکر اکہ میں بیجا  
 سیاہ و مکہ نے آسمان پر ہی سے کہا کہ آپ بھی مل جنگ جو ایسے بیان ہی تقارہ رزی گز کرایا و دونوں لشکر  
 میں چار پہر رات تیار رہی صبح کو آسمان پر ہی تخت پر سوار ہو چلی نو لاکھ ہریان نو لاکھ دیو سا تھے عبدالرحمن  
 جہن پشت پر آسمان پر ہی کی بیٹھے ہر سے ٹمس پرانی کر رہے تھے شاہ پر ہی ماہ پر ہی سلطان ازرق پر ہی طلال  
 پر ہی سلاسل پر ہی ارشد بنی راشد بنی براہ رکاب تھے سیاہ و مکہ آگے آگے اگر میدان میں فاقہ ہوا اور حضرت سے لشکر  
 نفرت کا آیا عمر و وقت پر سوار تھے جانا ہوا نفرت آگے آگے میں لاکھ دیو دن کا لشکر پشت سے جیسے یا عادل قات  
 یا نائب خداوند طلیس کی آواز باندا آسمان پر ہی سے دیکھا کہ عمر و مرزا زمین پنا ہوا تخت پر در اور ریشیہ بیٹے تخت  
 عمر و کے قید میں گرفتار ہوا آسمان پر ہی کو نہایت پہنچ ہوا عرض منور قتال اور جدال طرفین سے آہستہ ہو میں نقیب  
 نقابت کہے کہے پہلے گیا سیاہ و مکہ سیاہ و کلاہ میدان میں آیا مبارز طلب کیا اکثر کئی و دو لشکر نفرت کے زخمی ہوئے  
 بہت سے مارے گئے نفرت خرویدان بن آیا بعد ملون کے روہ بدل ہونے کی خبر کشنی کی زہت ہوئی دن بھر  
 سیاہ و مکہ اور نفرت سے کشنی رہی شام و نفرت بھر گیا اور آسمان پر ہی سیاہ و مکہ سیاہ و کلاہ پر نہ تیار کرتی ہوئی لگا  
 میں آئی سمیت جیش بن شمول ہوئی میں عادل قات نے نفرت سے پوچھا کہ ارشاد دیوان قات سیاہ و مکہ کو کیا  
 پایا آئے کہا کہ یا نائب خداوند میں سیاہ و مکہ سے نہیں روکتا اور جو لڑو لگا تو مارا جاتا تھا عمر و نے کہا کہ خبر معلوم ہو جائیگی  
 یا تین تھیں کہ خبر ہوئی کہ لشکر میں آسمان پر ہی کے مل جنگ بجایا عمر و نے بھی حکم دیا کہ مل جنگ بجے دونوں لشکر  
 میں تیاری ہونے لگی دو پہر رات گئے عمر و تندک پر سوار ہوا سیاہ و مکہ کے جیسے پر آیا دیکھا کہ سیاہ و مکہ کھانا کھا رہا ہے  
 عمر و نے جبر کیا کہ جب سیاہ و مکہ سو رہا عمر و نے پہلے دائرے بیوٹی اڑائی کہ تمام نگہبان بیوش ہو گئے بعد اسکے  
 سیاہ و مکہ کو بیوش کر کے بانڈ کر لیکھا اور رطل و زنجیریں گرفتار کر کے قید کیا صبح کو آسمان پر ہی آگاہ ہوئی نہایت  
 رنج ہوا کہ عمر و لشکر دیکر گرا خوب جنگ مغلہ ہوئی آخر کو آسمان پر ہی شکست کھا کر عبادی خواجہ عبدالرحمن سے کہا  
 کہ جانب ولدی امین جلو کہ دہان ہادی بیو دی ہر شقیر اسے برہمن جیہ اشقر کا ہماری فرورہد کر لیا اس سے کوئی  
 عہدہ بانڈو کا یہ صلاح کر کے دادی امین کو مدانہ ہوئی ارشد جہن اور راشد جہن نے استدلال کیا اور ان کی بدعت کی  
 آسمان پر ہی نے احوال بیان کیا ارشد اور راشد آسمان پر ہی کو شقیر پاس لائے دو لشکر کھینچے گیا  
 جب شقیر اسے برہمن شکار سے آیا اور حال آسمان پر ہی لاشا کہا کہ آسمان پر ہی نے خواجہ عبدالرحمن سے کہا  
 ملک نہیں درواؤنگا تو اس سے عباد کو مارو لگاؤ آسمان پر ہی کی عورت کے آسمان پر ہی کو ساؤنگے



کرج کیا دونوں لشکر مخالف یکدیگر سے مل جگ بجا ہوا پیرات تہا۔ یہی سچ کو سرکہ آبلے منبر ہوئے تھے  
 بہترین بیان میں آیا بار زلف کی نفرت بن عفریت نے مقابلہ کیا بعد از گفتگو کے نفرت نے زلف  
 شفیق اپنا شفیق اس نے زلف میں لیا اور نفرت کو پکار کر بل میں دلوں کو آسمان پر ہی کے غیر میں جھانکا  
 پر کہ دیا مشکین باغ میں مل باز گشت بی دونوں لشکر سے آسمان پر ہی بارگاہ میں آنکریں کیا وہ آ نفرت  
 بن عفریت کو جب وہ اسے سامنے لائے آئے بطریق اطمین پرستان سلام کیا آسمان پر ہی نے کہا کہ نفرت  
 باب تیر ہاتھ سے نزلہ قاف کے مارا گیا اور مجھے عمر و عمار نے بلایا ہر ستر یہ ہر کہ دین سلیمان اختیار کر نفرت نے  
 کہا کہ یہ کسی ستر گاہ میں اطمین پرستی ترک کر دوں لاکھ جان خداوند اطمین پر سے تار کر دوں یہ ستر آسمان پر ہی  
 نے کہا کہ ہاں وہاں کو کہ اسے قتل کرے ایسی جلاد نے اسے پایا تھا کہ عمر و نے ایک دیو کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ آسمان پر ہی  
 میں عادل قاف نائب اطمین ہوں اگر ایک بال بدن کا نفرت بن عفریت کے کم ہوا تو میں قریشہ سلطان  
 اور سیاہ کمر سیاہ کلاہ کو مار ڈالوں گا یہ ستر آسمان پر ہی نے حکم دیا کہ نفرت کو لیا کر زندہ لٹانے میں قید کر دیتے  
 نفرت زندان خانے میں گمارات کر عمر و تہمت پر سوار ہو کر آیا اور تمام جو کیداردن کو پیش کر کے نفرت کو  
 جھڑپا لیا سچ کو آسمان پر ہی کو خبر ہوئی کہ رات کو عمر و نفرت کو جھڑپا لگیا بس یہ شکر سب پر غیدہ ہوئی شفیق  
 بر عین فضا ک ہو کر آٹھا کہ ابی جاکر نفرت کو ح عمر و کے سے لانا ہوں آپ آندہ دونوں یہ لکھ عمر و کے تھے  
 کی طرقت روانہ ہوا عمر و بارگاہ میں بیٹھا تھا نفرت اسے دنگل پر لٹکن تھا دیو دن کا حلقہ بندھا ہوا تھا ان نفرت  
 اور اسے شکر عادل قاف کر رہا تھا کہ اب نے ایک طرف اطمین میں مجھ جھڑپا دیا عمر و کہ رہا جو کہ یہ قدرت خداوند  
 اطمین کی ہر کہ ہر کار دن نے خبر سوچائی کہ شفیق ثابت فضا ک آنا ہی عادل قاف نے کہا کہ آئے وہاں نفرت  
 سے کہا کہ تم میرے تخت کے نیچے چھپ جاؤ بعد اسے حکم دیا کہ شفیق کو کوئی رو کے نہیں بلکہ دیو دن کو حکم دیا کہ شفیق  
 کے استقبال کے واسطے جاؤ اور اسے باعواز تمام لاؤ غرض شفیق بارگاہ میں آیا عمر و نفرت کے واسطے آٹھا اور  
 کہا کہ اس شاہ دیوان قاف فرشتہ آمدی دھنا آرد وی این خانہ شہناست بیٹھے شفیق ابی جاکر اور پوچھا کہ عمر و عمار  
 قومی ہر عمر و نے کہا کہ ہاں میں ہی ہوں آپ نے جو قدم پر غہ فرمایا ہوا اور قدم سے لکھ کر میرے منہ کبھی آپ میرے  
 سماں میں کھانا تیار ہر خوش جان کیجیے بعد اسے جو کیے گائی وہ دنگیہ لکھ کر جام شراب کا تراغ کیا شفیق اجماع پی گیا اور کہا  
 کہ او عمر و میں آیا ہوں کہ نفرت کو پکار کر لیاؤں بلکہ کما ہی ہر عمر و وہ وہ حاضر ہوا آپ کما ہی کسیے دستہ میں  
 پھو دیا خوب کھانا کھرایا جب کھانے سے فراغت ہوئی شفیق اسے پوچھا کہ نفرت نہ آیا عمر و نے جواب سے کہا کہ جاکر  
 نفرت کو لاؤ بعد اسے کہا کہ اس شفیق ایک دو باتیں میری سن لیجئے شفیق ابی جاکر عمر و کے گمان میں نہتہ یہ پوچھا ہوا  
 کہ باب تھا لٹھا یا نہیں شفیق اسے کہا کہ باب میرا شفیق تھا عمر و نے پوچھا کہ وہ کیا ہوا اسے کہا کہ لندھو کے ہاتھ سے  
 مارا گیا عمر و نے پوچھا کہ لندھو کون تھا شفیق ابی جاکر سپہ سالار عمر و قاف عمر و نے کہا کہ آسمان پر ہی حرز کا  
 کوئی ہر آئے جواب دیا کہ عمر و کی زوجہ ہر عمر و نے کہا کہ اس شاہ دیوان قاف تمہاری دانائی سے بید ہر کہ جو وہ  
 تمہارے باب کے قاتل ہوں تم انکی طرف اسی کرو اور سلا شدہ ہر ہی کہ لندھو کی زوجہ ہر آئے ساتھ ہوا دین کہ باب  
 حضرت اطمین ہوں ہم میرا عادل قاف ہر آیا ہوں کہ تم سب کے باب دارے کے قوی کا قریں سماں پر ہی اور زلف  
 سے لڑی آئے تم مجھے لڑنے کے واسطے پڑے ہر یکے ہر شفیق ابی جاکر میں نے سے کہا کہ عادل قاف ہی کہتے ہیں آٹھا کہ  
 پور دیا ہاتھ چہے کہ اس عادل قاف میں آسمان پر ہی کے لکھ لکھ کر دنگا اور سلا شدہ ہر ہی کو مار دنگا عمر و شکر سب



خوش ہو گا کہ اس شاہ دیوان قاف مر جاہد مرزا اور خلیفہ ملک اکبر شاہ نصرت کو قتل سے نکالا کہ اسے شقیہ لکھا  
 شقیہ قاف مرزا اسکو اپنا زرنہ کیجیے بلا کر قدم پر ڈال دیا شقیہ نے سر اٹھا کر گلے سے لگا یا اور پسروا نذرہ کیجیے  
 عمر و نے حکم کیا کہ طبل شادمانی بجے اور شقیہ کی خاطر و ملاقات میں معرہ ہو شقیہ نے اپنے لشکر کو طلب کیا اور  
 گامین نے اجماعت عادل قاف کی اختیار کی تمہی چلے آؤ تمام لشکر شقیہ کا لشکر آسمان پر ہی سے علو ہو کر ملاقات  
 یہ تمام خبریں آسمان پر ہی کو ہوئیں آسمان پر ہی نے خواجہ عبدالرحمن سے کہا کہ منصب ہو شقیہ عمر و کا شریک ہو  
 خواجہ عبدالرحمن کو سکتہ سا ہو گیا اور عمر و نے حکم کیا کہ اچھا چار طرف تارے لکھو کہ سب بادشاہان قاف آکر ہمارے  
 میں حاضر ہوں چار طرف سے دیوان ابلیس برست آا اگر جمع ہوئے عادل قاف کو ذریعہ دین لیکن مقتدرہ شقیہ  
 شیا سندون ہزار دست کا آ یا عمر و نے حکم کیا کہ مار فقہ کو لکھو کہ بادشاہی قاف کی نیکو مبارک ہو اگر تخت پر  
 بیٹھو حکمرانی کرو جہ بیان آؤ جب اس خبر کو نامہ فقہ کو پہنچا اسی وقت لشکر ذراوان ساتھ نیکو پر دہ تار کی سے  
 روانہ ہوا جب قریب شہر بلور کے پہنچا عمر و کو ہر کار دن ہے اگر خبر دی کہ فقہ شقیہ آہو شقیہ اسے برہمن  
 نے کہا کہ باعادل قاف میں اپنے بالا دست فقہ کو نہ بیٹھنے دو لگا ان جو لڑے گا تو میں اس سے لڑاؤ گا عمر و نے کہا  
 کہ تم خاطر رکھو میں اسکو گرفتار کر لوں گا تم نماشا دیکھا کرو اور دیر دن کو حکم دیا کہ جا کر فقہ کو استقبال کر کے لانا  
 دیو گئے فقہ کو لائے عمر و نے تعلیم کی بجا یا بہت عیش پر ہا ہوتی عمر و نے شراب بیوشی آلودہ فقہ کو بلوائی جب  
 فقہ اپنے زرنہ دن اور سر داروں بہت دست ہوا عمر و نے کہا کہ اسے فقہ بادشاہی قاف کی کسو سزا دہی  
 فقہ نے کہا کہ سو ایسے کون بادشاہی کر سکتا ہو عمر و نے کہا کہ کسی تمہارے بزرگوں میں کل قاف کا کون بادشاہ  
 ہوا ہو مگر دیو حضرت کہ ملک کل قاف کا ہمیشہ رہا اور میں نائب حضرت ابلیس ہوں جبکہ بادشاہ کروں ملک  
 وہ بادشاہ ہو سکتا ہو مجھے لازم ہے کہ تیرے دلاشاہان قاف کا رہ اور میرے حکم سے خلافت نہ کرنا چاہیے فقہ نے منکر  
 نہایت برہم ہوا پکارا کہ ادعا دل قاف یہ کیا ہو وہ گھگھو کر شاید تو نے اسی واسطے مجھے بلایا تھا کہ میں مجھے بسزا  
 پہنچاؤں یہ لکھ عمر و پر دوڑا اور عمر و دوڑا اٹھا فقہ پر بار بیوشی ترا سکا کام تمام کر چکی تھی فقہ بیوشی  
 ہو کر گرا بیٹے فقہ کے حضرت بن فقہ کریت بن فقہ کرا اب و کر اب بن فقہ زخانے کو آئے تھے سب  
 بیوشی ہو کر گوسے عمر و نے سب کی شکیں بند ہو کر زنا خانے میں پہنچ دیا اور اس کے لشکر کو کھل بھیجا کہ تم  
 اگر ہماری نوکری کرو تو بہرہ نہ جان چاہے چلے جاؤ بتوں نے نوکری کی اور بہت سے اپنی جانی بچائے تھے

پردہ ظلمات بھاگے

داستان حیرت بیان مرسلہ نیت عمر و کا بیاری ملک ورتیشہ سلطان کو چھڑا تا اور پھر ملک آسمان پر ہی کا  
 مع ملک ورتیشہ بمقابلا عمر و فوج بے پایاں لیکر لکنا جنگ مغلوب ہونا آخر کار بوجہ مجروح ہوئے ملک  
 ورتیشہ کے شکست کھانا اور بھاگ کر طاسم خارستان میں اپنے کو گرا دینا واضح رائے ناظرین والا ملک ہج  
 کہ اکثر جلد دن میں ملک فارسی ابرج نامہ میں بھی لکھا ہے کہ ملک آسمان پر ہی عمر و سے شکست کھا کر اسطیس  
 خارستان ہوئیں عمر و مع فوج قاہرہ بمقابلا امیر آباد بان نقادار یا قوت پوش نے طاسم خارستان کو فتح کر کے  
 ملک آسمان پر ہی کو مع ملک ورتیشہ و عبدالرحمن جی و مرسلہ ہا کیا ملک آسمان پر ہی مع فوج آئے پایاں امیر خرقہ  
 صاحب قرآن کی مدد کو آئیں مگر طاسم خارستان کے معات کا مفصل حال کسی نے نہیں لکھا لہذا اس فقیر کو میں شیخ  
 تصدیق حسین داستان کو نے حسب ایما سے شیخ حامد حسین صاحب کے اس طاسم کو اپنی سلسلے سے درست کر کے لکھا

نورستان کفن | تازگی بخش داستان کفن | اشعار بیان پہل سان | اس طرح ہوتے ہیں نورستان  
 کہ جب پروردگار قاتل بدست خواجہ عمر دین امیر صہری تبار و بر باد ہو چکا اور وہ نورستان پر ہمار میدان غار تیار ہو گیا ملک  
 قریشیہ مقتدیہ قید شدیدی ہوئی اور ملک آسمان پر سی تباہی کی ماری دکھ درد کی ستانی ملک نورستان ارمین بھاک کر آئی  
 اب سینے کا دھڑکاؤ ملک آسمان پر سی تباہی و بر باد سی اور فراق ملک قریشیہ میں جان کھو رہی ہے اور اُدھر ملک  
 قریشیہ اپنی قید کے مدد سے اور بدلتی ملک آسمان پر سی میں جناب ہو رہی ہیں لیکن ملک آسمان پر سی کا حال ہر  
 اختلاف اور فتن و طالع جیتے ہوئے میدان تقریر سے باہر نظر کہ بھی لب پہاڑ و تراز | نہ کوئی خوشی نہ غم نہ بلکہ  
 کبھی زانو سے غم نہ سر دھنا | کبھی دل سے یہ مشورہ کرنا | کبھی حق سر سے غانی پر | ہے افسوس ناگہانی پر  
 کبھی آنکھوں سے اشکباری کر | کبھی یہ شعراب یہ باری پر | دل کا جلتا کسی سے کیا کیسے | کھاسے کچھ چیز کیسے  
 اسے کس جاسے میں کمانی لی | کبھی دوسری خاک سے بکھڑی | اور کبھی کتنی تھی کہ اسے افسوس اس باغ پر بار پر کبھی  
 تباہی آگئی اور اس ملک محشر پر کبھی غم کی گھاٹا جاکتی اسے افسوس میری قریشیہ مجھے کبھی جدا ہو گئی کہ مجھ کو دین  
 دنیا سے کھو گئی ہے کیونکہ قریشیہ تک ہر رخ جاؤں اور ایک نظر اسے دیکھ آؤں کبھی بیقرار ہو کر فرار و حیران ہوں  
 کے دلی ہو اور کبھی درد و یار سے سر ٹکرا کر اسے حال زار پر اور فراق قریشیہ میں جان کھو رہی ہے کبھی جاؤں  
 صحر اور مرغان ہوا سے مخاطب ہو کر کتنی ہے کہ تم میں بھی کوئی رحم دل نہیں ہے کہ جو میرے حال زار پر رحم کھا کر قریشیہ  
 کی لاسے اور میرے دل کو ٹھوڑے کبھی کتنی ہے کہ اگر قریشیہ میں جھگڑا نہ ہوتا تو مجھے جاؤں ان کمان سے لے آتا  
 اور ملک جہاں اس صحبت میں سب نے ساتھ جوڑ دیا تھا وہیں ہوش و دواس بھی نہ ہوتے اور انھوں نے میری  
 جواب صاف دے دیا کہ کوئی تدبیر دہن میں نہیں آتی اور کوئی فکر پیش نہیں جاتی اسے کمانک دیکھیے یہ تو شکر  
 کی ہو سکی اور تو کب اس صحبت سے جو بھولی کبھی کتنی ہے کہ اسے اگر ملک تم اگر ملک سے پاس ہو تین اور اس بو میں  
 نہ جھلا جو تین تو ہم اس جاسے اور دامن کبریاں جلا ہوتے اور کاسے کو اس تباہی میں مسک کر جانی کھوئے اشعار  
 کبریاں وین سے نکالتے جہم | حال بیان تباہی بنا لے ہم | پر وہ قاتل ہے کیوں جھپٹا | اسے یوں راج اپنا کبریاں لٹا  
 اور کبھی دل میں یہ خیال کرتی ہے کہ ہمارا تو بیان یہ حال ہے اور وہاں قریشیہ کو ہمارا دھیان بھی نہ تھا پھر سوچ کر کتنی ہے کہ  
 تو یہ میل خیال اس وقت کمان ہر دل را بدل رہے است جو میل حال ہے کیا عجب ہے کہ اس سے زیادہ قریشیہ کا  
 حال ابتر ہوا رہے زیادہ فتن و اختلاف ہو رہا تو یہاں بھی گویا ایک آزادی سے ہیں اور وہ غریب صحبت زندہ تو  
 ایک سامان زاوے کی قید شدیدی میں جو ہر علوم نہیں کہ اس کا کیا حال ہوگا اور بدل پر جھسی گذرتی ہوگی کیا تدبیر کر دین  
 کہ وہ نجات پائے یا تین دل میں سوچتی ہے اور جب زیادہ دل فتن کرنا ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو بجا اختیار دینے لگی  
 ہے ہر خیر و شر نہایت عمر و بھاری ہے کہ اگر ملک صبر و سکون سے کام تو تھیں پرا کیلے یہ صحبت نہیں پڑی ہے سلامت سے  
 آج تک ہر ایک شاہ و شہزادہ یا ایسے ہی صاحب گذر نے آئے ہیں اور تمام شاہان ماسبق ایسے ہی اور اس سے  
 زیادہ زیادہ صاحب میں گھر گئے آئے ہیں وہ سلاطین اور مہرم کہ جنگی شاہی کا ڈنکا ہفت اقلیم میں بجا کیا کبھی وہ  
 بھی ایسی جگہ میں گھر گئے ہیں کہ جگہ بیان میں زبان عاجز ہو لیکن حق تعالیٰ مسبب الاسباب اور غلبہ احوال  
 ہے کوئی ہمارا ایسی نہیں ہے کہ جیسے بعد خزان نہ آئے اور کوئی خزان ایسی نہیں کہ جیسے بعد بار نہ آتی ہو اور کبھی ایسے  
 نہیں حق تعالیٰ اس صحبت کو دفع کر دے لگا اور سب کو ضرر اس جاسے نجات ہوگی ان سے اس صبر و صبر صحبت  
 کے بعد راحت ہوتی ہے نہ کسی کی راحت یکساں رہتی ہے نہ کسی کی صحبت ایک حال پر رہتی ہے اگر منظور باری ہے تو



آپ کو اس بار سے ضرور نجات ہوگی مثل مشہور ہے کہ دنیا میں کسی کی کسی کسان نہیں ہنسی خدا کو یاد کیجیے قاضی سوس میں اس وقت اتنی سے مایوس نہ ہونا چاہیے دل کو کھانا میں بتیاری کو کھانچے اور اے ملک اگر دل ہی قابو میں نہ رہا اور خدا نخواستہ شیطان کے کان ہر سے دشمن جنوں ہو گئے تو پھر کسی شریکی آپ کے ساتھ ہم بھی کہ ضرور کے نہ پہنچے کوئی تدبیر نہیں چلیگی ہنسائی کو چاہیے کہ مصیبت پر صبر کرے اور اس کے وعدہ کی تدبیر کرے نہ کہ اس کے سوچ میں ابتداء سے ملایا میں ایسا بیخود ہو جائے کہ دشمنوں کو دیوانہ بنا دے اور دل کو اٹا دے آدمی کے قابو میں دل ہو دل کے قابو میں آدمی نہیں ہو دل کو کھانا وقت کو کھانا مطہر ہاتھ پاؤں کے طوطے نہیں لڑنے کیسا کھانا بھی مانتے ہیں اے ملک ہمارا یہی کھانا لو کچھ کھنے پر عمل کر دے اے ملک ہمیں جو کچھ کھانا سنہا کر کھنے میں لے لے لے کھانے جلیجے شعر مانو مانو اسکا نہیں بخت بار ہر ۴ ہم ٹیکتہ برصورت کو کھانا کھاتے ہیں لیکن ہلکا سا حال پری اگر ہی حال نبی ہوگی تو اپنا نقصان کو گئی اپنے ساتھ ہلکا ہی دنیا سے کھو گئی ہم بھی کسی طرف کے نہ رہیں اگر چہ سچ تو یہ ہے کہ جیسے تمہارے دشمنوں پر شری ہو خدا دشمنوں پر بھی نہ ڈاٹے مگر کیا ایسے اوقات میں لوہاں حالات میں جان دے دیتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کر دیتے ہیں کیا لڑا حالات سلاطین سابقہ کو نور سے لاف کھینچے کہ کسی وہ لوگ وقت مصیبت کھانے اور ہڑ ہڑ سے نہیں ہیشہ کھانے اور پھر سے اپنے خلیج پیدا کیا کیے اور ہر لوگ کھانے اور ہڑ ہڑ گئے اور شل آپ کے ہلے کیا کر دن کیا کر دن کرنے لگے انکا ہمیشہ یہ انجام ہوا کہ دنیا سے گئے اور کھانے نہ ہوئے اے ملک صبر سکون سے کام لے لے کہ یہ تو ممکن نہیں کہ ملک قریشہ سلما کو قید سے رہائی نہ ہو اور پھر سے یہ مصیبت دفع نہ ہو اور یہ بلا نہ کٹے جیسا کہ میں تقریر بالا سے ثابت کر چکی ہوں لیکن اگر اس بغیر شری لوگ یہ وزاری میں تھے اپنی جان دہری تو پھر ملک قریشہ کی رہائی کو دیکھ کر کوئی خوش ہوگا ہی تاکہ دشمن خستہ ہو اور خدا نخواستہ ملک قریشہ جیتے جی رہی سے لڑ جائیگی اور ہماری توجہی دال سب ہی تمہاری ہاں حال کے ہمراہ ہر جہان تمہارا پسنا کرے دہان ہم اپنا خون گرا دیں تمہاری زندگی سے ہماری زندگی اور تمہاری شہادت سے ہماری راحت دلا دے اگر خدا نخواستہ تمہارے واسطے کوئی لہر زور و گرمہ گیا تو یہ سب تو کہ ایک تمہاری جان کے ساتھ یہ نہیں جانیں جائیگی اور تین خون ہر جائیگی پھر اس سے کیا فائدہ اور کیا نتیجہ ہر اس سے بتیاری ہے کہ اب جیلانی اور بغیر شری اور نہ وزاری کی حد گذر چکی دشمنوں کی ہاں میں حال بانی نہیں ہو اب ذرا بڑے خدا اور رسول دل کو ٹھہرائے ہمارا کھانا مان لے دو بڑا ارم الہام میں ہر رجوع الی اللہ کیجیے اور اے ملک آپ کے دل کو فرار سے تو پھر کوئی تدبیر میں آئے اور کوئی بات سوچیں آگے خدا کو اختیار ہے اسی ہی حال تمام میں اللہ ہمارا کام سی اور خدا کا کام انجام کا ہے اور خدا کی گھبراہٹ نے ہمارے ہوش دواس بھی بچا نہ سکے اور ہم بھی اور خود نہ ہو گئے دل ہی بچا ہو گیا اور نہ یہ بھی ممکن تھا کہ تمہاری یہ حالت ہو جائے اور ہم کوئی تدبیر نہ سوچیں اور آپ کے دشمنوں پر یہ حالت نہ بچائے اور ہم چکے چکے دیکھا کون کوئی بات سوچیں کوئی تدبیر کریں ورنہ ہم مجبور ہیں کیا کر سکیں گے تمہاری اس حالت نے ہمارے ہاتھ پاؤں کے بھی طوطے اڑا دیے ہیں مگر کسی طرح ملک کو فرار نہیں ہاتا اور بغیر شری کسی طرح کچھ نہیں ہوتی جب خواجہ عبد الرحمن بنے یہ دیکھا کہ مرسلہ کا بھی ناخن نہ پڑیں ہوتا تو عبد الرحمن بھی مرسلہ کے ہزبان ہو گئے انفرس مرسلہ اور عبد الرحمن جی کے سمجھانے سمجھانے سے فی الجملہ جی ہل گیا اور کچھ رفت لگی کہ وہ اسس درست ہوئے گئے مگر اس مرسلہ میں اب تو ہی انصاف کر کہ عکا راج بھاگ سلطنت و شاہی یوں مٹ جائے یوں وطن سے بے وطن ہو جائے عزیز دانا اپنے بچانے سے چھٹے فوج و لشکر حکومت و سلطنت لٹی اگر اسکا یہ حال ہو جائے تو کیا بچاؤ اور مرسلہ سلطنت کا مٹنا حکومت کا مٹنا اچھا ہے یا بھڑکا کس کس بات کا خیال کر دن اندک کس کس کو مدد دینی ہر روز

دستی اور نہ ہنسنے نہ ہنسی کوئی بات بھی ٹھیک نہیں رہی دل ہی بے قابو ہو گیا اور سر پہلے کوئی بات ذہن میں نہیں آتی  
 کیا کر دن اور سنے بوقت محبت تھا اسے ادا کیا مگر اور سر پہلے اگر دل بقرار ہو جائے تو آدمی کیا کوئے یہ سنگ مرسلہ نے  
 کیا کہ ملک تو سب کچھ بھیج کر کوئی سانچہ ہو جاتا ہے تو کیا اسکا گھروا گھوٹا کوئے ہیں اور فکر و تدبیر سے بالکل دست بردار  
 ہو جاتے ہیں ایسا تو ہرگز نہیں کرتے اور یہ تو دنیا میں کسی کا دستور نہیں یہ سنگ مرسلہ نے کیا کا تھا اور سر پہلے تھا راکھنا ہی  
 کسی کوئی تدبیر سوچ کوئی فکر کر داب میں ہاشماشہ تعالیٰ جانتا ہے ہو سیکے بغیر ہی نہ کر دے گی سنگ مرسلہ پر مدد دے گی  
 یہ سنگ مرسلہ نے سر ہجایا اور ایک خوشی دیر کے بعد کچھ سوچ کے سر زانو سے فکر سے اٹھا کر کہنے لگی کہ او ملک دیکھو  
 میں کیا کرتی ہوں آخر میں بھی تو اسی عید کی مٹی ہوں کہ جسکی عیاری مشہور آفاق ہو تو سی جو اس دزدان بیک گردن غرور  
 کو میں درست نہ بناؤں اور وہ دھوکا دے کہ جو تمام عمر بلو کرے اسے ملک اگر ملک قریشیہ کو نہ چھڑا لاتی تو کچھ کام نہ کیا اور  
 ہنسا ہنسا سے بدل ڈالوں اگر اس کام کو انجام نہ دے یہ سنگ مرسلہ نے اسباب عیاری دست ردی تنہا لستہ پیر  
 کو کے فلم روایت و کاغذ اٹھا کر امیر حمزہ صاحب قرآن کو من جانب ملک آسمان سری ایک خط میں مضمون لکھنا  
 شروع کیا کہ امیر شہنشاہ شہنشاہان حلقہ ملکن گوش گردن کشان زبان زیب دہ تلخ واد رنگ شیر بیشہ جنگ و تابان  
 شہزادی سرور شہنشاہی لکھنڈہ کمان رستم دستان تمام بن تریمان کو چاکسلیماں صاحب گزند علم و سنان خبر گیر  
 دہانہ لان و بیکسان امیر حمزہ صاحب قرآن نے بعد اقبالہ و صاحت اعلانہ ابداد سے ہدیہ تسلیم کینز قدیم عرض کرنی  
 ہے کہ اللہ اگر حضور کسد بعد اس کینز کو آب نے اسے صفحہ مول سے سرور جو کر دیا ایک مدت گذر گئی کہ حضور نے  
 خبر ہی نہ لی یوں بیان ہر پروردہ مصائب اور آقا م گنہ گار کے بیدان خبر سے باہر ہیں اور بکے بیان میں نہائی ہو  
 لکنت اور فلم عاجز ہوں اس کینت حوازا اسے ساربان زار سے فطری کے پیادے عمر و نابکار نالائقی زندگار کے اتھو  
 سے جبر آپ کو کسد بعد دعوی دوستی تھا ہمارا شہر او ہو گیا اس کینت نے تمام پردہ قاف کو راحت و تالاج کر ڈالا  
 ہزار ہا پر زادی ماہ پیکر کو خاک کر دیا سکڑون عشرت گدے تباہ و برباد کر دیے تمام سلطنت میری خاک میں ملا دی  
 کل پردہ قاف میں دیر نہ کر دیا ملک قریشیہ کو متحد بقید شدید کیا یہ کینز مع عبد الرحمن جی اور مرسلہ نبت عمر و پردہ  
 قاف سے سفر ہو کر فہم گشتان ارم میں چلی آتی ہے اب بیان میرا یہ حال ہے کہ انسان دنی جان کا کیا ذکر ہو جائزانی  
 صحر اور عرفان ہر ایک اپنے حال زار پر گریہ کنان و ناہان میں اور ایرج ب دل پردہ داغ سے آہ کینہی ہوں تو سلا  
 باغ میں جاتا ہے اور زیر ملک و مزار آسمان ہو یہ اہوتا جو اشعار کھنہی حال دل کیا بحال تباہ کہ لکھنے کے قابل نہیں آہ  
 سنم کچھ ہو جو ہو سے اور ایرج ملک کھنہی کیا آہ سے میں بحال تنفر ملک مختصر ہے جو کہ اور ایرج با تو قریہ کینز تخت پر زادیان  
 مع چند دیوان تمناں روانہ لشکر فیر پیکر سلطانی صاحب قرآنی کینہی ہر ذرات والا صفات سلطانی سے امیدوار  
 ہوں کہ فوراً مع فرخ فیر سرج میری مدد و حمایت کو لشکر لایے کھانا و دان کھائے ہاتھ میان دھوئے اگر  
 اس امر میں کچھ بھی نہیں ہوگی تو میرا اس کینز کو زندہ نہ پاسے گا اور دست تاسف ملے جائے گا واجب تھا عرض کیا  
 اتنی آفتاب دولت و اقبال تابان باد فیر بادشاہ باہر ہت چون فلک پر نور باد واد عدالت و سر سے عدالت سمجھا د  
 اور فیر دن بہت درستم دل و مشید فرما لیتے تو چون برق عالم ناصر و منصور باد واد یہ خط لکھ کر اپنی کمر میں رکھا اور ایک  
 سری کو لشکر آسمان پر کسی شکل کر کے اپنے ہمراہ لیا اور ملک سے عرض کی کہ او ملک میں توب جانی ہوں تاپ تپتی ہیں  
 کچھ کہ چند یو دلی کو حکم دیجئے کہ تخت بے ہوئے پشت زندانی تا خواجہ پرستہ رہیں بلکہ ملک آسمان میری چند وخت  
 لیکر اور چاہا واد سر سے سرسلہ جانب دریا نغابہ عمر دہی امینہ عمری روانہ ہوئی اجلہ راہ طر کر کے دربار



وہا خواجہ بن پوری طاعت کرائی کہ مرسلہ حاضر ہوا اجازت حضور کی خواست گاہ پر فوراً اجازت حضور سی حاصل ہوئی  
مرسلہ دہا خواجہ من گئی بعد آداب تسبیح عرض کی خواجہ نے کہا کہ کیوں اسوقت تم کہاں تھیں جسکی مطلب  
ہو جسے تو دور دوہا گئی پھر تیری ہوا خزانہ جو تو بیٹہ جاو سلام کر کے مرسلہ بیٹھ لی عمر و نے پوچھا کہ کیوں مرسلہ آج تم کو  
آئیں آفر تھا رسے آنے کا سبب کیا ہو مرسلہ نے کہا کہ خدا حضور کو زندہ و سالم رکھے آپ نے تو اپنے دل سے مرسلہ کو  
بالکل سو دھو کر دیا کہی جو رسے سے ہی نہ یاد کیا آخر محبوبہ ہو کر میں خود ہی حاضر ہوئی کہ با کر زیارت سے مشرف ہوا دن  
عمر و نے کہا کہ غیرہ تو یاقین میں تم تو جسے پہلی ہی پہلی رنجی پہنچا تھا آنا خالی از غلت نہیں ہو سچ بتاؤ کہ آج کہاں  
آئیں مرسلہ نے عرض کی کہ حضور رسے یہ ہو کہ حضور کی طاقت کھینچ لائی اور وجہ یہ ہوئی کہ آپ تو بالکل بے خبر بیٹھے  
ہیں قریشیہ کو قید کر کے بالکل مطمئن ہو گئے ہیں اور اسکی خبر نہیں کہ ملک آسمانی پر ہی کیا آفت ڈھایا جا رہی ہو یہ شکر عمر و  
نے کہا کہ کیا کیا جلد بیان کر کہ آنر ہو کر کیا مرسلہ نے کہا کہ حضور یہ سحر کیا ہوا بات یہ ہو کہ آج ملک آسمان پر ہی امیر  
کو یہ خط لکھ رہی تھی کہ میں نے دیکھ پایا لیکن میں ٹال گئی جب وہ خط پورا کر ملی تو میں نے بنائے سے اس خط کو  
دیکھ کر کہ میں سکھا اور اسے ہوش کر کے اپنے ساتھ لیا اسباب شب بدی مہیا کر کے مع خط اور ملک آسمانی پر ہی  
حاضر حضور ہوئی معلوم نہیں کہ ملک کس قدر غلط میرے انخام میں امیر کو ملے گا ہی ہو آج اتنا غیب میں نہ دیکھ پایا حضور اپنا  
دشمن سمجھیں تو دوست سمجھیں تو ہوں آپ ہی کی کلاوگی آپ ہی کی مثل مشورہ کہ اتنی پہلے کا توں کا توں کیا ہوا  
اسی کا تاؤں آپ سے اور امیر سے اب قیام ہوا امیر اور ضروری بگاڑ ہوا تو میں کہ صبر کی ہو گئی آپ سے جو تو گئی وہ  
ملک اور امیر آپ کی بیٹی شکر جو سیر حال بنائیکے وہ طعنے پس یہ سوچ کر یہ جارے کرتب کر کے حضور میں پہلی آئی کہ مثل  
مشورہ ہو آئیں بالکل آئیں ہی میں خوب نکتہ ہوا اب اسید دار ہوئی کہ مجھے پروہ دینا پڑے پچھلے آپ کے نزدیک جو  
گستاخان مجھے ہوئی ہوں اسے معاف لیجئے اور مجھے یہ خط اور ملک آسمان پر ہی حاضر ہو جاوے سوئیے یہ لکھو وہ خط  
خواجہ کو دیا خواجہ اس خط کو پڑھتے ہی بڑے غلط و غضب میں آ کے کہنے لگا کہ تو سی جو آسمان پر ہی کو قید میں  
نہ مار ڈالوں وہ آثار ہو خاؤں کہ آسمان پر ہی ساری عمر باد کرے اور امیر کی تو ساری مارت خاک میں نہ لائے  
تو سی اور مرسلہ تو نے تو وہ کام کیا ہو جسکی ہرگز مجھے اسید نہ تھی اس امر میں جہانک شکر یہ ادا کر دن بجا ہو یہ  
لکھ مرسلہ کو گئے سے لگایا اور ایک ملازم کا جو اپنے گلے میں پہنے تھا اتار کر مرسلہ کے گلے میں ڈال دیا اور نہایت  
اکرم اور عزت سے اپنے قریب جا کر دی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ امیر مرسلہ میں تجھے انشاء اللہ العزیز  
دنیا پر لیا کر بڑی دعوم سے تیری شادی کر دوں گا تو کہہ رانی کیوں ہو اور بھلا امیر کی تو کیا خدمت ہو جو بیٹھتا ہے کہ خط  
اور اس لشکر پر زیادان و دیوان کی بھی یہ مجال ہو جو میرے سامنے آئے گا لا حول ولا قوۃ الا باللہ اکبر رستی جل گئی بل  
باقی ہو یکہ آسمان پر ہی کے اس شے پر بھی یہ نیالہ تھے اور بانک یہ ہوا سے تیز و بکسر من پھری تھی امیر مرسلہ بچے  
سیری سرگاہ کی تھوڑی جابجا اسکو بھی ملکہ قریشیہ کے پاس قید کر اور دربانوں کو حکم کر دے کہ خبردار ملک آسمان پر ہی لا کہ  
لا کہ خوشامین کو سے لیکن بالکل اعتنا نہ کرنا اور قریشیہ سے کچھ زیادہ بچتی پیش آنا کہ یہ بڑی متوجہ ہو اس بہت  
نے بڑی آگ لگانا چاہی تھی یہ شکر مرسلہ کے قاب مجھوں کو اختا کی خوشی حاصل ہوئی اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ  
الحمد فہ یہ بیاری ہادی کار ہو گئی اور یہ دزد بار یک گردن دام تزدیر میں آگیا دیکھو تو اب کیا دل لگی ہو یہ  
خیال کر کے اب کے پاس سے اٹھی اور اس معنوی آسمان پر ہی کو لیکر قید خانے کی طرف روانہ ہوئی دربانوں کو خبر تو  
ہوئی ہی چکی تھی کہ خواجہ نے مرسلہ کو اپنے کمر کا تار کر دیا مرسلہ کو دیکھنے ہی تمام ملازمین نے آکر نہایت آداب سے

میرا کیا اور مرسلہ سے کہنے لگے کہ کیا حکم ہوتا ہے مرسلہ نے کہا کہ ایک سو سب لفظی کو قید کرنے لگے ہیں دروازہ قید خانہ  
جس کو بنو اور بانوں نے دروازہ کھولا اور مرسلہ کو دعائیں دے لگے مرسلہ نے کہہ ثنائی و بانوں کو تفسیر کی کہ میں  
یہ ثنائی خدا کی تفسیر کی ہر پستی و ذراستی میں کہ جب میں اپنے باپ سے ملوں تو فرماؤ کہ شہزادی تفسیر کر دے گی ستم بھی بیکر لکھا ونگار  
ایک اس ثنائی کا کیا فائدہ کہ وہ بان تو سب کے سب بیوٹس ہو کر گئے مرسلہ نے بیوٹوں کے سر کاٹ ڈالے اور خود  
داخل قید خانہ ہوئی مکہ قریشیہ کے ہاتھ بانوں سے ہٹ کر بیٹری کاٹ کے دروازہ قید خانہ کی طرف سے بھانٹ کے قریشیہ سے سخت  
کٹائی جو پہلے سے مکہ آسمان پر ہی پہنچ چکی تھی مرسلہ مع اس معنوی آسمان پر ہی اور مکہ قریشیہ کے اس سخت پہا  
جس کو نہایت جلد بلہ ٹو کر کے تلوار گلستان ارم میں پہنچی اب سینے کے مرسلہ جا کر کیا دیکھی کہ مکہ آسمان پر ہی بیوٹس  
ایک وقت کے نیچے پڑی ہوئی ہر قدم کی آمد شدائی ہر اک یہ حال ہو کر صاف ثابت ہوئی کہ اب کوئی دم کی ہوا گئی  
ہیں مرسلہ نے جا کر کیڑے گلاب کے چھینٹے دے کر ہوشیار کیا جب فی الجملہ مکہ آسمان پر ہی ہوشیار ہوئی تو مرسلہ نے  
کہا کہ رملہ مبارک ہو کہ مرسلہ مکہ قریشیہ کو چھڑا لائی اٹھو اور مکہ قریشیہ کو لگے سے تو لگا ڈیہ سننا خدا کہ مکہ آسمان پر ہی  
کہان کہان کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور مرسلہ مکہ قریشیہ بڑی دونوں آپس میں لگے بلکہ بیوٹس ہو کر گر پڑیں مرسلہ  
نے کیڑا لگا اب جو شکر کر ہوشیار کیا تمام حالات مکہ آسمان پر ہی نے اپنے لور مکہ قریشیہ نے اپنے بیان کیے جب یہ سب  
باقی ہو چکے تو مکہ قریشیہ نے کہا کہ ایک تو جو کہ ہوتا تھا ہوا مگر اب تو یہ جی جاتا ہے کہ دزد بیک گردن سے بغیر لے نہ پا  
آؤں اور بغیر اسے چھوڑوں مرسلہ نے کہا کہ اگر کٹر لڑائی سے کیا فائدہ ہو جو مطلب تھا حاصل ہو گیا اب رخصتائی نے جو سے  
رہائی دی دونوں آدمی آپس میں ملے مکہ قریشیہ نے کہا کہ مرسلہ نے جو اسانی پہر کیا اس کا شکر تو کیسے ہی ہم مانیں  
کر سکتے اگر ہر بن مرین ایک ایک زبان پیدا ہو تب بھی تمہارا شکر یہ نہیں آوایا سکا لیکن اے مرسلہ اس مرین کے انہ نو  
کہ یہ سہرے ہی بل میں نہ رہا ہے یہ تو ممکن نہیں کہ خواجہ آئے کے ساتھ ہی چار تو کو لے ہم بھی دھار کو ضرور ہی فی انوار کر کے  
مرنگے اگر خدا نے فتح دی تو یہی بات کہہ کر کیا ہوا اور اگر خدا نخواستہ شہید طاق کے کان برسے اور نوح دگر ہو گیا تو فرم  
یہ ذکر ہی رہا کہ ایک صورت بھی کسی طرح لای یہ لکھ کر نام اسباب جنگ مہیا کرنا شروع کیا اب اور مرکی سے کہ  
خواجہ کو خبر ہوئی کہ مرسلہ بڑا کر گئی اور بڑی زبردست جیاسی کر گئی مکہ قریشیہ کو چھڑا بیگنی کل زخاں خانے کے  
دبانوں کی گردن کاٹ کر ڈال گئی خواجہ نے سہل ناپیٹ لیا اور کہنے لگا افسوس بڑا دھوکا دیکھی خبر سمجھا جائیگا اپنے  
خازین سے کہنے لگا ذرا صاف ت تو کہہ مرسلہ کہ مرکی اور قریشیہ کو کہان پہنچا آئی معلوم ہوا کہ قریشیہ اور مرسلہ  
اور آسمان پر ہی سب کی سب تلوار گلستان ارم میں ہیں اور تاری جنگ کر رہی ہیں خواجہ یہ سب نہایت متحور ہوا  
کہنے لگا کہ اب کیا کروں ایک صورت کا کیا مقابلہ کروں اگر مغالی مکہ نہیں نکالتا تو غلات مردانگی ہوا ساگر مقابلہ کیا  
اور قریشیہ میرے ہاتھ سے ملے لئی تو خلق خدا کی کیلی کہ ایک صورت کو مارا تو کیا مارا بڑی دیر تک خواجہ اس  
سٹش و پیچ میں نہایت متحور و متفکر رہا کہ کیا کر ملی کیا نہ کر دن آخر کار اسی امر سے ملے خواجہ کی مستقل ہوئی  
کہ اب تو جو کچھ ہو سو ہو مقابلہ مکہ کو نکالو اگر فتح میسر ہوئی تو قریشیہ اس آسمان پر ہی اور اس مرسلہ کا تہ لادال  
کر کہ قید شدہ ہیں سڑا سڑا کر بار بار لڑا اور اگر خدا نخواستہ شکست ہوئی اور اس سے کہے تو صبر بھرا ہوا سرین کن بلکون  
شد شدہ باشندہ مگر خوب جس طرح درست ہو کہ مکہ قریشیہ کا مقابلہ ضروری ہے شہر شکست فتح نصیبوں سے جو ملے ان  
مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا جو کچھ ہو مقابلہ خوب جی کڑا کر کے کر لینا چاہیے آگے وہ مالک ہے یہ سو کر خواجہ  
نے ہی تمام جنگ کا سامان ہیا کیا اور قریب قریب تمام تلوار گلستان ارم پر پھر تیار نہ رہی پر جو ب پڑی تیار نہ





اور ملکی لگاڑ تیار تو یوں بگاڑتا ہے عبد الرحمن جی نے بڑھکر غم کی کہ ملکہ بڑا غصہ ہو گیا جب تک کل ساعات اور سیاحت  
موقوف نہ کرے مگر اب آپنے سیارات سب مخالف ہو گئے ہیں اب قیام کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے اور ضرورت قیام جانبری ہو  
تیسری جانب ٹھہرنا مناسب نہیں ہے اگر جان بچانا منظور ہو اور اسنے بدگامی کی جان کی حفاظت چاہیے ہے تو یہاں سے  
بغلاف چلے اور اپنے تین طلسم خاںستان سلیمانی میں گر لیں جہاں جو جان بچتی ہو وہ نہ ہلاکت کا سامنا ہو یہ سنگر ملکہ نے لنگر  
تھاڑ دی کہ بجایو اب ساعات اور سیاحت ہمارے پاس گئے اور اب ٹھہرنا مناسب ہے لہذا اور دیوان تھمن دایا ران لکن  
جسکا بدھ مرچا ہے اس طرف چلا جائے جسکا بدھ مرچا ہے اسے منہ آٹھائے چلا جائے اب ضرورت صلحت ہم طلسم  
خاںستان سلیمانی کو جاتے ہیں جہاں سے ہر وقت ہر وقت ہوگی نور تاب کرے یہ ستا خاں نورج ملکہ کی تفرق ہونے کی  
دور و مدار چار دس دس میں ہیں جانا شروع ہو گئے جسکا بدھ مرچا ہوا اور چلا گیا اور آدم مرچا سلاہ عبد الرحمن  
جی اور ملکہ آسمان پر ہی اور ملکہ قریشیہ نے اپنے کو طلسم خاںستان سلیمانی میں پہنچایا اور وہ کہہ پر عبد الرحمن  
ایک سیل نصب کر کے بچھڑا لی ملکہ دیا کہ جو توئی بگاڑ دے وہ دست امیر مرزہ صاحب قرآن کا اس طرف سے گزے اسے لازم ہے  
کہ ہاں سے حال پر اختلاف سے مطلع ہو کر ہماری سائی کی فکر کرے کہ ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار کے تباہ و برباد ہو کر غم  
تھاں کے ہاتھ سے اپنے وطن و مملکت سے بھڑک کر طلسم خاںستان سلیمانی میں بھاگ کر آئے ہیں عبد الرحمن نے  
امیر فریسل نصب کیا اور آدم سے نیچے آکر چل دیں لگاڑ لگے اب بیان کمال سینے کہ جب خواجہ نے دیکھا کہ یہاں  
فرخ مخالفت سے خالی ہوا اور اپنی فتح ہوئی تو فوراً اسنے اپنی جانب سے دیوسر نکال کو پردہ فان کا حکم کیا اور دیوان  
تھمن اور ساوان زبردست کی جیشا رفیع کہ ہیکل تھما اور قریب بارہ لاکھ سکھوں ہوا ہے ہر لاکھ لاکھ واسطے مقابلہ امیر مرزہ  
صاحب قرآن کے روانہ ہوا اور دیوسر نکال کے پاس بھی ستر ہزار فوج مسیحا کی کہ وقت ضرورت کے کام آئے

اب دو ملکہ داستان نقادار یا قوت پوش سے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جب نقادار یا قوت پوش نے قبر عباسیہ پر وہ فان کی سی سی کہ خواجہ عمر و بن امیہ شمری نے پردہ فان کا حکم  
کیا ہے اور غریب ملکہ آسمان پر ہی اور خواجہ سے جنگ ہوا چاہتی ہے تو فوراً نقادار مع فوج جیشا کے کہ جسکی تعداد  
قریب بائیس ہزار کے قریب ملکہ کے لیے روانہ ہوئے تھے اب جو پردہ فان کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ آسمان  
پر ہی اور عبد الرحمن جی اور مرسلہ نیت عمر و فان گلستان امین میں بھاگ کر گئے اور ملکہ قریشیہ پیچیدہ شدید ہون  
تمام پردہ فان بدست عمر و مات و تاج ہو گیا اس سارہاں نابے سے ہزار ہا پر زیادوں کو قتل قلع کر ڈالا آخر کار جب  
چندے بیماری مرسلہ نیت عمر و ملکہ قریشیہ رہا ہوئیں اور بدھ سائی کے ملکہ قریشیہ اور خواجہ میں فوج کشی ہوئی ملکہ  
قریشیہ بڑی ولادی سے واپس گرے بشورہ عبد الرحمن جی طلسم خاںستان سلیمانی میں بھاگ کر چلی گئیں اور عبد الرحمن  
جی نے درہ کوہ پر ایک کتبہ بچھڑا لی ملکہ نصب کیا کہ جو دست دیا گیا امیر کا اس طرف آجائے لازم ہے کہ ہیکل اس  
طلسم سے نجات دے اور خواجہ بعد اس جنگ کے دیوسر نکال کو پردہ فان کا حکم کر کے امیر کے مقابلہ کو روانہ ہو  
خبر و شکست انٹر شکر نقادار یا قوت پوش کو انتہا کا فتنہ و اضطراب ہوا دست تاسع زانو سے غم بر ملا اور سکھ گئے کہ  
وہ کل آئے دہلی ہی میں رہ گئے اور سلاوہ برین ملکہ آسمان پر ہی اس جہاں میں منظر ہو گئیں بعد اسکے اپنے لاکھ لاکھ سے نقادار  
نے کہا کہ اب تو میں قصہ سے گھر سے چلے بیڑ سے پورے لیکھ واپس جاتا فان بہت مردانہ ہے اگر ملکہ قبضے ہو ہوئی تو جو کئی  
شاہ و شہزادہ اگرچہ ان میں مبتلا ہوتے رہے ہیں اگر مرد خدا شال حال ہو جائے تو پہلے اس دیوسر نکال کو لاکھ  
پردہ فان سے ہٹا دیجئے بعد اسکے ملکہ کی رہائی کی فکر کیجئے خداوند کریم قادر ماکر ہو گیا جانا امیر مصر دلی ہاں تک



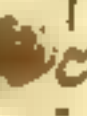


خوب نصیب و کج نصیب جو ہر ایک وار کیا تو برابر دوسے کر دیے لشکر سر نکال میں آدرا لایا ان ایمن ہند ہوتی تھا ہمارے آواز  
دی لایا بشرط ایمن ہوں نے ایمان قبول کیا تھا ہمارے سکولان دی خدین فتح کی گند نے لگین تھا ہمارے بنایت خوش  
تمام ارکان سلطنت اور ان ملکات اور انسران شای میں تو میں فتح کی جتنے لگین جب تھا ہمارے دیکھا کہ اب سب طرح  
اطمینان ہوا اور کوئی خورشید باقی نہیں رہا تو اب طوت ننگاہ و بارگاہ ملک آسمان پر سی کے جہین قصد مداد ہوسے کہ آبی  
خشب بصر و ان تمام کر نیلے صبح کو زندہ عظم ہنگے پنیال کر کے طوت بارگاہ ملک کے روانہ ہوسے اب وہاں جا کر کی  
دیکھتے ہیں کہ سلسلے ایک باغ لگا ہوا باغ میں ہر وقت گل و پھل کے ترانے اور پیش و عشرت کے افسانے گرم ہوتے تھے  
اب وہاں کیا حال ہے کہ نالغ و بوم کے اشیائے میں جس جگہ ہر وقت مدائے نغمہ ساز آیا کرتی تھی اب وہاں ہوا و ہوا  
کہ کھڑے ہونے کو ہی نہیں چاہتا میں باغ میں کہ ہر وقت خوشبو سے گھراے رنگارنگ آیا کرتی تھی اب وہاں جو غرض اس جہاں  
کے صحرائی ہوں لگے ہوسے میں ڈھیر دی گھاس لگی ہوئی ہوں درختوں پر کہ نہ بخت کے تھان چڑھتے تھے اب ان درختوں  
وہ جانور بچھے میں کہ کبھی صورت سے تنفر معلوم ہوتا غرض جب حالت ہوا ان میں پرستی محبت ہوا اشعار عبرت آزار

فصل پت جہر ہے اور ٹوٹی پڑی ہیں تدوین	لشکر آڑی ہر ہر اک سمت پیچھے میں مل غام	میں جگہ جگہ غلو غلو ہوتے تھے سر و دست
مشت پر خمی کے آہوا نظر آئے وچار	سکر اتا تھا جہان غنچہ و گل ہشتا تھا	اشک شبنم کے بھی نپوٹے کے وہاں نہ تھا
چشم زکس نمی کر کے بن جان و بعد ناز	و ان تو لہذا ک نہیں سال میں ہر سوار	وہ مکان جاسے نفوس ہوا سب جان و ناز
زادہ سنبل سے نکلتی تھی جہاں بوسے تھ	دیکھتے کیا میں گھر سو کسی سی اکشاغ اور	غندہ یب ایک ہر بے بال و پردہ الی ننگاہ
بعد آہ و بدم سرود بعد سوز و جگر	دیکھ کر سوسے میں کتنی ہر باتا لہ و زلزلہ	محبت در چشم زدن محبت بار آخر شد
ردے گل سیر نہ یریم و بہار آخر شد	غرض جب ایک عشرت گدہ معلوم ہوا ہر صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی وقت اس	

باغ میں ایسی جہاں تھی کہ صل علی محمد و آل محمد تھا ہمارا نام کا فخر و ایقوبی الالبیہ اصناف و ایلہ زاجون کہتے ہوسے  
آگے تھے ایک خوشی دوسے کے بد کیا جا کر دیکھا کہ سلسلے ایک بار وہ دی معلوم ہوئی مگر مال یہ ہر کہ میں مدعا زدن پر ہیرے  
کی بھی کاری اور دنیا کا۔ کی ہوتی تھی آپر نہوں گرد آڑا کر پڑی ہوئی ہر کہ سب نقش و نگار کے مشگے ہیں در وطن میں  
جو زلفیت کے پڑے پڑے ہیں انہی ہر ہر دین خاک پڑی ہوئی ہوا اور سلسلے آڑا کر برابر دھڑا دھڑا پڑے  
گر ہے میں گویا اس پر کھٹ پر سر ٹپک ہے میں غرض ایک جب جنوناک تمام معلوم ہوا ہر تھا ہمارا پردہ آٹھا کلا خدا و ہوا  
کے گئے لیکن باغ سے چھ حصہ زیادہ اتر ملک پائی جہاں جہاں فرش زری بچھا ہوا تھا سپردہ تنق خاک کے نور سے ہو گئے  
قصہ دالان محراب ہر لشکر معلوم ہوتا ہوا جہاں کبوتران محرائی اور جانوران وحشی نے اپنے اشیائے بنائے ہیں حکون کے  
ڈھیر جا بجا پڑے میں جنگی جانور دن کی آواز میں آری ہیں دروں پر نقش چوسے پڑے ہوسے میں کنگیل و ٹوٹا  
جانور دن کی میت استفہ پڑی ہر کہ بالکل نقش و نگار جاتے رہے میں کہیں جام و سوا اور صراحی اور خستے پڑے ہوسے میں  
غرض جہاں سب ہمیش جے میں کہ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس تمام پر جہاں جہاں کا ایک بڑا مجمع رہتا تھا اور  
ہر وہ بار کسی شہنشاہ اور الزم شوین حسین کا ہر گردش فلکی سے تباہ ہو گیا ہر غرض یہ حالت دیکھ کر تھا ہمارا کہ استفہ  
جہت ہوئی کہ قدرت خدا اور خوف انہی کے خیال میں استفہ رکے کہ دوسرے دوسرے جوش ہو کر گر پڑے جب ہوشی تبا  
تو دست و عابد گاہ فاضی الحاحات بلند کر کے غرض کرے لگے کہ بار آٹھا لشکر پر تیر کہ تو نے اس ہنگامے کو فتح کیا اور اس  
میں اسی دیو اسی خبر و سب پر کھٹ کو غرضی بلر تھو اس لائق نہ تھا اور میرے اعمال ہرگز اس لائق نہ تھے کہ جیسی تھو تھو  
خرابی میں ہوتا تھا لاکھ لاکھ لاکھ کہ تیر لشکر کو خدایا یہ نبیہ حایر میں اکھن بانی کب تیر لشکر یہ لاکھ کھنایا ہر تصریح جو کچھ



ہر نقطہ تری امداد سے ہوا اب باغیا استخوانی مبارک ہو کہ تو اس ظلم کو بھی پسے انہ سے نچ کر دے ابھی  
 تھا مبارک دعا کر رہے تھے کہ مرغ سحر نے اذان دی سبیدہ سحری خوردہ ہوا ٹھکر غار واکی اشعار بد مذکر کا بن ہوا  
 پر غرور یافت از سر مشدہ خورشید نورہ ترک روزاخر با بن زمین سپرہ ہندی شب طبع افکندہ سرور و کرب گئی نور کا  
 ہوا تر کا د چنانیس سے کمر لگاؤ نماز صبح سے باغ ہو کر حکم دیا کہ سب لشکر کل افسر اسی باغ میں قیام کریں اس بارہ در کا  
 باغ کو قال بود اس بنایا جاسے ہم ظلم خوارستان سلیمانی کی طرف جاتے ہیں اگر خدا نے مدد کی تو اس ظلم کو نچ  
 کر کے پھر آئیں گے یہ کلمہ سحر سے رخصت ہو کر خدا دی رفیق بالتحقیق اور خفیہ بالتصدق جیسے پورا پورا اعتماد  
 اور یک بین و غالب کا معاملہ تھا انکو اپنے ہر ایک طرف ظلم خوارستان سلیمانی کے روانہ ہوئے اب اس وقت کا سامان  
 تھا بل ویر تھادہ محمد ہر لے پڑا کا جانا اور ہر چار طرف کھانکے رنگا رنگ کا کھانا طباہیا بلبلون کا کھانا اور جالور کا  
 بولنا فاختہ کی کو کو تر یون کی حق سر و کسین ہوا ڈی ہنپے جاری کسی بجا پھو یون کی ٹھکاری کہیں شام کے ستر کے مشرق پڑو  
 کی ٹر پائی کسی جانا زینان جن پر باد صبا کے پھو یون سے پھو یون کی نیچان گیا سبز کا فرخ گر با محل کا شانی اور  
 اسین لعلے رنگا رنگ کوئی شمع کوئی نہ کوئی آسمانی کسی جاوہ خزان سبز کا فرخ سرست لورانتا سے شربت اور نوز دل شربت  
 سے ستانہ دارہ پاوانہ خفا گویا ایک ظلم و عدوین جبرنا اور کسین باد صبا کا مثل مشرق طائر کے گویا عالم بے اختیار سی  
 اگر خیر اسے نوید کا شہد ہر سا عرض ایک عجیب ظلم و عدوین سندت خدا کا ایک دلی نمونہ تھا تھا جابر سے  کا  
 یا خدا کہنے اور اس جو تعلق کا دم بھرنے ہوئے شوق خدای ظلم میں ملے جانے لگے کہ یا ایک بد لڑا اصل اور مع منادلی  
 کے منزل مقصود ہوئے اور سانس سے وہ ہاڑ دکھائی دیا جس پر علی الزمل جنی نے وہ میل نصب کرنے کتبہ لکھا تھا اسکا  
 دکھائی دینا تھا کہ تھا بدار بے اختیار ہو گئے اور جلد جلد گھوڑا جھٹ کر کے مع رہا متصل اس ہاڑ کے پسے اس کتبہ  
 پڑھ کر ایک صدمہ عظیم تھا بدار اس کے دل پر گزریا ہوا کہ فرما اپنے نین اس ظلم میں گرا دیں کہ رہنے بڑھ کر ہاتھ  
 پکڑ لیا اور عرض کی کہ حضور کیا غضب کرنے ہیں اور تھا بدار یہ دستور صاحبقران کا بگڑ نہیں جو حضور میں لایا ہے کیسے  
 لگے رہے اپنے نین کسی مقام غوث میں گرا دیجیے سنبیلے اور اسعد بیاب نہ ہو جیے دیکھ لیا کرتے ہیں لڑی تھا بدار  
 تادار سبب متصل صاحبقران کا یہ کہ جب انکو اس قسم کی غصہ و غصہ پیش ہوتی ہو تو وہ روح الی احد کو کہتے ہیں اور  
 اسی قادر مطلق سے اعانت چاہتے ہیں ایک مار کی بر پا کر سبب بھراؤ خدا اور عبادت پروردگار میں بسر کرتے ہیں  
 جبروت خدا سب اسرار اور نکات ظاہر ہو جاتے ہیں مطابق آپ کے عمل کرنے میں پس آپ کو بھی مناسب ہو کہ آپ میں  
 ایسا ہی کریں ایک ماسکی بر پائیے شبہ کی شب بیاں قیام نیچے عبادت آتی اور باد پروردگار کیسے اور ناشادہ  
 خدا کا دیکھیے اگر قدامی اس ظلم کی آپ کے ہاتھوں ہند میں ہر فضل خدا شامل حال ہوگا اور اس ظلم کے متعلق جو اسرار  
 اور نکات ہیں وہ سب ظاہر ہوا ہر جہاں جیسے جلدی نہ بھیجے ثبات میں ہمیشہ کام پکڑنا ہر جلدی میں کوئی کام بیت نہیں کیا  
 شل مشور ہو کہ جلد کام شیطان کا اور دیر کام زمین کا یہ اسے اور تجو تیران رفیقان جانا نسکی تھا بدار تادار کرنا  
 مرغوب ہوئی اور فرمایا کہ شاہ اش درم جاتک مدالی فخر فای ای کا نام ہو کہ ان سوانہ خوناک میں افعال و کردار  
 خون سے مدد کے اور اپنے مالک و تاقی جان چاہے جن لائے ٹھکر جیسا سحر سے ان رفیقوں نے عرض کی کہ خدا حضور کو  
 سلامت رکھے صبر کر دے تو ماڈ کر دستخ کے اکرام طائر از اور قد حاشی نے اسعد جوات بڑھار حق ہر حق جان  
 اتالی ایک ایک مد میں بین ہزار ہزار جان غایت کرے انرض تھا بدار نے ان سب کو فطر افہام و اکرام کر کے حکم دیا کہ  
 قیامت مناسب ہو آج شب کو ہم بین قیام کر کے جہ اسنادہ کیا جاسے فردا صبر و حکم خیر بر پا کیا گیا تھا بدار تادار

اس جیسے میں ان ترے شب بھر اس ملک میں قیام کیا اور عبادت دیا اور انہی میں بسیر کی ہر مرتبہ سی و عاشی رباعی شاعری کرتا  
 ہرین درویش نگار ہر حال میں سنتہ و دلوش نگار ہر مرتبہ نیم ہفت بخشیش تو پھر میں شکر برکرم خوش نگار خدا یا اگر یہ میں کیا  
 بندہ گنگا۔ جون لیکن تیری رحمت و کرم کا امیدوار ہوں غ سبکے فضل کرنے نہیں ملتی بار خدا یا جو عزیت و اعلیٰ تیرے میں  
 تیل بندہ کے حال پر بندہ دل رہے اسکا شکر۔ میں کہ خشک خاکرون شجر اگر ہر سے یہ گرو در بائے۔ یہاں بد کرنے لگا  
 فکرتیں بیانے لگا اگر تو فضل کرے اور تیری نصرت شامل حال ہو جائے تو یہ بقر اس علم کو بھی فتح کرے خداوندائے ترے لگے  
 تو ہر ایک شکل آسان ہر اتنی سی شکل کی کون حقیقتہ ہر ع تو دنگا رہی کرے تو میں بیڑا پار ہر۔ بار آقا تیرے آگے  
 تو کوئی شکل نہیں ہر گنگا تیری رحمت و رحمت پر ایسا بندہ سائین ہر کہ کبھی کسی شکل کو لا غفل نہیں سمجھا خداوندائے میں صرت تیرے  
 انصاف کے بھروسے پر آغا بڑا دعویٰ کر کے چلا ہوں تیرے ہاتھ اس حید ذلیل کی سرخوردگی ہر اور وہ نقطہ اس علم کی  
 قدامی پر منحصر ہر خداوند ارحم کرم کر صفا کرنے کرتے قریب صبح آگے ملک گئی کہ عالم رہا میں حضرت سلیمان علی نبینا و آریہ  
 علیہ السلام کو دیکھا کہ حضرت قشرب لہ سلمے میں فرماتے ہیں کہ او تھا بداد یا فوت پوش آٹھ گریہ و نادای تیری بارگاہ عالی ہا  
 دبا گاہ عجب اللہ عاتین عجب رحمت ہوتی اور دعا تیری قبول ہوتی اب تو ہر اسان نہو قدامی اس علم کی تیرے ہی ہاتھ  
 مقدم ہوتی ہر تیرے ہی حصے میں یہ نام آوری بدی ہر مجھے حکم ہوا ہر کہ میں بکبر علم مجھے تسلیم کروں یہ آواز جو تھا بداد  
 کے کان میں ہوئی اسی عالم رہا میں آگے خود کر صفا کر کیا اور عرض کی کہ باحضرت ارشاد ہوا کہ کلید اس علم کی کمان  
 فرمایا کہ یہ بچہ میں تیرے سر جانے لگے دنیا ہوں صبح کو اس پرچہ کو دیکھتا ہوں جو کہ میں لکھا ہوا سپر حل کرنا بندہ اس کے دوتوں  
 غائب ہر گنگا تھا بداد اسکا آگے کھل گئی خود سے دیکھا تو وقت نماز صبح تھا آٹھ گریہ و نادای تیری بارگاہ عالی ہا  
 شکر و تیرے ترے دعا تیری شجاعت کی اور کلید علم مجھے رحمت فرمائی بد ذراقت دعا ہو اس پرچہ کو سر جانے سے نکال کر دیکھا تو  
 تھا کہ ای قدامی علم اس پرچہ کو دیکھتا ہوں ہر جانب چھوڑی دور کے تھا کہ ایک کیلک ہر رات سے تک سی یکہ بریش ہر  
 رات سے ایک شخص کر نام اسکا دربان جاوہر ایک تیرے کیلک تمام محلوں میں سر کر گیا ہر جانب ہر جانب سے  
 دور رہا جسے اور اتنی تیرے فاصلے پہلا جاسے تو رات اس تیرے ساتھ بڑا ہر چند کہ دیکھے اختا کی محنت کہ سے ڈاٹے  
 دھماکے سمجھا سے مگر کسی بات پر عمل نہ کرالو تو رات تیرے میں کو دیکھتا کسی طرح کا فوٹ نہ کرنا اور یہ اسما ہر چکر کن کہ امر تیرے ہر  
 نورادہ تیرے ہر بلکی محال و لکھا تھا بداد رات مارا اس پرچہ کو رات میں یکہ سب جو ہر اس پرچہ کے دعا تیری طرف کو رہا نہ ہر  
 جانتے جاتے بد تھوڑی دور کے ایک محلو سے حق و حق میں ایک یکہ خاکہ آسمین چند تیرے ہی ہوتی تھیں تھا بداد رات مارا  
 سو اتنی جو ہر اس پرچہ کے وہاں تھوڑے گئے نماز غروب کا وقت آگیا نماز پڑھی پھر رات تک وہاں تھوڑے رہے جب پھر رات  
 گئی تو ایک مرتبہ سائین سائین ہوا چلنا شروع ہوتی اور ایک عجیب قسم کا خوف پیدا ہوا اور وہ یکہ نہایت بھیانک ہو گیا  
 اب تھا بداد رات ایک درخت کے نیچے کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ وہ عجیب تر شق ہوئی اور ایک محلو نہایت کریہ منظرہ شکل  
 شولا آتشیں تھوڑے نکلتے ہوئے تمام ہیم پر پڑے بڑے بال تگا آمد زار مثل شربے مار کے اس تیرے تھا اس محلو میں  
 ہر نے لگا ہر طرف کی سیر کرنے لگا جس درخت کے قریب جاتا ہر وہ اس کے تھوڑے کے شعلوں سے جھلکا خاک سیاہ ہر پانا ہر  
 دور سے وہ شعلہ اسے آتشیں تھوڑے سے نکالتا ہر جانور مان حواری کباب ہو کر گر پڑتے ہیں یہ تو انک ٹکے کھڑے ہی  
 جیسے ہی کہ وہ شخص ایک میل کے فاصلے پر اس تیرے ہوا تھا بداد رات اس تیرے طرف بڑے انکا بڑھتا تھا کہ تیرے بھی دیکھ رہا  
 نورادہ میں سے ڈھٹا دھماکا آگے جڑھا کہ لو جان کمان جاتا ہر جبر واد اپنے ارادے سے ہاں کہ ہر کا قصد ہر اگر اس تیرے  
 نظر ہر کے دیکھتا تو فوراً چاک ہو گا مگر کسی شے میں اس تیرے طرف لپکتے چلے جاتے ہیں اور وہ بھی بڑھتا ہوا چلا آتا ہر



آئے دیکھا کہ ڈرا دھکا مارا گزشتہ ہوتا تو دھمکی کے طرز میں سمجھاتا ہو کہ سہائی بھگوان اپنی جان کا خوف نہیں ہمارے کوئی کرنے کے  
 بعد قبر کا سفر دیکھتا ہو اور مجھوری سے قبر میں جا کر تو دیدہ و دانستہ جیتے ہی قبر میں جاتا ہو اور زندہ درگور ہوا جاتا ہو مگر یہ کسکی  
 سنتے ہیں فوراً قدم بڑھائے ہوئے چلے جائے میں جلد جلد جاؤ اس قبر میں کو دپڑے اور وہ شخص بھی بالکل قریب آگیا جلد  
 جلد وہ اس سے اتنی بڑھ کر کہنے لگے کہ اب اسما کی برکت سے اس قبر میں ہر جادہ قبر فوراً بند ہوئی اور دربان جادو اسی قبر  
 سرنگار ٹکرا کر گیا اب یہاں سے حال قلع علمہ لا بیان کیا جاتا ہو کہ جب وہ قبر میں ہو گئی تو نقابدار تار مار کیا دیکھتے ہیں کہ اس نے  
 ایک صوفی سے حق و دوق صوفی سے کچھ زیادہ ہوتا کہ نظر آتا ہو اشعار

بجز دیباہ و زرب و شیر ہرے | لہو دی آب او زنا تنگ و زید | بودی نان او جز در من نور شینہ | ادرے سیانجز و زرب تار

دور دے بستہ جز بستہ ناپا | مجب وشت انیل و قیامت فیز کو نظر آیا کہ نہ ہوا اب ہو گیا کو سون تک سوا سے میدان

حق و دوق کے بعد جانوران ممالک کے کچھ نظر نہیں آتا نقابدار ناماد و خوش ہرے کہ یہ کیا سرکہ ہو تو خیال آگیا کہ اس میں  
 کو دیکھنا چاہیے جب اس کا فک کو دیکھا تو نکسا پایا کہ جب تو حوا میں ہوئے تو قریب میرا کے بھگوان ایک باغ ملے گا وہ وہاں پہنچے  
 ہر درخت نہایت نکھار و منفرد صورت ملیں گے مگر مال ان درختوں کا یہ ہو گا کہ باہم مثل عاشق و معشوق کے متصل ہوں گے اور خود بخود اب  
 لٹک کر پانی ان درختوں سے مدد ان جگا تو تھے لازم ہو کہ تمام دن اس باغ میں بسر کرے اور شب کو ان درختوں کے نیچے جا کر  
 تہہ تہہ کا تماشا دیکھ لے یہاں اس کا تہہ میں دیکھ کر نقابدار آگے بڑھتا ہے ہاتھ باندھے ایک تھوڑی دور پر گیا دیکھتے ہیں کہ  
 ایک باغ نہایت ہی پر نور اور طرب فیز نظر آ رہا ہے قریب کے پہنچے تو دیکھا کہ دروازے باغ پر درخت نہایت بار بار اور گھنے  
 لگے ہرے میں گرجات ان درختوں کی ہر کو ایک درخت کی ڈالیوں میں دوسرے درخت کی ڈالیوں میں پیچیدہ ہیں گویا عاشق  
 و معشوق ہر ایک دوسرے میں دیکھتا نقابدار میران و پریشان اس باغ کے اندر جا کر کیا حالت دیکھتے ہیں کہ باغ اجڑا پھرا پڑا ہوا معلوم  
 اٹھا ہر کوئی کہ سوختہ ہو گئے ہیں ڈالیوں میں سو گئے ہیں دوچار ہیں یہ ہے میں کسی درخت کے کل گم ہے میں اور انکار کس کس  
 کے گم ہے میں کیا دیوں میں خاک اڑ رہی ہو جو جس ہنر و دیدہ کے گھوڑا پتا در لگی ہوئی ہو مگر قریب سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ  
 باغ کسی حسین شہنشاہ کا ہو اور وہ جس پائے میں بیان پہنچا ہو گایا باغ نہایت آراستہ و دلیرتہ ہر گاہ معلوم ہوتا ہو کہ انک اس باغ کا  
 یہاں میں بنا ہو گیا ہو مگر وہ بلا سے عشق معلوم ہوتی ہو جب تو اس باغ کی حالت ہو کہ دیکھ کر خود بخود عبرت ہوتی ہو ہر تہہ پہ اختیار  
 نہایت دیا دلی اب بے شمار زبان سے نکل جاتا ہو جس طرف جا کر دیکھتا ایک جگہ معلوم ہوتا ہو اٹھا گیا یہاں انکار کی یہ کیفیت  
 ہمارے زبان یوں لٹی پٹی پڑی میں نہ کرایہ حال ہو کہ پانی سب خشک ہو گیا ہو ایک تھوڑا پانی باقی ہو لیکن خراب و آوارہ بھی موجود ہو  
 ایک عالم حسرت و یاس میں اس باغ کی طرف گویا گمراہ ہو جائے ٹھانکرا اس نوارے سے کہ وہ سنگ مرمر کا ہو سرنگار تہہ میں  
 گرد اس نہر کے جام و بدو ساغر و سلجی جو کچھ رکھے ہوئے ہیں وہ بھی آٹے ہوئے ہیں گرد اگر داس نہر کے بود خالی ہو بہا  
 لگے ہوئے ہیں خیر فریہ خاہر ہو کہ بلیں نہر سلجی کی طاقتہ فرود زن ہوگی انکا یہ حال ہو کہ جانوران صحرائی بیٹھے ہوئے ہیں  
 اور وہ آوازیں دے رہے ہیں کہ قانون کو سری معلوم ہوتی ہیں کھڑے ہونے کو ہی دین چاہتا غرض وہ حالت ہو کہ انکو  
 کہ کما کیجیہ منہ کو آتا ہو اور ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا ہو کہ رخ دنیا بھی غیب گھر ہو کہ رامت نہیں نہیں انسان کو چاہیے کہ اس سے  
 بھاگتا رہے اللہ اکبر اس فلک غفرہ ساز نے کہا ان کہاں نہیں غفرہ برپا کیا انھوں میں مسا فوسل غفرل سی حالت میں دن تو  
 نقابدار نے اس باغ میں بسر کیا ب شب ہوئی تو یاس باغ سے ٹکرا ہوا ہر اسے اور ان درختوں کے نیچے آکر کھڑے ہوئے  
 کچھ لٹا ان درختوں کی دیکھی کہ غور و بخور انھوں ان درختوں سے شکل شہر جاری ہیں صہ اسے آہ آہ ان درختوں سے رہی  
 ہو اور گویا زبان حال سے کوئی کہ رہا ہو کہ کیوں اس فلک غفرہ ساز ہم نے تیری کیا خطا کی تھی جو نے اس بل میں ہیں مبتلا کیا

کسا تنک تیری شکایت کریں اور اپنے حال زار پر فوٹ دیکھا کریں ہاں ہے میرا کیا بگاڑا تھا جو بھگوان کی ہمارے ناگوار ہوئی ہے  
 اس سر فاک سفید تر میری ظلم برداشت کرنے کیونکر جائز کر لیں ہاں ہے تو نے ہمارا وہ طلی کر دیا کہ عرفان ہوا اور جان و دل میں  
 تانان و گریان میں نادر ہمارے چشم تر نہ تو گریا روئے ہے کہ خلق ہوتی تھی غرض کہ اس درد و حسرت کی آوازیں آرہی ہیں کہ خود  
 کبھی سنا کو چلا آتا ہوا اور جی پسا جاتا ہوا آنسو ٹپکتے آتے ہیں اور ایک عجیب عالم بھیرا رہی دیاس کا سامنا ہوا اب نقاب اڑا  
 یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارا تھا یہ سر کہ کیا ہو جب سے میں آیا ہوں میرے آنسو ٹپکتے آتے ہیں اور خود بخود گریہ گریہ ہوتا ہے  
 خداوند ماجد اس راز کو مجھ افشا کر دے کہ اب مجھے یہ نام بھیرا رہی دیاس دیکھا نہیں جاتا خداوند ایہ ماجرا تنک جو شریف  
 منو گامیری ہی حالت بھیرا رہی کہ منو کی اور کیونکر کم ہو کہ اس جگہ عجیب ایک تاثیر تو نے مدیت فرمائی ہوا اس مقام کی حیرت  
 انگیزی نے میرے قلب پر پورا پورا اثر کر لیا ابھی نقابدار یہ خطبات کر رہے تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ بلاک کیا  
 دیکھتے ہیں کیا ایک طوطی نہایت خوش رنگ و خوب صورت اس درخت کی ایک شاخ پر کڑھٹی اور بیٹھے کے ساتھ ہی اس پر بیٹھا  
 اور بھیرا رہی سے اس طوطی نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کہنے کی جیسو سنگر نقابدار کا بھیا بیٹھے دگا اور دل الٹے لگا  
 جو نقابدار سر اٹھا کر دیکھتے ہیں خود وہ طوطی نہایت بھیرا رہی سے ناز زار دھنل ایرن ہمارا رو رہی ہوا اور کتنی ہو کہ ہاں ہے ام  
 بیٹی اور ماہ رخ میری اب مجھے شرمین ملاقات ہوگی کیونکہ قلعہ جنگ نہ آیا اور ہاں ہے اور ماہ رخ تیرے فراق میں  
 میرے کیا کیا حال ہوئے اور مجھ کو خبر بھی نہ ہوئی ہوگی اور ماہ رخ میری سمجھ کس دلیں میں ڈھونڈ جھنڈ جانے لگا کہ  
 سے آؤں دل نہ رہتا ہوا اور کچھ تابوین جلتا ہاں ہے مئی کون سی تدبیر گردن ہو تیری صورت نظر آئے ہاں ہے مئی جب سے  
 آنکھوں سے پوشیدہ ہوئی تیری صورت کی بھی کوئی نظر سے نہیں گذری غرض اس شدت سے میں کر کے وہ طوطی راتی  
 کہ نقابدار کا بھیا کبھی نہ کیا اور وہ طوطی بھی رہنے نہ دے غرض کھا کر زمین پر گری نقابدار کو بھی سکنا سا ہوا مگر وہ کر  
 جلدی سے اس طوطی کو اٹھایا اور اسکو پونکٹنے لگے جب ہوش و حواس اس طوطی کے درست ہوئے خود وہ طوطی جبرن ہو گیا  
 نقابدار کی طرف دیکھنے لگی نقابدار نے اس طوطی سے کہا کہ اے طوطی تو خود نہ کر اور کل میرا پنا بیان کر کہ تو کے لیے بھیرا رہی  
 اور بسبب تیرے اسطور گریہ دیکھا لایا ہوا اس طوطی نے کہا کہ تم کون شخص ہو اور نام تمہارا کیا ہوا اس صحرا میں تو خود نہ  
 انسان و نبی جان کا نام ہی نہیں زوال نقابدار نے کہا کہ اے طوطی تو پہلے اپنی حقیقت بیان کر کہ تیری بھیرا رہی نے میرے حواس  
 باختہ کر دیے تو انہی کیفیت مشہور بیان کر دے تو میں انہماک بیان کروں اس طوطی نے کہا کہ اے شخص میری سرگزشت  
 اور میری کیفیت تو کیا ہو چھتا ہوا اور شخص ع عجیب سا تھا وہ طرفہ اجڑا سے ہست ہوا اور شخص برین حالت کہ برتس سا  
 ہلکا ہلکا مینا دیکھ کر جو استفسار حال پر ہمارا ہوا تو سن کہ میری ایک دفتر فی ماہ یکا ماہ رخ میری نام تھا اور اسکے  
 حسن خدا داد کی تعریف تو صفت کس سے بیان ہو سکے کہ اہ تانان اور بدنگان دیکھا کہ اسے شرا تہ تھا بلکہ مہفل وقات  
 جب وہ ہمارا سنگار کر کے جلوہ گر ہوتی تھی تو ہر شرم سے چھپتا تھا مگر اس شخص دل پر تو کسی کا افتادہ ہوتا نہیں ایسی جیتی و بھیرا  
 ہری ایک آدم زاد پر عاشق ہو گئی اور جا کر اسے اٹھا لئی اور اس پر شپ روز پر دانہ خمدن ہونے لگی اور شخص پیش  
 جگہ جگہ ہوا اس کجنت کا سینا ناس جاسے یہ حضرت جس دل میں گھر کرتے ہیں اسکی بنواناں ہی اڑا کر چھوڑتے ہیں  
 اور انسان سے جب حیوان کر لیتے ہیں تب اس سے کچھ موڑتے ہیں ہاں ہے اب میں آگے کی داستان حیرت و عبرت بیان کیا  
 بیان کروں کہ شہرے روز ماہ رخ میری اس سے اپنا دل بیا کر تھی کہ دفتر اس پر بے مدار اور فلک کو فیا کر عاشق  
 مشق کا بیٹھا ایک جگہ ناگوار ہوا اور یہ کجنت در پر آزاد ہوا یعنی بلاک کے باپ کو یہ حال معلوم ہو گیا تو اس کجنت  
 اس دم زور کے قتل کا ارادہ مصمم کر لیا کہ میں اس کجنت کو قتل کیوں نہ کر ڈالوں جو اس تمام عمر کی بڑائی سے چھوٹوں اور یہ





ویر میں تو پر پونہ ہی اب جرتھا بد اور دیکھتے ہیں تو انکو سامنے سے ایک دروازہ معلوم ہوا جاکر قریب دروازے کے دیکھا تو  
 موافق ارشاد فیض بنیاد حضرت کے وہ دروازہ متصل تھا قریب اس دروازہ کے جا کر اس نفل کو توڑا اور نفل توڑ کے وہی جگہ  
 پر مٹے ہوئے دروازہ جو ت وہیں اس مکان کے اندر چلے گئے جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ایک گہرا پتھر بد کردار سامنے ہوا  
 سینہ کا نقشہ لٹین چھوٹی ہوئی جوڑا جو بیچ میں بندھا ہوا تھا دھڑکھٹ ایک لنگوٹ باندھے ہوئے مگر بڑے بڑے تختے  
 ایک تخت پر بیٹھا ہوا اور دست بستہ ملازمین ہی آسکے اسکے مسائل سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور کچھ اسباب ہر  
 دساعی ہی سامنے رکھے ہوئے ہیں تھا بد اور کو دیکھتے ہی بڑے غلط غضب سے پاسن باش کتا ہوا تلوار کھڑے ہوئے  
 تھا بد اور کی طرف پکا کھنے لگا اور مرد و کھڑا نور و کسان جاتا ہوا مادی تا بعد قیامت انجا مادی اور قریب آسکے تھا بد اور  
 پر بڑے غلط غضب سے ملتا اور ہوا اور ہا کہ ایک ہاتھ بندھارے کا تھا بد اور پر چھوٹے فوراً تھا بد اور ہر بن کو  
 جڑا کر چٹا اسکی خالی دے کر اپنے پیسے کو آشاکر یا علی اسکے اسکی طرف پکے آسے ہو دیکھا کہ اب اس جوان نے بھی  
 اٹھائی تھوڑا ڈھال انہی اٹھائی کہ میں ڈھال پر دار اسکا روک دوں جیسے ہی سپر آسے تھے پر روکی کہ تھا بد اور نے  
 آگے بڑھ کر شہر باش ٹھکے ہاتھ اپنا اسکی کلائی پر ڈال دیا اور یا علی مدد سے کھڑے تلوار آسکے ہاتھ سے چین کر دی  
 تلوار جو بیچ جوڑے پر جو آسکے ماری تو برابر سے لیکر ناخن پاتک دوڑھے کر دیے پس اسکا دوڑھے ہونا تھا کہ  
 ایک نعل و نشین ایسا بلند ہوا کہ تمام مکان اور سب اسکے ملازم جگر خاک سیاہ ہو گئے اور اسکے ہر ساری تدبیر ہو کر  
 برابر یہ شور مچا رہے تھے کہ مارا جوان کشتی نام من آبریز جاو و نو جو وقت آب ریز جاو و اور اسکے ملازم اور وہ  
 مکان بالکل جگر خاک سیاہ ہو گیا تو اب کیا دیکھتے ہیں کہ نہ وہ کھڑا نہ وہ باہر نہ وہ مکان ہر جگہ ایک میدان تن و تن تھا  
 ہر لٹاک ہوا نوران مٹائی اور وہ نہ سے چار طرف پھر رہے ہیں ہوا کے جگر مسائین سائین چل رہے ہیں ناک نہ ہی  
 جگر سے خاک کے آٹھ تانٹک جا رہے ہیں کہ جسے دیکھ کر ایک عجیب قسم کی وحشت پیدا ہوتی ہے اور عرض دہشت جو  
 دیکھا تو معلوم ہوا کہ سامنے ایک سردی مٹی ہوئی جو ت تھا بد اور اس سردی کے اندر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے  
 ایک طاق ہر نور اس طاق پر ایک گلدستہ رکھا ہوا ہے اب تھا بد اور تا ما و حیران ہوئے کہ اس تمام پر کیا کرنا چاہیے فوراً  
 اس پر وہ کوٹا کر دیکھا تو سمین لکھا تھا کہ ام قناع طلسم بود اسکے مرے سامنے کھڑا وہ اس مکان کے چلنے کے تھک کر ایک سردی  
 معلوم ہوئی جب تو اس سردی میں جایگا تو ایک طاق آلیگا اس طاق پر ایک گلدستہ رکھا ہوا گلدستہ پر روح طلسم  
 ہر جو ت وہیں ہا کر پشت گلدستہ سے اس روح کو اٹھایا اور جو کہ اسمین لکھا ہوا اسپر مل کر ناخبردار خلافت آسکے نہ کرنا  
 اور اگر اسکے مٹی صفت کر دے اور زیاں نہ رکھو گے تو پھر ہر طلسم ہوا و گے بہت بھتا دے گے اور وہ دہشتہ پنس جاؤ گے  
 یہ حال اس کا فہمین دیکھا کہ جو ت وہیں اس قریب اس طاق کے گئے اور اس گلدستہ کو آشاکر اس روح کو اٹھایا اور  
 شکر اتنی بجلا دے کہ اس روح پر ایک سو دس مرتبہ درود و شریف پڑے کے دم کیا اور دیکھو تو اسمین لکھا تھا کہ ام قناع  
 طلسم اس روح کو اپنے پاس بھناکت تمام بکنا خبردار اس سے غافل نہ ہونا اور روح کو لیے ہوئے ہے کہ کھلے جا جا  
 سامنے ہی چلا جاتا چلتے چلتے تھوڑی دور پر ایک محلے میں دو دن محو سے عشر سے زیادہ ہونا کہ تھک کر لیٹ جاتے  
 حد ہر پر ہر عیگا تو تھے ہزار لگوئے گھر نیلے اور گویا ہر لہلہ ہا خاک کے جھیر گریے اور غار غیلاں  
 کی بارشیں ہر جگہ لیکن توڑ نہ نہیں اور خبردار یہ اسم در زبان رکھنا بفضل الہی تھیر کوئی اثر نہ تھا اور بعد  
 دو گھنٹی کے انھیں بدوں سے ایک ساحر پیدا ہوا اور کہیگا کہ او بہت بکارتو نے اس سمرا میں اگر اپنی جان  
 دینے کا قصد کیا ہو اور بہت شدت سے ڈکاتا اور فرہ ہر تا میرے قریب آگیا جب وہ تیرے قریب آجائے



قوت اسم ٹھیکے اپنے تینے پر دم کرنے اسکے جو بیج بڑے سے جن نیواری تاکہ دہر بار دو حصے ہو جائیگا جب وہ مر جائیگا تو ریاہی  
 صاف ہو جائیگا مگر سب سے سبزہ ناریہ لگا بعد تھوڑی دیر کے ایک مکان شاہانہ بیگانہ ہو جائے لازم ہو کہ نہایت ہوشیاری  
 سے کام کرنا اور لوح سے غفلت نہ کرنا فرض تھا بدار نامہ جلدات لوح کو مڑھ کر سامنے چلے جاتے جاتے ایک مقام سے  
 حمایت شروع ہوئی اور بعد چند منٹ کے ایک محو سے حق و حق شروع ہوا کہ جسکی ہیبت تھا بدار پر فی الجملہ جاری  
 ہو گئی مگر دل مضبوطی کے تھا بدار نامہ آگے بڑھے بعد پیرہ کے حد مقرر ہوئے حد مقرر ہوئی تھا کہ خاک  
 کے بگڑے آفتنا شروع ہوئے اور تھوڑی ہی دیر میں ہزار ہا بگڑوں نے تھا بدار نامہ پر تو آ کر گھیر لیا یہی  
 تھا بدار نامہ ان بگڑوں ہی سے جھرا رہے تھے کہ دفعتہ کا تھون کی بارشیں ہونا شروع ہو گئی کہ تھا بدار کا  
 ہی آلت پلٹ ہو گیا کہ اب کیا کر دیں کیا نہ کر دیں کہ فوراً وہ اسما یاد آگئے جس تھا بدار نامہ اس نے جیسے ہی  
 وہ اسما شروع کیے ویسے ہی وہ اب اس اور گھبراہٹ میں قلب تھا بدار سے کم ہوئی اور وہ بگڑے اور کانٹے بھی  
 فی الجملہ کم ہوئے کہ دفعتہ انہیں بگڑوں سے ایک سحر زبردست نہایت کریمہ نظر اور بدشکل پیدا ہوا فتنہ سینہ رکھا  
 گئے پردہ یا ہوا جوڑا جو بیج سر میں بانٹے ہوئے کچھ مٹی مٹی نہیں اور حرا دھر گردن پر ٹکی ہوئی نہ دزدان گھین  
 بڑے بڑے دانت تمام جسم سیاہ پر مٹی ملی ننگا دھڑکا فتنہ ایک لنگوٹہ باندھے ہوئے تر جانا تھو میں اسباب ساری  
 تن پر آمستہ کیے ہوئے چھین چھکاڑا ڈکارنا تھا بدار نامہ اس کی طرف بھاگت لگا کہ ہاش ہاش کہاں جاتا ہو منہ  
 تھا غار بن خاکسار جادو قضا تیری بیانی لائی ہوا وہ جہنم تو کیوں یہاں آیا اور کہیں اپنی جان دینے کا قصد  
 کیا ہو جیسے ہی وہ سحر مہینا لگا رہا تھوڑی دیر میں تھا بدار نامہ کے قریب آبا بس فوراً نہایت بھرتی سے تھا بدار  
 نامہ اس نے وہ اسما تینہ پر دم کر کے تینے کو دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کے یا علی لکھ لکھ کے جو جو بیج  
 جو تھے میں تینہ مارا تو برابر سر سے ہاتھوں تک دو حصے کر دیئے جس اسما ماما تاکہ ایک نعل دشوہ قیامت زار  
 بہا ہوا کشتی مارا جو ان کے نام میں خامخار بن خاکسار جادو دہر بار اس کے مرنے کے لب جو تھا بدار دیکھتے ہیں تو نہ  
 وہ گردہ ہر نہ تھا نہ کہلے تھیں۔ چھوڑا کہ ایک طرف بیخیز اور مامتا کا نثر فرما ہوا دیکھا تو مبدہ ہر ایک جا پر ہی ہوئی ہر اور اس  
 گھانٹ میں فتنہ کی چوٹی تھوڑی نہ دھڑکے ہوئے میں سحرانی بودی کی بلیں لگی ہوئی ہیں جا بجا درختوں پر طلیس افسر  
 نعرہ مل رہے ہیں غرض عجیب قسم کا طرب خیز سحر ہو کہ جسے دیکھ کر اسوئے آدمی کا ہی رنگے غلامہ ایسا ہی نصف صحو اطمینان کیا تھا  
 کہ سنے سے ایک مکان نہایت عظیم الشان قابل بود و باش شاہان عالم شان نظر آیا اس مکان کو دیکھ کر  
 تھا بدار نامہ آگے بڑھے آگے بڑھ کر کیا دیکھتے ہیں کہ سونے کا دروازہ جو دیر سے کی پر صحن اسپر لگی ہوئیں ہیں اور سطح  
 کا جینا کیا ہوا کہ مینے فلک اس سے شرمناک ہوا ہوا اسی اسکی نعرہ مستقول تھی ہر اور چند فلاں زریں  
 ہاتھوں میں سونے کے حصے لیے ہوئے در دریاں نہایت دگر بک کی بنے ہوئے ہیں اور اس دروازے پر کھڑے  
 پہلے سے وہ ہیں غرض کچھ اس نفع کا مکان ہو کہ تھا بدار نامہ کو ایک جہت دیکھتا ہوا گیا تھوڑے ہو کر دیکھنے لگے کہ ایک  
 دروازہ مکان کا کھلا اور معلوم شاہانہ اس مکان سے لگنا شروع ہوا خاصہ عمارت جو دار عہد سے ماضی میں بلکہ ہر  
 ڈلکا ہوتا ہوا غیب بولتے ہوئے اور اس میں سب جلوس کے چھ ایک تخت جواہر نگہ کچھ مہربان نہایت با آب و تاب  
 ہیرے اور زردی کی پھیلیاں سر پر لگی ہوئی اور تمام لباس زرتار پہنے ہوئے اس قلعہ کو اپنے کاغذ پر اٹھائے ہوئے  
 چلی آئی میں تھا بدار نامہ اس پر ہوا دیکھ کر اور بھی متحیر ہوئے کہ بار الگ آخرت ماجا کیا ہو اور یہ کس عساکر کا کارخانہ ہو کس  
 بادشاہ ادوار العزم کا یہ مکان ہو کہ کسی غلاب میں ہی نہیں نظر آتا اس جہت میں کھڑے ہوئے تھا بدار نامہ سوچ رہے تھے کہ کب تک

نے اگر نقابدار کو نہایت ادب سے سلام کیا تھا بدار نامدار نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ جہاں سے آئے ہو  
 یہ مکان بادشاہی کس اور الواعزم شہر یا کراچی اور تھوڑی سیسے پاس آنے کی کیا بہت ہو یہ سنکر اس چوہدار نے عرض کی کہ  
 اس شہزادہ عالی درجہ کا نقابدار نامدار یہ مکان تراہل میں خار نارہی خاکسار جادو کا جو اس بخت نے ملکہ نسیم ستمین کو  
 اس مکان میں قید کیا تھا آج وہ ملہون بخت خدا آپ کے ہاتھ سے مانا گیا اور ملکہ نسیم ستمین کو تاج ہدایک مدت بعد اور  
 عہدہ عید کے اس گزرا ہوا سارہ جاکر کی قید سے رہائی ہوئی جو اور آپ کے طفیل سے یہ روز سعید حاصل ہوا ہے بس ملکہ نسیم  
 ستمین نے ارشاد کیا کہ اس شہزادہ عالی قدر کو یہ جہل و جاہ شامانہ بے آؤ گناہ ہم اسکی دعوت کر نیچے کل وہ اپنے  
 چلے جائے ہم اپنے گھر چلے جائیگے باکر شہزادہ عالی قدر سے عرض کرو کہ ملکہ نسیم نے ہنگام عالی کی دعوت کی تو اور عرض کی  
 ہو موصوعہ قبول اندر سے عز و شرف کا آج شب کو ہمیں قیام کیجیے یہ سنکر نقابدار نے ارشاد کیا کہ اگر وہ قصد ہمارا کرے  
 نہ تھا لیکن ہماری ملت و مشرب میں چونکہ وہ دعوت منوع ہے لہذا ہم نے دعوت ملکہ کو قبول کیا یہ سنکر نقابدار سے عرض  
 نے اتنا اس کیا کہ خداوند عالم حضور کو سلامت باکرامت رکھے اور اقبال و خیر اور جاہ و اقبال کو مضاعف کرے یہ سنت  
 شاہی ماضی اس پر بیٹھ لیجھا نقابدار نامدار اس تخت پر جلوہ افروز ہوئے اور صراحت وہ تخت اٹھا کر چلے گئے وہ مکان  
 کے اندر جا کر وہ کچھ تو عجیب قدرت مناع برحق اور قادر مطلق نظر آئی کہ ایک باغ نہایت پرآب و تاب کہ کبھی چشم فلک نے  
 بھی نہ دیکھا ہوگا نظر چلا کہ جس باغ کی ترغیف اور توصیف میں زبان فارسی اور زبان انسانی معترف کانٹ ہرگز نہ

خونہ از خردار سے یہ ہر نظر	کئی مسج کے گرد میں خدا و باغ	دیکھو دیوان تو کھلے سینہ پٹا	شکاف لیس کی تھی زمین تاری
اور کہ کئی تھی ایسے حاسن ہی	زردی کی جا پہ پہوے جاتی تھے	کہ کئی چنکی جان و دین جسے	ایسے نسیم کے لگے تھے دخت
مگر بھی دانی لکھے تھے کوفت	سو تیار گر اگل سستہ	ڈھبہ امین جو کل کے قانون کو	دشمنی جیسی جو ہی ہار سنگار
تھی ہر اک طرح کی ہر اک پہدار	اوجہ وی تھا کیا کل نمبر و	سبز پر فخری کرنی غنی کو کو	یار کو اپنے وہ بلا تھی
ہر کمان ہر کمان سنائی تھی	سیون کی بیا ایک طرف	کھنکی کی نظار ایک طرف	استرین رانی بل اور نسیم
باغ میں اُنکا تھا بے آئین	ہاک انگور و ن کی تھی جی	جسے ساسے میں عشق ہو ہر خوا	باغ وہ گلشن کیسلی تھا

ہر من حدیق غلی تھا کہ جسے دیکھا پوٹس دھاس نقابدار نامدار کے ہر گندہ ہرے اور اپنے دل میں یہ جان  
 کرنے لگے کہ اللہ اکبر جس حسین کے لیے باغ اس قسم کا نکا یا گیا ہو وہ خود حسین و خوبصورت کیسا ہوگا اللہ کبر کوئی چیز بھی اس باغ  
 میں ایسی ہو کہ جو بد مزید اور بجا ہو شعر کیا و رخت بے غم کیا سیوہ دارہ اپنے اپنے موقع پر ہیں ہنسا رہا اور ہر من کے درجہ  
 میں ایک عجیب بہار نازہ نظر آتی تھی کہ شعر و غن میں بہترین بین مدان پر پڑی تھیں چادریں لاکھوں دیاں مل اور  
 علاوہ اس میں بندی کے ہزار دن اور ہفتوں کے گزرا کر بھی اس قریبے اور اس روئے سے ہر یون کے درخت  
 اور انہیں بھول گئے تھے کہ جسے دیکھ کر آنکھوں میں تراوٹ اندھناب کو سکون حاصل ہوتا تھا اس

کیوڑ لپٹا لپٹا باجمن گڑا حاصل	لالہ و صبر گرگ نافرمان کنول	میدنی داؤد سی با بونہ کنار	گوشترون کے لگے تھے میسار
مخفی و درغ و زکسن ہنسی کا	کرے جسے ساسے گل جلوہ گوی	تھا وہ وقت بخش دل ایسا	جسکو کہے نانی باغ جنان

اور ان چھوٹے چھوٹے ہفتوں میں شعر یون ہمارے بھوسے تھے بار بار چہ طرح سادی میں پڑی ہنسا رہا اور وہ جان  
 بار و بار چلے اس طرح غم مگر میں اور قربان اس طرح چمک رہی ہیں کہ بے اختیار ہر بار یہی چاہتا ہو کہ ہر دن کھڑے  
 ہوئے تنگ کچھ اشعار ہر فاختہ لغو زنی پھر سے ہر گز آئینہ جو یہ باصہ انداز  
 چھوڑے ہر طوطی خوش آواز و غرض کہ اس رنگ و خطاب کا باغ ہو کہ نقابدار کو نو سکے سا ہو گیا ہو اور وہ طوطی











توئی مانتھا نہ روح	السا بانہ جانتا اسے سزا	دلاوتی نمی چہ پر نہ ہر	دلی چو نہ نہ دلی کی
چرب آگے کلال کو سو	رہز مگر راکب ترگ ہوا	دن بے نہ ناکہ ہنگ ہوا	کیا ہی اسکا ٹھکانا چوں
فصان مند نہ تھا انکس	کو غضب کی سحرانی نہ	سازد پردہ اس سے کرا	ہو ہی اگر کون سے نہ
لجن و لود اسکا خدا	ہو گئی چشم ساز گو ہر بار	بن گئے تار آنسو دلی کے	نیشہ ہو کہ لگ گئی ہیک
ڈبڈبا آئی چشم باغ	لب تصویر برقی نور	شعشع کی زبان	ہنگ مسرت سب دور
برل اسٹے طائر کی نقش	جیکہ یقی نمی نور کی	و حاری کئے شاعر علی	ایسا نہ لی کہ نقا ہر اور

دونوں مجروح ہو گئے بعد اسکے اور گانہیں اپنی اپنی بادی اپنے موضع پر نہایت تازہ انداز سے گاہن کہ نقا ہر سے اس  
 قسم کا نقص کم دیکھا خاج محبت برخواست ہوئی غلیہ ہوا ملک نے نقا ہر کا اتھ پکڑ لیا۔ دربارہ دوری کے باہر تلی  
 ج کے درمیں دو گریبان پھوڑائیں ملازمین کو کام دیا کہ آپ سب اپنے اپنے مقام پر جائیں اور ایک تھوڑی دیر آرام کریں  
 ملازم سب اپنی اپنی طرف چلے گئے تھارے نہر کے سب سب منوشی نوچنے سے یہاں تھا ملک نے سمجھ میں لیا کہ ایک عام نقا ہر کو  
 بھر کے دیا اور ایک جام خود دیا اور اٹھ کر نقا ہر کے گے میں اتھ ڈال دیا نقا ہر تو پہلے ہی اسکے دلدارہ ہو چکے تھے نقا ہر  
 بھی آگئے تھے میں اتھ ڈال دیا یہ دست درازی ہونے لگی لیکن نقا ہر نے وہ جام ملک کے ہاتھ سے توڑے لیا ایک  
 میز پر بڑبڑکی ہوئی مٹی اسپر رکھ دیا اور کہنے لگے کہ اس ملک میں نے بھی جب سے نہیں دیکھا ہر بھوکو بھی ایک تھام کاشن ہو گیا  
 میں خود تھا اسے اس کا نشان ہوں لیکن یہ تفصیل بابیان پر مختصر ہو چکی تھام ایمان نہ ڈاؤ گی یہ امر مرکز و فرغ پذیر تھا  
 مگر اس وقت تو مقام منوشی پر پھر دوسرے وقت ہمارے تھارے یہ امور مل ہوئے یہ باتیں سن کر اب جو ملک نے دیکھا  
 وہ جام شراب ملک ایک طہ رکھا ہوا ہر ملک نے اٹھ کر وہ جام اپنے ہاتھ میں اٹھا لیا اور کہنے لگا کہ وہ اسے نقا ہر  
 پہلے بہت نہیں دیکھا ہے کہ چپے اگر یہ جام ہمارے ہاتھ سے نہ پئے اسکی ان باتوں پر نقا ہر بھی کچھ پھسل گئے اور پہلے  
 تھے وہ جام اسکے ہاتھ سے پی میں کہ وقت نظر نقا ہر کی آئی تو دیکھتے کیا میں کہ وہی طوطی ایک درخت پر چھٹی تھی  
 ہر جیسے ہی اس طوطی کی نظر نقا ہر سے دوچار ہوئی کہ اس طوطی نے من میں سے نقا ہر اڑا کر کو آواز دی کہ مینا  
 اسے نقا ہر عالی و ناز ہرگز سیام نہ چنا کہ جام طلسمی اور یہ سارا مکان و باغ سوا کا ہر خبردار ہو جائے اسے نقا ہر یہ عود  
 اسی سوا کی مٹی پر کہ جبکہ آپ بھی قتل کر چکے ہیں دیکھتے مع سے ہیار ہو جائے ایسا نہ کہ لوح ہاتھ سے جانی نہ ہے تو  
 ساری کی کرائی محنت و جانفشانی خاک میں مل جائے اگر لوح آپ کے ہاتھ سے نہیں گئی تو پھر کچھ ہلکے نہ بن پڑی اور اتھ  
 ملنے و جائے گا دیکھتے پہلے اس جام کو ہاتھ سے پھینکے اور اپنے سامان کو دست کر کے راہ لیجے اتھ اگر آپ لوح سے بھی  
 غافل ہو گئے یہ سننا تھا کہ نقا ہر اڑا کر اسے وہ جام ہاتھ سے پھینک دیا اور فریاد اٹھ کر کہے ہوئے کہنے لگا کہ اور بہت تھی  
 وہم ترور میں پھنسا یا جاتی تھی اسی تیرے وہم میں لوہی کوئی پھنسا گا نقا ہر اڑا کر اٹھنا تھا اور لوح کو دیکھتا تھا کہ نوک  
 ملک و مٹھے کرسی پر گر گئی اور گرو کے نور ایک پیری کی قطع پر شکل ہو گئے اس طوطی کے پیچھے پل اسکا لپکنا تھا کہ وہ طوطی  
 جس اس درخت پر سے اڑی اور اڑ کے دوسرے درخت پر جا بیٹھی یہ بہری بھی وہاں پر تھی یہ طوطی اڑ کے قصر کے اندر  
 گئی وہ بہری بھی اس بارہ دوری کے اندر چلی گئی فرس جان جان وہ طوطی جاتی تھی وہاں وہاں یہ بہری بھی اس طرح لپکتی ہوئی جاتی  
 تھی کہ اگر پلکے تو اس طوطی کا ایک ہی فقرہ کہ جیسے وہ طوطی کہنے لگی کہ اسے نقا ہر اڑا کر طوطی پیرانی جانی نہ کرتی ہر گز پھنسا  
 کہ تھاری محبت اور الفت میں میری جانی رہتی ہر اگر میں نہیں اسی راز سے آگاہ نہ کرتی اور جس جانیے کا خیال نہ کرتی  
 کا ایک گز قنارہ جاتی اور آنکھوں سے طوطی کی آنسو ٹپک کے نقا ہر پر گرے اسکے آنسو گرنے پر نقا ہر اسی آید









اور اس قلعے سے ایسی جلالت اور عجب ساحل ہو کہ نقابدار سے بہادر جہاں کے واسطے ہاتھ ہو گئے لوح کو جو اٹھا کر دیکھتے ہیں  
 تو اس میں لکھا تھا کہ ای نقابدار ناما ہوشیار ہو کہ یہ جناب جادو تھا جو قدرت خدا تیرے ہاتھ سے لیا گیا اور یہ قلعہ طلسمی  
 محشر جادو کا ہر جناب جادو کے مدد سے جانے کی خبر محشر جادو کے ہر دلی نے اُسے ہو چا دی ہو اب وہ تیرے  
 مقابلہ کو ہزار ساحر و ن سے نکلیا گئے دار گجرا نہیں اور ہر سان منو نا جو ایک ساحر تیرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو اُس کے  
 خون سے دس ساحر سدا ہونے کو کسی طرح کا خون نہ کرنا اور لڑتا بھڑتا اڑتا پیشا محشر جادو کے قریب پہنچ جاتا اور ہر  
 قریب محشر جادو کے ٹکڑا ہونا اور یہ کون طلسم تیرے پاس ہر وہ اُس کے سامنے ڈال دینا اور کھنا کہ اُس محشر جادو اگر  
 تم مجھے صوف اس لوح کے لئے استفادہ جنگ جہل کرنے ہو تو لوح حاضر کردی بسم اللہ لوجھے اُس سے کوئی کام نہیں ہو سکتا  
 اگر نہ ہی فری اس امر میں ہو کہ میں تمہارے ساتھ رہوں تو میں اس میں بھی موجود ہوں تمہارے ہر اہل و عیال اور نقابدار جب  
 شروع اُس کے سامنے ڈال دو گئے تو وہ طلسم قہری ہوئی سب بر طرف ہوا بیل اور پھر جو اُس کا تہیہ کار گزرا تو گاہ جب سب علامات  
 جو کے بر طرف ہو جائیں تو تیرا اپنا دونوں ہاتھوں میں مضبوط پکڑ کے جو جوع جوڑے پر مارنا کہ وہ برابر دو حصے ہو جائیگا  
 اگر تمہارے ہاتھ سے خطا کی اور پھر جوع جوڑے پر نہ پڑا تو یاد رکھنا کہ سر کو قیامت خیز ہر پا ہوا گیا اور تم اس طلسم جادو کے  
 مال نقابدار سے اُس لوح میں داخلہ کیے اُسے اپنے پاس رکھا اور نظر ادنی کر کے جو دیکھتے ہیں تو دیکھا کہ ایک نہایت  
 عجیب اور عجیب کو ساحر و ن کا چلا آتا ہر شے آگ کے ٹھوسے ٹکڑے میں آتشیں گزرا ہوا تھا من پلے ہوئے تہ آ  
 پشت سنگ کا دھڑون پر گئے ہوئے سینہ دس کے قہقہہ پیشا ہوں پر گئے ہوئے لوہے کے کڑے پتے ہوئے تھوڑی  
 پلے ہوئے نہ زرد و انکھیں چھیننے ڈکارتے آواز باش باش مادی نا بد قیامت انجا ماندی بلند کرنے ہوئے قریب گئے  
 نقابدار نے ہو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ہزار ساحر سے کچھ زیادہ ہی ساحر میں اور سب کے آگے آگے محشر جادو ہوئے  
 کبر و تجر سے چلا آتا ہر اور مذہب نقابدار کے اگر ایک فرد اما کہ گجریہ نقابدار را گجریہ اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ دفعہ  
 دہ ہزار ساحر نقابدار پر گئے اور حملہ بے ترسول و فسول کرنا شروع کیے مگر بہ برکت اُس لوح کے کوئی حملہ انہر ناشر نہوا  
 اور نقابدار نے جو تیز پکڑ کے دار کرنا شروع کیا تو ایک ایک ہاتھ میں دس دس گزرا شروع ہو گئے مگر جو ساحر  
 زمین پر گرنا ہوا اُس ساحر کے خون سے دس دس ساحر اور پیدا ہو جاتے ہیں خلاصہ اینکه جیسا اُس لوح میں لکھا تھا کہ تو  
 اسے نظر پاب نہو سیکھا دیسا ہی نظر آیا کہ نقابدار ناما ہر اُس فتح ساحر ان کو پھرتے پھاڑتے ہوئے اُس ساحر نا بکا محشر  
 جادو کی طرف چلے ہر چند وہ ساحر دار کرتے تھے لیکن بہ برکت لوح انہر کوئی قربان نہ کرتا تھا اور بہ برکت لوح صبح و سلم  
 ان ساحر و ن کو پھرتے پھاڑتے محشر جادو کے قریب چلے جاتے ہیں کہ بد خند نہٹ کے قریب محشر جادو کے ہونے  
 جیسے ہی متصل اُس کے پہنچے کہ محشر جادو نے ایک دار گزرا آتشیں کا انہر کیا اُس دار کو نقابدار ناما نے نہیں  
 سپا گری خالی دس کر محشر جادو سے کہا کہ ای محشر جادو پہلے تم میری دو باتیں سن لو بعد اُس کے جو تمہارا بی جا ہو گا میرا  
 حال کرنا میں تو خود تمہارے پاس چلا آتا ہوں یہ کلمہ لوح اُس کے سامنے پھینک دی اور کہنے لگے کہ سنو ای محشر جادو اگر  
 تم مجھے اس لوح کے لیے لڑتے ہو تو میں نے یہ لوح حاضر کردی بسم اللہ اٹھا لو اور اگر تمہاری بیفری ہو کہ میں تمہارے ساتھ  
 ہوں تو تمہیں بھی مجھے عند نہیں ہر میں تمہارے ساتھ ہوں تم کیوں استفادہ ہو سکتے اور مجھے ایک نفس کے لیے استفادہ فرم  
 نہ ہر دست لیکر نکل گئے میں ہر گز تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا کہ اس قسم کی باتیں نقابدار ناما نے نہیں کہ محشر جادو بھی سننے لگا یہ  
 باہر سننے سننے محشر جادو کی نظر و اس لوح پر پڑ گئی تو ساری حسنی بجا ہی بھول گئے اور وہ سب ساحر و ساحری و بیاد دہی  
 ساری حقیقت ساحری و داغ سے رونو پکڑ ہو گئی اب نقابدار پر سو کرتے ہیں تو وہ الٹ پلٹ کر بیان محشر ہی کے

سحر جادو کا یہ تھا کہ اگر کوئی چیز اتر نہیں کرتی پس یہ حالت جو محشر جادو دوسرے کی اسنے سحر و تن کے تین آواز دی کہ دنیا اس  
جو ان کو یہ تو کچھ مجھے بھی زیادہ اتر لایا پورا سحر معلوم ہوتا ہے پس یہ آواز سنتے ہی تمام سحر نقاد ہمارے پر ٹوٹ پڑے ایک  
جو نقاد ہمارے دیکھا تو فوراً اس لمحے کو ماتہ میں اٹھایا اور چاروں طرف اسکو بھرا اٹھا یہ سحر کیا جگہ اس لمحے پر پڑ گئی  
سارا سحر بھول گیا فرض جتنے سحر تھے اسی سب کے سحر بیکار ہو گئے اور کوئی بات کارگر نہ ہوئی پس جیسے ہی یہ حال نقاد ہمارے  
نے دیکھا فوراً تینہ بیٹھالی کو یا علی ولی کلمہ جو بیچ جڑ سے پر جو بھر پور تاک کر ماتہ مارا تو از سر تا پا ان پانچ ہر دھڑکے کو دیکھ کر  
پس اسکا مار لیا تھا کہ ایک شور و غل پر باہر آڈر اس کے بر ساری تدبیر کا جلد سے لگے کہ مارا جان کشتی تمام میں محشر جادو و بود  
اور ایک ہنگام نہایت انگیز پر باہر اتمام سحر چلنے لگے مہاشکات کہ جیتے جیتے سوا سے خاک سیاہ کے ڈھیر کے او کوئی شے معلوم  
ہوئی تھی گرد و غبار آتش سے زیادہ اٹھا اٹھوے اور تن گرد کے بے انتہا آتے تھے جب وہ برکت اس لمحے اور در داس سے الٹی کے  
بر طعن ہوئے تو اب میدان صاف ہوا نقاد ہمارے جو اس لمحے کو دیکھا تو اسین لکھا ہوا تھا کہ اس نقاد ہمارے شاعر کو تو نے  
کیا سارے جہن کی سویاں نکل گئی ہیں فقط آنکھوں کی سویاں باقی ہیں اس نقاد ہمارے بارے میں غلطی کے اندر مدعا جادو جس بلکہ  
محشر جادو کا وقت شاہی رکھا ہوا ہے اس کے نیچے ایک تہ خانہ ہے اس تہ خانے کے اندر چاہا جاتا ایک جہن کی جگہ بیٹھا کہ نہایت کبر و تجر  
ایک تھکر کی چوکی پر بیٹھا ہوا اور سانس لے لے چوت میں اس تہ خانے کی ایک دو غمرے لگے ہوئے اس نقاد ہمارے نام لار و دھڑ  
جانور خوش رنگ جو ان غمروں میں بند ہو گئے وہ وہی عاشق و مشتاق ہیں کہ باہر لگے مگر آنش عشق سے جلا کر خاک ہو گئے تھے  
اور ان کے نشان و ہند وہ دونوں دفعت پیدا ہوئے ہیں جو تمکو باہم پیچیدہ ملے آتے ہیں جب کہ اس جہن کی کو مار لیا تو ہوا  
بیکل بھائی شکل ہو جائیگا کہ ایک کا نام ماد رخ پر ہی ہے اور وہ مشتاق و غریب جسے ماد رخ پر ہی عاشق ہوتی ہی معلوم  
غیاث الدین بر آن دونوں کو باہر نکال دینا انھیں نقاد ہمارے حال فرقت اشتعال لہن میں دیکھا گئے بڑے  
ہیں تو دیکھتے تھے کہ وہ طوطی ہی بہ نہایت اسی شکل ہو گئے ان کے ساتھ ہولی نقاد ہمارے اس سے استغفار حال کیا  
ان سے بیان کیا کہ اس نقاد ہمارے محشر جادو نے مجھے اسی حالت پر کیا تھا جب وہ مرا تو اسکا سحر ہی بر طعن ہوا مجھے نہایت  
اصلی نہایت ہوتی اب دین آپ کے ساتھ بہن جہان جاسے طے نقاد ہمارے کہا کہ اب ان دونوں عاشق و مشتاق جگہ  
جاسے ایسری کی راہی کو چلے میں وہی ان کے ہمراہ ہوں یہاں غفلت کے داخل ہوئے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ باہر سے  
اس نلیے کی کیا نیت تھی جریہ اندر ہر محشر جادو کے مرنے کے بعد بھی یہ کیفیت کی کیا نیت ہوتا ہے کہ ہزار ہا سافری مجھے وہ  
چلے آئے ہیں غرض نقاد ہمارے اس سخت کو دھونڈھا اور قریب اس سخت کے گئے وہاں جا کر جو دیکھا تو ایک چار جہن کی  
پہلیں چھوڑے وہ لوہے کے بڑے بڑے دست اپنے ہاتھوں میں لیے تو بیان گئے کہ جیسے ند و ند آمد آنکھیں شانی  
پہلیں چھوڑے ہوئے چاروں کو زون تخت کے بیٹھے وہ ہیں نقاد ہمارے کو دیکھتے ہی سب کے سب نقاد ہمارے کی طرف دوڑے  
نقاد ہمارے فوراً غصہ کو نکال کر دیکھا لکھا تھا کہ اس نقاد ہمارے جہن کی نیرے چپے دست پنے لیکر دھڑن تو زون تخت  
اپنے بیٹے کو پکڑ کے اور یہ اسامہ ترکے پک کے ایک جہن کی پر جو شہر مدد خراہو مارنا چاہتے وہ جانیگا تو اثر سحر ان تینوں  
کبھی باطل ہو جائیگا آنکھوں کی مار ڈالنا ویسا ہی کیا نقاد ہمارے نام لار نے کہ وہ اسکا پڑھ کر اس جہن کی کے جو مشرق رہا تھا ایک  
مرتبہ تینہ دونوں ہاتھوں میں مضبوط پکڑ کے مارا تو اس کے مدھے ہوئے اسکا مار لیا تھا کہ ان تینوں جو گیوں کا بھی سحر باطل  
ہو گیا پس ایک تینہ ان تینوں کو بھی داخل جہن کیا جب وہ مر چکے تو نقاد ہمارے امار اس سخت کو ہٹا کر اس لقب میں تار کے  
جب اندھ گئے تو کیا دیکھا کہ ایک بہت بڑا تہ خانہ ہے کہ کبلا اور چور تین معلوم ہوتا ہے مہاشکات نظر کام کرتی ہے تہ خانہ ہی تہ خانہ  
معلوم ہوتا ہے اور ایک شگ سرور کی چوکی پر ایک گبرنا ہنجا بڑے کبر و تجر سے بیٹھا ہوا ہے اس کے کچھ اسباب



اور دسویں بھی رکھے ہوئے ہیں ایک ماہِ اتم میں پھر مٹی پڑا۔ ہاں نقابدار کا دل کھتا تھا کہ اگر اس کے عرض نکالوں گا تو ایک  
 گز زائشیں نقابدار کی طرف جھنڈا اور کھینے لگا کر اڑ کر خند ابل تو یہاں کہاں آیا ہر تیری خفا جگہ گیر لائی ہو خیر تو مہی دیکھ  
 کیا سزا پاتا ہر نقابدار نے یہ شکر جواب دیا کہ تو کیا سزا پر مت تو ابھی میرے ساتھیوں کو جو ناخدا تخت محشر جادو سے مار کر آیا  
 ہوں اور سارے قلعے کو بھی سینا ہاں کر چکا محشر جادو کے تختین سے اس کی فوج کے داخل جہنم کر چکا تو تیری کیا ہستی ہو جو  
 میرے مقابلے کو اٹھا ہو تو جانتا بھی ہو کہ یہ میرے ہاتھ میں کوئی سائیڈ ہوا رہا میں کون ہوں آگاہ ہو کہ یہ تیرا مافی ہر ایک  
 اور میں تیرا کلام بھی تمام ہو اور میں قتل طلسم نقابدار نامہ ہوں بس یہ سننا تھا کہ اس جوگی کے بچے تھے اور تیر  
 سارا ہمدل گیا مگر جو کہ دعویٰ بہت بڑا کر چکا تھا نقابدار نامہ کی طرف جھنڈا ہاں نقابدار نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر چلا گیا  
 تو اس جوگی کو سر سے ناخن پاتک برابر دوڑھے کر دیا ہنس لگا مارا چلتا تھا کہ ایک نعل دھو رہا ہوا اور آگ نکلنے لگی کدو سارا  
 اہ خانہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا مگر نقابدار برقعہ تھا اسے آغ بھی نہ آنے پائی جب وہ سب پاؤں چلا تو وہ پھر سے خود ٹوٹ گئے  
 اور وہ دونوں جانوران خوش رنگ ان پھروں سے گر کر ٹھیک اسی شکل ہوئے اور نقابدار کے پاؤں پر گر پڑے کہ اے  
 نقابدار نامہ افسار دہ عالم آب کو آپ کے مقاصد میں پرناؤ نہ رہے کہ ہم نے آپ کے صفت سے اس قید ستم سے نجات پائی  
 نقابدار نے پوچھا کہ تم اپنی کیفیت تو بیان کر دو ان دونوں نے عرض کی کہ یہ ہم دونوں گئے ہیں تو ایک دھواں بلند  
 ہوا تھا ہاں میں سب لوگ یہ کہتے کہ ہم دونوں جل گئے ہیں مگر اصل میں اس محشر جادو کی تخت نے ہمارے جگہ جانوروں  
 کی شکل شکل کر رکھے اور ان پھروں میں بند کر کے اس جوگی کی حفاظت میں دیدیا تھا اور یہ ان میری ہر اسکو ایک طوطی کی  
 شکل بنادیا تھا حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو زندہ و سالم مقاصد ملی پرناؤ نہ فرماے کہ آپ کی بدولت ہم نے ہی اس قید سے نجات  
 پائی اور یہ ان بھی میری اس ہیئت سے ہیئت ہماری بن گئی اب جو نظر اٹھا کر نقابدار نامہ دیکھتے ہیں زندہ تو خانہ پر طلسم  
 نہ جوگی میں نہ جو بلکہ ایک میدان پر فزا اور میرا سے دین اسی میں کھڑے ہوئے ہیں یہ سب کے سب ابھی کھڑے ہوئے  
 تھے کہ باب ماہِ ربیع میری کارا میں پر نزلہ حاضر ہوا اور نہایت ادب سے مجھ کو نقابدار نے نام پوچھا اس نے عرض کیا کہ  
 اس طرح طلسم حق سبحانہ تعالیٰ کے جادو و قدرت میں نہایت کمرے نام میرا اس پر نزلہ ہوا ماہِ ربیع کا باب  
 ہوں نقابدار نے ارشاد کیا کہ اچھا کچھ اپنی حقیقت بیان کر اسے عرض کی کہ خداوند نہایت بتا نہا ابھی اس محشر جادو  
 کی تخت کے جہنم میں تھا جو وہ کہتا تھا اس پر عمل کرتا تھا اگر اس کے حکم کی تعمیل نہ کرتا تو معلوم نہیں میری کیا حال کرتا خیر میں  
 طلسم اسی کی تخت کے کھنڈے میں اس دم زلو کے قتل پر بھی رہی ہو گیا تھا وہ نہ خدا نے میری کیا حال کرتا عرض ہوا کہ  
 محشر جادو کے ہاتھ سے یہ سارا ہنگامہ ہو آپ نے غالب اس ماہِ ربیع میری کی زبان اور اس کی لہجہ کی زبان سننا سنا گیا ہوا  
 اور اس کی تخت محشر جادو نے بعد اس واقعہ کے مجھ کو اس طلسم کو دیا تھا اب جو وہ آپ کے ہاتھ سے لیا گیا تو ہم سب کو رہائی  
 ہوئی یہ شکر نقابدار نے کہا کہ اچھا ہم نے تمہیں اپنی جانب سے اس سرزمین کا بادشاہ بھی کیا اور میرا ارشاد دی ان دونوں  
 کی جلد کر دیا اب ہم آگے جاتے ہیں کہ ابھی بڑا مرحلہ کرنا ہے یہ گندہ آفتوں سے موح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ ایک قواری دو  
 کے بعد ایک گندہ مجھے معلوم ہو گا کہ اسی گندہ میں مکہ آسمان پر سی اور مکہ قریشیہ اور مرسلہ اور عبدالرحمن جنتی قید  
 ہو گئے تو بے تال جلاہانا اور جاکر قتل سکا تو زکریاں سب سے لے کر ہاں کی ہاں سی طلسم خوارستان سلطانی جو بحال دیکھ کر  
 نقابدار آگے بڑھے موافق خرمیل کے وہ گندہ لا نقابدار اس گندہ کے قتل کو توڑ کر اند آگئے دیکھا کہ مرسلہ اور عبدالرحمن اور  
 مکہ قریشیہ اور مکہ آسمان پر سی قید جہنم میں ان کے ہاتھ پاؤں سے بڑیاں پھوکیاں کا گڑاں کو رہاں لکھا آسمان پر سی  
 نے لکھ کر لیے نکالیا اور مرسلہ اور عبدالرحمن نے آکر قید ہوئی کی اور مکہ قریشیہ گندہ میں پھنکرا آسمان پر سی نے ارشاد کیا

کہ شاہان و سرداروں و اہل دیار سے ہی کام کرتے ہیں اور بفضل خدا اپنے ارادوں میں کامیاب ہوتے ہیں سارا قہر و اسلحہ  
پرسی نے اپنا اور قریشیہ کی اسیری اور ہر سکہ کی قیاری اور قریشیہ کی رہائی اور خواجہ سے جنگ کا بیان کیا اور نقابدار  
نے اپنی رزاد و بیان کی جب سب باقیں سے چلے گئے تو غلہ آسمان پر ہی نے امیر حمزہ صاحب قرآن کو ایک نامہ میں مضمون  
نہیں کیا کہ امیر نقابدار نامہ کی بدولت ہم ہمارے اور اسے ہمارے کو فتح کیا اب ہم کل نوہ کہ دو رنگاں لکھتے تھے تھے  
دو رنگے داستان طہاس بن عقول دیو پرور کے غول اپنے پیچھے آوارہ ہونا اور پھر اسے قتل کرنا  
بیان کیے جاتے ہیں

کسان پر تو اس ساقی لڑا نام	جسے سامنے جلد لا کر کا جام	جلاد سے مزار خوانی بجے	ہے لٹا ہوا دانی کے
نگاہ سے نہ تھکتے تھے	بکھڑے جاتے سب سے بھی	نظر آئے جن عروس بہار	کردن دھت رز سے من لہر کا
ابا ساقی جام عشرت یار	نویسم کے داستان پر ہمار	گرم کشان دادی میرت و آوارگان دشت	محببت یار

باوہ چائی کرے میں کہ جب طہاس رات کے وقت ایک غول مجھول کے تعاقب میں روانہ ہوا غارات بھڑکے تعاقب میں غول  
منزل پر کرنا چلا جاتا تھا جو میں آثار صبح نمودار ہوئے وہ غول ایک سمت کو ٹھل کی غائب ہو گیا اس وقت طہاس صحران میں  
پریشان و سرگردان پڑتا تھا اور راستہ نہ پاتا تھا کمال محنت و محنت سے کتا تھا کہ طہاس پرلا افسوس ہو کر خوشنما و دغا  
نور اللہ ہر سے جدا ہوا اور وہ حرا مزادہ غول بھی ہاتھ سے نکل گیا خدا جانے کہاں غائب ہو گیا اسکو کہاں ڈھونڈھوں اور  
کیا کروں دور ذریعہ ان دوسر گردان پھر ہزار افسوس سے روز ایک غار پر پہنچا اور اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ یقین چودہ غول  
اسی غار میں ہو گا یہ سمجھ کر غور کیا کہ او غول یا باقی نکل غار میں سے ایک کے وار و سب آئی کہ اہل ریدہ تو بیان بھی آیا کہ  
میسرے ہاتھ سے لٹنے میں ایک غول غار سے بلہ پڑا کہ تمام جسم پر اس کے بال تھے اور آنکھیں باندھ شالہ آتش کے سر پہ  
اور تہہ و تنگ کا تھا اور ایک پر دست گران سنگ ہاتھ میں لیے تھا ٹھٹھکی ہی غار سے وہ چوہ دست طہاس پر پاری طہاس  
دستہ سا فور پر دکی مگر ضرب شدہ ہوئی اس حد سے کہ ہاتھ پر طہاس کے منہ سے نکلا بعد ازاں وہی سا فور جو سارے  
میں سو من کا تھا اور ہر وقت اس کے ہاتھ رہتا تھا کھینچ کر اس غول پر لاکر کر پڑا اسکی پڑا کہ ہاتھ خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے  
اور غول زمین پر گر کر تر پٹنے لگا اور کھٹے لگا کہ ایسی ہی آدم ایک اچھے اور لگا کتام میرا تمام ہو جائے طہاس نے پوچھا کہ  
تیری کتنی نفی اسنے کیا کہ ہزار سال کی طہاس نے ایک ہاتھ اور لگا باکہ وہ غول اہل جنم ہوا طہاس غار کے اندر آیا کہ  
کہ گھاسے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہیں دخت سرور دار لگے ہیں نہرین جاری ہیں ہوا سے خوش چلی آئی ہر مکان پر رنگا رنگ پھول  
ہر تمام اسباب پیش آئیں رکھا ہو کوٹھے بند میں نکل پڑے ہیں غفلتوں کو جو کھولا تو دیکھا کہ اس میں بہت لوگ قید ہیں کئی  
کو ٹھون میں ڈال دیا سب جواہرے ہمارے کچھ کچھ کو ٹھون میں گھوڑے نکلے طہاس نے ہر ایک کو ٹھون دیا اور ڈال دیا سب کے  
رحمت کیا اور کہا جہان ماہو جاؤ خدا نے فضل کیا کہ میں نے اس غول کو مارا لیکن ان قیدیوں میں ایک نے ان تعانہات میں  
ایک شاہی سر پہ کھڑا تھا طہاس نے اس سے کہا کہ تو کون ہو اور کس شہر کا باشندہ ہو وہ بولا کہ او شہر میں شہر تل و دکا  
خیزا وہ ہرین فراتر زیل و دی ہلزم ہو اور فرادشاہ نل رودی کا بیٹا ہوں پھل سے پڑا آزار تھا اور چاہتا تھا کہ  
بھگوانک کو بے چند و مر سے میں اسکی قید میں گرفتار تھا کہ اب خدا نے باختر نے اسکی قید سے نجات دی طہاس نے کہا کہ  
تھا کیا یہی ہو کہ کام پر مدگار عالم کا کہ ایسی حالت میں اپنے بندے کی مدد کرنا چاہی پھر انکو لازم ہو دین اسلام اختیار کر دے  
نعت کر خداوند باختر کو اور قید کے وحدانیت پر مدگار عالم کے بیان کیے کہ رنگ کفر اس کے منہ سے دوسرا اور کلہ پڑا کلہ پڑا  
کیا کہ او پر دیر شہر سے بہت قریب ہر دبان چکر سب کفر اسلام آباد بھی طہاس نے کہا کہ شہر قید میں پڑا ہے شہر میں پڑا ہے



ہر کاروں نے فرہاد شاہ کو خبر پہنچائی کہ اس سر باریکی برس کے بعد شاہزادہ خوش دھواں داخل شہر ہوا چاہتا ہے کہ بر  
شہر کے غیر زین پر۔ سننے ہی فرہاد شاہ محبت چندی سے بیتاب ہوا اور خوش صورت و سرور سے چہرہ نہہانا تھا اور فیض  
اسپ نیز رفتار پر ہوا اور خوشی کے مار سے نہا بلے سوار و پیادہ کو خود اس جادوس سوار ہی ہر وہ ایک شہر سے باہر  
جلد برب قریب اس مقام کے پہنچا کہ جہاں فراخ زمین تھا آنحضرت فرما رہے تھے کہ باپ اس شخص کا آنا ہی بہ سوار  
ہو کر ہمارے طہاس کے چلا توڑی سی راہ قطع کی تھی کہ فرہاد شاہ نے دیکھا کہ فراخ زمین ایک جوان خوشید طہمت و مصروفیت  
کے ساتھ چلا آتا ہے قریب آتا تھا کہ فرہاد شاہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور زبردست سے دوڑ کر بیچے کو منیہ سے  
پٹا لیا اور سر و چشم کے برابر بو سے لیتا تھا فراخ زمین بھی آداب نسلیات بجا لا کر باپ کے قدم پر گرا قدم اپنے باپ کے  
آنکھوں سے ملتا تھا اور لٹکتا تھا کہ امیر ہرگز گوارا اس شہر پار کا بھلا ہو کہ جس بہادر نے آپ کی زیارت سے جگہ سرور کا لایا  
جناب عالی غلام کو ایک قول صحابی پکڑ کے لگتا تھا اور ایسی ایسی انداز سانی کرتا تھا کہ غلام کو اپنی زندگانی سے یاس تھی  
خدا اس شہر پار کا بھلا کرے کہ اس دشمن سخت کرنا اور غلام کو اس قید سے بچھڑایا، پ بھی اس شہر پار کے قد بون  
کو بوسے دین اور طاعت حاصل کریں بیشک فرہاد شاہ فراخ زمین طہاس کے آیا قد بون کو آنکھوں سے لگایا اور بات  
کر دھڑلہ اور پھر رکاب داری کے طہاس کو مرکب پر سوار کیا اور باپ بھی سوار ہو کر شہر میں آیا اور ایک دوری جو وہاں  
اپنے رہنے کی تھی اس میں رکے آتا اور نہایت اس کوئی کو زینیت تازہ سے آہستہ دہرستہ کیا اور خوشی و شہادت  
سے دین ملے ہر دوس نہ کے کہا طہاس تو آ کے بیان آرام سے بیٹھے فرہاد شاہ نے آنحضرت کے دعوت خیمات کا  
سا ان کیا اور بڑی دھوم دھام سے صاف داری میں مصروف ہوا ایک روز فرہاد شاہ نے آ کے خوش کیا کہ شہر پار  
غلام کو دولت اسلام سے فنی فرمایا حضور کا احسان مادم مرگ یاد رہیگا کہ غلام زاوے کو اس جاد سے بچایا اور جان  
فرمانی بہ شک طہاس نے اسکو بھی کمرہ علیہ پڑھایا یہی صدق دل سے سلطان ہوا اور تمام شہر اسلام آباد و دیارات ہر  
رقص دیکھا کیا جب پر رات باقی رہی پھر گفت پرانے آرام کیا اور چونکہ صوبت غراٹھلے ہوئے تھے ہر دن میں  
ملک سونے رہے جب بیدار ہوئے نہ ضرور یہ سے فراغت کی اب مسند پر گاؤ تکیہ سے ملے بیٹھے بن اور خدمت میں  
شاہزادہ نور الدہ ہر کی نصیحت ہو کر ارادہ بے گاہی کہ یکایک جوڑی ہر کار سے کی گردین آلودہ آگے بڑھا کہ ہر گھڑی  
ہوئی اور اس طرح دعا دینے لگی قطعہ اتنی بخت تو بد نہ بارادار خاں دولت بیٹہ بار بار اہل انبال نو دایم شگفتہ چشم  
و شہادت خار باد اسکے شاہزادہ والا تبار فراخ زمین نامدار خبر ہو کہ بادشاہ نہ طاق مینی سکندر عادیں حادان  
تبیہ داراد جنگ اور مرکی ہون لشکر لیے ہوئے جٹا رکھے جو آتا ہی باقی خبریت ہو جو بن یہ خبر دشت اثر زبان سے  
ہر کاروں کی فرہاد شاہ و فراخ زمین نے سنی و دونوں کے جنگ نسل زعفران کے خون سے آگے گئے اور کہنے لگے کہ اس  
کون ہی جو اس جاد سے مقابلہ کرے عادیں حادان ایک ہی نہرستان روزگار سے ہر جم تو کیا ہیں بڑے بڑے  
یہاں اسکے سامنے ایک مورخ سے کہ میں پس ایسے کا مقابلہ کرنا اپنا اتھ خون میں نہاں کرنا طہاس نے جہوت  
ان دونوں کو ایسا خوفناک و پریشان کیا کہ ہر خد سلا ارادہ پاس نور الدہ ہر کے جانے کا تھا اب یہ اردو فرج کیا نا  
ہیں ہو سکتا کہ اس لڑائی کو بے فتح کیے جلا جاد ان تم دونوں جہت پریشان ہوئے ہو خدا چاہتا ہے تو میں اس جنگ  
کو بے جہت کرنا ہوں تم بھی اپنی فرج کو راستہ کر دین کہ جو لوگ چاہتے فرہاد شاہ نے حکم آراستہ ہوئے فرج طہاس کا  
و با تمام لشکر سوار و پیادہ اسے اختیار دیا کہ جنگ و بدل کی صفائی اور راستگی میں مصروف ہوئے اس طرح سے  
پانچ یا چھ کوس کے فاصلے پر آئے سکندر عادیں حادان نے اپنا لشکر تازہ اور پڑا کر اور باپ بھی اپنے لیے بن







کی جمع و تائید ہر طرح سے پہنچتی تھی ہر فرما و شاہ نیل رودی و فرما زریل رودی بھی سامنے کر سکتی  
 تھیں۔ میں اور سادہ دھرت و ضیافت کا تیار ہو رہا ہوں اس وقت ہر ماسپ نے فرما و شاہ نیل رودی اور فرما زریل  
 رودی سے کہا کہ میں جو زمین رکھتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں بھی قبول و اختیار کرو اگر میرے حکم سے سہاوی  
 یا انکار کر دے گا تو میں کوئی قتل کر دے گا اور تمام شہر کو تھوڑے سے تاراج و برباد کر دے گا بلکہ ایک کوئی زندہ نہ  
 رہے گا۔ یہ سنا کر وہ دونوں نے خوف کی آواز نہ اٹھائی بلکہ اعلیٰ مقدار ہلکے گندہ میں جس طرح حضور ارشاد کر چکے تھے وہی عمل کیا  
 آیتنا سوقت ان دونوں کو طرحیہ آفتاب پرستی تعلیم کیا اور ان دونوں نے دین آفتاب پرستی قبول کیا بعد ازاں مسک  
 کیا کہ تم اس کو بلاؤ۔ یہ کہ تم اس زخمی صاحب سوقت آیا بلکہ یقین اسلم سلام کیا طر اسب جو دیکھا نہایت آزرہ وہ دل بہ  
 اور کہا کہ اور یہ بڑا وار کیا یہ لکھ رکھام ہیں آپ نے عشق میں خیرہ حمزہ کے دین و مذہب و ملت اپنا سب  
 برباد و ضایع کر دیا اور نام شجاعت کا ڈبو دیا اب آپ کے حق میں بدترین معلوم ہوتا ہے کہ دین آفتاب پرستی  
 قبول نہ کیا ہے میں آپ کو خدمت نہ دے گا۔ آفتاب پرستان سے عہدہ سہ سالاری و عہدہ نگار کہ میں دونوں جہان کا نام و  
 تصور ہر اور پرستار و جوان کے پاس پہنچا دے گا۔ یہ زیادہ وہ آپ کی عزت و حرمت کو لگا کر اس نے کہا کہ میں جیسا کہ تو  
 کیا بکتا ہے اس پر اب بھی یہ وہی بددلی کرنا ہے میں نے اپنی کل برستان جریح الزمان چوں و دمان حمزہ صاحب قرآن  
 نور الدہر عالی شان کی جھوٹ کر ایک کہ اس میں فروش جو بازاسی کی اطاعت اختیار کر دین یہ ہرگز مجھے نہوگا اگر تیرے  
 نطفے سے ہر نو دین اسلام قبول کر اور میرے ساتھ نور الدہر کی خدمت میں جلاجل رہے بلکہ بہت آجوسے رکھیا اور دین  
 دین دنیا کی شے حاصل ہوئی یہ کلمت طہماس کے منظر طر ماسپ نہایت درہم برہم ہو کر کہنے لگا کہ اب معلوم ہوا کہ زیادہ  
 راست پر نہ آیا اب مجھ پر سب دہشتہ مارک سخت کرنا پڑا کس واسطے تو ملکا زہا میں سچ کو تاجر زادہ کہتا ہے اور نور الدہر  
 کہ جسکی توفیق میں ہوا اسکی توفیق و توصیف استفادہ زیادہ اور فضول بہت سامنے کرنا ہے میں تجا و قتل کر دے گا بلکہ طہماس  
 نے بہ کلام طر ماسپ کا سنا اس وقت نہایت فخر و پیش میں تھا کہ اسے طر ماسپ بلکہ مار ڈالنا تو اس وقت میں کوئی بڑا  
 بہادری اور دلاوری کا کام نہیں کیونکہ اول تو میں زخمی ہوں اور شدت در دست نہایت مینہا ہو رہا ہوں دوم  
 یہ کہ ازو با و اجڑے خون سے ضعف اور کم طاقتی مجھ میں اس قدر ہے کہ اگر ایک پیر زل یا کوئی بوجہ سال بھی آکر میرے  
 قتل کرنے کو مستعد و آمادہ ہو تو میں زون میں بے حدود سی مسلح اور زور و قوت کے اگر اشارہ ایک انگشت کا بھی  
 کر دے تو بل خیر کے میرے جسم سے ہار نکل جائیگی اور میں مر جاؤں گا بان اگر میں بھیج و سام اور خدمت ہونا اور قوت  
 حالت وقت نفس کی کچھ بھی میرے جسم میں ہوتی تو البتہ مجھ پر سے قتل کرنے کا اور اس طرح سے رد و سخت کلامی کیا  
 طلع میں بگاڑ دیکھنا کہنا فعل تو مجبور ہوں یہ کلام اسکا طر ماسپ نے سنے طہماس زخمی شدہ بیٹھے اپنے والد بن گویا  
 سے کہا کہ خبر کیا مضائقہ ہے بلکہ انہماں زخون سے سخت کلی حاصل ہوا اور طاقت بدستور تیرے جسم میں آجائے  
 تو اس وقت میں بلکہ سزا اس کلام زشت اور سخت دست کی فرار و اقمی ہو گا اور بیک ضرب شفیقہ و جہنم اہل  
 کر دے گا اور تیری حالت و قوت اور شجاعت و طاقت زنی دیکھ کر دے گا جسکے طہماس کو زندان خانے میں بھیج دیا  
 اور بعد اس کے تمام شہر بسمل رود کے باشندوں کو آفتاب پرست کر کے وہاں سے کوں کا قصبہ کا  
 اب دو کلمے داستان عشرت بیان لشکر فروری اثر قوت دریا موج سلطان صاحب قرآن  
 شہر سید قولہ کے امیر و نقاد نور الدہر و ایمین و داراب کشو کشا کا طلسم آذر سلیمانی میں ایسر ہو جانا  
 اور نقادار یا قوت پوش کا آنا اور طلسم کو توڑنا اور ان سب کو قید سے چھڑانا



اگر امیر حمزہ صاحبقران دوران پانی بادشاہ عرض اشتباہ میں بیٹھے صرفت جیش و طرب سے کہ ناگوار ایک سرکاسے نے  
 آکر پانچ تخت سلطانی کو بوسہ دے کر لبرہ و عاوشا سے شاہنشاہی کے عرض کی کہ سلطان عالم کی عہد ساز لشکر درایت  
 میں قبل جنگ بھیج کر فوج درایت برزم و جنگ میدان تیز میں آئی یہ بر حمزہ صاحبقران نے سماعت نہ کی  
 جلد سرداران لشکر اسلام سے کہا کہ ہم سے لشکر میں بھی بفضل ایندوی اور نایند بانی قبل جنگ بھیجے چنانچہ حسب حکم  
 صاحبقران دوران لشکر اسلام میں بھی قبل جنگ پید رنگ بھی انصہ رات کو تو سب مستعد جنگ ہو کر  
 سو رہے وقت علی الصبح جب خراب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ تمام سردار یعنی حمزہ صاحبقران اور  
 تقا اور نور الدہر و ایسج و داراب کشور کشا سب کے سب غل و زنجیر میں مقید گرفتار ہیں اور ایک  
 زندانی خانے میں امیر حمزہ و بیک امیر با تو قیر نے پوچھا کہ ایسج تم بیان کیوں کر قید ہوئے ایسج نے  
 جواب دیا کہ یہ کیا آپ مجھے پوچھتے ہیں آپ ہی نے تو مجھے پکڑا بلوایا یہ شے امیر با تو قیر نے فرمایا کہ بڑے قہر  
 کا تمام ہو کہ میں تو خود قید بغل و زنجیر میں بیکو میں نے کسی طرح قید کر دیا تو شخص جو ٹھہرا نہ کہتا ہو ایسج نے نور الدہر  
 سے استفسار کیا کہ کیوں صاحب آپ کسی طرح سے اسیر ہوئے نور الدہر نے فاراب سے پوچھا داراب نے تقا  
 سے کیفیت پوچھی تقا نے کہا کہ سب یہ میری قدرت ہے کہ تم سب کو گرفتار کر کے بنلا سے حد کوذات کیا ہو  
 مگر تقدیر سخت کی ہے کہ خود بھی قید میں گرفتار رہوں یہ بات سنے امیر با تو قیر نہایت غیظ و غضب میں آئے اور حالت غیظ  
 غضب میں کہا کہ ایسج کی غرور کیا بکنا ہو اور بھک مارنا ہو ایسی باتیں ہی ہو رہی تھیں کہ دروازہ زندان خانہ  
 کا کھلا اور اسباب جیش و نشاط کا ذکر لوگوں کے سامنے چلا اور کہا کہ آپ سب صاحب اپنے دل میں کسی طرح کا  
 فکر و اندیشہ نہ کریں آپ سب صاحبوں کو کسی نے اندازہ عداوت کے نہیں بلوایا یہ لگے صاحبقران کو جس  
 ایسج و نور الدہر و داراب و تقا و غیرہ کے محام کر دیا اور خلعت فاخرہ پہنا یا بعد اسکے بادشاہ شاہی بن گئے  
 انھوں نے بادشاہین میں بادشاہوں کو تخت پہنچے دیکھا ہر ایک نے موافق اپنے دین و مذہب کے سلام کیا  
 اور تقا پکارا کہ سلام میرا ان صاحبوں کو ہو کہ جو مجھے خدا سے برحق جانتے ہوں یہ بات سنے کسی نے اسکے  
 سلام کا جواب نہ دیا اگر مزوی بادشاہ با ادب و تعلیم کے واسطے اپنی اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے برابر  
 آئے سب کو بٹھلایا اور عطر دان پانچان چکر و گھر کے شراب و کباب اور جو جو سامان تکلفات کے تھے وہاں کے نور  
 سامان رقص و سرود کا کر کے صرفت تماشا سے رقص سرود پرے بعد اسکے امیر نے پوچھا کہ تم نے ہمیں بیان  
 کیوں بلوایا ہو اور یہ شہر کو نساہ اور اسکا نام کیا ہے انھوں نے کہا کہ ایسج کا نام اس شہر کا بیقولہ ہے اور نام  
 ہم لوگوں کا بیقول شاہ عبقول شاہ و بیقول شاہ ہو اور ہم سب لوگ ماہ پرست ہیں اور یہاں ایک  
 پیادہ بڑا دور ہے کہ ہم اسکا نورج ماہ پرست ہر وہ دعویٰ صاحبقرانی رکھتا ہے کہ اسے اپنے پیادہ رہی کہ جسے  
 آپ سب کو بلوایا ہے کہ قریب ہمارے شہر کے ایک باغ ہے اور اس باغ میں ایک درخت خیار کا لگا ہوا ہے اسکے  
 آئینہ میں ایک خط سفید کھنچا ہوا ایک دیوار کے پاس دو دروازے ہیں ہر ایک کے پاس ایک نازنین سرچیں ہوا  
 آئینہ میں سر اپا صند و جمال برس بدھ ایک کاسن و سال کہ جسکی ندرت میں زبان سخنوران جہان کی لالہ ہر قطرات  
 میرا نہ عاید فرمے ۴ طایک سرور سے طائوس زبیرے ۵ کہ بعد ویدیش صورت نہ بندہ و جو پارسیان را  
 نکلیجے ۶ اسکے ہاتھ سے دو جام شراب پیا کرتا ہے اور ایک دیوار آہنی بہت بلند اس سر سے اس  
 سر سے تک باغ کے کھنچی ہو اس طرح دیوار کے آئین سوزانی شطہ سرنگ رسانی دشمن ہو اور چار طرات

میں اس باغ کے گلدستے رنگارنگ اس کثرت سے پھولے ہوئے ہیں کہ وہ تختہ لالہ زار جماعت و درگزار ارم معلوم  
 ہوتا ہے اور نام اس کا طلسم آذر سلیمانی ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو صاحب قرآن دقت ہو گا وہی اس طلسم کو فتح  
 کر لے گا پھر یہ کہ خط سفید اس درخت چنایں ہے اس پر تلوار مارے اگر چارہ ہوا تو طلسم فتح ہو اور جو تلوار نہ ہو تو  
 ایک دیو آئین سے نکلا کر اس کو پکڑ کے دیوار آہنی پر بٹھا دیا ہے اگر آپ کو دعویٰ صاحب قرآنی ہے تو آپ جا کر اس  
 درخت پر تیغ آزمائی کیجیے یہ بات سن کے امیر نے فرمایا کہ مجھے اس باغ میں پہچان دیکھو تو کیا ہوتا ہے یہ قبول  
 شاہ اسی دقت سوار ہو کے اپنے ساتھ ان سب کو اس باغ میں لایا امیر نے دیکھا کہ باغ بہت تکلف کا ہے  
 گلدستے رنگارنگ پوتلوں کیلئے ہیں نہون سنگ مرمر کی بہت صاف و شفاف اور ہر چار طرف نہون کے نور  
 مثل ابرہہ سی ردان طائران نہون رنگارنگ اشجار ہر طرف نہون میں یہود سنڈالین میں نگاہ اور ہر ہونک  
 زمین میں پڑا ہوا ٹیٹیاں مہندی کی مدھون پر رنگت پیتا ہے ہنر دکھار ہے ہیں کہیں گل مہندی اور ملا ہوا ہر  
 قدرت کا نمونہ جہاں ہر گل شہو سے پھٹی پھٹی ہو باس آتی تھی یہود دار درخت ایک وقت ہار کے ہار سے سرنگین  
 اور درخت سرکشیدہ پھل پھٹتے اور خوشگوار قبول نازک و طرمدار اور ایک طرف انکسور کے خوشے مثل دل آبدار  
 فکے ہوئے ہیں انہیں نہ لغت کی تعلیم پڑھی ہوئی اور ایک طرف درخت کھدار ہنر و معطر ہوا چنبلی مویا  
 نوران ہاں چہرے کیکی کیوڑا نسرن و نسرن کی زالی آن بان اور ایک طرف لالہ نور خزان سے بادل داغدار  
 کھلا ہے اور کہیں سرخشاں لب جو فاختہ و فری کی اسپر کو کو اور شور و حق سرور شاخاں سے گل پر بلبل شہر چارہ  
 ہر اور کہیں مورناج رہے ہیں اور ایک سمت سبب وہی و نا شہانی سے عجب کیفیت نظر آتی تھی انھیں خزانہ فرما  
 سر کرنے ہوئے درخت چار کے پاس آئے دیکھا کہ درخت ایک خط سفید ماتہ برق کے چمک رہا ہے ستے میں لغت  
 نے لکار کے کہا کہ لیا اتنا میں نے اس درخت کو اپنی قدرت کا لہ سے پیدا کیا ہے اور پہلے تو میں اسپر مارنگ  
 امیر نے فرمایا کہ اولیوں ہر ذات کیا و اہیات مزخرفات بک رہا ہے اگر چہ تلوار لگا رہا ہے تو کون مانع ہوتا ہے جس کے لغت  
 نے تلوار کر کے چنکر کہا کہ دیکھو کس جو افریدی و مردانگی سے ایک ہی ضرب میں اس درخت کو جو کہ قدرت کا لہ سے  
 اپنی میں نے پیدا کیا ہے وہ پر لگنے کو کے نہم نہ میں کیے دیتا ہوں اور طلسم کو خشک کے دنا ہوں بس اتنا کہ کے  
 ایک ضرب تیغ بد تیغ اپنے ہاتھ سے درخت چار پہاڑی اس خط سے اسکی تلوار اس طرح آٹ گئی جس طرح سے گھڑیاں  
 پر سے ہو کر آٹ جاتی ہو تلوار طلسم و جاڑی ایسوقت ایک دیو پیدا ہوا اور لغت کو آٹا لیا اس کے دیوار آہنی پر بٹھا دیا  
 بعد اس کے اس طرح حملہ دیا کہ اس درخت کو مطلق جنبش نہ ہوئی اور تلوار اس خط سے آٹھل گئی اور دار خالی گیا بس یہی  
 دیو تلوار اور اس طرح کو بھی گرفتار کر کے دیوار پر قریب لغت کے بٹھا دیا تب داراب کشور کشا نے کہا کہ برکت  
 آٹھ کر کے قبضہ تمہیں کو انہ میں لیا اور کہا کہ دیکھو میں خط سفید پر اس درخت کے نشانہ کرتا ہوں اور کس صفائی  
 سے دو ٹکڑے کر کے اس طلسم کو فتح کرتا ہوں بس یہ کیے ایک ضرب اس خط سفید پر اس زور سے لگائی  
 کہ ٹکڑے دو تین ہی ہوتا تو اسکو کسی نہ تلوار دو ٹکڑے کر کے اس بار نکل جاتی مگر اس خط سے نشانہ اسکا بھی خط  
 مگر گیا اور فی الفور ہی دیو پھر نکلا اور اسکو بھی اس پر کر کے لے گیا اور اسی دیوار آہنی پر برابر لغت کے بٹھا دیا  
 جبکہ داراب کشور کشا بھی اس پر ہو گیا تو نور الدہ ہر نے یہ خیال کیا کہ میں شخصوں نے تیغ آزمائی کی مگر  
 کوئی کامیاب نہ ہو گا کہ یہ بھی فن سپہ گری و تیغ بازی میں نہایت نیز اور نشان قضاعت پٹ تلوار کو لیکر سمجھ اس  
 درخت کے دوران ہوا اور خوب ساد بکرا اس خط سفید پر ایک وار کیا قضاے کار اسکی بھی تلوار خط پر نہ لگی



میں وہ دیوتا یا اسکو بھی لیجا کے ان سب کے برابر بھلا دیا اور غائب ہو گیا تب لو ایس کو نہایت تعجب ہوا اور سوچے کہ چار شخصوں کے گرد ہرے مگر سب کے خانی گئے نشان پر ضرب کسی کی نہ پڑی اور نہ یہ معلوم ہوا کہ یہ دو کمان سے آتا ہوا اور گرفتار کر کے ان سب کو لیجا تا ہو کہ کسی کا منہ نہیں پڑتا ہی جو اسکا مقابلہ کرے اور ان کے آگے ہاتھ سے جھاسے غرض کہ ایسرا تو قیر میں شمشیر عریان کہتے اس درخت کی جانب چلے اور جبکہ اس درخت کے پاس پہنچے اس خط کو دیکھا کہ ایک تلوار ایس نے بھی جی اللہ در نشان دیکھا کہ لگائی مگر ضرب انکی بھی خط پر نہ پڑی اور بدستور سابق اس دیوتے آکر آگہ بکھڑ لیجا کے اسی آہنی دیوار پر سب کے برابر بھلا دیا اور کما کہ بعد چالیس دن کے اسی آتش سوز لہی میں تم سب جلا دیے جاؤ گے یہ حال زبانی دیوتے کے سب کے سب بخوت جان ترسلن دیوتا ہر کے روئے لگے اور دست بدعا ہو کے ایسرا نہایت مجبور و انگسار بارگاہ جناب باری میں پکڑ کے بلخی ہوئے کہ یارب تو کریم و رحیم ہو اور میں اس وقت ناچار و مجبور ہوں بجز میرے اور کسی کا بھروسہ نہیں ہے۔

پھر عاجز ہوا سندھ و اندم نراغہ دین عاجزی جوں غواغم ترا لکھ بس یہ دعا کر رہے تھے تین شبانہ روز اسی طرح بجز رونا و اب اسی دیوار پر گڑے سے گڑے کہ دن کی دھوپ اور رات کی اوس آہن پڑتی تھی اور ایک وقت کھانا کھاتے کو وہی دیو سب ضرورت و دہر کے وقت دے جاتا تھا و نہ عدم تقاسے نابکار شیطان ہیئت نے کہا کہ تم سب لوگ اب بھی اگر بصدق دل و پاک ہیئت بکھڑ سجود کرو تو میں تم سب کو اسی نجات دلاں ایس نے نہایت غلط و غصیب میں آکر کہا کہ او دور و غ کو طعون نابکار تمہر خدا کی ماریہ کیا کلمات کفر آئینز بکتا جو اسے اور حرکت پیکر زس با دیہ ضلالت تیری کیا اصل و حقیقت ہو جو میں بکھر سجود کروں تیری زوی کیفیت ہو کہ جو مثل کہتے ہیں مشعل پیر خود را اندہ شفاقت کسلی کریں یعنی جبکہ تو خود بجال خستہ غراب ہفتہ ہفتہ بیان بیٹھا ہوا ہو تو تیرے آپے قیاس سے نجات دے پھر ہم سب کو سجود کر کے نجات دلاؤ تا تقابہ گفتگو کے نہایت ح و تاب کھاس کے خاموش ہو رہا انفرس ایسرا تو قیر چہر جناب باری مستعدی ہوئے کہ اس خالق حقیقی و اسے مالک تحقیقی و اسے اپنے بندگان خاص کا اس عذاب الیم سے خلاسی کر دے ہنوز ایسرا تو قیر دست بدعا ہے کہ سلطان داراں تاج الماس برق سر پہ سکے ہوئے علم گرد باد چلان کوہ پیکر سیاب پر آماستہ کیے ہوئے نظر زنان سلستے سے نمایان ہوا اور قریب ساٹھ ہزار ہر زادوں کے پرے جہاں ہوئے اپنے ہمراہ بے تخت پر بیٹھا ہوا اور گردن کے ہزار دن لاکھوں دیو ہرہ اور چالیس ہزار سوار پا قوت پوش علق اس کے بہت سا بلوس شاہی جویدا ہوا اور لغت ہزار پا قوت پوش شہر ہرند پر سوار آتا نظر آیا جب سب لشکر قریب اس بلخ کے جہان دم درخت چار سفید خط کا لگا تھا پوئے اس وقت سب نے مودب با و اب شاہنشاہی جھک کر ایسرا تو قیر کو سلام کیا اور کہا کہ حضور گھر اپنی بھین افشار اشد تقاسے میں اس ظلم کو ایک دم میں فتح کرتا ہوں اور تم سب کو جو جہان مقید ہو رہا کر اسے دیتا ہوں ایس نے جو اس نقاب لہر کو دیکھا تو خون غریزی نے رگون میں جو جس ملال اور ایک محبت سی اسکی دل میں پیدا ہو گئی اور سب نے ہکار کر کہا کہ اے نقابدار خدا تجھے نقاب کرے غرض نقابدار نے ایک لوح اپنی قبل سے نکالی اس وقت ایس کے دل کو یقین کمال ہوا کہ لاشک و ہار بے ظلم کو فتح کر لیا پھر نقابدار نے لوح کو دیکھا کہ تلوار اپنی قبل سے نکال کر ایک اسم اس لوح سے پڑا کہ تلوار چمکیا اور اس درخت کے پاس جا کے ایسرا نہایت نشان خط سفید کا تاک کر صبر و راکھ وار تلوار کا کیا کہ وہ درخت خط سے دو ٹکڑے ہو کر گرا اور وہ دیو نہایت غصہ لور پر نشان گھبرا یا ہوا اور چلا تا دو تا کہ بائش اوتیرہ روز کار اب میرے ہاتھ سے بچکر

کمان جائیگا کہ اگر دشمن اور قلعہ دار ہمدردی نہ کرے تو اس کا حال دیکھنا اور دشمن پر گری ہو کر  
 خود بھی گھبرا کر چاروں طرف سے چٹ کر آس دقت قلعہ دار یعنی دجال کی تمام دوشگر آس دیو سے پٹ گیا باہم نہ رہے  
 ہونے لگا دو گھڑی تک خوب زور کشش کا رہا آخر بعد دو گھڑی کے قلعہ دار نے لنگر اٹھا کر زور کر آٹھا اور بالائے  
 خوب سا چرخ دسے کر دے مارا وہ دیر ہر خدیا جاتا تھا کہ کوئی مرتع ایسا ہوتا ہے کہ بھاگ جاؤں مگر قلعہ دار  
 سرخ پوٹشس خیر آبار بیان سے نکال کر اس کی چھاتی پر چڑھ کے بیٹھ گیا اور سینہ آس دیو سیاہ دل کا پاک  
 کیا تو ایک مرد سیاہ اندرون سینہ سے آس ناپاک کے نکلا آس وقت ایک شور یوم القشور برپا ہوا اور چاروں  
 طرف کی چھا گئی اور ایک آواز میں گوشت زور ہوئی کہ کشتی مرانام میں بلاق جادو ہو رہا ہے وہ نازین سے قلعہ دار آس  
 دیو کے پاس تھی فوراً کہہ کئے گئے تھے کہ بائیں اور کشتی بلاق اب تو میرے ہاتھ سے کمان بکھر چکا ہے بڑا غصہ ہے  
 کیا کہ میرے مشق کو قتل کیا یہ کیسے کہو اسے ماش دس رسول کے اسپر ایک اسم حرم کر کے قلعہ دار پر بھیجے اور  
 خود زمین پر پوٹ پوٹ کے ایک صورت اثر دس کی بنکے قلعہ دار کی طرف دڑی لگا دیا اسے قاس صبح کو دیکھ کر حباب  
 اس کے عکس آس لوح کا اس کے منہ کے مخالف ہو گیا تو صورت اس کی تبدیل ہو گئی اور ایک زن پر وہ ساہو کرہ منظر  
 ارشد مدینہ نام نہ اس کا مثل درخت ناڑ یا کجور کے بند بنے اس کی طرف دڑی قلعہ دار نے پکار کے کہا کہ او  
 علامہ حضرت ابلا زرا اپنی شکل بد کو دیکھ تو سچ کہ تیری صورت کیا ہو اور کس طرح تو افاقہ و خضرائی ملی ہو آس نے جو  
 اپنی صورت کو دیکھا تو نہایت نامور اور شرمندہ ہوئی اور ایک اسم دوسرا سو کا پڑھ کے اپنے اوپر دم کیا اور کہو  
 کی صورت تنہا پر داز کر گئی قلعہ دار نے ایک تیرانی کمان میں پوٹ کیا اور زور سے زور کو طعنے پر تاپ کیا وہ تیر  
 اس کے سینہ پر پڑا کہ لشت کو زور کر آس پارنگل کیا وہ کہو تیرانی سامہ رخ مل کر زمین پر گری اور ایک خور و گل  
 چار طرف سے بلند ہوا کہ لٹا لٹا جانے نہ دیا خبر اور نور تاریکی سی چھا گئی بعد دو گھڑی کے وہ تاپ کی جب رفع ہوئی  
 اور دشنی نمایاں ہوئی تو ایک آواز آئی کشتی مرانام میں پر دین جادو ہو رہا ہے سب تماشا دیو آواز ہی  
 دیکھو ہاتھ میا فتنہ آن ہر چار مقبداں ظلم کی جانب قاطب ہو کے کئے لگا کر اڑ نہ گئی حق دیکھا کہ میں نے  
 اپنی قدرت کا رستہ ایسے ایسے بنوے پر زور دتوی باز دتھن اسفند باد تو ان روستے زمین پر خلق کیے ہیں  
 ان اس بندے نے پہلے اپنے دل میں بعد ہزار عجز و انکسار مجھے دعا کی تھی اور جب دیر امت کا میری خوش میں  
 آیا تب آس نے دیر اور سامہ کو مارا اور درخت کو سفید فط سے دو ٹکڑے کیلے یہ گنگو لقا کی قلعہ دار شکر نہایت غصہ تک  
 ہوا اور لقا کو لگا کر کہ آواز بلند کیا کہ اونا مقبول دلہ ازیمے نابکار یہ تو کیسا دایسات خرافات بکنا بک بک رہتا ہو  
 بس لقا سکتے کے عالم میں جو حیرت ہو کر جب ہر ایک قلعہ دار نے جو پھر روح کو ملاحظہ کیا تو آسین بدتم تھا کہ  
 اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ لگا تو آس درخت کی جڑ کے ایک چٹان سنگ مرمر کی قریب دو گز کے جسی چڑی  
 نہایت صاف و شفاف رکھی تھی اسکو اٹھا تا تو اس کے نیچے ایک قصبہ ہوا اس کے اندر تو بیڑت و خطہ پلا ہوا  
 تھوڑی دورا گئے جب تو آسین جائیگا تو وہاں ہاں طرف دورا ستہ نکھرے گئے تو وہاں ہاں طرف کے راستہ میں  
 قدم زن ہوتا جگہ تو وہاں آگے وہ ایک قدم جائیگا آس وقت ایک اثر وہاں سے فرخوار ہو گیا اور  
 منہ سے شعلے آگ کے سر ہلک رسائی نکلے ہوئے توبے خوف و خطر اس کے منہ میں کود پڑتا پھر آگے  
 جو دھرم میں لکھا ہو سلطان کے محل کو بلس قلعہ دار نے جو اس درخت کو جڑ سے اکھاڑا تو ایک چٹان سفید  
 سنگ مرمر کی جو وہاں رکھی تھی آٹھانی تو وہاں وہ اثر داسے تاش متانی قلعہ دار اس کے منہ میں کود پڑتا



نواز مسیب مداحی اور بہت مذہبی علی اور شل ابر باران سماں سے آگ برسنے لگی لقا نے کہا کہ یہ میرا لڑکا  
 تھا جو لقا بدار کو لکھ لیا میرے اٹا ہاتھ لقا کے منہ پر اس زور سے مارا کہ ہونٹ اُسکا پھٹ گیا اور کہا کہ اویس بن خبردار  
 اب کبھی ایسے کمات کھڑو کا نرہی کے زبان پر نہ آنا لقا نے دُکے کہا کہ میں نے بری تقدیر کی اب مجھے کبھی ایسی  
 تقدیر نہ ملے گی اور بغاوتیں ہر رہا اور وہ دیو آتا ہی جیسے اسیروں کا بیٹھے تھے اور سعد اسے آتش اور باغ سنو زار  
 وغیرہ مقرر ہو گئے تیسرے دن ایک گنبد سبز و کھانی دیا اور لقا بدار نے آکر دروازہ گنبد کا کھولا اور ال دُشا  
 کر مدح و اہم ہر شمارا سین بھر لقا اور ایک خیمہ زرد نگری ایک طرف رکھا تھا وہ سب مال و اسباب وغیرہ زرد نگار  
 کو بمراد لیے اُس ظلم سے باہر نکلا اور صاحبقران کو اپنے ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوا اور بہت عزت سے بٹھا کے  
 اویس بن ہاشم و فیو پیکش کیے اور عطیات نفیس نفیس اور نقد و نقد اور قبائے امیر با تو قیر پر لگے بادب سانسے پٹھا  
 اور حکم تیار دی و موت اور سامان زخم و سرود کا اپنے سردار وین سے کیا بعد اس کے نور الدہر و ایرج اور داراب  
 اور اقبال و سب آکے حاضر ہوئے پہلے نور الدہر نے سلام برسم اسلام کیا لقا بدار نے جواب سلام کا دیا اور اقبال  
 اسیح نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا لقا بدار نے کسی کے سلام کا جواب نہ دیا مگر ہر ایک کو نہایت عزت  
 و توقیر سے بٹھایا اور سامان عیش و طرب مہیا کیا جام شراب کا گردش میں آیا اُس وقت لقا بدار نے مسند  
 صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے ظلم آذر سلیمانی کو فتح کیا ہے صاحبقران میں ہوں آپ اٹھا صاحبقرانی  
 مجھے ذبحیے امیر با تو قیر نے فرمایا کہ اے لقا بدار تو نے تو صرف اتنا ہی کام کیا ہو کہ ایک ظلم کو فتح کیا ہو میں پر تو اتنا غور  
 ہوتا ہے اور لات زنی کرتا ہے کہ گویا تو نے جھنڈا خیمایی کا فرش پر کاڑ دیا میری اولاد نے تو ایسے ایسے کام کیا  
 کے کچھ ہیں اور ایسے ایسے ظلمات زبردست اور دشوار اور شکل فرخ کیے ہیں کہ تو نے کبھی خواب میں بھی  
 نہ دیکھے ہونے اور نہ سنے ہونے اگر تو اس ایک ظلم کشائی پر اٹھا نا زان ہوتا ہے اور دوسری صاحبقرانی کرتا ہے  
 تو اچھا ایک کام کر کہ مجھے تو بھنڈن سپہ گری رزم دیکھا کر خواہ زور دہشتی کر اگر تو جھنگو زیر کرے اور آپ غالب  
 ہو تو البتہ اسباب صاحبقرانی کا آج سے میں نے بھگدیا اسیر لقا بدار نے جواب دیا کہ اچھا ایسا ہی ہو گا  
 بعد ازاں لقا بدار سرخ پوش نے ایک تخت پر توریج کو سوار کر کے رفعت کیا اب توریج نو شہر سقوطیہ میں آیا  
 اور وہاں سے اپنے لشکر کو ہرا لیے بھر اہم کر داتا ہوا اسی طرح امیر با تو قیر اور نور الدہر سوار ہو کے اپنے  
 لشکر میں داخل ہوئے ایرج اپنے میسے میں آیا لقا اپنے لشکر میں گیا داراب اپنی فوج میں داخل ہوا نور الدہر  
 اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کمالاک بن عمرو آیا بعد سلام کے یہ دعویٰ قطع آتی بخت تو بیدار بادا + تراودت  
 ہمیشہ بار بادا + کل انزال تو دائم شافہ + چشم و شہنت خار بادا + یہ عرض کی کہ شہنشاہ عالم کی عمر دلت  
 غلام واسطے باددوی کے کیا تھا ایک لشکر دیکھا تیفق جو کیا تو معلوم ہوا کہ ہر ماسپ تھا کہ کچھ طماس کے گئے  
 تھا اور طماس قناتب میں ایک سا ہی کے کیا تھا وہ سانی غول کی قس طماس نے غول کو مارا اور اُس غول کے  
 پہاں بہت سے لوگ تید تھے امیں شاہزادہ نیل رودی غلام طماس کو اپنے شہر میں لے گیا شہر غل رودی عباد شاہ  
 پڑا آیا اٹھا بادو جنگ ہر آخر طماس اس کے ہاتھ سے زخمی ہوا دوسرے دن طراسپ وہاں پہنچا اس سے بھی  
 بہت جنگ ہوئی اور بہت جنگ و جہل لیا کہ طراسپ نے عا دشاہ کو مارا اور فر باد نیل رودی کو آفتاب پرست  
 پایا اور طماس کو زخمی تھا کہ کسے ساتھ آیا ہوا ایرج کے پاس سے ہوتا ہے نور الدہر نے جو یہ احوال جلالاک  
 بن عمرو سے نہایت غیظ و عیش میں آیا اور شل سعد آتش بزرگ اٹھا اور کہنے لگا کہ کیروسی میں کیا زخم

چھوڑتا ہوں وہ میرے ہاتھ سے نہ بچا کر کہاں جاتا رہی اسی وقت نقاب سفید منہ پر ڈال کے مع بارہ ہزار سو اور بیس  
 ہزار پیادے اور کچھ جلوس اور سرداری نامی کے گھوڑوں پر سوار ہو کر جانب میل رود روانہ ہوا بعد ازاں معاملہ قطع  
 شانزل جب قریب اسی شہر کے پہنچا حسب اتفاق طر ماسپ اس روز بطریق سیر و شکار کے کسی طرف نہ گیا تھا  
 ماہ میں دور سے آئے دیکھا کہ کچھ گروہ ہمارے نیک رساں ہوتے رہتے رہتے جب کہ داسن گروہ شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک  
 نقابدار سفید پوش مع بارہ ہزار سو اور بیس ہزار پیادے اور سرداروں وغیرہ کے اس طرف کو ہوا  
 جب نقابدار قریب پہنچا تو از بند ہٹا کر کہا کہ ہاش او طر ماسپ میں کب جگہ زندہ چھوڑتا ہوں اور کیا تاہم  
 زنجیری جو تو طہاس کو گرفتار کر کے لے جاسے اور طر ماسپ نے بھی نذر کر کے کہا او نقابدار غلوک روزگار تو کیا  
 ہے دل میں سمجھا جو مجھے لڑنے کو آیا ہے شاید تو مجھے نہیں پہچانتا ہے کہ طر ماسپ ہوں نقابدار نے کہا کہ تو طہاس  
 کو مجھے جانے کر اور تو میرا ہے چلا جا کچھ جگہ مجھے غرض نہیں ہے طر ماسپ نے کہا کہ یہ تو میرا باپ ہے اور غرض میں  
 خیرہ عمر کے سوداگر ہو گیا ہے اس واسطے میں نے اسکو تید کیا ہے اور جبکہ جنوں اسکا کم ہو جائیگا تو میں اسکو چھوڑ دوں گا  
 نقابدار نے کہا کہ ادھر دارا ہمارا کیا بکنا ہے اسے باب پر یہ تمام معلوم ہوا کہ تو لفظ یاقین ہے اور لا دیکھ انھیں سے  
 یہ افعال دیکھ کر ممکن وقوع نہیں ہیں دیکھ میرا کتنا مان اور طہاس کو چھوڑ دے ورنہ وہ سزا سے محفوظ نہ رہے گا  
 کو تمام مراد رکھنا انھیں بد گفتار سے لیا طر ماسپ نے آواز جنگ ہو کر ایک نیزہ نقابدار کے سینہ پر مارا نقابدار  
 نے سنان نیزہ کو خیال کر کے سنان نیزہ پر گناہ یا نیزہ بازی ہونے لگی سانس چھاپاں بلندی شرار سے مثل چاند  
 کے چھوٹے رہے تھے جب تک کہ سے نیزہ بازی کر رہے تھے شعروہ نیزہ دو بازو درویدہ تو گولی کر ہستند نظر  
 شیرازہ انھیں متاثر ہوئے جن میں نقابدار نے نیزہ آگے اٹھاتے نکال دیا طر ماسپ مثل شعلہ جوالہ کے از رو فرمایا  
 جان اسکی نگرین میں تیرہ تار ہو گیا ہٹا کر او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ سب سے اتار سے ہوائی کر دیا لیکن غل  
 کو گزرا نہ از دست میں نہ رہی یہ لکے ساٹھواں نقابدار نے اسکی دھار کو بچا کر دستہ ساٹھ پر ہاتھ ڈال دیا  
 جسکا چھوٹا تو چند قدم طر ماسپ دوڑ آیا نقابدار نے دی ساٹھ جو اس کے سر پر طر ماسپ نے سر کو چیرے  
 کی پناہ کیا اور سر اٹھا ہٹا دیا ساٹھ گردن رک پر پڑا کہ گردن رک تل کو کے زمین پر اتر طر ماسپ رک سے گھر  
 کر اسرا بیان طر ماسپ نے دوڑ کر طر ماسپ کو آٹھایا اور میدان سے لیکر چلے گئے طہاس نے جو یہ کیفیت دیکھی تو  
 اکیسار کی تشہیر آگے اسکی آنکھوں میں چڑھا اور سبک ہی زور میں تمام قید کو مثل تار شکست توڑ کر بھینک دیا اور  
 کمال خوش و خوش سرید ان آگے شریک نقابدار ہوا یہ کیفیت جو اس کے لشکروں نے دیکھی تو سب کے سب  
 اکیسار کی تلواریں بند و چین نیزہ و گرز لیکر نقابدار سفید پوش سے لڑنے لگے اور طر ماسپ بھی دوسرے گنبد  
 پر سوار ہو کر روئے لگا اور صرف نقابدار سفید پوش مع بارہ ہزار سو اور بیس کے آمادہ کار زار تھا آخر کار لڑنے لڑتے  
 جب وقت شام کا قریب ہوا تو ایک شب کی پردہ پوش عالم ہوئی دونوں نے جیل باز گشت ہوا لے اور اپنے اپنے  
 لشکر میں آگے با سانش تمام کیے ڈیروں میں پہنچے ہتھیار کھول کھول کر رکے بالبنائی تمام بیٹھے نقابدار سفید  
 پوش بھی اپنی بارگاہ میں ممکن ہوا اور سامنے سب سردار و صاحبین و ہفتیشیں اسے اپنے ڈھکوی کر سیوں پر بیٹھے  
 تھے قریب بیڑات کے گذری تھی کہ ایک خبردار نے عرض کی کہ لشکر حریف میں جیل جنگ بجا نقابدار نے فرمایا  
 کہ ہمارے لشکر میں بھی کدو کہ فضل ایندی قائم رہا فی سبے جیل جنگ حسب احکم لشکر اسلام میں بھی اسی وقت  
 جیل جنگ بجا تمام شب لشکر میں طرفین کے جیل پل رہی ملے لشکر دی میں پھر آئے رہے اور یہاں



ہو شہر بائیں کی بلند تھی ایک اسنے متیاروں کو نکال کر صاف کرتے تھے کچھ لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ کل  
 صبح کو کون ہر اول شکار ہوتا ہو کر فوجی کت تھا کہ دیکھتے ہیں میدان کا زرار میں کسکا ہلا دیا ہوتا ہو اور کون بہشت  
 فتح و غفر ہوتا ہو اور کسکو شکست ہوئی ہو غرض اسی طرح سے تمام شب گزری جب کہ وقت صبح کا ہوا طر ماسپا بنی  
 فوج سے نکل کر مرکب پر سوار ہوا اور نہایت میدان میں آکر پکارا کہ امیر شکر اسلامیان از شہر کرا آؤ دوسے مرگ  
 باشد یا میر میدان جنگ کہ لڑاؤہ دست پا آوری واریم اس آواز کے سنتے ہی طہاس چاہتا تھا کہ غلبے کو نکلے  
 مگر تھا بدارتا فتح ہوا اور اپنے مرکب کو گرم ناز کر کے میدان جنگ میں آیا اور پکارا کہ امیر طر ماسپا نہرو روٹھا  
 کہ گزراؤم کہ از دست من زخم و سلامت بدہدی یہ نصیب شکر طر ماسپا نے ایک وار نیزے کا سینہ نقاب لہر  
 کیا تھا بدارنے شان نیزہ سے نیزہ آسکا ہوائی کر دیا طر ماسپا نے دوڑ کر تھوڑا جادو دار کیا تھا بدارنے کسکے  
 دار کو رو کر کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو مارا بدارتا آٹھ مارا طر ماسپا نے دست نہ مارا تینہ چھٹا کر نکل گیا پھر دوسرا دھڑا  
 لاقا بدار پر کیا تھا بدار نے پھر وار آسکا کہ کعبو بانہ مارا تو زخم سر طر ماسپا کا چو پارہ ہو گیا ہر اسیان طر ماسپا  
 نے گھوڑوں کو دوڑا کر لقا بدار کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی اب نعرہ طہاس بلند ہوا نعرہ نم طہاس شیریں تیار  
 کھستانی ہر من مقبول دیو پر دستم ثانی غلام نعرہ ام شاہم نم طہاس عالی شان حد دے کافر انم کو دھاتی  
 دین مسلمان ہوا تلوار چلنے لگی اسی ہنگامہ جنگ میں گھوڑا طر ماسپا کو بیکر نکل گیا فریاد نل رو دی ہی شکست کھانے  
 بھاگا بھاگا دیکھ کر طہاس دوڑتا ہوا تھا بدار کے پاس آیا قدحون کو بوسہ دیا عرض کی تا بدار ایدو اسے کہ حضور نے  
 نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائیں کیونکہ آپ میرے بڑے عشن ہیں کہ ایسے غلام نو غزا دے کے بچہ تہرست نجات  
 ری اور جانیری کی پس تھا بدار نے اتنا شکے نقاب اپنے چہرے سے اٹھا دی تب طہاس نے پچا تاکہ یہ سترہ زنگانی  
 نور شہم موشان نور ویدہ مسلمان یعنی شاہزادہ نور الدین ہر عالی شان چلیس دوڑ کر قدحون کو بوسہ دیا سر و چشم  
 دیکھا کہ کھٹکے لگا الحمد للہ دانتہ شہر نور ویدہ ام گرویدہ از نور سو پائیت کہ گزرت قوت جان از قہ اصل شکر خات + او  
 شہر بار لاکھ لاکھ ہائی میری آپ پر سے تار شہر ہزار ہریشیم دین زرشک و گلاب کہ ہنوز نام و گفتن کہاں ہے مہر  
 خربانت شوم حضور کو میرے حال پر طلال سے کو نکلا گا ہی ہوئی جو اسقدر تکلیف آٹھا کہ راہ دور و دلد کو طر کر کے  
 اس خانہ زاد کے حال پر فہیت خزانہ کے سرزاز کیا نور الدین ہرنے کہا کہ مالک بن عمرو نے مجھ کو خبر دی کہ طہاس  
 گھوڑا ماسپا گرفتار کر کے ہزار ذلت و خواری ست ایمرج لیے جاتا ہو مجھ کو یہ حال شکر نہایت غصہ آیا اور میں تھا بدار  
 سفید پوش جس بجکے بارہ ہزار سوار اور سرداروں دہراہون کے بیان ہوئی اور مجھ کو ہا کیا طہاس نے کہا  
 کہ شہر بارہ ہزار ہزار میرے قاتل ہیں آیا اور مجھ کو آستے نام و دی سے گرفتار کیا تھا مگر فیض ہزار شکست مس رب کا  
 اور ہزار ہزار اسان حضور کا کہ اسقدر سفر دور و دراز سے تکلیف کر کے آپ میری رہائی کو تشریف لائے اور کہ  
 خدا اب ایام سے مجھ کو نجات دی اور آپ میری اعانت نہ کرتے تو رہائی میری غیر ممکن تھی نہیں معلوم رہے مجھ کو ابرج  
 کے پاس لہجہ کے کس کس صحبت میں مبتلا کرتا یہ آپ کی عنایت سے میری جان بھی تو یا از سر نو زندگی ہوئی اور  
 ہر شہر بارہ جنگ لازم میری کہ میں بھی اسکا قاتل کر دی اور آسکو جان لے کر قتار کر کے لاؤں آستے جو مجھ کو قید کیا  
 تھا اور ابرج کے پاس لیے جاتا تھا تو آسکے عوض میں آسکو گرفتار کر کے چند سے قید رکھوں بعد ازاں آٹھ  
 قتل کر کے جہنم داخل کر دی نور الدین ہرنے کہا کہ امیر طہاس جب پھر ادھر آگیا تب بھی یہ نہا  
 طہاس نے کہا جو مرضی شہر بارہ کی بت خوب نہ جائز لگا یہ لکھے فاروش ہوا جب کہ قریب نصف شب کے گزری

تو کھاسس بے اطلاع نور الدہم کے پوشیدہ طر ماسپ کی تلاش میں روانہ ہوا صبح کو شاہزادہ نور الدہم جب  
 خواب راحت سے بیدار ہوا اور کھاسس کو نہ دیکھا تو نہایت بیتاب ہو کر لوگوں سے پوچھا کہ کھاسس کہاں ہے  
 جلد بلاؤ غازیوں نے عرض کی خداوند رحمت آج نصف شب سے اُسکا کچھ مال نہیں معلوم کہ کہاں چلا گیا ہے تب  
 نور الدہم نے سواروں کو حکم دیا کہ دس دس سوار ہر چار طرف جا کر تلاش کریں جہاں اُسکا پتہ پور نشان ملے  
 وہاں سے اُسکو مع انجیر میرے پاس حاضر کریں دس دس سوار ہر سمت کو روانہ ہوئے اور تمام دن سرگردان  
 جہاں وہ پریشان اُسکی تلاش میں رہے جب اُسکا کچھ پتہ نہ لگا تو مجبور ہو کر واپس آئے عرض کی اے شہر بایہم لوگوں  
 نے تمام دن اُسکو تلاش کیا اور بہت لوگوں سے اُسکا پتہ بھی پوچھا مگر نہ ہی پتہ چلا اور نہ کسی سے اُسکا کچھ پتہ  
 نشان معلوم ہوتا ہے نور الدہم نہایت متروک و دور متفکر ہو کر اس شب بھر منتظر کھاسس کا رہا کہ شاید جو کچھ  
 تو کوئی ضرورت ہوگی مگر شب کو کسی وقت ضرور آئیگا مگر جب وہ نہ آیا اور صبح ہوئی جانا کہ کھاسس مقررہ منزل  
 طر ماسپ گیا ہو اگر اور کہیں گیا ہو تو ایسی کام میں شمول ہونا تو اتنا تک آجاتا کیونکہ آج میرا دن بھر ضرور آتا ہے  
 حال معلوم ہوتا کہ فلاں جگہ پر ہے القصد لشکر طر ماسپ کاوشگست کا کر شہر محل رو دوسے بھاگا تھا تو وہ شکر  
 پاس ایمرج کے گیا اور سامان حال اسے طر ماسپ کے شکست کھانے کا دبر و ایرج کے بیاق کیا اور فرما دیا  
 بروی نے بھی تمام حال کیا ایرج نہایت آندہ ہوا علو فل دریا باری سے کہا کہ یہ خدا پرست مجب طر  
 کے لوگ ہیں کہ مردت پیموئین گئی جہاں سے ہر چند مردت کرتا ہوں وہاں سے طریقے سے باز نہیں آتے میرے  
 سامخاس طرح پیش آئے ہیں اگر طر ماسپ میرے پاس کھاسس کو لے آتا اور نور الدہم میرے پاس کھاسس  
 کو کہیں کھاسس کو نہ بھیج دیتا کیا فائدہ ہوا کہ نور الدہم نے ہا کر طر ماسپ سے جنگ دیتے ایک اُسکو زخمی کیا میں جنگ  
 اُسکو سزا سے معقول نہ روٹا اور نہ مارک سخت نہ کروں گا تب تک وہ لوگ اپنے فعل سے باز نہ آئے بلکہ یہی باتیں  
 ہو رہی تھیں کہ از قبل جنگ کی لشکر لغامین بلند ہوئی ایرج نے شاہ پور کو حکم دیا کہ تم جا کر دیکھو کہ کہاں پر یہ  
 خدا سے قبل جنگ بلند ہے حسب الحکم اُسکے شاہ پور نے محل دریافت کیا پھر بعد از کھڑی کے شاہ پور آیا اور  
 بارگاہ میں حاضر ہو کر بعد دعا و ثنا سے کشمیری کے لون کھنے لگا کرتا بعد ایسب الحکم حضور کے لشکر میں جہاں خدا سے  
 جس جنگ بلند تھی گیا دیکھا کہ اُس بن الوس نے گئے تخت تھا کے دست بستہ کھڑا ہوا عرض کر رہا ہے کہ غلام کی تقصیر  
 معاف ہوتا بعد از عمر ہر جنگ کا نام نہ لیتا جنگ دشمنان حضور کو غارت نہ کر لیا جسوقت فوج دشمن کو شکست فاش ہوئی  
 بھاگ دوٹگا اُس وقت میری ناک درست کر دیجئے گا تھا نے اقرار کیا اور کہا کہ اچھا جا جسوقت تو لشکر حرمین کو شکست  
 دہزمت دے کر آئیگا اسوقت تیری ناک بہ سنو رہا ہوں درست کروں گا یہ سناے قبل جنگ جو بلند تھی اُس بن الوس  
 کے لشکر میں تھی اور ادھر لشکر داراب کا ایک سمت میدان میں فروکش تھا وہاں سے بھی از قبل جنگ کی آواز  
 گئی تب تو ایسا تو قیر نے ہی حکم دیا کہ اچھا ہمارے لشکر میں بھی قبل جنگ جو ادوسب الحکم ایسا تو قیر کے قبل جنگ  
 بجھے لگا طرین میں درستی آلات ہوا کی ناگاہ روز روشن ہوا اور ہنوز لشکر جاہلین سے کوئی میدان و ناہن میں نہ تھا  
 تھا کہ ناگاہ کچھ گرد و غبار ایک سمت سے اٹھتا ہوا نظر پڑا کہ جسکی بندی سے قریب نور شدید تیرہ قوار نظر آتا تھا  
 با تو قیر نے چند سواروں کو طلب کر کے حکم دیا کہ جا کر دریافت کرو کہ یہ گرد و غبار کس کی ہے کہ جسکی تاریکی سے  
 آسمان تک چھا ہوا حسب الحکم ایسا تو قیر کے ہر کار سے دو ان دو ان وہاں پہنچے تو دیکھا کہ تھینا چار سوار  
 نشان چار لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھر ہر سے ہر ایک ایک تصویر تہاب کی نقش ہزار و ہزار



خرقی و مدنی پہنے ہوئے قیلان کوہ چکر پر سوار ملے آئے ہیں اور میں بادشاہ و ہوا و سوار شوکت و شان مان لیا جی سر  
 پاقب شاہنشاهی و دہرائے اپنے ہاتھوں پر سوار نمودار ہوئے لوہے پر تخت گیارہ کھ سواران جہاں سلیم و کس  
 ملانے میں ہر کاروں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر قورج ماہ پرست صاحبقران ماہ پرستان  
 کا ہر شہر سے آیا ہوا ہے جو دو تخت ہراہ میں یہ دونوں بادشاہ اس کے ہراہ آئے ہیں ایک کا نام دایوب اور ایک  
 کا نام ایرج ہے ہر کاروں نے ہار گاہ عالی میں حاضر ہو کر سب کیفیت بحضور سلطان والاخان صدر نس کی عرض  
 و لشکر اسی میدان میں انراٹھے ڈبرے استاد ہو گئے اور اپنے اپنے ٹہرے میں بیٹھے اور قیون باہر  
 اپنے ہتھیاروں اور سرداروں سے صلاح رزم و جنگ کر رہے تھے کہ ناگاہ قیون نے سوار ہرے تو راج  
 صاحبقران ماہ پرستان اور ایرج و داراب ماہ پرست کو اکٹھے گئے اب عادل قاف ختم ہوا اور دونوں  
 کو لشکر اسلام سے لاوا دیا اب جو قوت ایرج و داراب ہوش میں آئے انھوں نے اکٹھے ہو کر دیکھا  
 تو ایک بار گاہ عالی شان نظر پڑی اور تخت پر ایک مرد چوہا پریش سفید مٹھا ہوا ہتھ جو اہر نگار سر رہ گئے جو  
 ہزار ہا اور ہریان دست بستہ کھڑی ہوئیں دعائیں مانگ رہی تھیں گھنٹ گھڑیاں و اسب و ہار ایک ایک  
 حصا سے ناقوس بلند ہوئے یا عادل قاف یا عادل قاف کا شور ہوا ناگاہ اس پر نے ایرج و داراب کی طرف  
 دیکھا کہ تھے قطب دوران اور ہر زلال کی قدر کی اپنے سے ہزار کیا آخر اس نوبت کو پہنچے تھے جہاں  
 پہاڑ کے من کون ہوں وہ دونوں میرے نائب تھے ایرج و داراب نے کہا کہ پہنچے آہ کو کچھ تو بھانا مگر غریب  
 اس وقت مروئے کہا کہ اب یہ تیرا کہ تم دونوں میری اطاعت قبول کرو گے یا نہیں دونوں نے کہا کہ آپ حمزہ صاحبقران  
 سے فیصلہ کر لیجئے پھر ہم دونوں آپ کی اطاعت کریں پھر قورج سے خطاب کیا تو راج نے بھی جواب دیا اس پر عمر و  
 خلعت درہم درہم ہوا اور کہا ان قیون کو بھانے کے زندا خانے میں قید کر دو داراب و ایرج نے اسے دل میں کہا کہ اس  
 ایسے شخص خائن کو تخت اپنے سے کھوایا یہ کیا کیا عمر و نے ان قیون شخصوں کو غل و زنجیر میں گرفتار کر کے تخت پر ڈال دیا  
 اور آپ جانب ختم بدلتے ہریان اس بن الوس قبل جنگ بجا کر میدان میں آیا اور ہار طلب کر دیا ناگاہ ابتر  
 آسمان پر چھایا اور چار ہزار فرما برابر جنگیں اور ایک سو چار ہزار سے لار میں ہزار کوس جی اور راج میں تخت پر  
 عادل قاف سوار گرد تخت پر بڑا دھن کی نظریں ہوتا ہوا مشک و عنبر آفتابا کمال شان و شوکت سے تخت  
 عادل قاف کا دکھائی دیا لشکر و دونوں کا ایک طرف استاد ہوا عمر و نے اس بن الوس کو جو میدان میں کھڑے  
 ہوئے دیکھا آگ ہو گیا شفیق اسے کہا کہ باریع کینڈے کے اسکو کھائے شفیق اور ڈرا اور زرب اس کے  
 آیا ایرج نے دیکھا کہ یہ دیوانہ بدلتا ہے کہ عفریت اس کے مقابل میں شل ایک پیر زال کے تھا لیکن جب شفیق اس  
 بن الوس کے پاس پہنچا اس کو اپنی زندگی سے پاس ہو گئی جاہا کہ میدان سے بھاگ جائے مگر شفیق اسے کینڈے  
 کو اکٹھا کیا اس بن الوس کینڈے سے گزرا کر بھاگتا ہوا نے جسے پڑا پڑا لینے میں اس طرح اسے اکٹھا کر کے کر گزرا  
 منہ میں ڈال دیا اور نلکے پھلنے لشکر کی طرف بڑی کام کفار کھینچنے لگے بعض تھا کہ نہرے سمون کے آب ہوا  
 انھیں قبل راز گشت ہما سب لشکر اپنے اپنے سمون میں لگے عمر و اپنی بارگاہ میں آیا تخت پر جلوس و سوار یا تاج  
 شرف و ہوا و ہر کو ہوا یا باغ تاسے لکھراٹے تین تاسے لشکر داراب و ایرج و قورج کے پاس پیچھے معنوی ہوا  
 یہ تھا کہ ایرج میرے پاس قید ہو کر اطاعت کر دے اور زمین و تہا سے سردار میرے پاس قید ہو کر لائق  
 و عازم ہو کہ اگر میرے شریک ہوا افتخار و ہمنون لشکر اگر شریک عادل قاف ہوئے تھے اس کے شفیق

برہمن کو نامہ دے کر لشکر لغامین میں شہر آئے وہ نامہ سر سے پٹا اور بہت باگیا تھا اور انہوں نے ہوا انھیں بدھ میں راہ  
 بارگاہ لغامین پہنچا مگر چونکہ لغامین نے کبھی اس تعداد کا دہنہ دیکھا تھا دیکھ کر ڈر گیا اور کانٹے لگا تمام لہل دبا دی  
 کانٹے اور چھلانے لگے اور بختیارک بھی خوف سے بیہوش ہو کر گر پڑا تب شہر آئے کہا کہ تم لوگ کچھ خوف و وحشت  
 نہ کرو میں تمکو کسی طرح کی تکلیف دے کر نہیں آیا ہوں میں نامہ عادل قات کا لیکر آیا ہوں بس یہ لکھنا کہ ہر سے  
 کھو لکر لغامین میں پیش کیا لغامین نے اسے کو درون ہاتھ سے اٹھایا اور سر تلے سے کو دوسرے دے کر دیر کو دیا اور  
 حکم کیا کہ لغامین کو کھو لکر پڑے جب دیر نے نامہ لیکر کھولا اس میں یہ مضمون درج تھا کہ اگر لغامین تو بہتری اپنی چاہتا ہے  
 تو اگر میری خدمت میں حاضر ہو میں بھلا بڑی عزت سے رکھوں گا اور اختیارات سابقہ سے دوہرا اختیار دے دوں گا  
 اور اگر ناکار کرے گا تو دروان لشکر کو عام دنگا دہاں اگر تمکو معین و بھروسہ سپاہ سب کو کھا جائیگا لغامین نے  
 بختیارک جواب نامہ یوں تحریر کیا کہ اگر بادشاہ و دروان نامہ آپ چلے میں بھی حاضر ہوں شہر آئے کہا کہ اگر تو  
 میرے ساتھ چلیگا تو خیر درہم میں خودی سمجھوں کو کھا جائیگا لغامین نے اسے دل میں کچھ دیر تک سوچا کیا مار سے خوف  
 جان کے کانٹے لگا اور کہا اگر شہر آئے برہمن میں تین ہزار برس پیشتر ہی تقدیر کی مٹی کہ میں اہی میرے ساتھ چلے گا جس  
 جی چاہیگا وہ میرے ساتھ چلیگا بس اتنا لکھ کر اسی وقت لغامین کھڑا ہوا اور مارا وہ چلے گا کیا کہ ساتھ ہی اسے  
 باقوت شاہ ملک بختیارک اور سندھ خون آشام نہرین ملک سما دریا باری مالک نزد لغامین دھو شہر  
 آئی یہ سب ہزار لغامین کے آٹھ کھڑے ہوئے اور چلے کو آواز دے شہر آئے برہمن آن سمجھوں کو اپنے ہمارے  
 بیکرست عادل قات روانہ ہو جب قریب لشکر عادل قات کے پہنچا تو عادل قات نے لغامین کی آمد کی خبر  
 کشتہ شاہ اور اقبال شاہ وغیرہ اور جملہ سرداروں کو حکم کیا کہ تم سب صاحب باکر اختیار کر کے لغامین کو باغ و نثار  
 میری باگدین سے آؤ انرفض بڑی تعلیم و تکریم سے لغامین کو بلوایا اور بڑی عزت و حرمت کی کمال غلظت و شان سے دھو  
 کی بعد اس کے دیو ہمارے کے ہاتھ نامہ لیکر کھلی دیا اس نامے کو لیکر بارگاہ سلطانی میں آیا امیر نے جو قریب نام سے بھجایا  
 پرستہ نہ شہر کر کے ہاتھ میں لیا خط عمر و کا پچا لکھا ہوا تھا کہ اگر عرب یو نا باجوہ و برائیوں کے جوڑے میرے ساتھ کہیں میں  
 سب سے درگزر نامے کو دیکھتے ہی میری خدمت میں جلد تیرے گئے و معاف کر دوں گا کہ اس قدر میری بسر اوقات کے لیے  
 بھی دید ونگا اور اگر اس کے خلاف کیا تو یہ دیکر کہ جنگ باپ دادا تیرے ہاتھ سے مارے گئے ہیں وہ سب میرے پاس ہی  
 ہو کر آئے ہیں اگر ایک اونٹن اشارہ بھی کر دوں گا تو میری کل فوج کو کھا جائیگا بس یہ مضمون لکھ کر امیر باقریت آنر دیا  
 ہونے اور نامے کو چکر کر چیکے یا یہ حال دیکھ کر دیو ہمارے بہت برہم ہوا اور کھلے لگا اور حمزہ کو نے غضب کیا کہ عادل  
 قات کا چکر کر چیکے یا یہ حمزہ بغیر اسے تجھے نہ چھوڑے گا یہ لکھ کر امیر کی طرف بھٹا نور الدین ہرنے جو یہ دیکھا کہ دیو کشتافی  
 کو باجوہ فوراً اسے نکل پرستہ کو دکر ملک لکھنا بکارا ہنجا خبردار ہمارے نے کنا اور تمہیں ہر ہاتھ صاف کر دیں بلکہ  
 حمزہ سے بچھو لگا لکھ چا آکر نور الدین سے دست و گریباں ہو فوراً نور الدین ہرنے ہاتھ اسکا پکڑ کے آگے کھینچ کر ایک طمانچہ  
 پر اس کے منہ پر دیا تو دیو زمین پر پڑے لگا نور الدین ہرنے چاہا کہ سر اسکا جاکر کے پھینک دے کہ امیر نے ممانعت کی کہ ہاں  
 ہاں فوراً نور الدین ہرنے منہ باندہ دن کی شان سے نکلے ہوا اچھی کو باجوہ فوراً نور الدین ہرنے یہ منکر عرض کیا کہ اگر یہ دیو  
 مسائی کے نزل نہیں ہو گا اگر نزل الہی حکم جناب سے چلے کیا ہو یہ لکھ کر دیو ہمارے کو بارگاہ سے نکلوا دیا دیو ہمارے  
 پامہ پامہ یے جو نہ عمر و کے پاس آیا اور کھاکر لیجے میں امیر حمزہ کے پاس ہوا آپ کے نامے کی توجہ تو میری کھانڈ کے پھینک  
 لیجیے یہ پرستہ اس خط کے میں سمیٹ لایا ہوں اور میرے ساتھ یہ ملوک کیا کہ ہر وقت تمام بارگاہ سے نکلوا دیا



یہ شکر عادل قاتل بت برہم ہوا دیکھنے لگا کہ اب تاریب و تیرید جزو کی ضرورت ہے بغیر سزا سے معقول کے یہ ہرگز نہایت  
 جلیل جنگ ہو ادا یا جائے ہو جب حکم اسی وقت میل جنگ پیا گیا ہر گاہک نے بغیر امیر کو پوچھا ہی امیر نے بھی حکم  
 کہ ہمارے لشکر میں ہی غارتہ نہ دی گیا یا جائے امیر کے لشکر میں بھی میل جنگ یا شب بھر دونوں لشکر دن میں تیری  
 ہی جس طرح ہوتی تو دونوں لشکر سرکہ اٹکے میدان بنو ہرے دیو ہمارے عادل قاتل سے رخصت ہو کر میدان میں  
 آیا سباز رعب کیا نور الدہر امیر سے رخصت لیکر ہمارے مقابلے کو نکلا ہمارے نے کہا ای نور الدہر کل تو نے مجھے ذلیل  
 کیا تھا آج میں تجھ کو دیکھ تو کبھی سزا سے معقول دیا ہوں یہ گندہ بڑے زور میں آکر نور الدہر پر وارشا و کاوا کیا نور الدہر  
 نے دانہ پالی زیادہ ارشاد زمین پر پڑی کہ نہ اب تک پہنچتی خاک آٹری زمانہ تیرہ دنار ہو گیا دیوہ گھمک کہ نور الدہر کا کام  
 تمام ہوا پکارا تھا کہ وہ ملا نور الدہر نے آواز دی کہ او کا فرخا سر کسکو بار میں حریت تیرا تو زندہ سلامت ہوئی اور نہایت  
 بھرتی سے دیو ہمارے کے پٹ گیا اور وارشا و کے اٹکے جسے بی اور دیوار شا و جو اس کے باری تو برابر دیو کے  
 دو ٹکڑے کر دیے یہ کیفیت دیکھا عمر و بت آزدہ ہر اعیف بن غصیف بن غصان راہدار نے عمر سے کہا کہ ای  
 عادل قاتل کیا تیرا وہ نہ ہو جسے میں امی اس آدمی کو گرفتار رکھے تاہوں عادل قاتل نے کہا کہ اچھا ابلیس تیرا  
 گلبان ہر غصیف میدان میں آیا اور کہا کہ او آدمی میں تیرا کام تمام کر دینا نور الدہر نے کہا کہ جو تجھے ہر کے تصور نکرتا  
 میں غصیف نے پتہ پا دیا نور الدہر ہمدی نور الدہر نے اسے نہ کر کے بقوت تمام حوا یک تلوار کے غصیف ہمدی میں  
 تیرا تر کد و کاٹے سے غل ہوا کہ وہ دیو غصیف اب کیا عمر و نہایت پریشان ہوا بل باز گشت ہوا اگر پھر گیا آدمی امیر نور الدہر  
 سے نہ تھار کہ نہ ہر سے داخل بارگاہ ہوئے اور ہادی رات کو عمر و نے دیو تھارک سے کہا کہ مجھ کو نور الدہر کے مجھے میں یہ میل  
 تھارک نے کہا بت نہایت مناسب و مدد پر رات گئی تھارک نے عمر و کو نور الدہر کے مجھے میں پوچھا دیا عمر و نے وہاں ہر ٹکڑا ہوا  
 دیکھا جو بیوشی آٹا لٹا شروع کی تو سب ہاسبا بیوش ہر کے عمر و قاتل کٹ کے داخل خیمہ ہوا اور نور الدہر کو بیوش کر کے ذلیل  
 لڑا اور ایک لٹا پرست کو جسے بصورت نور الدہر شکل کر کے اپنے ساتھ لیکر قاتل کر کے نور الدہر کے چنگ پر لیا اور ایک  
 بقدر اس مضمون کا کہ از حق و آگاہ ہو کہ عمر و بن امیہ عمری نے نور الدہر کو قتل کیا لیکر نور الدہر کے چنگ پر ڈال کے مدائن ہوا  
 اور نور الدہر کو اپنے شکون و تیرید کیا سچ کو لشکر امیر میں ایک نعل و شور ہوا کہ کوئی شخص رات کو نور الدہر کو قتل کر گیا  
 لشکر و حرم و لشکر میں ہر مع الزمان نے نرہ آہ کیا اور امیر نے اپنا دل تباہ کیا تمام لشکر میں ایک کلام پڑ گیا ہر شخص قصد  
 و کوشی کا کر رہا تھا ایک مجب طبع کا ناطم ہر پاتھا عرض بیان ہر عمر نے یہ کیفیت دیکھ کر تباہ بل زار پڑ گیا کبھی عرض  
 کیا کہ او امیر اب گھبراہٹ میں نہیں نور الدہر قتل نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے گریہ ہو رہا ہے امیر نے کہا کہ اچھا اسطرح کو تو نلا ڈھارین  
 نے ہر اس لاش کو نلا یا تو شک و غم غیاری ہر طرف ہوا اور شک و رشت اس لٹا پرست کی نور دار ہوتی تب بعض ہر کو شک  
 نور الدہر زندہ ہر ایک کے جسم میں اس خبر کے استماع سے جان تازہ ہو کر آتی بیان کی تو یہ کیفیت اور وہاں لشکر عالی  
 قاتل میں میل جنگ پیا ہوا دن نے آکر امیر کو خبر پوچھا ہی کہ لشکر عادل قاتل میں میل جنگ یا شب بھر دونوں لشکر امیر نے بھی تھار  
 ہوا اور دونوں لشکر دن میں تیری جنگ ہونے لگی شب بھر غیاری جنگ ہی جب صبح ہوتی تو دونوں لشکر میدان میں آئے  
 لشکر عادل قاتل سے ہر فریت بن فریت میدان جنگ میں آیا سباز رعب کیا خسرو بلا و ہند اپنے اٹھی کو ہر ٹکڑ  
 سارے تخت بادشاہی کے آئین اور نہایت ادب سے بادشاہ اسلام کو ہوا کہ بادشاہ نے پوچھا کیا لڑا وہ ہر لڑھوڑ نے عرض کیا  
 کہ حضور کے لجال سے میں گھبراہٹ ہوا کہ ہر ٹکڑا لڑا لڑا یا سر میدان کام اسکا تمام کر آؤ لڑا یہ لشکر بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا  
 کہ لڑا و لڑھوڑ نہیں تھا کہ ہر ٹکڑا لڑھوڑ کے میدان کو روک دیا ہر فریت بن فریت کے مقابل ہوا آخر

نے لندھو کو دیکھ کر فرہ کیا اور مزاد سر سیاہ و مذاق سفید تو میرے مقابلے کو اپنا و لندھو نے کہا اب میں تیری  
جان کا ملک الموت ہوں یہ شکر نغمہ بیت برہم ہوا اور سننے لگا کہ خیر لندھو ہر شیار ہو یہ کیکر ایک ویشٹا و لندھو  
پہ کیا لندھو نے وراٹکا خالی دیا ویشٹا زمین پر پڑی زمین سے تن گر و لندھو ہوا دیو تہ بھگد کہ لندھو ہوا دیو تہ بھگد  
آٹھا انیسویں اور مزاد گوشت ہی تیرا ک آلود ہو گی لیکن عمر و اپنی جی میں کھڑا کسرا ہو کہ لندھو تو بلا سے میرا  
ہو نغمہ بیت جلا اسکے ہاتھ سے کیا بھگد کہ دفعہ نرہ لندھو کا بندہ ہوا کہ او تیرہ روز گار کیا بگتا ہو گسکہ ٹوٹے ملا اور  
گوشت قابل کھانے کے نہ رہا میں تو فی زندہ و عالم ہو رہا ہوں یہ کیکر دوستی گزشت نغمہ بیت کے سر پر ہوا کہ ایک سینگ  
آسکا ٹوٹ گیا اور خون اس کے سر سے جاری ہوا نغمہ بیت نے ایک نغمہ کیا اور اپنی ٹوٹی ہوئی شاخ کو لندھو  
کے سلسلے بھاگا خون سر سے بہتا جاتا تھا اسے بونچر بونچر کے چاٹتا جاتا تھا تا انیکہ ماسنے عادل قاف کے پر قاف  
کہا کہ میں اس آدمزاد کا مقابلہ نہیں کر سکتا عمر دے آئے گئے سے لگا یا اور کہا کہ اے شاد جو ان قاف و اے شاد  
رذمہات میں رہی ہی نہ تھا کہ تو میدان میں جاے تو کیوں گیا آئے کہ خیر ہو کہ ہوا سو ہوا آپ نائب خاندان  
ابلیس میں میری شاخ شکستہ کو نہ اوجھے عادل قاف نے کہا کہ اے فرزند خدا جند تو خاطر مع رکھ میں تیری شاخ اسطرح ہر  
کر دیا ونگا کہ کسی کی پالیسی نہ ہو گی یہ کیکر بیکر طبل باز گشت و سے کہ واپس گیا اپنے نیسے میں نہاں ہوا اور ایک شخشا  
بنوا کر قوت و مردار پر نسب کر داسکے نغمہ بیت کے سر پر ہوا دی اہل حق نے جو اس شاخ کو اپنے میں دیکھا بہت خوش  
ہوا اور کہنے لگا عادل قاف میری دوسری شاخ ہی ایسی بنوادیجی عادل قاف نے کہا اچھا خاندانوں سے فیصلہ ہو  
تو میں تیری دوسری شاخ ہی ایسی ہی بنوادیجی عادل کے برابر بنواست ہوا کہ اپنی اپنی خواہ گاہ کو گئے عمر و نے دیر تک  
سے کہا کہ تو بھگد لشکر اسلام میں لہل کہ اس ہندی نے میرے فرزند کی شاخ کو ٹوٹ ڈالا ہے میں اسکو دنیا ہی سے مٹا دوں گا اور  
ایک تقاریر مست کو بصورت لندھو شکل کر کے ہوا دیا اور لندھو کے نیسے میں آکر اسے تو بیٹھ کر کے زبیاں میں نا  
اور اس تقاریر مست کا سر کا کر لندھو کے ہانک پر ڈال دیا اور لندھو کو لا کر نور الدہر کے پاس قید کیا بیان لشکر  
اسلام میں ایک قفل پڑ گیا کہ ریت کو کوئی لندھو کو قتل کر گیا امیر نے یہ قفل لشکر اشد فرمایا کہ سوا اس وند مکار کے اور کسی کا  
کام نہیں ہو اور فرمایا کیا نہ میری کھیے اور ہر ایک ہر دوسرے فرمایا کہ ہر ایک اپنے خیر میں جا کر رہے بھون نہ غرض کیا کہ شتاب  
آئندہ ایسا ہی کیا جائیگا اور شقیقے پر عین نے حکم کیا کہ طبل جلی بے آسیرت تقاریر رزی پر چوب پڑی ہلا ردن سے آکر لشکر  
کو عادل قاف کے لشکر میں طبل جگ بجا دیا گیا ایسے بھلی یہ لشکر حکم دیا کہ ہرے لشکر میں ہی تقاریر رزی نوادش میں آئے ہر ایک  
آسیرت تقاریر رزی یار لہ بھر سامان عرب میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان تیردین سر کر آنا ہوئے شقیقے پر عین نے حکم  
آسکا چوراسی گز کا ہر سانسے تخت عادل قاف کے کیا یا اجازت میدان چاہی عادل قاف نے کہا کہ اچھا خداوند ابلیس پر  
تبلیس نے ہر امانت پر شقیقہ اسلام کے میدان کی طرف چلا اس جوش و خروش سے راستہ چل رہا تھا کہ زمین بل رہی تھی میدان  
میں ہر بھگد لشکر اسلام کا تھا شاد بیکر رہا تھا کہ قصے کو ان تقافات روزگار پہلوان عادی تخت شدا دی بکڑے ہوئے  
صفت آرائی کر رہا تھا جیسے ہی شقیقہ نے پہلوان عادی کو دیکھا جست کر کے قریب آیا اور عادی کو قفل میں  
دبا کر میدان سے بے بھاگا اور عادل قاف کے سامنے لیچو پہلوان عادی ہر طرف چلا رہا کہ اسے کجنت مجھے کہا  
یے جانا ہر شقیقہ نے ایک نہ سنی اور عادل قاف کے پاس ہر بھگد شمس ہوا کہ حضور یہ نغمہ چرب میوسے اچھ لگا  
ہو اگر عادل قاف اسی آدمزاد کو کبھی قاتل کریں تو میں اپنا دانت اسپر تیز کر دوں خداوند میں نے آج تک آپ سے  
کوئی چیز جس طلب کی آئے آپ اس کی دوزلہ کرنا لگتا ہوں اگر شکر کی اجازت ہو تو میں سے کھڑا کرنا شکم میری کون عادل قاف نے



اور تہنشاہ قات جال تیرا ہی ہو سو سے ترسے اور کہے دو لگا تو فاطمہ مع رگوں میں سکر گاہے زعفران و نمک میں بریدہ و تر ہوں  
 بیج اور شام بیجے لوگ کے تجھے کھلاؤ گا اب رگوں کا تو قیام ہو جائیگا ایسے کہ یہ زنگیا ہو گوشت اسکا بخ بجیا ہو شقیقہ کے کما  
 بہت مناسب جو ضرور کے نزدیک مناسب عادل قات نے خدش سے کہا کہ اگر تک اسے ہی دلوں تک گلاب بن ہر دور و دور  
 تنگ پہلوان عادی کو لیکر ملائی شقیقہ نے کہا کہ آپ پہل جنگ جو ادب سے کگل بیج کو لڑائی ہوئی اسی وقت تک عادل قات میں  
 پہل جنگ و یا یہ ہر صاحب قرآن کو سو پوئی لشکر امیر میں بھی تھا روزی و یا گیا شب ہر جنگ کی تیاری ہی بیج کو دونوں لشکر سے  
 ایک میدان ہر دو پہرے ہفت جلال و قتال آراستہ ہوئے جب نقیب بنیب بکریٹے و شقیقہ میدان میں آیا ہوا زہری کی ہاکم  
 تیغ و قات نے تو لگا شقیقہ سے برہمن نے ہاتھ دھڑایا کہ اسے ہاتھ نے تلوار زری شقیقہ نے جیسے ل اور ہاتھ کو کر کے مناد  
 سے بے جا اور عادل قات کے حوالے کیا پھر میدان میں آیا ہوا زہری کی ہاکم و زبان خراسانی قتال ہو اسکو بھی شقیقہ پر دیکھ  
 تا ایک شقیقہ اسے برہمن اس روز سات آدمیوں کو کر دیکھ کہ بہت دیکھ کر امیر نے ارشاد فرمایا کہ شقیقہ بڑا زبردست معلوم ہوتا ہوا  
 کوئی اس سے عہدہ بڑا ہوتا نہیں معلوم ہوا کہ میں خود اس سے مقابلہ کر دوں گا جو میری طرف سے کیا کر اور صاحب قرآن طالع آپ کو  
 جس جو آپ بھی شقیقہ پر غالب آئے عقل سے معلوم ہونے میں بہتر ہے کہ آپ ہندو مذہب اسے شکار بھیجے کو جیسے یانین کہ یہ تو  
 غرض نفع ہر جانب امیر نے فرمایا کہ بہتر ہو مگر میں اس کو زہری سے ملت طلب کرنا لگا طالع بھانٹا ہوں بادشاہ اسلام نے  
 کہا کہ اچھا میں طلب کر دوں گا اور خواجہ بزرگ لیسہ کو طلب کیسے عمر و سے کہہ دیا کہ عادل قات میں ایک ہفت جہات  
 ہو رہا ایک ہفتے کے مقابلہ کر کے پیغام بادشاہ اسلام کا خواجہ بزرگ لیسہ کے عمر و کو پہنچایا اسنے جواب دیا کہ اچھا کیا سفارۃ ہو یا  
 پہنچے مہات دی خواجہ پھر کہنے لگے ہم حال بیان کیا امیر شکر کے واسطے رہا نہ ہوتے خوب شکار کھیلنا ساتویں روز داخل لشکر  
 پہنچے جیسے ہر محقرۃ صاحب قرآن عادل قات کو جو بھی اس وقت قنارہ زری ہو یا یہ ہر امیر کو جو بھی ارشاد ہوا اکا و  
 تہہ الا با تہ ہر آتش و زکا سنا حق اس باجی کا احسان یا غرض امیر نے بھی قنارہ زری ہو یا شب ہر تہا ہی جنگ رہی  
 علی الصبا و دونوں لشکر میدان میں آئے ہنوز دونوں لشکروں میں سے کوئی نہ لڑا تھا کہ آسمان پر سے ایک پر پڑا ہوا اور  
 امیر کے سامنے آکر بیٹھ کر سلام کیا اور کہا کہ اے امیر تو قریب ملک ہو اور آسمان پر ہی جو خوف عمر و طلسم خاستان میں بتا رہی تھی  
 تعین وہی سو فوہ تھا جہاں قوت پوش طلسم سے ہا ہو کوشل سابق پردہ قات کی حکمرانی ہوتی اور آپ کی اعانت کے لیے  
 تو لا کہ دیو پر ہی کی جہیت سے شریف لائی ہیں یہ لشکر امیر تو قریب بہت شاد و مسرور ہوئے اور حکم دیا کہ پہل شادمانی پایا جائے  
 جسوقت آواز پہل لہشت کی عادل قات نے سنی تو تھا کہ عمر و نے پہل لہشت کہسا پھر ایسا ہوا کہ صیافت مال و کوئی  
 آکر بیان کیا کہ آسمان پر ہی نے آج کی طرف کے کل دیووں کو مار کر ستھر کر دیا اور لشکر کثیر بے ہوشے مدد لڑنے قات کو آتی ہو  
 عمر و یہ شکر بہت ہی اندر ہوا اور پہل باز نشست ہو کر میدان سے ہر گاہ اور امیر کشتور کشتور کے استقبال کے واسطے سڑا دیں کو  
 روٹ گیا لیکن زمرہ شاہ نے اختیار کر کے کہا کہ عمر و میری بہت عزت کرنا جو بختیارک نے کہا کہ یا خدا وند اب کی بھی تیرا  
 بھلا عمر کے سامنے ہم لوگوں کی کیا نعمت ہو ہم سب عمر و کے سامنے خل کر سفید گلاب کے من چھج کر سفید گلاب و قنارہ زری  
 اس طرح ہم عمر و سے دوستی میں خراکت و زنج کر گیا لقاہ شکر بھریا اور کہنے لگا کہ پھر کیا نفع ہو کہوں بختیارک نے کہا کہ زری  
 خداوند صلیق وقت ہر کافر سے چشمی یزد میں عمر و کی گزرا ہو اسے ہلکے چٹڑیے اور ان سے لڑا یہ کہ فقیر کسی سے کم نہیں ہر دن  
 سپر و سے لڑتا اور ان سب کو لڑتا زمرہ شاہ نے اس خبر کو پسند کیا اور وقت شریک پست نیمہ عادل قات قریب زری  
 قصہ لگا اور سب باسانوں کو پیش کر کے انہا میں زندان خانہ آیا اور فقیر سے کہا کہ اگر تو میری ملک کو یہ تو میں تجھے بھیج  
 کر دوں فقیر نے کہا کہ اگر زمرہ شاہ اگر ہم جیکہ چھڑاؤ تو میں ان دونوں لشکروں کو متسل کر دوں و یا ایک زندہ نہ چھوڑ دوں

بجکر تو عادل قاتل نے فریستے گزار کر یاد نہ کون مجھے بلکہ یہ سنگزمرہ شاہ فقیر کو لے کے چٹون اور سرداروں سے  
 قید سے رہا کر کے اپنے لشکر میں لے آیا اور جلد سب سے جہان اسکا لشکر بیٹے خدا بان خیمہ برپا کیا فقیر نے ایک لڑکے کو جو کہ  
 ملک باسج کو خبر عادل قاتل دہائی کہ نقاشی کو اگر فقیر کو پوچھا گیا تو یہ سنگزنیات و رنجیدہ ہوا فقیر نے برہن  
 نے کہا کہ اگر عادل قاتل آپ زردہ سنوں میں سبکو مار دنگ عادل قاتل نے کہا اگر فقیر کو پوچھا گیا تو یہ لیکن صیوقت فقیر  
 لشکر جمع ہوا تو تین لاکھ کی ہمت ہوئی زردہ شاہ سے کہا کہ اگر زردہ شاہ لشکر عادل قاتل میں ہزار ہر دست ایک لشکر سے برہن  
 ہو تو اسکی کیا قیمت ہے مجھے ان برہنوں سے کچھ اندیشہ نہیں ہے میں ان سبکو مار دنگا اور نقاشی جیل جنگ بھادو دیکھو تو دل ہوتا  
 کیا ہو صیوقت نقاشی نے حکم دیا کہ جیل جنگ بھادو دیکھو تو نقاشی نے فرمایا کہ میں آج یا پھر پریات جنگ کی تیاری ہی رہی ہے  
 اتنیوں لشکر میں آئے ہزار توئی شخص کسی طرف سے نہ لگا تھا ایک ملک بڑا سماں بنایا ہوا اور تار سے کچھ دیوید ہوتے تھے  
 میں نے ایک ایک نام زادو بوی کر دی پر سولہ نام ہم پر لکے بال کہ وہ بال ہم سے آرتے ہوئے ہزار سکاں اقباب کے جگتا ہوا  
 ونگ ہاشمی میرے بنایا ہوا نام نشانیاں اور لاجپاتی کی ہر پر ہماں مصرع ہر بندہ کا کہ سولہ گانہ کیسا ہوا  
 حسین و بصیرت چلا آتا ہر صیوقت کہ میں پر ہونیا ایک جانب کہ اگر کھڑا ہو رہا مگر حمزہ صاحبقران کو دیکھتے ہی ایک لشکر  
 پیدا ہو گیا ہزار ہاں دول سے ملا و شہاد ہو گیا کہ تین اور تخت پر تڑا دیں کے نمایاں ہونے لگے تا ایک آسمان پری سے  
 سلیمان نو کہ دیو دیری سے اگر حمزہ صاحبقران سے ملاقات کی کہ کوالت عرو کی نیا و تیرن کے بیان کیے امیر نے ارشاد  
 کیا کہ اگر آسمان پری کیا کہوں کہ کیا کیا داغ اس نگرام نے مجھ کو دیے ہیں۔ باتیں یہی ہی تھیں اور فقیر اسے بے غایا ہوا  
 نوید نواد اور ہزار نمایاں ہوا شروع ہوئے ایک تھا جارشخ خوش اگر ایک بانہ ستادہ ہوا ہذا کے ہر ملک اسے انجاء  
 ہوئے اور قمر زاد و لشکر دیوان دہریادان سے میرے آیا مگر امیر نے اسے نہ پچھا آسمان پری سے کہا کہ اگر امیر قمر زاد و  
 میری سے پیدا ہوا امیر بہت خوش ہوئے جیسے کوٹے سے لگا اپنیانی کو پوسہ دیاجب یہ سنگزمرہ قیام چکے تو فقیر نے حشری سے  
 عرو کیا کہ چلے نہ سے مرگ ہو میرے مقابلے کو آئے وہ آدم نکو کہ مرد میں تھا اور نام اسکا قمر زاد و پور تھا اسے صد کہ  
 سولہوں میں جا کر مقابل ہو کہ اسکے باب دیوار لگے کہا کہ ہاں فزنگر نیر و اندیش ہی تو وقت نام آدمی ہو کہ تمام سرگردان  
 اس مقام پر جمع ہیں ہاں فقیر کا مقابلہ کر اور اسکو ملے گور و پور و رنے کہا کہ آپ ملن میں ایسا ہی ہو گا۔ لکچاں  
 اب ہی نقایاں باز ہوا صیوقت کہ سلسلے فقیر کے آیا فز کیا کہ او سہ چشمی نو نہ بکھا کہ میں کھڑا ہوا میں میرے  
 اپنے مبارز طلبی کی فقیر نے کہا کہ میں چھوٹے مقابلے کے واسطے نہیں طلب کیا تھا مجھ کو فزنگر عرو سے پورے کہ  
 اور وہ نے میرے مقابلے مبارز طلبی کی میں کیونکر نہ مقابلے کو نہ لکھا دیکھو اب کچھ کیسی سزا کو میری ناہوں گریہ نہیں  
 دیو میں کے ہاں میرے کہ وہی بنان میں سے آگاہ تھے اور کوئی نہ سمجھتا تھا انھوں نے ہزار گفتگو سے بسیار فقیر نے چشمی نے قمر زاد و  
 ماہی قمر زاد و گرا سکی ناگون میں کھس گیا اور ہماں زمین پر گری کھا کہ میں درائی اور زن خاک کا بلند ہو دیو فقیر نے  
 کی کہ زردہ دست کو دم قمر زاد و نے ساتھ ہی اسکے فزنگر کیا کہ او جہ خصال کو از دی و کراست کردی تیرا مرین و بانہاں  
 ہو کہ مگر آگے ساتھ لپٹ گیا فقیر بھی چلن چھوڑ کر دست دگر بیان ہوا کشتی ہونے لگی قمر زاد و نے سنگزمرہ کا نوہ کر  
 سیر کیا اور منہ سے کہ فقیر کو زمین پر سے مارا فقیر کو خوش کیا قمر زاد و سے کہنے لگا سماعت میرے بعد فقیر کی آنکھ کھلی آواز  
 کو سولہ لکھ لڑکیاں ملدی سے آگے نیکر لکھنے دل میں ڈال کہ ایسا نہ ہو کہی مرتبہ ہی ڈالے اسی طرح بابا آگے میں کھتا تھا  
 کھتا تھا قمر زاد و کہ داتا تھا اور فقیر مارا کر نہ ہوتا تھا آخر قمر زاد و دھت جا میرے سامنے سے اور لپٹ کر  
 یہ کہ قمر زاد و قمر زاد و سے زخمی ہو کر بھاگ گیا اور قمر زاد و تخت پر سولہ ہر کے اپنے دیو میں سمیت چلا گیا اب دیکھے پھر کہاں پیدا ہو گا

















کہ سن م سیر لڑیا جادو و جادو جب تو سال تمام جب ہی سے عاشق قریب جو قریب کہ شہاب کھانہ میں تھے اٹھادی بسترہ عر کر تو  
 مجھے لگا کہ تو کہ میں تھے اودھا ہفت اذکر کہ روزی اسرج نے کہا کہ اسی مرچانہ کہے مرزا نوادہ کو کہ میرے پاس بیٹھا تا کہ اور مرچانہ جادو  
 نے کہ کو دیکھ بھانگا اور یہ کہ اسرج کی حرف کو تو کہ کہنے لگا کہ تو کہ مجھے سے لگایے اسرج لگا کہ اور مرد و خبر و اور مرچانہ سراس  
 ال تو ایک ایسی نمر و اور لگا کہ وہی کہ شہاب ہو جائیے اور یہ کہ کہ قبضہ مانہ ڈالکر کہ چھٹی نور آئے چند نہ ہفت ہفت ہفت ہفت ہفت  
 ہوا اسرج پر اس سے تو ہا تو اسرج کا خشک ہو گیا یہ مرچانہ اسرج کا ہاتھ پکڑ کر کشان کشان لائی جیسے کوئی ہتھ کو اٹھا لیتا ہو اور کہ اپنے  
 پلنے ڈال دیا اور الحاح زری کرنے لگا کہ اس کو جو ان کہے قبول کر لیا اسرج ہی کہے جانا کہ اور مرد و اسرج سے جانا قبول جانی سے جانا قبول  
 لکڑی سے پلو میں بیٹھ گیا اور اس میں ہر جب اس سے دیکھ کہ یہ کسی طرح راضی نہیں ہوتا تو ایک جھٹ سے کہہ کہ اسے فلاں فلاں کو ٹھہری لگا  
 جھک کر جھٹ اسرج کو چھتی ہوئی تیلی اور با کر بندہ لویا اور اب و دانہ ہی بند کیا وہ شہابہ روزی اسرج لکڑی سے میرے یہ مرچانہ جادو  
 نے اسرج کو پھر کہنے لگے ہوا کہ دیکھ کہ خبر آ کر گیا ہر خسار سے کھلا گئے ہیں مٹ پھر سے لگ گیا ہر اور کہنے لگا کہ ارا قلب پرست  
 اب تو مٹی سن کر ہو بخار کہ اب بھی کچھ نہیں گیا ہر ابھی خبر ہو کر کشان مان لے اور کہہ لگا کہ اسرج کو کھلا دیا شہاب ہوا تو قہ و شہابانہ  
 کہنے لگا کہ اسرج تو مجھے اپنی نوٹھی سمجھ کر سر فراز کر دیا اسرج نے کہا کہ اسی مرچانہ تو اپنے دل کی آرزو دل میں سے نکال لیا ہے ہر  
 شہاب حاصل ہو گیا تو مرچانہ جادو وانی ساتھ والہ ن سے کہنے لگا کہ صاحبہ دیکھتی ہو میں تو پہلے اور ذریعہ ہیں اور یہ مجھے تار کر ہر  
 انہوں نے ہوا اب دیکھ خصوصہ نما این مجھے ہی کا ہر انداز ان کا پھل کہنے ہی کا ہوا ہر کھانے کا نہیں ہوتا وہ دیکھ مجھے مٹا کے پاس لے اور کہی  
 ہوا تو شہاب و شہابہ دیکھ جو اس سے لگا کہ وہ بستر ہوا مرچانہ نے کہا اور مرچانہ اور ورو میں تو ہر شہاب اور ختم کہن ہو کر ہر اور و شہاب  
 ہوا کہے جھک کر کھینچا نہیں سے ہل اسی کہ وہ تو آپ کی طرف ہرگز نہ دیکھا گیا ہے مرن چاہے ہیں پھر مرچانہ بہت ہر ہر ہوا کہ اسے  
 اس لگا کہ وہ بید ہوئی اور فہم میں آ کر اسرج کے پاس بیٹھا کہنے لگا کہ وہ کہہ کہے زیادہ نہ کہہ کہ میں اپنی جان سے عاجز ہوں ہی ہوں  
 اب جو انکر کہ لگا تو میرے ہاتھ سے مجھے نفرت ہو چکی اسرج نے کہا کہ وہ بیٹھی جا ہے تو کہ میں ہرگز نہ آؤں لگا بس یہ سنا تھا کہ اب جو وہ  
 ہو گئی تو حکم دیا کہ اسکو ہر سنا بازہ و دین کے گوشت کے کباب کھا ڈی کہ ہرگز نہ کہنے لگا کہ اسے ہر سنا بازہ و دیا اور کہ  
 کہ وہ کھانے گری تشر ہو اسرج کو ہونی تر پنے گا اس عورت میں سچے کہنے لگا کہ اسکو جو وہ مرچانہ جادو و پھری پکڑ لگی اور اسرج کے  
 پاس تا کہ مٹی جا کہ گوشت کا لکڑی کباب کو کہ اسوقت اسرج نے بلکہ کہہ لگا کہ کہ اسیر اعظم آفتاب تابانی ذریعہ بخش جان بیت  
 عد اس کا کہے ہاتھ سے بخت دے پرور دیا کا نام سکی و ما قبول کر لیا ہر اضافات و زکات لگا کے کارایت و آفتاب پرست  
 ہوا و خات کے لشکر سے ہوا کہ تھا اسکا کہ بعد اس طرف ہوا اور اسے سنا کہ ایک شخص نے اعظم آفتاب تابان کو پکار کر نام و شہاب  
 ہر کہے آسمان سے آ کر آیا اور کہے ہی اس بلکا شہاب اب بالکے ملک میں اور ایک تھوڑے اور ایک ہاتھ اور ہر لکڑی  
 سدا تو وہ لگا کہ ایک گولی سی بنکر وہی محبت نہ میں ڈال دیا غریب ہی نہ بنے زیادہ بھی بات گیا مدائے ولید گیرانہ ہوتی بلکہ کہے ہر  
 ہلاتے رہے کوئی نہ میرے ہی پڑی تمام مکان کہ جانی ہو ہو کر آ کر رہے تھے ورو و اسے نظر اسے آئین لکل ہے تھے باغ و شہاب  
 ہو گیا تھا آخر کار تمام زمین و آسمان ایک صوفیان دعا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اسیر اعظم آفتاب تابان مرچانہ جادو و ہوا  
 کہی ہوئی تو دیکھ لگا وہ باغ ہر قصہ وہ عمارت ہر دنیا مکان کہنے لگا کہ نظر آتا ہر عمارت بہت پرانی دکانی ویتی ہو دیا اور  
 گاس خداداد ہی ہوتی ہو اور پر سے ہر کہے ہر میں آٹا لگا ہر عالم ہر گز نہ لے آئے آئے ہیں سو کہے ہوئے و زخمت کہے میں  
 ہوی کے خبر چاہیے کہے ہوئے ہیں ایک عجیب و بیادہ بن ہیں رہا ہر غرض اس دیکھنے اسرج کو کہ لگا اور کہان میں آفتاب پرست ہوا  
 اسرج نے کہا کہ او دیو میں تیرا ناسبت منوں منت اور مرچانہ اسان ہر عجبت قت میں تو نے میری و دکی ہر لکائی اب میرے ساتھ  
 ایک حسانی لود کر کہ مجھ کو شہاب و شہابہ میں ہو چادو سے اس دیکھنے کہ بہت چادو و عورتیں جو مرچانہ جادو کے پاس نہیں نہیں









کو اپنے سنانے بلوایا اور مالاکر دفرنگی سے پوچھا کہ مالاکر دفرنگی حمزہ سے اور عمرو سے جسوقت نکلا کہ جہاں تو تقصیر کی تھی اگر تو نے  
 کہ سر متقصیر حمزہ کی تھی اگر عمرو و لشکر حمزہ میں موجود ہوتا تو تجھ ایسا فرنگی رو سیاہ بھگڑا کرتا کہ سکتا تھا ہزاروں ہی بلاتین و عمرو کے  
 سے منع دفع ہوتی تھیں حمزہ کو حمزہ صاحب جفران حاصل خواجہ عمرو نے بنادیا اگر عمرو و لشکر حمزہ میں موجود نہ ہوتا تو سو ہی جگہ تک حمزہ  
 نہایت ہرچکا تھا عمرو ہی ایسا شخص تھا کہ ہر واقعہ میں ہر جنگ میں سینہ سپر ہوا اور سیمون کو بچایا عمرو نے کہا کہ مر مباحہد مر مباحہد فرنگی  
 جو امر نصات لورجی خاوند نوے بیان کیا اور کسی وقت قیمت نکلا کر دیا اور حکام دیکر خبردار اس فرنگی کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچا  
 اور پھر پیل جنگ ہو کر دوسرے روز میدان میں آیا اور اسی طرح کشتی پر سوار ہو کے دیبا میں گیا اور بیار طلب کیا علم شاہ مقابلے کو  
 شل سابقین وہ بھی گرفتار ہوئے پیل باز گشت بیا دفرنگی لشکر اپنی جگہ ایسے گئے جب شام ہوئی تو علم شاہ کو دربار میں طلب کیا  
 علم شاہ جو دربار میں آئے ہیں تو کیا دیکھا کہ مالاکر دفرنگی عزت نامہ ترسی بر سر نگاہ پر بیٹھا ہوا علم شاہ نے اسے دیکھا تو زبان کیا  
 فرنگی کے صاحب مالاکر دفرنگی اس درجہ توقیر کی کہ اپنے سامنے ایک قیدی کو کرسی پر سہارا دی اگرچہ وہ سردار فرنگی تھا مگر اب قیدی ہوا  
 اسکی سرداری کا پاس لگا کر کیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرنگی نہایت مقول جو تیری عزت اس سے زیادہ مل میں لایا گیا کیونکہ تو زمانہ گرفتار  
 ہوئی مالک جو انفرض جب علم شاہ سامنے آئے تو عمرو نے پوچھا کہ کیوں علم شاہ حمزہ اور عمرو کے فساد میں فساد کر دینا تھا اور کسی  
 زبان تو ہی علم شاہ نے جواب دیا کہ ولکنت فرنگی تیری بھی کیا بائیں میں چاہت تھا کہ با عالم پاک جہاں حمزہ سے اور عمرو سے  
 نسبت عمرو و جہاں دفرنگی اسانہ حمزہ صاحب جفران زمانہ اس سے ملاقات ناشائستہ و فرغ میں تھے نکال دیا گیا تاکہ مالک کی نفس کشی نہ ہو  
 یا تو ہی ہو تو اسے زیادتی نہیں کہہ سکتے اصل یہ ہو کہ صاحب جفران نے اسے عزت و توقیر دے دی تھی اسلئے وہ اتنا کا گستاخ ہو گیا تھا کہ  
 نہایت غم میں ہو گیا تھا اتحادی یہ کہ باجی کو کبھی سر غر ملے اور کبھی سپہر و ساکت صاحب جفران کے گل حسانات کو بھونکا وہ نہایت  
 بڑی بڑی لڑائیوں صاحب جفران سے لڑا اور کوئی لحاظ نہ فرمایا گیا اس یقین پر علم شاہ کی سنگین گنت نہایت ہرچم ہوا پیل کتہ صفا  
 باصفائیں نہ ہو کر مالک تیکر توڑنے کے بعد اس کے خوب ہی مار دوائی مالاکر دفرنگی کمال درجہ اچھ بھا اور انھما کا غصہ بالکمر سے کہ مجبور دے پس  
 انھما جب مالاکر دفرنگی علم شاہ و دفرنگی زندان خانے میں آئے تو علم شاہ نے پوچھا کہ مالاکر دفرنگی نے ہی بیان کیا کہ رشتہ کی نفی جو  
 تیری یہ عزت و توقیر کہ کہ اپنے سامنے ہوا ہر نگار کرسی پر جگہ دی مالاکر دفرنگی کہا کہ اگر شہرہ آپ کو معلوم ہے تو کہ یہ ولکنت نہ تھی تو کون  
 علم شاہ نے کہا کہ مالاکر دفرنگی تو تو ہی جان میں اب تک نہیں سمجھا کہ یہ کتہ مالاکر دفرنگی کے گستاخانے اسکی عزت کلام سے ہی بنانا کہ ولکنت  
 فرنگی نہیں ہوا شہرہ یہ ضرور کوئی کفر و اندر معلوم ہوتا ہے اگر ولکنت فرنگی ہوتا تو اسکو عمرو و صاحب جفران کے ہمراہ لے گیا ہوتا تھی کہ  
 بھگڑا ہوا کا بوجھتا ہوا شہرہ میں بھی جس روز اسیر ہو کر آیا تھا تو مجھے پوچھا تھا کہ مالاکر دفرنگی و عمرو کے بھائی میں تقصیر کسی تھی  
 شہرہ مسافہ نکلیا کہ عمرو بے تقصیر تھا اگر وہ لشکر اسیر میں ہوتا تو بھائیسا رو سیاہ فرنگی مجھے سپر کر سکتا تھا ہی طریت سپر کر سکتا تھا  
 کھامف ہو گئے اور میری عزت کا سبب اسے اور اپنے تو سر خیل اسے پایا ہوا لڑا لائق کہا اکی کیوں نہ گرت کجائی علم شاہ نے کہا کہ اگر  
 مالاکر دفرنگی ہوتا تو یہ بھی ہوتا جہاں مالاکر دفرنگی ولکنت فرنگی نے پھر مل جنگ لایا دیکھ کر کشتی میں ہوا کہ مالاکر دفرنگی کا شکلا  
 سے نور اللہ علی شاہی تعالیٰ ولکنت فرنگی ہر بعد از لشکر ولکنت فرنگی سے اور نور اللہ ہر سے بنو بازی ہو گئی بنو بازی میں دونوں بڑے  
 یہ ولکنت فرنگی نے گزرا اور اندرون دیبا سے غوطہ خوردن نے چرخوں سے سوانج کے کشتی کو ڈوبوایا و شاہزادہ نور اللہ ہر کو گرفتار  
 اسدین کر غازی سی دیبا میں گر پڑا وہ بھی گرفتار ہوا اب ایک مشترک سے دیبا کے بلند ہو گیا پھر کہ دیکھا کہ اسے بھی پایا کہ اپنے کو دیبا میں  
 کر دین لہر و اور مالک اسیر سے لٹکے اور دیبا کے سامنے سے گھٹیکر لٹا سے اور دونوں منظر میں باس نور اللہ ہر لڑا  
 نور اللہ ہر کاغل برپا تھا لشکر اسلام میں ایک سنگار محشر انگیز اور غلغلہ نیا مت غیر مباحہد غرض چند میدان داران میں بہت سے سوار  
 لشکر اسلام کے گرفتار ہوئے اور ولکنت فرنگی ہر روز گستاخ ہوا پھر خاک ہر خدیہ نہایت بہت بدست میں گھر گھر آرزائی میں گئے





ایک کشتی میں لٹا کر اسی دہائی میں پڑی مانتا کہ نماز صبح کا وقت آگیا امیر مسجد کرمان سلطانی کی طرف چلے گئے اور  
 کلام کیا کہ ایک فرشتہ کی صورت بنکر جلو سے تھے مدینہ کر کے مسجد میں لگا دی امیر مسجد میں آکر نماز پڑھنے لگے گواہت یہ کہ  
 شدت سے دوران سر ہوا پھر خیال ہوا کہ شاید جاگنے کے باعث سے یہ کیفیت ہو آتے تھے دیر میں وہ سر فراش ہو رہی تھیں لیکر آیا اور  
 اسے کہہ دیا کہ میں تو دیکھ رہا ہوں کہ فرشتہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس فکر میں کھڑا ہوں کہ کیسے طرح امیر کو گرفتار کر لوں میری طرف سے  
 نے وہی کہتے تھے تو وہ ایک نیکو شخص تھا میں نے سوچا کہ اسے بے بس ٹھیک کر دوں مگر اسے کاندھے سے ہاتھ لگا کر لے گیا۔ اس کی گردن پھیل کر  
 وہ اسی سویمان سے گواہ ہو کر کہے کہ میں نے ہوا کہ اسے ہندو سے غائب ہوا اور آخر میں ہوا کہ صاحب قرآن کو بھی لے  
 پکڑ لیا اور شاہ اسلام نے ماکہ سو سے عمو کے کام کرسی و کائناتیں ہوا اور ہر کو کو ہر کے واسطے روایہ کہ وہاں عمر و کلا سے  
 صاحب قرآن کو لے کر علی بن عمر من گرفتار کر کے زندان خانے میں جیو گیا امیر جب زندان خانے میں پہنچے اسے اسراروں کو زندہ ہوا  
 کیا اور فرمایا کہ میرے بھائی و بھائی جیسے لوگو یہ بخت بد گواہین آکر لے گئے ہیں لہذا اسے لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر  
 میرا یہ بھائی ہے کہ صاحب قرآن اور کل سرور ای اسلام کو سنا ہے امیر نے جب بارگاہ میں قدم رکھا تو کشتی زنگی کو تخت زندہ لے گیا  
 اور اسی کے آگے اس پر میرا سلام ہو جو بندہ واحد کو چاہتا ہوا اور دین پیغمبر اقرا اذان کو برحق جانتا ہوا اور حکمران پر سلاخیں ہون  
 شکر جو بنے تو انہی کی شکر و بکشتی نہ توں شہید ہوئی سو سارے فرار ایک بیابان شہر جلو سے قدموں کو آکر لوٹے کہ اسے  
 تیرے یہ بھائی نہیں جیت رہی تھے میرے زندگان میرے ہاں دیکھو اور حکمران کیا باندہی میں نے بوجھے تھے لگایا تو آپ کو بھول گیا عمو  
 یہ شکوہ آپ کا کہ لو جو زاراد کہ تیری کیفیت یہ کیا ہے ہر گزرت کے دلی جو پوڑاں اور کوڑاں خانہ کعبہ میں رہتی تھیں اسی پر  
 تیرے بھائی کوئی انکساری ہوئی تھی عمو کی کہتے ہیں تو اس بے کو پوچھا وہ تو کہاں اور صاحب قرآن کسایہ سبائی و کشت  
 تیرے عمو کے باعث تیری نزار خام پر تیرا شکوہ کیا ہوا عمو کی پاؤں کے صدمے سے چلے اب تو میری اطلاع کرتے ہوئے  
 آکر لے کر صاحب قرآن تیرے ہاں ہو کر کہا کہ وہ بھائی حکمران کیا جنگ سے ہوا عمو نے برہم ہوا کہ کشتیات جو سنے تھیں یہی تھی  
 کہنے ماری کہ امیر کے پسے پر پڑے ٹوٹ گئی ہیں جہاں صاحب قرآن کی آنکھوں میں تیرا دھار ہو گیا اور ایک بھٹا ہوتے ہیں تو وہ  
 زندانی تھے کہ محل میں پڑا اور امیر نے سٹ کر اتر کر تھکڑی پاؤں کی بھری گئے کاٹوں پکڑ کے مثل مار تھکڑا تو زور ڈالا اور اس  
 زنگی نے دار زندان خانہ پر وہ سب با اپنی ہینٹ لیا کہ اسے بوجھتے ہیں پر گر پڑا اس کی بھاتی پر چڑھ کے اسی کی تلوار پکڑ لیا  
 اسے دال جہنم کیا جو اس کے ہاتھ تلوار پکڑ کر پورے کہ لو حکمران کہاں جانا ہو کھڑا رہا امیر کی طاقت دیکھ کر میرا اسی سلام ہو  
 بیعت آیا اور ہر ایک کے غور بند کیا اشعار پر ہر دافنا خانہ حق منست کہاں کہ نام زور دار ستون منست لا طوق و سلاسل کو  
 ہر شہنشاہ از شکست ہنکستہ این بند اوقت جنون منست یہ لکھ کر لکھنے لگی اپنی قید زور ڈالی عمو نے جو بیگ دیکھتے دھت کو آنا کہ  
 زور ڈال کیا اور چست کہے بھاگ اور زنگیوں سے لگا کر کہا کہ فیضان خدا بر قون کو میں بھی آتا ہوں زنگیوں سے تلوار تلے گی اور  
 جست کو کے بارگاہ سے باہر لے کر لے گئے تھے میں آکر کشت کو زنگیوں سے لگا کر مسلح دیکھ کر ہوش میں لیا وہ خود اپنے شکاکی  
 صورت بن کر کھنکھاتا کہ اگر کشت حمزہ مع لشکر تیری بارگاہ میں کھنکھاتا ہوا ہزار ہا زنگی یہ داز لشکر مسلح و کھنکھاتا ہوا ہزاروں سے روئے  
 ہوا امیر تو قہر میں ہاتھ پائیے ایوان شاہی سے باہر نکلے خوب تلوار چل رہی تھے اسے کار اتفاقات روزگار امیر کے غور کی آواز  
 لشکر امیر میں پہنچ گئی اور ملکہ شاہ اسلام نے یہ آواز لشکر ارشاد فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے صاحب قرآن بھوٹ گئے کل لشکر تیار ہو کر  
 تمام غازیان دیندار اور بھائی مورخا سلوان عالی وقار کو ہون پر ہار ہو کر مسلح و کھنکھاتا ہوا زور ڈالے اور زور بند کٹ کٹ کر  
 گھوڑے دریا میں ڈال دیے اور کشت زنگی کو بھی خبر پہنچ گئی کہ لشکر امیر کا اعانت امیر کے لیے دریا میں پیر کر آنا ہوا زنگیوں  
 حکمران کہ جا کر خود پرستوں کو صیاد ہی ہوئی دیکھ اور سے زنگی پہنچے اور سے لشکر اسلام چلا جو بیچ دریا میں مقابلہ ہوا بہت سے



زلیٰ لشکر اسلام کے ہاتھ سے لہے گئے اب نئی غور سے بہت جوتانی رہ گئے تھے انکو ہمارا لشکر اسلام امیر کے پاس پہنچ گیا اب نیسے  
 کو اردھنہ و دیامین باسندہ کو روک لی تھی کہ تمام دیباہیں جو گیا تھا لوٹا لے گا لے سرنگیوں کے جو اس بات میں خبر نہ تھے تو یہ معلوم  
 ہوتا تھا کہ نصد کھو لکھو عین کو لے ڈال دے میں یا تختہ لالہ زار میں بھرنے میں اور آدھریہ عالم تھا کہ لاش پاش ہو کر سر  
 بر سر لڑ باقا شہر کی کھینچے لاشوں کے کنارے لگ گئے تھے عین کی جنگ میں کائنات زلیٰ اور حمزہ سے مقابلہ ہوا کائنات نے  
 حمزہ صاحب جفران پر لوڑاری جب تلوار اسکی نزدیک پہنچی امیر نے ایک پکلی دی کہ تلوار اسکی پٹ پڑی بقیہ پر اتار ڈالنے اکی لواتا  
 بقیہ میں کی لوڑکر زنجیر میں اتار ڈالکر حمزہ افتد اکبر کو کے زمین سے اٹھایا اندھراوے سرخ دینے کے بعد لگی شل طاووس لٹاری کے  
 پیرنگ کھانے لگا صاحب جفران نے آواز دی کہ ہر شرط تجھے اس زندہ سے زمین پر دے ماروں کہ تیرا دم لکھا ہے بہترین ہو کہ نقار ہنست  
 اور دین اسلام کو اختیار کر کائنات نے غرض کیا کہ اڑیٹھو مجھے معلوم ہوا کہ دین آب کا برحق ہو جب تک زندہ ہوں اب کی غلامی ہے  
 تلوار صاحب جفران نے کائنات کو زمین پر رکھ دیا کائنات صاحب جفران کے قدموں پر گر پڑا اور عرض کیا کہ مجھے یقین اسلام فرما دے  
 امیر زفر نے کراہیہ ارشاد کیا اور کائنات کو بڑھ کر سلطان ہوا اور اپنے قہر ان فوج اور سواران لشکر کو بھی مسلمان کیا وہ بھی بہتر  
 صدف مسلمان ہوئے بعد اسکے نقار و بلوایا قہانے آکر اپنے سردار و قہر سمیت سلام کیا اور نکار کر کہا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر کہ جو مجھ  
 بخلائی برحق جاننا صاحب جفران نے کہا تو اب نکار کیا دہیات بکتہ میں پس خاموش رہ اس خیال خام اور تصور تمام سے اپنا جلد توہ کرادی  
 ہر دیکھا عالم کو سجدہ کریں لے جتنے ملک تیرے لے لیے میں سب دیدہ لگا لگا عین تاج تجھے ضرور ملے گا تو لگا نقار کو تو بختیا رک پہلے ہی بکھا  
 تھا جو عین بکھا ک لٹھانے جواب دیا کہ ام حمزہ تجھے گریں نہیں کیا بکھا قریہ قاری محمد نے گرفتار کیا تھا اب تیرے حمزہ زفر دیکھا  
 اسکے اگر مجھ پر غاصل کر دے تو جو کچھ مجھے کہے سے قبول کرونگا صاحب جفران نے کہا کہ مجھ پر وہ اس نکار کو کہ یہ ایک نعمت دین  
 میں لایا ہر اسی وقت بیڑیاں پانوں کی کڑا دی گئیں اور گھوڑے سواری کو دیے اور نکار کا لقا ہاں سے باہر نکلا اور اپنے لوگوں سے  
 کہا کہ وہ کھانے میں سے کیا تقدیر کی اور اپنی قدرت کا رے سے کس طرح چھوٹ آیا جو سفیر اور نادان اسکے سامنے تھے وہ سب گئے گئے کہ یا  
 خداوند جو کچھ آپ فرماتے ہیں سب بجا اور درست ہر امت اور صفنا عرض کہتے ہوئے جان سے چلے اور داسن کو جہان نسکی فوج میں  
 ہوئی تھی پہلے اہل فوج نے جواب دے ملک کو آئے دیکھا وہ زفر قہر سوس ہوئے اور سجدہ کیا تھا بے شکوشنی اور دوسار دیا اور نکار  
 بھووی نے دیکھا کہ اس ملک ملک پاسداری زادہ و زوار یک گردی نے سب ساتھ کیا سلوک کیا اور میں نے اسکو کس طرح  
 کر دیا اور حمزہ کے ساتھ سے بکھا بھووی نے کہا کہ یا خداوند گو تو دیکھ رہا کہ گزرت گزرت بختیا رک کے کہا کہ اتنی ہائی بخت گیری میں  
 کوئی شک شبہ نہیں ہر قسم تھا نے ہر کار میں کو روٹا کیا کہ جہان جہان جاری فوج بھاگی ہوئی ہو اسے بکھا و بعد اسکے بختیا رک سے  
 عالم تنہائی میں مشورہ کیا کہ اے بختیا رک تو مجھے خوب جانتا ہے کہ مجھے کچھ نہیں ہر سکتا اور مجھے کچھ نہیں بن بختی اب تو بتا کہ میں کیا کر  
 کروں میں تو حمزہ کے سرداروں سے ہرگز تعالیٰ نہیں کر سکتا بختیا رک نے کہا کہ اے خداے باختر آپ پر کیا نصیر ہو دینا میں بھو  
 ایسا شخص ہو کہ جو حمزہ سے وعدہ برابری کے زبدہ آفتاب پرستان نظر کر دے قطب و دوان صاحب جفران زبان امیر فوجان ملک  
 حمزہ سے لڑ سکتا ہے اگر اب میری رہے یہ کہ آپ طیل جنگ بجاو رہے اور کوئی دہیرات گئے لشکر حمزہ پر سچوں مارنے ہوتے شہر  
 فز کو شہر کو روانہ ہو جے اور جا کر امیرج سے طغات بھیجا دے کہ یہ زبدہ آفتاب پرستان اب میرا ہوتا ہے اور اب اس پر مجھ  
 حمزہ کے ہاتھ سے بچا ہے اگر اسکے جواب میں امیرج اب سے دین آفتاب پرستی کے قبول کرنے کی ترغیب کرے اور کہے کہ اگر تم آفتاب پرستی  
 اختیار کرو تو اعلیٰ میں کھادی اعانت کو مستدیر ہوں تو آپ کا جواب بھیجے کہ جب تو لشکر اسلام کا استیصال کر لگا زمین خداوندیہ بکھا  
 کر دے اس جوت آپ پر کہیں تو امیرج بہت خوش ہوگا اور آپ کو زیادہ لگا کر اتنا خیالی کہے گا کہ اپنی جہان بکھا کر تھک دے گا اور یہ فوج  
 کہ میں نے اعلیٰ تقدیر کی باطلان کام کیا اور زمین تو میری نہیں جانتا اٹھ بکھا بکھا میں پر بکھا بکھا اور اگر حمزہ پر امیرج غالب آ گیا







مرا یا بکشد ایک ہی زندہ نہ جائیگا مگر شرط یہ کہ وہی آفتاب پڑی قبول کر دے لگائے کہ جب تم آئین خدایتی کو مٹا دو گے تو مجھے  
 ہل کر کے قبول کرنے میں کوئی غصہ نہ لگا اسی طرح نے لگا کہ مجھے قبول ہو اور ساتھ ہی اس کے اختیار کی سلسلے آیا اور وہ ہون کو ہوس  
 سے کو مٹا دی اور فرما کر نے لگا کہ اسی طرح نوجوان میں تو اس زندہ با یک گردن تک مٹا ہوا ہوں نہ بے کا مار ہوں پس یہ تھا تھا  
 کہ اسی طرح کو غصہ کیا اور کھانے لگا مگر میں خیال کہ یہ پناہ میں آیا جو غصے کو ضبط کر کے کہنے لگا کہ اگر اختیار کر خواجہ عمر و بن ابی شمر کی  
 بڑا نہ گھوڑا اس کے بھائی وہ تو میری دوست ہیں اسی کا ساتھ و پردہ اختیار ہوں اگر عمر و مجھے صاحب قرآن نہ بناتا تو میں پھر وہی بڑا نہ ہوتا  
 بڑا نہ ہوتا ہی رہتا اسی ارسلو فطرت قرآن حکمت کے متن تو بہت سے یہ صحت و توفیر مجھے حاصل ہوئی اور میں اس سب کو پوچھا میں خود  
 کی اور اپنی نادانی سے کھو دیا اختیار کرنے پر دیکھا کہ یہ رشک کی تفریقیں کر رہا ہے دل میں کہ کہ مرشد کا کہ مرشد کا مرشد کا  
 ہر کہنے لگا کہ اسی طرح نوجوان فی الواقع خواجہ عمر و بن ابی شمر کی ایسا ہی شخص ہے اول تو وہ فخر و ہفت نہیں ہے دوسری تو کہ نہیں  
 خواجہ بن جمع بنی میں آج تک کسی خداوند میں نہیں دیکھی کہیں مشرق میں غرب میں جنوب میں شمال میں میں جگہ اور موت خواجہ کا نام  
 میں موجود ہے اور عمر و کو عمر و صاحب قرآن کہنے لگا خواجہ ہی نے با کسی اور نے اسی طرح نے لگا کہ اگر اختیار کر تو ہی وہ لگا آدمی ہے  
 ابھی تو نہ دیکھ کر رہا تھا اور ابھی تفریقیں کرنے لگا اختیار کرنے کو یہ کہتا اور اسی کو برہم یا بے اختیار پانوں پر گر رہا تو کہنے لگا کہ اس  
 طرح سب تو مجھے ایک خطا ہو گئی اس پر ہر رشک ہونے میں تو کوئی شک نہ ہو سکتا مگر میں پریشان خاطر تھا اور خواجہ کی تفریقیں جاننے کی  
 کہ کوئی تھی اس لحاظ سے یہ کلمات میرے منہ سے نکل گئے ایسی خطا بھی ہو گی غرض اسی طرح نوجوان تھا کہ اپنے ہر لیکر شرمین دال ہا تھا  
 کی دعوت کی بعد وہ زندہ کے اسی طرح نے لگا کہ اسی لقا میں نے ایک غرض نیت پر تکیہ کر دیا ہوا ایک راہکار سیر کرانے لگا کہ  
 اور چھ ماہ میں نہ ہی تفریق یہ جواب تھا کہ اس طرح بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کیا دہشتاں کہنے منہ سے نکلا ابھی ہی ہر رشک  
 ایک ایک ملک ملی جاتی ہے اس حالت کو سوچ گئے اور وہی دعویٰ خدائی اختیار کرنے دیکھا کہ اس طرح خواجہ ہی کہنے لگا کہ اسی زندہ کی  
 پریشانی سکونات پر گئی ہر جہت سے ہی جھوٹے ٹھوسے اور لقا نے بھی غصہ خواہی کی کا اسی طرح جب کہیں ایسی خطا مجھے سرزد نہ کی اس  
 غصہ خواہی سے لقا کی اسی طرح نے سادہ کیا اور اپنے عمر و بدلتے میں آیا دیکھا تو باغ نیت سر سبز و شاہد بہشت بریں کو اب سلام تو ہر  
 محبت غریب و رفیق کے ہونے میں انواع انواع طرح کے قبول کئے ہر قسم میں پیر و پری پر باغ بل لگا ہوا روشن پر شمع کی ہلکی سی طالع  
 میں ایک سدا رہی ٹالی ٹالی بنی ہوئی ہر اسکے دھندلانی میں اسی طرح اگر چہ نیم عشر رہا ہر تالی ہونے لگا کا شروع ہوا اور ایک تین تین تین تین

<p>نزل میں جو تختہ آج کو دروغ بیان کا          وہ آج کے شکیکے ہوا کیا جب ہر کیوں نہ          فقط تو جو کہ آجا کر مزاج اس آفت جان کا          ہوئے مشرق عالم دھڑے مشرق ہونے سے          اور اسپر شمع میری ملی میں اس کے منہ ڈھانک          جہر اجال کجے کو کر دیا خدا کجہ و دی</p>	<p>کہ شاید ہر اس طعن اس آفت جان کا          تو منت کش ہوں کہ واسطے ہر اسکے دل کا          کہ کتا اور کچھ فاسد سمجھا جائیگا وہ خودی          میں سنوں حال تو نام سے کہ اس کی نہیں لگا          کیا ہر اور غیر ان کے جملے کو مرے عالم          نہیں رہا کسی سے مذکرہ جو در و نہان کا</p>	<p>جسے نارا دیا غزل گانا شریع کی غزل          اگر عذبت ل عاشق جان تک کو کھائے          کھائے کھال تو آخر میں ان کی نہیں ہاں کا          ہو لکے وہ اپنے اور قضا اتنا تو دفعہ کر          مرا افسانہ شہرت وہ ہوا اس آفت جان کا          وہی ہر عاشق صادق وہی ہر ضبط کامل          لگا خوب سا بس جسے جگر کوہے جاہلی</p>
<p>نور میں بڑی دیر تک جھٹ جھٹ برہم ہی انھماں دنگار خلسہ کا مالک ملکوت شاہ          کا ایک باقی نیت مست لے یہاں کو مار کر بخیرین نور کو چھوٹ گیا ہر لوشہر کے اندر کھسا ہوا باز رہ نہ ہو گیا لوگ ٹالے کچھ اور باقی          کے پاتہ لگا کسی کو چھ کر چھینکر لگی پر لانتوں کو تیر کیا کسی کو باتوں سے مل ڈال لیتا نہ نہ دیکھ کر یاد رفت بجا رہا کر ڈال سے ظم          و بواہن لگا لگا دی ہیں غنہ عار توں پر اس قدر کہ میں لکائی میں کہ دیواریں ہل گئی میں دشت ہو ہو گئی ہیں شرمین ظالم مجاہد ہر جاکے          دوائے کجے بھلے ہوئے وہ دھڑلے اسے میں نزدیک کوئی نہیں جاتا اور اس باقی کی توجہ صحت بنی ہوئی ہو کر دانتوں میں لٹولی بھرا ہوا</p>	<p>نور میں بڑی دیر تک جھٹ جھٹ برہم ہی انھماں دنگار خلسہ کا مالک ملکوت شاہ          کا ایک باقی نیت مست لے یہاں کو مار کر بخیرین نور کو چھوٹ گیا ہر لوشہر کے اندر کھسا ہوا باز رہ نہ ہو گیا لوگ ٹالے کچھ اور باقی          کے پاتہ لگا کسی کو چھ کر چھینکر لگی پر لانتوں کو تیر کیا کسی کو باتوں سے مل ڈال لیتا نہ نہ دیکھ کر یاد رفت بجا رہا کر ڈال سے ظم          و بواہن لگا لگا دی ہیں غنہ عار توں پر اس قدر کہ میں لکائی میں کہ دیواریں ہل گئی میں دشت ہو ہو گئی ہیں شرمین ظالم مجاہد ہر جاکے          دوائے کجے بھلے ہوئے وہ دھڑلے اسے میں نزدیک کوئی نہیں جاتا اور اس باقی کی توجہ صحت بنی ہوئی ہو کر دانتوں میں لٹولی بھرا ہوا</p>	<p>نور میں بڑی دیر تک جھٹ جھٹ برہم ہی انھماں دنگار خلسہ کا مالک ملکوت شاہ          کا ایک باقی نیت مست لے یہاں کو مار کر بخیرین نور کو چھوٹ گیا ہر لوشہر کے اندر کھسا ہوا باز رہ نہ ہو گیا لوگ ٹالے کچھ اور باقی          کے پاتہ لگا کسی کو چھ کر چھینکر لگی پر لانتوں کو تیر کیا کسی کو باتوں سے مل ڈال لیتا نہ نہ دیکھ کر یاد رفت بجا رہا کر ڈال سے ظم          و بواہن لگا لگا دی ہیں غنہ عار توں پر اس قدر کہ میں لکائی میں کہ دیواریں ہل گئی میں دشت ہو ہو گئی ہیں شرمین ظالم مجاہد ہر جاکے          دوائے کجے بھلے ہوئے وہ دھڑلے اسے میں نزدیک کوئی نہیں جاتا اور اس باقی کی توجہ صحت بنی ہوئی ہو کر دانتوں میں لٹولی بھرا ہوا</p>



جس وقت سے میں خاک میں جی ہوئی ہر سنگ مٹی کوٹا پڑا ہوا اور گڑب گڑب سے رہنے لگا۔ وہاں پہلے سے جلتے ہیں جب وہ اتنی ہی جگہ پر  
 لوگوں سے ملتا ہوا کہ ترنبر ہو جانے میں الرغز باقی ہوئی کہ اتنی وہ ہاتھی و دروازہ بلخ پر پہنچ گیا اور لوگوں کو دیکھ کر حیرت انگیز ہو گیا  
 بلخ کے گاندھکس سے ہاتھی بھی دروازہ بلخ کا حیر کر مارنے لگا اور حیرت سے اس نے آگیا ملک بن ملک سے  
 یہی اس محبت میں موجود تھا اسکا توڑ ہوا اب ہر گنا کا پیشاب ہوا گیا بختیارک کا بھی بختیار لیا ہوا کہنے لگا غرض تمام مافوق  
 محفل کا بچ مال ہوا یہ حالت دیکھ کر امیرج آٹھ غریبوں کے میں بھی تو اس بھی کو ملے توڑ لگا اقبال شاہ و بیٹ گیا اور کہا کہ اب کہاں جائیے  
 امیرج نے کہا کہ اب کی بدخوشی ہر کنبہ کی میرا عظم اسکے ہاتھ سے اسے نہیں لو۔ ہاتھ پیرا اس میں سست کی ہر دو واجب تریں  
 ہاتھی کے پونجا اسنے ہستی کر کے جا کر امیرج کو جھوٹے میں لیٹ کر یہ اس نور امیرج نے کسی سوئے کو دونوں ہاتھوں میں  
 پکڑ کے ایک بختیارک کے سر سے گھڑنے سے گردن سج آئی ہاتھی جگہ کھار کر اعلیٰ ہو گیا کہ بڑا آفتاب برستان نے ہاتھی کو  
 لٹا کر ہے پر ہاتھ لٹکایے کو بختیارک کا کہ کٹر لٹکایا اور لٹکایے میں لوگ جلتے کے کہ اسے لینا تھا کہ اگر نہ کرے تو بختیارک کے  
 ٹوٹ جائیے کہ بختیارک نے امیرج سے کہا کہ امیرج تو جوان لینا تھا کہ امیرج نے جو بھکر کر دیکھا تو دیکھا کہ لٹکا عظم لہرے ہوا  
 امیرج نے ہاتھ بڑھا کر لٹکا کر دیکھا اور زمین پر کھدیا لٹکا بیٹھ کر دیکھا تھا جب ہوش میں آیا تو گوری نے بیان کیا کہ امیرج تو بختیارک  
 جوان نے اب کو بھوے ہوا کہ لٹکا اور ٹوٹ نہ لٹکا ہی تھا نے اپنی آغوش میں کہ نہیں کئی سال کا خراج ملک باختر کا مرہ ہوا تھا اور لٹکا  
 کے ہاتھ میں بنادی اور کہا کہ امیرج میں نے تم ملک باختر کے دیدار اور خاص مہینہ قدرت ملک گیتی اور وڈو میں نے یہ سب سنا  
 منسوب کیا امیرج نے کہا کہ کیا خوب ملک باختر حمزہ کے قبضے میں ہو وہ ضایع ہونا اور گیتی اور وڈو قاسم کی رجعت میں ہر  
 وہ مرمت ہوتی ہے جو مرین بغیر غیر میں وہ اب ضایع کو تیر میں مٹی بھرا برہن کے نام لقا یہ سنگر آیدہ ہو گیا اور کہا کہ امیرج  
 امیرج اور کیا چیز لب میرے پاس رہ گئی ہے جو مجھے ملے امیرج نے کہا کہ امیرج تو بختیارک کا بھائی ہے وہ دیا میں نے پایا میں حمزہ سے لو کہ  
 ملک باختر تو نے لوٹا کر گیتی اور وڈو سے مجھے سوا کر میں ہر انور امیرج نے شاہ و خیر دل سے کہا کہ امیرج شاہ اور حمزہ کو  
 شکوہ حمزہ بھل گیا کہ امیرج نے اسی وقت جو حکم امیرج تو جوان بت پڑا اور چالاک ہر ملک سے روانہ کے  
 اب دو مکے داستان حیرت سیان رفا علی امیر حمزہ صاحب جعفران یہ سب شہر فرنگو شہر سیان کے جیسے میں  
 کو جب ہر ملک سے حکم امیر دریافت حال لٹکا کے لیے روانہ ہوئے تو امیر با تو نے ہم شہر کو اسلام آباد کیا اور جن غنیمت پر  
 میں جن میں اگر کوئی ملے نہ فری کہ لٹکا کے ہنگ کر شہر فرنگو شہر کو لٹا گیا اور وہاں امیرج میں پناہ لے ہوا صاحب جعفران نے  
 بجز داستان اس خبر کے پہلوان عادی کو طلب کیا اور ارشاد ہوا کہ پیش خیمہ ہاں جانب ملک فرنگو شہر روانہ ہو اسی صف پہلوان  
 عادی پیش خیمہ جانب ملک فرنگو شہر روانہ ہوا اور دوسرے روز حمزہ صاحب جعفران نے بھی کوہ فرمایا بعد ملی مراحل و قطع  
 منزلت قریب شہر فرنگو شہر کے پہنچے بارگاہ سلطانی پر پہنچے امیر با تو فر داخل بارگاہ ہوئے اور مدخل صاحب جعفران پر علیہ  
 اور ہر ملک سے استفسار کیا کہ امیرج سے کس مقام پر لائی ہونا مناسبت ہر ایک کے لئے عرض کیا کہ امیرج سے سب  
 فرنگو شہر کے زیادہ مناسب ہے یہ سنگر بادشاہ اسلام نے کہا کہ غریبوں سے بھی بھرا ہو جائے امیر نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے اسی وقت  
 پسلی ہو اب جو بزر محفل ہے انھوں نے انھیں کیا کہ بہتر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مل گھسیل سے اس پناہ کر مقابلہ کیجئے اور اگر  
 اس بلکہ اترا گیا تو پھر ہی کی فتح ہو امیر نے جارحیت اور چاروں سے اس فریوں کے سنگر طرہ ان بھائیوں کو سے اور رجعت کی  
 اور حمزہ رجعت ہوئے اور صاحب جعفران نے پہلوان عادی سے کہا کہ بھائی باگہ سلطانی مل گھسیل کے اس بارگاہ کا  
 پاس پہلوان عادی اسی وقت خیمہ لٹکے گا کہ امیرج و لٹکا کی کیفیت ملاحظہ ہو کہ یہ دونوں بارگاہ میں نہیں رہتے ہیں  
 مل پہلوان اور انفرانی فوج جا بجا تھکن میں تاج ہو رہا ہوا ہم سے انفرانی گردش میں ہر حمزہ صاحب جعفران اور انکی فوج کے







ایہا اور سوار ہو کر اسد کو دھوڑا تھا ہوا چلا اور اسے تو یہ چلا اور اسے اسد ملو این آیا ہوا چلا آتا تھا اسد نے اس جگہ کو دیکھا  
نہرو کیا کاتل و کراس فوشن پھر باز دی کہاں ہائیٹا سر سے اتنے سے کمر مارہ کر میں آپو نجا اس جگہ نے آواز دی کہ اور اسے محمول پر تیرے  
مستقل تو نے جگہ خون کر دیا ہر آج تجھے زندہ نہ پھوڑو نگاہ نکلا اسد کے سلسلے آیا اور اسد نے بھی اس جگہ کے سامنے جا کر اس طرح تلوار  
سیر یا خمر ع کو دین کہ اس جگہ کو روکن مشکل پڑ گیا انہم کا رجب اسد کا اتنے مست ہوا تو اس جگہ نے پیٹھے پر ہاتھ ڈالنے تلوار کی تھیں  
اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پرست ملا اور شکس بائو ہکا قلماً قلاب نما میں بھی دیا فرج اسد بنا حال تھا  
شکست کھا کر جب گیا اس جگہ آئے تو قب میں مل کفیل کی طرف چلا اب سنے کہ اور اسے تو فرج اسد بخائی ہوئی ملی جاتی تھی اور اسے  
نظر کر دیا شاہ ولایت اسد تھا اقبال علی ابن ایطالب علیہ السلام مئی مالک اور صاحب بنز و دوسرے ساتھ سو و چون سے شکار کھیل رہا  
چلا آتا تھا لشکر اسد کو جو دیکھا اور یہ حال سنا کہ اس جگہ کے ہاتھ سے شکست کھائے ہوئے چلے آئے میں نہایت مضناک ہوا اور ان کے  
ایسے چلا دیکر رفا نہ ہوا اور اسے تو یہ سب مل کفیل پر پہنچے اور اسے اس جگہ آ رہا تھا مالک نے نہرو کیا کہ اور آفتاب پرست  
مستقل حرکت کرنے کی کہ بارگاہ سلطانی اپنے پیٹھے میں کی اس جگہ نے جواب دیا کہ اور مالک میری کچھ خطا نہیں ہیں چاہے تازہ میں کہیں  
کو تم جا کر مل کفیل کو روکو اور کئی مل سے اور اسے آئے دنیا ہوا ان عادی آکر جو جان وریا باری سے الہ پڑا اور ڈر کر زخمی ہوا اور اسے  
نے آکر جو جان اور جو جان کو زخمی کر کے سبکو شکست دی مگر اس پر میرے کو کے میرے لشکر اگر اب سے لوگ قتل کے اس وقت  
میں نے اسے روکے تو تیرہ کر دی مالک نے کہا تو اپنی آل کو بالکل بھول گیا دیکھ تو کیا شہر بھول تجھے دی جا بلی یہ کمر خیزہ ملا  
اس جگہ نے نیزہ اسکا اپنے نیزے پر روکا اتنے ظالم فراشان کے نیزوں کے پیٹھے اڑ گئے مالک نے تلوار ہی اس جگہ نے اکی  
دکھ کر کے چوڑے اتنے تلوار کا ارا تو تلوار اس جگہ کی سپر کو کات کر تادہ ابد آ کر گئی مالک نے سر کھینچ لیا تلوار مرکب کی گردن پر پڑی کہ  
اسکی ظلم ہو گئی مالک سے مرکب نہ دبا ہوا اس جگہ گھوڑے سے کود کر مالک کی چھاتی پر چڑھ گیا اور بھونچا لڑی کا توڑا لگا کر شکست  
کی بارہ لین مالک و ہوش میں آیا اس جگہ کو چھاتی پر چڑھے دیکھا کھانکا اور آفتاب پرست یہ کیا حرکت تارو نہ ہی ہوا و دن کو روشن  
پکڑنے میں اس جگہ نے کہا کہ اور مالک حمزہ کے خزانہ ہی سر دار میں و زمین تھا کس کس سے سامتا کر دنگا فریب حمزہ سے فیصلہ ہو گیا  
تو میں تجھے پھوڑو دنگا مالک نے کہا خیر جب پھوڑو گات بکھڑنگا اس جگہ نے کہا خیر تو مجھے بھولنا یہ ککر مالک بھی اسد کے پاس فلٹا قاتلا  
میں بھی دیا اور فرج کو مالک کی شکست دی کہ وہ سب گریزاں ہوئے قضاے کا انقضا ت منفک شاہزادہ عالم و عالیان نور الدین  
بن بدیع الزمان شکار میں مصروف تھا کہ بھو ان عادی کی زخمی لاری اور اسد و مالک کی گرفتاری کی خبر سنی آتش غضب تو نے سیر  
مشتعل ہوئی فرمایا کہ یہ آفتاب پرست جانا کہاں پیسے اتنے سے تو اسے قتل سے مل کفیل کا راستہ لیا اس جگہ بن عمر و نے ہر حال دیکھا  
بجائے تمام خدمت حمزہ صاحبقران میں ہو چکا تھا چل بیان کیا اس جگہ نے بدیع الزمان سے کہا کہ ای فرزند تم جلد باز اور اسلو نور الدین  
کو پوچھاؤ کہ وہ پھر اسلو نکاتے ہوئے اس جگہ سے نہ لڑے کہہ بلا سے بے دماغ آفت جان اسی سکرام کا سکھایا ہوا ہر بدیع الزمان  
اسلو لیکر روانہ ہوا بعد اسکے صاحبقران ہی سوار ہوئے لوکل سواروں کو ہر لیکر مل کفیل کے راستے لیا اور اس جگہ نے الزمان  
سے اور نور الدین سے گفت ہوئی نور الدین ہر نے بجا کیا کہ اور بدینہ گویا اب کہاں جاتے ہیں بدیع الزمان نے کہا کہ ای فرزند  
تمہاری صاحبقران کو پوچھی تھی کہ تم اس جگہ پر غیر مسلح سچو گے کہ وہ ہر نے جو فرمایا کہ جلد نور الدین ہر کو اسلو پوچھاؤ تو میں اسلو لیکر  
و سے لگاؤ و من کیا کہ اور شہزادہ کہ اپنی فوشن پھر باز دی کیا دھوڑ کھڑی کہ میں اسکے واسطے اسلو جلب لگاؤں یہ یا میں شکار  
مل کفیل چھو نجا اس جگہ جا ہٹا کھل کفیل سے آتا ہے کہ نور الدین ہر کا ہر اس جگہ آفتاب پرست خود اور اس جگہ حاجت  
تفری کر کہ میں تجھے اس پر پکڑ لے گا اس جگہ نے جو دیکھا کہ نور الدین ہر اس جگہ میں دھل میں کھڑا لگا کہ ای نور الدین ہر میں  
بیجا ہٹا تھا کہ تمہیں اس پر پکڑ لے گا نور الدین ہر نے کہا کہ تو نہ ہو گا اس جگہ نے کہا کہ خیر تو ہی مگر ایسے سے تمہارے فیصلہ ہو











جیسی کہ آپ کی خادمہ ہوئی یہ شکر نورالدین سے روئی متوثر ہوا اور گنت لگا کر آخر کو منسل حال تو بیان کر کے اطمینان ہوا تو فریج کے  
 کما کہ جب کہ اس غار کے استفسار بیان پر کہ ان درمیں کزین بھی سامعی ہی حالت تھی دیتی ہوں کہ میں زوج ہوں خواجہ سہراب کی مکن  
 جب سے تجھے دیکھا ہوا عاشق و دلدارہ ہو گئی ہوں یا اگر تو مجھے مہمان چاہیگا اور میرا کام دل بولایگا تو میں خواجہ سہراب کو نہ بڑا کر  
 دروازہ کی اور جتنا ملے اسباب خواجہ سہراب کا جو اس سب کا جو کہ مالک کر دیتی نورالدین سے جو یہ گھر سنا آگ بگولا ہو گیا کہ اگر اور  
 مردار کا وہاں اور لافاں و فرخات کہتے ہی ہر دور ہوساتے سے ورنہ ایک ایسی حالت مارا کہ کہ دم سزا کل جلیگا اور کتاہ میں سگاری  
 کر دن جو شخص میرے ساتھ ایسی غایت کرے میں کے ساتھ ایسی حالت حرکت کر دے اور یہ بڑا کر دے کہ اسے تو مجھ کو اپنا فرزند کیا ہے اور میں  
 اسے اپنا باپ کہ چکا ہوں اور تو مجھے یہ سوال کرتی ہو وہ میرے سامنے سے مجھے خیر کام دل ہرگز تو را نہ گا و نہ دینے تو را نہ  
 کہند ہوں پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ از بل سے خدا مجھ پر رحم کر کہ میری جان ہی جیگر تھی جو اگر تو میری جانب خیر ہوگا اور میرا کام دل ہوگا  
 تو میں نہیں ہلاک ہو جاؤ گی جیگر نورالدین سے مجھ کو کہ ایک لٹا ہوا آگے نہ بڑا تو اس کے ہونٹ بھٹ کر خون نکل آیا اور دانت  
 حلق میں جا پڑے تو تھ سے خون جو کہنے لگی اور دیتی ہوئی اور نالہ زیکا کرتی ہوئی نورالدین ہر کے سامنے سے بھاگ گیا وہ چلی گئی تو غافل  
 شعبہ بازی خفا کہ نہ دیکھ دو اور کچھ غافل ہو کر کہ وہاں اور یہ بکار ہو نورالدین ہر کے پاس سے آئی تو اپنے دل میں سوچنے لگی کہ اس قدر  
 خواجہ سہراب بھار اس حال نہاد پریشان سے دیکھا اور تیرا حال تو چیکار کیا جواب ملی اور کیا تباہی لگی اور وہ چون خواجہ سہراب سے خود  
 اس حال کو بیان کر گیا پس اگر تو نے کوئی بات بنا کر کہدی تو اس سے کیا فائدہ ہوگا جو اس کی بات کا قبول نہ کیا وہ ہرگز میری بات کا جواب  
 نہ دے گا اس سے بستر پر کہ تو پہلے ہی سے اسکو رسوا کر دے اور اپنی جان بجا دے یہ بل بندھے چڑھتے معلوم نہیں ہوتی اور اس سے بستر کوئی شے  
 نہیں نظر آتی اور میں تو اسکی محبت و الفت میں تڑپتی اور اپنی جان زار کو کہ کھلی در وہ مجھے دیکھ کر بھی نہ دیکھ کر ہی ہر تیرا حال ہوگا  
 اور وہ پیش آرام کر گیا خیال بہ مال سے دل میں نہلا کہ اسوقت بل اپنے سر کے نوح ڈالے سارے کپڑے اپنے ہمار ڈالے اور خواجہ کی  
 خواب گاہ میں آئی اور اتنے ہی محبت تمام خواجہ کو بیدار کیا اور اپنا حال زار دیکھا خواجہ نے گہرا گہرا دیکھا کہ اسے لیسریں جلد بیان کر گیا  
 حال ہر تیرا یہ جلد بیان کر کہ یکساں نہ ہوا نہ شکر و شہوت بھوٹ کے رو کر کہنے لگی کہ دلہا و دلہا پر تیری تیرے سب شہوت پر تیرا تیرا مسکنہ  
 فرزند پیدا کیا ہے کہ اسے پہلے بھی پتہ نہ تھا پیری کی دو ہر طے گئے سپرے پاس با تھا اور کہتا تھا کہ میں تیرے اور پر عاشق ہوا ہوں مجھے بڑا کام کہ  
 میں اپنی جان دید گاتا خواجہ سہراب میں اپنی عزت بجا کر گیا اور راہ میں گر پڑی یہ شکر خواجہ سہراب آگے ہو گیا اور نورالدین کی کار  
 اس کے گھر کے بچے کر ڈاؤ چھوڑ دی کہ جانے بھی دھاکو خدا ہی پر تھوڑا دیر ہی اس سے بچہ لگایا سوچ کر خواجہ نے شکر دیا اس کے  
 کو کہ جلیگا اور نورالدین ہر کوہ میں سوتا چھوڑا سوچ کر نورالدین ہر کی آنکھ کھلی تو وہاں کسکو نہ پایا اور اسے حق و دوق اور عادی بے کتا کے سر  
 کہ نہ نظر آتا نہ کوئی سوس نہ یاد نہ ہم نہ غم نہ ساربت حیران ہوا کہ کیا ساخو تھا ساتھ ہی اس کے خیال گذر کہ یہ اسی گارہ کا کام ہو رہی خواجہ  
 درخشاں کر لیکھی نورالدین ہر تو عورت ایسی معلوم ہوتی جو کہ اس مرد سادہ دل کو قتل کر دے ایسی خیر تھی اس سے کیا بحث ہو جیسا تیرے  
 خط سے پائی یہ لکھو دیکھو اسے تھا اور ایک طے کر دانا ہر اگر تم کر کیا لٹاں دیکھتا ہوا ملا جانا تھا جانتے بھلے کوئی ہر دن باقی ہوگا کہ  
 قریب ایک رات کو دیکھ ہوئی تمام بہت دل داؤز تھا شکر گیا کا فارمید لگا کی کان میں آئی حیران ہوا کہ اس صحران میں یہ کی ملا رہی  
 جو خندہ ماگے بڑا چھوڑی ہی اور اتنی لپٹے دل میں گنت لگا کہ یہ رو کر تو نے مجھ کو کس خدا میں گرفتار کر دیا جلد کی عید  
 بھیج کہ مجھ کو غات دے نورالدین ہر اور فریب یاد دیکھا خواجہ سہراب دخت سے جو معا ہوا اور لوگ کے کچھ تڑپ رہے ہیں اور کچھ  
 لوگ مردہ پڑے ہیں نورالدین ہر نے سلام کی اور ہنس کر کہا کہ او خواجہ تھنے ہی کاغذ دیکھا اس فاحشہ کے گئے پر عمل کیا اور اس  
 گت کو پوچھے خواجہ سہراب نے کہا کہ بیشک کہ تم رنگا ہو تھنے میری ہوس پر بد نگاہ ڈالی نورالدین ہر کہ ہم اپنی و دین میں ہیں  
 میں کہ جو بد نگاہی کریں وہ ملاحظہ میرے پاس کی غلطی اور کستی تھی کہ تجھ پر عاشق ہوں خواجہ کو زہر دے کر لڑا تو ملی تجھے نہ دیکھا

















اور بیت آرد سے آپ کو کیوان سے ملاؤنگا نورالدہر پر کر سکر خوش ہوا اور کہا اچھا چلو مجھے ہفت منظر سلیمانی پر پونا خوش  
 کہ آپ سوار ہو کر چلے نورالدہر کو کفر کو سواہی سے کیا خوش خوش کرنے لگا کہ میں اس وقت سے آپ کو ہفت منظر میں نہ بیٹھا لگا ہے  
 ہوش ہو اس عیا کرین سوار ہوں تو میں آپ کو ہفت منظر میں پونا دن نورالدہر ہر چار ہو کر مرکب پر سوار ہو کر خوش کے ساتھ ہر چار  
 خوش شہزادے کو تہن من لایا جام کر دیا با لباس بنیاد و موت و ضیافت کی نورالدہر نے پونا کہ اس خوش ہفت منظر میں سے کتنی  
 خوش رہے کہ اس وقت خوش رہے دس فرنگ کہتے ہیں شہزادے فرمایا کہ تجھ جلد و ان پونا خوش رہے کہ اس میں غلام  
 ہوں وہ ایک وزیر ہے میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں نورالدہر ہر ایک ایک ہر میرے ساتھ کر دو خود ساتھ نہ چلو مجھ کو کہ شان و شوکت  
 سے جاتا منظور میں خوش رہے عرض کیا کہ میں تنہا آپ کے ساتھ چلوں گا شہزادے نے فرمایا میں نہیں ساتھ نہ لیاؤنگا میں باکیلا جاؤنگا  
 خوش رہے کہ اس میں سچ غمی آپ کی غزل بیکہ کیوان فلک رفعت کو فلک کہ غمروں اس کا یہ تھا کہ اس کیوان فلک رفعت آگاہ ہو کہ  
 شہزاد نورالدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران جوان و جہشکیل فہیدہ و جمیدہ قاتل و دانا سوار رہے نظر لگایا افاق  
 تمھاری مٹی کے عشق میں دیوانہ ہو کر نکلا اور تمھارے پاس کی ناہوشی معاد و انتقام سمجھ کر لازمت اس کی کرنا پڑا نصیب تھا ان کا  
 ایسے مٹی کے ساتھ تمھاری خوش منسوب ہوا وہ ایسے ہی شہزاد کے قاتل و لازم جہوت شہزادہ دان پونا خوش رہے مٹی کو انھی شہزاد  
 کے ساتھ منسوب کرنا اور جہنم اس کو دیکھنے یا لڑنے کی کو رہے کر دنا کہ نورالدہر کو نمانعت فاخر و بنا کر مرکب پر سوار کر کے  
 کیا اور یہ شہزاد نورالدہر کے عجب و اندیکے اسے کہتا کہ تم دور شہزادے کے تھاقب میں چلے جانا انھی خوش رہے  
 اس طرح سے شہزادہ پلا لیکن انھی نے تھاکر جا کر کیوان فلک رفعت کو دیا وہ اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا غمروں شہزادے سے آگاہ ہوا  
 غمت و غرت نصرت کیا کہ ہر کائنات نے غمروں کی کہ شہزاد نورالدہر پر پونا کیوان فلک رفعت سا نہ یا کھوڑے سے اسے  
 سلام کیا کیوان بھی پیادہ ہو کے دوڑ کر شہزادے سے مل گیا ہوا اور شہزادے کو اپنے ساتھ بیکو اٹھ کر ہوا خوش رہے یوان باوٹھ  
 داناؤں کو یا کشتیاں جو اہر کی قار ہوئے تھیں شہزادے نے دیکھا شہزادہ ہر طرف غمت کی آمد و رفت ہی محب مدنی ہو کر ان میں  
 گھر سے بیٹھ ہوئے میں اور ہر گھر سے میں تصویر کھنجر چہر کی لگی ہوں نورالدہر ہو کر اٹھا ہوا تھا گھروں تصویر کو دیکھا  
 تھا وہ تصویر جو اس پیر نے خواجہ منصور سے لی تھی وہ ہر وقت سے برقی شعر میں ہر وقت تھی تصویر بارہ دل نے جب جاپا  
 آٹھائی دیکھ لی تصویر کو دیکھتا تھا اور دنا تھا لوگ شہزادے کے عشق و جمال کی نورافین کہتے تھے بلکہ جہن نورالدہر کو کھڑا  
 اور یوں کا جو ہو جاتا تھا کہ وہ لے دیکھا اسے ہر خیال و اندیکہ ہوجاتے تھے جہر کو دیکھتا تھا وہ رہتے بند ہوجاتے تھے جہر کو  
 غمت تھا کہ ہی بیٹھا صاحبقران ہی نورالدہر عاشق مگر قمر چہرہ ہر طرف سے انگلی اٹھ رہی تھی بلال انگشت نمانا غمت  
 شہزادہ تمام شہر کو دیکھتا ہوا یوان بادشاہی میں پونا کیوان تخت پر بیٹھا نورالدہر کو کل پونا محبت عیش و فراہی حال پونا نورالدہر  
 نے تمام کمال بیان کیا اور کہا کہ کیوان اس بچے ہفت منظر پر بیٹھ رہے کہ اس میں پونا تھا اور اس وقت وزیر کیوان کا کشتیاں  
 کی بیکر باترچ خوش شہزادے کی چانی پولا سب میں مشور ہو کر گھروں فلک رفعت نے مگر قمر چہر کو نورالدہر کے ساتھ خوش  
 کیا بارگاہ سلامت کی آواز پہاڑات سے بلند تھی من دل و دھجکت رہی خوش دن نورالدہر کو سوار کر کے ہفت منظر سلیمانی  
 شہزادے نے دیکھا کہ وہ اسے حجاج و خطرات آفت نیز ہوا ایک ایک شعلہ کی شعلہ ہی ہو رہا ہے جو دربان میں ایک رشا فلک  
 جو اٹھ گاہہ بی ہوئی ہر سنت و رجب کی چلا درجہ الماس و درجہ زہر کا پیر پیر کھڑا تھا کھراج نہ دیکھا پونا درجہ قوت میں کھڑا  
 درجہ حندی رنگ سازان درجہ مدیکا اور ہر درجہ کار بر افواہ طرح کا جو لہر پڑا ہوا کہ ایسا قمر چہر فلک نے بھی نہ دیکھا تھا شہزاد

تھانہ ایک تھانہ درکار	تھے جو اس کے سب دربار	الحاق کرے سے لوح میں دنیا	انقرہ سے بہتے میں بلند
تھانہ تھانہ میں گھر دیکھیں	دیکھتے ہیں انہیں گھر گھر تھانہ	شہزاد آتھ تھانہ مکان	پیری تھی مہج کی سفیدی و اوج







تھوڑی رہی ہر نگاہ ملک جاسکا بڑنگا اور جٹ پھٹکا اس کو کو مار کر چلا جاؤنگا اور تم ہی ملین ہو تمہیں بھی چٹا لڑکا آتھو کر کے روئے  
کوئی ہفتہ عشر ہی گذر گیا تو نور الدین بھی وہاں پہنچا اور بغیر ہنگوٹیا جہاں دو عشاق کے جوڑے ٹپے ہوئے تھے وہیں سے ایک  
خندہ باؤل لی اور کیوان فلک نصرت سے کہا کہ اب تمہاراں سے جہاں میں ہیں ہر نگاہ شمع کا داغ کاڑ کوئی یاد بر غیر وہ نشانی کہ وہاں  
جہاں بر غیر وہو ملو گیل بانیگا نہ یہ تلوایں ہیں کاہر وہ شلال اشک جہاں گر رزا وہیں کھراہ کیوان نے ہر خندہ ہمارا کیا اور ہر غصہ کی انہیں ہمار  
بلند انداز میں تو کسی طرح حضور سے جدا نہ لگا نور الدین نے سنا تا اور کہا کہ نہیں جانی اب تم جاؤ ہمارے ساتھ تکلیف نہ اٹھاؤ کیوان  
نے غصہ کیا کہ پھر جتھر وگ فرمایے حضور کی خندہ اسی کے لیے عین کردون نور الدین نے اس سے بھی انکار کیا کہ کہا کہ جہاں  
اب مجھے کسی کی حاجت نہیں ہے کیوان مجبور ہو گیا جاہاں کہ اور عشاق جو نور الدین ہر کی منڈھی کے برابر جوڑے ڈالے ہوئے ہیں انگو  
آٹھ دے نور الدین اس میں ہی مان ہوا اور کہا کہ خ کیوان اب تو گون کو بیان سے نہ ہٹاؤ کہ یہ سب میرے ہم درد اور ہم دہل  
ہیں جب یاد ہم کرنا تو اسے بات کر کے جی تو اپنا ہلاؤنگا بیکر کیوان جب ہو رہا اور شاہزادے سے نصرت جو کر چلا گیا لیکن  
نور الدین ہر سے خندہ پھر لوگ خندہ اسی کے لیے غور کر رہے تھے تا کہ وہی کوئی خط شاہزادے سے نصرت لکھا لکرا اب نیلے  
کہ حالت نور الدین ہر کی یہ کہ جس سے نصرت منظر کے سامنے آٹھا اور نصرت کی طرف ٹٹکی بندی ہوئی ہر اور بھی جہاں عشاق تھے ان میں سے  
وہ در پیر اسے نصرت کی طرف نہ لگا نصرت ویاس نگارن میں اس سے کہ جب یہ شکار کے لیے جانا تو وہ در پیر وہاں سے نہیں اور بیکر نصرت  
آفریناں در پیر میں آکر بیٹھی ہر سو رہا کرتی ہر اور یہ سب عشاق بیدار ہوئے انکار ہمال باکمال اور جہاں انفراسے پار ہونے میں انکے  
ہنگامہ اس رند میں ہر دن گذر گیا اور در قلیاس اس لحاظ سے کہ وہ دیکھا تھیں بن معون تھا شکار کو نہ گیا یہ متکر دیدار بار  
نور الدین ہر حال تو نا صحت سے اس وقت تک برابر مصوب میں کھڑا اور لیسبا کو سڑھری مجھوٹا آفتاب کی عزت اور گرمی مطلق محمول  
نور الدین میں ہر دن نہیں گذر گیا نہ کہا کا بیان بانی یا نہ وہاں سے ایک دم کے لیے ہر خندہ تو گون نے ہمارا کیا کہ اے شہزادہ مصوب  
کے کھڑے جان دیجیے گا جس سے یہ وقت گزرا نہ کہ کھل پھر نہ یا ہر اور شاہزادے سے سرگرم ہوا گیا اور گر ٹپے گا از بس خندہ اہم  
کے لیے لیے میں چلے چلے ایسا ہی ہر تو پھر چلے آئے گا مگر نور الدین ہر کی سنا ہر بہت بخش مساکت و مساکت کھڑا ہوا اور عزت  
آفتاب کو خیال میں ہی نہیں تھا کہ ہر دن رہے در قلیاس شکار کے لیے چلا گیا اور ملک کے دل میں خود بخود ایک ٹپا در قلیاس  
پہاڑوں میں جہاں شیش ہا ہی ہے اب پھر کئے لگا ہر خندہ جاہاں کہ دم بھر لیٹ رہے مگر دل نہ مانا اور اس طرح دل لٹے لگا اور ہی خندہ  
کہ کسی طرح ضبط نہ کر سکا تو اسوں سے کہا کہ اے جلد و زچے کو نور الدین وہ مر رہا گیا اور بیان سے دفع ہوا جلدی سے کر سی بھاؤ کہ در زمین  
سیریا کروں کہ دل لٹکائے سے ہر اور جان میں جانی نہ یہ سنتی ہو آئیں در زمین و بلبلہ درد اہے کھڑے گرد و غبار بھاڑا فرشت  
بھاڑا بکری جوا ہڑا لاکر جہاں عشاق میں بیٹھتے ہی ایک غل بڑ گیا کہ اب جہاں جہاں آتی ہر زمانہ رنگ بلبلہ آفتاب عالمنا طلوع  
ہو تا ہر سب کے سب ان جہاں سے دو کر نصرت کے سامنے آئے اور نور الدین ہر حال ہی خندہ نصرت سے وہیں کھڑا تھا لگا اسی طرف لڑی اسی  
ہر کہ لکھا کہ پھر الہام لکھا نصرت کا میں کہ میں زمین میں پڑی ہوئی تھی ایک ایسا سانپ ہوا کہ یہ معلوم ہوا کہ آفتاب و آفتاب نصرت  
نصرت نظر سے ہوا ہر تا ہر نظم و جوشی زبرد کی نہیں پڑی ۔ لکھا کہ ہر کی پاسن پاک و تھی وہاں سب کو معلوم ہوا شہزادہ ہر  
اور جہاں میں کیست کر تا ہر ماہ و لکھا کہ ایک چلن آتی اور ایک زمین میں جہاں ہر کھین کے جسے من فدا داؤ کے آگے ہر ہر  
معلوم ہوتی تھی اور آفتاب عالمنا نصرت نور نصرت ہر تا تھا اسی دیکھے میں آکر تھی اور وہ چلن نصرتی اشعار پڑی تھی جہاں ایک نصرتی دیکھے  
تھی جہاں دیکھے کوئی جگر شوق ہر کے دل دھڑکتے تھے وہ معلوم آتھیں نہ جھپٹتے تھے ۔ ہر ایک کی کیفیت ہوتی کہ اس شخص خداوند کے  
انکھ سے آنکھیں خیر کی کہنے لگیں اور غصہ کھا کھا کر منہ کھل کر گر پڑے اور نور الدین بھی یہ حال ہوا کہ جیسے ہی جہاں معلوم الشلال ملک ہر  
لگا ہر تا ہر لکھا کہ ہر کی کرنے کی اور سا تہاڑوں کا پھٹنے کے بے اختیار نصرتی زبان پر اس صرخ منبر یاد ہر از جوش ضیق ماتہ کو







اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگا خداوند تعالیٰ انشاء دینا میں خوب پھرک پکا اور خوب حمد و ثناء پکارا گلاب تو نے صورت تو کو  
 کما شک تیرا شکر ادا کر دیا اور کونسی زبان لاؤں اگر ہر زبان جو ایک ایک زبان ہو جسے تب بھی میں تیرا شکر نہیں کر سکتا گلاب ادا  
 ایسا کے فرق میں ایسا تڑپانا ایسا کہ لب میں صدمہ فرق نہ اٹھا سکوں گلاب اور جان بچا دشوار ہوا جیسی غرض ملک یو مجھے ملے گی کہ انہیں  
 محبوبی و دوستی بستان میں غریبی آپ اپنا نام نامی اور اسم گرامی ارشاد فرمائیے صلیب نسب سے مطلع بھیجے دآپ کون میں درگاہ  
 آئے ہیں اور میان شریف لائے گی کیا جہیز گزرتی دور سے آواز نور الدین شکر کب پر پختی ہو مگر جو کچھ پیش لہجائے ناکستہ نجات  
 ہوتا ہے اور جو بات سمجھ میں آجاتی ہے تو اسکا جواب دیتا ہوں مگر اب جو نور الدین ہر سے اور حکم سے یا شاہ سے بازی اور مزد و کما میں تین  
 ہونے لگیں اور جو عشاق و دلان جاگزیں تھے اور جلال عہد الشاہ کا لفظ نہ کر رہے تھے وہ تو انشہ شکستہ کے بل میں روزیہ پتہ پکا  
 کو اندر اکبر سے تعلق ہی آیا اور آج ہی اسکی کیفیت ہوئی کہ حکم سے اس سے لشکر بازی بھی ہونے لگی اور ملک کو اسکی طرف ایامات  
 ہو گئے ہم سب اتنے دنوں سے خبر نہ ہونے لگے بیچ میں اور اسکے مشن میں ملائمند و مقبول ہوئے مگر کسی حکم نے کسی نے اسکا حکم کر دیا  
 نہ دیکھا کہ کون کون کون ہر روز آکر کھڑے ہوتے ہیں ہم تو اسی کے منتظر ہے کہ حکم نظر پھر کے دیکھو ہی ہے مگر کب تک یہی تہہ سہات  
 سہاتی معلوم نہیں اس شخص نے اتنے ہی کیا حسمات کر دیا کہ آج ہی آیا اور اٹھا ہی باتیں بھی ہونے لگیں کچھ یہ مگر کہ سمجھ میں نہیں آتا ایک ایک  
 اٹھا کہ کسی میں میں رشک و حسد بیکار ہو یا اپنا اپنا نصیب سمجھ کر کیا کیا ابلہ ہو ایک دھڑلے لگا کہ صاحب اپنا جذبہ دل اگر تھا تو  
 بھی محبت اس دہہ ہوتی اور غضب دل کمال ہوتا تو تمہاری بھی طرف ایسی ہی توجہ ہوتی تاثر عشق اور غضب غنا طمس کی ایک کیفیت ہر  
 کسی نے کہا کہ تمہاری بھی عجب عقلیں ہیں کیا تم لو کہ یاد رہے یہ بڑا خاندان و علیل القدر وہ الامتزلت ہے یہ غیر کہ حضرت امیر حمزہ صاحب  
 ہر نام ہی اور اسم گرامی اسکا نور الدین ہر عاقل نشان پر صریح الزمان نامور و خلعت ارشد و تمہاری اسکی کیا بلوہی اور کیا تعالیاں رہے  
 یار و عقل کے تانہ لا اور قطع نظر اس کے کہ یہ بہت بڑا عیب و نسب و شکل صورت کسی پانی پر اسے حسن و جمال کو دیکھو کہ باہر اس کے  
 کہ گستردہ صورت و نکالیت اٹھا کا یا تو گرد و غبار تک پہرے پر ہر ہر ہوا پر گزراں گرد و غبار میں بھی ایسا پہرہ بدل کا جائز معلوم ہوتا ہے  
 راضی امر ہے ہر کہ حکم تم جہاں جہاں اس کے حق خدا دار کے آگے مانہ ہو اور کوئی حضرت نہیں کہندے پھر کہو مگر ملک اسٹرل نہ ہو اور کہ  
 اسکی جانب توجہ نہ کرے کہ یہ کہاں سے تصویر پیاخت ہو کے آیا ہر کسی نے جواب دیا کہ صاحب یہ سب کچھ ہی کرے اس پر مزاج اور وہ  
 دم بھرنے لگی ہر مگر جو دینے سن لیا تو پھر کسی قسم کی بیان تو یہ باتیں نصین اور نور الدین ہر ساکت و سامت کشتہ اتھا تلوان ملک  
 کو خیال میں ہوا کہ اس ملک پر جہیز اگر دیو کو کسی طرح معلوم ہو جائیگا کہ نور الدین عاشق ہو اور یہ جوان و دلورم جہیز پر تو خود اسکا بڑا بڑا تو تیرا  
 تیرا ہی اسکی زندگی سے وابستہ ہو چکی ہو یہ خیال کر کے بے اختیار ہر گردنے لگی شاہزادے نے جو دیکھا کہ بلکہ دے لگی کہیں پر  
 گھونسا بڑا اور یہی زبرد و ظہار دینے لگا ملک کو تو اسکی انیسین ایدہ طبعین سمجھانے لگیں کہ اس ملک پر جہیز کیسوی متعدد نور الدین  
 اور گرد و پیش قراری کرتی میں وہ دشمنوں کی جان کو ہلاک کیے ڈالنی میں حضور ایک دلجو کر سلائے ولی کو ٹھہرائے اٹھ کر اوپر سے  
 سبب اسباب ہر کوئی سبب تو ایسا ہی کہ آپ سے اور اس جوان سے طاقات ہر جاکلی اور وہ حضور کی تہہ ہری سے کلیات کا  
 شکر ملک بظاہر تو بہت برہم ہوتی اور کھنے لگی کہ کون جو ان تم کہتی کیا ہو تمہارا خیال کس طرح ہو ہر جہیز تو کسی سے سزا نہیں میں نہ  
 تہہ ہر کیسا عشق اور کسی عاشقی خبر دار اب ایسا کھنڈ سے نہ نکالو نہ بہت بڑی طرح پیش آؤ گی تو لوگ تاقی مجھے سزا اور بدنام کر دی  
 میری جان کے نیچے کیوں پڑی ہو کیوں مجھے ہلاک کیا جانی ہر ایک تو میں اپنے صدمہ و رنج میں خودی جھلا ہوں وہ سر سے تم لوگوں کی ان  
 باتوں سے اب یہی نہیں کہاجا رہا ہوں نے عرض کیا کہ حضور اب خاندان اب کبھی ایسی بات تمہارے نہ لگائیں گے خطا ہوئی جان نہ جائے  
 خداوند اب یہاں سے اٹھ چلے تو بہتر ہو ایسا کہ اب دیو کے لئے کہ وقت قریب ہو ایسا نہ کہ آپ کو بیان چٹھا ہر ادیکھا کوئی گستاخی  
 کرے کہنے لگا کہ اچھا ایسا تو اسے یہی ناکہ ایسا میا مجھے مار ڈالنا مار ڈالے صریح اک بیان ہر میری اسے وہ کہنے لگا



کسی سہری جان کی اندامیں بڑا سہری دہر وقت ہی دعا ہو کہ جلد میری نہیں رہے ہو کہ اس غلب سے نجات پاؤں مگر مصروع ہوتے  
 موت آنکھ اسکو بھلے میں کیا کر دے کسی طرح جان نہیں نکل سکتی خواصوں سے عرض کیا کہ حضور آپ کی صبیح بائیں میں ایک تو کوئی غلیظ  
 اور دشمنوں کا روان بھی وہ میلوہ کر سیکے گا اگر ان عیاروں کی شامت آج کی سلو میں ان سب کا وہ کیا حال کر لیا تو اتنے زندگان ہلکے  
 جان لینا یک ضروری ہے کہ کتنا آنکا ملک کو بھی پسند آیا اور کتنے لڑکے تھے ہر اچھا چلتی چلتی لکڑاٹھی اور بجا ہر سرت شاہو کے کیوت  
 ویکٹر لٹا رہے سے کہ کہ بائیں صاحب کدے میں سے وہ مردہ بذات اتنا ہوگا اور دان سے اٹھی کہ لکڑاٹھی صبیح شریعت ہوتی تھی

سچ گوی کہ وہ آگ بے تاشاوانیہ کی لولہ بڑا تو اسکے جاتے ہی عالم ہوا کہ غش کہہ کر گر پڑا شعاع  
 وہ گئی اسکے سر ہلا آتی

خاک میں ملنے وہ دھناتی	اور ہی دل کا ہو گیا انداز	رنگ چہرے سے گر گیا پروہا	اتھ جانے لگا گریبان تک
جاگ کے پاؤں پھیلے لانا	پہلے نے اک جنون کیا بد	اشک نے نگہوں کی سیلا	سوزش جل نے تن کو خاک کیا
واغ خم نے بیکر کو خاک کیا	بستر خاک پر گر اوہ زار	دو گھر کا ہوا دل بیمار	لوگ خاک کے ٹکے بیکر لیا

نجات دھوا پکا بھلا جب اس نے الجھوڑ ستر ہوئے اور ہولنا قوبہ ہوشوں سے بدتر تھا بے اختیار ڈار میں ہار کر نہ لگا  
 اس عرصے میں رات تو ہر ہی جلی تھی ردنا اور پھراری کرتا ہوا پھر مغت نظر کے ساتھ یا تھر کے دروازے سے کچھ شہسب کے تھانے  
 کھڑے ہو کر نہ لگا اور فضا تھانہ پڑھنے لگا غصہ شدہ دیون کا کبھی مشن دکھایا بھکھوہ سوز غم سے کسی جون شہسب جلا یا بھکا وہ آٹھ فٹ  
 ہلکے لڑھکے بھکھوہ و تھی کتنی میں نے لکھو یا بھکھوہ دل ہر ادشمن جان تھا مجھے معلوم نہ تھا آخر کار لوگوں نے سمجھا یا کما و شیر والہ تار  
 آپ نے غش دھت میں عقل کو کل تلخ دیا آپ کو یہ بھی خیال نہیں کہ اگر آپ کی یہ گرہ وزاری اور اللہ جہادی سے دیو قلیا اس کا ہو گیا کہ  
 لکھ رہا شہسب اور ملک اسپرٹان زہی تو فرما ہے کہ آپ سے کس طرح پیش آ لگا اور ملک کو کسی ایذا پہونے لگا یہ لوگوں نے سمجھا یا تو لہو  
 کبھی کبھی تھپہ ہوئی اور اسے بستر چکا ہو سکے جا بھا اور آدھر ملک جو رہنے لگتی تھی وہاں درساکت و سامت آکر بنگ پر گئی گوہر خٹک  
 بنگ ورنہ تھا کہ بھاڑے کھانا تھا مگر یہ کہ دوسرے خاتون تھی اور شہسب سے کچھ لگتی تھی مگر مل کا مالک شہسب تھا اور وہ شہسب سے  
 تو تو پہلے بڑھکادی بانو لایا تھا اس کے کباب لگا کر کھانے لگا اسکے ملک کے پاس آیا دیکھا کہ ملک چٹانے میں بڑی ہوتی ہو کارا ای نظر  
 مزاج کیا آج چپ چپ کیوں ہر کچھ کو تو ملک نے کہا ابھی ہوں مگر طبیعت مست ہوئے بنگر خور کی کوئے لگا تعجب ہونے لگا کہنے لگا ملک  
 ابی کو تو کیا مزاج ناور شہسب کو کسی نے کہا کہ ہو کیا معلوم ہوا کہ تھے کوئی بات غلط تھی کہ عروسی کار خیر ہو ملک نے کہا کہ نہیں سنفت ہر  
 دل میں کہ مٹھا شہسب اور ہونا ہو دیئے لگا کہ بھر ملک ہوشو موجود ہو سکتی جو رہا کو آجائے جو ملک کو دیا لائن میں طبیعت کس کے اصل  
 ملک نے کہا کہ نہیں اب میں بھی ہوں دیونے کہا کہ بھر ملک آغا بیل کا گانا سن کر کی کوئے بل ہلایا ملک کو اگر جان ہی خیال نہ ہوا برا تھا مگر یہ کہ  
 سے کہا کہ اچھا بلادور جا کر عمر و کا خیر آغا تمام مغت نظر میں روشنی کی گئی اور عمر و اشعار پڑھائی بانسری میں بکنے لگا اشعار

کہوں کیا بگڑنے میں دل پہ غم مل کی کسی کو خبر ہی نہیں	ہر اوج میں جسکے یہ حال ہر کس حال پہ پہلے نہیں
نہ تو آتی ہر فتنہ کہ سوس رہی ہو نہ انیس ہو کوئی کہ بات کر دے	شہسب بھری کس سے درازی کہوں نہ دھنکے کہ بھری نہیں

انفرد خوب خوب ان اشعار کو گایا ایک نوکر وکی اودا ہی بہت پیاری ہر دوسرے اشعار جو اس طرح کے گائے تو ملک کے بے اختیار اسوکل  
 لگے جگے آٹھ بیٹھی دیو بھی کہ ملک بجال ہوئی دیونے عمر و کو خوب پیار کیا اور خوب سہہ کھلایا کہنے لگا کہ مر جیا آغا بیل مچا کیا فوگی لیو مگر  
 عمر و نے بھر ملک کو دیکھا تو ناخوش اس کے چہرے پر ناہان تھیں مدنی میں ہر دور آہ سوس کی کہیں تھی ہنسا گیا کہ غم کی عورت ہول دار وہ  
 ہر دل میں کہا کہ خیر معلوم ہی ہوا لگا خرم تو نے ملک کو کھانا کھلایا بائیں کیا کیا سوسہ عمر و کا قص لکھو ادیا مگر بنگر چہر کی بیات ہو  
 سوا زائندہ ہی ہر لوز بڑی ہی کی کیفیت کہ جیسے بھلی بھلی میں تڑپتی ہو اور ہر مہر ہر ٹھکان ہر ہی جاری ہو کہ لوزد امین کب سے تھکے  
 نجات پا کر اپنے محبوب کا سہرہ بچو کی اور اللہ سوائے تہرے اناوارہ دل کس سے بیان کروں وہ ہر کھوں کا سے کہوں اور کھوں کو سچے







[illegible]





ریب و نہایت ہوشیار ہوا کہ وقت سحر از رو بہ قباب شفق میں نمایان ہو کر نور سے دیکھ کر خوش ہوا اور اپنے دل میں  
 کہنے لگا کہ اپنا ریسہ قسمت سے باختم تک گیا اگر فضل خدا شامل حال ہوا تو اس ذبیحہ سے بوجہ اس امیر سے صفائی ہو جائیگی اور  
 حکایت کہ کمال از ملک قمر چرخ شکر و شکر کہ تمہارے اور پروردہ شخص عاشق ہوا اور تمہارے حسن و جمال پر وہ شخص دل داؤد ہوا کہ اگر  
 یہ نہ شاہزادہ عالی قدر رفیع المنزلت بلند مرتبت شجاع و دلیر حبیب نسب صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران  
 شاہزادہ نور الدین عالمستان بن شاہزادہ بدیع الزمان نور الدین حضرت امیر حمزہ صاحبقران ہو اور ملک یہ شخص جہاد و نیا بھی ہے  
 بہت اچھا اور ان کے نسب و تہا لیاگت تھا کہ تمہارے شخص پر دل داؤد ہو میں تم ہر طرح خاطر جمع رکھوں اپنا ذمہ کرنا ہوں کہ ملک  
 اس کے ماتحت رہے گا اور ملک قمر چرخ شکر کہ اس وقت اس حالت تغیری میں ہرگز بہت بڑا لشکر اس کے زیر حکم ہو باب سکا سفر ملک  
 یافتہ و جیوت امیر حمزہ صاحبقران کو یہ خبر ہو چکی کہ نور الدین سرور اللاتہ رفیع المنظر پرچہ اور ملک قمر چرخ شکر عاشق ہوا اور تو بھی  
 تو اس کے اس وقت تم شان و شوکت و دولت و سطوت کے لشکر کی دیکھ کر کہتے کیسے شجاع و دلیر کے لشکر کے ساتھ رہیں گے  
 تمام سے راجع رہے قمر میں از ان ہر ملک نے کہا کہ بعد تم انھیں کیا باز رہا ہے و انتہیت کی کیا وجہ ہو عمر و نے کہا کہ اور ملک میں  
 خواجہ عمر بن امیر قمری عیار ہوں ایک مدت ملک میں بلند قدر کے دادا یعنی امیر حمزہ صاحبقران کا خادم رہا اور ملک  
 کہا کہ اب مجھ اور حمزہ سے بگڑ گئی ہیں نے اس کی عازت ترک کر دی اور اس کے لشکر سے نکل آیا ملک نے پوچھا کہ اب کیا بیان  
 تو دے اور امیر سے کیا قصہ جو عمر و نے کل حقیقت میں من ملک سے بیان کی جب ملک کو یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص خواجہ عمر و عیار  
 اور یہ بلند قدر شاہزادہ نور الدین سرور اللاتہ بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ اب خواجہ یہ تھا کہ اس دیو منڈی کا سے ہے  
 کیونکہ کربات ہوئی عمر و نے کہا کہ اس کا مار ڈان کشی بڑی بات ہو امیر کو تو آنے و دیہہ شکر ملک اور یہی خوش ہوئی مگر نور الدین سرور  
 اور عمر و کو یہاں بے صلہ سلام کیا عمر و نے اس سے کہا کہ گھر آؤ نہیں خدا مالک جو انھیں دونوں عاشق و مشوق بڑی ایک  
 مصروف و تندرستی رہے جب دیو کی آمد قریب ہوئی ملک انھیں مل گئی دروازے بند ہو گئے نور الدین سرور اللاتہ ہوا اور میں  
 بیٹھا تھیں میں کیوں ان ملک وقت بھی آگیا شاہزادے نے کہا کہ اس وقت آپ کہاں آئے عرض کیا کہ آپ ہی کے پاس آیا ہوں  
 اور یہ عرض کرنا کہ لباس تندرستی ہم سے اتار دیے میں آپ کے واسطے خیرات شاہ کرا و دان امین آرم سے بیٹھے نور الدین  
 نے کہا کہ میں خاک نشین ہوں خیمہ کیسا مکان کیسا سا سماں کی مار بھکوانی ہو اور ملاو اسکا اگر کچھ سایہ ہوگا تو تعمیر از نظر و  
 اور میں بہت تھکا اگر میں مشوق کو نہیں بکھتا ہوں تو شستہ گاہ تو اسکی پیش نظر ہو مشوق کو شان و شوکت کیا دکھائے کہ وہ بادشاہ  
 و قمر میں ہو اور ہم گاہ شفق میں ہمارا ساز و سامان اور ہی کچھ جو فرشتہ خاک پائے اور صلا سے ہزار پائے کہ کیوں ان ملک  
 بہت سبب یہ عمر و کا نام شانا چار کیست قبول بنایا چار طرہ ہری ہری اور بجوانی میں نبوی کردار ایچ میں بنگہ میں کا بنوایا میں  
 شاہزادے کو بھی آیا کیوں ان ملک رفعت و درون وقت آنا ہو کھا شاہزادے کو کھانا ہر نام خدمت بجا لانا اور بچا ہونا  
 ہو اور ملک کا یہ حال ہو چہرہ شاہزادے کے دیکھنے کو اور گئے دکھانے کو پھر کھڑی آگت یعنی ہو اور نور الدین ہر حسب خود مقام  
 میں برا کر کھڑا ہوتا ہو اور ملک کا نظارہ کیا کرتا ہو جب دیو کی آمد قریب ہوئی تھی ملک اس کے آمد پر مل جاتی تھی نور الدین سرور اللاتہ  
 اور نور الدین میں سوتے وقت عمر و کو گوتا تھا اور عمر و ناچار ہو کر گوتا تھا جس وقت دیو شکر کو چلا ہوتا تھا تو ملک عمر و کو نفس سے  
 دکھاتی تھی اور اپنے ساتھ لیا رفعت منظر کی سیر کرداتی تھی اور کہتی تھی کہ خواجہ جس طرح ہو سکے اس دیو کو مار دو کتا حیرہ  
 آئے دو میں اسکو مار دو اور گوتا اور تمہارا نور الدین ہر کے ساتھ حضور کو رو لگائی باتیں رہا کرتی تھیں جب ملک بہت بیمار ہو جاتی تھی  
 اور عمر و نسلی دیتا تھا اور کتا شکار اور ملک میں چھین بھی خواہزادے سے مل سکتا ہوں مگر کام میرا تیر ہو چکا میں نے حمزہ کو  
 صاحبقران بنایا ہے وہ مجھے بگڑا ہوا خبر دیکھا با بگڑا اور نور الدین ہر پندل میں کتا تھا کہ ملک خواجہ سکھا ہوں اور مجھے

نہاں کیا ہوتا ہے کہ کوئی نہ دیکھا نہ سنا اور اللہ ہر جگہ ہوتا ہے نہ کسی زبان سے دو نکایاں تو انکو اس حال میں چھوڑ دیا

اب چند کسے داستان امیرجہاں کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جیوت پل فیصل نوا اور امیرجہاں کے پسر خباب میں گزرا ایک شمال کھیل کا امیرجہاں کے ہاتھ آیا اس پر عار و ہوا وہ لٹھا ہوا تھا کہ اس سے  
 کے لاکھ روز و دریا میں گزرتے تھے تو جو کچھ بہت تھا تھوڑا سا تھا تو ان تھا ہزار وقت سے اٹھایا بان کو چلا کر اٹھادی تھی تو نصف روز  
 کے تھوڑے توڑ کر کھایا کچھ سہی حاصل ہوئی بانی پالیٹا رہا بعد و چار گھنٹہ کے پھر بدلتا ہوا چلا آتا تھا کہ کچھ زنگی آدم نور و دکھائی دیتا  
 یہ نام اور امیرجہاں کو دیکھ کر نہایت شاد و خرم ہوئے دو کسے کہ خداوند البیس نے فرما کر پھر پوچھا یا امیرجہاں نے اپنے دل میں کہا کہ قیامت  
 ہوئی یہ جزیرہ آدم خواران کا تو شاگرد و عمر و کا تو عیاری کر کہ سب تیری اپنی مچا ہے یہ خیال اپنے دل میں کر کے فرہ کیا کہ تیری  
 دیر سے ڈھونڈتا تھا اب شکار دکھائی دیا یہ لکڑیوں پر دوڑا زنگی امیرجہاں پر چڑھا ہوا ہے امیرجہاں نے ایک زنگی کا ہر پھینک  
 کر میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا اور پھر خرچ دے کر دوسرے زنگی پر مارا کہ دون تھے تو پر گئے امیرجہاں نے اپنے زجر میں ایک کے خیر سے خرچ  
 دوسرے کو ٹانگ پر کر کے ڈالا پھر خرچ نوجوان نے چھان تھری میں سے اگلی اور گوشت انکا کاٹ کر بیونا اور انکے دکھانے کو  
 سے لگایا زنگی جو وہ دیکھتا ہے تھے بھاگے کہ نہ تو آدمی نہ لکڑی کو کھانا ہوا اپنے بادشاہ کے پاس گئے باک سلام کیا کہا کہ اس پیشین  
 آدمی زنگی خوار یا ہر دم دس زنگی شکار کھیلنے کو پیشہ میں گئے تھے وہ ہم پر دوڑا اور وہ بھاگے کو پکڑ کر مار ڈالا اب لگا کر خوش  
 ہو کر کھارایا کچھ بھر کہ شہر میں کھلے اس کا وہ سب زنگیوں کو کھانا ہے بادشاہ اس جزیرے کے دو بھائی میں ایک نام سفیل  
 سپر گردان دوسرے کا نام سپر سپر گردان دونوں نے جوتا کہ انسان زنگی خوار اس پیشہ میں آیا ہوا ہے اس صلح کی کر اسکو چلا کر  
 یا بلوہ کو کے زندہ کر لیجئے اسی وقت بادشاہ ہزار زنگی ساتھ لیکر روانہ ہوئے تھان امیرجہاں تھا وہاں آئے تو گول نے دیکھا کہ وہ شخص آخر  
 سفیل و سپر نے زنگیوں سے کہا کہ چاروں سے لے لے کر زنگیوں نے دور دورے ہاتھ امیرجہاں کو گھرا کر کوئی زندہ کشتن آنا  
 زنگیوں نے کہا کہ اس شخص کا ہے جزیرے میں سے چلا جائیں ہم تجھے مار ڈالیں گے امیرجہاں نے فرہ کیا کہ اگر دین آفتاب پرستی قبول کر تو میں تمہیں  
 نہ کوئی ناکل ہر اکہارے یہ تو آفتاب پرست ہر دین دن تقارارے اسے زندہ نہ چھوڑ جاؤ گے اسے پھر خرچ پر پڑنے لگے امیرجہاں  
 نے تو آدمی اور زنگیوں پر گزشتہ زنگیوں نے لگاتار سے زنگیوں کو مار کر سفیل و سپر گردان کے پاس پہنچا دونوں نے  
 تلواریں اور امیرجہاں نے تلواریں نہیں لیں اور کہ میں ہاتھ ڈال کر رہنے ہاتھ سے سفیل کو مارا اور بالین ہاتھ سے سپر کو اٹھایا  
 اور سپر خرچ دے کر کہا کہ یہ شرط ماروں زمین پر تم دونوں کو کہ جسے گل جائیں اور سب زنگیوں میں گل ہوا کہ اسے بکریا  
 ہمارے بادشاہوں کو ایک کے کہا کہ اب انہیں کہا جائیگا اسے کہا کریں بھنے سندھ ہوئے کہ یہ میں کھائے بادشاہ و مہرٹ جائیگا تو  
 سمٹ کر چلے کرتے ہوئے کہ اسے چھوڑ دے ہمارے بادشاہوں کو اگر امیرجہاں نے سفیل و سپر سے کہا کہ میں تمہیں مار ڈالوں گا نہیں  
 میں آفتاب پرستی اختیار کروں دونوں نے عرض کیا کہ بھنے لخت کی تقابا آپ میں چھوڑ دیں امیرجہاں نے انکو ہاتھ سے رکھرا وہ دونوں  
 باتوں پر گئے اور زنگیوں سے کہا کہ تم بھی اسکی اطاعت کرو سب زنگی ہاتھ بلزہ کر حاضر ہوئے سفیل و سپر امیرجہاں کو شہر میں  
 دعوت کی میں گری محبت میں سفیل نے عرض کیا کہ آپ حسب استیسا میں آگاہ کیجا امیرجہاں ہوا کہ مجھے نہ بدلتا آفتاب پرستان  
 نظر کر نہ پرتیب دوران امیرجہاں کہتے ہیں مجھے اور سپر و حمزہ صاحبقران نور الدہرین بلبل الزمان سے مل کھیل پرگز  
 طے تھے مل لوں ہم دونوں دیلے سرخاب میں گئے میں اس جزیرے میں نکلا نور الدہرین بلبل الزمان میں چھوڑ دیا غرق  
 ہو گیا سفیل نے ہوتا کہ یہ امیرجہاں نہایت خوش ہوا عرض کیا کہ سپر ایک سپر دشمن ہے کہ نام اسکا و طیم شیطا زنگی ہے اور بھائی اسکا  
 کلید جنم ہے کہ و طیم نہایت زبردست ہے اور سب ماسک سپر زبردستی لہنے بیٹے میں کر یا ہر میں اس سے تعالہ نہیں کر سکتا سپر  
 اسے ہوا اسے ناک میں دم ہے کہ خوف ہے کہ وہ سپر نہیں ہے رات دن اسی باتیں میں گذرتی ہیں امیرجہاں نے فرمایا اگر



سفیل نما سے ساتھ تہنی فوج آئے کہا کمالیہاں جہلوانہ دلم شباط کے ساتھ قریب کو زنگی کے میں ایرج نے کہا کہ کچھ نہیں  
 ہر فوج اپنی تیار کر دھمک دلم کو گرفتار کر لیتے اور منزل سے معقول اسکو دیکھے سفیل نے کہا کہ ہر فوج تیار نہ ہو گا دیکھتے کہ آپ  
 میرے زنگی کا گوشت کھا کر تے کہیں ایرج نے کہا کہ سفیل ہم اپنا دبدبہ نہیں کھاتے تھے اور اپنا رب ڈالتے تھے کہ تم میرے رب  
 کو دھمک دھمک دہو رہے ہو آدم خوار ضروری ہیں اور اسکو سفیل ہم ہی آدم خوار ہی ترک کر دھو دار اب بھی آدمی کا گوشت کھا کر آئے  
 نہیں کیا کہ بہت خوب اچھا ایرج نوجوان لشکر فزادان ساتھ لیکر دلم شباط زنگی کے ملک پر حجاب زیب ملک دلم کے پہنچے  
 اور اسکو خیر پہنچا کہ سفیل اور شیر ایک دم زاد ساتھ لیکر میرے مقابلے کو آئے ہیں تو بہت برہم ہوا اور اپنا لشکر دست لیا کہ  
 ایرج نے دلم کو لکھ بھیجا کہ آگاہ ہوا کہ دلم شباط کہ میں صاحب قرآن آفتاب پرستان ہوں اس نامے کو دیکھتے ہی اطلاع  
 تم کو کہ میری حضور میں چلا اور نہ بہت بڑی طرح میرے ہاتھ سے دیا جائیگا دلم شباط اس نامے کو دیکھ کر بہت برہم ہوا اور کہا  
 کہ اب جو لباس نلے کا زبان تنے سے دیا جائیگا انہی تو ایرج کا آدمی اور تو دلم شباط نے غی نے قبل جنگ جو دیا اور ایرج  
 ایرج کو بھی پہنچی ایرج نے بھی حکم دیا کہ ہماری فوج میں بھی تعداد زنگی بجا دیا جائے بہت کچھ اس طرح جنگ ہوئی تھی  
 دونوں لشکر دن میں تیار رہی علی الصبح دونوں لشکر میدان میں آئے صفوں جدال و قتال آتا ہے ہر دو طرف سے جنگ ثابت  
 کر کے ملے کہ ایرج میدان میں آیا اور مبارک طلب کیا دلم شباط مقابلے کو نکلا بعد لگاؤ زنگی سے دلم نے پوچھا کہ تو ہی ایرج نوجوان  
 صاحب قرآن آفتاب پرستان ہر ایرج نے کہا کہ ہاں میں ہی ہوں دلم نے کہا کہ او اسی تعداد قات پر لڑنے آیا ہر شہرہ ہو کر  
 تو میرے آگاہ اس طرف چلا جا ایرج نے کہا کہ خوب اگر چاہیے ہوتا تو زبان بکتا ہی کیوں بہتر نہ رہی خشکیں ہاتھ سے چلا جا کر  
 دلم شباط نے شکست برہم ہوا اور کہا کہ خراب معلوم ہوا لگتا ہے ایرج نے کہا کہ پہلے تو اپنے دل کا واسطہ نکال لے پھر میں بھی فرما  
 کر دیکھ لیتا دلم شباط نے ایرج پر خیر فدا کرتے خیرے بندو کا گلی خیرہ بازی ہوتے ایک دھمکی میں دلم شباط کانیزو ایرج نے  
 دھمکی کیا دلم نے غصے میں آکر اتنے پشت تنگ لایا ایرج نے پھسکی دی کہ ارہ پٹ پٹا ہوا ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اپنے  
 گراتہ کو زمین بیا اور کہیں دلم کی ہاتھ ڈال دیا دلم بھی ایرج سے بہت گلاں نہ ہوئے لکھ کر کتب دونوں کے چٹے چٹے ہو گئے  
 کہ یوں تھے کہ دھڑے اور اس گروان کراستیں چٹا کر دھڑے کشتی ہونے لگی چار چار دی کشتی ہوا کی شام ہو گئی مگر شام کو  
 غلطی نہ ہوئے اسی طرح کشتی ہوا کی جانبین سے زردی آتی ہوئے کے فزاد دودھ کے گائے آکر موجود ہوئے دلم شباط نے کہا کہ  
 کہ میں پھر لڑوں ایرج نے کہا کہ تو کھدے میں تو بہتر نہ رہی خشکیں ہاتھ سے ہوتے کہ کھانڈ لگاؤ غرض دلم نے یہ کہہ کر ایرج  
 نے پوچھا کہ کیا کہ یہ تو آنا کرک مست فلماں کشا کر دیر جاتا ہو کہ کھانے سے پھیل ہو جانا ہر طرف جٹ دیر خوب طرح کھا کھا کر  
 پھر دونوں کشتی لڑنے لگے تا ایک دو شاہہ مژدہ دیا کیا سب سے روز ایرج نے حکم دلم کا ٹوڑ ڈالا اور ہاتھوں پر اٹھا کے بالائے سر  
 لٹا دیا اور لشکاری کے چرخ دینے لگا بعد اسکے ایرج نے چاہا کہ زمین پر سے مارے کہ دلم نے آواز دی الا مان صاحب قرآن  
 آفتاب پرستان ایرج نے جواب دیا اگر تو آفتاب پرستی قبول کرے تو میں تجھے جہنم دین دلم نے کہا کہ اچھا ایک شرط میری ہر اگر اسے قبول کرے  
 اگر میں بہت حق دل آفتاب پرست ہوں ایرج نے اسے دھمک دیا کہ نہ دھمک دیا کہ نہ دھمک دیا کہ ایرج نوجوان شہر ط  
 میری یہ کہ کہ حامد بن عیسیٰ زنگی کے باغ کا کچھ زنگیوں کا انسر ہوا اسکی من میں عاشر ہوں مگر دینی نہ بخون بن چینی ایک بہت  
 سینا ہم بھی بھی تھا تو اسنے مطلق تھا تو کیا بلکہ میرے بلکہ کوئی ہر ڈالا اور جو لوگ سکے ساتھ گئے تھے انکا بھی بڑا ہلاک ہوا اور  
 ہر روز یہ خبر رستی ہر کہ اب حامد بن عیسیٰ آیا اور اب کیا ہوا کسی کا خود گدہ ہوا جب سکائے کی خبر سننا ہوں تو ہاتھ لگے کہ  
 اسلئے کہ اسکے ساتھ باغ لاکھ سوار ہوں میں ہا سکا کیا بنا سکونگا میرے ساتھ لاکھ سوار بھی ہوں سے نہیں میں ایرج نے کہا کہ تم کچھ  
 زمین میں اسے زیر کر دینا خاطر جمع رکھو سفیل اور پھر سے لایا دونوں لشکر ایک دلم نے ایرج کی دعوت کی بعد اسکے ایرج

دو لاکھ زنگی ساتھ بیکر قلہ برقان کو روئی طرف حمید اور حامد بن حمید کے مقابلے کو روانہ ہوا جب قریب قلعہ سوچا اور یہ خبر حاصل ہوئی  
 حمید کو سوچائی تو بہت برہم ہوا اور کہا کہ خیر آتا ہے تو اس نے دو دو لاکھ تو کیا ستراسے معقول دیتا ہوں اور اس ویلے کہ  
 نوجوان ہی سے لڑو لڑو لڑو یہ لکھ کر دیا کہ فوج ہماری قلعہ سے باہر نکلے موجب حکم فوج قلعہ سے باہر نکلی اور طبل جنگ بجا کر  
 اور امر ارج کو خبر ہوئی کہ طبل جنگ حامد بن حمید نے بجوایا یہ سنکر ارج نے بھی طبل جنگ بجوایا اور بھرتیاری بھی یہی سمجھ کر دونوں  
 لشکر میدان میں آئے صفوں بجالا دیے آہستہ بہتے بقیوں کے تعاقب کی بعد اس کے حامد بن حمید زنگی میدان میں آیا  
 اور مبارزہ طلبی کی اس طرف ارج فوج بھی مرکب کھچا کر مقابل حامد کے آیا لڑائی ہوئی ارج کا موریا تین قدم پیچھے ہٹا اور  
 لاکھوں قدم لپسا ہوا دونوں نے مرکبوں کو رانوں میں مسکر رہا بلکہ کیا حامد کی نگاہ جو چہرہ ارج پر پڑی ایک آفتاب جلوہ گر  
 دکھا آنکھیں جھری کر کے لگیں حامد نے حیران ہو کر پوچھا کہ ایوان تیرا کیا نام ہے ارج نے کہا کہ تمکو ارج فوج ان کہتے ہیں حامد  
 نے کہا کہ غیر میں سے تو تیرا نام سنا تھا ابھی تمکا کہ ارج فوج کوئی بڑا سپہ سالار زمین دست اور قیادہ ہو گا مگر واہ واہ اسی قدر قیادت پر  
 دھری ہو اور آنکھیں اتنے پانوں پر اپنے کو صاحب قمر قلن کہتا ہے ارج نے کہا کہ تیرا اس کب سے کیا حاصل ہے جب ہاتھ اٹھاتا ہے  
 آپ ہی معلوم ہو جائیگا کہ کون توی ہو اور کون صفت حامد نے کہا کہ اچھا لاہریہ اپنا ارج نے کہا کہ پہلے ہی اپنا ہر ملہ نکال چھوڑیں  
 اور کرو لڑو لڑو حامد نے ارج پر نیزہ مارا ارج نے نیزہ اٹھا ہوا تھا کہ دیا حامد نے تلوار ماری ارج نے تلوار بائیں ہاتھ کی پکڑ لی کہ میں  
 ہاتھ بڑھائے زور ہو سکے مرکب دونوں کے منجھ بیٹھ گئے دونوں کے دونوں گھوڑوں سے کود پڑے کشتی ہوئے لگی چار شاہ رنہ  
 کشتی ہوا کی پانچویں ہزار ارج نے آسکر زبرد کیا اور کہا کہ میں آفتاب پرستی قبول کر گئے کہ کہ ایک شہر سے ارج نے کہا کہ وہ شہر  
 بیان کر حامد نے کہا کہ میں دختر کیوان فلک نعمت ملک چہر پر عاشق ہوں اسے دلواد بھی زمین اپنے لشکر میں آفتاب  
 پرست ہو تم مولی ارج نے کہا کہ میں بری ہو رہا ہوں دلواد لگا کر اپنی بہن کو ولیم کے ساتھ منسوب کر دے اس نے کہا کہ اب ہم  
 مخالف ہو غرض ارج فوج ان کے تمام قلعہ اور شہر برقان کوہ کو آفتاب پرست ہیں اور شادی ولیم کی رہ نکلے بانو کے ساتھ  
 گودی بعد اس کے نو لاکھ زنگیوں کی محبت فراہم کر کے حامد بن حمید کو بادشاہ کی تخت زندگاری پر بٹھایا اور فوج کثیر نو لاکھ زنگیوں کی  
 اپنے ہمراہ لیکر بعد کردہ جانب ہفت منظر سلیمان کے روانہ ہوا

اب بیان سے حذر کے داستان طرماسپ کے بیان کے جاسے من

کہ طرماسپ جو نور اللہ ہر کے احم سے زہی ہو کر بھاکا تھینڈا اسکو لیکر علی العبد ایک سحرے پر فرما میں سوچا اور گھانس جوسکا  
 مرنے جرنے ایک پتھر سے پڑا ہوا طرماسپ زمین پر تھا اور گرنے ہی بے ہوش ہو گیا ہوش جو آیا تو اپنے کو ایک صحرا میں پایا کہ  
 جہاں تک نظر کام کرتی جو سولے صوا کے نور کی نظر میں آتا کہ زخم سے خون جو علی اتصال جاری تھا وہ بند ہو چکا ہوا طرماسپ  
 اٹھ کر بھاگ لپک رخت پر پڑے بٹھے جوتے چڑھے چلے جاتے ہیں اور سنے ایک چہنڈہ آب پر پہلے زخم لینا دھو یا بعد اس کے دھو  
 پکڑ کر اپنے زخم میں ٹانگے ٹانگے بعد اس کے گھنٹے کے کو کر ڈالیں اسکا درست کو کے اسپر سوار ہوا اور ایک گھوڑی میں سوچا وہاں  
 کھانا کھانا باز بندار سے وہاں کے جا کر طاقت کی پوچھا کہ کوئی شہر ہی بیان سے قریب ہو اسے کہا کہ ان شہر شہر قریب بیان سے  
 ہوش رہے کوس جو غرض کوئی دو بار روز و شبان قیام کیا جب زخم کچھ اچھا ہوا تو جانب شہر شہر قریب روانہ ہوا جب داخل شہر ہوا  
 شہر کو نہایت آباد و شاد پایا ایران شاہی کا پتا پوچھا سوار ہوا پکا پکا کہ شہر سے آکر کے بلنگا کے اندر چلے کا قصد کیا وہاں  
 نے روکا اس کے اس نہ سے ملا پوچھا کہ شہر سے آکر کا طرماسپ بے تحاشا ایران شاہی کے اندر چلا گیا کہ مشرق شاہ  
 تخت پر بیٹھا ہر سرداران غریب لفران سپاہ گردا گرد اس کے تنگ میں طرماسپ پکارا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر کہ جو سر اعظم  
 آفتاب تابان کو برقی جانتا ہو مشرق شاہ خیر ہوا کہ پہلے دروازہ باز ہوا کہ پہنچل و شور ہوا کہ اسے دربان کو فائدہ اٹھانے کے



طر ماسپ کو دیکھا کہ اندر گیا اور بطریق آفتاب پرستان سلام کیا پوچھا کہ اگر عزیز تو کون ہے کہ بارگاہ میں بے لطمہ آید اور ان  
کو ازاد کر دین آفتاب پرستی کا نام ہے تو ایسا کسان کا زبردست ہے جو ایسی باتیں کرتا ہو اگر تو سوداوی ہو یا جو لانا بھلائی کر دینے  
جو کائنات سے بھگت خدائی میں ڈالنے کے طر ماسپ نے کہا کہ سن اے بادشاہ ہم میرا طر ماسپ بن کر اس بن غنوقیل دیو پروری و رنن  
بالتخصیص میں رہتا ہے آفتاب پرستان نظر کر دے پیر مطلب دوران صاحبقران آفتاب پرستان یا سرج نوجوان کا آباہری کو بھگت  
آفتاب پرستی کی جانب ہدایت کر دین اور میں ہنوسے سیرہ حمزہ کے زخمی ہو چکا گیتا بیان لیکر نکل آیا یہ نقرہ شکر شرق شاہ  
اور میں ہم ہوا اور پکا کر کاسے جلد سے گرتا کر دوسو دانی ہو گیا ہر بھگت آفتاب پرست کو نے آباہری بھگت شکریت سے دگ  
دور ٹپے طر ماسپ انکی جانب تھلا دیا وہ بہت سے لوگوں کو قتل کیا دھش پر دھش گرا دی جیسے سا طور ملا اسکے دو ٹکڑے تھے  
ایک ٹکڑہ چار یا شرق شاہ نے دیرینہ گت لکھا بارگاہ سے باہر نکل آیا تخت پر سوار ہوا پالیس ہزار سوار اسکے ہمراہ میں سب بھگت  
اسکو گھیر لیا چاروں طرف غلغلہ مچا کہ ایسا اس مرد و کو طر ماسپ بھی خوب ہی لڑا رہا ہوتا تھا ایک بہت سے لوگ طر ماسپ کے ہاتھ سے  
مارے گئے اب بھگت تماشہ ہو رہا ہے کہ بازار میں لڑائی ہو رہی ہے دکاندار دکانوں میں ایک شور مچا رہے ہیں راہ گیر الگ علی  
رہے ہیں قندو طر ماسپ کا بھگت گرا دی تو لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ کوئی دیو زادی ہے جسے کہتے ہیں کوئی رتس ہے جسے جو بہت  
میں دیکھا ہے میں کہ دیوتا میرا میرا ہی کیجیے ہم تو آپ ہی کے ہیں واسطہ بھگت ان کا بھگت قتل نہ کیجئے اور طر ماسپ برابر سا طور  
مار رہا ہے جیسے پھل پڑ گیا اسکے دھڑی گڑے تھے جیسے سبز پڑ گیا اسکا بھیجا پاش پاش ہو گیا کسی محلے سے کوئی ہاتھ نہیں نکلتا کہ ہاتھ  
کو بھگت کر کمان جائیں کسی محلے میں کل آل محلہ ایک جگہ مجتمع ہو گئے ہیں کہ وہ بلا اور مرے تو اسکو مارنے کے ایک ہزار تھم شہر میں  
ہوا ہوا جس طرح مست ہاتھی سے دگ بھاگتے ہیں اس طرح طر ماسپ سے لوگ گریزاں ہیں میں طرف طر ماسپ نکل جانا اور  
الاش پر لاش گرا دیا ہوا اور ایک ٹل ہوا جانا ہے کہ میان وہ طر ماسپ پہنچا ہوا ہے گو گوگ بھگت بھگت مار کر تر جبر ہو گئے ایک لم تھلا  
ہو گیا آدمی پر آدمی گرنے لگا لیکن طر ماسپ نے جو بہت سے لوگوں کو قتل کی اور ایک سان آٹھ ہتر تک لڑا کیا تو اسکے زخمی ہونے  
تو شکر خونی بہت جاری ہوا اور غش طر ماسپ ہو گیا عیار دن نے کندیں اور کرکڑیاں طر ماسپ تو بیوش نظامی سی حالت میں  
مغل وزیر خیر میں گرفتار کر لیا شرق شاہ نے حکم دیا کہ اسے زندہ انجانے میں تیرا اور شب لاشیں اٹھا کر دن کر دے بھگت کے کھلا گیا  
دوسرے روز صبح بارگاہ میں آکر بیٹھا تھا اور حکم دیا کہ جلتا میں قیدی کو دلو میں اسے قتل کر دینا دیرینہ بات تھانہ باندھ کر دھش کیا کہ  
اسے دینے دیجئے اور اسکے زخم کا علاج کرایے کیا کسی دکان میں اس سے کوئی کام لکھ لکھا نہ اس کے لیے تعویذ بھی اور تاکید فرمائیے  
کہ کسی طرح کی تکلیف اسے نہ پہنچنے پاسے کہ خداوند علیہ السلام دعا در کہم طے میں دینے کے کہنے سے بادشاہ خاموش ہو رہا تھا  
اس کے زخم کا علاج شروع کیا جب زخم سا اچھا ہو گیا تو شرق شاہ نے اسے بلایا اور کہا کہ اے طر ماسپ میں لقا پرستی اختیار کر  
طر ماسپ نے کہا کیا خوب ہیں ایسے دین روشن کو بھگت کر اس بھگت کے لقا سے بے بقا کو سجدہ کر دین مجھے یہ امر ہرگز نہ ہو گا مجھے  
مرگ گوارا ہے اور لقا پرستی منکر نہیں شرق شاہ نے کہا کہ خبر سے قید خانے میں رکھو بھی اچھا طر ماسپ کو پیر حسب الکمل شاہ  
قید کیا مگر کھانا پانی شراب و کباب وغیرہ سب اچھی طرح پہنچا رہا چند ہی روز گزرے تھے کہ ہر کار دنی نے آکر دھش کیا کہ  
شرق شاہ بادشاہ طلاق سکندری سکندر شاہ عا و اور سعادت شاہ بن سکندر فرج کثیر ہے ہوتے تھے تھرا تھرا ہے جسے  
شکر شرق شاہ کانپ گیا اور اپنے وزیروں سے مشورہ کرنے لگا کہ میں تو سکندر سے ہرگز متاثر نہیں کر سکتا اب تمہاری  
کیا رائے ہے ہر بھگت چلون یا ندو بند ہو جاؤں اکثر نے قلم بند ہونے سے بھاگنے کو پسند کیا اور کہا کہ خداوند اسکی فرج ہوئے  
کو بھیلنے کا گیند جانتی ہے وہ میرے قلم ہاتھ سے جانا رہے گا پسندوں نے قلم بند ہی ہرگز پسند کیا اور کہا کہ خداوند یہی تاکہ اسے جانے لگے  
دل کا واسطہ تو نکل جائیگا بھاگ جانا تو مردی و مردانگی کا نام ڈوبنا ہے مگر ایک وزیر جو نہایت ہوشیار اور ذہین اور تھا

غرض کہ اگر طرماسب کو زندہ خانے سے طلب کیجئے اور اس سے کہئے کہ وہ سکندر کا مقابلہ کرے اگر وہ مقابلہ کرے تو اسے چھوڑ دیجئے اور اگر وہ حریف کو مارتے تو اس کا دین بھی قبول کیجئے مشرق شاہ نے کہا کہ اچھا بلاؤ طرماسب کو آجھ طرماسب کو زندہ خانے سے طلب کیا جب وہ آیا تو اس سے کل کیفیت بیان کی اور کہا کہ اگر تو سکندر سے غلبہ کیا تو میں دین آفتاب پرستی قبول کرونگا طرماسب نے کہا کہ ان میں سکندر عادت سے لڑوگا آپ نہ بھڑکیے اور نہ کوئی تشویش کیجئے مشرق شاہ نے حکم دیا کہ آہنگریں کو بلو اگر قید اسکی کو تو طرماسب نے کہا کہ وہ اور شاہ کچھ آہنگریں کی حاجت نہیں ہے یہ سب کمال قیدی تھے لیکن ان کے نوڑ ڈالے مشرق شاہ بت خوش ہوا طرماسب کو حکم کر دیا لباس فاخرہ سنا یا دوسرے ہی روز خبر آئی کہ لشکر سکندر عادت کا آہوئے طرماسب نے کہا کہ کچھ مردانہ نہیں ہے ختم بھی لشکر اپنا یا ہرنگا تو مشرق شاہ کا بھی لشکر ہلکا اور ہلکا سا تھا درشاہ میں جس جنگ بجا اور مشرق شاہ کے لشکر میں نقارہ زری نواز میں آیات بہر ہفتون لشکر میں بیانی رہی پہنچ کر دونوں لشکر سرکہ آگے بڑھائی ہندو ہوتے صفوں جلال و جمال آراستہ ہوئیں لقبوں سے نقاب کی اور سے سعادت شاہ اپنے آپ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا اور سے طرماسب مشرق شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا سعادت شاہ کے سامنے آگے لگا ورنہ ہوا بعد لگا ورنہ کے سعادت شاہ نے پوچھا کہ تو کون ہو نام و نسب اپنا بیان کر اسنے کہا کہ مجھے طرماسب بن طماس بن غنقول دیو پرور کہتے ہیں میں صاحبقران آفتاب پرستان امیر جوان کارین حامی ہوں اسنے کہا کہ طرماسب دین لقا پرستی اختیار کریں مجھ کو اپنے لشکر لائی کرونگا طرماسب نے کہا کہ سعادت شاہ پہلے میں بھی لقا پرستی ہی تھا جب میں نے دیکھا کہ وہ لائق خدائی اور قابل پرست نہیں ہے تو میں نے اس پرست کی اور دین آفتاب پرستی قبول کر لیا کہ سعادت شاہ نے کہا کہ ہاں یہ کہہ کر تو لقا کو بڑا جانتا ہے میرا معلوم ہے بایکا اور جو جہنم ہے پاس ہوا طرماسب نے کہا کہ تو پہلے وار کرے تو میں جہنم کو لگایا۔ مشنکر سعادت شاہ نے نیزہ و مالطرماسب نے بند اول ہی میں ہوائی کر دیا سعادت شاہ نے تلوار داری طرماسب نے وار بجا کر تلوار اسکی کھڑکی زور ہونے لگے مرکب زہیٹ کے جل مٹھ گئے دونوں گھوڑوں سے کود پڑے کشتی ہونے لگی طرماسب نے قریب شام آسے زیر کو کے قید کر لیا دوسرے روز سکندر خود میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا طرماسب نے اسکا بھی مقابلہ کیا شام تک مقابلہ رہا آخر کار طرماسب نے اسے بھی زیر کر کے قید کیا صبح کو دونوں کو اپنے اپنے طلب کیا انھوں نے سنا سنا تھے ہی بطرق آفتاب پرستان سلام کیا طرماسب نے انھیں بٹھایا اور دست لقا اور دھت آفتاب پرستی بیان کہی مشرق کی اور کہا کہ اگر تھے آفتاب پرستی اختیار کی تو فیادار نہ میں زمین زندہ بچھوڑونگا یہ لشکر وہ دونوں بھی آفتاب پرست ہو گئے اور مشرق شاہ بھی آفتاب پرست ہوا سکندر عادت کے بکا کر اپنے تمام لشکر آفتاب پرست کیا اور طرماسب کو شہر نطق سکندری میں لے گیا دو خوش نصیبت کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا غرض طرماسب میں لاکھ سوار اور سوارے اپنے ہمراہ لیکر خدمت امیرج نو جوان میں روانہ ہوا کہ

لیب بیان سے چند کلمے داستان اس درویش کے حال میں بیان کیے جاسکے ہیں کہ جسے ملکہ نمر جبر کی تصویر نورالدین کو دی تھی اور نورالدین ہرے اسے اپنا خیمہ دیا تھا کہ تو لشکر اسلام میں اسنے لے لیا کاتبان حکایت عبرت آیات و محالان مفیدین میرک نشان کو صفحہ قرطاس پر یوں تحریر تسلیم کرے ہیں کہ جب وہ غیر اس خیمہ کو لیکر جانب لشکر اسلام ہوا تو صبح جلد جلد مراحل کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ سنت جود لباس بقرانہ بنے ہوئے ایک جانب سے ہٹا ہونے اور دوسری طرف سے خیمہ کو کہیں میں بیٹھے ہوئے اپنے پیچھے سے لگاے ہوئے چلا جاتا تھا ان چوروں نے یہ خیال کیا کہ معلوم ہے کہ اس شخص سے پاس کوئی نایاب چیز ہے جسے چھپاتے ہوئے چلا جاتا ہے





































مرغیوں کا حساب نہیں اور اسی طرح جب قصد جانے کا کرنا تھا مگر میں حمید کی مانع ہوتا تھا اتفاقاً کہ وہ کہہ تہ بیرون کین مگر طوطہ کسی  
 طرح ہاتھ نہ آیا اسی طرح کمال متروک ہوا اور کمال طوطہ تشویش لاحق مال جوئی شاہو شیر دل سامنے کھڑا ہوا تھا اس سے اسی طرح  
 نے کہا کہ شاہو شیر دل تو طوطہ کی طرح شہرہ پر اور اس کی ادہ دے بھی بڑی بڑی جواب دہاریاں کی ہیں تو بھی شاہو شیر  
 دل کا گلاب تک کوئی عیاض نہ کی شاہو شیر نے کہا کہ آج تک میں نے نہیں بھالا ہوا ارشاد فرمایا ہے اور جو حکم دے گا وہی بھالا دے گا  
 نے کہا کہ شاہو شیر اگر تو کیوان کو بکڑا تو میں بہت خوش ہوں شاہو شیر نے کہا کہ بچے کیوان کو بکڑی بڑی بات ہے اگر کیوان کو  
 نہ لاون تو آج سے عیاضی کرنا چھوڑ دین اور نام عیاضی کا سنوں اور خداوند اپنا نام شاہو شیر نہ رکھوں یہ کھرا اسی طرح سے رخصت ہوا  
 رنگ دروغن عیاضی اور کل سالان شب دی میا کے رات کو طوطہ کے سامنے آیا اگر کیا بکھتا ہے کہ بہت بڑی بڑی شعلیں  
 جل رہی ہیں اور فیصل در پریمج میں چراغ نور منار میں حرد حرد کر رہی ہیں چاروں طرف بالائے قلعہ طلا بھر رہا ہے اور ازبیدار ہیں  
 ہشیار باش مافز باش کی بلند ہر طرف جاگ موری ہے اور سوارین زرہ پوش چاروں طرف گردا گرد قلعہ توڑے بندہ توں کے کھانگاسے  
 جوئے بندہ فین کا نہ چون پرستے ہوئے ٹیکہ بھر رہے ہیں غرض چاروں طرف قلعہ کے بھر کسی طرف سے راستہ نہ پایا کہ کندہ مار کر  
 اور برعکس آؤ کارو شاہو کسی نہ کسی طرح لب غنہ تک پہنچا اور مشک کو بھلا کر پیٹ سے رکھ کر شادی کر کے مار گیا اور قریبی  
 کے راستہ سے داخل قلعہ ہوا صورت کو جل کر رات نو سیر کر دی صبح کو ایک فقیر کی شکل بن کر شہر میں پھر شروع کیا جائے  
 ورنہ راست اور خواجگاہ کیوان و فیروز کو درانت کیا شک ہے جو کیوان اپنی بارگاہ میں جا کر سوا شاہو شیر نگاہوں کو تہیوش  
 کر کے سر جانے کیوان کے آیا اور اسے بھی تہیوش کر کے قلعہ کے کندہ میں گرفتار کر کے دہان سے لے نکلا اور اسی شہر سے  
 راستے سے نکھر کر اسی طرح کا راستہ لیا جب بارگاہ و اسی طرح میں داخل ہوا تو اسی طرح نے پوچھا کہ شاہو شیر بارگاہ سے غرض  
 کیا کہ مضمون کے اقبال سے شہر میں رہا کیا اسی طرح نے کہا کہ کیوان کو لایا آئے غرض کیا کہ لایا اور شہرہ سامنے  
 اسی طرح کے رکھ دیا اور اسی وقت گروہ شہادے کی کھوکھلیاں اور رفع تہیوشی دیا کیوان کی مچھلیکائی کی کھوکھلیاں گئی دیکھا کہ شعلیں  
 بندہ ہی ہوئیں سامنے اسی طرح کے میٹھا پر اندر گھیاں اور خوار جمع میں خیال کیا کہ تو یہ کیا برا خواب کیا ہے اور تین یا چار بکھین شاہو  
 کہا کہ اے کیوان تو خواب سمجھا ہے اسے یہیں بیداری ہے میں نے قلعہ سے پکڑ لیا چون یہ بارگاہ اسی طرح جو یہ آواز جوکان میں گئی  
 جلدی سے آتھ میٹھا اسی طرح کو سلام کیا اسی طرح نے کسی جو اپنے گھر بیٹھے کو دی اور حکم دیا کہ شاہو شیر اسے کھول دے شاہو شیر نے  
 قلعہ باہر کندہ کھول دیا صحت عیش برپا ہوئی شراب کا دورہ شروع ہوا اسی طرح نے ساتھی سے کہا کہ کیوان کو بھی ہام دے جا  
 اسکے کیوان سے کہا کہ اے کیوان میں سنہ تھے اس لیے طلب کیا ہے کہ تو اپنی بیٹی کو شاہزادہ زنگبار عابد بن حمید کے ساتھ منسوب  
 کر دے کیوان نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ یہ زوجہ آفتاب پرستان میری ایک بیٹی تھی جسے شاہزادہ عالی قدر نور الدین کے  
 ساتھ منسوب کر دیا ہے دوسری بیٹی کمان سے لاون جو شاہزادہ زنگبار کے ساتھ منسوب کر دین اسی طرح بہت غصہ بنا کہ جو ان  
 بکا را کہ وہ دلم شاہ طوطہ سے پکڑ کر کھانے دلم شاہ طوطہ کیوان کی بان بکھلی چاہا کہ اسی طرح کے قدموں پر کہے دلم شاہ طوطہ  
 کر میں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا چاہا کہ اسے چروٹے کیوان بکا را کہ میں نے قمر خیر کو شاہزادہ زنگبار کے ساتھ منسوب کیا اسی طرح نے کہا  
 کہ اے دلم شاہ طوطہ یہ اپنی نرا کو بیچ گیا دلم شاہ طوطہ نے اسے زمین پر رکھ دیا کیوان اسی طرح کے قدموں پر کہہ رہا اسی طرح نے خطا کیا  
 کی معاف کی کیوان نے فون جان سے نوشتہ تھک دیا کہ میں نے بخوشی قمر خیر کو شاہزادہ زنگبار کے ساتھ منسوب کیا اور اگر کوئی  
 اور دعویٰ کرے تو باطل ہے اور میرا بیٹی اس نوشتہ پر ثبت کر دی اسی طرح نے کیوان کو رخصت کیا کیوان بکھیم گراں بادل بران  
 قلعہ قمر خیر کو چلا اور میان کا حال سنے کہ قلعہ میں کراہم ہر طرف غل شور مچا رہا ہے کہ کوئی کیوان کو پکڑ لیا اور سوا سے عیاض  
 اسی طرح کے یہ کام کسی کا نہیں ہے ورنہ نہ سہوں کو سلی دی اور کہا کہ میں ابھی خبر منگواتا ہوں اور اسی وقت ہر کاروں کی روٹ کر



ہر کام بدورت بیکر شکر ایرج میں آئے اسوقت سوچے کہ گوان سیاست پوری تھی ناما دیکھا کہ نالیکل نشہ مسکر  
 ہو رہا چشم تراب تھو کو چلا اٹھائے راہ میں ہر کاروں سے اگر سلام کیا عرض کیا کہ سم تو اپنی خبر کو آگے تھے آپ نے بہت خوب کیا  
 نوشتہ دست کر جان بچائی غرض کیوان داخل تھو ہوا کل حال وزیروں سے بیان کیا سب نے عرض کیا کہ حضور یہ بڑا بکا غلام  
 آپ میرے گئے اگر شاہنشاہ ہوش میں ہوتا تو اس سے کچھ نہ بن پڑتا مگر افسوس کہ وہ باطل بیہوش ہوا اسے اپنے بیٹن کا ہوش نہیں دیکھیں  
 عمر و صاحبقران کو اب نامہ لکھا ہو چکا ہو گا وہ آتے ہی چو گئے کیوان تو صبر کر کے چکا ہو رہا اور ایرج سائے ہفت نشتر کے  
 جلا دیو فلساں شکار کو گیا تھا مگر عمر و کو ساتھ لے ہوئے نور الدین کو بھی دیکھ رہی تھی کہ گرد و غبار کا تھنٹکا اور عطر آفتاب پکڑا ہوا  
 پہلے عمر و نے ملکہ سے کہا کہ ایرج بہت ہی خوبصورت آدمی ہے ملکہ نے کہا کہ عمر و یہ سچ ہے مگر سوائے نور الدین ہر کمال حسینان  
 عالم میں بھائی اور باپ میں عمر و نے لکھا کہ جہاں در جہاں اور ملکہ نے بھی جو ایرج کو دیکھا کہ بہت حسین بالائیکین سچ ہے دیکھیں کہا کہ حسین  
 عمر و کی عمر نور الدین کے حسن کو کہیں پاسکتا ہے لہذا جب تخت حامد بن محمد زنگی کا سامنے آیا تو ملکہ نے کہا کہ عجیب قبیل زنگی کا  
 سید روکھ جینی اچل چشم بڑا سادہ ہونے ہوئے ہونے پر زور دیندہ دیکھتے ہوئے ترسے بال اس طرح ملکہ نے سوئے کہ جس طرح  
 سید بھائی بھائی کی بڑی اچھی ہوئی دست پائی ہے بڑا بڑا چار کے نام سے بہت کر شکر ملکہ نے دیکھتے ہی اٹھ کر کے  
 شہر پہنچا اور کہا کہ خواجہ یہ ایسا قباکون ہے عمر و نے کہا کہ اسے ہی میرا عاشق ہو چکا ایرج اسی کو ساتھ لے گیا تھا کہ ایرج  
 تھو اس ہوئے پر بھی گرائے یہ لکھا تھا کہ کئی اور خواجہ سے کہا کہ خواجہ سوائے نور الدین کے مجھے اور کسی سے کچھ سروکار  
 نہیں ہے یہ لکھا اس طرف اکی جہر سے نور الدین کا باطل آنا سامنا تھا نور الدین ہر نے دیکھا کہ ملکہ اکی اٹھ کر قصد ہوتے نکلا اور  
 ملکہ دونوں باتوں سے بلاتین لینے لگی دھاتین اسنے لگی اٹھارے میں باخین ہوئے لیکن ایرج سے حامد بن محمد نے  
 کہ کہ اور جہاں آفتاب پرستان ملکہ بھی نوادہ چوٹی تھی نیچے دیکھتے ہی اس طرف جا بیٹھی اتنے میں ایرج سے ہر کاروں  
 نے کہا کہ ابو حرا و عشاق مینے ہوئے ہیں اور نور الدین بھی جو ایرج جیسے کر بہت غصہ بنا کہ ہوا اور کہا کہ باخین جان  
 میرے لشکر کے بادشاہ کا گزرمہ وہاں کوئی دوسرا شخص کا کر نہیں کیا جاہل ہے میں ابھی سب کو جا کر شائے دیتا ہوں یہ کہہ  
 اس طرف چلا کر دیکھا تو واقعی بہت سے عاشقین مجمع میں شعر عاشقانہ پڑھ رہے میں نہایت غصہ آیا کہ سب میرے بادشاہ کا  
 مشوق کر دیکھنے آئے ہیں پس کہا کہ اگر وہاں ایک کوہ لکڑیاں سے شایا ایک غار لکڑیاں لکڑیاں سے آیا ہے ایک ایک  
 ہر تاج ہذا اسکو سزا دے مگر وہاں کے بھوت بھانے پر سب کے سب اٹھ کر بھاگے یہاں تک کہ ایک ایک کو کورٹے  
 اڑا ہوا نور الدین کے پاس آیا دیکھا کہ قہقہہ ہوا بیٹھا پوچھتی تھی کہ بندہ کی جوتی شہزادی پر امن لگا میں نے جوتے بڑے پاس رکھے ہوئے  
 ایک شہزادی تھی لکھا ہوا ہے ہاتھ میں آٹا عشق چہرے سے جہاں اپنے سیکل سے باہر نکلا ہوا ایک شہزادی کی جہاں کے سامنے میں بیٹھا ہوا  
 ہفت منظر کی طرف دیکھ رہا ہے ایرج نے سلام کیا نور الدین نے جواب دیا کہ بھلا کرے ایرج نے کہا کہ میری ظہور کے لیے یہ  
 یہ حال بنایا ہے غارک دینا بنا ہے جانتا ہے یہاں سے کہ میرے لازم کا اس بیان ہوا کہ اگر انھیں تو سن کر آ رہا ہو گا تو نور الدین  
 تو بہت عشق ہے ہوا دیکھا کہ خبر نہیں ہے باطل خاموش ایرج کی تیز انیان میں رہا ہوا آخر سننے سننے آتا کہ ایرج  
 نے ہماری دوستی اور اشنائی بالکل بھلا دی جو مجھیں ہمارے گھارے رہتی تھیں اسے باطل لے گیا کہ ایرج  
 نے کہا کہ نور الدین سب سچ ہے مگر قہر نہ مانوس سب سے زیادہ سخت ہے قہر چہرے لازم کی مشوق ہے اس کا نام ہے  
 مجھے گوارا نہیں ہے کہ کوئی کہہ شخص بیان مجھے اور قہر چہرے نظر آئے علی الخصوص مختار بیٹا تو اسے بھی زیادہ نگوار ہے اس وجہ سے  
 کہ گھارے باعث ہے جنہی تصور ہو کہ یہی تو کہیں کہ نور الدین سر حامد بن محمد کی مشوق پر عاشق ہو کر بیٹھا ہے یہ سنگ مجھے  
 کسی طرح گوارا نہیں ہے کہ تم بیان سے اٹھ جاؤ نہیں بہت ایذا پہاؤ گے یہ سنگ پہلے تو نور الدین کو غصہ آیا کہ یہ سوچ کر غصے کو

ضبط کیا اور نور الدین کو عاشق ہو کر دلدار ہو گیا۔ یہی غصہ بکار آج ہرگز غصہ نہ پاسیہ اور جو عاشق آئے گئے نور الدین  
 عاشق نہ تھے عاشق عاشق تھے کہ انداز کے تحمل بنو سکے کہ نور الدین سے نہ باہر جانور کے جاوازا ہونو تھا یہ شوکر ایرج  
 سے اتنا کہ ایرج بن بھکر نہایت اچھا اور بات و بات میں سمجھ بھگتا کر گمان میرا غلط ٹھہرا اور فسوس ہو کہ کہاں درج  
 پاسی اور نور الدین مروت نکلا کہ سلطان میرا پاس نہ کیا اسے نہ کی کے لیے مجھے اٹھا ہوا اور ہم نور الدین سے نہ اٹھنے جو رہیم ہینگ  
 نہایت قدم کو سے محبت میں ہیں رہنے جان سے جائینگے جان سے نہ جائینگے یہ کہہ کر دے لگا اور دیوانہ وار محبت منظر کی  
 طرف دیکھنے لگا بس یہ کہ ایرج نے دیدہ و دانستہ ایک کور نور الدین کے ارادہ اور ایک راوی کہتا ہے کہ ایک فتنہ نور الدین  
 کے برابر ہو گیا تھا کہ اس کے بارے میں پتہ نہ لاسکا اچھا نور الدین کے بڑا نور الدین کے ہون میں انسو پیرا یا غصے کو ضبط کر کے  
 آسمان کی طرف بنگا دیاس و بھکر چپ ہو رہا کی ایرج نے پھر کور اٹھا یا کہ نور الدین سے کہ دفعہ ایک غمرو بلند ہوا کہ  
 آفتاب پرست خبردار کیا کرنا ہو اس طرح غفلت کا پردہ آنکھوں پر ڈالا کہ کچھ سوچتا ہی نہیں اسے کیا تو نہیں یہی شاکر بن  
 حمزہ صاحب قرآن زینت لشکر اسلامان فرزند شائزادہ بدیع الزمان کی قسم پروردگار کی بات کو نہ سمجھتا کہ وہ انوکھا اب  
 ایرج نے شکر دیکھا تو دیکھا کہ چالاک بن عمرو کی کہنے لگا کہ ای چالاک مجھے ڈرانا تو میرا سوخت نور الدین پھر جانا ہوں ہے  
 ایمان سے تو اٹھا جاو نہ بیشک میرے باج سے ایذا ہو چکی یہ کہہ کر اپنے دل میں کچھ سوچا یا گیا دوسری روایت یہ ہے کہ  
 شیرنگ بن عمرو نور الدین کو ڈھونڈتا تھا ہر محنت منظر بنایا تھا شائزادے کو بغیر دیکھا اور ہاتھ اسباب لگا سنا دیا کہ اٹھا  
 اسے ایرج کو منع کیا غرض ایرج تو چلا گیا اور یہ روایت سے صاحب قرآن بن روانہ ہوا لیکن وہ حرفی نقش فراق و فراق  
 جو اشتیاق سورہ بیدار سپر بن ہر کہ فرجیر محنت منظر سے ایرج کی جنت دیکھ رہی تھی کہ یہ محبت ایک ایک کو مل رہا ہو  
 جو لوگ تون سے بیٹھے ہوئے تھے بھگتے پلے پلے ہیں کر جب نور الدین کے پاس پہنچا اور سپر کور اٹھا یا تو نگاہ ایرج کو گھبرا  
 نکلی کہ ای اللہ اس مرد سے ہرگز نہ رانی کجی تو نے آسمان پھینک دیا اور یہ ہوا ثلث ہو گیا اس دورے مار سے نہ زور اٹھا یا تو نہ  
 اس کے زور کو نہ جانے اور ہاتھ سے کل کر گر زمین پہلے نہ کیا کہ حضور و علیا ایسے کزور میں آج سے سیکے لڑے کہ ایک  
 شاخ تک اسکی نوڈ والی کہ اسے پیرا دھر کا رخ نہیں کیا ملک نے کہا کہ صاحب تعالیٰ عجب باتیں ہیں اسے جب وہ ہو شیار  
 بھی جوت انھیں نو خدا جانے کی ہو گیا ہو وہ تو اپنے ہوش میں نہیں ہیں جو یہ موافق نہانا ہوا ویر کہ میں نے ملتا دیکھے  
 کہ فلک کی ایک دکانا ہے اسے وہ نو بیت صاحب غیرت میں ایسا نہ کہ یہ محض انھیں بھی کو شام بیٹھے اور وہ فیت میں اگر اپنی جان  
 دیر میں اسے انکا ہستی کوئی نہیں آتا کہ نہیں بچاے او یہ مد کا تو ہی انکی جان کا گمان ہو کر سلی سے رہا کہ یہ کہ تم کڑھو نہیں  
 دیکھو تو خدا کیا کرنا جو اسی شاخ میں شیرنگ یا چالاک نے ایرج کو ڈھسا اور ایرج ملا گیا اور ملک بھی اٹھ کر ملی گئی اس لیے کہ وہ  
 کے آئے گا وقت قریب تھا اب سچے کہ شیرنگ جو لشکر اسلام میں ہو چکا حمزہ صاحب قرآن نو شکار کے پلے گئے تھے  
 بدیع الزمان سے کل حال نور الدین کا بیان کیا بدیع الزمان حال فرزند کا شکر نہایت ٹھیکس ہوا اور اسی وقت اسے نظر  
 اور فوج سمیت ہفت ہفت منظر کی طرف روانہ ہوا جب امیر بھکر لشکر میں آئے بادشاہ اسلام نے کل کیفیت عرض کی صاحب قرآن  
 نے فرمایا کہ غصہ کیا آئے کہ بغیر میری اجازت کے چلا گیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای امیر بدیع الزمان کا حق بجانب ہو ایسا  
 سخت حال فرزند کا شکر کو کرنا ہے ہی اور نہ زور بھی ایسا صاحب لیاقت چلا آسکا بیجا نہ تھا امیر بھکر خاشوعہ ہو رہے ہو اور  
 سے کہ ای بھائیو بھائیو چاہے نور الدین ہر کی ملک کے لیے جلتا اسیر وقت کزور دوران لشکر کثیر ساتھ لیکر روانہ ہفت منظر  
 قضاے کار انفاقت رند گار اسدین کرب غازی بھی بارگاہ میں موجود تھا حال نور الدین کا شکر نہایت غنا و غنیمت میں اگر  
 بنگاہ سے باہر آیا تمام امیر زادے جو اسکے ساتھ تھے مثل امیر اسم بن مالک غلجی و جنہور و مرزنگ بن مرزبان و قشیل



بن قریل عدیل بن عادی قرزیل بن فرامرزا الماس بن لند حور لند حاد ابن جوران سب کے کہا کہ نئے سنا جو سرگرم  
 یزید نے بھائی صاحب کے ساتھ کیا آخر باجی خانہ میں اکثر کتا تھا کہ دیکھیں اس باجی کو سر پر چھانے کو بھائی صاحب  
 نہ مانا تو اسے پہلوک کیا کہ بھائی صاحب پر کوڑا مارا تو ہم پر مدعا کی اگر ایک کتے کے ہاتھ بڑا کوڑا نہ دے تو اسے ہون اور بیدار  
 اسکا نہ پھوڑا جو تو کو کچھ کام ہی نہ کیا کہ بھائی بڑا قزاقوں سے فتنہ بکریاں دلاں ہنکر باجی ہفت منظر روانہ ہوا اور ادھر ارج  
 نے مالک بن ملکوت شاہ کو مار لیا کہ میں ہفت منظر سلیمان بن ہون تم بد مع لشکران آؤ اور لقا کو بھی لے سنا لقا  
 لقا اور مالک بن ملکوت نامہ بڑا حکیمت خوش ہوئے اور صلاح کی کہ کوئی کس میں حمزہ کا ہے وہ جانے دیکھا بھئیہ لگا نے کہا کہ  
 آپ بن سے تباری فرماتے رات کو شیخوں اسے ہٹے نکل بیٹے ان کا فردن سے ہی کیا کہ دن بھر تباری کی اور رات کو شیخوں  
 ار کر ہفت منظر کو بھاگ گئے صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ وہ سب کا فرخا شیخوں مار کر ہفت منظر کو پیٹ گئے اور بڑا اعلیٰ سلام  
 شہادت فارم ہوئے امیر حمزہ صاحب قرآن نے فرمایا کہ خبر کا فرمایا گیا کہ ان میں بھی تو اسی طرف چلتا ہوں اس لیے کہ تم  
 بھی بغیر نور الدین کے ایک دم فرار نہیں ہو سکتے انھوں میں اس حال در ہنگامے میں کہ وہ دیوانہ محنت اور جلا سے بلائے الفت کو  
 اسکی خبر نہوں یہ کیلئے حکم دیا کہ کوچ کی تباری ہو فوج درست ہو اور لند حور کو حکم دیا کہ تم بھی ملک فرنگو شہ کو مسخر کر کے بلد چار  
 پیچھے پیچھے آؤ لند حور نے عرض کیا کہ شہر باداشیان دینار شاہزادہ عالی وقار کا تو غلام کو بھی بہت ہو مگر ارشاد عالی سے عبور  
 ہوں خبر اس شہر کو مسخر کر کے اسلام آباد کر کے حاضر ہو گا انھیں حمزہ صاحب قرآن نے جانب ہفت منظر سلیمان کی کوچ فرمایا  
 لند حور لقا فرنگو شہم نے میں ہر دہن ہوا لقا کا مال سینے کر چھپا ہوا تھا لقا کا فریب لقا تخت الشجاع کے پو غا پر روشن  
 ضمیر نے خیر وزیر بن ترکش نے در دن غلو کا بند کر کہا لند لقا کا جانب سرگز ہفت نہوانہ استقبال کے واسطے نکلا اس لیے  
 کہ سنا تھا کہ اس جو چکا ہی کہ خیر وزیر بن ترکش مسلمان ہو گیا ہو اور نور الدین کو گویاں پاس بھیج چکا ہو اسکو لقا ہے بقا  
 مسخر سے کیا مطلب ہو کر لقا نے جو سنا کہ خیر وزیر بن ترکش نے در دن غلو کا بند کر لیا نہایت برہم ہوا کہ کاروں کو خسر و  
 کے پاس بھیجا کہ جا کر خسر سے کہ تو میرا بندہ خاص لقا سے میرے پاس کیوں نہ آیا اور درمیانہ شہر کا کہ اسے بند کر لیا  
 بہت بلد حاضر نہایت چہر کار سے غلو کے سامنے روال بستے ہوئے لقا کا پیغام خسر کو پہنچا خسر نے کہا کہ اس کا ذب  
 سے کہہ دیا کہ میں تو کٹ مسلمان ہو چکا ہوں مجھے کیا علاقہ ہے میں نے تجھ کو لقا کی لقا یہ پیغام شکر نہایت برہم ہوا اور کہا  
 کہ قسم دیتے اپنی خدائی کی کہ بغیر اس غلو کے بے ہوش ہو کر بیان سے نہ ہوا لقا بھئیہ لگا نے کہا کہ میان ان بانوں کو دور کر  
 اس غلو کے لیے سے کیا مائل ہو لقا فتنہ بک ہو کر کہنے لگا کہ او شیطان زور کا غلو کا غلو فتنہ انی میں کیا دخل ہو غلو دار تو  
 میری تقدیروں میں دخل نہ دے میں نے کی ہر چیز میں یہی تقدیر کی کہ غلو تخت الشجاع کو زور لگا اور حکم دیا کہ غلو کو گھر و  
 مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ میں تو ایرج پاس جاتا ہوں میں نہیں منظر لقا لقا نے کہا کہ اچھا تم ملک میں بھی اس  
 غلو کو فرج کر کے آنا ہوں غرض مالک بن ملکوت تو کوئی کوئے جلا لقا در میان لقا نے حکم دیا کہ جلا جلا کے اسی وقت لقا  
 رزمی فوج میں آیا ہر کاروں نے خسر کو خبر دیا کہ چائی آئے کہ خیر بیان بھی لقا رزمی فوج میں آئے جو کچھ خدا  
 میرے حق میں مناسب جائیگا سو کر لیا کہ اندیشہ نہیں ہو چاہے ہوات تباری رہی صبح کو خسر و غلو بند دروازہ پر چھپا رہا  
 جاتا زور و جمع میں گولہ انداز سب نوہوں پر مستعد تھے میں مہراں دھتے لے سرخ نشان کھٹکے حساب لگائے تکی خسر و تمام  
 گولہ انداز و ق کو یہ کہ لقا انعام سے رہا کہ یاد دیا تو اس کا فر کو مار لیا شکست و سب عرض کر رہے ہیں کہ غلو غلو میں  
 ہم سب جانیں لگاے ہوئے ہیں جسے المقدور تو صرف کو غلو کے قریب پہنچے ہی نہ دیکھا کہ غلو کو اختیار دیاں یا تیرا ہی رہی  
 خیرین کہ لقا نے لقا فرج فرمایاں لیے ہوئے نہاں ہوا اور آگ کا گولہ پڑنے لگا وہ کا فر تو بکریاں کھڑا ہوا افسران فرج سے کہا





نور الدین سے پہلے ہوا جو اس کی شاخ ٹوٹی ہوئی تھی اس دن سے اس کا شین ہر کہ نور الدین کو غافل پا کر اٹھائے ہائے غم  
 اتفاقاً دندگار شاہزادہ ملک کو دیکھا کہ ہوا جو اپنے جھوٹے سینے میں اگر سرگیا ہو نہ تنگ رہتی تھی غم کے ہونے میں دہونہا کرتی  
 تھی وہ دنوں کے بعد جا کر شاہزادہ پر گرا اور اٹھا کے آسمان کی طرف بھلا نہ گھاڑا گیا ہوئے غل کرنے لگے وہ شاہزادہ سے  
 گولے چلا دیئے نور الدین کو آسمان پر لٹکا کر کہا کہ تونے میری شاخ توڑ ڈالی ہو شرط کہ تجھے یہاں سے پھینک دوں کہ تیرا بھی  
 نہ لگے تونے میری ملک کو دیوانہ بنا رکھا ہو تجھے زندہ بچھڑو دینا نور الدین جو ہوشیار ہوا اپنے کو دیو کے پنجے میں گرفتار پایا پس  
 سنا گز گیا دل میں کہا کہ افسوس صد افسوس مشق کے بدلے میں یہ کامیاب نہ ہوئے بلکہ غم جو جہان سے بھلا اور آخر  
 حسرت و بار بار سپہانی لگتی خیر جی رضی خدا کی اور دیو بالاسے ہوا لپٹے چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ ادا آدم زاد تجھے کہاں ماروں کہ  
 نور الدین اور زندہ نہ رہے نور الدین نے اپنے دل میں کہا کہ ای نور الدین سر دیو کی عقل لٹی تو موتی ہو اگر تو دریا میں پھینکے گا کہ  
 تو کیجئے بہار پھینکے گا اور جو بہار پر گستاخ تو دریا میں پھینکے گا تو ہمارا کہل استغنا کر کہ بہ دریا میں پھینکے گا اس لیے کہ گلوں میں  
 گر گیا تو بانی بن پوٹ نہ لگی اور اگر بہار پر گستاخ تو پھر یہاں سر دیو یا نیکی یہ سوچ کر دیو سے کہا کہ تو بہار پھینکے گا دیو نے کہا  
 کہ ہاں میں تجھے بہار پھینکوں کہ تو تجھ ہی جھاڑی میں بھگتا رہا ہے اور نہج جاسے میں تجھے دریا میں پھینک دوں گا کہ دریا میں بہاؤ  
 تجھے کھا جائے یہ لگو ہنسنا اور کہا کہ ادا آدم زاد تو مجھے دم تیرے دم میں نہ آؤ گا اگر میں دیو نے شاہزادہ کو دریا میں  
 پھینکے گا اور پھر کہ صفت متظر سلیمانی میں آیا اور کہہ دے کہ ادا آدم تو مجھے روز دیکھتے ہاں کرنی غنی میں اسے دریا میں پھینک  
 آیا اب کسے دیکھیں گے جو یہ کر سکتا تھا غبار غم کو کہ شگاف کیا اور کہنے لگی کہ پھر تونے مجھے کیوں زندہ رکھا ہے لگو بھی  
 کھا جا اور سرانیا زمین پر سے مارا اور پھینکا میں کھانے لگی اور پکاری کہ ادا شاہزادہ عالی وقار اگر تم منوسبتی سے اٹھو گے تو  
 بھگتو بھی لسنے پاس بلاؤ کہ بھگتا رہا ہے مجھے لگو میری زبست ناگوں ہو اور شہر بار غم ثابت قدم کو ہے محبت غم جو تھے کہ خدا کی  
 کیا جاسے لیے اپنی جان دی دی اور ہم ایسے سخت جان ہیں کہ زندہ میں ہماری جان نہیں بچ سکتی اگر لگو مجھے محبت ہو تو خدا اپنے  
 پاس بلاؤ کہ بغیر تمہارے ہرگز نہ لگ سکتا تھا کہ ہرگز نہ لگ سکتا تھا کہ ہم تمہارے ملنے میں ہماری غم سہی ہمارے عزیز کر دے کہ  
 ہمارے کہ ہم سخت جان نہ ہیں اور ہم ہمارے ساتھ دنیا سے اٹھ گئے اور ہم ہر ایک کی جاؤں بھلا خیار رہ گئے گراؤ شاہزادہ  
 ہم سخت مجبور ہیں کیا کریں کسی طرح وہ دم میں نکلتا ہماری موت کو بھی موت لگتی گراؤ شاہزادہ یہ ہم تمہاری محبت و مروت سے  
 بید تھا کہ تم یوں بے کھٹے تھے ہونے ہوئے بچے باؤگے ساتھ لیتا کیسا اپنے جانے کی خبر بھی نہ کر سکے کیسی ہوا اور وہ قضا مثل  
 اور بہار ہوتی جو سرانیا سے دے درجی ہو کثیرین لٹی ہوئی ہیں مگر ہر ایک کسی طرح نہیں مانتی ہر مرتبہ یوں سے ہی کہتی ہو کہ تم مجھے  
 بھی کھائے اسے عالم تھے اس غریب کے کہنے سے کیا ہونے لگا اور کیا حصول ہوا وہ بیچارہ وطن تواریہ ستم رسیدن دل نگار  
 بکس نہا جا غریب الدین خردن مملوم رہ جو رہ چکا ایک گوشے میں بیٹھا رہتا تھا کسی سے غرض نہ طلب تھا کیا بگاڑتا تھا  
 جو تونے اسے ہلاک کیا اور اسے مردے موندی کاٹے جہاں تونے اسے مار ڈالا تھے بھی مار ڈال اور میری بھی جان سے سے  
 جیسا تونے مجھے تباہ و برباد کیا اور میرے دل کو پھیل کر دیا اور میری اس کوڑی اور کہیں کا نہ رکھا تھا تیرا بھی وہ نہیں سننا پتہ  
 کرے اور وہ نہیں تجھے بھل کر دے یا و اللہ اب میں کیا کر دوں اور کہہ جاؤں جو اپنے محبوب کو پاؤں اور کبھی رو کر کہتی ہو  
 کہ ہمارے او شہر بار نامہ ارتم تو ہماری محبت میں جہاں سے اٹھ گئے اور جو انی تمہاری خاک میں لگتی اور ہم ایسے غم و غم میں  
 وہ جس میں کہ تمہارے فخر کو بھل نہ آسکے نہ بھی تمہاری نہ ہونے اور تمہاری توبت بنا کر وہ تمہاری نہ ہونے ہاں کہ کیا  
 دم بھی کھینچ نہیں لگ سکتا اور اس سے کہہ نہیں سکتا کہ کیا کر دوں عاشق مجاہد میں زندہ رہا  
 مجبور غم میں سخت اور آسمان دور ہو اسے بھر دے روز و صیبت ہر گز نہیں لگ سکتا شعر مراد و لیست نامہ دل اگر کویم نہاں موندی

کہ وہ در کیشم نرم کہ سزا ستوان سوزہ دوہرہ کا کہوں کا سے کہوں اور کہوں سو کو نہاں گونے کا سبنا بھویم بھی بھیاں نہ  
 فلک اس در سے مدئی نور پئی کہ در دیوار مہنے گئے اور ششے مالے بنوہ جو گئے اور تھپے پھٹنے گئے اور جان کھونے گئے روتے روتے  
 اور تھپے پھٹے گریڑی اور چوہوں جو گئی دیویران کھڑا جو ادیکھ رہا تھا اور کھٹار ہا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ ہا سنا فوسوس تفسیر کیا  
 کشتی بڑی ناہالی اور حماقت کی ایٹ کا ہے کہ زندہ رہی اور کہو کہ اسکی جان بھی ملک کے ہوش ہونے ہی اور بھی ہوش و حواس  
 اسکے ہاتھ ہوئے اور عقل بالکل مدخوہ ہو گئی اتنا ہے زیادہ حیران مضطرب و سرسبز و نوہ گروا اور آغا بیل سے مخاطب کر  
 کہنے لگا کہ اے آغا بیل ایک ذرا تو دیکھ کہ ملک زندہ ہے یا مری پھچ میں دم ہانی ہے یا نہیں یہ شکر آغا بیل نے کہا کہ اے شاہ دیوان تھے  
 مدبر و ہر ایک کہ تم اسے اٹھا کر بے سمجھے ہو مجھے بھیک اس کے باطل نہاد عقل و دانش کیا یہ بات نہ کو کسی طرح زیبا نہ تھی مگر تم کہہ آہ  
 اور بریشان خاطر نہو کہ ملک میں یہ آجائگی اور آجی ہو جائیگی کوئی بات گہرا سب کی نہیں ہے اب تمہیں مناسب بہتر ہے  
 کہ تم اسکی دلہری کرو اور ساتھ ہاتھ ہو اور خوب طرح اطمینان دلاؤ کہ اے ملک تم کھڑا نہیں اور مضطرب و نوہ گروا اس درجہ بفراری  
 نہ کرو جان کو جان سمجھو اور اس طرح بنو ہو جو کہ نہ رو اور یوں منت جان نہ کھو و اب تو مجھے ایک خطا ہو گئی میں اپنی نفس پر  
 نام و شہر سار ہوا ایک فردا اس درست کر دیا ایک عتوڑا سا صبر کر دل کو ٹھکراؤ میں اپنے کیے کو بھردھکا اور جس طرح ہو گیا  
 جاکر ڈھونڈ لیا گاہ کا آغا بیل کا سکر و طلس سے کہہ گا کہ آغا بیل یہ تو سب کچھ ہو گا اور جو کم نے کہا ہے وہ کیا ہی جائیگا  
 اسوقت جس طرح ہوئے تم ملک کو زندہ کرو یہ شکر آغا بیل نے یہ سے نکلا اور ملک کے منہ پر پانی پھیر کر یا خلو سنگھایا جو ادی د  
 آلوہ سہلے دونوں بازو کسکر ہاتھ دسے بار سے ایک غمخوری دیر کے بعد ملک نے ایک اگڑائی لی اور ہوش میں آئی  
 اٹھکر بیٹھی ہوش میں آنا تھا کہ پھر وہی بفراری تھی اور وہی کرہ و زاری اس طرح ملک ملک کر اور قہار حسین ارا مار کر دلی علی  
 کہ ہاتھ بانوں پچھلے جاتے تھے اور روئیں بدن کے ٹھسے ہو جاتے تھے اور کسی میں ہوش و حواس باقی نہ تھے یہ دیکھ کر ملک  
 آگے بڑھا اور ہاتھ ہاتھ کر نہایت ادب سے رخ کیا کہ اے ملک میری خطا معاف کرو اور جو جابے قہر وہ میں یہ نہ جانتا تھا کہ تم  
 واسطے ایسی بفراری اور نوہ و زاری کر ملک اور خدا خواست ہوں اپنے نہیں ہلاک کرو گی ایک سال صبر کر دل کو ٹھکراؤ اس سال  
 بفراری کو کم کر دو یہ شکر ملک نے کہا کہ اے دیو قلیاں اس تو نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا کہ میری جان ہی لے لی فکر کی غمی اور ہی منظر غما  
 کہ میری جان ہی جاے تو فرین بھی اب اپنی جان ہی دے نہ کھانا کھاؤ گی نہ پانی پو گی اور یوں میں روتے روتے لب اپنی جان دے  
 جب دیو قلیاں نے دیکھا کہ اب کسی طرح ملک سے کہنے کو نہیں سنتی اور اپنی جان ہی دے پر آمادہ ہو تو اور بھی زیادہ ترہا  
 ہوا اور آغا بیل سے کہنے لگا کہ اے آغا بیل میری تمنا ہے تو کچھ از بند نہیں ہوئی اب تم ملک کو سمجھاؤ کہ اپنے اس ارادے سے  
 باز میں اور کسی طرح ملک کی جان بچے اسنو مجھے خطا ہو گئی میں اپنی خطا پر نام جون اور وہ سے زیادہ شہر سار جون آغا بیل  
 نے ملک سے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملک اب شاہ دیوان غمخوہی کرنے میں اور غم غصہ نہیں چاہئے میں اے ملک صبر کرو گی کہ ملک کو ملک  
 سمجھاؤ اسقدر جیالی اور بفراری سے کیا نامہ ہو اور اپنی جان دے اور اس حرام موت سے کیا حاصل ہو بھلا کوئی بھی ہوا  
 قاتل ہو کہ اپنی جان عزیز کو یوں را جھکان کرے کیا بھوت کے بھی کوئی دنیا میں آسکتا ہے اور اگر تھے اپنی جان تراب تراب کو گی  
 تو پھر سوائے اسلے کہ تمہارے دشمنوں کی نوبل سی جان مل جائی اور ششے دھون کو ہنسی کا سو فح لیکار یہ شکر ملک نے جواب  
 دیا کہ اے آغا بیل یہ تو نے سب سمجھا اور دیکھا اور جو نے کہا سب ٹھیک ہے کہ اے آغا بیل دل کو کہو مگر سمجھاؤں اور اپنی جان کو  
 کہو مگر سمجھاؤں ہر خطا اور بفراری بفراری تھی جانی ہے اور کسی طرح جی نہیں سمجھتا ہر تہہ ہی جی میں آتا ہے کہ اپنی جان دینا  
 اور نوہ و بفراری کیے آغا بیل جب سمجھو میری ہوشی و دل کی پھر اس خطا کی آغا بیل جب خیال کرتی ہوں تو ایک  
 دھڑل ہیا دل سے اٹھتا ہے کہ میں کو جلد دنیا ہو اور ایک ایسی ہو گئی ہے کہ گویا کھیر پاش پاش ہو جاتا ہے یہ جی میں



تھا کہ کسی طرح وہ کوئی کمال نہ کر سکا اور وہ تو دنیا کا بڑا جادوگر تھا جو کسی طرح نہیں کر سکتا تھا کسی کے بچانے بچانے سے دلوں میں  
 جو اہل زمین اور ملکات جن تو ہوا  
 کیا فائدہ اس قبضہ سے وہ لب پر ہی ہو گیا  
 میں اور بیماری سے سوا دیکھا فرستار  
 جیسے یاد کیا جو اسے ایسی غیرت نظر آ رہی  
 ٹھکانا پر مراد ان جنوں سے جن ایسا  
 نیز اب کا شیشہ کی ہر اک آہ و بکا  
 جو کوئی کتا ہی نہ تھے کہ آئیگا وہ پاس  
 ہوئی چون ٹھٹھے سے اس کے من اس قدر آتے  
 شہر سے کوہ سے نگاہیں تو نہیں ہو جنوں  
 یہ میر بن مرا جی کہ اگر تار ہو

ہو دوسرے لکھنؤ کے شہر بڑا دیکھو کہ وہی ہر حال میں عالی دیکھیں کہ ایسی جگہ پر وہاں پر خداوند علی  
 اس کا حفاظت جان پر کچھ کچھ اسٹاک بات نہیں ہے فرزند ان صاحب قرآن پر ایسے صاحب عادتے بہت تھے جن کو بفضل خدا سے علم  
 پھر زندہ و سلامت باشوکت پیدا ہوئے ہیں ہاں ایک مرتبہ زمرہ شاہ باختری بقائے بے لبتانہ جادو گروں کو غلطی آ رہی  
 سے جو اگر لشکر اسلام پر بہت جبروتی تھی کہ تمام سوار تہہ ہو گئے تھے اور سب لشکر قتل ہو گیا تھا بقائے ببادر ان لشکر  
 اسلام کے سرکردہ اور جو ہیں شہر کو زندہ بنوائے تھے اور پھر فضل خدا سے زندہ و سلامت رہے یہاں تک کہ لقا کو ملک باطل سے  
 بھگا یا اور شہر مشتری حصار میں شاہزادہ نور الدین سرکار علی جاوونے کا شہد الاغ صاحب لعل جاوونے کا شہد انشا اللہ العزیز شاہزادہ با آبرو و کلیگا ہاں وہ  
 سلامت پیدا ہوا اب اگر اس لوٹ دریا میں ڈال دیا تو کیا معنائی ہے انشا اللہ العزیز شاہزادہ با آبرو و کلیگا ہاں وہ  
 سے کیا حاصل ہو گا میر گز اندیشہ نہ کر دیکھو ملک نے کہا کہ تمھارے مکر میں کئی شکر خدا بخش کند گردو سے خطا ہے کیا کہ ای دلو  
 بھی نفٹ سیاہ وہے کہ میں آسکے بے سیاہ پوش ہو گی اور یہ تک میں اس شہر یا کہ نہ دیکھو کی لباس یا چشم سے فائدہ کی آٹا ہاں  
 نے دیو سے کہا کہ ای دلو قلیاس بجا بلکہ حاکم غنت سیاہ ملک کو دوسے نہیں نہ ملک ہاک ہو جائیگی یہ شکر و زاد ہو قلیاس گیا اور کہ  
 گھڑی شال سیاہ کی ہاکر ملک کو دی کہ ای ملک یہ کھتری شال سیاہ کی مافر کو زبردست کیجیے جو انکی خوشنودی ہاں وہ بھی سیاہ و  
 ہوئی اور تمام بیسوں اور بیسوں کو حکم دیا کہ ہاں سیاہ پوش ہوں وہ سب بھی سیاہ پوش ہوتے یہاں تک کہ میں مکان میں  
 اس مکان کے چھت اور مینے اور دروازہ کیا رنگ سیاہ کر دیے کہ اس عالم رنج و غم اور ہم و نام میں اس لباس سیاہ میں ملک کی کجیت  
 تھی کہ جیسے ایتر و زہر میں چاند چھوٹا ہو دیکھو قلیاس بہت خوش ہوا کہ ملک نے کھجے بات تو کہ اور ملک سے کہنے لگا کہ ای ملک  
 لباس نہیں ایسا خوش معلوم ہوتا ہے کہ میرا جی یہ چاہتا ہے کہ تم ہی لباس پہنے رہا کہ یہ شکر ملک نے کہا کہ اور بھی جو موٹری  
 مجھے سا کر خوش ہونا چاہیے کیا پہل پائیگا تو کسی جو مجھے کوں سی کوں کے نہ کھا جاؤں یہاں کی تو یہ صورت ہے

اب یہاں سے دو تھے داستان ابرج کے گوش دل سے سماعت ہوں ا  
 کہ جب ابرج کو یہ خبر و شہادت معلوم ہوئی کہ دو قلیاس نور الدین کو اٹھا کر دیں ہاں باہفت منظر پر کلام ہاں وہی جہر زبیر  
 بڑا دیکھو کی چشم نم ہو اور ہر شخص کیا اپنا کیا بیگانہ نو سالہ سر کے لیے نالوں دگر میں جو ایک تلامذہ میاں ہاں تمام لوگ سیاہ پوش ہو گئے تھے  
 ہر ذلہ ہر کمر کی سوا سے آہ و سوزاری کے اور کوئی کام نہیں ہے تو ابرج کمال ناخوش ہوا اور اٹھا سے مرتبہ انیسویں کیا کہ ہاں سے







زندہ ہمیں دیکھ سکا نہ ہم اسے دیکھ سکے یہ کہتے تھے اور دوستی تھے یہاں تک کہ روئے دئے غش آیا آتھ جھڑی کر پڑی اور نالہ و  
 بیقراری جو کوئی سمجھا کر حضور اس قدر نالہ و ناری نہ فرمایا جسے شیت از دی نہ نہیں غمی کی آب کے سامنے وہ کر فیل جہان دیون  
 رہا لے اور آب یہ فرشتہ فرشتین تقدیر سے کیا مارا جو جو انکی مرضی معرغ ماضی جن ہم اسی میں جہین تیری رضا ہو حضور  
 کیا روئے دئے جان دیکھے گا حضور یوں بیقراری نہ کیجے کہ مرے کی روح پر تکلیف گذری جو حضور کے روئے سے سعادہ اس قدر  
 کہ ہزار ہی سے روح اسکی ہمیں ہوگی تو اسکو بدیع الزمان ہی جواب دیتے ہیں کہ مرے صاحبو یہ کیا غصہ ہو کہ جو ان فرزند  
 اور فرزند بھی سعادہ مند یوں دنیا سے اٹھ جائے اور میں نہ رودن اسوقت وہ آگ ل میں شعل ہو کر کسی طرح نہیں بچتی اب سے  
 اے افسوس الہی قسمت ہماری بھوت گئی کہ ہم آئے بھی نہ پائے اور وہ دنیا سے سہل سے ہمارا بھلی تظار نہ کیا اب میں اپنے سدا  
 فرزند جو ان کو کہان سے لے تون قطوہ راتھل فرزند و یوں کہان ہو کہان ہاں جہاں تو کہوں گے بچے مری کہ جو یہ  
 کہوں گے ابے وہ نہاں ہاں افسوس کہانی میری یوں فکری اور اس فراق ظلمت یوں دلت میری لوث لی غرض پہلے وہاں  
 تاک بگو بایں و غطر گریبان پاک سر پاک بڑا برہنہ سیاہ پوش با صبح شام فروش مع فوج و لشکر سے ہفت منظر کا نا  
 اور جس مقام پر نور الہی چھٹا تھا وہاں ہونا کیا کہہ سکتا ہوں کہ اس ستر چھون خاک تری پہلی جو پہلے ہم وہاں  
 کہ کہہ کر جو ان کا شہ ابھی یہاں سے گیا ہو اور اس طرح کی اداسی چھائی ہوئی ہو کہ گویا کوئی ٹوٹ لیکھا خاک دہان کی اٹھا کر  
 بدیع الزمان نے اپنے تھو پہلی اور پھر اہم کرنے لگا اور وہ زمین مار کر روئے لگا اور پکا بدیہ تھا اور فرزند ارجمند ای مرے  
 قابلندہ کے کس سن میں نے نہ دیکھے تھے سوٹا کہ کوئی اس سن دھال کے درخت کو بھی نہ توڑے اور مینا ہم تو تھا سے تھان  
 یہ ازہر کر آئے تھے کہ باکر نما دیکھنے کیلئے کو غٹر حاکر گئے گرا بے اور مینا نے ہمارے آنے کا بھی انتظار نہ کیا اور ہمارے  
 آنے سے پہلے ہی گذر گئے ہاں فرزند کسی طرح دل کو قرار تھیں اندازے کوئی لکھی نکال لیکھا اور مینا تم ایک منظر صورت اپنی  
 دکھا جاؤ تو دل کو قرار آجائے در نہ ہم بھی یوں میں بڑے بڑے رہا جینگے اور خیر ای مینا نہیں آئے نہ تو کو خود ہی چند روز میں  
 کہ وہ میں سے ہما جینگے اور ای فرزند یہ تو باؤ کہان جو تمھاری مجھے تو چھلکی کہ کیوں صاحب فرزند کو میرے دیکھ آئے اچھا تو  
 تو مینا میں کیا جواب دے لگا کیا کہہ دوں وہ میں تھا چھوڑ کر دنیا سے گذر گیا وہ رستے پر مجھے منہ ٹوڑ گئے اور مینا ان تمھاری گاہیک  
 زندہ ہو سکی نہیں ہو کہ سننے ہی ہلاک ہو جائیگی اور فرزند ہاں وقت آخر میں تم کو وصیت بھی کسی سے نہ کر کے اور مینا اب میں  
 کس منہ سے وطن جاؤ گا بس اب بارہ ہو کہ جو لے بکرا وہ مو اختیار کروں یہ کہتا تھا کہ میں مار کر دیتا تھا اور برابر زمین پر  
 بچھاڑ میں کھاتا تھا کہ اب اس سب بارہ بارہ ہو گیا تھا سب عجیل ہوئے ہیں خیال سے لیے تھے کہ مبادا فو کشتی نہ کرنے  
 تمام نقاسہ بدیع الزمان روئے تھے لکھ خیر پاتا اور وہ غم اور غم از غمی کہ زمین آسمان کا پتہ ہے تھے مگر جہر نہ جو  
 جو کہ کہہ کر قیامت فرما دے غم سے دیکھا کہ وہ سے ہچکا کہ کیوں خواجہ یہ کون ہیں خواجہ عمر و نے جواب دیا کہ آؤ تو  
 یہاں پر اس شہر پر کا یہ شخص ہو کہ جسے پانچ سو ملک کو ملک باختر کے تھان کتاب بن خوب حزان دیو کوش سے چین  
 لیا اور پڑی پڑی افواج کہ فاش نہ گئی و فرجیل سلیم شامزادہ بدیع الزمان ہو حضرت امیر حمزہ صاحبقران سلاطین  
 اس شہر کے کو بہت دوست رکھتے ہیں اور وہ دوسرا عجیل امیر و بھائی ہو حضرت امیر حمزہ صاحبقران کا بس خواجہ  
 ہ سنا تھا کہ رنگ جہو فرجیل کا متغیر ہو گیا شعر مہدل نے وی اشتیاق اشتیاق کہا میرے الفراق الفراق اور وہ  
 یوں بکاری کہ شعر میں جدا از یاد پائے میں ہا افتادہ است این چنین شکل کہ میں دارم کہ افتادہ است تاکہ مرے سدا جان بس  
 برخت فراق رہا اہل کماست کہ مشتاق اور بہاں شدہ ہم ہاں سے ای ظلمت کج رفتار تو نے میرا کماست کہا لیکن اس طرف  
 عجیل ہوئے بدیع الزمان کو سمجھانا شروع کیا کہ بدیع الزمان اس قدر بیقراری نہ کرو اور یوں اپنی جان غمناک کر



نہ دو اوتھیں کرو اس بات کا کہ وہ مرانہیں ہر ایک زندہ ہر ایک پر تو قلیاس جاساس سنائے رہا میں الیہ جو کردہ زندہ  
اور انشا و اللہ تمہیں لیکھا تم بھی یہ ہشکونی کیوں کرتے سو ایک چند دن تو انتظار کرو دیکھو تو ہر دور گار کیا کرتا ہر ایک ہر ایک  
تھے سنا ہو گا کہ ایک مرتبہ قصاص کا اتفاق ہوا حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن سلام اللہ علیہما ہر دو فاقہ میں ہونے  
دریائے شور موج کے تھے مگر بفضل الہی بعد چند روز کے زندہ و سلامت اس دریاے بلا لکیر و تفریق سے نکلے تھے بلکہ کھنڈ  
ہوا تھا کہ سلو خانہ سلیمانی پر سے تھو عقرت سلیمانی بھی ہاتھ اٹھاتا کسی قسم کی کوئی گزند نہ بھی لہر کو نہیں پہنچی تم میں  
اطمینان رکھو اور اپنے دل کو بھگادو جی کو ٹھہراؤ اور اسکو زندہ آنسو اسنے مردہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہی ہو گا اور بدیع الزمان نور اللہ  
بھی تو صاحب قرآن ہر انشا و اللہ اسے بھی کوئی آسیب نہ ہو چیکا اور کوئی مصرت و گزند نہ ہوگی اور بدیع الزمان نور اللہ  
بھی باسان و شوکت نمایان ہو گا اور تمہیں اگر لیکھا اور جی بھارا خوش کرنا چاہو اور نہیں چاہتیاں خاطر ہو ہمارے کہنے پر  
عمل کرو ورنہ جنت کے میں اسکو نہیں اور سچ ہی بھونڈ لےنا ہا تو تم میں قول کو جاسا یا دکرنا دیکھا کہ ایک سرور و فرق ہو گا اور  
کتنے میں ہی ہو گا یسکر شانہ بدیع الزمان نے جواب دیا کہ ہاں عمو جان جیسا فرزند ارجمند تھا لہذا وسعت دل نہ کرو  
کے سامنے سے اٹھو جائے تو پھر بھلا آپ ہی اٹھائیں گے کہ وہ لکیر کر میں آئے اور عمو جان میں لاکھ لاکھ دل کو بھاتا ہوں گے  
فرانہیں آنا میں کیا کروں اور پھر یقین کیونکر ہو کہ وہ دنیا میں فرق ہو گیا وہ زندہ تھیں گے عجیل میں ہر دے کہنا کہ تمہارے سامنے قطع  
امیر حمزہ صاحب قرآن کے پاس میں حکایت بھی بیان کریں اور تمہاری بھیج میں ہلاکتا نہیں آتا بدیع الزمان نے کہا کہ اگر  
قبلا دیکھا یہ بادیم تو اس غم میں اب تمام میں یہ شکر عجیل میں ہر دے جواب دیا کہ میان بدیع الزمان گویا سچ ہے کہ سفاقت  
فرزند کو ادا نہیں ہوتی مگر جیسا سوا سے صبر کے چاروی کیا ہے اور تم کیا کر سکتے ہو شکر بدیع الزمان نے جواب دیا کہ شعر  
نالاہ را ہر چند بخوام کہ نہان بر شتم دل بھی گویا کہ من تنگ آمدم فریاد کن ای عجا جان میں مجبور ہوں کیا کروں یہ شکر عجیل  
نے جواب دیا کہ میان یہ سب سچ ہے مگر ہمارا بھی کہنا تو چند دن تو صبر کرو دیکھو تو خدا کیا کرتا ہے بعد اس کے پھر اگر شانہ بدیع الزمان  
نہ لیکھا اور نہ پیدا ہو گا تو پھر آپ کو اختیار ہو سکتا ہے کہ اگر وہ زندہ کیجے گا جو چاہے گا سو کیجے گا اگر بدیع الزمان ہلاکتا  
کو کت صبر کرنا ہے یا سبکی بھت بھی سمجھا کہ اگر نہ تھا لے زلفا سمیت گریا پاس زیب بدن فرما کے پھر شکر عجیل ہو اور ہر ایک کو  
فمائش سے ناموسی ہوئی اور صبر کیا دل کی جس طرح ہو سکا بھر کیا لیکن جب یہ خبر ارجح کو معلوم ہوئی کہ شکر خضر بیکہ لانی کا  
کا آیا ہے اور عمارہ کے عجیل میں ہر دے صاحب قرآن کا بخانی بھی ہے فرمایا ہے کہ جی سبیل سپر گردان سے کہنا کہ  
سفیل سپر گردان تم جاؤ اور جا کر بدیع الزمان سے پیام دے کہ ای بدیع الزمان بہت جلد خدمت متہر سلیمانی  
کے سامنے آئے خیمہ اپنا بناؤ کہ ناموس حامد بن حمید زنگی کا بہت منتظر میں ہے خوف کرنا ہوں کہ اگر تم اسکی خلاف وعدہ  
کر دے تو شاید مجھے گزند ہو چکی مجھے ہرگز گوارا نہیں ہے کہ حامد بن حمید کا ناموس ناموسوں کے سامنے رہے سفیل سپر گردان  
جلد تک شکر خضر ہو اور پیغام ارجح کا بدیع الزمان کو سنایا بدیع الزمان نے پھر رنج و حسد میں بیٹھا ہوا تھا آنسو بہتے تھے  
یہ پیغام خطا البیام جارج کا سننا فراج زیادہ برہم ہو گیا اور اسنے غصے کے ہاتھ باتوں پھر فرما کہ اپنے لے جا کر کہا اور نہ بکار نہ ہونا  
نہیں ملے گی کوئی پروا نہیں ہے اس میں تو اپنے رنج و حسد میں بیٹھا بیٹھا ہوں اس گستاخانہ پرست نے خواہ مخواہ کی بھڑک  
نکالی ہے اگر وہ مردہ جگت ہلال کا دیکھا ہے تو پھر مجھے کس بات کا خوف ہے اور کس امر کا کھنا ہے اسنے میں خود آمادہ ترک اور  
جیسا اہل شجاء ہوا ہوں مجھے خود ہی نہ نظر ہو کہ بلکہ میرا کہیں خاتمہ ہو جائے اور نہ بھٹ جھکرا ایک جو پاسہ جا اور کہہ  
جا کر ارجح سے کہ اوسے مردت و بزمیت تھے کچھ بھی مردت و بزمیت اور پاس کا دے اسے یہ بخت شانہ بدیع الزمان  
نور اللہ صبر کرنا ہوں خاتمہ ہو جائے اور ہم جسکے غم میں یوں لول و لول افکار نہیں اور نہ ہمیں یوں ستانے اور نہ کرنا







وقت پر کہ میرج جیسا ہو ابرج الزمان سے کہ راہ پر کرایہ جریع الزمان لب پائے جو کہ ہو سکویان سے انکساف نور ہو گا  
 اس جگہ کو حال کر دینا چوگا کوئی عذر نہ تھا کہ انہیں اور کوئی بات نہ تھی خیر نہ ہوئی نہ تھی اسی میں ہو کہ ہم ہمارے گئے کہ  
 قبول کرو فساد نہ بڑھاو گی اس سے حاصل ہو اور یہ جریع الزمان کہ رہے ہیں کرایہ میرج اسے چھوڑ کر گئے ہیں انہیں  
 میں مبتلا ہیں کہ وہ مصیبت تلوار کر رہا ہے فوج عجم کی میرج جی جاتی ہو کہ لڑ جان فرزند انھوں سے ہشیدہ ہو گیا ہے اور میرج انھیں بہت  
 پڑی ہے کہ جو دشمن ہو اس پر بھی نہ جیسے ایک گشتا ہو میں میں کیوں میں اس قدر ستا ہو اور بیخ و بزم و آزار ہو چکا ہے میرج  
 عذر کن زود و دل بردارندہ اور میرج کیوں میں اس قدر ان کر رہا ہے اور چاہی بہ دعائیت ہو کیوں اس قدر نے رسم خدا کو  
 اور طاعت و تبادا و مروت کو توڑا ہے اور میرج اسے انھوں کی سبیل میں جاتی رہی یہ کیا غضب ہو اور کیا ستم ہو اتنا حد نہ ہو  
 انسان نہ قبول جائے اور یوں نہ ہو کہ میں اس وقت میں بہ باتیں مجھے زیبا نہیں کہ نہ پاس خیال بیا چکا کہ تو اس قدر  
 آتے تو معلوم نہیں تم کیا حال کرنے جب صومرا میں جو تھاری کشت میں یہ حال ہو کہ خود خواہ کا فساد و حکومت جتانے ہو میرج سے  
 کہ انہیں میں ایک انوکھا سکویان سے انکساف ہو گا اور وہ جگہ کو سکویان سے ہٹ جانا ہو گا بیان سے وہ ہمارے  
 کو سن کر نور الدین کا نام کر دینا کمال مہر و نے کہا میرج دیکھو جو نوید ہے در حق نور خداوندی بھی نہیں ہوتی نہ ہو کہ کہہ  
 مطلب ہو اور نہ فقیر مفت منظر ہی سے مراد ہے کہ کسی سے کوئی بائیں کا نہیں رکھتے ہیں کہ جو میرج کا اور غیسی میں ہو کہ  
 چارہ حال پر چھوڑ دو ایسا نہ ہو کہ میرج بھی اپنی جان پر کھیل جاتیں یہ باتیں ہو ہی نہیں کہ یہ بد بد و بزرگی کا سبب ہے کہ  
 اپنی پوچھا خیر سنگ عجم نے ابرج جی کا کہ میرج دیکھو کہ جو تھار و نہایت خمد اور خدا کی یاد ہو کہ انھوں میں اس میں ہو نہ وقت  
 کسی کا لٹا دیا ہے کہ میرج جی کا اور قسم اپنے مذہب کی تہم بیان سے انھیں باؤ اور سٹے ہی ہا  
 نور الدین دیکھو ہمارا کتنا نور دینا ہو کہ اس کے اوپر بیان ہو گئے تھے اس کے برگز نہ ہو کی معلوم نہیں وہ مجھے کیا بڑی سبب  
 گفتگو کرے میرج اس وقت میں رہے ہو گا اور از مدہ ہو گا اور میرج وہ تو صاحب قرآن کا لٹا نہیں کہ تو میرج تھاری ہستی تو  
 وہ کیا کہہ گا وہ ایک لباس ہے دوران اور شہر اور جو بھلا ہے اب کہ تھاری یہ ہے میرج کہہ کہ شکر خاوش ہو رہے ہیں  
 میرج نے کہا کہ اگر اسکی یہ حالت ہو تو میرج میں اسے کیا ال کہتا ہوں اور اسکی کیا حقیقت کہ میرج میں تو ایک خواب سے  
 کہ جگا کہ ہو کہ میرج نے کہتا ہے ابھی یہ باتیں ہو ہی نہیں کہ اسی اثنا میں اس قدر غازی بلرگا وہ جریع الزمان کے نور  
 اور نہایت ادب سے سلام کیا اور رسم خم ہو سی بجا لایا جریع الزمان اور عجیل ہو نے دعادی اور جریع الزمان نے اپنے  
 پہلو میں ہا کر گیا یہ نہایت عذر اگر ام سے پیش آیا جریع الزمان اس قدر سے رو کر کہا کہ اس قدر نور الدین کا سبب  
 ہو گا ہے اس قدر نور الدین کے ساتھ ہمارا چھوڑ دیا اور ہم تھار گئے یہ شکر اس قدر دے لگا جریع الزمان بھی خوب دے کہ میرج  
 نے میرج تھاری کے بعد کہا کہ میرج الزمان میں جب سے آتا ہوں گے میرج اب سے کہ جگا اور اپنے کوئی کھاف جواب نہ ہا  
 اور حرا و حر کے عذر حضرت نور الدین جو اپنے ہی میں مالہ باد چھو میں اب سے کہ میرج کو اب بیان سے انھیں چلے جائے  
 اور وہ چارہ کس جگا اپنا خیر اب پر کھینچے نہیں تو میرج ہاتھ سے اگلا آتا ہو گیا اور فساد ہونا اچھا نہیں جو آگے اب کو اختیار ہو  
 میں کلام میرج کا جو اس قدر کہ نے سنا اب بھلا اب کیا نہ ضبط کسان آگ ہو گیا کہ اب سے اب ہو گیا اور میرج کی  
 نہایت خفا و غضب کی نگاہ سے دیکھ کر کہا کہ او کر پاس فردش ہم باز رہی تھری بھی یہ حال اور یہ حقیقت و ہستی ہو کہ تو  
 ہمارے سامنے اس قسم کے کلام کو نہ لائق رد و کار ہو نہ ہو کہ تو میرج اپنی ہستی پر تر جانا کہ اپنی حقیقت اور اصلیت کو  
 تو دیکھ کر تو کہی ہو کہ میں کو میرج جگا بوسی باتیں کہتے ہوئے شرم نہیں لاتی اور لٹا و مروت کو تو نے طاق پر چھکا کہ جہاں  
 اور واقعہ کے پر وہ انھوں پر ڈال لے میں اس قدر بدو کہ تو خود سے چ رہا ہو اور اس قدر جہت و نور ہو گیا ہے







ایرج میں بوسے خرافت ہوئی تو کچھ ایسی درمیدہ دینی نہ کر چکا ہے قتل کروا کر اس کے قتل سے کیا فائدہ ہوگا اگر کوئی شخص  
 برابر کا جو تو خیر اگر نہیں لے قتل کیا تو خلاق کیا کسی اور اسد باز بوسے خرافت جانے دو اور خود بھی قتل کرنا چاہیے کہ ایک  
 ایرج اولاد صاحبقران سے ہے اور دوسرے یہ کہ اگر نہیں اسے قتل کروا تو ہی مشہور ہو گا اور خلاق بھی کسی کی کہ ایرج تو قتل تھا  
 بارگاہ برقع الزمان میں کیا تھا نسبت بزرگ کے سب نے کچھ لیا اور دلا لایا قتل خلاف مروت اور محض مخالفت مری و مردمانی کیا  
 جیسا بیات ہی نہیں جو میان سبھلو و سبھلو بن کر بے گناہ کہ آپ نے دیکھا اس بات کی حرکات کو اور اس کی درمیدہ دینی کو  
 اپنی اصالت اور حقیقت کو خیال نہ کر کے ایسی کست خیانت کرنا شروع نہیں کیجیے اگر سبقت پر چھوڑ دیا گیا تو یہ پلٹنی اپنی  
 کی لپکا اور پھر قساد پر لپکا اسے چھوڑنا معلوم نہیں ہے نہ جان اگر چوتھ کر یہ مردود ہیں اور اسے تو اچھا جو ہم اسے قتل ہی نہ کرنا  
 اور کہا کہ اور بزرگ کے دیگر تو سی بھی کس طرح قتل کرتا ہوں اسے مردک میں تیرا مرگات کے فرخ تاجر کی جو رو کے لیے بھیج دیا  
 تو کون کو عبرت یہ کہ محسن کش اور بدین وین کی ایسی ہی مزا پہلی ہے یہ سکا ایرج سے بکار کر کہا کہ اسے دیوانے چھوڑ دیا  
 تو بتاؤن دیکھو کہ کیا مزا دیتا ہوں یہ سکا اسد غضبناک جو اولاد انت کنگٹا کر مزا کی شراب کی اٹھا کر ایرج پر دے  
 کہ وہ صراحی ایرج کی بنائی پریشی اور ٹوٹ گئی اور ساری شراب ایرج پر گر پڑی پس غمگین ایرج نے زور کر کے سب  
 خیر و روالی اور انکار اسد کی طرف دوڑا اور کہنے لگا کہ بوا اسد دیکھو تو اب تمہارا میں کیا حال کرتا ہوں اسد نے جھیل مار دیا  
 سے کہا کہ دیکھا نہ جان اپنے لکے روکنے سے میں خاموش ہوا اب چھا ہوا کہ یہ چھوٹے گیا اور دیکھے اب اسے پھر دینی  
 دینی شروع کی جو اور اپنی اصالت پر گیا کس شقت و سخت سے تو میں نے اس دیکھ کر غمگین کیا تھا اب یہ کابے کو نام نہ  
 آئیگا جو کہ کیا اپنے کیا اگر آپ مجھے نہ روکتے اور مانع نہ ہوتے تو میں کیا قتل کر چکا تھا جہاں میں چھوڑتا بھی کر دیا گیا ہو سکتا ہے  
 کہ وقتہ وقتہ دیر حیدر دست نمی آید اور اپنے بیوقوف سے کہا کہ اسے بکھرے دیکھ ہی رہے ہو مگر اسے نہیں سنا سن جی کو ملے کہ ختم کر دیا  
 اس بات کا یہ سمجھ گیا دیکھتے ہو یہ حکم حکم سنگر تمام نفاے اسد و بڑے سادہ سب نے اگر جو کم کر لیا اسد حادہ این اسد جو بڑے بڑے  
 کچھ بکر چاق پاشا تھا کہ ایرج کو اسے کہ ایک ایرج نے جہاں اسکی چھین کر اسی پر اسی کہ سر اسد حادہ این اسد جو بڑے بڑے  
 ہو گیا و اسد حادہ یوش جو کز میں برگر اور ایک وایت ہو کر کیا اب اسے گرنے ہی چاہئے اسے ایرج پر بار پڑنے لگی ایرج  
 لڑتا بھڑتا مانا مار کھاتا ہوا بارگاہ سے باہر نکل آیا اور اپنے ہر کب پر سوار ہو کر اسے مکان کی طرف روانہ ہوا اسے میں دیکھتا ہوں  
 سے ملاقات ہوئی ایرج نے بد صاحب سلامت کا استفسار کیا کہ ایہ دیکھتا ہوں کہ کیا ہوا یہ دیکھنے لگا ہوا کہ اسے ہون تک  
 گرفتار ہو جانے کی خبر سنی تھی کہ آپ بارگاہ برقع الزمان میں گرفتار ہو گئے یہاں آپ کے چھڑانے کے لیے چلا تھا ایرج نے جواب دیا کہ ان  
 دیکھ اس اسد بن کر پ دیوانے نے سخت عاجز و پشیمان کیا نہ بندہ یہاں چھوڑا اسے سر اسد حادہ یوش نے بھی اسد حادہ این  
 کا کام تمام ہی نوکر دیا غیر کل میلان میں سمجھ لگا اور اس دیوانے بہوت کا خوب علاج فرمادے لگا کہ یہ بھی کسی کو یاد کرے کہ بھلا  
 کسی سے مقابلہ ہوا تھا دیکھو تو دیکھ میں اسکی کسی کت بنا ہوں یہ جاہی کہاں ہے اپنے دیوانے بن پرست بھولا جو اور اپنی  
 جو کت دشمنان پرست و حاکما، چار و ضابطہ بنو سوار متکبر و دانہ اسکا چل گیا کسی کی کوئی حقیقت ہی نہیں سمجھا جو وہ اس کے  
 تگے باطل پر حقیقت اور برصالت اور کم ظرفی و عجب حواسے کہ اسے دماغ میں بھر گئی جو کہ کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا و دیکھ سے  
 یہ یامین کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف مابی ہوا لیکن یہاں کا حال دیکھنے کے اسد نے بولندھا کہ اسکا تمام ہوا یہ حال  
 دیکھ کر مجھل مامرو سے کہا کہ یہ خطہ فرما کے نہ جان اسد کا کام تمام ہوا اب تو قبلہ دیکھ آپ کی خوشی ہوئی اور آپ سرور  
 چھوٹے گرفتار جی مار پیٹ کر چلا گیا اور آپ یہ کیا بات بار فرمایا کرتے ہیں کہ ایرج اولاد صاحبقران سے ہے یہ بہت مردک  
 اولاد صاحبقران سے کہ ہے اگر صاحبقران کی اولاد ہو تو ہی حاکم کرنا کیا صاحبقران کی اولاد کی اولاد کی اولاد کی ایسی بھی



حرکات ہونے میں تو برگزینہ ان کا اور بھی جیسے نہیں تھا کہ ملاحق صاحبقران کی اولاد سے جو پانچا سکا قریح ماجر مودود  
 ہو آپ صاحبقران کی اولاد بنانے میں سچا ہوا اسکے لئے حواوا کی لاش کو بڑی تیاری سے تیار کیا تمام فقہاء و  
 بلایع الزمان اور عجمی اسرو سناہون ساتھ تھے اور خود بلایع الزمان اور عجمی نے بھی اس کی خاطر سے شہادت جانہ کی اور  
 بڑا افسوس کیا اور بعد غسل و کفن بھانڈے کی بجائے دفن کیا اور اس کے بہت رو یا خوب ماتم کیا قبر پر فاتحہ پڑھا اور دو گرا کر گرا کر  
 لے لے حواوا تم تو قبر میں سو رہے لیکن اگر میری زندگی نہ ہوتی تو دیکھو تو کیسا تھا اس فن کا عزم لیتا ہوں تم نے تو اپنی جان  
 کر دی حق تعالیٰ جزا سے خیر ہے اور اپنے جوار رحمت میں جو دے بد دفن قبر لے حواوا پر نیکو اسادہ کر آیا بھیخہ خوان قبر پر چھینکے  
 اور مدنا ہوا لشکر بلایع الزمان میں پھر در دمان ایرج اس نے لشکر میں داخل ہوا اور اپنے دنگل شوکت پر جلوہ افروز ہوا کہ  
 حامد بن حمید نے پوچھا کہ او زبدا کفاب پرستان زمان ایرج نامہ را یہ کیا حال گزرا میں نے سنایا کہ آپ پر اسد نے  
 بجا کیا تھا اور گرفتار کیا تھا کہ تھے تو سی میں تو سنو ایرج نے کہا اے حامد بن حمید کیا تجھے کہوں جو کہ کیا وہ اس دیکھو  
 نے کیا مارا کر بھگو دیوتا بنا دیا پائش آدمیوں نے ایک تم بچہ لہوا کر لیا اور سب کے سب بچے لے لے حواوا نے جہاں کا وہ کر لیا  
 کہ میں زمین پر ہوش ہو کر گر رہا اسد نے میری شکنیں بندھوا لیں جب تھے ہوش آیا میں نے اپنے تئیں گرفتار پایا اسد نے  
 سا ان قتل کیا عجمی نے منع کیا کہ وہ کب سنا جو ملاوٹ کو طلب کیا بھگو بھی غصہ آگیا اور میرے منہ میں آیا میں نے بھی  
 کہا اے غصے میں اگر شراب کی مراحی میرے سینے پر دے ماری کہ ساری شراب بھج کر پی میں نے بھی جو غصے میں اگر دیکھا تو  
 سب ٹوٹ گئی اور اٹھ کھڑا ہوا بے غصہ جس محل سکا میں نے بھی خوب مایا ہا شک کہ لے حواوا میں لے حواوا تو فانی کر دیا  
 اس پر بھی زندگی تھی کئی گیا جس طرح ہوا بارگاہ بلایع الزمان سے نکل آیا لیکن اب میں ان خدا پرستوں کو زندہ نہ چھوڑا تھا اس وقت  
 شراب پی تھے میں بہت ہو کر حکم دیا کہ جیل جگہ ہے کہ کل میں ہوں اور بندہ پرست دیکھو تو کیا حال کرنا ہوں ان خدا پرستوں  
 پر جب حکم ایرج اسی وقت طبل فنگی بجا کر کارون سے لے کر بھلت تمام بلایع الزمان کو خبر ہو پائی کہ ایرج نے طبل فنگی بجا دیا  
 اور کل اسکا آواز وہ مقامے کا فریج تیار کر رہا ہے لشکر پرست ہو رہا ہے یہ لشکر عجمی اس پر دے کہ کہ ہر چند جانتے ہیں کہ ابھی لڑائی  
 نہ ہو اور فساد نہ ہوے کہ گنجوت ایرج آواز فساد کسی طرح نہیں مانتا بلایع الزمان نے کہا کہ ہر چند اندیشہ نہیں ہو خوف کیا کہ  
 اگر دیا وہ جنگ پر ہو فساد ہی پاتا ہے تو فریاد بلند ہو گیا بیان بھی نقارہ زنی بجے ہو یہ حکم بلایع الزمان نقارہ زنی بجا گیا  
 اور بھی فریج درست ہونے لگی چار پہرہات تیار ہی وہی دنوں بانیہ جون کی دوستی ہوتی رہی جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر میدان  
 میں آئے نظم و ابراز دو سو درخروش آمدند دو دریا سے لشکر کو سن آمدند رسیدن میں ہر دو لشکر بجا ہوا ہر دو نام جو  
 کینہ خاودہ بہت مست ایک لڑ شراب خورد بہ پیکار نزدیک و از صلیح دورہ ہر دو لشکر بقیاس زمین در تزلزل ملک در  
 ہراس حقیقت زمین چون ملک اوج بود سپہ پرست فریج بر فریج بود صفوف جہاں و قتال تہ استہ جو متن نقب  
 نقابت کر کے پہلے گئے خیمہ چھی طرح لشکر آمد استہ جو پہلے ایرج مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا اور بار طلب کیا کہ جسکو وہی  
 دیرری اور مردی بدروا کی ہو وہ میدان میں آئے لڑائی شجاعت و جرات دکھانے یہ لشکر خود بلایع الزمان مرکب کر کے اگر مقابل ایرج  
 ایرج نے جو دیکھا کہ غصہ میں خود بلایع الزمان کھل آیا ہر گئے لنگر اسی بلایع الزمان تم تو غم میں نورالہ بیکے گرہن نلاؤں میدان پریشان  
 ہو جاؤ میدان کا زار سے پہلے جاؤ اور اپنی جان کی خیریت متاویس نے نہیں غمو کیا بہتر ہی ہے کہ میدان سے ہٹ جاؤ یہ  
 لشکر بلایع الزمان نے کہا کہ او مغرور و متکبر ہے غاموس نہاد و زبان درازی اور درختی ابھی نہیں ہوتی اپنی زبان کو نکال  
 جو تجھے ہو سکے تو قصہ دیکھا ہی گلا جو ہے ہو سیکھا اس میں ہم کمی نہ کرے شاعر زبان و کیش و تیغ کش از خلاف و کہ جائے سخن نیست  
 دشت معاف بیشک ایرج نے تیرہ ماخ میں تھا اور پکار کر کہا کہ اس بلایع الزمان ہوشیار و خبردار اور یہ کسک ایک زینہ کا بلایع الزمان

ہر یک بدیع الزمان نے نرسے کو نرسے پر دو کا لہر نیزہ بدی ہونے لگی سنائیں ہر چون کی ناکارہ ہو گئیں چہر پر ہر گل ترے مانند  
 نکال فراشان کے پرے اڑ گئے بدیع الزمان اور ایرج نے ریت بانٹوں سے چھینکے ہے جب نرسے بیکار ہوئے تو ایرج نے  
 نمود بدیع الزمان کے ہر بدیع الزمان نے وار اچھے رد کر کے نمود ایرج پر وار ایرج نے بھی اسے مد کیا جب گزرا بانی تمہیں  
 ہوئی تو نمود بن میان سے نکلیں ایرج نے بدیع الزمان کے نمود دکھائی بدیع الزمان نے اسکی نمود رد کر کے ایرج پر نمود جاری  
 ایرج نے بھی نمود بدیع الزمان کی مد کی بدیع الزمان نے پھر اسکی نمود ایرج نے دکھائی کشادہ تبھار مل ایک مقام پر بدیع الزمان  
 نے جا ہا کہ بندہ دست ایرج کا پیر کر تو اچھین سے گھر سے کو گرما یاد بان توش خانہ تھا پانوں کوٹے کا آئین ہمارا اور سے  
 تو ایرج کی لڑی ہلا و ابھار تھی شاہزادہ بدیع الزمان نے دستار دار چھینا کر ٹھکسی اسی حالت میں ایک نمود برس ایرج  
 لاری ایرج نے عالی دی نمود کوٹے کے سر پر پڑی نمود ایرج کا لکھا ایرج نے پیرا سنبھل کر اٹھا نمود سنبھلے وہ ڈرٹس  
 شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکر داخل لشکر ہوئے ایرج بھی پھر کیا بلبل بدگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ پر ایسے ٹھکسی  
 اسد لندہ حلاوا کی جبر پھیا مدد تھا کہ غیر جشت اثر معلوم ہوئی کہ بدیع الزمان ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا ایسے ٹھکسی  
 اور بد اسد ملول و آرزوہ خاطر ہوا اور نہایت رنجیدہ ہوا اور اپنے دل میں یہ سوچا کہ اگر میں فرید لندہ والی بیچارہ دیکھ کر دنگا اور نہایت  
 کشت ہو گا تب ہی لندہ حلاوا زخم نہ ہو گا پھر اس گریہ دیکھا اور زخم دھاتم سے کیا حال ہے جو مرضی الہی علی سو باری ہوئی تھی  
 کیا جا رہا ہو میں اب بیافسے نمود اور آفتاب پرست کو پھر بدو یہ سوچ کر اسد دانا الیہ راجعون رشاقتناہ و قسلیا لارہ کتا ہو گا  
 ابراہیم نے عرض کیا کہ کیوں اسد قت کہاں کا غریب اسد کے قتل ایرج کا ارادہ دبوستر کر لیا ہے کہ اس کو اس فروش کو  
 بے ماتھے نہ چھوڑ دنگا ابراہیم نے عرض کیا کہ بھلا کیوں کر اسے اسے کا آئے اسکے قتل کی کیا فکر کی ہے کچھ ارشاد تو کیجئے اسد  
 جواب دیا کہ پس بیان سے چلو رہا ہر گاہ پر پوشیدہ کھڑا ہو رہا تھا جس وقت ایرج بارگاہ سے باہر آیا اسکی وقت در دنگا  
 شکر سب نقاش عرض کیا کہ بت مناسب ہو چلیے نہ بہر بہت معقول ہے پس یہ تدبیر پھر اگر اسد مع حفاظت ہنگا و ایرج کے رونہ  
 ہو اگر قضا سے کار افتاد رفت روزگار شالو بر شیر دل صورت جسے ہوئے کھڑا تھا یہ صلاح سننے ہی بیان سے جدا ہو کر  
 بارگاہ ایرج کے رونہ ہوا ہا کہ ایرج سے بیان کیا کہ ہر شایہ ہو جیے اسد آپ کی فکر قتل میں آنا ہو اور اپنی جگہ سے چل چکا ہو  
 اسنے رفتا سمیت آنا ہی غیر شکو ایرج نے اپنے ہر سہیون سے کہا کہ تم سب ہر شایہ ہو جاؤ جس وقت وہ دیوانہ آئے اسی وقت  
 اسے گرفتار کرو اور منھے خبر کر دین میں بھی مستعد بیٹھا ہوں غرض اسد اپنی صورت تبدیل کیے ہوئے بارگاہ ایرج پر آیا کہ وہ اپنے  
 شالو رونے پکار کر کہا کہ وہ اسد آہو چکا ہر شایہ خبردار ہر شایہ سننے ہی ایک خل ہو گیا کہ لینا اس دیوانے کو تلبہ گراں  
 کر لو دیکھو خبردار جانے نہ پائے لوں اسد بر حسبے کے کہ وہ نرسے پس اسد نے جو یہ رنگٹ کھینا نمود میان سے لیکر ان سب  
 پر گرا یہ حمل شور و سنکر ایرج بھی اپنی باگاہ سے باہر چل آیا نمود ملنے لگی اسد او حرسے مارتا ہوا ایرج او حرسے نکلتا رہا  
 بڑا حایب دونوں با یکدیگر مقابل ہوئے تو اسد نے پکار کر کہا کہ او با پی کر پاس فروش ہو بازاری کہاں جا بیٹھا میرے ہاتھ سے  
 قضا تیری تیرے سر پر آہو چکی اور یہ کہ اسد نے نمود پھینکا کہ اسے ایرج نے بڑھ کر ایک ٹھکی دی کہ نمود اڑ پڑی ایرج  
 نے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور پھر اسد کا سر روڑ کر نمود اسد کے ہاتھ سے چھین لی اور کہتے ہاتھ ڈال کر اسد کو اٹھالیا اور کہتے  
 کہ کیوں اسد جو شہرہ کنگے اس زور سے چگون کہ ستر پایش پاش ہو جائے اسد نے آواز دی کہ یاران میں بدو بدو تون  
 شکر کل نقاس اسد نمود بن کر کر کے موڑے کہ بیان ایرج بھولت تمام اسد کو اسی طرح بانٹوں پر اٹھائے اپنی بارگاہ  
 میں سے آیا اور زمین پر ٹپک پاشگین اسد کی بندہ حلاوا دین اور حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ حایب آہنگر حاضر ہوئے تو اسے  
 کہا کہ اس دیوانے کو قید آہن میں گرفتار کر لو اسکے ہاتھوں میں شکر بیان اور پانوں میں بڑا بیان اور سگل میں ملون گرفتار







وہ کہان کا کہان کھلی گئی بیکار رہی سو جا کر پانچ دین و آس کر اور اسے دیکھ کر سچیا کر نہایت ہی لول و شرمندہ ہوا  
 کہانہ عجیل آب نے اس سے چھوڑا اور اپنے آپ تشریف لائے اور نہ اسے فوت ہوتی عجیل شکر نہیں لگا اور ابرج سے کہانہ  
 شہ و فوش گرم دشتن سی کا نام دیا اگر تم میرے کہنے سے اسد کو چھوڑ دیتے تو البتہ مجھ احسان ہوتا مگر تم نے تو میری ملکیت پر جو  
 اسد کو تمام اس وقت میرے کہنے سے رہا کر دیا تو اس کا بھی سر جھکنا اور مجھ پر احسان ہونا میں تمہارا اور میری منت جو کا اسے فریاد  
 اتنی سے چھوٹکا اور میں اور وہ کسی کا احسان نہ ہوا اس نے بات رکھ کر فی تم سے کہنا نہ مانا تو کیا ہوا اس نے تمہارے احسان سے  
 بچا یا یہ کہانہ کو گھرا ہوا اور بیرون بارگاہ اگر مرکب پر ہوا جو کر دانہ موجب ہے فیہ میں آیا بدیع الزمان زخمی لٹیا ہوا  
 بنی مریم کی زخموں پر چڑھی ہوئی تھی عجیل اسد کو جو سامنے سے آئے دیکھا تو میں سے پوچھا کہ مال اسد کا بیان کر عجیل نے  
 کہا کہ اسے میں وہ چھوٹا گیا یہ شکر بدیع الزمان اگرچہ اسے زخموں سے بہت زخمی تھا لیکن نہیں یا اور کہا کہ اسے شکر بدیع الزمان  
 میں عجیل اسد و نزدیک کر بیٹھا بدیع الزمان نے کہا کہ کچھ کیفیت دانی تو بیان کیجئے عجیل نے کل کیفیت تمام کہان بیان کر دی  
 حال دانی شکر بدیع الزمان اور بھی خوش ہوا اور سجدہ شکر بر گاہ رب العزت بجا لایا ابرج کا دل شکر کہ اسد کی رہائی سے  
 کہان ل ل لول ہوا اور اس وقت حکم دیا کہ طبل جاکے جو اوپر کارون نے اگر خبر دی کہ ابرج نے طبل جکے دیا یہ شکر بدیع الزمان  
 بھی حکم دیا کہ بیان بھی فقارہ ندی بجا جائے موجب حکم شکر بدیع الزمان میں بھی طبل جکے بجا گیا رات بھر دونوں شکر  
 میں تیاری رہی اشعار کو چون صبح شیر کوون ہر ہر دن آواز دشت سب سہر غر و از زمین ہر ملک سر کشیدہ تزلزل بر کہان  
 رسیدہ و انون لشکر میدان میں آئے صفوف بہ ال قتال رہتہ جو میں ہر ایک بار دستہ جنگ ہوا اپنے سے جنگ ہوا ہر سہ  
 نشانوں کے کھیلنے انیسوں نے نقابت کی جب نقیب نقابت کر کے چلے گئے اور دونوں دھن لیس ہو گئیں تو ابرج بصد کہ  
 تھکر و لصد کو فر میدان میں آیا مبارز طلب کیا اسد حاضر خدمت بدیع الزمان ہوا اور میں کی کہ حضور اجازت دین تو میں  
 اس سے مقابلہ کروں بدیع الزمان نے کہا کہ میں یہاں تم پہاؤ اور کسی کو بھیجو اسد نے عرض کیا کہ نہیں خداوند میں ہی جاؤنگا مجھے کوئی  
 دیکھے ہر چند بدیع الزمان روکتے رہے مگر اسد کہنا تھا چوں توں جس طرح ہوا اجازت لیکر میدان میں آیا اور غرہ کیا  
 شعر اسد فارم کر در روز جنگ بیابان پہلوان جنگ و یغریہ شکر ابرج اسد کے سامنے آیا اسد نے ہلکا کر کہانہ  
 کر یاں فوش یو باز رہی خبردار ہو شیار کہ میں تیری خدمت کرنے کو آیا اب کہان کھل کر جائیگا میرے ہاتھ سے کہان بکرا جائیگا  
 شکر ابرج نے کہانہ کو کھلا دیا دیا لے تو لچھو حیا بھی رکھا یا نہیں اسے تو شرمندہ نہیں ہونا کہ ہر بار تو مجھے ذلیل ہوتا چاؤم  
 جو مجھے مقابلہ کرتا ہوا اس کے احوال سے کالتا ہوا اسے کچھ تو اپنے دل میں مائل ہوا اور حیا کر اب میرے سامنے آیا تو میں  
 ہوا کہ اب تیری فضا ہی مانی ہو اگر اپنی غیر منافی اور جان تجھے پیاری ہو میرے سامنے سے چلا جا اور اپنی شامت نہ لے شکر بدیع الزمان  
 میں کیا کوئی اور باد زمین جو کہ میدان میں آئے جو مجھے ہرے اور کچھ لے کو بھیجا اگرچہ نام تیرا اسد ہو مگر عیب و باہر دل ہو جائے  
 سے بہت ہر شکر اسد نے کہانہ کو آفتاب پرست تو کھبت کیا ہو اور کیا لاف و کذا ف باکتا ہو کیا تو مجھ کو فردہ سمجھا ہو جو اسے  
 انویات سمجھتے کان ہو کیا ہو جو میں تیرا سامنا نہ کروں اور تو مجھ کو یہ کیا طعنہ دیتا ہو کہ تو مجھے ہر بار ذلیل ہوتا ہو اور ہر مقابلہ  
 کرو ہو یہ حجب حماقت زوہ بات ہو اسے جب میں ہرے ہاتھ سے گرفتار ہوتا ہوں تو تو مجھے ہر کیوں نہیں ڈالتا ہم تو  
 جب جانتے کہ کل ہی ہم کھینچ گئے تھے اور تو نے قتل کا سامان بھی کیا تھا تو میرے شیریں نگاہ میں دیکھا تو نے جس طرح ہم  
 قتل لے لیکن قسم بخدا ابرج اگر تو اب میرے ہاتھ تک گیا تو میں اب تو ہرگز چھوڑ نہ گا اور ایک لمحہ ہمت نہ دوں گا اور کسی کی  
 نہ سنو نہ گا فرد قتل کروں گا تو بجا لگا کہان یہ شکر ابرج نے کہانہ بہت مناسب لکھا ہو یہ سو کیجیے کوئی دقیقہ فرد گزشتہ لکھا  
 اب تو میں آپ باہم مقابل کید گیر میں یہ شکر اسد نے تو ارمیان سے لی اور ابرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا اور کلیان نہیں











نے بن کر دیگر کچھ برادران میں بہارے شکار میں بھی جگہ بجایا جسے اس طرف بھی سبب علم میں جنکے چوتھی شب ہوا  
 دو دنوں شکاروں میں تیار کی جنگ ہی جب صبح ہوئی تو دونوں شکار میدان میں ہوا جن میں سے ایک نے صفوں میں آکر  
 ہوا جن میں سے ایک نے نقابت کی مدد اسکے ایرج میدان میں آیا مہاندطلبی کی اور طہاس پہلیج الزمان سے اجازت لیکر گدگد کر  
 مقابل ایرج ہوا نکاد ورنی ہونے لگی قہرنگا رننی کے نیزہ بازی ہونے لگی ہانگری تک کامل نیزہ بازی ہوئی آخر کار ایرج  
 نے نیزہ طہاس کا نکال دیا طہاس نے ایرج پر سا طور یا ایرج نے گزر ہوا کہ پہل سا طور کا گزر سے گذر گیا اور دستہ گزر پر  
 پڑا آخر اسے فتنے کے گلے کہ بگڑ میں کا ہونے سے شہن ہو گیا رکب ایرج کا شگ تک غرق ہو گیا تنق گرو کا اٹھا ایرج تو تنو کو  
 اکرو میں نائب ہو گیا طہاس نے آواز دی کہ نہ دستہ کرم ایرج را ای ایران ایرج جو دیدہ تو از شکر شاہ پور دودہ پڑا اگر  
 اگر کے ایرج مار کر گرو کے اندر گھس گیا دیکھ کر ہر سو ہر سو موت سیدہ بندی ملک سے ملک بند ہوش و بخت پڑا ہوا چکا کر گیا  
 کہ حرفت آبادی آ رہا یہ آواز شکر ایرج کو ہوش آیا رکب کو جو گدگدانا جو نور تکب طہق زین کا لیکر نکلا ایرج اپنے فتنے کی گڑ  
 جھانپتا ہوا اس فتنے سے باہر نکلا اور نکار کر کہا کہ او عادی خبردار رہنا اور نکالو کھینچو طہاس کی طرف دوڑا طہاس نے  
 سپر کھ پرتی کر ایرج نے جو پوری فوت سے ایک ہاتھ تو لیا کھینچا تو لپکا سپر کو کا نکال دیا اس کے سر پر پڑی کہ او عادی ورنی پنا  
 خون کی سر طہاس سے جاری ہوئی اور شش آگ ہو گیا طہاس کو فتنے لگے ایرج نے طہاس پر لڑتے ہوئے اپنے غم سے کہ اس  
 لگیا شب بخت و نصیب برپا کیا تاج ہوا کیا شیر اب آرا کی اور ذب خوش ہوا نہرین مبارکباد کی گذر نہ لگین کہ ایرج نے آج غلہ  
 دشمن پر فتح پائی طہاس سے پہلوان کو زخمی کیا ایرج بھی لکھ یک کی نہرین خوشی خوشی لے لے لکھ یک سے ملے مل رہا ہے  
 اور کتا ہے کہ بھائیو پڑی خوشی کا مقام میری کھیر اعظم نے مجھ کو بڑے سیوا میں نامی پر کہ جو سر کو شکر نور الدہ ہر خاتمہ کیا  
 وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا دفعتی اور تو یہ میری کھیر طہاس کے مقابلہ کی فیر شکر بھل مہر اس ہو گیا تھا کہ اس سے کوئی تعلق  
 کر گیا اور جس درد لیم شہ طارنگی مروج ہوا اس روز نواد بھی زیادہ تر فین ہو گیا تھا کہ بکوی اسکے مقابلہ کی نہ رہا کوئی نہ  
 مقابلہ کر گیا اور جیسا بنی نسبت خیال کرنا تھا کہ میں خود مقابلہ کر دیتا تو میرے پیچھے پھوٹ جاتے تھے اور ہوش و حواس فوج  
 چو جاتے تھے کہ بلا میں طہاس سے کیا مقابلہ کر سکے گا شکر نہ شکر اعظم کا کہ اسے بھلا اس سو پر ختم کیا اور تمام حاضرین یہ  
 باتیں ایرج کی سن کر کہ رہے ہیں کہ بہت بجا ہے اور بہت درست ہے جو حضور ارشاد فرماتے ہیں سب بجا ہے نیز اعظم حضور کے اقبال  
 کو صفاعت کرے اور ہر سر کہ میں دشمن پر فتح حضور پر سب کو میں بعد فوج ہونے و علم کے یہ خیال ہوا تھا کہ اب بجز دعا و اگر  
 کے کیا بار ہوگا یقین پر یہ حضور صبح کو حکم دینے کہ اب سب کچھ مہرے دعا و اگر میں بعد دیدہ بایا اس جنگ منظر کا کیا انجام ہو  
 اور کیا نتیجہ ہو ان فتنے شب تو اس شین و بیش میں گزری جب صبح ہوئی تو ایرج نے عجیل پر چڑھ کر کھلا بھیجا کہ اے عجیل ستر ہے  
 کہ اب یہاں سے تم حمزہ صاحبقران کے پاس چلے جاؤ اور کہنا جاؤ کہ اوصاف بھی میرا کہنا نہ سنو گے تو یاد رکھنا کہ میرے  
 ہاتھ سے بہت آثار اٹھاؤ گے جب اچلی ایرج کا عجیل کے پاس پہنچا اور ہر نام ایرج کا دیا تو عجیل نہایت برہم ہوا اور اس  
 اچلی سے کہا کہ ہا کہ ہے ایرج سے کہ اب تو دیکھاں اور تیری کیا حقیقت ہے جو کہ یہاں سے آگیا ہکا ہم ہرگز بیان سے نہ ہوگا  
 لکہ تجھی کو بھگائینگے اب جو تجھے ہو کے لوہہ ترے بنائے بن کر کسی طرح کا قصور نہ کرے یہ پیام عجیل کا اچلی  
 ایرج کو پہنچا تو ایرج بھی بہت برہم ہوا کہنے لگا کہ خیر کیا ہوا تھا اور حکم دیا کہ بیا دو طیل جنگ کل ان خدا پرستوں سے  
 اچلی طرح سمجھ لینگے بچانے کہاں میں اور اپنے دل میں سمجھ گیا میں ہر کا دون نے عجیل کو بھی یہ خبر پہنچائی کہ ایرج نے  
 طیل جنگ چھوڑ دیا پر عجیل نے بھی حکم دیا کہ نقارہ زنی اور ہر بیا دیا جائے بوجہ حکم عجیل اس طرف بھی نقارہ زنی پر  
 پڑی شب ہر جنگ کی تیاری رہی مدون شکاروں میں صدائے ہشیلا بھل بیدار باش بلند رہی اور شکر بلیع الزمان کی



صبا و رساں جنگ میں متعدد تھا اور ایک ایک سے کہہ رہا تھا کہ بھائی الٹی سر کے ابرج کے ہاتھ پر چلے میں یاد رکھو کہ یہ سب  
 ہر کل سطح کا دروازہ کر لیا اور سطح جی ٹوڑنے کے لئے کہ ابرج کے بھی چھٹے خور و دھار کو بڑی غیرت کا مظاہرہ کر کے ایک آفتاب پرست  
 ہم مسلمانوں کو اس سطح ستا جا بے بڑے افسوس کی بات ہے کہ سب فکر دھوا کر دو اور ابرج کو گرفتاری کر رہے ہیں بھائی  
 اس لیے کہ بعد اس سبب معلوم ہوتا ہے کہ اگر فرد فرداً مقابلہ کیا جائیگا تو ہرگز سر نہ ہو گئے یہ باتیں ہو رہی ہیں تبھی صاف ہو رہے ہیں  
 اور ابرج کے لشکر میں بھی ہر ایک جوان پہلوان اپنے اپنے اسلحہ صاف و درست کر رہا ہے اور ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ کل نقصان  
 ہو کہ ہمیں اپنا ہر مقابلہ کو ہٹا کر دیکھ لیں کہ سور کے میں بھی ہمارے علم و فن کے لئے انہیں جب سفید و سوری نے آسمان نیار طرہ و ذوق  
 کی اور شاہ خاوری نے اپنے نور سے اس نیلے دہلی کو نورانی کیا کہ وہ تو نون شکر میدان میں آئے اور صفوف عبداللہ لال آسمان سے  
 نقیبوں نے نقابت کی جب نقیب نقابت کے چلے گئے تو ابرج میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی اور بنیات کو تتر بتر  
 دریغ ملا زبان کی طرف ہٹا کر کہا کہ اے خدا پرستوں میں شکر آگاہ کرنا ہوں کہ اب بھی تم بیان سے چلے جاؤ تو بہتر و دربار کھانا کو  
 نیز اعظم کا تیرناں ہو گا اور میں تم میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑ دوں گا اور اگر یہ نہیں منظور ہے اور جنگ ہی منظور نہیں ہے تو پھر  
 عجل سر کے مقابلے کو نکلا اور اگر اس میں کچھ دم دعویٰ ہو تو مجھے اگر ٹرے کیا دھوا دھر کے لوگ دیکھا کرتے ہیں مزار جنگ  
 یہ ہے کہ یہ نایع الزمان بھی ہو چکا ہے اب عجل ہی آئے تو اچھا یہ شکر عجل کو غصہ آگیا اور وقت جنگ سے آگے بڑھے کا ہٹا  
 ہر چند لوگ اپنے ہونے لیکن عجل کب کسی کی سنتا ہو غصہ آگیا اٹھ کھڑا صاحبو یہ آفتاب پرست ملک اب حکم کاتے ہی بات  
 آج ہم ہی اس کے مقابلے کو جانچنے دیکھیں یہ کیا بات لگا اب لوگ منع کر رہے ہیں کہ حضور ایک ٹوڑا وقف کر بن ہم سب کا  
 کر کے اسکو گرفتار کیے لیتے ہیں مگر عجل نے جواب دیا کہ تم ملک کیا کہہ رہے ہو اس سے وہ حدتہ نشا بڑا لعل دیا ہے دیکھو میں آج جا کر کیا  
 کا زبان کرنا ہوں کیا اب مجھے صیغہ ہو گئے ہیں کہ اس مرد و کی زبان و زبان سنگراموں ہو رہی ہیں یہ لکھ کر ملک ہٹا کر  
 مقابل ابرج ہوا اور کہا کہ او بڑا بے شکاب تو اس سفر ہو گیا ہے کہ کسی کو اپنے سامنے موجود ہی نہیں جانتا بلکہ اگر چاہے گمان میں  
 کہ تو اولاد صاحبقران سے ہے مگر نہیں تیری حرکتوں سے معلوم ہوا کہ تو بیکاد صاحبقران سے نہیں ہو آگیا اپنی اہلیا  
 پر اس کے صدمے میں تیری یشان و شوکت ہو گئی وہ نہ تو تھا ہی کیا گراوی کو ایسا ہیج و اور بدامی نہ ہونا چاہیے  
 ابرج نے کیا کہ جس عجل بس بلوہ زبان و زبان اور ایسی ہن دریدگیان اچھی نہیں ہوتی بس عجل آگے نہ بڑھتا تو اس  
 رہا اور یہ تھلا کہ حمزہ صاحبقران ایسا کہاں کا بادشاہ تھا ایک بجا و زور و کہ صاحبقران ہو گیا اسے آہ کیا غصہ  
 بسکی تیغ اسی کی دیکھ مصرع ہر کہ شمشیر نہ سکے بناش خواستہ ہٹا کہ بھی خیر اعظم صاحبقران کیا ہو عجل شہنشاہ کی بل  
 جنگ بیدار کے لیے ہر نہ قیل و قال کے لیے جو تھے ہو سکے انہیں کو تھی شکر اور اپنا کمال ہنر دکھا کہ عجل نے کہا دے ابرج جنگ  
 ہونے نہیں ہوا یہ ہار یا یہ سنو رہی کہ عجل ہم ہاتھ اٹھائیں ابرج نے کہا کہ ہر ہار تو کو سنو اور ہر لکھنؤ عجل پر ہمارا  
 نے نیز پرست رہا کالی نیو بانی ہونے کا دل میں کھٹے ٹھک بند نیز کے کھٹے تھے کہ سنائیں اور بنائیں نا کارہ  
 ہو گئیں جو بڑے بڑے ہونے اتھ غلال فرشتان کے پر پتے پر پتے ابرج نے نیز ہاتھ سے ہٹے یا اوکڑنگر ان سنگ آسمان  
 رنگ مہشت پہلو رہے کہ وہ ہاتھ میں اٹھا لیا اور ہوشیار ہو گیا کہ عجل پر ہمارا عجل نے گز گز پر ہر و کا گز گز پر ہوشیار  
 کی یاد دہندہ گردان ہٹا ہو چکی خیر سے آتش کے بند لگے بلز میں کا ہول سے شق ہو گیا کہ عجل کا رنگ تک غور ہو  
 عجل تو نور گرد میں غائب ہو گیا اور ابرج نے کلاہ کو کچ کر کے آواز دی کہ زہم و پست کردم عجل یہ آواز شکر عیا عجل کا  
 اور بڑا اندر کر کے کھس گیا کہ عجل جیوش کھڑا ہو چکا ہے ہٹا بند ہو گئی تو ہر سر ہوا اور سر میں سو سے پسینا پڑی  
 ہو کر شجاعت اسکا نام کہ گز گران حرم طرہ و خور و خور میں غلامین فرق نہیں آیا اور اسی طرح صبا و رساں







کوئی راستہ جانے کا حال نہ چھوڑ بن موجب حکم ابرج فوراً لشکر آفتاب پرستان نے اسی وقت کوچ کیا اور گرد پھاڑ کے کٹر کر کے  
 ہوا سے گھیر لیا اور کوئی چار ٹھری دین رہے ابرج بھی مع رفیقان خاص نہایت کبر و تجتر سے پہاڑ کے سامنے آیا اور فرمایا  
 کہ اگر خدا پرستوں میں تمہیں لگا کر دیا ہوں اور کے دینا ہوں کہ اگر تم سب کو اپنی جان بچاؤ اور اپنی زندگی چاہتے ہو تو بہتر طرح  
 پہاڑ سے کٹر کر کے چلے جاؤ میں تمہیں سہارا دیتا ہوں اور اگر اب بھی نہ جاؤ گے اور میرا گناہ نہ سنو گے تو خوب اچھی طرح یاد رکھو  
 اور خوب خیال کرو کہ سنو کہ پھر تم میں سے ایک زندہ نہ چھوڑ دے گا اور ایک ایک کو حق جیکے قتل کرو گا اور سب میں ٹرس پڑے  
 مستحکم فوج کو تو خیال میں نہ آتا نہیں اور انکی تو کوئی حقیقت نہ تھی تو بھلا اس پہاڑ کی کیا حقیقت ہو اور کیا ہستی ہو اسے جو  
 ایک لمحہ بھر میں تو نے لگا کر کلام ابرج کا لشکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ اگر خدا پرستوں جیسے ہو سکے اور جو ترسے بائے بن پڑے  
 وہ کہ اور کسی طرح کا تصور نہ کر دے برحق ہمارا حامی و ناصر جو اسی پر ہو کہ جو سارے اور اسی کا خوف ہو سارے اسکے ہو کہ ہر قسم کا  
 بھی خوف نہیں ہو تو بھلا تیری کیا ہستی ہو اور دیکھنا بنا سکتا ہو بس خاموش کیا دت و گزات کہتے ہو یہ کلام اہل اسلام کا لشکر  
 ابرج نہایت خشناک ہوا اور کہنے لگا خیر دیکھو تو کیا نہ آتا ہوں یہ کہہ کر اپنے پیچھے میں داخل ہوا اور شراب خواری کی جب  
 غروب شدہ ہو گیا تو حکم دیا کہ ٹیل جنگ بچا یا جائے کہ ہم کل علی الصبح پہاڑ پر چڑھ کر ان مسلمانوں کا مقابلہ کرینگے موجب حکم اس وقت  
 طبل جنگ بجا دیا اور ان کو بھی خبر ہوئی کہ ابرج نے طبل جنگ بجا دیا ہے کل صبح کو پہاڑ پر چڑھنے کا قصد ہے یہ لشکر بوجہ الزمان  
 نے ارشاد فرمایا کہ رضا بقضائے اللہ و تسلیاً لہ مرہ جو اسکی مرضی یہ کہہ کر حکم دیا کہ یہاں بھی طبل جنگ بجا دیا جائے موجب حکم  
 بوجہ الزمان اس طرف بھی طبل جنگ بجا دیا اور آدھرا اور آدھرا یہی جنگ ہی مدد سے ہو شایاں بلند رہی تو دھر لشکر ان  
 میں آئیں نہ شور نہ ہوا کہ جس وقت ابرج کا لشکر پہاڑ پر چڑھے گا قصد کرے تو اس طرح سب کے سب ایک دم سے تیراویں  
 کر دے کہ رخ سے پھر جائیں اور یہاں سے جٹ بائیں کل پیچ کا موڑ اس قسم کا ہے کہ سب کے سب بان لڑا دوا کسی قسم کی کوتاہی نہ  
 ہو اگر تھے کسی قسم کی کوتاہی کی اور خدا نخواستہ بوجہ الزمان بچھل پر کوئی آئینہ الکی تو بجز بان و پیچ کے کوئی چارہ نہ ہو گا بجا ہو گا  
 غیرت و بہت کا مقام ہو اور آدھرا لشکر ابرج میں ہمیشہ کا حکم کہ کل اسطرح ایک دم سے سب کھڑا ہو گا کہ پہاڑ پر چڑھ کر اہل اسلام  
 کے چیکے چھٹ جائیں اگر وہ پتھریاں کو چیکے لیکن مطلق ہر سان نہ ہونا اگر وہ میں تادی زخمی ہو جائینگے ہو بائیں کر جان ہی لڑا  
 اور ان اہل اسلام کو گرفتاری کر لیا اور اسی طرح صلاح و مشورہ میں دونوں لشکروں نے مات کاٹی جب شاہ شاہ نے  
 مع فوج شماعی ملک دینا پر مجلس فرما کر اس جہان سے بنیان کو منور فرمایا تو ابرج مع اپنے لشکر کے قریب پہاڑ کے تیار ہو کر  
 سر پہاڑ کے قصد کیا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ کوہ پر پہنچے کہ ٹرک پر چڑھے یہ حال معائنہ کیا گیا پھر الکی اور نہایت خلق گنہگار  
 ظہاں سے کہا کہ اور وہاں خدا ترستاں اس کرے اور سے تو اس سے جیسا ہے فقیر کو تو دریا میں پھینک دیا اور اب یہ رقبہ  
 سب کو مارے ذات اور حامد بن حمزہ زنگی جو مجبور عاشق ہو اسکا کچھ نہیں بنا سکتا میں تو عجب جانتی کہ عجب تو اسکا بھی  
 کوئی بالی ہی توڑا اتنا اوسے اسی خوب گستاخا اور اسی کی جان لپٹا تھا اور پھر وہ دیکھو وہ حریف سامنے ہو اور ابرج کو  
 سامنے سے پہنچا دیا ابرج کو دیکھتے ہی دیکھتے اس میں شان و خرد شان ابرج کو ہلکا رہا ہوا اور اکا اور اکا اور زیادہ ابرج بڑھا  
 کہ ان بائیکا ایک جگہ سے طمانچے میں تو خیر فیصلہ ہو کھڑا رہا مرد و دین آپو بچا اسے پہلے تھے ماریوں تو اس زنگی نے  
 سے مجھو گا یہ غل و شور مچانا ہوا ہلا لشکر طمانچے نے جو دیکھا اس کو آئے دیکھا روح سبکی چھلکی ایک پکار کر کہی کہ ہمارا  
 بھاکو دیکھا اس آپو بچا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا جسکا جسطرح سینک سا پہلا جائے جس لوگوں نے ابرج سے بھاگ کر کہا  
 کہ اگر زبرد آفتاب پرستان ہو شیار و خبر دار ہو جیے کہ دیکھا اس آپو بچا ابرج تو پہاڑ پر چڑھ رہا تھا دیکھو اس کے پیچھے  
 تھے وہ بھی بھاگے ابرج دھڑکے دلچسپی تو ایک بھاگ کر سی پڑی ہوئی ہو سہوں کے قدم ایک دم سے اٹھکے ہیں بڑھکے



یہاں سے اٹھ آیا اب جو دیکھا تو دیو قریب آگیا اور آگے بڑھ کر ایرج پر ہاتھ لگا یا جب تک کہ اسے اور ایرج سے فاصلہ بابجب تک کہ  
 خیر ایرج خاموش رہا جیسے ہی دیو ایرج کے مقابل ہوا اس نے جھٹ ایرج سے دیو کا ہاتھ کھینک کر جو پوری قوت سے جھٹکا دیا تو دیو  
 قلیاس منہ کے بھلے سامنے آیا پس یہ کہہ کر کہ ایرج اس کے اوپر پھینکے گئے کشتی پر گئے لیکن دیو اور ایرج نے نیچے دیکھی تو  
 نیچے ایرج اور ایرج ایک تین بہر کا کشتی رہی اس جو دور سے اہل لشکر نے یہ دیکھا کہ سب ہتھیار آگے دھڑلے  
 کے ہاتھ سے بائیں شاخ دیو کی کوئی ایک شاخ دہنی تو نور الدین پر پہلے ہی توڑ چکا تھا اب دونوں شاخیں ٹوٹ گئیں بائیں  
 شاخ کے ٹوٹنے ہی دیو قلیاس تر کر نکلا اور دو ہاتھ چٹا چٹا ہوا بھاگا اور گھبرا ہوا ملک کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ملک  
 رقیب پروردگار میں نواب بھی نہ جاؤ لگا ایک شاخ تو نور الدین توڑ چکا تھا ایک شاخ اسے توڑ دانی معلوم ہوا تو نور الدین  
 بہت زحمت ہونے میں اور خواجہ عمر سے پوچھا کہ انعام لیں جب نور الدین نے خبری دہنی شاخ توڑ دانی تھی تو تینہ دست کر لگا  
 تھی اب یہی بائیں شاخ ایرج نے توڑ دانی ہو گئی درست کر دو گے خواجہ نے لکھا کہ بان دیو قلیاس میں رست کر دینے ایرج کا حال  
 ملاحظہ فرمائیے کہ اس کشتی میں شام تو ہو ہی گئی تھی ایرج نے دیکھا کہ اب تو شام ہو گئی اب رات کو کمان پہاڑ پر چرخیں صبح کو  
 بھاگنا یا بیگانہ ہو کر بل سلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ایہا دیو آج تو ہم دیو قلیاس کی مدد لے چکے کل پہلا میرے ہاتھ سے  
 ہو کر کمان جاسکتے ہو یہ دیر اعظم کل صبح کو تم سب کا تہہ ہی کر دینا لکھ کر طبل بزد گشت جو اگر افسوس کر دو اور بان سے بھرا  
 کہ اسے افسوس آج وہ منت ہاتھ سے نکلیا اگر اسکو گرفتار کر لیا تو کیا تھا فرم ضروری ہاتھ لگاتی یہ شکر عامر بن جسہ  
 نے کہا کہ ایرج تو جوان شیر اعظم ہے تمہاری جان بچانی وہ حرا زادہ نہ ہاتھ آیا تو ہمیں کسی بہکے تمہاری جان کے لئے پڑ گئے  
 تھے شیر اعظم نے ٹکر ٹھنڈ کیا اور وہ مرد دھمکے ضرور ہوا وہ نہ کہا دیو اور کہا آدم زاد بھلا تمہارا اسکا کیا مقابلہ تھا مگر خیر طے  
 لشکر کا مقام پر یہ بائیں کہنے پر نہ داخل خیر ہوئے صحبت عیش میں ملوہ افروز ہوئے خراب اڑنے لگی فوج ہوئے لگا خوشی کی تفریح  
 مرداران لشکر دینے لگے کہ آج ایرج نے دیو سے مقابلہ کیا اور شیر اعظم نے فتح کیا ایرج بھی نہیں ہنس کر تہرین لے رہا  
 اور کہہ رہا کہ بان آج شیر اعظم ہی نے جان بچائی وہ نہ بچنے کی کون صورت تھی کہ بھائیو کل معرکہ بہت بڑھ کر ہو اسلئے کہ کل  
 میرے قصد یہ ہے کہ جس طرح جو اس پہاڑ پر قابض ہو جائے لوہاں اہل سلام کو گرفتار کر لیجئے اگر میں ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ  
 بجواد یا جاسے ہو جب حکم طبل جنگ بجا گیا شب بھر وہ دونوں لشکر دن میں تیاری رہی جب صبح طالع ہوئی تو آدھ شہزادہ  
 برقع الزمان اور مجمل سردار اور طماس مع جملہ رفیقان خاص قتل کوہ پر تھکن ہوئے اور افسران و سرداران فوج مردان و فرنگ  
 گھنائون پرستہ ہوئے تھے اور لاہر سے ایرج بھی فوج بڑھ کر آیا اور اسطرح ملک قمر جبر سامنے آکر پہنچی اور ان آفتاب پرستوں  
 کی پوش خدا پرستوں پر دیکھا کہ ان قتل و دھل ہوا انکوں میں آنسو بھر کے خواجہ سے کہنے لگی کہ کیوں خواجہ تم نوکرتے تھے کہ  
 حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن آئینے گر نہیں معلوم کیا سب ہوا کہ اب تک تو نہ شریف لہے اور آج یہ بیجا ہے ہمارا سلام اس  
 شہنشاہ کے ہاتھ سے گاہے کہ بھیکے افسوس صد افسوس خواجہ نے کہا کہ حکم کوئی خوف نہ کرو ای ملک حق سبحانہ تعالیٰ ان  
 سب کا مافک و معین ہو اگر اہل سلام ایسی پریشان کاری میں اور اس سے زیادہ زیادہ مصائب میں مبتلا ہو گئے ہیں مگر  
 پھر بفضل ایزدی بلا دفع ہوئی ہو اور صحیح سلامت رہے میں ہی ملک تم قدرت خدا کا تماشا دیکھو اور کسی طرح کا غم  
 و ملال نہ کرو ملک نہ لگا کہ ایرج خواجہ ہماری قسمت میں تو غم و رنج کھانا اور قتل و دھل ٹھانا اب اسے سن سے مقدر ہوا ہی ہم سب کو  
 کیا کہن جب سے پوش آیا اس حرا زادہ دیو کی قید میں مبتلا رہے اور طرہ برین یہ کہ اس شہر بابر عاشق ہوئے اگر وہ کیا  
 نہ تھی کہ وہ کچھ تو لیتے تھے مل کو تسکین ہو جاتی تھی ایرج خواجہ دیکھے سفلہ گری اس چرخ بیدا کی یہ بھی لے منظر نہ ہوا اس شہر  
 کو جیسے ہلا کر دیا اور اسکے عزیزوں پر بلاتل ہوئی جسے دیکھ کر کلیا بھٹتا ہوا ایرج خواجہ یہ لوگ کیوں کر اس حد تک



کے اتم سے بچنے کے خواہش نے کیا کہ ملک اطمینان رکھیں نہ کر دے گا ہی وہ مرے یہ شکر ملک نے جواب دیا خواجہ ریح تو پہلا  
 جمعی دور ہوگا کہ جب ہم رہا گئے ہنگر و کجی نے لگا کر اچھا دیکھ تو حق سبحانہ قہار نے لکھ کر انکی نصرت کرتا ہر کس طرح انکو پانی  
 الغرض ایرج نے دامن گردنے آئینہ میں چڑھائیں تھیں و سپر ہاتھ میں لیکر پہنچے چلا اور بیکار کر گیا کہ ایذا پرست ایرج سے  
 ہاتھ سے بیکر کمان بانگے میں آیا یہ لکھنے والا اوراد حرسے تیر پٹنے کے ایرج تیر دن کو بھر سے کاٹا ہوا آگے بڑھا اور دو دن  
 کھانیاں نے لین اب ایک غل ہو گیا کہ آج ایرج آہو گیا اور ایرج برابر ایرج چھا چلا آتا ہوا اور پیچھے پیچھے ایرج کے دلیر شاہ  
 زنگی اور کالیہ جنم وغیرہ بھی پہاڑ پر پڑے آئے ہیں اوراد حرسے لکھ کر چھپر مہفت نظر پرستہ دعا میں لکھ کر رہی تھی کہ مردہ  
 قوی ان بیکسوں کا مادی و کفیل ہوا اور قوی بچا نے دلا ہوا ایک میرے تیرا ہی سہارا ہوا خدا یہ خاص تیری شکر  
 کرنے دے تیرے ہی حوالے ہیں اس وقت بیکسی میں قوی انکا مافظا ہر پروردگار ان سب کے مال پر نشان  
 پر ترسم فرا اور اس جیسے جیسے انکو نجات عطا فرما اور تیرا وہ بیع الزمان اور عجیل ہمارا وہ طہاس اور  
 اہل اسلام دعا میں لکھ ہے میں کہ اے خالق حقیقی دایہ ایک تحقیقی تیرے سوا اس وقت بیکسی میں کسکو بیکارین اور کسکا  
 سہارا لکھیں دایہ ایک ہمارے قوی ہمارا حامی و کفیل ہوا اور قوی ہمارے معین ہوا اور قوی خالق ہوا اور قوی مافظا ہوا لکھا اب بہت  
 بیکسی میں نہ کوئی حامی اور نہ کوئی ناصر اس پہاڑ پر چکیں سے پر پڑے ہوئے ہیں اور چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں خداوند  
 اچھی کبریائی کا اور واسطہ اپنی خدائی کا ہم سب کو اس جیسے نجات دے خداوند واسطہ اپنے بندگان خاص کا اور واسطہ  
 اپنے پیغمبران اور انورہم کا تو ہم سب کو اپنے دامن رحمت میں ان دے کہ اس وقت ہم کسی طرف جانیں سکتے تیری پناہ  
 امید ہوا تیری ہی طرف راجع ہیں اشعار خداوند از شہم مار و زگردان - چور و زائد رہبان فرور گردان - شبے و درم سیر و  
 بخت نو میدہ و برین شب و صغیرم کن جو غور شبہ یہ دعا کر رہے تھے اور برابر گریہ و زاری اور زور و ہزار گریہ تھے  
 کہ کجا یک کیا دیکھتے ہیں کہ جانب صحرائے تنق کرد کا اٹھا کہ سپہد اور چرخ ہمد اور کوتاہ یک کرد یا شعر کو دامن وشت  
 کوہ و اورنگ - گردے بر فاست طوطا رنگ - انقد جس وقت چادر گردی یعنی اور میدان صاف ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ  
 شاہزادہ چین و بامین عاقان ابن الخاقان بہرام بن عاقان چین رفیق قدیم حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن اسی ہزار  
 چینیوں سے پہونچا اور قریب دامن کوہ اگر فرہ کیا کہ باش او آفتاب پرست باش او عدو خدا پرست ایرج بدینا و نام  
 پہلے بنیادار سے جلد بہر وہان سے اور جلد قدم بنادان سے ورنہ تیرے گل لشکر کو تباہ و برباد کر دے گا اور ایرج اس وقت چین  
 مور سے ملے چکا تھا کہ بہرام قریب آہونچا ایرج نے جوڑے دیکھا کہ بہرام بالکل قریب آگیا پس یہ دیکھ کر ایرج نے پشت  
 و دست و اوتون سے کاش لی کہ افسوس خدا افسوس بہرام کس وقت پہونچا ہر کہ جب میں پہاڑ سے چکا تھا تاسے دل کی  
 آرزو دل ہی میں رہی مصرع غم را کز نشان واد ہزار کہ خبر کردہ یہ کہتا ہوا پہاڑ سے اترا اور طبل زنگشت بجا کر وہاں سے پہاڑ  
 آیا لہر اپنے خیمے میں داخل ہوا بہرام نے پہلے کچھ آنو نہ پہاڑ بھیجا اور وہ اسکے خود پہاڑ پر گیا بیع الزمان کا سامنا ہوا اور  
 رسم مودت و محبت بجالانے باہم بٹکے ہوئے نزاع پرستی کے بعد کرسیوں پر بیٹھے نورالدین کا مال پوچھا بیع الزمان نے  
 کل مال نورالدین کا بیان کیا بہرام نے نہایت شامف تمام حوالہ اسکے بیع الزمان نے کل حالات ایرج کی جو قوموں  
 اور گستاخوں کے بیان کیے ہنگر بہرام نے کہا کہ غیر آفتاب پرست بڑا مروت نکلا جائیگا کمان دیکھو تو کیسی سنہرا  
 دینا چون کہ آفتاب پرست تمام غم را کہے اور بطور کافی تسلی دولا سا دے کر پہاڑ پر سے اتر کر اپنے خیمے میں داخل  
 ہوا یہ حال دیکھ کر عروئے ملک سے کہا کہ ای قمر حیر دیکھا تھے قدرت خدا کو وہ بچا ہوا تو یوں بچا ہوا دیکھو آئے بیع الزمان  
 وغیرہ کو بچا لیا اور دفعہ کیسا معین پیدا کر دیا کہ جسکی صورت دیکھ کر ان آفتاب پرستوں کے قدم چمکے



مکر فرج چہرہ آئیے کاغذ نے بہت دیکھے ہیں کہ اکثر اہل اسلام اس سے سخت تر ہر صاحب میں مبتلا ہو کر گئے کفر حق سبحانہ تعالیٰ نے  
یونین ان سب کو بجا بیا لیا اور کسی طرح کی کوئی گزند نہیں ہوئی مگر فرج چہرہ نے پوچھا کیا تو اچھا آخر یہ ہر کون شخص مجھے کچھ بتاؤ تو  
عمر و سنے کہا کہ اے ملک یہ پادشاہ زادہ حسین جو بہرام اسکا نام ہے صاحب ان کا وقت بالخصوص ہے مگر انا زور آور نہیں ہوں کہ ایرج  
پر غالب آئے اور اس پر فتح حاصل کرے یہ شکر ملک فرج چہرہ کو اتنا کار کج گذرا اور کہاں حق ہو اودھ ایرج جو پھر کوشش میں آیا پھر  
زرعی انا کر باس زری تریب بدن کیا اور صحبت میں شجیرہ حامد بن حمید سے کہا کہ اے حامد میں ہر روز جا ہتا ہوں اور مر جہ  
کوشش کرتا ہوں کہ ان خدا پرستوں کو قتل کروں مگر عجب طرح کی بات ہو کہ ایک ایک خنہ اس قسم کا ہو جاتا ہے کہ میں نے  
ہو جاتا ہوں اور مجھ پوری ہو جاتی ہے اور یہ پنج جانے میں مگر خبر کہاں تک پہنچے اور کہاں تک جیسے ایک ایک ذراں سب  
قتل کرونگا چوڑو نگا نہیں شکر حامد بن حمید نے کہا کہ اے ایرج میرا ان خدا پرستوں کے قتل کی کیا جہت ہے اور اسے متوہم  
ہونے کی کیا وجہ ہے اور کیا حاصل ہے مطلب تو دیو قلیاس سے ہے اگر وہ ہاتھ لگ جائے تو ملک فرج چہرہ بھی سنبھالے جائے اور پھر  
کوئی وقت نہیں ہے اسی کی فکر کیوں نہ کیجائے اور ان ساری کوششوں کا اثر دیو قلیاس ہی پر کیوں نہ دگلا جائے جو صرف  
ایک ذرا سی بات کی بات کے لیے پہلے انکا مقابلہ کر کے قوت کو کم کیا جائے اور پھر اسکے دیو قلیاس سے کمزوری مقابلہ کیا جائے  
کیونکہ جب پہلے ان خدا پرستوں سے مقابلہ ہوگا تو ضرور فوجی قوت کم ہو جائیگی پھر ان کم قوتی دیو قلیاس کا مقابلہ کیونکر ممکن ہو  
ہوگا یہ جو کہ پہلے دیو قلیاس ہی کی خبر لیجائے شکر ایرج نے کہا کہ ان سے خود دیکھ لیا کہ وہ بھی میرے ہاتھ سے نکل گیا اور جہت  
میں اگر چھوٹ گیا مگر خبر سمجھ لیا جائیگا اگر نیراعظم نے اعانت کی تو اسکے بھی گرفتار کرتے ہیں اور جیہ ہاتھ لگایا تو پھر ملک فرج چہرہ  
سنا کہ کسی بڑی بات ہے کہ جب تک ان خدا پرستوں کو قتل نہ کرونگا مجھے جن نہ پڑیگا میں بغیر اسے ان سب کو بچھڑونگا یہ لکھنا اب  
نشد شراب میں چور ہو کر فکر دیا کہ بے طبل جنگ بوجب حکم طبل جنگ بجا یا گیا ہر کا دون نے یہ خبر بہرام کو بھی ہو چالی کہ ایرج  
نے طبل جنگ بجا دیا یہ شکر بہرام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجا دیا جائے بوجب حکم اسی وقت طبل  
جنگ لشکر بہرام میں بھی بجا گیا شب بھر آؤن لشکروں میں غلغلہ بجا بجا ہوئی تو دونوں لشکر معرکہ آرا سے میدان  
نبرد ہوئے ایرج خود میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی اس طرف خود بہرام مرکب شترام ہر سو اڑھو کر مقابل ایرج ہوا ایرج  
نگا و رزن ہوا اور چوڑی سپر کی سپر پیری رکب برابر سے پہنچے بے راتوں میں مسلک مرکبوں کے ایک دوسرے سے مقابل ہو اٹھ  
نے کہا ایرج خیال تو کرے اور شاہ زادہ نورالدین سے کیا ارتباط و محبت اور کسی ملاقات میں رہی ہیں یا نہیں ایک نام سے  
میسے ہر دونوں کے پرستے انھوں نے پڑا لے لے کہ بالکل خیال باطن میں رہا گو با نورالدین ہر سٹے کیفیت بھی نہ تھی ایرج نے کہا کہ  
اے بہرام مجھے خود خیال نہیں کیا یہ مقدمہ ناموس کا ہے میرے ملازم کا ناموس خیرہ بیع الزمان کے سامنے غما میں ہے بیع الزمان  
سے بڑھ کر کیا اور کچھ بلکہ تم یہاں سے چلے جاؤ یا دو جاؤ کہ میں شکر اپنا خیرہ پا کر بیع الزمان نے ایک انا اور نہ عقل ہر و سنے  
سماعت کی سماعت میں مجھ پر ہو گیا اور تاب نہ رکھ کر ہاتھ سے جاتا رہا اور شترام کسی کو اپنا ناموس کھانا گوارا ہو گا اور  
حامد بن حمید ملازم کیسا میرے لشکر کا بادشاہ ہے اسکا ناموس غما مجھے کیونکر گوارا ہوتا یہ شکر بہرام نے کہا کہ اے ایرج کو خیال  
کر اور داغ کو درست کر چہرہ نورالدین ہر عاشق ہو اسکی نسبت تو یہ کہ میرے ملازم کا ناموس میرے کجبت مجھے خود نہ اس طرف  
لگاؤ لٹکاؤ دیکھنا سخت بازیا ہے نہ کہ تیرا بھی ایک ملازم یہ کلام بہرام کا شکر ایرج پر ہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے بہرام کیا میں کوئی  
نورالدین ہر فادیل بنھا جو اس سے دب جاتا اور اول تو مجھے خبر بھی کب تھی کہ نورالدین ہر یہاں عاشق بنا ہو اور مجھ پر حامد بن  
بن حمید زلی ملک فرج چہرہ کی تصویر پر دست سے عاشق بنھا جب میں نے حامد کو زیر کیا تو حامد نے یہ شرط مجھے کی کہ اے ایرج اگر  
تو میری مشورت کو مجھے دو اور سے تو البتہ میں آفتاب پرست ہوتا ہوں میں نے اس شرط کو منظور کر لیا تھا اور اسی







فوج کے سب سے چھڑ کاؤ کرنے ہوئے فوجی نکل پڑا ہوا ہے آتے ہیں اور آگے آگے دارا اب کشور کشا بھیجے تھے تخت کشور شاہ  
 نعل در بزمین گرفتار چلا تا جو کہ ہمارے برقع الزمان سے بھیجے تھے انھوں نے فوج سے استفسار کیا کہ یہ کون بزرگ ہے جو  
 باہن کو فرخت شاہی پر چلا آتا ہے اور اس کے مسلسل ہونے کی کیا وجہ ہے تو گون سے بیان کیا کہ یہ دارا اب کشور کشا ہی جو آگے  
 آئے چلا آتا ہے اور مجھے بھیجے کشور شاہ جو کہ نمر جہر کی تصویر دیکھ کر دیوانہ ہو گیا ہے اور جوش عشق میں آپ سے بے آپ ہو گیا  
 ہے اس لئے اس کے مسلسل کر لیا ہے دارا اب شاہ اس کے لیکر اسلئے آیا ہے کہ ملکہ قمر جہر کو اس سے ملا دے کہ بیخون ہو جائے  
 اور غرض جب دارا اب قریب کو آیا تو آواز کر یہ داری اور آواز دینے کی سنی دریافت کیا کہ اس بہادر بیرون ہے اور اس کے  
 بیقراری کی کیا وجہ ہے معلوم ہوا کہ شاہزادہ بدیع الزمان اور جمیل بہادر اس بہادر پر جن نہایت درجہ زخمی ہو رہے ہیں اور  
 ہرجے نے کثیرہ حالت کی ہے یہ سب سنا کر شاہ نے اضطراب میں بدگاہ جناب باری بعد بیقراری مناجات کر رہے ہیں اب  
 جو غور سے دیکھتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہنے لگا کہ واقع ایرج مع فوج زیر کوہ کٹر ہو گیا ہے اور جن جن میں سے آشکارا ہے کہ اس کا قصد ہے  
 ہو کہ بہادر پر چڑھ کے مقتیان کر دے قتل کر دے پس یہ حالت ملاحظہ فرما کے رکب کو چمکا کر آگے بڑھا اور ہمارا کہ او ایرج دینا  
 بہت آسودہ ہے اور طبع پھر وہاں سے ہرگز بے یار و مددوں کا نہیں ہے کہ زخمیوں پر چڑھائی کریں اور حالت بے بسی میں  
 کسی سے مقابلہ کریں اس لئے مجھ میں کچھ بھی ہوئے غیرت و حمیت ہے یا نہیں یہ کلام دارا اب کا سکر ایرج آدھر سے پھرا  
 اور کہنے لگا کہ دارا اب مجھ سے سخت تعجب ہے کہ تم کب سے لنگے دست بن گئے ہو اور اب خیال تو کہ یہ کون لوگ  
 ہیں اسے یہ بھی تو ہیں کہ جنھوں نے عمر و لیسے حسن کو ہر سے تھا کہ اس سے لنگو دیا اسے انکو تو دانا مار سے جان  
 پائی بھی کتاب نہ ہو اور تم ان کے ساتھ یہ دوستی کا برتاؤ کرتے ہو تمھاری دانش و فراست سے بہت بعید ہے دارا اب نے کہا کہ  
 میں تو اکی طرح داری ہرگز نہیں کرتا اور خائے دوستی ہے نہ کوئی غرض مطلب ہے کہ یہ نہ ہو گا کہ ایسی حالت میں جبکہ وہ  
 بے بس اور مجروح ہیں تو انکو ایذا پہونچائے کیونکہ یہ داب سپاسیانہ کے بالکل مخالف ہے اور کوئی جو انکو اور سپاسی ایسی  
 حرکت نہ کرے گا کہ کسی سپاہی کو حالت مجبوری میں قتل کرے یا گرفتار کرے اسلئے کہ اگر حالت مجبوری میں کسی سپاہی کو قتل کیا جائے  
 گرفتار کیا تو سوائے اسکے کہ لوگ نامزد اور فوجا کہیں لے آئے ایرج اس ارادے سے باز آو جس وقت وہ اچھے ہو گئے اور یہ  
 حالت یکسی آنہ سے رفع ہو جائیگی اس وقت تک میں اختیار جو میرے مانع نہ ہو گئے کہ اس وقت تم بھین بہادر نہ جانے دینگے اور  
 اگر تم نہ صاف سے خیال کرو تو میں تمھاری ہی دوستی کرتا ہوں اس واسطے کہ تم کو اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش نہ کرو  
 کہ جسکو خلقت کہتی ہے اور کیسی اگر خیال کرو تو وہ بھی بڑے بہادر لوگ ہیں تم سے کوئی باہمی کا نہیں کہنے میں اتفاقات رونما  
 اس وقت وہ نہ چار ہو گئے ہیں بس تم کو بھی ایسے وقت میں مزاحمت کرنا خلاف بہت درجات ہے اس وقت لنگے قتل سے باز آؤ  
 یہ کلام دارا اب کا سکر ایرج نے کہا کہ سنو دارا اب میں نے پرچہ اکوٹ کیا اور کھنکھایا کہ دیکھو تم بیان سے طے جاؤ دو جاؤ کہ  
 ہرگز غمہ اسادہ کرو کہ مہرے ملازم کا ناموس بیان سے قریب پہنچوں نے مطلق خیال نہ کیا اور ایک لنگی کھنکھائی کہ  
 یہ سکر دارا اب بولے تھا کہ کیا خوب یہی بات ہے اور زنی لہجے پر آپ جھل پر اپنی حکومت بٹھاتے ہیں اور میرا پر حملہ دھکے دے  
 ہیں لیجئے اب ایک میں ہی آیا ہوں میرا غم نہ بھی تم کو آگوار ہو گا اور مجھ کو بھی بیان نہ اترنے والے اے ایرج یہ تمھیں کیا  
 سوچھی ہے ایک ذرا ہوش میں آؤ کہ اس درست کردہ فعل کے ناخن کو یہ کیا سوچھی ہے میں تو صاف بات خوب جانتا ہوں اور  
 کسی کی لگی نہیں رہتا اور صاف ہی جان کو کھانا ہے خوش ہو جائے ناراضی میں تم کو تو اسے کہیہ دیر نہ ہو چکا اگر تو یہ  
 اس وقت تو میں تم کو ہرگز آنہ نہ جانے دینگا یہ سکر ایرج نے کہا کہ میرے معلوم ہوا کہ تم بھی پرستہ فساد تھے جو میں تو یہ جانتا  
 تھا کہ میرے تمھارے دوستی ہی نہیں ہے اور نہ کفر ہے مگر تم کو خود نہیں منظور اور تمھاری بھی خواہش ہے کہ تم

سے بڑے اور رنج و ملال ہو تو خیر بن مجبور ہون کیا کروں میں تو سرگرم تھا وہ کہنے کو نہ اٹھتا اور ایک سنوٹکا یہ شکر و ادا  
 کیا کہ سنوٹا ہی ارج لول اترتو یہ کہ کوئی بہادر راہد کرتی دلاورینہ و کیم سیکھا کہ کسی غریب و بے بس پر کوئی ظلم کو سے اور سوسہ بہر  
 میرا بادشاہ بھی تو ملکہ فرحیرہ عاشق و محلوکب گوارا ہو گا کہ رقیب ہمان سے میرے تھلے نو فساد اور رنج ہر نوع رکھا ہوا  
 کہیں لینے تھوڑے جلد ہی یہ سکر ارج سے کہہ کر اگر یہی بات ہو تو میں بھی کوئی پابندی کا نہیں رکھتا اور کسی قسم کا خوف نہیں کرتا  
 واقعی میں کسی کو بیان نہ اترنے دوں گا نہ ٹھہرنے دوں گا اسکا کہنا کیا ہوا اب ایک بات ظاہری ہے یہ شکر و ادا اب نے کہہ کر فر  
 بہتر ہو جو بچھے ہو سکے تو قصور نہ کر اور جو نیاستے بن سکے ہمیں کوتاہی نہ کہنے میرے ہی تیرے فیصلہ ہو جائے تو اچھا ہے اور  
 بہت انصاف ہے ارج نے کہہ کہ ہم تو ہر چند چاہتے ہیں اور بنیر اعظم سے خواہش ہے کہ ہم سے نہ کہے اور لڑائی نہ ہو کہ رقیب  
 تھا کہ بارادے میں تو خیر کیا مخالفت نہیں کو وہیں میدان بڑھو آگے یہ شکر و ادا اب نے بوجھا اپنا اٹھا بالیکین اس طرف  
 عمر و اور ملکہ فرحیرہ بھی سامنے سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ملکہ فرحیرہ نے پوچھا کہ خواجہ یہ کون شخص ہے جو ارج سے بون گفتگو کر رہا ہے  
 خدا ایسا کرے کہ اس فردے کا یہی سر کھلے تخت الشرف کو پہنچا دے خواجہ نے کہا کہ ملکہ یہ دلہا اب ہے اور دوسرا شخص کشور  
 شاد ہے جیکہ میں ارج کے پاس سے نکلا ہوں تو میں اسی کو صاحبقران بنا کر حمزہ سے لڑاؤں لایا تھا ادا اب  
 و صاحب بہت دھمکہ اور نہایت ہی حسین و خوبصورت ہے ایسا بہادر کہہ کیا گیا ہے تمہاری طبیعت تو اس قدر متلی کی  
 جو کی ملکہ نے کہا کہ میں خواجہ میں ایسی باتیں کہنے نہ بنا کر دے تو اسے کسی اور ہی سے کیا کرواؤ خواجہ تمہاری بھی جو حشمت میں  
 و فضل خود سے ایسی ہی ہیں وہ واہ مالہ سے خواجہ میں تو ایسے ایسے ہزار حسین و خوبصورت شاہزادہ نورالدین کے  
 ماخون یا پر سے مدد کرتی ہوں خدا لا سکو پھر زندہ و سلامت جتنی زندگی میں دکھائے تو جانوں یہ کہ ملکہ فرحیرہ انگوٹھ میں  
 بھڑائی اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہنے لگی کہ اے خدا مجھے جتنی زندگی شاہزادے کے دیدار سے مشرف کروں تو میں مانوں  
 اور حو تو یہ گفتگو ہے اور دارا اب ارج سے خوب ہنرہ بندی ہوئی دونوں برابر ہر کسب کو یہ دونوں ایک ہی استاد کے  
 سکھائے ہوئے ہیں یعنی ان دونوں کو فنون سپاہی میں خواجہ عمر و بن امیر صفیری سے تھنڈی انقض بعد گزبادی کے  
 تیغ زنی ہونے لگی تا انکہ ارج نے خوب بھلا دیا کہ خوب پوری چوٹ تاک کر ایک تلوار باری نو سپر کو کا ملکہ دارا اب کے  
 سر پر تری اور نامو ابرو کاٹ گئی زخم بہت کاری لگا دارا اب نے دستا نہ مارا تلوار تو جھکا کر نکل گئی گز خون کی جادر سے  
 باری ہوئی دارا اب نے نہایت بھرتی سے ہیلت تمام اپنے زخم کو باہر حکم ارج پر تلوار لگائی تو سپر کو کاٹ کر سر رانی  
 تھی کہ ایرج نے خالی دی اور سر پنا پٹا لیا تلوار گردن مرکب پرائی کہ گردن اسکی ظم ہو گئی ایرج گھوڑے پر سے کود پڑا  
 دارا اب جھوٹ ہو گیا ارج نے فریاد دی کہ زخم دہشت کرم جلد دارا اب کو اٹھائے باوجود اسکا کہ لوگ دارا اب کو  
 پاکی پڑا کے لیکے یہ حال دیکھ کر فرحیرہ بہت ادا اس ہوئی اور ارج کو کو سے لگی کہ خداوند اس نوٹری کاٹے گا  
 جلد ستیا ناس کرے یہ ہو اسکا کسی طرح نہیں مارا جانا اور کوئی اسکا نہیں کل سکتا جو اس کے مقابل ہو کہ پھوٹ جوتا ہے  
 خداوند ایہ کیا معرکہ اور کیا سانچہ جو خواجہ عمر و نے کہہ کہ ملکہ تم پرمان خواہر گھبراؤ نہیں ہاں شاہزادہ العزیز شاہزادہ  
 نورالدین ہی آکر اسکی دہشتی کر گیا اور وہی اسکا سر کھلیکا اور حضرت امیر حمزہ صاحبقران بھی اب آتے ہی ہو گئے لیکن  
 ارج زیر کوہ آکر اہل اسلام کو پکارا کہ اے خدا میرے توج بھی تم دارا اب کے سب سے بچکے فیر کل کہاں میرے اچھے سے  
 ہاؤ کے یہ شکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ جادو بھی ہوا خدا سے نا بزرگ است وہی بچانے والا ہے اگر جلدی ہے  
 ہے تو وہ ہر نوع میں بچا گیا اور تو سر روز و شبی باٹھا یہ شکر ارج نہایت ہی غیظ و غضب میں تھیں و اب کھانا ہوا  
 بھرا ادا اب نے جسے میں جیسے ہی حکم دیا کہ تیرے طبل جگ بموجب حکم طبل جگ بجا گیا رات تو جون تو



کرنے کی وجہ سے پہاڑ پر دشمن کی اور زمین پر گرنے کی گھاسیاں سے لین و مال دیکھ کر اہل اسلام میں ایک شکر گنج گیا اور ایک عالم  
میں کہ اس کا یہ آفتاب پرست آیا اور اب قیام بروج الزمان کو پھیل اور طہاس کے نفون پر ہر پہر کی پٹیاں چڑھتی ہوئی  
تھیں گارہم خدا لیکر انھیں کھڑے ہوئے اور لوہارین انھوں میں لیکر کھنے لگے کہ ان سے تو اتنے دھم ڈینگے اس بدبخت سے اور ہم سے  
کھینکے اس آفتاب پرست کا خزانہ تو مالک دعائی کی مگر غصے میں جو آتے تھے ان کے نفون کے ٹوٹ گئے اور بیوش ہو کر گر پڑے  
اور ابرج اب قریب پہونچ کر لڑنے لگا لیکن آخر ایک قمر چہرہ دست بدعا ہو کر خداوند تعالیٰ نے بسوں پر غم حکم فرما دیا اور ان ہی سہل  
کی جانوں کو کھالے اور وہ اہل اسلام و خاندان کھاکر رہے ہیں کہ انہوں میں مدد کر اور اس وقت ہماری خبر سے سوائے شہر کے کسی  
پکڑین اور کھینکے اس فراڈ لیکار میں کیا کیا جانب صورتے ایک گردنہ دار ہوئی جب گردنہ دار معلوم ہوا کہ اسد بن کرب  
عازمی بارہ ہزار سواران جہاد سے آئے ہو اور چالیس ہزار فوج اسد کے ہزارہ رکاب میں انھیں اسد بن کرب قرب آکر اپنے  
رفیقوں سمیت لہا کھینک کر شکر ابرج پر کراہت سے لوگوں کو قتل کیا بہت سے غمے شکر ابرج کے گرد اپنے درجہ دے  
یہ خبر ابرج کو بھی پہونچی کہ اسد بن کرب بارہ ہزار سواروں سے آہو پناہ اور بہت سے لوگوں کو تیغ کی گئی ایک غمے جادو سے  
کمال درجہ دار غلام نور نظر طراول سے کہا کہ اے نظر طراول جلد جا کر اس دیوانے کو باندھ کا اور بندہ کر بن خود چلتا کر چورہوں  
کو یہ سرک غنیمت فتح ہو پاتا بتاؤ اگر وہ چلا گیا تو پھر یہ سرک رہ جائیگا یہ سرک نظر طراول سی وقت روانہ ہوا بعد روانگی نظر طراول  
کے انتر صبا کو بھی روانہ کیا کہ تو بھی جلد جا اور اس دیوانے کو باندھ کر نہ نکلو انتر صبا بھی عقب میں نظر طراول کے اسد کو بلکا  
ہوا چلا آتا ہے کہ اے دیوانے کسان جانا ہو شکر کہ میں آہو پناہ اور اسد کمان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھ میں آہو پناہ انھیں نہ بے آکر  
اسد ہر ایک لہار دی اسد نے پشت تیغ پر روک کے جو ایک ہاتھ نظر طراول کے جہان نو سپر کو کاٹ کر سر ہٹایا کہ نا دواہرہ  
تو تر گیا نظر طراول جھٹ پڑا زخم کو باز حکم کیا اسد نے ایک کر اور ایک ہاتھ رسیب کیا کہ پہلو بھی نظر طراول کا چھوچ  
ہوا اسد ہر ایک گزرا نگین میں آگئے کہ اتنے میں انتر صبا بھی پہونچ گیا اور حکام را کہ اے دیوانے یہ کونسی بھلہ روی ہے کہ تو یہ  
بھاگ کر لڑتا ہے تجھے کچھ بھی جی آتی ہے یا نہیں یہ سرک اسد نے آواز دی کہ اور وہ دیکھا کہ تیری بھی قضا الی ہے تو بھی  
جیتا جائیگا یہ جائیگا لیکر قریب منتر کے آکر جو ایک تہوار پوری قوم سے ذری تواسکا بھی سر کھٹایا جان چھوڑ کر کھانا اسد نے دوسری  
گوار اور دی کہ اسکا بھی پہلو شگافہ ہو گیا یہ بھی وہ قلم زبیں کھا کر چلتا ہوا یہ خبر ابرج کو بھی معلوم ہوئی کہ دونوں کے دونوں  
اسد کے ہاتھ سے زخمی ہوئے سر پاپٹ لیا دلیم شامزگی سے کہا کہ اے دلیم اب تو جا وہ دونوں تو زخمی ہوئے تو ہی ایک  
گرفتار کر دے دلیم یہ حکم شکر چھٹا اور اسد کو ملکا تا کہ ہوا بڑھا قریب آکر لہر پشت ننگ اسد پہلا اسد نے لہر سے  
دو گھوڑ کر دے اور غیو دلیم کی گھر ہر ما کہ تیرہ کش اور چار قب کو کاٹ کر کرہا کہ خوب کاری زخم آیا دلیم اسے کو کے اس  
پہلو کی طرف جھٹک گیا اسے اٹھکے ہی اسد نے ایک تہوار سر پہاڑی کہ سپر کو کاٹ کر چلا اگل سر میں دلیم کے اتر گئی دلیم  
تہوار کھا کر پھر ہی تھا کہ اسد نے ایک تہوار شانے پر رسید کی خوب زخم آیا دلیم نے آواز دی کہ بارہ دوڑو بھکو تو اسد  
نے بالکل لڑنے لڑنے کر دیا اسے آواز دیتے ہی اسد نے اس کا ایک ہاتھ جھانک کر گردن دلیم کا غم ہو گیا اور دلیم خڑے خڑے  
کے پھل زمین پر آیا اسد نے جا کر دلیم کا کام تمام کر دیں کئی سوزگی بیچ میں آگئے اور دلیم کو بچا لیکے لیکن جب یہ خبر ابرج  
کو معلوم ہوئی کہ اسد نے دلیم کا بھی خاتمہ کیا جہان تکھون میں ابرج کی تیز و تار یک ہو گیا کہ ہائے افسوس دلیم بھی تخت  
زخمی ہوا مجبور و ناچار ہو کر اہل اسلام سے یہ کہہ کر چلا کہ اے خدا اپنی توفیق اس دیوانے کا پہلے کام تمام کر دیں تو پھر سمجھو بھگتیا جو یہ  
کی زخمی ہو وہ ہر پہاڑ کے نیچے اتر آیت شکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ لو کا فر خا سر خدا ہیں بچا لیتا کہ ہم اسی  
کی ذات پر تکیہ کیے ہوئے ہیں دہی ہمارا معین و حافظ ہو انقض ابرج پہاڑ سے اتر کر اسد کی طرف ملکا کر آج

ایلا کہ او دوسرے کو اردین آہن پیا میرے ہاتھ سے پکا کہ حجابیگے اسد نے جو ایرج کو آتے دیکھا تو نہایت ہراسان ہوا اور  
 زلف سے گھنے لگا کہ ای یاران من امروز از قضاے من ہست سیکے اگر آج بہ بڑا بچہ میرے ہاتھ سے نہ مارا گیا تو آج میں اپنی  
 جان ضرور دیدہ نگا یہ شکر بھون نے عرض کیا کہ حضور مضطرب رہیں وہراسان نہ ہوں ابھی تو دو آفتاب برست دور میرے  
 چلیے اسد نے جواب دیا کہ میں اس سے خائف توڑی ہوں اور یہ لکڑی مثل شعلہ جو اسکے دور اور لٹکا رکھا کہ کریاس فروخت  
 بچہ بازاری جو شیار باش گمان جائیگا میرے ہاتھ سے آج تو میں بغیر اسے بچے نہ چھوڑ دینگا دیکھ خروار ہو کہ آج تیری قضا ہوئی  
 و نامہ دیکھارہ یکتا ہوا ایرج کے برابر مثل شیر غنیمت اک آیا اور آتے کے ساتھ ہی نہایت بھرتی سے ایک تلوار ایرج پر تھی  
 کہ ایرج کو سنبھلنا دشوار ہو گیا کہ چون توں سپر و دار اسد کا رو کا سپر نوہ کڑے ہوئی ایسی نے سر اپنا گھوڑے کے پیچے پر رکھا  
 تلوار اسد نو جوان کی گردن مرکب پر تری کر گردن اسکی قلم ہو گئی اور ایرج پر کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ گھوڑے سے گر کر  
 شکل پر گیا مع مرکب غر سے زمین پر گرا اسد نے اسی حالت میں ایک تلوار شانے پر تری کہ شانہ ایرج کا شانہ ہوا  
 آپ بچے ایرج اور اوپر گھوڑا اسد نے گھوڑے کی پشت پر جو ایک ہاتھ مارا تو ایک گھوڑے کے اوکر صیے اور تمام اوجھ  
 اسکا ایرج پر گرا کہ دم اسکا گھٹے لگا اسد نے بابا کہ ایک ہاتھ اور سید کر کے خانہ ہی کر دون کہ حامد بن حمید زنگی نے  
 پکار کر گناہ یاران من جو دیا ایرج کو اسد مارے ڈالتا ہوا اسے بجایا ایرج کو یاد از حامد کی شکر گزار ازنگی دور شرب  
 اسد نے دیکھا کہ اب اگر ایرج نکل آتا توین دشوار ہو جائیگا اور ایرج کو مارا بھی ایسا ہی کہ بھلا کچھ دنوں تو یاد کر گیا بس خبر ہو  
 گھوڑا اٹھا کر دانہ ہوا اور بوق بادی کہ ای یاران من بدر رہید جتنے لوگ ہر بیان اسد نے سب سمٹ کر اسد کے ساتھ ہوئے  
 اور اسد صاف نکلا ہوا چلا گیا اور بیان ایرج کو لوگوں نے نہایا دھندیا زخموں میں مائے گھرائے جب ایرج کو ہوش آیا تو  
 حالت دیکھ کر نہایت رنج کیا اور کہنے لگا کہ ہار دیکھ نہیں بن پڑا کہ اس دیو نے کی کہنگ گردن اس کینخت سے تو خاک میں ہوا  
 دم کر دیا ہر بھاگ بھاگ کے پھرتا ہوا اور لڑ بڑ کر ثابت ہو جاتا ہوا اور پھر آتا ہوا اور دن کرتا ہی کیا ایرج اور صے اسکے ہاتھ سے  
 میں نے اٹھائے اور کیسے کیسے افکار و تدابیر کے گر پکینخت کسی طرح اچھے نہیں آتا اور ہر تہہ نگاہی اور اس طرح ہلاکی شکل  
 بکا ایک پڑا ہوا کہ مجھے اپنے کو بھانا دشوار ہو جاتا ہے کہ خیر غم کی مدد چاہیے سو دن چر کی تو ایک دن شاہ کی بھی ہو ہی جائیگی  
 کسی دن تو جتنے لگ ہی جائیگا آج بھی خیر غم ہی نے مدد کی میں بھکیا اور نہ اسنے تو کوئی دقیقہ سہ سے قتل میں فرو کردا  
 نہیں کیا تھا اگر حامد بن حمید آواز دے کہ ان نگہیں کو نہ بلانا تو میرا کام ہی تمام تھا و افسی بہ اسد بن کر بعب سخت  
 ہو کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا بعد اسکے دلیلم شاہ ازنگی اور غمرا اول اور آخر صبا کے بھی زخموں میں مائے گھرائے اور پھر کھڑا  
 کہ طبل جنگ بجا دیا بلے بموجب حکم سیوف طبل بجا گیا اور ہرکار سے خبر لیکر روانہ ہونے کہ ایرج نے طبل جنگ بجا دیا ہوا  
 یہاں کا حال سنے کہ شاہزادہ برقع الزمان و عجب ماسر و طماس و غیر سب کے سب شجوب و خیر جن اور کھڑے ہیں کہ  
 امیر حمزہ صاحب قرآن نے جو کام اٹھا رہے ہیں میں جڑا فاف میں کیا تھا اس سے بہتر اسد نے کام کیا و افسی کیا  
 بادری کی ہر اور کیا دل و جگر اور کس حید اور حوصلہ اسد کا ہوا و اکیون نہ ہو آخر کسکا پوتا کسا نواسا اور کسکا بیٹا  
 اگرچہ جتنے بھی کیسے کیسے سوئے فتنے کیسے کیسے جنوں و مذخون فوج لغا اور گناہ بن گنوب پر اسے گرا سوت تو  
 میرے بھل اسد گوسہ بخت لیگا خدا اسکو نظر سے پائے یہ باتیں سو ہی رہی تھیں کہ پکا مان نے خبر ہو پائی کہ ایرج نے طبل  
 جنگ بجا دیا ہوا برقع الزمان نے یہ سنا کہ خدا انک بھان بھی مل جنگ بجا جائے انفرض بموجب حکم برقع الزمان  
 اس طرف بھی طبل جنگ بجا دیا کہ شب بھر تیری رہی صبح ہوئے ہی ایرج ہاتھ شعلہ جوار کے زیر کمر آیا دھن گردان کرستین  
 پڑھا کہ سپر تلوار ہاتھ میں لی اور پہاڑ پر چلنے کا قصد کیا کہ قمر تیرا دروازہ بخت منتظر ہے آئیے آہ تماشا دیکھنے کے









اسد سوار ہو کر لشکر نقابدار کی طرف روانہ ہوا اور اس وقت داخل ہو گیا کہ نقابدار قوت پوش شمال لفظ انا از  
 پر تھا ہوا اور اس کے تو میرے ہاتھ میں اس طرح کو کیوں کر؟ یہ جھکو تو نے سخت بنام کیا یا تو نے؟ کل ظن کیا اور مجھے سخت نما من کیا  
 جلد اس طرح کو ہوش میں لانا و شمال اس وقت قتلہ رفع بیوشی سے کہ اس طرح کو ہوش میں لانا چاہی اور من ہاتھ میں اسد ہو گیا  
 اور نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے جواب سلام کا دیا قتلہ کو انعام تھا کہ اس نے بار بھگنا لیا کہنے لگا کہ بیابا دریا غرق ہو گیا  
 اور صفا آوری اسد جیسے ہی لگا لگا کہ نقابدار پرست خیرہ سر اور مرد و بیابی و کجواب تھے کہ یہ کرنا دیتا ہوں اور کس طرح چپ  
 تیرے آقا ہوں اسد تو سہی جو اسیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر نرزد میں اسد اور نرزد تھے تو نے تو کلیا بکا دیا  
 جو مرگین تو نے کی میں وہ کوئی نہ کر گیا اور چکر دار نام جلد تھے سرزد ہوئے ہیں وہ کسی سے کہنے کو سرزد ہوئے ہوتے تھے  
 ہونے کم اسالت و کہنے یہ سکر اس طرح سے جواب دیا کہ او دیا اسے بھول بخت پرستہ ونا مستول اسدے کر رہا رکھانے کی نشان  
 کیوں تیری شاست آں کیوں سند رکھات لاطی ل ففیل سلمات و نوبات یکے اسے میں بھول نہ یادہ صولت نہ کیا  
 تو نقابدار کی خطفت صافت لہنے حال پر بندل پیکے بھول گیا یہ ایک نہ ایک دن بھگنا ایسی سزا دینا کہ تمام دیوانگی تھے  
 بھول جائیگی یہ سکر اسد بھگنا اور کرا کر اور مرد و نرزد میں رہی میں رہی گمرہ نوبان میں تھے بھی قتل کرنا ہلن یہ  
 کہ کر اور نرزد سونست کے اس طرح کی طرف پکا نقابدار سے لاشکر ہا بھول گیا اور کہا کہ ان بان اسد تھے کو تمام صولت نصیب  
 میں جو کلم کو بھول کر گئے اس طرح کو قتل کر ڈالنا تو میں بنام ہوا و نکا اس واسطے کہ اسے میرا غبار چرا لایا اور بیمار لکل خد  
 ہوا لکی جس وقت میں اس سے سر میں لکھ کر قتل ہو گیا اس وقت میں اختیار ہوا سپا ہوں کا یہ طرز  
 نہیں ہے کہ کسی کو بغیر قتل کر کے خود ایسی حرکت نہ کرنا یہ سکر اسد نے کہا کہ اسے نقابدار نامدار یہ آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں  
 بدہ رامی تو ان نرزد ای نقابدار سے جس طرح چاہو قتل کرو کس واسطے کہ سرسم و راہ بہادری کو کیا جانے اور طریقہ دلا دینا  
 سے کیا واقف یہ مردک دیری اور بہادری کا نقطہ نام ہی نام شتا ہو تو شتا مہکتہ یہ کیا جانے کہ بہادری کسے کہتے ہیں  
 ایچ الزمان ہمسوار و عجیل اسد و غیر سے زخمی ہو کر اس کوہ میں چاہا لی ہے اور بہادری کو گوشہ عافیت بھگنا مجھے ہیں  
 اور بدہ داتنی ہمت نہیں دیتا کہ سب اپنے زخموں کو اچھا کر لیں روز بہادری پر خالی کرنا جو ان کے قتل کا ارادہ  
 کرتا ہے یہ نقابدار لہندہ ایچ و علف و اجگر و بن امیہ خمری کو کہ جسے کرباس نرزدی سے بانہ کھا اور اس موتے کو ہوتا  
 اب یہ بدادہ ملک گیری کا کرنا چاہتا ہوں سپاہ گری سے مطلق و افق نہیں ہے نامرد کھا اور بہادری دلاوری کیا یہ سکر  
 نقابدار نے کیا کہ ای اسد لاوری کلام تھا صولت ہے اور ذرا بھی علف نہیں ہے لیکن یہ بھی تو سمجھ کر اگر میں اسے مار ڈالوں  
 یا اپنے سامنے قتل کر دوں تو میں بھی اس کے ساتھ ہر دون میں گنا جانوں اور بدادہ کنڈون اپنی عزت کو ہاتھ سے دینا ایسا  
 امر کر مجھے ممکن ہو تو فوج نہیں ہے اور حکم دیا کہ جلد اس طرح کو کھول کر دیکھ کر اسے قتل کر دیا اور وہ اپنے لشکر  
 راہی ہوا اسد نے یہ دیکھا اور نرزدی کہ او نقابدار پرست نوجانا کہاں ہے اسے میں ہر جگہ چری خد سکر داری کو حاضر ہوں اور  
 نہایت برہم ہو کر اٹھ کر اسے نقابدار قوت پوش جلدی سے دہر کر اسد سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں اسے بہادری  
 تو مجھے کیوں خفا ہو گیا مجھے کیوں ناراض ہو گیا میں تو تیرا بدلہ جان فادہ ہوں آج میں ہر جا کل تشا وائے صبح کو بانہ کہ  
 اس طرح کو تیرے لئے کر دوں گا نہ تجھے اختیار ہے جس طرح چاہا قتل کرنا اور اسے اسد خفا نہ ہونا راض ہونے کی کوئی بات  
 نہیں ہے ایک راتم غر ز کو نرزدی اسد اس میں سر سے لیو کمال بنائی تھی اس لیے کہ عیار میرا کھلایا تھا اگر میں اسے ذلیل کرتا تو  
 شلقت کیا کہتی اور اسے یہاں میں بہادری سے صحت مستعد تھا اسے آج طیل جنگ بجا ہے کل میرے لئے صحت ابھی  
 و تشا وائے صبح سے بانہ کھا تمھارے خوار کر دوں گا اسد کہنے لگا رضین نقابدار اب مجھے بانے ہی دواب میں تھا وہ یہاں

سیر کر نہیں پھر دنگا منے نہ تھا آہ ہوا شکار میرے ہاتھ سے نکالہ یا تھا ہارنے ہنس کر کہا کہ بہت اچھا بہت اچھا اب یہاں  
 کیجیے میں کل آپ کو انکا شکار ہو دلواد دنگا خفا نہ سوچیے بیٹھے بیٹھے غرض جس طرح سے ہو سکا اسد کو روک لیا اور کہا  
 دیا اسد ناچار و مجبور ہو کر نقابدار کے کنبے میں رہ گیا اگر ایرج نہایت ہی شرمزدہ و اندر ہو کر اپنی بارگاہ میں نقابدار  
 بن حیدر بہت خوش ہوا کہ غنائے ایرج کو نجات دی ایرج نے تمام سرنوشت بیان کی اور کہنے لگا کہ ہاں افسوس میں ہوں  
 حیدر ایسے غافل و سرکش ہو گئے کہ نقابدار کا حیدر میں پھر لیکھا اور افسوس کسی کو خبر نہ ہوئی کیوں حیدر بن حیدر  
 اگر شاہور اسوقت یہاں موجود ہوتا تو کاش کہ کوئی حیدر میں پھر لیکھا اور کیوں میں یہ دولت ہوتی کہ تم میں نہ ہوتا  
 ہو گیا کہ نقابدار یا قوت پوش نے ایرج کو گرفتار کر دیا کہ ایک بزدل بھکر چھوڑ دیا خیر یہ جو کچھ ہوا تھا سو ہوا اگر فرما  
 نیر غلام کی نصرت و اعانت ہمارے شامل حال ہو اور اپنے فضل و کرم کیا توکل کا وہ بھی کچھ دور نہیں ہو نقطہ شب بھی  
 درمیان میں ہو کہ بھی نقابدار یا قوت پوش کا سر بیان گرفتار کر کے چھوڑ دیں گے یہ لکھ کر دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جائے ہو جیسے  
 حکم نقارہ کر زنی پر چوب پڑی ہر کارون نے جا کر نقابدار کو غریزی کہ ایرج نے طبل جنگ بجا دیا ہو یہ سکر نقابدار نے بھی  
 حکم دیا کہ کیا مصلحت ہے یہاں بھی طبل جنگ بجا دیا جائے ہو جیسے حکم لشکر نقابدار میں بھی کوس حبل بجا یا گیا اگر ان سب کو  
 حال میں چھوڑ دے اور حال شانزادہ نورالدین سر کا ملاحظہ فرمائے

داستان عبرت نشان و حیرت بیان شانزادہ نورالدین شانزادہ ملج الزمان بن امر حنظلہ صاحب قرآن

پلا سا قیادہ لالہ نام	اک زبیر کو بھی جو نہ جہنم کلام	دو نسل کو جو بھکر مرغوب ہو	جو آغاز و انجام میں خوب ہو
کہ جب بھکر تو دے سوچو	کے شیخ بقی فاشر ہوا شریو	پلا جلد عرصہ بہت ہو قلیل	کہ لکھنا قصہ حق طول طویل
یہ داستان پر عجیب غریب	کہ خوش ہو گئے ہر حکم و مرغوب	حوران عبارات کرین تو لیسہ کان	اخبارات تو آئین و

یعنی بیان عبارات کہ بہار بہار آوران میدان خازن و طرازہ کان مضامین میں بہا مضمون نویسان قصہ ہائے فیاض و  
 بنسٹیر و تحریر این داستان عجیب و غریب عنان فائزہ عنین شامہ کو میلان قمر حاس بر یون منعطف کرنے میں کہ عجیب و  
 حلساس ہے اساس نے شانزادہ نورالدین کو دریا میں بھجوا دیا تو پہلے وہ شہر بار بار و قاریانی کی تہ پر پہونچا کہ جب پانی  
 لے لیا تھا لاکو و شاد و عالی جاہ اوپر آیا اور اس طہرین شادوری کرنے لگا پیرا ہوا چلا تو جانا ہو مگر یقین کامل ہو کر اب کولہ  
 میں رہا ہی ملک بقا میں اس واسطے کہ اس دریا سے بے پایاں سے یقین نجات تفرض امور و محالات ہو خدا ہی جو اس  
 بحر شورا نگین اور ملاطمت خیز سے برکت ہو لیکن اتیو دل انگیز دیم بسم اللہ مجربا و مرہا مضامین بفساد اللہ و تسلیا لادہ و ملک  
 کی خوشنودی بندے کا کیا اختیار اور سوا اسے تسلیم غم کرنے کے کیا بار کا کلام ہو لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ دل کی حیرت  
 دل ہی میں رہ گئی اور سب امید ازند خاک میں گئی و صل محبوب سے نا کام ہو کر طبع رنگان اور خوراک اسیان ہو گئے  
 اور بار بار فلک کو قمار اور زائد خدائے سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہو کہ کیوں ای فلک نیلگون و دیوانہ و گرگون دل کا  
 میں یہ بھی ہوتا ہوا آدمی اپنی جان کو کھو گیا ہر مینے تیری کیا خطا کی تھی جسکی تو نے ہزار دی کہ اپنے محبوب کے دیکھنے کو بھی  
 ترس گئے اگرچہ جل نصیب نہ تھا لیکن دور ہی سے نظارہ حسن محبوب کر کے اپنے دل کو ٹھنڈا کر لیتے تھے تھو تھو بھی  
 ناگوار ہوا اور تیری یہی خواہش ہوئی کہ ہم اس بامین بچیس جاتین اور تو نما شاد گئیے ہاں افسوس ساری تنہا بچ  
 شہادت بر قاتر ہو کر خاک میں لکھیں الغرض تو نہیں گریہ و زاری اور زار و بقراری کرتا ہوا چلا جاتا ہوا اور حق سبحانہ تعالیٰ  
 دعا کر رہا ہو کہ بار الہا تو نے مرنے سے نجات دی اور تہ آب سے اس تختہ آب پر پہونچا دیا اگر اتنی امید ہے کہ اس تباہ  
 ملاطمت خیز سے نجات دیکر ساحل مراد پر پہونچا دے اور اس در طہر ہلاکت سے بچا کر کوسے محبوب رکھا دے



یکایک اور ایک غوطہ کھا، اور پھر بقدرت خدا بھر کر دینا کرنے لگا، ای پروردگار عالم بلکہ اس بلاتے بخت دے کر سر  
 ہر جانے سے دشمن خوش ہوئے اور دست رنجیدہ ہوئے علی الخصوص یہ آفتاب پرست بہت ہی شاد و مسرور ہو گئے  
 تاکہ حقیقی تو اسکی آرزو دوسری نہ کر اسی حالت خوف و حیران میں با تھ بانوں لڑتا ہوا چلا جاتا ہے کہ ایک تختہ بہتا ہوا بقدرت خدا  
 کے قریب آیا نور اللہ ہر شکر خدا بجا لیا اور اس تختے کو کشتی نجات سمجھ کر سوار ہوا اور وہ تختہ سطح آب پر بہتا ہوا اعلان  
 نظر کام کرتی ہے ہر بحر عالم آب کے اور کوئی شے معلوم نہیں ہوتی اور اسے حباب اس دیا ہے امید کن رکھا آسمان ہفت رنگہ کشتی  
 سوچ اسکی لکھنجان معلوم ہوتی ہے اشعار نمودی ہر جہاں آسمانی خط ہر سوج اوچون لکھنجان، چہ چہیدی ہر جہاں  
 لکھنجان، اب جی میں بچہ سوچتا ہے کہ نور اللہ ہر شخص عالم آب ہے غذا ایمان نایاب ہے اور بے کچھ کھنڈہ کی  
 مثل حباب ہے مگر سوچ کر پھر خیال کرتا ہے کہ جس خدا سے دوسرے سے بچا یا دوسرے سے کچھ کو تیری سواری کے لیے بھیجا وہ خدا  
 بھی پہونچا دینا کوئی مقام تر و تین ہر کس واسطے کہ وہ ایسا رازق العیال ہے کہ میں روز قبل ولادت مولود ہوتا تھا اسے اور  
 میں دودھ پاتا رہتا ہوں اور پھر کے بھی کھپ کر غذا پہونچا تا ہے اگر حیات مستعار بھی بانی ہے تو تجھ کو بھی خدا سے سیراب کر دے گی  
 افسر من میں شاید روز اسی حالت میں گذرے کہ اب بسبب شدت گر سکی کے آتش عیش آتے ہیں اور ایک عجیب طالت منظرہ ہے کہ  
 اب جو ایک توبہ بہوش ہو کر ہوش آیا تو ایک جزیرے کے کنارے پر اس تختے کو پا کر شکر خداوند جل و علا بعد بخیر و کامیابی  
 اس جزیرے کو غنیمت جان کر اس تختے پر آکر اس جزیرے میں گیا کیا دیکھتا ہے کہ وہ جزیرہ نہایت شادان و خرم ہے  
 بجا بجا درختان میوہ دار لگے ہوئے ہیں ایک شیب پر فزاد و طرب خیز مقام ہے کہ مسکی ہوا لگتے ہی اسقدر تقویت ہوتی کہ  
 ساری بھوک پیاس جاتی رہی چار جانب سیر کرنے لگا میوہ توڑ توڑ کر کھانے لگا ہاں نازہ جم غیف میں حمد کر آئی اور بالی  
 شکر خدا بجا لاکر ایک درخت سایہ دار کے نیچے سوار حباب بیدار ہوا تو وہاں سے چلا جانے لگا ایک تھوڑی اور پروردگار  
 طرح کی بوسے بہ دماغ میں آئی نہایت تعجب ہوا کہ اس جگہ پر بوسے بہ کسی ہو آگے بڑھا تو ایک گنبد منبر رنگے کھائی اور بار  
 آگے بڑھا تو دیکھا کہ آگے اس گنبد کے چوڑے رنگی میٹھے ہوئے ہیں اور آدمی کے گوشت کے کباب پکا رہے ہیں اور خوش مزہ  
 کھا رہے ہیں یہ اجراء کچھ نور اللہ ہر کے دل میں بیخاں پیدا ہوا کہ ای نور اللہ ہر رنگی آدمی کو خدا معلوم ہونے میں کسی طرح انکار چاہے  
 کیلئے کہ بسبب واجب القتل میں نہیں معلوم کہ کس قدر آدمیوں کو مار کر کھانے میں اگر یہ کسی طرح اسے ہائیں تو بڑا ہی ثواب  
 ہوتا ہے آگے گراں زمینوں نے جو نور اللہ ہر کو دیکھا تو نہایت خوش ہوئے کہ ایسے تپلیس نے خوب چرب فقرہ ہمارے  
 لیے بھیجا ہے اور یہ کچھ نور اللہ ہر کے سب کے سب دوسرے اور بیکار سے کہ لینا اس آدمی کو کھانے نہ پائے ایک نے  
 پکار کر کہا کہ ای آدمی تو میرے پاس چلا آکر میں بے اجبی نہ کھاؤ گا تجھ کو شہد معصا میں پروردگار کے فقرہ کو شکر اور ہر  
 کہ ای آدمی تو میری طرف آکر میں تجھ کو چھ دن خوب کھلا کر مومانا نہ کر دوں گا تب کھاؤ گا یہ آواز میں شکر نور اللہ ہر نے آواز دی  
 کہ ای آدمی تو میرے میں تمہیں زندہ بھی چھوڑ دوں اسے تھے تو ایک نے کہنے کو ایسا ہو چائی ہے کہ ان جانے ہو کر ٹپے ہو کر میں آتا ہوں  
 یہ کہ ایک چار کا درخت قریب تھا اس سے لپٹ گیا اور باغی دوسے کھنڈہ پر در کرنا چھوڑ سمیت وہ درخت اٹھ اٹھا  
 یہ سحر کہ دیکھ کر ان زمینوں میں ایک شیل پڑ گیا کہ اسے یہ تو بڑا زبردست ہے خدا سے گرفتار کر لو لیکن شاہزادے نے دیر کر  
 جو جی درخت ان زمینوں پر آتا تو چھ رنگی ہاک ہو گئے اب پھر دوسری دفعہ جو ہم مبارک علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا لیکل  
 زمینوں پر وہ درخت کھینچ آیا تو وہ بانی ماند رنگی ہی ہاک ہو کر شکر خدا بجا لاکر گنبد کے اندر آکر دیکھا تو مکان نہایت پاکیزہ  
 اور معصا پایا اور قریب قریب دوڑھائی سو آدمیوں کے غولی بکھرے گئے نظر آئے گراں سب میں ایکس جوان نہایت  
 حسین و خوبصورت نظر پڑا کہ زمین نور اللہ ہر کی نظر کا جمال با کمال ہے اس شاد من کے خیرگی کرنے لگے تاج

شہر داری بر سر چار قب شاہنشاہی در بر گرفتار غل زنجیر اسیر شد نقد تراکمون میں آنسو بھرے ہوئے اور ہلکے شکریہ  
 پر آہ و نالہ چرچا مچا گئے ہوئے بیٹھا ہوا ہوا اور زار و قطار دور با دور گراہیں شدت بکا سے وہم گرائی ہیں اور ایک دریا آنسو کا  
 قریب کے صبح زین پر گر پڑے ہی نور اللہ ہرنے کو ہاتھ تو اسکو یقین ہو گیا تھا کہ کوئی زلی کھائے کو آتا ہے تو اور بھی باہر  
 ہوتا تھا چہرے پر آنے والی یقین گرجب نظر اسکی شاہزادہ نور اللہ ہر پڑی دلی میں اسنے یہ خیال کیا کہ یہ بھی تو مثل غل  
 اور مزاد ہو معلوم ہوا کہ بھی مثل تیرے گرفتار سرخ و لزار ہوا ہو مگر سخت منہ پر کہ ایسا حسین خوبصورت کسان سے ان کی برکت  
 کے ہاتھ لگ گیا اور باہر کوئی کسی طرف کو بچے گئے میں اور بسبب ناواقفی کے بیان چلا آیا جو سبے اختیار ہو کر بھارا  
 گرا دی عزیز طہ بکارت ان زلیوں سے بھگت بیان کیوں کر آتا اور انھوں نے تجھے کیوں کر تھوڑا اسے وہ انھوں میں بہت گراؤ لگا  
 سنے اور دی کہ گاہ ہوا بھائی کہ بن نے دن سب کو اور الا اگر یقین نہ ہو تو باہر نکلا دیکھ آ کہ لاشیں اگلی پڑی ہوئی ہیں  
 اس جوان نے کہا کہ ای شخص بھاگ بیان سے اسے بسبب خبر مرز زلیوں کا یہ جملہ کل جا بیان سے ورنہ ضایع ہو گا  
 اسکا شاہزادہ نور اللہ ہرنے کہا کہ ای شخص میں تو جاؤ نگاہ نگاہ مگر تم تو اب حال بیان کو دیکھ کر کون ہوا اور کس قبیلے سے  
 کیا نام و نسب کہتے ہو کہاں کے رہنے والے ہو اور ان زلیوں کے ہاتھ کیوں کر لگ گئے ہنگامہ شخص ایک بیچ مار کر رہا  
 اور کہنے لگا کہ ای شخص شعر میں ملک بودم فردوس بہرین جاہم بود۔ آدم آور و درین دیر فرمایا شہر مرا۔ بیان سے نزدیک  
 شہر جو کہ نام اسکا شہر انور یہ جو میں وہاں کا بادشاہ ہوں اور میرا نام نور شاہ ہے تیرہ درون زلی ہی کہ نام اسکا شاہ  
 بن دلیان زلی ہی پڑا ہذا ات اور نہایت حرا مزادہ ہی میں اسکا خراج گزار تھا ایک روز اسنے مجھے کسلا بھیجا کہ  
 انور شاہ ایک آدمی ہر روز میرے کھانے کے واسطے بھیجا کرتے ہوئے ہو گیا نہایت غصہ کیا اور اسکے پیچا کر کو نکلا اور باہر  
 پیچا کر سنے جا کر گل مدیا و بیان کی تو شاہدین دلیان زلی نہایت ازوہ اور کمال ل لول ہوا سامان جنگ کیا کر کے  
 و سپاہ بشتار میرے پاس تھی وہ مجھ پر کسی طرح قیاب نہ ہو سکا اگر اب سری گرفتاری کی فکر میں رہنے لگا اتفاقاً روز گار ایک  
 روز میں تھوڑے سے آدمیوں سے تھکا رکھتا ہوا صحرا میں ٹھکایا شاہد زلی وہاں پہونچ گیا اور مجھے شکار گاہ سے پکارا  
 اور اب بیان قید کیا ہے اس حالت میں مبتلا ہوں کہ مرغان ہوا میرے حال زار پر گریان میں ای شہر یار بیان تو میرے حال  
 ہی اور معلوم نہیں وہاں شہر انور یہ میں میرے فرزند منصور شاہ پر کیا گزری ہوگی اور وہ زلی کس طرح پیش آیا ہو گا  
 نور اللہ ہرنے یہ سن کر کہا کہ تو تقاریرت ہی ماندا پرست انور شاہ نے کہا کہ تقاریرت نور اللہ ہرنے کہا کہ اگر تو تقاریرت کرے  
 اور مسلمان ہو جائے تو میں شاہد زلی کو تیرے ساتھ چکر بھی قتل کرتا ہوں اور تجھے اس قید سے باکرتا ہوں انور شاہ  
 کہا کہ میں نے لعنت کی تقاریرت و بعد ق دل مسلمان ہونا ہوں آپ مجھے رہا کیجئے نور اللہ ہرنے تقاریرت کی تقاریرت والی اور انور  
 شاہ کو رہا کیا اور جب اسکے اسکے کل بھرا ہوں کو بھی قید سے رہائی دی انور شاہ نور اللہ ہرنے کے قدوں پر گر پڑا اور کل چکر  
 مسلمان ہوا شاہزادہ اسکو ساتھ لیکر شہر انور یہ کو روانہ ہوا اور بیان شہر انور یہ کا حال سنے کہ منصور شاہ بن انور  
 شاہ فوت شاہد زلی سے قتل ہو گیا اور شاہدین دلیانی نے قلعہ پر حملہ کیا اور خندق پر پہونچ گیا انورہ کیا کہ تیرے  
 سے ایک کو زندہ نہ چھوڑ دینا اور اس قلعہ کی حقیقت دہشتی جو ہمیں تم سے چکر بیٹھے ہو بھی شاہد زلی یہ نورہ کو رہا تھا کہ  
 یکایک نورہ شاہزادہ نور اللہ ہرنے ہوا کہ باش و گزرا ہوتا باش و گزرا ہوتا باش و گزرا ہوتا باش و گزرا ہوتا باش و گزرا ہوتا  
 خدہ شکار ہی کو اپونچا نورہ شکار گزرا زلی شاہدین دلیان کے پاس آئے اور کہا کہ اس بیان نے انور شاہ کو بھاری  
 سے قتل کر دیا ہے اپنے بھائی کے ساتھ آیا ہے شاہدین دلیان نے پھر دیکھا کہ نور اللہ ہرنے لگا رہا ہوا جلا آتا  
 ہی پس غیظ و غضب میں آکر قلعہ کی طرف سے پھرا اور شاہزادہ کی طرف دوڑا اور لگا رہا کہ او آدم زاد مکر اور



تو نے میرے قیدی کو رہا کیا اور ان قلعہ والوں کا حمایتی بن کر آیا تو کہاں بائیکا میسہ ہاتھ سے یہ لکڑی قریب نور الدین کو اور  
 پشت تنگ کا وار کیا نور الدین نے ارہ کو خیال میں کر کے ایک بھکی دی کر رہ پٹ پڑا اس کا پٹ پڑا کہ نور الدین ہر  
 نے بچے پر ہاتھ ڈال دیا اور بچہ مردار کر رہ کو چھین لیا اور کرہ بن ہاتھ ڈال کر زمین سے اٹھا لیا اور بالاسے سر خنجر دے کر  
 زمین پر دے مارا زنگی نے چاہا کہ موندے کی کھا کر سنبھالے کہ نور الدین ہر جھلاک سنبھلے دیتا تھا گرنے ہی ایک ٹھو کو  
 ندی تو وجہت ہو گیا بس جھٹ نور الدین ہر جھاتی پر تھا اور تلوار چھین کر لینے لگا کہ او مردود لغت کرالیں لہجیس پر اور  
 لت بیٹا سے اسلامید کو بصدق دل اختیار کر شیطا بن و طمان زنگی نے اس حالت خون میں ڈرنے ڈرنے مستف  
 کیا کہ آپ کو قسم دینے دینے کی پہلے تو یہ بتائیے کہ آپ کون بزرگ ہیں نور الدین نے اپنا حسب نسب بالتفصیل جلد جلد  
 بیان کیا شیطا بن و طمان نے کہا کہ مجھے تو مدت سے آرزو تھی کہ کوئی آقا اور ملک آپ ایسا ملے جو مجھے شکر خدا  
 نے آپ کو بھیجا اور آپ بیان کیے اب میں نے بصدق دل ادا کیا باطلہ پر غصت کی اور میں آپ کے ساتھ ہوں نور الدین  
 نے کل زنگی نے ارشاد فرمایا شیطا بن و طمان نے فرما کر صرف کلمہ چھوڑ کر مذہب اسلام اختیار کیا نور الدین ہر اسکی جھاتی پر سنا  
 اور شیطا بن و طمان کو شاباش و مرہا کیا اور نور شاہ قلعے میں گیا اور بیٹھے جا کر کل حالات بالتفصیل بیان کیے  
 اور کہنے لگے اپنے ساتھ لیکر قلعہ سے باہر آیا اور شاہزادہ نور الدین ہر کے قدموں پر گر کر نور الدین ہر نے سر اسکا قدم سے لٹکا کر  
 اپنی جھاتی سے لگایا اور نہایت خندہ پیشانی کر دیا شاد فرمایا وہ بھی از سر صدق مسلمان ہوا اور ان دونوں کے اسلام  
 لانے ہی تمام فرج اور گل اہل قلعہ بھی مسلمان ہوئے بعد اسکے انور شاہ نور الدین ہر کو تمام شہر میں لیکر نور الدین ہر نے تمام  
 شہر کو اسلام آباد کیا تھا تو اسے مسجد وں کی بنیاد لی سک بنام قباد شہر یار کے جاری مجاہد اسکے انور شاہ  
 نور الدین ہر کو دارالامانہ میں لایا جشن تخت نشینی ہوا کیا تمام اراکین سلطنت اور ان مملکت مجمع ہوئے محل وقت تمام ہوا  
 ملو ہو چکا تو اس وقت انور شاہ دست بستہ شاہزادہ نور الدین ہر کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کیا اے سلطان اعلیٰ شہادت شاہ  
 ملک جرات شہر یار جہان پناہ شاہنشاہ تاج کش و ظل اللہ مناسب ہو کہ اب حضور اس تخت سلطنت کو اپنے قدم  
 سے محنت لڑم سے جلوہ افروز فرمائیں میں ہر طرح آپ کا تابع فرماؤں ہوں آپ حکومت فرمائیں اور مجھے جس خدمت کو حکم  
 ہو گا اسے بل و جان بجا لاؤ گا کہ لائق تخت و تاج آپ ہی کی ذات فیض آیات ہو یہ شکر شاہزادہ نور الدین ہر نے انور شاہ کو  
 گلے سے لگایا اور فرمایا کہ نہیں صاحب تخت تمہارا کہیں مبارک ہم لوگ جج بخش عین ناج گیر نہیں ہیں یکسر ہاتھ انور شاہ کا  
 کر کے تخت پر بٹھایا اور فرمایا کہ مجھے انور شاہ کا تخت انور شاہ کو بخشا تمام حاضرین مجلس نے نور الدین ہر کو تدرین دین ہو  
 حکم صدر اسے تہنیت مبارکباد و بارہن بلند ہوئی تدرین گذرنے لگیں اور مدد دیوار سے اولز آنے لگی اشعار الہی و درج  
 باشی اقبال جوان بخت و جوان دولت جوان سل۔ گل اقبال تو دائم شگفتہ ہمیشہ دشمنانت فار باد ابد اسکے تو میں چلن  
 شروع ہوئے جسے تمام شہر میں اچھی طرح سن و مان ہوئی اور کل غم و انور شاہ وین و غیر عزت اثر شائع ہو چکی تو انور شاہ  
 نے سامان دعوت و سیاب سیافت مبارک باہمی روز تک صحبت مشن برپا رہی تمام محال و افسران ملک کو غلبت و انعام  
 تقسیم ہوا ہر ایک شاد و خرم اور سرور و مظلوظ ہوئے اس جشن کے انور شاہ نے ایک نہایت پاکیزہ اور نفیس قعر شاہزادہ  
 نور الدین ہر کے لیے مبارک اسمن نور الدین ہر قیام پذیر ہوا ایک خوشی خوشی خیال ملک فرحہر کا لگا تصور بڑا کمون کے  
 سامنے بھر گئی بے اختیار ہو جو کر و آڑھیں نہ رہا کر دے لگا کہ اسی پاک پروردگار اب تو یا اس عہد عاصی کی فیض روح کے  
 لیے حکم فرما اور یا اب بہت جلد یہاں محبوب سے فوٹن و سرور و ذکا اب نور الدین ہر سے مدد مفارقت اس محبوب  
 و فریب کا اٹھ نہیں سکتا کیا مشن جہان و اودل میفرار کسی طرح سیر فرما نہیں آتا خداوند عالم الغیب ہی تجھے زیادہ

عرض کرنے کی حاجت ہو تو وہ خوب اکتفا ہو کہ جو میرے غلبہ کا حال ہے خداوند اب ہم فرما انفرن بر غیر انور شاہ کو بھی یہی  
 کراچ شہر بار عالم پناہ شانہ زاد نور الدین بہت اعلان و گریان اور حد سے زیادہ بیتہ دار و مضطر ہیں لیکن کوئی سبب  
 نہیں معلوم ہوا کہ کیا باعث ہو یہ سکر انور شاہ کو بھی اسباب ہوا کہ معلوم نہیں کیا اور ایسا وقوع میں آیا جو جسکے باعث  
 سے شانہ زاد نور الدین ہر سہ ماہ اور ہفت روزہ کی یہ سکر انور شاہ نور شیطا بن و لیماں زنگی نہایت حیران پریشان اور  
 بیقرار ماضی دست نور الدین ہوئے دیکھا کہ شانہ زاد و قطار رو رہا جو دست بستہ عرض کیا کہ ای آقا سے نامدار خیر باشد  
 وقت آپ کی اس بفراری کی کیا جہت ہو اور اس نور زاری کا کیا باعث ہو کہ لڑ شاہ تو فرما ہے اور انور شاہ اور شیطا  
 زنگی دونوں دست بستہ عرض کر رہے ہیں مگر نور الدین کی بفراری کسی طرح کم نہیں ہوئی اور کچھ جواب نہیں دیا جہت  
 ہمارے کیا تباد شد کیا کہ میں اپنی حقیقت کیا بیان کروں ای انور شاہ وہ مرض علاج رکھتا ہوں کہ خدا ہی اسکا علاج کرے  
 تو اچھا ہو انور شاہ نے عرض کیا اچھا حقو ار شاہ تو فرما میں یہ سکر ایک آہ سرد دل بردار سے کہیں اور شاہ کا شہر  
 کو صفت مرقادہ بدل ہر آتش فیس بہت مشکل میں اپنا حال کیا بیان کروں کہ ایک محبوبہ دافریب اور مشہور  
 پری پیکر پر عاشق ہوں اسی کے تر عشق نے میرے دل کو تھید ڈالا میں کیا بیان کروں کہ جو رنج و مصائب اس کے  
 عشق میں اٹھائے ہیں اور جو حالات گذر گئے ہیں تو تمام حال ہے عشق کا اور دیو کا حالت غفلت میں دریا میں ڈال جانے کا  
 تفصیل بیان کیا اور کہا کہ ای بھائی قیامت اور آفت تو یہ ہو کہ بعد اقول دل راہل رہا است وہ بھی بفر عاشق ہو  
 ای شیطا بن و لیماں بھائی بھائی رنج تو اسی کا جو کہ معلوم نہیں اسکا میری خدائی میں کیا حال ہوا ہوگا اور کیا رنج و ملال  
 گذرا ہوگا اگرچہ سبب ہماری دھوری کے بجز اس کے کہ حرف دور ہی سے دیکھ لیتے تھے اور کچھ علاقہ نہ تھا وہ مجھے دیکھا کہ  
 و سرور ہوئی تھی میں اسے دیکھ کر زندہ گئی بسر کرتا تھا اور شاہ و لیاں ہونا تھا مگر ملک تفرقہ اندازہ دہل باز کر یہ بھی ناگوار  
 ہوا اھ اس کیفیت کو اتنی ملاقات بھی کھلتی اور وہ تفرقہ ڈال دیا جو کہ دیکھتے زندگی میں ملاقات ہوئی جس سے یہ نہیں اور  
 بڑا خیال تو یہ ہو کہ جب دیو فلک اس سے اس میں نے جا کر ملک سے بیان کیا ہر گاہ کہ میں نور الدین ہر گاہ کہ یا میں ڈال آیا  
 تو اسکا کیا حال ہوا جو کاسلہ میں کہ زندہ بھی ہو گی لیکن اس کے ہاں جو گئے ہو گئے سب سے کہ وہ دن بھر مجھ کو کسی دیکھا کرتی تھی  
 اور میں بھی دن دن بھر حجب میں اس کے لیے کھڑا رہتا تھا اور ای انور شاہ اور ای و لیماں میں اس کے حسن کی تعریف تھا وہ  
 سامنے کیا بیان کروں سراب اسکا قدرت حق تعالیٰ پر حال تھا کہ اوصاف قدرت سے برق کے خیر کو سامنے میں مل کر کے  
 اس کے بدن کو ڈھالا تھا ایک فوج سے اس کا خلعت کی ایسی جو یہ ہوئی تھی کہ تمام در و دیوار روشن ہو جانے سے میں نے  
 اسے انہی دودھ سے دیکھا کہ میری اور اس تک پہنچا دشتار بھی پہنچ دریا میں حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا  
 علیہ السلام نے ایک قطر بنوایا تھا اس میں اس دیو فلک اس حرا زادے نے ملک قمر حیر کو رکھا جو اس وقت اسکا خیال  
 کامل بندھا ہوا جو ان دونوں نے دست بستہ عرض کیا کہ بھر حضرات کیا ہو پلے ہفت منظر سلیمانی کی جانب  
 نے کہا کہ میں چلنے کو تو جلا چلون مگر انتظار اسکا ہو کہ کوئی شخص اس طرف کا اس طرف آئے کہ احوال ہاں نکا میں رہیں  
 قصد کروں ابھی یہاں میں ہو رہی تھی کہ سرکاروں نے اگر خبر ہو خدائی کہ کچھ سوداگر ہفت منظر کی طرف سے اگر اس شہر  
 آئے ہیں انور شاہ نے کہا کہ جلد ان سب کو لکھا کہ بوجہ حکم سرکار سے اسی ہفت کے بعد جا کر ان سوداگروں کو بلا لے جب  
 سوداگر سامنے آئے تو ان سے نہایت ادب سے بجا کہ تہن گزرا میں انور شاہ نے قدرین کی قبول کر کے خلعت و  
 انعام سے سرفراز و ممتاز کیا اور حکم چلے گا دیا جب سوداگر چلے تو شانہ زاد نور الدین میرے لئے کہ کچھ مل ہفت منظر  
 بیان کروں ان سوداگروں نے عرض کیا کہ حق مل چلے شانہ زاد و اھ قد نور الدین ہر کو سلامت باکریست رکھے وہ ان کو کسی



توقع آپ کی نہنگانی یہی کہ نہ بھی ہر ایک کو یقین تھا کہ حضور کے دشمن ہلاک ہو گئے ہوں گے مگر شکر ہے کہ انہوں نے حضور کو زندہ  
 رکھا۔ سب سے پہلے اب حضور ارشاد تو فرمائیں کہ حضور پر کیا واقعہ گذرا نور اللہ ہر نے کل اپنا حال ازا جہاں انتہا بیان کیا اور تو  
 کہ تیسے میرا حال تو سنا اب کچھ حال میری مشہور و فانیستان ملک قمر حیر کا تو بیان کرو کہ وہ بھی بقید حیات ہے ان سب نے حضور کو  
 کہ ان حضور زندہ تو یہ مگر گویا زندہ در گور ہی اگر فوج عمر و اس کے پاس نہ ہو تو کب کے دشمن ہلاک ہو گئے ہوتے کہ حضور  
 وہ حال بنا رکھا ہے کہ دیکھا اور سنا نہیں جانتا ہوں لہذا یہ کہ لباس سیاہ آپ کے ماتم میں جو اسے پہنا تھا اس تک جسم سے  
 نہیں اتارا اور اسی شہر یار حبيب حضور کے والد ماجد مظلہ العالی اور پھیل ہر وادرا سدن کر ب غازی اور طماس بن  
 غفری تل لویہ و رسلنے ہفت منظر کے آگے ہیں تو ایک عجیب طرح کا تم برپا ہوا تھا کہ اس ایرج بہ نہا نے ان سب  
 تفرہ منظر کے سامنے سے شانے کا قعدہ کیا تھا سپر بڑی لڑائی ہوئی سب کے سب ایرج کے ماتم سے زخمی ہوئے  
 پھر اس سبب رنجور ہو جانے کے ایک پہاڑ پر جا چھے ہیں لیکن ایرج ہر روز چاہتا ہے کہ پہاڑ پر چلے اہل اسلام کو قتل  
 کرے کہ قدرت خدا ہر روز ایک نہ ایک مردگار ان سب کا ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ ہر روز نیک جاسکے ہیں اور جاتا ہے  
 سے ایرج سے لڑائی ہوتی ہے لیکن ایرج پر کوئی غالب نہیں آتا اور اسی شہر یار قابل جہد ہزار آفرین کہ حسین اسد ملا  
 ہے کہ وہ اپنی جان لگائے ہوئے ہے اور سینہ سپر کے ہوئے ہیں یہ حال سننے ہی نور اللہ ہر اک ہو گیا سودا گروں کو  
 تو رخصت کیا نور اللہ شاہ اور منصور شاہ کو دلا کہ سواران جہاز سے اور دلیان زخمی کو ساتھ ہزار سوار سے ہر ایک  
 جہازوں پر سوار ہو کے ہفت منظر کو روانہ ہوا کوئی قیسی منزل تھی کہ یکایک ایک غل شور برپا ہوا نور اللہ ہر نے  
 ہو جھا کہ اسے کی غل ہو تو گون سے عرض کیا کہ اسی شہر یار ایک تنگ سے دریا سے سر بہر کیا ہے اور جہازوں کی طرف  
 آتا ہے اسی شہر یار معاذ اللہ اگر نزدیک آہو تو ان جہازوں پر ایک تم مادی تو خدا نخواستہ یہ سب جہاز ٹکڑے ٹکڑے  
 ہو جائیں گے اور ایک تو خدا نہ رہے گا کہ کسی تروہ تنگ بہت ہے جو نور اللہ ہر نے کہا کہ اچھا بھرا سین خوف کا ہے کہ جہازوں کا  
 رخ دوسری طرف پھر اس جانب سے چلنا کیا ضروری یہ حکم سنگھ ملا حون نے چاہا کہ رخ جہازوں کا اس طرف سے پھرنے  
 کہ جو اتنی تیر تھی کہ جہاز اس طرف سے نہ پھر سکے پس ایک چار کھڑی نہ گذری تھی کہ ایک غلط محشر اگیز برپا ہوا کہ اسے  
 تنگ آہو چا سب کے سب آمادہ مرگ ہو جاویا آواز سنگھ ہر ایک دھڑلے لگا اور ایک نے دوسرے کو اپنے گلے کاٹا  
 کیا کہن سروں پرانہ دھڑلے حد لے سکے کہ وزامی بلند ہوئی اور ملا حون نے سر کو نکلے عاکر شروع کی کہ اسی خالق جو ہر راہی  
 خشک و تر تو ہی اس تنگ بلا سے بچانے والا ہے اور تو ہی بر ملا اور ہر آفت سے حفاظت کرنے والا ہے ہر خدا یاد اسطہ لطف  
 انبیاء کرام اور اپنے بندگان خاص و عوام کا کہ ہماری جان کو اس بلا سے بچا کر حاصل ہر ایک ہو جاوے تا اس کے وہ  
 تنگ سامنے دکھائی دیا سب کے جہروں پر زلزل سی بھر گئی اور بعد از منظر مشہور و معروف کہ زیادہ مارین تو پھول  
 جاتی ہے اتنی ہی سب کے خشک ہو گئے اب سب کے سب گئے عالم سکے ہیں ہو گئے اور جن میں ہو گیا کہ اسے ننگ کسی طرح ممکن نہیں  
 ہے کہ شاہزادہ نور اللہ ہر نے بتشرع ملاحظہ فرمایا تو ملا حون سے حکم کیا کہ ایک کشتی چھوٹی سی جہاز کے برابر لگا دو چھا  
 جسٹ حکم ایک چھوٹی سی کشتی شاہزادہ نور اللہ ہر کے جہان کے پاس لگا دی گئی نور اللہ ہر اس کشتی پر سوار ہوا اور ملا حون سے  
 کہا کہ یہ کشتی اسی تنگ کی طرف لپکا رہنے تو میں دل کی آرزو دل میں کیوں رہا ہے اور ملا حون نے ہر جب حکم کشتی کا رخ منظر  
 پھر اللہ لیکر طے پر چند شایان و دلیان نے منع کیا اور شاہ منصور شاہ سمجھاتے رہے مگر شاہزادہ کسلی سنتا ہی  
 کشتی کو برابر روانہ ہوئے چلا جاتا ہے اور وہ تنگ ہی پر یز و جتا ہوا قریب چلا تا کہ جیسے ہی وہ نزدیک آیا پس طے ہی سے  
 ایک تیر تو تاک کر ملا تو وہی آنکھ میں اس تنگ سے مع سوار ہوا اور ساتھ ہی اس کے دوسرے تیر جو اب بھی آنکھ میں تاک کر





اگر تابت لیا ہوا ہے اور فراد و زاری اور نود و بقراری کر رہا ہے اور ایک سنگ گراں آگے سینے پر رکھا ہوا ہے اور فریب  
 لگ کر سوچ لگے کر سانس لینے کی بھی قوت باقی نہیں رہی اور ہر وقت دم کی آمد و شد ہو رہی ہے اور حال یہ ہے کہ پانچون میں منہ کی  
 لگی ہوئی ہے سہرا سر پر بندھا ہوا ہے ایک انگلی میں پانچویں کا چھلا اور ایک سونے کی انگشتری باقوت سرخ کا ایک آسیر خرا  
 ہوا ہے جو سونے پر پانچون میں بھی منہ کی لگی ہوئی ہے ہاتھ میں کنگنا بندھا ہوا ہے میں ہیکل پری ہوئی دو غائب  
 ہوا ہے نور الدین نے پہلے تو ایک کرچھر اسکی چھاتی سے اٹھا لیا اسکے قید اسکے بدن سے جدا کی جیسے تودہ جوان آٹھ گز  
 پر نور الدین کے گڑا نور الدین نے تدمون سے اٹھا کر اسکا چھاتی سے لگایا اور پوچھا کہ یہ بتا کہ تو کون شخص ہے اور کیسے  
 یہاں قید کیا گیا ہے عرض کیا کہ حضور ایک ساحر و مکار و مجرم عاشق ہے اور مجھ کو اس سے کہاں درجہ حضور جس روز کہ  
 میری برات ہوئی اسی شب کو وہ کھجنت تھے بیان اٹھا لائی اور مجھے کہا کہ اگر تجھے اپنی زندگی منظور ہو تو مجھے اپنی دست  
 میں قبول کر اور اس درجہ سے اپنی دست بردار ہو ورنہ تجھے عذاب شدہ میں مبتلا کر دوں گی کہ زندگی تیری دشوار ہو جائیگی اور  
 شہر اس طرح کی بوسے برائے تھے سے آتی تھی اور اس درجہ کہ منظور اور بد شکل تھی کہ مجھے اپنی ہاں عزیز کا دید بنا اور  
 حضور ایک الموت ہو گیا اور منظور ہوا کہ کسی طرح اس سے سوا صلت تو درکنار پاس بیٹھا بھی نہ کیا جب میں کسی طرح  
 راضی نہ ہوا تو اس نکات نے مجھے قید کر دیا اور اس عذاب شدہ میں مبتلا کیا اور شہر بارہ نکات محبوب طرح کی لباسہ جید بیان  
 اور گفت جہاں ہے کہ اس سے مغرنا دشوار ہے حضور نے کیلے اس قدر تکلیف گوارا فرمائی اور اپنے کوزمت میں نور الدین سر  
 نے کہا کہ بھائی تم کو فوق تعالیٰ نے خلق ہی اسی واسطے کیا ہے کہ در در سید دان اور مظلوموں کی فراہم کریں اور اگر کوئی  
 سے نجات دین یہ سکرانے عرض کیا کہ اے شہر بارہن سبحانہ تعالیٰ آپ کے ارادوں میں برکت ہے اگر آپ نے اس قدر  
 رحمت گوارا کی ہے اور اتنی تکلیف مالا یطاق اٹھا کر مجھے اس مصیبت عظیم سے ہمراہ لے کر کسی طرح اگر کسی طرف  
 بیان سے لیکر نکالے تو بہت نسب ہے نور الدین نے کہا کہ گھر و بنین ایسا ہی ہو گا ابھی نور الدین سر اور اس مظلوم میں یہ  
 باتیں جو ہی رہی تھیں کہ ایک رتبہ سیاہ اندھی ملی اور اور گرد و خارا اٹھا شروع ہوا کہ زمانہ تیرا ہو گیا ہے اور گھر کو  
 ہاتھ نہیں ملتا تھا شاہان کی نور شاہ منعمور شاہ کے سب بھائی اور شاہزادہ نور الدین سر بھی ایک درخت کی آغ  
 میں خاموش کھڑا ہو رہا ہے غوری دیر کے جب وہ اندھی بر طرف ہوئی تو دیکھا کہ ایک شیر ہر سانے سے چلا آتا ہے اور ایک  
 عورت زشت و دیرہ رنگ کر پھر اسیر سوار ملی آتی ہے جب قریب گنبد کے آئی دیکھا کہ دروازہ گنبد کا کھلا ہوا ہے نہایت قریب  
 ہوئی کہ یہ دروازہ کھلے کھولا اور اس قدر رنگ گراں کے جھانے جہاں سے ہوا انفرض متوجہ متفرق اندر گنبد کے آئی دیکھا  
 کہ معشوق نثار دھڑکیں لگ بولا ہو گئی کہ یہ کون شخص بیان آیا ہے کہ جس نے دروازہ ہی کھولا اور سر سے معشوق کو پھر الگ کیا  
 چار طرف ڈھونڈتی ہوئی اس طرف پہونچی کہ جہاں شاہزادہ نور الدین سر کھڑا ہوا تھا شاہزادے کو دیکھ کر بھاری کہ بان میں بھی  
 تو ہی نے میرے محبوب کو رہا کیا ہے نور الدین نے کہا کہ بان میں ہی رہا کیا ہے دیکھ کر ایک تیر چاہے گمان میں جوڑ کر آسیر  
 بہت تاک کے ارادے کے میں پر سے اچٹ گیا گئی تیرا سر تیرا ہمارے گھر کسی نے اٹھ نہ کیا اور وہ ساحر و قریب نور الدین  
 کے آئی اور شاہزادے کو دیکھ کر ایک جان کیا ہزار جان سے عاشق و فریفت ہو گئی کہ ایسا جوان حسین کا ہے کہ دیکھا تھا ہے  
 مگر کہ اے عزیز تو نے جو اسکو رہا کیا ہے اگر خراب ہو جو اسو ہو تو نے کیا خیر خوب کیا اگر اب میں مجرم عاشق و فریفت  
 ہوئی ہوں تو اپنے وصل سے مجھے منظور کر اور اپنی زوجیت میں قبول کر کے شاد کام دے دے ورنہ کرچھر نور الدین سر  
 کہا کہ چپ رہ اور مردار کیا و بہتات اور مصلحت لافاکی دھاما صاع حضور اور بیہودہ بک رہی ہے پس جب وہ اور مردار  
 کیا کلمہ بد زبان سے نکالتی ہے دیکھ ایسا نہ ہو کہ زبان تیری عقب گردن سے گھنچ لیا جائے اور یہ کلمہ ایک کلمہ

اسیر ماری وہ بھی اسکے بدن سے اُٹ گئی شاہزادے کے جھیلے لگا کر ایک خوبت زور سے مارا وہ بھی اُچٹ گیا اب وہ  
 بالکل قریب شاہزادے کے آکر کھنے لگی کہ اس شہر میں کون اپنے ہاتھ کو تکلیف دینا چاہے اور اپنے نفس کو ایذا پہنچاتا  
 ہو اور اپنے کو مشقت بھگت میں ڈالتا ہو اور فوراً اسے سحر کا چرچہ جو شاہزادے پر دم کرنے پر تو مٹا شاہزادہ جس  
 حرکت ہو گیا کہ میں ہاتھ ڈاکر اُٹھا لیا اور پھر اسے سحر چرچہ میں لایا نور اللہ سر پر جو دم کیا وہ سب عصارہ انہی میں گھر گیا  
 اور وہ ساحرہ لگانہ نور اللہ سر کو لیکر بالاسے ہوا جانا سمان روانہ ہوئی اور بہت جلدی سے جا کر نور اللہ سر کو زمین  
 پر پھینک دیا نور اللہ سر بہت زور سے زمین پر گرا یقین تھا کہ استخوان سر پر ہو چکے مگر قدرت خدا چوٹ تک نہ لگی اور اس  
 جو محل نور شاہزادہ بالکل صحیح و سالم رہا ابھی کہیں چوٹ کا نام و نشان نہیں ہے شکر خدا بجا لایا اسے تین ایک دشت سبز و  
 شاداب میں جا کر سجدہ کیا اور محمد جناب نبیؐ زبان پر لایا اور سر پر کرتا ہوا اس کے بڑھا دیکھا کہ گھناہے رنگا رنگ گے ہوئے  
 ہیں سبز و لہک رہا ہے جسے جا بجا ماری ہیں جن تک نظر کام کرتی ہے سوا سے سر سبزی اور شادابی کے کوئی زمین کی  
 نہیں معلوم ہوتی کہ جس سبز سے خالی ہو ایک عجیب طرح کی فرحت اور سرور حاصل ہوا کہ یا جسم بیجان میں جان آگئی  
 شاہزادہ نور اللہ سر پہ یہ خیال کیا کہ تو مسلمان تھا ابہر سنے کے تجھے بدست و بدست ملا ہو سیر کرتا ہوا چلا جاتا ہے  
 کہ جیسے بڑے ایک باغ عجیب کے شجر ہیں جو پھر عاقل ہیں انہوں نے یاد دیواری اسکی لگنا کہ جس نے چوٹ مرنے کی اور ایک  
 چاندی کی پرچین کاری جا پھر کی گئی ہوئی جھلک جھلک کر رہی ہے کہ نظر فرنگی کرتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دیواروں  
 میں ہزاروں آفتاب نصب کر دیے ہیں نور اللہ سر کو نہایت تعجب و تعجب ہوا کہ یہ عمارت کسکی خوالی ہوئی ہے اور اسکا  
 کہیں کون ہے ان غرض آگے بڑھ کر جانب شرق ہو چکا ہے کہ میں تو روانہ اس باغ کا کھکا ہوا ہے اندر باغ کے گیا جا کر عجیب  
 قدرت خدا کا تماشا دیکھا کہ وہ باغ لگا ہوا ہے کہ جس چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہو گا نمونہ باغ بہشت معلوم ہوتا ہے شاہزادہ  
 سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک طرف جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک نر نہایت ہی پر تکلف بنا ہوا ہے اسکی چار دیواری اسکی نظر پھل  
 کی ہے زردی پرچین کاری کی ہوئی ہے سائے اس قدر کے ایک نر نہایت مصفا رنگ درم کی اور فارے لگے ہوئے ہیں  
 گردا گرد اسکے درختان سر لگے ہوئے ہیں اسی میں پروازت پر چھ کر رہی ہیں بچے آن درختوں کے باد کہ اسے  
 بچا ہے ایک عجیب قریب کیفیت نظر آ رہی ہے غرض شاہزادہ پردے کو اٹھا کر اس قدر کے اندر گیا جا کر کیا دیکھتا ہے کہ  
 نازنینان مرہبین اور حسینان مرہبین مع میں پناہ ہو رہی ہے ہر ایک پر تمام غنیمتیں لباس و تکلف  
 پہنے ہوئے جلوہ گر ہیں ایک عجیب نور کا سمان بندھا ہوا ہے اور تخت ہوا ہر نگار پر ایک مشہور ہوش ربا اور عجیب و غریب  
 بیٹھی ہوئی ہے شعر و شاعری جو ملک نہ تاب لاسے و ناز کی بھی تو بہ لٹ جائے وہاں لباس زیب بدن ہے سرور و تاج پہنے  
 ہوئے ہے قریب جا کر دیکھا تو قریب چار حسینان ہر طاقت کے گرد اس سہر حسن کے مثل پر وائے جمیع میں اور  
 میں وہ جمیع انہیں حسن و نعت پر اس طرح جلوہ گر ہو کہ عیض سار بدن کے بیچ میں ماہ شب چاند جلوہ گر ہوتا ہے ایک  
 خنوا اسکے حسن خدا دلی اس طرح بلند ہے کہ جسے وہ دیوار کو روشن کر دیا ہے اسکو دیکھتے ہی نور اللہ سر کے دل سے خیال  
 نگاہ فرہر ہو ہو گیا اور اس ماہ تابان پر بل و جان عاشق و شیدا ہو گیا لیکن غیبا سے کام لیا اسی جگہ ٹھہر گیا اور  
 میں یہ خیال کیا کہ اگر نور اللہ سر خدا ہاں ہے یہ کس کا نام ہے یہ میں کہنے سے رہو دیکھو خدا کیا کرتا ہے لیکن پناہ و کھنے  
 جب اس نازنین مرہبین کی نظر نور اللہ سر پر پڑی تو ہوا اختیار ہو کر نکلا اسکی کہ اس شہر میں حسن و خوبی ہوا ہے بادشاہ جمال  
 کمال محبوبی بیابا خانہ خانہ شہر است اور یہ کس کا تعلیم کے لیے آئے کھڑی ہوئی اور تخت سے اُٹھ کر شاہزادے  
 کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب لاکر بجالا مزارح پر سی کی نہایت تعلیم و تواضع سے پیش آئی جام شراب لگا کر بھر کر



اسے اتھرتے نور الدین کو دیکھ کر کہ اگر شہر بارہوش لڑیے شاہزادے نے ہر چند انکار کیا مگر جب اس نے امر کر دیا اور  
لے بنے انہماک کر قسمن دین کہ اگر شہر بارہوش کو قسم دے ہمارے ہی میں کو سنبھلے اگر نہ ہے تو شاہزادے نے وہ  
جام نوش فرمایا بعد اسکے اسنے خود بھی شراب پی گا گھٹین پھر گانے گھن طبلے پر غلاب نرنے کی باج ہونے لگا اور شراب  
شراب میں دست درازی شروع ہو گئی تو بہت دوس و کٹاکی ہوئی گئی یہ رنگ دیکھ کر کل حاضرین تھل تھل رہنے لگے  
کے نورانی پانی کو پلے کے جب پاخانہ پیا تو شاہزادے نے بھی گھٹین میں اتھرتا لے اور پاخانہ پوسے کر ایک ایسی جوش  
اسکے منہ سے نکلی کہ دماغ شاہزادے کا پریشان ہو گیا اور جلدی سے دور بھاگ گیا اور کھنکھانے لگا کہ اسے سچ کہ تو  
کون اور نام تیرا کیا ہے اسنے جواب دیا کہ ای شاہزادہ بلند قدر کنیز ہی سامروہ کہ جسے آپ کو اٹھا کر آسمان سے  
پھینک دیا تھا ای شاہزادے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ تو مجھ کو اپنے وصل سے مسدود کر اور اپنی زوجیت میں قبول کر  
نور الدین نے کہا کہ میں ای ساہو و زانی ہوں مجھے پہلے ہی اور بیکار اس دوس میں مل گیا ہے اسنے کہتے ہمارے ہاتھ  
میں تو جاؤ گے اختلاط تک نہیں پیدا کرتے مواصلت تو رکھو کہ تو بیکار اس قدر جہد کرنی ہے مجھے ہرگز نیرا  
مطلب کبھی نہ حاصل ہوگا بیکار اس ساہو و نے کہا کہ دیکھو میرا کتنا دانا اور ٹھکانہ جلاؤ ورنہ بہت بچاؤ گے شاہزادے  
نے کہا ہرچہ باداؤ بیکار اس ساہو و نے شاہزادے کو گرتے کر دیا اور دینکے آب و طعام بند کر دیا اور قسمر سے ہون  
پھر سامنے بنایا بہت خاطر سے پیش آئی ہاتھ ٹخ و حلقہ کر کھا کھلایا پانی پلایا شراب دی اور بعد اسکے ہاتھ جوڑ کر قد تو  
پر گریڑی اور کہا کہ ای شاہزادے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ مجھے اسنے وصل سے شاد و خرم کر دیا اور اس آتش  
عشق کو بجھاؤ شاہزادے نے سر اٹھا لے تھمون سے جھٹک دیا اور کہا کہ تو نکاتہ اگر تو مجھے پاک بھی کر دے تو  
میں میں کتنے ہم صحبت نہ ہو گا اور مواصلت کسی تیری جانب رخ نہ کرے گا بیکار نور الدین ہر کائنات کا جمل کر  
کیا ہو گئی اور اسی طرح پھر نور الدین کو قید کیا سرور و زائے نے سامنے باقی تھی اور بالکل وزاری اور منت و مایوس  
کرتی تھی مگر نور الدین کسی طرح ماضی نہ ہونا تھا ایک شاہزادہ تنگ آگیا اور دعا کرنے لگا کہ پروردگار اب تو یہ  
احداث نہیں اٹھائے جانے پا اٹھائے یا اس عذاب سخت سے نجات دے اتفاق سے ایکے وزاولوس جنی  
اس ساہو و کے پاس آیا اور سلام کیا دیکھا کہ وہ نکاتہ نور الدین کے سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے بیٹھی ہے اور منت و منت  
کر رہی ہے مگر شاہزادہ کسی طرح ماضی نہیں ہوتا یہ دیکھ کر اولوس جنی نے کہا کہ ای ملک تم کس اسٹے اس قدر رنج کرتی ہو  
اور کیوں اپنی جان ہلاک کر لی ہو میں اسے ماضی کر دے گا اس ساہو و نے جواب دیا کہ ای اولوس جنی تمہارا بڑا احسان  
ہوگا اگر تم اسے ماضی کر دے تو کو با میری جان بچائی اولوس جنی نے کہا کہ بات ہی کیا ہے آپ ایک ذرا سبٹ جائے  
میں ابھی تو ماضی کے دیتا ہوں ای ملک یہ تو از خود ماضی ہو جائیگا تم نے بیکار اسے مگر قمار بھی کیا اور اس گل رہا کہ صدمہ بھی ہو  
اور آپ بھی رنجیدہ ہو گئے یہ سنکر وہ ساہو و بہت گئی اولوس نے نور الدین سے کہا کہ ای شہر بارہوش تو محض نادانی کرتے  
اور بازو گرتے کوئی بھی بغیر فریب کے ہونے عہدہ برآ ہوا ہے آپ اس سے ہنسیے ہوئے اختلاط کیجیے میں ابھی تو اسے  
سے ڈالتا ہوں کہ اس ساہو و نے ہر ایک کا چہرہ ہم تہ تنگ کیا ہے نور الدین نے کہا کہ ای اولوس میں کیا کروں  
میرے چند میں چاہتا ہوں کہ اسکے پاس مجھ کو اختلاط کروں اور کوئی نہ کوئی فریب کر کے اس سے غلطی حاصل کروں لیکن  
اسکے منہ سے تو ایسی بوسہ جاتی ہے کہ پاس پھر نہیں جاؤں دینا گولہا یہ کہ یہ امر گویا نہیں ہے اولوس جنی نے کہا  
کہ ای شہر بارہوش چاری کو گوارا کیجیے نور الدین نے کہا کہ خیر چھاپی سہی بعد ان باتوں کے اولوس جنی نے اس ساہو و  
کو بلایا اور نور الدین کو پاس بٹھایا صحبت بخش برآ ہوئی آج ہونے لگا شاہزادہ ہنسنے لگا اس ساہو و نے

جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر شاہزادے کو دیا شاہزادے نے اس ساہو کو پیا ہفت و بخت کی باتیں ہونے لگیں ساہو کو  
مزاج شاہزادے کا دیکھ کر بہت مسرور ہوئی اور دل میں خیال کرنے لگی کہ اتنی دیر میں اولوس جی نے اسکو کیا نئی بڑی  
چیز شاہزادہ بون رام ہو گیا مگر جو کہ اولوس کی طرف دیکھنے لگی اولوس بھی نہیں دیا اس ساہو نے اولوس کی بڑی  
خاطر دہ رات کی اور پھر دوسرے شراب گھر تک شروع ہوا اولوس نے آگے بھا کر اس ساہو کے جام شراب میں  
دارو سے مہوشی ڈال دی اور وہ پیتے ہی مہوش ہو گئی اولوس جی نے خود کھینچ کر اسکی گردن پر پیرا کر اسکی ناک کی نورالہ  
نے کہا کہ ای اولوس یہ لکاتہ روئیں تو اور اتنی جہنم پر اثر کرے گا اسپر بھی نہ ہو گا لاکھ لاکھ تدبیریں کر دے اور کچھ نہ ہو گا  
اولوس جی نے عرض کیا کہ ای شہزادہ آپ کیسی باتیں کرتے ہیں میں تو شاگرد ہوں خواجہ عمر و بن اُمیہ غمری کا بھلا  
میرے ہاتھ سے بیچ بھی سکتی ہوں اگر ختم نہ کام نہیں کیا تک میں اور تدبیر اسکی موت کی کرنا ہوں اور یہ کھرا ایک دو پتھر ہے  
بڑے بھاری اٹھا لیا ایک پتھر اس کے سر کے نیچے رکھا اور پتھر جو پیرا کر اس کے سر پر رہا جو توبہ اسکا پھٹ گیا اور پتھر  
خاک آیا اس کے مرتے ہی زندہ عمارت تھی نہ باغ تھا نہ نخل تھی نہ قمر سب فنا اور نابود ہو گیا سو کے توبہ کے کارخانے  
تھے ہی نورالہ میرے اس بلا سے نجات پائی اور جی عورتیں تھیں وہ بھی رہا سو میں اور بھی قید کی گئی رہا ہونے لگا اٹھا کر  
جو دیکھا تو سامنے سے نور شاہ اور منصور شاہ اور شہاب بن دلیان بھی چلے آئے ہیں شاہزادے نے کہا ہاں میں  
کہاں تھے انھوں نے عرض کیا حضور ہم لوگ بھی سب ہمیں مقید تھے یہ کھرا شاہزادے کے قدموں سے لیٹ گئے  
نورالہ میرے گلے سے لگا یاد لاسا دیا بعد اس کے لکھا کہ وہ شاہزادہ جسکو نورالہ میرے رہا کیا تھا وہ بھی چلا آنا ہے اور  
دو تھوڑے دنوں پر نورالہ میرے گھر آئے اور عرض کیا کہ حضور کی بدولت ہم وہاں سے بھی رہا ہوئے تھے اور پھر بیان سے بھی  
حضور ہی کی بدولت چھوٹے نورالہ میرے اسکو بھی گلے سے لگا لاشی دی پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اس نے عرض کیا  
کہ حضور نام میرا ملک زادہ ہے سعادت شاہ کہنیا ہوں شہر میرا ایمان سے قریب ہے حضور میرے جان بخش نورالہ  
ملک میں امید ہے کہ تشریف لیجیے اور اس شہر کو اپنے قدم میمنت قدم سے شرف فرمائیے غلام شہزادہ  
بھاگ لایا اور ہر راہ رکاب سعادت انتساب خدمت کرنا ہوا چلیا شہاب بن دلیان نے عرض کیا کہ حضور اسکی  
خاطر بھی لازم ہے اور اس کے ملک میں بھی چلنا ضرور ہے نورالہ میرے پوچھا کہ کیوں شہاب بن دلیان تو اس کے باب  
کو جانتا ہے شہاب نے عرض کیا کہ حضور بیان میں خوب واقف ہوں مجھے اور سعادت شاہ سے ہمیشہ لڑائی رہی  
کبھی میں اس کے ملک پر قبضہ کرتا تھا اور کبھی سعادت شاہ میرے ملک پر قبضہ کرتا تھا ایک مدت تک یہی کیفیت  
رہی شاہزادہ نورالہ میرے کہا کہ خوب پھر اب تو میں ضرور چلوں گا اور تمہارے اور سعادت شاہ کے صفائی  
کر دو ادو لگا سامان سفر درست کر دیکھو کہ سب غرض میں جو اس ساہو پر ہاں جاؤ کی قید میں نہیں آؤ اگر شاہزادہ  
نورالہ میرے قدموں سے لیٹ گئیں کہ حق تعالیٰ حضور کو سلامت باکرامت رکھے ہم سب نے آپ کی بدولت  
رہائی پائی اب ہماری نسبت کیا حکم ہوتا ہے نورالہ میرے کہا کہ جس طرف تمہارا جی پلے چلی جاؤ مجھے کسی کوئی غرض  
نہیں اور اس ساہو کے اسباب میں سے جو چیزیں ہر چیز سے ان سب کو دے کر رخصت کیا اور باقی مال اسباب ہے  
قبضے میں کیا اور ملک زادے سے کہا کہ ای ملک زادے پہلے تم اپنے ملک میں پہلے جاؤ اپنے باب سے ملو اور  
اس کے دل کو مطمئن کرو معلوم نہیں تھلائی جہاں میں اسکا کیا حال ہوا ہو گا اور ہمارے آگے کی اسے خبر دو کہ اسکی  
پریشانی دفع ہو اور اگر ہم یکایک وہاں مع فوج چلے طہن گے تو باب تمہارا پریشان ہو گا رہا کچھ جا بگلی خیل ہو گا  
کہ کوئی حریف آگیا یہ صلاح دے کہ ملک زادے کو روانہ کیا اور مجھے بھیجیے آپ بھی روانہ ہوا ملک زادہ بہت جلد چلا



کھڑا اٹھائے ہوئے چلا جاتا تھا جب کہ شہر کے ہونے کو ہر کاروں نے جا کر سعادت شاہ کو خبر دی کہ حضور مبارک  
 جو شاہزادہ عالی جاہ آگیا سعادت شاہ یا تو بیٹے کے مرنے سے ایسے ہو چکا تھا ہر دن ملک زادے کو یاد کر کے  
 رو دیا کرتا تھا اور جان کھو کر کرتا تھا یا اب وقت جو خبر بیٹے کے آنے کی سنی یقین نہ آیا ہر کاروں سے غما ہو کر کہنے لگا کہ غم  
 مجھے مزاح کرنے ہو یا میری تسلی کے لیے کہتے ہوں میں ایسا کوئی نادان نہیں ہوں مجھ کو تو اپنے بخت پر گشتہ سے برا امید ہو  
 نہیں جو کہ میں جتنی زندگی بیٹے سے ملے گی اور اسکو ہر دیکھو گا ہر کاروں نے عرض کیا کہ حضور بھلا اسی مجال میں ہمارے  
 کہ ہم حضور سے ملاقات وادعویٰ کر رہے تھے وہ دن ہم اپنی آنکھوں سے شاہزادے کو دیکھ آئے ہیں کہ وہ حضور ہی میں حاضر ہو  
 میں جب ہر کاروں نے یقین دلایا سعادت شاہ بے غما شاہی جگہ سے اٹھ کر نا کے طرف دوڑا اب بیٹے کا دھر  
 سے سعادت شاہ چلا اور اُدھر سے ملک زادہ چلا آتا تھا کہ ملک زادے کی نظر آپ پر پڑ گئی بہت جلد گھوڑے  
 سے اُتر کر دوڑا اور اگر آپ کے قدموں سے لپٹ گیا سعادت شاہ نے سر بیٹے کا قدموں سے اٹھا کر چھاتی سے لگا لیا  
 اور گنگے ملکر خوب رو دیا اور خوش و خرم بیٹے کو ساتھ لیکر داخل شہر ہوا اور جو اہل شہر سے تیار کرنا ہوا چلا آتا ہوا اہل  
 شہر اپنی جان تک تیار کرنے کو موجود تھے ہر ایک شاہزادے کے قدموں سے لپٹا ہوا تھا ہر گلی کو بچے میں ایک شہر  
 غل تھا کہ شاہزادہ آگیا غرض سعادت شاہ بیٹے کو لیکر محل میں آیا ان سے اور بیٹے سے ملاقات ہوئی بیٹا دوڑ کر  
 کے قدم سے لپٹ گیا ان نے سر بیٹے کا چھاتی سے لگا یا پانی بیٹے پر سے دھو کے پیاسات بار کر دیے کے پیری احوال پوچھا  
 ملک زادے نے کل حال اپنا مفصل بیان کیا شاہزادہ بھی خوش مان باپ بھی خوش ہوئے سعادت شاہ  
 نے کہا کہ یہ شہر یہ کام خدا پرستوں کا ہو کہ وہ ہر ایک کی مشکل میں کام آتے ہیں اور ہر سلام کی فرما دے سی کرتے  
 ہیں سو اسے اُنکے یہ کام کسی کا نہیں ہوا اور فرزند وہ شہر بارگمان دیکھے ہیں اس تک پہنچ کر کہ میں بھی شرف قدم ہو سکیں  
 کروں ملک زادے نے عرض کیا کہ حضور وہ شہر یا بھی مع شہر بن و طیمان زرنگی کے آنا جو آپ دعوت کی  
 تیاری کریں شہر کو آراستہ کریں سعادت شاہ نے کہا کہ کیا شہر بن و طیمان زرنگی بھی اسکا مع ہوا ہو ملک زادہ  
 نے کہا کہ حضور بن و طیمان وہ بھی اس شہر بارگمان مع فرماں ہوا ہو یہ سنگر سعادت شاہ نے سامان دعوت مہیا کیا تمام شہر  
 میں خوشی کی آئینہ بندی کرائی روشنی کے لیے ٹھکانہ بندی کا حکم دیا آتش بازی اور تاج رنگ ہر چیز کا سامان دست  
 کر کے استقبال نورالدہر کے واسطے لائے کی طرف روانہ ہوا اس طرف سے نورالدہر بھی آہی رہا تھا سعادت شاہ  
 کی نظر نورالدہر پر پڑی دوڑ کر نورالدہر کے قدموں پر گر پڑا اور گرد نورالدہر کے پیر نورالدہر سے ملنے کے لیے  
 لگا لیا بعد اُسکے سعادت شاہ نورالدہر کو اپنے ساتھ لیکر قلعہ شاہی میں لایا فوج کو اُتر دیا تمام سامان  
 اسباب بہت احتیاط سے اُتر کر رکھا اپنے ہاتھ سے نورالدہر کے ہاتھ پائوں دھلائے نورالدہر نے دن بھر آرام کیا  
 شب کو تمام شہر میں روشنی ہوئی قلعہ میں بلکہ چھ آئینہ بندی ہوئی روشنی کی گئی بعد فراغت کل و شہر آتش بازی چھوٹی نورالدہر  
 بعد تمام آتش بازی مسند پر آئے مینا اور سعادت شاہ ملک زادہ سلسلے نورالدہر کے حاضر ہوئے شہر بن و طیمان  
 و طیمان اور انور شاہ و منصور شاہ کو پہلو میں نورالدہر کے بلکہ علی نورالدہر نے شہر بن و طیمان زرنگی اور  
 سعادت شاہ سے کہا کہ تم دونوں میں ایک مدت سے بخشش علی آتی ہوا آج تم دونوں جاری خاطر ہو اور ہر  
 ملے ملکر عیاز ساد و ریح کو دونوں سے دھو ڈالو جو جب حکم شہر بن و طیمان اور سعادت شاہ آگئے باہم غلجہ چھوئے  
 دل دونوں کے صاف ہوئے بعد اُسکے صحبت و عشرت ہر پامانی تاج گانا شروع ہوا جام شہر اب نظر ملک  
 گردش میں آیا الغرض اسی طرح تین روز تک دعوت و ضیافت رہی بعد اُسکے نورالدہر نے سعادت شاہ

ہر شاد کیا کہ اس سعادۂ شاہ چکر نام تمھارا سعادۂ شاہ پرچہ جہن جہن کہ اس سعادۂ شاہ چکر  
 نامہ مشرف جو اورادیاں باطلہ و رذیلہ پر لعنت کرو سعادۂ شاہ نے عرض کیا کہ حضور میں تو آپ کے  
 ایک ادنیٰ غلام و تابع فرمان ہوں مجھے آپ کے ارشاد سے کیا عذر ہو اور اللہ عزوجل کا قدر غلام کو بھی عذر ہو مگر میں نے  
 عذر نہیں ہو حضور مگر اللہ عزوجل نے تو اس غلام کی زندگی کر لی ورنہ میں غم فرزند میں کھل کھل کر تمام ہو جاتا میں نے بعد  
 دل لقا بے بقا پر لعنت کی آپ بقیہ اسلام فرماتے ہیں بصدق دل مسلمان جو نامہ ہوں یہ مگر نور اللہ میرے کر رہا ہے ارشاد  
 فرمایا سعادۂ شاہ مگر یہ مگر بصدق دل اسلام لایا ہے اسکے تمام شہر کو باسلام آباد کیا بتھانے توڑ ڈالے مسجدوں کی  
 بنادلوئی سکے بنام مسجد بن قباد جاری کیا ہے اسکے کعبہ کے صفت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوا تیسری ہی  
 منزل تھی کہ سامنے سے ایک گردنبرہ و تار اٹھی جب گردش ہوئی تو دیکھا کہ جم غفیر اور فوج کثیر مع چار سو عسکری  
 درختان و چار لاکھ سواران جوار کے علی آتی ہو آگے آگے سے بھڑکا دھڑکا دھڑکا آتے ہیں اور ایک بادشاہ زیب و شایستہ  
 کو فوسے تخت پر سوار اور ایک دیوانہ چوبستہ گران ہاتھ میں لیے ہوئے زنجیریں کمر میں بندھی ہوئیں سب کے آگے  
 نور اللہ ہر اس لشکر کو دیکھ کر بہت متحیر ہوا ہر کاروں سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کس کا لشکر یہ دریافت کر دیکھاروں نے  
 بعد دریافت حال عرض کیا کہ حضور یہ امیر تاج بخش ہے اور چار سو بادشاہوں کو اسے زیر کر کے تاج بخشی کی ہوا  
 اپنے کو صاحبقران زمانہ جانشاہ بیان سے لگی منزل پر ایک پہاڑ پر قائم کوہ اور ایک شہر جو مرغ حصار کہ بادشاہ  
 دیوان کا فریدون شاہ ہے امیر تاج بخش اسی کا فرزند ہے ایک مدت قبل اسکی ولادت کے بچہ بیون نے خبر دی  
 تھی کہ اس شہر مرغ حصار میں امیر تاج بخش ایک جوان زبردست پیدا ہو گا کہ وہ صاحبقران زمان ہو گا زمانے میں  
 بہت بڑا نام پیدا کرے گا بڑے بڑے شاہان اور اعظم کو زیر کر کے انکے ممالک پر قبضہ کرے گا اور بڑے بڑے زبردست  
 پہلوان اسکے نام سے لڑ رہے ہوں گے جب امیر تاج بخش فریدون شاہ کے متولد ہوا اور دی ہوش و ہمت  
 عقل جو اور سیاخبران بچہ بیون کا نسا تو اسے دعویٰ کیا کہ وہ امیر تاج بخش جسکی بچہ بیون نے خبر دی تھی وہ میں ہی ہوں  
 اور جب یہ جوان ہوا چار سو ملک اسے بزرگ شہر اپنے تابع کر کے دیان کے بادشاہوں کو تاج بخشی کی امیر تاج بخش  
 نام پایا ہے اسکے آگے چاہا امیر تاج بخش صاحبقران پر خرچ کر کے اور گئے جا کر مقابلہ کرے تو فریدون شاہ مانع ہوا  
 اور گئے لگا کہ ای فرزند تو ابے ارادے سے باز آ اور مقابلہ امر نہ جا اور ای شاہ امیر تاج بخش جسکی بچہ بیون نے خبر دی تھی  
 کوئی دوسرا امیر ہو گا جس سے کسی طرح نہ آ تو فریدون شاہ نے کہا کہ اچھا اگر تجھے دوسرے صاحبقرانی کا ہو تو ایک  
 دیوانہ عفتیت سپہ پوش خون آشام میرا میں رہنا ہے اگر تو جا کر اسکا مقابلہ کرے اور اسکو زیر کرے تو البتہ میں مانع  
 نہ ہوں صاحبقران یہ یہ لشکر امیر تاج بخش نے جا کر عفتیت سپہ پوش خون آشام سے مقابلہ کیا اور اسکو اپنا غلہ کر  
 کر لیا اس وقت فریدون شاہ نے اظہار مسرت کیا اور کہا کہ ان سے شہ باب ہو جو یقین کامل ہوا کہ تو صاحبقران  
 ہو اب شوق سے جا کر امیر کا مقابلہ کرنا اب یہ ملک گیری کرنے ملا ہے اور آپ کے آنے کی خبر سن کر بہت خوش  
 ہوا ہے اور اپنے مقام پر کہ راہی کہ پہلے خبر حمزہ کو زیر کرنا تو آگے بڑھنے کا قصد کروں اور صاحبقرانی کا دھکا  
 بجا دے اور حضور چار لاکھ بہل دس ہزار اور ساٹھ ہزار دیوانے اسکے ہمراہ رکاب میں بڑے کروڑوں سے چلا آ رہا  
 نور اللہ ہر شکر بہت ہی خوش ہوا اور شہاب بن دلیان زنگی سے کہا کہ کیوں شہاب اگر یہ زیر ہو گیا اور میرے قبضے  
 میں آ کر مسلمان ہو گیا تو البتہ فوت اند ہوا شہاب بن دلیان نے عرض کیا کہ خدا بخیر کنہ بہت مردان مہذا  
 اور ادھر امیر تاج بخش سے جا کر ہمدون نے خبر دی کہ نور اللہ ہر اس طرح اپنی جگہ پر بیٹھا کہ راہی امیر تاج بخش نے کہا



خیر سے اسی سے سمجھو لگا بعد اسکے حمزہ کے مقابلے کو باد نکا اور شراب کے نشے میں حکم دیر یا کہ طبل جنگ بجا دیا جاے  
اور لشکر عوامین اتر چکے کہ غیرہ صاحبقران سے مقابلہ ہوا اور نور الدین ہر کو خبر ہوئی کہ ایرج نے طبل جنگ بجا دیا  
اور نور الدین نے حکم کیا کہ بہت سے ملے لشکر بھی مہین اتر چکے اور طبل جنگ بجا دیا جاے الغرض اسی جگہ دونوں لشکر فروکش  
ہوئے نور الدین کے لشکر میں نقارہ زنی بجا گیا چار بہرات دونوں لشکروں میں تیاری جنگ رہی نور الدین تمام  
رات مناجات کیا گیا ہر بار یہی عرض کرنا تھا کہ خداوند امین کہن تک تیرا شکر ادا کروں کہ تو نے کن کن اسم تعالیٰ  
پر اس غامی کو نجات کیا خداوند واسطہ اپنی کبریائی کا کہ اس موقع کے میں بھی بھلو سطر و منصور فرما اور ملت حقہ کو  
ترقی دے الغرض اسی دعا و مناجات و تیاری جنگ میں صبح ہوئی دونوں لشکر صف آرا ہوئے میدان مبارک  
ہوئے صفوں جہاں و قتال آراستہ ہوئے ایرج تاج بخش کے لشکر سے حضرت دیوانہ میدان میں آیا اور مبارک  
طلبی کی شانزادہ نور الدین پر بھد کر و فرانسے لشکر سے باہر آیا اور حضرت دیوانہ کے مقابل ہوا پہلے تو نیزہ بازی ہوا کی  
جیب بعد پتھر و در کے نور الدین نے نیزہ اسکا ہوا لی کیا پھر حضرت دیوانہ نے تلوار ہاتھ میں لیکر نور الدین پر تلے  
اور میں ایک وار کیا نور الدین ہرنے و چاہے تلوار کی بجائے تلوار پر قبضہ کیا حضرت دیوانہ نے نور الدین کی کمر میں  
تالہ مارا اور اپنی طرف گھبنا نور الدین ہرنے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف گھبنا قرض زور ہونے لگے اور کشمکش شروع  
ہوئی دونوں گھوڑے سے اتر پڑے اور کشتی ہونے لگی اسوقت سے لیکر شام تک کشتی ہوا کی قریب شام نور الدین  
نے حضرت دیوانہ کو زیر کیا اور طبل باز گشت ہو کر اسے خیمے کو واپس گیا اور خیمے میں جا کر شکر باری تعالیٰ بجا لیا اور  
پھر حکم دیا کہ نقارہ زنی بجا دیا جاے بوجہ حکم نور الدین نقارہ زنی بجا گیا ہر کاروں نے جا کر ایرج تاج بخش  
کو خبر دی کہ نور الدین نے طبل بجا دیا ہے یہ لشکر طبل جنگ ایرج تاج بخش نے بھی بجا دیا دونوں لشکروں میں رات بھر  
تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے نور الدین ہر اپنے لشکر سے باہر آیا اور ایرج تاج بخش  
اپنے لشکر سے باہر آیا نور الدین اسکی صولت و شمت دیکھ کر لوٹ ہو گیا اور خداوند کریم سے دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار  
واسطہ اپنے بندگان خاص انبیاء ذوالا حرام کا بھلو اس گریہ و تمند فرما اور اسکو توفیق بیک عطا فرما کہ یہ مسلمان ہو  
اور اس دین حقہ اور ملت بیضیہ کے شرف سے مشرف ہو الغرض دونوں صفین آہستہ ہوئے انقباب نبیہ سے کر  
ہلے گئے اب سب کے سب نگران ہیں کہ ہمیں لشکر ایرج تاج بخش سے کون مقابلے کو نکلتا ہے کہ وہ ایرج تاج بخش سے کب  
کی باگ لی چار سو تاجدار سب راہ رکاب ہوئے ایرج نے سہوں کو رخصت کیا کہ تم سب پھر باؤ میں تمنا اس سے مقابلہ کرو ٹھکانے  
سب ہمیں ٹھہرے رہو اور دعا کرو کہ ایرج غیرہ حمزہ قیاب ہو سچوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارے دل دعا میں گرسنے  
میں بہ لیکر وہ سب تو دین میں چلے ایرج تاج بخش مرکب کو چمکا کر میدان میں آیا خوب مرکب کو چکان کیا رتھ کے  
پاتھ نکلتے بعد اسکے مبارک طلبی کی شانزادہ نور الدین مرکب کو چمکا کر مقابل ایرج ہوا اور نقارہ زنی ہوئی کوئی چار  
قدم مرکب نور الدین کا پیچھے بنا اور کوئی سات قدم مرکب ایرج کا پیچھا ہوا کہ یوں کورانوں میں مسلک اکب نے دوسرے  
کا سامنا کیا جب گھوڑے ایرج نے نور الدین کو دکھا تو دیکھے ہی دمک ہو گیا کہ ایسا جوان حسین اور بیلان خوبصورت و  
خبر دست تمام عمر کا ہے کو دکھا تھا اور ٹیکانا شعر گونام خود را درین انجمن کہ بسیار تند آری سوے من بہ شکر  
شانزادہ نور الدین نے اول زدی شعر سنم راہ رخشان صاحبقران بن شاہ کیتی بہ طبع الزمان آگاہ ہوا ایرج  
تاج بخش کہ میں نور الدین کی شانزادہ بی طبع الزمان غیرہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران مد ظلہ الرحمن ہوں کچھ  
ہو شیار و خبر دار ہوا اور اپنی جان کو جان سمجھ اور شہن اسلام سے مشرف ہو ورنہ تجھے نہ نرے سوتلی و نہ

کہ تو تمام عمر کو یاد کرے ایمرج تاج بخش نے کہا کہ خبر یہ تو سب کچھ میں نے سنا کر یہ کہ کتنے صرف بائیں ہی بنائے ہیں یا  
 میدان جنگ میں اگر سپہ سالاروں کا مقابلہ بھی کر سکتا ہے اگر صرف حرب زبانی اور بائیں ہی بنائے ہیں تو ہاں اپنے گھر بیٹھ اور  
 اگر تاب مقاومت پر تو لا اپنے حربے کو بل مقابلہ تیار کر لے کہ اگر میں نے مجھ کو زیر کر لیا تو میں تقاریبی اختیار کر لیا  
 نور الدین نے کہا کیا مفاد یہ سکر ایمرج نے کہا کہ پھر کیا ہو اتھا حربہ نور الدین نے کہا کہ یہ طریقہ اہل اسلام کا نہیں ہے  
 کہ حربہ پیشہ سنی کریں پہلے تو اپنا حربہ کرے پھر میں بھی ہاتھ اٹھاؤں گا یہ سکر ایمرج نے نیزہ ہاتھ میں پکڑ کے ایک ترکے  
 فاصلے پر اپنے مرکب کو بٹا کر سینہ سے کینہ نور الدین کو تاک کر یا کہ ایک کرنیزہ لگائے نور الدین نے آگے بڑھ کر  
 نیزہ کو اپنے نیزہ پر دو گنا سانوں سے جگاریاں لگ کی جھڑنے لگے نیزہ بازی ہونے لگی کوئی چار پختے کا نیزہ بازی لگ  
 اختہ کار نور الدین نے نیزہ ایمرج تاج بخش کا ہواں کیا پس ایمرج تاج بخش نے نہایت غلبہ غلبہ میں اگر نو سو من کا گرز  
 اٹھا کر نور الدین پر مارا نور الدین نے گرز اسکا گرز پر روکا آواز نرا تے کی پیدا ہوئی کہ عجز زمین کا بول سے شق ہو گیا  
 اور تنق گرد کا بلند ہوا نور الدین تو غورہ گرد میں غائب ہو گیا ایمرج نے آواز دی کہ بلند نور الدین کی خبر ہو کہ  
 ولایت کردم نور الدین پر آیا آواز شکر عیار نور الدین کا دھڑلہ اور گرد کے گرد خراج مار کر آواز دی کہ اے شہر بار خد  
 زیادتی کرتا ہے ہوشیار ہو جیے نور الدین نے جو یہ آواز سنی ہوشیار ہو کر مرکب کو چھڑا مرکب نور الدین سر ملکہ زمین کا  
 لیکر نکلا اور گرد منہ کی بجائے نا ہوا نور الدین پر آیا اور آواز دی کہ کرازی دگر اپست کردی ہوشیار باش یہ لیکر مارا  
 کہ گرز ایمرج پر مارے کہ ساتھ ہی اسکے یہ خیال آگیا کہ ایسا نہ ہو ایمرج نیزہ گرز کی تاب نہ لاسکے اور مر جائے تو پھر مجھ  
 بڑا بچ ہو گا یہ سوچ کر یا کہ گرز ہاتھ سے رکھ کر دھڑلہ کرے کہ ایمرج تاج بخش نے آواز دی کہ اے غیور حمزہ مجھے  
 قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ تو شوق سے دار گرز کا مجھ کر اور میری جرات کو دیکھ کہ میں بھی کیا کرتا ہوں اگر نیوے گرز  
 صدر نہ تھا سکا تو میں صاحب قرآن کا ہے گا ہوں تو اس کے خیال سے درگزر کر اور ضرور گرز کا دار اپنی پوری قوت  
 سے مجھ کر پس یہ سکر نور الدین سر ہو گیا اور دار گرز کا کیا کر لیتا لیکن ایمرج کی اس کیدنی گرز سے بھی یہ کیفیت  
 ہوئی کہ گرز گرز روکا نہ دودھ چھٹی کا باد آگیا ہوں ہو اور ہر سر سے پسنا جاری ہوا بے عرق میں غرق ہو گیا اور ایک  
 تنق گرد اس طرح کا بلند ہوا کہ ایمرج تاج بخش اس تنق میں غائب ہو گیا عیار دھڑلہ تنق جھانک سے پانی نکال کر تنق پر  
 جھینٹے ملے جب ارد بھی تو دیکھا ایمرج چھوٹ خڑا ہوا پھر پانی ایمرج کے منہ پر چھڑکا ایمرج کی اکھ کھلی ہوش میں آکر کہنے  
 لگا کہ میں نے کبھی ایسی ضرب نہ اٹھائی تھی اگرچہ نور الدین نے دار کیدنی کیا مگر میری یہ حالت ہو گئی اور گھوڑے کو  
 جو دیکھتا ہے تو گھوڑا بھی قریب مرگ پر تنگ تے ہاتھ دیکر اسے اٹھا باگر اس پر عزم زنگی تنگ ہو گیا تھا تنگ ہو کر  
 اسے دین چھوڑا اور بیدل تلوار کھینچ کر دڑا کہ مرکب شانیزاد نور الدین سر کو بھی پی کر دے یہ عزم اسکا دیکھ کر نور  
 نور الدین گھوڑے سے کود پڑا ایمرج نے کہا اے نور الدین فوب مرکب اپنا بچا لیکن اب میرے محارے کشتی متھو  
 ہو نور الدین نے کہا ایمرج بہت ہی مناسب ہے میں کسی لڑائی میں بند نہیں ہوں جس طرح تیرا پاسے اپنا وصلہ نکال لے  
 پس یہ سکر ایمرج نے سپر تلوار ہاتھ سے رکھ دی اور نور الدین کی طرف چلا اور سے نور الدین بھی آلات حرب اپنے  
 مہم سے اور ترکے بڑھا اور کشتی شروع ہوئی دن بھر کشتی موائی جب شام ہوئی تو ایمرج تاج بخش نے جاہاں  
 چھوڑا نور الدین پرانے ہوا اور تمام میدان میں روشنی کرا دی ایمرج نے میوہ دکھایا دودھ پیادہ دونوں لشکروں کے  
 انسر کریں کھول کھول کر پیچے شب بھر گرم بزاری رہی ان غرض میں شبانہ روز برابر کشتی سہاکی چوتھے روز دہر چھ  
 دن باقی تھا کہ ایمرج تاج بخش نے نور الدین سے کہا کہ اے نور الدین ہرچہ متاوان ہو کہ دونوں لشکر سے دان





سعدون کی بناوئی سکے بنام بادشاہ اسلام جاری ہو فرمیدون شاہ نے بڑے تکرار و اشتہار سے شاہزادہ نور الدین کی دعوت کی بعد دو روز کے شاہزادے نے ارشاد فرمایا کہ اب ہم بیان سے ہفت منظر سلیمانی کی طرف جلا کر جائیں گے۔ اسباب سفر درست کر دے غرض قیصر کے روز شاہزادہ نور الدین فرمیدون شاہ سے رخصت ہو کر ساتھ میں سوار اور سپہ سالار کی جمیعت کے ہمراہ ہفت منظر سلیمانی کو روانہ ہوا اشتیاق محبوب میں جلد جلد طومار لال اور قطع حاصل کرنا ہوا برابر قدم بڑھائے اور کھوڑا اٹھائے ہوئے چلا جاتا ہی اچھڑتہ سی دعا ہو کہ خداوند اب جلد منزل مقصود پہنچائے۔ اسے اب نور الدین کو پوچھنا کہ اسے راہ میں کھوڑے

دو کھلے آستان و اعلیٰ امیر لکھنؤ تاج محل کے حضرت امیر محمد صاحب قرآن کے سمت ہفت منظر سلیمانی بیان کے طے ہونے پر ان اخبار صداقت طریقہ درویشان روایات قیصر اس آستان محنت بیان کو یوں تحریر و تفسیر فرماتے ہیں کہ جیسے میر تقی میر نے لکھتے اشعار سے کچھ کہے غنائ غزلیت کو طوف ہفت منظر سلیمانی کے منظر فرمایا تو انہوں نے اشتیاق میں دیکھ کر اور سفر کر کے پہنچ کر نور الدین سے پوچھا کہ یہ الزمان اور عجبیل اس کی پوچھے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ ایک شخص میر سے انعام میں دریافت ہوا کہ نور الدین کو تو قلیاس اٹھا کر دیا میں بھی کیا کیا اور میر الزمان اور عجبیل اس کے ہوا سچ کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ایک چار پوچھے میں گرا سچ اگر سخت تڑپ ہو چکا ہوں ہر بار بار لڑا قتل اس پہاڑ کی جانب ہوتا ہوں مگر غفلت سے ایک نہ ایک مددگار ان صحابوں کا ہر روز ایسا پیدا ہوتا ہے کہ اس سچ سے نکل مقصود پہنچاتا ہے امیر با تو قیر یہ خبر و خبرت اثر سکر نہایت دل طول باہر کدوہ خاطر ہوئے اور بہت تیز جن شروع کیا بار بار منزلوں کو ایک لکھنؤ میں طے کرتے ہوئے ایک پہاڑ کے قریب پہنچے اس پہاڑ کو دیکھا تو نہایت سرسبز و شاداب پایا اور ایک جانب کو ایک گنبد نہایت نہایت ترنگ و کھائی دیا امیر با تو قیر اس گنبد کے دیکھنے کو قریب اس گنبد کے آئے تو دیکھا کہ ایک مرد پر جھٹا ہر نورانی شکل بنوہا اسے کی سیج ہاتھ میں لے ہوئے سجادے پر بیٹھا ہوا ہوا جیسے ہی امیر با تو قیر اس مرد پر گئے سامنے آئے اور نگاہ چار ہوئی وہ مرد پر غلٹا اٹھ کھڑا ہوا اور کہا السلام علیکم یا حمزۃ صاحب قرآن آئے خاکہ مانا پیش کیا لکھ کر ہاتھ پر لکھائے اور چھاپا امیر کے برابر بیٹھے کہ وہ مرد ہر طرف حال ہوا امیر نے کئی باتیں بیان کی اور کہا کہ اب میں جاتا ہوں کہ بہت جلد ہفت منظر سلیمانی پر پہنچ جاؤں یہ سن کر اس مرد پر نے کہا کہ بیان سے ہفت منظر سلیمانی کے وہ مشہور راستے ہیں ایک راستہ بہت ہی قریب ہے مگر بالکل سبب آب و دانہ دوسری راہ بہت دور ہے مگر نہایت نرا مگر اگر امیر میں آپ کو قیصری راہ سے لپکھنا کہ آپ بہت جلد اور بہت تمام سے پہنچ جائیے گا امیر نے کہا کہ اگر آپ ایسا کر سکیں تو میں آپ کا بہت ہی ممنون ہو گا اس مرد پر نے کہا کہ بابا احسان کا ہے گا آخر ہم میں کس واسطے آؤ امیر نے اسی لیے بیان جا کر دین میں کہ جو لے کر راہ بنا میں جو کون کر دینی کھلا میں مسافروں کو ہر طرف کا تمام ہو جائیں اور امیر با تو قیر آپ پریشان نہ ہوئے آج میں شب بائیں جو جے تمام کیجے کل صبح کو میں آپ کو آب سائیں تمام چاہو گا اس پر چلا گئے سے اس روز و شب امیر نے وہیں قیام کیا صبح کو اس پر مرد کے ہمراہ ہفت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوئے اور غرض جب صاحب قرآن اس کوہ سے آگے بڑھے ایک بیابان حول خیز و شت و دشت اگلے نظر آیا کہ اگر رسم بھی کھڑا لیتا تو اس کا بھی زمرہ ہوتا تھا بان نایاب چہرہ پر چہرہ آفتاب کے معرطم اگر کوئی چشمہ نظر میں آیا تو شل چشمہ کوہ کے پانی کا نام و نشان نہیں تھا اگر کسی چشمے میں پانی ہی بھی تھا تو اس میں کھنڈاں سے پانی بہا ہوا تھا کہ پانی بالکل نیکلا ہو گیا تھا چھکرا بان آڑ رہی ہیں چشمہ ملا جلا ہوا ہوا ہر طرف سے چھوٹے پتھر و پتھر کے سلسلے تہا زت آفتاب سے تپ رہے ہیں جب کسی پہاڑ کی طرف سے گذر چکا تو یہ معلوم ہوا کہ قزوین سے گذر کے اس طرح کی زمین مل رہی تھی کہ جیسے تھوڑے سے

سجاول



یہ خیال ہیں چھوٹے پٹے جانے میں کسی درخت مبارک کا منہوں اور کوسوں پر لٹا تھا اور اگر متعلق سے کوئی شہر میں ملتا تھا تو بالکل ڈمٹ ہے گا کہیں نشان نہیں زانچ پھیلانے میں سخت ہٹھکائی گئی کہ اگر کوئی چل بھول بھٹکی اس طرف نکلے تو وہاں پہنچ کر بڑی ہی ہیرا بال مار رہی ہوگی یہ شدت ہے کہ اگر کوئی تل بیت کا اثر اس طرف یا رہتا ہو اور اگر کوئی ریت کا اثر اس طرف رہتا ہو کسی اور طرف ہو جائے تو وہ بھی اودھ فرار اور کسب معلوم ہوتا ہو اگر وہ ریت اگر کوئی شہر پر پڑ جائے تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ بھڑکے کے بھڑکی باؤٹھ پر پڑ گئی ہو گا کوئی سنگریزہ اگر شہر پر لگیا تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ اگر کسی نے بندھن میں جھرا کر دیا سڑکے گا اسکو بل آئے گا اگر شہر سے قبضہ ہو گا اگر کوئی گلیاں چھا کر لگیا ہوں گا اسکا شکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آگ کے صواہن جل رہے ہیں اگر بت کی توڑ پھوٹ شکل تلو سے چھٹی تمام فرخ کی کیفیت مرکبوں کی یہ حالت تھی کہ گڑے پڑے تھے پیاس کی سخت سے زبانیں نکالے ہوئے تھے اگر خواہش کیا دین اتفاق سے شہر چھک گیا تو اس طرف شہر آتے ہی بندھا کر شہر کی بھڑکی بھڑکی سے بھٹ پھٹک رہا تھا باری ہو گیا تھا انھوں نے ہر ایک انسان و حیوان کی کیفیت بھولی کا نظریہ شہر پر چھوٹ کر چھٹی کا دودھ پڑا گیا اسی دن ہر ایک کی زبان پر جاری تھا ہر شخص قریب مرگ تھا جب بت سمجھوتہ و تکلیف نفس امیر کشور گریہ بھولی تو بت ہی رہ گیا ہوئے اور فرما کہ ذرا اس مرد پر ترس بادئے خنالت کو تو بلاؤ اب جو دیکھتے ہیں تو اس مرد پر کاکسین پتا نہیں ہر چار طرف دھوڑتے پڑے پڑے جب کسین تازہ لگاؤ اگر خدمت امیر عرض رہا ہوئے کہ خداوند اس مرد پر کاکسی طرف پتا نہیں چلتا معلوم نہیں کس طرف غائب ہو گیا بیخبر سنگر امیر اللہ عز و جل اہل اور کندہ ہوئے فرمایا کہ افسوس صد افسوس ہم اس مرد و ذلیل وادی کے دام فریب میں آکر اس بلا میں مبتلا ہوئے کہ اس شخص نے عہد ہمیں اس بلا میں پھنسا یا معلوم ہوا کہ یہ مرد ضرور بالظہور کے لی غول جس تھا انھوں نے بڑی دیر تک اسی ہلیا ہر نئے نشان میں مبتلا رہے کوئی چار گھنٹی دن بالی تھا کہ ایک بیابان سبز و شاداب اور صحرا سے پر آب و گیاہ میں گذر رہا وہ صحرا سے ہر طرف بفرز دست ز اس طرح کا شاداب تھا کہ اگر بھون بھی دیکھ لیتا تو اپنی دیوانی بھول کر عشق الہی کا دم بھریا نہ رہتا جاسما جاری بالی صاف و شفاف روہن پہاڑوں سے نور سے چھوٹ رہے ہیں اور ان پہاڑی چٹون میں طبعین طبری میں طرح طرح کے گھاسے رنگین کر مارا تو اس نر کے گلے میں اس طرح کی خوشبو آ رہی ہو اور ایسی سادٹ و مانع میں ہر گرج رہی ہو کہ داغ ہاں سطر اور رملح مہر و مغلطہ ہو رہی ہو جب کسی شہر کی طرف سے گذر ہو گیا تو یہ معلوم ہوا کہ شہر سلطنت کی طرف سے گذر گیا اس طرح کا سبز و پرست لگا ہوا ہے کہ باغ شہزاد کی سرسبزی کی کوئی حقیقت میں ہے ہر مقام پر وہ خان میوہ دار لگے ہوئے ہیں طبعین چھکے ہی ہیں نہ رت نہ اکا دم خبر رہی ہیں فاختہ کی صدا سے گو گو قمریوں کی صدا سے قمر و داغ کو مست کیے دیتی ہو اور ایک عرض پر صفا بچوں بیچ میں تیس گز سے تیس گز نہ ہوا ہو اگر وہ اسکے درختان سر و شاخوں کے ہوئے ہیں اور ہوادہ ہر ذرا اہل رہی ہو کہ دل باغ باغ ہوا جاتا ہو ہر جگہ کا نسیم کا ایک گلاب کا جھینسا معلوم ہوتا ہو ہر ایک کے دل لکھنول کھلا جاتا تھا ایک دوسرے سے کہ رہا تھا کہ کیوں بھائی شکر تیرا خدا کا کہ آئے اس صواب حول خیر سے نجات دے کہ اس صحرا سے طرب خیز میں پہنچا دیا گیا سرسبز و شاداب صحرا ہو کہ سہان اللہ و مجد و مرکبوں کی کیفیت یہ کہ ہر بار گھاس کی طرف نہم جھکائے دیتے تھے اور اس جو اس گھاس پر بڑی غمی اور وہ آنکھ میں گھاسی غمی تو غم میں ہو کر ہنسنے لگتے تھے غم میں ایک عجب سرور و خوشی اس صواہن پر چھک رہا ایک کو حاصل ہوئی کہ جو حیلہ تفریر اور مبالغہ غریب سے باہر ہو امیر کو تو فرما اس صحرا سے سرسبز کو قیمت جان کر شکر خداوند اہل و عطا بجا دے اور حکم دیا کہ آج شکر ظفر یکے صاحبقرانی میں قیام یہ ہو القعد اس شب کو امیر با تو قریب سے اسی جگہ امین قیام فرمایا صبح کو وہاں سے کوچ کر کے ماسی ہوئے جب شام ہوئی تو جو اس جگہ میں تھے وہی سرسبزی اور شادابی اور

کیفیت دہی حالت پر دیکھ کر امیر توفیر فرما دیا کہ سبحان اللہ یہ منزلیں معلوم نہیں کئے جو ان میں ہیں کہ سب ایک وقت  
 کی معلوم ہوتی ہیں جو کیفیت دہان تھی اس سے بیان کیا کہ نہیں یہ سیموں نے عرض کیا کہ حضور کیا فرما دیا ہو یا جو عرض  
 شب کو بھر قیام کیا جب صبح کو وہاں سے کوچ کیا تو فرمایا کہ آج کوئی نشان بیان سے دیکھیں کہ جس مقام سے طلوع  
 شام کو وہاں ہو گئے ہیں یا نہیں کہ اگر یہ کوئی طلسم ہو تو معلوم ہو جائیگا اور اگر تشریف ایک ہی صورت کی ہیں تو دفع  
 میں آج بنگا غرض طے وقت ایک درخت میں ایک تیرا دریا اور پل ٹھہرے ہوئے دیکھ کر طلسم کے شام کو بھر اسی صحرائ میں ہی  
 عرض میں گزرتے ہیں گزرتے ہیں کہ امیر توفیر دہی درختان میوہ دار گل دہی کیفیت امیر توفیر فرمایا کہ دیکھا جس  
 نے مجھ کو توفیر صحرا معلوم ہونا ہو اور دیکھو تو کہ وہ تیرا کسی درخت میں لگا ہوا نہیں ہے اب جو دیکھتے ہیں تو وہ تیرا جس  
 درخت پر لگا دیا تھا اسی طرح درخت پر لگا ہوا ہے دیکھ کر امیر نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا ہے جو ہم سمجھے تھے وہی امر ہو تا ہے  
 کوئی طلسم نہ تھا اور مرد پر کوئی ہادوگر تھا کہ سد باز دھک دھکا گیا اور دیکھو میراں وہ پریشان کر گیا سیموں نے عرض کیا کہ میرا  
 تیرا کس بلکرا ہو کل صبح کو اسم اعظم پڑھ کر چلے گا امیر نے ویسا ہی کیا اسم اعظم پڑھتے ہوئے طلسم شام ہوئی تو جہان  
 طے تھے بھر اسی بلکرتے تھے اور الملاحظہ کر کے نہایت پریشان ہو گئے اور بھڑکھڑکے کہ ہمارا خیمہ عبادت بڑا  
 کر کہ اب عقل اس جگہ پر تیشان ہو رہا ہے اور دی میں اتنا ہمدردی کرنا چاہیے فقیر خیمہ عبادت بڑا ہوا امیر اس جگہ میں  
 تشریف لیکے نماز مغرب سے فارغ ہو کر درخت نماز حاجت پڑھ کر نماز شام کی تمام شب گریہ و زاری اور نوحہ و بیقراری  
 و عداوت مناجات میں بسر ہوئی فریب جمع امیر توفیر کی آگے گلگتی حد اسے سبوح قدوس بنادب الملائکہ والرحمہ لہند ہوئی کہ  
 بعد اس نماز کے حضرت خضر علی نبینا علیہ السلام وقفہ نمایاں ہوئے امیر توفیر علیہ السلام نے تعلیم کو کھڑے ہو گئے تسلیم عرض کی  
 حضرت نے جواب سلام ارشاد فرمایا اور کہا کہ ای حمرہ صاحب قرآن افسوس کہ تم اس خرس یا دیہات غالی غریب کے  
 بھکانے میں آگے اور اس بلان میں مبتلا ہوئے ای حمرہ تم طلسم میں گرفتار ہو گئے یہ سن کر امیر نے عرض کیا کہ بھڑکے تو وہاں  
 میں کہ میں صاف دل ہوں اس کے فریب میں آگیا حضرت نے ارشاد کیا کہ ای حمرہ تم جانتے بھی ہو کہ یہ کون سی جگہ اور  
 کون سا بیابان ہے ای حمرہ یہ وہ جگہ ہے اور وہ بیابان ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام سلطان طلسم بنوایا تھا  
 کہ تمام غریب اس طلسم میں رہیں خلق اللہ کو ایذا نہ پہنچائیں نام اس طلسم کا سموم سلیمانی ہے اور یہ عرض ہے کہ اگر تمام غریب  
 بھڑکے تو نہیں ہو گئے یہ سن کر امیر نے عرض کیا کہ بھڑکے تو حضرت کہ تو ایسی مہارت فرمائیے کہ تمام اس طلسم کو توڑے حضرت  
 نے ارشاد فرمایا کہ ای حمرہ فاتح اس طلسم کے تم نہیں ہو بلکہ اس طلسم کا فاتح ایک شخص تمہاری ہی اولاد سے بلکہ بیع الملک  
 نام نور الدین کا بیٹا ہے اب بھاری، صاحب قرآن کے ایک شخص تمہاری نسل سے بڑا کا فر خاسر ہے اور جو کہ اس کے ہاتھ سے بہت  
 اہل اسلام قتل ہو گئے بلکہ اولاد تک بھاری قتل ہوئی اور تمام اہل اسلام کو اس کے ہاتھ سے بہت ایذا پہنچنے کی جب  
 وہ لڑکا شیر خوار تھا رستم حبیب شجاع و دلور پیدا ہو گا تو جب سے اس کی شمشیر کے وہ کا فر خاسر مقرر ہو گا طلسموں میں  
 بنا دیکھا اور وہ بہادران سب طلسموں کو فتح کر چکے ہیں اس کے وہ کا فر اس طلسم میں بھی بنا دیکھا اور وہ فرزند تھا اس طلسم کو  
 بھی بقدرت خدا توڑ لگایا سن کر امیر نے عرض کیا کہ یا حضرت میں بھی اسے دیکھتا تھا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس کا عالم طلسم  
 ہے امیر نے عرض کیا کہ میں اس کے خروج تک اس طلسم میں مبتلا رہتا تھا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ نہیں میں تمہیں یہ  
 دعا دے دیتا ہوں تم صبح کو اسے پڑھنا ایک طاؤس سبز رنگ پیدا ہو گا اور ایک درخت پر اس کے بیٹھے گا تم اس طاؤس  
 سے کہنا کہ ای طاؤس زمین بال مجھ کو حضرت کا حکم ہے کہ طاؤس کے ساتھ اس طلسم سے بھاؤ اور ای طاؤس تو برابر میرے  
 اور مجھ اس طلسم سے نکال دے یہ کلام تمہارا سن کر وہ طاؤس زمین بال ایک طرف کو پرواز کر گیا تم صبح لشکر بھی



اسم برحق میرے لیے اس کے جیسا کہ انشا اللہ تبارک و تعالیٰ سے علم ہے باہر بھیج دے کہ لکھو وہ عالم میرے حضرت صاحبقران کو  
 دیکر غالب ہو گئے اور امیر کی آنکھ کھلتی شکر خیزہ ایسی لکھنے اور اس نے میرے سے باہر اسے اور حسب ہدایت دارشاہ شہنشاہ  
 حضرت خضر علیہ السلام مل گیا اور بعد از مدت خدا اس علم سے باہر اسے شکر خداوند کریم کا کہ مفت منتظر سلیمانی کی راہ  
 کی جلد طہ راہ کو وہ دشت جبل منزل منزل مل کر گئے ہوئے اور شکر بھیجتے ہوئے جاتے تھے کہ دفعہ ایک ہرن نہایت  
 خوبصورت اور خوش قطع سامنے سے دکھائی دیا امیر باوقار نے اس کے تعاقب میں گھوڑا ڈال دیا اور یہاں تک گئے جہاں پہلے  
 کہ اپنے لشکر خضر کے بہت دور تک گئے اور وہ ہرن جو کہ بیان بہتر ہوا چوگان میں لگا ہوا چلا جاتا ہوا جاتے جاتے ایک  
 جھاڑی میں چھپ کر غائب ہو گیا اب امیر کشور گراہی جگہ سکوت میں حیران و پریشان کھڑے ہو رہے  
 ہو اپنے دل میں خیال کرنے لگے کہ او حضرت کو نہ یہ کیا ناہی و سفاقت کی کہ ایک ہرن کے پیچھے ایسا بھونک رہا  
 کہ اپنے لشکر سے اس قدر دور نکل آیا معلوم نہیں اب یہاں سے لشکر میرا کس قدر فاصلے پر ہو اور وہ کس راہ سے آئے گا  
 میں نہیں معلوم کہ میرے نکل آیا اسی تردد و فکر میں حیران و پریشان کھڑے ہوئے تھے کہ دیکھا ایک ریشم عبادت کشن کی  
 ہرن کو کھڑے ہوئے لیے چلا آتا ہوا اور لاکر سامنے امیر کے حاضر کیا وہ عرض کی بلکہ ہرن حاضر ہوا میرے سلام کیا اور فرمایا کہ  
 شاہ صاحب اپنے بڑی زہمت فرمائی اور انتہائی تکلیف اٹھائی میں آج کا بہت ممنون ہوا یہ شکر اس فقیر کے کیا بایا کیا ایشا  
 ہوتا چھوڑ دے کہ صاحبقران نہ ان روئے نما کے گراہان بنایا جو بھاری خدمتگاری باعث سعادت کو تین اور سب فقیر  
 دارین پر یہ شکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب آپ کو بھلا کر ہے صاحب کمال معلوم ہوتے ہیں فقیر کے کیا کہ  
 نہیں بایا یہ سب بھاری خوبیاں ہیں میں تو ایک عہد ذلیل و عاجز ہوں بایا اگر صاحب کمال ہوتا تو پتہ کو شاہ صاحب  
 میں کیوں نہ بیٹھتا بلکہ بلا یہی مقامی اور حیرت انگیز ہو جاتا جو صاحب کشف و کمال ہوتے ہیں کیا وہ نہیں ہر  
 مارے بھرتے ہیں اسے بایا صاحب کمال ہاتھ کو چھنچھنے میں پانچ کو بھیا ہے میں کسی کی کچھ پروا نہیں کرتے دنیا کو ہاتھ  
 اور بادشاہ مفت کشور کو کہ اسے درویش ذکر سے بدتر کہنے میں اور بایا ہم ایسے گولہ ایک ایک پیسے پر جان دینے والا  
 ہر ایک سے ہنسنے ہیں ہم میں کس کمیت کی مولیٰ امیر نے کہا کہ پھر شاہ صاحب آپ نے کیا کر جانا کہ میں صاحبقران ہوں  
 فقیر نے کہا کہ بایا میرا گلیان و رختوں کے اس طرف ہر میں نے سنا تھا کہ صاحبقران مفت منتظر کو جلتے ہیں  
 جسدن سے نہ تھا کمال درجہ منتظر تھا اور شہنشاہ زیارت میں رفعت چشم راہ چھار سنا تھا کہ اس وقت اس ہرن  
 کو کھا کر بھگا ہوا چلا آتا ہوا اور میرے اسکے پیچھے پر لگا ہوا ہر صاف نقیض ہو گیا کہ کوئی شخص اس کے تعاقب میں آتا ہوا جس نے  
 اس کو کھڑا کیا اور یہ خیال کیا کہ مل کر اسکے ذریعہ سے کچھ حاصل دنیا کیجئے اب جب میں بیان تک آیا اور حضور  
 کے چہرہ انور پر نظر پڑی تو مجھ کو یقین ہو گیا کہ شیک اب ہی صاحبقران ہیں اس لیے کہ جو شان و شوکت اب  
 کے جس سے اس کا رچہ وہ صورت و دبہ میں نے آج تک کسی میں نہیں بایا بلکہ بایا گمان فقیر کا مجمع ہوا امیر  
 اس فقیر سے اس ہرن کو کیا فرج کیا اس فقیر نے جنگ سے لکڑیاں توڑیں آگ ٹنگائی جب حواں نکلیا اٹھا دے  
 کہ گئے تو امیر نے کہا کہ بیخون پر لگائے جس میں گئے تو اب بھی کھانے ہر فقیر کو بھی کھلائے جب کتاب کھا کے  
 تو امیر فقیر سے کہا کہ شاہ جی پانی بھی پلو گئے یہ حرام زادہ تو بڑے لینے کی فکر میں تھا ہی جلدی سے جا کر آسہرہ  
 میں دہر دے بیہوشی لگا کر لے آیا اور امیر کو دیا حضرت صاحبقران نے اس پانی کو پیا یا پانی بہت ہی بڑے شکر  
 تھا امیر اس پانی کو پی کر بہت ہی مسرور ہوئے اب جو فی الجملہ انتہائی خوشی میں رہیں بھلا کر لیتے ہیں ہی ہوش ہو  
 امیر کے بیہوش ہونے ہی اس مکان سے جا ہا کہ امیر کو بازو سے اس قدر بے طور امیر کا و کچھ رہا تھا اسے جو یہ کہہ کر دیکھا

کہ یہ مکار میرے آقا کے ہاتھ پاؤں باندھے گا قصد کرتا ہوں میں دم تو مٹوا کر کے دانستوں کہ جیسا کہ انکھوں کی جگہ لکھ رہا تھا  
 جو اس عیار مکار کی طرف دوڑا اس طرح سے کہ اسے کھاسی یا بیگنا عیار سے جو یہ معرکہ دیکھا کہ گھوڑا آدم خوار ہو کر  
 پاس سے بھاگتا اور دو جا کر کھڑا ہوا اشقر پھر چلنے لگا مگر چرتا جاتا تھا اور گروشتہ پشتر سے دیکھتا جاتا تھا کہ پھر وہ عیار مکار  
 بار آورہ فاسد امیر کے پاس آیا اشقر پھر سیر دوزا پھر وہ مردود بھاگتا کسی مرتبہ ایسی ہی واقعہ ہوا آخر کار مجبور ہو کر وہ بھاگتا  
 پھر آجوا حیرت و بریشان تھا کہ کیا کرے اسی اٹھامین شاگرد اس عیار کے ہو چکے تھے اس عیار نے اپنے شاگردوں سے کہا  
 کہ میں تو اس گھوڑے کا سامنا کرنا ہوں تم اس شخص کا پتہ نہ بانڈھ لیاؤ شاگرد امیر کو پتہ دے میں بانڈھ کر لے گئے بعد  
 اسکے وہ مکار بھی جست و خیز کر کے پلنگ اشقر پھر دوزا پھر وہ عیار مع شاگردوں کے نکلا ہوا چلا گیا لیکن اس جگہ  
 برائے آگاہی ناظرین و مزہبت طبع سامعین اس واقعہ سے باہل ضرور ہو کہ ایک بادشاہ بہ شہنشاہ مرصع پوش بادشاہ  
 جو اس قلعہ مرصع حصار کا حیا تھے سنا کہ حمزہ صاحبقران اس مزاح میں آئے ہیں تو اپنے شیلین کا تہ جمع کر کے  
 یہ بیان کیا کہ اگر کسی طرح یہ عرب ہتھ آجائے تو اسے خوب سزا دوں اور اتفاق کار یہ عیار بھی کہ نام اسکا طر تیز رفتار ہو  
 وہاں موجود تھا اس سے کہا کہ اگر حمزہ کو گرفتار کر لے تو قسم پر زور دشاہ باقری کی مین اس کے برابر افریقان قبول کر  
 جھکو دیکھا کہ شکرہ مکار وہاں سے چلا دلا میر کو امیر کر کے اب میں نے ہمارا افریقان بہت جلد پتہ لے کر داخل دربار شہنشاہ  
 مرصع پوش ہوا پتہ لے کر دیکھا شہنشاہ مرصع پوش نے پوچھا کہ لایا حمزہ کو اسنے عرض کیا کہ حضور بان باقیال خداوند  
 اسیر کر لایا اور پشپان سامنے بادشاہ کے رکھ دیا اگر پشپان کی کھولی امیر تو بیہوش تھے بادشاہ نے کہا کہ کیوں ای طرح  
 یہ زخمہ پر بار دہر چار نے کہا کہ حضور زندہ ہیں میں نے بیوشی دے دی ہے اس دم سے یہ بیہوش ہو گیا ہے شہنشاہ نے  
 کہا پھر اسے بیوش میں لایا عیار نے عرض کیا کہ حضور قید آہنی کو تو خیال میں لانا نہیں ان حلفائے گند کی کیا  
 حقیقت یہ ایک اہل سے زور میں تو ٹوٹ جائیگے تو پھر کہ ان اسکا سامنا کر سکیگا پھر یہ کہ پشپان سے قید شہنشاہ  
 آہنی میں گرفتار کروا لیجئے پھر بیوش میں لائے تو مفاد نہیں ہے یہ شکر شہنشاہ نے کہا کہ بلاؤ آہنگروں کو کسی وقت آہنگروں  
 حاضر ہوئے صاحبقران کو قتل از بخیرین گرفتار کیا بعد اسکے عیار نے قتلار رفع بیوشی دیا امیر کی آنکھ جھٹی ہو چکا وہ پشپان  
 سیون خصلت غر سہلے ہادیہ ضلالت میں گرفتار غل زنجیر ہوا اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ ہی فقیر عیاری کر کے قلعے پر  
 دیا پھر مجبور و ناچار کوئی کیا لیکن ایک ایسی ہکر اور مرد سے آئے کہ خطہ زنجیرین فغان ہوئی قریب تھا کہ زنجیر کی صدا  
 شکر اہل دہر دیا دے ہو جائیں بلکہ شہر شخص کو یہ لگن پیدا ہو کہ صاحبقران نے قید توڑ ڈال مگر قید کا ٹوٹنا وقت اور  
 ساعت معینہ پر موقوف نہ ہو آہنگر بکار سے کہ سلام ہو میری جانب سے اس شخص پر جو خدا کو دھروں شکر یک جانتا  
 اور اس کے نبی مرسل جناب رسالت نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق اور رسول آخر الزمان جانتا ہوں  
 پس یہ سلام کیا تھا کہ ایک تبرکہ دوز اور تبرکہ سوز تھا کہ ان کے دل دھڑکن میں بیوست ہو گیا اور کل حاضرین بارگاہ نے مثل  
 مار سرودم کو نذ کے جیو دتا ہ کھا کر آواز دی کہ آیا ایو خدا پرست اگرچہ تو اس وقت گرفتار قید شدہ ہے مگر کلمہ دہی  
 فساد دیکھ لو شہنشاہ آفرین و خیر و اوست رستی بیانی گزراں ابھی باقی ہے یہ شکر امیر نے آواز دی اور تیز روز گار دواور  
 بہرہ تو کسکی رستی علی اور کسکا بل گیا اسے ایک مکار کو سیر سے لیے بھیجا تھا وہ مجھے ہکر و فریب گرفتار کر لایا اپنے ہر  
 پر یہ بیانات پر اسے اگر کسی ہکر کو بھیجا ہوتا اور وہ مجھے لڑکر کر شان جرات دکھا کر گزراں کر لانا تو البتہ مقام نفاذ تھا  
 اس قسم کے کلمات نہایت تھے اور اب تم سب اپنے گریبان میں سمجھ ڈالو کہ تھے وہ حرکت کی کہ جو کوئی بہادر و دلیر کسی  
 شجاع ہوا اور کے ساتھ نہ کرتا اور اب بھی میں یہ کہتا ہوں کہ تم سب میں اب بھی کوئی اتنا ہر جو میرے ہاتھ سے جھٹکے



نکال کر پھر ہندو سے اگر کوئی شخص تیرے بدن البسا ہو تو وہ کچھ شرمندہ کر گیا ہے من نبول کر دینا بھنگر شہنشاہ نے  
 کہا کہ اگر حمزہ بھلائی بھی کسی کی مجلس ہو کہ تجھے لڑیجہ کر دے برا ہوا حمزہ حق تیرے جو کہ جسے تجھے گرفتار کیا گیا تیرے  
 اور اگر بغل بنگر کوئی شخص سرگرم ہو کر آج تک نہیں گرفتار کر سکا اگر حمزہ اب تمہارے لیے مناسب و بہتری ہو کہ قلعہ  
 کو سجدہ کر دے ورنہ اسے جاؤ گے جان بھاری مدت ہائے یسینا امیر کو بخش گیا اور فرمایا کہ اسے قلعہ کو سجدہ کر دے  
 اور کر دے ورنہ اسے جاؤ گے جان بھاری مدت ہائے یسینا امیر کو بخش گیا اور فرمایا کہ اسے قلعہ کو سجدہ کر دے  
 ایک شرم بھی قصور کو تہا ہی نہ کر نہ اسے با بزرگ ست اگر رضا میری آبرو ہو تو کوئی روک نہ سکے گا اور اگر قلعہ  
 ہو تو تجھ غریب باد یہ نہایت کی تو کیا ہستی ہو جو تجھے قتل کر سکے گا یا بھنگر شہنشاہ کو قلعہ لگا دیا کہ اس وقت اس  
 نے نہ اٹھانے میں مقید رہا اور صبح کو اس کی گردن زدنی کی جائے حسب حکم امیر یا تو قلعہ لگا دیا کہ اس وقت اس  
 لیکن جسے غدار کے اسے کون جیسے جسکی طرف اسکی نظر رحمت ہو اسے کہن آواز ہو جائے کہ جو اتفاقات و روزگار قضا کا  
 جس وقت امیر داخل بارگاہ ہوئے تھے اس وقت شہنشاہ موضع پوٹ کی مٹی دستک سے امیر کو دیکھ رہی تھی دیکھتے  
 ہی ایک جان بیکہ ہزار جان سے عاشق ہو گئی اور تیر عشق جگر کے پار ہو گیا بیتابی و ہتیرائی خود دل اکھڑی میں دل خون  
 خون نون بسر ہو گیا جب رات ہوئی تو لباس عیاری زیب بدن کر کے دار سے بیوٹی سے کہ در زنا اٹھانے پر آئی مہا  
 خارج و کھل کر بیوٹی اڑنا شروع کی جب سب ہاسیان اور محافظان زنا اٹھانے ہوش ہو گئے تو دروازہ زندان کا کھول کر  
 زندانی دیکھا کہ امیر باغ سر جھکا گئے ہوئے بیٹھے ہیں جیسے ہی پانوں کی پاب کان میں آئی اور روشنی انکھوں کے  
 سامنے آئی سر زانو سے ٹکر سے اٹھا کو حوا حفظ فرماتے ہیں تو دیکھا کہ ایک نازنین سرسبز سرسبز بھد ناز و انداز  
 ہو کر شہر و ساز چلی آئی ہو امیر دیکھتے ہی والد و فریفتہ ہو گئے مشعر جو نہیں اس سے نظر و دیا ہوئی۔ ایک کھیتی  
 بیکر کے پار ہوئی۔ لیکن تیر ہر گز اس سے مستغیر ہوئے گا و جان جہاں دھوش رہا ہے عالم و مالیات تو کون ہو اور  
 بیان کیوں آئی ہو حال اپنا بیان کرے شکر آئے جواب دیا کہ میں کوئی ہوں آپ کو اس سے کیا مطلب ہو گا کہلی ہر  
 طرح کثیر اور تابع فرماں ہوں تب امیر بہت مسر ہوئے تو اسنے کل کیفیت اپنی بیان کی اور کہا میں آپ کے تیر  
 کے لیے آئی ہوں لائے قید اکی کاٹ دون۔ شکر امیر نے کہا کہ کوئی ضرورت قید کائنات کی نہیں ہو قید کا تو کیا وقت پر  
 مقرر ہو جب وقت آئے گا آپ ہی ڈٹ جائیگی یہ کہہ کر اٹھ اٹھے کہ اسے کہا جو ایک زور کرنے جن توکل قید کو مثل تار عنکبوت  
 توڑا وہ کد کد گئی کہ شہر یار کہیں زخم تو نہیں آیا امیر نے فرمایا کہ ملکہ کھڑا نہیں ایسی قید بند ہے اگر قدرت خدا نہیں  
 توڑا لی ہو کہ وہ سب سے کامیاب نہیں ہو تم کسی طرح کا سوزن نہ کرو اگر من ملکہ امیر کو دیکر داخل محل ہوئی اور یہ کہ وہ  
 حکم کیا کہ کوئی شخص غیر خیر دار نہ آئے پاس کے فرض رات بھر کی نو بجائی ہوئی تھی ہی جاتے کے ساتھ ہی سو رہی تھی  
 پھر کو بیدار ہوئی امیر کو تو وہ میں چھوڑا آپ قصر سے باہر آئی تمام مصاحبوں کو طلب کیا اور بہت عمدہ عمدہ تلیخ  
 اور پوشاک اور بہت کچھ لعل و انعام سے لکڑ چکے چکے یہ سب اجرا بیان کیا اور کہا کہ میں نے تم سب سے  
 یہ اجرا اس لیے بیان کر دیا کہ تم سب میرے مانگی امن ہو میری آبرو تمہارے ہاتھ ہو خبردار اس راز کی خبر کسی کو  
 نہ پہنچے پائے ان سب نے عرض کیا کہ حضور یہ آپ کیا ارشاد فرماتی ہیں ہم سب آپ کے دوست اور رفیق ہیں آپ کا  
 پسینا جس جگہ گرے وہاں ہم اپنا خون گرا دیں حضور ہماری جانب سے خاطر جمع رکھیں ہندی ذات سے یار مکران تو جی  
 نہیں ہو اور میں تو حضور کے اس خیال ہی سے مستجاد ہوا ہوں کہ حضور کو ہم کینروں سے ایسا خیال پیدا ہوا کہ اس  
 سال پر چھوڑے اور اب وہاں کا حال ملاحظہ کیجئے کہ صبح ہونے ہی ایک۔ غوغا ہو گیا کہ کوئی حمزہ صلیح قرآن کتہہ ایک

اور شہنشاہ مرصع پوش جو محل سے برآمد ہوا تو میدان خونی تیار کر آیا اور اگر بیجا چوہہ اور کو حکم دیا کہ جا کر حمزہ کو قید کر  
 لے آجودا کر گیا تو وہاں سے غالی بھرا اور اگر عرض کیا کہ حضور وہ تو قید خانے سے نمائے ہیں یہ سننے ہی  
 شہنشاہ مرصع پوش بہت برہم ہوا اور حکم دیا کہ وہ تو طرز رفتار کو صاف نہ مانتا شہنشاہ مرصع پوش  
 پر ہم جو کر کے لگا کہ کیوں دلہا کو نکاح گرام نہ کر دینا بجا ہے ایک ذات کی کھدشت نہ ہو سکی اور حکم دیا کہ علی اس فرد  
 کو قتل کر دیکر سگر طرز رفتار عرض رکھا ہوا کہ حضور مجھے چند روزہ کی ہفت دین اگر میں اسے نہ دھوؤں تو  
 تو مجھ حضور کو اختیار ہے شہنشاہ نے کہا کہ اگر تو بھاگ جائے اسے عرض کیا کہ امیر شاہ عالم تباہ بین بھاگ کر کہہ دے گا  
 مگر بار بار سب بیان موجود ہیں کہاں جاسکتا ہوں بادشاہ کو یہ سنکر تامل ہوا افسانہ فوج اور درویشان لشکر اور  
 مشیران ملک جو وہاں حاضر تھے ان سب نے بھی سعی کی کہ پیرو مرشد اسکے قتل سے کیا فائدہ ملیگا عرض ضمانت لیکر  
 اسے چھوڑ دیا وہ دربار سے نکل کر محض جس میں صاحب قرآن کی معروف ہوا اور شاگردوں کو بلا کر کہا کہ یا پور میری جان  
 پر اپنی سوا دینم سب کے سب میرے آزار ہے جو بھائیو جلدی حمزہ صاحب قرآن کو گھس گھس کر دینم ہم سے غصت  
 ہیں یہ سنکر ایک نے نہ تو شطرنج کے خانہ بوند پہنچا شروع کیا اور ہر ایک مثال و باق کہنے کے صرف تماشا ہوا مگر کام اتنا  
 ہی بازی ہاتھ سے لٹی ہوئی ہو رنگ سفید و قلعوں کی طرح بیکار ہوا کر اپنے مآجدار سے عرض کہتے ہیں کہ حضور حمزہ کا  
 تو کہیں پائیں لگنا جب بادشاہ یہ سننا ہی تو غصے سے رنگ سرخ ہو جاتا ہوا اور نہایت مدح غیظ و غضب میں آکر کہتا  
 ہوا کہ ایہ قاشونم سب کو زیر تیغ کر دینا اور آدھرا مال سننے کہ لکھ اور امیر بات دن عیش و عشرت میں مصروف ہیں  
 ایک روز ملک نے ایک کنیز سے کہا کہ آج کیا بامریغ کے تیار کر کے جلد لا حسیہ لکھ کر دینا گئی اور وہ کیا بھون کر لائی کہ وہ  
 کیا بے رحم کے اس کنیز کو غلیے خوب مارا اور قید کیا اور طرز رفتار نے تمام خیمہ چھان لہر اسطرح پتا اسرکانہ لگا دیا  
 نے طرز رفتار کو بلا کر کہا کہ او طرز رفتار قمار تو اب تک حمزہ کو قلعوں کے نہ لایا دیکھا اب میں تین روز کی قحط اور دینا  
 ہوں اگر تو نے اس تین روز میں شراع لگا دیا تو تو خود زچہ جو تھے روز تھے ضرور قتل کر دینا طرز رفتار یہ حکم سنکر وہاں سے آگیا اور  
 بھگا کر طرز رفتار میں بیٹھا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے حمزہ باندھ لے اور جان بچے مگر معلوم نہیں کہوں ایسا زبردست ہے اس قید شدہ میں بھگا  
 لیکر اسوا سے کہ یہ کام کسی زبردست اور شہساز ہی نہ کہ کام معلوم ہوتا ہے سوچتے سوچتے یہ خیال گذرا کہ او طرز رفتار آج ملکہ  
 مرصع پوش پر در مرصع پوش کے بیان نو چکر دیکھ غیب نہیں ہو کہ وہی خیر الیکسی ہوا اسکے حمزہ بھی بہت خوبصورت ہوا اور  
 بھی خفی جراتی ہوا اگر تھے دیکھ بایا ہو گا تو فرد حمزہ کو لیکسی ہوئی یہ خیال کر کے شب کو ملکہ کے باغ کی طرف روانہ ہوا اور  
 دیوار باغ ملکہ کے پہنچ کر کہنے بھینک کر باغ کے اندر گیا اسوقت پہنچا کہ ملکہ نہایت باز و اذاز سے امر کے گئے  
 میں ہاتھ ڈالے ہوئے بیٹھی ہوا گناہور ہوا ہی صحبت عیش برپا ہو جس بیکر شہد دیکھ کر آگ بولہ ہو گیا اور حمزہ کے  
 ہونے سے باغ کے باہر آکر شہنشاہ مرصع پوش کے دربار میں آیا مگر اسوقت پہنچا کہ دربار برخواست ہو چکا تھا  
 اور شہنشاہ محل میں جا چکا تھا طرز رفتار نے فر کرانی کہ حضور اس خادم نے اس خدا پرست کا ہاتھ لگا یا ہی  
 ایک تھوڑی دیر کے لیے حضور باہر تشریف لائے یہ سن کر شہنشاہ مرصع پوش باہر آیا طرز رفتار نے سلام کیا اور  
 کیا کہ خداوند خادم امیر حمزہ صاحب قرآن کو دیکھ تو آیا ہی کہ عرض حقیقت حال میں فوت شاہی اور آداب بادشاہ  
 مانع ہے شہنشاہ نے کہا اس لیے کہ تو کسی طرز رفتار نے عرض کیا کہ اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کون شہنشاہ  
 مرصع پوش نے کہا کہ تری بیان بھگت بخش جلد بیان کر طرز رفتار نے عرض کیا کہ حضور قلعے میں التماس کرنا صاحب  
 ہونا اسی وقت تک کہ ہو گیا طرز رفتار نے عرض کیا کہ خداوند یہ خادم حمزہ کو شاہزادی کے باغ میں



دیکھ آیا جو کہ دونوں کے دونوں بیٹھے ہوئے شب او کی کیفیت دیکھ رہے تھے اور شاہزادی حمزہ کے گلے میں ہاتھ  
 دے رکھی ہوئی رہی تاج گانا پور رہا جو اگر حضور کو یقین نہ ہو تو خادم چکر حضور کو دکھلا دے یہاں شکر شہنشاہ مرصع  
 ہنگ ہو گیا اور گئے لگا نظر اتنے ہی کتا ہی طار سے عرض کیا کہ خداوند اگر اس میں ایک سرسوفق ہو تو خادم کو اسی وقت  
 قتل کیجے گا پس یہ شکر شہنشاہ اسی وقت طار کے ساتھ روانہ ہوا اور دیوار باغ کے برابر آکر گتہ بھینک کر داخل  
 باغ ہوا دیکھا کہ حمزہ صاحبقران ملک کے ساتھ مصروف ہوس وکن ہیں محبت رقص و سرود برپا ہے پس یہ کیفیت  
 دیکھ شہنشاہ مرصع پوش مثل شہر آتش کے براہ فرختہ ہوا اور کہا کہ یا شاہزادی حمزہ صاحبقران کو تدارم ترا کہ از  
 دست من بدر روی غلب کما کہ مرے ناموس میں تو غفلانزاں ہوا اگر تدارم کہ از دست من نذرہ و سلامت روی اور  
 تلوار کھینچ کر دوڑا ملک نے جو باپ کے نفوذ کی آواز سنی حالت نہاد ہو گئی تمام جلسہ پریشان ہو گیا کول کسی طرف بھاگا  
 کوئی کہیں چھپا کسی کا پیشاب خطا ہو گیا کوئی کانپنے لگا گر صاحبقران جس طرح ٹپکے تھے اسی طرح منٹھے رہے اور شہنشاہ  
 نے فریب پیر چکر تلوار ماری صاحبقران نے ملک کو تہنیکے کیا اور دونوں کھنوں کو ٹیک کر بسم اللہ کیلئے اٹھ کھڑے  
 ہوئے اور ایک چھک چوہے میں تو تلوار اسی بٹ پڑی اور صاحبقران نے تپکے پر اس کے ہاتھ ڈال دیا اور  
 تلوار اسکی چھین لی اور کر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا اور کہا کہ اگر مردودین حقہ اسلام کو اختیار کر دے اس روئے  
 ملک کا کہ سر ترا پاش پاش ہو جائیگا اور بھی تو واصل جنم ہوگا اسنے عرض کیا کہ اے صاحبقران میں نے ادیان باطل  
 پر لعنت کی آپ کل علیہ رحمۃ میں مسلمان ہوتا ہوں امیر نے اسے زمین پر رکھ دیا وہ امیر کے قدموں پر گر پڑا  
 صاحبقران نے اسے تکر تعلیم کیا وہ کل پڑھ کر بطور مسلمان ہوا بعد اس کے اسنے عرض کیا کہ اے صاحبقران ملک  
 کو تو میں نے آپ کی کنیزی میں دیا اب آپ بارگاہ میں تشریف لیجیے کہ اور لوگ بھی شرف اسلام سے مشرف ہوں  
 میں حضور کی دعوت کروں امیر نے فرمایا کہ اچھ میں صبح کھلاؤنگا یہ شکر شہنشاہ تو چلا گیا ملک نے امیر سے کہا  
 اے شہر باد چکھے میں آپ کو مطلع کئے دیتی ہوں مجھے میرا التزام نہ کیجئے گا اے شہر باد باپ میرا بڑا مکارا و تاختا کا  
 غوی جو آپ ہرگز اس کے فریب اور کرہ میں نہ آئے گا مجھے تو اس کے اسلام لانے کا بالکل یقین نہیں ہے میری دانست میں تو  
 آپ کے خوف سے حفاظت جان کے لئے بطور ایمان لے آیا ہو اور دل میں اس کے وہی کر اور ادیان باطل کی پیروی  
 راسخ و مضبوط ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے ملک کچھ مقام خفی تو وہاں میں جو خدائے انبزرگ است حق تعالیٰ میرا  
 حافظ و معین ہو اگر وہ بھی جو وہ مسخر میرا کیا بنا سکتا ہو اور میرا کیا کر سکتا ہے جو امر پروردگار عالم میرے حق میں  
 بہتر و مناسب جانے گا وہ کرنا مجھے اس کے کردار سے کچھ اندیشہ نہیں ہے القصصات تو وہاں میں گزری اور انھیں باتوں  
 میں کنگھی حب صبح ہوئی تو صاحبقران عالیشان بارگاہ شہنشاہ کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں شہنشاہ  
 کا انتظار کر رہا تھا بارگاہ کو آراستہ کیا جو سب انتظام کر رہا ہو کہ اس اثنائ میں صاحبقران بھی پہنچے سب  
 سب تعلیم کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے شہنشاہ نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور تخت شہنشاہی کو جلوہ افروز  
 فرمائیں کہ آپ ہی لائق تخت و تاج ہیں یہ شکر امیر نے ارشاد کیا کہ اے شہنشاہ ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں تمہارا  
 تخت و تاج تمکو مبارک رہے ہمیں تمہارے تخت و تاج سے کچھ عرض نہیں ہے کہ شکر شہنشاہ کو تخت پر بٹھایا اور خود  
 پر بیٹھے محبت پیش برپا ہوئی شراب و کباب پٹنے لگے اس محبت نے ان سب چیزوں کو پہلے سے آغوشہ ہار دے  
 بیہوش کر رکھا تھا امیر نے کھانے اور پینے ہی بیہوش ہو گئے چار سو ذرہ پوش تھے ہوئے بیٹھے تھے وہ صاحبقران کے  
 بیہوش ہوتے ہی کل اس کے اور امیر کو فل و زنجیر میں مقید کر لیا اور جلوہ کو بکا کر لیا کہ امیر کو نیت کرے کہ آغوشے کا

اتفاقات روزگار نظر کردہ علی عمران صاحب بغداد کران مہتر قرآن مجید کو جو تہمتا ہوا ایک کتہ بان پہنچ گیا تھا کہ امیر کو تہمتیج بخیا ہو اور ارادہ نکل گیا کہ یہ شے ہی مہتر قرآن مجید کو پہنچ دے اور دوبارہ پر پوچھا اور جو دربان دروازے پر تھے ہر ایک کو بارگاہ کے اندر آنا اور قریب سو آدمیوں کے ہوا کے سامنے آگے آگے نکل کر قتل کر کے شہنشاہ کے سامنے آکر بچھا کر کہ اونا معقول خبردار اگر ایک روز گتا بھی امیر با توفیر کا سیلا مو اتویہ یادی رکھنا کہ کوئی مارا جائیگا۔ کیے جست کر کے بازگاہ سے نکلا اور صورت اپنی تبدیل کر کے غائب ہو گیا شہنشاہ نے قرآن کے غائب میں کچھ لوگ روانہ کیے مگر سب جو نہ ہوئے مگر حکم کے اور اگر شہنشاہ سے عرض کیا کہ امیر شہنشاہ تو مثل باد عفر کے ٹکلیا ہر چند اسکا نقص کیا مگر کہیں پتا نہ لگا ہم رہنے کے اور پکڑنے کے یہ سب شہنشاہ کا پتہ لگا اور طرار سے کہا کہ دیکھا تو نے عیار ایسے ہونے میں اسنے کہا کہ شہنشاہ یہ عیار کب سے کوئی جاس ہے یہ آفت جان ہو مگر حضور کے اقبال سے میں ضرور پکڑاؤں گا شہنشاہ کا ذوق کسی طرح کم نہیں ہوا اور ایسے دہشت کے کاٹنے جاتا ہو اور کہا کہ جب تک یہ بلا گرفتار نہ ہوئے حمزہ کا قتل کرنا مناسب نہیں ہے اسنے زندہ بچاؤ میں سے باز اور قید بہ شدہ کر دیا اور تو صاحب قرآن کہتے کیا اور ادھر ملک کو نظر بند کیا مگر قرآن مجید نے دو تین روز داخل کر کے جب خبر امیری حمزہ کی سن لی تو قہر کیا کہ ہاں امیر کو رہا کرے یہ قہر کے جانب زندہ بچاؤ نہ ہوا اور زندہ بچاؤ پر سہ لگے وہ با سانی اور حفاظت دہیں کہ عیار ڈا ہا شد جو شخص غیر ادھر سے نکلیا تھا اسے رفع شک کے لئے نہلاتے تھے اور اگر کوئی عیار ان عیاروں میں سے ہوتا تھا تو اسے ہمیں ملے کسی ضرورت کے لئے اور ادھر نکلیا تھا تھا تو اسکا بھی خوب امتحان کر لیتے تھے جب اپنے ترک میں شریک کرتے تھے اور طرار نیز رفتار بھی ہر وقت وہیں بچھا رہتا تھا اور اندرون زندہ بچاؤ عیار با شمشیر ہر ہند امیر کے سر پر کھڑے رہتے تھے قرآن نے جب یہ نشانہ اپنے دل میں کہا کہ یہاں کچھ نہ ہو سکیگا اور ایک مرتبہ خواہیے واسے کی صورت بگڑا بھی تو یہاں لیا گیا تو اور علی حید عیاروں کو قتل کر کے نکل گیا اور اپنے دل میں کہا کہ امیر قرآن لشکر اسلام میں چلے کر دیکھ کر دیکھا ہوتا ہے یہ بات اسے دل میں ٹھہر کر روانہ ہوا قصاے کار اتفاقات روزگار اسفند یار گیلانی اور فرخ بخت قلندر شکار کھیلنے کو آئے جوئے تھے کہ مہتر قرآن سے ملاقات ہوئی مہتر قرآن نے حال صاحب قرآن کا سن و عن بیان کیا یہ حال لڑکھال لشکر دونوں شاہزادے کمال دل طول ہوئے اور وہاں سے بھر کر لشکر اسلام میں آئے تمام حال صاحب قرآن کا من و عن بادشاہ سے گذر میں کیا اور عرض کیا کہ اگر حکم عالی شرف اصدا پاسدہ ہم باکر پر بزرگوار کو تفریبات میں بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اچھا ہو گیا مصافقہ جو حق سبحانہ تمہارے تھا ماہ فک و مہمان جو التشریہ ہر دونوں لشکر دہلیج بگیران ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور سامنے شہر مصر حصار کے ہو چکے تھے اپنے پرپائے جب یہ خبر شہنشاہ کو پہنچی کہ فرزند ان صاحب قرآن عالیشان بارادہ پیکار درہاں امیر بادشاہ شہر مصر حصار کے سامنے آئے ہیں اور مجھے اپنے پرپائے میں تو اسنے بھی لشکر اپنا ہر نکالا اور فک و زنی جو ادیا یہ خبر شہنشاہ نے ہر دوں کے لشکر میں بھی نفارہ زنی کر کر ابارات بھر تیدی جنگ رہی آواز بیدار باش مشیار بلند رہی علی الصبح دونوں لشکر میدان نبرد میں محرکہ لڑا ہوئے صفوں و ہال و قتال آراستہ ہوئیں تقبیر نقابت کر کے چلے گئے شہنشاہ میدان میں آیا سباز طلب کیا شاہزادہ اسفند یار گیلانی مقابل ہوا بعد لڑنے گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی پہلے ہی وار میں اسفند یار نے نیزہ اسکا ہوائی کیا شہنشاہ نے نثار ماری اسفند یار نے سپر کو چہرے کی بناہ کیا مگر نگاہ تلوار سے لڑی ہوئی تھی صیہ تلوار تو دیکھ ہوئی سپر کو اشارہ کیا کہ علی بند سپر کا



پشت پر با مجھ لا پھر ملی گوردان کر کے جسکی دی کہ خواہ پڑ پڑی میرا سفند یا رہنے قیث پر یا تھر ڈال کے خواہ چھین لی  
اور گزیر چھین با تھر ڈال کر دیش زمین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دسے گز زمین پر سے مارا اور تعبت چھائی پر چرخ مٹھا لیا کہ قبل  
تھکے بے بقا پر لعنت کر اور ملت بھڑاے اسلامیہ کو اختیار کر ورنہ انجی وائل جہم کر ونگا شہنشاہ نے عرض کیا کہ  
شہر یارین کے بعض دل لقا پر لعنت کی آپ کلر طیبہ ارشاد فرماتے ہیں بعضی مسلمان ہوتا ہوں اور بعضی بن کر  
کر دین آپکا دین حق ہو اور لقا کا ذب و مکار ہر گز دقت خدائی اور پرستش کے نہیں جو پیش کر شاہزادہ اسکی جمال  
سے اترادہ قدموں پر گر پڑا شاہزادہ نے گھٹے سے لگایا اور کلر طیبہ تعلیم کی شہنشاہ کلر ہر حکمرانہ مر صدق مسلمان  
ہوا اور دونوں شاہزادگان عالی وقار گلہات سرسبز بوستان امیر بادشاہ کو شہر یارین لایا اسبہر حمرہ  
مہاجقران کو قید سے نجات دی عفو تغیر کرانی حمام کر دایا کہ بارگاہ میں بٹھا یا دونوں شاہزادوں نے قید  
مہمت لڑم امیر کشورگر کو بوسہ دیا امیر نے شاہزادوں کو گھٹے سے لگایا اپنے پاس بٹھا شہنشاہ نے امیر باتو قیر اور  
دونوں شاہزادوں کی ترستہ ترک و اختتام سے دعوت کی تمام شہر کو اسلام آباد کیا تمام فرج و لشکر مسلمان ہوا انھوں نے  
نزداد اے مسجد ان کی بنیاد الی ساکنام سعد بن قباد کے جاری ہوا آواز اذان پا طرف سے بلند ہوئی بعد اسکے  
شہنشاہ نے ملک کو امیر باتو قیر کے ساتھ منسوب کیا محبت پیش برپا ہوئی بعد تین روز کے امیر کشورگر شہنشاہ  
ساتھ لیکر لشکر اسلام میں دقت افزہ ہوئے بادشاہ اسلام کی وفات ہوئی کل حال اپنا بیان کیا بعد اسکے شہنشاہ  
کو بادشاہ اسلام سے قدمبوس کر دایا بادشاہ اسلام نے شہنشاہ کو خلعت سے سرفراز و ممتاز کیا بعد چند روز  
کے امیر باتو قیر مہمت منظر سلیمانی کی جانب روانہ ہوئے اب امیر کو تو اٹھائے راہ میں جو ٹھہرے

ادو گئے داستان نہ امنت بیان لندہ حورین سعدان کے فاعلہ کیجئے

کہ جب ارشاد امیر حمرہ مہاجقران لندہ حورین سعدان نے ملک فرنگو شہر چرغہ کیا اور عوجان دریا باری سے کھلا  
بھیجا کہ امیر عوجان دریا باری تکو مایہ کے لپے باطل نہ سب کو ترک کر اور ملت حق اسلام کو اختیار کر ورنہ  
مغول دی جائیگی یہ سکر عوجان نے فائیکے جواب میں کھلا بھیجا کہ ای ہندی تو بھیجا کیا جو زبیدہ آفتاب تستان  
ایرج نوجوان جو بیان موجود نہیں میں تو تو میرا دواؤ دان جو ہم کوئی بات تیری نہ مانینگے جو تجھے ہو سکے وہ کرنا  
ورنہ انجی قصور نہ کر ہم بھی کسی طرح تجھے کم نہیں ہیں مگر بتیرے جو کہ اب تو یہاں سے چلا جا جس وقت ایرج نوجوان  
بیان اب بھی اسوقت سہو لیا جب یہ پیغام لندہ حور کو پہونچا تو لندہ حور نے بھیج کر کھلا بھیجا کہ ہم تیرے ان عذرات  
بار کو نہیں سمجھتے بہتر یہ کہ تو قلعہ کو خالی کر دے ورنہ بہت بچتا بنگا جب یہ پیغام عوجان نے سنا تو کھلا بھیجا کہ ای  
لندہ حور اگر تیرے یہ ارادے ہیں تو ہم بھی آمادہ مرگ اور مہیا سے قضا ہیں یہ نہیں کہ میرا آقا تو مجھ کو قلوبہ دکر جائے  
اور میں تجھ کو دے دوں جب یہ پیغام عوجان کا لندہ حور نے سنا تو نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر تین  
طل جگ کیا دیا جائے کل پھر ملک کو لے لینگے فرما لشکر لندہ حور میں طبل جنگ نوادش میں آیا ہر کارون نے یہ خبر  
لشکر عوجان میں ہو بخائی اُدھر بھی نقارہ زدی چوب پڑی رات پھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی آواز بے  
باش ہو شایا باش کی لندہ حور یہ بیج طالع ہوئی عوجان قلعہ در داخ سے پر آ بیٹھا اور اُدھر سے لندہ حور بھی فرج  
خلف موح لے پہنے سامنے آیا قلعہ کا آگ کر ڈرنے لگا تمام ہندی تو کو نے کدو سے بھر پکڑے ہوئے مگر لندہ حور گزیر کر  
شک انسان رنگ ہاتھ میں لیکر یکہ دتھا قلعہ کی طرف چلا لندہ حور کا اسکے بڑھاکہ اس طرف سے گولہ برسے لگا لندہ  
لندہ حور بے کھٹک علی با علی کرتے ہوئے گولوں کو مد کرتے ہوئے لب خندق پہونچ گئے عیب فلیتہ بازو کے داغ لگے

تو اتنے کور کو پیدا حوان برطوت ہوا و دشمنی ہوئی دیکھا کہ لندھو لبخند ق کھڑا ہوا یہ دیکھتے ہی قلو پر سے اُتر کر  
 بیڑے لگا کر لندھو حوان سب جلدوں کو رد کرنا ہوا خندق کے پد پھونک گیا گزر سے دروازہ شہر کا توڑ ڈالا اور داخل  
 شہر ہوا دروازے کے نوٹے ہی فوج لندھو زبکی پہونچ گئی اور لندھو کے پیچھے پیچھے جی غوجان دریا باری سے اور لندھو  
 سے لڑائی ہوئی آخر کار غوجان دریا باری لندھو کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا لندھو نے حکم دیا کہ تین ہفتہ قبل  
 ہووے اس لئے آج کے واقعے کا شاکوے مار دے جب تین ہفتہ قبل ہو چکا تو ذہان امر حمزہ صاحب قرآن کی لندھو ہوئی  
 اور شورالان الان کا آسمان تک جانے لگا لندھو نے سب کو ان دی اور اشیائوں پر نیراد کو مانگ شہر کے  
 رو اکی نہ دست حمزہ صاحب قرآن کا تمہ کیا دیو چہر عیار طرار نے جو یہ رنگ جنگ کیے تو اپنے دھن میں یہ خیال کیا  
 کہ ایرج کو بھی اس واقعے سے اطلاع کرنا یہ ضروری ہے کہ نہیں پہلے اس ہندی کو گرفتار کر لیا جائے  
 بعد اسکے ایرج کو خبر کرنا چاہیے اس واسطے کہ اگر ایرج یہ خبر سنا لیا تو پھر اس ہندی سے معرکہ درمیش ہو جائیگا یہ خیال  
 اپنے دل میں مضبوط کر کے لندھو کے خیمے کی جانب روانہ ہوا اور تھان کا حال سننے کہ لندھو آکر اپنے خیمے میں  
 بیٹھا ہے اور سان کو چ کا تیار کر رہا ہے کل حمزہ صاحب قرآن کی خدمت میں روانہ ہوئے ان کے غرض جب شب ہوئی  
 تو لندھو اپنے خیمہ خاص میں جا کر سو رہا اور یہ حرامزادہ دیو چہر صورت اپنی تبدیل کر کے بانے عیاری کے ہمراہ لیکر  
 خیمہ فوانکا لندھو حور برآیا یا طرف خیمے کے گردش کی کسی طرف سے راستہ جانے کا نہ پایا دیکھا جاتا ہوا پشت خیمہ پر  
 وہاں پہونچ کر دیکھا کہ کچھ فرائش بیٹھے ہوئے آپس میں کھسی کھیل رہے ہیں اور چار تین کھس کافل ہو رہا ہے بالکل  
 غافل بیٹھے ہوئے ہیں خوش فطریان کر رہے ہیں دیو چہر بھی بھٹ فرائش کی صورت بن کر انہیں مل بیٹھا ہوا  
 کا رخ دیکھ کر کھپ سے بیہوشی آرا دی ہوئے نازہ اور عجیب جوان سب کے دماغ میں پہونچی خوب ناک بھلا  
 بھلا کے سو گئی ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھائی دیکھا کیا ہوئے عجیب آ رہی ہے جسے سو گئی اسنے کہا کہ بھائی ہاں کچھ  
 عجیب طرح کی برآری ہے معلوم نہیں کس طرف سے آئی ہے غرض خوب طرح سب نے سو گئی اور بانین کرتے کرتے کھپ سے  
 بے داس ہو گئے کئی آپس میں گزار ہوئے ایک کہتا تھا کہ چارچہ پری بھین بھنے بیچ جا کر کو دیکھا کر اٹھا یا ہے اور تم کہتے  
 ہیں چھپس بڑے بھنے کوئی ایسی چھپتی کرنا ہے وہ بھائی ہارے جو بیت سامو تو اب بے ایمانی پر کرنا مذہبی ہے اس سے ہو کر  
 کچھ ہم ایسے کمزور نہیں ہیں کہ تم کہتے ہوں گے اور دوسرے کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے چھپس بھنے دیکھیں تو کیوں کر نہیں  
 دیتے تم ہمیشہ یونہی کوڑیاں سمیٹ لیا کرتے ہو اور منہم کھکے بجاتے ہیں گراہی ہم نہیں چھوڑے اپنا داؤں سے لینگے  
 دیکھیں تو کم گو کر نہیں دیتے ہم تو رستم سے ملنے والے ہیں بیان تک کہ اشتیہ چڑھ گئیں اور شتم گشتا ہونے لگی اور  
 لڑنے لڑنے بیہوش ہو کر سب گریہ رہا دیکھ کر مہتر جی آئے تھے کہ یہ لوگ عجیب طرح کے باجی ہیں اور انتہا کے ہوش  
 ہیں کہ جو اگر کھلتے ہیں اور دھینکا مٹتی کرتے ہیں ہارے جلد انکو لٹ کر دیہ لکڑا آئے ہیں کہ بیہوش ہو کر وہ بھی لڑتے  
 گریے اور جو فرائش کہ مہتر جی کو اٹھانے آئے تھے وہ بھی سب کے سب بیہوش ہو کر گرے کوئی ذہیوش باقی نہ رہا پس اس  
 حرامزادے نے بھٹ خیمہ لگا لندھو کو فوج کیا اور فرائش خیمہ کو چاک کر کے اندر خیمے کے جا کر جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ ٹکڑوں کا  
 استاد ہے چاندی کا لنگ بچا ہوا ہے او فوج برق نشانی پر اس پر گرنا کر دینگ کے کافوری شمشیں جل رہی ہیں شیشہ ہارے  
 عطر کے ٹکڑے کھلے ہوئے ہیں دماغ بردار سونے کی خامیاں ہاتھوں میں لیے ہوئے کپڑے نہایت نفیس زرین کر  
 پیرے رکڑے ہوئے ہیں دماغ چبی پر بیٹھے ہوئے ہیں پس اس حرامزادے نے لنگ میں بولنے بیہوشی کے تو چھوٹے  
 تودہ شمع کی لو پر گریے اور طے حوان اٹھا جو فاضل وادون اور فاضل وادون کے دماغ میں گیا سب بیہوش ہو کر گرے



جو اس وقت سے سب کو بیوش یا بیوشیگ کے قریب آیا اور مثالہ کائنات سے اٹھا کر بیوشی بیوشی پر سٹکے کھینچ کر بیوشی یا بیوشی کے  
 برسرِ ابرو لگا دیا جب لندھور نے اوپر کا دم لیا تو بیوشی راغ میں چڑھ گئی لندھور کو چھینک آنی آئی کھل گئی دیو چہرہ نو لنگ کے  
 نیچے ہو گیا لندھور ہر دم اور دھڑکھڑکھڑ پر سٹکے کے سر سے اٹھا اور بیوشی ہو گیا دیو چہرہ نے فوراً حلقہ کے کندھے کا کردہ حلقہ  
 دونوں اتر دھڑکھڑ سے دونوں پاؤں اور حلقہ کے گردن و کمر سا کون حلقے سے گولا لائی کمر کے پشاور و بانہ مسک  
 میں و سب سے نیچے سے نکل آیا اور جانب بخت منظر روانہ ہوا بلند بلند طوطی میں اور قطع منازل کرتا ہوا کوئی ایک منزل نیچے  
 آیا ہو گا کہ ایک جانب سے تھیں گرد کا بلند ہوا اب یہ حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یہ کبھی اٹھی ہو چہرہ باشد دیکھے کیا ہوتا ہو گیا کجا ک  
 ۱۱ من گردن ہوا اور سواروں کے دکھائی دیے اور پیچھے پیچھے ان حساب زرفشان کے لاکھ سواران ہزار بلند  
 دیکھ نظر آئے لاکھ پیچھے لاکھ سواروں کے ایک جو بیوشی شہزادہ کر گزرا ہوا اور آگے برسرِ اسی کدھم لپہ ایک دوسرے جوان جلا آتا تھا  
 دیو چہرہ نے پچھا تو بظہر سب ہی سامنے جا کر دیکھنے لگا اور کہا کہ یہ ہیں وہاں دوران رستم زبان زبرد آفتاب پرستان  
 ایستادہ جوان تمہاری جہانی بن روز و شب دیکر تاجدار و راجشاہ کا رنج و مصدہر کسی وقت آنسو میں غمت  
 ہر وقت تمہاری بن و رہتی ہو کسی وقت تمہارا دھیان نہیں بخون طراسپ نے کہا کہ ان سچ ہو گئی کتابت و مراسم  
 ہر سال چاہیے ہی ہیں اور اس سے زیادہ بند دل رہے ہیں گر تو بھلا کہ شریشت پر یکے کا پشاور لگا ہوا دیو چہرہ  
 نے کہا کہ اے طراسپ یہ پشاور لندھور کا دیں اس کے نیچے سے اسے گرفتار کر لیا ہوا اس جہدی نے قیامت ہی  
 کردی تمام خضر فرشتہ کو تاج و برباد کر دیا اور ابتدا سے ہی اس کے اٹھانک کل حال میں من بیان کیا طراسپ  
 نے بھی کل حال اپنا بیان کیا اور حکم دیا کہ خیمہ ہمدان میں رہا ہوا درجہ ہی کو کل زخمیر میں گرفتار کر دو اور اسب احکم طراسپ  
 خیمے کو دیر سے سراپے رہا ہوا ہے کل لشکر آزاہر ایک الہراپے اپنے نیچے میں لندھور کو آنگرکھن نے آکر قید میں  
 مقید کیا طراسپ اپنے نیچے میں داخل ہوا بدھوڑی دیر کے لندھور کو ہوش آتا کہ تو اپنے کو مقید یہ قید شدہ پلاہوڑ  
 زندان سے گھبرا کر کہنے لگا کہ اسے میں تو اپنے خیمہ خاص میں بڑا ہوا سوچا تھا یہ میرا کیا حال ہو کہ کون مجھے پکڑ لیا  
 یہاں قید سب موکلان زندان لے جان کیا کہ اے لندھور یہ لشکر طراسپ دیو چہرہ و طراسپ ہستی سے  
 بیوش کر کے گرفتار کر لیا اور طراسپ کے حوالے کر دیا طراسپ نے خیمہ قید کیا ہو لندھور یہ لشکر چہرہ ہوا کہ  
 جب عرصہ کا عالم سکوت تھا اپنے دل میں کہتا تھا کہ خداوند میں کس دلا میں بھلا ہو گیا اور کیسی آفت بھڑائی خدا میں کیونکر  
 اس بلا سے بچا کے بازو کا لندھور اپنے دل میں بھی یہ باطن کر ہی رہا تھا کہ طراسپ نے لندھور کو اپنے سامنے طلب  
 کیا اور دفعہ زندان زخمیر کر کے اسے لندھور کو طراسپ کے سامنے لایا جب لندھور کی نظر طراسپ پر پڑی تو بطریق  
 اہل اسلام سلام کی طراسپ نے برہم ہو کر کہا کہ کیوں اور ہندی ابد اس حالت قید میں تو اپنے کو کوئی کر پاتا ہو لندھور نے جواب  
 دیا کہ میں اپنے کو اس طرح پاتا ہوں کہ جس طرح خیر زبان بدباد جدو کے جسد و فریب میں تار کر قید ہوا ہو جاتا ہو کجا ایک شیر  
 انکار باکویر سے خیمے سے عالم خواب میں گرفتار کر لیا اور تو اس طرح کے کلہ و کلام کو نہایت ایسا بزدلانہ شان ہزاران  
 و بیہزاران سے بہت عبید ہوا اور جو عالی بہت لوگ ہیں وہ ایسے حرکات ناشائستہ و بیہودہ کو نہایت ہی اندر زوال پر کول  
 کرتے ہیں گر شاید تو اسی کو حرکات و بہادری سمجھے ہوئے ہو اور اس بزدلی سے کسی بہادر کے گرفتار کرنے و تمام خیر سیادت  
 جانتا کہ اے طراسپ جسے ہوش دواں کہہ میں ایک خدا سمجھتا ہوں کہ وہی خدا ہے جو گرفتار کر لیا تو ایسی آفت سے  
 اسرا بھر چکے ہو اور نہ ہی اسی قادی اب تو ایسی حالت میں یہ کھڑکھٹ با ستر و طراسپ نے کہا کہ اے لندھور میں نے تم کو  
 نہیں گرفتار کر دیا یہ تمہارا دیو چہرہ پشاور بانہ ہے ہر سنے ایستادہ جوان کے پاس یہ پشاور میں اس سے بھگولے

اور ابھی طرح قید بند نہ ہو سکا اور اس کے پاس ایسا ہتھیار تھا کہ اگر اندھیر کو زمان خانہ میں بھجوا دیا اور اب دہائے  
 کوچ کر کے شہر فرنگو شہر کو روانہ ہوا دوسرے دن شہر فرنگو شہر پہنچا اور وقت کہ فریاد خان ایک ضروری اور  
 رفتار اندھیر کو شہر کے قریب ہونے سے سخت ہونے تو نہایت متروک ہوئے اور اتنا کا قتل ہوا لیکن وہ اس وقت  
 گلی کی گلی میں دیکھ کر ہتھیار پھانسیا اور سب سے کہا کہ یہ کام کسی کا نہیں ہے دیو چہر عیار اندھیر کو چھوڑا ایک یونانی  
 ہوا ہی یہی یونانی کہ ایک گرد لشکر نوادر ہوئی اور طراسپ میں فوج دہاوا ہوئی اور لشکر اپنا قابل لشکر فرنگو شہر کے قریب  
 ادا آئے ہی حکم دیا کہ قتل جگہ بجا دیا جاسے اس وقت لشکر طراسپ میں فوج کا زنی نوازش میں با صبر و جہت  
 بر کاروں سے فخریاد خان کو پہنچائی تو اس نے بھی اپنے لشکر میں جہاد کر لی جو اب اساتید و دون لشکران ہونے لگی  
 رہی اور اس وقت بدو رباش ہو شیار باش بند رہی صبح کو دون لشکر میدان کا نذرانہ میں صحت آرا ہوئے جو بہت کہ صفوں  
 جہاد و قتال آراستہ ہو چکے اور نقیب نقابت کر کے لشکر کے لشکر اسب میں ان میں آیا ہوا طبی کی فریاد خان کی فوجی حربہ  
 کے مقابلے کو نکلا بعد از گفتگو سے بیاض طراسپ نے فریاد خان پر نبرد دیا فریاد خان سترہ و بیست پروردگار کا گلی نبرد  
 ہونے کا مل دیکھ کر ہی یک نینو ہاری ہوا کی شاہین بنان نینو کی ناکارہ ہو گئے جو پڑ چھوڑ گئے گلی نینو ظلال فریاد خان کے  
 پر پٹے پر پٹے ہو گئے پر پٹے ہاتھوں کے ٹپک دیے طراسپ نے فریاد خان کے ساتھ اساتید ہر جگہ فریاد خان سے ہر  
 اور اسکا رو کا گرسا طور طراسپ کا سپر کا کٹ کر نادر و نادر گیا فریاد خان نے دستا ندر اساتید طور تو جہاد کر کل گیا  
 اور سر سے چادر خون کی جاری ہوئی فریاد خان نے بڑی ہی چوٹی سے زخم سر کو نہ حکم طراسپ پر نوار ماری حربہ  
 نے وار فریاد خان کا سپر پروردگار کا سپر دھڑکا سے ہو گئی طراسپ نے سر پنا پیچھے اٹھالیا تو رگبت سے کی گردن پر پڑی  
 کر گردن اسکی فکرم ہو گئی طراسپ گیند سے پیسے کو دھڑا یہ رنگ دیکھتے ہی ہمار بیان طراسپ دھڑکے سلطان سے  
 ہندی بھی رہا کر کے دھڑکے جنگ مغدیر دفع ہو گئی خوب حیران کی لڑائی ہوئی آخر کار نقیب شام لشکر فریاد خان کا  
 بھاگا طراسپ نے جبل شادمانی بجاوایا اپنے بچے میں گیا محبت پیش ہوا ہوئی فریاد خان نے نذرین خوشی کی دین  
 جام شرب کر تک کرش میں زیا لپ کا مشروب ہوا نقیب محبت پیش حضرت بر بار ہی عجب العجاہ طراسپ نے قلعہ  
 فرنگو شہر و قلعہ کباب پر شہر و قلعہ اثر ایشیون پر نیراد کو پہنچی کہ اندھیر طراسپ کے پاس قید ہوا فریاد خان نے  
 نوج طراسپ سے شکست کی کہ فریاد خان کا اد طراسپ اب قید فرنگو شہر پر آنا تو نہایت متفکر و متروک ہوا کہ اب کیا  
 کرنا چاہیے رفتار ایشیون نے یہاں سے دی کہ آپ بیکار ترور کرنے میں طراسپ سے قید ہوا ہو کر ایشیون کے پاس  
 کوئی مل لگی ہائی میں ہر شہر ایشیون نے جواب دیا کہ ان پر سب کچھ ہے لیکن میں اگر حصاری ہر کر لڑتا ہوں تو مجھے بیان کی  
 رعایا پر اعتماد نہیں اور ان کے اسلام پر مذاق نہیں ہے یہ تمام شرا قناب برستون کا ہر اور سے طراسپ بوش کر گیا اور  
 دوسرے اہل شہر ہوا کر شہر کو میں بالضرورت میں ہر کر فریاد خان کا ایک فوج تو یہ کہ دوسرا فریاد خان ہر کر دیکھ کر طراسپ  
 کہ ایشیون طراسپ سے خائف و ترسان ہو کر نذرانہ دیا اور دون بدن تاب مقاومت خلاصا میں تو ہر کر قید بند  
 ہوا پسند نہیں کرتا بہتر یہی ہے کہ میں قلعہ سے باہر حکم مقابلہ کر دوں تاکہ حکم دیا کہ لشکر ہمارا قلعہ سے باہر نکلا ہی وقت  
 لشکر ایشیون کا قلعہ سے باہر نکلا جب یہ خبر طراسپ کو پہنچی تو اس نے فوری وقت رفتار زنی جو اب ہر کاروں نے یہ  
 خبر لشکر ایشیون میں پہنچائی اس وقت بھی کوس حری پر جوب ہر دی مات جرد و فوج لشکر دن میں حیرا سی ری علی العجاہ  
 دونوں لشکر صحت آرا سے میدان کا نذرانہ ہوئے جب صفوں جہاد و قتال ہو چکے نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو  
 طراسپ میدان میں آیا ہوا نہ طبی کی طرف سے ایشیون پر نیراد مقابل ہوا طراسپ نے کہا کہ ایشیون کی فوجی خیریت منانا



اور اپنی بیوی عزیزہ کو میرے سامنے سے بٹھا ہوا اور خود میرے حوالے کر کے درخت ہی تحت سناٹا بیٹھا کیوں اپنی  
 جان کے لیے مجھے چاہی اور شیون نے کہا کہ اگر مجھ کو اپنی جان ہی کا خیال ہوتا تو میں تیرے مقابلے کو کیوں کھتا میں ہرگز  
 تجھے مخالف نہیں ہوں جو تیرے پاس بن کرے اس میں قصور کو تا ہی نہ کر میدان جنگ مقام جنگ و دفاع میں نہیں  
 یہ شکار سب نے نیزہ اشکار شیون کے سامنے شیون نے نیزہ سے کٹنے پر بد و کا لگی نیزہ کی بازی ہونے کا مل  
 تن گھٹنے تک نیزہ بازی ہوئی تا اینکه سنا بن اور سنا بن کا مارہ ہو گئیں دونوں نے نیزہ ہاتھ سے تھک دیا اور گرز بازی  
 ہونے لگی جب گرز بازی میں بھی دونوں برابر رہے تو شیر زنی ہونے لگی خوب ہی لڑائی لڑی مگر ان میں بھی دونوں برابر رہے  
 آخر کار سب نے سلاطین کا کردار دیکھ کر دست بردار ہو کر کھڑے ہو گئے سنا بن کا مارہ ہوا اور شیون کے قدمی ہونے  
 ہی پر میان اور شیون دوڑ پڑے اس طرف سے سنا بن کے سامنے دوڑ آئے جنگ مندرجہ ذیل ہو گئی خوب ہی کھیت بڑا  
 آخر کار شیون کی شکست کی کہ فرار ہوا سنا بن و بان سے مراجعت کر کے قلعہ فرنگوشیہ پر آیا آفتاب پرستوں  
 نے دروازہ قلعہ کا سب کے آگے ہی کھول دیا اور سب کے سب سنا بن کے قدموں پر گر پڑے سنا بن نے  
 انہیں کوٹھے سے لگا پٹنی اور دلا سا دیا اور جو جان دریا باری کو مانتے تھے انہیں ہر راہ لایا تھا اسی کو قلعہ فرنگوشیہ کا  
 ایک کر کے کل (ال قلعہ کو امر بہ اطاعت عوجان دریا باری کیا اور خود خدمت ایرج نوجوان میں روادار ہوا  
 اور دیکھے داستان ایرج نوجوان کے بیان کے جاسمین

کہ جب وقت ایرج نوجوان نقاد ار کے نیچے سے گھڑا اپنے لشکر میں صحیح دست بستہ ہوا تو سرداران لشکر نہایت  
 سرور ہوئے اور حال استفسار کیا ایرج نے تمام سرگزشت اپنی ابتدا سے انتہا تک بیان کی کاس بوائے نامعلوم  
 نے تو میرے قتل کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کی تھی مگر نقاد ار بیعت پوش نے منشا سے بند ہو گئی کہ صرف کیا اور داجرات و  
 بہادر دی دے دی اور مجھ کو چھوڑ دیا کسی قسم کا تعرض جسے کیا کر مجھے دل سے ڈال کا دھرو ہوا یہ بیکر حکم دیا کہ اسی وقت ہم  
 لشکر میں نقاد ار مذکور کا چاہا جاسے اسی وقت حسب الارشاد نقاد ار حلی نوازش میں آیا ہر کاروں نے یہ خبر لشکر نقاد ار میں  
 ہو نہائی نقاد ار نے بھی نوکا حکم دیا کہ مجھ سے لشکر میں بھی کوس بری پر چوب چوبے اس طرف بھی اسی وقت جبل علی نوازش  
 میں آیا شب بھر دونوں لشکروں میں تیاری جنگ رہی انداز بیدار ہل ہوشیار باش کی بند رہی جب صبح طالع ہوئی تو  
 دونوں لشکر میدان کا کنارہ میں صف آرا ہوئے جب صفوں جلال و قتال آہستہ ہو چکے تھے نقیب نقابت کر کے چلے گئے  
 تو ایرج نوجوان سرکہ آرا سے میدان نبرد ہوا ہوا از طلب کیا نقاد ار با قوت پوش اپنے لشکر کے مقابل ایرج ہوا ایرج  
 نے کہا کہ نقاد ار با قوت پوش میں صرف سب دھرو میدان کا کنارہ میں کھل گیا ہوں لیکن خدمت ساری میں اتنا ہی سے کلا نقاد ار  
 مناسب یہ کہ سب مجھے نہ ایمان اور میری ذلی خوشی یہ کہ آپ سے ہرگز نہ لڑوں اور آپ کا مقابلہ نہ کروں آپ مجھ سے نہ گھڑ  
 لڑائیں میں تو ابکا ہر طرح کمزور منت ہوں اور آپ کے مساوات اور نہایت سے کسی طرح سر نہیں اٹھا سکتا کہ آپ نے طلسم  
 اور طلسمانی سے میری جان بچائی اور اس طلسم کو فتح کر کے مجھے بٹھرایا اگر آپ میرے حال پر نہایت نہ کرتے اور طلسم فرستائی  
 کو فتح نہ کرتے تو ہرگز میری رائی ممکن نہ تھی اگر آپ مجھے نہ ڈینگے اور مجھ سے نہ گذر کریں گے اور ان اخبار سنوں کے دربان میں  
 داخل نہ دینگے تو میں اس سے بہت زیادہ آپ کا احسان نہ ہو چکا یہ تقریر ایرج کی لشکر نقاد ار نے جواب دیا کہ یہ ہرگز ممکن نہیں ہے  
 کہ میں خدا پرستوں کو مختار سے ہاتھ سے ایذا دے دیکھوں اور کسی بات میں مغل نہ دوں تم انکو قتل کرو اور میں اپنی آنکھوں سے  
 دیکھوں لیکن ان پر ممکن ہے کہ اس شرط پر میں جسے دست بردار ہو سکتا ہوں کہ تا وقتیکہ ان سب کے زخم اچھے نہ ہوں اور  
 یہ ابھی طرح مطمئن ہو کر ہمارے سے نہ کہ آئیں تو سخت تک حالت سے متعرض اور مزاحم نہ ہونا اور جب وہ سب اچھے ہو جائیں گے اور

اور باطنیان کامل پہاڑ سے اتر گئے تو پھر میں شرف میں ہزارم سو گونہم اُسے بھی لیتا وہ مجھے لینگے مجھے کوئی دکل نہوگا یہ سکر  
 لریج نے کہا کہ سینے اور نقابدار یا قوت پوش میں نے کوئی دقیقہ بجا جت اور جنت کا نہوگا اشت نہیں کیا مگر ان دو گونہ  
 میری کوئی بات نہ دانی میں نے نہایت بجا جت سے ہٹا ہی کدیا تھا کہ تم لوگ : دجا کہ کس بیان سے ہٹ کر اپنا غیر بریکو  
 کہ میرے لازم کا نامی سامنے ہوا وہ یہ چکو گوارا نہیں ہو کہ میرے لازم کا نامی تھا : سے سامنے رہے گریں سب نے ہرگز  
 نہ شاب اگر آپ ان سب کو بیان سے شادین تو اب بھی مجھے ان سے کوئی غرض و فراحت نہیں بدوہ دو چاندی پر شکر و پنا  
 یہ ہر بار کہیں یہ سکر نقابدار نے کہا کہ ایرج انصاف بھی کوئی چیز ہو یا نہیں اس طرح غلط و مضرب میں آکر غفلت کے روئے آگے نہ بڑھنا  
 نہیں لڑال لیتے فلا تو غور و تامل کرنا چاہیے کہ ایک تودہ لوگ مجرد اور مفرد دوسرے نورالدہر کے نام وادھر کس طرح بیاتے  
 سر دست جاسکتے ہیں وہ لوگ سب کے سب اپنے قول کے پابند اور رہتا ہوں جان دیدہ کے کر بیان سے علیحدہ نہیں  
 یہ خیال تھا کہ لکل انمول ہوا اس خیال سے مدد و خیال بدال ہوا ایرج نے جواب دیا کہ میرا نقابدار اب اس میں چو کہ جو با  
 گر میں غیر شمسے ہوئے چین نہ لوگا اور جب تک بیان سے ان خدا پرستوں کو اٹھانہ لوگا نا اور پانی ہزارم ہو  
 سکر نقابدار کو قصدا کیا اور برہم ہو کہ جواب دیا کہ او آفتاب پرست بہت خواہ میں بتھا کیا یہ تیری مست و سہمت  
 پر جو ہرے مہلے کی بات کی اور مجھے دست بردار ہونے کا قصد کیا تو زور و جہد سے لگا تو انو اپنی حقیقت پر تو خیال  
 کر کہ تیری اصلیت کو کیا ہو کہ اپنی زبان سنحال اور اگر اپنی خیریت کا خواہن ہو تو میدان سے جا دزد : سراسر مشرک ہوں  
 کہ تمام عمر بارہوئی ایرج نے کہا کہ اگر آپ مجھ پر ایسا دباؤ ڈالتے ہیں تو میں بھی کسی طرح آپ سے کہہ کر نہیں ہوں نہایت  
 جو کہ عرب آئی پاس ہو تھا بدلتے کہا کہ قوی ابتدا کر کہ ابتدا کرنا ہمارے عہد کے رفلاں ہوئے شکر ارسٹ نے نقابدار پر ہزہ  
 نقابدار نے مار ہزہ سے کاہر سے پرد کا کلی نیزہ بازی ہونے بند ہزہ سے کے پکھنے کے گواہ طہلیس عین کہ ہم باغ میں  
 گئے کہیں کامل تین گھنٹے ایک سطح نیزہ بازی ہوئی کہ شاہین بنانین بکل نکالنا ہو کہیں نیزہ اشتغال نر شاہ کے ہر چہرے پر  
 آگے دوہون نے نیزہ ہاتھوں سے چک کر گزرتا تھا سبے خوب ہی گزرتے کہ گزروں کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوتے فوٹ شمشیر زنی کی  
 بیوہی میں حالت شمشیر زنی میں جانب محروسے ایک گروہی نور دنا اسد فانی اپنے رفیق سمیت آہر پناہ الی جانب  
 کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگا اب ایرج اور نقابدار میں خوب ہی تھوہل رہی ہا اینکہ میں ہر توار چلی قریب شام ایرج نے جوان  
 کے ہاتھ سے نقابدار زخمی ہوا وہ رنگ دیکر اسد فانی ہمارے چکر شکر ایرج پر گرا جت سے آدھوں کو قتل کرنے لگا  
 اس طرف سے ایرج نے اسد کا نقاب یکبارہ لگا لگا دیا وہ لکھول رگشہ بخت و نامقول کھڑا کہان جانا ہی میں آہو کیا ایرج کی  
 آواز شکر اسد بھی پھر پھلوکا راکر اگر دس فوٹس پھر بازی کہیں جانا ہی کہیں آہو پناہ لکھول با دند با طوفان و بزنس کے پھلا  
 ایرج پر گرا اور دو چاندی ہون کوہایت کے مثل با دھر مر صاف صبح سلامت کھلا ہوا چلا گیا اور پکار کر کتا گیا کہ دیکھا د بزار  
 یوں حوض لیتے ہیں اسد تو ادھر کھلا ہوا چلا گیا ایرج اس طرف ہوا اور زیکوہ اگر لغو کیا کہ اسد پر ستو آج بدست  
 نقابدار اسد فانی کے پکھنے غیر کل کہان جگہ گزرتے میں سے لوگ کی تو زعمہ چوڑا لگا ہمیں یہ لکھنے لکھنے کی طرف  
 مراجعت کی اور مجھے میں داخل ہوا اور دکل شوکت پر چکر حکم دیکر طبل جنگ بجا ہوا اسد میں کرب فانی ہر دہن کوہ  
 میں آ رہا سب کے سب کھوہ پر دوز جو رفلک ہوئے کتا واپسین باجن ہوئے قسین کہ اسوس صداموس پر فلک کھڑا ہوا گردون  
 دوار کیا کیا گر دشمنیں دکھاتا ہر کہ لیک بزار پیکے سے ذلیل کر دیا ہا سہ انسوس اسس فلک نظریہ پردازی کی مجوری  
 سے بھاہا یہ دہڑا ہوا اور وہ سب ایک ہی طرف ہوں بے دست دیا ہر سے ہوئے کہیں یہ باتیں کر کہ اسد رھنے لگا ابھی اسد  
 یہ باتیں لوگے برہمی ہا تھا کہ کیا کسی ملک جو لوگ کا اٹھا اور چاٹنوزن تران ایک غیر کی ورت بنا ہوا یا اور اسد فانی کی لفظ



اہل اسلام سلام کیا اسد نے تعلیم کی اور انھیں جانشور کے محلے سے لپٹ گیا اور اپنے برابر نکالیا اور کہا کہ ای جانشور میں  
 بجو قرآن کے برابر جانشور میں اور بجائی تھا سب آئے سے اس وقت میرا دل قوی ہو گیا باز دھندلا ہو گیا تمہارا گئے گویا  
 جسم بجان میں جان تازہ ہو کر آئی یہ سوچ کے دھانوں میں پانی چڑ گیا بابلغ خزان رسید میں بہار آگئی دل باغ باغ ہو گیا غفر  
 نیت کی خوشی اور سرت بے اندازہ حاصل ہوئی گواہ کو صبر پہنچ کا گذر ہو کہ ہر شے اس کی پہنچ پڑنے میں بہت کرتا جاتا ہے اور تازہ  
 کھینچتا جاتا ہے جانشور نے عرض کیا کہ او شہر یار میں جب سے حاضر ہو ہوں گو کہ آپ نے بہت خوشی اور مسرت ظاہر کی مگر  
 برابر آہ سرد کھینچتے ہوئے اور آنسو پگھلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں تل سچا رہا ہوا جاتا ہے اور سبب تو اس کے دھاری  
 اور قلق و اضطراب کا کچھ بیان تو کیجئے کہ آخر کیا ہو کر کوئی کام بنے گا جو تو میں بجاؤں اور فی الجملہ آپ کے  
 حق سے اور ہوں یہ شکر اسد نے کیا کہ وہ ملاوہ کیا بن کر دن کا سکی کیا دجہ و اور زمانہ ملے کہ قدر اور کس طرح ہوا شہر  
 کیا کہوں کچھ کہتا ہوں کہ بھی رہیں جاتا ہے اور سہانی کیا بیان کر دے کہ اس ملک کو خواہے اس کی باہی بننا نہ چکے  
 ملے ہاتھ سے کیا ایسا بن دوائی بن اور کیا کیا رنج و مصدے اسکے باعث سے اُس کے ہیں کہ کبھی کبھی اور دل ہوش  
 ہوش ہو گیا لاکھ لاکھ تیرہ بن اور کوششیں کیں مگر کوئی نیکو پیش نہیں جاتی کوئی تدبیر میں نہیں چرتی دم گھٹ گھٹ کر منہ کو  
 آتا ہے اور ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی فکر کروں اور کیا کروں اور کیا نہ کروں اور جانشور یقین کوئی تدبیر سوچ جاتا ہے  
 ملے کہا کہ او شہر یار باوقار بکواسی طاقت اور قدرت اور ہوا تو کجا کہ میں قرآن کی برابری کر سکوں یا لکرا سلام میں اپنے  
 کو بھی شامل کروں مگر کام آپ ارشاد فرمائیں اور جو ضرورت آپ کو ہم پیش ہوا ہے شوق سے ارشاد فرمائیے میں بدل  
 کر جان و ملوک تمام اس کی تعمیل میں مصروف ہو گا اور یہی دائرہ گردنہ مکان ہو تو کو نامی اور ملوک نہ کروں یہ شکر اسد نے  
 کیا کہ او جانشور اب اس سے زیادہ مجھے کوئی رقتہ و شکل نہیں ہے جسکے باعث سے میرا یہ مال اور اس درجہ طالی ہی  
 جانشور نے کہا کہ آپ بیان تو کیجئے میں سنوں بھی تو اسد نے کل حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور کہا کہ او جانشور  
 اب بڑی ضرورت اور بڑا کام ہے کہ تو جاکر کسی طرح ایرج جسکے لشکر سے ایرج کو چاہا تو کیجئے طہیان اور تلی ہو  
 جانشور نے کہا بہت اچھا یہ کونسا بڑا کام ہے اور کوئی مشکل بات ہے جسکے واسطے آپ اس درجہ متشکر و متردد میں ہیں  
 ایرج کو جاکر چلاؤ لگا آپ مجھے ایرج کو بھیجے یہ لکھ کر اسی وقت اٹھا اور صورت اپنی تبدیل کر کے ہاسنے  
 چھائی کے بدن پر آراستہ لکھ کر ایرج کی جانب روانہ ہوا اب وہ وقت ہے کہ ایرج جیل جگہ ہوا چکا ہے تیار ہی  
 جگہ کی لشکر ایرج میں پوری ہو در ایرج و جہان اپنے خیر خواہ میں بیٹھا ہے ورنہ اسے خاص ایرج کے پاس بیٹھے  
 ہوئے ہیں انھیں فوج گرد گرد مجتمع ہیں روانی ہونے کی بابت شوق پورہ ہے ایرج کہ رہا ہے کہ یہ حال کو سمجھ میں نہیں آتا کہ  
 جب میں ان خدا پرستوں کے قتل کا ارادہ کرنا ہوں ایک نایاب ہوا پیدا ہوا ہے بلکہ ہر مذہب و مائتہ میں خدا میں ملتا  
 ہے یہ مقصود و پس آتا ہوں یہاں کہ رستہ میں کہ او زیدہ آفتاب پرستان خیر اعظم کی اعانت و درکار و اخوان خدا پرستوں کے  
 حمایتی کسب تک آئیے اور کہ ایک لڑنے کے اگر خیر اعظم کی مدد شامل حال ہی ہو چکا ہے ماریے گا کہ اب تو کوئی شخص نہ  
 جاتا معلوم نہیں ہوتا کہ شب بخیر آپ ان خدا پرستوں پر تیرا ہوا ہوئے اللہ جانشور یہ دیکھ کر ایک گوشہ میں چھپ رہا  
 تھا کہ دربار بر فاست ہوا جسکے سب اپنے اپنے ٹھکانے پر آئے ہوئے ایرج نے کہا کہ یہ اپنی خواہا دین جا کر آرام کیا پس  
 خود جانشور شاہ پور کی صورت بن کر پیسے لڑو لگ دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اپنے پاس جا کر بیٹھا خود بھی شراب پی دوائ سب کو  
 بھی خوب شراب میں مہوشی لاکر پائی وہ سب جب خوب سا مہوش ہو گئے تو یہ بکاہ کے اندر آیا فہر دار ملن اور خدا ملن کو شمش  
 اپنے دھیرا کھلا کر بیٹھ گیا تمام روشنی بجادی گرا ایک آدھ شمع جو قریب لاغتمہ میں تھی اسی سے رہنے دیکر بالکل اندھلا ہو جا







دلاوری خانیہ جانشین بنائیں سرکار کیا اور یہ جو کہ کشتہ لگا کر باقی دو حضرت آبی جی کی باتیں ہیں کیا کوئی ایسا  
 مجنون و مجبوط ہو کہ ناحق بھی اپنا گونہ بڑی بگاڑوں کے لیے درجی پائے خواہ خواہ بنائے آج اتفاق سے یہ سانحہ ہو گیا  
 اب کیا روز روزا لسی ہی آفتون کا سنا ہو گا خدا چاہے تو کس جگہ نہ ہو کہ جو کچھ کہا ہے اسے پورا کر دے گا آپ  
 طعن و تشنیع بیکاری کو کرتے ہیں اتفاقات روزگار اور نقصان سے کیا کوئی کیجیے یا نہیں اسی کے ساتھ ہر وقت کی ہوئی  
 ہیں پھر کیا منحصر ہو یہ سر اسد بن کرب غازی شہک کہ خیر و نوبہ کہ ہو اسوہ ہو کر اب یہ کہو کہ وہ لشکر کس مقام پر  
 ملا تھا جانشین کے کہا کہ وہاں کوہ میں اسد اسی وقت مرکب پر سو رہا تھا وہاں وہاں کا حال کھینچے کہ اس جوان  
 حسین نے جو لوگ جانشین کے قاتل تھے وہاں کے کہتے تھے وہاں کے کہتے تھے کہ اس جوان کے ہیں اسے وہ کہا کہ وہ  
 پیادہ تو ٹھوکر لگا کر گزرتا تھا اگلے جیب پوش آیا تو پشیمان ہو کر رہا یا یہ چاہتا تھا کہ اس میں اس اسی وقت اس  
 جوان نے حکم دیا کہ خیر ہمارا ایمان غصب کیا جائے شہر محمد جان آئے تھے وہاں کے کہتے تھے کہ اس وقت  
 حسب الحکم لیکن اسناد ہو سکے جو ان اپنے شیخوں میں اتر پڑا وہاں کے کہتے تھے کہ اس جوان کے ساتھ اس وقت  
 کو اس لشکر کے میں کیا ہو کہ وہاں کے کہتے تھے کہ اس جوان کے ساتھ اس وقت اس جوان کے ساتھ اس وقت اس جوان کے ساتھ  
 اگر انکو ٹھکانا نہ کوٹ جاتا تو کیا ممکن تھا کہ پیشانیہ واسطے ہاتھ سے چھوٹ جاتا اور وہاں کے کہتے تھے کہ اس جوان کے ساتھ  
 اثنائیں اسد ہو چکا دیکھا کہ ایک نیمہ زمین نہایت بڑا تھا اس میں نہایت بڑا تھا اس میں نہایت بڑا تھا اس میں نہایت بڑا تھا  
 نیچے کے نوج و لشکر بکریاں آئے تھے اسد بن کرب غازی کے ساتھ چلا گیا کہ اسے جاسے دریاؤں نے روکا  
 اور کہا کہ ہم بلا مجازت اپنے ملک کے اندر بارگاہ کے آپ کو جانشین کے ساتھ چلا گیا کہ اسے جاسے دریاؤں نے روکا  
 بے آئین تو آپ تشریف سے جا بگا یہ سر اسد بن کرب غازی شہک کہ خیر و نوبہ کہ ہو اسوہ ہو کر اب یہ کہو کہ وہ لشکر کس مقام پر  
 حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن کا اوصاف جو ان جملہ متعارف سے روکنے کے کوٹ جاتا تھا وہاں کے کہتے تھے کہ اس جوان کے ساتھ  
 بارگاہ کے اندر داخل ہیں اس میں جو ان کو سلام کیا وہ جوق میں اسد بن کرب غازی کی قیادت کے وسط آئے اور چلا ہوا  
 اور ہاتھ بڑے کے سپرد ہر تھایا اور پوچھا کہ آپ کا اسم کیا ہے اور نام قس کیا ہے اور شاد فرمائیے اسد نے کہا کہ مجھے  
 اسد بن کرب وہ کہتے ہیں اور میں خواہاں ہوں حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن کے کہتے تھے کہ اس جوان کے ساتھ  
 اسد ملا وہاں سے جگر کو سر فراز کرنے سے آپ کا کیا مشق دار کیا باعث ہے اسد نے کہا باعث ہوا اسے کا بہر حال ہرج  
 کر اس فردش کو میرا بڑے سے لیے چلا آتا تھا کہ مقتدر سے لشکر سے سامنے ہوا تھے پشاور اسکا چھوڑ دیا اس جوان نے کہا کہ اگر  
 اسد کو معلوم بھی نہیں کہ اس فتنہ سے میں کیا ہوں آپ کے بیان سے معلوم ہوا کہ وہ پشاور میں جگہ کا دیکھے وہ آپ کے صلہ میں  
 اسی طرح دیکھا کہ میں نے اسکی گرجی بنی کھولی کر یہ تو تھوکتے ہیں کہ ہرج کی تھی ان اور عادات خبیثہ تو تھوکتے ہیں کہ میں شہور  
 ہیں آپ کو ایمان سے ناراض ہونے کی کیا وجہ ہو اسد نے کہا کہ عجب سبب ساتھ و خیرہ باجہ کے ہست و گراب نے بوجھا ہے تو  
 سنو حال اس قصہ کا یہ ہے کہ حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن سے اسد خواجہ عمرو بن امیہ صغری سے ایسا بگاڑ ہوا کہ امیر حمزہ کو  
 خواجہ عمرو کے دشمن جان ہو گئے اور خواجہ امیر کا کشتہ خون بولیا اسی حالت میں عمرو شہر فرنگوشیہ کو چلا گیا اور ایمان  
 آفتاب پرست کو خاک سے پاک کر کے اس مرتبے کو بوجھا کہ امیر حمزہ سے لڑنے کو لایا اور صاحب قرآن آفتاب پرستان  
 کے لقب سے مشہور کر دیا اور شاہزادہ لوز الدہر بن شاہزادہ برج الزمان نامور امیر حمزہ صاحب قرآن کا  
 پوتا کیا آج لشکر امیر گیتی سالانہ میں اس سے زیادہ جند و عدا اور باجرات اور پرتور اور صاحب شجاعت کوئی  
 دوسرے شخص نہیں ہو اس سے ایرج سے کمال درجہ محبت ہو گئی اور وہ اس پر از نیچے سے نہایت محبت اور



محبت سے پیش آیا اور کمال درجہ اس رزاق سے محبت کی کامند ماسنون شاہزادہ نور الدین ہر عالی تذاکیر و انست  
 کی بیٹی مکہ قمر چہرہ عاشق ہو گیا اور ایسا خود ہو گیا کہ سامنے نصرت منتظر کے کہ جس میں مکہ سکونت پذیر بھی بغیر شکر ہو رہا  
 اور ایرج کے شاہزادہ نگہار حامد بن حمید زنگی برنجانی حاصل کی اور اسکودین آفتاب پرستی قبول کرنے کی ہدایت  
 کی اسے پیش رو پیش کی کہ میں مکہ قمر چہرہ عاشق ہوں اگر آپ اسے مجھے دلو اور دین تو میں آفتاب پرست ہوتا ہوں  
 ایرج اسے بکو نصرت منتظر پر آیا خلاصہ یہ کہ اسے دان آئے ہی تمام عقوبت اور دوستانہ عہد کو بھرنی بہرہ برائی  
 اور شاہزادہ نور الدین سے کہا کہ نور الدین ہر میرے خادم حامد بن حمید کہ بیان ناموں بغیر ہر تم بیان سے کہ ہمارا اس  
 ظہر دار سے عالم تجویزی بن چہرہ اب نہ رہا اس باجی نے منجھلا کر اس شاہزادہ کے کہنا مارا اللہ بعد چہرہ نور کے دوتولیاں  
 جسکے قبضے میں مکہ قمر چہرہ منتظر سلیمانی بن نظر بند کردہ نور الدین ہر کو اٹھا کر دریا میں پھینک آیا بدیع الزمان ہر  
 تحصیل ہر و شاہزادہ نور الدین ہر کو صوبہ سے منتظر ہر آئے دان اگر چہ خبر ہستی بس تاب ضبطی نوای  
 اسی جگہ خبر ریا کے شاہزادہ نور الدین ہر کا نام گونے ٹکے اس باجی نے اسے بھی ہی کہا کہ آپ بیان سے ہٹ جائیں  
 تاہنگہ نوبت جنگ و جمل پہنچی وہ سب زخمی ہو کر ہلاک ہو چکے اور قاسم کوہ میں چاہ لی جو اب یہ چاہا ہو کہ ان سکو  
 پہاڑ پر جسکے قتل کر کے خود مراد سے قہر کا یہ ہو اب یہ مراد و آفتاب پرست واجب القتل ہو یا نہیں یہ سنکر کس  
 ہر ان سے کہا کہ آپ مجھے بھی آگاہ ہوئے کہ میں کون ہوں اسد نے کہا کہ میں آپ سے واقف نہیں ہوں آپ بیان کیجیے  
 اسنے کہا کہ میں نے ایک ہر شہر آخریہ دہان کو بادشاہ ہو عبید آخری سب لوگ دان کے شہر پرست ہیں اور  
 نام خورشید شہر پرست ہو اور یہ جو ان رہتا جو مل درخیز میں گرفتار تخت پر بیٹھا ہوا ہے وہ بیٹا ہے  
 عبید آخری کا نام عبید آخری سکھام ہو بھی مکہ قمر چہرہ کی تصویر دیکھ کر عاشق ہو گیا ہو اور اپنے آپ سے کہہ رہا  
 ہو میں اسے اپنے ہر او ایسے ۵۰ ہوں کہ اس کے معنوں کو اس سے طاہر ہوں اور میں آخر آخر ان کا بیٹا خورشید  
 صاحبقران شہر پرستان ہوں کہ مجھ کو بھی یہ حال شکر ایرج سے ایک قسم کی خصوصیت پیدا ہوئی ہو کہ جو میں اسے  
 اسی وقت مار ڈالوں گا تو باعث میری بڑائی کا ہو گا ایسے کہ یہ اس وقت میرے انہی ہوں ہر آپ بھی میری خاطر سے اس کے  
 قتل سے باز رہیے میں سرمدان اسے کہہ کر آپ کے حوالے کر دوں گا پھر کاجو جی چاہیگا اسے سنا دے بیجے گا اسد نے یہ سنکر کہا  
 کہ اور خورشید مجھے قسے ایک محبت ہو گی ہو اور تمہاری محبت اور شیریں زبانی نے میرے دل پر ایک اثر پیدا کیا ہو  
 تھا وہ سے جو تم کو گے سو مجھ کو قبول ہو گا لیکن انہی بات میری بھی قبول کر دو کہ اگر تم اسے قتل نہیں کرتے دیتے تو ناگہ اور کان  
 جو اسکے کاٹ لینے وہ خورشید نے کہا کہ اسد ایک زراعت خیال کر دو مثل مٹھو ہو کہ کٹا جائے اس حال اگر قتل نہیں کرتے تو  
 اس سے کیا حاصل ہو کہ ناگ کا شکر چھوڑ دیا جائے یہ تو قتل کرنے سے بھی بڑی میری ماسے تو یہ کہ اگر آپ اسے صحیح  
 سلامت چھوڑ دین تو ہر ہو گا اسد بن کرب فازی سے کہ کہ خیر خورشید تمہاری خاطر ہو بھی نہ سہی اسے ہوش میں ہو  
 کہ خورشید نے کہا کہ بہت بہتر اور چکر حکم دیکارے کوئی حاضر ہو دنا کو کب عیار کو تو بلا و صلب الحکم اسی وقت کو اب  
 حاضر خدمت ہو خورشید نے کہا کہ اگر کوئی ایک پاشا ایرج کا ہو اسکی کرہ کھول کر جلد اسے ہوش میں کر دے اسنے  
 نور اگر دیشا سے کی کوئی اور فیدہ رفع بیوٹی سے کر ایرج کو ہوش میں دیا جب آنگہ ایرج کی کھلی تو اپنے کو  
 بندھا ہوا پایا اور سانسے ایک جو ان ماحولیت و صورت شاعت آثار کو بیٹھے ہو سے دیکھا سلام کیا اور کہا کہ جو ان تو  
 کون ہو اور کیا نام ہر ہو اور بیان کیوں آیا ہو خورشید نے نام و نسب بیان کیا اور کہا کہ میں بیان ایسے آیا ہوں کہ  
 کیوں ان رفعت کی بھی مکہ قمر چہرہ اپنے بادشاہ کو دلو اور دین اسکا ایرج میں صاحبقران شہر پرستان ہوں میں نے سنا

تو بھی صاحب قرانی کا دعویٰ کرتا ہوا بھی بہت سے صاحب قرآن نے منہ منور میں میں سب کا اتفاق کرنے آیا ہوں  
 یسکر ایرج نے کہا وہ دامادی جرات و دلاوری پر آپ کو صاحب قرانی کا دعویٰ کر کیا حد وطن کو روٹھیں جو دلیہ  
 میں اور پھر اس نے دے بن بر صاحب قرآن بھی بن بیٹھے ہیں خورشید نے کہا کای ایرج تو بیکار مجھ پر حق کرنا دینے سے  
 بیٹھے نہیں جڑ دیا بلکہ بھگتو میرا ممنون ہوتا چاہیے کہ میں نے تیری جان بخشی کی اور بھگتو ہالیا اسد بن کرب و لا و کا عیار  
 جاسنوز اسد کے حکم سے بچھو کھڑے سے جاتا تھا میں نے اس سے بچھے مجھ میں لیا وہ نہ اگر تو اسد فانی کے پاس  
 پہنچ جاتا تو وہ ہرگز بچھے زندہ نہ چھوڑتا اب تک تو تو گب کا ہتھرا جل رہا ہوگا ہوتا اصاب بھی تو اسد فانی تھے قتل کیے  
 تو الٹا تھا میں ہی سہے بہ ہزار دشواری اسد کے پیچھے سے بچھے بھڑایا اور زما ہوشیار ہو آگے بھڑک کر تو اسد فانی بھی تو  
 بیٹھے ہوئے ہیں یسکر ایرج نے آگے آگے جو دیکھا تو اسد غازی کی سی بر بٹھا ہوا ایرج کی جان بھگتی سم کر کاٹ گیا  
 اسد غازی نے بکا کر کہا کہ اگر پاس فرقی بچا ناہی تو بھی اس کا بن ہوا کہنے کو باجوہ میں سوار ملک میں گناہ ہوا ہے اور  
 مردک تو اپنی حقیقت کو تو دیکھو دے جو ٹوٹ تو اتنی جلد اپنی اصلیت کو بھو گیا ہے اور اپنی بھگتو صاحب قرانی ہا درکات گیری سے  
 کیا واسطہ اور جنگ و جدل سے کیا غرض شعر آخرت اب کو سنسنی فرما دی ہے کار و جہدے بکن کہ شیوہ ہر وہ پر گئے  
 اسے نامعلوم تو اپنے باب دادا کا پیشہ اختیار کر بیٹھے ان امور سے کیا بخت ہوا ایرج یہ کلام اسد فانی  
 کا سنکر نہایت آزرہ ہوا اور کہنے لگا کہ ادویہ اسے نامعلوم پر گئے بخت و جھیل و جھول تو بیان کو کر آیا اسد نے کہا کہ  
 یہ جی چپ رہ نہیں تو پس گردن سے زبان تیری کھینچ لیا جی ادنا لوق تو اپنی قبضی اور کھٹ سے اور گز کو بھول گیا دکان پر بٹھا ہوا  
 گھر آدھا کرنا تھا اور اب تو ایسی رون کی لبتا ہمارے مردک عمرو کو دھما دے کہ مکی پالیش کے صدمے میں تو اس نے بے کو  
 پہنچ گیا اور جالوز سے آدی ہو گیا اگر تیرا سر غرور نے جلد کر دیا ہو ایسا ہو کہ بیخیزت اور سر بیدی کی تنگ بھگتو بہت  
 کر دے اور بخت تو اس وضع کو چھوڑ دے ملال زرا دگی یہ ہر کہ اگر آدمی مرتبہ اعلیٰ کو چوبچ جاسے تو اپنی حقیقت کو  
 نہ بھوسے اور اس طرح نہ چھوئے بھگتو تو جانسود بن قرآن میرے واسطے پڑا ہے جاتا تھا اقبال نے تیرے باوری کی  
 اور اصل یہ کہ نہ خد کی تیری باقی تھی جو خورشید نے جاسنوز سے لے لیا نہیں تو میں اس طرح تیرے ٹکڑے کرنا کہ  
 نامہ بیان دیا اور مرغان ہوا جیسے حال پر دو کھن بوسے ایرج نے کہا کہ بچا ہوا آپ درست فرما لے میں کئی حاجت  
 بیان کی نہیں ہوا ہے دیو سنے میں بچے رود اول سے جیسا کہ پوچھنا خوب جانتا ہوں اس قدر غرور و جھوٹ کے نہ فرما ہے  
 اسد نے کہا کہ اپنی کیا میں بھی تیری طرح سے کوئی بڑا زچہ ہوں اور کما زرا دہ یادہ کوئی نہ کر خاموش رہ خورشید  
 کے صدمے میں تو ہوش میرے آخر سے بھا ہوا ہوا اپنی حقیقت کو دیکھ کسی طرح بھگتو نہیں ہوتی برابر ہی کے  
 جاتا ہر یہ ککر لہو اور سوز کر اٹھا اور کہا کہ ٹھہر جاؤ نہ انیکا میں تیرا کام ہی حکم کے دیتا ہوں تو ہر کس خیال اور کس  
 بھلا دے میں پس جیسے ہی اسد ایرج کے برابر ہو بھلا ایرج کو بھی قصہ آگیا جھنجھلا کو حوزہ در کرنا ہی تو تمام حلقہ سے  
 کند ٹوٹ گئے اور اسد غازی کی طرف ہکا اور ہکا را کہ اور دوسرا دنا لائق کیوں قبری شامین بائیں میں ہر مرتبہ کو  
 مجھ سے بھاگتا تھا اور پھر میرا مقابلہ کرتا ہمارے بچھے کھلکھارٹا تو کس زعم میں خورشید نے جو یہ لٹکا دیکھا کہ اب  
 ایرج سے تار اسد سے جلاتی جاتی ہے جس واسطے میں نے اسے قتل ہونے نہ دیا دی بدنامی بھر میرے نام ہوتی بھلا  
 تو بالکل نسا ہوا اسد ایک تو دراصل شجاع ہی دوسرے اس وقت صاحب اسلمی ایک ہاتھ میں ایرج کا کام تمام  
 ہو جا چکا یہ سوچ کر ان بات کر کے بیچ میں آگیا اسد غازی سے کہ وہ ادب جاتی وہاں بھڑم دی جہالت کیے  
 ہاتھ ہو بیان اس سے را نامناسب نہیں نہ کہ کہیں گے کہ خورشید نے اپنے پیچھے میں ایرج کو دلیل کر دیا اور

ج



ایرج سے کہا کہ کیوں صاحب میں نے تم کو اسی واسطے قید آہنی میں گرفتار نہیں کیا تھا اسی واسطے تم کو اسد کے  
 پنجے سے جھڑایا اب تم اپنے لشکر میں جاؤ بیان سطر ۲۰ تھا را مناسب نہیں ہو اسد سے اور جسے ہرگز نہ ہنگامی اور  
 ایرج کو رکب دے کر رخصت کیا ایرج گھوڑے پر سوار ہو کے اپنے لشکر کو گیا بعد روانگی ایرج کے اسد غازی  
 نے بھی خورشید کے غم سے جانے کا قصد کیا خورشید ستارہ پرست مانع ہوا اور کہا کہ اے اسد غازی میں ابھی تو مجھ سے  
 نہ جاملے دو گلا اس واسطے کہ میں نے تو ایرج کو تھار سے عیار سے چھین کر جھوڑ دیا اب میں جب تک اسے بڑھاتا رہتا  
 ہوں اسے نہ کر دوں گا اس وقت تک نہیں نہ جانے دوں گا یہ ککر اسد سے سلب کیا اور کہا کہ بھائی خانہ نا خانہ شہاست نوح رات  
 کی رات میں قیام کر دو کل کی لڑائی تو میری اور آفتاب پرست کی دیکھ لو کہ کس طرح ہوئی ہر اسد غازی کو بھی خورشید کے ساتھ  
 محبت ہو گئی تھی اس واسطے کہ خورشید کی بول چال نور الدہر کی گفتگو سے بہت مشابہت تھی اور صورت و شکل بھی نور الدہر سے  
 تھی اور دوسرے خورشید کی خبریں کلامی تھے اسد کے دل میں گھر کر لیا تھا کہ لگا کہ اچھا اے خورشید جی میں آج  
 نہ جاؤں گا تجھے اتنے عرصے میں میرے ساتھ رہتا ہوں اور دو محبت کی کہ مجھ کو تھار سے کئے سے ابھار کر کمرے میں مجھ سے  
 ہر طرح تمھاری خاطر ہو چکا ہے نظر ہو کل تمھاری اور ایرج کی لڑائی کا بھی تمھارا کیم لین بیان تو یہ باتیں نہیں اور وہاں ایرج  
 کا حال سنئے کہ یہ جو اپنے بچے میں آباد اسکے لشکر میں شادمانی کے طبل بجھتے گئے ہر طرف خوشی کی صوم ہو گئی ہر ایک  
 آکر قدبوس ہوا استفار حال کیا ایرج نے تمام حال سمجھ کر بیان کیا سب نے عرض کیا کہ وزیدہ آفتاب پرستان ہم  
 بھی بہت متروک تھے کہ ایسا کون ہمارا دلا اور تھا جو اس چوکی ہو سے اس ملازم کی گشت سے آپ کو خبر ہو گیا مگر خیر شکر  
 خیر اعظم کا کہ اس نے بڑی بلا آپ پر سے روکی اور محبت پر سے غمخیز سے نجات دی خیر اعظم نے ہرگز زندگی عطا فرمائی ایرج  
 نے کہا کہ واقعی یہ جو کہ خیر اعظم کا انتقال تھا وہ ایسے ہر جے دربان کے بچے سے جو پاٹ جاتا کوئی آسلان امرت تھا یہ  
 ککر ملک دلا اچھا اب طبل جنگ بجا رہا ہے سب الحکم اسی وقت نقارہ زنی نوازش میں آیا ہر کارطن نے یہ خبر لشکر  
 خورشید میں پہنچائی خورشید نے بھی حکم دیا کہ ہمدے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے خورشید کے لشکر میں بھی کوس عربی نوازش  
 میں آیا یہ خبریں جو دانا ب کے لشکر میں پہنچیں اس نے بھی کوس عربی جو ایا شہب جرتیون لشکر میں جنگ کی تیاری  
 اہری آواز بیدار باش ہوشیار باش کی بلند سری علی اصحاب متیون لشکر میدان ہر دھن صفت آرا ہوئے جب صفوں  
 جہاں دفاتل آراستہ ہو چکے تھے قیام تھا بنکر کے چلے گئے تو اس وقت خورشید اپنا مرکب جو کاکر میدان میں آبا مبارک طلب  
 کیا ایرج نے جانا کہ خورشید کے مقابلے کو جاسے مگر دیم شہا ط زنگی بانا کہ گون بڑھ کے آئے آبا اور ایرج سے کہا کہ  
 وزیدہ آفتاب پرستان جہاں ایرج نوجوان آپ کیوں اسکے مقابلے کو نکلے ہیں جب کہ ابھی لازم آچکا ہے حاضر کا ب  
 سادات اقتساب ہو چکی بلا کوئی فرض جو آفتاب کو کیا ضرورت ہو کہ ہر کس و نا کس سے مقابلہ کریں آپ بلکہ وہ بھر وقت کریں  
 میں ابھی نوجوان اس ستارہ پرست کو گرفتار کیے ہوں اب کمرے سے تھانہ کی جگہ کہ خیر اعظم کیا کرتا ایرج نے کہا کہ  
 اچھا جاؤ خیر اعظم خیر اعظم دہن کو دیم شہا ط زنگی سلام کر کے مرکب آکر اس نے خورشید کے آکر گادہ زن ہوا  
 دیم شہا ط کا گندہ اس طرح سے کہی قدم پیچھے ہٹا کہ دیم شہا ط پر جا رہا اور خورشید کو بھی مرکب در ایک قدم پیچھے ہٹ گیا  
 دو دون کے دونوں جھنگ لڑا ایک دوسرے کے مقابل ہوا خورشید نے کہا کہ اسے ادھب دیو رہا بہت دیباہ رہا  
 کیا قری تعنائی ہر اور موت دھنگیر ہوئی جو جو میرے مقابلے کو نکلا ہو اگر اپنی جان چاہتا اور اپنی خیریت مانتا منظور ہو تو  
 جا میدان سے پھر جاؤ اسی آفتاب پرست کو بھیج دے وہ کبوتی جی جڑا کر خیر اعظم میدان مقابلے کو نہ نکلا دیم نے  
 کہا کہ ستارہ پرست تو اپنے زعم میں ایرج کو سمجھا کہ ہر اسے وہ صاحب قرآن زمانہ در سب اسکے طائر مجھ ایسا ہے جو وہاں





میں بھی جاتا ہوں اور ایرج کوہ تابون کی تیقت کیا ہے کہ بارگاہ خورشید سے نکل کر اپنے چہری کے اپنے  
 بدن پر آستانہ کو کے لشکر ایرج کو راستہ یہ تھا کہ اس کا اتفاق ت روزگار شاہی شیر دل اپنی صورت تبدیل کیے ہوئے  
 دریافت حالات کے لیے ہارگا و خورشید میں موجود ہوا اگل لشکر اسد خورشید کی سن رہا تھا جب اس نے کہا کہ کوکب  
 ایرج جوہن کے گردہ کر کے کوہ توتستہ اپنے دل میں خیال کیا کہ اس کو شاہ پورا کر کوکب ایرج کو گرفتار کر لیا تو دیکھا  
 ایرج کو فوج داری دیکھا ہرگز تو ہرگز چاہتین اس سے بہتر ہو کہ تو راستہ میں دیکھ کر کوکب ہی کو پکڑے یہ خیال اپنے دل  
 میں مستقل کر کے کوکب کے قریب میں چلا آگے بڑھ کر تمام گھاٹ کا تجویز کر کے دام حلقہ سے گنڈ زمین میں بھا کر خود  
 دل جھنڈی کی آڑ میں چھپ کر بیٹھا جب کوکب وہاں پہنچا اور جانیں کوکب کے حلقہ سے گنڈ زمین میں بھا کر خود  
 شیر کی بولی بولا کوکب گھبرا کر اوجھڑا دوسرے دیکھ کر یہ شیر کی آواز گھٹن سے اٹھ کر یہ باتوں کا سے میں  
 اچھا نہیں کوکب کا ہنر نامہ کار شاہ پور سے ایک چھکاس ضرورت ہمارا کوکب اس سے منہ کر پڑا میں اس کا کار شاہ  
 اس تباہی میں سے بھاڑ اور بھاڑ کوکب کی مشکین باز حوین اور اسی طرح ایرج کے پاس سے آیا اور تمام حال  
 ایرج سے بیان کیا ایرج نے کہا کہ اس کا شاہ پور مجھے خوب یاد ہے کہ اسے بکرا لے کر مجھے یہاں آ بھی لیا اس کا شاہ پور  
 اب اسے سرزنش کاں ہو گئی کہ راستہ ہی سے بکرا لیا اور اس کا شاہ پور ہو گیا اب بھی ایسی جزا ت نہ کرے گا کہ شاہ پور  
 اس سے بھڑو دینا چاہیے کہ کل بکرا بھی خورشید سے بھڑو دیا تھا اب میں اس کا لیا کہ لیا کرتا رہوں بہ لکر کوکب کی مشکین  
 گھوڑوں اور کرا کوکب جو بھی کیا یاد کرے تو اپنے سردار کے پاس جا میں بھی آتا ہوں جس طرح وہ چاہے مجھے پیش آئے  
 کہ لکر کوکب کو تیر غفلت کیا وہ سدا کے روانہ ہوا اس کے عقب میں ایرج بھی بارگاہ خورشید کی طرف بڑھ گیا  
 کوکب بارگاہ خورشید میں آتا تو اسد نے اپنے بچا کیوں کوکب ایرج کو کوکب نے تمام حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ ایرج  
 بھی آتا ہو کہ اسی اثنا میں ہر کاروت سے آکر خبر دی کہ ایرج آہو پنا اسد نے کہا کہ اچھا جب وہ آئے تو وہ از سے بھڑو دینا  
 ہم اس کا استقبال کر کے لے گئے انصر جب ایرج وہ دوا کا بارگاہ پہنچا تو وہ بانوں نے روکا کہ آپ دیکھ تو وقت کرن  
 لوگ آپ کے استقبال کے واسطے آئے ہیں یہ سکر ایرج بھڑو گیا کوئی آدمہ گھڑی گھڑی تو ایرج نے بکار بکار کو  
 باہن کرنا شروع کیا جب اس پر بھی کوئی خبر نہ آئی تو ایرج اپنے دل میں بھا کا اسد نے میری باہن فرستنی ہو گئی گھڑی لیا  
 اسنا ہوا اور غفلت کرنا ہوا کسی کو بہر استقبال نہیں آئے دیتا اب خود ہی چلنا چاہیے یہ بھڑو بارگاہ کے اندر قدم رکھا  
 صاحب سلامت کی خورشید ایرج کی صورت دیکھتے ہی جلدی سے عقیم کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ جلد ایرج کے پاس  
 کر سی لاؤ اسد نے کہا کہ او خورشید مجھ و مجھ کے ہاتھ لیا کر دیکھ کر سی کے دے اسکو اسے ہو میری بھی اس بات پر کہ اسے  
 کسی دیکھا ہے یہ گز کر سی کے قابل نہیں ہو کہ میں ادھر ادھر میں فرشتہ جوہن کے برابر بیٹھا بیٹھا میری اس حقیقت پر وہاں  
 اس کے ساتھ رہنا کہ نا چاہیے یہ سکر ایرج نے کہا کہ اسد میں تجھ سے بہت عاجز آہوں تو اپنی آن بان سے کہیں نہیں  
 ہو کہ نور الدہر کی غفالت میں ہی تو نے یونین رخسار اندازی کی تھی اور بیان کی تو وہی حکمت کرتا ہوا اسد مصرعہ ترن نشہ  
 دہر کہ مقاسے لادو یہ باتیں نہیں یہاں نہیں ہیں یہ سکر اسد نے لگا لگا دایرت اب تو نے حاجت مست لی اس کا دے  
 میں نے تجھے مہر کیا اور تیری خدمت میں غیر تو بھی کیا یا دوزخا آٹھ ہا فوج خورشید فحاشی وقت کر سی جو اس پر شاہ رملو دیر ایرج  
 کو کر سی پر شاہ دبا خورشید نے حکم دیا کہ صحت جیش برپا کیے اسے اسی وقت ہی گانا ہونے لگا جام شراب گزینگ گردش میں  
 آباہن گرمی صحت میں ایرج نے کہا کہ اسد تو نے اپنے عیار کوکب کو سمجھا تھا کہ مجھے بکرا لے اسکو تو میں نے گرفتار  
 کر کے چھوڑ دیا میں خود ہی چلا آیا میں موجود ہوں جو انار شہابی چاہے مجھے ہر پنا میں کچھ نہ کہو اسد غازی نے کہا کہ اری

ایر ج آج تو تیری منت و حاجت پر مجھے رسم آگیا خطا تیری بخش دی اب ایسی بد زبانیاں کہی نہ کرنا اور اگر تو نے بھی  
ایسی مبادرت کی تو بھی بے پایاں ہے باتیں شکر طور شید نے کیا کی واسد اب ان بالوں کو موقوف کر دو تو اس وقت ان بالوں  
سے کیا حاصل ہو سکتا ہے بھائی روز جنگ جب روز ناشتی آشتی ہو گیا اپنے اچھے سے جام شراب جو کہ ایر ج کو دیا کہ وہ ان پر  
بھی اس وقت ایسی باتیں نہ چاہییں ایر ج نے سلام کر کے جام شراب ہاتھ سے لے کر پی لیا اور کھا کھا اور خورشید کے تھے  
کچھ اس وقت اتنا اس کرنا ہی اگر قبول کر دے خورشید نے کھا کھا کر ایر ج نے کھلا اور خورشید کل کی بیدار ماری میں تم دو شاہزادگی  
کو گرفتار کر لے جا کر تم سے مجھ دو تو میں تمہارا بہت مسنون ہو گا اسلئے کہ اس کے بعد رکھنے سے تعین ہو نہ جائے گا  
خورشید نے کھا کھا بھی ابھی اور دو شاہزادہ کو جو کہ ایر ج کے حواسے کر دیا ایر ج نہایت خوش ہوا اور کھا کھا اور خورشید کل کے  
میدان میں اب ہمارے تھارے سے مغلہ ہونا چاہیے خورشید نے کہا کہ ان ایر ج میں بھی ہی چاہتا ہوں کہ ہمارے قوی  
مقابلہ ہو تو البتہ لطف ہو ایر ج نے کہا بہتر ہو اب میں نصرت ہوتا ہوں اجازت ہو اسد نے کہا کہ اس بڑے جگہ کی حالت  
ہو چکی مطلب تھا ماکھی گھاسم گھاسم گھاسم جیلے ہی سمجھ گئے تھے کہ تمہارا آنا عالی از علت خورشی ہو ویرم کو چھڑانے  
آئے تھے بہت اچھا تشرف بلجائیے ایر ج نے کہا کہ جی نہیں اب آپ کو تکلیف ہو گی نشر لعل بلجائیے بہر شکر ایر ج آٹھ کل  
مزاج مبارک میں آئے اور سنا لیجئے اسد نے کہا کہ جی نہیں اب آپ کو تکلیف ہو گی نشر لعل بلجائیے بہر شکر ایر ج آٹھ کل  
جوا خورشید دروانے تک پہنچا آنا القصد ایر ج ویرم کو لیے ہوئے اپنے لشکروں آیا ملک میں بیٹھا محبت بخش  
برپا ہوئی بلکہ شہزادہ گزشتہ میں آیا نشے میں آکر حکم دیا کہ نیچے چل جنگ اسی وقت تقارنہ ندی پر چوب بڑی  
ہر کاروں نے یہ خبر خورشید کو پہنچائی وہاں بھی کوس چربی پر چوب بڑی شہزادہ کی تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر  
میدان میں آئے یہ صفوں جدا جدا وصال آماستہ ہو چکیں کعبہ نقابت کر کے چلے گئے تو ایر ج میدان میں آیا ہوا  
طلب کیا خورشید سارا پرست مقابلے کو کھلا کھلا دینی کے بعد نیزہ بازی ہونے لگی اسد بھی ایک طرف کو کھڑا ہوا تا شا  
دیکھو رہا ہی القصد لہر چند طعنوں کے ایر ج نے سناں نیزہ خورشید کی کھادی کا نیزہ خانہ بڑھنے کی جب سناپن نہا میں نکلا  
مکین تو نیزہ دن کو آتے سے ہلکے درادوں نے کرنا ٹھائیے خورشید نے گند ایر ج پر اما ایر ج نے خورشید کا دھار  
در کے کھانا دار کیا خورشید نے بھی دام اسکار کر کے اپنا دار کیا ایر ج نے سحر رد کیا اور نہایت پھرتی سے گزر  
پھینک کر تلوار خورشید پر اری کر سیر کو کاٹ کے سر پہنچی اور تار دابر داتری خورشید نے دستانہ مارا تلوار کو  
جینا کر محل گئی گرسر سے چادر خون کی جاری ہوئی خورشید نے جب سے سہانت الھنک کا کھول کر زخم سر کو باز کیا  
اسی حالت زخم داری میں ایک دابر تلوار کھلاوری قوت سے ایر ج پر دما ہر چند ایر ج نے سیر کو پناہ کیا مگر تلوار خورشید  
کی سیر کو کاٹ کر خود دہلے عرق میں دزرا توپ کو کاٹ کر سر میں دساتی کہ تا دابر داتری گئی ایر ج نے سر اٹھا کھینچ لیا  
تلوار گردن ملک پر بڑی کر گردن اسکی قلم ہوئی ایر ج مع مرکب زمین پر آیا آفتاب پرست ایر ج کے گرسر  
ہی یہ سمجھے کہ ایر ج ماکھی تلوار میں کھینک دوڑ رہا ہے آفتاب پرستوں کو دیکھ کر خورشید سارا پرست کی فوج بھی ٹوٹ پڑی  
بہر چھاپا پھرنے کے جنگ مغلہ دافع ہوئی ایر ج کو لوگ اکٹھا لگے اور مرکب پر سوار کیے لشکر میں سے کھلے گئے ایر ج  
نوجوان بہر سہل سنبھلا کر خورشید سارا پرست کے لشکر میں صافا اور تیز زنی کو سنبھلا کر خورشید زنگ دیکھ کر ایر ج  
کے لشکر میں گھس پٹا اور شہر آزمانی کرنے لگا خوب ہی تلوار دونوں جانب چلی اسد بن کر پناہی نے جو لکھ  
دیکھا بس ایک جانب سے آکر ایر ج کے لشکر پر گرا اور تلوار لیکر برابر قتل و قمع کرنا شروع کیا لاشیں پھلاسن  
کرنا شروع کی کشتوں کے پٹے لاشوں کے کنارے میے ایک تلامہ چلیا دہائی پر ہی آفتاب پرست بھاگ نکلے



اسد آفتاب پرستون کو دھک بھگا آیا خورشید دایرج کے رستے رستے خون بہت سا ہا ہی ہوا تو دونوں کو  
 عیش طاری ہو گیا ستارہ پرست خورشید کو اٹھا لیکے آفتاب پرستے ایمن کو پیچھے طیل باز گشت دونوں لشکر دن  
 میں بیکار دونوں لشکر اپنی اپنی فوجا گاہیں آئے خورشید کو خیمے بن لاکر خون میں مٹا کے گوارے حب خورشید کو ہوش  
 آیا تو اسد نے اٹھ کر سلام کیا کہ لکھنا خورشید دیکھتا ہے کہ میں نے ان آفتاب پرستوں کو کیا مارا اور کیا بھگا یا تو  
 اور او خورشید تھے بھی کیا دل میرا خوش کیا ہی اس بڑا زچہ، مقول کو زخمی کیا تو قسم بخدا سے لا بزال اسقدر  
 میرا جی خوش ہوا کہ جسکا اظہار میرے بیان سے خارج ہو دوا دوا ماہ گرا و خورشید اب میرا جی یہ چاہتا ہے کہ تمھاری  
 حیانت کر دن اور جو کچھ ہو سکے تمھاری خدمتگاری کروں یہ ستر خورشید نے کہا کہ بھائی اسد بھگے تھے کچھ انکار ہی  
 بیان بھی تو تمھاری اور دباں کسکا بیان کسکا اسد نے کہا کہ دیکھو بھائی پھر تم وہی تھا اے مینر باغین کو نے لکے یہ  
 باغین تمھاری بہن پسند تھا مینر باغین اسد کو بھیجیں اسے اس درجہ انکار ہوا اور عکود دیکھو کہ کس طرح بے تکلف اسے  
 دونوں تمھارے بیان بہت خورشید نے کہا کہ اچھا بھائی تمھاری کون جوتے ہو کچھ بھائی تو ہو لینے دو اسد نے کہا کہ مینر بھائی  
 اب تم کچھ ہذر نہ کر دباں علاج ممکن نہیں ہو زخم سم تھا لاپچھا ہو باغین تو مینر فردوسے جلو کا خورشید نے کہا  
 کہ بہت بہتر خیمہ خود ہے چلے چلے اور بالکل پر سوار ہو کے اسد کے ساتھ جلا اسد خورشید کو اپنے خیمے میں لایا  
 چنگ بڑا ہر قسم کا سامان راحت جیسا کیا تھا ہونے لگا محبت میں دھشت برپا ہوئی دواہ جام خراب گل رنگ  
 گردن میں آبا دیر تک بٹکا رہت محبت گرم رہا محبت پر خاست ہوئی تو اسد نے خورشید کے زخموں کا تڑک تڑک شروع  
 کیا ایک دو روز میں زخم پھر سے ہوئے اب دونوں کے دونوں شمول میں دھشت ہوئے ۱۰ ہر خوش بیٹھے ہیں  
 ہنسی دلی ہو رہی اور دو تین روز یونین گزرے ایک روز اسد نے خورشید کے گلے میں اتار ڈالا لے اور کسا کہ  
 بھائی خدا سے و بزال شاہ عادل جو کہ مجھ کو تھے حقیقی بھائی سے زیادہ ملافت ہو خورشید نے کہا کہ بھائی میری بھی  
 حالت بدل کو دل سے راہ ہوتی جو جیسے تم سے ویسے ہم تھے بیان کرنا اور خواہ خواہ کی سوت پر تو محفون کا کام  
 ہو مگر مجھ کو ملافت تمھارے ساتھ ہو میرا دل ہی خوب جانتا ہوا اور ثابت ہو کہ دل میں ایک قوت معنیسی و دلیت  
 کی گئی ہو تمھارے دل پہ بھی میری امانت کا تاثر ہو گا اور تم خود مجھ کے ہو کہ مجھ کو تھے کس قدر الفت ہے سکر اسد نے  
 کہا کہ ان بھائی بہت سچ ہوا اب میرا جی وہ پاشا ہو کہ تھے دستار بدون کہ راہلا اتحاد کیا اور بھی قوت ہو خورشید نے کہا  
 کہ بھائی اسکی کیا ضرورت ہو میری داسے بن تو ہے سب باتیں ظاہر داری سے تعلق رکھتی ہیں اسد نے کہا کہ مینر بھائی  
 ایمین معاف کیا ہو میری خوشی انی میں ہوا اور یہ لکھنا میری خورشید کے سر پر رکھ دی اور خورشید کی بڑی اتار کر لایا  
 سر پہ رکھ لی اور حکم دیا کہ طیل شاہ دانی بیکے چہرہ کی تباری ہو

اب یہاں سے چند کلمے داستان جشن ہمارا قریب کے بیان کیے جاتے ہیں یہاں تا اس

یہاں تا اب دواہ جلیع شراب	کرنا ہر کو بھی دیکھ کر ہنستا ہوا	کے غودی میں پاشا تھا	ذکر دیر اب تو ذرا سا قیاس
دواہ جلیع ہوا ہوا ہوا	دواہ جلیع ہوا ہوا ہوا	لگا دے ہوا ہوا ہوا	کر ہوا ہوا ہوا
برائین مریحہ کے مقصد تمام	کردن لکھنے میں جشن کا نظام	را دیان اخبار محبت اظہار محفون نگاران حکایا تہر بہار	
اس داستان طرب نشان کو صفو فرط اس پر یون محفون	و تظیر کرتے ہیں کہ حسب حکم اسد ملا و طیل شاہ دانی قرازل میں		
آیا اداسی وقت سے تباری جشن کی شروع ہوئی	قین چار کوس کے گرد سے کوس ب محفون دنا شک سے مینر		
بہاک کیا گیا تھا و جندی شروع ہوئی تمام ملازمین کی در دیان کی تبدیل کی گئی	مجرعہ دواہ جلیع سے گیاہ میں دوش چری تمام		

کی گئی سرفی کے عوض سرخ کرن کز کز کے بھائی گئی چون بیج میں ایک خیمہ رکھ کر جو یہ ملک بنگلون بجائے بارگاہ  
 قائم کیا گیا گرد گرد اس خیمے کے تقریبی نشان روشن کیے گئے باغ میں گلیں اور خیمے کے محل کشائی کا فرق کر کے  
 سو بیج سے غلامین اور دھرمین رکھی گئیں تنگ خیمہ میں جا ڈال دئے گئے گئے چون بیج میں ایک تخت جو ہر  
 بجھا کر دو کرسیاں طلائی خورشید واسد کے بیٹھے کے لیے نصب ہوئی تخت کے گرد اگر دھول کر رہیں رنقا سے اسد  
 خورشید اور افسران فوج کے بیٹے بچائے گئے غرض ہر طرح کا سامان جن میں بیس ہوا دن بھر تو سامان بہا  
 سرشام سے روشنی ہونے لگی جب روشنی ہو چکی اور بارگاہ درست ہو چکی تو چوہ دار دن نے اسد غازی کو اطلاع کی  
 کہ حضور آپ تشریف لے چکے ہیں باقیال حضور ہو فوراً سر در تمام سامان درست ہو گیا یہ شکر اسد خورشید کو ہمراہ لیکر  
 مع چند رنقا سے خاص کے بارگاہ کی طرف جدا کر کیا دیکھتا ہر کون چار گوس کے گردے میں تمام عوامان و شفا  
 کیا ہو اور دش پڑی اسی گیا دین اس طرح قائم ہوئی کہ جسے دیکھ کر صانع کائنات کی قدرت با دانی ہو با دل کترا ہوا  
 بچا ہر تمام سرخ کرن کز کز کے بھائی ہر روشن کے لیے جو نشان لگائی تھیں انہیں تقریبی چراغ روشن ہیں  
 تمام محل جل گیا ملک باوجود نہ ہونے باوجود قوس سے سیما ت کے بے روپ معلوم ہو تا ہی جو ممالی درخت  
 انار دا گور کے بیج میں گئے ہوئے ہیں انہیں دیکھ کر بھوک پیاس جاتی ہر خوش پرستی کی تمیلان خیمہ  
 دی میں خندان لغزہ معقول گئے رکھے ہوئے ہیں عابجا بھولوں کے ایسا گئے ہوئے ہیں کہ دماغ جان مسطر  
 ہوا جاتا ہے خلاصہ یہ کہ اس طرح کا سارو سامان میں محو میں فراہم کیا ہو کہ وہ محل باغ خداداد بہشت جبرئیل کا  
 ہونہ معلوم ہوتا ہے اسد ملا در اور خورشید ستارہ پرست اس سامان کو دیکھ کر شامیت مسرور ہوئے خورشید نے  
 اسد سے کہا کہ بھائی واقعی مجب سلطان تمہارے حازم میں نے اس محل میں فراہم کیا ہو کہ جسے دیکھ کر ایک  
 محب طرہ کا استجاب و انگیز ہوتا ہے اسد نے کہا کہ بھائی مجب تمہاری عنایت و کرم ہو ورنہ یہ سامان کیا ہر  
 ہو اگر یہ جن کسی شہر میں قائم ہوتا تو پھر البتہ تم دیکھنے کو ان حازم میں نے کیا کام کیا اور اس محل میں باطن کھدست  
 مبدل میں کیا سامان ہو سکنا کہ خیر جو کچھ ہو گیا ہو گیا رنقا سے اسد نے عرض کیا کہ حضور واقعی یہ ہو کہ اس محو میں  
 جو سامان اقبال حضور سے مہیا ہو گیا وہ بڑے بڑے شاہنشاہوں کو انکے باہر تخت میں مہیا ہونا خالی اور  
 دشواری نہ تھا حق سبحانہ تعالیٰ حضور کے اقبال اور ابلال کو روز افزان مضافت فرمائے مجھ راہ الامجاد شہر  
 الہی بہت تو بیدار بادا۔ بکشم دشمنانت خار باد۔ حق جل و علی حضور ہو فوراً سر در کو سلطنت و پاکر امت رکھے  
 دلمون کر پا مال اور دستن کو باہرست رکھے غرض جب خوب سیر کر چکے تو خورشید نے کہا کہ بھائی اب یہاں کی  
 تو سیر کر چکے اب بارگاہ کے اندر ملین اسد نے کہا کہ بھائی آئینہ بازی کی تو سیر کر اسی وقت آئینہ بازی چھوٹا شروع  
 ہوئی جب آئینہ بازی بھی چھوٹ چکی تو اسد خورشید کا ہاتھ پکڑے ہوئے بارگاہ کے اندر آبا دیکھا کہ عجب بارگاہ  
 عرش اشباہ نہایت عالی شان مرصع کار و ہر نگار قائم کی گئی ہو کہ شعہ صفاق کسرے سے سن میں وہ خندہ  
 قصر قیصر سے مرتبہ میں بند مگر دار گرد بارگاہ کے تقریبی نشان لگی طلائی چراغ چڑھے ہوئے غلظت انہیں بھرا ہوا  
 روشن ہیں خوشبو اس طرح کی آ رہی ہے کہ داغ کو تقویت اور کلب کو مرصع حاصل ہوئی ہو اور انقا قاق شب  
 شب جا رہی ہو عاقباً سرشام سے محکا ہوا تھا آسان کی وہ چاندنی اور زمین کی یہ روشنی عجیب  
 طرفہ ببار دے رہی تھی اشتعار وہ صفائی وہ روشنی کا روپ چاندنی بے گمان تھا کہ ہر دھوپ وہ  
 شب چار وہ وہ طرہ پر وہ زمیں پر گرا سے کون شب ہر صبح کے بھیر میں دای شب ہر روز دینی شوقی تھی



یہ ہمارے موبوں کو لگا دیا اور بھوجا اسکی اپنے ٹھکانے پر لی اشعار شمس سے صبح نور بخش جان پر وہ شب میں ہوئی مٹی نلن  
 رنگ و لہجہ جی چاندنی ہمارے ناز پر عاتقان موسیقار کلاس اس بارگاہ پر مطرح کا جزو ماہوار کا آفتاب شمس منور  
 ہونا تھا سیر کرنے کرتے اندر بارگاہ کے گئے دیکھا کہ وہ برکت بارگاہ نبی ہوئی جو کریم جبرئیل نے بھی زبانی ہوئی  
 تمام فناتین و مطرح نقاش ہر طرح کی مصوری کی ہوئی کہ مانی دبیرا دو کیکر رنگ رجھا میں جلالت اسکی ایسی کہ اگر  
 تھا شایع نہیں رہے کبھی اسکی محبت کو کسی رہین چاہیں حرم چوڑا ہو کہ بنا ہو مصافحہ و شفات سا بلان نامی کے

کچھ ہوتے نام بارگاہ میں شبہ آلات لگا ہوا تینہ بیری کی ہوئی اشعار	آپتے تھے کو باغ ہوتے	بے تکلف دل سکندر تھے
جو کلمے سنگ کوہ طور کے تھے	بھروسہ ایکہ ڈال نوز کے تھے	مردہ فری کھل چھا جون
ایسی دیوار گریون چھسار	کیسے بہانہ مشاہدہ	مردہ کھل چھا جون
فلک آجین کے تارے تھے	اکس عرش کے تارے تھے	مردہ کھل چھا جون

مطلانی بھی ہوئے نہ کی ہوئی کی اس کے کہ سے جہاز میں ہوئی گئے ہوئے کان کریم پر رکھے ہوئے گودا گود تخت کے  
 و خطبات نہیں کچھ ہوئے نامی کے کہ سے چھوڑے ہوئے محل کا شئی کہ چہرہ زرد زری کام نہایت پر تکلف کیا ہوا پاخان  
 زمین پچی مٹی کی زمین اسد اور خورشید نہایت خوش و سرور ان کریموں پر آ کے بیٹھے رہا اور افسران فوج  
 ان دنگوں پر ٹھکن ہوئے تاکہ اٹھا کر دیکھا تو تمام طرین دنگوں کی پشت پر نئی نئی وردین برے ہوئے دست بستہ  
 سلام کے لیے کھڑے ہوئے کین جیسے اسد نے تاکہ اٹھا کر دیکھا سب نے سلام کیا اسد نے جواب سلام دے کر  
 سجدوں کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا بعد اسکا افسران فوج اور رفقا سے خاص سے اٹھ کر فوج کی تدبیر دینا  
 شروع کیں اسد نے زمین ان سب کی لیکر سب کو خلعت سکراں بنا دیا خطاساے و آفت سے مت نکلیا بعد اس کے غسل  
 شادمانی بچنے لگا ساتیان حرم و رت جام و عراجی ہاتھ میں سے کر حاضر ہوئے مجرا کاہ بر ہرا کیا اجازت حضور سے حاصل  
 ہوئی بعد اس کے مطران و خلعت اپنے ساز و سامان سمیت شرف ندی ہوس سے مشرف ہوئے بعد اس کے طائفے آنا شروع  
 ہوئے گا کین حاضر میں ہم شرب گزنگ گردش میں آیا اسد نے حکم دیا کہ زہرہ خلعت کو طلب کر دے وہ آکر مجرا کو  
 اس وقت زہرہ خلعت نے پیشوا رہی گنگر و بانو کین بدھ گت ناچنا نہ دے کی ایسی گت تھی کہ تمام حاضرین محفل کو  
 بے گت کر دیا اشعار

بے گت کر دیا اشعار	اپنی گت اس طرح وہ ادا لقا	دیکھ کر سے لگا تہر و ادا	کیا تھے لہجہ وہ نکاحی مٹی
دل کو ہزار پیچے والی تھی	کبھی سدا بدن وہ مسکنا	کبھی دامن سبھا لے جانا	کبھی فرسے سے مسکرا دینا
کبھی توری کا وہ جڑا حالنا	وہ کلائی بن شاخ گل سی لپک	کبھی سینے کی بھی وہ تھک	خوش و گسست ایسی تھی
چھٹی ایڑی سے گنگ لگی اسکی	خلعت دست جب ہوا مان	سنگ گار وہ کے ال	سر پر رکی الٹ کے جب پھل
وہ تابان پہ چھا گیا ادا	انداز سے سر جب رکھا ہاتھ	ہن محفل کو تھا سردی کا ہاتھ	نیر مارا جسد عطر بلبل
سکرائی تو گر پردی کبلی	جسکو توری سی بدل کے تھلا	دہن نیورائے اسکو طش آیا	جسکی جانب بنا کے سسلیا

تمام حاضرین محفل مست ہوئے اسد اور خورشید بھی نہایت مخطوط ہوئے جب گت اپنی جگہ  
 تو اسد نے حکم دیا کہ میں اب تم دیر تک نہ جاؤں اب چہرہ گار زہرہ خلعت سلام کر کے بیٹھ گئی ساز و سامان نے  
 چہرہ زہرہ خلعت سے یہ غزل گانا مشہور دے کی غزل  
 خدمت کو جان کا دامن میں بنائے ملے  
 لہا پر بچتے ہیں مردم جان سے جہیز  
 میکہ سے سوئے سجد نہیں جائز ملے  
 اندک شیخ کے مجھوں میں ہیں خیرا  
 خیر ہو حضرت دل میں کین آیا سے  
 خاک اڑا کرین یہ خاک اڑا ملے  
 آپ کا شے گئے جان سے جانور سے

ما تخرروا کیلئے اکر دل کے بڑھانوالے  
میں چلے اٹھا تو پہلے سے انان دن اٹھا  
مستزمن آستہم میں اب تھرا تھا نیوالے  
بڑھ جاتے ہیں کہیں شام کمال ہاتھ لے  
ہی دیکھنے کے چلن آگوشکی نیوالے  
ات مناع کر بن حضرت نامح اپنی  
اسکھی خد سے جلاتے ہیں جلا نیوالے  
ویرہ تر ہیں سلامت نو دکان یکتے فرد  
ایسا اسے آئی سمجھتے ہیں بھیا نیوالے  
گرساں بھی جو وہ کوئے میں نشہ دی ہے  
پھر مہر میں جو سرزم ستا نیوالے  
کرنی آفت زدہ آہ کیا جاتھا  
آستہم بنی اداؤں سے چڑھا نیوالے  
ایک ہم ہیں کہ چپ ہوں تو بلیں حشر  
جاہ میں حضرت یوسف کے گرا نیوالے  
دیرہ زلف خلک آہ جگر سوز طلال

بہ جا کر سے دل درد بھی آئے لیکن  
سو نیوالوں کو شب فصل جگا نیوالے  
آہ کر نے ہوئے تو ماہوں کر نازک میں  
آہ تھیر جوں کی تیر ہی چوٹ اٹھا نیوالے  
ایک ہیں سے دل ناشادین وہ بڑے لاکھ  
انکی سننے کے نہیں دیکے زما نیوالے  
کیون دل محل کہ میں ردن کہ لکڑی  
اتھے بڑھ جاتے ہیں یہ تو ناوا تھا نیوالے  
جہاں سے رو نہیں آئے نہ تنالے کوئی  
کیا بھیا کنگ لگی دلی بھیا نیوالے  
انقلاب سے ہوئے رنگہ باخل دل  
تھام میں دل کو فرادل کے دیکھ نیوالے  
پوش میں اتنے جو دیتے ہیں کیا بھیا  
ایک ہنسے میں فلک سر پہ تھا نیوالے  
شیخ کی طرح کیا کر تا ہوں تو یہ کہ  
رنگ عاشق کا ہی تو میں جہاں والے

خوش ہیں محض میں سر سے بچا تھا نیوالے  
بڑھ جاتے کیوں دل تمام کے سورج ایسا  
چوٹ کہ جاتے ہیں نہ بڑھ لگے نیوالے  
ادرب ایک طرف حضرت بل کیا کم ہیں  
برا سے ہم نہیں پہلو سے اٹھا نیوالے  
شع و سوز بھی مجھ سوز خست کی کہی  
ابو چھتے جاتے ہیں انکوں کو ملاتے نہالے  
سیدھی تعین میں نکلتا کوئی جو دم بحر  
اکس مصیبت میں بہتے دل سے لگا نیوالے  
جانتے ہیں مجھے کیا ہوا بھوڑا شایہ  
کہ ہمیں نہیں کہہ لائے میں گرا نیوالے  
شیخ سے سر کو تارین تو سکدوش ہوں  
عزیز زلف کی بوجھ سنگی نہالے  
کوئی گویا ہوا دل بھی نو کھالیں آکر  
تو یہ تڑا ہے من جب جام بلائے لے  
سکس ٹھٹھ سے اداس غریبی آواز

سے اس غزل کو گا بگرا بہتے تھما اپنا سر نہر نہ ناک چھایا تاہید کے کفن کو جاگ کیا تا نہیں کی روح کچھ مردہ پیش حاضر  
نہ روح بڑھنے کی اشعار  
بے آب آئے لیل کو سر پہ  
صاف صندوق تھا گن کا  
دولہ با آئی حیفہ ساغر  
ہوا آئے طائران قفس زکار  
ایسا باز عاتقا سے سر پہ  
ایہ سماں بندو گیا یہ رنگ جہا  
کس غیب کی سرلی تھی آواز  
لب تصور برقی شوش آہ  
جیکریتی مٹی کوئی لونگ تان  
داد دیتی تھی جرج ہر نہرا  
اہل محفل کو ہو گیا سسکا  
سازدہ دروہ جس کر تا تھا  
شع و سوز کی زبان برآہ  
کھادی کتے تھے سب ملی کی  
ہوئی جرج کا کہہ دہن کی سے  
کیا ہی اسکا گلا تھا جوی کا  
شیشہ کو کہ گنگ کی بجلی  
ہو گئے مست سب دروہ  
س طرح گالی کر سب  
جیویں ہو گئے کوئی ذہیوش نہ تھا سوائے وہ ماہ کے اور کچھ نہ تھا آکھوں سے سو جاری لب پر کلیات  
جست جاری ہر ایک اہل محفل دروش دہیوش اسدا درخورد کی کیفیت تھی کہ کریں ہر مینے ہوئے مجوم رہے تھے  
کبھی شل نفس یہ عاشق ہو جاتے تھے کئی وہ ماہ کے فر سے منہ سے نکلتے تھے حب اسدا درخورد شیرد جبرین آکر  
سر دیتے تھے تو وہ سلام کو کے سطر ح ملک کر گالی تھی کہ دولوں کے دولوں اور زیادہ دہر میں آجائے تھے  
اور کتے تھے کہ کھن داد کی کہ قریب سنتے تھے گر آج اپنے کا فون سے سن لیا وہ راہ جب وہ گا جلی تو اسدا در  
خورشید نے اسقدر انعام داکلام بیا کر اٹھانا مشکل ہو گیا دو پہر سات تک زہرہ طلعت گاتی رہی بعد اسکے  
چوہا دن سننے آکر عرض کیا کہ ادا کئے بھی حاضر ہیں اسدا نے خورشید سے کہا کہ کہوں بھائی اور طالعے بھی حاضر ہیں  
سنو گئے خورشید سے کہا کہ نہیں بھائی نصف شب گذر چکی ہے اب امام فرمائیے تو ستر ہی اور دوسرے میری ما سے  
ہن کیا کوئی در سر طالعہ نہ ہرہ طلعت سے ابھی ٹھٹھا سکا ہر سطر سے کہ یہ گالی ہوا در نا جیوی کوئی کا بھی





اسے کہا کہ ارے شاہو رخبر تو لاؤ کہ یہ دیوانہ مجھ کو بخت برگشتہ و نامتعلیٰ کہان رہنما اگر ٹھیک ٹھیک مقام سکون  
 کا مقام ہو جائے کہ یہ ظان مقام پر رہتا ہے جس طرح بننے میں جالاس میل عقل دیوانے کو کبر و لاؤن شاہو رخبر  
 کہ چھابن آپ کے ارشاد سے جانا ہوں مگر یہ باتیں آپ کی سب بیکاری معلوم ہوتی ہیں آپ اسکا مال بھی بیکار نہ کر سکتے اگر  
 کرنا تو درکنار ہوا یہ سچ سنے لگا کہ اجماع جاؤ تو سی شاہو رخبر نے لگا کہ میت چھابن دہی جانا ہوں جالے میں مجھے کہہ  
 دے کہ لکھنا اسد میں روانہ ہوا ہائے جاسنے تلاش کر کے اسد غازی کو ایک نامہ کو دین پاپا اگر اس وقت  
 ہو چکا کہ اسد اپنے رفیقان اور یاروں سمیت جتا ہوا ہو دو پہر کھوت ہو کہے آکر پھلا دیے ہیں گھوڑوں کے سحر کو رکھ  
 پڑے ہوئے ہیں کوئی کھانا کھا رہا کوئی پکا رہا اپنے بستر پر لیٹا ہوا کوئی شعر پڑھ رہا ہے آجسین یمن ہو رہی  
 میں عرض ہر ایک اپنی اپنی جگہ فراغت سے بخوف اور بے کھٹکے جتا ہوا شاہو رخبر دیکھ کر بھلا اور جلدی  
 جا کر ایرج کو خبر کی کہ حضور جتنا ہو تو چلے ایسا وقت فراغت ہو نہ آجگا کہ وہ لوگ سب کے سب غافل  
 بے کھٹکے آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں جوتہ میر کرنا ہو وہ اسی وقت کر بیٹھے اور اگر ذرا بھی آپ نے غفلت کی تو بہت  
 پچھتاوے کا سواست دست ہمسفٹنے کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا حال شکر ایرج اسی وقت غفلت سے لکھ سارہا  
 اور دروہ کوہ کی جانب روانہ ہوا اقتضائے کار افتاقات روزگار حال شکر قرآن قراؤہ پر جتا ہوا سیر کر رہا تھا اسنے  
 جو ایرج کو اس طرف آتے دیکھا دین سے پکار کر کہا کہ او شہریار بلند اقتدار خبر دار ہو شیار ایرج سح لشکر پہ پہنکا  
 اسلاں آواز کے سنتے ہی اپنے خزانوں سمیت سوار ہو کر لشکر ایرج کی طرف چلا لیکن ایرج بہت آہستہ آہستہ  
 چلے چکے اس طرح دین کا کی طرف چلا آتا ہے کہ کوئی کھانا تک نہیں گھوڑوں کو بھی تہتہ قدم قدم میر سے جاتا  
 ہیں کہ رسم مرکب کی آمادہ بندہ نوئے پاسی طرح جب عقل دانہ کوہ کے سر پہا تو لہرے جد کے لینا پڑا مانا  
 یہ لکھ اندر درے کے کھس لہرے دیکھا کہ وہاں بھروق نہا رہا ہی اکل ستا ہوا ایک آدمی کا بھی نہا تقویٰ نہیں ہو گھر میں  
 کی لید گھاس نہیں لڑتی ہو میں تیسے کچھ ریشیاں بڑی ہولی ہیں ایرج نے شاہو رخبر سے برسم ہو کر کہا کہ او بخت تو مجھ  
 فریب دیکر بیان لے آیا ارے بخت وہ دیوانہ کہان کہ شاہو رخبر نے کہا کہ ایرج قسم میرا عظیم کی میں ابھی اسد کو اپنی  
 اکو سے بیان چٹا ہوا دیکھ گیا تھا اور تھوڑی دھمک میں روا کر دیکھا گیا تھا کہ وہ ہی طرح فراغت اسے چٹا ہوا تھا گرا  
 ترے سے یہ معلوم ہوا کہ وہ آپ کے آنے کی خبر شکر بیان سے مل چلا اب جلد بیان سے چلے جے ایسا سوہ دیوانہ آپ کے  
 لشکر پر چار سے ایرج نے کہا کہ وہی سح ہی رہا تیرے ذہن میں بھی آتی ہو عجب نہیں کہ لیسری ہو یہ لکھ لکھنے لشکر  
 کی جانب بھرا اور جلد جلد گھوڑوں کو کھٹک دڑاتا ہوا اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور بیان اسد کر لشکر ایرج پر  
 روز خون گھا آتے کے ساتھ ہی خیون میں آگ لگا نا شروع کر دی تو اور سناٹا شروع کر دی سیرا دن ہزاروں آفتاب پڑنا  
 کا دارا پنا سا کہ دیکھ لاطم بیکار اب تیغ سے لشکر ایرج میں ایک طرفان جو میرا گیا سب کے سب آفتاب بہت  
 اپنی جانیں بچا بچا کر بھاگ گئے اب اسد غازی نے وقت فرصت کو غنیمت جان کر صفد رختا بھاگیا اور چلا دین پر  
 لہ سا لکھ یہ صلح الزمان کی خدمت میں روانہ کیا اور ہر کھڑے لشکر ایرج کے زیادہ واقفیت کرنے ہوئے ایرج  
 کے پاس روانہ ہوئے رائے میں ایرج سے ملاقات ہوئی ایرج نے جو انکو اس حال بتا دے دیکھا کہ کار کو چھوڑ  
 خبر باشد جلد بیان کر دے کہ اسد گدرا ہر کاروں نے رد و ذکر عرض کیا کہ خداوند ہم کیا عرض کریں آپ کے جاسنے ہی وہ  
 آپ کے لشکر کا گلاہم سب نو بھرا اور غافل بیٹھے ہوئے تھے آنے کے ساتھ ہی غمے جلاتا شروع کر دیے ہر طرف  
 سے لانے لگا تو اور برسنا شروع کر دی ہم سب کو کچھ نہ بن بڑی غافل ہو بیٹھے تھے آخسہ کار عبور ہو کر اپنی اپنی



[illegible]

پوری چھپے کی کارروائی کو اپنے نہیں کرتے یہ شکر سوقت فلاح چپ ہو رہا اور داساب کے سامنے سے مٹ گیا  
گردل کو نظر نہ پڑا آخر کار اپنی صورت بدل کر شب کو غولگاہ ایرج پر نیا دیکھا اگر گرجے کے برابر بیٹھ ہوئے ہیں  
ہلا یہ پھر ہاتھ انداز بیدار باش ہو بشار باش کی جنبہ ہو جگ ہو رہی و شاپور شیر دل بھی گرد خیمہ ایرج کے پھر رہا  
فتاح نے جو یہ رنگ دیکھا دل میں اپنے سے بچنے لگا کہ یہاں تو سبے اٹھا جگ ہو رہی ہو چار طرف ہوئی ہوا کو لہر لہری  
کرنا چاہیے کہ یہ لوگ اہم مزدور ہیں اگر فاضل ہو جائیں ایسی طرح حیات سے ہٹ جائیں تو جو دنیا کلمہ آسانی سے انجام دے  
یہ خیال کر کے غصہ ہی دیر تک سوچا کیا بعد غصہ ہی دیر کے سر مالوے قدرت اٹھا کر صیٹ بٹ بٹ آدمی ملت نوی پہلے شاپور  
سہا کا خد کا بنکر اسکے بانوں میں بیٹے گا کہ دوسرے شاپور کو دکھایا اور آہستہ آہستہ غصہ ہی دیر تک اس بیٹے کو بڑھا  
شاپور نے جو کچھ اٹھا کر دیکھا آہ دیکھا کہ ایک سیاد پوش آدمی آہستہ آہستہ چل آئی وہیں سے آواز دی کہ بھلا دنیا بھلا  
جیسے دیکھ پائیا لگانا جانا ہی کھڑا اور وہ میں آہو بچا یہ کہہ دے کہ فلاح نے ہوا کے رخ بڑاں پٹے کو اڑایا ہوا پر تباہ اڑا ہوا  
چھوٹا ہوا شاپور کے پیچھے دوڑتا جاتا ہے جب شاپور راہ شاگردان شاپور میں پٹے کے تعاقب میں گئے تو صیٹ  
فتاح شاپور شیر دل کی صورت بنکر ایرج کے خیمے میں آیا بیٹے کو خود شکاروں اور خاصہ دراندان کو کچھ سیوہ آغوش  
پر لے دے بیوشی کھلا کر بیوشی کیا بعد اس کے صنی صیٹ بل ہی صیٹ ان سب کو گل کیا ایک آدمی شمع جو غریب لا فتنہ ملی  
اسکو رہنے دیا کہ بالکل تاریکی ہو جائے اور غریب بنگ کے جا کر غریب سے ایرج کے دشاہ اٹھایا اور دار و در سے صیٹ  
کھانکر کفر عیاری میں سکھار دین کے بارگاہی جب ایرج نے اوپر کا دم لیا اور بیوشی دماغ کو جردھی چھینک کر گی  
کہ وہ کو اور آخر آدمی دیکھنے کا فتاح تو صیٹ بنگ کے خیمے صیٹ ہا ایرج نے جب کسی کو نہ پایا تو پھر بے سر سر رکھکے  
سورابیں فلاح بنگ کے نیچے سے نکلا اللہ ملحقہ سے کھنڈ میں گر خوار کر کے چادر عیاری میں بقتارہ باز حکم مقرر لایا اور  
خیمے سے صیٹ سلامت بھکر روانہ ہوا اور دوسرا شاپور میں پٹے کے پیچھے غور مچنے ہوئے چلا جاتا تھا اور اپنے شکار دون  
سے کہتا جاتا تھا کہ اسے تم سب سے دہنی بائیں جانب سے روکے ہو کہ یہ کسی اور طرف سے بھاگ نہ جائے  
الفاظ وہ پٹا اڑنے لگے ایک دھنست میں جا کر ایک دشاہ لوہے پٹک کر تلوار داری آواز کھڑا اسکے کی پیدا ہوئی شاپور مچھا  
کہ یہ کھڑا کا کیا ہوا اور شخص کیا انتہا آیا تھا کہ میرا دار کھار صیٹ ہو رہا اور پھر کوئی حربہ نہ کیا بخیل کو کے بن پٹے کے  
قرب جا کر دیکھنے لگا یہ بلا کیا ہے کہ اس دشاہ میں اسکا شکار بھی ہو چکے اللہ تلوار میں مارنا شربت کین جو تلوار پڑتی تھی وہ  
کھڑا اسکے پیدا ہوئی تھی وہ شکار بھی ختم تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے آخر کار حواریں بڑے بڑے پٹے کے وہ بتلا زون پر لگا اور  
ایک شخص نے جو آ کر غریب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ کھانڈ کا بتلا تھا ہوا بڑا کے اڑنے بھانک اٹھا تھا صیٹ  
اپنی جو تلوار برائسی کو تھمے ہوئے وہ اس آئے بیان ہوا کہ خیمے کے اندر دیکھا تو کل خود شکار دار خاصہ در بیوشی پڑے ہوئے  
ہیں اور ایرج کا بخت بھی خالی چلا ہوا ہے ہر جا رہا جانب دیکھا کین بتانگ کھجور جو کر ٹیپے سے نکلا ایرج کی تلاش میں  
ہو کر ایک فلاح کشوری کا حال سنیے کہ یہ چلیا رہا ایرج کا لہر خیمے سے نکلا کہ جلد جلد پاسے شاطری ہا رہا چلا جاتا تھا  
جاتے جاتے قرب اس پہاڑ کے پہونجا کہ حیرت مندی آہا ہوا تھا اور جالہ نوزین تران اپنے شکار دون سمیت  
سائینے پہاڑیوں کے پہونچا تھا کہ سامنے سے ایک سیاہ پوش بشارہ بدھل کو جاتے دیکھا وہ کہہ کر آواز دی کہ لوگوں  
ہو اور بشارہ کا ہیکل ہے چلا ہی چلا رہا کہ تم آتے ہیں یہ سکھ دو چھر گیا صیٹ جالہ نوزین کے قرب گیا تو اسنے کہہ دیا  
جالہ نوزین قرین میں داراب کھنڈ کشا کا عیار ہوں فلاح کشوری بیلا نام ہی جالہ نوزین نے پوچھا اس بشارہ  
میں کیا ہر فلاح نے کہا کہ اس بشارہ سے میں ایرج ہی میں اس کے خیمے سے اسے بیوشی کوئے پر لایا ہوں یہ سنکر



جانشین قرآن پینے جی میں سو جا کر اس وقت نساخ اکیلا ہوا اس سے یہ پشاور وچھین بھی لوگا اس وقت منٹ بن بہ دروں  
 لائے گئے تھے یہ سوچ کر قنات سے کہا کہ اگر قنات چہ شکرہ مجھے دے دے کہ میرا آقا مسد غازی کرے لادہ ایم جی کا دشمن  
 ہوا کہ ایک مرتبہ میں بھی اسے گرفتار کر لایا تھا اور اسے سے نور شہر نے چھین لیا تھا اسی دن سے میں اسد سے نہایت  
 ادا رہا ہوں اور آگے میری پیش سے چار مہینے ہوئی اگر تو مجھ کو دے دے دیکھا تو میں بہت شرف ہو گا اور یہاں کر اپنے ملک کو دیکر  
 سرخرو ہو گا قنات نے کہا کہ جانشین بھلا کیا بات ہے کہ میں تو اتنی محنت سے اسے لایا ہوں اور تمہیں خواہ خواہ دینا  
 میں تو ہرگز نہیں نہروں گا جانشین نے کہا کہ بھلا کیا قنات تم ہیکڑی کے مجھ سے کھل بھی جاؤ گے تم نہیں سمجھتے کہ میں  
 اکیلا ہوں اور میرے ساتھ مسد غازی شاگرد ہیں اور میں اکیلا بھی کسی سے کہ نہیں ہوں فن نہاد و پیر پھاری ہیں اگر تو نہیں  
 سہل میں دے دو گے تو میں تمہارے ہونے کا نام عمر احسان نہروں گا اور میں تو پھر جرح دو گے اسطرح لوگ جوڑے  
 نہیں اور بے اس پشاور سے کہیے ہوئے تعین جاسے نہیں دو گے یہ شکر قنات نے خیال کیا کہ اگر قنات اگر نہیں دیتا  
 اور اس سے کہا کہ تار کو اسکے ساتھ بہت سامع ہر اول تو یہی مجھ سے ہنسی لگے اور دے کر دیا وہ غل غل ہوا تو  
 تو اسد غازی بھی دوڑ پڑ گیا تو منٹ میں مارا جائیگا یا گرفتار ہو گا اس سے بہتر یہی ہے کہ پشاور اسکو دے دے ہی دے  
 ورنہ انجام اسکا اچھا نہیں ہو گا یہ سوچ کر پشاور جانشین کے حوالے کر دیا اور خود داراب کی خدمت میں روانہ  
 ہوا اب اسنے کہ جب قنات پشاور دے کر چلا گیا تو جانشین نے بلدی سے ایک گڑھا کھودا اور پشاور سے  
 کو اس غار میں رکھ کر نہ کر دے کا پتھر کی چٹان سے بند کر دیا اور اسد کی خدمت میں روانہ ہوا اور قنات  
 نے داراب کے پاس پہنچ کر سب حقیقت حال گزارش کی داراب نے قصہ شکرست برہم ہوا اور کہا کہ آؤ  
 میں نے تو تجھے منع کیا تھا کہ خبردار تو ایرج کے گرفتار کرنے کا قصد نہ کرنا اور تو نے یہ طرہ کیا کہ جا کر اسے  
 گرفتار کر لی لایا اور میرے کئے پر عمل نہ کیا اور اسے بدعت اگر تو نے اپنی سخن پروری ہی کی تھی اور اسے  
 گرفتار کر لیا تھا تو کاش یہاں اسی طرح لیے چلا ہی آتا کہ وہ زندہ تو نہج ہمارے تو تو اسے شہر کے بیرون  
 دے آ پاشد تو اسکا دشمن جانی کردہ کا ہے کہ زندہ جوڑے کا جس وقت جانشین ایرج کا پشاور اسے بے گھر  
 کر گا وہ اسی وقت تو ایرج کو نہ تیغ کر لگائیں تمام زمانے میں تیری وجہ سے غبت بدنام ہوا اور ناحق مسد غازی  
 میرا بیٹو تو نے جو کہہ کیا سو کیا اور جو سواد ہوا اگر اب تو یہ کر کہ اسی وقت مجھ سے بدعت الزمان کے پاس چلا جا اور میری  
 جانب سے بدعت الزمان کی خدمت میں بہت بہت سلام کنا اور کتنا کہ بدعت الزمان میں ہر چند جا رہا ہوں کہ میری  
 جانب سے کوئی فساد نہ نکلے اور اس دیوانہ سے نہ بگاڑے کہ وہ ناحق مجھ سے برسر فساد ہو اور لڑائی پر آمادہ ہو میرا  
 چار آج ایرج کو اس کے خیمے سے پکڑے ہوئے پشاور میں باز سے چلا آتا تھا کہ راستے میں عیار اسد سے  
 ملا کہ ہوئی اسنے پشاور زیر دہی چھین لیا بہت ہی کہ پشاور ایرج کا بہت جلد میرے پاس بھر ادیکھے ورنہ اب میرے  
 آپ کے فساد رکھا ہوا ہوتا تھا جسبہ ٹکڑی اسی دم چھٹا ہوا گیا اور پیغام داراب کا بدعت الزمان سے آریاں  
 کیا بدعت الزمان یہ پیغام داراب کا شکرست ترش ہوئے اور قنات سے کہ کہ ٹھہرے رہو میں بھی اسد کے  
 پاس آدمی روانہ کرتا ہوں اور اسی وقت اسد کے پاس روانہ کیا کہ بھلا کہ ای اسد یہ کیا حکمت سے نے  
 اختیار کی ہیں میں ایرج کے ہاتھوں سے تو پریشان تھا ہی اب تمہاری مرضی یہ ہے کہ داراب سے بھی  
 مجھڑ جائے اور اس سے بھی مجھ سے مجھڑ ہوا ورنہ بھی میرا دشمن بنے داراب کا عیار ایرج کو گرفتار کیے  
 لیے آتا تھا کہ تمہارا عیار اسے تنہا بھگڑ پشاور ایرج کا چھین لیا بھلا یہ کون سی محبت اور کونسی فحاشی تھی

یہ باتیں انہی میں ہیں بہتر یہ کہ ہم اسی وقت پشاور و درج کا دھب کے پاس مجھ کو دیکھنے سے بخت اس کے  
 پاس روانہ ہوا جلد جلد راہ طے کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ جانشنوز بن قون سے ملاقات ہوئی جانشنوز نے پوچھا کہ امین  
 اس وقت تم لپکے ہو سے کہاں جاتے ہو امین نے ساری حقیقت بانشنوز سے بیان کی جانشنوز نے کہا کہ تم اس کے  
 پاس بیکار جاتے ہو اس کے توفیقوں کو بھی اس کے کی خبر نہیں ایرج کا تو پشاور میں ہی ہے جھینگر غار میں چھا  
 دیا کہ تم میرے ساتھ چلو میں بھی تمہیں اتحاد و دوستی سے اور اس کے سے کوئی غرض نہیں کہ میں نے ابھی تک اس  
 سے ذکر بھی نہیں کیا امین جانشنوز کے ساتھ ہوا جانشنوز امین کو لے کر آئے دیکھا کہ غار کا رخ کھل گیا  
 ہو چنانچہ تھری کی دور چڑی ہوئی کہ پشاور سے کا نشان بھی نہیں یہ دیکھ کر زانو پڑا نہ دے مارا اور کہا کہ اسے لے کر  
 یہ کیا سا کھڑا کر پشاور ایرج کا غائب ہو گیا امین یہ سمجھا کہ جانشنوز نے مجھ سے دلی کی کہا کہ وہ جانشنوز بھلا  
 ایسی دلی بیگ نہیں ہو جانشنوز نے کہا کہ امین دلی میں دلی نہیں کرتا پھر یہ کہ میں نے پشاور ایرج  
 کا قتل سے جھینگر اس غار میں رکھ دیا تھا معلوم نہیں یہاں سے کون اڑا لیا اور میں نے اسی غنیمت کے لیے  
 اتنا جڑا بھاری پتھر اس غار کے منہ پر رکھ دیا تھا لیکن معلوم نہیں کہ کون نقص ایسا آیا کہ جس نے اتنا بھاری پتھر ٹھاکر  
 پھینک دیا اور پشاور لے لے بھاگا اور بھلا امین مجھے جو چھوڑنے کی غصے کوئی وجہ نہیں ہے یہ شکر امین وہاں سے پھرا  
 بدیع الزمان کی خدمت میں آکر تمام حقیقت بیان کی بدیع الزمان نے قتل سے کہا کہ اگر قتل شائع  
 ہو تو حال قتادہ امین نے بیان کیا اب میں مجبور ہوں کیا کروں کہ پشاور ہی غائب ہو گیا قتل بھی سرساکت ہو گیا اور  
 داراب کے پاس اگر ساری حقیقت حل گداڑش کی گریہ بدیع الزمان کے غلاق و مردت اور کرم و محبت کی حمد و ثنا  
 بہت بیان کی کہ خداوند یہ تو قصہ آپ سے گداڑش ہی کر دیا گیا کہ واقعی یہ امر کہ بدیع الزمان کا صاحب محل و منقہ  
 ہو اور کف و بار و دستا شخص ہو آپ کا پیام سننے ہی امین کو اسی وقت اس قدر غازی کے پاس روانہ کیا اور بہت تاکید  
 کر ابھی غار میں اچھلتے چھوڑتے کہ پشاور ہی غائب ہو گیا یہ حال شکر داراب بھی چپ ہو رہا اور دھر جانشنوز بن قون  
 نے اگر ساری کیفیت اس کے بیان کیا اس نے خوب ہی غصت و اذیت کی داراب مریدہ کو ایرج کو گرفتار کر کے لایا تو خیر  
 کے لوگوں سے چھوڑا یہ اب دوسری مریدہ جو بے شفت و بے منت و پاچی ہاتھ لگ گیا تو یوں گوارا نہ کیا بیعت  
 میرے پاس آئے قتل سے غار میں چھپانے کی کیا ضرورت تھی صبر کا اعتبار کیا میری گھڑی ہوئے ہیں کسی نے غلو  
 اس غار میں رکھنے کو کہا ہو گا دوسرے اس کے بعد نکال لیا جانشنوز اپنی غلطی پر تادم ہو کر خاموش ہو رہا اس کی  
 خاموشی پر اس کو خیال گذرا کہ اسے مجھ سے فخر کیا تھا اپنی رنجیت جتانے کے لیے اس نے کہا تھا ایلے کہ اگر پشاور  
 ایرج کا اس کے ذمہ نہ لگ جاتا تو اس کی غار میں رکھنے کی کوئی وجہ نہیں تھی تو گھیرے پاس لے آتا یہ جو جانشنوز سے  
 کہ کہ غصہ برپا ہوئی ہاں میں تو نے نہ سے اپنی خجالت مٹانے کے لیے نفرد کیا اس امر کی کوئی غصت نہیں بد  
 نفس کہ اب ہو اور بالکل مجبور ہو کر یہ شکر جانشنوز نے قسم کیا کہ بیان کیا کہ اس میں سچ ہی بیان کرتا ہوں اول تو میں  
 مجبور نہیں ہوتا دوسرے اگر مجبور ہوتا ہوتا بھی تو آپ سے یہ شکر اس کے لئے کہ اس نے ایرج کو تودہ مقام کو مجھے پلک  
 دکھا دے کوئی نشان کسی قسم کا تو ہو گا جانشنوز نے کیا کہ بہت اچھا پیسے اور اپنے ساتھ لے کر اس غار پر آ کر وہاں  
 پشاور ایرج کا پوشیدہ جانتا اور اس کے کہ کہ دیکھتا ہی نہ تھا پشاور تھا اب جو وہاں کھڑے ہو کر اس  
 نے چار جانب نظر ڈالی تو ایک جانب تو رشید کا لشکر تھا ایک طرف بدیع الزمان کا امن ایک جانب  
 داراب کی فوج جو بھی طرف ایرج کا لشکر تھا پس اسی طرف اس نے غور کرنا دیکھا جانشنوز بن قون نے بھی



ساتھ ساتھ ہی کوئی دوسری تین کوس آیا ہوا گاؤں سے ایک سیادوش کو دیکھا کہ وہ تھا شاید بااثر ہو جاتا ہو جس جانشوز نے  
 نعرہ کیا کہ او مرد و دکان بھاگا جاتا ہو غم بہا اور اسد قازمی نے آواز دی کہ دکان بھاگا جاتا ہو اگر زندگی اپنی چاہتا  
 ہو تو پشت تارہ رکھ سے در نہ بغیر اس نہ چھوڑ دنگ میں بند اقتدا جمل ہو جائیگا یہ پکارتا ہو اور اس سیادوش کے پیچھے  
 گھوڑا اٹھائے چلا جاتا ہو مانتے جاتے جب اس کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ دیو چہر میسار پشتر رہے چلا جاتا ہو نعرہ کیا  
 کہ میں تمہارا میں آپو پنہ اور تیر پلا کمان میں جڑ کر جاتا ہوں کہ دیو چہر کے اس کے اٹنے پلٹ کر دیکھا کہ اسد میرا ما  
 ہی چاہتا ہو بسبب خوف جان کے شکمہ ہمدرد کہ بھاگا اب اسکی حقیقت حال سننے کے اس کے اتہ پشتر کہ کوئی ننگ گیا کہ جب  
 جانشوز پشتر سے کو غار میں چھپا ہوا تھا تو انوقت رات روزگار دیو چہر ایرج کو اسوتہ متا ہوا شرفرنگو شہ سے  
 نکلا تھا اس مقام پر اسی وقت پہنچا جانشوز کو چھپاتے ہوئے دیکھا کہ دیو چہر ایک گوشے میں چھپ رہا ہے جانشوز  
 چلا گیا تو یہ اس گوشے سے نکلا پشتر کہ کوئی براگا اغرض اسد نے اس پشتر کہ کوئی دیکھا تو ایرج بندہ چاہتا ہوا تھا  
 میں جانشوز سے کہا کہ اٹھا لے اس پشتر سے کو جانشوز نے اس پشتر سے کو اٹھا لیا اسد ساتھ لیکر اپنی فرد گاہ  
 میں آیا اور پشتر سے نکلا کہ درخت سے خوب بکڑ کر بندھ آیا اور جانشوز بن قرآن سے کہا کہ اسے ہوش میں  
 لا جا جانشوز قید رہے ہوشی سے کہ اسے ہوش میں دیا اب جانشوز کی انکسلی ہوئی کہ ایک درخت سے بکڑا ہوا  
 لگا اور اسد کہ ساتھ لگا ہوا دیکھا خیال کیا کہ شاید میں خواب دیکھ رہا ہوں یہ سوچ کر آنکھیں بند کر لیں اسد نے جو دیکھا  
 کہ اسے آنکھ کھول کر بند کر لی تھی کہ یہ بخت اس حالت کو عالم خواب تھا جو آواز دی کہ او بندہ از بے خواب نہیں ہو بلکہ  
 میں بیدار ہی اور امر واقعی کا سامنا ہو خواب غم گوش سے یہ ارہو دیکھ تو میں نے تیری کیا حالت کی ہو تم کو تیر سے  
 سے بکڑ دایا اور اس درخت سے بکڑ کر باہر دیا اب تو میرے اٹھ سے گھڑ کمان جائیگا دیکھ تو کہیں سنہ ادا ہوں  
 اسے کہنت یہ وقت بھگوانہ تھا فدا سے رسوخ میں تو نے یہ آفت بد ہالی اور اس طرح محسن کشی بد کردہ حل  
 شاہزادہ نور الدین کے حسانات اور مراسم و عنایات کو ہو کر عالم عشق اور حالت بیہوشی میں تو نے کوڑا مارا اور  
 وہ قرۃ العین و حنان نور مدیہ سلطان تاجان کو دیکھا کہ سر دال پہ در دست کھینچا قاسوش ہو رہا اور وہ تو نے یہ بھی  
 خیال نہ کیا کہ ہم کس کے ساتھ یہ بد عنوانی کرتے ہیں اور کس محسن کے ساتھ یہ بدسلوکی کرتے ہیں اسے میرا میں نے تم کو تاک  
 سے پاک کر دیا اس کے ساتھ تو نے یہ میری حق کی آغوا اپنی اصالت پر لگانا اگر غیر دیکھ تو اب میں میں ہی کس کت کو پہنچا ہوں  
 کسی جو اتنے بڑے ہمارے ہوں کہ بندہ تیرا بھوت جاسے اور گوشت تیرا قید اتنے ہو اسے یہ سن کر ایرج  
 نے کہا کہ او دیوانے بھول اٹھل چبھتے ہوئے اور جو تیرے بناسے بن پڑے اس میں قصور دیکھتا ہی دیکھ کر کہ اب تو میں  
 تیرے تابع ہوں ہوں میرا میں ہی کیا ہو لیکن اگر نیر اعظم کی نظر میرے حال پہ بندہ دل ہی تو مجھ سے وہ کردہ  
 بھی میرا کچھ نہیں کر سکتے اور سر سے اسے انسان بندہ کر کے کئے لگا کہ اگر نیر اعظم اور آفتاب تاجان تو ہی  
 بچائے والا ہو اور اس وہ اس کے ہاتھ سے چھڑانے والا ہو یہ سن کر اسد قازمی کوڑا اٹھ میں لیکر اٹھا اور کہا  
 کہ رکھتے ہی تو میں کہ نیر اعظم تم کو کیوں کر چاہتے ہیں بڑا آفتاب پرست بناسے یہ لکھ پلے خوب زور سے اتھون پر  
 گڑھے اسوتہ اور کہا کہ کیوں مرد و حین اتھون سے شاہزادہ نور الدین ہر مالی قدر پہ کوڑا مارا تھا جو شرط  
 کہ تیرے ہاتھ بندہ دست سے تم کو یہ لکھ پلے کوڑا نہ بھڑکنا نہ ہونے کے وہ کوڑا وہ کوڑا وہ کوڑا وہ کوڑا وہ کوڑا وہ کوڑا  
 یہ حال کر دیا تھا انیک بندہ ایرج کا شق ہو گیا اور یہ شکون خون یہ گیلہ بھر تو ہے اختیار ہو کر پکارنے لگا کہ اسد  
 تو بہا ہی اسد تو بہا ہی اسد از بر اسے خدا داد اسے بھگوانے دین و مذہب کا اب میری خطا کو معاف کر

اب کبھی ایسی خطا اور گستاخی نہ ہوگی جو سکر اسد نے کیا کہ اب تو ہوسکتی ہے تو یہ ہوتی ہے پہلی بچھے اس دن کا خیال نہ تھا کہ یہ جو الٹی بیودہ حرکت کرتے ہیں تو اسکا انجام بھی بد ہے اور اسکی پاداش بہت سخت ہے مصرع چہ اکار سے کہند مائل کہ ہا نہ آید شیبانی، اسے مرد وہ ابھی کیا کر دیکھ تو جیکو کیسی کیسی تکالیف اور کیسی کیسی اذیتیں پہنچاتا ہوں اور کس طرح تھکوا رہتا ہوں کہ کامیاب ہو اور مرغان ہوا تیرے حال پر فخر و زاری کریں اب اتنی باتوں میں جو ذرا با تھرا سہ کا ٹھہر گیا اور جان میں جان آئی تو پھر وہی اپنی گانے لگنے لگا کہ اب تو توجہ پاسے سو میرا مال کروے جس قدر تیرا ہی پاسے مجھے ایدہ دے لے مگر حرم پر خیر احکم آفتاب تابان کی جس وقت چھوٹا اور تیرے پنجے سے نجات ملی تھے ہاں ہی سے اسے اڑا لیا گیا کلام ایرج کا سکر اسد ہٹنے لگا اور کہا کہ اوپامی او بناتے اب مجھے چھوٹنے کی بھی امید ہے کہ میرے ہاتھ سے صحیح و سلامت چلا بھی جائیگا لا حول و لا قوۃ الا باللہ اسے کہتے محسن کش میں ابھی تو مجھے تیغ لڑتا ہوں تو ہائیگا کمان جب میں مجھے چھوڑ دوں گا تو جو سلوک چاہتا میرے ساتھ کر لیتا اور جب میں مجھے مار ہی ڈالوں گا تو تو میرا ایک کر سکیگا مصرع از مرغ سرمد پدہ صد اسے نئی شود، یہ مکر کھو کر پھر ایرج پر ماری قضاے کاہ اقا قات۔ و زگار ابھی زندگی ایرج کی باقی تھی وہ ملو اس اُس رہتی بد پڑی کہ جس سے ایرج کو درخت میں لاندھا تھا اور وہ رہتی کئی ایرج کے ہاتھ پاؤں جو ڈھیلے ہونے لگے زور کے قید آہنی بھی توڑ ڈالی اور ناندھیر کے اسد پر جینا اسد سنہو، کی کہ یہ مردود چوٹ کس خود تو دور بہاگ لڑکھا ہوا اور اپنے رفیقوں سے کہا کہ اسے جلد اس واس پائی کو یہ مردود تو چوٹ لگیا خبردار جانے نہ پاسے اسد کی یہ آواز بکھر سب کے سب دوڑ پڑے قریب تو کوئی آتا نہیں وہ سے کنگر پھر رہا شروع کیے ایک فوجی ایرج کا کوزون سے شق ہوئی، ہاتھ اور سبب خشت و شک کی جو چار ہوتی تھیں اور زیادہ بکھری ہو گیا بیور ہو کر سامنے بھاگ کھڑا ہوا سامنے ایک جیل تھی گھبرا کر اس جیل میں کود پڑا مگر رفتے سے اسد ہر چار طرف سے پھر یہ سارے بن پاسد کہ رہا ہی کہ بارہواچی پاسنے نہ پاسے میں طرح ہواست اور اب ہر طرف سے ایک فل بدراہر ہر ایک چلا، ایرج کہ اوپامی کل پانی میں سے اوپامی کل جیل میں سے وہ نہ جیل میں ہی کساند تیرا فائدہ ہو اور جب ایرج پانی سے سر باہر نکلتا ہے تو ہر طرف سے پھروں کا سنہرے سے لٹکا ہوا پھر ایرج جو کھڑا کر پانی کے اندر غوطہ مار لیتا ہے مگر می و مگر می کے بعد پھر جب وہ ٹھٹھنے لگتا ہے وہ پھر پانی سے سر نکالتا ہے پھر وہی بھاریکٹا ہے آخر کار اس بھواسے شدہ سے ایرج کو یقین ہو گیا کہ اب تو زندہ نہ ہوگا اس دیوانے کے ہاتھ سے آج نجات نہ بہت ہی دشوار ہی یہ خیال کر کے لگا بلبلا بلبل کر دھانین مانتے کہ اس خیر اعظم اور آفتاب تابان اس وقت جیکسی میں سو اسے تیرے میں کسانا نام لون اور کسکو پکارا ہوں نباسے نہ مدد کے تو ہی اسس دیوانے کے ہاتھ سے نجات دینا تو نجات یلگی یہ تو اسس حالت میں ہو اور اذہر کا حال سننے کہ دیو چہرہ ہوا جو پشستار ایرج کا پھینک کر بھاگا تو بخظ مستقیم طراسب کے پاس کیس طراسب نے پوچھا کہ دیو چہرہ پشستار اس قدر متردود پریشان کیوں ہو دیو چہرے نے ساری حقیقت ایرج کی بیان کی اور کہا کہ ایرج طراسب جلد پھرو نہ وہ دیوانہ ضرور ایرج کو مار ڈالے گا یہ سنکر طراسب اسی وقت آتھ کھڑا ہوا اور اپنی فوج کو ساتھ لیکر اسد غازی کی جانب چلا پھر وہی جلدی راہ طر کر کے اس وقت پہنچا کہ ایرج بیقرار ہو ہو کر دھانین ٹنگ رہا تھا اور رفتے سے اسد پھروں کا منہ بر سار ہے مجھے جانتے ہی ضرور دیکھا کہ باش او دیوانے نے دھبول بخت پر گشتہا متوال کے گدارم کا دوست من زندہ و سلامت روی پہلے تو اسد کو خیال نہ کہ یہ ایکو تو بھی اب کو بھی مار لو مگر آکر اٹھا کر جو دیکھتا ہے تو گرد و غبار کا تھق اٹھا ہوا معلوم ہوا فوج کثیر کی علامت یہاں اسد غازی نے خیال کیا کہ یہ تنہا نہیں ہو فوج کثیر اس کے ساتھ جو جب ٹنگ میں اس سے اُٹھو لگا اس وقت تک فوج بھی اسکی آہنگی و سوچ کر اپنے خفا حیت



ایک کتاب جو باگا گنہر، مہا قصاب پرست یا رزند و صحبت باقی تو میرے ہاتھ سے باغ کا لہان طرما سب تیرا عانی آج پوچھا  
اس سے آج تو نوجی گیا مگر خیر بھی بہرہ کا اگر میں زندہ ہوں تو تیرا بھی پتہ چھوڑ دوں گا یہ کتاب جو اصوات لکھو ہوا چلا گیا، سننے والے  
میں طرما سب بالکل نزدیک آگیا اور باگا اسے غازی کا قصاب کر کے گرا بیج نے اس میں جیل میں سے رنگ پکڑ  
طرما سب کو آواز دی کہ یہ طرما سب کہاں جاتا ہے خراب ہو گا پہلے میری تو خبر لے لے کہ میں اس حالت میں  
بنامہ ہوں پھر اسد کا قصاب کرنا یہ آواز ضعیف اسی طرح کی سنکر طرما سب پھر ہذا اور اسی طرح تو جیل میں سے آکر نکلا  
بجب حالت دیکھی اسی طرح کی کہ سر سے ہاتھ زخموں میں وہ زخموں میں مانی جہاں اور تھکروں سے سب زخم نگاہ پر چھا  
کر اور اسی طرح یہ کیا حالت ہو تیری اندر ج نے کہا کہ اب یہاں سے لے تو چلو اس میرے درست ہو لین تو پھر ماری حقیقت  
بیان کروں غرض طرما سب اسی طرح کو پاگلی پر سوار کر کے شکر اسی طرح میں آیا اور بیان کا مال سننے کے حامل بن گیا  
تمہایت تنکرا اور متروک اپنے پیچھے کے آگے نکل رہا اور شاہد ر شیر دل چارہ بانہ نہ ہونے متاثر تھا کہ طرما سب اسی طرح  
کو لے کر ہوئے پوچھا سب کے سب کمال درہم خوش و مسرور ہوئے حاکم بن حمید بھی دوڑا ہوا آیا سلام کیا مزار پر سی کی  
اور حالت پر اسی طرح کی دیکھی نہ وہ پہاڑ پر اترا مارا اور کہا کہ اسے زبدہ آفتاب ہندستان ہو اسی طرح وہاں سے کیا مادہ محنت  
گدرا جو آپ کو یہ حال تھا اسی طرح نے کہا کہ اسے حاکم میرا حال نہ رہے پوچھتے ہو اسے بھائی آج تو نیکر عظم  
نے وہاں سے جھٹکا اور نہ کیا پہنچنے کی امید تھی آفتاب تابان طرما سب کا بھوکہ کر کے اور اس کے مقاصد پر اسکو کہنا  
کر کے کہ اسے آج جان میری بھائی ورنہ وہ دیوانہ اسفول آج بھوکہ بھوکہ کے نہ چھوڑتا وہ تو یہ کہنے کہ طرما سب  
پوچھا کہ اس کے خوف سے وہ دیوانہ مجھے چھوڑ کر بھاگ کر آیا ہے تو میری ہولت میں کوئی دیکھتا ہے وہ گدشت نہیں  
کہا تھا اسے کوڑوں کے تمام بدن میرا بھروسہ کر دیا اور اس پر سے تھکروں کی بوجھ پر پڑی کہ سب زخم شگافہ ہو گئے  
اور بھائی اس حالت میں اب بھی کوئی امید نہ رکھتا چاہیے اگر زخم میرے اپنے ہو گئے تو جو گئے وہ نہ موت کا نور مانا  
ایسا ہی غرض اسی طرح کو پیچھے میں لپکا کر پلنگ پر لٹا یا زخموں میں تانے لگا اسے علاج شروع ہوا جب ذرا افادہ ہوا تو اسی طرح  
نے شہر فرنگو شہید کا مال ہستفاری کیا طرما سب نے کل حال فرنگو شہید کا بیان کیا کہ میں نے اسے سر نو فرنگو شہید کو  
سنو کیا اور زندہ حور کو گر خوار کیا آئین آفتاب پرستی کو افسوس دیا یہ سنکر اسی طرح بہت خوش ہوا اور کہا کہ واقعی کئے بڑے  
کام کیا آفتاب تابان کا فضل و کرم تارے شال حال رہے بعد اسکے شاہد رہے کہ اسے شاہد ہوا اس دیوانے نے مجھے  
سخت عاجز کیا اور انتہا کا ذلیل کیا اگر تو جا کا اسد کو گر خوار کر لاؤ میں اسے برابر تجھے جو ہر حال دوں گا وہاں سے انعام و ناکہ  
کہ میرے اٹھائے نہ اٹھ سکے گا شاہد رہے کہ اسے بہت اچھا میں آپ کے کہنے سے اسے گر خوار تو کیے لایا ہوں مگر آپ سے کبھی کچھ  
نہ ہو سکیگا اور آپ اسکا بال بھی نہ بگاڑ سکیں گے پھر وہ مجھ و سلامت نکل ہوا پھر جانا اسی طرح نے کہا کہ تمہیں اس طعنہ زنی سے  
گناہ و عیب سے بچنا کہ میں اسکا کر لاؤ اس بحث سے تمہیں کیا ہو شاہد رہے کہ اسے بہت اچھا مجھے تو آپ کی تمہیں ارشاد  
سے غرض جو میں گر خوار کئے لایا ہوں وہ لکڑ شاہد رہے تو گر خوار ہی اسد میں روانہ ہوا اور بیان کا مال سننے کے جس  
روز اسی طرح کو زبے کا کر اسد غازی کے ہاتھ سے چھوٹا کسی روز پہلے اترمان نے فضل صحت کیا اور امیہ اگر اسد  
غازی کو لایا اسد غازی نے صبح کو جشن کیا اور غور شہید ستارہ پرست اور واراب کشور کشاے کو جہاں پہلے  
جان نے فضل صحت کیا جو اس میں نے اس غرضی میں جشن اور دعوت اجابہ کا سامان کیا جو مجھے اسے دیا کہ آپ اگر خیر  
کو سر فراز فرمائیے اور شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی کیا بھیجا کہ میں بھی تم دونوں کا شائق ملاقات  
ہوں اور کمزور منت ہوں کہ تم دونوں نے خوب خوب میری اعانتیں کیں اور خوب میری کمک کی آپ

میری خواہش یہ ہو کہ اگر محبت جیٹن و عیش میں شریکیت میں وقت بہ مقام اسد اور بدیع الزمان کا داراب و خورشید سنہ  
 شہنشاہ میر کو قلعہ مانگام سے سرفراز کیا اور کھڑا کیا کہ بہن آپ کے ارشاد سے قدر نہیں ہو بسرو چشم حاضر ہونگے پیا میر تو خدمت  
 بہ داراب و خورشید نے جانے کا سامان کیا ان فرض بندہ تھوڑی دیر کے داراب و خورشید دونوں حاضر خدمت میں الزمان  
 ہوتے محبت جیٹن و عیش و عشرت ہمراہ جاتی تھی ہونے لگا جام شراب گارنگ گر و شربت آیا اسد غازی سنہ اپنے اتر  
 میں بام و صراحی لیکر شرب پلانہ شروع کی تین شہانہ و درجہ عیش و پارسی بعد اس کے سب کے سب رخصت ہو کر اپنے  
 بیٹوں میں آئے خورشید و داراب اپنی نذر و نگاہوں کے اسد اپنے مقام پر آیات کو بٹھا ہوا شب بام کی کیفیت دیکھ  
 رہا تھا کوئی دوپہر رات گذر گئی تھی کہ اسد نے جانشوز سے کہا کہ اے جانشوز اس وقت مرغ کے کہا بکھانے کو میری بیٹا  
 ہے کہیں سے مرغ تلاش کر کے دو جانشوز سے کہا کہ بت اچھا آپ میں بیٹھے ہیں ابھی آتا ہوں ملا جاتا ہوں ابھی آتا ہوں  
 یہ کہہ کر جانب صحرارہ روانہ ہوا کوئی کون بھر گیا ہو گا کہ ایک مرد کنیز درخت بیٹھے دیکھا سلام کیا اور کہا کہ اے عزیز بیان کہیں  
 مرغ بھی ملے گا اسنے کہا کیا خوب آپ کے بھی ہاتھ پیرے دوپہر رات کے مرغ تلاش کرنے ہوا اور ایسا کون عقل مند ہے  
 کہ جتنی رات گئے مرغ نہ ملا ہو جانشوز نے تم حال جان کیا اور کہا کہ میں اسد کا چارہ ہوں جانشوز میرا  
 نام ہے اگر نہ آتا تو وہ نہ جاتا اس مرد پیرے کہا کہ اچھا وہ درخت معلوم ہوتے ہیں اس طرف ایک چھوٹا سا گافن ہے  
 وہاں مرغ ملے تو سنہ و سکر جانشوز قفس گافن کی طرف روانہ ہوا اور یہ مرد پیرہ اصل شاہ پور شیر دل تھا اسد  
 کو ڈھونڈنے ڈھونڈنے قریب شام بیان ہو چکا رات ہو جانے سے اسی مقام پہنچا وہ موقع غنیمت جانکر جانشوز کا  
 خود ہوا دسے کر اس طرف روانہ کیا اور خود جانشوز کی صورت بیکر کچھ سموسے اور کچھ مال موٹھ لگلی دار دسے پوشی  
 میں آختر کے اسد کے پاس آیا اور کہا کہ چارہ طرف ڈھونڈ چھوڑ مرغ تو کہیں نہیں ملے گا سموسے اور مال موٹھ لگلی ہے  
 اسے خوش فرمائیے ہو لکھا سموسے آیا اسد نے اسے لیکر کھایا اور رفیق قوسب کے سب جاہا کہ پہلے ہی سو رہے تھے اسد  
 تھا تھا القہر اس دال موٹھ اور سموسوں کے کھانے ہی سر پھرنے لگا اور اتار بیہوشی کے نمایاں ہوئے کہنے لگا کہ اے جانشوز  
 یہ دال موٹھ اور سموسے تو کمانے لایا تھا مجھے تو اس میں کچھ بیہوشی آمیز معلوم ہوتی ہے وہ تو کچھ کھون کے گونے دھاتی کھڑے  
 فیض و ہر شاہ پور نے کہا کہ اے شہر بار آپ کے بھی کیا کیا خیالات ہوتے ہیں کہ جگہ نہ سامان نہ گمان رات زیادہ ہوا چکی ہے  
 اور آپ نے اب تک دم بھر بھی آرام نہیں فرمایا اس وجہ سے دوران سر ہونے لگا جواب جا کر آرام فرمائیے صبح کو صبح  
 و سلامت اٹھیے گا یہ سکر اسد اٹھا کر بنگ پر آرام کرے کہ دفعہ بیہوشی نے لانا چاہا اور وحشت سے زمین پر گرا شاہ پور  
 نے محبت مہتاب کہ نہ نکال کر دو مطلقون سے دونوں ہاتھ دو مطلقون سے دونوں پاؤں دو مطلقون سے گردن دیکر  
 ساتون مٹے سے گویا دھکی کر کے چادر چھاری میں پشتارہ باندھ کر روانہ ہوا مگر جانشوز جو مرغ لیکر پھر اسد کو دیکھا  
 نہ پایا پیرا شاہ پور کا پہچانا اور نہ نقاسے اسد غازی کو پہچان کیا کہ غضب ہو گیا تم سب سونے کے سونے  
 رہے اور اسد غازی کو ایرج کا چارہ شاہ پور چیرا لیکھا مگر گھبراہٹ میں تم سب تیار ہو کر پیچھے آؤ اور پوچھو  
 ہو کر گوش بردار کھڑے رہو ہر کھڑے سب قزاقوں سمیت مسلح و کمل ہو کر روانہ ہوا اور بیان صبح کو ایرج نے وہاں  
 ہنگام میں پٹھا حامد بن حمید زنگی تخت پر نشین ہوا امرا اور اہل کان دولت اور انسران فرج جمع ہونے لگے بن ایرج  
 طرما سب سے بارگاہ میں بٹھا ہوا کہ رہا ہے کہ شاہ پور سے کبھی کبھی نہ آج کئی روز ہو چکے ہیں کہ وہ اسد کی  
 تلاش میں گیا ہوا اب ہم کو نہ خود آیا نہ اسد غازی کو لایا وہاں اسد غازی اور بدیع الزمان نے جشن کیا  
 محبت جیٹن و عیش و عشرت ہمراہ جاتی تھی کہ بہن آپ کے ارشاد سے قدر نہیں ہو بسرو چشم حاضر ہونگے پیا میر تو خدمت



کہ شاہ پور میں گرجا کی صورت اپنی جگہ نہیں دیکھا مگر اس پر اس کا کہ اس شہر پر جشن میں تو اسد قاز می سفید مضبوط  
بندہ دست کیا تھا کہ کوئی پرندہ پر نہیں اڑ سکتا تھا ایسا خیال نہ فرمائیے شاہ پور شیر دل اس قسم کا آدمی نہیں ہو کہ وہ بزرگ نہ ہوں  
کر گیا آپ سے کر کر گیا اب وہ ضرور اسد قاز می کی نگین ہو گا جسے یقین ہو کہ شاہ پور خلی ان کے آگیا ابھی باقی  
ہو ہی میں یقین کہ شاہ پور پشاور وہ دوش پہنچا اور طر ماسپ نے دور سے پشاور وہ دوش دیکھا یہاں گھاسٹہ پکارا ٹھکانا امیر  
نوجوان وہ شاہ پور آیا اور ہا مقصد آیا کہ اس میں شاہ پور میں جلدی سے نزدیک آگیا امیر ج نے کہا کہ اسے شاہ پور  
لایا اس دیوانے کو کہا کہ خداوند حاضر ہے یہ سنا تھا کہ خوشی کے واسطے اچھل پڑے اس شاہ پور کو کہ سے لگا پایا اسے کہا کہ اس  
شاہ پور داخل تو صادق الودہ اور تک حلال ہو اب لا ترانہ ذکر میں بھی اپنا دھوہہ دہوہہ کر دین شاہ پور ترانہ دھوہہ  
ایم ج نے ایک طرف اسد قاز می کو ٹھکانا اور دوسری طرف جواہر مکر اسد کے برابر قتل کیا اور آہنگرون کو بل کر  
پچلے اسد قاز می کو قید آہن میں مقید کر دیا بعد ازاں شاہ پور سے کہا کہ بعد اسد کہ دوش میں وہ گرجا خوشی کے  
واسطے امیر ج کا یہ مال ہو کہ پہلے انہیں مٹا دے اختیار اپنے دنگل سے اٹھ کر اٹھ کر اٹھ کر اور ہر مرتبہ شاہ پور کو ملے  
سے لگایا اور ہر ہزار زبان شاہ پور کی تعریفیں کر رہا کہ اسے شاہ پور فی الحقیقت تمام عربین تو نے ایک ہی کام کیا اور  
اور اوہ دلیلم شیا علی اور طر ماسپ سے کہ باہر کو اس طر ماسپ سے ہرگز نہیں نہ تھا کہ یہ دیوانہ میرے  
ہاتھ لگا اور شاہ پور سے گرفتار کر لیا کہ میرا اعظمی کی مر باقی اور عاقبت قہر کہ ہر دہانہ میرے ہاتھ لگ گیا ابھی کل ہی  
ہو کر ہر کس اس ہاتھ میں نے مجھ کو ملکیت پہنچائی تھی کہ مجھے اپنی زیست کی امید منقطع ہو گئی تھی مگر خیر دیکھ تو اب  
کس عذاب سے اسے قتل کرنا ہوں الغرض سب انکو امیر ج شاہ پور نے اسد قاز می کو قید فیہ بیوشی دیا پسند  
عظمت گن پر و تاک سے اسد کی گرجے فوراً تم سے چھٹک آگئی اور آکر اسد قاز می کی لنگنی اپنے کو بارگاہ  
ایم ج میں مقید قید آہن لایا اور شاہ پور شیر دل کو سر پہ کٹھن دیکھا یقین ہو گیا کہ یہی ملعون جانیسوز کی صورت  
بگڑا ہے کہ میرے پاس آتا تھا اور شاہ پور سے بیوشی آکر دیکھ کر مجھے یہ دوش کر کے گرفتار کر لیا وہ خیال کر کے رنگ نہ دہا  
اور یقین مرگ ہو گئی مگر مجبوراً مجھ سے ہو کر طریق اہل اسلام سوچ گیا امیر ج نے سکر کر کہا کہ اوہ دہانے کل تو نے میرے  
ساتھ کیا سلوک کیا تھا کہ مجھ کو اسد قاز می نے کہا کہ اتنا خوب دیکھ کر مارنے لگے اٹھ اٹھا اور طر ماسپ  
نہ پہنچا ہاں آگیا میں مجھے جھوڑا بھی اسے اب بھی پھوٹ جاتا تھا تو مجھے خوب ہی حدست کر دینا خدا سے باز رکھو است  
اگر میری زندگی نہ تھانے تھانے باقی ہو تو تمہارے دو کو دوسری میرا کچھ نہیں بنا سکتے بدترین ہندو اس میں  
مقرر نہ کر امیر ج نے کہا وہ خدا سے کیا ایک راہی غاشخ رہ رہ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر اس شہد سے کو تیغ کریں  
اور اسب انکو امیر ج نوجوان ہستوان سرچہ شہر تل بیت آگ کان کے ارگے میں روہل کا نہ صون ہم شہد سے  
ہو سے غن کی بجائے انہیں سے آتی ہوئی چڑا ساتھ چیروان باڑہ اس پر دی ہوئی کمرین مائل موٹے موٹے  
سودھ لال لال آگین حاضر ہوئے اور امیر ج کو آکر سزا دیا اور پکار سے کہ شہر سلطنت سلطان تیار ہو کر برہوہ  
چیتہ مرغزار ادا نہ ہو شہد غنہ نہ صیا و چیتہ امیر ج نے کہا کہ جند اس دیوانے کی گردن مار دینی وقت ابود نے  
ریک کا جو ترانہ کر قطع اسپر ز اور اسد قاز می کا ہاتھ پڑ کر پھللا اور کہا کہ اوہ دہانے جو کچھ مجھے کھانا ہو کھائے  
جو پینا ہو پی لے جے یاد کرنا بھاد کرے وہ وصیت کرنا ہو وہ وصیت کرے کہ اب موت میری فریب آئی ہو وقت تیرا  
آخر یہ اسد قاز می نے کہا کہ تو اپنے کام میں مصروف ہو نہ مجھے کچھ کھانا پینا نہ وصیت کرنا ہو لیکن  
ان اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کر رہا ہوں یہ لکھ کر سوئے آسمان جہد کیا اور درگاہ قاضی انجالت میں بصد عجز

و نیاز عرض کیا کہ اگر رب العزت نویں اس وقت ہمیں میں میرا ہی وکیل بخدا یا تو خوب واقف ہو کہ اس مجمع میں سوسہ  
میرے دشمن جان اور شہت خون کے ہمارے دل کوئی نہیں ہوگا۔ اور آفسٹہ اسٹیل آگہون سے جاری ہیں  
اور جو دستکھر حکم اخیر کھڑا ہے کہ امیرج نے مکر دیا کہ جلد اس شہر کی گردن مار لیا اور لگائی ہو یہ شاید دہنے کو لے لانا گردن پر  
کیسپا اور تینہ کیسپا ہا کہ اسہ وقت اس کہ وقت ایک پنجہ جو دس کے سر پر ہوا کہ سر جلا دیا پھٹ گیا اور زمین ہر گھر کے مر گیا غل جلا  
کہ وہ مارا امیرج نے آواز دی کہ اسہ مارا گیا شاپور نے کہا نہیں اسہ تو زندہ و سلامت ہے جلا دسٹری سودانی ہو گیا تھا  
پھر پھر اگر تھوڑا اپنے سر پر مار لی کہ اسہ اسکا شق ہو گیا اور مر گیا امیرج نے حکم دیا کہ خیر ایک سودانی ہو گیا ہو گیا اور سر سے  
جلا دیا کہ وہ مسدود ہو گیا اور وہ بھی ہی طرح دیا کہ جلا دیا وہ بھی اسی طرح مارا گیا اب ہوا امیرج  
نے یہ رنگ کیا کہ جو جلا دیا ہو ایک ہوا ہو گیا اور کتہ لگا کہ یہ سر کر گیا ہو جلا دیا اسہ وہ آپ ہی ائمہ اہل ہو جائیں  
اور سہ اب کسی ہوشیار شخص کو جلا دیا کہ جو بہت قوی دل اور آزمودہ کار ہو وہ آکر اسے قتل کر سہ اب سے جسے ہیں  
وہ شخص انکار کر دیتا ہو یا کوئی ضرر یا نہ کر کے مالاہر بنا کر ولی کہتا ہو صاحب میں جلا دیا ہی کیسا جانوں میں ہمیشہ گمانوں  
کہ وہ دیکھتے اور جلا دی سے کہی ملو کہ کوئی کتاب میں تو سافسی کرنا ہوں کوئی کتاب کہ میں تو ہمیشہ کوریان کا ستا ہوں  
غرض جس شخص کو طلب کرتے ہیں وہ سوچ کر کہ کون جاسے جو اس مقدمے جانا ہو وہ ہلاک ہوتا ہو انکار کر دیتا ہو نہیں  
علوم کیا ہوا کہ ایک شخص قوی پہل قوی باز و بلند بالا بھاری تیغ ہاتھ میں ہے ہے اتفاق سے لگیا اسس سے کہا کہ  
زبدہ آفتاب پرستان نے ہے ایک دشمن قوی پہل کو گرفتار کیا ہو کوئی شخص اس کے خوف سے اس کے قریب نہیں جا  
اگر نہ چکر اسکو قتل کر لیا تو سر کا سامراج ہو جان سے بہت کچھ انعام پانچویں سکر اسے لگا کہ حدود بان ظلم اسس کام کیا ہوا  
دیکھا اور یہ لوگ جلا دی کیا جانیں ایک ہاتھ میں تو کام اس زبدہ زبان اور ستوب زبدہ آفتاب پرستان کا نام  
گردن کا قصہ اس شخص کو امیرج کے پاس لائے امیرج نے کہا کہ میں جگہ بہت کچھ انعام دوں گا جلد اس دہوانے کا کام تمام  
کر یہ حکم سکر جلا دیا اسہ غازی کے قریب آیا اور کہا کہ یاد کیے با خدا کو بہت جلد اب تیرا قیصل ہو جاتا ہو اور پچھلے سے کہا  
کہ زبانی جانسوز بن قران ہوں آپ جلدی سے میری گردن پر ایک کے پڑ جائے اور خوب مضبوط بنے  
پڑ بیٹھے میں آپ کو نکالے بے چہا ہوں یہ لکھتیہ ہاتھ میں لکھتیہ ہوا ارادہ قتل میں نہیں اسہ غازی سے  
جس طرح ہو سکا جانوں اچھا لکھ کر دن جانسوز بن قران پر جانا اور دونوں انھوں سے خوب مضبوط سر جانسوز  
کو پکڑ لیا اور جانسوز لیکر جاگا اور پچھلے وقت امیرج سے پکار کر کہا کہ امیرج ہو شبہار ہو جا کہ نسیم جانسوز بن  
قران اپنے آکا کو بے جا تا ہوں یہ کوئی تیرے لشکر میں یا صاحب عہد ہو مجھے میرے آقا کو چھین لے پس یہ رنگ  
دیکھ کر امیرج اسے کر کے کانپ گیا اور پکا ماکہ ہو کیا غضب ہو گیا آقا اللہ بانہ سے کل گیا اس سے لینا اسے خبردار خبردار  
بلکہ اسے جبر نہ چلنے پائے ہر پہ لوگ و در ہند نہ جانسوز کو کب پاتے ہیں جانسوز جب سراپے کو پھاڑ  
کر ہار نکلیا اور غمزدی دور جا کر اسہ غازی کو لاندے سے کہا کہ اسہ غازی نے قیصل آہنی و توتڑا اور جانسوز  
نے کسی نہ کسی کا تھوڑا بھی چھین چھان کر دیا اسہ غازی اس گھوڑے پر سوار ہوا اور جانسوز سا تھوڑا سا تھوڑا  
ہوا چند قدم پر جا کے زخبل جاری بکائی فراق تو صوبہ ہایت جانسوز گوشس پر آواز کھڑے ہی ہوئے تھے  
جیسا کہ سابقہ گزارش ہو چکا ہو یوقین بجا کر دوڑ پڑے اور بہت سے آفتاب پرستوں کو قتل کر کے صاف اسہ غازی  
کو نکالے بے چہلے اسے لے جا کر وہاں کہ میں ہناہنی اور بیان شاپور شیر دل نے امیرج سے کہا کہ آپ  
بہت مجھے کما کرتے تھے کہ مجھے کبھی کچھ نہیں ہو سکتا میں نے تو قیصل ارشاد کی اور اس دہوانے کو جا کر پکڑ لیا



کر کیا خستین سیرت میں۔ لیکن مومن صدقوں کے وہ دیوانہ صاف تھے۔ یہ اچھا گیا اور کوئی کہو نہ بتا سکا۔ ایسے  
 نے کہا کہ اگر وہ تو ہی نہ ہوں۔ میں نے ہر کار کو کچھ دیا ہوتا تھا۔ تیری سوارت ہو جاتی شاہ پور سے کہا کہ داد داد آپ کی  
 ہی کیا باتیں ہیں میں تو کبھی کسی کی بھی نہ قدرت کچھ کر اٹھ گیا۔ کو کچھ دے۔ اس صاحب یہ مہتر قرآن مجید کا فرزند  
 اور مہتر قرآن مجید کا جیسے بڑے بڑے۔ چلو تو ان کو تھیں یا کچھ بھی پڑھیں گے کیا ایسے ہی نے کہا کہ واقعی مجب  
 ہوا۔ بے درمان ہو کر صاف دن دانتوں سے لگا لے لیے ہو گیا اور جانتے وقت بسوں کو اکا ہی کر دیا۔ صبح چہرہ دلورہست  
 ہوا۔ کہ کہتے چرخ دار وہ ابھی وہ باتیں ہوئی۔ یہی قین کہ ہر کاروں نے اگر خیر دی کہ لقا سے ہے بتا رہا۔ دور کا  
 کہ مہتر شاہ پہونکا ایسے ہی نے تم سرکاروں کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور خود بھی سرحد شکر تک گیا۔ اہل  
 ساتھ لیکر آیا دعوت کی ایسے ہی نے ہمارا بیان کیا لقا سے ہمارا حال بیان کیا۔ آخر کار یہ صحت ہوئی کہ اب طبل جنگ  
 ہو رہا۔ چاہیے اسی وقت ایسے ہی نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا لیا جائے۔ شکر ایسے ہی نے جو ان میں نقارہ ریزی پر چوہا  
 جب یہ خبر لکھ بدیع الزمان اور داراب و خورشید میں ہوئی تو میان شکر دن میں ہی نقارہ ریزی گڑ گڑا ہوا  
 ہر تیار ہی رہی۔ کچھ کو میدان کارزار میں صفت آرائی ہوئی بعد آرائی صفوں جلال و قبال جب نقیب نقابت کر کے  
 پہلے گئے تو ایسے ہی نے مرکب کو چھوڑ کر میدان آیا اور پکارا کہ ایسا الناس کیا جا رہی ہے کیا نام ہو کہ جلدوں کے ہاتھ  
 ہمارے دن کو گرفتار کر رہے ہیں داد داد شجاعت اسی کا نام ہو اور پہون گری اسی کو کہتے ہیں اگر نبی ہی امت پر تو آج سے  
 شجاعت کا نام نہ لیتا شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ سنا جواب دیا کہ ایسے ہی نے ہمارا طریقہ اور دھرم نہیں ہے تم جانتے  
 اور اسد ہلے ہو اس نام میں وہ فی دھن نہیں ہو۔ تم تو ہمارے پر زنی ہوتے رہے اور چار طرف سے گھر رہے گھر بھی  
 ایسا قصد نہیں کیا بلکہ داراب نے جس وقت اپنے چاروں طرف سے اسد کے چاروں طرف سے میرے چاروں طرف سے ہمارے چاروں  
 کا چین لیا ہے آپ اسد فانی سے کچھ بھی اور دیکھتے تو اسی وقت میں نے اسد فانی کے پاس بجا  
 معلوم ہوا کہ پشتارہ دغاب ہو گیا ہے شکر ایسے ہی نے جواب دیا کہ میں آپ کو نہیں کہتا جب داراب نے دغاب کا ایسے ہی نے  
 خطاب بدیع الزمان کی طرف نہیں کرتے خیال ہوا کہ یہ آواز نہ سمجھ رہے تو جگر اس آفتاب پرست سے ہر نے  
 یہ خیال کر کے مرکب کو اڑا کر مقابل ایسے ہی ہوا بعد نکاد و زنی کے تیرہ بازی شروع ہوئی لیکن ایک دوسرے پر غالب نہ ہوا  
 گریز بازی ہوئی نہیں بھی دونوں برابر رہے کہ دونوں ایک ہی آواز کے شاگرد تھے آخر کار نوبت ہمشیر زنی ہوئی شام  
 تک ہوا۔ چلا کی آخر کار ایسے ہی نے داراب کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور طبل باز گشت بجا کر اپنی زد و کلا کو واپس کیا۔ ہر سب  
 شکر اپنی اپنی زد و کلا کو پھر کر آئے ایسے ہی نے شکر ایسے ہی کے زعمون میں تاکے لگا لے گئے اڑتال خوشخوار نے لقا سے کہا کہ او خدا  
 آپ شہر و نہ ہون طبل جنگ بجا لیا میں ان سب کو مار دوں گا اکی ہستی کیا ہو جس وقت شکر ایسے ہی نے نقارہ ریزی  
 پر چوہا پڑی یہ خبر ہر کاروں نے شکر داراب و خورشید و خیرہ میں پہونچائی وہ ان میں کو سہاے عربی پر چوہا  
 پڑی رات تیار ہی جنگ میں سر جوئی صبح کو سب لشکر میدان خبر میں صفت آرائی ہوئے بعد صفت آرائی کے جب نقیب  
 نقابت کر کے پہلے گئے تو اڑتال خوشخوار لقا سے اجازت لیکر سرکار اسد فانی کی داراب نے ہاتھ  
 کو اڑتال خوشخوار کے مقابلے کو پاس لیکر خورشید ستارہ و ہر مست مانع ہوا اور کہا کہ ایسے ہی نے داراب تم کل لڑ چکے  
 ہو تو نقارہ بجانا مناسب نہیں داراب خورشید کے کہنے سے چپ ہو رہا خورشید مرکب کو اڑا کر مقابل اڑتال  
 خوشخوار ہوا بعد نکاد و زنی کے اڑتال نے کہا کہ او خورشید میں نے تو اثر انقلاب پرست کو طلب کیا تھا تو لیکن  
 آیا خورشید نے کہا اسے اڑتال میرا اور داراب کا سامنا واحد ہو جیسے میں آیا دیکھ داراب اڑتال وہ ایسے ہی نے

مقام پر کچا آج میں تیرے مقام کو آیا ہوں ار تال نے ماکہ نہ کوئی پہلے میرے فیصلہ کر لیا پھر دارا اب سے تیرے  
 لا جو رہ تیرے پاس بخور شید نے کہا کہ تو ہی پہلے وار کر کے اپنا وصلہ نکال سے یہ سزا ار تال نے تیرے ارادے  
 شمار کہ کے نیز و ناخور شید پر ناخور شید نے خیرہ اسکا رو کیا میں پھر تو نیز و بازی ہونے لگی خور شید نے  
 چند طعنوں میں نیزہ اسکا نکال دیا ار تال نے تھوڑا اٹھائی خور شید نے پھر چپ سے کی یہ دیکھا اگر ناخور شید کی  
 کو دیکھی دھار سے لڑی ہوئی تھی جیسے ہی کو دیکھ کر نزدیک پہنچی سر کو زہا تھ سے چھوڑ دیا کہ میں بند سپر کا پشت پر جا  
 محو لا اور بہت ہی پھر لی سے پنجہ لی کو دراز کر کے تھوڑا کہ تھکی دی کہ تھوڑا پٹ پٹ پڑی تھکے پر ہاتھ ڈال دیا اور  
 کشکش ہونے لگے خور شید نے پا پا کہ تھوڑا اسکا مڑوڑ کر تھوڑا چین سے لیکن مکن نہ ہوا خوب ہی زور ہوس کہ تھوڑے  
 بیت کے بل زمین پر بیٹھ گئے اور پٹنے لگے اکثر لوگ پکار اٹھے کہ صاحبان بے نیاز ہونے تھوڑا کیا کیا جو مکن  
 ہے اتر پڑو کہ انکی زبان نیکیا ہے یہ سکر دونوں مکن سے کو دپڑے اور دامن گردان کر استیتیں چڑھا کر ایک  
 دوسرے پر دوڑا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی ہوئی کوئی چار گھنٹہ ہی دن باقی تھا کہ خور شید نے ار تال کو زیر کیا  
 اور انکی ہاتھی پہ چڑھ بٹھا اور کہا کہ اور دو دین ستارہ پرستی اختیار کر دو ورنہ مجھے لے لوں گا ار تال نے کہا کہ یہ تو  
 لگہ بلین میری خداوند لقا ہے تاجن میں چلتا ہے کسی دوسرے کو رفق خانی اور پرستش مکنین با تائیکہ ملے  
 خور شید آگ بولا ہو گیا اور چلتی ہند سے اتر کے ایک پانوں دونوں پانوں سے دبا کر اور دوسرے پانوں کو اٹھ سے  
 پکڑ کر پوری قوت سے جو ایک جھٹکا دیا تو سرین سے تائیات شق ہو گیا دوسرے جھٹکے میں تابینہ اور تیسرے جھٹکے میں  
 برابر دو جھٹکے کر دسے اور ایک ٹکڑا ایک طرف دوسرے ٹکڑا دوسری جانب پسند کیا ایک شہر و غل ملنے ہوا کہ خور شید  
 ستارہ پرست نے ار تال کو حیرا والا ایرج بل بل راکشہ ہو کر داخل خیمہ ہوا اور تقاسم سے تقاسم کہہ کر جو عجیب  
 طبع کا امر عقل حیران ہو گیا کہ کیا کر دن اور کیا نہ کر دن جب سے یہ ستارہ پرست آیا تاکہ میں دم ہو گیا ہوا اس طرح  
 سہرا ہوا کہ میرا کچھ زور نہیں مل سکتا اور کسی طرح ان خدا پرستوں پر دست رس نہیں پڑتا کہ انکا کام ستارہ  
 کہ دن ہر چند ذہن لانا ہوں اور عقل دوز آتا ہوں مگر کوئی بات ذہن میں نہیں آتی اور کوئی نہ میرا صاحب نظر نہیں  
 آتی دیو چہرہ ہمارے سامنے کھڑا ہوا تھا اسنے عرض کیا کہ اگر میں اجازت پاؤں تو جا کر ابھی اس ستارہ پرست  
 کو باندھ دوں ایرج نے کہا کہ اگر تو اس کام کو انجام دے سکے تو کیا معاف تھویر ہائیر اعظم تیرے ارادے میں ہر گز  
 دسے دیو چہرہ دست ہو کر لشکر خور شید ستارہ پرست میں آیا دن بھر وہ اپنی صورت تبدیل کر کے لشکر میں ہمارا کیا  
 اور سوخ جیاری کا سو جاگہ رات کے وقت جب کہ خور شید اپنے غمے میں جا کر سو رہا تو یہ پشت خیر سے نقب لگتی کر کے  
 خور شید ستارہ پرست کے غمے میں پہنچا دیکھا کہ خاص بردار اور خد شکار وغیرہ لوگ کے ہر اسے  
 رستے میں تھما سے سوئی دکا فوری رہا شن میں میں عجیب پردہ انہا سے بیوشی لگا کر تلنگ میں رنگر شہون کی تو ہمارے  
 کہ وہ چلے اور دھوان نکلا خاص بردار دن اور خد شکار دن کے داغ میں جو دھوان کیسا سب کے سب  
 بیوش ہو کر گرے دیو چہرے جنی شہین تھیں سب گل کر دین اور ایک آدمہ شہ جو قریب الاختام تھی اسے رہنے  
 دیا کہ ہاں کل اند میرا نہ ہو جائے اور پٹنگ کے برابر جا کر وار دس بیوشی کچھ جیاری ہر رکھ کے خور شید  
 کی ناک سے کچھ جیاری کو دیا جب خور شید نے اوپر کی سانس لی اور وار دسے بیوشی داغ کو چڑھی  
 فوراً خور شید کو چھینک لگی اور اسکا کھٹکائی تکر سے سر اٹھا کر اُدھر اُدھر دیکھا دیو چہرہ نو چھینک کے آتے ہی پٹنگ کے  
 نیچے ہر سا صاحب خور شید نے کسی کو نہ پایا تو چہرے پر سے لگے آئینہ نہ کر میں اسی وقت بیوش ہو گیا



پس جب دیو چہرہ ہوا ہے کہ میں کوکے ہشتارہ باندھ کر اسی نقب کے واسطے سے روانہ ہوا اور صبح ہوتے ہوئے  
 بارگاہ ایرج میں داخل ہوا وہاں ایرج کو شب بھر زندہ آنی غمی نہ تھا دیو چہرہ میں بیٹھا تھا کہ دیو چہرہ اسے سے  
 نمودار ہوا ایرج کو سلام کیا اور ہشتارہ اسے رکھ دیا کہ خداوند یہ خورشید ماضیہ و ستارہ ہرج فرزند سرت عاقل  
 بڑا اسی وقت دیو چہرہ غفلت دیا اور حکم دیا کہ وہ آہنگروں کو اسی وقت آہنگر ماضیہ ہوتے اور خورشید کو فل و زنجیر میں گرفتار  
 کیا بعد اُس کے ایرج نے حکم دیا کہ اس ستارہ پر دست کو ہوش میں رکھو کہ اپنے کردار کی سزا سے بد پاسے دیو چہرہ نے  
 مجھ کو قید و رفع ہوئی دیا خورشید کی آنکھ کھلی دیکھا کہ گھمٹاؤں فل و زنجیر بارگاہ ایرج میں گھڑا ہوا تھا بت دل  
 محول اور آئندہ وہ خاطر ہو کر ایرج سے کہا کہ ایرج کیا اسی طرح دلاور و شجاع ہمارے ان سے سلوک کرتے ہیں  
 جو تو نے کیا باوجود اس کے کہ میں نے تیرے ساتھ بہت بڑا احسان کیا تھا کہ عیار اسد غازی تجھے بڑے بے ہمتاں میں سے  
 اس سے چھین لیا اور پھر اسد کس کس طرح تجھے ہانکا کیا مگر میں نے نہ دیا اور تجھے چھڑا دیا مگر تو نے اُس کے عوض میں  
 میرے ساتھ نہ کر کیا کہ مجھ کو میری خواہگاہ سے ہر دو انگاپا ایسے افعال قبیحہ ساز و دن کی غمان سے بہت  
 بیہ میں ایرج نے کہا کہ ایرج خورشید تو مانع قتل خدا پرستان ہوتا ہے اس واسطے تجھے گرفتار کر لیا استیصال  
 اہل اسلام تجھے قید رکھو گا اور اس امر سے اطمینان رکھ کہ میں تجھے کسی طرح کی ایذا نہ پہونچاؤں گا جس وقت  
 کہ ان اہل اسلام کا کام تمام کر لوں گا اُس وقت تجھے چھوڑ دوں گا یہ سن کر خورشید ستارہ پر دست نے کہا کہ ایرج  
 اگر جی تو انتہا کا بند دلا اور بے محبت ہو تو نے ہم مردی و مردانگی کا خراب کیا کوئی حرکت تیری قابل نہیں و  
 آفرین نہیں جو حرکت تیری کردہ نامردوں کی یہ تجھ سے نامرد اور بے محبت اور بے وفا شاہی دنیا کے پردے پر  
 کوئی ہوگا جسے زیر دست پایا اور جس سے تاب نہ آسکا اُسے اسی طرح پڑوا بلوایا اسے اوتا مرد و بے  
 محبت اہل تو نور الدہرا ہے شعل کے ساتھ وہ تالاف حرکت کی کہ یک ہونے لگی ہے کے واسطے تو نے اُس فاضلہ  
 عالیہ پر ہر کوئی اور غیر اُس کے عرض میں تو اسد غازی نے مجھ کو زہرے درملے کہ کمال میری اور مگر کئی دوسری  
 حرکت یہ وہ وہ ہوئی کہ بے یح الزمان و عیال ماہر و کو مالت زعفرانی میں لکھت دیا کا قصہ کیا اور اب بھی  
 خواہ خواہ تو ان لوگوں کے قتل کا ور پے ہو کر تائید میں ان سب کے شامل حال ہو گا تو اس سے وہ سب بھی بچ جائے  
 ہیں اور تو ان کا کچھ نہیں بنا سکتا تیسری تالاف حرکت یہ کی کہ مجھے ہر دو انگاپا اب اس سے دیا کہ کوئی تالاف نہیں  
 اور تجھے زیادہ کون نامرد ہو گا نہ تیری محبت اور دلاوری پر اقصہ خورشید نے سب کچھ کہا مگر ایرج  
 غریت کے ایسے گھونٹ پانی کہ خاموش ہو رہا بعد اُن کے حکم دیا کہ اسے زندہ اٹھانے میں لیا کرتیہ کرو بختیار ک  
 نے کہا کہ ایرج اسے قید رکھنا مناسب نہیں ہے بلکہ اسے قتل ہی کر ڈال تو اچھا ہے اس وقت اس نے وہ محنت  
 کلمات کے ہیں کہ میں کانپ کانپ اٹھا اگر تیرا لفظ مانع نہ ہوتا تو میں اٹھا کے کوم ہی میں اس ستارہ پر دست  
 کو یک ہاتھ ایسا اڑاتا کہ یہ ہلک جھپٹا ایرج نے کہا کہ ملک جی میں بھی تو اسکا ممنون ہوں تم اس امر میں دخل  
 نہ دو یہ امر مجھے ہرگز سرزد نہ ہو گا اور یہ بے محبتی ہرگز مجھے وقوع میں نہ آئیگی اور خورشید ستارہ پر دست  
 کو زندہ اٹھانے میں مجھ کو حکم دیا کہ جیل رنگ ہے اسی وقت جب حکم ایرج کو جو لٹن نقارہ رزمی ہو  
 چوب پڑی اور ایرج نے انسران فرج کو دیا کہ آج شب بھر بہت ابھی طرح کل فرج چست  
 و چالاک کرو اور اسباب جنگ خوب درست کر لو کہ کل صبح کو میں ان خدا پرستوں کا کام خرد و تمام کروں گا  
 جب یہ خبر پہلج الزمان کو پہونچی کہ ایرج نے جیل جنگ بجا دیا اور کل ارادہ و رشتہ کا ہو تو

بدیع الزمان نے بہت افسوس کیا اور کہا افسوس زخم تو میرا چھا ہو گیا مگر ابھی اتنی طاقت مجھ میں نہیں آئی کہ  
اس آفتاب پرست سے اچھی طرح مقابلہ کر سکوں گا، مگر طہاس اور مجمل نے بھی یہی کہا کہ ہم میں بھی ابھی ہری  
طاقت نہیں آئی مگر طہاس و رزمی بکوا دینا چاہیے اور بدیع لے لے کر ناپا سب سے اس آفتاب پرست سے عاجزی  
یا فرار کر کے ہمارے مرتبے اور عزت کے بہت خلاف ایسی وقت بدیع الزمان نے طبل جنگ بجا دیا اور وضو  
کر کے سب نے نمازین پڑھیں بعد فراغ نماز سب کے سب دعاؤں کی میں بدیع گاہ جناب باری مصروف ہوئے  
چار پہر رات مناجات و دعا میں بسر ہوئی طے الصباح ایمرج زیر کوہ آیا اور پکارا کہ اے خدا پرستو آج تک  
تو تم بچتے آئے مگر آج تم سب کو ضرور قتل کروں گا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا، مگر چہرہ بھی اپنے پرآم  
چہرہ بھی ہلکی یہ رنگ دیکھ رہی تھی اہ کمال درجہ ترپ ترپ کر اور ہلک ہلک کر دما میں ملگ رہی تھی کہ اسی پروردگار  
تعالیٰ ان اہل اسلام کا مانتہ و گمان پرورد تیری ہی جانب رجوع ہے خداوند اجلہ امیر حمزہ صاحبقران کو زندہ  
کر کے وہ ان دیکھاروں کی ملک کریں ابھی یہ دما ملک مگر چہرہ کی تمام نہ ہوئی تھی اور ایمرج پہاڑ پر جانے نہ پایا تھا  
اختہ کرتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ یا ایک تنق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز طبل سکندر سی کی زمین و آسمان گونجنے  
لگی آواز طبل سکندر سی سن کر خواجہ عمر و نے کہا کہ اے ملک مگر چہرہ لالہ لالہ اور کہہ کر درخت پر خداوند عالم  
کا کہ امیر کشور گیر آپہنچے اے ملک تم ذرا کان لگا کر سنو دیکھو تو وہ آواز طبل سکندر سی کی آ رہی ہے اور وہ  
تنق گرد و غبار کا اٹھنا ہے دیکھو ملک مگر چہرہ فرط مسرت سے اچھل پڑی اور کہا کہ اے خواجہ عمر و تمہیں میرے  
سر کی قسم ہے کہ خواجہ عمر و نے کہا کہ اے ملک تمہاری بھی عجب باتیں ہیں اسے جان رہا ہے بیان تم ذرا نظر دوڑا کر  
دیکھو تو اہل کان لگا کر سنو تو وہ تنق گرد و غبار ہوتا آتا ہے اور وہ آواز طبل سکندر سی کی آ رہی ہے ابھی یہ باتیں  
ہو ہی رہی تھیں کہ لشکر امیر حمزہ صاحبقران قریب آپہنچا خواجہ عمر و نے کہا کہ ملک دیکھو یہ لشکر امیر حمزہ  
صاحبقران کا ملک نے کہا کہ کمان کمان اسے لکھے امیر حمزہ صاحبقران کو تو دکھا دو خواجہ عمر و نے کہا کہ  
گھبراؤ نہیں دیکھو یہ صاحبقران ہیں یہ فغان سردار ہے یہ فغان امیر غرض کہ ہر ایک انسر و سردار کو یہ صاحبقران  
ملک مگر چہرہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھا اپنے دل میں کہا کہ خدا اس شہسوار کو بھی لائے تو میں اس فائدہ ان  
حالیشان میں شریک ہوں اہ آسمان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے بدو و گار عالم دو پیٹھ ہو چکے ہیں کہ اس  
شہسوار عالیو قاسمی کچھ غیر نہیں معلوم ہوئی تو چاہے تو وہ بیان تک پہنچ جائے اور آسمان سے طے لگتا  
لشکر جسرت جاری تھے خواجہ عمر و نے تسلی و تشفی دہی کہ گھبراؤ نہیں جنمدا کو یاد کرو امیر حمزہ صاحبقران  
کو تو غنائے مجید یا نور الدہر بھی مقرب آیا چاہتا ہے تم گھبراؤ نہیں مضطرب و پریشان نہ ہو مگر ایمرج نے یہ  
رنگ دیکھا کہ صاحبقران آپہنچے تو میرا کہ ادھر سے ہماگاہ اور ادھر سے اسد بن کر ب قازمی  
نے جو سنا کہ ایمرج پہاڑ پر گیا ہے تو اپنے قزاقوں سمیت لشکر ایمرج پر گرا تفل و غارت کرنا شروع کیا  
خورشید ستارہ پرست کو زندہ اٹھانے سے نہ کیا ابھی اسد تفل و غارت میں مصروف تھا کہ خضر غام نے اگر  
خبر دی کہ اے اسد خبردار ہو جاؤ حضرت امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران حالیشان آپہنچے اور ایمرج پہاڑ سے  
پھرا ہوا آتا ہے پس یہ سن کر خورشید کو لشکر خورشید کی طرف روانہ کیا اور خود خیمہ ڈیرہ جلا کر اسباب لشکر لٹ کر جانب  
کو ہستان روانہ ہوا اور دو چہرے آکر ایمرج کو خبر دی کہ اسد خورشید کو آکر چھڑا لگیا اجلہ طہاس رج بہ  
سنکر بہت آزر و دہوا اچھل دلیں کہا کہ افسوس صد افسوس مفت میں خورشید سے بھی مدامت ہوئی اور وہ طلب بھی





اگر شہر بار مالیدہ قار شاہزادہ مالیاہ بہت قریب آگئے جن کے حکم پر ایک کونین سے باکر خیر نور الدہر واقعہ کے آنے کی  
 عرض کر دیں یہ سنئے ہی امیر اتو قر نے دوبارہ اسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے منصور شاہ تمہارے بیٹا نے میری عورت  
 میں برکت دے کیا مراد جان بخش اور روح افزا اس وقت تو نے سنا یا کہ اس کے بعد بیچ الزمان مالیشان اٹھ کر  
 بنگلیہ ہوئے ہمارے اسد نے سنا کہ کیا پھر تو ایک ایک سردار اپنی اپنی جگہ سے اٹھتا تھا اور منصور شاہ سے معاف  
 کرنا تھا پیشانی کے سے لیتا تھا ایک منصور شاہ گھبرا گیا امیر نے فرمایا کہ بھائی اب بیٹھے ہی دو گے یا نہیں یہ سکر لوگ  
 ساکت ہوئے امیر نے قبل شادمانی کے حکم دیا اسی وقت تمام شادمانی پر جو ب پڑی دارا اب سے عرض کیا کہ اے  
 امیر کشور گیر میرا آداب رکھنا کہ خیر تو صحت نور الدہر عاتقہ کی بی بی بنگلی اور آپ خوش و مسرور ہوئے منتقلی بہار  
 کرے امیر اتو قر نے فرمایا کہ ان دارا اب بھی یہ خدائیں بھی بہار رکھتے ہیں اس کے خواجہ زادوں کو بہت کچھ انعام و حکام  
 دیا تھا انکا سوتیلوں سے جو دیا سب کے سب کمال خوش و مسرور ہوئے مگر قمر چہرہ و سیدم اگر دیکھتی ہی تھی ایک سر پر  
 جو اگر دیکھتی ہی تو اتنا نام ہو رہا تھا آواز خوشی بلند ہونے لگا قبل شادمانی کی آواز آنے لگی ہر چار طرف تاج اور گ  
 رنگ نظر آیا حیران ہو کر خواجہ بگرو سے پوچھا کہ خواجہ یہ سکر کیا ہے ابھی تو صد اسے ماتم بلند تھی ہر ایک رو رہا تھا  
 آنسو دن سے منہ دھو رہا تھا دفعہ آواز خوشی بلند ہونے لگا قبل شادمانی کے لگا خواجہ نے کہا کہ اے امیر خدا کا  
 شکر کہ معلوم ہوتا ہے کہ خیر نور الدہر عاتقہ کے آنے کی بی بی بنگلی سے شورش تفتیت بلند ہو گئی ہے کہ کل تک وہ شہر پر  
 آج اسے مگر چہرے نے کیا خواجہ تھا اسے منہ میں کمی شکر خدا نہیں کہ اے خواجہ اللہ اسے سچ و سلامت دے گا اسے تو دل کو  
 چین آئے خواجہ نے کہا کہ اے امیر اب تم یقین ہی آؤ کہ نور الدہر آئی ہو بچاؤ اور سچ و سلامت ہو میں تو تھے کہنا ہی  
 تھا کہ اولاد صاحبقران ہو گئی ہے ہی سخت مصائب میں مبتلا ہو کر پھر سچ و سلامت رہتی ہو کوئی گزند انکو نہیں  
 ہو پنا فضل خدا ہر وقت شامل مال رہتا ہے بیان تو یہ باتیں ہوتی تھیں اور وہ ان اسد غازی بارگاہ سے لکھ کر جب  
 گھوڑے پر سوار ہو کے نور الدہر کی خدمت میں روانہ ہوا اٹھ ماہ میں ملاقات ہوئی صورت دیکھتے ہی نور الدہر  
 اسد و دونوں مرکبوں سے اتر پڑے اور بنگلیہ ہوئے اسد قد مون سے نور الدہر کے ہٹ گیا نور الدہر نے سر  
 اٹکا قد مون سے اٹھا کر چھاتی سے لگایا اور حکم دیا کہ آج غیے ہمارے یہیں نصب کر دو جو ب حکمرانی وقت نیچے نصب ہو  
 لشکر اتر پڑا نور الدہر اسد کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے خیمہ خاص میں داخل ہوا نور الدہر نے اپنی کیفیت بھلا بیان کی  
 اسد نے اپنی کیفیت مختصر گزارش کی امیرج کمال عرض کیا کہ بھائی صاحب میں نے سنا تھا کہ اس بزدل بچے نے حضور کے  
 دشمنوں پر کوٹ مارا تھا تو اس کے عرض میں نے اس مردود کو گرفتار کر کے اسد کو کھڑے لگا دیا کہ بند بند اسکا شق ہو گیا  
 نور الدہر نے کہا کہ بھائی مجھے سطق خبر بھی نہیں ہوئی کہ سپر کوڑا پڑا امیرج نے کہا کہ بھائی اسکا شق کی میں تو جیسا  
 بیخود و بوش ہو گیا تھا کہ اپنی آپ ہی خبر نہ تھی خبر جو کچھ سننے کیا خوب کیا اسد نے عرض کیا کہ بھائی صاحب میں نے تو کوئی  
 موقع ملے ہلاکت کے لیے بانی نہیں رکھا اگر یہ کیسے کہ نہ گئی تھی جو سچ گیا یہ باتیں اسد اور نور الدہر میں ہوئی رہی تھیں  
 کہ شاہزادہ بیچ الزمان بھی ہو چکے شاہزادہ نور الدہر بیچ الزمان کی صورت دیکھتے ہی اپنی بنگلی سے اٹھ کر اٹھا  
 سلام کر کے باپ کے قد مون پر سر رکھ دیا بیچ الزمان نے سر اٹکا قد مون سے اٹھا کر چھاتی سے لگایا اور دونوں باپ  
 نے غوغا مگر وہ اسد کے نور الدہر نے عرض کیا کہ قبل و کہہ میں تو خود ہی حاضر ہوتا تھا آپ نے کیوں نہ صحت و تکلیف  
 کو ادا فرمائی بیچ الزمان نے کہا کہ بیٹا مجھ جی نے جوش باز امیر نو کا دل نے نہ ہٹا دیا تھا میں کہیں کا نہ رکھا اگر وہاں  
 رہتا اور شائے تو ہم ہاگل تھے اور تیرے اس مامی بزدل بچے محسن کش نے زیادتی کیا کہین وہ تو کین جیہ ساتھ وہ ملک کیا



کہ فیہ نہایتی دل مرے انما بنو نور الدہرے کیا کہ فیہ حضور دیکھا جائیگا وہ مرد و بھائی کمان تو دیکھے تو کیسی سزا سے مقول  
 دیتا ہوں کہ غم بھرا دکر سے الغرض شب جو تو دین قیام کیا صبح کو کوئی کر کے خدمت میرے کشور گیر میں روانہ ہوئے تو وہیں  
 ایرج میں نور الدہر کی سوار بنی دیکھنے کے لیے سرمد لشکر پر آئے کھڑا ہوا اب کوئی پھر مردن چڑھا ہو گا کہ ایک ایک ہل  
 شوق گر دو غبار کا سانس سے نمایاں ہوا کہ جیسے سپہ دار کو تیر و تاسیک کر دیا جب وہ گرد شوق ہوئی تو پہلے سات سو  
 عطا سے زرفشان کہ تنگے مکس سے آفتاب شرمندہ و پھر ہر سے تمام مریض کا۔ عطا داران مریض ہوش ہاتھوں پر بیٹھے ہوئے  
 کہ جبیر جھولیں مریض کار پڑی ہیں تھیں پیدا ہوئے اور کمال زرق برق سے نکلتے ابداً اسکے تختائیں شمع نالین  
 قیامان بانوں کی مثل کے قتل کے فیہ فیہ کی آواز بلند ہوئی ہوئی سانس سے گزر گئے بعد اسکے سے باورے کی لیلیان  
 فادست ہوئے محراب اور کیوڑ پانی میں لاٹا کر چھوٹے ہوئے نودار ہوئے اور پیچھے سواران زمین پر ہوش زریں ہر  
 ہر کمان تارسی و تر کی پر سوار دو دو سائیس عطا کی باگہ درین اور چندرین ہاتھوں میں یہ ہونے ہر ایک کھڑے  
 کے ساتھ ساتھ ناصر دار غامبیان کا زحل میں رکے ہوئے سرخ پڑیاں مردن پر بندھی ہوئیں سر سے تخت اٹک  
 کے چھوٹے ہوئے نودار ہوئے بعد اسکے دیکھا کہ نور الدہر عابد یک در کب مبارقار اور بیکرام زریں پوش  
 ہر سوار سعادت شاہ بودا نور شاہ آگے آگے سواری کا انتظام کرتے ہوئے اور ایرج تاج بخش واپسی جانب اور  
 عفریت دیوانہ بانیان جانب ہلوارسی بین حاضر باشوکت تمام جنگ و جہد و الاکلام مع اسد غازی اور بدیع الزمان  
 دھانی دیا ایرج و شوکت و عظمت و جلالت دیکھ کر خیر ہو گیا اپنے دل میں کتا کا کہ معلوم نہیں نور الدہر کو یہ شکست  
 و شوکت کمان سے میرا آئی اور ارحم فرجہ نے جو جلوس سواری کا دیکھا خواجہ سے کہا کہ خواجہ دیکھو تو یہ کسی سواری  
 اتنی خواجہ نے ہلک کر برآمد سے جو دیکھا فرست سے اچھل پڑا لکھ فرجہ سے کہا کہ اگر ملکہ جلد سجدہ و شکر  
 کرو نور الدہر اپونما لکھنے اسی وقت سجدہ و شکر کیا اور جلدی سے نادھو کر جان سے نور الدہر کو دیکھا کرنی تھی تاکہ  
 رہی کہ اس بات میں نور الدہر کی سواری میں قریب آگئی جیسے ہی ملکہ کی آنکھ نور الدہر پر پڑی بے تاب ہو کر ملائیں اپنے  
 اکی اور نور الدہر بھی لگیں سے دیکھ کر شکر ایا کر چونکہ باب ساتھ ساتھ خاص بہت سے دیکھ کر سکالگ پانی کے بہانے ٹھہر  
 گیا اسد سے اشارہ کیا کہ تم ظہاس اور بدیع الزمان کو لیکر آگے بڑھو میں آتا ہوں اسد ظہاس اور بدیع الزمان  
 کو لیکر آگے بڑھ گیا دونوں عاشق و معشوق ایک دوسرے کو دیکھ کر شاد ہوئے اشاروں میں باتیں ہونے لگیں تھی دیر  
 تک نور الدہر وہاں کھڑا با آتش چہرہ آنسوؤں سے بھجایا گیا دونوں کا ایک مال تھا وہ دعا دینی تھی یہ صدمہ ہو چکا  
 وہ کہنی تھی کہ ای آر ہم جان عزیز و اسی میر و قرار دل نہ دگھن تھے تو میں کہیں گا نہ رکھا تھا اگر وہاں روز اور نہ آتے تو  
 ہمارا کام تمام تھا اسی شاہزادہ تھا اسی آتش بھرنے تو دل کو بھسا دیا بکر کو کباب کر دیا شاہزادہ کتا تھا کہ لکھ بھرا  
 میری کچھ غلط تھی اسور تقدیر ہی اور گردن زبانی سے مجبور ہو گئے ہمیں بھی وہ وہ جینیں گزر گئیں اسد وہ حالات  
 گزر گئے کہ اب ہلکے پان کوئے سے نکلے تھے جن اور زبان ملتی تھی کہ شکر خدا کا کہ کچھ صحیح و سلامت ٹکڑا کر دیکھ لیا  
 فلاں کا صحیح و سلامت رکے کہ تمہاری زندگی سے میری زندگی وابستہ ہے ہر وقت اور ہر لمحہ دل سے یہی نکلتا تھا کہ  
 خداوند اچھ سب سائب آسان میں اگر انکا انجام ملکہ فرجہ کا یہاں ہو خدا یا اس سے زیادہ سختی ہو تو وہ بھی سہل ہی  
 ہو دیار بار میر ہو جائے غرض خوب اشارم اشارہ ہو چکا اور ساتھ دل اشارہ دن میں اٹا ہو چکے تو نور الدہر خدمت  
 صاحبقران میں حاضر ہوئے اور سلام کر کے قدموں پر گر پڑے امیر نے سنو نور الدہر کا قدموں پر اٹھا کر مائی  
 سے نکالیا پیشانی پر بوسہ دیا استفسار حال کیا نور الدہر نے کل حال بتا دیا کتا کتا کرش کیا بعد اسکے معلوم ہوا

انور شاہ دار سراج تاج بخش، فیض نور الدہر کے ساتھ نئے انکو قدیموں کر آیا امیر نے جھون سے ممانعت کیا مگر پری  
کی نہایت محنت اور شفقت سے پیش آئے جسٹن کا مال استفسار کیا تو۔ الدہر نے سب کی حقیقت حال سے مطلع کیا  
یہاں بائیں بھی وہی شخص کر اسی اثنا میں توریج ماہ پرست بہت چار لاکھ سوار کے عیقول اور عیقول کر لیے ہوئے  
آیا اور سائنس محنت منظر کے مقام کیا اور حقیقت اسکی یہ کہ عیقول مکہ قمر چہر کی تصویر دیکھ دیا وہ بویا تھا تو سراج  
ماہ پرست اسے غل و غبر میں گرفتار کر کے مکہ قمر چہر کے لینے کے لیے تیار ہوئے جو یہ رنگ دیکھا کہ ایک اور دیوانہ نور الدہر  
بھگا کہ یہ بھی مکہ قمر چہر کے عشق میں مہوت ہو گیا اور کوئی شخص فرج نہیں لیکر اس دیوانے کو اسکی مشقت سے لے کر  
سوچ کر مکہ سے لے کر لو کہ ایک اور چاہتے اسے تھا کہ یہ وہی شخص تھا اب آپ کے عشاق کی تعداد میں کتنی  
ہو سکتی ہے اب کیا ہو مکہ نے کچھ تموری چہرہ کر لیا کہ ناخواہہ شخص نو ایسی دل لگی نہ پاسیہ خواہیہ لے لیا کہ نہیں مکہ  
تھاسے سر کی قسم میں سچ ہی کہتا ہوں دل لگی نہ بھگد اور جو شخص نہیں نہ ہو تو تم خود ایک فرج بھگد کر دیکھو چکر لکھ کر  
پر آئی اور بھگد کر دیکھنے لگی جب نظر مکہ کی عیقول پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص غل و غبر مہوت گرفتار ہوئے اور تجھو ط  
بشاہد ہو کر لے آئے دیکھو خواہیہ سے لے کر وہ خواہیہ داد اسی کو تم کہتے تھے کہ اس بندہ کی کا پاسیہ والدہ پید ہو اسی  
خواہیہ میں تو کہی اس صورت کا باور بھی نہ پاؤں اور سلاوہ اسکا سب سے دو لاکھ اور دو کروڑ ہوں تو نقش پاس  
نور الدہر پر شکار کرتی ہوں میں تو لاکھ بان سے نور الدہر کے قدم پر شکار ہونا غرض جھتی ہوں جسند اوند عالم سو اسے  
نور الدہر کے کسی اور کے ہلو میں جیسا نصیب نہ کرے حق جمانہ تھاسے ایک بان میں نور الدہر کی خزار بائیں غایت  
کر سے بھگد سو اسے اس مال بقدر کے اور کسی سے کام نہیں ہوا خواہیہ خدا اس دن کو شے زمین کا پوند کر دے میں ان  
اور کسی کا پوند بکنا یہ ہو خواہیہ لے لیا کہ ایک بنگ میں زندہ ہوں ہمال پر کسی کی ہوتاری طرف نظر اٹھا کر دیکھ بھی  
کے حق جمانہ تھاسے بہت بد نور الدہر کے ہلو میں نہیں جیسا نصیب کر س مکہ نے لے لیا کہ خواہیہ سر تھاسے منہ میں  
حق شکر اے خواہیہ اب محمد میں تاب معارف باقی نہیں ہر اور صد مہجر اٹھانے کی تاب نہیں اب کین جلد اس دیوانے  
حرام زادے کو مار کر بھگد نور الدہر سے لڑو عمر و نے لے لیا کہ وہ چارہ و زار صبر کر دیں اس دیوانے کا کام تمام بکے دینا  
ہوں اسکا مار ڈالنا کچھ بات نہیں ہو مگر کل امر مر ہوں باؤ قاتلایان تو یہ بائیں ہو رہی تھیں اور اوسر کیوان فلک  
رفت کو نور الدہر نے آئے کی خبر ہوئی اسی وقت مع فرج و لشکر سوار ہو کر خدمت امیر کشور گیر میں روانہ ہوا امیر  
باتو فر نے کیوان فلک رفت کے آئے کی خبر ہو کر سلطان لشکر کو استقبال کے واسطے روانہ کیا وہ سب جا کر عزت  
و حرمت تمام کیوان فلک رفت کو خدمت امیر باقر میں دے کیوان نے ثابت ادب سے سلام کر کے قدم  
بہت لازم صاحبفران کو لہر دیا امیر باتو فر نے ممانعت کر کے ہوا ہر نگار کر سی بٹھنے کو دی اور پوچھا کہ اے کیوان  
کیا غل و غبر میں بھگد ہو کہ ہزاروں عشاق مکہ قمر چہر جمع ہیں آخر تم تو اپنے دل کی بات کہو کہ آخر تم نے مینی کو سکے  
ساتھ منسوب کیا ہے اور کسی طرف نظر کیوان نے لے لیا کہ حضور تمام زمانہ جمع رہے اور ساری رفت اٹھانے  
مگر بھگد کیا میں تو قمر چہر کو شاہزادہ نور الدہر کی کتیری میں کب کا دے چکا جس وقت امیر جہان آبا تو اوقت  
اس نے مجھے گرفتار کر کے جبراً قرا اقرار نامہ لکھا بائیں نے بخون جان اقرار نامہ لکھ دیا اور اگر یہ امر بخون  
جان نہ ہوتا تو جب جل سیرے گرفتار کرانے کے ایسے پاس پیام بھیجا تھا کہ اے کیوان مکہ قمر چہر کو تمام  
بن حمید زنگی کے ساتھ منسوب کر دے جس میں قرار کر لینا حضور میں لپٹ کر ایک اڑنے غلام اور قمر چہر کو ادنیٰ کتیری  
شاہزادہ نور الدہر کی بانٹا ہوں مجھے اور کسی سے کیا غرض یہ سکر امیر نے فرمایا کہ اے کیوان اب تم دین اسلام



قبول کر لے کیوں ان نے کہا کہ حضور خدام تو مدت سے اسلام لے چکا اور اسلام کا خلق گجوش ہو چکا جس وقت قمر چہرہ کو شانہ زاد  
نور الدہر کے ساتھ منسوب کیا تھا اس وقت سے اوپان باطل پر لعنت کر دی تھی۔ ستر امیر نے فرمایا کہ اے کیوں ان  
تیرے اعتقاد اور دانش پر لاکھ لاکھ آفرین ہیں اور اسی وقت شربت ملے گا کہ کیوں ان فلک رفعت کو پہنچایا اور جبل شادابی  
بجھوایا بعد اُس کے فرمایا کہ سوائے کیوں ان میں صاحب صفات ہوں ہرگز راہ عدالت سے کنارہ کشی نہ کرونگا غبار میں  
مرتن تو میں نے دریافت کر لی اب اصل میں صاحب معالہ قمر چہرہ کی خوشنودی کا استفسار ضروری اگر وہ بھی راضی  
ہو تو پھر بہمان اللہ بیگم ہر کاروں سے مکر و دیا کہ اسی وقت جا کر سب لشکروں میں خبر کراؤ کہ جس کسی کو عشق ملے قمر چہرہ کو  
ادمانہ وہ صبح کو سامنے قصر ہفت منظر سلیمانی کے آئے اور میں بھی نور الدہر کو لیکر آؤنگا دیکھوں کہ ملک کسی طرف  
اٹکے گی جسکی طرف ملک اٹکے ہو اسی کا عشق چاہی اور وہی ملک کا دعویٰ ہے اور باقی سب لادھوئی اور کاذب اور لاف  
ہیں یہ ملک مکمل قضا شہم سنکر اسی وقت ہر کار سے روانہ ہوئے اور سب جلد جلد جا کر فرمان واجب الاذعان امیر حمزہ  
صاحبقران ہر ایک لشکر میں پہنچائے یہ حکم سننے ہی ہر لشکر میں ایک کھلا لی سی پڑ گئی کہ دیکھو اس امتحان کا نتیجہ  
کیا ہو گا اور دعویٰ عشق میں کون چھانکے گا غرض شب تو اسی شش و پنج میں گزر گئی علی الصباح حامد بن حمید  
ترنگی بہت ایرج جوان اور تابید اختر می بہت خوش شید ستارہ پرست اور عیقول شاہ بہت  
تورج ماہ پرست اور کشور شاہ بہت و اسباب کشور کشا اور نور الدہر بلند قد ہر اہ امیر گیتی ستان  
سامنے ہفت منظر کے مجمع ہوئے اور جو عشاق فخریت ہوئے تو نئے پٹے ہوئے تھے وہ تو دعویٰ تھے اٹاک  
ذکر یہ یکے سب سے زیادہ حامد بن حمید کی بیست تالیں دیر تھی وہ سیاہ سیاہ رنگت زرد زرد آئین ہوئے ہر سے ہال  
دو دانت مانند گرانہ کے منہ سے باہر نکلے ہوئے ہاتھ میں کے ڈالے تانگین جیسے دو ستون بھائی جیسے گچ کا چوڑا ٹاک بہت  
دھنٹ کا منہ بال باہر نکلے ہوئے ہر سے بہمن سے آتی چلی غرض میں شخص کی آنکھ حامد بن حمید ترنگی پر پڑتی تھی وہ ایک مہم  
نگاہ جہت سے دیکھ کر ایرج کی طاقت پر ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ ایرج کو کیا طاقت ہو گی ایسے قطعا کو لیس کر  
ملک قمر چہرہ کے لیے آیا ہے غرض جب ملک قمر چہرہ صبح کو سوکر اٹھی اور وہ قلیاس شکار کو چلا گیا تو عمرو نے ملک سے کہا کہ اسی  
کہ آج کے واقعے کی خبر بھی ہو ملک نے کہا کہ کیا کچھ بیان نہ کر دے کرو نے کہا کہ ملک آج صاحبقران نے سب کو جمع  
کیا ہے اور تمہارا امتحان ہے کہ ملک کس سے انوس ہے چہرہ مکمل ہوا ہے قمر چہرہ کا مالک ہو ملک نے کہا کہ خواجہ اچھی بات ہے  
ہو جگر تو بھائی گا اور ہم نوجوانوں سے کہہ سکتے ہیں کہ ستر امیر کے اور کسی سے کام نہیں ہے یہ گھر اٹھی اور  
نہادہ کے ایک سادہ سا بڑا چکر افسون سے کہا کہ دیکھو تو کیا جمع ہو آئین گین اور جا کر دیکھو تو ایک بڑا جادو تھا کہ ملک  
سے کہا کہ حضور ایک عالم جمع ہے تمام خلعت خدا امیدوار ہو ملک نے کہا کہ شاہزادہ نور الدہر جس طرف آئینوں نے عرض  
کیا کہ حضور وہ شہر میں طرف کمر آہوتا تھا اسی طرف کھڑا ہے ستر ملک قمر چہرہ اٹھی اور جس طرف نور الدہر چڑھا تھا اسی  
طرف کا زوانہ کو فکر کر سی بچھا کر آتھی شاہزادہ قاضی غلام حسین تھا وہی تھا وہی کے واجدے ہی ہزار جان سے تسلی ہوئے لگا  
امتحان میں بائیں ہونے لگین نور الدہر نے کہا کہ ملک آج تمہارا امتحان ہے سب عشاق مجمع ہیں ملک نے کہا کہ ہونے  
ہوئے سوائے تمہارے کسی سے سروا نہیں ہے ان باتوں سے سب کو معلوم ہو گیا کہ ملک قمر چہرہ کو سوائے نور الدہر کے اور  
کسی طرف یہاں نہیں ہے سب کے سب ایمان قائم ہو کر ہر گز ایرج قبضہ پر آتے دے ہوئے کہتا ہوا ہر اہ امیر  
بنان میں بان و اور میں زندہ ہوں تو ملک کو حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کر دے گا جب سب کے سب چلے گئے نور الدہر بھی  
بچھ کر داخل لشکر صاحبقران ہوا اور ہر کاروں نے ایرج کو فہر دی کہ کیوں ان فلک رفعت ہر اہ حمزہ صاحبقران

موجود اور اسے صاف صاف کہہ کر کہ کسی سے کوئی مطلب نہیں ہے میں نے قمر چہرہ کو نور الدہر کے ساتھ منسوب کر دیا  
 اور مول شریعت بھی اپنا پکا نہیں یہ خبر سنی کہ کما کہ ان وہ مردود و حقے قمر کر کے اور اقرار نہ کر سکر چکا و کیوں تو کسی  
 سزا دینا ہوا تھا کیا سنے کہ قمر چہرہ کو اس روز حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کر چکا ہوا تھوشتہ سر جبر سریت پاس موجود  
 ہو آج حمزہ کے یہاں شریعت پیا اپنی بیوی کو چار چار ختم کر دیا گیا لکھ سوار ہو اور ماننا شعلہ ہوا کہ بارگاہ سلیمان بن  
 ہونچا امیر نے قہر کر کے جہاں لگا کر کسی ہر چاہا باہام شراب ساقی سفایرج کو یاد داغ اسکا بادہ ناب ت گرم ہوا  
 اس وقت ایرج نے کہا کہ میں آپ سے غلط ہو چکا ہوں کہ کس ملت و مذہب میں یہ روایہ کہ جس صورت  
 کو ایک شخص کے ساتھ منسوب کر دیا ہو اور وہ غلط منسوب الیہ بقید حیات ہو تو اس صورت کو دوسرے کے ساتھ منسوب  
 کر دینا چکر امیر با توفیق نے فرمایا کہ ایرج مجھے اس امر کا استغناء بخیر کیوں ان فلک رفعت موجود ہے اسی  
 سے پرچھو کہ وہ مالک و متاع ہے جس پر پاسبان ہے چاہے نہ دے مجھے اس امر میں دخل نہیں ہوا کیوں اس سے کہا  
 کہ ایرج کیوں خبردار تو نہ نہیں جو کچھ راست راست ہو اور جو امر فی الواقع ہو اسے بیان کر دیا میں نے کیوں کیوں نہ  
 متوجہ ہوا اور کہا کہ ایرج کیوں سچ سچ کہہ کر کہنے لگا قمر چہرہ کو اسکے ساتھ منسوب کیا ہے کیوں اس امر سے  
 خوب واقف ہو مجھے ہو چنے کی کیا ضرورت ہے چکر ایرج بہت ہنس رہا تھا کہ ایرج کیوں نہ کہہ کر کہنے لگا کہ چکر ایرج  
 بات کہتے ہو صاف صاف نہیں بیان کرتے یہ سکر اسد کے کیوں اس سے کہا کہ ایرج کیوں تم ڈرتے کیوں ہو یہ بارگاہ  
 صاحبقران کی یہاں کوئی کسی نہ زیادتی نہیں کر سکتا کیا مقدور جو کسی کا کہ کوئی کسی کو آزار پہونچا سکتے تم صاف صاف  
 کیوں نہیں کہتے اس وقت کیوں اس نے باور بند پکار کر کہا کہ ایرج سو حقیقت حال یہ ہے کہ میں نے پہلی ہی قمر چہرہ  
 کو ہر خاوریہ شایر اود عالم و مالیان نور الدہر ہی بدیع الزمان کے ساتھ منسوب کر دیا تھا زمین حجت و کجش کس  
 امر کی یہ چہرہ نے مجھ پر جبر کیا اور زیادتی کی تو میں نے خوف جان یہ کہہ یا تھا کہ قمر چہرہ کو میں نے حامد بن حمید کے  
 ساتھ منسوب کیا اور اس طرح مجھ پر یہ نوبت پر قمر چہرہ کی روئی غمی خاطر سے یہ اد نہیں لیا تھا اب میں صاف صاف  
 کہے دیتا ہوں کہ جسے مطلق کسی سے سزا دینا نہیں ہے قمر چہرہ کو تو میں نور الدہر کی کنیزی میں دیکھا یہ سکر امیر نے فرمایا  
 کہ ایرج اب تم نے سن لیا یہ صورت کا قدس کوئی کسی پر جبر نہیں کر سکتا جب دول راضی تو کیا کر بلا قاضی اور  
 اگر دول تارضا نہ ہیں تو بادشاہ ہند یا کشور کیا کر سکتا جو اسی خاطر سے میں نے خود کوئی امر نہیں کہا کیوں کے منہ سے  
 خود سنو لو اب ایرج سے ہی وجہ دیا کہ کما کہ ایرج کیوں اس سے کہہ کر کہنے لگا کہ ایرج کیوں بھلا جاتا کہان ہوا اور  
 بارگاہ سے لکھ کر اپنے لشکر کا راستہ لیا قیاب داخل بارگاہ ہوا تمام مال حامد بن حمید زنگی سے بیان کیا حامد نے کہا کہ ایرج  
 ایرج نوجوان امر زبہ آفتاب ہمدستان آپ اسدیچ و تاب کیوں کھائے میں اور اپنے دل کو اس قدر کاشت  
 میں کیوں ڈالتے ہیں قمر چہرہ کیوں ان کے اختیار میں نہیں ہے قمر چہرہ تو دیو کیاس کے قبضے میں ہو جو دیو کو بارگاہ اگر خوار کرے  
 وہی قمر چہرہ پر قابض ہوگا سکر ایرج نے کہا کہ بیشک تم سچ کہتے ہو اب ہم اسی کی فکر کرے لکھ کر شایر شیر دل سانسے  
 کھڑا ہوا تھا اس سے کہہ کر کہا کہ ایرج شایر کیوں فلک رفعت تو اپنی بیوی کو حامد بن حمید زنگی کے ساتھ منسوب کر کے  
 کر گیا جس وقت **تیرہ** ہو چلے اور موئیٹ اس وقت کیوں ان کو خوار کرنا شاہد ہے کہ کما کہ بہت مناسب میں نا ہی جاتا  
 ہوں یہ کہ اس وقت روانہ ہوا کہ اس شاہین ابرگندہ ہمارا آسمان پہ چھایا ایرج بھی سیر و مکارہ کو روانہ ہوا اور شایر شیر دل  
 ہمارا نور الدہر کی صورت بن کر کیوں کے چشمت آیا اور کہا کہ ایرج کیوں میں نور الدہر کا میا ہوں نور الدہر نے  
 اپنی قربانی کیواسطے مجھے بھاری سکر کیوں ان فلک رفعت بہت خاطر سے پیش آیا اب فلک رفعت سورا تو پہلے اسے

۱۰۱



اسبانون کو کچریدہ نہ کر پیش کیا بعد اُس کے گیوان فلک رفعت کو دار سے بیو دشی دسے کر پیش کیا اور چار مہاری  
 بن پستارہ باندھ کر پیو پر رکھے راہی ہوا جس کو یہ خبر نور الدہرہ پندرہ کو پہنچی کہ رات کو شاہ پور شیر دل گیوان کو  
 پیرا لگیا نور الدہرہ یہ گھر سنتے ہی ہلکے ہو گیا اور کہا کہ یہ کب ہو سکتا ہو کہ وہ آفتاب پرست تاج گیوان فلک رفعت  
 کو زمین کرے اور ایک اور فی غیار اُسے کڑے ہاتھ اور ہر چہ کے بیٹے سنا کر بن ہم ابھی باہر گیوان کو لیے آتے ہیں اس  
 آفتاب پرست نے اب بہت مرٹھا پایا ہے گیوان کو پیرا لگایا تو پیرا سکونزداد نکلا یہ کھڑکب مہار خوار پر ہوا ہوا  
 اور لشکر اینہ کی کورستہ لیا جب یہ خبر اسد کو پہنچی تو وہ بھی فوراً پیچھے پیچھے روانہ ہوا اسد کے جانے کے بعد خورشید  
 ستارہ پرست کو یہ حال معلوم ہوا وہ بھی سوار ہو کر لشکر ایرج کی طرف راہی ہوا بعد روانگی خورشید وار اب کو یہ  
 خبر معلوم ہوئی کہ نور الدہرہ کے پیچھے پیچھے خورشید ستارہ پرست گیا ہو وہ بھی سوار ہو کر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا  
 ایرج تو تیار ہو چلا گیا تھا اور مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں کہ شاہ پور شیر دل پستارہ بدوش  
 ہو چلا مالک بن ملکوت شاہ نے پوچھا کہ کیوں شاہ پور گیوان کو لایا شاہ پور نے عرض کیا کہ حضور حاضر فرمائیے اور یہ کھڑکب  
 پستارہ گیوان کا سامنے رکھ دیا مالک بن ملکوت نے شاہ پور سے کہا کہ او شاہ پور شیر دل اس مکار دور سے کو ہوش  
 میں لائے اسی وقت شاہ پور نے فیلد رنج بدوشی دیا گیوان ہوش میں آیا اگلے کو کر دیکھا کہ بارگاہ ایرج میں بھگت کف ر  
 اسیر ہو تیرج کو خواب ہی بیداری دفتہ شاہ پور شیر دل پر نظر پڑی دیکھا کہ وہ سامنے کھڑا ہوا اُسے دیکھ کر یہ خیال  
 گنداک بفرایش ایرج میں ملعون گرفتار رہا ہے خیر اور تو آتشکری ہیں اسلام سلام کیا مالک بن ملکوت شاہ  
 نے کہا کہ او گیوان تیری بابت اور میت سے یہ دور کی بہت بے بدعتی جو تو نے اختیار کی ہے اسے تیری میت کو کیا ہوگا  
 یہ کونسی غیرت اور میت تھی کہ تو اپنی بی بی حسانہ کے ساتھ منسوب کر کے اور نوشتہ پر خور کر کے حمزہ کے فوت  
 سے کر گیا اور کہہ دیا کہ میں نے نور الدہرہ کے ساتھ منسوب کر دیا اگر اب تو آمادہ مرگ اور مہیاس تھا ہوتا ایرج آئے  
 تو مجھے قتل کر دے یہ سنا کر گیوان نے کہا کہ او مالک بن ملکوت شاہ جب تک میری حیات شجانب ہند باقی ہے اس وقت  
 تک تو کیا ہو اور ایرج کیا ہو سکی کیا مجال ہے اور تیری کیا طاقت و قدرت ہے کہ ایک رویا ہی میرا میل کر کے اسے  
 تو مجھے سمجھا کیا ہوتا تھا سمجھا کر مجھے دبا تا تو میں بفضل خدا تمنا نہیں ہوں ابھی میرے بڑے بڑے حاتی اور میں موجود ہیں کہ اگر  
 کوئی میری طرف آگے بھی تیری کرے تو آگے کمال کی بات تو ہو کر کیا مرد وہ سنا کر بختیارک نے کہا کہ او گیوان بہت  
 سچ ہے اور ایک سزا و فرق نہیں ہو رہا تھا ایک ہال بھی کوئی نہیں بکا کر سکتا تھا ان سب کی کوئی تحقیق نہیں ہے  
 یہ سنا کر مالک بن ملکوت نے کہا کہ کیا خوب یہ کیا کہاتے ہیں کہ ہم اسکا کچر نہیں کر سکتے بختیارک نے کہا کہ میں نے کچر نہیں  
 دل لگی سے نہیں کہا ہوا تھی تم اسکا کیا بنا سکتے ہو اور تم تو کیا بنیاد اور کیا حقیقت رکھتے ہو وہی ہفت سر تھا اسکا کوئی نہیں  
 سکا زیادہ ہیکڑیاں نہیں اپنی ہونیں یہ سنا کر مالک بن ملکوت نے کہا کہ اسے کوئی حاضر ہو مارو اس ناچل کو اسکی حقیقت  
 کیا ہو لوگ دوڑے تھے کہ بچا ایک ایک شور اور ہنگامہ بلند ہوا کہ شاہزادہ نور الدہرہ ہر بے تھا شاہ پور سے کی باگ  
 آٹھ سے ہونے باز گاہ کی طرف چلا آتا ہے جسکو اپنی جان بچاتا ہو بہت جا سے کہ بچا ایک نفرہ شاہزادہ نور الدہرہ کا بلند ہوا  
 کہ او کا فرمان دغا باز دناحق کو شان جیل ساز جلد بیان کرو کہ گیوان فلک رفعت کو کون پکڑ لایا ہوا وہ وہ کمان ہر جلد  
 حاضر کرو اور ساتھ ہی اس کے اسد غازی کی آواز آئی کہ بھائی صاحب میں بھی پہنچا چھوڑے عافین ان مکاروں کو  
 میں نفرہ ہا سے کہہ شکاف کی آواز سنا کر شاہ پور نورانی وقت پوشیدہ ہو گیا اور گیوان کو پیرا دیا اور نور الدہرہ مارا گاہ  
 مع مرکب داخل ہوا اتفاقاً تو گویا دم کل گیا کانپ کانپ کر پکارا کہ شاہزادہ نور الدہرہ خورشید آمدی دسفا اور وی یہ سنا

نورالدہر نے آواز دی کہ اور خرس باد یہ نہایت بہت رو کیا بکتا پرتی یہ خوشامدین مجھ کو نہیں بہکا سکتی ہیں جلد بتا  
کیوں ان فلک رفعت کو وہ کس طرف ہوا اور نہیں تو ابھی مجھے نہ تیج کر دنگا لقا سے کہا کہ اے نورالدہر ہر ما بقدر  
قم مجھے کیوں برہم ہوتے ہو اور کچھ کیوں غفا ہوتے ہو میری کوئی فعل نہیں ہے مجھے قسم ہے اپنی خدائی کی کہ میں نے کیوں  
نہیں منگوا یا بلکہ میں اس مشورے میں بھی شریک نہ تھا شاید پور شیر دل حسب الحکم ایرج زوجان اسے گرفتار کر لیا ہی  
اور وہ حاضر ہو آپ یہاں اس وقت نہ ایرج ہی نہ شاید پور مجھے کیوں ان کے دے دینے میں کیا نہ ہر اختیار کرنے کا  
کہ اے شہر ایرم تو آپ کا نام بھرا ہوں آپ کے ارشاد سے کیا حذر ہو سکتا ہوں کیوں ان کی مشکیں کھوئے دیتا ہوں آپ  
شوق سے یہاں اسد نے کہا کہ چپ رہو اور خوشامد خور سے زیاں باتیں نہ بنا جلد کیوں ان کو حاضر کر اور یہ کھڑکوار کھینچے  
حامد بن حمید ننگی اور مالک بن ملکوت شاہ ہر دور اور نورالدہر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کیوں ان کو نیک علیے  
میں ان دونوں کا کام تمام کرتا ہوں یہ رنگ دیکھا ان دونوں کے تو مشابہت ہو گئے کیوں ان کو حاضر کیا اگر نورالدہر ہر ما  
مانع ہوتا نہ بھائی ہرگز ایسا نہ نہ کرنا صاحب قرآن شیخ کے تو بہت غفا ہو گئے بھائی ہر بات ہر موقع اور ہر وقت کے واسطے  
خصوص یہ شعر نہ ہر ما سے مرکب تو ان تاختن کہ بابا سپہ بایا انداختن اپنے کام سے کام پر ہوتے کیوں ان کو  
تو پہلو آئندہ سمجھا جائیگا کہ کیوں ان کا یہ حال ہو کہ مارے خوشی کے رنگت سرخ ہوئی جاتی ہو پھر لا نہیں سنا تا ہنس  
آئی جاتی ہو اور کبریا ہو کہ اے شہر ایرم ہی دونوں حرا دے مجھے و حکما تھے اور ڈراتے تھے اگر کو قتل نہ کیے تو  
ناک اور کان تو ان کے کاٹ ڈالے کہ میرا دل ٹھنڈا ہو یا اسد نے کہا کہ ان بھائی صاحب میں ہی چاہتا ہوں  
اگر مجھے حکم ہو تو میں ان کے ناک اور کان کاٹ لوں کہ ذرا تو دل ٹھنڈا ہو نورالدہر نے کہا کہ بھائی تمہاری ہی عیب باتیں ہیں  
ہم سن کر تے ہیں اور نہیں اترتے ہوتا اپنی ہی باجی کا سے جاتے ہو بہت دیوانہ ہیں اچھا نہیں ہوتا چلو چلو اور کیوں ان کو  
چھڑا کر اپنے ہر ما بیکر بارگاہ ایرج سے باہر آیا اللہ ان کا ترشخار بد کرداران اپنا ر کے مرکب جو موجود ہے انھیں  
میں سے ایک مرکب پر کیوں ان کو سوار کر کے اپنے ہر ما بیکر بارگاہ امیر کی طرف روانہ ہو تو تھکے کار اتفاقات روزگار  
زندہ انھیں لندھوور کی طرف سے گندہ ہوا اسد غازی نے آگے بڑھ کر حال لندھوور کا دریافت کر کے نورالدہر سے  
کہا کہ بھائی صاحب چوٹے نا اسی مقام پر قید ہیں انکو بھی ٹھہرا کر ہر ما بیتے چلیے تو بہت مناسب ہے نورالدہر نے کہا  
کہ بھائی اسد خوب یاد دلایا ازین چہ بستر خوشہ نیرو انھیں چتر ایسا چاہیے کیوں ان نے جو یہ کڑ سنا اس کی توجان  
نکل گئی اور شاہزادہ نورالدہر سے کہا کہ اے شہر ایرم مالہو قاربے مجھے کسی مکان میں چھپا دیکھے مبادا کچھ وجہ پڑے  
دلانی جھگڑا ہو اور آپ مالہ جنگ و جدال میں مجھے ٹھہر جائیں اور ایرج بد نہا دیا ہوئے تو میں تو کہ حرو کا نہ ہوں  
وہ میرا دشمن جانی ہو کا ہے کہ زندہ چھوڑے یہ سننا شاہزادہ نورالدہر کو ہنس آگئی اور کیوں ان فلک رفعت  
سے سکر کر کہا کہ تم گھبراؤ نہیں ہراسان نہ ہونم میرے ساتھ ہو کوئی تمہیں آٹھکی نہ لگا سکیا ایرج کے گھر سے تو  
میں نے آیا اور بیان لا کر نہیں اس پانی کے سپرد کر دنگا یہ ککر در زندان پر جا کے زندان بانوں سے کہا کہ تم سب  
بیان سے ہٹ جاؤ کہ میں لندھوور کو رہا کر کے بچاؤنگا زندان بانوں نے کہا کہ نیے تو سی جلا ہم اپنے آقا کو کب  
جواب دیتے آپ تو اس طرح حکومت سے کہتے ہیں کہ گویا ہم آپ کے نوکر ہیں یا آپ کے بھائے ہمارے ہیں ہم تو ہرگز  
بیان سے نہ ہینگے دھیں تو کون ہٹا دیتا ہو بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ نورالدہر کو غصہ آگیا تو انھیں چکر آن سب پر  
گرایا یہ دیکھ کر اسد غازی نے بھی تلوار کھینچ لی اور تلوار برساتا شروع کی کہ لوگ بھاگ گئے کہہ مارے گئے  
شاہزادہ نورالدہر قتل زندان کو توڑ کر اندر گیا لندھوور فرما سرست سے آچھل پڑا اور باجی دلی کھڑکوار



قید کو خلیہ تیار حکومت توڑ کر شاہزادہ نور الدین ہر کے پٹ گیا شاہزادہ نور الدین کو اپنے ہمراہ لے کر آیا اور گھر سے  
 پر سوار کر کے اپنے ساتھ لے چلا شاہزادہ شیر دل تو پہلے ہی کیوان فلک رفعت کے حال کا اظہار کرنے اور چمکے اس  
 چلا گیا تھا اب دیو چہر عیار لندھو کا حال بیان کرنے ایرج کی خدمت میں روانہ ہوا اور بیان ایرج سے دیکھ شاہزادہ زنگی  
 اور طر اسب مشغول حیدر انکس تھا کسی شاہین شاہ پور شیر دل پہنچ گیا تمام حال کیوان فلک رفعت کے گرفتار  
 کر لانے اور نور الدین ہر کے پٹ لایا جانے کا ایرج سے بیان کیا اور کہا کہ ایڑی زبرد آفتاب پرستان ہر مرتبہ میری محنت  
 یونہی ضایع و برباد ہو جا رہی ہیں ہر مرتبہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں اور آپ حکم دے کر غافل ہو جاتے ہیں  
 جب آپ نے مجھ کو کیوان کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا آپ کو شکار کے لیے آنا کیا ضرورت تھا اور کیا فرض بار جاتا تھا  
 یہ شکر ایرج نے کہا کہ ایڑی شاہ پور تمہاری مشقت اور محنت میں کوئی ٹھک نہیں جو گر میں یہ سوچتا ہوں کہ تم میرے  
 کتے ہی چلے بھی جاؤ گے اور آج ہی رات کو کچھ بھی لاؤ گے اگر میں یہ جانتا تو کابے کو شکار کے لیے آتا اور علاوہ اسکے  
 یہ کارخانے فضا و قدر کے ہیں اس میں کسی کا کچھ اختیار نہیں ہو یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دیو چہر عیار بھی آپ کو بچا اور  
 آئے لندھو کے پٹ لایا جانے کا حال بیان کیا اس پر شکر ایرج بہت ہی برہم ہوا اور تاؤ بیچ کھا کر پشت دست  
 کو دانتوں سے کاٹ لیا اور باز شکاری جو آتھ میں تھا اُسے زمین پر دے مارا کہ وہ مر گیا اور کہا کہ اسے یہ کیا قیامت  
 آگئی میرے آتے ہی یہ سب آفتیں برپا ہو گئیں کس گزری سے میں شکار کو نکلا تھا طر اسب نے کہا کہ ایڑی فخریہ  
 اگر میں بارگاہ میں موجود ہوتا تو نور الدین ہر یہ زیادتیان نہ کر سکتا تھا کیوان فلک رفعت اور لندھو کو دیکھا سکتا  
 تھا کیا مجال اور کیا طاقت رکھتا تھا ایرج نے کہا کہ ایڑی طر اسب تم کہتے کیا ہو مغل شکاری کس طرف ہی  
 تھا راہ دیو ہی پیش نور الدین ہر کیا ہو وہ ایک بڑے دربان آفت جان دجانیان ہو وہ کسی سے دبتا ہو اگر کچھ  
 دبتا ہو تو مجھے شاہ پور نے کہا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب جلد چلے چلے اس لیے کہ وہ دیوانہ اسد بھی نور الدین ہر کے ساتھ  
 ہو ایسا نہ ہو کہ وہ اور کے فساد برپا کرے حامد بن حمید اور مالک بن ملکوت شاہ کا تو وہ جانی دشمن ہو یہ شکر ایرج  
 افسوس کہان اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب داخل بارگاہ ہوا تو مالک بن ملکوت اور حامد بن حمید نے کہا  
 کہ ایڑی ایرج نوجوان تم اس طرف چلے گئے اور بیان ہمیں ایک آفت برپا ہو گئی اسد دیوانہ اسے ہی ڈالتا تھا  
 نور الدین ہر نے رحم کھا کر کوہ اربان میں تلاش بھی ہماری تھیں نہ ملتی ہر چند قسے ہزاروں ہی مرتبہ کہا کہ تم ایسے  
 بیگم میں اول تو لشکر سے نکل کر گھبراہٹ میں نہ کرو اور اگر جابا بھی کرو تو کسی کو ہماری حفاظت کے واسطے پیچھے نہ رہنے بلایا  
 مگر کسی طرح خیال نہیں رہتا اور کبھی اس امر کی جانب تھکو تو یہ نہیں ہوتی اب ایک روز دیکھ لینا کہ اس غفلت کا  
 انجام یہ ہو گا کہ ہم سب کا کہیں نشان بھی نہ پاؤ گے معلوم نہیں کسے ہاتھوں اسے ہائیکے اور کیا انجام ہو گا اور حامد  
 بن حمید نے کہا کہ ایڑی زبرد آفتاب پرستان مجھے تو اب رخصت ہی کر دیکھے تو اچھا ہو ایک مرتبہ میں  
 گرفتار ہوا ہو چکا تھا اور آپ سے کہہ دیا تھا کہ اب مجھے تنہا نہ چھوڑیے گا اسد میرا دشمن جانی ہو اور آپ نے وعدہ کر کے  
 فراموش کر دیا آج تو میرا کام تمام ہی تھا وہ تو یہ کہیے کہ نور الدین ہر کو خود ہی کہہ دیا تھا اس سے میں بگلیا اب میں نے  
 عشق سے ہاتھ دھو ما شقی کو سلام کیا اب مجھے آزاد کیجیے ملک فخر میرے کا میرے ہاتھ آتا صرف کہنے ہی کی بات ہی  
 جان نور الدین ہر ساقی شقی جو وہاں اور کسی کا گزر کجا یہ شکر ایرج نے کہا کہ ایڑی حامد بن حمید زنگی اب کی تو تم  
 اور محنت کرو اب ایسی غفلت کسی نہ سرزد ہوگی ادل تو اب میں جاؤنگا نہیں اور جاؤنگا تو کاتی بندوبست کر کے  
 جاؤنگا اور ایڑی حامد بن حمید تم ہر طرح اطمینان رکھو اگر میری زندگی باقی ہو اور جان میں جان ہو تو میں قمر تبرہ کو تمہارا

پہلو میں بٹھاؤ دیکھا یہ تم کیا کہتے ہو! دم مرگ اس کوشش سے باز نہ آؤ گا اور اسی آئندہ کی ریت حکم دیا کہ جیل سنگ بکاؤ  
 ہو جب حکم ایسیج اسی وقت تقارہ رزمی پر چوب پڑی ہزاروں نے خبر اور لشکروں میں بھی پود بچائی زبان ہمیں  
 تقارہ ہاسے رزمی پر چوبین پڑیں مات بھرتیاری جنگ میں بسر ہوئی سبے اصباح میدان داری ہوئی جس وقت  
 صفوں بعدال و قتال آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کیسے چلے گئے تو ایسیج مرگ کو چپکا کر عرصہ کا نذر میں آیا  
 مبارک طلبی کی عمرو بن رستم امیر پاتو تیر سے رخصت لیکر مقابل ایسیج ہوا بعد نگار رزمی کے ایسیج نے پوچھا کہ تو کون ہی  
 آئے بیان کیا کہ ایسیج آگاہ ہو میں چھوٹا بھائی ہوں شاہزادہ خاور سپاہ کا عمرو بن رستم میرا نام ہی ایسیج نے  
 کہا کہ ای خیرہ سرو و بداندیش مجھکو شاہزادہ خاور سپاہ سے کمال درجہ محبت ہی میں یہ نہیں چاہتا کہ تو میرے ہاتھ  
 سے آرا جاے بہتر یہ ہو کہ تو میرے سامنے سے چلا جائیوں اپنے پانوں سے محراب اہل میں جا جاؤ اور تیر موت ہوتا ہی  
 مجھکو تیری جوانی پر دم آتا ہر عمرو بن رستم یہ سنکر کمال آزر دہ ہوا اور کہا کہ او آفتاب پرست و ناحق کوشش کیا  
 بگناہی میں زبان اپنی بند کر زیادہ دہن و رزمی اور یادہ گوئی کا انجام تجھ پر نہیں ہوتا میدان جنگ با میں بنائے گا  
 مقام نہیں ہر صفت کارزار میں اگر دوستی اور عروت کا کیا ذکر ہی اگر تجھے جنگ و جدل منظور ہی تو میں گوہ میں میدان  
 اور اگر با میں بنانا ہی اور اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہی تو پھر با اپنے خیمے کو یہ سنکر ایسیج نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ تجھکو موت  
 سے خطرہ نہیں ہی اور اپنے پانوں سے جان دینے آیا ہی خیرہ حربہ رکھتا ہوا عمرو بن رستم نے کہا کہ ہا یا یہ  
 دستور نہیں ہو کہ ہم تقدم کریں پہلے تو ہی اپنا حوصلہ نکال ایسیج نے کہا کہ خیر ہمارا تو دستور ہی یہ کہ اگر عمرو بن رستم  
 پہنچتا ہا آئے نیزے کو نیزے پر دو کا ٹکی نیزہ بازی ہوسے سنان پر سنان اور بنان پر بنان پڑنے کی طعنین کلن  
 شروع ہو میں نیزے اتندہ بلیوں کے گتہ گئے چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی آخر کار ایسیج نے نیزہ عمرو بن  
 رستم کا ہوائی کر دیا عمرو بن رستم نے مجھکو کر تواراری ایسیج نے تلوار اسکی رد کر کے جو اپنا دار کیا تو عمرو بن رستم  
 زخمی ہوا لوگ اسے میدان سے اٹھائیے ایسیج نے پھر بار بار طلبی کی علم شاہ چاہتا تھا کہ مقابلہ کونکے کہ خورشید  
 ستارہ پرست مانع ہوا اور گھوڑے کو بڑھا کر مقابل ایسیج ہوا گتہ فخر حریفیت منظر سے دیکھ رہی تھی عمرو سے  
 کہنے لگی کہ خواجہ اب کیا ہوگا عمرو نے کہا کہ اگر کہ تم تماشائی کے جاؤ یہ سب آپس میں ہو نہیں سکتا کرتے ہیں ان سب  
 میں ہی مل جل چکے ہیں اگر نہ ہو گتہ شاہزادہ والا قدر والا تبار نورالدین ہر ما یوسفار کو کچھ نذر اور خوف نہیں ہی تم ہر طرح  
 اطمینان رکھو غرض جب خورشید ایسیج کے سامنے آیا تو ایسیج نے کہا کہ ای خورشید مجھے ان خدا پرستوں سے  
 سروکار ہی اور انہیں سے دراصل جنگ و پیکار ہی تو میرے مقابلے کو کیوں کلا میں مجھے لڑنا پسند نہیں کرتا خورشید  
 نے کہا کہ اول تو میں خدا پرستوں کا طرفدار ہوں دوسرے مجھے تو نے کون سی بھلائی کی ہی میں نے مجھکو اسد  
 کے پتہ سے پھڑا دیا اگر تو نے اس کے بے اپنے عیا سے گزارا کر کے مجھے تیر رکھا اسکا عوض لینا منظور ہی اگر  
 مجھکو خوف جان ہی اور محبت انگلی ہی تو اسکا اپنے مجھکو دے دے اور میدان سے پھر جاؤ نہیں تو میرا مقابلہ کر  
 یہ سنکر ایسیج آگ ہو گیا اور کہا کہ خیر ساری حقیقت تجھ پر منکشف ہو جائیگی جو تجھے ہوسکے تو قصور نہ کر یہ سنکر  
 خورشید نے نیزہ ہاتھ میں اٹھایا اور خبردار کہہ کر ایسیج پر مارا ایسیج نے نیزہ اسکا رد کیا نیزہ بازی ہوسنے لگی  
 ہا گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی آخر کار نیزہ کا خورشید کی سنان ایسیج نے کمال دی خورشید ستارہ پرست نے  
 برہم ہو کر گزرا ان سنگ آسمان دنگ ہشت پہلو پر پہنچا تو وہ ایسیج پر مارا ایسیج نے خورشید ستارہ پرست کا  
 اور روک کے اپنا گز خورشید پر مارا کئی گز خوا تر چلے کر ایک دوسرے پر غالب نہ آیا آخر کار دونوں نے



گزارا تھوں سے ٹپک دیے طور شید نے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے وانا سکارو ک کر اپنا وار کا خورشید نے  
وار اسکا پشت تنج پر رد کا غرض چارچہ گھڑی تک خوب ہی ٹکھار پل اب کوئی چاہ گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایرج نے یا  
نیر اعظم مدد سے کھکرو پری قوت سے جو خورشید پر وار کیا تو تلوار ایرج کی سپر کو کاٹ کر خورشید کے سر پر پل تھی کہ خورشید  
نے بھلت تمام سر اپنا سر کا لیا اور خود کب کے پٹھے پر جبار تلوار ایرج کی گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اُسکی ظلم ہوئی  
خورشید مع مرکب زمین پر آیا اتنے خورشید کا ایک پتھر پاس نہ دوسے ٹاکنہ گھڑیا ایرج نے جھپٹ کر دوسری تلوار  
خورشید پر ماری خورشید نے دیکھا کہ ایرج نے نامروی اور بند لاپن کو کے زخمی پر اتھ اٹھا یا پس اپنی جان پر کھیل کے  
یائین اتھ سے گھوڑے کو اٹھا کر سپر کیا تلوار ایرج کی گھوڑے کے پیٹ پر پڑی کہ پیٹ اسکا کٹ گیا اور سب آنتیں  
اور دل و جگر اسکا نکل کر خورشید پر پڑا ایرج نے یہ سوچ کر کہ زودہ سا میتوان نہ اب اسے مار ہی لینا چاہیے دوسری  
تلوار اور اٹھائی تھی کہ خورشید پر اسے اور کام اسکا تمام کسے کمر اسد غازی کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور آگے بڑھ کر  
کھسا کہ اوکر پاس نزد غرض پڑا زاری یہ کیا نامردی ہو اور کیا بد دل اپن ہر کہ تو زخمی کو اسے ذاتا ہی خبر دار اور مرد و دو  
نا بخار ہٹ جا خورشید کے پاس سے اگر اب تو نے خورشید کی طرف نظر بھی اٹھا کر دیکھا تو آگہ تیری کال بجا گئی اور  
ٹھاس سے کہا کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو اور یہ پاجی نامروی کر رہا ہے خورشید کو حالت زخمی ماری میں ہلاک کیے  
جاتا ہے جلد سے جا کر سزا دو نورالدین ہر بھی یہ سمجھا کہ یہ دیوانہ ایرج سے کیا تو سکینا کزور مار کھانے کی نشانی ٹھاس  
کو اٹھا کہ کیا کہ جاؤ ٹھاس یہ لگا رہا ہوا دوڑا کہ خبر دار او آفتاب پرست دست خود را نگہدار کیا تک در سیدیم  
اور جھپٹ پٹ اپنے گینڈے کو بڑھا کر ایرج کے سامنے آیا اور کہا کہ اونا زاپے یہ کیا حرکت نامردانہ ہوا اور کون سی  
جہانمروی ہوا اس جوان کا تو اتھ ٹوٹ گیا زخمی پڑا ہوا اپنی حالت بد میں گرفتار ہو گئے اُسے آزار دیتے ہوئے خرم  
نہیں آئی اگر تیری تلوار میان سے نکل ہی پڑتی تو آج مجھے مقابلہ کر دیکھ تو مجھے کیسی سزا دیتا ہوں ٹھاس اور ایرج  
سے تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اور اسد غازی نے اگر خورشید کو بھارا کہ بھائی خورشید میری جان تیرے تار کیا حال ہے کہ  
بیان تو کر دگر خورشید تو بیوش تھا کہ جواب نہ دیا اسد غازی نے بالکل ٹکوائی اور خورشید کو سوار کر کے لگیا گھڑ پٹ  
نے جو دوسے یہ نقشہ دیکھا کہ ٹھاس ایرج سے مقابلہ ہوا اپنے دل میں سوچا کہ ٹھاس نورالدین ہر کا رفیق ہوا اور  
تو ایرج کا صاحب ہر مناسب یہ ہر کہ تو بھی ہلکر ٹھاس سے مقابلہ کر اور ایرج کو میدان سے ہٹالایا سوچ کر اپنے  
گینڈے کو بڑھا کر ایرج کے برابر آیا اور کہا کہ آپ ہٹ جائیے میں ہی اس پر زنا میراں کو سزا دے گا اسلئے کہ یہ  
نورالدین ہر کا رفیق ہوا اور میں آپ کا صاحب ہوں بھی کوڑنے دیکھے ایرج طراسپ کے آنے سے بہت  
خوش ہوا اور اپنے لشکر کو پھر گیا اور طراسپ نے ٹھاس سے کہا کہ ای پر زنا میراں و نا بخارا اگر آج مجھے زندہ چھوڑا  
تو اپنا نام طراسپ نہ رکھتا تمام زمانے میں تو نے مجھے بدنام اور رسوا کر دیا ساری خلقت پکار رہی ہے کہ باپ طراسپ  
کا ظاہر زنا نورالدین ہر کا شق ہو کے سلمان ہو گیا یہ کلام بد انجام طراسپ کا لشکر ٹھاس نے کہا اور نطفہ حسد ام  
مسلم ہوا کہ تیرے صلب سے نہیں ہوا اسے مینا وہی بواب کے طریقے اور تیرے پر جو تو نے مجھے بدنام کر رکھا ہے  
کہ ٹھاس کا بیٹا لائق ہو گیا یا میں نے مجھے بدنام کیا میں آج بغیر تیرے قتل کیے ہوئے باز نہ رہوں گا تو جانا کہان  
ہو غرض بعد از گفتگو سے بسیار طراسپ نے سا طور اٹھایا کہ ٹھاس پہا سے اتھ اٹھا یا جی تھا کہ ایک بچہ آسمان کی کمر  
سے پیدا ہوا اور کمر زنجیر طراسپ کو کپڑے آسمان کی طرف سے اڑا ٹھاس دیکھ کر رہ گیا اور زنا چارہ مہمور ہو کر  
اپنے لشکر کی جانب پھر گیا ایرج نے قبل بازگشت بجا دیا ایرج کا لشکر اپنے مقام پر پھر گیا اور اور لشکر دن بے بھی

اپنے اپنے مقام پر سعادت کی ایسی جگہ اپنی بارگاہ میں کمال آندوہ اور نہایت بڑھڑوہ ہو کر میثا اور مالک بن نلوست  
سے کہا کہ اگر مالک تم دیکھتے ہو کہ کیا کیا بیچ پڑ رہے ہیں بن بن کے لڑائی بگڑ بگڑ جاتی ہے کہ یہ سب میں نہیں آتا کہ اب بن  
نسا پرستوں کی کیا فکر کرنا چاہیے اور کون سی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ خدا پرست مغلوب و مفتوح ہوں مالک بن  
نلوست سے کہا کہ اگر زبدۂ آفتاب پرستان آپ سرور و نہ ہوں یہ اتفاقات نہ ہوں ایسا خوفناک نہ ہونا چاہیے  
اور ایسے ایسے حوادث فکلی سے باموس نہ ہونا چاہیے ہر حالت میں نیر و عظم سے مدد کے طلبگار اور فتح کے خواستگار رہو  
اور پھر میل جنگ جو اپنے آفتاب تابان حامی و مددگار پر یہ شکر ابرج کے پھر میل جنگ جو ایسا ہر کار و دن سے یہ  
خبر اور شکر و نین ہو پونچائی وہاں ہی نقارہ اسے زری گڑ گڑا سے رات بھر تیاری رہی سچ کو ایرج میدان میں  
آیا مبارز طلب کیا ہنوز شکر اسلام سے کوئی مقابلے کو نہ نکلا تھا کہ ایک جانب سے ایک گروہ و تیرہ ہزار کا تعلق اٹھا  
کہ جسے آسمان تیرہ رنگ کا رنگ دگرگون کر دیا جب دامن گرد و شق ہوا تو بارہ سو ملٹشیں رنگ کے بارہ ہزار سوار کے  
نشان کہ ہر علم کے پھر ہرے پر جمنا تھی اور نعمت رسالت پناہی مرقوم تھی دکھائی دیے بعد اُنکے تھنا لین شترناہین  
بانوں کی گھمیان کہ سواران زرد پوش مرکبان زرین پوش پر سواران نظام درست کرتے ہوئے خاصہ ہر کار و دن کے  
خول کے خول کے ہمراہ آگے آگے سے چمکا دگرتے ہوئے اور ایک نقابدار بنفشہ پوش مرکب پر سی پیکر سوار  
زیر سایہ علم شیر پیکر چلا آتا ہے اور پیچھے آگے بارہ ہزار سواران بنفشہ لباس پہنے آتے ہیں انقشبہ جب یہ نقابدار  
قریب میدان کار و نزار کے پہنچا تو اگر ایک جانب کو کھڑا ہو رہا اور ہمارے طرف دیکھنے لگا جب نظر اسکی ایرج پر پڑی  
تو سجدہ شکر اتنی گھڑی سے اُتر کر بجالایا اور سجدے سے سر اٹھا کر بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور مرکب کو ہمیز کر کے  
ایرج کے مقابل ہوا بعد لگا و زنی کے جب نظر ایرج نقابدار پر پڑی تو چہرہ نقابدار سے عجب رعب و ہور  
اور جلالت و شوکت اور بدبہ عظمت ظاہر ہوئی کہ کسی پہلوان اور کسی سردار اور کسی بادشاہ میں نہ دیکھی تھی تجربہ  
و متردد ہو ہو کر نقابدار سے کہنے لگا کہ یہ نقابدار میں تو ان خدا پرستوں سے لڑ رہا تھا تو کون پر جوج میں آکر  
کھڑی و حاکم ہوا بعد صر سے آیا ہر اسی طرف چلا جا کیوں اپنے ہاتھوں سے صرا سے اجل میں جاتا ہے اور  
کیوں بلا وجہ و دبا سے موت میں شادری کرتا ہے چلا جا نہیں اس بیدردی سے قتل ہو گا کہ ایساں دریا اور  
مرغان ہوا تیرے حال پر نوہ و زاری کریں گے تو مجھے جانتا بھی ہے کہ میں کون ہوں میں صاحبقران آفتاب پرستان  
ایرج نو جوان ہوں یہ شکر نقابدار نے کہا کہ اگلدنہ و انت ای خیر و سر و پید اور اگر آئین مردی و مردانگی سے بچر  
میں تو مجھے حمت سے ڈھونڈ رہا تھا شکر ہے خدا سے لائیاں کا کہ میں نے تجھے پایا تو سر میدان پایا دیکھ تو اب  
تجھے کیسے آئین شجاعت و دلادری کے تعلیم کرتا ہوں کہ تو بھی تمام عمر یاد رکھے انشاء اللہ العزیز الجبار یا تو آج میں تجھے  
تہ تیغ کرتا ہوں یا اپنی غلامی کا حلقہ تیرے کان میں ڈال کر باندھے لیے جاؤ ہوں بس یہ کلمات سن کر ایرج آگ  
بول ہو گیا اور لپکا مارا کہ اد نقابدار مفلوک روزگار ناخوار و بد کردار خدا و مکار تجھے اپنی شجاعت پر بڑا گمن  
ہے اپنے کو بہت بڑا بہادر و دلدار جانتا ہے تو مجھے آئین بہادری کیا تعلیم کر لگا تجھے بھی کوئی کم نہ سمجھ تیرے لیے ابھی  
میں بہت ہوں تو اپنے دل میں سمجھا کیا ہے خیر جو حربہ رکھتا ہو لا نقابدار نے کہا کہ یہ دستور اہل اسلام کا نہیں کہ پہلے  
وہ پیش قدمی کریں تو پہلے اپنا حربہ کرے تو پھر میں بھی سمجھ دوں گا یہ شکر ایرج نے کہا کہ اچھا خبردار خبردار کہ  
نقابدار پر خیروار نقابدار نے نیزہ اسکا نیزہ پر دو کا ٹکی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی  
ہوا کی ستائش بتائیں نا کارہ ہو گئیں یہ وہی کوا تھوں سے چمک دیا ایرج نے نقابدار پر گزرا نقابدار نے



گزر آسکار دیکھا اور اپنا گزرا میرج پر ہوا میرج نے بھی دار آسکار دیکھ کر اپنا دار کیا گزرا بازی میں بھی دونوں برابر تھے  
ایک دوسرے پر غالب نہ آیا آخر کار میرج نے نقابدار پر تلواری نقابدار نے دار آسکار دیکھ کر کہا کہ دیکھو اور  
آفتاب پرست خبردار دھوشیار باش یہ کھکر پوری فوت سے جوتلواری میرج پر ماری تو میرج نے سپر پر دیکھا تو  
جھپٹ پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے میرج نے سر اپٹا ہٹایا تو وار مرکب کی گردن پھٹتی کہ گردن اُسکی ٹکڑ ہو گئی  
میرج نے چاہا کہ مرکب سے کوٹھڑے پر چڑھ کر اب میں اٹھتا ہوں مع مرکب دھڑے زمین پر گر پانا تو میں میرج کا  
کوٹھڑے کے نیچے دب گیا ہر چند میرج نے چاہا کہ سنبھلے مگر نقابدار مرکب سنبھلنے دیتا ہر جھپٹ گھوڑے سے کود کر میرج  
کی چھاتی پر سوار ہوا اور دونوں کان پکڑ کر خوب گوشمالی دی اور کہا کہ اے میرج تو خون نگر ہم بہادر ہیں شجاع ہیں تیری  
طرح نامزد نہیں ہیں مگر یہ گوشمالی اس واسطے دی ہو کہ خبر دہا اب کسی زخمی کو نہ پکڑنا زخمی کا گزرا کرنا میں نامزد ہوں  
اور تو نے سبکے پچانا بھی کہ میں کون ہوں ختم قبہ دین سنوں اسلام کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق  
و غرب یہ کھکر بند نقاب کا ختم ہے ہٹایا میرج نے دیکھا کہ فی الواقع کرب غازی جو صورت دیکھ کر کانپ گیا  
کرب نے کہا کہ اے میرج تجھے یاد ہو کہ میدان اختر میں تجھے اور تجھے کشتی ہوئی تھی اور کو دیر آکر گزرا تھا اور تو نے  
مجھے گرفتار کر لیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ اسکا عوض تجھے تو لگا اے میرج آج میرا موقع بگلیا اور بتائید ایندھی  
آج اسکا عوض تجھے لیا اب خبردار دیکھ آج کی سزا کو یاد رکھنا اور کہیں کسی زخمی کو نہ قتل کرنا نہ اسپر کسی طرح کی  
زیادتی کرنا کہ اسی اثنا میں اسد غازی نے اپنے باپ کو دیکھا وہیں سے یہ کستا ہوا دوڑا کہ ادا جان میں آج پوچھا  
اسے چھوڑ دے گا نہیں مگر میرج بہت خرمندہ اور اتھا کا نام دہا اور کرب سے کہا کہ مجھے بہت بڑی خطا سزا ہوئی  
اور واقعی یہ حرکت میری قابل ملامت ہو اور اب میں یہ مدد کرتا ہوں کہ کسی زخمی پر زیادتی نہ کر ڈنگا علی انفسوس جسکا  
کہا تھا آکر جاے یا پانوں میں حرب آجاسے یہ شکر کرب غازی نے میرج کو چھوڑ دیا ہر چند اسد غازی کستار ہوا  
کہ ادا جان یہ پابی ہوا اسکے اقرار پر مل نہ کیجیے اور اس مردود کو گرفتار ہی کر لیجیے اس سے دفاعی سید کا سخت مخالفت  
مگر کرب نے یہی جواب دیا کہ نہیں بیٹا جو اپنے سے حاجت کرے اور مدد کرے اسکو ایذا دینا اور آزار پہنچانا مادی و مروتی  
کے بہت خلاف ہو اتھو میرج تو اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور کرب پر حرب اسد غازی کو گاہنے ہوا دیکھ کر  
بائیں کرتا ہوا جانب لشکر اسلام روانہ ہوا کہ میثاق گھبرائے کیوں جو یہاں نقاب پرست جانا کمان میں بغیر اسے  
اسے چھوڑنا غلطی ہوں اس وقت اسے اڑنا یا گرفتار کرنا ناشان ہوا وہی کے بہت خلاف تھا اسلئے کہ اسے  
حاجت دہنت کر کے شرط کی اور مدد کیا اسد غازی نے کہا کہ ادا جان یہ سب میرج ہو گرا اسکے قول کا اعتبار کیا ہوا  
کرب نے کہا کہ میثاق میں بھی جاتا ہوں مگر بار زندہ و محبت بانی اسوقت چھوڑ دیا پھر سب جائیگا کمان ابکی یہ کوئی  
ناخانیستہ حرکت کوئے تو پھر اسکو قرار واقعی خزاں بنا چاہیے انقصہ ہی بائیں کرتے ہوئے داخل بارگاہ صاحبقران  
ہوئے امیر با توقیر کی قدسوسى حاصل کی امیر کشور گیر بہت خوش و خرم ہوئے کرب سے معاف اور رعنا ٹھہ گیا  
کریسی زنگار پر بٹھایا بعد اسکے شاہزادہ بدیع الزمان نامور اور نور الدہر والا قدر آکر غلگہ ہوئے نزع پر ہی  
ہوئی کرب نے نور الدہر کا حال استفسار کیا نور الدہر نے کرب کا حال استفسار کیا کہاں خوش حاصل ہوئی  
بل شادانی بیچنے لگا مگر میرج جو اپنی بارگاہ میں داخل ہوا کہاں ول لول اللہ پھر مردہ خاطر ہو کے اپنا سر جھکا کر  
بیٹھ رہا ہر تہہ اپنے دل سے یہ کستا تھا کہ انفسوس ایسی ذلت و خواری آج نصیب ہوئی کہ اب کسی سے آنکر  
چار کرنا نہ چاہیے اور ذلت بھی کیسی سرسیدان کیا کہوں کیا نہ کہوں اسی سوچ میں بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ صاحب آکر

بیٹھے نہ کیا کہ خداوند کیون سوئی کا ہے کا ہی ادشاہوں کو ایسے اتفاقات اکثر ہوا کرتے ہیں نیز اعظم سے مراد کے  
 غالب ہے تاج دیکھتے خوش و بشارت ہو جیسے کل پھر سمجھا جائیگا آپ کے لشکر میں بھی بڑے بڑے ہیلوان ہیں کل خود  
 شجاعیے کا کسی لازم کو بھیج دیکھے گا کرب گرفتار ہوا بیٹھا یہ بھی اتفاقات زمانہ ہر کہ جسے آپ گرفتار کر لائے تھے اس سے  
 آپ دست ہو گئے یہ مقام تردد نہیں ہو غرض اس فحاش سے ایرج کو جس ٹی اہل تسکین ہوئی تاج ہونے کا جام شراب  
 مگر جنگ گردش میں آیا جب ایرج کو خوب نشہ ہوا اور دماغ گرم ہوا تو میں حالت نشہ میں طبل جنگ بجا دیا یہ خبر  
 ہر کاروں نے لشکر امیر میں پہونچائی وہاں ہی اسی وقت کوں ٹہلی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی  
 علی الصبح دونوں لشکر سرکہ آرا سے میدان بزر ہوئے جب صفوں جدال و قتال آراستہ ہو گئے نقیب نقابت کے  
 چلے گئے تو ایرج میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر صاحبقران سے رستم پلٹیں کشندہ قول ہندی ہندی ہندی  
 و کپتان فرنگی غلشاہ رومی امیر سے رخصت حاصل کر کے بادشاہ اسلام کو سلام کر کے کرب آکر مقابل ایرج ہوئے  
 بعد مکار و دزدنی کے ایمن نے کہا کہ اے شہر بار و بالا تیار آپ شاہزادہ خاور سپاہ شاہزادہ قاسم کے چہرہ بزرگوار ہیں  
 اور مجھے شاہزادہ موصوف کی خدمت میں کمال و درجہ نیاز ہی میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ سے مقابلہ کروں اور شاہزادہ  
 خاور سپاہ سے نہایت حاصل کروں آپ بیان سے تخریت لہجائیے اور مجھے مقابلے کا قصد نہ کیجیے لشکر صاحبقران  
 میں کیا سوائے آپ کے اور کوئی نہیں جو جو میرے مقابلے کو آئے غلشاہ نے یہ لشکر کہا کہ اے ایرج اگر یہ بات  
 سچ ہو اور جھکو قاسم کے ساتھ محبت ہو تو میں بھی یہ نہیں چاہتا کہ جھکو ذلیل کروں اور میدان گرفتار کر کے لہجوں  
 چل میرے ساتھ خدمت امیر با تو قیر حمزہ صاحبقران میں اور قد بوسی کا شرف حاصل کر کے کلہر پرہ اور رازہ صدق  
 وائرہ اسلام میں داخل ہوا اور اگر یہ امر راست نہیں ہو اور صرت منسطہ ہو تو امیر اسانا کر اور تلوار ہاتھ میں لے کر  
 میں جھکو باندہ کر لہجوں اور اپنا حلقہ گوش کروں یہ لشکر ایرج نے کہا کہ کیا خوب آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ سے  
 دیکھا اور دیکر یہ کلام کرتا ہوں تو یہ تخریت ہی میں آپ سے رہا نہیں اور کہ آپ سے کہ نہیں ہوں آپ سے جو کہ ہو سکے  
 حضور و کوتاہی نہ فرمائیے لائیے جو حربہ آپ رکھتے ہوں غلشاہ نے کہا کہ تقدیم کرنا ہمارا دستور نہیں ہے تم اپنا حربہ پہلے  
 کر جو جب تمہارے حربے سے خدا بچا جائیگا تو پھر ہم بھی ملنا درہونگے یہ لشکر ایرج نے نیزہ مارا غلشاہ نے نیزہ کو نیزہ  
 پر روکا پھر تو زمین نیزہ کی نکلنے لگیں شان سے شان بنان سے بنان ٹرنے لگی دونوں نیزہ کے مثل ہیلوان کے گتہ گتے  
 چار گھڑی تک خوب نیزہ بازی ہوئی گرا ایک دوسرے پر غالب نہ ہوا اور کہ مطلب نہ حاصل ہوا نیزہ ہاتھوں سے  
 ٹپک دیے مود ہاتھوں میں اٹھالیے آسین بھی برابر ہے اور کوئی مطلب نہ حاصل ہوا تو بیت شمشیر زنی کی پودھی  
 شام کو اور چلا کی آخر کو غلشاہ زخمی ہوئے اور وہ غلشاہ کو لیکے ایرج طبل باز گشت بجا کر پھر گیا صاحبقران  
 غلشاہ کو بارگاہ میں لائے زخم میں ٹانگے لگوائے کہ نہ ہر کاروں نے نیزہ پونچائی کہ ایرج نے طبل جنگ  
 بجا دیا یہ لشکر صاحبقران نے بھی نغارہ رزمی بجا دیا رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان  
 میں صف آرا ہوئے ایرج نے اپنے لشکر سے لشکر مبارز طلبی کی لشکر صاحبقران سے مرزبان خراسانی مقابلے  
 کو نکلا ایک تھوڑی ہی دیر میں مرزبان زخمی ہوا بعد اسکے مند و دل و صفائی دینر ٹپک آئیس آدمی ایرج کے  
 ہاتھ سے زخمی ہوئے شام تک لڑائی رہی شام کو ایرج طبل باز گشت بجا کر اپنے لشکر کی جانب پھر گیا اور اپنی بارگاہ  
 میں لشکر عیش و عشرت میں رات گزاری اور صبح کو پھر ایرج میدان میں صف آرا ہوا اور نیزہ کیا کہ جسکا ہی چاہے  
 میرے مقابلے کو نکلے یہ نیزہ لشکر دار اب کشور کشا اپنا کرب چکا کر ایرج کے مقابل ہوا شام تک خوب نیزہ بازی









دوبہ میں سحر پہن کرنے لگا اور تاپنے لگا کودنے لگا خواصوں نے کہ سے اگر کاکازج تو لشکر ایرج میں ہدیہ دشمن  
 ہو رہی ہو کو سون تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکل آیا دیو قلیاس اور عمر و اور کہ قمر چہ سانسے آکر بیٹھے اور  
 تماشہ دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے عمر و کی نگاہ بختیارک پر پڑ گئی دیکھا کہ حاجی - باد کو دریا پر سوار ہو کر آ رہا ہے دیکھتی  
 آگ ہو گیا اور اپنے دل میں کہا کہ افسوس یہ حرامزادہ تو اس طرح نرمان و شامان ہوا اور تو اس طرح بلا میں گرفتار ہے  
 عمر و اس حرامزادے کی بدولت تجھے اور امیر سے جدا ہوئی اور تو اس زندان میں مبتلا ہوا کسی طرح تو اس  
 مردود کو بھی گرفتار ہلا کر آیا - بائین دل میں کر رہا تھا کہ دیو قلیاس نے کہا کہ ای آغا بلبل کچھ گاؤ اس وقت جی  
 سمجھ رہا ہو عمر و نے اس موقع کو نہایت جان کر دیکھ کر کہا کہ ای شاہ دیوان گانے کو تو میں گاؤں گا اور جب آپ نے  
 کہا میں نے گایا اگر گانا میرا بغیر سازندہ سے کہے آجھا ہو اگر سازندہ کوئی لمبا ہے تو اور بھی مٹف زیادہ ہوا اور بھی گانا  
 میرا رونق پڑے اور آپ بھی بہت زیادہ مخطوط ہوں دیو قلیاس نے کہا کہ ای آغا بلبل پھر سازندہ کہاں سے ملے  
 عمر و نے کہا کہ میں آپ کو بھولنے دیتا ہوں اٹھا کاٹا آپ کا کام دیو نے کہا کہ بتلاؤ خواجہ نے دور سے بختیارک  
 کو دکھایا اور کہا کہ دیکھو وہ سازندہ ہو جو پچھل کدرا نام اسکا سا فقط بختیارک ہو سازندہ ہے مثل وہ ہے ظہیر  
 ہو گیا ہے اٹھالا تو پھر میرے گانے کا حظ ہو یہ لشکر دیو قلیاس نے کہا کہ میں ہلانے کو نوجوانی گرہ بتلاؤ کہ  
 وہ ہی مثل نور الدہ ہوا ایرج کے زیر دست نو بہن ہو کہ بھگدا اپنا پونچھانے عمر و نے کہا کہ نہیں وہ ایک سازندہ  
 ہو اسکی کیفیت کیا ہو جو تمہیں آزار پہنچائے تم کچھ خوف نہ کرو دل کر کے اٹھا بھی لاؤ دیو نے کہا کہ اچھا تم مجھے  
 اچھی طرح پہنچاؤ تو پھر میں جان خواجہ عمر و نے بختیارک کو اچھی طرح پہنچاؤ یا جب دیو خوب پہچان گیا تو  
 قصر ہفت منظر سے اتر کر جانب بارگاہ ایرج روانہ ہوا وہ اس طرف گیا اور یہاں عمر و نے لکھ قمر چہ سے کہا  
 کہ ای مکانم مجھے اکثر کہا کرتی تھیں کہ کسی طرح اس دیو کا کام تمام کر دو اب کیا کنسی ہو قمر چہ نے عمر و سے کہا کہ ای  
 خواجہ بہت جلد اس بھڑوسے کا کام تمام کرو کہ میرا بیچا چھوٹے پلکڑ خواجہ سے پٹ گئی اور کہنے لگی کہ میرے خواجہ  
 تم سلامت ہو جلد کسی طرح اسکا کام تمام کرو یہ لشکر خواجہ عمر و نے ایک پڑاوار سے بیہوش کی لگا لکھ قمر چہ کو  
 وہی اور کہا کہ ای لگا اس پر یا کو تم اپنے پاس رکھو جب دیو شکار کو جاسے تو تم یہ پڑ یا شراب میں لار کھنا جب وہ  
 شکار سے واپس آئے تو تم وہی شراب اسے بلا بنا دیتے ہی بیہوش ہو جائیگا پھر سمجھو لنگے یہ لکڑ پڑ یا لکڑ کو  
 سے دی لکڑ نے اسے اپنے پاس بگناقت تمام رکھا اور اُدھر چھپتا ہوا دیو قلیاس بارگاہ ایرج میں داخل  
 ہوا اور بختیارک کو اٹھا کر پہلا بختیارک چلا یا کہ ای زبدا آفتاب پرستان جلد میرے دیو مجھے  
 پکڑے ہے جاؤ ایرج میں آپ آئے ہی آئے دیو قلیاس بختیارک کو لے بھاگا اور قصر ہفت منظر  
 میں آکر اسامہ چند بختیارک چلا نا بارگاہ دیو میں لکھ قمر چہ کا ناشق نہیں ہوں مجھے چھوڑ دو مگر دیو قلیاس کب  
 سنسار اللہ جب نظر بختیارک کی لکھ قمر چہ پر پڑی یہ معلوم ہوا کہ ایک برقی تلی غمی جو نہشتہ چمکنی قریب قتل  
 غش کھا کر گیسے گرفتار کیا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ مشوقہ و لغریب حامد بن حمید زنگی کو ہلانے تو کیا ہی  
 خوب ہو مگر یہ نور الدہ ہر ہر مائل ہو حامد بن حمید زنگی کے ہاتھ لگنا بہت مشکل ہو مگر خیر اگر زندہ رہا تو پھر کوئی  
 نہ ہو سو چو چکا یہ بائین بختیارک اپنے دل میں کر رہا تھا کہ خواجہ عمر و نے کہا کہ ٹھیک اچھی طرح بختیارک  
 نے جو خواجہ عمر و کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ انہیں مرشد کی کارستانی ہو جس سے اٹھلک سلام کیا اور کہا کہ میں تو  
 آپ کا ظام ہوں خواجہ عمر و نے کہا کہ خیر سمجھ لیا جائیگا دیو قلیاس نے کہا کہ ای آدھرا دھیرا کہا نام ہو

بختیارک نے کہا کہ اے آقا دیو مجھے بختیارک کہتے ہیں دیو قلیاس نے کہا کہ تو نے حافظ بختیارک  
 کیوں نہ کہا میں نے تیرا نام حافظ بختیارک رکھا ہے یہ کہہ کر جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر بختیارک کو دیا اور  
 کہا کہ تو حافظ بختیارک پوچھ آج تجھیں سے صحبت گرم ہوگی بختیارک نے کہا کہ اے آقا دیو میں تو شراب نہیں پیتا  
 مجھے تو صاف کھو دیو قلیاس نے برہم ہو کر کہا کہ چنا کر یا نہیں نہ پے گا تو کھائی جاؤ گا بختیارک نے چارہا چارہ  
 ہاتھ سے لیا گردہ جام دھوبی کے نام سے سے کہ نہ تھا ایک مرتبہ میں تو پینا دھوا ہی سے غالی نہ تھا دو تین مرتبہ میں کچھ  
 پھینکی کچھ گرائی کچھ لی غرض ہزار خراب وہ جام شراب خالی کر کے دیو کو دیا دیو نے بھی کئی قدر شراب نہ پیا کیلئے جب خوب  
 مست ہوا تو بختیارک سے کہا کہ حافظ بختیارک میرے سامنے آج تجھیں کا نا پڑیگا یہ شکر بختیارک سے مست ہوا  
 پریشان ہوا اور سمجھا کہ یہ خواجہ عمر و کی کارستانی ہو اسی کیفیت نے دیو سے ککراؤں تقریب سے اٹھوا اٹھوا کر بے موت  
 تجھے قتل کروا دیا کانپ کانپ کر کھٹے لگا کر اے شاہ دیوان میں تو مجھنا نہیں جانتا دیو نے کہا اور حرام زاد سے بھی سے ہنس  
 کو گایا کیا اور ناچا کیا اچھا کو داکیا اور مجھے کتا ہے کہ میں گانا نہیں جانتا یہ شکر بختیارک نے کہا اے شاہ دیوان میں  
 بھی کتا ہوں کہ مجھے بالکل ناچنے گانے میں تمیز نہیں ہے بارگاہ ایرج میں تخت فیضی حامد جیسید کا جشن تھا لہج  
 ہوا تھا میں بھی بوجہ تسخیر تاج کو دریا تھا دل گل کر رہا تھا بس یہ سننا تھا کہ دیو گگ بول گیا اور کہنے لگا اور مراد کیوں  
 جھوٹ اور مصیبت و دباہیات کہتا ہو گا نا ہو تو گا نہیں تو سزا سے معقول پائیگا بختیارک نے کہا کہ اے شاہ دیوان میں  
 کیا گاؤں مجھے فن موسیقی میں بالکل امتیاز نہیں ہے ان اگر کہیے تو کچھ اپنی صحبت کا نا شروع کر دیں یہ شکر دیو قلیاس  
 نے کچھ جواب نہ دیا اور اٹھنے کے ساتھ ہی بختیارک کو پکڑ کر اٹھا لگا دیا اور ملکہ قمر چہرہ کی پاپوش اٹھا کر  
 اس قدر بختیارک کے سر پہ دین نہ سر کے بال جھرجھٹے نب تو بختیارک بھاگ گیا اور خواجہ عمر و کی طرف دیکھ کر  
 ہاتھ جوڑ کے کہنے لگا کہ اے خواجہ اب تمھیں بھاگنے کو چھوڑا اور تمھیں جان بخشی کر دے تو جا نہ رہی ہوگی یہ حال  
 بختیارک کا دیکھ کر اور اس کی ہماہمت و منت کرنے پر خواجہ کو رحم آگیا اور دیو سے کہا کہ آقا قلیاس معلوم ہوا  
 کہ حافظ بختیارک گاتے گاتے تھک گیا ہے آواز اس کی پرگنی ہو اس وقت اسے صاف کو دیکھ کر کسی وقت کا ایسا لڑکھ  
 تھا ہی دل گیا وہ اشتعال طبع کے لیے میں گاتا ہوں اور حافظ بختیارک سفر گئی کر بھاگ دینے کا اچھا ہنسنے اسکو  
 اپنا مسوڑہ مقرر کیا اور اسی وقت حکم دیا کہ تمام قصر میں روشنی کرادو جب روشنی ہو چکی تو خواجہ عمر و نے گانا شروع کیا  
 اور بختیارک اچھلے لگا عمر و کوئی دو پہر یا تئک گا باکیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ بختیارک اچھل کود مہیا کیا جب  
 دو پہر یا ت گزرتی تو صحبت پر غامت ہوئی دیو قلیاس بھی سورا اور گلے نے بھی آرام کیا عمر و بھی سورا بختیارک  
 کو بھی سونے کی اجازت لی مہر صبح کو در سوکرا اٹھا تو عمر و کو پھر سے میں بند کیا اور بختیارک کو ستون سے باندھ کر  
 سواا سکی زبان میں چھو دیا اور خود شکار کو چلا گیا جب شکار سے واپس آیا اور جانوران شکاری وغیرہ کھالی چکا تو  
 عمر و کو پھر سے میں سے نکالا بختیارک کو قید سے راکھا لگا کہ ہلا کر اپنے پاس بٹھا یا جام و صراحی شراب گلہنگ کی  
 خواصوں نے سامنے لگا کر کھدی لکھنے چلے ہی سے دار سے میوٹنی شراب میں لار کھی جس اور اس سبب سے اطمینان  
 تھا کہ آج تو اس کا کام تمام ہی ہو لہذا بر خلاف ایام گزشتہ گلے نے دیو سے خوب ہی اشتیاد کرنا شروع کیا بظاہر خوب ہی  
 شادان و فرحان ہوئی خوب ہی بشاشی ظاہر کی کبھی تو سو پنچہ پکڑ پکڑ کے بلاتی ہو کبھی سر پہ پڑھتی تھی کبھی شاخیں  
 پکڑ پکڑ کے دھولیں دیتی ہو اور کتنی پکڑ کر اسے میں تیرے سر کی خاک جھاڑتی ہوں دیو قلیاس بھی یہ حرکتیں دیکھ کر  
 بہت ہی خوش ہو اور اپنے دل میں کتا ہے کہ میرا آج کد خوش ہو پھر کبھی اپنے ہاتھ سے شراب اڑا دیکر پیتا ہے کبھی ملکہ



اور نیکو بانی پر غرض دیو قلیاس شراب پی کر خوب سست ہوا جب غمرو نے دیکھا کہ میوٹی نے خوب اثر کر لیا  
 تو دیو قلیاس سے کہا کہ اے قلیاس آتے ہیں دائرہ بجا تا ہوں تمہا ٹھکرا چو اور حافظہ بھٹیا رک تمہارے ساتھ  
 گورے توڑا لطف ہوا اور ملک بھی بہت ہی خوش ہو رہے تھے کہ اتر آ غابیل میں بھی رہی چاہتا ہوں یہ شکر خواجہ غمرو نے  
 دائرہ بجا شروع کیا دیو اٹھ کر نہ چنے لگا بختیار ک اٹھنے لگا جب خوب میوٹی نے اثر کیا تو چکر کھا کر دھڑے کر  
 عجب غمرو نے خبر لیا کہ اس کے گلے پر پیرا لیکن ایک روٹھ گیا جس اُسکا نہ کتا سمجھا کہ یہ کینتہ آئینہ بدی روئین تن ہو ظہر  
 سے اُسکا ہم نام ہوا اور شراب پیسے، سونے کر کندہ آئینہ سے باصفائے نکال کر بھندہ اُسکا دیو کے حلق میں ڈال دیا اور  
 لڑا کرنے لگا کہ اے کندہ تجھے قسم ہوئی ہے آصفائے باصفائے کہ تو ایسی تنگ ہو جا کہ اس مردود کا دم گھٹ کر نکلا ہے  
 یہ ککر کندہ کو سستوں سے باز دیا اور ایک جھٹکا دیا کہ آئینہ اُسکی نکل چڑھن اور پھر ک بھڑک کر گر گیا غمرو  
 نے اُسے کندہ میں باندھ کر قصر ہفت منظر کے نیچے شکار دیا رات بھر شکار صبح کو ہر کار دن نے شاہزادہ  
 نور الدہر اور امیرج سے خبر کی کہ آج دیو قلیاس ہفت منظر کے نیچے دریا کے کنارے کھڑا ہے یہ خبر شکر  
 و دونوں کے دونوں مہربان تیز رفتار پہ سوہر ہو کر ہفت منظر کی جانب آئے اور واراب و خورشید و توریج  
 بھی یہ خبر شکر ہفت منظر کی جانب دوڑے اگر دیکھا کہ واقع دیو قلیاس ہفت منظر کے سامنے کھڑا ہے  
 نور الدہر اور امیرج تلواریں کھینچ کھینچ کر دوڑے جب دیو کے نزدیک پہنچے تو غمرو نے آواز دی کہ سب جان مشہ  
 مرد سوار سے آئے ہو واہ واہ کیا ہمارے ہر اور کیا دلاوری ہو اے نوین نے مارا اویہ مرد ہو تا حق اسیر  
 تلواریں کھینچتے ہو یہ ککر کندہ سے معجزہ طلب کیا کہ دیو کو کھینچ لایا کتنا تھا کہ دیو ہفت منظر پر آگیا غمرو نے کندہ  
 اُسکے گلے سے کھڑکھڑایا جن پھیلنے لگے سب نے آواز تھیں و آفرین کی بلند کی اور ایک ایک پوچھنے لگا کہ خواجہ  
 اب ملک کو کسے دیکھے گا غمرو نے کہا کہ تم لوگ یہ کیا کہہ رہے ہو کہ ملک کو کسے دیکھے گا اسے صاحبو میں خود ملک پر  
 عاشق ہوں دو لٹکا کے میں تو کسی کو بھی نہ دوں گا اور جو دو لٹکا بھی تو ایسے شخص کو جو مجھے روپیہ بہت سادہ میں  
 گور وہیہ کامیت ہوں مجھے خوش کرے سوئے یہ لشکر داراب و خورشید و توریج نے یہ نبال کیا کہ اب ملک  
 غمرو کے تھپے میں ہے اور نور الدہر بہ عاشق ہو سوا ہے شاہزادہ نور الدہر کے اور کون ہا سکیگا یہ سوچ کر  
 نور الدہر سے کہا کہ اے شریار اب تو ملک غمرو کے تھپے میں آگئی اور غمرو کتاب کے ساتھ جو خصوصیت ہو وہ  
 ظاہر ہو سوا ہے آپ کے اور کون ملک کو لے سکتا ہے کہ سے اٹھا اٹھا یا ملک آپ ہی کو مبارک ہے یہ ککر  
 داراب و خورشید و توریج تو بھر گئے گرا امیرج و بین کھڑا رہا جب یہ سب چلے گئے تو غمرو سے پکار کر کہا کہ اے قلیاس  
 کرک مست تلماق یا پیر قطب و دوران شاہنشاہ و یاران زان میں آپ کا ایک دوست ہے ابھار ہوں میری  
 بات آپ کے دوست و حامد بن حمید زلی سے میں وعدہ کر کے لایا تھا کہ تھیں ملک تھر جیہ کہ کو لواد دنگا آپ ہی نے  
 بھلو یہ عزت دی آپ ہی کی بدولت میں اس مرتبہ صاحب قرالی کو پہنچا اگر نہ دیکھے گا تو ساری سنی میری کر رہی ہو جائیگی  
 جیسے روپیہ آپ کو مستند ہو وہ مجھے پیسے اور ملک کو برے واسے کر دیجیے یہ شکر خواجہ غمرو نے کہا کہ ابھی ہنم  
 روپیہ تو جمع کروا بھی یہ بائیں ہدی رہی تھیں کہ دفعتاً آسمان پر ایک اجڑا ہوا آسمان سے ایک آواز آئی  
 اور نقارے کی بلند ہوئی جب وہاں برشق ہو تو بہت سے دیوناؤ اور پرندے و نایان ہوئے اور کچھ افراد دیوئی  
 گردنوں پر سوار ہو کر آئے اور ایک نقادار شمشادش تخت جو ائمہ نگار پر بیٹھا رکھائی دیا جب وہ نشست  
 قصر ہفت منظر پر پہنچا تو وہ نقادار تخت سے اتر اور غمرو سے پوچھا کہ اے خواجہ ملک تھر جیہ کے دو





نورالہ ہر کے نقش نامن پاؤں تاروں اور ایسے جیسے کچھ تیری شائین آنی ہن پاؤں جان کے پیچھے پڑا ہوا اس بھی تیرے  
 درست ہن پاؤں تھوڑی سی جھنگ پیگیا ہوا اسے موندی گائے کسی نسبت تو نے یہ کلمہ کہا تو جانتا بھی ہو کہ خواجہ  
 عمر کو کون شخص ہر اور میں اسے کیا سمجھتی ہوں اسے وہ میرا باپ ہر میری سونے جگہ دو کی قید سے چھڑا یا دہری  
 میرا ہر وقت ہم دم و ہر زمانہ ہائے میری زندگی رکھ لی اگر خواجہ نہ ہوتے تو ہن اسی قید سخت میں تیرا ہنیا اور گھٹ  
 گھٹ کر جان ہن تسلیم ہوتی اور گھوڑے اسے عمر کو تو ہن ہر اوں اور مجھے زندہ رکھوں اور مرنے جو گئے  
 مجھے ہن خاک میں ملاؤں مجھے عمر کے نقش پا پر سے حد سے گردن رہ تو جا مرد سے دیکھ مجھے کیا سزا دلائی  
 ہوں اور کیا تیری حالت بنائی ہوں یہ ککر جیشون سے کہا کہ اسے اور تو اس نالائق کو بس سٹھتے ہی  
 جیشین دوڑ پڑیں اور بختیارک کو اس قدر جو تیان اور لاقین ماریں کہ تو بہ نو بہ چکار نے لگا لیکن جیشین  
 کو یہ کاری کر ہی ہوں اور ملک نے خود شکر خواجہ عمر کو گھولا بختیارک کے پٹنے اور تو بہ کرنے پر عمر و  
 کو جو آگیا اور ملک سے کہا کہ ای ملک اب سے چھوڑ دو ملک نے کہا کہ نہیں خواجہ اسے اور پٹنے دو ایسے کہ اس  
 مرد سے نہ تمھاری شان میں بڑی گستاخی کی تھی خواجہ عمر و نے کہا کہ نہیں ملک میں نے اسے معاف کیا تم بھی  
 معاف کر دیو سر کی قسم اب اسے چھڑا دو یہ شکر ملک نے کہا کہ ای خواجہ اگر یہ یہ سوانا ہی عفو نہیں ہو کر تمھارے  
 سر کی قسم سے مجھ سے ہو گئی غیر چھڑا دے دیتی ہوں اور جیشون سے کہا کہ خیر اب اسے چھوڑ دو جیشون نے بختیارک  
 کو چھڑا دیا مگر حالت بختیارک کی اب کھانے کھانے ہوئی کہ نہ سوج گیا بال گر گئے باجیا خون چھلک آیا گھٹنے  
 چھل سٹھ سر میں گور سے پڑ گئے ہر ہر کرنے لگائے کی طرح اپنے لگا جب خواجہ اس درست ہوئے اپنی  
 موقوف ہوئی تو خواجہ نے کہا کہ کدک بی کیا نقشا بد مزاج کیا ہر بختیارک نے اتھوڑ کر کہا کہ ای خواجہ  
 خدا آپ کو سلامت رکھے جو حالت بدہ ظاہر ہو اگر آپ اس وقت نہ بچاتے تو کام ہی نام تھا عمر و نے شکر  
 کہا کہ ملک ہی خوشامد تو موقوف کیجیے آپ تو میرے دشمن جان ہیں ابھی مجھے قتل کرواتے تھے اب فرمایے کہ آپ کے  
 ساتھ کیا سلوک کروں اور آپ کی کیا حالت بناؤں بختیارک نے اتھوڑ کے کہا کہ ای خواجہ ظلم آپ کے فیض میں  
 ہو پروہ شکر اختیار ہو جان میری آپ کے فیض قدرت میں ہو پاس ہو ملک کیجو جاسو صاف کیجیے گر میں اسے  
 کر دے ہر سزا کو ہو چنگیا ایسی لڑکھائی کہ نام ہر یاد ہوگی فقط جان نکھانا باقی تھا اور سو تو ہو گیا عمر و نے کہا کہ  
 خیر گذشتہ ماملوہ اب میں تجھے کیا سزا دے کروں کہ اس شرط پر تیری خطا معاف کر دوں کہ جو میں کون سو تو کر کر  
 اتنا سمجھ لے کہ اگر ایک سرونے فرق کیا تو پھر میں عمر و میں خوب سمجھ لے کہ جان تو جانتا بغیر اسے نہ چھوڑ دیا  
 بختیارک نے کہا کہ میں حضور سے خوب رتف ہوں کیا بھال جو آپ کے ارشاد سے ایک سرونے فرق کروں  
 جو حکم کیجیے گا اسے پڑھنا یا لایا یا جب عمر و نے اسے خوب پکار لیا اور یہ ہو گیا کہ بختیارک خطا نہ کر چکا تو  
 اس سے کہا کہ ای بختیارک میں تجھے لکھ کر چیر کی صورت بنا کر حامد بن حمید کے حوالے کر دوں گا اور اس سے  
 یہ کدو لگا کر ای حامد لکھ کر چیر چیر ہو میں نے بنماطرا ایچ میرے واسطے اس قدر شقت گواہ کہ کے  
 یہ کام کیا ہو اور شاہزادہ نورالہ ہر سے انخواف کیا ہو جو جہ سے ہے جہنے جہا باور ایک دم بھی بیان  
 توقف نہ کر دے اگر نورالہ ہر اس حقیقت حال سے مطلع ہو گیا تو ملک لکھ کر چیر چیر سے اسے معین جائیگی  
 اور عودہ اسکے سیرن اور تیری جان بھی صفت میں باقی رہی دو سزا بیان سے بچا کر اسے اتھوڑ لگا تا کیو کر کر بیان  
 تو اس سے بولا ہر زمانہ جی اتھوڑ لگا تا کیو کر کر بیان اور ساہرا کھیل کر رہ جائیگا انفرض جب حامد بن حمید

بچے جان سے بکر بچا ہے تو نواسوت تک اپنا مال غلامزہ کرے اور جڑ نہ کر جب تک دو تھبے مشغول اکتان طبع ہو  
 اور جب تک وہ تیرے ازار بند پر ہاتھ نہ ڈالے اسوقت تک اپنا مال غلامزہ کرنا اور جڑ نہ کر کھانا بچہ  
 گوند نہ پہنچنے پائیگی ہر ککر قصر ہفت منظر کے ہر آمد سے پر آیا دیکھا کہ ایسج اور نور الدہر دونوں کھڑے ہوئے  
 میں ایسج سے پکار کر کہا کہ ایسج جو جوان بچے تیری خاطر بہت عزیز ہو میں یہ نہیں چاہتا کہ تیری بات خدا پر  
 اور بچے پہنچے ہوئے میں ملکہ قمر چہر کو اس شرط پر تیرے حوالے کرتا ہوں کہ تو مجھے چار لاکھ روپیہ ہم چو پناہ سے  
 یہ شکر ایسج کے دانت نکل آئے اور کہا کہ ایسج خواجہ خواجگان اور شاہ عیار ان زمان اس خیر کو آپ کی  
 ذات فیض آیات سے اس سے زیادہ توقع ہو آپ ہی نے مجھ کو خاک سے پاک کر دیا آپ کے باعث سے  
 میں اس اعزاز کو پہنچا آپ ہی کی بدولت میں اس مرتبہ صاحبقرانی کو پہنچا در نہ میں اور صاحبقرانی کہا میں  
 تو ایک تاجر زاد تھا یہ دولت اور حکومت یہ جاہ و مرتبت کہاں سے پاتا سب آپ ہی کے تصدیق میں حاصل  
 ہوا کہاں تک آپ کا شکر و ادھر دن شعر اگر ہر سو سے سن کر دہن ہانے رہنا نہ حریفی از شکرت بیانے وہاں خواجہ  
 اس احسان سے تو آپ کے میں نام زندگی سر نہ اٹھا سکو کچا اگر میری جان بھی آپ کے کام آئے تو حاضر ہو تو رہو یہ ہم  
 کیا چیز جو میں ابھی تو جا کر رو پیہ لاتا ہوں یہ ککر ایسج تو چاہا گیا اور خواجہ عمر و نے نور الدہر سے کہا کہ ایسج بڑا دھڑ  
 عالمی قدر تم اطمینان رکھو اس مردک سے صرف روپیہ مقصود تھا وہ سبے ہو چکا کہ ملکہ کو تھوڑی سی اسکے حوالے کر دینا  
 ملکہ تمہاری روٹم ملکہ کے ملکہ کو میں تمہاری خدمت میں حاضر کروں گا اور اب ہم جاؤ کیونکہ زمت اٹھا رہے ہو  
 شب کو میں تمہارے پاس آؤں گا یہ شکر نور الدہر تو اپنے خیمے کو چلا گیا عمر و پھر ککر قصر میں آیا ملکہ کے پاس اگر  
 بیٹھا سمیت غیش کر اسے ہوئی عمر و نے بختیارک کو بھی ہاکر بٹھایا ملکہ نے کہا کہ کو خواجہ ہارے لیے تھے  
 کیا تہہ ہر سوچی ہو اب بھی ہم اس شہر یا تک پہنچنے کے اس طرح کھل کھل کے مریختے خواجہ عمر و نے کہا کہ ایسج ملکہ گھبراؤ  
 نہیں ملکہ رجعت ایام کٹ گئے اب وہی ایک دوا دار باقی ہوں بعد و ایک روز کے میں تمہیں نور الدہر کے  
 پہلو میں لٹھا دوں گا آج رات کو میں شاہزادہ نور الدہر کے پاس جاؤں گا اور تمہارے ہی ذریعہ سے حمزہ  
 سے صفائی کروں گا وہ سوائے اس فریاد کے اور کوئی نہ بد نہیں مکن ہو میں آج ہی تمہیں نور الدہر سے ملاؤں  
 مگر میرا کام رہا بیٹھا مجھے اور امیر حمزہ صاحبقران سے صفائی نہ ہوئی ملکہ قمر چہر نے کہا کہ خیر خواجہ جو  
 تمہاری مرضی کرے یہ سمجھ لو کہ اگر شاہزادہ نور الدہر کے سونے اور کچھ دیا تو میں اپنی جان ہی دیہ دیکھ میں نے  
 شاید کہ تھے ایسج سے وعدہ منی کر لیا کہ بن ملکہ کو تھوڑا کچھ عمر و نے یہ شکر کہا کہ ملکہ تمہیں کچھ خبر ہو اس  
 پائی سے میں نے اخذ کر کے لیے یہ کہہ دیا در نہ میں اور تمہیں ایسج کو یہ دینا تمہاری بھی کیا باتیں ہیں بختیارک  
 کو اس لیے میں نے ذمہ رکھا کہ اس سے روپیہ لیکر اسے تمہاری صورت بنا کر حامد بن حمید کے حوالے  
 کر دوں گا اور اب تو میں شاہزادہ نور الدہر کے پاس جاؤں ملکہ نے کہا کہ خواجہ بھلا کیوں کرو ان تک پہنچو  
 خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم تا شاد کھو یہ ککر اٹھا اور برآمد سے پر آئے آسمان کی جانب بہت کی جب زمین کی  
 طرف گرنے لگا تلوار بہت کر کے پانچوں کے تھے رکھکے پھر زخم بھری اسی طرح آؤ تا جہاں کے پار گیا اور بھڑکا  
 اصل شکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا نور الدہر ہائے خیمے میں بیٹھا ہوا تصور ملکہ قمر چہر میں دور رہا تھا اور  
 سہنے دل میں کتنا تھا کہ کیجیے اب ملکہ کے کے اندر گئی بروہ عمر و کے قبضے میں ہو اور عمر و اور حمزہ سے  
 نا اتفاقی بروہ ملکہ کو مجھے کیوں دینے لگا نقطہ نے مجھے ہوا دیا ہو اور بھی دل میں یہ خیال کرنا تھا کہ نور الدہر



اگر خواجہ نے حج کیا اور حمزہ سے صفائی کی خواہش رکھتا تو وہ میرے پاس ضرور مقبالا لیا اور اسی شرط کو پیش کر لیا کہ حمزہ سے مجھے صفائی کرادو تو میں ملکہ کو دیدن میں تو بھی جا کر صاحبقران کے قدموں پر گر پڑا اور عمر کی صفائی کرادینا اور نورالدین ہر اگر آج وہ میرے پاس بیٹھا آئے تو سب کام بن جائیں ابھی نورالدین ہر اپنے دل سے : باتیں کر رہا تھا کہ خواجہ سامنے سے دکھائی دیا نورالدین ہر غمزدہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور تعظیم کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور ذکر اٹھ کر پڑھا اور اپنے پاس مسند پر بٹھایا اور عرض کیا کہ ادا جان آپ فی الواقع بہت صاحب محبت اور صادق الزرار ہیں تو واقعی آپ کے قہقہے سے ہم سب کو دل بہت خوش ہو گیا کیونکہ آپ کے علم و فضل کا نہیں شاہزادے جلا میں آپ سے وعدہ کر کے خلاف وعدہ کرنا ابھی : باتیں ہو رہی تھیں کہ اسد بھی آگیا اور ادا جان کو کمر و سے پست کیا مگر وہ نے اسے گلے سے لگا لیا نورالدین ہر نے سامان دعوت خواجہ میا کیا اور خوشامد کرنا شروع کی کہ خواجہ میری زندگی اور آبرو آپ ہی کے دم قدم سے وابستہ ہوا آپ ہی چاہیے گا تو میری زندگی ہوگی اور نہ ہندو دین کا کام تمام ہوا آپ واقف ہیں کہ میں ہمیشہ سے عشق عاشقی کو بڑا ہوتا تھا اور اس پر حسرت کیا کرتا تھا مگر خدا جانے اس کے شمس خداداد نے میرے دل پر کیا تاثیر کی کہ میں از خود رشتہ ہو گیا اور اب یہ حالت ہم ہو چکی ہے کہ اگر دو چاندن اور وصل اسکا حاصل نہ ہوا تو جان میری تمام ہو اور اب خواجہ آپ مجھے ہر طرف طہنان رکھیے گا آپ کے ارشاد سے میں کبھی ! ہندو ہو گا اور مل را سباب جو کچھ میرے پاس ہے وہ تو آپ ہی کا جو جو طلب کیجیے گا وہ حاضر کروں گا نیز اسے خدا آپ آتش فراق سے نہ جلا دے اور حد نہ ہو جسے نہ تر پائے وصل ملکہ قمر چہرے شادان و فرحان کر دیجیے جو جو احسان آپ نے شکر اسلام پر علی الخصوص مجھ پر کیے ہیں اسکا اظہار میرے امکان سے تو اب ہر کسان تک آپ کا شکر ادا کیا جائے اکثر مقامات پر آپ ہی کے باعث سے میری جان بخشی ہوئی ہے شکر عمر و نے کیا کہ ادا نورالدین ہر میں ایک کوڑی کا آپ سے خواستگار نہیں ہوں ملکہ قمر چہرہ آپ کی خدمت نگہداری کے لیے حاضر ہو کر ان اتنی شرط ہے کہ صاحبقران سے عفو جرائم میرے کرادیجیے اور ملکہ قمر چہرہ کو مجھے جیسے جیسے نورالدین ہر نے اٹھ بانہ کر جواب دیا کہ خواجہ آپ تو دادا جان کے مزاج سے بخوبی واقف ہیں رو پیرا شرفی جہتہ مطلوب ہو وہ جیسے مگر اس امر میں معزز ہو جیسے ملک باختر کا خراج سالانہ تک آپ کو دے سکتا ہوں گراں امر کا اقرار نہیں کر سکتا یہ شکر خواجہ عمر و نے کیا کہ میں ملکہ قمر چہرہ کو صاحبقران کی ملاقات کا وسیلہ کیجیے ہونے ہوں بغیر اس امر کے ملکہ کو نہ دوں گا یہ شکر نورالدین ہر بہت رعیتہ ہوا اور سراپنا مچھکا کر رونے لگا قریب تھا کہ رنج پرواز کر جیسے مگر اسد غازی نے جو یہ حال دیکھا نورالدین ہر سے عرض کیا کہ بھائی صاحب آپ آئندہ نہ ہوں اور کسی طرح کا سنج و حد نہ کریں میں اس امر میں سہی کروں گا اور دادا کی تقصیر معاف کرادوں گا اور عمر و سے کیا کہ دادا جان میں آپ کا ذکر غیر حضور صاحبقران ضرور کروں گا مگر لندھو را اور بادشاہ اسلام کی بھی شرکت ضرور متصور ہو اور نورالدین ہر سے کیا کہ بھائی صاحب آپ بھی اتنا کیجیے گا کہ علی الصبح ۱۲ جان کے سامنے بہت ہی انگلیں ہو کر بیٹھیے گا آخر ۱۲ جان آپ سے جو پیچھے اس وقت میں گفتگو کروں گا آپ خاموش رہیے گا میں سب باتیں طر کر لوں گا اور سراپنا میں کو بھی میں کسی نہ کسی طرح شریک کروں گا خامی طرح صفائی ہو جائیگی یہ شکر عمر و بہت خوش ہوا اور کیا کہ اسد میں بھی تخت بادشاہی کے تے بیٹھو گا اور شاہزادہ نورالدین ہر سے کیا کہ ادا نورالدین ہر میں بہاد شاہ کو جا کر راضی کیجیے بٹا ہوں اور تم یہ کرو کہ اور سب واردن کو اسی وقت اس مضمون کے رتبے کھوا کر روانہ کر دو کہ وصل

ملکہ فخر چیر کا بھکڑا اس صورت سے ممکن ہو سکتا ہے کہ خواجہ عمر و سے اور حمزہ صاحبقران سے صفائی ہو جائے  
اسد اس ذکر کو صاحبقران کے سامنے پیش کرنا تم اس کے ہزبان ہو کر اس مقصد سے میں سائی ہو تا نور الدہر سے  
اسی وقت کل سرداروں کو رخصت کھڑا کر اپنی سرودستخط سے مزین کر کے روانہ کیے اور عمر و دان سے اٹھ کر بادشاہ  
سلام کی خدمت میں گیا اور جاتے ہی مجھ سے بادشاہ کے قدموں پر گر پڑا شہنشاہ گیتی ہتھ نہ فرمایا کہ اے  
عمر و کیا ہو کچھ کو تو سہی عمر و نے کہا کہ حضور میں ایک حاجت لیکر آیا ہوں بادشاہ نے کہا کیا چھوڑنا اٹھاؤ  
عمر و نے کہا کہ حضور آپ جب تک اقرار حاجت روائی نہ کر لینگے تا بعد از قدموں سے آپ کے سر نہ اٹھاؤ گا مجبوراً  
بادشاہ نے کہا کہ اچھا جو کچھ تم کو ملے مجھے قبول ہو گا اور تمھاری حاجت برآری میں سعی کروں گا جب بادشاہ  
نے اقرار کر لیا تو عمر و نے قدموں سے سب اٹھا کر اتار دیا اندھ کے عرض کیا کہ حضور تو حال شاہزادہ نور الدہر  
سے خوب واقف ہیں کہ وہ شاہزادہ ملکہ فخر چیر پر عاشق و اداس حالت عشق میں اس والا قدر کر لیا ہے عین  
گرز گین بادشاہ نے کہا کہ ان میں خوب جانتا ہوں صاحبقران آخر بیان کیلئے آئے اسی لیے آئے کہ نور الدہر  
کا تدارک کریں یہ شکر عمر و نے کہا کہ اب میں نے اس دیو کو مار ڈالا اور ملکہ سب سے فیض میں میں نے اسے  
صاحبقران کی صفائی کا وسیلہ سمجھا ہوا درتھہ مصمم ہو کہ بعد صفائی صاحبقران ملکہ کو نور الدہر کے حوالے کر دوں  
کل اسد حضور حمزہ صاحبقران سے یاد کر چھوڑ گیا تو حضور بھی اس کے ہزبان ہو کر سری سفارش فرمادیجئے گا اور صاحبقران  
سے صفائی کرا دیجئے گا یہ شکر بادشاہ نے فرمایا کہ چھاتم خاطر جمع رکھو میں ضرور اس امر میں سائی ہوں گا بس عمر و  
یہ شکر بادشاہ کو سلام کر کے بارگاہ ایرج میں آیا ایام حج تعظیم عمر و کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور کمال عزت و توقیر  
سے پیش آیا اور کہا کہ اے خواجہ میں آپ سے نہایت تلام و پیشانی ہوں کہ میں نے حمزہ اور نور الدہر کے کہنے  
سے آپ کو اپنے پاس سے جبر کیا گرا دی خواجہ و بسا ہی پہناتا بھی ہوں اور بیرون آپ کی جدائی میں بد با کرتا ہوں  
دیکھیے یہ مالک بن ملکوت شاہ بیٹھا ہوا اس سے پوچھیے مالک نے کہا کہ فاضل خواجہ ایرج مع کتنے میں عمر و  
نے کہا کہ ان میں بھی خوب جانتا ہوں کہ ایرج کو مجھے کمال محبت ہے اور بھکڑا بھی ایرج سے جیسی محبت و خدائی  
خوب جانتا ہوا ایرج نے کہا کہ اے خواجہ آپ کے احسانات ہے پایاں کا میں کمال شکر و ادا کروں گرجاں  
آپ کے وہ سب احسانات ہیں دان ایک احسان یہ بھی کیجیے کہ ملکہ فخر چیر کو حامد بن حمید کے حوالے کر دیجیے  
خواجہ نے کہا کہ سنو ایرج نگو خوب معلوم ہو کہ میں ایک رات سے ہفت منظر سلیمانی میں دیو قلیاس کا مقید  
ہو اپنے روپے کی صورت میں دیکھی اور اسپر کیا منحصر بن گیا تو تھوڑی ہی زمانہ ہوا اصل میں جب سے کہ حمزہ  
صاحبقران سے مجھے بگاڑ ہوا جب سے ایک کورٹی کہیں سے اتار نہیں گئی اب دیو کو مار کر قید سے رہا ہوا تو  
سوائے ملکہ کے اور کوئی ایہ و بسا ط نہیں رکھتا اگر تم مجھے سلا خراج شہر فرنگوشیہ کا ہیہ کر دو تو میں ملکہ کو  
تمھارے سپرد کر دوں ایرج نے یہ شکر نال کیا اور مجبوراً کہہ لیا کہ اچھا وہ ملکہ خواجہ عمر و نے کہا کہ وہ ملکہ کیا  
ابھی دو اور ملکہ کو بغرض اسی وقت ایرج نے عمر و کو زور مطلقہ دیا عمر و نے روپہ کمر میں رکھا اور کہا کہ کل کوئی  
بد گھڑی رات گئے تم آکر ملکہ کو لیجاتا اور دان سے اسی وقت کو بیچ کر کے چلے جانا لیکن اتنا کہے دیتا ہوں کہ میں  
ملکہ سے تمھارا نام نہیں لوں گا اور تم بھی بیان سے دو تین منزل پر نکلے ملکہ کو اتار لگا تا اور اگر میں سے اتار لگاؤ  
تو وہ تمھیں پہچان کر شور و غل کرے گی تو نور الدہر اپنے خیمے سے نکل کر ملکہ کو لیجاتا یہ ککر ایرج کے پاس سے  
آگیا و اما اب کے خیمے میں آباد رہا اب عمر و کو دیکھ کر بہت خوش ہوا نہایت اعزاز و کرام سے اپنے پاس بٹھا ہوا



سلطان عیشیہ کیا کشور شاہ نے کہا کہ او خواجہ میں ملک بہت اکل ہوں کان سے کان تصور دیکھ کے عاشق ہو کے  
 آیا ہوں اب آپ کے ہاتھ میری زندگی پر عمر و نہ کما کر بیان نہ کام کرے گا رو پیہ مول چیز کو کشور شاہ نے کہا کہ  
 کس قدر وہ پیہ در کار ہو عمر و نہ کما کر کشور پیہ کا سالانہ خراج غرض بڑی چیز ہوتی ہو مجبوراً وہ عمر و نہ وہ  
 بھی رو پیہ کر میں رکھا اور کہا کہ کم ہیرات گئے تھانہ بیکر آنا ملک کو تھارے ساتھ کر دوں گا مگر شرط یہ ہو کہ اپنے شہر  
 میں جا کر ملک کو دیکھنا اسلئے کہ میں ملک سے تھارا نام تو لوں گا نہیں ملک سے ہی کوں گا کہ یہ لشکر شاہزادہ نور الدین کا  
 ہو اگر وہ میں ہو لو گئے تو افشا سے باز سے جو خراب تصور ہو وہ ظاہر ہو کہ کٹر و ان سے اٹھ کے خورشید و توجہ  
 کے پاس گیا ان سے بھی نہ خلیہ یک بار گاد سلیمانی میں آیا اور زیر تخت بادشاہ اسلام اگر بیٹور واجب ہوئی بادشاہ  
 اسلام اگر تخت پر بیٹھے صاحبقران نے اگر ہر اکباد نگل شوکت پر شکن ہوئے بعد اٹھ کے اور سرداران و افسران  
 فوج حاضر دربار ہوئے سہم کر کے اپنے اپنے دھنوں اور کر سیوں پر شکن ہوئے دربار مہور ہوا تاہم ہونے لگا  
 دورہ جام شراب گل رنگ گردش میں آیا ہو شاہدش نوش و شادوش کی مدد بلند ہوئی گرامیر کی نگاہ نور الدین ہر  
 پڑی دیکھا کہ چپکا بیٹھا ہوا اور ایسی دیکھنا تھا کہ امیر بقیار ہو گئے اور دودھ کر نور الدین کو گلے لگایا  
 اور پوچھا کہ کیوں بیٹا تم کیوں روتے ہو باعث دل کیا ہو آئندگی کی وجہ تو بیان کرو نور الدین ہر توادہ سرد  
 کھینچ کر چپ ہو رہا ہے اور کچھ جواب نہ دیا مگر اسد غازی نے اٹھ باندھ کر عرض کیا کہ ناتاجان آپ سب حال  
 تو نور الدین ہر عایت کے عشق کا شمع چکے ہیں اٹھ کے بیان کرنے کی حاجت نہیں ہو کہ بھائی صاحب کا ملک فرج  
 کے عشق میں کیا حال ہو گیا تھا بکہ اسی حالت و ہوشی میں اُس باجی برادر بکے نے کوڑا بھی مارا کہ جسکے عرض میں  
 میں نے اُس مرد کو کوڑوں کے مارے اذیت دیا میری وجہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا اگر اب بھائی صاحب کی محبت  
 حالت ہو جلد توبہ کیجیے اور قمر میر کے دھال کی کوئی نکر سوچیے ورنہ دشمنوں کی طاقت کا خوف ہو امیر نے  
 فرمایا کہ اسد بھرمین کیا تہ ہر کر دن چلے تو ملک دیو قلیاس کے قبضے میں تھی اب شہزادہ کو عمر و نہ  
 سے مار ڈالا اور ملک عمر و نہ کے قبضے میں ہو وہ جسے چاہیگا اسے دیگا اب رہا کہ میں اُس کو رام سے لے کر  
 اور اسکی خوشاد کے ملک کو لادوں تو یہ کہے نا ممکن ہو میں اُسکی حاجت اور خوشاد ہر گز نہ کر دینا اسد نے  
 کہا کہ اچھا ۱۰۱۰ جان اگر عمر و خود آکر آپ کے قدموں پر گر پڑے اور حضور اعظم چاہے تو آپ کو تو کوئی قدر  
 نہ ہو گا اور تقصیر اسکی معاف کر دیجیے گا امیر یہ شکر خاموش ہو رہا اور سر نہانے سے نظر ہر چپکا کر سوچنے لگے کہ  
 اس معاملے میں کیا کرنا چاہیے کہ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ او صاحبقران اب آپ کچھ حذر نہ فرمائیے غصہ و  
 آپ سے تعمیرات کی معافی کا خواہشمند ہو تقصیر اسکی معاف کر دیجیے اور ملک قمر چپر کو بخاطر نور الدین ہر عمر و نہ  
 سے بیچو آپ کی اور اسکی نقیض کو ایک زمانہ ہو چکا اب آپ درگزر فرمائیے جب بادشاہ اسلام چپ ہوئے  
 تو لندھور نے کہا کہ او شہزادہ عمر و نہ کے بغیر تو بارگاہ میں بالکل شامنا ہو اور ہر مالک اثر و پکار کہ او شہزادہ  
 ہم سب تو عمر و نہ کے احساندہ ہیں اور وہ ہمارا کسی ہوا اب اُس سے ایسی خطا کہیں نہ ہوگی پھر تو تمام سردار  
 عمر و نہ کی سفارش کرنے لگے امیر نور الدین حاصل عاشق عمر و نہ بن گیا یا کہ عاجز وہ کان پر جسکی تم سب کے سب  
 سفارش کرتے ہو اسے بواؤ تو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ صاحبقران آپ کے مزاج سے نور معلوم ہوتا  
 ہو ایسا نہ ہو کہ آپ اسے دیکھ کر غیظ و غضب میں آجائیے اور مزاج آپ کا برہم ہو جائے امیر نے فرمایا کہ میں  
 میں برہم نہ ہوں گا آپ کے ارشاد سے اور ان سب کی سفارش سے میں نے تقصیر اسکی معاف کر دی

ہر سب کبیر میں برہمن جو تھا اسے بلواؤ یہ شکر بادشاہ نے آواز دی کہ خواجہ آؤ اور اپنے غفور برہمن کو آؤ بس فوراً عمر و  
 تخت کے نیچے سے نکلا میر کے قدموں پر گر پڑا اور رونے لگا امیر نے سر اسکا قدموں سے اٹھا کر چھاتی سے لگایا  
 اور فرمایا کہ خواجہ غلط تو تھاری بنے معاف کر دی مگر یہ بتاؤ کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک میں ایک سو ایک ہنس  
 عمر و پر نہ توڑ لوں گا جب تک قراڑا نہ لگتا اور اگر عمر و پر ہنس نہ توڑے تو حمزہ نام نہ کھا اور تینے قسم کھائی تھی کہ میں میں  
 چلو لو پوٹھا صفائی تو میر سے تمہارے ہو گئی مگر یہ قسمیں کیوں کراوا ہو گی اب عمر و بھی شکر ہو صاحبقران بادشاہ  
 اسلام تمام سردار بھی شہر میں کہ یکا یک آواز مبعود قدموں پر بنا اور باملا لکڑی والی روح کی بلند ہوئی اور برقعہ حضرت  
 خضر علی نبینا علیہ السلام کا نمودار ہوا امیر اور جلد سردار ان اسلام مع بادشاہ تعظیم کے اٹھ کھڑے ہوئے اور  
 دوڑ کر آئے حضرت خضر کے چومے قدموں کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ یا نبی اللہ ہم سب جبران ہیں کہ ان دونوں کی قسمیں کیوں کر  
 ادا ہو گئی حضرت نے جواب دیا کہ تم دو کس امر کا جو اسے قسم بہت سہل و سہل ہی امیر سے فرمایا کہ تم سو ہنس کے  
 عوض سو مرنے سے منگا کر عمر و کے ارد اور عمر و سے کہنا کہ تم حمزہ کی نصیحت کھو لکھتے ہیں چلو لو لیلو امیر اور عمر و نے قدموں  
 حضرت علی نبینا علیہ السلام کو بوسہ دیا حضرت خضر غائب ہو گئے امیر باوقیر اور عمر و نے حسب الارشاد  
 فیض بنیا حضرت خضر قسمیں ادا کیں بعد اُن کے عمر و نے امیر سے عرض کیا کہ ابھی اس امر کو مشورہ فرمائیے گا کہ میں نے  
 نظام عمر و کی معاف کر دی اور ممانعت فرمادیجیے کہ شکر میں بھی کوئی ٹٹہ سے نہ نکالے میں داراب و خورشید و ایرج وغیرہ  
 کو بہن سے تالہ دن تو پھر اختیار ہو فرمایا کہ بہت مناسب یہ شکر عمر و ان سے اٹھا اور امیر حمزہ صاحبقران کو  
 سلام کے ہفت منظر سلیمانی کا ساتھ لیا اور سا کر کل محل کہ قمر چہرے بیان کیا ملک کمالی سرور پہلی اور کہا کہ اے  
 خواجہ پیر اب کب مجھے یہاں سے عمر و نے کہا کہ اے ملک میں ایرج وغیرہ کو دان سے تالہ دن تو پھر کھین بیلیوں ملک  
 نے کہا کہ پھر کب تک ان سب کو نکالے گا عمر و نے کہا کہ آج ہی شب کو یہ لکڑی اسی وقت بختیار ک کی داڑھی سو بھین  
 سوڑ کر رنگ روغن جاری ٹٹہ پر لکے آئندہ دن میں سر نہ لگا یا ان میں کنگھی کی باس ہر دستانہ پنا یا ٹھیک ملک قمر چہر کی  
 صورت پر شکل کر کے ملک کو دکھایا ملک نے جو اسے دیکھا تو اپنی صورت سے سر و فرق نہ پایا ہو اپنی صورت پائی  
 خواجہ سے کہا کہ راہ خواجہ بھان اشد کیا صورت بنائی ہو کہ سر و میری صورت سے فرق نہیں ہوا خواجہ وہی تھا را  
 شل و نظیر نہیں ہو ان باتوں جیون میں کوئی دو گھڑی رات آئی ہو گی کہ ایرج مع شکر کا نہ بیکور یا کنارے آکر کھڑا ہوا  
 عمر و نے جو ایرج کو دکھا ملک مصنوعی کو زمیل میں ڈال کر جست و خیز کر کے ایرج کے پاس آیا اور ملک کو دکھا کہ ماسفہ میں  
 سو اکر کے ایرج سے کہا کہ جلد مع شکر بیان سے چلے جاؤ ایرج نے نہایت سرور ہو کر مٹا ہنسا نہ بیکر مع شکر  
 کوچ کیا جہاں کے عمر و نے اور تین شخصوں کو ملک قمر چہر کی صورت مشکل کیا کوئی دو پہرات گئے داراب آیا  
 ایک کو اس کے واسے کیا پھر کوئی تین پہرات گئے خورشید آیا ایک کو اس کے پھر کیا پھر کوئی پہرات رہے تو چوچ آیا ایک  
 کو اس کے واسے کیا غرض ہر شخص کو باری باری ملک اسے مصنوعی کو سپرد کر کے رخصت کیا اور ہر شخص سے کہہ دیا کہ خبردار خود  
 بنیا اپنے شہر میں داخل ہوئے ملک کو ہاتھ نہ لگاتا جب سب کے سب خوش و مسرور عمر و کو دوائیں دیتے چلے گئے  
 عمر و نے کل مال و اسباب اور کتیز دن اور خواصوں سمیت ملک کو زمیل میں ڈالا اور ہفت منظر سے بہت و خیز کر کے  
 دریا پار آکر داخل شکر اسلام ہوا اب اسکو تو شکر اسلام میں چھوٹے اور اب محل عبرت بیان ایرج نو جوان کا بیٹا  
 کہ ایرج ملک مصنوعی کو خوش و نرم اپنے ساتھ لیے ہوئے جلد جلد منزل طو کرنا ہوا چلا جاتا تھا اور کتا جاتا تھا کہ  
 آنا کیفیت خواجہ نے مجھ پر وہ احسان کیا کہ تمام عمر اس کے احسان سے سزا اٹھا سکو گھائی الواتے لکھ عمر و مجھ کو نہ بتا



تو ہرگز ملکہ باخود آئی القہر حب جاتے جانے در منزل ہو کر چکا تو میری منزل پر پہنچ کے حامد بن حمید زنگی کو ملکہ  
 معنوی کے ساتھ منعقد کیا حامد بن حمید زنگی خوشی خوشی داخل محلہ عروسی ہو پہلے تو جگہ سے میں جا کر میرا عظمیٰ بیت  
 کی ورکھا کر ایو میرا عظمیٰ آفتاب تابان کرور کرور شکر ہو تیرا کہ تو نے مجھ پر یہ رو سیاد تالاف روزگار کو میں باطلت  
 مرصوت عنایت کی ایو آفتاب تابان شعر اگر ہر سو سے من گردوز بانے بد نیاید حیرنے از شکر تیا سنے مد بعد  
 کے مر سب سے اٹھا کر ملکہ معنوی کے گرد پھر انصاف ہوا خوب اچھا خوب کو دہا پ بہ تو خوشوقتی میں اچھل کود  
 رہا جو اور بختیار ک لبے دل میں کور ہو کہ وہ اس صورت نہیں پر ملکہ قمر چہر کے لیے یہ خوشوقتی کر رہا جواب کوئی  
 دم میں روینا کہ حامد بن حمید نے اس کے گلے میں ہاتھ ڈال دیا ہے رخ انور کے پوسے پنے رچا اور کھا کر ایو ملکہ ٹھکے تو ہو  
 بات تو کرو اس قدر شرم و مہاپ کیوں کرنی ہو آگہ کھو ملکہ دیکھو بیان سوائے میرے اور کوئی نہیں ہا ایک مدت رہے  
 تھارے فراق میں رو پا کرتا تھا اور جان بیتی کھو پا کرتا تھا آج آفتاب پرستوں کے طفیل میں میرا عظمیٰ نے یہ دن  
 دکھایا کہ تمہارے وصل سے کامیاب اور شاد کام ہو گا اگر بختیار ک خوف عروس سے خاموش بیٹھا ہو یا بیٹے کد شد  
 نے کہ ہاتھ کر جب تک حامد بن حمید دست و پازی نہ کرے اس وقت تک تو خاموش رہنا اور اپنے کو ظاہر کرنا  
 الغرض حامد بن حمید نے ہوسہ لیکر اپنے ہاتھ سے قسین دے کر مٹھائی کھلائی عطرا ایک آدھ جام شراب کا ہر ہر  
 کیا جب خوب سست ہو گیا اور خواہش فحشانی سے اندھا ہو گیا تو قصہ ثبوت رانی بختیار ک کے قریب گیا اب جم  
 خیال کر کے دیکھتا تو بھلا سے علامت انہیں کے علامت ذکر کی پائی شجب ہو کر کہنے لگا کہ ایو ازین مر جبین یہ کیا  
 مر ہو کہ تو بھلا سے علامت عورت کے علامت مرد کی رکھتی ہو تب بختیار ک بول اٹھا اور کہا کہ او اور بھلا ازین کون ہو  
 اور تو مجھے سمجھا گیا ہی سے احمق میں ہوں بختیار ک پہلے اپنا منہ ہوا پھر ملکہ قمر چہر کی خواہش کرا یہ امضا پر تون  
 کے لیے مخصوص ہو کہ تمام دنیا کے سین انہیں کو لئے ہیں ایو حامد بن حمید ملکہ نو نور الدہر کے پاس گئی کلبیان  
 کمان سے آئی پس یہ ٹھٹھا تھا کہ ایک تیر حامد بن حمید کے جگر پر پڑا اور روتا پیتا ہوا ایرج کے پاس آیا ایرج نے  
 کہا کہ کیوں حامد کیوں رونے کی کیا بات ہو معلوم ہوا کہ عروس نہ بدست ہو تیرا قابو نہیں چلتا حامد نے کہا کہ آپ  
 جاکر دیکھیے تو وہ ان معرکہ می دگر کون ہو کیسی عروس اور کیسی ملکہ ایرج نے کہا کہ اسے کچھ کم نوس حامد نے کہا کہ ایو ایرج  
 میں کیا کون خلاص ہو کہ آپ نے میرے واسطے بڑی کوشش کی اور حد کی جانفشانی کی مگر آپ کیا زمین میری  
 نسبت میں وصل ملکہ کا مقدمہ ہی نہیں ہوا محنت کی محنت ضائع ہوئی رو بہر کار وہ یہ بر باد ہوا ایرج حیران رہ چکا  
 ہو کر مجبور عروسی میں آیا دیکھا تو ملکہ بیٹھی ہوئی ایرج کو جوتے دیکھا اٹھ کر سلام کیا ایرج نے کہا کہ ایو ملکہ یہ کیا  
 امر ہو حامد بن حمید کہتے کیوں فدا کر دیا ہے کہ تو ملکہ قمر چہر ہوئے دے کسی اور کو بنا کر میرے حوالے کر دیا ہو  
 اس وقت بختیار ک نے کہا کہ ایو زبہ آفتاب پرستان ایو ایرج نو جوان ملکہ قمر چہر کا کیا ذکر ہو وہ بیان  
 کیا وہ نو نور الدہر کے پہلو میں بیٹھی ہوئی کو بختیار ک ہوں جب تو ایرج کو غصہ آگیا اور کہا کہ ادانا بکار  
 تو نے پہلے کیوں نہ اپنے کو ظاہر کیا تو نے مجھے اس قدر زحمت بیکار ہی کو دلوائی اگر وہیں تو ظاہر کر دیتا تو میں یہ تک  
 کیوں آتا مگر اب جیسا تو نے مجھے پریشان کیا ہو ویسا ہی میں بھی تیری وہ حالت کر دینا کہ تو بھی تمام عمر کو دیکھے  
 بغیر مارے مجھے نہ چھوڑو گا کرور اور یہ میرا نولے بہ باد کر دیا یہ شکر بختیار ک ایرج کے قدموں پر گر پڑا  
 اور کہا کہ بری کوئی خطا نہیں ہو میں بالکل بے گناہ ہوں اب چاہیے قتل کیجیے چاہیے عفو فرمائیے آپ کو صاحب  
 عروت جان کر اپنی جان بچانے کے لیے یہ حرکت کی ہو اگر میں یہ جسہ کت نہ کرتا تو وہ مرشد کلان مجھ کو

لہری ڈالنا اور ایرج عمرو نے مجھے کدیا خاک بہ تک حامد بن حمید قند شہوت رانی نہ کرے اس وقت تک تو  
 اپنے کو غلام نہ کرنا ورنہ وہیں آکر تجھے مار دے گا زندہ نہ چھوڑے گا اور ایرج بن عمرو سے اس طرح ڈرتا ہوں کہ  
 جس طرح مجھ سے خطاب ہے اور ایرج عمرو وہ بلا سے بد پر وہ آفت و بزدل کا ہرگز نہ ہوگا اب اپنا حریف مجھے پکار  
 کھلا دیا میں نہ ڈروں تو کون ڈرے عمرو سے تو میری روح ہی نکلتی ہے اور آپ بھی تو اس مرشد سے خوب واقف  
 ہیں کہ جیسے وہ ذات بابرکات ہیں اور کیسے مقبول آدمی ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ایک مدت کے بعد حمزہ نے  
 تقصیر عمرو کی معاف کر دی اور حمزہ اور عمرو سے صفائی ہو گئی عمرو نے ملکہ قمر چہر کو نور الدہر کے حوالے  
 کر دیا اصل میں یہی تو باعث صفائی ہوا اور ایرج میں بھی برکت عمرو ہی کے دیو قلیاس کی تہذیب و باور جو جو  
 میرا کھلایا ہوا کیا نگہداشت کر دینا آخر الامر وہ مرشد میرے قتل پر آمادہ ہوئے جب مجھے یہ شرط پیش کی کہ میں تجھے  
 ملکہ قمر چہر کی صورت بنا کر ایرج کے حوالے کر دوں خبردار خبردار تو اس وقت تک نہ بولنا اور اپنے کو اس وقت تک ظاہر  
 نہ کرنا جب تک حامد بن حمید دست درازی نہ کرے اور کہا کہ اگر ایسا نہ کرے گا تو میں عمرو ہوں دین پہنچ کر کہتے  
 قتل کروں گا تو ایرج فوجیان میں نے مجھ کو اس شرط کو قبول کیا اور آپ کو صاحب کرم سمجھا اور غصہ و تصور آپ کا  
 معمول جان کر یہ حرکت کی اور عمرو نے تو ملکہ قمر چہر کو پیش کیا تھا اور قمر چہر نے اس سے اقرار کر لیا تھا کہ آپ  
 مجھے سوائے نور الدہر کے اور کسی کو نہ دیجیے گا ملکہ قمر چہر کو نور الدہر کے نام پر ہزار جان سے بڑا ہر جب یہ ساری  
 رام کہانی اس نے سنی تو سر ہلا کر کہہ دیا معلوم ہوا کہ ان مرشد کلام نے مجھے دم دیا اور مجھے مسخروں کا گھر غیر  
 خواجہ عمرو سے تو کیا سمجھا کہ وہ میرا محسن ہے نور الدہر کا عیش و طبع کروں گا ملکہ کو اس کے پاس میں سے نہ بیٹھنے  
 دوں گا یہ کھروان سے کوچ کر کے جہ جہاں راہ طر کر کے اسی مقام پر آیا کہ جہاں پہلے اسکا شکر اترتا تھا اور وہاں  
 ہونچ کر غیبی ڈیر سے اسنادہ کرائے اور شاہ پور شیر دل کو بنا کر چپکے سے کہا کہ اس شاہ پور شیر دل تجھے جس طرح  
 ہو سکے نور الدہر اور قمر چہر کو ہاندھ لایا میں کھنڈ منت ہوں گا شاہ پور نے کہا کہ خداوند مجھے تمہیں ہر شادی میں تو  
 عذر نہیں دے گا انکھوں سے بھلاؤں گا مگر یہ تو سوچ لیجیے کہ آپ سے کچھ بنائے ہی نہیں پڑا چکا میں تو یہ جانتا ہوں  
 کہ کبھی بھی آپ کے بنائے کچھ نہ بن پڑا اور بے تامل وہ چوٹ جائیگے ایرج نے کہا کہ تجھے ان قصوں سے کیا  
 مطلب ہے تو کیوں دخل در معنولات دینے جا رہا ہے مجھے ہمارے حکم کی تعمیل سے غرض ہے یا دنیا بھر کے قصیدوں سے  
 تو جا کر گرفتار کر لیا سمجھ لیا جائیگا یہ شکر اسی وقت شاہ پور شیر دل صورت اپنی تبدیل کر کے روانہ ہوا جب وہاں  
 شکر اسلام ہوا تو دیکھا کہ نور الدہر عالیقدر کے غیبی کے برابر ملکہ قمر چہر اور کیوان تلک رفعت کا خیر استاد  
 ہوا اور وہ نگہبانی اور پاسبانی ہو کر بھائی کیا ہو پرتہ پر مار سکے اور زندہ زندہ کی تو کیا تاب و طاقت اور  
 تہاں و قدرت ہو کہ وہاں ہونچ سکے تین ہر رات گرداگرد خیموں کے پڑا پھر اگر کوئی تہہ ہر پیش نہ جاسکے پھر  
 ہو کہ وہاں سے پھر راستے میں بدیع الزمان کو خیمہ طلب شاہ پور اسی کو غنیمت جان کر ایک جگہ بیٹھ گیا اور غیب  
 کی سیدہ بانہ کر نقب کنی شروع کی اور ایک تھوڑی ہی دیر میں سرہ نقب کا خیمہ بدیع الزمان میں پھوٹا  
 خیمے کے اندر پہنچ کر پہلے ہونشی کے خیموں کی نو پر مارے صہب وہاں اور وہاں اسکا قاصد داروں اور  
 خدمتگاروں کے داغ میں گیا تو وہ سب بیہوش ہو کر گرے شاہ پور شیر دل بدیع الزمان کے پٹنگ کے  
 پاس گیا اور چپٹ پٹ بدیع الزمان کو بیہوش کر کے چادر عیاری میں پستارہ ہاتھ کر وہاں سے چلتا ہوا اور  
 قریب طلوع آفتاب ایرج کے پاس پہنچا اور پستارہ سامنے رکھ دیا ایرج نے پوچھا کہ شاہ پور کسے لایا



شاپور نے اٹھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور نور الدین میرا درخیز چہرہ پر تو کسی طرح قابو نہ چل سکا دوز بردست پیرا تھا کہ پرندہ پر  
 نہیں اڑ سکتا تھا دوسرے کا تو کیا ذکر جو میں پہرے میں گروا کر دیکھنے کے پڑا بھر اور نما میرا سوچا کیا کر کوئی فکر پیش  
 نہ جائے گی مجبور ہو کر وہاں سے بھاگ رہا تھا کہ میں بدیع الزمان کا خیمہ لا خیمہ نے بعد ازاں مصرع گندم اگر بہر زمرہ جو  
 قیمت امت ۱۰ اس کو قیمت پناہ اور اندرون خیمہ نقب کنی کہے پوچھ گیا اور بدیع الزمان کو بیوش کر کے باہر  
 لایا ایسج نے کہا خیر جو آیا دی سی جلد سے بھاگ کر دیکھا جائے گا شاپور نے اسی وقت آہنگروں کو طلب کر کے  
 بدیع الزمان کو مسلسل و مطوق کر کے زندہ اٹھانے میں بھیج دیا جب صبح ہوئی اور بادشاہ اسلام تخت پر رونق افروز  
 ہوئے مہربان درگاہ سے دربار مہر ہو بکا تو امیر نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو سب ہیں مگر بدیع الزمان کا کسی طرف  
 پتہ نہیں بہت غم ہوئے پوچھا کہ آج بدیع الزمان نہیں آئے تو کون نے عرض کیا کہ خداوند ان ابھی تک کو  
 نہیں آئے یہ شکر امیر بتا تو میرے لئے حضور سے کہا کہ جا کر دیکھو نہ لندہ ہو رہا ہے شاپور بدیع الزمان میں  
 جا کر کیا دیکھنے ہیں کہ خدا مستعار اور خاصہ دار بیوش پستے ہیں بدیع الزمان کا ہنگ خالی پڑا ہر گز تیرا شاپور  
 کا معلوم ہوتا ہے کہ وہی مردود آکر لگایا ہے جا کر امیر سے عرض کیا کہ خداوند بدیع الزمان کو تو شاپور جبار ایسج  
 کا پڑا لگیا امیر نے فرمایا کہ ایسج تو جلا گیا تھا پھر آگ لندہ حضور نے کہا کہ حضور ہاں اگر نہیں آیا تو پھر شاپور  
 کو کئے بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ آگیا امیر نے فرمایا کہ اس کینت آفتاب پرست نے سخت تنگ کیا ہے میں نے  
 توارادہ کیا تھا کہ نور الدین ہر کی شادی کروں گا مگر اب جب تک کہ بدیع الزمان چھوٹ کر نہ آئے کیونکہ شادی  
 ہو سکتی ہے یہ شکر نور الدین ہر نے کہا کہ حضور بغیر پر بزرگوار کے نہ آئے کیسی شادی اور کیسا بیاہ وہ چھوٹ کر  
 آئیں تو پھر سب کچھ ہو گا نہیں تو سب بھی ہر اس گفتار سے تمام حاضرین دربار میں ایک سکوت کا عالم ہو گیا مگر  
 اسد غازی چلے سے اٹھ کر بارگاہ کے باہر آیا اور خرم غام شیر دل کے اتھاہ تاسہ اس مضمون کا ایسج کو  
 بتا دیا کہ آج آفتاب پرست کے پاس فروش بچہ بازار میں تو نے اس قدر نامردی پڑ کر باندھ لی ہے کہ جب تیرا  
 کچھ نہیں چلتا تو تو سردار ان شکر اسلام کو چروا نہ لگا تا ہوا مردود کیون نہری تھا آلی ہو اور موت سر پہ کھل ہی  
 کہ جلد اسونجان کو ریا کر دے دوزخ دوست حوش لڑے گا کہ تو تمام فریاد کرے گا جب خرم غام تاسہ لیکر ایسج کے پاس  
 پہنچا اور ایسج نے اس آئے کو کھڑک پڑا عیانو مسکرا کر کہنے لگا کہ وہ مسخرہ مجھے کیا عرض لگا ہر مرتبہ تو دم داکر  
 بھاگ جاتا ہے اور پھر یہ سن کر انیاں کرتا ہے میں دن اتھو لگا بیٹھا اڑتا ہوں گا اور خرم غام سے کہا کہ جا کہ تاسہ اس  
 ریا کرنے سے کہ بدیع الزمان جب چھوٹے جب ملکہ تر چہرہ سے پاس آ جا چلی ہے جواب ایسج کا شکر  
 خرم غام دہان سے واپس آیا اور تمام حال اسد سے گزارش کیا اسد نے کہا کہ خیر او خرم غام بھاگ جائے گا اسے  
 تو کسی جو اس دژ بے کو آگ ہی نہ دے دوں اور حامد بن حمید ہی کا فیصلہ نہ کر دوں نہ مرغا ہو گیا نہ توار گروں کوں  
 کی آہل رقتا نے کہا کہ او شہر یار خبردار ایسا قصہ نہ کیجیے گا اگر آپ حامد کو مار ڈالیں تو وہ ان میں بدیع الزمان  
 فقیر میں معلوم نہیں وہ مردک بدیع الزمان سے کیا سلوک کرے اسد نے کہا کہ صاحبو تمہیں کچھ خبر ہے اپنے  
 کو اس درست کرو وہ مردک اسونجان کا کیا بنا سکتا ہے یہ کہہ کر یکدم شام سے روانہ ہوا اس کو  
 ساتھ نہ لیا سمجھوں سے کہہ داکہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے دیکھو ہم تنہا جا کر جو کما جو سود کھائے دیتے ہیں  
 پانچین و آفتاب جب دروازہ بارگاہ ایسج پر پہنچا تو شکر اپنا دوشلے سے پیٹ لیا تو کون نے کہا کہ جہان  
 اور سوار اہل کی چہرے ہر کھڑے ہیں انھیں میں یہ بھی ہو گا یہ بھل کر کوئی اس سے شرف نہ ہوا

جب وہ بار بار خواست ہوا اور حامد بن حمید بارگاہ سے نکلے اپنے خیمے کو چلا تو اسد غازی نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا کہ  
 دو اور بھٹا دیو سیاد تو اور ملکہ قمر چہر کا عشق ہو کھڑا تو رکمان جائیگا سنم غنیم روزیجا شیر بیشہ و خانم سپہر  
 شہادت و دریا سے قوت شہسوار میدان یک تازی اسد بن کر ب غازی نعرہ اسد شہسوارم کہ دور روز جنگ  
 بدیم دل شیر و چرم پتک رشتہ شاہ نام کرد کاہن مد اسد شیر دل بن صاحبقران و اور جو لوگ دہان پھر رہے  
 تھے وہ تو اسد کا نام ٹھٹھے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک غافل پڑ گیا کہ اسے بھاگو شیر آگیا حامد جب تک  
 بھاگے ہی بھاگے اسد غازی نے لپک کر جو ایک ہاتھ بھنڈا اسے کا رہہ کیا تو شل خیار و دگر سے تھے  
 حامد و حشر سے زمین پر گر ادا رہے اور دونین تلوارین مار بن کر بالکل نیمہ ہی ہو گیا جب حامد بن بالکل دھنڑا تو  
 اسد گھوڑا اڑاتا ہوا اور یہ کہتا ہوا رہا ہی ہوا کہ زندگی میں تو ملکہ کی جدائی جلاتی تھی اب سر سے پردوزج کی آگ  
 جلاتی القہر جب اسد چلا گیا اور حمید پر حامد کو یہ حال معلوم ہوا تو گر بیان چاک کر کے روتا پیتا ہے حامد  
 اسے حامد کے فریے اڑتا ہوا ایرج کے پاس آیا تمام حال ایرج سے بیان کیا مگر پہلی گلی بول تھی آنسو برابر  
 آنکھوں سے جاری تھے اور کہتا تھا کہ ہے افسوس اس بڑھاپے میں یہ داغ بہا تھا اسے افسوس میں نہ کہتا تھا  
 کہ ایک روز یہ دیوانہ اسے اڑا لیتا اور ملکہ قمر چہر کا عشق اسل جان بیگا اسے اکی کا سامنا ہوا اور بدو آفتاب شا  
 اب کیا کردی یہ معلوم ہوتا ہے کہ کمر میری ٹوٹ گئی یہ حال شکر اور حمید کی بیقراری دیکھ کر ایرج کے بھی آنسو غل آئے  
 اور حمید کہنے سے لگا لیا اور کہا کہ ای حمید اب صبر کرو حامد کا زندہ ہونا تو ممکن نہیں مگر اسکا عوض لینے کو اب  
 بدیع الزمان موجود ہیں میں اسے حاضر کرتا ہوں تمہارے قتل کر کے خون کے بدلے کا خون لیا واد دل اپنا ٹھنڈھا  
 کرو یہ شکر بختیارک نے کیا کار ایرج نو جوان یہ کیا ارشاد ہوتا ہے بدیع الزمان کا قتل کرنا امر سل نہیں جو نہایت  
 دشواری و جس وقت خدا پرستوں کو خبر ہوگی کہ بدیع الزمان قتل ہوتا ہو اسی وقت تو سب کے سب میں ہونے نور الدین  
 اور حمزہ قیامت ہی تو بر پا کر دیئے گرا ایک تدبیر میرے ذہن میں بھی آئی ہے کہ جس سے اسد بھی ہاتھ لگ جائیگا اور کوئل بھاگ  
 اور فساد بھی نہ ہو گا ایرج نے کہا کہ ای بختیارک جد بتاؤ وہ ترکیب کیا ہے بختیارک نے کہا اور بدو آفتاب پستان  
 آپ تابوت حامد کا حمزہ کے پاس بھیج دیجیے اور کہلا دیجیے کہ ای حمزہ اس اسد مجھل المعتل نے حامد کو دغا بازی سے  
 مرگایا اور مار کر بھاگ گیا ہو یا تو آپ اسد کو باتہ حکم میرے پاس بھیج دیجیے اور یا بدیع الزمان سے باتہ  
 اٹھائیے ایرج نے اس رائے کو پسند کیا اور اسی وقت تابوت حامد کا بنا کر صاحبقران کے پاس روانہ کیا اور شاہ پور  
 کے آتم جو کہ بختیارک نے کیا تھا حمزہ سے کہا بھاشا پور اسی تابوت کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف پیو بیہ دیوانہ  
 بارگاہ سلطانی پر پہنچا تو تابوت کو تو دروازے پر چھوڑا اور خود بارگاہ کے اندر جا کر صاحبقران کو سلام کیا  
 اور پیغام ایرج کا لٹا یا امیر یہ شکر بہت آئندہ ہوئے اور پہلوان غلامی سے کہا کہ جلد جا کہ اسد کو لاؤ کہ اسے  
 نہایت بیمار گت کی ہے پہلوان غلامی اسی وقت اسد سے لینے کو روانہ ہوا جب اسد کے پاس پہنچا تو اسد تعظیم  
 کے لیے اٹھ کھڑا ہوا سلام کیا کہ جان اس وقت آپ کیاں کہئے اور اس حقیر کو سرفراز کیا پہلوان غلامی نے کہا  
 کہ میں نہیں لینے کو آیا ہوں صاحبقران عایشا نے نصیحت کیا کہ اسد نادانستہ اٹھ کھڑا ہوا اور فوراً پہلوان  
 غلامی کے ساتھ روانہ ہوا اٹلک راہ میں ضرغام شیر دل نے اسد کے کان میں کہا کہ آپ جاتے کیاں میں آپ کو  
 کچھ خبر بھی ہے کہ واد جان آپ کے آپ کو کیوں پہلے میں اسد نے کہا کہ مجھے تو کچھ نہیں معلوم تم بتاؤ تو کہ  
 کیا ہے کہ جو ضرغام نے کہا کہ میں آنا جاتا ہوں کہ آپ کا جا اسلوح وقت نہیں ہو جائیے گا تو

پیش





خبر یک ہو کر لڑنے لگا اسد نے بعد بیچ الزمان کو پیادہ دیکھا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اسو بنان آپ کو  
سوار ہو کر لشکر اسلام کا راستہ لیجئے بیچ الزمان نے کہا کہ بیانا تم جو پیادہ رہ جاؤ گے اسد نے کہا کہ اسو بنان  
میں جو آپ سے کتابوں آپ سے ملے جائے اگر ایرج آج بایں گاتا تو پھر آپ کا نکلتا دشوار ہو جائیگا بیچ الزمان  
نے کہا کہ بیانا دل نہیں لیتا نہیں کہہ کر اکیلے چھوڑ دوں اسد نے کہا کہ اسو بنان بات کو تو سمجھا لیجئے یہ وقت اس  
قسم کا نہیں ہو کر رہ نہ لیجئے چلے ہی جائے اور میرا خیال نہ کیجئے میں چار ہون سو طرح سے نکلاؤنگا غرض  
بیچ الزمان ہارنا چاہا لشکر اسلام کہہ رہا تھا اور بیان ایرج کو خبر ہوئی کہ اسد آپ کو ہٹا رہا ہے بیچ الزمان  
کو چھڑا کر لشکر اسلام میں بھیج دیا اور خود نکلیں سے قریب ایچ حمید کو بھی مار ڈالا میں یہ سننے ہی ایچ مریج مرکب پر  
سوار ہو کر دوڑا کہ یہ دیوانہ جاتا کمان عجب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ اسد پیادہ دوڑا اور اسکی بجائے پھر سے میں  
یہ دیکھا کہ ایرج نے غرہ کیا کہ اوپر اسنے بھول اسکل کھڑا تو زمین میں بھی آپ کو پناہ دے گا ہوا تو کہنے ہوئے اسد کے برابر  
پہنچا اسد نے ایرج کو با شمشیر بہت مرکب تیز رفتاری پر سوار دیکھا کہ کہا کہ ایرج تو اپنے کو تیار اور بہادر جانتا  
ہے اور سپاہیوں میں منسوب کرتا ہے میں پہل اور تیر سوار اگر مجھے بھادری کا دعویٰ ہے اور ارادہ جنگ ہے تو تو بھی  
پیادہ ہو جا ایرج نے کہا کہ اگر منصفی میں کیا جائے میں ابھی پہل ہوا جاتا ہوں کنگر گھوڑے سے کود پڑا اور سمجھوں  
سے کہا کہ تم سب ہت ہت جاؤ میں تنہا کیا کہ ہوں اس ایسے دس دس جاری ہوں ابھی تو میں اسے ہانڈے بیٹا  
ہوں سب کے سب ہت ہت گئے اسد ایرج کی طرف لپکا ایرج اسد کی جانب نہ عاجب و دونوں برابر پہنچے  
تو اسد پتیرا ہل کے ایرج کے گھوڑے کی جانب دوڑا اور گھوڑے کے قریب آکر بال فرس منسوب ہو کر کے عجیب  
پشت فرس پہنچا اور گھوڑے کو گڑا کر کے ایرج کے سامنے ت بھاگا ایرج بھاگا سا کہ یکا بزدلان تھا کہ تو قریب  
آ کر کے میرے ہی گھوڑے پر سوار ہو کے جاگ نکلا اسد چلتا ہوا چلتا ہوا کہ سپاہی کے پچیس خون ہیں انہیں سے  
ایک فن بھی ہے سکر بھلت تمام ایرج دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کے اسد کی طرف لپکا اور پکارا کہ کھڑا تو رہ وہ  
گھوڑا نہایت تیز رفتا تھا ان دو میں اسد قازمی کے برابر ہو چکا اب جو اسد مگر دیکھا ہی تو ایرج اسکل  
قریب آگیا حرکت ایک ہاتھ جاسا تو ایک اوچھا سا نرم ایرج کے سر پر آیا اور ہر گھوڑے کو گڑا کر کے ہٹا ہوا ایرج  
پھر اسی حالت میں اسی طرف لپکا اور بہت تیزی سے اسد کے قریب آکر ایک تھوڑا سی کہ اسد بھی زخمی ہوا اور  
سر جو کھینچا تو تھوڑا ایرج کی گھوڑے کی گردن پہنچی کہ گردن اسکی تسلیم ہو گئی اسد گھوڑے سے کود پڑا  
اس عرصے میں تمام قزاق اور رقتا سے اسد قازمی آئے اسے اور اسد کو بچا کر تھوڑا دیر مارنے ہوئے نکلے چلے  
گئے ایرج نے ہر چند تعاقب کیا مگر اسد کی گردن کو بھی نہ پاسکا مجبوراً ہاتھ ملکر رہ گیا اور اسد نے دامنہ کوہ  
میں پودج کر زخم میں مائے گواہی زخم پر پانی پانڈے ہوئے پناہی تھا کہ ایک بک سوار سامنے سے دکانی دیا  
اسد حیران ہوا کہ یہ کون سا سامنے سے گھوڑے کو گشت دوڑاتا ہلا آتا ہے اور آگین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا  
کہ آق وادہ میں وہ سوار نزدیک آگیا غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بزدلین مستحق اسلام کرپا نہ حرب  
نظر کر دے خدا و دیوتا آپ امیر شرق و غرب و نہایت غیظ و غضب میں تیر کمان میں بیوستہ گئے ہوتے وقت  
پہنچا ایرج دیکھنے ہی جان نکلی ہے معلوم ہوا کہ ملک الموت کا سامنا ہو گیا کا پتا خراٹا اٹھا اور چاہا کہ کسی  
کو تے میں پسپا کرے مگر کرب نے دیکھا یا دین سے آواز دی کہ بھلا مستحق میں نے دیکھا یا دین امین ایرج طالب  
اگر تو سامنے سے بھاگا اور دست بستہ میرے سامنے نہ آیا تو ایک ہی تیر میں کام تمام کر دوں گا اور بالکل اس



مکہ کی فتنہ گردی کا کہ تو میرا بیٹا دین ملک صاحب قرآن کو تجھے نہ پاوہ عزیزہ جانتا ہوں بہتر ہی ہو کہ ہاتھ باندھ کر چلا جا  
 میں اسد کو چھ نہ بن نہ ادا دست بستہ ہو کر کھڑا ہو گیا کہ سب نے قریب پہنچ کر شکیں اسد کی باندھ لیں اور اپنے  
 ہمراہ لیکر خدمت امیر میں رہی ہوا اب اتنی دیر میں پہنچ الزمان بارگاہ سلیمانی میں پہنچ گئے اور امیر با تو قہ کو اگر  
 سلام کیا امیر نے ٹھیکے لگا کر شیعہ کا حکم دیا۔ پہنچ الزمان سلام کر کے اپنے دھگل پر چلے گئے امیر نے پوچھا کہ ای  
 فرزند سعادتمند تم ایسے جگہ سے کیوں کر رہا ہوئے عرض کیا کہ اندازہ باقیال حضور ہو فوراً سرور اسد بن  
 کر سب فاضلی نے نہایت محنت اور مانتاشائی سے مجھ کو رہا کیا اگر اسد نہ پہنچ جاتا تو میں قتل ہو جاتا کوئی بات قتل  
 ہونے میں باقی نہ رہی تھی فی الواقع آج اسد نے وہ کام کیا جو کہ رستم و اسفندیار سے بھی ممکن الوقوع نہ تھا اگر سلام  
 نہ دیا تو سب دھمکتے تو وہ بھی غوی اسد کا حلقہ کان میں پہنچنے حضور کیا حقیقت ہو کسی بہادر و جبری کی غلامی  
 کہ اسد لائق صد ہزار تحسین و آفرین جو میری غمزدہ بین اسد کی قرین کرنا مجال بشری سے خارج ہو سکے  
 صاحب قرآن نے فرمایا کہ ای پہنچ الزمان تم پاس ہو کو اور پاس ہی قرین کر دو مرنے نہیں کہ میں آج اسد  
 کو زندہ چھوڑ دوں ضروری قتل کر دینا ہوا میں یہی مین کہ اسد فاضلی کو کر سب پر حرب شکیں باندھے  
 ہوئے امیر کے سامنے لاٹھا اور عرض کیا کہ یہ اسد حاضر ہو امیر نے جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو اسد نے کہا کہ سلام  
 ہو میرا اس شخص پہ جو نہ اسے برحق کو واحد جانتا ہو شکر سب نے جواب سلام دیا مگر صاحب قرآن نے  
 فرمایا کہ اور یہ اسے کیا تو اس صحبت کو جمع کا فرمان بھلائی جو اس طرح سلام کیا یا مجھ کو کافر بھلا اسد نے  
 کہا کہ آپ کیسے مسلمان ہیں جو آپ نے مجھ پر اسے زخم خوردہ پریشان حال بے گناہ کو ایک گز سالہ بدست کافر  
 تاسر کے عوض خون میں گرفتار کر دیا اسد اب آپ بے گناہ میرے خون کا بار اپنے سر پہ لیتے ہیں امیر نے فرمایا  
 کہ یہ سنا اس کافر کے خون کرنے کی نہیں بلکہ سزا تیری نامردی کی ہو کہ تو نے اسے نامردی سے قتل کیا اگر سبھے  
 قتل کرنا تھا تو سرگرم ہو کر قتل کیا ہوتا اسد نے کہا کہ ای صاحب قرآن اور سرگرم ہو کر قتل کرنا کسا نام ہو جب وہ درود  
 بارگاہ امیر سے باہر نکلتے تو میں نے اس کے سامنے ہار کر اسے خبردار و ہوشیار کر کے ارادہ قتل کیا اور جب وہ  
 تازہ دیکھا کہ وہ اتومین نے اسے دین اسلام کی غرت و ایت کی جب اس نے فحش کلمات زبان سے نکالے اور  
 راہ پر نہ آیا تو میں اسے قتل کر کے چلا آیا ای صاحب قرآن انصاف فرمائیے اگر یہی نامردی ہو تو پھر بہادری کس  
 نام ہو گئے بلکہ تو ہی صاحب قرآن نے فرمایا کہ بس خاموش ہو زبان اپنی بند کر بس اب مردی ہو  
 کہ ظلم پڑا اور مرنے سے نہ ڈر اسد نے کہا کہ میں نے علامہ اسلام سے سنا ہے کہ اگر مظلوم کو ظالم قتل کرے  
 تو حاجت کہہ پڑے گی نہیں ہو امیر و شکر من ہے اور فرمایا کہ کیا میں ظالم ہوں اسد نے کہا کہ اب آگے  
 کتا ترک ادب ہو یہ سکر بادشاہ اسوم نے فرمایا کہ کیوں ای صاحب قرآن اگر کوئی شخص اسد کی سفارش کرے  
 تو اس وقت مقبول ہوگی یا نہیں امیر نے فرمایا کہ نہ بکرا شکو بھی اسے کے ساتھ قتل کروں تا اور دن کو عبرت ہو  
 پھر کہیں کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے یہ سکر بادشاہ اسوم خاموش ہو رہا اسد نے آواز دی کہ ای  
 تو دھمکار تو کہ میری جلد آ اور مجھ کو قتل کر کہ نا جان خوش ہوں میں مارا جاؤں گا تو اور دن کو ضرور عبرت ہوگی  
 جلد آ ایسا نہ ہو کہ کوئی سفارش میری کر دے اور وہ بھی میرے ساتھ مبتلا ہے عذاب ہو یہ کہ سکر امیر با تو قہ  
 مار کے ہنس پڑے ہیں امیر کا ہنسا کہ فوراً الدہراد بندھو اور تختشاہ وغیرہ سب کے سب امیر کے قدموں  
 پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ کیا میرا کی مرتبہ اسد کی تقصیر اور معاف کر دیے اب اس سے ایسی خلائوگی اور گزرتا پھر

آپ کو اختیار کر کے بکریاں پھینکیں کہ دیکھ کر کیا ہوتا ہے اور اپنے دل میں دعا میں کہہ رہا تھا کہ خداوندی  
 آپ ہی اس کے پاس سے واسے میں آپ ہی بچا بیٹا تو اس کے بچکا اب جب صاحبقران نے یہ رنگ دیکھا کہ اس کے  
 سفارش کی آواز ہر طرف سے بلند ہو رہی تھی کہ اپنا ایک شرط سے میں اس کو چھوڑتا ہوں کہ آپ کسی ایسی حرکت نہ کرے  
 بغیر میری اجازت کے کسی کو نہ مارے اس نے کہا کہ خداوندی بخشے اور اس کے بیٹے اب میں کسی کا قتل نہ کروں  
 نہ کہ ان کا امیر نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا خوب یہ مطلب میرا تھوڑے ہی چوکے کسی لڑکے کو قتل نہ کر کے تو خدا نے قاتل کا  
 کیا ہر ہم لوگ یہ نہ کر کہیں مگر ان غیر مقتضی پر چپے ہوئے کسی کو نہ مارنا اس نے کہا کہ بہت بترہہ سکر امیر نے فرمایا  
 کہ اس کو چھوڑو اسی وقت اس کی مشکین کو نہ ہی نہیں کر ب نے سچا دیکھ کر اس کو امیر کے قدموں بند کر پڑا امیر  
 نے اسے گلے سے لگایا بیٹائی پر بوسہ دیا قاتل نے انعامت سے فرزند فرمایا اس نے اپنے دھنل پر بیٹھا محبت عیش  
 برپا ہوئی میں گری محبت میں اس نے ان کا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اگر صاحبقران حکم دین تو غلام یا کر ایرج  
 کو قتل کر آئے امیر نے فرمایا کہ مجھ اپنی غم پر پرہیز دیوانگی سوچی اس نے اپنے مقام پر بیٹھ گیا امیر نے کیوان  
 فلک رفعت سے کہا کہ اے کیوان میں چاہتا ہوں کہ نور الدین قمر چہرہ کو اس حرم سے منع کر دوں  
 اس حرم سے شادی نہ پادان کسی نے کہی شادی نہ کی جو یہ سفر کیوان نے عرض کیا کہ خداوندی نعمت تا بعد از  
 تو اپنے لڑکان والے خان کی بھی بدامنی نہیں کر سکا صاحبقران نے فرمایا کہ اے کیوان تم اطمینان رکھو تمہیں  
 جس قدر وہ پیسہ دے گا وہ نادمہم دینگے نہ ملکہ کو بیکر قاضی بخشش میں جاؤ ہم میں رہے گئے کیوان فلک  
 رفعت نے عرض کیا کہ اے صاحبقران مجھ کو ایرج سے شادی نہ دے دے ایسا نہ ہو کہ وہ مردک ظل انداز ہو  
 اور شادی کر لے ہم کو دے گا کہ چھوڑ دے کہ مقلبت میں وہ پھر بتائیں سنا کر خداوندی شیطان مانتا نہیں ہے چاک تو  
 اگر تاج فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو ہم سب ہی تہہ پیر کر دینگے کوئی نہ بخشے کی بات نہیں ہے یہ لکر مقبل کو طلب کیا اور فرمایا  
 کہ جلد تنگ سر ملے گی کہ لکر بچاؤ اور بام و شعلت وغیرہ سب چکی پر لاکے رکھو مقبل نے اسی وقت سب سامان  
 درست کیا سب حسب انحراف سامان مینا ہو چکا تو امیر نے فرمایا کہ اے سرداران حق شناس و اے پہلوانان کردان  
 اس میں آج ہم میں کوئی ایسا ہے کہ اس خلعت کو پہنے اور اس بام کو پیسے اور اس بیڑے کو کھاسے اور نور الدین  
 اور قمر چہرہ کی حفاظت کرے کہ شادی میں کوئی برہمن نہ دے نہ پاسے اور ایرج کسی طرح کی ظل اندازی نہ کرے  
 پائے آئے روکے رہے بس یہ سنا تھا کہ وہ شخص اپنے دنگل پر سے اٹھا کہ جسے رستم زمان لندھور بن سعدان  
 کہتے ہیں اور اٹھ کر صاحبقران کو سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ اے شہزادہ بلند اقدار یہ غلام شاہزادہ  
 نور الدین ہر والا قدر پر جان بٹا رہی کہ لگا آپ شوق سے شادی رہا ہے جب وہ مردود مجھے قتل کر لگا تو پھر شادی  
 کو ہم کہ لگا سیری زندگی میں تو وہ مجھ نہیں جاسکتا یہ لکر خلعت پہن لیا بام کی بیابیر اکالیا اور اسی وقت ہار گاہ سے  
 باہر نکل کر لاکھ ہندی ساتھ لکر مثالی لشکر ایرج آئے پڑا جب یہ خبر ایرج کو پہنچی کہ شاہزادہ نور الدین ہر کی شادی  
 کا سامان ہوا ہے تو کہنے لگا کہ اگر میں زندہ ہوں اور باہر پانون میرے پتے رہے تو اس شادی کو ہر بدل پر غم کروں گا  
 میں شب عروسی کو رنگ پھاؤنگا سب رخاںے کہا کہ خداوندی ہم سب شریک ہیں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہوگی ہر کا ہون  
 نے خبر لندھور کو پہنچائی کہ ایرج یہ کتاب لندھور نے کہا کہ گئے دودھ سوزہ کر لگا کیا سمجھا جائیگا جو خدا کو  
 منظور ہو گا وہی ہو گا اس مردک کی کیا قدرت ہو اور کیا تاب و طاقت ہو خداوندی جل و علا ملک و محنت  
 و رقاہ و توانا و توانا تو یہ باتیں تمہیں اور وہان کیوان فلک رفعت ملکہ قمر چہرہ کو جاننے میں سوار کر کے





کہ گئی جب یہ سب سامان درست ہو چکا تو چاندی کے خزانوں میں گیلیں بناتے ڈاکٹر کو اس کے قانون میں بیٹ کر  
 درست کیے گئے جب یہ بھی درست ہو چکا تو کمانے جوڑے اور دو دھڑپنے کے لیے تین سال کا داخل شہر قمر بخش کا  
 تھیون پر لے دیا بعد اُس کے محل میں کھلا بھیجا کہ دھن کو مانجھا پٹایا جائے محلہ اس نے اندر جا کر یہ حکم سنایا کہ مسٹر  
 بادشاہی یہ کہ دھن کو مانجھا پٹا کر سواریان سوار کرانی جائیں اسی وقت دھن کو مانجھا پٹایا گیا شادمانہ بہا جب مانجھا  
 پٹا چکے تو محلہ اس نے آکر کمانہ دھن مانجھا پٹا ہی جلوس کیا۔ سو سواریان دھڑپ می پر لگائی جائیں اسی وقت سواریان  
 دھڑپ می پر لگائی گئیں جلوس آساتے ہو جب سواریان سوار ہو چکے تو ہزاروں رسالے ہزاروں پٹنیں قریب  
 قریب کل جلوس شاہی خاص کیوان کی ہر اہی کا اور کل رنچاسے خاص کیوان فلک رفعت کے بڑی ترنگ  
 دشمن سے فکارہ اسے فوجی ہتھے ہوئے مانجھا لیکر باغبان لگا دیا سلیانی روانہ ہوئے جب قریب بارگاہ ہوئے اور  
 خبر مانجھے کی آمد کی امیر نے سنی تو بعض خاص خاص رنچا کو استقبال کے واسطے روانہ کیا کل سواریان اور سامان  
 اندر محل کے بچھا گیا جو لوگ ساتھ تھے وہ بارگاہ میں آکر اپنے اپنے مراتب سے بیٹھے سواریان اندر رات کے گئیں دولہا  
 لہو گیا جب دولہا مانجھا پٹا چکا تو سمدھن کو شہریت پلایا گیا شادمانہ دیا گیا ماہر امیر باتو قمر نے کل ہر اہیوں کو  
 غفلت و اتمام دیا سب کے سب خوش و مسرور ہوئے جب سب امور ضروری سے فراغت ہو چکی تو سواریان دھڑپ  
 پر لگائی گئیں سمدھن سوار سمدھن خوش خوش قلعہ قمر بخش میں جا پس گئیں ہا کر کیوان فلک رفعت کو مبارکباد  
 دی ان کیوان فلک رفعت نے دشمنی کا حکم دیا اور بہان صاحبقران نے جشن کی تیاری کی دولہا مانجھا پٹا کر  
 ماہر آہا سب بزرگوں کو سلام کیا امیر نے انھیں گھر سے لگایا پٹانی پر پورے دیا بدیع الزمان نے بھی گلے سے  
 لگایا سب کے سب خوش و مسرور ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا صداسے مبارک سلامت آسمان تک  
 ہانے لگی رات بھر ناچ اور ناگ رنگ راج کو امیر نے اُٹھتے کے ساتھ ہی تمام لشکر کو زور جوڑے تقسیم کیے کل ہاتھ  
 زور دیکر سے منہ ہی گئی ہر سردار کے لیے ہزار روپیہ دیان لگائی گئیں انسروں کو لاکھ لاکھ روپے کے جوڑے  
 اور تمام فوج کو ہزار ہزار روپے کے جوڑے پٹائے گئے غرض اس کے دن سے ساچر تک دن عید مان شہادت  
 رہی حکم عام تھا کہ تاختم شادی تمام فوج میں کھانا سرکار سے تقسیم ہو ہر سردار کے لیے میں ناچ رنگ ہو جسکو جس قدر روپیہ  
 کی ضرورت ہو منانہ سرکاری سے غرض جب دھوم دھام اور جب مسرت کا ساتھ تا ایک ساچر کا دن قریب آکا  
 ایک دن بیشتر تھیون پر لکھو کھامن محل لے دوا کے روانہ کیے اور کیوان فلک رفعت سے کہہ بھیجا کہ کل  
 ساچر آگئی اور بعد اُس کے تمام لشکر کو گاڑی جوڑے تقسیم ہونے سلیق جانے کا سامان میا ہونا شروع ہوا ایش  
 تیار ہونے لگی سنارون نے سونے کے گڑے جلد جارتا ریکے اندر محل کے ریت کے کپڑے درست ہونے  
 کے چڑھاوے کا سامان میا ہونے لگا جب سامان درست ہو چکا اور ساچر کا دن آیا تو کل فوج میں تہناری  
 ہوئی جلوس شاہی ساتھ جانے کے واسطے مرتب ہوا جو گڑے سونے کے مارون سے ہانے گئے جب سب  
 سامان درست ہو چکا اور سواریان سوار ہو چکے تو نہایت ترنگ دشمن سے ساچر دھن کے گھر پہونچی آتش بازی  
 جو ساتھ تھی پہلے وہ چھوٹی بعد اس کے آساچر ٹھوائی گئی کیوان نے سمون کو بارگاہ میں لا کر بنایا سوار سامان  
 محل میں آکر دھن کو چڑھا دیا چڑھا دیا سہار کنا دکی بلند ہوئی جب چڑھا دیا چڑھا دیا چڑھا دیا چڑھا دیا چڑھا دیا  
 سب کو جو اہر کے ہار تقسیم کیے کشتیان عطر اور ہان بھول کی پیش کیں سب کے سب پھر کر بارگاہ سلیانی میں  
 آئے امیر باتو قمر کو مبارکباد دی دوسرے روز کیوان نے بڑے ترنگ سے منہ دی بھیجی دولہا کے محسن دی



لکائی گئی امیر باتویر نے سب کو شہر جڑے قسیر کیے دوسرے روز رات کا سامان ہوا تمام اعلیٰ و اعلیٰ وضع و شرف  
 سب کے سب شہر پرش ہوئے بارگاہ سلطانی میں گئی دولہا کے مکان سے لیکر دھن کے ٹریک دور دورہ چرائان  
 پاندھی سونے کے گل سون میں مہر پر ہر کے روشنی ہوئی آتش بازی کاڑی گئی دعوت کا سامان میاں ہوا شہر  
 کل سرداران و افسران لشکر کو کھانا کھلایا گیا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو آتش بازی پھوٹا شہر میں ہر جگہ  
 آتش بازی چھوٹنے کے سب لوگ اگر ارگاہ میں بیٹھے امیر نے سون کو خلعت و اضماع سے سرفراز کیا اور ہر کے قسیر  
 کیے بعد اسکے اچ کو حکم دیا اچ ہونے لگا صحت و عشرت برپا ہوئی ایک سندھو اہر لگا سرچون بیج بارگاہ میں بھی  
 ہوئی تھی اس پر نور الدہر اگر شکن ہوا وہی ہانب بادشاہ اسلام ہائیں بانب صاحبقران سانسے اسد و کرب  
 اور اور سرداران اسلام آکر بیٹھے پس پشت قاصر و ارچنور اتھ میں بے ہوش گس رانی کر رہا غرض اس قسم  
 کی صحبت و عشرت ہر پانچویں شہر کی فلک صدا بہار کیا و بلند کر رہی تھی کوئی دو پہر رات تک صحبت و عشرت  
 ہر پار ہی بعد اسکے پچھلے پہر اندر سے طے ہوئی کہ دولہا کو حمام کے لیے بیجو نور الدہر والا نہ محفل کے اندر گیا  
 پہلے منڈے کے نیچے چوک پو گیا بعد اسکے گنگا جمنی چکی متیش کا کٹنا بندھا ہوا لا کر منڈے کے نیچے پھائی گئی دولہا  
 خانے کے لیے پٹا دولہا کی بہنوں نے روپ در سن سے روپ اور دودھ سر پر ڈالا نور الدہر کی والدہ نے  
 ننگ میں نور الدہر کی بہنوں کو ایک ایک ووشالہ نہایت کر ان قیمت اور ایک ایک توڑا اشرفین کا واپس  
 اسکے باری حارین آکر حاضر ہوئیں دو توڑا اشرفینوں کے ننگ میں بے دولہا کو ملا و ملا کر ارگاہ میں بھیجا امیر  
 باتویر نے آکر اپنے اتھ سے سہرا باد حاضرت پٹایا بعد اسکے اپنے ساتھ بکر صحبت رقص میں لائے ہر ایک نے مہا گیا  
 دی دولہا نے سب بزرگوں کو سسواہ کیا سندھو بنایا بارگاہی جانے لگی کہ اس عرصے میں صبح قریب ہوئی  
 تابع برخواست ہوا ہرات جانے کا سامان ہوا امیر نے پہلوان عادی کو جو کر کہا کہ اے پہلوان عادی  
 جسد ہرات چھو اوکل فرج اور ہلو س شامی تیار کرو او پہلوان عادی سسوم کر کے گیا اور نہایت جلد  
 جلد سامان درست کر کے نہ مت امیر میں آکر عرض کیا کہ حضور سب سامان قیام ہو گیا جلوس و فقہر مرتب  
 ہو چکا دولہا کا انھی حاضر ہو کر دیا یہ سکر نور الدہر کو لیکر امیر اٹھے موتیوں کا سہرا اپنے اتھ میں اٹھا  
 ہوئے پہلے غرض نور الدہر کو سوار کیا ہائیں بانب نور الدہر کے خود بیچے اپنی جانب بلخا اسلام کو بٹھا با خواہی میں  
 پہلوان عادی کو اشرفینوں کے توڑے دے کر بٹھایا بعد اسکے اور سرداران عالی مقام افسران و اہل حکم  
 انھیں پر سوار ہوئے آگے آگے دولہا کا انھی پیچے پیچے ان سب کے انھی دولہا پہ سے زور و جواہر تیار ہوئے  
 ہوا انھی سسرے ہاتھوں تک زیورہ ہر میں عرق سونے کا ہوا دکھا ہوا چاند مرصع کا ہوا ہر آہ و آسار  
 لکھا ہوا لکائی زنجیریں سونے میں پیش ہوئی دھن میں موتیوں کے گچے گچے ہوئے آتش بازی کے بلن چھوٹتے ہوئے  
 کھارے اور ڈنڈے واسے بچے ہوئے روشنی اور انواع و اقسام کے اسے بچے ہوئے تمام فرج صاحبقرانی  
 ہر راہ کوئی سوار اور کوئی پیدل ایسا نہ تھا جو ہرات کے ساتھ نہ ہو سوا ہر ایک کی کشت کے کہ وہ تو حاکم بارگاہ کے لیے  
 رگے تھے روشنی اس طرح کی کہ اتھ کا دن معلوم ہوتا تھا اور کلمات یہ تھا کہ بھاسے تیل کے شعلے مٹھلون پر  
 لٹکائے ہوئے ہاتھ تھے کہ وہ سحر تمام مٹھلوں پر لٹکائے تھے بڑی شان و شوکت سے ہرات دھن کے دروازے  
 پر پہنچی کیوان فلک رفعت نے استقبال کیا کل ہمتیوں کو کھمب میں لگیا دولہا کو شہر چاہتے اور  
 بڑے پختے کے لیے اندر دیا گیا اب دولہا کو شہر پات چکا تو ہا ہر آیا از صحبت رقص میں سند پر بیٹھا ناچ

ہوئے تھوڑی دیر تک تاج ہوا کیا بعد اُسکے خواجہ بزرگ امید ہو خواجہ عمر وین امید عمری نے اپنے خواجہ  
بزرگ امید دولہا کی طرف سے اور خواجہ عمر وین کی طرف سے وکیل ہوئے عقد پر حاکم دو کردہ روپے  
خواجہ بزرگ امید کو دیے اور دو کردہ روپے خواجہ عمر وین کو دیے بعد عقد کے شربت پانی پانی دولہا کا جو تھا  
شربت دولہا نے یہ بھی لیا ہوا کیا دکانی تھی بعد اُسکے دولہا کو نہر محل کے طلب کیا ریت سین ادا ہوئے فین وین  
گودولہا کے برابر لاکے بنایا وین کی پشت پر دولہا نے ہاتھ رکھا وینوں نے نہر کے آگے آگے دکان لایا لایا  
چوٹائی گئیں جب ریت سمون سے فراغت ہو چکی تو وین کو جملہ عروسی بین لاکر بنایا سب عزیز واقربا ملے کو آئے  
تو وینوں نے پہنی گائی دولہا باہر آیا کیوان فلک رفعت کو سلام کیا کیوان نے سلامی بین کعبہ قریش  
دولہا کو دیا اور جقد ساہو بیا کیوان کے پاس تھی سب جیزین دست دی دولہا پھر اندر آیا وین کو گودین اٹھا  
محلے میں بنایا ریت رخت ہوئی نور الدہر خوشی خوشی وین کو بیاست ہوئے چلا ہاتھ لاکر ایسے جگہ جسے  
پونچھ ایسے جگہ لاکسی کا تو اٹھا رتھاب دیکھا وین کو نور الدہر کیونکر لکھا نے پاتا اور ایک روایت یہ ہے  
کہ بعد شادی نور الدہر کے ایسے جگہ بیچ الزمان کو پکڑا وین کا اور اسد حامدین حمید کو بارتا ہوا اور  
تلدت اٹھا جاتا ہر طور پر لکرا ایسے جگہ سوار ہوا اور قصد کیا کہ پرات کی طرف جاسے لندھور تو اسی واسطے  
قریب لشکر ایسے جگہ آراہی ہوا تھا لاکر او آفتاب پرست کہ صر جاتا ہے بہتر ہے جو کہ اپنے ارادہ فاسد سے  
باز آئیں جب تک زندہ ہوں میری ہوا کو بھی اُدھر نہ جانے دو لگا ایسے جگہ لاکر خیر ہے تجھ کو مار لون تو آگے  
بڑھوں ہر جوس کو لون ہ لکھتے پر ہاتھ ڈالے لندھور کی طرف دوڑا اور ایک نکوار لندھور کے سر پر  
گائی کہ سپر کو قمر کے پار اٹھل سرین در آئی لندھور نے دستانہ اٹھا تو جتنا کرنگلی چا وین خون کی سر سے جاری  
ہوئی لندھور نے اسی حالت زخمی داری میں چوری موت سے ایسے جگہ کے سر پر نکوار داری کو سپر کو کات  
کر تا وید و آراہی ایسے جگہ نے دستانہ مارا نکوار تو جتنا کرنگلی گر پڑا خون کی جاری ہوئی اسی حالت زخمی داری  
میں ایسے جگہ نے پھر وار کیا کہ با مان شانہ لندھور کا زخمی ہوا لندھور نے پھر نکوار لگائی کہ واپس آتا تھا ایسے جگہ کا  
ایسے جگہ ہوا غرض دونوں میں خوب لڑائی ہوئی قرار واقعی دونوں جگہ چور ہوئے اور بیوش ہو کر گئے اور صر  
آفتاب پرست کھڑے ہوئے تھے اُس طرف ہندی استاد بھی وہ ایسے جگہ کو اٹھا لگے یہ لندھور کو اٹھا لگے  
اور امیر باوقیر فرمان و شادان عروس کو لے گئے لشکر اسلام میں داخل ہوئے خوشی خوشی دولہا کو اتر داکر جلا  
عروسی میں بھوپا پانی کا دینی نمونے میں لگایا گیا دودھ سے پاتوں دھوئے بعد اُسکے نور الدہر دامن عروس  
پر ناز ہر حکم باہر آئے امیر کو سلام کیا امیر نے لکھے لاکر خلعت دیا تو کون نے مبارکباد دی تاج ہونے لگا کہ اس  
اٹھائیں ہر کارون نے آکر خبر پوچھائی کہ لندھور اور ایسے جگہ میں خوب نکوار پائی تاہم دونوں بیوش ہو کر گر پڑے  
آفتاب پرست ایسے جگہ کو اٹھا لے ہندی لوگ لندھور کو اٹھا لے بیستے ہی امیر اسی وقت آٹھکڑے ہوئے  
اور خیمہ لندھور میں تشریف لائے لندھور کو ہشیار کیا زخموں میں ٹانگے گولت فرمایا کھر جادہ لندھور  
تھے بڑا کام کیا مرد ایسا ہی کرتے ہیں اور لندھور تھے رفاقت کا حق ادا کر دیا تھی دیر تک بیٹھے رہے تھیں وکھڑیں  
فرما گئے بعد اُسکے تشفی و دلاسا دے کر مہاجر مقرر کر کے بارگاہ میں واپس آئے اب اس عرصے میں رات تو بڑی ہی  
میں نور الدہر ہر جلا عروس میں داخل ہوئے نوشا ہ نے آتے ہی حکم کو آفوش میں لیا اب بیان ہے وہ دونوں  
ہاتھ کے اشتیاق شرم آمیز اور انکار اقرار خیز ایک عجیب لطف دست نہ ہونے کے جگہ تھسہرے کرنا قدرت





اس سے کہا کہ جا کر خبر تو لا کہ لشکر ایرج میں کیسی حال ہے یہ کہ اوڑھنی جو دل خود بخود گھبرا ایا جاتا ہے اور آپ  
 سے آپ ایک دشت سی پیدا ہوتی ہے چالاک تو اسی وقت سلام کر کے لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا اور امیر باتو قیر  
 داخل بارگاہ ہوئے اور شاہ اس وقت پر شکر ہنس رہا تھا کہ اپنے مقام پر پہنچے لیکن جو آواز  
 دہی کتا ہے کہ تیرے چار کھڑی رات سے لشکر ایرج میں ایک نعل چا ہوا ہے امیر نے فرمایا کہ ان میں سے تیرے  
 میں ایک شور سنا تھا اسی وقت چالاک بن عمرو کو روانہ کیا تھا اب وہ واپس آیا ہو گا حال معلوم ہو جائیگا۔ باتن جو ہی رہی  
 تھیں کہ چالاک آپہنچا امیر نے پوچھا کہ چالاک کیا خبر ہے چالاک نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور سانچہ ہنر  
 ہو گیا امیر نے فرمایا کہ کیا جلد بیان کر آئے گا کہ کیا عرض کروں بڑا غضب ہو گیا ہے شہزادہ کہ کسی نے ایرج کا نشان  
 ڈالا لشکر آفتاب پرستان میں ایک قیامت ہی ہوئی ہے ستانہا کا امیر کو نشانہ لگا گیا اور ایک آدمی بچ کر فرار ہوا  
 کہ افسوس صد افسوس نوجوانی ایرج پر ہے ایرج و اسکا ایرج یہ لشکر نور الدین ہر بھی آبرو ہو گئے اور تمام سوار بھی  
 تھک گئے ہیں امیر نے عرض کیا کہ خواجہ بھو بتاؤ تو کہ یہ کس کی حرکت ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ بن کیا بتاؤں چاقو آپ میں وہ ہیں  
 میں بھی ہوں امیر نے فرمایا کہ بھوکہ انگلی ہی سے کو عمرو نے سر ہکا کر کہا کہ حمزہ خدای غیب ہا تھا میں کہے کہوں کہ یہ  
 حرکت کس نے کی امیر نے فرمایا کہ اچھا ایک بات تو سنجیدہ عمرو قریب آیا تو چپکے سے کہا کہ خواجہ یہ اسد کی تو حرکت  
 نہیں ہے عمرو نے کہا کہ میں اب وہ اتنا تر نہیں ہوا یہی وہ ایک حرکت کر کے آپ کی غلی اٹھا چکا ہے اب وہ بھی ایسی  
 حرکت کا مرتکب نہ ہو گا۔ لشکر امیر باتو قیر چپ ہوئے مگر اب ایرج کا حال سننے کے علی الصبح مالک بن ملکوت شاہ  
 جو سمولہ خیر ایرج میں آیا تو دیکھا کہ ایرج کا سر کتا ہوا اپنے پر رکھا ہے دیکھتے ہی ایک نندہ کوہ شکات کیسا اور زمین  
 ہر گھر کے پھانسیں کھائے لگا کر بیان پاک کیا ڈاڑھی نوچ کر سے اپنا پٹے لگا کر مات چھا دی کہ اس نشان میں لغت  
 اور بختیار ک بھی پوسٹ کیے ایرج کا لاشہ دیکر بختیار ک بھی سر پہنے لگا اور زمین مار مار کر رونے لگا کہ بھوکہ  
 نے جو سے دیکھا تو عمرو کا خبر چھا کہ خون ہر اچھا پڑا ہے بختیار ک نے مالک سے کہا کہ او مالک بن ملکوت شاہ  
 ایرج تو اب زندہ نہیں ہو سکتا لیکن قاتل ایرج کا ان کتا مالک نے کہا کہ او بختیار ک ایرج کا قاتل  
 کون ہے اور کون سے کس نشان سے پہچانا بختیار ک نے کہا کہ قاتل ایرج کا سوا سے عمرو کے اور کوئی نہیں ہے اس لیے  
 کہ خبر اسی کا ہے اگر تم بچے ہوئے حمزہ کے پاس پٹ ہاؤ اور حمزہ سے کہو کہ سجن اندر دھوری اسی کو کہتے ہیں  
 کہ آپ نے اپنے چار کو بیکر ایرج کو قتل کروا دیا دیکھو تو یہ خبر عمرو کا کہ انہیں پہچانے تو سی جس وقت حمزہ اس  
 خبر کو پہچانے گا تو اسی وقت عمرو کو کڑے تیرے حواسے کہ دیکھا تو اسے لا کر ہوش ایرج کے قتل کرنا مالک کو بھی  
 اسے پسند آئی اور اسی وقت ایرج کی لاش مع خنطون آئی اپنے ہمراہ بیکر دروازہ اٹھا ہوا آیا اطلاع کرا لی کہ  
 مالک لاش ایرج کی لیکر آیا ہے امیر نے فرمایا کہ تو اسے افسوس صد افسوس ایرج کے مرنے سے کمر میری نوٹ  
 گئی اسے ایسا جو ان خوبصورت صاحب غماست نہ مانے آٹھ لگا اور سب سوار بھی افسوس کرنے لگے کہ مالک  
 بن ملکوت شاہ گریبان پاک سر پر ناک کہیں پٹے پہنے ہوئے اسے ایرج نوجوان واسے ایرج نہیں  
 کا مٹو بلند کرتا ہوا اسے صاحب قرآن کے اچھا صاحب قرآن نے فرمایا کہ او مالک کس نے ایرج کو مارا کہچہ پتا بھی لگا اسے  
 کہا کہ آپ جان بھکر پھرتے ہیں آپ سے کہے کہ میں ایرج سے وعدہ ہوا کہ جو سکھاتا اس کا خط سے عمرو کو بیکر  
 ایرج کو قتل کروا دیا اور پھر آپ بچے ہیں کہ کسے ایرج کو مارا آپ سے ہے امر بہت بید تھا اگر اور  
 کوئی ایسا کرتا تو مقام شکایت نہ تھا کہ مریت کا مطلب ہر طرح مرین کے قتل و غارت سے ہوتا ہے لیکن آپ سے



شجاع و فیور کو یہ امر بالکل تائب تھا بس یہ سنتے ہی ۶۰ ہیر خضناک ہو گئے اور فرمایا کہ اگر عمرو ستاؤ نے مالک بن ملکوت  
کیا کتاب عمرو نے کہا کہ عمرو و قسین کچھ نہیں دینا دانت بھی نہیں دینا قمار سے پاس آیا ہوں عمرو نے وہ نقد فوراً لے لیا  
کے بارگاہ سلطانی سے باہر بھی نہیں نکلا میں کیا جانوں کہ مالک کیا کتاب لے کر آیا ہے اور وہی وہی ہے جو میر نے لے لی تھی تو  
امیر نے کو ایرج بٹا اور اسے سنبھال کر چلا اور میں ہی اسے قتل کرنا تھا مگر میں بھی کیا باتیں ہیں یہ شکر امیر نے مالک  
بن ملکوت سے کہا کہ اگر مالک کو ان ایسا میر عمر جو اس ایسے نوجوان کو مارنا اسے دشمن بھی تو یہ نہ پامیگا کہ ایسے جوان  
برخاک و قتل کرے اور بھی واہد میں نے کسی کو اس ارادے سے نہیں دیا ان چالاک کو علی الصبح البتہ استفسار  
حال کے لیے بھیجا تھا اس نے اس پر ہونے سے عمرو کے پیچھے کو مار ڈالا تھا تو اس کے عوض میں عمرو نے اس کی ناک موٹنے  
میں کات لی تھی اس پر میں ایسا بدھم ہوا کہ عمرو کو لٹا کے پاس باندھ کر بھیجا اور کچھ پاس دیکھا تو نہ کیا اور پھر جب عمرو  
وہاں سے چوت کر آیا تو سوچتا ہوں اسے خواہش کی کہ میں نے ایک مدت تک اسے اپنے پاس نہیں آنے دیا اب یہ عمارہ کے  
بہر میں نے اس کی تصویر مان کر کے اپنے پاس لٹا دیا عمرو نے یہ اسے نہیں دیا اب وہ ایسی برکت کا مرکب ہو گا تھا  
۷۰ جہاں میں خضناک ۶۰ شکر مالک بن ملکوت شاہ نے خبر خون آلود نکال کر سامنے رکھ دیا اور کہا کہ دیکھو تو یہ خبر کسکا  
۸۰ سر امیرج کا اس کے سینے پر رکھا اور خبر اس کے سر سامنے پڑا تھا عمرو کی نگاہ جیسے ہی خبر پر پڑی نگاہ سے کا اڑ گیا  
اور امیر نے اس خبر کو دیکھ کر بھانپا فرمایا کہ اوہ حرا زادے سارا ہاں زادے تو مجھے مکر کرتا دیکھ تو سی خبر کسکا یہ لڑکے نے  
نہیں قتل کیا تو یہ خبر تیرا کہاں سے وہاں تک پہنچا جسکو عمرو نے قسم خانی کہ بربک میرا کام یہ نہیں ہے یہ لڑکے اس نقد  
سے اٹھا کہ امیر کے سر پر اچھڑا کر اس کے سر کے ساتھ جھڑان میں بالکل بے گناہ ہون میں عمرو کا اٹھا کہ امیر نے  
۹۰ عمرو کا بڑا مالک بن ملکوت کے حوالے کر دیا اور کہا کہ امیر مالک بن عمرو موجود ہے وہ چاہے سو اس سے برتاؤ کرو  
مالک عمرو کو لے کر اپنے ہونے بارگاہ سے باہر آیا اور عمرو نے کہا کہ امیر عمرو و محمد نوجوانی امیرج پر دم نہ آیا تیرا تو قتل امیرج  
کے لیے کیے کر اٹھا کتاب اللہ شکر میں آیا تھا نے جو عمرو کو دیکھا بہت برہم ہوا اور کہا کہ اوہ سارا ہاں زادے غضب کیا تو نے  
۱۰۰ امیرج نوجوان کو یہ قصور تو نے ارڈالا عمرو نے پھر جواب نہ دیا چکا کھڑا رہا بختیار کس نے عمرو کو ساکت دیکھ کر  
کہا کہ امیر پر و مرشد آپ ہر اسان کیوں ہیں آپ کا تو کوئی مددگارا بھی سیل نہیں کر سکتا اب آپ ایک دم بھر میں چھوڑنا  
۱۱۰ ہا ہنہ میں لٹا نے کہا کہ امیر بختیار کس میں تو اسکی وجہ سے بالکل بے پروا ہوا ہو گیا ابھی تو اسے داسے کھینچتا ہوں بھاگنا  
کہاں یہ لڑکے ملو دیا کہ جلد اسے الٹے وار بھیجے کہ میں اسے تیرا سان کر دتا ہوں لڑکوں نے چاہا تھا کہ عمرو کو ہر غی پر  
کیونچیں عمرو وید کر وہ مانگنے لگا کہ امیر قاتی عالم تو نے تو مجھے کوہ سر اندر پہنچا دھو کیا تھا کہ جب تک میں انیس  
۱۲۰ ہر می جینے کو نہ مانگوں تا ملک موت میرے پاس نہ آئے گا اب یہ کیا امر ہے کہ فیض روض میری ہوا چاہتی ہے پر وہ دیکھ تو ہی  
۱۳۰ بچانے والا یہ امیرج و اما تمام ہوتی تھی کہ ایک نقابدار سبز پوش میں ہزار سوار سے نکلا میں کچھ ہونے لشکر اٹھا  
۱۴۰ کہہ کر اور غرہ کیا کہ ہاشمہ امیر کا فران عیسا عیسا ہمارا ان پر وفا کے گذاریم کہ شاہزادہ دست باز نہ دلاست و دیر  
۱۵۰ لڑکے قریب میں ہزار کفار کے مع جلا و ایک ہی محلے میں قتل کر کے عمرو کو چھڑا کر اپنے گھوڑے پر ڈال کے لیے ہونے لگا  
۱۶۰ پھا گیا مالک بن ملکوت شاہ او لٹا سے بے بقا و دونوں اٹھ افسوس ہٹے رہ گئے لیکن بختیار کس تو دشمن جہاں  
۱۷۰ خواجہ عمرو ایک ہی شیطان امیر مالک سے کہنے لگا کہ امیر مالک بن ملکوت شاہ ہم اسی وقت خدمت حمزہ میں بیٹے  
۱۸۰ ہاؤ اور چاکر کو کہو کہ وہ امیر غرہ واہتے بظاہر تو عمرو کو باندھ کر میرے حوالے کر دیا اوہ اس کے غضب میں کسی سزا  
۱۹۰ نہ دے گا کو نقابدار بنا کر بھیجا کہ وہ بہت سے لوگوں کو قتل کر کے عمرو کو چھڑا لیا بھلا اس سے کیا فائدہ لائے

تو نہ دنیا بہتر تھا یہ سکر مالک بن ملکوت اسی وقت خدمت صاحبقران میں گیا اور جو کچھ بختیارک نے تعلیم کیا تھا  
 امیر سے دہرایا صاحبقران یہ سکر بہت آنر دے دیا اور فرمایا کہ اے مالک قسم ہے پروردگار کا تجھ کی مین سے کچھ  
 نہیں مینا یہ گمان تھا کہ بالکل فضول ہو اگر تم اس نقابدار کا تباہ کردہ کہ جسے آیتا اور کہ مرگیا تو میں ابھی جا کر  
 عمرو کو اس کے پنجے سے چڑھاؤں اور قتل کر دے کہ دون مالک بن ملکوت نے کہا تھا معلوم ہوتا گیا میرے ہر کام سے  
 کو اسکا لشکر تک دیکھ آئے امیر با تو حیرت نے فرمایا کہ اچھا تم ان ہر کاروں کو میرے ساتھ کر دو میں ابھی جاتا ہوں یہ سکر  
 مالک نے ان ہر کاروں کو جو کہ حاضر خدمت امیر کیا امیر با تو قریب اسی وقت سوار ہو کر لشکر نقادار کی طرف روانہ ہوئے اور  
 اور نقادار نے عمرو کو اپنے لشکر میں ہار کر مستعار کیا کہ اسے خواجہ جی کو کہ تھے ایسے جی کو قتل کیا یہاں میں عمرو نے کہا کہ اسی  
 نقادار قسم ہے وہ لا شریک لہی ہرگز میں اس ہر کام تک نہیں ہوا تجھے بالکل جھٹ اتنا تمام لگا یا تھا اور مجھے بخت ایسے جی  
 کے ساتھ تھی شاید ہی وہ جیت کسی کو ہوگی اس لیے کہ وہ تو میری ساختہ و پختہ تھا تم پر نہیں سمجھتے کہ میرا ہاتھ تو باوجود ان  
 حالات کے ایسے جی پر کیونکر اٹھتا تھا خدا جانے یہودہ حرکت کس ظالم سکر کی تھی اور بڑی جبریت تو ہے کہ میرا ہاتھ ایسے جی  
 کے سر حملے کرنے رکھ دیا میں نے تو خود جب سے حال ایسے جی کا ستا ہے اختیار ہو کر رہا ہوں اور خود بخود ہی ہاتھ اٹا کر  
 نقادار نے کہا کہ خواجہ جی تم سے کیا جیتیں تو کیا اگر ابھی میں نہیں ہوا نہیں سمجھتا اس لیے کہ کفار حمزہ کے پاس گئے ہیں  
 دیکھو حمزہ میرے پاس آتے ہیں یا نہیں اور اگر آتے ہیں تو حکم طلب کرنے میں یا نہیں یہ لکھ عمرو کو پوشیدہ کر دیا کہ ایک  
 حمزہ جی دیر کے بعد ہر کاروں نے آکر عرض کیا کہ صاحبقران آپو نے نقادار اسی وقت استقبال صاحبقران کیوئے  
 نیچے سے باہر آیا امیر کو سلام کیا اور ہاتھ پکڑ کے نیچے کے اندر لے گیا اس پر نقادار خود سے ادب بازہ کے سامنے بیٹھا عطردان  
 پاخانہ چھیر دیا وہ گھر سے سب اسباب دعوت لیا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے نقادار خوب تنے مجھے رسوا کیا عمرو  
 کہانہ یہ ظلم ہے جو زمین بھر قتل کیے تھے چھوڑنا تھوڑی سی مدت کے بعد وہ بخت میرے پاس آیا اور حضور تعظیم  
 کراہی اور پھر وہی حرکت کی بلکہ اب سے بدتر حرکت کی یہ تو فقط آس بن الوس کی ناک ہی کاٹ ڈالی تھی ابی مرتضیٰ تو  
 اس کورام نے ایسے جی سے فرمایا کہ ان کو جان ہی سے مار ڈالا اور اسے اسکی زوجانی پر رحم نہ آیا بعد اسے ہاتھ نقادار نے کہا کہ  
 اے صاحبقران مالیشان میں نے عمرو سے استفسار حال کیا تھا عمرو نے قسم کھائی کہ میں اس امر سے بے خبر ہوں وہ بھی نہیں  
 اے صاحبقران عمرو تو جو انی ایسے جی پر خود مقام اور مقامت ہو اور اپنی جبریت ظاہر کرتا ہے کہ میں خود اس امر سے بخیر  
 ہوں کہ ایسے جی کو کئے قتل کیا اور مزید یہ ان میرا خبر کئے رکھ دیا جب عمرو نے اپنی بیگمائی بھگوشیفن کر دی تو میں نے اسے  
 بے گناہ سمجھ کر ہونہ دیا یہ سکر صاحبقران بہت غضبناک ہوئے اور نہایت برہم ہو کر نقادار سے کہا کہ اگر تو نے عمرو کا ہاتھ لگایا  
 اور نشان دہی کی تو خیر در نہ میں تم کو گرو کے عوض میں قتل کروں گا نقادار نے کہا کہ سر میرا حاضر ہو کا شیعہ اور عمرو کو  
 کچھ نہ کیے کہ وہ آپ کا خادم قدیم اور پرانا ندیم ہو کسی کسی جاننا زبان عمرو نے آپ کے ساتھ کین ہیں ہمیشہ آپ کا سینہ سپر  
 رہا کیا اور وہ محض بے نصیر ہو امیر نے کہا کہ اے نقادار تو عمرو کو بے گناہ جاننا ہے اسے اگر وہ بے قصور ہوتا اور ایسے جی کا  
 قاتل نہ ہوتا تو خبر اسکا ایسے جی کے سر جانے سے کیونکر نکلتا بعد عمرو کو جو زمین ایک بات تو تماری ہاتھ لگانا نہیں ہے سب مذمت  
 ہار وہ میں تم کہتے کیا ہو نقادار نے اسے جو امیر کو غضبناک دیکھا سمجھا کہ اب کوئی نذر میرا پیش نہ جھانچے اور کوئی سفارش  
 میری قبول نہ کی اپنے ہمارے کہا کہ جلد جا کر عمرو کو اسے آج رات ہی وقت آیا اور عمرو سے تمام حال بیان کیا اور کہا  
 کہ اے عمرو اب موت تمہاری آگئی ہر چند نقادار نے اسے تعین چھپایا اور بچایا اور لاکھ حضرات نور انتہا سے درجہ  
 کی سفارش کی مگر کوئی بات صاحبقران نے نہ مانی بلکہ اسے نقادار سے بدہم ہوئے اور فرمایا کہ اگر عمرو کو نہ دو گئے



تو اپنی جان سے اتنے دھو دین عمرو کے مومن تھے قتل کر دیا گیا مگر عمرو ساکت ہو گیا اور عمار کے ساتھ چار نقابدار  
 کا عمرو کو ساتھ لے کر چلا گیا اور اپنے مال زار پر سوتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک ایک آواز پیدا ہوئی کہ اونا ہمارے  
 ہمارا دشمن عمار ان خواجہ عمرو بن امیہ غنمیری نامہ کو کہان سے باہر آواز سکر عمار نے جو مڑ کر دیکھا تو دیکھا  
 کہ ایک شخص شل ہرق کے پڑا تھا وہی عمرو کو تو اسے دھت کے ساتھ بھاگنے کے اندر پہنچا وہ تو عمرو کو چھوڑ کر  
 بھاگ گیا اور عمرو کو وہ شخص اٹھا لیا عمار کا پتا تھا تھا نقابدار کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ عمرو کو ایک شخص مجھ سے  
 ہمیں لے گیا نقابدار تو یہ سمجھا کہ عمار شاید ہمارے کرتا ہو خاموش ہو رہا میرا تو قریب نے فرمایا کہ اس وقت ابداً میں خوب  
 سمجھا ہوں مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ عمرو کو کون لے گیا جان سے بنے عمرو کو لاؤ نقابدار نے عمار سے کہا کہ اسے  
 صاحبقران نہ مانگے اور کوئی بات نہ بیٹھے تو بے گناہہ کہ عمرو کو جا کر لے آئے کہ کما کہ میں بہانہ نہیں کرتا آپ سراپے کو گڑا کر  
 خود دیکھ لیجئے یہ موت سی میرا کھایا یہ سکر نقابدار مع امیر نے سے باہر آئے دیکھا کہ کوئی شخص عمرو کو پیٹہ پہاڑ سے ہونے  
 باہر نقابدار نے کہا کہ لاکھ ہونے سامنے کوئی شخص عمرو کو پیٹہ چلا جاتا ہے وہ لاؤ فرما کر امیر نے اسکا قاتل کیا اور  
 نگرہ کیا کہ ہاشم اور ہشول کہان ہائیگا میرے ہاتھ سے آواز سکر اس شخص نے پتہ کر دیکھا تو دیکھا کہ امیر کشتی گیر ہے  
 آتے ہیں سامنے ایک پناہ تھا عمرو کو تو شاگردوں کے حملے کے کما کہ تم است لیکر پناہ پر چڑھ جاؤ میں تمکے لیتا ہوں  
 شاگرد تو عمرو کو لیکر چلا پر چڑھ گئے اور یہ دیکھ کر اچھا امیر قریب آئے تو دیکھا کہ نگرہ وہی عمران صاحب بغداد  
 کہ ان مہتر قرآن پیش کرنا ہی چاہتے تھے کہ قرآن فوراً کہ سن پر کر دے اور کہا یا صاحبقران میں حاضر ہوں  
 چاہے قتل کیجئے چاہے غور فرمائیے میں جیک عمرو کو عمار نقابدار سے ہمیں لایا ہوں اور اس پناہ پر جو سامنے دکھائی دیتا ہے  
 آتے میرے ہائیگیں اور صاحبقران عمرو حسین کا نام کہ میں بالکل بے گناہ ہوں میں نے اسے کون نہیں مانا امیر نے فرمایا کہ اس  
 قرآن تو نگرہ کر بادشاہ ولایت امیر عرب جو میں تیرا بہت لگاؤ پاس کرتا ہوں مجھے تو اچھا لگتا ہے اس قرآن اگر عمرو  
 اسے کون قتل کرنا تو خیر اسکا ایسے ج کے سرمانے سے کیوں نکلتا میں کیوں کر یقین کروں کہ عمرو نے اسے کون نہیں مارا اس  
 امر سے مات ظاہر ہے کہ عمرو نے اسے کس ضرور کا نام کر مہوکتا ہے اپنا کام کر چکا تو شاہ جاگ ہو گئی وہ خبر ابھٹ کے  
 اسے خبر چھوڑ کر بھاگ کر آجوا اور قرآن میں نہ لانا تو عمرو کو میرے حملے کے دے قرآن سے غرض کیا کہ قیاس  
 غور کا بہت بھائی لیکن میں عمرو کو مجھوٹا نہیں کہہ سکتا اور جب وہ حسین کا نام تو میں اسکی تذبذب نہیں کر سکتا آپ میری  
 خاطر ایک شب کے واسطے عمرو کو میرے پاس لایا پھوڑ دیکھ اور آج شب کو بعد انفران تانہ دے اکتان حقیقت  
 کر کے سوئے جو قریب جو کچھ ہو گا آپ پر مشکفت ہو جائیگا امیر نے فرمایا کہ امر منصفی میں کوئی کلام نہیں جو اسے میں نے  
 کبھل کیا مگر پناہ کو میں میرے رہ ہونگا قرآن نے کہا کہ بہت مبارک اسکا مضائقہ نہیں ہے امیر نے اسی وقت اس مقام پر  
 خیمہ استادہ کر لیا اور مقبل و بہرام سے بلا کر کہا کہ تم اپنے لوگوں سمیت اس پناہ کو شب بھر گھیر رہو کہ یہ روز باک  
 گردن کھک ہا بھاگ نہ جاے تو ان مقبل خطے بہرام سب کے سب گرد پناہ کے آتر پر سے القصد و ن تو  
 گذر گیا جب شام ہوئی تو امیر باقر نے وضو کر کے نماز مغرب ادا کی اور وقافت معمولی چھوڑ کر دست و پا دھو کر گاہ قاضی لکھا  
 بلند کے کئے گئے کہ ہمارا آگاہ اسطرح تجھ کو اپنی کبریائی کا مجھ سے اس قدر کی حقیقت کو مشکفت کر دے جو کمال بالخلق و زاری  
 جناب باری سے طلب کر کے مجھ سے اسے اسے اس خاصہ نوش نذر بستر خواب پر تشریف لے لے خدمتگار خاص ہوا  
 وغیرہ سب اپنے اپنے عہدہ پر کھڑے ہوئے صاحبقران نے آرام فرمایا قریب صبح حضرت ابیہم خلیل الرحمن کو خواب  
 میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اسے زہرا و عتد آگاہ ہو کہ اسے انہیں شہزادے سے قصور ہی

انکا کوئی گناہ نہیں جو وہ جوئی قسم ہرگز نہیں کھاتا کہ کتا پر دوسرے کی بھارتی سے مانو ذکر تاج اور فرزند شہزادہ نظر کردہ  
 ہفت پیران کے انکو ایذا دے اور اسے اس حالت میں بخود نہ کرے اسے بوا کر اس سے عذر خواہی کر بلکہ عفو و تقصیر است  
 کہ یہ سکر صاحبقران غالب شان نے عرض کیا کہ نبی اللہ پھر اس امر کی حقیقت ارشاد فرمائے کہ اسکی اصلیت کیا ہے ایرج  
 کو کہنے مارا ہوا اور پھر کس کا یہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایسا فرزند ایرج حاصل نہ ہوگا بلکہ زندہ ہی ایک ماحرودت  
 سے ایرج پر عاشق تھی اور وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح ایرج میرے پاس آجائے کہ تو میرے پاس نہیں پڑتی تھی  
 اب کی مرتبہ اسکا موقع بن گیا اسے اور ایک شخص کو بصورت ایرج شکل کے چنگ پرست کر کے اسکا کشت  
 ہوا اور ایرج کو اٹھالیکنی اور پھر مگر و کا چہرہ اس کے سر جانے لگا یہ ایسا فرزند ایرج بعد ایک مدت کے اس ساحرہ کو  
 مار کر خروج کر گیا اور اسے لوگوں سے اگر ملے گا تو تنہا ملک باختر میں لایا گیا مگر حضرت آکھون سے پیشہ ہو گئے  
 حمزہ صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وقت نماز صبح کا ہے اسے وضو کیا نماز پڑھی بعد فراع و خائف کل سر و ارون کو بلکہ بخا  
 ویرا سب نے عرض کیا کہ حضور ہم سب نے بھی یہی خواب دیکھا ہے ایرج حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اب میں مرد کے  
 لینے کو ہاتھ نہیں لے لکر مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کے جانب کو روانہ ہوں گے وہاں مرد کا مال سنے کہ شب کو جو مرد سیا  
 ہوا ہے بھی یہی خواب دیکھا کہ ایسا مرد تو حمزہ سے آرزو نہ ہو وہ تیرا آقا اور خاوند ہے پلے تیری بے گناہی اسے چشت  
 نہ تھی اب اسے تیری بے گناہی معلوم ہو گئی اور وہ علی الصباح تیرے لینے کو آجکا خبردار اس سے انحراف نہ کرنا جب  
 مرد و خواب سے بیدار ہوئے تو وضو کر کے نماز پڑھی اور انتظار ایرج حمزہ صاحبقران میں ملائے کہ بیٹے کو لایا گیا ایرج  
 حمزہ صاحبقران نے یہ کہہ کر اپنے مرد و صورت ایرج کی دیکھ کر پھاڑے نیچے آئے اور ایرج کو بھدا دیا سلام کیا ایرج  
 جواب سلام دیکر گھوڑے سے کود پڑے اور وہ در خواجہ مرد سے پہنٹ گیا اور فرمایا کہ خواجہ میر معانی کرنا میں عرض  
 لا علم تھا تھاری بے گناہی میری ثابت نہ تھی مرد نے کہا کہ ایسا حمزہ میں خادوم آقا خادم و تالاکا کیا تھا بلکہ مریض خیال مرد  
 کہ میں نے تم سے ساتھ کیا کیا ہاں زبان کہیں کیا کیا نہ تین تھاری بھالایا کہ جسے کہے مقام پر بہت سیر رہا ہمیشہ مثل  
 پر داسے کے تھنڈا رہا اور تھیں فرمایا میرے مقابلے میں چشم مردت نہ تھی اور مجھ کو کا **بھلا** کہ ایک کافر کی خاطر  
 سے اس کے حوالے کر دیا کہ اسے قتل کر ڈالو اگر اتنا بار مجھ کو نہ بھاتا تو اب تک من و دھن میں رہتا ہوتا ایسا حمزہ اگر  
 میرے کہنے پر تھیں اعتماد بھی نہ تھا تب بھی تحقیق جرم تو نہ ہو نہ تھی مگر اللہ کے ہاتھ میں ہے گناہی تھیں  
 ثابت ہو گئی صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ حقیقت میں میں تھے شرمندہ بدن گرچے ملو غیب نہ تھایا نہیں تھا را  
 ہی خبر اس امر کا اذعان ہوا تھا کہ تھے یہ حرکت ہوئی ہوگی لیکن خواجہ اب میں مدد کرتا ہوں کہ بلا تحقیق کوئی بات نہ  
 سے نہ لکھو تو کتاب تو جو کچھ ہو ہوا خطا میری معاف کر دو خواجہ میرے مرد نے کہا کہ ایسا حمزہ صاحبقران تم آقا  
 میں خادوم تھاری خطا کیسی ہے کیا فرماتے ہو ایرج نے فرمایا کہ نہیں خواجہ عمر و اب خطا میری بڑی سے معاف  
 کر دو اور میرے ساتھ چلو خواجہ میرے کہنا کہ ایسا میرے حمزہ اصل ہے کہ اب دل میرا بہت گیا اور دنیا  
 سے بہت گیا کہ جب سنا مالک یون دشمن ہو جائے اور یہ خیال نہ کرے کہ ابھی تو بغداد اوس میں سے  
 اسکی خطا معاف کی ہے اب یہ ایسی حرکت نہ ثابت کیا کر لیا کہ ایسا میرے حمزہ صاحبقران یہ تمہارا تصور نہیں  
 ہے میرے مفکر کا تصور ہے منکر خدا ہی یون تھا شہر از خدا و ان خلوت دشمن و دوست کہ دل ہر دو در نہ ہو  
 دوست وہ اب میں تمہارے ساتھ چل کر کیا بناؤں اب تو دل میں نہ ٹھان لی ہو کہ بھی دنیا میں رہے اور نہایت  
 بفرار رہے ثبات ہے اب اس سے کتا رہے بھی ہی بہتر ہے تیرے نکل جاؤ گا اور گشتہ طاقت اور کچھ عزت



[illegible]

عرض رہا ہے کہ خداوند ہر چند ہے کافش کی ہر کہیں چنہ لگا یہ سکر امیر نہایت نگین ہوئے اور انتہائے مرتبہ آئندہ  
 خاطر ہوئے اور فرمایا کہ اسے خواجہ عمر و غوثی دقادیئے بعد اسکے حکم دیا کہ خزانہ عمر و کا قلعہ ارمنوس حصار میں روانہ کرو  
 اسی وقت روپیہ سپہ عمر و کا قلعہ ارمنوس حصار میں بھیجا گیا بعد اسکے خواجہ عمر و کے ناموس کو قلعہ ذوالامان میں  
 روانہ کر دیا اور فرمایا کہ تم مطمئن ہو کر میسورین جہان ہو گا قاری خبر گیری کرنا ہو گا انحضرت ناموس خواجہ عمر و کا قلعہ  
 ذوالامان میں جا کر مطمئن ہو کے بیٹا گرامیر نے لہا حال بہت تباہ کیا کمالہ بیاترک کر دیا ہر مرتبہ زبان پر یہی جاری تھا  
 کہ خود کروہ را در ان نیست اسے جو کچھ کیا میں نے اپنے ہاتھ سے کیا اسے عمر و میں تھے کمان سے ڈھونڈ کر لاؤں اسے  
 عمر و تو مجھے کیسا ہمت کیا اسے عمر و اب میں تھے کمان سے پاؤں لگا یہ عالم ہو کہ دیکھنے والوں کا دم قلعہ کو تار مگر اسے  
 ہن نور و سنے ہن بیٹھے ہن نور و سنے ہن ہر چند سردار اور بادشاہ معلوم ہمارے ہن کہ حضور گھبراہٹے نہیں خواجہ  
 عمر و سے ملاقات ہو ہی جاتی آپ کا ناتو کما بیٹھے گرامیر کو کسی طرح قرار نہیں آتا فرماتے ہن کہ بھائیو کما نا بیٹا سب عمر و  
 کے ساتھ رہا ہوا جب ایسا یاد دہار ہمارے ہمت با سے تو پھر نہ کی فضول ہو تا لنگھائی طرح ہے آب و دانہ متواتر سات  
 تاتے ہوئے رنگ ہرے کا شہر ہو گیا انکوں میں ملتے ہوئے اب جو آئندہ کمر سے ہوتے ہن تو ہانوں کو کھڑا کیا دھڑ سے  
 گھر کر بیٹھ جاتے سب سردار و وزیر سے صاحبقران کو آگراٹھا لگا اب کیڑے کے شہر پر بیٹھے دیکھتے ہیں تو زری  
 ور کے بعد ہوش آیا تو بادشاہ اسلام نے کما نا سگوا یا اور بھرا اپنے ہاتھ سے شہر کھڑا اور بہت تشفی اور دلہا سا فرمایا کہ حمزہ  
 تم اس قدر سے ممکن ہو کر غلات و انشائیں کرتے ہو اس وقت عمر و آئندہ ہو کر چلا گیا جو وقت اسے روپیہ کی ضرورت  
 ہوئی خود بخود پلا آئیگا صفائی ہو جائیگی لاپچی بندہ تو زری عرض جب کما نا کما یا پانی پیا ہوش وہ اس درست ہوئے  
 اتنی الجھائیں ہوئی گریہ و زاری کم ہوتی کار و بار ضروری میں معروف ہوئے کما سنے پنے کے قصہ مختصر رخصت  
 امیر حمزہ صاحبقران کو صبر آگیا اور خیال خواجہ عمر و کا دل سے گیا لیکن اب حال قلعہ ہے بقا کا نا ظفر اسے  
 کہ جب یہ راند اور گاہ آلامیج کی جانب سے دوس ہو تو اختیار رک سے کما کا ای اختیار رک اب میں کیا تقدیر کروں  
 باختر میں خواب کوئی ملک میرے قبضے میں رہائیں کہ جان جا کر فزالت گزین ہوں امیج کا دامن تھاتا تھا وہ بھی جدا  
 ہو گیا اور حمزہ کے پاس جا کر اسکا دین قبول کرنا محبت کے خوف ہو کر دن تو کیا کہ دن اختیار رک نے کما کہ یا خداوند  
 یہ وہ ظلمات میں آپ کا چھوٹا بھائی زبیر جد شاہ سوچ دی اور لکھ و ماسہ چار و خندہ لوند ساحران اسکی مددگار ہو  
 دین پلے پلے اگر خدا پرست وہاں آئیے بھی اسے آپ کا تقاب کر بیٹھے ہیں تب بھی کچھ نہ بنا سکیے اور اسے جائینگے  
 لکھ نہ وہاں حمزہ صاحبقران ہرقران صعب ہو یہ سکر لقاے کما کہ ای اختیار رک تو بہت ٹھیک کتابی میں نے بھی دو  
 لکھ بحر میں قیل ہی تقدیر کی تھی عرض لقا تو راتی راتا اپنا سامان درست کر کے جانب ظلمات روانہ ہوا اور علی الصبح  
 جب مالک بن ملکوت شاہ نے یہ خبر سنی تو سمجھوں سے کما کہ صاحب سون میں کسی طرح حمزہ سے مقابلہ نہیں کر سکتا  
 وہم دعوی امیج ہی کا تھا کہ وہ حمزہ سے مقابلہ ہوا سب نے کما کہ بھائیو مالک نے کما کہ میں نے نوجویوں سے  
 وسافت کیا تھا تو معلوم ہوا کہ امیج زفرہ ہی چند روز کے بعد خروج کر یگا پس میں کو شکر حمزہ صاحبقران میں  
 چھوٹا ہوں کہ وہاں سے امیج کی ضرورتی طرح معلوم ہوتی رہی اور تم لوگ جا بجا پلے پاؤ جو وقت امیج  
 کے آنے کی خبر سننا فوراً پہلے آنا سمجھوں نے کما کہ بہت مناسب تھا آپ کی مرضی یہ سکر مالک بن ملکوت  
 نے اقبال شاہ کو نہ طاق سکندری میں میعاد و رشک و راز گردن کے پاس روانہ کیا اور دلیلم شہا ط زنگی  
 کو جزیرہ کاخ کی جانب بھیجا و خوجان اور مرجان کو شہر و دیار کی جانب رخصت کیا اور سلطان شاہ کو



ملک فرخوشیہ میں ہائے کاظم دیا جب سب پے پے گئے تو غرہ خدمت حمزہ صاحبقران میں حاضر ہوا اور بظاہر اسلام  
 قبول کیا صاحبقران نے حال زمر و شاہ باختری کا استفسار کیا کہ یہ سادہ درگاہ ذوالکھلال تھا سب بد اقبال  
 خسروان آل کہ صریحاً گویا جو نئے عرض کیا کہ بختیارک کے دروغوں نے سے جانب ظلمات گریزان ہوا میر  
 نے فرمایا کہ بتائید ایسی ہیں جب تک اسے تخت سلطنت سے محروم نہ ہو تو یہ نہیں کہنچتا یا اور اسے اسلام میں نہیں لائیں  
 قرار نہ لگا اس واسطے کہ اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دوں گا تو وہ بادشاہ بزرگ ہوا اور کھانا بھی بہت ہن اس کے پاس ہر  
 تنج ہو جائیگا پھر خروج کرے گا اور میر استالہ کرے گا تمام عالم سفر کرنے کا قصد کرے گا اور یہ محنت میری ضایع ہو جائیگی  
 پھر از سر نو ملکی شکست دینے کے لیے وہی محنت شاقہ لگانی ہوگی اسوجہ سے مجھے اس کا تعاقب کرنا ضروری ہے یہ فرما کر حکم  
 ہوا کہ جہاز دن کی تیاری کیجئے بعد اس کے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے جدا بھتہ سے سنا کہ ایرج زندہ ہے وہ خوشیہ  
 خروج کرے گا اور جہاگیر ہو گا تو ایک تو ایرج دوسرا تو جہاگیر خوشیہ شادہ پرست ہو گا داراب کشور کشا  
 جو سب میرے حریف ہیں اوصاف سب سے بڑھ کر داراب کشور کشا کا مجھے خیال ہے اور مقبل جہاگیر کی چوکی  
 اور ہام شربت لاکر رکھو مقبل نے اسی وقت مقبل پر شاہ کی جب چوکی پر ہام و خلعت رکھا گیا تو صاحبقران  
 نے ارشاد فرمایا کہ آیا کوئی ایسا بہادر کہ جا کر قریب ملک کشور پر کے آئے اور داراب کشور کشا کو ہر ملک سے  
 محفوظ رکھے اور جب تک میں ظلمات سے واپس آؤں اس وقت تک داراب کی خلعت کرے اور کوئی چشم زخم  
 نہ ہو پچھلے سے ہر آفت و ہرجاسے محفوظ رکھے کس واسطے کہ داراب کشور کشا میں نشانہ اولاد ایسی کی گاہ  
 و نمودار ہیں مجھے نہایت ہونا ہو کہ داراب کشور کشا بیشک ہمیشہ میری اولاد میں سے ہو اس واسطے کہ اسے امر  
 حفاظت ضروری اور واجب معلوم ہوتا ہے میر حمزہ صاحبقران کے خدمت سے یہ کام تمام نہ ہونے پایا تھا کہ صاحب  
 حمزہ دوسرے غلام غنی چاکر حیدر نے ملک کشور پر اپنے دنگ سے آٹھا اور میر کشور گیر کے سامنے آکر دست اور  
 بہتہ عرض رسا ہوا کہ اے میر با تو قریب اگر ارشاد فیض نیا و شرف نصار پایا تو یہ ہمہ مدار حقرو زگار اس امر کو  
 انجام دے اور اس خدمت کو بجا کر عزت و افتخار حاصل کرے یہ سکر صاحبقران نے ارشاد کیا کہ میں بھی تمہیں کچھ بھاتا  
 کہ تو ہی جاسے تو بہتر ہو مجھے بڑھ کر اس کام کے لیے کوئی لائق نہیں ہے، فرما کر ملک کشا اور کو خلعت دے کر جانب  
 شہر کشور پر روانہ کیا بعد اس کے فرمایا کہ اور کوئی بہادر ایسا ہو کہ در و اختر سیاہ و سیقولیہ کو سفر کے عجل ماسرو  
 آٹھا اور عرض کیا کہ اس خدمت کو کترین بجا لے گا صاحبقران نے عجل ماسرو کو خلعت دے کر جانب در و اختر  
 سیاہ و سیقولیہ روانہ کیا بعد اس کے سلیمان شاہ فارسی کو بلا کر فرمایا کہ اے سلیمان تم میرے بزرگ ہو اور نہایت مہاتل  
 ہوتین اور صاحب و صلہ ہو میں تمام زمانے کے محاسن فارسی راہ کو پسند کرتا ہوں اور ترجیح دیتا ہوں فارسی راہ  
 بہت مناسب ہوتی ہے لہذا میں نے غور مالک باختر کا ارشاد کیا تم جا کر سبائل میں بادشاہی کرو اور اسی کے سامنے  
 قلعہ ذوالامان واقع ہے اس قلعہ میں میرے ناموس رہتے ہیں ان سب کو تمہارے سپرد کرتا ہوں اور تمہیں اس کی  
 حقد و لمان میں درتا ہوں سلیمان نے کہا کہ تمہیں ارشاد میں تو مجھے غرہ نہیں ہے اور جاسے میں بھی کوئی غرہ نہیں ہو لیکن  
 اگر وہاں کوئی قنور آٹھا ہو کوئی حریف زبردست اگر تو اس وقت میں کیا کروں گا میر حمزہ صاحبقران نے  
 فرمایا کہ اس کی تدبیر بھی تم سوچ لینا میری تعلیم کی کوئی حاجت نہیں ہے تم خود تحصیل آدمی ہو فوج تمہارے ساتھ حسب  
 ضرورت تمہارے دیباہی کے فرما کر لندہ صورت بن سعادان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے بہادر بھان براہمہ تم ہمیں رہو  
 بارگاہ سلیمانی اور خاندان صاحبقرانی سب تمہارے واسطے ہے اگر ایرج زمر ان کا بہرہ ہو تو اسکی خلعت

جان میں بہت کوشش کرنا کہ وہ میری اولاد میں سے ہو خبردار کوئی اسے قتل نہ کرنے پائے جس طرح وہ خوش ہو  
 اسے خوش رکھتا یہ سکرندہ حور بن سعد ان آبدیدہ ہو کر عرض رسا ہوا کہ اے شہر یار میں تمہارے بہت سے آدمی ہیں  
 کہی بد انہیں ہوا اب آپ مجھے اپنی خدمت سے عائدہ کرتے ہیں یہ سکرندہ حور نے صاحبقران سے فرمایا کہ اے رستم زبان  
 ہر چند کہ جدائی تمہاری مجھے کسی طرح گوارا نہیں ہو مگر کیا کروں کہ سوا اسے تمہارے اس امر کے کوئی کسی اور کو میں  
 نہیں پاسوا اسے تمہارے کوئی ایسا نہیں ہے جو اسے ج سے تاب مقاومت لاسکے گا تمہارا جہاں مثل میرے قیام کے ہر  
 میں نہیں اپنا قوت بزد اور اپنا جانشین تصور کرتا ہوں قصہ لندہ حور بن سعد ان کسی طرح راضی نہیں ہوتا تھا چون توں  
 صاحبقران نے اسے راضی کیا اور دامنہ کو و مشتری صدار میں قیام کا حکم دیا بعد اٹکے تمام رعایا شہزادہ  
 خاور سپاہ ملک کا ہم محل خشتان خوریز خاور سی کے جو بے سوار تھے انکا سردار قیاس خان خاور سی کو  
 حسین فرما کے ملک فرنگوشیہ کا مالک کیا اور کہا کہ تم باکر ملک فرنگوشیہ میں قیام کرو غرض جب سب کے سب  
 امور چلنے پر مامور ہو چکے تو اسد غازی آہ باندہ کر کے اور امیر حمزہ صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران  
 نے فرمایا کہ کیا ارادہ ہے عرض کیا کہ اے شہر یار میری خواہش ہے کہ میں بھی دارا سے ہندو رستم زبان کی خدمت میں رہوں  
 آپ فرماتے ہیں کہ امیر ج خاور سپاہ کو تو میں بھی انکی خدمت گزاری کروں گا صاحبقران نے فرمایا کہ اے اسد شاید تو بیکار  
 کرتا کہ میں امیر ج کو قتل کروں گا یہ کہہ کر امیر ج کو قتل کر دیا میں اسکو مع انکی ذریات کے قتل کروں گا ایسے  
 کہ امیر ج میری اولاد میں سے ہو یہ سکرندہ غازی نے کہا کہ ابان سے خیال آپ کا باقی ہے میں تو امیر ج کا نام  
 بھی نہیں لیتا مجھے امیر ج سے کیا مطلب ہے آپ بیمار غائب ہونے میں صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا کچھ ہی ہو مگر میں  
 نہیں چھوڑوں گا نہیں یہ سکرندہ آبدیدہ ہو کر گیا کہ صاحبقران جو اس شب کو سوئے تو حضرت امیر اہم علی بیٹا خاور  
 علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرزند ارجمند اسد غازی کا قیام ملک باختر  
 ہی میں خوب ہو اس واسطے کہ وہ ان امیر ج کے ہاتھ سے تھامے ناموس میں رخصت ہونے کا خوف ہو اگر اسد  
 وہ ان ہوا تو حفاظت ناموس میں بہت کوشش کرے گا جب صبح ہوئی اور صاحبقران بیدار ہوئے تو اسد کو لہا کر  
 ملک لگا پٹانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ اے اسد میں تمہاری آزدگی گوارا نہیں ہے بہتر ہے کہ تم باختری میں  
 رہو اسد یہ سکرندہ بہت خوش ہوا صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے بھی اپنی خوشنودی اسد سے ظاہر کر کے  
 خلعت سے سرفراز کیا اسد وہاں سے پھر کر کرب کے پاس آیا تمام مال بیان کیا کرب بھی بہت خوش ہوا اسد کو  
 کسے سے لگا پٹانی پر بوسہ دیا اور قحاح پلگینہ پوش کو بارہ ہزار قراٹون سمیت ساتھ کیا اور مرکب امیر ش  
 کل اندام سکندری اسد کو حمایت کیا اور قحاح سے بہت تاکید کی کہ اس قحاح اسد سے بہت ہوشیار رہنا  
 خبردار کسی وقت اسد سے قافل نہ ہونا قحاح نے عرض کیا کہ آپ مطمئن رہیے میں اس طرح میں آپکا مطیع ہوں اور  
 آپکو اپنا پیرو مرشد جانتا ہوں اسی طرح میں انکو بھی اپنا پیرو مرشد جانتا ہوں جو بات خبر خواہی کی ہوگی میں اسے عرض کروں گا  
 مانگنا تاکہ اختیار میں ہو غرض اسد بھی ملک سبائل کو روانہ ہوا اور صاحبقران بھی سلامت چھوڑ دیکر جہازان  
 پر سوار ہوئے اور وقت رو اکی کے ایک نامہ سر بہر لندہ حور کے واسطے کیا اور فرمایا کہ اے لندہ حور اگر ملک کو خوار  
 اور گردون خوار کوئی شہدہ آٹھائے اور ملک انماح مرہم میں وقت ہوا اور کوئی تدبیر صاحب ذہن میں نہ آئے تو  
 اس کاغذ کو کھوکھو کر بڑھتا ہوں کچھ اسمن لکھا ہوا سپر محل کرنا لندہ حور بن سعد ان نے وہ نامہ اپنے باندہ پر باندھا  
 اور امیر سے رخصت ہوا صاحبقران سے سردار ان علیشان و لشکر فراوان تھاب میں زمرہ شاہ باختری لے ابان کے



بانب ظلمات روانہ ہوئے مگر تھاج کو چ کچھ جزیرہ آخر اسید میں پہنچا تو سامنے سے ایک پیر مرد آتا تھا اس سے  
 پوچھا کہ جا کر اس جزیرے کے اگل کسلی پرستش کرتے ہیں اسے کہا یہاں کے لوگ ٹھہرہ ست چن لقا سے ہو چکا کہ ٹھہرہ ستی  
 کسی آخر بیان کا بادشاہ کو ن ہوا اس مرد پر بے جواب دیا کہ بادشاہ بیان کا آخر اس نہ حل پیشانی ہو اور اس جزیرے  
 میں ایک درخت پر کرائیں ایک ہزار ایک شاخ ہر ایک ہزار آدمی اس کے سائبے کے نیچے بیٹھ سکتے ہیں تمام جزیرے  
 وہاں اسی کی پرستش کرتے ہیں اور اسی کو خدا جانتے ہیں لقاہ منکر چہ چور اور اسی جزیرے میں بے استادہ کراسے  
 اپنے لوگوں سے کہا کہ ایک آدمی روز بیان قیام کرلو تو پھر آگے بڑھیں گے الغرض اٹھا سے سب بچا سنا وہاں قیام کیا کہ جب خرس  
 زحل پیشانی کو اس کے آسنے کی خبر معلوم ہوئی تو دوڑ کے اس کے پاس آیا اور اس خرس باویہ منکلات کے قدموں کو روک دیا  
 ہاتھ جوئے شروع نہ کر سکی کہ اپنی بجا دیا لقاہ نے کہا کہ اس آخر اس زحل پیشانی زبیری فراست سے سخت تعجب ہو کہ میرا  
 فلق ہو کر ٹھہرہ ستی کرتا ہوا درجہ مثل عیساء تاہم میں خالق جن وانس ہوں بھگوانم ہو کر تو مجھے بھگوان کے آخر اس  
 زحل پیشانی نے کہا کہ چھاپیں دو شرطوں سے آپ کو بڑائی سجدہ کرتا ہوں ایک تو یہ کہ کشتی میں بھگوان پر بیٹھیں دوسرے کہ یہ درخت  
 ہر ایک ہزار ایک شاخ رکھتا ہوا ہر فصل میں سرسبز و شاوہ رہتا ہو ایک ہزار ایک آدمی اس کے سائبے کے نیچے بیٹھ سکتے ہیں  
 کم فیادہ لوگ انکشف ہ جانتے ہیں اس کے ہمید سے مطلع کیے لقاہ نے کہا کہ اگر ازل کو اپنے مکن انواع بدلیں ارشانی کی نسبت  
 کو سر نہ ہو کہ یہ امر ہر سہ اسوار قدرت سے ہو اس سے کسی کو مطلع نہ کرینگے آخر اس نے کہا کہ چھاپیں سہی کشتی میں ہوں  
 ہو جائے غرض اسی وقت اکھاڑ اکھڑا گیا آخر اس اعلیٰ کشتی شروع ہوئی دن بھر کشتی ہوا کی شام کو آخر اس نے  
 لقا کو زیر کیا اور کہا کہ میں اسی ٹھہرہ ستی کا دعویٰ کرتا ہوں یہ کہ اب ٹھہرہ ستی سے ٹھہرہ ستی سے ہوا کھائے اور  
 پتا دھندائی گئے در نہ میرے ہاتھ سے بہت کچھ وقت اٹا کر لگا دیا گیا لقاہ منکر خائف و ترسان وہاں سے کوچ کر کے بانب  
 ظلمات روانہ ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن جازون پر سوار راہ دریا طر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ  
 ایک روز دریا منکلام ہوا اور جازون پر شور و غل بلند ہوا کہ دریا منکلام ہو گیا امیر نے فرمایا کہ یہ غل کیسا ناخندہ اون  
 نے عرض کیا کہ حضور اب ننگ نکلا چاہتا ہو دریا منکلام ہو رہا ہو صاحب قرآن نے کہا کہ پھر خوف کا ہے کاہی ناخندہ اس نے  
 عرض کیا کہ حضور جب وہ اپنی دم کسی جازین باز تا تو جہاز پاش پاش ہو جاتا ہے منکر صاحب قرآن نے فرمایا کہ کچھ  
 پروانہیں یہ لکھ نور الدین ہر کہ اپنے ہمراہ کیر کشتی پر سوار ہوئے غور سے دھاگے بندے ہوئے کہ وہ ننگ نکلا  
 ظاہر ہوا اور لاپتہ پانی سے باہر نکلا کہ جہاز کی طرف چلا بس صاحب قرآن نے بہت بھرتی سے ایک تیرا سکی دامن آگے  
 پھیرا اس نے در سے مارا کہ وہ پیوست ہو گیا ساتھ ہی اس کے نور الدین ہر نے بائیں آنکھ پر تیرا مارا کہ وہ بھی پیوست ہو گیا  
 دو تین آگین انکی کو رہو لیکن اس ننگ نے دم اٹھائی کہ جہاز پر مارے بس ساتھ ہی اس کے نور الدین ہر نے ایک  
 گوارا سکی دم پر ماری کہ دم انکی دو ٹوڑے ہو گئی اور ایک تیر صاحب قرآن نے ماری کہ وہ پیوست ہو کر چلا  
 میں طرقت ہو گیا نور الدین ہر اور امیر نے صدارتے ٹھہرہ ستی کی اور جہاز پر آ بیٹھے سب کے سب خوش ہوئے اور جہاز  
 وہاں سے روانہ ہوئے جاتے جاتے بعد چند روز کے جزیرہ آخر اسید میں پہنچے جب آخر اس زحل پیشانی کو خبر ہوئی  
 تو وہ خوف و ہلاکت سے امیر میں حاضر ہوا امیر کو نہ روی صاحب قرآن نے نذر اور نعمت اس کے قبول کر کے نصرت  
 سے ممتاز کیا اور فرمایا کہ اس خرس لقاہ تو بیان نہیں آیا تھا اسے عرض کیا کہ ان حضور آیا تھا اور تمام سرگزشت اسکی  
 بیان کی امیر نے فرمایا کہ چھاپیں مرد و پیر تو نصرت کر دو گروین سہوہ جزیرہ کو آخر اس نے عرض کیا کہ مجھے قبیل سلاہ میں  
 غرض نہیں ہو مگر وہی شروط میں نے لقاہ سے کہے تھے آپ کے سامنے بھی پیش کرتا ہوں اگر آپ بھگوان پر بیٹھیں اور میں درخت کے

بیر سے مطلع کیے تو میں ابھی اپنے نوکون بیست دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا کہ صاحبقران نے کہا کہ اچھا کیا مصافحہ ہو رہا ہے  
 اور گاہ باری قاسم میں عرض کرتے ہیں جیسا ہوا دیکھا کر لگے ہزار کر حکم دیا کہ بے بار سے ہزار دن سے انار کے کنارے  
 وریا کے نصب کر دیے جائیں اور جاسی مبادت کے لیے ایک بار گاہ لگ کر پابکھاٹے اسی وقت نیچے اُتارے گئے وریا کے  
 کنارے استاد ہوئے اور صاحبقران کے واسطے ایک سفید کپڑے کی راوی غلڑہ استاد کی گئی صاحبقران مالیشان  
 سرخام سے اُس بار کی میں داخل ہوئے بعد فراخ و فریبین و مخالف مہولی سے دو رکت ناز حاجت پڑے و کے طلب  
 حاجت میں مصروف ہوئے اور درگاہ باری میں بعد خضوع و خشوع دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار عالم اپنی نگاہیں  
 کے سلطان ہوتے ہیں ملال اس درخت کا پھر شکست کر دے یہ دھماکتے لگتے کوئی چار گزری رات سے وہ دھماکے ہرگز  
 بند نہ ہو گئے اور وہ باطنی دعا ہو گئے عالم رحمان حضرت سلطان بن داؤد علیہ السلام کو دیکھا کہ حضرت تشریف  
 لائے ہیں واک کے گردہ ساتھ ساتھ ہیں تخت حضرت کا سرمانے آکر اترے صاحبقران نے ان کو سلام کیا اتنا بندہ کرکھڑے  
 ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے مسند زند پریشان و ہراسان کیوں ہو صاحبقران نے عرض کیا کہ اس درخت  
 کے اکھٹات حقیقت کی خواہش ہو گا آخر اس درخت پر کیوں جانور سایہ مگن رہتے ہیں اور بیٹھے نہیں بیٹھ سکتے  
 کرتے اور اسکی عظمت و شان کس وجہ سے ہو حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند ایک گونہ می میری کہ جس پر نام نامی اور اسم  
 گرامی حضرت حبیب خدا تمام انبیاء و صلوات علیہ وسلم مع اسم مقدس حضرت ولایت آب خلافت  
 جناب محمد الشارق و المختار علیہ السلام کا کلمہ ہو ایک مسند ہے میں مقفل کی ہوئی اس درخت  
 پر رکھی ہو یہی باعث اسکی ظلم و شان کا جو صبح کو صبح بامیٹ تم آخر اس سے جان کر دینا اگر وہ تمام کے کئے کا حین لا سلا  
 تو ہمارے ہم خود جا کر اس مسند و تخت کو انار کر اپنے ہاتھ سے گھر کر دھا گونہی نکال کر دکھلا دینا اور پھر اس گونہی کو کسی مقام  
 ظاہر پر پہنچا دے کہ کے دفن کر دینا اس طرح کہ اس حال سے کوئی دوسرا سطح نہ ہو کیونکہ میں اسرار خداوندی مجھ پر ہیں  
 یہ جان کر کے حضرت تشریف لے گئے صاحبقران کی آنکھ ٹپکی دیکھا تو اوّل وقت ناز صبح کا اور ایک لمحہ نور زمین سے  
 چمک برین نکلیں جو غیب و غایت نہیں ملی آتی جو غایت غرض اسلوبی سے چل رہی ہو یقین ہو کہ خواب سبائی  
 وضو کر کے ناز پڑھی اور ادا مہولی سے فراغت کر کے باریکی سے باہر آئے آخر اس زحل پیشانی کو طلب کیا  
 حقیقت حال سے مطلع کیا اُسے عرض کیا کیا ہوا لیکن ہو کیا یہی ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ اے آخر اس اگر  
 ہو یقین نہ ہو تو میں ابھی نہیں ساری حقیقت دکھائے دیتا ہوں اور ان جانوروں کو درخت سے اڑائے دیتا ہوں  
 لکڑا اس درخت کے قریب مع آخر اس تشریف لے گئے اور ہم اللہ الرحمن الرحیم لکھ درخت پر چڑھ گئے اور اس  
 مسند کے کو انار لائے انگوٹھی اپنے ہاتھ میں لی بیٹھے جانور اس درخت پر سایہ مگن تھے وہ سب درخت سے جوم  
 ہو گئے اور صاحبقران کے سر پر سایہ مگن ہوئے امیر نے آخر اس سے کہا کہ اے آخر اس دیکھا تو نے آخر اس  
 اسی وقت امیر حمزہ صاحبقران کے قدموں پر گر پڑا اور پیشانی اپنی صاحبقران کے قدموں پر پڑے لگا اور عرض کیا  
 کہ اے امیر مالیشان اعتقادات اسلام تھیں فرمائیے میں از سر صدق مسلمان ہوا ہوں امیر باوقار نے اعتقادات اسلام تھیں  
 فرمائے کہ وہ طیبہ طیبہ کیا آخر اس کا طیبہ بڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اور تمام اہل ان سلطنت و ممالک جزیرہ کو تھیں کی  
 ان تو اس اہتمام میں گزرا کہ جو حق جو حق لگ آئے تھے شریعت مذہبی صاحبقران حاصل کرتے تھے صاحبقران انہیں  
 تھیں سلام فرماتے تھے جب رات ہوئی تو اس مسند کے ادا گونہی کو لیے ہوئے صاحبقران جانب مہر راز دہا ہوئے اور  
 ایک گونہ میں مسند تھے سمیت اُس انگوٹھی کو دفن کر دیا پھر بعد چند روز کے ارادہ کی لاکھا حکم دیا کہ اسباب ہما زون پر



ہوا جائے کہ کسی نے اگر عرض کیا کہ حضور سامان سفر کے تھے اور شاہزادہ عابد نور الدہرہ الیثین تپ شہید میں پہنچے  
پس میں صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا کیا سفارتی میں اپنے ساتھ نور الدہرہ کو جو اندہ کر دیا گھر سے اختر شناس  
نے عرض کیا کہ شہر دار جو اظلمات کی نہایت خراب ہو شاہزادہ سے کوہر کو موافق نہ ہوگی میری سلسلے تو یہ کہ آپ کو جی  
فرمائیے اور شاہزادہ کو ہمیں چھوڑ جائیے جب آپ کو بائیک تو آپ کے عقب میں چلے آئیے صاحبقران نے فرمایا  
کہ اگر آپ پر ہم بھی شاہزادہ نور الدہرہ کے ساتھ ہو گھر اسٹیشن نے کیا کہ بہت مبارک ہے کیا ضد ہو چالاک بن عمرو  
نے فرمایا کہ پہلی تھار رہنا بھی بیان مناسب معلوم ہوتا ہے تم بھی ہمیں رہو چالاک نے کہا کہ بہت خوب ارشاد حضور کی عقل  
میں کیا ضد ہو بعد اس کے نور الدہرہ کو گئے تھے لگایا اور فرمایا کہ تھانہ اوندہ عالم کے سپرد کیا جب تم اپنے ہو لینا تھار  
پاس چلے آنا گھر اس اختر شناس اور چالاک بن عمرو کو تھار سے پاس چھوڑ دیا تھار بن اور نور الدہرہ میں چھوڑ  
دیا گیا کروں میں تھار میں تھا چھوڑ کر نہ جاتا کہ جو پہلو اور جو انب سوچ کر میں سمجھتا ہوں اس سے تم بھی دھن ہو نور الدہرہ  
نے عرض کیا کہ جو مرضی مبارک ہے کیا ضد ہو صاحبقران نے نور الدہرہ کی تھار تھانہ اوندہ اوندہ عین عینا عت بازو  
پر تھار کے سوار ہوئے مگر بعد از زمان کو جو دیکھتے ہیں تو آندہ انھوں سے ماری ہکیان بندی ہوئی ہیں فرمایا کہ  
تم بہت ہراسان ہو نہ جاؤ ہمیں بیٹے کے پاس رہ جاؤ بعد از زمان نے عرض کیا کہ حضور نہیں میں آپ کے ساتھ ہی  
ساتھ رہوں گا کاب سعادۂ انتساب کو نہ چھوڑوں گا کہ ایسے بیٹے ہوں تو حضور ہم سے تھار کروں یہ فقط مقتضائے بشریت  
ہو صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تمہیں اختیار ہے الغرض نور الدہرہ کو آنگے رفتا سیت جزیرہ آخر اسیر میں چھوڑا  
خود اس راہ کا درگاہ آکر زمر و شاہ کے تقاب میں جاز چھڑوا دیے اب صاحبقران حالیان کو نور ہو خطرات  
چھوڑ دیے اور نور الدہرہ عابدہ کو تھار سے عزالت و آلام جزیرہ آخر اسیر میں چھوڑ دیے

اب بیان سے دو مکمل داستان عبرت بیان اور حیرت نشان ایچ نوجوان بیان پہلے میں  
کہ یہ جزیرہ اپنے بستر خواب پر سو رہا تھا وہ آکر جو کھلتی ہوئی تھانے کو ایک باغ مشتائیں میں پایا بہت حیران ہوا کہ میں اپنے  
بستر خواب پر سو رہا تھا یہاں تک کون سے آیا شکر میرا کہ مر گیا مالک بن ملکوت شاہ زمر و شاہ ارسلان شاہ و جیو  
کمان گئے یہ معرکہ کیا ہو چاروں طرف انگین چاند چاند کے دیکھتا ہو مگر کچھ حال نہیں کھلتا مجبور دنا چار تھوڑی دیر تک  
تو حیرت زدہ کھڑا رہا بعد اُس کے ایک طرف چل نکلا تھوڑی دور پر جا کے آواز اٹھائی اور سارنگی کی سانی دی ایچ ہی تھوڑی  
آگے بڑھا تھوڑی دور آگے بڑھتے ایک بارہ دوری نہایت تکلف اور مالیشان تقریبی ایچ نوجوان نے اٹل اس  
بارہ دوری کے اندر پہنچا گیا باکر کیا دیکھتا ہو اس بارہ دوری میں تمام سامان شاہانہ میاں و نازنیناں سب میں اور مدہ حیران  
مہر نگین کا مجمع جو انواع و اقسام طرح کے ساز و سب میں ناچ گانا ہوا بہت جیت جیت و عشرت میاں ایچ لہجہ خیال کر کے معلوم  
نہیں کسکا تھوس ہو ٹھنک رہا اور آگے نہ جاتا کہ تھوڑی دوری میں ایچ کو دیکھا اسب قل چاندے کیوں کہ اسے ہر وہ لکھتا  
مالا کمان سے آیا جو اسے ملے گا لیکن وہ جو صاحب مستان تازینوں کے چچ میں نہیں ہوتی تھی اسے برہم ہو کر کہا کہ  
یہ کیا غل چھایا ہو کہ ملاخ آئے اچھا تھوڑی دوری میں عرض کیا کہ حضور یہ کیا ایک غیر مرد و اسانے آکر اچھا خدا جانے کمان سے  
آیا ہو چکر وہ مازنین آئے تھوڑی دوری میں کمان کمان کتنی آگے بڑھی اور اگر ایچ کو بھر دیکھے گی ایچ کی نگاہ  
جو اس حیرت و حیرت پر پڑتی ہو تو ایک جان سے ہزار جان عاشق ہو گیا اسلئے کہ مدت اتر میں ایسی حیرت نگاہ سے نہیں  
گذری تھی اختیار کھلی بازہ کر دیکھتے تھے او اس مازنین کا بھی حال ہوا کہ بے اختیار ہو کر گئے تھے کہ اس شہر پار آئیے  
تھوڑی لائے خاتہ مازنیناں سے اور ساتھ دلیان سے کہ اگر تم کیا کہتی ہو تھاری آری ہی ٹوٹ گئی سمجھو کہ بات

کیا کروا دے یہ کوئی سرکار زادہ یا کوئی شہر زادہ جو راستہ بھول کر بیان نکل آیا ہو میں اسکو لہنا مان کر دلی سامان دعوت  
 اور اسباب مینافیت مہیا کر دایم ج توائل ہو ہی چکا تھا اُسکے کہتے ہی ایرج میں جان آگئی شکرانہ جو اس نازنین کے  
 قریب آیا اس نازنین نے ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا اور لڑ کر مست تر نگار پر بنایا اسباب جشن و راحت مہیا کیا تاج کا تشریف  
 ہوا جام شراب گلگون گردش میں آیا اس نازنین نے ایرج کو جام بھر کر دیا ایرج نے اُسے جام بھر کر دیا خوب شرب ہوئی  
 جب دونوں کے دونوں شراب پی کر خوب مست ہوئے تو اب کچھ فرود کتا ہے کی باتیں ہونے لگیں وہ سب حوریں تو کچھ  
 کچھ بوجھ کر چلی گئیں ایرج نے اُسکے گلے میں اتار ڈالا اور چاٹ کر بوسہ رخ لے جیسے ہی منہ اُسکے منہ کے برابر لگی ایک  
 ایسی بوسہ کہ اُسکے منہ سے آئی کہ داغ ایرج کا پریشان ہو گیا قریب تھا کہ استغراق ہو جائے بس جلدی سے الگ  
 ہٹ بیٹھا اور کہا کہ اے یہ بختیر سے دہن سے کیسی آئی کہ داغ سیل پریشان ہو گیا اس نازنین نے کہا کہ اے شہر مار غم جو تیری  
 جان عزیز کی کہ سوتے اس بوسے کے اور کوئی عیب مجھ میں نہیں جو ایرج نے کہا کہ جب میرے منہ سے ایسی بڑی آئی کہ مینا میں جان  
 کو میرے حیرت سے کیونکر محبت برآ رہی اس نازنین نے کہا کہ اے شاید تیرا خیال ہے کہ تو میرے بچے سے اب چھوٹ ہی  
 جاتا تھا اُسے میں تو تجھ پر کچھ سے عاشق ہوں مگر کوئی موقع نہ ملتا تھا کہ تجھے اُٹھا لیتی اب جو تجھے عالم شباب پر دیکھا تو ایک  
 شخص کو تیری صورت بنا کر تیرے بستر پر سلا دیا اور سر اسکا لٹ کر میرے پلنگ پر لٹا دیا اور غم جو کجاہرا کر سہ سہانے  
 ڈال دیا اور تجھے اُٹھا لیتی اب تو ان سب سے دست برداشت ہو اور میرا کام دل بہلا اور مجھ کو اپنے دھال سے محفوظ کر تیرے  
 ساتھ دوسلے سب جان سکے کہ تجھ کو غم جو نے مار ڈالا اب تو ان سب کی ملاقات کی امید نہ رکھ کر میرا کام دل بہنی خوشی بھلا  
 تو خیر و نہ میں نہ نہ اپنی اُٹھ کر بچاؤنگی اور کام دل اپنا حاصل کر دے گی ایرج ج چیزیرہ مسخرفہ اور میرا کام انصورت جادو  
 لگا کر ایرج میں اپنے نام کی ایک ہی ہون ہرگز تجھے نہ چھوڑ دے گی ایرج بہتر ہو جو کہ اب ان خیالات سے درگزر کر  
 اور میرے ساتھ ہمیشہ عشرت تمام بسر کر ایرج نے یہ باتیں سُن کر کہا کہ اولگاتہ گندہ دہن غضب کیا تو نے کہ مجھ کو یوں تباہ  
 و پریشان کیا اور میرے سر داروں کو یوں آوارہ و خراب کیا اور مجھے بھر خوارش کرتی ہو کہ میں تیرا اصل حاصل کروں نہ  
 نہ ہو گا میں تو کبھی خیر ہی طرف تھو کہ کجا بھی نہیں بیٹھا انصورت جادو و آگ ہو گئی اور کہا کہ اے دوسے بڑے لڑکے دیکھ تو مجھے کس  
 صواب سے مارتی ہوں یہ کھڑکھڑادی کہ اے فدا دزدنگی اور اے رستم زنگی جلد آ کر اس مردے ہزارہ کے کو پکڑ لیا وہ اُٹھ  
 سٹے ہی ایک جانب سے دزدنگی پیدا ہوئے اور کہنے لگے کہ کیا تم ہو تاج انصورت جادو نے کہا کہ اس موسے کو پکڑ  
 لیاؤ یہ حکم سُکر دزدنگی ایرج کی جانب چلے ایرج نے چلا کہ اُن زنگیوں کا مقابلہ کس اور پتھر کر کے اُٹھا ہی تھا  
 کہ اس سامرہ نے فوراً کھینچا تھا ایرج کے خشک ہو گئے اُن زنگیوں نے بڑھ کر ایرج کو پکڑ لیا اور شکنیں باندھ کر  
 لے گئے اور قید خانے میں لپکا کر بند کر دیا اور تین دن تک نہ آب و دانہ رکھا بعد تین دن کے انصورت جادو نے  
 پھر ایرج کو طلب کیا جب ایرج اس سامرہ کے سامنے آیا تو بہت شغف سے پیش آئی اپنے پاس بٹھایا کھانا کھلا یا  
 شراب پرائی اور کہا کہ اگر بخت کیوں تھے استغراق ہو گیا اور اپنی شائین ہلاتا اُسے بخت اب بھی مجھے قبول  
 اور مجھے حاصل ہو ایرج نے کہا کہ اوتھانا اگر تو مجھے اسی ڈالنگی تو میں میرے پاس نہ بیٹھو گا اور مجھے قبول نہ کرو گا  
 تو کیوں استغراق صرا کر تی ہو نہ سُکر وہ سامرہ بہت برہم ہوئی اور پھر ایرج کو زندہ اُٹھا لے میں مجھ یا اسی طرح سے  
 چار بیٹے ایرج کے کہ ہر روز وہ نکلتا ایرج کو بھائی ہی عودت و ناری کر کے طلب و صل ہوتی تھی اور جب ایرج  
 انکار کرتا تھا تو ہر روز اُٹھانے میں مجھ ہی تھی اقتدار ایک روز ایرج اپنے حال پر روتے روتے جو سو گیا تو عالم  
 رویا میں کیا دیکھا جو کہ ایک نازنین مہربان ہر شکن سیاہ لباس پہنے ہوئے ایرج کے پاس آئی اور



کہا کہ اس فرزند تو تکلیف کھن جو تاج پہنا مال تو جان کر جو کچھ پہنچے ہو مجھے لے لے لے عالم میں ایسے جتنے جو نظر بھر کر  
 دیکھا تو ایک تیرہ سٹن بکر کے پار ہو گیا کئے لگا کہ اس محبوب ہانی اور اسی بار جاودانی پٹے میرے گلے سے لگا اور ایک پیر  
 مرغ انور کا دید سے تو پھر میں کچھ کھوں یہ شکر اس نازنین نے کہا کہ پٹے دودھ تو سیرا پی لے کہ تجھ میں کچھ موت آتا اور ہوش  
 و حواس تیرے دست ہوں پھر مجھے بات چیت کرنا تو جانتا بھی ہے کہ میں کون ہوں اس میں تیری جان ہوں محبت  
 تیری بیقرار کر کے مجھے لے آئی ہے شکر ایم جی چاہتا تھا کہ ہم اس نازنین کا ہاتھ لے کر آکر لٹائی دیکھا تو پھر وہی زندہ ان ہی  
 اور وہی زندہ ان جان بھڑا رہا ہو کر ڈاڑھ میں مار کے روئے لگا زندہ ان ہاتھوں نے کہا کہ وہ فرعون کیون اپنی جان کے بچے  
 بڑا ہی کھن اپنی حالت تباہ کرنا ہو اور وصل تک ان ضرورت جاو و کاندل نہیں کرنا اگر ایم جی نے کچھ جواب نہ دیا اپنے  
 حال پر دیکھا جب علی الصباح ان ضرورت جاو و کو پھر پہنچی تو اسے ایم جی کو اپنے سامنے بلوایا دیکھا کہ آنکھیں سوچی  
 ہوئی ہیں اور سیر نہیں ہو سکی ہیں آنسوؤں کے نشان رخساروں پر پہنچے ہوئے ہیں یہ بخت بد جو کہ یہ بھی رومی اپنے  
 پاس بٹھایا کانا کھلا یا شراب چلائی اور کہا کہ اس ایم جی تو کیون اپنے کو ہلاک کرنا یہ بخت تکلیفیں اٹھاتا ہے اسے تو جسکے  
 واسطے استدر تالان یا اسکا نام تو بتا میں ابھی اسے بلوادیوں ایم جی نے کہا کہ اس ضرورت جاو و میں نے ایک  
 نازنین کو عالم خواب میں دیکھا ہے شہر ولد ادہ ہوا ہوں اور اسی کے واسطے بھڑا رہا ہوں اگر تو اسے ڈھونڈ کر لاوے  
 تو یہ بھڑا رہی میری ابھی کم ہو جائے پس بے نیستی ہی ان ضرورت جاو و آگ بھڑا ہو گئی اور کہا کہ ہن موسے ہم چھپر مرین  
 اور تو اور ہر جان سے اپنا جان اپنی مولیٰ جگہ پر بیٹھ کے اس کے فراق میں جان کھو اور اپنی جان کو یاد کر کے رو و مار گئیں  
 خوب دودھ پلائی گئی اور بانس اٹھا کر کوئی دوسرا اس ایم جی پر اسے کہ دیووش ہو گیا اور انہیں زنگیوں سے کہا  
 کہ اس موسے کو اٹھایا جاو اور والد کو خبری میں پہنچتے ہی وہ زنگی بوجھ تو ایرج کو اٹھا کر لے گئے اور اس ضرورت  
 ہی تھے کہ گر دیووش ہو گئی ساتھ والیوں نے غلے غلے لٹکائے بچے بچلے کیڑے گلے بچے بچے جب تھوڑی دیر  
 کے بعد ہوش آیا تو پھر وہی آہ زرداری اور نوم و بفرہی تھی نہ کانا تھانہ ہانی ہر چند ساتھ والیوں نے کہا کہ حضور آپ  
 کیون اس اندھان کے پل کے واسطے بھڑا ہوتی ہیں یہ شواہد کتنے ہی کا ہوتا ہے کھانے کا نہیں ہوتا ہم آپ کے  
 واسطے اور اور جان غریبورت کش کر لائینگے دنیا میں ایک سے ایک میں اور نہ بھورت ہوتا ہوا اس موسے کی  
 حقیقت کیا ہو وہ بھی کیجیے ان ضرورت جاو و نے کہا کہ ادب کھتو کیا کہتی ہو چپ رہو میں تو اس پر کھن سے عاشق ہوں اور  
 دم دہنی ہوں تم میں اسکی کیا قدرادہ تم اس خزانے کو کیا جانو سپرینے سو جانتے ہر چند کہ میں اسکو بھرتے رہتی کر سکتی  
 ہوں مگر اس میں کچھ لطف نہیں ہے اور کچھ مزا نہیں کیونکہ اگر میں نے اس پر بھرتے کر کے راضی کیا بھی تو یہ امر ایک زبردستی سے  
 ہو جائیگا خوشی کا سودا نہ رہیگا اور سہماں خوشی سے ہوتی ہے نہ لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے اسکا کچھ ذائقہ ولذت ہی اور جو  
 غرض یہی باتیں کرتی تھی اور روتی تھی بڑی مشکل سے سمجھا بھا کر ساتھ والیوں نے کہا کہ کھلا یا فانی ابجو اسکو سکون ہوا  
 اگر اب حال ایم جی کا سنئے کہ اسے جو قید خانے میں ہوش آیا تو اپنی ابا کا تو مطلق و حیان نہ ہوا کہ مار کسپر ہندی کسپر بانس  
 تو لے رو کر لپکارنے لگا کہ اس محبوب ہانی اور اسی بار جاو و ہانی یہ کیسا غضب کر گئیں کہ اپنی صورت دیکھا کہ بھڑا کر گئیں  
 اشعار یہ تو کیا غضب ہے کہ خواب میں ہیں چکل اپنی دیکھا گئیں۔ پہلے چلے دل کو جلا گئیں نئے سرے آگ لگا گئیں نہ کیسی  
 زرافت سے کلام تھانہ کسی کی زلف کا دام تھا۔ جن تو فراغ عام تھا اگر آپ کے قہقہے میں آگے۔ اسکو ملک صاحب حسن و جلال ہم  
 تو نے آگاہ بھی نہ تھے تھے واقف بھی نہ تھے تم آپ ہی خواب میں آکر اپنا عاشق بنا گئیں اور دل کو جلا گئیں اگر تم میں  
 جیسے کچھ محبت ہے تو پھر ایک بار خواب میں آکر اپنے نام و نشان سے آگاہ کر جاؤ اور اس بیخ بدائی سے بھڑاؤ

اسے ہماری محبت کا ہر کرنے میں ہر کس قدر اس ہنس ہنسے کہ بنے اسے بھون کی جہان میں ایسا محبوبہ و غریب تکوتم جو اپنے دین و مذہب کی کہ ہر یکساں اپنی صورت دکھا جائے کہتے کہتے اور روتے روتے سو گیا کوئی دودھری کے بعد عالم خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ وہی تازین زمین سامنے سے ملی آتی ہے اور آتے ہی ایرج سے ہنس لیتی اور خوب پیا کیا اور کہا کہ اسے میں تیرے صدمے میں تیرے قربان اسے تیرے بدن تازین پر اس لکاتے اس قدر بانس مارے ہیں کہ بدن تیرا اٹکا رہ گیا نہ اس سے کہے اور خدا اسے غارت کرے ایرج تو اسکی محبت میں بقرار مقامی ہیں یہ کلمات محبت اس تازین سے شکر باغ باغ ہو گیا اور کھل کر ہنس پڑا چاہا کہ رخ انور کا لہر سے نور آنکھ کھل گئی اور چہار طرفن اکین پھاڑ پھاڑ کے دیکھے لایب کسی کو نہ پایا تو بے اختیار تین مار مار کر روئے لگا اس جیسے پاری اور اس شخص سے تین مار کر دیا کہ انصروت جادو کو بھی خبر ہو گئی اسی وقت ایرج کو طلب کیا اور اپنے کو خوب آراستہ و سیراستہ کر کے بیٹھی جب ایرج سامنے آیا تو اسے اپنے پاس بٹھایا کھانا کھلایا شراب پڑی اور کہا کہ ایرج جو جو جان میں تیرے قربان تو کیوں اس قدر بقراری کرتا ہے اور اپنے کو معرض ہلاکت میں ڈالتا ہے اور مجھ کو بلا تا ہے ایرج میرے کہنے پر عمل کر اور اپنے وصل سے مجھے شاد و مسرور کر ایرج میں تیری عاشق ہمار ہیں اور میری عزت سے بقرار بھی اور ہوں ایرج تو اتنا بڑا عقل مند ہو کر بے عقلی کی باتیں کرتا ہے ایرج تو اتنا نہیں سمجھتا کہ اپنا پاسنے والا اکین میسر ہوتا ہے اس دن کی تو لوگ آندہ کرتے ہیں کہ کوئی اپنا پاسنے والا پیدا ہو ہی ایرج دیکھ اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں میں کھارسی نہ ایرج اس طلب دل پورا کر دے ہر جہ تو کیسا آنکھوں سے بھال دے گی جسے کیسا اسے تیرے پاس لہو دہی جو تیری آندہ ہو گی نہ ہو کر دہی ایرج نے کہا کہ ایرج انصروت جادو میں داخل ہی رہو مجھے کہ چکا ہوں کہ جان دینا مجھے قبول ہو کر تیرے پاس بیٹھنا کہو ایرج انصروت جادو اب تو بیکار ہزار کرتی ہو جو منہ سے کہا سو کہا اگر تو مجھے مار بھی ڈالے گی تب بھی نہ تو لگا بلکہ اور تیرا منہ ہو لگا کہ تیرے ہاتھوں اس کشش دینا سے نجات ملے گی یہ شکر انصروت جادو آگ ہو گئی اور کہنے لگی کہ خبر ایرج جہ قتل تو مجھے کیا کر دے گی اگر ایسی بدشہد میں مجھے ہو کر دے گی کہ تو خود ہی کھل کھل کر مر جائے یہ کلمہ ہر ایرج کو زندہ انکھانے میں مجید بادن ہو تو ایرج یاد عشق میں رو دیا کیا جب شام ہو گئی نور روتے روتے سو گیا عالم خواہ میں کیا دیکھتا ہے کہ وہی تازین سیاہ پوش عجب ہوج سے ایرج کے کرب آئی اور کہا کہ کھن ایرج کیوں کیا حال ہے اور کیا خیال ہے ایرج نے کہا کہ ایرج جان سامنے تیرے خیال کے اند کوئی خیال نہیں ہے ایرج تازین زمین میں مجھے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ تو اپنے نام نامی سے آگاہ کر شہر اگر ابی ترا آخر ہ نام است و گر شاہی نہ منزل کہ نام است یہ شکر اس تازین نے کہا کہ ایرج تو مجھے واقف نہیں ہے کہ نام میرا کبھی افرور نہ ہو مقام سکونت میرا کھو ذوالامان ہے یہ شکر اسی عالم خواب میں ایرج اٹھ کر چلا اور کہا کہ ایرج مجھے گئے سے تو لگا تو کہ دراصل کہ نسکین ہو میں دن بھر ہماری جدائی میں تڑپتا ہوں یہ کلمہ جیسے ہی اس کے قریب آکر اتنا پھلے دے دے ہی آگہ اسکی کھل گئی جب چار طرفن دیکھ کر کسی کو نہ پایا تو ایک اسے کانہو مار کر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا جب خود ہی دیکھے کہ بدوش آیا تو پھر وہی گرے وہ تھری اور وہی تو بدشہری ہی ہے اور وہی چلا تا کہ اسے پای محبوب جانی اور اسے ایسا رومانی میں نکو کہ ہر دھوڑ دھوڑ اور کمان سے اور کیونکر لے آؤں اس کلمہ شہد سے نجات پاؤں تو مجھ سے منزل ملی میں نکون اس طرح تین مار مار کر دیا کہ ہر انصروت جادو کو خبر ہو گئی فوراً انگلیوں سے بلا کر کہا کہ لاؤ تو اس صدمے کوڑے مارے کہ تم تو اس پر جان دین اور یہ کسی اور کا دل ہے ہو اور پھر ایسا بقرار ہو کہ میرا بھی لحاظ نہ کرے اور یوں اپنے عشق کا اظہار کرے اسی وقت ان نگلیوں نے ایرج کو بچ



ان زمان سے لا کر ان ضرورت جاوے کے سامنے کھڑا کیا ان ضرورت جاوے کی ہر چیز کو لیا کہ نکتہ زرد  
سب پر آہ سر و آنگھون سے آئندہ باری چہرے پر نہ رہے رقت و بقیہ رسی ان ضرورت جاوے کے پوچھا کہ اسے مجھے اسکا علم  
نشان تو بتاؤ کہ جس امن پر عاشق ہوتے ہو اسے مجھے تو اسکا حال بتاؤ میں بھی تو سنوں گر ہاں اسے اسوس کوئی کسی کا نہیں  
ہو تاہم تو میرے جان وین اور اس صریح والدہ فرشتہ ہوں کہ ہمارے جان پر بن جائے اور تھارون پر دم دیتے  
پھر اسے یہ کیا تا انصافی ہو مولیٰ نامہ پر کہ اگر اپنے عاشق سے نفرت بھی ہوتی ہو اور اسکی جان پر بھی دینے ہیں تو کچھ اسکا حال  
رہ کر رہتے ہیں اور جان بچانے کی فکر کرتے ہیں ایرج نے کہا کہ ای ان ضرورت جاوے کو کہہ لا کہ مجھے بھی اسکی فکر میں ایک نہ ہونگا  
میرا ہی تو تھا۔ سہ پاس بیٹھے کو بھی شین چاہتا ہے ان ضرورت جاوے کو کہہ لا کہ مجھے اور کونسی اور کونسی کا نہ سبناہیں  
کے دیکھ تو مجھے کیا مزد چھاتی ہوں یہ کیا ہی تو مجھے رست کرتی ہوں کہ تو بھی تمام عمر یاد کرے کہ ان کسی سامرہ سے سابقہ  
بڑا تھا ایرج نے کہا کہ غیر ہم تو تھا۔ تجھے ہی میں میں کہیں جاسکتے ہیں ان ضرورت جاوے کے کہا کہ بہت اچھا بہت اچھا  
اور یہ لکھ ایک گھر پانی کا سنگہ کرسم سوچ کر کے جو ایرج کو نسلوانی ہو تو فوراً ایرج جو جوان ایک سیاہ رو کرہ منظر  
کرمی کی فٹ پر شکل ہو گیا اس ان ضرورت جاوے کے ایک سو دوا کر کے اتھ ایرج کو بیچ والا اور کہا کہ جاسوے تیری ہی سترگی  
اب غلامی اس سو دوا کر کے کر وہ سو دوا کر کے ایرج کو لیکر رہی ہو امینون اس سو دوا کر کے ہمراہ رہا مگر حال ایرج کا یہ تھا  
کہ علی الاصال مثل امیر نو بہار۔ دیا کہ اتنا روز بروز طاقت گنتی جاتی تھی چلتا پھرتا آٹھ گھنٹہ دشوار ہو گیا تھا سو کہ کے لقات  
ہو گیا تھا ہر چہ اس سو دوا کر کے استغفار کیا لیکن ایرج نے مطلق نہ بتایا بعد چند روز کا ان ضرورت جاوے کو کہہ لا کہ  
انکی محبت کا پیدا ہوا اور جا کر اس سو دوا کر کے پاس سے ایرج کو اسحالانی حضرت سلمان بن داؤد علی نبینا و آلہ علیہ السلام  
نے جبراً خضرہ۔ دریا ب محیط اور دیہات عمان اور بحرین کے درمیان میں ایک قصر بنام قصر مجمع البحرین  
سلیمان بن داؤد سے تیار کرایا تھا اس قصر میں بجا کر ایرج کو بند کر آئی تین دن تک نہ کھا نہ پیا نہ پانی دیا اور نہ خود کوئی  
مارے ہو کہ کے ایرج کا عجیب حال ہوا اساری عشق و عاشقی بھول گیا اور خیال کرنے لگا کہ ایرج اسکا ہی تیری ہی  
کہ اس لکات کی قید سے نجات لے۔ سوچتے سوچتے خیال آیا کہ جان آفا لک مست قلماق نے اور فنون سپہ آری تعلیم  
کے تھے وہ ان یہ بھی بتایا تھا کہ ایرج جب تو سامرہ کے چند سے میں چنس پاس اور کسی صورت سے شکل پر مانی نہ دیکھتی  
تو تو اس سے بکارت و ورکر اپنا مطلب نکالنا اور خبردار تیری نہ کرنا یہ سوچ کر اپنے دل میں کہا کہ ایرج آج اگر وہ لکات تھا  
تو تو اس سے خوب ہی خاطر گزارا یہ بات اپنے دل میں غمہ کر چکا بیٹھا ہوا تھا کہ ان ضرورت جاوے کے سامنے سے نمودار  
ہوئی اور کہا کہ ایرج اب میرا کیا حال ہو اور کیا خیال ہو ایرج نے کہا کہ حال کیا ہو اور خیال کیا ہو میں غلط  
مجھے آنا تھا کہ تو کہہ دے مجھے پابندی جو خیراب معلوم ہو گیا کہ مجھے محبت تو مجھے ضرور ہو کر اپنے مطلب کی کیونکہ اگر  
محبت صادق ہوتی تو تو مجھے ہند رنج و آزار نہ ہو چھاتی اور میں میری طاقت کی دیڑ نہ ہوتی بھلا عاشق  
بھی کہیں ایذا سے مشوق دیکھ سکتے ہیں ای کہہ عاشق ساق تو تھارے ہم میں کہ جو کچھ تھے ایذا دی سب گوارا  
کی اذیت نہ تھی اُن کی تھے ارا بھی قاتلے بھی کر اسکو طر بھی مگر ہم ہر حال میں راضی رہتا ہے اور ہمیشہ ہی خیال کیا  
کے کہ مصرع ہر چہ از دوست میرے دیکھو ست۔ ای کہہ ذرا اپنے دل پر اتھ تو کہہ لوں یہ کہہ جا ان ضرورت جاوے  
نے شاد و ذکر ایرج سے بہت لگی اور کہنے لگی کہ اسے میرے جانی میں ایذا دینے والی تجھ پر مدد لگی تھی میں یہ نہ جانتی  
تھی کہ تو مجھے استعد چاہتا ہوا اور یہ لکھ نہ رہا رہنے لگی ایرج نے اسے آنسو پونچھ کر کہا کہ ای کہہ جاوے  
اب تم رو رو کہ میرا دل نہ دیکھا دوا کر کے تھارے۔ دے سے میرے دل پر ایک موگرمی سی پڑتی ہو غم بھلا بھلا

اسے ساکت کیا لکھنے نے اسی وقت تمام اسباب پیش و عشرت مہیا کیا پہلے کھانا کھلا پھر شراب پانی ایرج نے اسے  
شراب پانی سب خوب و نون مست ہو چکے تو ایرج نے اسے اٹھا کر گرد میں بنالیا اور گتے لگایا وہ قاتل اسکی گرد میں  
ترس پنے کی اسنے کئی کہانیت امین یہ کیا کرنا ہو لیکن بظاہر تو انکار اور باطن غمخوار دل پانے کا قتل کیاب مطلب دل حاصل ہوا تھا  
وہ تو بظاہر انکار کرتی رہی مگر ایرج نے اسے جن تون کر کے ہنگ پر لٹایا اسنے بجائے کا قند کیا ایرج نے اسے دونوں  
پانوں میں رکھ کے خوب دبوھا اور اس زور سے ایک جھٹکا دیا کہ اسکی نوت گئی بپ وہ بھاگنے سے مجبور ہوئی تو اسنے  
ایا کر اسم تمکا ایرج پر دم کر کے پھر اسنے نہ کھتے پایا تاکہ ایرج نے اسے دین نہیں پاس زور سے اتھر رکھا کہ روح  
جس اسکی قالب تن سے پر ناز کر گئی اور ایک فل دشور بند ہوا سارے پیر اسنے اپنی تہا پر بھوکھراک اڑانے لگے  
تمام مکان تیرہ و تار ہو گیا اور ایک آواز دردناک پیدا ہوئی کہ ایو جوان اراجوان کشتی مانا جوان کشتی نام من انصروت  
جادو بود القصد جب روشنی ہوئی ہا وعدہ تاریکی بالکل رفع ہوئی تو ایرج نے کیا دیکھا کہ ایک پیر زال پشت خمیدہ سر کا  
بال جیسے روئی کا گالانہ منہ میں دانت نہایت میں آنت کوئی تین سو برس کا سن سیاہ قام زشت رو کر یہ منظر کوئی سو گز  
کا قدمری ہوئی پڑی ایرج نے ایک لٹ مار کر اسے دریا میں چپکدیا اب جو اس قصر میں چار طرف ہر کے  
دیکھا اور کسی کو نہ پایا اسو اسے عالم آب کے اور کچھ نظر نہ آیا تو نہایت دم گھبرا یا اور اپنے ہی میں بہت مادم ہوا اور کہتا  
کہ ایو ایرج غضب کیا تو نے کہ اس قاتل کو مار ڈالا اس سامہ کو یہاں ہرگز نہ مارا تھا اسلئے کہ اب اس عالم آب سے نہایت  
کینہ کر ہو گی اور کون بیان سے نکالے گا القصد تین روز تک اسی شمش و پنج میں بسر ہوئی تیسرے روز ایک جانب  
سے اس قصر کے کچھ لوگوں کے بولنے کی آواز اور پانوں کی چاب آئی چار طرف نظر ہاڑ ہاڑ کے دیکھنے لگا جب کسی  
کو نہ پایا تو نہایت درجہ حیران ہوا کہ یہ معرکہ کیا ہے صد انوکھوں کے بولنے کی اور پلٹے پھرنے کی کیسی آ رہی ہے اور  
کوئی دکھائی نہیں دیتا اسی حیرت میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک آواز سنائی دی کہ اسے اس جہن کا نام تو پوچھو کہ کون ہے  
اور یہاں کہاں سے آیا ہے شکر ایک آواز پیدا ہوئی کہ ایو جوان اپنا نام بتا اور وہ کہہ کر تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے  
اور کون تھے لایا ہے آواز سکر ایرج نے کہا کہ میں نہایت حیران ہوں کہ آواز میں تمہاری سنتا ہوں اور صورت  
تمہاری نہیں دکھائی دیتیں تمہیں دیکھوں تو کچھ جواب دوں جب ایرج نے یہ جواب دیا تو ایک نازنین کی آواز آئی  
کہ اچھا اسکی دونوں آنکھوں میں سرسہ سلیمانی لگا دو کہ یہ بھی بکھو دیکھ سکے یہ علم شکر کسی نے ایرج کی آنکھوں میں  
سرسہ لگا دیا کہ آنکھیں خشک ہو گئیں اب جو آنکھ ملد دیکھتا ہے تو ہر نازدوں کا ایک اکھاڑا جمع ہے کہ میں ہر ایک  
پہنہ او ایسی حسینہ ہے کہ آنکھیں اسکی خیر کی کرنے لگیں اور ایک نازنین مہ جہن سر سے پانوں تک دیباے جو اہر میں  
شرق انداز جلوہ برق طور سرایا سے ظاہر ہے میں ان ہر نازدوں کے نہایت ناز و انداز سے کھڑی ہو میں اسے دیکھتے ہی  
ایرج کا یہ عالم ہوا کہ جوش و حواس بھانہ رہے شعر صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق کہا صبر نے الفراق الفراق  
ایک کھڑی ہو کر سنے کے عالم میں کھڑا رہا بعد اس کے اس صرطعت کے قریب جا کر دست بستہ عرض مہا ہوا کہ اسی  
نازنین مہ جہن آپ کو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے مطلع فرمائیے اس نازنین نے  
یہ سکر ایرج کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ ارے صاحب تم تو پہلے اپنا نام و نسب بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ اس قصر میں  
تمہارے آنے کا کیا باعث ہوا اور کون لایا یہ سکر ایرج نے کہا کہ ای نازنین ماہ طست و جہن ہر صورت میں شکر  
انہرج نوجوان صاحبقران شکر آفتاب پرستان کہنے میں اتفاقات روزگار سے انصروت جادو کی قہر میں  
خیمہ ہو گیا تھا وعدہ نون بعد اب الیم جتلا رہا آخر کار اس قاتل سننے میں بیان لاکر خیمہ کیا انجام کار میں نے بفریب



اُسے قتل کر کے اس دریا میں پھینک دیا اپنی حرکت پر کمال تلوم خا اور اپنے بی بی میں کہ رہا تھا کہ اب یہاں سے کیونکر  
 نجات ہوگی اور کس طرح اس عالم آب سے۔ ہائی پاؤں لگا کہ میرا عظم آفتاب تابان سے ٹھہرے یہاں سے پھر یہاں سے پھر یہاں سے  
 کہ تھار کیا نام ہے اور کس آستان کی اور کس قسطنطنیہ کی رو ہو جس نازنین نے کہا کہ اگر اسے جیج ہم عجیل پہنچے  
 اتنے ہو اے میرج نے کہا کہ ان بان میں خوب واقف ہوں اور اچھی طرح سے آگاہ ہوں وہ امیر حمزہ صاحب قرآن  
 کے چوتھے بھائی ہیں یہ شکر جس نازنین نے کہا کہ اگر اے میرج میں انہیں کی بی بی ہوں اکثر اس شکر کی سیر کو آیا کرتی ہوں  
 اصل افروز پر ہی میری ان کا نام ہے عجیل یا ہر وہاں پر عاشق ہوئے تھے میں انہیں کے بطن سے پیدا ہوئی ہوں نام میرا  
 عالم آرا یا نوید آج جو سیر قصر مجمع البحرین کو آئی تو تھیں دیکھ کر دل پر تابو نہ آیا اے میرج اگر تو دین آفتاب پرستی  
 ترک کر کے ملت یہ خدا سے اسلام کو اختیار کر تو یہاں سے نکلے میرج نے کہا کہ بھلا میں ایسے دین و دشن کو کیوں کر چھوڑ دوں  
 اور مذہب اسلام اختیار کروں یہ ہرگز نہ ہو گا کہ ہم یہاں سے نکلے میرج نے کہا کہ عالم آرا یا نوید تو فرما دیا اور پاس بیٹھے کہ  
 تو نہ پاؤ اگر خلاف مروت جان کہ صحبت شہاب و کتاب میا کرانی خود ہی شراب پی لے میرج کو بھی پلائی جب اے میرج کو  
 خوب نشہ ہو گیا تو اُسے قصہ کیا کہ ملک سے منتظر ہو ملک کو اگرچہ اسکی طرٹ میلان طبع تھا کہ یہ جیسا کہ کیا کہ اے عالم آرا  
 ہر مرد و کافر اور تو ایک سلطان مسلمان کی بی بی تجھے جیت کر کہ تو اس سے غلط ہو و سوچ کر انگڑی ہوئی اور کہا  
 کہ اے میرج تو رہا بناد اور نہایت مالتی معاوم و تاسی میں تو جانی ہمیں اب تیری سزا ہی ہے تو میں ہزارہ یہ لکھ کر  
 اپنے تخت پر سوار ہو گئی اپنی بہرہ وادوں سمیت پر واز کر کے چلی گئی اے میرج ہر چند جلا کیا کہ اے جان جان وادی  
 راحت جان اے میرج تو جو ان نکو زخمی تیغ ابرو کر کے چھوٹے جاتی ہو اے ملک یہ کیا قسم کیے باقی ہر شعر مرا کشتی بگیری  
 کہ تھی عجیب سنگین دے اللہ اکبر اے میرج تمہاں جو میں کوئی فار لگا کے جاؤ و بکلی سے مجھے اے جان پھر اے جاؤ  
 جو میر کے تم اے میرج ہر کوئی وہ میرج تو دم واپسین ہو کر ملک نے پورے شامت پر سوار ہو کے چلی گئی اے میرج  
 نہایت مند و پریشان ہوا چاروں طرف اس قصر میں دوڑتا پھرتا تھا اور مگرین لگا تا پھرتا تھا اور کتا تھا کہ شعر  
 بس اپنا کچھ نہیں اب آہ چلتا کہ دل کو لگیا ایک راہ چلتا ہاں اے اے ملک عالم آرا یا نوید میں بھروسہ تیغ ابرو کر کے  
 چلی گئیں اے ملک ہم پر نہیں ترشہ رہنے اگر نکو و پیر دتی کر تھی تو چلی ہی اپنی صورت نہ دکھائی ہوتی اے اے میرج ہائی  
 و محبوب جادو دانی شعر سخت بے تیرے حق دل کا ستا تا میرجے کہ اٹھاتا میرجے گاہ ٹھاتا میرجے و القہر چار پر  
 تو اسی بے قراری اور آہ و زاری میں بسر ہوئی بعد اسکے جو کرسنگی نے ظہر کیا تو ساری عشق و عاشقی بھول گئے اور اب  
 جو کہ کے مارے دم نکلنے لگا لیکن سوائے غم و غصہ کمانے کے غذا و ان کہا و خزانہ روز قاتلے سے گذر گئے غش پر غش  
 آنے لگے اٹھتا پھرتا تھا حال ہو گیا کہ یکایک اس دریا میں چند جہاز اور کشتیاں نمودار ہوئیں اور ان واحد میں قصہ کے  
 حریب انگین ہر چند اے میرج چلا لیکن کسی نے ساعت نہ کی اسلئے کہ سب کرسنگی کے آواز میں اتنی قوت ہی کہاں تھی  
 کہ ایساں جہاز کے کان تک پہنچ سکتی جب کسی نے جواب نہ دیا تو مجبور ہو کر اُسے ردال بلانا شروع کیا  
 قصاے کار اتفاقات روزگار یہ جہاز خواجہ فولاد سوداگر کے تھے اور خواجہ فولاد خواجہ فرخ تاجر کا ظلم و اسکی  
 نظر پر اے میرج پہنچی تو دیکھا کہ ایک شخص نہایت حسین و خوبصورت قصر میں کھڑا تھا مال دار اے میرج خواجہ فولاد  
 سے کہ دیکھ کر متعجب ہوا کہ اس قصر میں کون شخص کھڑا ہے اور کہاں سے آیا ہے اپنے لوگوں سے کہا کہ ذرا اس مردان  
 کا حال تو دریافت کر دے کہ یہ کون ہے شکر لوگ کشتی پر سوار ہو کے اس قصر کے متصل آئے اور اے میرج سے کہا کہ اے میرج  
 تو کون ہے اور یہاں کہاں سے آیا ہے اے میرج نے اپنے نام و نشان سے مطلع کیا ان لوگوں نے اگر خواجہ فولاد سے کہا کہ

لوگ شخص نہایت وجہ بندہ قامت چہرہ آفتاب و نشان کمانچہ ہوا و پیشانی سے قزباہ شای نمایان ہو سبب  
 شخص و ناتوانی کے طالب امداد ہو تلم مال بیان کیا خواجہ فولاد ایرج کا نام سکریت خوش ہوا اور کہا کہ صاحب جو میں  
 ایرج ان کے ہاں کا فلام ہوں انکی خدمت میں میرے فخر و افتخار کا باعث ہوا کیونکہ فخر و افتخار کا باعث نہ کہ اسکے ہاں نے مجھ  
 بہت سال دے کر آزاد کیا ہے بلکہ جہاز اپنا آگے بڑھایا اور ہر فرس ایرج کو نصیب سے اپنے جہاد پر اتارا اور  
 مستفسر احوال ہوا ایرج نے کل مال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا خواجہ فولاد نے کہا کہ خیر ای شہر یار جو تکلیف  
 آپ کو پہنچا تھی وہ تو ہو چکی مگر اب تو یہ فلام حاضر ہے جو ارشاد فرمائیے گا بجا لائے گا لکھنا پانی پلا  
 شراب پلائی اور کہا اب آپ دم بھر استراحت فرمائیے شکر ایرج بیٹہ باد و آدی جی کرنے لگے ایک آدمی نکلا  
 بھلے لگا تا کہ ایرج سو گیا جب سوڑی دیر کے بعد آگے کھلی تو مال اپنے لشکر کا استفسار کیا کہ خواجہ فولاد و گنجین  
 میرے لشکر کا کچھ مال معلوم ہو تو بیان کر دو خواجہ فولاد نے کہا کہ ہاں بخوبی معلوم ہے عرض کرنا ہوں ایرج نے کہا کہ اچھا  
 بیان کر دو خواجہ فولاد نے کہا کہ ای شہر یار سالک بن ملکوت شاہ نواب لشکر تہ صوبہ بن سعدان میں جو آمد حمزہ  
 بہ تائب لقا ظلمات کو گئے ہیں کہ وہ بعد اسکے جانے کے ظلمات کی طرف بھاگ گیا تھا اب آپ بیان سے میرے  
 ہمراہ شہر فرنگوشیہ کا راستہ لیجئے میں بہ آرام تام آپ کو فرنگوشیہ میں پہنچا دوں گا ایرج نے جواب دیا کہ اچھا یہ تو  
 سب ہو رہا ہے تو بتاؤ کہ انتقام باختہ کے واسطے امیر حمزہ صاحبقران کسے چھوڑ گئے ہیں خواجہ فولاد نے کہا  
 کہ لند صوبہ بن سعدان کو ایرج نے جواب دیا کہ اسد دیوہ امیر حمزہ کے ساتھ چلا ہوا ہے۔ کیا  
 خواجہ فولاد نے کہا کہ وہ باختہ ہی میں رہ گیا ہے امیر حمزہ صاحبقران کے ساتھ نہیں آیا ہے شکر ایرج بہت  
 دل مول ہوا اور کہا کہ ای خواجہ فولاد قسم و نیرا عقل کی کہ اگر حمزہ آپ تلم لشکر کو چھوڑ جاتا تو مجھے اتنا درد نہ ہوتا تھا  
 کہ اس دیوانے کے باعث سے اندیشہ ہوا ہے ای خواجہ فولاد نے دیوانہ بھستہ بہ دربان آفت جہان پر مگر خیر اب جو کچھ ہو  
 سو ہو مجھ پر یا بیٹا اچھا خواجہ اب تم بتاؤ کہ بتا رہا کیا عزم ہے خواجہ فولاد نے کہا کہ پہلے آپ کو ملک فرنگوشیہ میں پہنچا  
 ملک سبائل کو ہاؤنگا ایرج نے جواب دیا کہ سبائل کا نشانہایت خوش ہوا اور اپنے دایہ میں ہسٹاں  
 وہی نوک سے بار آمد کو چہ دلدار دین نوک گیتی افزو زہرہ سوچ کر خواجہ فولاد نے کہا کہ ای خواجہ فولاد دین شہر  
 فرنگوشیہ کو نہ جاتا تو مجھے بھی ملک سبائل ہی میں پہنچا دوں مگر میں بہت مشتاق ہوں سیر سبائل کا میں نے  
 ملک سبائل کی بڑی تعریف سنی ہے خواجہ فولاد نے کہا کہ ای شہر یار ملک سبائل میں آپ کا جانا نہایت نامناسب  
 معلوم ہوتا ہے اور میں آپ کو ہرگز نہ لیجاؤں گا اسلئے کہ شاید کوئی آپ کو پہچان لے تو قیامت ہی ہو جائیگی ان آپ نے ہاؤنگا  
 نہ آپ کا لشکر وہاں موجود نہ ہو کوئی رفیق دربار ہر کسے نوک کیا صحت ہوگی ایرج نے جواب دیا کہ خواجہ فولاد  
 اس امر سے تم مطمئن رہو مجھے کوئی نہیں پہچانے گا اپنی شکل تبدیل کر دوں گا خواجہ فولاد نے کہا کہ ای شہر یار  
 مجھے اطمینان نہیں ہے میں آپ کو نہیں لیجاؤں گا یہ شکر ایرج نے جواب دیا کہ خواجہ فولاد اگر تم مجھے ملک سبائل  
 نہ لیجاؤ گے تو میں حسین بھی مار دوں گا اور اپنے کو بھی ملک کر دوں گا مجھ پر ہو کر خواجہ فولاد نے کہا کہ بہت اچھا پہلے  
 جو آپ کی خوشی گنہ فرمائیے کہ آخر ملک سبائل میں کون ایسی ضرورت اور اصل مطلب کیا ہے ایرج نے جواب  
 دیا کہ کہا کہ سوائے سیر و تاشے کے اور کچھ مطلب نہیں ہے خواجہ فولاد خاموش ہو رہا اور لشکر جہازہ ان کا دھن  
 سے اٹھ کر ملک سبائل کا راستہ لیا ایک چندی روز کے بعد ملک سبائل میں پہنچا کاروان سراسر  
 ضیغ خون آشام میں مقام کیا اور سبب نذر یہاں کے دو سو روز سلمان شاد فاری کے دربار میں جا بٹھا



قصہ کیا ایمرج نے کہا کہ اے خواجہ فولادو ہم بھی چاہتے تھے کہ اے کماکان پکا بنا میرے ہمراہ مناسب نہیں ہو پاپ آفر  
لازمین کو ساتھ لیکر شہر میں لے جائیے گا ایمرج نے کہا کہ اے خواجہ فولاد کیونکہ میں اپنے ساتھ لے جانے میں کیا اندیشہ ہے  
کیا خیال ہے کہ میں وہاں جا کر کوئی حرکت نہ کر سکوں؟ تو اب ایسا ہی میں یہ فتنہ نہیں ہوں خواجہ فولاد  
نے مجھ پر ہر گز ایمرج کو اپنے ساتھ لے کر اپنے وضع شکل تیار تبدیل کر کے خواجہ فولاد کے ساتھ ہوا اور یہاں  
سلطان شاہ فارسی تازہ تازہ حاکم ہو کر آئے ہیں ابھی کلچر چارہ ہی پہنچے ہیں گزرے ہیں کل شاہان باخترا آئے  
ہوئے ہیں سلطان شاہ ہر ایک سے کمال خلق و مروت پیش آرہا ہے ہر ایک کو اپنے سے گریہ کر رہا ہے ہر ایک  
کا دل اپنے میں ہے رہا ہے سب کے سب سلطان شاہ سے بہت خوشنود و راضی ہیں ہر روز خراج لا کر دے رہے ہیں  
خلعت و انعام سے ممتاز و سرفراز ہو رہے ہیں تمام مایاد ہر آیا آباد کل ملک اور کاروبار شاد و شادین القرض خواجہ  
فولاد بارگاہ سلطان ہر وقت پہنچا کر میں وقت سلطان شاہ دربار کر رہے تھے سلطان شاہ ایک تختہ نگار  
پر شگن وں بارہ ہزار شاہان باخترا کرنا کرتے تھے سلطنت کے کربسات ہوا ہر نگار پر بیٹھے ہوئے ہیں خادم و  
خدمتگاہ دست ادب بہت دور دور کھڑے ہوئے ہیں پیشی اور محراب سامنے استاد ہیں کاغذات کی درحفظ  
ہو رہے ہیں ہر کار و من نے عرض کیا کہ حضور خواجہ فولاد سوداگر نذر دینے در دولت ہند حاضر ہوا ہے کیا حکم ہو گا  
فرمایا کہ بلا ہر کار سے گئے اور خواجہ فولاد کو مع ایمرج نوجوان بارگاہ میں لے کر آگاہ رہے پھر اگر ایسا خوب سلطان  
شاہ فارسی کی نظر ایمرج پر پڑی ہے اختیار ہو کر خطیا ہوا گیا اٹھنا تھا ایک پیادہ آئی اور تاج سر سلطان شاہ  
سے گر پڑا بادشاہ قریب بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے پوچھا کہ تاج اٹھا لیا اور سلطان شاہ فارسی کے سر پر رکھا لیکن  
سلطان شاہ بہت ناوم اور متعجب ہوا کہ یہ کیا سودہ حرکت تھی سر نہ دھوئی کہ ایک اگلے سوداگر کی نظیر کے واسطے  
تو اٹھ کھڑا ہوا اگر پھر اپنے دل میں خیال کیا کہ اے سلماہ شاہ ضرور اس امر میں کوئی مجھ پر اور اہل ایمرج نے  
یہ سلطان شاہ کو اس رعب و دہش سے دیکھا باتہ پانوں میں غرضی پڑ گئی رنگ چہرے کا تھیر ہو گیا رعب  
شاہی نے ملک ایمرج پر ہوا اثر کیا قصہ خواجہ فولاد نے وہ کشتیان جہاز کے لیے لے لیا تاہن بکشت کین سلطان شاہ نے  
نذر اسکی قبول کی اور خلعت و انعام سے ممتاز کیا اور بیٹھے کا حکم دیا ایمرج اور خواجہ فولاد دونوں کر بیٹھے لیکن  
سلطان شاہ فارسی ایمرج نوجوان کو خیر و طیرہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور اپنے جی میں خیال کرتا ہے کہ اے سلطان اسکو  
تو نے کہیں دیکھا ہے اور سوچتا ہے کہ کہاں دیکھا ہے آخر کار خواجہ فولاد سے پوچھا کہ کیوں خواجہ فولاد نوجوان  
تمہارا کون ہے خواجہ فولاد نے کہا کہ میرا مرشد ہے میرا آقا زادہ میں اسکا طبع و متاد میں جو کچھ اہل و اسباب  
میرے پاس ہے وہ سب اس کا ہے سلطان شاہ نے پوچھا کہ چاہے جو ان کا نام کیا ہے خواجہ فولاد نے کہا کہ حضور انکا نام  
خواجہ خورشید ہے فتنون سپاہ گری میں انکو مداخلت تارہ ہے مگر سلطان شاہ فارسی نے کہا کہ خیر یہ تو معلوم تھا  
اب یہ بتاؤ کہ تم کیا کیا چیزیں لائے ہو اہل کمان سے پھرتے پھرتے یہاں آئے ہو خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ  
خداوند ہر قسم کی چیز تاجدار کے پاس موجود ہے جو حکم ہو گا وہ مانکر دے گا اور بالفصل تو میں ظلمات سے آیا ہوں  
سلطان شاہ نے کہا کہ حمزہ صاحب قرآن اسیر گئی شان سے تو اوقات نہیں ہوئی خواجہ فولاد نے کہا کہ  
میرا مرشد وہ ہفت منظر سے گئے ہیں اور میں دوسری جانب سے واپس آیا ہوں سلطان نے کہا کہ آجکل  
حاکم ظلمات کا کون ہے عرض کیا کہ نہ برہہ شاہ چھوٹا بھائی زمر و شاہ کا داد شاہ ہے اور خداوند بادشاہت کیسی  
وہ ملعون تو خدا کی کا دھڑکی کر تا ہے اور فی الحقیقت اسکا ہمارا بلال ہی بہت کچھ ہے اور اسلئے کہ وہ ہمارے جادو

شاہنشاہ سحران انکی مددگار ہو گئی یہ سارا بادشاہ و بیلاں انسی کے بدولت ہوا ایک تاج مرصع کار کھل بھرا  
 آہار و بدشاہ کو بتا کر پہنا دیا اور سچوں بیچ تاج میں ایک لعل درخشندہ عرصے تزیین دے کر لگا دیا جو کہ جب  
 وہ ملعون و بار میں چھٹا تو شش آکھاپ نمرود کے انکی ضرورتی ہو جھنڈا اٹے دیکھا وہ بے اختیار اس کا منہ  
 تھام کر چہرہ اوریست کرتا اور جہان آباد وہ ملعون گویا خدا کی کتابی اور کل امور ملک و مامہ ہادو کے مشورے سے  
 سراپا نام دیتا لیکن اس راز سے کوئی مطلع نہیں ہو سکا ان شاد فارسی نے کہا کہ دیکھ صاحبقران مالیشان  
 کی آمد و خدایا ہی رے خواجہ فولاد سے کہا کہ حضور وہ با اقبال ہیں انکا خدا انکا مامی و مددگار ہو سکا ان شاد  
 نے کہا کہ ان خدایا مددگار و انفرض بڑی دیر تک باقی ہو گئے ہیں جب وہ بار ہفتا ہو تو خواجہ فولاد مرض چکر  
 کار و انسر امین آیا جب نہر وہ دو تاج کی تمام ملک میں مشہور ہوئی اور شدہ شدہ ملک گیتی افروز کو کسی خبر معلوم ہوئی  
 کہ مددگار بہت عمدہ چیزیں لیکر آئے ہیں ملک نے کہا کہ میں کیا کروں گی جب میرا ورثہ ہی میرے پاس نہیں ہو تو اب  
 شے کسی شے سے سروکار نہیں ہے نہ کہے احتیاج لعل و گوہر نہ تھا نہ زور و زور خورشید خاوری نے کہا کہ شاید میں  
 تم کیون اس قدر رنج و الم کرتی ہو اور اپنی کو حیران و پریشان کرتی ہو اگیتی افروز نے تو نے تو مجھے اور بھی ہلک کر دیا  
 اسی بیٹی سوداگر دن کو بھلا کا میرا ہے خرید و اپنا ہی بھلا و شاد ہوا و صبح و سالم اور سی باقیام ہو خواجہ زادون کا  
 کتنا جو تہ نہیں ہوتا ہم میں گذر چکے ہیں چھ سال اور باقی ہیں یہ بات کہنے میں گزر جائیگے تم اس قدر سہرا سان  
 کیون ہوتی ہو یہ شکر ملک گیتی افروز نے کہا کہ اچھا اما تھان بھلا و تھان اختیار ہو خورشید خاوری نے اسی وقت  
 مظفرین ضیفم خون آشام سے کہ وہ منہا ب قاسم نام قلعہ ذوالالان کا مالک ہو اور قاسم کا صاحب غلام ہو  
 بھیجا کہ ام مظفرین نے شادی کچھ سوداگر کا رہا منہا ب ضیفم خون آشام میں اگر فروکش ہوئے ہیں اور بہت عمدہ  
 اشیاء لائے ہیں انہیں پاس بھیج دو مظفرین ضیفم خون آشام نے اسی وقت ہزارون کا منہا ب سے کیون  
 روانہ کیا جب قافلہ خواجہ فولاد میں پہنچے تو ایرج کو مرکا کہ ایک جوان حسین و خوب صورت باشوکتہ و شان بھلا  
 ہو میرا ہو کر لوگوں سے دھانت کیا کہ وہ سوداگر کہاں ہو میرا منہا ب میں قیت لایا ہے سب نے تسبیح ایرج  
 کی طرف اشارہ کیا کہ یہی وہ چوہا ایرج کے پاس آئے اور غایت لب سے بھلا ایرج کو سلام کیا ایرج نے جواب  
 سلام کا دے کر اس منہا ب کہا کہ تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور کیا مطلب و دعا کہتے ہو جو ہزارون نے  
 عرض کیا کہ ہم مظفرین ضیفم خون آشام کے قلعہ ذوالالان کا مالک و مامک ہو لازم ہیں یا میرا حق و صاحبقران  
 کے حرم محترم نے شادی کچھ آپ جو ایرج میں اور منہا ب آپ کو حضور و لہذا مظفرین ضیفم خون آشام  
 کا حکم ہو کہ آپ اپنا مال و اسباب لیکر بدولت صاحبقرانی پر تشریف لائیے یہ شکر ایرج نے جو ان اپنے دل میں بہت  
 خوش ہوا اور کہا کہ خیر وہاں تک رسائی کی صورت توکل آئی اور ان جو ہزارون سے جواب دیا کہ ہاں ہاں  
 پاس بہت عمدہ اشیاء اور غایت نامیہ ہوا ہر عرض چچ میں ہو ہزارون نے کہا کہ ہر تشریف لیٹے ایرج نے  
 خواجہ فولاد سے کہا کہ ام خواجہ فولاد چلنے کی تیاری اور اسباب دست کر مظفرین ضیفم خون آشام کے یہاں سے  
 طلب آئی ہو خواجہ فولاد نے اسی وقت ہر و اشیاء غنیہ شادانہ سند و قہ اسے زر نکاس میں بھرا کر اپنے  
 ہواہ لیے اور ان جو ہزارون کے ساتھ مع ایرج نے جو ان قلعہ ذوالالان کا راستہ لیا جب متصل مکان مظفرین  
 ضیفم خون آشام کے پہنچے تو جو ہزارون نے کہا کہ آپ میرا بیٹا کر ایک لمحہ کے لیے ہرسان تو حق فرمائیے ہم  
 عرض کریں ہر آپ کو یہیں خواجہ فولاد سے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے جو ہزارون نے اور خواجہ فولاد کے



آنے کی اطلاع کر کے اجازت ضروری موصول کر کے خواجہ فولاد کو مظفر کے گمانے والے مظفر نے جو ایرج جو جوان کو  
 لکھا پھر وہ اُنکا کہ کیا جو من رہا ہوا قصہ ایرج و فولاد نے سلام کیا مظفر نے جواب سلام دے کر چٹے کا حکم دیا فولاد  
 و ایرج سلام کر کے کریموں پر چڑھ گئے پھر اُنکے خواجہ فولاد نے ایک دایہ قوت شمشیر با مظفر کو نذر دیا مظفر بہت  
 خوش ہوا اور نہایت نوازش سے پیش آیا اور کہا کہ تم ہمیں بھیجا اور بسباب اہتا ہیں ویدو ہم جسا کر دکھا آئیں جو خوش  
 پسند آئیگی اُنکی جیت بلائیگی اور جو ناپسند ہوگی واپس آئیگی ہنگر ایرج جو من نے اپنے دل میں کہا کہ عاوا واد بیان تو  
 مطلب ہی قوت ہوا جاتا ہے پنے چاہا تھا کہ ہم ملکہ گیتی افروز کی صورت ہی دیکھوں گو شکیں دے لینگے اور کم سے  
 کم یہ جو کہ آواز ہی سن لینگے سو بیان تو وہ عنوان ہی تشریف لے جاتا ہے سچ کہ خواجہ فولاد سے کہا کہ ایرج خواجہ تم کہہ دو  
 کہ ہم ہیں سالار نہ کہ بچے چھٹے تو دست بہ دست رہینگے یہ سکر خواجہ فولاد نے کہا کہ او شریار اس طرح تو معاملت ہیں  
 سنگھ ز نہیں جو کہ ہوا سبب ہوا آپ کے ساتھ کر دین اور ہم نہ جائیں چھٹے تو دست بہ دست ہی چھٹے ہونے کی مرتبہ  
 اس طرح وعدہ کا اٹھایا ہوا آپ کا جمان جی پاس ہے لہذا ہے مگر ہم نہیں ساتھ ساتھ رہینگے مظفر نے یہ ہم ہو کہ کہا گیا تو ہیں  
 بے ایمان بھائی کہ ہمارا اعتبار نہیں کرتا ہم مرد مسلمان ہزار اور ملکہ کا اور کرور اور پیسے کی چیز پر خیال نہیں کرتے  
 وہ اور ہیں لوگ ہونگے جمان تو نے وعدہ کا اٹھایا ہے اس سے بیان ہے رانی کا کیا دخل خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ  
 حضور ہے تو بھار شاد ہوتا ہے اور بہت صبح و درست خداوند غیری ہے بھال نہیں جو کہ حضور کو سزا دیا اس کو کہ سکے مگر  
 خداوند اگر درمیانی لوگ تبدیل کر لیں تو اس وقت ہم کیا کریں گے مظفر نے کہا کہ ایرج تیرا زان اپنی سنبھال ہو چاہوں  
 درست کرارے یہ عظمت ناموس امیر گیتی شان حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن ہیں بیان کیا بھال جو کہ کوئی غیر  
 شخص آئے یا جاسے یہ سکر خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ حضور اگر جسا اور سا چلے گا بھی تو کیا مضائقہ ہے میں ہوں اور  
 میرے ساتھ ساتھ ہے لڑکا ہوا بیان تو ہے باتیں ہو رہی ہیں اور دان سے جو بار بار چوہا اور خواجہ سلاہ خواجہ سزا چلا  
 آتا ہے کہ ملکہ سوداگر دن کو وہ ڈاکٹر کا مظفر تیار ہے کہ خواجہ فولاد و ایرج کو اپنے ہراہ لیکر باغ یا قوت میں لایا وہ  
 باغ جو کہ شاہزادہ ملک قاسم نے تعمیر کرایا ہوا حضور اگر دن سے کہا کہ تم ہمیں گھر و ہم اطلع کر لے ہیں اور یہ وہ  
 مقام ہے کہ سوا سے شاہزادہ خاور سہاہ اور شاہزادہ بدیع الزمان ناموس کے اور کوئی نہیں آیا عرض خواجہ  
 فولاد و ایرج جو من وہاں بیٹھے اور خواتین صاحب قرآنی ہیں پر وہ رونق افروز ہوئیں اور ملکہ ہا کہ سوداگر دن  
 کو لڑکا خواجہ فولاد و ایرج کو پر دے کے قریب لاکر بجا باب جو ایرج غور سے دیکھتا ہے تو ایک نو نور کی اُٹھ رہی ہے  
 دل اسکا تڑپ گیا اور بیزار ہو کر کہنے لگا خواجہ سراسر نے پوچھا کہ خواجہ فولاد یہ لڑکا کا پتا کہاں ہے خواجہ فولاد نے  
 کہا کہ یہ لڑکا مریش ہے لیکن ایرج ثابت دل مولیٰ اور دل میں کہتا ہے کہ ایرج ناموس مشوق پسند ہوا  
 بختار سے اور تو اسے نہ دیکھ سکے میں جو تیری بہت ہے کہ تو قریب اگر خالی ہر جاسے ایرج ہر چہ بادا ہوا ہر مشوق  
 کے دیکھے بیان سے نہا کہ اس عرصے میں خاصوں نے صندوق جو اسہریش ہا کا خواجہ فولاد سے طلب کیا خواجہ  
 فولاد نے صندوق لنگے حوالے کیا وہ اندر لیکر گئیں ایک منت کے بعد میں پر وہ سے آواز آئی کہ ایرج گوہر ملک ہم  
 کیا لوگی کسی نے جواب دیا کہ یا قوت سرخ پیر آواز آئی کہ گیتی افروز نہ تم کیا لوگی جواب دیا کہ زمرہ چاہے پہل ایرج  
 نے جو گیتی افروز کی آواز سنیں قریب ہر ملکہ لکھا کہ گر ہٹے گریبت ضبط کیا اور اپنے دل میں کہا کہ ایرج تو گھبرا تا کیوں  
 ہے جس نیر اعظم نے آواز شناسی ہو دی وصل سے بھی کامیاب کر دیا صبر کر صبر کر مگر جن جن دل کو سمجھتا ہے  
 ہوں بختار ہی اور شدت کرتی جانی ہے ہر مرتبہ ارادہ کرتا ہے کہ پر دے کے اندر گھس مل اور مشوق کو نکال بھی لا

اور پھر ضبط کر کے خاموش رہا تاہم لیکن حالت یہ ہو کر ایک رنگ آتا ہے اور ایک جاتا ہے دلوں محبت کا دھور اور  
 جوش عشق کی شدت ہو گیا ایک خواجہ فولاد کی نظر جو ایرج کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ آثار عشق کے ظاہر ہر  
 رنگ زہر و لب پر آہ سرور انگھون میں اشک ہر سے منہ پر ہو بیان از سر ہی ہن ایرج سے کہا کہ شہ یار خیر ہاں  
 میں آپ کے اور ہی رنگ پاتا ہوں اور شہ یار مانتا ہوں لیکن کہ حرم محترم صاحبزادی جو مستطرباں و قرب بیان نہیں آئے  
 پتا کہیں ایسا غضب نہ کیجئے گا کسی پر مبتلا ہو بیٹھے نہ میری پتا لگنا نہ آپ ہی کا نشان لگنا کچھ تو کہے آخر معرکہ کیا ہوئی  
 ایرج نے جواب میں کہ تم کہیں اپنی پکے پکے بیان کی اور کہا کہ اور خواجہ فولاد میں تو نقطہ گیتی افروز کے یہ بیان کیا ہوں  
 ورنہ بیان میرا کیا کام تھا اور سارے خواجہ فولاد جب شہر فرنگو خشیہ میں منے لقا کو پتا دی تو تم اسے اپنی انگشتی  
 اور اپنی دختر ملک گیتی افروز مجھ کو دے دی تھی تو انگشتی تو میں نے لے لی تھی اور کہا تھا کہ اور لقا ملک گیتی افروز تو تمام  
 کے پاس ہو اسے میں یہ مگر دنگا تو اسے کہا کہ میں نے تمہیں دے دی تھی جس طرح پتا ہو لیا تو پہلے تو مجھے بیس سال  
 نہ تھا کہ جب انصورت جادو کی قید میں میں نے ملک گیتی افروز کو خواب میں دیکھا تو اس پر ہزار جان سے عاشق  
 ہو گیا اب میرا عظم کی امانت سے یہاں تک تو میں پہنچا اب اس سے روٹی ہوئی ہو ہی وصل سے کا بیاب کر دینا  
 اور خواجہ فولاد اب میں بغیر عشق کے لیے ہوں بیان سے تمہاری جادو کا خواجہ فولاد دے جو یہ حال سنا تو میں  
 سے جان نکلتی اور اپنے دل میں کہا کہ اور خواجہ فولاد تو ہی مارا گیا اور ایرج بھی قتل ہوا اور خواجہ فولاد والے بھی گیا  
 جان بھی گئی ہاں سے فلک تفرقہ پر داز نے یہ کیا مادہ دکھایا اب میں تو کہیں کا نہیں رہا کہ اس اثنا میں دعا ساز دو کو  
 پیالہ لیے ہست آیا ایرج نے خواجہ سراسر کہا کہ اور اب ناظرہ دعا کے واسطے آئی ہے ات کہہ کر یہ دعا ملک  
 گیتی افروز کے واسطے آئی ایرج نے بوجہ کہ کہیں غضب شہان مزاج کیسا ہو خواجہ سراسر کہہ کہ جس روز سے  
 شاہزادہ خاور سپاہ کا زور اٹھ گیا اس روز سے ملک کسی روز بھی نہیں رہتی ہر روز دو لپٹا کر فی ایرج  
 نے کہا کہ میں بھی تب یہ توڑی ہیں یہی دینا خواجہ سراسر نے کہا کہ اچھا ملک تو کہیں ایک گھونٹ بھری لیتی ہو آئی دعا  
 جو پھر آئی وہ نہیں دے چکے ہنگر ایرج بہت خوش ہوا فقرہ ملے اور دعا لکھی ملک گیتی افروز نے کوئی گھونٹ دو گھونٹوں  
 واپس کر دی خواجہ سراسر نے وہ دعا لاکر ایرج کو دے دی ایرج نے وہ دعا پانی اور پیالہ غسل میں دیا لیا غلاموں نے  
 کہا کہ دعا پانی کے پیالہ ہاں سے حاسے کر و ایرج نے کہا کہ پیالہ تو میں نہ دوں گا خواجہ سراسر نے کہا کہ یہ کیا دعا ہے  
 جو کہ تو پیالہ نہیں دیتا ایرج نے کہا کہ بھائی تم تو کچھ غلط انصاف نہیں کرتے ہو بھائی جو کوئی بزرگ کسی کو کچھ دیتا ہے  
 گو معذرت دیتا اور غلط واپس نہیں کرتا اب وہ غلام اور خواجہ سراسر ختی کر لے گئے کہ جسد پیالہ اسے کر نہیں  
 تو نہ ہی درگت بنائی جائیگی اور ایرج پیالے کو جسے سے لگائے ہوئے ہو اور ہی میں کہتا ہے کہ ایرج پیالہ  
 مشوق کے منہ لگا ہوا ہوں اس میں ہانی ہاں کہہ دوں گا اور اپنا دل بے حافو لگا مجھے تو نہ دیا جائیگا ہر چند خواجہ  
 فولاد ایرج سے کہتا ہے کہ اور شہ یار پیالہ دیکھو اپنی اور میری شائین بلوائے ہو کر ایرج چپکا بیٹھا ہوا  
 پیالے کو دیکھ رہا ہے چاہے سے لگا تاہم اور کسی طرح نہیں دیتا اب خواجہ سراسر نے قصد کیا کہ اس سے  
 یہ جبر چھین لیں اور ایرج نے قصد کیا کہ اگر جبر کیا جائے تو تو ہی بہت جا جو ہو خواجہ فولاد نے دیکھا کہ  
 اب نہ ہی قیامت ہوا ہوتی ہے اور فنا و ظہیر ہوا پتا ہوا جلد ہی سے کچھ لعل و گوہر خواجہ سراسر کو دیا کہ بھائی یہ تمہارا  
 اور پیالہ چھوڑ دو خواجہ سراسر نے خوشی خوشی وہ لعل و گوہر لے لیے اور پیالہ چھوڑ دیا اور اپنے اپنے کام کو پہلے  
 اب ایرج تو بیٹھا ہوا دماغ میں لگ رہا کہ ایرج عظم کی آفتاب تابان صواوہ مشوق پہنچا ہوا ہوں



اور صورت دیکھنے کو ترستا ہوں کہتا ہوں روٹا ہوں جب آتش عشق بڑھتی ہو تو ہمارا دل کڑا کر کہتا ہے محل کے  
 گھر میں ملے خواجہ فولاد و سرچند روک رہا ہو اور ہاتھ جھٹک رہا ہو کہ اس شہر میں کیوں آپ میرے قتل کے درپے ہو گئے ہیں  
 مگر کسی طرح نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ میں تو بغیر مشق کے بے ہوش نہ جاؤنگا بیان تو یہ باتیں ہیں اور وہاں جو اس  
 پسند ہو رہا ہے کہ اس اثنا میں ایک جھوٹا ہوا سے تھکا ہوا کوہ پست سے پرہیز کیا اور ایرج نے بخوبی تمام  
 ہر ایک کو دیکھا اپنے ہی میں کہا کہ ادوا کیا حرم سرا سے صاحب قرانی ہے کہ ایک سے بہتر ایک بیان موجود ہو اور ایک  
 ہاتھوں سیاہ پوش بیچ میں اُن پہ پوشوں کے جلوہ گر ہو اور ایک لونڈی کی اُسکے چہرہ نورانی سے اُٹھ رہی ہو شعر  
 یہ حالت دیدار بعد بشر دور نہ دیدار نہ ہی تشدید از حور صورت جو دیکھا تو خیال آگیا کہ وہی سر بہین ہو کہ جسے  
 خواب میں دیکھا تھا بس تڑپ سے غش کھا کر زمین پر گر پڑا خواجہ سراؤں نے پہچان کر خواجہ سے کیا ہوا خواجہ فولاد  
 نے کہا کہ کچھ اندیشہ نہیں ہے یہ مرض صبح میں مبتلا ہو اور اس مرض کا قاصد یہ ہے کہ آپ باری کے دیکھنے سے تڑپ  
 کرنا ہوا بسکہ بیان ہی نہیں ماری میں اس سب سے اسکو دور ہو گیا ہنگامہ ہوا کہ اسے بیان سے لجاؤ  
 خواجہ فولاد میں ہنگامہ بان اُٹھی اور اسکا اُٹھا لیا ثابت مناسب تھا اور سوچا کہ گزرا ہی تو نے ناں کیا اور اس  
 ہوش آگیا تو معلوم نہیں یہ کیا حرکت ہو کر بیٹھا یہ سوچ کر جو اس کا قاتل قیت بھی نہ لی اور بجلد ہی تمام  
 ایرج نوجوان کو باغ سے باہر لایا اور سواری پر ڈال کے گاؤں سرا میں لایا بعد خود ہی دیر کے جو ایرج  
 ہوش میں آگیا تو دیکھا کہ نہ وہ باغ پر نہ صحنہ و حرم سرا خواجہ فولاد اور اُسکے گناہتے بیٹھے ہیں بس اسے کا  
 خروما کے رونے لگا اور کہنے لگا کہ ایسا فلک بھر قرار ہو کر دوں ہمارے کیا کجروی تو نے کی کہ مشوق کو دکھا کر  
 شہدہ کر دیا شعر من جدا از پار و پار از من جدا افتادہ است۔ دینمین شکل رک من و لرم کرا افتادہ است اور اسی  
 خواجہ فولاد نے تو نے کیا حرکت ناشائستہ کی کہ مجھ کو وہاں سے اُٹھا لیا میں تو بغیر مشوق کے لے ہونے پر گزراں  
 سے نہ ہٹا کیا کر دن کہ تو میرے آپ کا غلام ہو ورنہ بے باطل تھے مار ڈالنا کہ تو مجھ کو در محبوب سے پھیرا ہوا ہو  
 فولاد نے کہا کہ نہیں نہیں سر میرا حاضر مشوق سے کاٹ لیجئے ایرج نوجوان نے کہا کہ مجھے کیلار دن گر سلمان خاں  
 اور مظفر سے بھر لوں گا اگر انھوں نے بسمل مجھے دیا تو دیدار نہ ہو ورنہ شہر و شہر سے ہاس لقا کی سند موجود ہے کہ  
 اسے ملے گیتی افروز کو مجھے جنت دیا ہے یہ سکر خواجہ فولاد اپنے ہی میں دراکار سے غضب ہی ہو گیا نصرت میں قتل  
 ہوا ہتر ہے جو کہ تو اسے ہوش کر کے بیان سے نکال لیا اور ایرج نے خواجہ فولاد سے کہا کہ اسی خواجہ فولاد اب  
 میں سلمان شاد فارسی کو نصیب کرنے جا رہا ہوں کہ وہ مرد پیر و دانش سے کچھ اندیشہ نہیں ہے خواجہ فولاد  
 نے کہا کہ اسی شہر پر جو پاسبان سوچے گرجات کیجئے وہ پیر اور گھل کے ساتھ کچھ ایرج نے کہا کہ جیسا ایسا ہی  
 ہو گا عرض دن تو اچھت باتوں میں گزر گیا رات کو خواجہ فولاد نے ایرج کو ہوش کر کے جہاز پر ڈالے روانہ  
 کر دیا اور ایک چنی دار و سہ ہوشی کی دلیخ پر ایرج کے چڑھا دی کہ یہ ہوش میں نہ آنے پائے اور جہاز  
 ران سے کہدیا کہ جہاز کو جہتی نہ چلا نا ایک ہفتے میں بن بھی بیان سے ہل کھڑا ہو گا اور جیسے آکر ملجاؤنگا  
 صبح ہوئی تو جو اس پر ایک چکا تھا اسکی قیمت حاصل کی اور جو نہیں بکا تھا اسے بیچ کر ایک ہفتے بعد وہاں سے کوئی  
 کیا اور جلد جہاز ہٹا ہوا چلا آیا ایک تیسرے دن قریب اُس جانکے ہو چکا تھا ایرج تھا اب وہاں جہاز  
 ساتھ ساتھ روانہ ہوئے خوب مقام لنگر جہازات پر پہونچے تو جہازوں کا لشکر کرا کے خواجہ فولاد اس جہاز  
 پر نہ آیا کہ جیسے ایرج تھا اور بات تمام ایرج کو ہوش میں لایا بعد ایرج کو ہوش میں لایا تو اپنے

جہازوں پہ دیکھا خواجہ فولاد سے کہ کیا تو مجھے سہاگل سے لے آیا اس نے عرض کیا کہ ہاں آپ تو سہو ست عشق  
 ہو رہے تھے جنوں کا دلولہ تھا اور سر مرتبہ یہ خیال تھا کہ سب کو ایک موشوق کو لے لیجیے پیر و مرشد یہ امر بہت مشکل تھا  
 آپ اکیلے کیا کر سکتے تھے مین مین رسوا ہونا اور آپ مارے جاتے پھر مین فرخ باجر کو کیا جواب دیتا امیر  
 شہر دار اب آپ لشکر جمع کیجیے اور ملک سہاگل پر چڑھائی کر کے بندہ دشمنیر معشوق کو لے آئے اور اگر ایسی ہی  
 ہوگی تو سر غلام کا حاضر ہو شوق سے کاٹ لیجیے یہ شکر ایرج دم بخود ہو رہا اور اپنے ہی مین سوچا کہ خواجہ فولاد  
 جی کتا ہے کیا کہ خیر امیر خواجہ فولاد جو کچھ نے کیا بہتر کیا لیکن اگر وہ پیالہ دوا کا جو بننے لیا تھا اپنے ساتھ لیتے آئے ہوں  
 تو مین دے دو خواجہ فولاد دے لے گا کہ حاضر ہو اور جلدی سے پیالہ نکال کر ایرج کو دے دیا ایرج نے اس پیالے  
 کو لیکر پیئے سے لگایا اور کہا کہ خیر اگر نبیر اعظم نے مدد کی تو معشوق کو بھی جتنی ہی اپنی ابھی یہ باتن ہو ہی رہی تھیں  
 کہ ساتھ سے کچھ جہاز اور تیار ہونے ایرج لے دریافت کر آیا معلوم ہوا کہ یہ جہاز شہر فرنگیہ شہر سے آئے ہیں  
 اور انھوں نے دریافت کر آیا کہ ان جہازوں پر کون کون تو انکو بھی معلوم ہوا کہ ان جہازوں مین ایرج نہ جوان ہوں  
 انقرض دونوں باہم ملتی ہوئے ایرج نے احوال اپنے لشکر کا دریافت کیا انھوں نے کہا کہ امیر شہر دار جب کہ  
 یہ حادثہ گذرا تو مالک بن ملکوت شاہ نے اقبال شاہ کو دشت کا فور مین روانہ کیا اور ولیم کو جزیرہ  
 کاخ مین مسجد یا اور خود لشکر امیر حمزہ صاحبقران مین چلا گیا اور لقا ظلمات کی جانب راہی ہوا اور حمزہ  
 صاحبقران اس کے نقاب مین کئے ہیں اور اب مالک بن ملکوت شاہ لشکر لندھور بن سعدان مین ہے  
 ایرج یہ خبر سکر بہت خوش ہوا اور وہ مین جہاز سے اتر کر دشت کا فور کا راستہ لیا دوسرے روز حوالی شہر  
 اسکندریہ مین پہونچا ہر قلعہ کے ایک بٹار بلند کمالی دیا کہ داخل اسکا دوست مین گر کاغاد ہان کے لوگوں سے  
 مستفسر حال ہوا ان سب نے بیان کیا کہ بھو اسکی کیفیت مفصل نہیں معلوم مگر ایک پیر مرد اس جگہ موجود تھا اسے  
 بیان کیا کہ اس قلعہ کو سکندر زووالقرین نے تعمیر کرایا تھا اور اگر داکر اس قلعہ کے تیغہ دودی اور خزانہ مدفون  
 ہے اور بٹار کی پیشانی پر لکھا ہے کہ جو شخص صاحبقران ہو وہ اس بٹار پہ جاے اور تیر و کمان  
 والاے بٹار کا ہوا اسکو آٹھائے اور تیر چلے کمان مین پوسہ کر کے مارے جس جگہ دتیر گر گیا وہ مین خزانہ اور  
 تیغہ دودی کے قندور نکالے اور اگر وہ صاحبقران کے کوئی دوسرا شخص اس نصبت والاے بٹار پہ گیا  
 تو ایک پتک بھلی کی سی پیدا ہوگی اور وہ شخص مر کر گر پڑے گا ایرج نے جو ان کے کہا کہ مین بھی اپنے کو آزمائے گا  
 اتفاقاً اسی وقت کسی نے دارا شاہ بادشاہ اسکندریہ سے جا کر بیان کیا کہ ابھی ایک شخص آیا ہے اور بالائے  
 بٹار ہائے کا قصد کرتا ہے دارا شاہ اسی وقت سوار ہو کر آیا اور ایرج نے جو ان سے ملاقات کر کے احوال  
 پوچھا کہ آپ کون مین جب ایرج نے جو ان نے اپنا حال بیان کیا تو دارا شاہ نے کہا کہ پہلے آپ شہر مین  
 شہریت لیجیے وزیر میرا علم نجوم مین دخل پامر رکھتا ہے مین آپ کا حال اس سے دریافت کر لوں تو پھر آپ  
 بالائے بٹار جا کر تیر چلیے گا ایرج نے جو ان کے کہا کہ اگر تم آفتاب پرستی قبول کر دو مین تم سے اسے  
 چلون دارا شاہ نے کہا کہ مین آفتاب پرستی اس وقت اختیار کروں گا کہ جب خزانہ آپ کے ہاتھ لگے گا  
 اور حال اس بٹار کا معلوم ہو جائے گا ایرج نے جو ان سے اسے فعل کیا اور دارا شاہ کے ساتھ ہوا دارا شاہ  
 بغزت تمام ایرج نے جو ان کو شہر مین لایا بعد دعوت و مباحثات کے سلیم اختہر شمار اپنے وزیر کو  
 طلب کر کے حکم دیا کہ امیر سلیم تو علم نجوم مین دخل کامل رہتا ہے اس شخص کا تو حال دیکھ کر صاحبقران



ہوا نہیں اور اگر اس میں ہمارے ہر سہا کے تیر چھٹیکے تو کامیاب ہو گا یا نہیں اسی وقت سلیم اختر ظاہر ہونے والے  
 ایرج نوجوان کا بقاعدہ و نجوم و دیگر ایرج کے قہر کو بوسہ دیا اور کہا کہ بیشک تو صاحب قرآن ہو اور کامیاب ہو گا  
 مال نہیں ہاتھ لگایا دوسرے روز دارا شاہ ایرج کو لیکر اس بیلک کے قریب آباد نامہ مسلمان شہر تاشے کے لیے  
 بھیجے ہوئی ایرج وہاں گردان کے اور آستین چڑھا کر کھنڈنوں پہ پاؤں رکھتا ہوا اور تیر خیرین جو اس میں  
 نصب قہین انھیں پکڑتا ہوا ہلاک ہوتا ہوا دیکھا کہ ایک کمان آہنی کئی سون کی بھاری اور ایک غیر آہنی  
 نیزے کے برابر رکھا ہوا ہے ایرج نوجوان نے تیر کمان اٹھا کر تیر کو کمان میں پوسٹہ کر کے بقوت تمام ہلا  
 وہ تیر ہر پیر کر اس ریتار کی زمین خرق ہو گیا اور ایرج اس ریتار سے اترتا ہوا روں کو بھرا کر کھڈے دانے کا حکم  
 دیا ہر چند بیلدار انکار کرتے رہے کہ ہم ہرگز نہ کھو دیں گے معلوم نہیں کہ کس پادشہ کی گرفتار ہو جائے گے مگر ایرج  
 نے دانا اور دھوپ کی الٹا کر کھو دنا شروع کیا اور بیلداروں سے بھی یہ جبر کھڈا تا شروع کیا تا ایک کھو ڈے  
 کھو ڈے وہ ریتار بکھر کر چڑا اب جو دیکھتا ہے تو ایک خنڈ سنگ گران ہو رہا ہے اور ایک فلاجا میں لگا ہوا ایرج  
 نے اس فلاجے کو پکڑ کر خوب زور کیا کہ وہ خنڈ سنگ اٹھ آ یا اور ہرہ نقب کا دکھائی دیا اور ایک ہوا سے گرم  
 دھند اس نقب سے ایسی تھلی کہ ایرج تاب نہ لاسکا اور بہت کھڑا ہوا جب وہ ہوا سے گرم موقوف ہوئی تو ایرج  
 روشنی کر کے اس نقب کے اندر گیا ہوا ایک سوسانہ زینے کے ایک پٹخی دروازہ دکھائی دیا مگر قتل ایرج  
 حیران ہوا کہ اس قتل کو کیوں کر کھو ڈے چار طرف دیکھنے لگا کہ ایک طاق پٹخی سی دکھائی دے ایرج نوجوان نے  
 اس پٹخی سے قتل کھو ڈے دھانہ داکا اور اندر چلا گیا دیکھتا کیا ہے کہ چار طرف کو پار کوٹے قتل میں اور گھیاں اٹکی  
 کسٹہ دن میں شک رہی ہیں ایرج نے گھیاں اٹا کر ان سب کو ٹھون کو کھو ڈا اور ان کو ٹھون کے اندر رکھا  
 جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک بین روہیہ ایک میں اشرفیان ایک میں جواہر ایک میں نرسے صندوقے مقفل رکھے  
 ہوئے ہیں اور گھیاں اٹکے برابر رکھی ہوئی ہیں اسے ایک پٹخی اٹھا کر ایک صندوقے کو کھو ڈا دیکھا کہ اس صندوقے  
 میں ایک مار سیاہ گنڈلی ماسے ہوئے بیٹھا ہوا ہے اس مار سیاہ کو دیکھ کر یہ بیٹا خائف ہوا کہ یہ ماسے بہرے  
 کو غور سے دیکھتا ہے تو اس میں مطلق حسن و حرکت نہیں ہے اور بیچ میں اس گنڈلے کے قبضہ شمشیر آبدار کا سر  
 ہوتا ہے ایرج یہ دیکھنے ہی خوش ہو گیا اور بھلا کہ یہی تیغ و دمی ہے جس میں اس تلوار کو نکال کر جو کھنڈے ہاتھ  
 ڈالے گھینٹا ہے تو وہ شمشیر آبدار نظر آتی کہ کبھی شمشیر سے بھی نہ دیکھی ہوئی مگر میں لگا کر ہاتھ آبا اور سب  
 مال و خزانہ نکلا تا شروع کیا یہ دیکھنے ہی بادشاہ و وزیر معرے رمایاے شہر ایرج نوجوان کے قہر میں پر  
 گر پڑے اور دین آفتاب پرستی قہر کیا ایرج نے دارا شاہ سے کہا کہ اے دارا شاہ اب میں دست  
 کاغور کو جاتا ہوں کہ اقبال شاد میرا بادشاہ وہاں موجود ہے دارا شاہ نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ  
 ہوں اور بارہ ہزار کی جمیعت لیکر ایرج کے ساتھ ہوا اور ایرج نوجوان نے وہاں سے کوچ کیا اور منزل  
 جنرل چلنا شروع کیا اب اسکو تو ماسے ہی میں چھوڑ دے اور کچھ مال اقبال شاد کا سنبے کہ یہ جو قہر  
 نہ طاق سکندر یہ میں ہو چکا تو میرا در شک و راز گردن نے بہت ابھی طرح اقبال شاد کو بکا  
 اور نہایت خاطر و مارت سے پیش کیا احوال ایرج نوجوان کا استغفار کیا اقبال شاد نے اس کیفیت  
 ایرج کی از اچھا دانا تھا بیان کی اور کہا کہ اے میرا در شک و راز گردن نے مجھے یہ کہتے ہیں  
 کہ ایرج زندہ و سوسوت و شاکت و جہولت پیدا ہو گا میرا دے بھی اپنے بیان کے اہل نجوم کو جمع کر کے

استغفار کیا ان سب نے عرض کیا کہ حضور اس مقام پر با شان و شوکت پیدا ہو گا اقبال شاہ نے کہا کہ  
کتنی بہت میں انہوں نے کہا کہ اسکا جواب کل دینگے میعاد و رشک و راز گردن نے ان سب کو رخصت  
کیا علی الصباح:۔ سب پھر حاضر ہوئے اور اگر عرض کیا کہ اسی شہر بار بار چنے کے بعد ایرج بیان آئیگا اور  
ایسے وقت میں آئیگا کہ آپ کمال مصیبت میں مبتلا ہو گئے اقبال شاہ یہ سنکر چپ ہو رہا اور ایک ایک دن  
اُس نے گنا شروع کیا تا ایک چند روز کے بعد میعاد و رشک و راز گردن کے بیان میعاد و رشک و راز گردن  
نے کہ اسکا ملک اُس کے ملک سے تین منزل تھا معلوم کیا کہ میعاد و آفتاب پرست جو گیا جو ایرج مارا گیا اور  
اقبال شاہ بیان آیا جو اسے مشورہ کارون سے کہا کہ ارے یہ تو بڑا غضب ہو گیا کہ میعاد و آفتاب پرست  
ہو گیا اور پادین چھوڑ کر پر پادین اختیار کیا اس مہون کو سزا سے کاتی اور غصہ برداری دینا ضرور معلوم  
ہوتی یہ مشورہ کارون نے عرض کیا کہ حضور اس ارادے سے باز آئیے اور ہرگز ایسی جرات نہ کیجیے  
مفت میں آپ کو ذلت حاصل ہوگی اور آل کار کچھ بھی حاصل نہ ہوگا وہ آپ سے بہت زبردست اور قوی  
یہ فوج اُسکی آپ کی فوج سے کہیں زیادہ ہے غالب آنا کیسا مسامحات ہی تو دشوار ہو جائیگا یہ سنکر معاد نے  
کہا کہ پھر کیا کیا جاتے کوئی تدبیر تو ایسی چاہیے کہ وہ مہون بچندے میں چنے اور میں اسے اچھی طرح بنسرا  
ہو چکاؤں یہ سنکر مہون نے اپنے اپنے سر زانو سے ٹکڑے ٹکڑے کرنا شروع کیا بڑی دیر تک سب  
خود دھال کر کیا کیے مگر ذرا مقصود ایک کے ساتھ نہ آیا لیکن وزیر کی عقل لڑ گئی اور اُس نے دست بستہ عرض  
کیا کہ خداوند اس غلام کے ذہن میں ایک امر آیا ہے اسے یہ توجہ سماعت فرما کہ فروریے اگر پسند خاطر فیض آئے  
ہو تو اس پر کار بند ہو جیے معاد نے کہا کہ جلد بیان کر دو کیا امر ہے شاید تیرا ہی تیر عقل ہوت مقصود پر جائیے وزیر  
نے عرض کیا کہ حضور میری راس:۔ میں تو یہ آتا ہوں کہ آپ میعاد کو یہ ہمارا دعوت طلب فرمائیے جب وہ بیان  
آجائے تو کھانے پانی وغیرہ میں بیوشی دے کر اسے گرفتار کر لیجیے یہ تجویز اس وزیر کی معاد کو بہت پسند  
آئی اور بہت خوش ہوا اور اسی وقت میعاد و رشک و راز گردن کو پیام دعوت بھیج کر طلب کیا جب  
وہ آیا تو اسی ترکیب سے اسے گرفتار کر لیا اور چلوگ اُس کے ساتھ آئے تھے اُنکو بھی معیدہ کر لیا اور حکم دیا کہ فوج  
میں کمر بندی ہو میں اقبال شاہ پر فوج کشی کروں گا اور میعاد کو غل ذریعہ بن گرفتار کر کے اپنے راسنے طلب  
کیا اور کہا کہ او میعاد و رشک و راز گردن یہ تمھے کیا خطا اور مہون ہوا تھا کہ اپنے دین آہانی کو ایک اور  
شخص کی تعلیم سے چھوڑ کر دین باطلہ آفتاب پرستی کو اختیار کیا اور پستش لالت اغلی اور منات معالی  
کی چھوڑ کر آفتاب کی پستش اختیار کی جلد لعنت کر دین آفتاب پنا اور بت پرستی کو حق جان ورنہ تمھے  
بے نذاب الیم مار ڈالوں گا میعاد نے کہا کہ اونا مرد مجھے شرم نہیں آتی کہ مجھکو یہ نامردی گرفتار کر کے یہ کلام بجا  
پیش کرتا ہے مگر خیر اب تو میں تیرے چنے میں ہوں چاہے مار ڈال اور چاہے مار لیکن میں دین آفتاب پرستی  
ہرگز ترک نہ کروں گا یہ سنکر معاد نے کہا کہ خیر اب تو میں اقبال شاہ کو تیرے کہنے جاتا ہوں وہاں سے آؤں تو پھر تمھے  
سمجھ لوں گا تو بایں گاہاں اور یہ کہ میعاد کو زندہ اٹھانے میں بھیج دیا اور خود فوج و لشکر لیکر اقبال شاہ پر آیا ہر کدھن  
نے یہ خبر اقبال شاہ کو پہونچائی کہ میعاد کو تو معاد نے بے قیام بازی بھلا دعوت ملا کہ گرفتار کر لیا اور اب مجھے فوج  
کثیر لیکر آتا ہے یہ سنا تھا کہ اقبال شاہ کے گوش و حواس پر آئندہ ہو گئے اور ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا لیکن  
یہ مجبور ہی بہ خیال تنگ لشکر اپنے جہاد سے کربا ہر کارون نے معاد کو پہونچائی کہ اقبال شاہ



لشکر کشید کر آیا یہ خبر کے معاوے نے بل جنگ اپنے لشکر میں جو آیا دوسرے دن دونوں لشکر صفت آ رہے میدان  
نبرد ہوئے چوبیسہ انداز یونین تمام سردار اقبال شاہ کے زخمی ہوئے اور بہت سی فوج کام آئی اور اقبال  
شاہ خود بھی مجروح ہوا مجبور ہو کر قلعہ میں جاگ آیا اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور خندق پر آب کر دیا سی ہل  
تختہ آتھا آیا گو لندہ ازون کو فوجوں پر تباہیاب یہ خبر معاوہ کو پہنچی تو وہ اپنا لشکر لیکر قلعہ پر آیا ہمارے طرف سے قلعہ کو  
گھیر لیا کئی روز تک قلعہ کو گھیر رہے ہوئے کھڑا رہا کئی دن کھینچا ہل چکا اگر قلعہ پر ہورش کی اور گولوں کو رد  
کرنا ہوا ب خندق پہنچ گیا اب اقبال شاہ گھبرا گیا اور انکو یقین ہو گیا کہ اب قلعہ انہ سے جاتا ہوا سیلے کہ جب  
لب خندق معاوہ پہنچ گیا تو پہل تختہ لگا کر دروازے پر آبا کیا بات یہی اسی گھبراہٹ میں نجدیوں سے لڑ کر کہا کہ تھے  
جو حکم لگا باتا کہ ایرج فوجان چار حصے کے بعد پیا ہوا گاؤہ چار حصے تو گزر گئے اور اس محبت سے جو مسکر کون  
محبت ہوئی کہ ہاری جان ہی پہنچی ہوئی نجدیوں نے عرض کیا کہ حضور مشرودہ نہ ہوں دل کو ٹھہرا لے ایرج فوجوں  
آتا ہی پاتا ہوا اور شیراعظم کی مدد ہوا ہی چاہی ہو اقبال شاہ نجدیوں سے یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ گو لندہ ازون  
نے عرض کیا کہ حضور نہ جئے جئے بازو کے دل فٹکے اب کیا حکم ہوتا ہے حکم دیا کہ اچھا اب ہاتھ روک کر دیکھو کہ اسنے  
گولوں میں کوئی گولہ تھا کاش جس حرامزادے کے لگا یا نہیں یہ حکم لشکر گو لندہ ازون نے اٹھ کر دیکھ لیا اور جب دھواں  
برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ معاوہ فوج لب خندق کھڑا ہوا ہر نام اہل قلعہ میں تلخ چل چکی اور اقبال شاہ  
سے گو لندہ ازون نے عرض کیا کہ حضور وہ ملعون تو سب گولوں کو رو کرنا ہوا لب خندق پہنچ گیا اقبال شاہ  
بھی مضطرب پریشان ہو کر دھواں مانگنے لگا کہ اسی شیراعظم اسی آفتاب تابان اب وقت مدد ہی اقبال شاہ  
مدد مانگ ہی رہا تھا کہ گرد و غبار جانب صحرا سے بلند ہوا اور ایرج مع دار اشاہ تانان ہوا اہل قلعہ نے ایرج  
فوجان کو دیکھ کر طبل شادمانی بجا شروع کیا اور ایرج نے بعد دریافت حال مرکب کو آڑا کر فریاد کیا کہ اے ملوی  
پھر قلعہ کی طرف سے دھندل فوج تیری تباہ کیے دیتا ہوں اور میرے تو ایرج فوجان نے یہ نعرہ کیا  
اور اوسے آواز طبل شادمانی کی سنائی دی معاوہ نے اسوقت ہکا کر کہا کہ سو اہل قلعہ اپنے مارے جاتے کی  
یہ شادی کر رہے ہو انھوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ تیرے مارے جاتے کی یہ خوشی کر رہے ہیں کہ پھر ایرج نے  
نعرہ کیا کہ اے عادی پھر قلعہ کی جانب سے در نہ لشکر تیرا تباہ کیے دیتا ہوں معاوہ نے پھر کر دیکھا تو دیکھا کہ ایرج  
جنگ بہت بڑے کر گدن پر سوار ہوا آتا ہی بس یہی اپنے مرکب کو ہکا کر مقابل ایرج فوجان ہوا اور اہل قلعہ سے  
ہکا کر کہا کہ بس اسی ہا ہی کے آنے پر استدرا پھوے ہو کہ طبل شادمانی بجانے لگے دیکھو ابھی میں اسکا کام تمام  
کرنا ہوں اور اسے مار لوں تو پھر فرار دافعی بخاری غیر لوگ اقلعہ اور میرے معاوہ بڑھا اور اوسے ایرج  
ہکا دہن مقابل بکھڑے ایرج تو پہلے ہی میعاد کے گرفتار ہونے کا حال سن چکا تھا معاوہ سے کہا کہ  
اے عادی جیت ہو تیری جرأت یہ کہ تو اپنے بھائی کو دغا بازی گرفتار کر کے اس کے قلعہ پر چڑھ آیا ہے اور پھر  
باوجودیکہ ان لوگوں نے تیرا مقابلہ کیا اور زخمی ہو کر فرار اختیار کر کے قلعہ بند ہو گئے اور میرے بھی لڑا تھا چاہا نہیں  
چھوڑنا مفرد کا انتخاب کرنا کون سی ببادری بوا دنا مردوستی کی خیر میں یہ کڑھنا تھا کہ معاوہ آگ ہو گیا اور کہا  
کہ میعاد تو میرا بھائی تھا اسے میں نے گرفتار کر لیا کہ اسنے اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے آفتاب پرستی اختیار کر  
لی تھو تو کون یہ کھانسا کا تھی بکرا آیا ہوا اور آیا ہوتا ہے بکرا بکرا ایرج کے جواسے لیا ایرج نے کڑھ دیکھ کر اس  
زور سے جھٹکا دیا کہ معاوہ چھوڑ دے تو تمہارا کھڑا کھڑا جاسے بسبب خون جان کے گرز کو ہاتھ سے چھوڑ کر

ایک تلوار ایمرج پر ماری لہریج نے تلوار اسکی چھین کر کریمین باتھ ڈال دیا معلوم ہوا اس سے ہست کیا اور زور دینے  
لے مرکب تو اس کھٹش میں بیٹھ گئے اور یہ دونوں کے دونوں مرکبوں سے کوہ پڑے اور کشتی ہوئے کلی سر شام  
ایمرج نے معاد کو زیر کر کے شکیں اسکی ہانڈ میں سے معرکہ دیکھ کر اقبال شاہ نے دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور اپنے  
لوگوں سمیت قلعہ سے باہر آکر ایمرج سے ملاقات کی اور اسے اندرون قلعہ لے گیا اور بہت ترک و امتشام سے  
ایمرج کی دعوت کی بعد فراغ طعام ایمرج نے معاد کو اپنے سامنے بٹایا اور دین آفتاب پرستی کی جانب دعوت  
کی معاد دین بت پرستی کو ترک کر کے بھدھی دل آفتاب پرست ہوا ایمرج نے اسے قلعہ سے رہا کیا اور حکم دیا  
کہ میسا کو طلب کر معاد سے میسا کو طلب کیا وہ بھی آکر قیدیوں ہوا وہ پارسہ روز ایمرج وہاں رو کر سہون کو  
ساتھ لیکر جانب ملک فرنگوشیہ روانہ ہوا دوسری منزل پر ایک دیو پیدا ہوا اور اقبال شاہ کو اٹھا کر  
آواز دیتا تھا ماری ہوا کہ ایمرج منہ دیو قہار تو نے میری معشوقہ کو قتل کیا اپنے انصروت جادو کو کو گودن  
کر دیا میں ڈال دیا اب میں تیرے ارشاد کو اٹھا لے لے جاتا ہوں کہ تو بھی تو اس کے فراق میں اسی طرح رو کہ  
میں طبع میں انصروت جادو کے فراق میں ٹھپ ٹھپ ہوں اور ایمرج میں نہ طاق سکندری میں رہتا  
ہوں اگر تو چاہتا ہو کہ اقبال شاہ کو میرے ہمد سے ہمداد سے تو نہ طاق سکندری میں آتا وہ یہ لکھ  
پہ دانہ کے ہوئے چلا گیا ایمرج اس واقعہ سے بہت پریشان ہوا اور دین سے عنان عزیت کو طرف نہ طاق  
سکندری کے نعلین کیا جب چند روز کے بعد وہاں ہو چلا اپنے استاد کو اس کل ہمراہی اپنے اپنے خیموں  
میں گئے اپنے خیمے میں داخل ہوا شب بھر استراحت کی علی الصباح نہ طاق سکندری کے دیکھنے کو چلا جا کر کیا  
دیکھتا ہے کہ اوپر نورنگ کے نوطاق بنے ہوئے ہیں اور ہر طاق ہزار ہزار گز کا رنج و وسیع ہوا اور اوپر  
اُس نہ طاق کے ایک عمارت عالی شان رفیع المکان نظر آتی ہے اور ایک جانب کو نہ بنے ہوئے ہیں ایمرج  
اُس نے یہ چیز متا ہوا اُس عمارت پر گیا دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین بلور شک فردوس برین بنا ہوا ہے ہوا  
خوش اور طرب افزا اہلی آتی ہے ایمرج چار طرف سیر کرنے لگا پتے چٹے ایک جانب کو کیا دیکھتا ہے کہ ایک اثر اور  
آتش فشان منہ کھلے ہوئے چھا ہوا ہے اور قلاہات آتشیں سند سے چھوڑ رہا ہے ایمرج نے اس کے قریب جا کر  
ایک تیرہ کمان میں پوسہ کر کے ہوا تو داہنی اٹکھ اسکی کورہ لگی دو سر تیرا اندھا کر بائیں اٹکھ بھی اندھی ہوئی  
تو اُس اثر دے نے بدھ کو رہ جانے کے جو نفس کشی کی تو ایمرج زمین سے اٹھ کر اُس کے گنہ کی طرف چلا جس وقت  
بایہ وہاں اثر دے کے پونچا تو اپنے حواس درست کر کے تیز دو دو سکندری کرے لیکر اس زور سے کہ اگر آدھا  
شہر اسکا کٹ آیا دوسرا تیرا کٹا کر بائیں سر اسکا کٹ گیا پھر تو ایمرج نے تلوار میں اس کے ٹکٹ ٹکٹ  
کر دیے اور وہاں سے آگے نہ معاد دیکھا کہ ایک ایوان بہت بلند ایک جانب بنا ہوا ہے اور اُس ایوان سے  
ایک آواز دروناک آرہی ہے کہ انوس صد انوس قریب الموت شدید و بطلب خود نہ رسیدیم ایمرج  
یہ آواز سکر اُس ایوان کے اندر آیا دیکھا کہ اقبال شاہ ایک ستون سے بندھا ہوا غل و زنجیر میں گرہا کر کھڑا  
ہوا ہے اور ایک دیو بہت زبردست قوی ہیکل والا ان میں سورہا ہے معرکہ دیکھ کر ایمرج آگے نہ معاد  
اقبال شاہ سے کہا کہ اگر شہر بار آپ گھبراہٹ نہیں میں آپ کو بچاؤں گی کہ میں اس دیو کو بار کر آپ کو کس طرح  
بچھڑاؤں بے جا تا ہوں اقبال شاہ ایمرج نے وہاں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور ایمرج نے وہاں سے کہا کہ اگر ایمرج  
آفتاب پرستان ایمرج نے وہاں ایمرج جقران زمان خوش آمدی و صفا آوردی آپ اچھے وقت پر



شریف کوئے کہ یہ بخت و ناز ہمارا لائق روزگار ہے اہو اسو با ہی جلد اسے قتل کیجیے ورنہ اگر یہ مالک اٹھا تو قیامت  
 ہی برپا کر دینا ایسے جوان نے کہا کہ اسی اقبال شام سوئے میں کسی کو قتل کرنا تو میں نامردی کہ میں اسے  
 ہوشیار کر کے مار دوں گا یہ لکھ کر فریب دیو کے جا کر ایک شوکر ماری اور کہا کہ اسی خواب بیدار بخت اٹھ خواب خرگوش سے  
 جلد بیدار ہو کہ تصانیف میری ان پہونچی بہ آواز شکر دیو چنگ اٹھا اور ایکس چنگ ماری کہ ان او او مراد تو آپو پتہ  
 تیر تو جاتا کہاں ہی دیکھ تو کس طرح تجھے قتل کرنا ہون کہ مرغان ہوا اور بیان دیا تیر سے حال تیار پر نوہ ونگا کرین  
 یہ لکھ اٹھا اور دار شادا اٹھا کر ایسے ج پہلی ایسے ج نے دار اسکار و کر کے پانیر اٹھم اقبال تابان مدوے  
 لکھ ہدایک دار تیغہ وہ وہ سکندر سی کا اسکی کہ ہمارا تو یہ اس دیو کے دو حصے کر دیے اور اقبال شاہ  
 کو قید سے رہا کیا اب جو او مرادھر نظر دوڑا کر دیکھا تو دیکھا کہ ایک جانب کچھ کھمبے پر پتھر تعلقوں سے متصل  
 میں ایسے ج نے جو قتل اٹھے توڑ کر دیکھا تو خزانہ عظیم الشان نظر آیا بہت خوش ہوا اور ان کو شون سے وہ قتل  
 لکھو اگر چار ہزار شتروں پہاڑ کر کے وہاں سے کوچ کیا اور راستے میں اقبال شاہ سے مشورہ کیا کہ اسی  
 اقبال شاہ میرے فرہاد میں یہ بات آتی ہے کہ میں خفیہ خفیہ اپنے ظاہر ہونے کی خبر مالک بن ملکوت شاہ سے لادوں  
 اور کہلا بیوں کہ اسی مالک بن ملکوت شاہ تم لندہ حور کو غافل کر کے وہاں سے چلاؤ اقبال شاہ نے کہا کہ وہاں  
 ہاں بہت اچھی بات ہے ضرور پاسیے جب اقبال شاہ نے بھی اس واسطے کو پسند کیا تو یکے بہا اور نام ایک شخص  
 اقبال شاہ کے ساتھ تھامس سے کہا کہ اسی یکے بہا اور تو جا کر مالک بن ملکوت شاہ کو خفیہ میرا نام پہونچا دے  
 اور اسکو جس طرح بن بٹسے آئے عرض کیا کہ بہت اچھا میں ابھی جاتا ہوں اور جس طرح بتاتا ہوں اسے بے  
 آتا ہوں آپ ہر طرح خاطر جمع رکھیے کہ میں عیار پیشی ہوں جس طرح بیگانہ مالک بن ملکوت شاہ  
 تک پہونچو گا اور آپ کا نام اس تک پہونچا ہی دوں گا یہ سکر ایسے ج بہت خوش ہوا اور اسی وقت ایک نام  
 بنام مالک بن ملکوت شاہ بن مضمون تقریر کر کے یکے بہا اور کے حوالے کیا کہ اسی مالک بن ملکوت شاہ  
 آگاہ ہو کہ میں ان ضرورت جاو کی قید سے چھوٹ کر اور اس لکاتہ کو مار کر نہ طاق سکندر سی سے اقبال شاہ  
 کو چھڑا لیا ہوں تم میرا نام دیکھتے ہی جلد اپنے کو مجھ تک پہونچا دو واسطے کہ ابھی خدا پرست میرے آنے سے  
 مطلع نہیں ہیں ابھی تمہارا نکل آنا سہل ہو اور اگر تم نے ذرا بھی تنویر کی اور خدا پرست میرے ظاہر ہونے  
 سے مطلع ہو گئے تو پھر نہ تھا تمہارا بہت دشوار ہو جائیگا بس یکے بہا اور اسی وقت اس نامے کو لیے ہوئے  
 راہی ہوا بعد چند روز کے فریب شہر مشتر می حصار کے پہونچ کر قیام کیا کہ وہاں سے لشکر لندہ حور بن سلطان  
 کا پانی چار کوس پہنچا اور اس گائون میں ایک پیر زال اور ایک پیر مرد اسکا شوہر ایک مدت سے قیام  
 پذیر تھا یکے بہا اور نے اسے جانے جا کر ملاقات کی اور کہا کہ اسی پیر مرد جلد میرے واسطے بیغہ مرغ اور شراب دیا کہ  
 اسے کہا کہ صاحب ہننے تو ان چیزوں کا نام بھی بیان نہیں سنا روٹی اور مٹائی البتہ ممکن ہو سکتی ہے کہیں تو  
 جا کر مینا کر لاؤں جو لکھ یکے بہا اور نے کئی دن سے کچھ نہ کھا یا تھا جھلا اٹھا اور ڈانٹ کر کہا کہ نہیں جس طرح  
 ہو چکے اٹھ اور شراب میرے واسطے مینا کر دو نہ میں بہت بڑی طرح کھسکے میں آؤں گا اور تیرے  
 ناموس میں غل اٹھاؤں گا پھر مجھے روئے نہ ہن بڑی لکھے تو ایسا ویسا نہ سمجھتا میں بہت بڑا آدمی ہوں  
 اور اگر تو اٹھے اور شراب مینا کر لاؤں گا تو مجھے بہت کچھ انعام دوں گا اور مجھے بہت خوش ہوں گا یہ سکر اس  
 پیر مرد نے کہا کہ اسے صاحب ہم تو ایک کمزور اور بڑے آدمی میں آپ کا کیا بنا سکتے ہیں پند و آواز و آواز

چہ پاس ہو وہ ہمارا حال بتائیے لیکن جب یہ اشیاء بیان ممکن ہی نہیں اور ممکن ہوتا کیسا ہے کبھی نام بھی من حیث من  
 کا سو اسے آپ کے اور کسی کی زبان سے نہیں سنا تو ہم لائق کمان سے آپ کا قصہ بیکار کی بس یہ سنتے ہی کہتے بہادر  
 نے اس پیر مرد کے کئی کوٹے بہت زور و سامے کہ دو پیر مرد تڑپ گیا اور بٹیلہ کر دھا کرنے لگا کہ اسی پر وہ  
 تو خوب ہانپتا کہ ہم مظلوم ہیں اس ظالم کو نظم کی تو ہی سزا دینے والا ہے کہ ہر بالکل بے قصور ہے یہ شکر کہ بہادر  
 نے کہا کہ اب خدا جبرائیل فریاد کو پہونچاؤ اور یہ لکھ کر بارادۂ نعل بد اس پیر نال کو اپنے آگے کھینچا یہ معرکہ دیکھ کر  
 وہ پیر مرد اور بھی ہلک ہلک کر رونے لگا اور دھا کرنے لگا اتفاقاتہ روزگار فضل کا یہ قسم روز بہا شیریشہ وفا  
 بجز ہر شجاعت و دریاے فتوت صفت شکن و صندراسد بن کرب و لا اور شکار کھیلنے کو نکلا تھا اور ایک سہرن  
 کے نیچے گھوڑا ڈالے ہوئے چلا آتا تھا آتے آتے اس رباط کے پاس آکر اس سہرن کو صید کیا اگر بسبب تہذت  
 آداب کے تشنگی نے غلبہ کیا ایک درخت سایہ دار کے نیچے کھڑا ہو کر خیال کیا کہ اس رباط کے اندر جتنا پانی  
 لیگا چکر سیراب ہو جائے خیال کر کے آگے بڑھا اور بیان اس وقت پہونچا کہ کچھ بہادر اس پیر نال کو عریان  
 کر چکا تھا۔ اور وہ عورت چلا رہی تھی اور کچھ بہادر سے منت کر رہی تھی کہ اسی شخص از ہوا سے خدا کچھ چھوڑے  
 اور بے عزت نہ کر اسے میں نے تو تیرا کوئی قصور نہیں کیا اور دوسرے مجھ بڑھیا سے تجھے کیا خط ہو گا لیکن  
 یہ کسی کی نہیں سنتا اور اپنے ارادے کو بیان و قریع میں لایا چاہتا ہے اور جب وہ پیر مرد تڑپ کر فریاد کرتا ہے  
 تو یہ الجھ کر کوڑا اٹھاتا ہے اور اسے مارنے کا قصد کرتا ہے پور کتا ہے کہ بس خاموش رہ نہیں تو ہمارے کوڑوں کے  
 او میزد و تگائیوں تو نے میری تافزائی کی اب تو نے میری عدول علی کی تو اسکا غیازہ بھگت بس  
 اسد غازی نے جو یہ فتنا دیکھا شکی تڑپا اہد یقاری پر رحم کھا کر اس پیر نال کو اس حرامزاسے کے  
 پھندے سے چھڑا کر اسے گرفتار کر لیا اور کہا کہ او مردود تو حکومت صاحبقرانی کے احاطہ میں ایسے مظالم  
 سخت کا مرتکب ہوا اب تو بھی اسکی سزا بھگت القصدہ بکتہ بہادر کو تو بانہ کر کھڑا کر دیا اور اس پیر مرد سے  
 کہا کہ اسی پیر مرد صاف صاف اور مفصلاً بیان کر کہ یہ کیا ماجرا تھا اُسے عرض کیا کہ اسی شہر پارا اصل حقیقت  
 یہ ہے کہ اس شخص نے آتے کے ساتھ ہی مرغ کے انڈے اور شراب مجھے طلب کی اور کہا کہ اگر نہ لایا تو میں  
 بہت جبری طرح پیش آؤں گا جب میں نے انکار دیکھا اوس سے کہا کہ میں نے تو بیان ان چیزوں کا نام بھی  
 نہیں سنا اور آگے سے نہیں دیکھا میں لاؤں کمان سے ہتھکڑا اس شخص نے کئی تارہا مارے کہ میں بھلا کیسا  
 جب میں نے فریاد کی تو اسے میرے ناموس میں دست اندازی پائی اسی شہر پارہ تو بڑی قیامت کا مقام ہے  
 کہ امیر حمزہ صاحبقران کی عمارت میں ایسے مظالم سخت ہمہ گندہ جائیں یہ سکر اسد غازی نے یہ کہہ بہادر  
 سے کہا کہ اسی شخص خوب کان کھٹ لکڑن میں حضرت امیر حمزہ صاحبقران کا نواسا ہوں اسے ہنایا  
 ہر حرب سیرا نام ہو اور حرامزادے حلال زادے کو میں خوب ہانتا ہوں اگر تو نے اپنی کیفیت مشروح  
 و مفصل بیان کر دی تو تو خیر مجھے چھوڑ دوں گا اور کچھ نہ کہوں گا اور اگر تو نے ایک ٹمہ بھر بھی مجھ کو نہ کہا تو حتم ہو اسی  
 پروردگار عالم کی کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں تیرے ٹمے ٹکڑے ہی نہ کروں تو اپنا  
 نام اسد غازی نہ رکھوں کہ بہادر سے کہا کہ اچھا اسی شہر پارہ میں بھی صاف ہی صاف بیان کیے دیتا ہوں  
 اسی شہر پارہ میں ایسے فوجان کا لازم ہوں کہ بہادر میرا نام ہو ایسے فوجان انصورت ہمارے کی قیادت  
 میں تمام و دھن مار کر چھوڑا ہے اور نہ طاق سکندری سے خزانہ کثیر اسے ہاتھ لگا کر مجھے نامہ



نادر سے کرنا ملک بن ملکوت شاہ پاس بھیجا اسد غازی نے کہا نادر میں دیکھوں کیا بہادر نے نادر دیا اسد  
 غازی نے نادر پر حاضر ہونے سے انکار ہی ہوئی دشمنین کیا بہادر کی گھنوا دین اور کہا کہ تو نے سچے سچ حال جو بیان کیا  
 اس سبب سے مجھے جھنڈ دیا اب جان تیرا ہی چاہتے ہیں چاہتے ہیں کیا بہادر اسد کے بیرون پہنچا اور عرض کیا  
 کہ اب غلام کہاں جاے میں حضور ہی کے پاس رہوں گا اسد غازی نے کہا تو مسلمان ہو اور کہ طبعہ فقیہ کیا  
 وہ کہہ دے کہ از سر صدق مسلمان ہوا اسد غازی نے کہا کہ امیر کیا بہادر مجھ کو لشکر ایرج کی جانب بھیلے اسے  
 کہا کہ بہت اچھا اسد مع رفتار روانہ ہوا بعد کئی روز کے جہان شکر ایرج نوجوان کا تھوڑا ہاتھ پہنچا وہاں کو  
 تو دمان کو ہستان میں رات کو جہان شکر پڑا تھا شہزادہ کے روانہ ہوا لشکر ایرج نوجوان کا مال سینگے کہ  
 کہ جس وقت قتل و غارتگری کے قریب پہنچا ہر کاروں نے عرض کیا کہ امیر شہزادہ قارن قمر میں نوجوان پیدا  
 ہوا آپ کی قد ہوئی کے واسطے آگیا ایرج نوجوان نے کہا کہ خبردار اسے گولی دے کے نہیں جب قارن قمر میں  
 ایرج نے خستہ میں آیا نذر دی گرد پھر تصدیق ہوا ایرج نوجوان نے کہا کہ از قارن قمر میں ہمارے واسطے تمام  
 کالو اسے کہا بہت اچھا عرض اسی وقت قارن قمر میں نے قمر پیشکا حال دریافت کر کے عرض کیا کہ آپ صاحبزادہ  
 عالم ہو گئے تمام ملک باختر میں آپ کا گل ہو گا اور سچے سے کان میں کہا کہ ایک مشوق بہ خواب میں ماضی  
 ہوئے میں اور ظاہر میں بھی اُسے دیکھا جو جلد اس کے وصل سے آپ کا بیاب ہو چاہتے ہیں امیر جہان شکر بہت  
 خوش ہوا قارن قمر میں کو غلت دیا وہ ہر رات گئی تھی کہ ہر اسد بن کر ب غازی شہزادہ شکر ایرج  
 پہنچا اور ہزار ہوں ہزار سے بھی گئی سونے جانے کا نہ پتے کو قتل کرنا شروع کیا جنہوں میں آگ  
 لگا دی طمان کاٹ دین اور لشکر والوں کی یہ کیفیت کہ کچھ لوگ اس غم سے نکلے اور کچھ اُس غم سے  
 باہر آئے ہانگو حریف کے اور وہ انکو مرین سکے باہر لا شروع کیا اسد غازی چہ تا شاہی دیکھتا جاتا  
 تھا اور قتل میں بھی مصروف تھا جان تک کہ تمام لشکر کو بونہیں آپس میں لڑوا دیا اور کٹوا دیا اور خود بھی  
 خوب قتل کیا تلوار میں مارتا ہوا خزانے پر پہنچا جو گلاب خزانے کے تھے انکو مار کر دو دو صندوق ہر قزاق  
 نے اٹھا اٹھا کر اپنے اپنے مرکب پر رکھ لیے اور معاف نکلے ہوئے گئے مسیح کو ایرج جو سوکرا شاغل شاہ کو  
 شہزادہ آکر اور خزانہ لوٹ لیا اور کئی ہزار آدمی اسے گئے ایرج نوجوان نے کہا کہ اسے دریافت  
 ہو کر دے کوئی انہیں کا بھی مارا گیا یا پڑا گیا دریافت ہو گیا تو کسی حریف بلاشبہ نہ سب آفتاب پرست ہرے  
 گئے تھے ایرج جہان ہوا اور وہاں سے کوچ کیا جب منزل پر آتا تو چوکیسان پرے تھام کے اور اسد جو  
 صندوق جو ہر کے ہوتے لیگیا تھا جو اسے تو انہیں سے نکال لیا اور جہان شکر شہزادہ گین اسب و خرم تیان  
 ہندون کے بھٹے ان صندوق میں ہر کر آکر لشکر ایرج پر غرہ کیا کہ امیر آفتاب پرستان منہ دار اسے  
 صاحب اسے سواد اعظم ہندوستان ہاشمین امیر حمزہ صاحب قران رستم زان لٹ جھوٹے ہندوستان  
 کہاں جاتے جو میرے ہاتھ سے یہ لشکر شہزادہ مارا ہوا آپس میں اہل لشکر کو لڑوا تا ہوا خزانے پر آیا اٹھا ہون کو  
 مار کر دو صندوق جو لیگیا تھا رکھ دیتا اور اسد صندوق جو اسے لڑوا ہوا چلا گیا ایرج پچھلے پہر سوار ہوا  
 جد مرآتا تھا لڑائی موقوف ہو جاتی تھی آپس میں ایک دوسرے کو پہنچا تھا اور دوم مسیح لڑائی موقوف ہو جاتی ایرج  
 نوجوان نے پوچھا کہ کوئی حریف ہی مارا گیا یا اگر خوار ہوا اور یافت گیا تو کوئی نہ تھا نہایت متحیر ہوا خزانے پر  
 آیا مال خزانے کا دریافت کیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ وہ ہر کی صندوق غائب ہو گئے تھے وہی گئے ہیں

اور نہیں گئے سب مندوق مقفل اسی طرح میں ایسج پہر بارگاہ میں آیا اور کہا کہ یہ کون شخص بخون مارنا ہو  
لوگوں نے بیان کیا کہ لغز تو اندھو رہن سقیدان کا تھا اقبال شاہ پورا کہ اندھو رہن سقیدان کا حکام نہیں  
ایسج نہ رہی یہ حکام اسی دیوانے کا ایک شخص نے عسکر من کیا کہ آواز باق کی بھی تھی ایسج نوجوان نے  
کہا کہ یہ چالاک اسی کی ہے آج رات کو میں خود طلبہ کاشت ہر وقت کا اُسے گرفتار کروں گا میعاد و شک دراز گردن  
نے عرض کیا کہ اسی طرح اس کا پٹکیت نہ اٹھائیں ضرور یہ خدمت بجا لایا جب مجھے کچھ نہ ہو سکیگا تو آپ مجھ لیے گا  
ایسج نوجوان نے منظور کیا اور کہا کہ اسی میعاد و شک دراز گردن اُس سے خون نہ کرنا وہ بہت کمزور ہے  
تو اُسے میں زندہ گرفتار کر لیا تھا اور سر شام سے اپنے ڈورن کو ساتھ لیکر طلبہ کاشت پھرنے لگا اور آدم  
اسد قازمی کو ہر کارون نے خبر دی کہ لشکر ایسج میں بھی لہجانی ہے اور میعاد و شک دراز گردن طلبہ کی  
کشت ہو رہی ہے ایسج نوجوان سے وعدہ کیا گیا کہ جو شخص بخون مارے گا اسے زندہ گرفتار کر لیا جائے گا  
اور اُن کا قتل پٹکیت پوش اور ماندلس تیسرے قتل و قتل کے اسد قازمی کو بھی یاد کیا کہ اسی شہر بار آج نہ ہاٹے  
اسد قازمی نے کہا کہ اگر آج نہ جاؤں گا تو وہ مادی کا فکیر ہے کہ جو شخص بخون مارے گا وہ مجھے دہ لیا آج جہاں  
اس کا فکیر سزا سے قتل تو پھر نہ ہاؤنگا اور میعاد و شک دراز گردن سے میں دو ٹکا قتل پٹکیت پوش نے کہا  
کہ صاف جہاں سے ہم قتل کے ساتھ ہیں جو قتل سابی چاہے وہ کہو غرض ہر رات کے اسد قازمی سوار ہوا اور وہ  
پھر رات کے لشکر ایسج پر فوج کر کے گرا اور قتل کرنے لگا جو ملک کی لٹا بن کات دین آگ لگا دی اور غلط ہو  
کہ وہ مریت آیا آپس ہر ایک نے کہا کہ میان شب تیرہ و تار پہنچے سے باہر نہ نکلو اپنا بگناہ پہچان نہیں پڑتا ہے کہ  
رہے تھے کہ فراتون نے بھی ملتا بن کات دین کسی کا تھوڑا کسی کا سر پٹ کیا کسی کے پانوں پر ضرب آئی بہت سے  
مرگے ایک آدم نے کہا کہ اندوس باہر نکلتے تو کچھ ہاتھ پانوں ہاتھ بیان کتے کی موت مرنے میں ہی کاروان جی  
ہی میں رہا بعضوں کا یہ نقشہ تھا کہ رنڈی کے ساتھ سوتے تھے کہ غلط بخون کا ہو ہوا اُسے مسلح و مکمل ہوئے کوڑہ  
تو ٹھوسے رنڈی کی چوٹی پر کھینچی اُسے کہا کہ میان ایسے دھاس ہو تو مرین سے کیا لڑو گے تم تو آپ ہاک  
چوٹی گرفتار ہو کہا کہ ان بی بی جو لکھا جی انکی چوڑی باہر نکلتے اُسے گئے اپنے آپ ہی سہانے سے مسلح و  
مکمل ہو کر نکلے سالیس نے بھی ٹھوسا تیار کیا تھا کہ اگر کسی کوئی پچھاڑی کھولتا تو لگیا تھا میان جو اگر سوار ہوئے  
تو اُسے کو اڑا مارتے ہیں گھوڑا چلتا نہیں کوڑے بھی مارتے ہیں پھل بھی رہے ہیں کہ چار سو کو بیاد وقت پر سٹھ لگیا  
یہ چوٹ نہیں جاتا ایک کوٹا نوٹے پر گھوڑے کے جو پٹا گھوڑے نے تھک کر مٹا دیا بیچ پچھاڑی کی گھڑ کر انکی پیٹھ پر ہڈی  
سے مجھے کہ مرین نے گرز مارا ہے اسے کر کے گرتے اور مرین نے سوچ کر اُنکے گرز کے بعضوں کا یہ نقشہ تھا کہ غل جہاں  
اسی باز سے سوتے تھے انکے کھلی نہ مٹا رہے کہا کہ پٹے لڑا اُسے کہ پٹے ٹاکر سامنے رکھ دیے زیر ہاتھ کو پاٹھا  
تھکے دونوں آستھون کو پانوں میں پٹنے کے وہ کب پانوں میں آئی ہیں درزی کو گایان دے رہے ہیں کہ کہا تھا  
کہ مرزا دے کے کہ گریبان تنگ نہ رکھنا اُسے تنگ کر دی ہیں خدنگار نے کہا کہ پیر و مرشد یہ ہاں یہ نہ رہا مرین  
کہ بیان ہی ہے اسی میں کچھ معلوم نہیں ہوتا بعضوں نے زیر ہاتھ کو پاٹھا تھکے دونوں ہاتھ مرین میں ڈال دیے  
اور یہ بیان میں سر دے اُسے ہاتھ شل شیخ سڈو کے کھیل رہے ہیں درزی کو گایان دے رہے ہیں کہ کہا تھا  
کہ مرزا دے کے کہ گریبان تنگ نہ رکھنا ناظرہ بران ہے کہ گریبان رکھا ہی نہیں خدنگار نے کہا پیر و مرشد  
یہ ہاں نہیں پڑتا ہاں یہ کہ اسی میں کچھ معلوم نہ ہوا غرض محب کیفیت ہے اور اسد قتل کرتا ہوا چوٹا



کہ میعاد کو خبر نہ دینی کہ وہ حریف آپو چا میعاد اسی طرف آپو نہی جب اسد غازی کے قریب پہنچا فلاں کے بھائی  
 خیرہ سرخو نے تو غضب کیا کہ غزا نہ لوت لیگیا بہت سے لوگوں کو قتل کیا اب کان میرے ہاتھ سے جاگیا اسد نے  
 کہا اور حریف اسے وہ میرا آقا جو میرے بھائی ہیں انکو کیا سمجھتا ہوں تو کیا یہ میعاد و شک دراز کروں لے گیا  
 اسے تو ایرج جوہان صاحبقران کو لیا بھوکتا دیکھ تو میرا کیا حال کرنا ہوں یہ لکڑاڑہ پشت پر مارا اسد  
 غازی نے آئے ہی اسے پر تلوار ماری کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا اس کے ہاتھ میں رہ گیا وہ بھی  
 پھر اگر اسد غازی نے قالی دیا بعد اُسکے اسد غازی نے تلوار ماری کہ میعاد کی کمر پہنچی کہ تمام خیرہ  
 ترکش کو کات کر ہار آئینہ ہائی یا قوت مد بیان چار آئینہ کے تھا اسپر تلوار ٹھہری اگر وہ نہ ہوتا تو میعاد کے دو ہی  
 ٹکڑے ہوتے ہوتے اسپر بھی پہلو کو کاتا کہ آئینہ نکل آئین میعاد پکارا کہ ہاسے مجھے مارا اور پیٹ پڑ کے بھگا بھگتے  
 ہوئے پر اسد غازی نے دوسری تلوار ماری کہ پشت و شانہ نشانہ ہوا فیر سی تلوار سہر پر ماری کہ زخم کاری  
 لگا کھانے ہی اس زخم کے میعاد بھاگا بھاگتے میں چوڑوں پر تلوار نہی لوگ میعاد کو لیکر بھاگ گئے سارے  
 سے چلے گئے اسد غازی بھی لوگوں کو قتل کرتا ہوا تھا گیا جب صبح ہوئی میعاد کو ایرج  
 جوہان کے سامنے لے گیا میعاد تو میوش تھا لوگوں نے حال بیان کیا ایرج جوہان نے اُسکے زخم میں ہاتھ  
 لگا لے جب میعاد کو ہوش آیا ایرج سے کہا کہ اے زبیر آقا اب یہ داستان آپ تو کہتے تھے کہ اسد دیوانہ  
 بہت کمزور ہے میں نے تو انکو لڑ دیا ہے وہ ان ہاتھ آپ سے مقابلہ ہوگا تو معلوم ہو چکا ایرج جوہان سمجھا کہ  
 یہ شاید اسد غازی نہیں ہو کہ فی اور جو کہا خیر آج رات کو میں خود مستعد رہوں گا بھی ہاتھیں تھیں کہ یلہ بہادری  
 نے جو نامہ ایرج جوہان کا لیکر مالک بن ملکوت شاہ کو پہنچا گیا تھا سامنے سے آکر معلوم کیا ایرج نے  
 کہتے بہادر سے کہا کہ کیونکہ ہمارا مالک بن ملکوت شاہ کو دے آیا تو کہ نامہ کیا جان میری بھلی اور تمام  
 سرگذشت اپنی بیان کی اور کہا کہ اسد دوسے ترس میں اسد پر اختیار کر کے اسد غازی سے اپنی جان بچا ہے رہا  
 بھگا اپنے ساتھ لے ہوئے آپکے لشکر آیا کئی ٹکڑوں مار چکا ہے اور اس وقت وہ ان کو بہستان میں تلوار کاٹ رہا ہے  
 کے قتل بندھوا میں فرصت پا کر لگا بھاگا کہ بیان چلا آیا ایرج پکارا کہ اور حریف اسے جب بہت سے آدمیوں  
 کو قتل کر چکا تھا نہ سیرا نہ اچھا تب آکر مجھے خبر دی ہے لگے تو اسکی تلوار ماری کہ یکہ بہت دور کے دو ٹکڑے ہوئے  
 اور ہر کاروں کو حکم دیا کہ جا کر اسد غازی کی خبر تو لاؤ کہ کسی مقام پر چو یا نہیں اسی وقت ہر کام لگے اور خیرہ  
 اسے کہ سچ ہے اسد غازی کی کردار اچھا ہے ایرج یہ جلدی تمام سوار ہو کر یہ جیتے قتل اسد غازی چلے  
 اسد بیان بڑھا تھا کیا دیکھتا ہے کہ گرد و غبار کا تھن آٹھا اپنے ہر اسیوں سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایرج کو میری  
 خبر کسی نے دی ہے ایرج مجھے آتا ہے اور کہا کہ دیکھ تو یکہ بہادری کہاں پر عرض کیا کہ وہ بڑی دیر سے بیان نہیں  
 لے لگا کہ معلوم ہوا ہے میعاد اسی نے یہ پالیا یہ جلد سوار ہوئے وہ نہ ہونے پائے تھے کہ ایرج نے لغو کیا کہ باش او  
 ملایا نے بھول بخت برگشتہ دیکھتے قتل کیا نہ ہوتا میرے ہاتھ سے اور اسد اسد فلاں کے اوکر پاس فروشن بھاگ رہی  
 جو مجھے ہو سکے قصور نہ کرنا خدا بھگت است اور بوق بھاگرا لشکر ایرج پر لگی تلوار پہلے غلطہ دار دیکر بلند ہوا  
 کہ اسد کا یہ عالم ہے کہ لاتا ہوتا ہے اور پسپا ہوتا ہوتا ہے بھاگتا کہ لڑتے لڑتے دامن کوہ میں پہنچا کہ وہ پسپا  
 بہت بلند تھا پس مع اپنے سمند کے اُس پہاڑ پر چڑھ گیا اس امید پر کہ دن کو پہاڑ پر سے لڑے اور رات کو  
 اُدھر سے اُتر کر پہلے بائیں اب اوپر چڑھ جائے کیا وہ پہاڑ اسقدر بلند ہے کہ اگر کو دس تو زمین پر

آتے آتے ہاں قریب ایک سو تین سو تین ہفتی ایک تاریکی سی نظر آتی جو بس اسد بہت پریشان ہو اگر افسوس  
 رفت ماسے اب کسی طرح جان نہیں چٹی آپ اپنے بیرون سے اہل کے منہ میں اسے سنانے لگا کہ سو مہر  
 میرا اب تو بہرہ ہو اور آج کی شب تو جس طرح ہو بسر کیجیے سچ کو بیسا ہو گا سمجھا جائیگا اسد بولا کہ جان بھائی ہو  
 مرضی کو لیکن اسے سچ ہو نہ کہ وہ کیا چاہا وہ اپنے پیار کے پاس تمام رفیق مانع ہوئے کہ شام قریب تو ایرج  
 سے کہا کہ یہ وہ اننگلی بنگا پر سب بات نہ لگیا قمار بن کر میں بولا کہ اور شہر بار اس سے اطمینان رکھیے اور سید  
 راستہ نکھالنے انہیں جو مجھ کو اب جو نہ ہو نہ ہو اگر آسد رات کو چاہے تو آپ مجھ کو جھوٹا بلانے لگا  
 اس طرح میں اور شکر ایرج ہاں یہ تم کو گمراہ کر دے گا کہ کو اترو کہ یہ وہاں نہ لگ کر چلا نہ جائے تمام لشکر ایرج  
 اس پیادہ کا محاصرہ کر کے اتر چڑا ایرج باریت میں داخل ہو اہل جنگ بچے کا حکم دیا اگر ہر سان اسد کمال  
 لکھ منہ پر کا افسوس ہاتھ سے اس بچہ بازاری کے قمار اگیا اور ان سبھوں کو بھی قتل کرایا سکوت میں بیٹھا  
 ہوا وہ خواہ اس عقل کو بھرے پادیاں مگر میں غوطہ زن کیا ہر جہر تھا بھی حیران و پریشان بیٹھے میں بھی اس  
 کتاب کو چھا فتاح آپ تو باد اجان کے ساتھ رہے میں بہت سے بچوں مارے ہیں کوئی تدبیر تو بتائیے فتاح نے کہا  
 کہ میری جان مجھ کو اگر کوئی تدبیر نہ ہو تو میں بیان نہ کرتا سو اسے مر جانے کے اور کوئی تدبیر نہیں ہو سو پہلے ہم اپنی  
 جان بھاری کر لیں تب تیرا سچ آئے دیکھ اسد نے سر جھکا لیا اور پھر اچان فکر کو گلشن سینہ پر لاکے کا سفر کیا ہزار ہر  
 طرح کے گلاستے تدبیر کے لگا کر کھٹے سانسے کیے کوئی رنگ پسند نہ ہوا پھر سر اٹھایا لگا کہ کیوں چھا اندکس  
 کوئی تدبیر کر وہ بولا کہ صاحب زادے میں ہی تدبیر ہوں کیا کروں اگر فرمایا تو ایرج کو جا کر پکڑ لاؤں اسد  
 سے کہا کہ اس سے بہتر تو کوئی تدبیر نہیں ہو ایرج نے تھوڑا لگیا آج کی رات وہ جاگ کر بسر کر لگا اور اگر سو بھی چھوٹا  
 تو بڑی نگہبانی اور پاسبانی رہی اور قطع نظر اسکے قمار بن کر میں ساہو شیار و دانا دہان ہو تم جاؤ گے تو خطا اٹھاؤ گے  
 اگر ایسا نہ جائتا تو میں خود جاتا اور اس پامی کو پکڑ لیتا یہ لکھ پھر سر جھکا لیا اکی فاش خیال نے کچھ نقشہ پیش کیے ایک نقشہ  
 انہیں سے پسند آیا اہل پر اور پکا ماکہ وہ مارا لگا گودے لگانوئی اچھا لے اور کیا کہ میان تم سب خوش ہو کہ اس  
 بلا سے خدا نے نجات دی سب رفیقوں نے عرض کیا کہ فرمائیے تو کیوں کر جو نجات ہوگی بولا کہ دیکھو کیسی طرح تو تمہیں بے چین  
 ہوں اور کیا کہ صاحبو تم سب بارہ ہزار ہو اور سب کے پاس کندین ہیں سب اپنی اپنی کندین منجھے دو سب بے کندین  
 اپنی اپنی دین اسد نے ایک کندہ دوسری کندین بانہ می اور دوسری تیسری میں اور تیسری چوتھی میں کیسی طرح  
 ہزار کندین بندہ ہیں اب اسد نے پہلے ایک آدمی کو تیار اور منجھے کر لیا اور پھر چڑھ کر لگا لگا کہ شہر بار نیچے زمین بہت حد  
 و شرافت پر شوئی ہے پہلے اسد نے کئی کندین سی طرح چڑھ کر پہلے سب مرکب آگے اس کے تمام رکھا اور قراقرن  
 کو تیار اور آپ کندین چھٹے باجہ سب اتر پئے ایک نراق کہ نہ جام ادھک اسکا نام تھا وہ لگا اسد نے کہا  
 کہ میں کندہ کشت ہوں تم بھی اتر جاؤ میں کہیں چھپ کر بیچ جاؤ لگا اسے غفل کیا کہ شہر بار مجھ کو اپنی جان سے آپ کی جان  
 زیادہ عزیز نہیں ہو آپ اتر جائیے میں کندہ کشت ہوں شہر بار اگر میں ایک آپ پر سے تیار ہو جاؤ لگا تو میں تو بڑا جاہل  
 آپ کے باپ کا رفیق ہوں آپ میرے بال بچوں کو بہت سا کچھ دینگے اور جو خدا خواستہ آپ کے دشمن مارے گئے اور ہم  
 بچے تو کس کام کے ہم ایسے ہزاروں غار ہو جائیگے اور جو آپ نہ لائیگے تو میں اپنے تئیں بھی ہلاک کر دینگا اسوقت اسد  
 نے کہا ایرج جامہ جہاد میں بارہ رفیق جاننا ایسے ہی ہوتے ہیں خیر چاہتم بیان رہو کیا مجال ایرج کی جو تھیں  
 قتل کر کے ایرج جامہ صبح کو اتریں جو تھے وہ ہونڈ مٹا ہوا ہزار پر آئے اور مال میرا پوچھے تو بیان سات حال یہ











شہنشاہ سے بد حال ہوا اس کے آیا فر فرک کو پہنچا تا اس کو لا احوال پوچھا کہ کون مجھے باندھ گیا جو کشت کو اگر جسے تو سب کو  
 قتل کیا تو ال نے پوچھا اسے وہ کون ہے اسے کہ میں ہرگز نہیں کہنے کا کیونکہ اس نے مجھے قسم لے لی ہے کہ خبردار سو اسے  
 ایرج کے کسی سے کہ نہ کہنا نہیں تو رات کو اگر مار ڈالو تو کسا سو مجھ کو جان پانی دینا منظور نہیں ہے تو ال نے کہا مفصل حال کہ  
 نہیں تو میں مجھے قتل کرتا ہوں فر فرک نے جب اختیار کی پھر نہ بولا ہر چند دیا یا دم کیا یا کوڑا مارنے کو اٹھا یا اگر اس نے  
 جواب نہ دیا اور صبح کو گھر میں قارن کے غلطہ اٹھا کہ کوئی راستہ کو اگر سبت سے لوگوں کو مار کر اقبال شاہ کو پکڑ  
 لیتا اور اسباب بھی لوٹ لیتا قارن گھر میں سر پٹے لگا کر افسوس میں ایرج کے سانے رو سیاہ ہوا شعلہ فر فرک کو  
 لے ہوئے ہو گیا اور کہا کہ اسے حال معلوم ہے یہ نہیں کہتا قارن قدموں پر لگا لگا کچھ تو مال بیان کر اسے کہا کہ مفصل  
 حال ایرج کے سامنے بیان کر دو لگا اور محل یہ کہ اسد بن کرب غازی اقبال شاہ کو لیتا ہے قارن نے کہا  
 اسے کہ یہ ن لیتا ہے فر فرک اب جو چاہے ہو تو پھر کچھ نہ کہا آخر قارن اسے لے ہوئے ایرج کے پاس آیا ایرج  
 اقبال شاہ کا حال پہلے سن چکا تھا نہایت آندہ وہ خاطر بیٹھا تھا کہ قارن مع فر فرک اور شعلہ شب گرد ہو گیا اور کہا  
 شخص حال اقبال شاہ کا بابت ایرج لے اس سے پوچھا اسے کہ پھر کہ اسد کہ گیا تھا سب بیان کیا ایرج کو تسکین  
 ہوئی البتہ نہ جام کو زندہ نہ کرنے سے بلایا قید اس کے بدن پر سے دور کی سرودہ تعلیم کر کے پاس بٹھایا اور کہا کہ اسے  
 نہ جام تصویر صمدی معاف کر اور غفلت دیا نہ جام بھی کہ اسد نے کچھ کارروائی کی جب تو یہ تیری تعلیم تو تیر کر تا ہے  
 نہ جام نے کہا ایرج میں نے پہلے تھے کہا تھا کہ میرے اپنے اندہ وہ تھے نہ مانا اور اپنے بادشاہ کو گرفتار کر لیا ایرج نے کہا کہ میرا  
 کیا دوسرا پایا اور قارن سے کہا کہ قارن تم نہ جام کو گھوڑے پر سوار کر کے اپنے ساتھ لے جاؤ اسد فلان پہاڑ پہنچا ہے  
 ہاگراس سے میل سلام کو اور نہ جام کو اسے دے کے اقبال شاہ کو لے آؤ قارن نے گھوڑے پر نہ جام کو سوار کیا گھوڑا  
 اساز و بلاق معہ آراستہ تھا اور غفلت ہماری نہ جام کو دیا تھا قارن نہ جام کو لے ہوئے وہاں آیا جہاں اسد پہاڑ پہنچا تھا  
 قارن نے ہنگام ادب سلام کیا ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ جس طرح حضور نے فر فرک سے فریاد یا تھا وہی ایرج نے کیا یہ  
 نہ جام حاضر ہو جس اسد نے نہ جام کو کہنے ہی کہا کہ اقبال شاہ کو بھی غفلت پتہ کر لاؤ اسطرح اقبال شاہ کو گھوڑے پر  
 سوار کر کے قارن کے سپرد کیا اور کہا کہ جگہ ایرج سے یہ کہ اسے نہ طاق سکندری میں سے چارہ خور معہ و ق و  
 داخلہ کے پائے اور ہلویک صندوق بھی نہ بھیا آخر کو بزنز پوچھا اس کا دل کیا ہے ایسی است اسے کہاں پانی کھائے کہ  
 اچھا اسے ملا چھو گیا اصل پر اپنی گناہ خیر وہ پانی پوچھا اپنے واسطے یہ ایک صندوق ہماری طرف سے اسے دینا  
 اور لازموں سے کھلا بھیجا کہ لاؤ صندوق اسی وقت صندوق الطلس سے منڈھا ہوا لاکر قارن کو دیا کہ یہ ایرج کو  
 ہماری طرف سے دینا اور ہماری دیا کہنا قارن اقبال شاہ کو اور اس صندوق کو لیکر روانہ ہوا ہر قدم پر  
 تعریض اسد غازی کی کرتا جاتا تھا مگر بعد قارن گھر میں کے رخصت کرنے کے اسد نے کہا کہ اسی چاقو تاج داعی  
 پچا اندکس اب چکر چھوئے نا تا لندہ مور بن سعدان کو دیکھے اور مالک بن ملکوت شاہ کو چکر پستزا  
 پہنچا ہے اور جو میں نہ جاؤنگا تو مالک بن ملکوت شاہ صاف نکلیا اسکو زجر و توبیخ کر کے ہر اس آفتاب پرست  
 کی نہ سکرندری میں تاؤنگا یہ لکھراپنے رہتا اور قزاقوں سمیت ملک سیاطل کو روانہ ہوا اور قارن اقبال شاہ  
 کو ایرج نو جوان کے پاس لایا ایرج نے احوال پوچھا قارن گھر میں لے لگا کہ اسے زبردست آفتاب پرستن ج اسد غازی  
 کو دیوانہ کتا ہے وہ خود دیوانہ ہوا اسد غازی کو نامزد کتا ہے وہ خود نامزد ہوا اسد مرد مردانہ اور شیر فرزند  
 ہوا وہ وہ وہ اس کے چہرے پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیر بٹھا ہے وہ باتیں کرنا تھا میرا ہند نہ کا پتا تھامین نے ایسا



بسا در زمین دیکھا اور گھڑ کیا جو کہ آپ نے خزانہ پایا اور ہیکھو کہ اس میں سے نہ بچھا اسد نے یہ صندوق آپ کو بھیجا  
 اور آپ ملک سبائل کو مالک بن ملکوت شاہ کی نبی کے واسطے گیا اور بیچ کے کمالا دکھان پر وہ صندوق  
 دیکھون قارن قرین نے صندوق امیرج کے سامنے رکھا اور بیچ کے کمالا کہ یہ صندوق تو میرے صندوق میں  
 تھا جو اسے کھولو تو اس صندوق کو جو کھولا اور اس میں ہر چیز پایا اور اس میں دیکھو کہ جس پر سکندر زوالقرین کا تھا انکیلیہ امیرج  
 دیکھا کہ یہ میرا صندوق جو اسے جو خزانہ میں کو جب وہ پایا کمالا کہ ہمارا خزانہ نہیں جو اسے عرض کیا کہ آپ کے صندوق  
 اسی طرح مقفل ہیں امیرج نے کہا کہ ایک صندوق اٹھا لاؤ میں دیکھوں تو خزانہ میں پھر حکم کے صندوق اٹھا لایا جو نہیں  
 اسے کھولا کیا دیکھتے ہیں کہ اندر اس کے سرگین اور لکڑی پر بیان اور خاک بھری ہوئی ہے اور صندوق منگو کر  
 ملکوت اس میں سے بھی لکھا ہوا نکلی پس امیرج نے سر پٹ لیا اور کمالا انوس یہ دیوانہ مجھے نوٹ لکھا اسے یاد  
 ہے دیوانہ کون کتا ہے یہ تو لکھ سیافون کا ایک سیافون اسے لکھا میرا پکا دیا شہر پیر اعظم کی کہ اگر محرمہ سے  
 سامنا ہوتا تو مجھے اندیشہ نہ تھا مگر اس دیوانے نے مجھے دیوانہ کر دیا خیر ہاں کمالا میں اسے اتھو سے جب ہاتھ لکھا  
 سزا سے مقول دونگا ہیکلے کمالا کہ صندوق کو صاف کر دین اور ملک گیری کے خزانہ جمع کرونگا اور حکم کیا کہ کج  
 ہر طرف ملک سبائل کے ہر نقاب میں اسد غازی کے روانہ ہوا لیکن اسد خدمت لندھور بن سعدان  
 میں آیا اسلام کیا پاس اگر مینا لندھور بن سعدان نے پوچھا اور شہزادے اسد بن کرب غازی کمالا سے  
 آئے جو اسد نے تمام حال امیرج کا بیان کیا اور کمالا کہ نااہل بن آئے جو خزانہ کہ نہ طاق سکندری میں ہے ہاں تھا  
 وہ سب میں نوٹ لایا چار ہزار صندوق طلے خالص کے آپ کے واسطے ہاں میں یہ لیجے اور اسکا سکھو کر سب  
 لشکر میں بنوادیجے لندھور نہایت خوش ہوا اور سکھ کر کے لشکر میں بنوادیاد و مسوے دن اسد غازی نے لندھور  
 کو تنہا کر کے کان میں کہا کہ تمہارے ہاں مالک بن ملکوت شاہ کو قید کر لیجے کس واسطے کہ یہ اندوہ سے ترس جان  
 مسلمان ہوا ہے میرے موافق نہیں جو جس وقت ہوشیارگا کہ امیرج پیدا ہوا ہوا کربلا جا بگا لندھور بن سعدان نے  
 لکھا کہ ملکوت کو کھڑکے معلوم ہوا کہ یہ مسلمان نہیں اور امیرج کے پاس کیوں کر چلا جائیگا اسد غازی نے جو نامہ امیرج کا لکھا  
 سے لیا تھا وہ لندھور بن سعدان کو دیا کہ غلط فرمایا لندھور نے اسے بڑا صاحب مضمون سے آگاہ ہوا کمالا کہ  
 اگر مالک بن ملکوت شاہ اس نامے کو دیکھ کر کہ میں نے تو امیرج کو کچھ نہیں کہا امیرج نے اگر مجھے لکھا ہے  
 تو کمالا کہ مجھے اس سے کچھ کام نہیں میں آپ کے ساتھ ہوں تو پھر شہزادہ پڑیگا اس نامے سے مالک پر  
 گرفت نہیں ہو سکتی اسد غازی نے کہا میں آپ پر اسکا کفر ظاہر کر دوں گا اور نامہ لندھور سے لے لیا اور ایک  
 پیادے کو دے کر کہا کہ تو صورت آفتاب پر سندن کی بنا کر جا اور یہ نامہ مالک بن ملکوت کو تنہائی میں  
 دے اور یہ کہ یہ نامہ امیرج نے بھیجا ہے بہت خوش ہو گا مجھے غلعت دیکھا اور جو جواب اسکا وہ لکھ کر ملکوت  
 کو اسکو میرے پاس لے آتا وہ پیادہ اسی طرح مالک بن ملکوت شاہ کے پاس گیا وہ نامہ دیا وہ ایسا  
 خوش ہوا کہ اچھٹے لگا اس پیادے کو گھسے لگا لیا اور ہر دفعہ اس سے پوچھتا تھا کہ امیرج بہت اچھی  
 طرح سے یہ کہتا تھا کہ امیرج جو جوان بڑی شان و شوکت سے یہ ظلم توڑا جو خزانہ نکالا اور اقبال شاہ  
 ساتھ ہو جو یہ بائیں مالک بن ملکوت شاہ تنہا خوشی کے اسے پھولانہ لٹاتا تھا آخر کار اس پیادے کو  
 جواب نامہ لکھ دیا اور مخلص غلعت کر کے روانہ کیا اور کمالا کہ توجہ بیان سے چل با اقصی وہ پیادہ جواب لیے  
 آئے اسد غازی کے پاس آیا اور سارا حال اسد سے بیان کیا اسد نے لندھور بن سعدان

کے پاس لایا اور جواب دے گا کہ بالکل بالکل صورت خوش ہوا اسد غازی کو گئے سے لگایا اور کہا مہر جاسد  
 آفرین صد آفرین مسیح کو مالک بن ملکوت بہت خوش و خرم یار ارادہ کیا کہ آج شکار کی رخصت لیجے اور اصرار  
 سے آؤ سر پہلے جاسے بارگاہ میں آیا اور سلام کر کے بیٹھا پلو میں اسد کو بیٹھے دیکھا ہی میں کہا کہ یہ بلا تو کئی تھی پھر کہاں  
 سے پیدا ہو گئی بس یا تو خوش تھا یا مہر جاسد نے پوچھا کہ او مالک بن ملکوت شاہ آج تم محفوظ کس تھے  
 کیا وجہ ہو کہ مجھے دیکھنے ہی پڑا مردہ ہو گئے میں نے بتا کر کیا بگڑا دیا ایسا ہو نہ جانی ہو کہہ کہ تو مالک بن ملکوت  
 نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ آج مجھے کیا اعتراض ہو کہ حضور کہ فرماتے ہیں اسد غازی سے کہا کہ او مالک  
 تو جانتا ہو کہ میں مجھے بہن رات کو نامہ ایرج کا تیرے پاس ہو نہ جانا اور جواب میں نامے کے تو نے ایسا کچھ لکھا  
 میں نے تیرے ساتھ کیا بدی کی تھی کہ تو نے لکھا کہ اسد کے ہاتھ سے جگر خون ہو گیا ہو آپ کے پاس پہونچو لگا عرض  
 کرونگا ظاہر میں اسلام لایا ہو اور باطن میں بھاگنے کی فکر میں ہو مالک بن ملکوت شاہ نے عرض کیا کہ میں ان  
 باتوں سے آگاہ نہیں ہوں کسی دشمن نے ازراہ بغض مجھے بتلایا کیا ہو اسد غازی سے کہا اگر یہ بات سچ ہو تو تیرا ایک  
 مال مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ جو یہ کاملہ میلحال اسد بولا ہی بات مالک نے عرض کیا  
 کہ ان اسد غازی نے کہا کہ سب شاہد رہیں جسے اسکے حکم دیا کہ لاؤ اس پیادے کو اسی وقت وہی پیادہ  
 ہوسات کو مالک بن ملکوت شاہ کے پاس گیا تھا اگر موجود ہوا اور اسے جواب دے گا کہ مالک بن ملکوت نے  
 لکھا تھا وہ میرا پس مالک اسکو دیکھنے ہی کانپ گیا اور ایسا خوف غالب ہوا کہ اسے ڈر کے پیشاب غطا ہو گیا ایک  
 زبرد ہو گئی اسد غازی نے نفرت کیا کہ باندھو اس عوامزادے کو پس لوگوں نے دودھ کر مالک اور نیلم و فلک  
 زنگی اور انتر صبا اور نصیر طراول کشتی گیر وغیرہ سب کی مشکین باندھیں ہنگروں کو لگا کر غل و زنجیر میں گرفتار  
 کر دیا زندان خانے میں بھجوا دیا اور شکر جو اسکے ساتھ تھا اسکا حاصرہ کر لیا خزانہ سب لوٹ لیا لندہ صورت بہت شام  
 ہو اگیا کہ امیر شاہزادے اسد بن کرب غازی اب ایرج کے منصوبے میں کہا گئے ہو اسد نے کہا کہ آپ  
 بزرگ ہیں جو بہتر جانیے وہ کیسے میں آپ کے سامنے کل کا بچہ ہوں آپ پر جہان دیدہ و کار آزمودہ ہیں میں  
 پناہ تجر بہ کار ہوں البتہ آپ تو سات آدمی ہیں میں چار ہوں لندہ صورتیں سطلان بولا کہ میں جانتا ہوں کہ کوئی  
 شخص جا کر راستے پر شہر فرنگوشیہ کے ایرج کو روکے جنگ میں شکر تیار کر کے آؤں اور اس آفتاب پرست  
 سے مقابلہ کروں اسد غازی نے کہا کہ میں موجود ہوں جا رہا ہے روکونگا لندہ صورت نے کہا کہ صاحبزادے  
 میں شکوہ کیونکر کروں کہ جا کر اس زبردست سے سامنا کرو ایرج بلا سے ہے ورنہ آفت جان ہو خدا انھو سے  
 شکوہ اگر گزند پہونچی تو میں رو سیاہ ہوا میں اپنے سر چاروں میں سے کسی کو بھیونگا اسد بولا چھوٹے ڈانا اس  
 کر پاس فروش پڑا زرداری کی کیا حقیقت ہو ایک طرزی کے ساتھ پامی کا پیشاب غطا ہو جاتا ہے میں جا کر اسے  
 منیہ کر دنگا جب تک آپ آئیں میں اسے آگے نہ بڑھنے دوں گا اور جواب دے کہ نہ جانے دیکھتے تو میں رہنمیدہ  
 ہو لگا اور نا ا جان بغیر موت اسے کوئی کسی کو مار نہیں سکنا نہ نہیں سنا ہو آپ نے شہر گرنیج عالم بھند نہ جاسے  
 تیرور گئے تاخو ابر خدا ہے لندہ صورت بن سعدان نے کہا کہ صاحبزادے اچھا جاسے خدا آپ کا گلبان  
 ہو اسد بن کرب غازی اسی وقت اپنے رفیقوں سمیت روانہ ہوا راستہ فرنگوشیہ کا لایا بعد اسکے لندہ  
 بن سعدان نے کہا کہ رہتا میرا اس مقام پر لا حاصل ہو لشکر تو عاوان شیر دل کے خواہے کیا اور لکھا  
 کہ تم پیچھے پیچھے آؤ میں آگے جلتا ہوں کس واسطے کہ اسد غازی جا چکا ہو اور ہالیس ہزار سوار لیکر



اٹھا بیار سفید پوش بگر روانہ ہوا لیکن ایرج نوجوان کا حال بیشک یہ کہ بجہ آتا ہے کہ فرنگو شیر سے  
 گرد و خبار کا حق اٹھا کہ سپرد و دار کو تار یک کر دیا آواز بدی کے بجائے کی آئی ایرج نوجوان نے اپنے رفقاء سے کہا  
 کہ یہ تو دیوانہ آتا ہے ہون سے عرض کیا کہ آمد تو کسی کی ہے یہ کہتے تھے کہ اگر دشمن ہوئی اور اسد بن کرب غازی  
 ہم میں ہزار قزاقوں سے پہونچا صفت لاندھی میدان میں آکر غزو کیا کہ اور ہزار بچے کر پاس فروش آسیر سے مقابلے  
 کو مال تحفے معلوم ہو جائیگا مالک بن ملکوت شاد کو قید کر کے تیری گوشائی کرنے آیا ہوں ایرج نوجوان نے  
 اپنے دل میں کہا کہ یہ دیوانہ کیا بہادر و جہی ہے از بسکہ مجھے عمدہ برانہین ہوتا اور پھر اشد شیر کے تیرے سلسلے  
 آتا ہے مجھے ناحق کی صداوت و بغض رکھتا ہے اور اپنے سرداروں سے رخصت ہو کر فوراً مقابلے میں اسد  
 بن کرب غازی کے آیا بعد لگاؤ زنی کے ایرج نوجوان نے کہا کہ اسد غازی تو جہت کھو عدوت رکھتا  
 ہے اسکا کیا باعث ہے اسے وہ دخیچوڑ دے کہ تو کسی طرح مجھے عمدہ برانہ ہو سکیگا ناحق تو ہے کو ہلاکت میں  
 تو اتنا ہی اسد بن کرب غازی نے کہا اور ہزار بچے تو اپنے دل میں بیگمذ رکھتا ہے کہ میں دیر دست ہوں ملک  
 میں نے مارے تلواروں کے کچھے اتونہ کر دیا تو کچھ کام نہ کیا اور نام اسد غازی خدکھ او کیوں  
 کیا بہادری اور کیا دلیری تو کرنا تو قدرت خدا کی کل کپڑا پہنا تھا آج بہادر بنا ہے دیکھوں تو کہ تو میرا کیا بنانا  
 ہو لا حرمہ اپنا ایرج نوجوان نے کہا اور بولے بہت بھول العقل کیوں شامت تیری آئی جو جسم پر خیر اعظم  
 آفتاب تابان کی ہے سب زبان درازی تیری بھلا دو ٹکا بہتر ہے کہ اطاعت اور فرمانبرداری میری اختیار  
 کہ دور نہ بہت پہنچا بیگا اسد غازی غیظ و غضب میں آیا اور پکارا کہ اوپا ہی تالان کیسا بکنا ہے اس وقت  
 ایرج نوجوان نے کہا کہ خبردار رہ اور نیزہ اسد غازی پر مارا اسد بن کرب غازی نے نیزے سے  
 گو تلواری سے قلم کیا اور وہی تلوار ایرج نوجوان پر ماری ایرج نوجوان نے تلوار سپردہ کی اسد بن کرب  
 غازی نے دوسری تلوار ماری وہ بھی رد کی اب اسد بن کرب غازی برس پڑا کہ ایرج  
 نوجوان کو وار اُسکے روکنا مشکل ہو گئے اسد غازی نے سر سے ہاتھ نکال کر تلوار بھانڈا باندھ  
 ہوا پھر اچھڑ تلوار بن مارا ہوا ایرج نوجوان کا بھی یہ عالم ہو کہ بہترین چشم بنا ہوا جو جہان تلوار  
 اری وچن نگاہ ہوئی اور فرما اسکے وار کو روکا دیکھو یہ کسا سدن کرب غازی نے تلوار کا ہنہ برسایا  
 آئز کو ایک مقام پر اسد غازی کا ہاتھ سست پڑا پس ایرج نوجوان نے چھکی دی کہ تلوار پڑے پڑی ایرج  
 نوجوان نے جھپٹے ہاتھ فالہا اور مزدور کر ہاتھ چھو بہین لی اور کرین ہاتھ ڈالے یا تیرا عظم کہ کے اٹھایا  
 اور کہا کہ بتا تیرا اب کیا سال کروں اسد بن کرب غازی نے کہا کہ تو مجھے قتل کر مگر قزاقوں نے ارادہ  
 کیا کہ اسد غازی کی مدد کریں اسد غازی نے آواز دی کہ خبردار تم لوگ میری مدد نہ کرنا  
 جاؤ اپنے اپنے مقاموں پر اور پہلے بھی اسد بن کرب غازی نے ان سب سے کہہ دیا تھا کہ اگر میں  
 گرفتار ہو جاؤں تو تم سب پہنچے جانا اور میری مدد نہ کرنا پس قزاقوں نے ہلکارنے کہا کہ اسرا قتاب پرست  
 اگر تو نے ایک روٹھے کو پاس سے آٹا سے نادر کے ایزادی تو ہم کچھے بھی مارا لیگے ہلکار بھوک بجا کر صحرایا  
 راستہ لیا بیان ایرج نوجوان نے اسد بن کرب غازی کو زمین پر پکڑا مشکین ہاتھ میں اپنی ہار گاہ میں  
 لٹایا کہا کہ اے دیوانے تو تو بن آفتاب پرستی قبول کر کے میرے ساتھ رہ اور با آواز مرگ دیا سے قصاب  
 اسد بن کرب غازی نے کہا کہ اے بیوہ ملک سفیدہ درویش کر تھو تالان کے ہاتھ سے مجھے گرفتار کر لیا

تو شوق سے میرا سر کٹوا کر فرخ تاج کی جورو کے واسطے بیچ دے کہ وہ بہت خوش ہوگی اور اگر تجھ کو یہ خیال ہو  
کہ میں تیری اطاعت کروں گا تو دل و لہجہ والا ہاتھ مجھ کو جان دیتا ہوں جو اور تیری اطاعت نہیں قبول  
ہو ایسی جوجوان نے کہا اور دیکھنے کے لئے قتل کروں گا آج تو شام ہو گئی اور آہنگروں کو لٹا کر کہا کہ اسے  
قل و زنجیر میں مسلسل کرو اور یہاں زندان خانے میں اقبال شاہ نے کہا کہ اگر وہ آفتاب پرستان  
اسد غازی کا لڑکے عیار پڑا کر بیٹھا ہو اور پھر وہ جوان بھی نہ ہاتھ لگایا ایسی جوجوان نے کہا کہ میں اسکو  
بہت احتیاط سے رکھوں گا کوئی اسکا شرع بھی نہ پائیگا یہ لکھرا اسد بن کر ب غازی کو صندوق میں بند  
کیا اور خزانچی کے حوالے کیا اور کہا کہ صندوق میں جو اہر کے اسے بھی رکھو صبح کو میں منگوانا خزانچی  
صندوق آٹھوا لیکھا اور قتل دے کر جو اہر خانے میں رکھ دیا اور چوکی پر سے والوں کو تاکید کی کہ خزانچہ  
تو غافل نہ ہونا آج بھی یہی رہے کہ میں اسکو خون سے لٹا کر آپ غافل رہے کہ ہم بہت ہوشیار رہیں گے  
تھانے کے کار و اتفاقات روزگار جہاں شکر ایسی جوجوان کا آواز سنانے لگا پہاڑ پر ایک  
شخص رہتا ہے نہایت باد و شعلہ ہے وہاں پر مکانہ قلعہ طریق مال مردم خوار نام اسکا خضر غلام  
شیردل ہے ہمیشہ لوٹ مار پر اوقات بسر ہی اسکی ہوتی ہے اسد چالیس چوٹے اس کے ساتھ ہیں وہ بھی  
علامہ دہر اور آفت روزہ گاہ میں اور خضر غلام شیردل قادیان سے جو شہر آئے کہ شکر ایسی جوجوان  
آواز دے اور طلسم نہ طاق سکندر ہی توڑ کر مال و خزانہ بہت سالایا جو خضر غلام شیردل نے اپنے ساتھیوں  
سے کہا کہ یارو کمانیک غریب آزاری ہی ہم کریں اور روز لوٹ مار پر اوقات گذاریں اس سے بہتر ہے  
کہ ایسی جوجوان کے لشکر میں ملے اور جو اہر خانہ اسکا لڑا ایک مدت تک کھائیں سبھوں نے عرض کیا کہ ہم  
بھی آپ کے ہمراہ ہیں پیسے پس خضر غلام شیردل اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لیکر روانہ ہوا سر شام سے لشکر  
ایسی جوجوان داخل ہوا سیر کرنا ہوا ملا آتا ہی یہاں تک کہ قریب خزانے کے پہنچا چار طرف سبھوں کو  
پھیل دیا اور جب رات دیکھ گئی تو ہوا کا رخ دیکر بیوشی اڑانا شروع کی کہ سب گھر سے والے اور خزانہ  
دار بیوش ہوئے پس خضر غلام شیردل نے اسد بن کر ب غازی کا صندوق کہ سب سے بڑا تھا  
اسے اٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوا تمام طریقہ کی کشت سے بچتا ہوا اور اپنے کو بچاتا ہوا صبح و سلامت لشکر سے  
اور پہاڑ پہنچ کر خضر غلام شیردل اپنے مکان میں آیا پہلے ان چالیسوں نے صندوق اپنے اپنے کھولے  
اشرفیان اور جو اہر نکالا خضر غلام شیردل نے کہا کہ بھائیو میرے صندوق میں سب کے اچھا  
بھائیو دیکھو میں بھی کھولتا ہوں یہ لکھ صندوق جو کھولا تو دیکھا کہ ایک آدمی مانند شیر کے بیوش پڑا ہوا تھا  
آزاد ہوا سبھوں سے کہا کہ بھائیو جاری حمت مانگنا ہوئی سبھوں نے عرض کیا کہ آپ چارے مالک ہیں  
یہاں آپ ہی کا بچہ جو آپ دیکھے گا وہ ہم لیتے مگر اسے ہر حق میں تو اسے احوال تو پہچنے کہ یہ کون  
ہو کیا اس سے فقہر ہوئی ہو کہ اسے مقام پر اسے بند کیا تھا خضر غلام شیردل نے اسد غازی کی صندوق  
سے باہر نکالا فقہر بیوشی دیا اسد غازی کی تاک سے چند قطرے آب کینٹ کے گرسے چینی کی انگلی سے کی  
کھلکی اپنے کو ایک مکان میں دیکھا اور چند عیار وضع قلعہ طریق گرد و اطراف میں کھڑے ہوئے تھے ایک شخص  
کو دیکھا بہت وچالاک باد و شعلہ کھڑا ہوا ہر گز آزاد ہوا اسد نے کہا کہ تم لوگ کون ہو اور مجھے کون  
پتہ لایا جو خضر غلام شیردل نے کہا کہ میں چمت ہوں کہ جو اہر ہو سکے یا تھا جو اہر تو نہ لگا آپ نکلے اسد غازی جیل



اور کہا کہ اگر عزیز تو تاق رہی نہ ہوگا تو جسے دانت نہیں کہ میں کون ہوں خرم غلام نے کہا کہ کیا تم  
 مجھ کو ہوگا اور تو کون ہے؟ جانتا ہوں کہ تو ایسا غلام ہارے کہ مجھ کو خزانہ میں چھپا کر رکھا تھا مگر صبح کو مجھے قتل کرنا ہوا  
 کہ مال میرے ہاتھ سے گیا اسد نے کہا کہ ایک منہ وق کے عوض دس منہ وق میں مجھے زبردستی اس کے دانت لگا کر چھپا  
 یک کے کھانے کو کافی ہوگا اور کہ نہ ہوگا اسے میں تو نواسا کھڑا تھا جعفران کا اسد دیوانہ ہوں اور تمام حال اپنے گرد  
 ہونے کا بیان کیا اور کہا کہ خرم غلام جو میں ہزار تراق میرے ساتھ ہیں اور میں نے مال و خزانہ اس پر جمع کا بہت سا مال  
 تو جتنے ملک میں تھے وہ گلاب تو ترقی سے تو بہر میرے ساتھ رہا سلطان ہو میں تیرا بڑا دوست ہوں خرم غلام نے بولنا  
 کہ یہ اسد بن کر بے غازی ہو اور وضع بھی اسد کی پسند آئی ایک محبت اسد سے ہوئی پس خرم غلام سلطان ہوا اور  
 کس پٹے کا اسد نے کہا کہ کوئی گھوڑا سواری کو لے خرم غلام نے گھوڑا لے کر اسد کو اسد سوار ہوا بان آیا جہاں اس کے لوگ تھے سب  
 رفیقوں نے جو اپنے آقا کو دیکھا نہایت خوش ہوئے عرض کی کہ شہر دار ہم سب ہی فکر میں تھے کہ اپنی جانیں دین یا آپ کو بچا  
 لائیں اسد نے کہا کہ یار دوستو جب تک میری قضا نہیں ہو کوئی مجھے نہیں سکتا اور ہم سبوں سے میں نے دیتا ہوں کہ جیتیں  
 مگر ختم ہو جایا کروں تو تم سب بڑے بڑے کرکل جایا کرو اور جو غمرو گے تو گرفتار ہو کے اس کے جاؤ گے تھارا خون تھاری گردن  
 پر ہوگا ابھی دیکھو کہ خدا سے مجھے کیسے بچھڑا اور چاقا چھو شکر اسیج پر وہ اپنی تو میرے قتل کرنے کی فکر میں ہوئے جلد قتل  
 کروں قتل کے اتنا تو کہا کہ صاحبزادے ابھی اسکی قید سے چھوٹ کر آئے ہو وہ ایک روز تو صبر کرو اسد نے کہا کہ چچا کچھ  
 تمہیں خبر دین جا کر اسد کا آپ بی چاہے بیٹے اور بی چاہے نہ بیٹے یہ لکھ بوق بھائی کہ قراقان تیار شو یہ نام قرق تیار  
 ہو اسد نے کتاب نقشہ رنگ منہ پر ڈالی اور بیان بھرف روئے ہوا اگر شکر اسیج کے گرفتار کر کے شروع کیا نفل ہو گا نقابدار  
 بنفشہ پوش روز خون لڑا تا کہ اس کے ڈالتا اسیج صبح کو بارگاہ میں آ رہی تھا اقبال شاہ بھی تخت پر بیٹھا ہوا اور  
 چہا چہا کہ اسد کو خزانہ سے بلو اسد اور قتل کر کے قتل تھا بارگاہ کو اس کا شکر ہو کر اس کا بھلائی تمام سربراہ  
 چہا سبط کو تمام شکر اسیج کا تیار ہو گیا اور کہہ رہا کہ میں یہ غضب مان سے ڈاؤں گوار شکر ہو گیا اسیج صفوں کو چھوڑا  
 بہادریاں آیا جہاں نقابدار لڑ رہا نہ تو کیا کہ باش اور نقابدار مظلوم روزگار کملن جائیگا اب میں نقابدار لگاؤں کہ وہ اپنے  
 خیرات کیا کر لگاؤں مگر متاثر ہوا اور لگا تواریں مارنے دیکھنے دے کہنے تھے کہ کیا بھادریاں کہ اسیج کو محنت و مہینے کی  
 نہیں دیتا گوار پر تلوار اس طرح برسا رہا کہ گویا ساون بھاؤں کی جھری لگی جب شہرہ کر تا کہ معلوم ہوتا کہ اسے تو بہار  
 کسج رہا کہ غرض ایسے تھاروں کے دوسرے کہ اسیج کو روکنا مشکل ہو گیا لیکن اسیج اپنے دل میں کہتا کہ یہ شہر زنی  
 تو اسی دیوانہ کی سلوک ہوتی ہے کہ وہ کہاں وہ تو میرے خزانے میں قید نہ نہ نہیں قتل ہی بیان تو یہ اس شش و پنج میں ہے  
 وہ ان اسد کی بہت کجست کہ تلوار پر تلوار لگا رہا کہ کبھی ہتھیار تار کبھی سر کھان کر کبھی مارنا کبھی کرک لگانا ہول ہول ملتا رہا  
 وہ تیار ہی ہاتھ کی ڈک کسب طرح لکھتا ہی نہیں تلوار کے ایک بجلی در بیان لشکر کے گوند رہی ہو آخر کو جب اسد کا  
 شہت ہوا اسیج نے تلوار اسد کی پسین کر کرین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور کہا کہ او دیرانے اب دیکھئے کس طرح ہاتھ میں  
 اسے مجھ کو کون بچھڑا لیا تھا اسد بول کہ میرا چہارہ اور قراقان کو تو اندوہی کہ تم سب سے جاؤ خیر واکر کوئی نہ ٹھہر دو تو  
 گھوڑے ڈنکار لڑتے جوتے چلے گئے اب اسد کو کیونہ دیا سبط ہاتھ پر اٹھائے بارگاہ میں لاس کے زمین پر ہٹا مشکین  
 یا نہ میں حکم ہوا کہ جلد کو بلو اور جلد ہی ہٹا کر دیا اور دیکھا اب بھی میری اطاعت کر میں تیری جرات  
 و شجاعت پر عاشق ہوں میں نہیں چاہتا ہوں کہ تو مارا جائے گو کہ تو نے کسی کسی ہریان میرے ساتھیوں میں گرین تیری  
 جان کا دشمن نہیں ہوں اسد بولا کہ اسے اسے فروش کچا بازار اسی تو تو میرا عاشق نہیں ہے مجھ کو بھی خوب معلوم ہے کہ فرخ ناہار





نقابدار مرکب چکا کر میدائین آیا اور مبارک طلب کیا ایم جی مرکب کو بڑھا کر مقابل ہوا آنگا دینے ہی ہوئی دونوں راکب  
 ہمارے مرکب کو سافون میں سل کر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے نقابدار نے کہا ایم جی تو تو تک باختر میں آیا ہی  
 کیا باعث ہو گیا ہو حمزہ صاحبقران کا ایم جی نے کہا ایم نقابدار تو نہیں جانتا کہ تقاسم تک باختر خوشی بخشتا  
 ہے اور باختر بھی اپنی بھئی دی حمزہ نے تو میری تقاسم تک چھینا ہی میں جسطرح جو تک باختر تو کا نقابدار ہوا کہ کیا جمل  
 کسی کہ تک باختر کی طرف آنکھ تیرسی کر کے دیکھ سکے ہم دوزم حمزہ کے ہیں ایم جی بولا خیر مال معلوم ہو جائیگا حمزہ تو میری خوب  
 شمشیر بھاگ گیا اب تو اسکا دوزم پورا ہو گیا کیونکہ سیرا کیا کرتا ہے نقابدار میری اذیت کو نہیں تو باہر سے میرے ذیل  
 ہو گا نقابدار بولا ایم نقاب پرست تھے بڑے گھنڈے جو غرض بعد گفتگو کے نیز دانی ہوئی ہمارے ایم جی نے گریز نقابدار  
 نہ دیا اور پتا کرنا مارا کہ مرکب ایم جی کا مارا گیا ایم جی دوسرے مرکب پر سوار ہو کر تلوار کھینچ کر دوزم تک پہنچا اور  
 کی آریاں انگین اتھوئے چپک دین اور مرکبوں سے آخر کر گئی کشتی ہوئے تین شہانہ روز کشتی رہی جو تھے دوزم پہنچ گئی  
 ہوئے تھی کہ ایم جی نقابدار کو پہل پہنچا اور کچھ نقابدار سے دوتا ایم جی سے نقابدار کو نو قدم بھاگ کر بھاگ دیا کہ ہٹا  
 گھٹا اور باہان اتھوئے تین سے لگ گیا مگر نقابدار نے کشتی کی کھا کر نگرہ لاساں ہاتھ فرق ہو گیا ایم جی نے خوب زور کیا  
 جب نگرہ نے نقابدار کے پیش نہ کھالی ہاتھ اٹھا لیا اب نقابدار ایم جی کو لیکر دوزم پہنچا تو وہ یہ بھی لگیا اور بھاگ دیا  
 کہ باہان گھٹا اور دھناتا ایم جی کا زمین پہ بھاگ کر نگرہ مارا پشت ہاتھ فرق ہو گیا نقابدار نے ہر چند زور کیا کچھ نہ ہوا  
 سب طرح کئی مرتبہ زور ہونے انجام کار ایم جی نے اپنے دلین کھا کہ یہ کون دیکھو تھی اور ہاتھ بڑھا کر بند نقاب کا تورا ڈالا  
 ریش سفید لندھ صور کی دیکھی ایم جی نے لندھ صور کو جو دیکھا حیران ہو گیا اور کھا کہ شہر پر غیر اعظم نقاب تابان کی  
 اگر میں جانتا کہ آپ ہیں تو ہرگز نہ لڑتا دوسرے دلین کھا کہ ایم جی اس پیرانہ سالی میں تو یہ حرمت و طاقت ہے جو انی میں نہیں ملتا کہ  
 عالم ہو گا یہ حمزہ کا اصل غاصد تو ہے صاحبقرانی تھی کہ اسکو زیر کیا اور لندھ صور سے کھا کہ آپ کیوں مجھے پریشان ہو کر دے  
 لندھ صور بولا میں اساطیر تیسرے پرشیدہ لڑا کہ تیرا خاہر ہو جاے کہ تم مجھے قالب نہیں ہوتے اور میں کیسی طرح زیادتی نہ کر سکا  
 ایم جی بولا لندھ صور حمزہ نے تین کس طرح زیر کیا تائین نے سنا کہ حمزہ کی محبت میں تم مسلمان ہوئے غلطی کا کاغذ میں  
 پنا لندھ صور نے کھا ایم جی جو تم کہتے ہو جی پہلی رتہ ملک ہندوستان میں ایسا ہی ہوا تھا کہ حمزہ قوت سب جیل خانہ  
 ہندوستان میں جیل ہو گئی مرتبہ بھگت زبیر کیا ایم جی نے کھا مریا جسا تک کھاٹے انگور ایسا ہی ہونا چاہیے لندھ صور بولا تو  
 ایم جی ہم ہر دو نہیں ہوتے جب حمزہ صاحبقران غلات سے چرائینگے اور تھے مقابل ہو گا تو حال معلوم ہو جائیگا کہ میں  
 جو تھانہ ہوں یا سچا ہوں ایم جی نے کھا ایم لندھ صور ہ تو تھانہ ہر جگہ ہم تم دونوں بلد میں گریں ایک باختر کو لندھ صور  
 بولا ایم جی اگر تو مجھے لو پکڑے تو میں تیری محبت کرنے کو موجود ہوں مگر شرائط مجھے اور تھے جو جانیں تم ہر تھانہ میں  
 چھوٹ گئی نہ کرو جب تک حمزہ غلات سے ہرے ایم جی نے کھا کہ مجھے سب قبول ہو لندھ صور نے کھا کہ ہم تم خیمین ملکر پیشین تو پھر  
 گنگوہ آج تم بھی مجھے ہو میں بھی ماند ہوں ایم جی بولا کہ کیا معاملہ ہے دونوں اپنی اپنی طرف کو پھر گئے کھا کھا ایم لندھ صور  
 کہ دونوں لشکران کے درمیان میں ایک خیمہ ایسا ہوا اور لندھ صور عادل شیر دل فاضل شیر دل کو اپنے ساتھ لے  
 آیا اور ایم جی میعاد و شک دراز گردان کو ہراہ لایا دونوں نے سنا کہ لندھ صور بھی دست بستر ہو چکے ہیں آگ  
 ایک سند پڑ دونوں جیسے بعد پیش و طرب کے ایم جی نے کھا فرمائیے وہ شہر میں کیا ہیں لندھ صور نے کھا ایم جی غلات  
 تک تیری کا یہ سب تک حمزہ کے لیے ہوئے ہیں سب سلطان ہیں تم میں شہر کو ہاؤ پٹے مالک کھانا لکھو لندھ صور نے کھا  
 اور خراج مجھے دو تو میں جہاں دین و آئین سے متغرض نہ ہوں گا اگر دوسرے تو میری طرف سے تم ان سے شہر میں نہ کرنا

یہ کہ جو رہبر جان سے نصرت بابت لویا میرج نے کہا مجھے سب کتا آپکا قبول کرے معاملہ اسد کا کیونکر ہوگا لندھو رہبر  
 ایرج وہ تو اسامی حمزہ کا مجھے اسکے مقدسین کے داخل بنیں پس لندھو میرج کی بیعت کی جیون سے اٹھے لندھو  
 اپنے جیون میں آیا رفتا لندھو میرج مع شکر آپکے تھے سب گرد و اطراف میں بیٹھے کہ اس شان میں اسد مع رفیقوں کے  
 آیا اور سلام کیا لندھو میرج نے تعظیم کی اور برابر بنایا اسد نے کہا کہ تینائی میں کیا گفتگو ایرج سے ہوئی لندھو میرج نے کہا کہ  
 میں نے جو بیعت امیر کے اسکی بیعت کی کہ وہ فرماتے تھے کہ لندھو میرج اگر تو حریف سے زور آزمائی میں ہارے تو تو اسکی  
 بیعت کرنا بہتک میں غلامات سے پھر دن پس میں امیر غالب نہ آیا اور اکثر امیر نے کہا کہ ایرج میری اطلاع میں ہے جو کوئی اسے  
 قتل کرے گا میں اسکی ذرا تک نہ چھوڑوں گا اسد نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں اپنے نو اسکی بیعت کی ہے لندھو میرج نے کہا میں  
 عدل علی امیر کی کیوں کرتا اسد نے بوجھو نکا پر تاؤ دیکے کہا اسو ہندی میں جیلہ ساز باق خوب با شاہوں نانا باج کیسی  
 یہ حکم نہ دیا ہوگا معلوم ہوا کہ آپ اسکے ساتھ میں خیر چار ابھی خود ہی اور نہایت آزدہ تھا اسد نے کہا کہ ہم تو اس قلاب پرست کا اسکی  
 اور خاص میں کوئی اسکے ساتھ کچھ لگے نہ لکے نہ چھوڑے نہ پھر تاؤ دیکے اور ملکوت شاہ وہیر و قید تھے انکو اپنے ساتھ لیا گیا  
 لندھو میرج نے جو تھا کہ اسد قیدیوں کو بھی لگیا ہے یوکر مجھے اس میں کیا دخل اسی نے تو مالک بن ملکوت شاہ کو کراہتا ہے  
 اسکے لندھو میرج نے قیاس خان غاوری کو بڑایا اور بیعت اعزاز دکر ہم کیا اور قاسم کو یاد کر کے روایا اسد لندھو میرج نے  
 کہا اس قیاس خان میں پہلے ایرج سے پوشیدہ ہو کر رہ چکا ہوں جب امیر غالب نہ آیا تو مجھ پر شاہ امیر میں نے  
 اسکی بیعت کی جب امیر غلامات سے پھر کر آئے اسوقت سمجھ لیتا قیاس خان نے کیا کہ اسو دلا سے ہندی میں کیا تھا کہ گئے سب  
 ہوں جو مرضی تمہاری مجھے تھا کہ گئے سے انکار نہیں بلکہ انکا اور بارگاہ سے بلکہ سوار ہو کر شہر فرنگو شہ کو چلا آئے  
 انکاے ماہ میں میرا اسد کا غادر و انتہ پر غمید کے جو پہونچا تو کیا دیکھا کہ اسد نے فیض سے ملی آئی یہ قیاس خان نے انکو  
 سے پہونچا کہ یہ غمید کسا کہ اسد کا قیاس خان غمید میں آیا دیکھا کہ اسد بیٹھا اور ہوا و رفیق کر دیکھے ہیں قیاس خان نے کہہ  
 ہوا پس اگر سلام کیا کہما خبر دے آپ کیوں کر وہ واری کرنے میں اسد نے کہا اس قیاس خان کیا گردش فکری کا تھے حال کہوں  
 کہ صاحبقران تو اس ہندی کو کب باختر میں چھوڑ گئے تھے اور اپنا نائب کر گئے تھے کہ یہ میرے ملک کو آباد رکھتا سو یہ ہندی  
 ایک حرام اس پہونچا سالی میں ایرج پہونچا ہوا تھا کہ ملک باختر میں غلام ہوا وہ وہ آفتاب پرست حرام کے نعرے لگا لگا کر  
 مستندہ اہوا میں اسے عمدہ بدنامیں ہو سکتا نہ کوئی میرے شریک ہی میں روئے تو کیا کروں مگر کوئی چیز شریک ہو تو اس  
 آفتاب پرست کو ناک چنے چوادون قیاس خان نے عرض کیا کہ میں تمہارے شریک ہوں تھے بیعت کرنا ہوں مجھ کو اس ہندی سے  
 کچھ سروکار نہیں شہر فرنگو شہ مجھ کو صاحبقران نے دیا ہے میں اس آفتاب پرست سے لڑوں گا اسد قیاس خان بیعت خوش ہو  
 چلے لپٹ گیا کہما بلور ایسے ہی ہوتے ہیں اس قیاس خان ہم اس آفتاب پرست سے سرگرم ہو کر کاہیکوڑ و قلعہ کے اندر بیٹھ  
 اگر یہ نمازیہ قلعہ پہونچ کر سے نو بن مالک بن ملکوت شاہ کو تین دیا ہوں جہا وہ قلعہ کے دروازے پر ہو چکے تھے  
 مالک کو زیر تیغ بنانا وہ پھر ہانکا اور اس سے کچھ نو سیکھا اور اندر قلعہ کے نم لڑ دیا ہر میں اسکی ڈرگت بنا لگا قیاس خان نے  
 کہا اونشان صاحبقران میں آپکے ساتھ ہوں اور اسد سے بیعت کی اسد نے سب قیدیوں کو قیاس خان کے حوالہ کیا بلکہ آپ  
 ساتھ قیاس خان کے قلعہ میں پہونچا قیاس خان قلعہ کی آراستگی میں مصروف ہوا اور سب بایون اور لڑکوں نے کہا کہ  
 صاحب مجھ کو اس بنارے بچے کی اخافت کرنا منظور نہیں ہے اور لندھو میرج تو اس پر عاشق ہو کر دیوانہ ہو گیا ہے ہوں نے کہا  
 کہ میں تو آپکے ساتھ لڑنا اور مرنا ہی سے سروکار نہیں ہے بیان سبترک سامان جنگ میں مصروف تھے مالک بن  
 ملکوت شاہ کو نہ مانا خانے میں جیبا صد جمع کرتے تھے اور اسد بن کرب خاں نے تھما مال منزائے حایرج کا لونا تھا اشرفیان



گھوڑا کر پھریں ہر دو ہفتین سوئے کی بنوائیں اور سب قزاقوں کو بانٹ دیں اور کہا کہ صاحبزادہ میں ہوں بچوں تو پہلی  
 آواز میں گھوڑوں کو آواز دے گا اور دوسری آواز میں غصہ اور کھنکھارے کے ساتھ سب کو روک دے گا اور تیسری  
 ہر عین کے لشکر پر جائیں شہزادہ بارونہ خون ماریں اور ہر وقت ہر بوق بجاہن کہ اس وقت امان ہے وہ اس وقت تم سب پہنچا  
 جوتان سے عرض کیا کہ بہت اچھا لگتا ہے سب خبر لندہ مور کو پہنچی کہ مسطرت قیاس خان کو باقی کیا ہے اور اب پتہ میری پہنچا  
 بہت آندہ ہے اور کہا کہ انھوں نے مفت میں یہ دیوانہ مارا جائیگا فیہن ناہار دن گراسہ ہوقین ہوکر بانٹ چکا اور مل و  
 جاسہات کہ ہا کر سحر میں گھار آیا اور قزاقی پہاڑوں کو ہتان کو نکل گیا لیکن ایرج نے لندہ صحت سے کہہ دیا کہ ہا اور آپکا  
 لشکر ایک جگہ ہو جائے اور بارگاہ سلطانی آپ جمعد عاریت کریں لندہ صحت سے یہ مقام بہت ہی لشکر اپنا شریک ایرج کیا اور  
 ایرج سے کہنا کہ ہا بارگاہ لیے گراس شرط سے کہ جب صاحبقران غلات سے مراجعت فرمائیں گے بارگاہ سے لوٹا اور بالفصل  
 و فصل صاحبقران ہو کہ سیکو بیٹھے نہ وہ لگا اور تخت سلطانی آٹھ لاکھ روٹل اور تخت بچا کر آپ بیٹھے ایرج سے بولن مور نکلا  
 سب تمہارا کیا لندہ صحت سے سب بارگاہ لندہ صحت سے کہہ کر مرین شہر کے بارگاہ حوالے کی ایرج بہت خوش ہوا اور ایسا دیکھو والی  
 صاحبقران کے وٹل کی جگہ پہنچا دیکھ کر میا اور تخت سلطانی آٹھ لاکھ روٹل پچھو کر اقبال شاہ کو بجا بادست بہت  
 میں بگم لندہ صحت میں سحران کو دسی دستہ پ کو اپنے سرداروں کو بٹایا جشن کیا اور بیٹھے دوسری نے بیان کیا کہ اس نے  
 سرداروں کو دوسرے راست بٹایا اور لندہ صحت سے دستہ پ کی طرف بڑھنے لندہ صحت سے کہا کہ آپ ہا شہنشاہ کو ملک فرنگو شہ  
 میرا مولد و مسکن ہو اسکا مقدمہ کیونکر ہو گا لندہ صحت سے ایرج حمزہ صاحبقران نے شہر فرنگو شہ ترکمن کو دیا قیاس خان اور  
 ترک طماس مخند می دونوں ترکمن کے افسرین میں سے قیاس خان کو بلو کر بھی کیا تھا و دیت پر تقاری موجو تھا لندہ صحت سے  
 بھجوا دیا اور ملک بن ملکوت شاہ جو قزاق شاہ می ترکمن کے حوالے کیا وہ سب قوم کی آراشلی و مصروف میں لیکن ایک بار  
 آپ لیے اور ایک جن کھن کر وہ راہ راست پر گت تو بٹایا نہیں پھر پھر لیے گھایا ایرج نے کہا اچھا بہت بہت خوب لندہ صحت سے  
 نے تو نہ لکھا اگر مٹہ بند ہی کو دیا اور ایرج نے اپنا بی بی سیر آفتاب بہت کو کیا دونوں نامہ لیکر جانے لندہ صحت سے  
 بن کر ہ غازی کو ہوئی پہلے سے اگر شہر فرنگو شہ میں داخل ہو قیاس خان غازی متعاج خان ترک دونوں استقبال کر کے  
 لائے اسد کو سہ پہنچایا آپ ہالین مسند بیٹھے اسد نے کہا کہ اچھا آتے ہیں عرض کیا کہ ہاں سناؤ کہ اسد نے  
 آئے دو دیکھو کیا غزوات ان دونوں کے گھایا اور یکم دیا کہ خبردار چھپو کہ کوئی روکے نہیں کہ بعد دو گھنٹہ کے ایلچی  
 حاضر ہوئے حکم ہا کہ بلا وجہ ایلچی اگر داہتہ نکل برے بیٹھے دو سہ جام آب گردش میں آیا اپنے نامہ پاک کر لیا اور دوسرے حکم ہا کہ  
 بیٹھے آئے ہا واد بند پر حاضر ہو گیا پھر فرین نیرا عظم آفتاب تابان کی بعد قرین قطب دوران کی تھی پھر فرین اپنی گھی  
 تھی زبدہ آفتاب پرستان ایرج جو بھلا صاحبقران کمر و بھون ای قیاس خان و متعاج خان آگاہ ہو لندہ صحت سے  
 حمزہ تھا لندہ صحت سے سیر می سیر می اختیار کی اور حمزہ تو حیت شہر سے میری غلات کہ بجا لگ لندہ صحت سے  
 کے ساتھ مروت کی میں سے غلات و حوت سے اپنے پاس رکھا اگر تم بھی اپنی جان کی سلامتی اور حوت اپنی بہت ہو تو اس کو  
 دیکھنے ہی فائیدہ کم دوش ہوش ہر ملک و حوت میں میری حاضر ہو اور جو اس دیوانے کے ہکانے سے گرا ہو گئے جو تو اپنی ستر  
 کو ہر غور کے میں سے سب سے اسد نے تہہ و پیر سے بکر چیرا بھگ دیا اور کہا کہ بکر پاس فروش بکر بازاری اپنے کو  
 صاحبقران جانتا ہو لندہ صحت سے مانتا ہو کہ بارگاہ ویک آسمان پر چڑھا دیا اور کہہ دیا اس سے کہہ دوں شامت تیری دیکھ  
 ہا بی بی ایک آدمی ایسی تیرے کردہ کہ کپڑا بچنا بھول جائیگا لکھنا یہ کبھی دیا ورتو کہ پاس خبر نے کہا لندہ صحت سے  
 ایرج مل و فصل کے سناٹے میں بیٹھا ہوا و طیل سکندری اسکا نام پر سدا دیا وہ صاحبقران زمانہ ہا اسکا مسکو







جو کچھ کرتا تو کرنا تو نہ ہو رہے گا آپ کو کیوں گزرتا ہے ایرج نے کہا میرا عیار اس عیار کو کہ جس کے اوتارنے نامے میرے لئے ہیں  
 ناموں سمیت پڑو یا نہ ہو رہے گا کہ آپ ان ناموں کو منگ لیتے اور اس عیار کو جو اس کے شاپور شیفت گیا اور شہاب بھی  
 کو ناموں سمیت لایا ایرج نے کہا کہ یہ عیار تھا راجا ہنسین اور ناموں پر کسی ضرورت نہ ہو رہا وہ عیار میرا اور میری میری ہی  
 مگر اپنے کوئی نام بھی نہ تھا جو کہ انہیں کیا تھا پلے نام پھر میرے بعد اس کے بیٹے قتل کا حکم دیکھے ایرج نے کہا کہ میں نے اس شخص  
 کے نام پڑ جانے میں اسے دیا تو نامہ شاپور نے نامہ ہاتھ میں دیا ایرج نے نامہ کو لے کر پڑ جاتی تھیں تھا اور شاہان باختر  
 جس طرح میں نے بہت ایرج کی کی جو اس طرح تم بھی اگر سب ایرج کی کر نہ دین تو تھا راجا ہنسین گرد و نو پڑ گیا اس ایرج  
 مضمون پڑ کر شہنشاہ اور آپ ان کے قید زندہ ہو کر کی تہ ڈالیا اور تھیں لے جو رہے ہاتھ ڈال دیے گیا کہا کلاویز اور  
 آگے خطا میری معاف کیجیے میں نے آپ کو پتا پایک نہ ہو رہے گا کہ ایرج تھا راجا ہنسین وہ ستانی حریف اور  
 انہیں چاہتے کہ تھے اور تھے ہفت سب ایسے لوگوں کو اپنی صحبت سے نکال دیا ایرج نے شیفت تارن فرمیں کو  
 نکال دیا وہ داراب کو کہا کہ خیر وادیر سے سامنے آئیے اور اقبال شاہ سے ہم ہوا شاپور سے کہا کہ تھنے بغیر ویرا سے  
 عیار کو کہیں پڑا ہوا یا نہ کرنا ہنسین مدد سے بیار ہو جاؤ گا تیری دھڑکتیں ہیں کہ دوست کو دشمن بنانا پڑا شہاب  
 ہندی عیار کو زنا تھا ہنسین سے بل کر نکلا دیا اور زندہ ہو کر اپنی دواہنی طرف بھاگا اور اپنے سواروں کو ہنسین طرف لے  
 دی خوش لے جو رہا اپنے میر کی طرح دلتا ہوا بیان تمام ہندیوں میں مگر ہندی جو کہ ایرج نے زندہ ہو کر مار ڈالا تو ہم  
 اپنی ہاتھ دینے اور ایرج ایک آفتاب پرست کو زندہ نہ ہو کر لے گیا اور سب مسلح اور کل ہو چکے ہیں قبضہ ہاتھ ڈالے  
 کھڑے ہیں کہ ہر کاروں نے خبر دی کہ ایرج اگر زندہ ہو رہے تو ہنسین اور قید سے لے لیا وہ دلاست ہند کہ تھیں سب دور سے  
 اور آکر قہقہوں سے پلے مارا کہ وہ نے ماکڑی رستم مان آپ ہم جو ہو کر ذلیل کرنے ہیں ہاتھ دایر ولین جاری تھیں کہ ہم  
 کوئی آگ نہ لاسکتا تھا یا اب ایک اسے سے دیتے ہیں اور خود ہاتھ باز کر ایرج کے سامنے ملے گئے یہ بھی مجال تھی کسی کی کاپی  
 طرف تیرھی نظر کر کے دیکھ سکتا نہ ہو رہے گا کہ شو صاحبو نے اپنے آقا کے زبان کی اطاعت کرنا اس میں چاہے ذات ہو چاہے غفلت  
 ہو اور صاحبو ہم سے نہیں جانی جو ہم۔ دہائی جو تھامی بہادری میں کی طرح فرق نہیں کیا بلکہتا ہوا داخل ارگاہ ہوا اور ایرج نے  
 حکم دیا کہ بل جنگ بچے کہ میں قلعہ پر سر کر دنگا اگر پانیر اعظم نے قلعہ کو بغیر لے نہ پڑا شیفت بل جنگ بجا اقبال شاہ نے کہا  
 کہ آپ حکم پر جا لے دھانہ لشکر پر اگرچہ سبقت لے کر آیا ایرج نے کیا عادی سے کہا کہ تم لشکر میں رہنا لگو دیا نہ لے تو لشکر گر کر  
 کر لیا اور اب کچھ نہ ہو جس سے کچھ نہ شہر تا اسے عرض کیا بہت خوب اور قلعہ میں ترکوں کو خبر ہوئی کہ ایرج نے بل جنگ  
 بجا لیا جو کل پوش کر بجا رضنا انصاف سے بیان بھی بل جنگ بچے بیان بھی قلعہ گزرا دیا اور اس کو ہر کاروں نے  
 بجا کر خبر دی کہ آج زندہ ہو کر ایرج ہند سے لایا گیا اسد ہولا کہ ہندی جو بیان کیا گیا وہ بڑا زبردست ہو  
 کر لگا اور میں نے سنا کہ چھوٹے سے لپٹا کیا لذت حاصل ہوئی جو گی اس ہندی کچھ مشوق نے گلے سے لپٹا لیا کہ اس شخص  
 ہر کاروں نے خبر دی کہ ایرج نے بل جنگ بجا لیا جو کل قلعہ پرورش کا ارادہ ہوا اور دو ہاتھ کی حفاظت کی ہو گیا اور  
 عادی کو مقرر کیا جو اسد ہولا کہ عادی کی قضا آئی ہو کل اسے اسد لگا اور قلعہ کا کہ جسکو تم سب تیار رہنا غرضیات  
 طرف میں طیارسی رہی جسکو قیاس خان اور تعلق خان قلعہ دور مانے پر اگر بیٹھے سفار و اطراف میں جمع ہوئے  
 اور عادی کو عیار کو تھیں آغا اور آفتاب پرست نمودار ہوئے بیان سے ایک آدمی گور چھوٹے لگا کھار گور کی تہ دے بلکھ  
 ہوتے ایرج نے کہا کہ صاحبو کیا ارادے ہیں ان سبے عرض کیا کہ ہم سب جاتیازی کو موجود ہیں ایرج نے کہا کہ کچھ نہ ہو  
 بیان لینے مشور نہیں خواہ مخواہ اسے ہاؤنگے بہتے ہو جب میں قلعہ کو لپٹیں تو اس وقت تھا کہ ایک لڑکر گزرا ان جنگ آسان رنگ



ہشت پہلو پر چار کونہ ہاتھ میں ہاتھ کر لکھ کر طرف روانہ ہوا اور دیر باؤن نے دیکھا کہ ایک کمر سوار پہلے آتا ہر طرف گیا کہ ایک  
کمر سوار سامنے سے چلا آیا ہر زمین پر کہ ایرج پر قیاس خان نے کہا غریب و پرانے دیہات کا کہ جب ایرج نے کچھ میدان  
تو کھائی ہو کر لیا تو وقت قیاس خان نے ہوائی دانی کو رہا اندرون سے گئے اسٹا شروع کیے تو چنانہ مد شکوہ و خوش و خوش  
میں آیا پہلی رنجش کی بچنے لگی دھوین کا ابر بیکر تیار ہو کر گئے شل اوئے کے پٹنے کے گرا ایرج کا یہ عالم کہ گرنے سے براہ کون  
کو رہ کر تاج پلا آنا پہلے اسد نے ہر فرست پانی اور ایرج کو جانب قلعہ سے ہوا تو چوہا ہزار اقرانوں سے اگر شکر ایرج پر ہفتہ  
قون گرا اور آفتاب پرستہ ن کو قتل کرنے لگا یہ رنگ دیکھ کر میعاد و دوزخ اور پکارا کہ او دیوانے کمر سوار کسان جاتا ہو  
اس نے کہا کہ میں نے سنا تھا کہ ایرج تجھ کو حفاظت لشکر کے لیے چھوڑ گیا ہے آگاہ ہو کہ وہ آفتاب پرستہ تجھ کو حفاظت کے لیے نہیں  
بلکہ ملک الموت کے لیے چھوڑ گیا آفتاب میں بغیر اسے تجھ نہ چھوڑے گا میعاد و دوزخ نے یہ سنا کہ ایرج مسرور ہو جا بیٹا کہ لکھ  
ارہ پشت منگ دس قصہ سنا گیا کہ اسد پر اسے بس اس کے ہاتھ کا تھا کہ اسد نے نہایت پھرتی سے ایک ہاتھ تو اس کا اسٹا پہلے  
ہمارا کہ پہلو اس کا زخمی ہوا اور شکر اس کا پھر گیا اسد نے اس کے پھرتے ہی دوسرے ہاتھ پر کیا کہ سر بھی اس خود سکا مجروح ہوا اور سامنے  
سے بھاگا اسد نے ایک کر ایک تھار اس کی پشت پر ماری کہ پشت بھی اس کی زخمی ہوئی اس وقت لوگ سچ میں گئے اور اسے اٹھا  
لیکے اور اسد لشکر کو پھر لوتے لگا اور غریب زمین آگ لگا دی شکر آفتاب پرستان میں لہلہا چلے گئے قریب قتل کر دے تھے اور لوگ  
بھاگ رہے تھے اور اسد ایرج کو لہن کو رہ کر تاج ہوا اب خندق ہو چکا تھا کہ میعاد و دوزخ کو لوگ لیکر ایرج کے سامنے آئے اور  
کہا کہ آپ تو قلعہ ستانی کی فکر میں ہیں اور بیان اس دیوانے نے لشکر کو لوت لیا ہے اور میعاد و دوزخ حال کر دیا ہے جس ہشتے ہی  
ایرج نے زانو پر ہاتھ مار کے پشت دست کو دانتوں سے کاٹ لیا اور کہا کہ اسدوس قلعہ لیا ہوا ہے اسے جاتا ہے ہر دوزخ شیطا  
نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں ابھی جا کر اس دیوانے کو گرفتار کر لاؤں آپ ہمیں قہر سے بیان سے چھوڑے زمین ایرج نے کہا کہ اچھا  
ہمہ ہا اس دیوانے کو زندہ ہمارے دست و دست سے ہاتھ آئے اسے آہ شکر و لیم شیطا طیمان سے روانہ ہوا لیکن اس وقت ہونا کہ جب  
اسد نے مار کر ستر ادا کر دیا تھا اور آفتاب پرست بھاگ گئے تھے قریب قریب لوت رہے تھے اور اسباب باندھے تھے کہ دوزخ  
نے پہنچے ہی غم کیا کہ باش اور دیوانہ بھول میں آہو چلا شکر اسد نے جواب دیا کہ تو بھی اگر تیری بھینا بھی دلتگی ہے کہ لکھ  
شل شیر قضا کا کہ دوزخ پر چھینا ہے اور پونا تھا کہ دوزخ شیطا طیمان سے روانہ ہوا لیکن اس وقت ہونا کہ جب  
ہر تھوار ماری کہ اسد کے دوزخ سے ہو گئے دوزخ نے وہی کڑا مارا تھا کہ اسد پر اسد اسد نے قالی دسے کہ دوزخ پر تھوار ماری کہ پہلے  
ظلم کر کے سر پہنچا ہی اور تاج و دوزخ کی دوسری تھوار اور ماری کہ شانہ بھی نشانہ ہوا میری تھوار پہلو پر ماری کہ پہلو بھی زخمی  
خون دس باغی زخم ہائے گئے کہ بقرار ہے کہ اپنے لوگوں کو پکارا کہ اسد جلدی مجھے پھاؤ کہ یہ دیوانہ مانتے فالتا ہے تھوار  
شکر کہ زخمی جھٹ پٹے اور دوزخ کو اسے بھاگے اور سامنے ایرج کے لاکر ڈال دیا کہ دیکھے دیوانے نے دوزخ کا یہ حال کیا ہے  
ایرج تاج پھر کر قلعہ سے پھر اپنے شکر کی طرف دھکی ہوا جب اسد کو یہ خبر ہوئی کہ ایرج آتا ہے تو جلد جلد اسباب لوت لایا اسد کے  
ہر قلعہ کا سامنے لیا اب ایرج سے اپنے لشکر میں آتا ہے تو اسد کا کہیں بتا بھی نہیں اسد کے داخل ہمارے طرف ہج رہا ہے  
لوگ اپنے عزیزوں کو روک دیتے ہیں لاش ہلاش گئی تھی زخموں کی نمایاں بھی ہوئی میں ایرج جھلنا ہوا میر  
کی طرف چلا دیکھا کہ خیمہ نہیں آگ لگی ہوئی ہر مال اسباب کھل چکا ہوا ہر سب کو اکٹھا جمع کر لیا اور آگ بھجوائی ہر ایک کو نشانی اور نشانی  
دوی ملدی کہ اسد ایرج نے لودس کے میطرح قلعہ پر بیکہ کر کچھ ہوا ہر مرتبہ یہی صورت ہوئی کہ اسد ایرج قلعہ پر گیا اور  
اسد اسد لشکر پر آگرا اور ایرج ہر مرتبہ پھر پھر آیا اور ہر چند اسد کو دھندہ ہوا لیکن کہیں پتا نہ لگا ایرج نہایت رنگ ہوا  
کہ اب میں کیا کہن اور کچھ کر دھندہ کو لہن قمارن لکھ میں نے کہا کہ اس شہر لہا ہے طمن سے کہ میں نے علم کچھ میں دیکھا ہے

کہ آپ قلعہ شک یسے اور ترک سب اسے جائیگا ایرج نے شاہ پرستہ تواس کی خبر نہیں دیا کہ وہ کہاں رہتا ہے  
 عرض کیا کہ میں نے چند دستہ عالیجن پانہ ایجا ایرج سے برہم ہو سکے کہ یہ بات میری چو کہ میں نہیں آتی کہ آخر وہ یہاں  
 کہاں رہتا ہے اس کی آہن پر ہتا جو کہ جنت نہیں ملتا آخر نہ ملے گی جو کہ جو جلیہ دوش کر کہیں نہ کہیں مل ہی جائیگا  
 حسین کہیں کسی پہاڑ کے دامن میں رہتا ہو گا یہ شکر شاہ پرستہ وہاں رہا کہ وہ عزمین پس کرنے لگا جاتے جاتے کیا دہشت  
 کہ اسد ایک پہاڑ کے نیچے مع رختا ہوا ہوتے مارا اور کمر بھر کر کہیں قنارح ہی کہنا کہ اس آفتاب پرست کو کہا ہی تاکہ  
 چھوٹے ہن قنارح کمر بھر کر بان بھائی واقعی امر ہو کہ یہ کام غارابی خانیکن نہ ہی اس آفتاب پرست کے شر سے نہیں چلے  
 پس شاہ پرستہ دیکھا ایرج کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اسد فلان دامن کو میں بیٹھا ہوا ہر جلد تشریف لیجے ایرج یہ  
 سنتے ہی سوار ہوا اور اس بیٹرن پہلا اتفاقا یہاں خضر غامہ موجود تھا اسے بلوایے اگر اسد کو خبر دی کہ ہر شمار ہو بلکہ ایرج  
 آپونجا پس اسد سے سنتے ہی قزاقوں سمیت دوسرے دستہ سے نکل کر اسد ایرج پر آکر خوب لو مارا ہوا قتل کیا اور وہاں جب  
 ایرج وہ کوہ پر پہونچا تو گرد پہاڑ کے گھیراؤ اکر اندر دے کو مٹ گیا دیکھ کہ وہاں بیرون نلی۔ ایہ کیسی کاتہ جی نہیں برہم ہو کہ  
 شاہ پرستہ کا کہ اسد کہاں ہے شاہ پرستہ کا کہیں نے آپ سے نہ تو خبر نہیں عرض کیا تھا معلوم ہوا کہ اسے آپ کے کنگلی خبر  
 مل گئی اور وہ دوسرے دستہ سے نکل گیا دیکھ ایک علامت تو یہی ہو کہ ٹھوڑے کی لپٹ لٹتی ہوئی پہاڑ پر ہی ہن آوے گی  
 علامت ہو کہ انڈیاں چلے سب معلوم ہوئے کہ ہن اب جلد یہاں سے اپنے لشکر کا راستہ لیجے ایسا ہو گا کہ آپ کے لشکر پر ہا کرے  
 شکر ایرج لشکر کھڑا پہلا اور یہاں اسد ایرج کے آئینگی خبر شکر محبت پٹ لوت اکر چتا ہوا اب جو ایرج آکر دیکھا کہ اسباب  
 شاہ پرستہ اور نیچے چلے ہوئے ہن کمال غنہاںک ہوا اور پتا خرویدی بن بہت آگے حکم دیا کہ بے دلیل جنگ کراخیر قلعہ  
 ہونے نہ پہونچا اقبال شاہ نے کہا کہ ضرور تو اور حرا بیٹے اور وہ دیوار پر شکر پڑا کر ایرج نے کہا کہ نہیں تم گھبراؤ نہیں  
 میں ولیم شہا ط زرنگی اور میعاد و رشک و راز گردن کو سپین چھوڑتا ہوا نکلا۔ یہ دیکھ میعاد نے کہا کہ دونوں کل میں ہن  
 میرے ساتھ نہ جانا ہوت وہ دیوانہ آہا ہے بیوقوف بلکہ انا اس قتل کر دانا ہاں نہ کہہ کر کہیں یہ علم ورمیعا دے دے ہا کہ بہت  
 اچھا آپ گھبرا ئے نہیں لشکر سے ملن سے یہی ہو کہ آپ ہی اس امر کا خیال غافل ہوئے ہن میں نے دیکھا کہ لشکر پر کوئی آسیب نہیں  
 گئے دیکھے عرض شب ہر تو سب بند و بست ہو کیے جب ہی ہونی تو ایرج سے کہانہ رزائی کہ ہن ہونے کی کو جی میں چٹا  
 اور روایت کی کہ تم وہ خون بھی بہت ہو شمار رہتا ہے مگر ہاں قلعہ ہن اب یہ کہ اور مرا ایرج قلعہ میری ہن سے و ف چا  
 اور اور اسد فازی کو کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ ایرج ولیم و میعاد اور راز گردن ہا ہونے کی کو حافظ لشکر کے لیے ہن  
 ہاں قلعہ گیا ہن تو رزائی و بریک نہ شکر ہا ہن اسے کہتے سر اٹھا کر قنارح کو سمیت آئے ہزار قزاقوں کے لشکر ایرج  
 پر ہانے لگے دیا اور کہا کہ تم لشکر ایرج پر ہا کر و اور جسطرح بنے میعاد کو نکال بھاؤ اور آتھ ہزار قزاق ہرا ہم سے  
 ساتھ کر کے حکم دیا کہ تم ولیم شہا ط کو جانب صحرانکال بھانا اور ہار ہزار قزاق غلغہ کے زیر حکم دے کہ ہایت کی کہ تم ہا  
 اور ماہو کہ کو جانب صحرانکال بھانا اور ہار ہزار قزاق اپنے ہرا دیکر لشکر ایرج کا راستہ لیا وہاں ایرج گرز گردن شک  
 آسان رنگ دشت پہلو پر چڑ کوہ اتر میں لیکر جانب قلعہ پہلا اور قلعہ سے نوب چنے لگی اور اور قنارح یوں بھا کر لشکر ایرج  
 پر گرا میعاد و رشک و راز گردن نے ہن قنارح کو آتھ ہزار قزاقوں سے آمادہ ہا کر خیال کیا تو پہنچے تو کون کو لیکر قنارح کھڑن  
 ہنچتا قنارح اس کے سامنے سے بھاگ کر صحرانکال پہونچا اور میعاد و رشک و راز گردن اس کے تعاقب میں چلے جو دونوں  
 صحرانکال پہونچ گئے تو قنارح سے ٹھوڑے کی لپٹ لٹ کر کہانہ کو دیا وہ اسے کیا تو ہم کہ ایسا ہوا ہنچا کہ میرا تعاقب کیا  
 اور بھاگتا کہ یہ ہاں قلعہ ہا ہن دو قلعہ ہا ہن ہن تو ہن سے ہن میں خوب تر چھوڑے قنارح نے ہن









پہانسی دے دیے جس میں یہ دیکھ کر کمال درجہ دل دل ہوا اور گھڑیاں اپنے ہر اداہ واکر لشکر کا راستہ لیا اور سر تو اس جگہ نے اپنے  
لشکر کا راستہ لیا اور ٹھہرا اسد کو خبر ہوئی کہ اسیرج لشکر ان لاو سے بے چارے جاتا ہے کہنے لگا کہ کیلان جاٹا ہے گھر سو رہ کر لشکر اسیرج پر  
گرا اور قتل و قح کرنے لگا آفتاب پرست بھاگنے لگے ایک قیامت سی ہر پاہو لگی اور اسد و زاپت اس اقبال شاد کے قہر کے  
ترہب ہوئے تو اپنے ساتھ اسے کہا کہ اسے اس مرازم سے قمار ان کو خوش کر دے کہ یہ مرد و کائنات دقار ان سے جو اسد کی آواز سنی  
اسے ڈیسے بت اچھ کی قنات میں لپٹ کر کھڑا ہو رہا اور اقبال شاد تخت کے پیچے چھپ رہا یہ حال دیکھ کر شاہ اسیرج کے پاس  
دوڑ گیا راہ میں اسیرج سے ملاقات ہوئی شاہ پور نے کل حال بیان کیا اور کہا اسے صا جعفران کتاب پرستان بلہ پٹے آپ قلعہ  
اسے اور اس دیوانے نے وہاں پہونکر لشکر کا حال دیکھ کر گون کر دیا سیکڑوں ہی کو تہ تیغ کر دیا اور قمارن کی تلاش میں پھردہ لگیا  
تو دیوانہ سو گز نہ پھوڑ لگا یہ سکر اسیرج گھر آگیا ہار کڑیوں کے ولیم شیطا طرزی کے سپرہ کے اور خود لشکر کی طرف روانہ ہوا جب لشکر میں  
پہونچا تو اسکا پیغامی نہیں تھا لوگ رہنے کے کشتوں کے پٹے کاٹنے لگے انارنگے ہوئے تھے سر جتا ہوا داخل غیر جاقارن لہریں  
لگا یہ حال دیکھا کہ کھڑا ہوا تھر تھر کا پیرا جو قمارن سے کہا کہ اس قمارن یہ کیا حال ہو قمارن نے کہا کہ خانوہ کی طرف کروان  
اس دیوانہ کے ہاتھ سے اسدے لشکر کا ناک میں دم ہو گیا یہ اسیرج نے کہا کہ اس قمارن جو دیوانہ جاٹا کہان جس دن میرے ہاتھ  
لگ گیا مار دینا دہی کر دو لگایا تو یہاں تین تھیں اور اسد کا مال سے کہ یہ جو لشکر اسیرج سے واپس چلا تو راہ میں معلوم  
ہوا کہ ولیم شیطا طرزی لگا مار لیے ہاتھوں میں وہیں سے ولیم کی جانب پھرا اور اس سے مقابلہ کر کے اسے زخمی کیا اسے سر سے کر  
لگا کر لکڑیوں میں آگ لگا دی اور پتلا راستہ لیا لوگ ولیم شیطا طرزی کی کوئی بھی نہیں رہے اسیرج کے سامنے لاسا اور عرض کیا کہ کھڑا  
ملاحظہ فرما یہ اس دیوانہ کے ہاتھ سے ولیم کا پھر وہ مال ہوا اسیرج شہید لکھ کر زور پر آقا اما اور کہتا ہے اسوس میں اس دیوانہ کا  
ہاتھوں سخت عاجز ہو گیا ہوا کوئی تیر لکھیں بن چٹنی کہ کیا کروان اور کیا نہ کروان کچھ بھرمیں نہیں آتا بقید مذہبی حکمیں ہاں  
کہ کیا نہ کر کرنا چاہیے تو کیونکر اس دیوانہ کی شر سے نجات ملے جب شب ہوئی تو سوچتے سوچتے یہ امر ذہن میں پہاگل سولہ دن اور  
مزدوروں کو کسی سردار کے ساتھ کھڑا بن گئے کہ اسے روند کر دو اور خدا اٹھے راہ میں فیو اور دیوانہ کی جانب پہونکر قلعہ کی  
واک جتا دیکھا کہ اسد کی خبر اور اسد کی خبر نہ پتا ہو چکا تھے رہیں جسطرح وہ دیوانہ اگر سردار دیکھ کر لگا یا تو جہر کر لگا  
سیر کا اسے خبر دینگے فوراً اسد کو دیا ہائیگا عرض جب سچ ہوئی تو سردار دن کو ولیم اور کلید حیم کے زیر حکم جانب سوار جان لیا اور  
اٹھاس راہ میں چھاٹاک ہر کارون کی دونوں جانب بخادی اسد کے غبوں نے اسد کو بھی خبر ہو چائی کہ آج اسیرج ہوشیار و  
خبردار ہوتا ہے آپ جسطرح سے جائینگے وہاں کی جانب دوڑ پڑیا اسد نے یہ سکر کہا کہ میری ہائیگا بھی جھگے کہ فرض جو اس باجی سے  
جا کر سامتا کر میں دیر آید دست آید ہر طرف اسیرج سے کھڑیاں جھگے کہ خبر اسد کو جمع کیا اس وقت طبقہ کو جو الزمین روئے کے  
عرصہ میں تیار کروالیا اور ہر طبقہ اٹھاتا تھا کہ چار چار ہزار تیرا از بغراف میں سکین طبقہ اسد ہر نوین ہر موایلیں ہر  
طبقہ میں گور بار و جمع کروادیا تیسرے طبقہ میں تیرا از وغیرہ بٹھا سینا اور سامنے قلعہ کے استہ دہرا یا تیس خان باور تعلق  
خان اور تمام ترکوں نے جوش جوالہ کو دیکھ سب کے سب اپنی زندگی سے ہانکنا باوس ہو گئے آپس میں ایک دوسرے سے رشت  
ہونے لگا ہر ایک آمادہ مرگ اور میاں تھا ہوشیا اسیرج نے بل جٹا بھی لیا کہ کل صبح کو ہم محمدیہ بٹھاب یہ خبر اسد کو پہونچی کہ  
جوالہ بکریا رہو گیا اور اسیرج نے بل جٹا بھی لیا تو یہ اپنے مقام پر سوچا کہ اسد تو ہی ان ترکوں کو حیت اسیرج سے آتی  
ہو تھا وہ تیرے ہی سب سے یہ لوگ بیت اسیرج سے ہانر ہے اور اب یہ سب تیرے ہی سب سے ہاں سے جائینگے اسد میں ہوش  
سے یہ امر بت بہت پر کاہ تو انکی اعانت پر کمر بند ہے اور اپنی بیان کو مزید کرے مگر ساتھ ہی اس خیال کے یہ امر ذہن میں آیا  
کہ یہ سب تو سچ اور بہت سچ ہو لیکن یوں بے سوچے کے بھی جان ویرنا کچھ ٹھیک نہیں ہو پٹے کوئی نہ یہ سچ لیتا پاتا ہے اور

اسی کے موافق کار بند ہونا چاہیے بعد اسکے چرچہ کچھ خد اوکھانے یہ سوچ کر غصہ کی دیر تک نرسر زانو سے فکر پر جھک کر رہا لیکن  
 سامت کے اسے خوشی کے اچھل پڑا اور میا ختمہ زبان سے نکل گیا کہ وہ مارا قتلح نے کہا کہ مایہ ختمہ سے جسے تو یقین کرو  
 کیا بات نہ سوچتے ہو جو اس قدر خوش و مسرور ہو اسے اس کے کہا کہ میں خود جان بوجھ میں یہ چاہوں جب تک کہ وہ گناہ تو آپ  
 ابھی طبع دیکھ لینگے قتلح نے کہا کہ نہیں بیان مجھے ابھی کہہ دو کہ مجھے اطمینان ہو جائے اس کے کہا کہ وہ جان غلط ہے یہ تو کہ میں  
 اس جال کو بغیر ہرے خودی چھوڑ دوں گا اور یہ لیکر خضر غلام سے کہا کہ اسے بھائی خضر غلام تم چل دی جاؤ اور جعفر رقیل مندر چری  
 کثرت سے یہاں سے لے آؤ خضر غلام نے کہا کہ خداوندی بیٹے یہ لیکر اشیوت روانہ ہوا اور ایک خود سے ہی حرمہ میں ہنوں  
 ملے اور چری میا کر لیا اور تمام رخت لے گیا کہ تم سب کے پاس جعفر پرانے دنگے اور قبائین اور پُرانے کپڑے ہوں سب لے آؤ  
 اشیوت بھوننے دنگے اور قبائین اور پُرانے کپڑے مانگے اس کے غم و غمناں اور چیری میں انکو تر کیا خود سے کہ علامہ  
 اور کپڑے کے چوبیس ہزار قبائین اور دنگے تلے اور چیری میں ترتیب کے گناج بہ سب مال دیا وہ چکا اور اس کے خضر غلام سے  
 کہا کہ خضر غلام اب یہ سب سامان تو دیا ہو گیا اب تم لشکر ابرج کی خبر لے آؤ پھر کوئی تدبیر کریں یہ سن کر خضر غلام اشیوت لے  
 اور جا کر خبر لے آیا اور عرض کیا کہ ولیم تو طلبہ کی گشت ہے جو اور ابرج چونچ لشکر میں صحبت آراہی یہ سن کر اس کے اباہر  
 میں مالک کو حکم دیا کہ ابراہیم تم باؤنر کو سوار لیکر لشکر ابرج پر جا کر وار و بطرح بن ہوسے ولیم کو اپنے ساتھ لگا کر نکال لیا اور  
 علق سے حکم دیا کہ علق تم بھی چار ہزار سوار لیکر جاؤ وہ اسکے ابراہیم سے کہا کہ نہیں ابراہیم تم تو میدان لیکر لشکر ابرج پر  
 حملہ آور ہو اور ابرج کو اپنے ساتھ لگا لیا اور علق سے حکم دیا کہ ولیم کو نکال لیا اور اس کے پھر لشکر پر جاؤ و لگا اور حار سے لے کر  
 سینا تا اس کے کمان میں جال کو بلاد و رنگا بندے کے بھی رہا جائیگا اور ستائھی تم دونوں بھانستے وقت نکل چاؤ دینا کہ اسے اس  
 کے نیرنگ اور روز خربت کاری کے میں نیک نانو پر اور دوسرا نشانے پر ہے اب کیا ہو گا انفرض جب سامان دیت ہو گا  
 تو پے علق طلبہ کی گشت پر جاگا اور پکارا کہ کون طلبہ کی گشت کا انفرض ہو شیار و خجہ وار ہو جائے کہ میں آپ کو نچا دلیم نہ جو  
 آواز سنو غزوہ کیا کہ تو کون ہو کھڑو رہ میں آپ کو نچا دلیم نہ جو شیار و خجہ وار ہو جائے کہ میں آپ کو نچا دلیم نہ جو  
 سرور لشکر سے نکل گیا اور اس کا جانا کہ ابراہیم اس کے ہم لیکر آکر اور حار سے لے کر ابرج کی خبر لے آئے کہ ابراہیم نے اپنے کمان  
 قاتل جن ولیم گیا ہوا چاہے وہ دوسرا دوا نہ کرے آپ اقبال خواہ نے کہا کہ خداوند اب آپ ہو شیار و خجہ وار ہے اب دیکھا  
 ایسی ہی ایسی عین کیا کرنا دیکھے خبردار کچھ ہی ہو لشکر سے باہر نہ جائیگا ابرج لے گیا کہ نہیں بھائی میں کیا لشکر فرما سمجھا نہیں  
 میں کیا اس کے دم پر آؤ گا جو مکر مرکب کو آگے بڑھایا اور وہاں آیا کہ جان ابراہیم قتل و قتل کر رہا تھا میں یہ رنگ دیکھ کر ابرج  
 نے غزوہ کیا کہ کھڑو رہ مرد و کمان جائیگا میرے اتار سے دیکھ تو میں تیری کسی درگت بتاتا ہوں کہ ساری دیوانگی تیری طبع  
 سے رو پکر ہو جائے یہ سن کر ابراہیم نے جواب دیا کہ کچھ دم دھری ہو تو آگے بڑھ رہا ہوں میں مع فرج سے تو کچھ کام نہیں چلتا ہے  
 ابرج ابراہیم کیلن بڑھادرا ابراہیم مجھے ہٹا دیں جہاں ابرج آگے بڑھتا ابراہیم وہاں وہاں ابراہیم ہٹتا جاتا ہے ابراہیم  
 دم میں ابرج کو بڑھاتا ہوا چلا آیا اور لشکر کے سر پر ہو چکر نکل چلا کہ اسے اس کے نانو اور پیلو میں تیر لگا اور ایسا نہ فرما  
 لگا کہ کتاب پناہت دشوار ہو لیکر ابرج کے سامنے سے بے تحاشا گھوڑے کی ہانگ سو کر بھاگا ابرج نے اپنے دل میں کہا کہ  
 آج یہ انا کو چھوڑ دے اور اس کا کام ہی تمام کر دیکھے یہ سوچ کر لگا کر ہٹا ہوا ابراہیم کے نقاب میں چلا آیا کہ کو سون لینے لگا  
 سے نکل گیا جب اس کے نے خبر سنی کہ ابراہیم ابرج کو لگا لانا دیکھا وہ سے آؤ ہزاروں لیکر لشکر ابرج پر شتون لگا رہا ہے  
 تو لشکر کا صف بکرا کر شروع کیا اور اسکے ہمراہی نیز و نیز و سب پر لے کر سے نکلے اور چری میں بیٹھے ہوئے لگا لائے تھے وہ  
 پر ڈال دیے اور آگ لگادی اور لشکر ابرج سے نکل لیکر چھوڑ کر شرم کیا اور آگ بڑھنے لگی ہر چند لوگوں نے چاہا کہ اس آگ



تو بجا میں گروہ آگ کیا بجھ سکتی ہے چون جوتیل چرتا جاتا ہر دون دون آگ بھڑکتی جاتی ہے جو رگ بولین بیٹھے رہے تھے  
 انھوں نے بہت بہت کوشش کی کہ کیسے طرح نکل جائیں مگر کچھ نہ ہو سکا ایک تو اس جوالہ میں ہزاروں سن بارود دھڑکتے  
 اسے میں تو بہن بھری ہوئی تھیں سرے سے تیل اور چربی کے بیٹھے ہوئے تیل کے بیٹھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آتش  
 نروہی شعلہ زن درخشاں ہزاروں ہی آگ کی جلیں گر خاک سیاہ ہو گئے اور اسد خوشوقتی میں بغین بھلا ہوا چھوٹا ہوا  
 گودر ہوا چھوٹا ہوا کہ وہ جوالہ کو دیکھتا لیکن ہر کاروں نے ہلک کر ایرج سے خبر کی کہ آپ کے تعاقب میں جاتے ہیں پھر آسیر  
 اسد نہیں کوئی دوسرا شخص ہے خداوند اسد نوک لکڑی قیامت پر ہار رہا ہے جوالہ میں آگ لگا دی تھوڑی دیر میں آگ کی جلیں گر  
 خاک سیاہ ہو گئے دیکھتے دور دشمنی آگ کی دکھائی دیتی ہے ایرج اب جو خبر یہ کہ دیکھتا ہے تو فی الواقع دشمنی معلوم ہوتی ہے صاف یہ  
 ثابت ہو تا ہے کہ ساکھو شیشم کے پورے درمیان میں یہ بیٹھے ہیں آگ کی جلیں گر رہیں یہ دیکھ کر بھلا تا ہوا نہ جیج تو حوت ہوا  
 اپنے لشکر کا رستہ کیا یہاں اسد کے جیوں نے اسد کو خبر دی کہ بھاگے ایرج آتا ہے اسد سے سنتے ہی بھاگ نکلا اب جو ایرج وہاں آکر  
 دیکھتا ہے تو اسد کا نشان بھی نہیں اور جوالہ میں آگ کی جلیں گر رہا ہے اسد میں سے جتنے کی چاہندے تھے وہی بڑے دیکھ کر منہ اپنا دلوں ہاتھ سے  
 پٹ لیا اور کہا کہ اسے یہ دیکھنا ہی تھا اور میرا لشکر ہر تہہ پریشان کر دیتا ہے اسے صاحب لے دینے کوں کے ایک تو میں بھی  
 اسے دیکھتا تھا اگر فی معلوم ہو کہ ہزار ہا لگا ہے ایک سیاہی دور دیکھتا ہے وہاں کے دو خودیوں نے اور اچھا اس خان کو تھانج  
 خان و خیر نے جو جوالہ کو جتنے دیکھا تو سہاگنے لگے کہ یہی کیا ہے کیا جوالہ میں کیا ہے وہ دلا صاحب اصل ہے کہ بچے ہوا  
 ہمارے ہوتا آج تک نہیں دیکھا اور دیکھا کہ اس کے بعد اس جیسے آدمی سنا بھی نہیں رہی حقیقت ہے شخص  
 ہنسہ ہنسے ہوا اور اس طرح نے ہر خودیوں کی ہلک آتش جوالہ کو فرو کر کے کیسے طرح نکلے ہو کر اپنے خیمہ میں آیا تھا  
 زمین سے کھانکھانے لگا وہ بھاگنے لگے کہ اسے کیا خبر کی ہے اور کس بھر صاحب سے جوالہ کو پہلایا اور کیا پختہ تھیں کہ وہ وہاں  
 پھر ہر کاروں سے ہلک کر کہ جلد ہلک کر اسد کا پٹا لگا لگا آج تھے اسد کا پٹا لگا لگا اور نشان اسکا لکھ کر ٹیک نہ جلتا تو تم سب  
 کو نکل کر دیکھا کہ علم مکرم خناشیم سکرانیدت ہر کار سے روانہ ہوئے اور صرف تلاش ہوئے جاتے جاتے اسد کو ایک کوستان میں  
 پایا بہت بہت جا کر ایرج کو خبر دی کہ اسو صا جھڑان آقا ہے ہر شان اسد کو وہ منور پر رہنے سو رہا ہے سکرانیدت خوشی  
 خوشی ایرج سوار ہو کر پہلا قنارے کا رافعات مدد کا ضرغام لشکر ایرج میں موجود تھا اور قریب سوار ہوا اور اسے  
 ضرغام اسد کی خدمت میں روانہ ہوا ایرج کے آنے سے قبل اسد کو خبر دی کہ بھاگو بھاگو ایرج آتا ہے ایرج مسطح بھاگا بھاگ  
 ہوا کہ طرح آگیا کہ جب تک اسد بوشاک پہنے ہی پہنے ایرج قریب آگیا اب اسد بالکل دست پا ہو گیا اور تو کیسے طنز و ہانسی نہائی  
 مگر تیار ہو کر فرنگو شیشم کا رستہ لایا ایرج نے اسد کا تعاقب کیا اسد بے تھلا بھاگتا ہوا قنارے کے سامنے آیا تھانج خان نے آٹھادی  
 گویا شہر میں خیمہ رحمت ایرج پہنچے جہاں آگ لگا کر وہ قلعہ کا کھولہ یا گیا تو وہ بھی چلا آگیا شہر کو تاخت تاراج کر دیا اسد نے کہا کہ  
 تم گھبراؤ نہیں میں قلعہ سے لپٹ کر کھڑا ہوتا ہوں تم گولہ بارش شروع کرنا اور جب میں آواز دہن تو دور دہن دہن دہن دہن دہن دہن  
 سکر بہت خوش ہوا اور اسد نے یہ رفتہ رفتہ رخسار کھانچے کو پونچا ہوا ایرج کے تعاقب میں آتی تھی لیکن نے اس پر گولہ لگایا  
 شروع کیے ہزار ہا آقا بہت مارے گئے اور وہ وہ ہلکے ہوئے دیکھ کر اسد نے آواز دی کہ یہ منہاج خان دہلہ درانم  
 کھو لو تھن خان نے بہت کم دھارہ لگا کھو کر اسد کو اندر لے لیا اور قنارے کے سامنے اسد نے اسد کو قلعہ آگ لگایا اسد نے اسد کو  
 اور مسلح و کل ہو کر رہا لیکن وہ دہلہ پر آکر جیسا ایرج لے کر اسد کو اس جیشیت سے دیکھتا تھا کہ وہ دہلہ پر آکر جیسا  
 اور اپنی بارگاہ میں آکر منہاج دیکھنے لگا بھلا اسے شہر آڑنے کے جب خوب نشہ ہو گیا تو میں حالت سکون میں رہا کہ بے طرح جنگ  
 کل میں لکھو لے لگا کہ حکم تھے ہی لشکر ایرج میں قنارے سنڈی گڑ گڑایا جب اسد کو خبر ہوئی تو اسے بھی حکم دیا کہ اسے یہاں بھی

نقارہ ندی نوازش میں آئے انھوں نے بھر دو دن جانب ہماری رہی مدد ابوشاہ باطل اور میرزا باشر بندر ہی چاہے ہوں  
 تو اسد مع رفقا روانہ نہیں ہوا کے چٹا اور اوس لشکر آفتاب پرستان کی آمد شروع ہوئی قلعہ پر سے اگلا گولہ پڑنے لگا تو  
 گولے کی زد سے لشکر کمزری ہوئی اور ایرج گزرگان سنگ آسمان جنگ بشت پہلو پر چڑھ کر دیکر قلعہ کی طرف چار دیوہ بانوں سے  
 دور میں سے دیکر اسد سے عرض کی کہ ایک سو گرگز باقر میں ہے جو سے اٹھاؤ تو میں ہرگز ایرج ہی ہوتا اسد نے کہا کہ زور پڑنے  
 دو جب ایرج نے اس کے میدان سے بھی کچھ آگے بڑھ کر آیا تو گزند از دن سے عرض کی کہ اب ایرج خوب زور پڑا ہوا اسد نے حکم دیا کہ نوایاں  
 شروع کرو میں یہ حکم سننے ہی تو پتہ نہ رہا شروع شروع خوش بین آیا اور گولے پڑنا شروع ہوئے لیکن ایرج اور دن کو روکا ہوا ہوا  
 ابو پنجاب ہفت غلہ ہار کے داغ چکے تو اسد سے عرض کیا کہ اوس شہر اب بہت قلعہ دار ہے کہ بھی دیکھتے اب کیا حکم ہوتا ہے اسد نے کہا  
 کہ میں اب اندر دیکھ لو دیکھو کہ کوئی کھدائی ہو رہی ہو یا نہیں سو گاہ سنگ گزند از دن سے ہاتھ روک لیا اس پر حیرت کا مودون ہوا  
 اور رفتنی کا ہونا تھا کہ گزند از دن سے عرض کیا کہ مضمورہ تو بہ خندق پر چڑھا اور کوئی گولہ بھی آئے نہیں لگا تمام قلعہ میں ایک  
 بل بل پڑ گئی ہر ایک کی زبان پر یہ تھا کہ اب خدا ہی بچا ہے تو کہیں اس لیے کہ اب وہ خندق پر چڑھ گیا ہوا تھا اب کوئی دشوار  
 نہیں ہوا ایرج نے غلہ میں آکر دیکھی کہ اوس شہر پر سوار کچھ تو ہیں تھا مگر مال کرتا ہوں ایک کو تو زور دے دو ونگا نہیں بھی کو تو  
 گولہ لگا کر تو میں سے ایک کو چھوڑ دیا تو اپنا نام ایرج نہ رکھا ہوا اسد نے یہ سن کر حکم دیا کہ اس مالک بن ملکوت شاہ کو بلوچر بھیج  
 شاہ ایرج پابندی تھا کہ خندق سے دست کر کے پار چلا جائے اور وہ ہزارہ قلعہ کا توڑ دے کہ تو کون نے مالک بن ملکوت شاہ  
 کو لاکر دیر بھیج دیا اسد تو اسے پکارا مالک بن ملکوت شاہ کے سر پہ کھڑا ہوا ایرج سے پکار کر کہا کہ ایرج اگر ایک قدم بھی  
 آؤں گے تو بڑھاؤ میں نے مالک بن ملکوت شاہ کا کام تمام کیا اور تو میرا مال بھی بچا نہیں کر سکتا ایرج نے جو مالک بن  
 ملکوت شاہ کو دیکھا تھا کہ سلام کیا اور کہا کہ اوس غازی آپ اسے نہ سہیے میں ابھی چرہا نہیں مالک بن ملکوت شاہ  
 میری جان پر اسے کسی طرح تکلیف نہ ہو چکا اور ابھی طرح رہے اسد نے کہا کہ اگر پاس فرود نہ پڑا تو اسے اس طرح کچھ سے اس  
 سے جو وہ میں کا لگا اپنے رشتہ کو کھلا دیا مالک بن ملکوت شاہ کو کھلا دیا اگر تو چاہتا ہو کہ مالک بن ملکوت شاہ ابھی  
 طرح رہے اور اسے مات و مار سے تو اپنے باور چھانے سے کھانا نہیں کر اپنے خدشاہ دن کو خدمت کے لیے مجھ سے اسے لوگ بھی  
 انکے ساتھ آ رہے ہیں ایرج نے کہا کہ اچھا اور اسد میں دوسو خان کھانے کے ہر روز روانہ کیا کر دیا کہ لکھو قلعہ کی جانب سے چڑھ  
 اپنے لشکر کی طرف آیا اور دوسو خان کھانے کے ہر روز میرزا باشر کے چہرہ روز اسیر گزریے اب ایرج کا میلان و پریشان ہوا  
 بہت مسرور ہوا کہ کس طرح قلعہ کو لے لیا کہ اب اسے جب خیر پریش کرنا ہوا اسد مالک بن ملکوت شاہ کو زیر تیغ بنانا چاہتا  
 اختانات روز گھر فرخ تاج کا بھائی مظفر تاج تھا کہ گیا تھا اور اسکی زوجہ بھی سہا شوق تھی اور کچھ برس نہیں پہنچا تھا کہ اس  
 ایرج تک پہنچے اب اسکو یہ موقع بہت غرت معلوم ہوا اور اسنے خیال کیا کہ جیلر بن چھپ لے کئی کر دے ایرج کو براہ قہر  
 میں بلواو اور مطلب دلی حاصل کر دو اور شہر کو اس کے قبضہ میں کرا دیت جیل اپنے دلیں ستم کر کے اپنے باغ میں جو دروازہ شہر سے  
 بہت قریب تھا قہر کو دانا شروع کی اور اتنی بڑی قہر کھدائی لایا کہ ایک سو اس طرح نکل آسے اور مردان قہر کا  
 قریب لشکر ایرج محو سے اہتم میں نکلا اور اب جب وہ قہر تیار ہوئی قہر کھانے نے ایک تارہ شلیق خسار ایرج کو جان کو جان  
 مضمون تحریر کیا کہ اوس شہر پر چھوٹی دودھری ماہ آسمان حسن دغوی مشوق دلدار جوان مہمان ہو شہر سے عالم دنیا ایساں جیتنا  
 لشکر آفتاب پرستان اپنے ایرج نو جوان زلف بشت ہیں اتنا دیکھ کر یہ تسلیم عرض کرتی ہو یہ کسیر قہر میرے خاوند حضور پرورد پر ایک  
 مدت دیر سے دلدادہ و جان دادہ تھی اور دیدار حسن و جمال اور لذت خیراب وصال کی اشتاق تھی نہیں کوئی موقع ایک ایک پہنچے واپائی  
 تھی کہ کو ایک عالم کے پسندے میں چھپی تھی آتش زلف سے جلا کرتی تھی اور کوئی تہ نہ نظر نہ آتی تھی قلعہ دار اختانات روز گھر



[illegible]

خو جان وریا با بری رو کیا و جو جان سے اسد کو کھڑا آواز دے کہ خبر دلدادہ دیوانے اور عریا تو زبہ بایگا اسد سے  
 یہ آواز سکر دروازہ اچھوٹا نکلا کیا جان خستہ صبا بیٹھا ہوا خابیا اسد سے واندہ اختہ نہ ہونی مختصر صبا سے لگا اسد کھنکھ  
 وہاں سے ہی چلا اور وہاں ہفت منظر چھ آواز بان دیکھ شہا طر بیٹھا ہوا تھا اسے آواز دے گیا اسد سے شہا طر بیٹھا ہوا تھا  
 وہاں سے ہی آجانی اب اسد کھنکھ گیا اور دیکھ شہا طر سے اسے ہنسی کی گھر پر ہر چند بچکوان ایسے نہ کیونے کوئی  
 خوف نہ ہونچا ہوتا ہوا ہر کوئی بھی کافی ہون لکھ ایسی اگر شتاب جنگ میں آیت آپڑ تو پر شور ہوئی اس سے بہتر ہوئی  
 کہ ہانے چاہی بل میں سون سے جان بچا بہت ہی وقت کا امر یہ سوچو دیکھ شہا طر بیٹھا ہوا تھا کہ حال یہ جو کہ زمین پانوں  
 سے نکل جاتی ہر پانوں ہوا کی کھین پڑتا کھین ومانین انکھ ہوا پڑتا ہوا پڑتا ہوا اور آسمان کے طرف منظر اٹھا خاک  
 و طین اٹکنا جا تا ہر کا دیکھ و دیکھ مہم قوی اس خالہ کے چہرے نہات دینے والا ہوا ہر دیکھ و دیکھ مہم قوی اس خالہ کے چہرے نہات  
 خداوند ما بلکہ کسی جلسہ میں ہونچا ہوا یہ ومانین انکھ ہوا پڑتا ہوا تھا کہ ایک اعاط کے قریب ہو چکی غور سے جو دیکھتے  
 تو دیوار میں اسکی نہایت شکر میں ہیں جب فکر کر کے اس اعاط کے اندر جا کر اور چار جانب اپنے سر واروں کو سنا و کھل کر کے  
 بھاہ واد اور اس اعاط کو مثل گنبد کے تیار کر لیا اور آواز پکار و مستعد کارزار ہو بیٹھا لیکن ایریج جب اہل سلام کو قتل کر  
 ہوا اس اعاط کے قریب ہو چکا اور اسد کو مع رفقا سلام و کھل اعاط کے دروازہ پر بیٹھا دیکھ تو غور کیا کہ ہوا او دہو اسے خبر  
 دہو شیارا چھے نہ قح سے تیرا سامنا ہوا اب میں تجھ کو ب زندہ چھوڑتا ہوں اسد سے سکر چھوڑا ہوا کہ ہا بیٹھا اور آخا بہت  
 اپنے گریبان میں منتقل دنیا میں نہ تھے زیادہ شاہ ہوا کہ کوئی پیدا اور بہ شرم ہو گا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے اپنی عی کو جو رو بنایا  
 اور اسکی نہ مستعد میں آیا گویا اب تو خوب یاد رکھنا کہ میرا تو کچھ نہیں جانتا میں اپنے خدا پر تکیہ کہ ہوتے بیٹھا ہوں خدا سے ما  
 جبرگ است اگر خدا نے مدد کی تو تجھ کو بھی حاصل ہوتا کہتا ہوں اور اس کا تہ کو درست کرتا ہوں تجھ کو اور اسکو ایک ہی بر سے میں  
 رکھ کر نہ چھوڑوں تو اسد پتا نام نہ رکھوں میں یہ کلات سکر ایریج آگ ہو گیا اور پکارا کہ اور دہو اسے مردہ و شہر بامین ابھی تو تیرے  
 گز سے نکلتے کرتا ہوں اور چاہا کہ گھوڑے کو آگے بڑھانے کہ قارن ہر میں اور مالک بن ملکوت مشاد نے آگے بڑھ کر  
 عرض کیا کہ خداوند رات ہو چکی ہر تاریکی خوب پھیل چکی ہر اسوقت جانا مناسب نہیں جو معلوم نہیں رات کو کیسی گز سے کیسی گز  
 اسوقت پھر بیٹھا صبح کو ہوا بیٹھا ایریج نے قبول کیا اور کھانا خوب اس اعاط کو چار طرف سے گھیر لیا ایسا نہ کہ دیوانہ کسی طرف سے  
 نکل جائے اسوقت نام آخا اب پرستون نے چار طرف سے زندہ کر لیا اور با سطر سے اس اعاط کو گھیر لیا کہ مصلح دانشو نہیں نہیں  
 یا انگوٹھی پہنکے ہو تا جو جب خوب چار طرف سے اس اعاط کو گھیر لیا تو ایریج پکارا کہ خبر دیوانے رات بھر کے لیے تجھ کو اور چھوڑ  
 دیتا ہوں کل تو جو اور تیرے آواز کی دھار سے لکھ ایریج وہاں سے پھر گیا اور اسد کو جین ہو گیا کہ کل صبح کو ضرور قتل کیا جلاؤ  
 سمجھ لے کہ اگر یارو یہ شب شب آخر ہر ہم تم سے بغلیں جو لین تم سے مل لو اور ب کے سب میرے پاس سے پٹے جاؤ اور ایریج کہیں  
 کر لو اسلئے کہ اسے صرف مجھے غرض جو تم سب کیوں میرے ساتھ جانیں دیتے ہو اگر میری ہر ہی کر دے گا اسے جاؤ سکر سکر  
 سمجھوں نے عرض کیا کہ خدا ہر روز نہ دیکھتا کہ ہم آپ کو ساتھ چھوڑ دینا ایریج بہ نہاد کا ساتھ دین آپ کی موت چھوڑ کر  
 اس آخا بہت سے کی بہت کرید الیافا باندہ کہیہ کو چھوڑ کر تیکہ کا راستہ لین یہ کہے کہی نہوا آپ کی ہر ہی میں مارے جائے کہ ہم  
 جلات ابدی تصور کرتے ہیں یہ آپ کیا فرماتے ہیں آپ وہ وقت تو اسے دیکھے پھر دیکھے گا کہ ہم نے کیا کام کیا اتنا اتنا  
 ہر وقت تک ہم زندہ ہیں آپ پر خدا ہی آج نہ اسے دیکھے ان جب ہم تو تھے اسوقت پھر آپ کا خدا ملک ہو اور خداوند ہو تو خوب  
 اور تیرے ہو کہ آپ نے ہر سی نسبت ایسا گمان کیوں کر کر لیا کہ ہم سب آپ کا ساتھ چھوڑ دین ہو کہ آپ کے اس خالہ سے سخت استیجاب ہو  
 ایسی آپ سے امید نہ تھی کہ آپ ہیں ایسا تصور کرینگے سبحان اللہ یہ سکر اسد نے رو دیا اور کہا کہ مہا جو دیکھ تم ایسی ہی





اور سر اسکا عرض سے ڈر دیا اور وہ بہن یہ ذہین و کھانا پڑھنے میں کیا کیا جاسے گا یہی لکھن اصل یہ جو کہ کچھ لکھا وہ لکھن حور سے  
 کیا نہ لکھن حور اس کے شریک مال ہو جائے پاجی زور معان پر پڑتا اور نہ اس قدر سرانجام لکھن سے لکھا کہ اسے شہر بار پلٹن رہے  
 اور گھبراہٹ میں مین اس کا ظہر سے ستر ونگا اور اسے واسل نہیں کر دیا یہ سکر اسد نے کہا کہ ای لکھن خود تیرے ام اس میں  
 بدکت دس اور مکے قریب ایک گرجہ میں کون اس پر مل کر لکھن نے کہا کہ میں بہر طور آپا طبع ہوں جو کہیے گا سو کر لکھن  
 ستر کہا کہ لکھن اب تو تم سب ساتھ ہو لکھن ایسج پشیمون مارا ویدہ اس کے چہرے پر لکھن نے کہا کہ بہت دھما میں آپ کے ساتھ ہوں  
 پس لکھن اسد دو نوں کے دو نوں اپنی اپنی فوج سمیت لکھن ایسج پشیمون گرے قتل و طالع کیا شروع کیا نیمونین آگ  
 لکھن ایسج مین ایک غلو بنے ہوا کا اسد دیوانہ اسد ڈالنا یہ بیان ایسج جو صبح کو بیدار ہوا تو اپنے لشکر کی سمت سے  
 ایک غلو پانٹا لی دیا لوگوں سے کہا کہ دریافت کر ویسے لکھن یہ غلو کیا ہے اسد تو یہ میں گھڑا ہوا ہے پھر کیا اور کوئی شخص میں  
 اگر اپنے شہزادے لکھن صاحب غلو بہت کے خود ہی آخر ضرر اچھا اور ایسج پر گے کان لگا کر جو سنتا ہے اسد سے ہوتی کی  
 اولیٰ حیران ہوا کہ اسد وہ ان کیونکر ہو چکا وہ تو میں گھڑا ہوا خیال کر کے اس معاملے کے پاس اگر دربانوں سے پوچھا کہ  
 اسد لکل گیا ان سب نے کہا کہ حضور جی وقت سے آپ بہن بیان قیامت کر کے ہیں اس وقت سے ہم سب نے غلو بنے یا کہ مرے  
 یہ لکھن ایسج اس معاملے کے اندر آیا دیکھا کہ معاملہ ثانی پڑا اسد کا پتا نہیں یہ دیگر ثابت آئندہ ہوا اور دربانوں سے بہت  
 ہوا اور ہر ایک بہت ہی خفا ہوا اور کہا کہ تمہیں لوگوں کے منہ کھلنے سے میں قتل اسد سے شب کو بازار ہا آخر کار دیکھتے تو  
 صبح ہونے ہی صاف لکھن ہوا پھر لکھن ایسج پشیمون کر دیا وہ کیا کس طرف اور کون سا راستہ ایسا کہ اسے ہاتھ لگ گیا کہ تر  
 لوگوں کو غیر ہونی اور وہ نکل گیا یہ سکر لوگوں نے غلو جس کو کیا تو معلوم ہوا کہ قتب کے راستے سے نکل گیا اگر ایسج سے بیان کیا  
 کہ حضور میں قتب میں سے آپ آئے تھے اسی میں سے اسد بھی نکل گیا پھر اس وقت ایسج اپنے لشکر کی طرف چلا اور اس کے گھیرے  
 میں یہ بھی نہ کیا کہ قتب پر کیسے تھیں کہ اسی طرح قتب چھوڑ کر روانہ ہوا جب قتب اپنے لشکر کے پونچا تو غلو کیا کہ باش او  
 اسد تاجدار اور دیوانہ و کار میں آپو پنا تو ہا نا مان ہو دیکھ تو میں میری کیا کت ہا ہوا یہ غلو ایسج کا خضر غلام نے سن  
 پایا اسد سے جا کر بیان کیا کہ بوشیار و خیرا ہو جیسا ایسج بہن دانا پونچا یہ سکر اسد نے بوق بھادی کاخی باران ہر روز وہ ایسج  
 لکھن وہاں سے قتل کا سبب کیا مہر قتب کا تو دستور کھلا ہوا تھا اسی قتب کے راستے سے پھر داخل قلعہ ہوا اور قلعہ میں اگر قتب  
 بند کر داتی یہ خبر سکر نے وجہ خواہ مظفر انار کاں برائے گئی اسے خود منا شروع کیا چاروں طرف غصہ کیا مگر کہیں پتا نہ  
 بچھو ہوا اسکی تلاش سے دست برد ہو کر تمناج خان اور قیاس خاں وغیرہ ایسج کی قید میں لے آئے سبکو مع  
 اسے ترکستان قید سے رہا کیا اور مالک بن ملکوت شاہ کو پھر دستور سابق مقید کیا اور غلو دروانہ پر آ کے حکم دیا کہ  
 بان طبل شادمانی بجا دو اسی وقت طبل شادمانی بجے لگا اور خود اسد نے بوق بھانا شروع کیا ایسج اپنے لشکر میں اسد کو تلاش  
 کر ہی رہا تھا کہ اسد سے بوق سمیت قلعہ سے سنائی دی تمیر ہو کر قلعہ کے سامنے آیا دیکھا کہ اسد مع رفقا بوق بجا رہا اور مالک  
 بن ملکوت شاہ بندھا ہوا کھڑا ہے دیکھ کر ایسج غایت تاہج کا اگر قتب کی طرف ہو گیا قتب پر آیا دیکھا کہ قتب کا مہر بند  
 ہو چا ہوا کہ وہاں سے بھی پھر اور غایت وہ بہت مساف ہوا کہ اس میں جن سے قتب پر کیسے نہ معین کیا مارے گھبراہٹ کے  
 کچھ خیال نہ آیا قتب کو پوچھتے پوچھتے معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ اسی قتب کی راہ سے نکل گیا یہ سکر ہر ایک نے عرض کیا کہ  
 اسے شہر بار پلٹن ہوا ہے ہی چک اور اتنا سے مرتبہ کی لکھن میں ہوتی قلعہ لیا ہوا تھا کہ سے جانا اسے سکر قارن کر میں  
 عرض کیا کہ حضور متاسف ہوا کہ چہر آپ کے ہاتھ لگ جائیگا اور پھر آپ قلعہ پر بخوبی قابض ہو گئے ہیں ہم شدنی بودہ تھیں  
 ہاتھ لکھن بن لکھنات ذنگی کا غلو خضر اسے کہ لکھن نے اسد سے کہ لکھن شہر بار میں اس قتب پرست سے مقابلہ کر دیا اسد نے کہا

















داراب کے پونچا داراب نے جو ایک شیر صولت خود اصف کھاتے دیکھا بہت تھکاؤرنے فی دونوں اور داراب مالک نے  
 گرد و سپر کا ہاتھ میں لیا اور بڑے زور سے دونوں ٹکاوڑن ہوسے ہاتھ سے سپر پر سپر ہی سپرون کے ہونے میں سپر لگایا  
 آگ کی جھڑپیں گھنٹ سپر شل گھاسے آتش بازی کے شہر افشان ہوسے پانچ پانچ سات سات قدیم دونوں کے مرکب  
 برابر سے ہٹ گئے مسل سکڑا تو نہیں ایک دوسرے کے مقابل ہوا داراب نے مالک کو دیکھا کہ چہرے پر ایک ٹیپ شان  
 و دہرہ اور رعب و داب معلوم ہوا ایک آنکھ فتنہ منج کے نیچے چھپی ہوئی اور دونوں آنکھوں سے گزرتے ہوئے سات سات  
 پانی جاتی تھیں داراب کو اس سے ہلکے الف سے پیدا ہوئی اور مالک کی آنکھوں داراب پر پڑی ایک جولان باد طلعت کو دیکھا  
 کہ غصے گردن بند لاکر تلی سینہ چڑا بیٹہ صورت و شکل حمزہ صاحبقران کی صورت سے شاہ معلوم ہوئی کہ مالک کو بھی دیکھ  
 کمال محبت پیدا ہوئی سلنا ہونے ہی دونوں کے ہاتھ سہم کو اٹھ گئے داراب نے کہا کہ مالک تم کیوں میری سرحد میں آکر  
 کرو کشت ہوسے مالک نے کہا کہ میرا قاضی حفاظت کے لیے مقرر کر لیا اور یہ صاحبقران کا کہ جب تک میں ظلمت سے  
 وہیں تاؤں تم داراب کا ساتھ نہ چھوڑنا اس لیے کہ داراب میری اولاد میں سے ہے داراب نے کہا کہ خوب عجب بات ہے جس کا باپ موجود  
 آتے رہا نہیں کہتے سیرا باپ تو موجود ہے حمزہ صاحبقران نے یہ سب بالکل غلط کہا میں ہرگز انکی اولاد میں نہیں ہوں مالک  
 نے کہا کہ اگر داراب بچے امیر حمزہ صاحبقران کے ارشاد کو کبھی جھوٹ نہیں پایا وہ ہرگز غلط واقع امر نہ ہاں سے نہیں  
 نکالتے بلکہ الزمان کشتی لڑتا پھرتا تھا اور باپ اسکا بچہ لگاؤڑ شہر تھا کہ جب حمزہ صاحبقران نے اسے دیکھا تو رفع  
 کا ذرے تھمتا ثابت ہوا کہ بدیع الزمان حمزہ صاحبقران کا ذرہ ہی کیا جب یہ ملک سے توفیق ہو کہ ایسا ہی کہہ سارے غار  
 بھی جو جب تھے اور صاحبقران سے قصیدہ ہو گا تو ثابت ہو جائیگا یہ سکر داراب نے کہا کہ خیر ایسی ہی باتیں کہتے بہت سی ہیں  
 میدان جنگ ہمارے قبل و قال نیست اب نہتے جو کچھ ہو سکے قصور کرد مالک نے کہا کہ سنو داراب ہم اہل اسلام پیشہ سنی جاہل نہیں  
 کہتے سبقت جنگ اہل اسلام کے قواعد سے مخالفت ہے داراب نے کہا کہ خیر ہمارا تو قاعدہ ہے خبردار ہوشیار یہ لکھ مرکب کو بھی ہٹا  
 اور پھر خبردار خبردار لکھ پڑیزو داراب مالک نے نیزے کو نیزے پر روکا بس اب کیا تھا ان پر تلان لکھے تھی پھر پھر پھر  
 اگلی سنان سے سنان لڑنے لگی مگر کیوں حال یہ کہ اشار و پیر شل بلیوں کے چل رہے ہیں سنانیں شل سنانوں کے درخشان ہیں  
 خوب تیز بازی ہو رہی ہے مالک اثر و صاحبقران نیزہ و اسلحہ داراب غم و کالیم باخشی و غم و قنوں سپاہی میں حمزہ  
 صاحبقران کا شاکر ہے فرض و دقت نیزہ بازی میں بہرہ سے سنانیں تاکہ ہرگز نیزوں کو ہاتھ سے ہٹک دیا نہ بہت شہر سنی  
 کی پونچگی داراب نے مالک پر عوار ماری مالک نے سپر کو چہرے کی پتلا کیا جس وقت تلوار قہر پہنچی سپر کو پوز دی اعلیٰ ہند  
 پشت کے نیچے جا بھڑا اور پونچلی کہ راز کر کے چھلی دی کہ کوار پٹ پڑی قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور چاڈا کہ تلوار چھین لے داراب نے  
 بسکر کہا کہ مالک میں ایسا نہیں ہوں کہ تم تلوار مجھے چھین لو گے مالک نے کہا کہ یہی بات ہے سچ ہے کہ مجھے تو خود سے تلوار کی  
 لڑائی دشور نہیں ہے اس لیے کہ تلوار کی لڑائی وار سے نیارے کی ہوتی ہے اور میں تلوار دشمن ہاں نہیں ہوں بلکہ میں قہر جان میں تلوار  
 نے کہا کہ میں بھی کشت و خون کا خوبان نہیں ہوں یہ سکر مالک تلوار چھین دی و تلوار چھین جان میں رکھ لی اور کہے آہ پڑا مالک بھی  
 یہ رنگ دیکھ مرکب سے کو پڑا دونوں نے دامن گردائے آستینیں چھ مائیں باہم دسے دگر بیان جو کشتی لڑنے کے دن ہر صورت  
 زور آرائی رہے شام کو بھی صفہ و نموسے دونوں لشکر و نہیں رہتی ہوئی اور کشور شاہ نے بھی تخت اپنا زمین پر رکھا اور  
 اور تمام لشکر کو آہ پڑنے کا حکم دیا کہ صر صر مالک بھی آہیٹھے اتھو و شہانہ روز کشتی میں اب تیسرا دن ہوا دونوں  
 ہر ایسے لڑ رہے ہیں کوئی آپس میں غالب و غلبہ نہیں ہوتا کہ بلا یک جانب صراحت ایک گور گور کا آٹھا ایک عیار کاش  
 چست و چالاک یکساں رہتے ہاتھ سے جو مالک کے قریب آیا داراب نے مالک کو سوسہ مالک نے پچا کہ یہ شہر رنگ ہے پونچ



شیرنگ کیونکر آئے کا اتفاق ہو عرض کیا کہ اسد نے اسے پکڑ لیا اور وہ مالک نے واراب سے کہا کہ واراب  
ایک سو پچیس ہزار میں اسے ایک دو دو تین کروڑوں اور اس نام کو پڑھ لے کر واراب صمد ہو گیا مالک شیرنگ کی طرف توجہ  
نہیں دیا اور کہا کہ شیرنگ کچھ زبانی تو بیان کر دے کہ آخر سانحہ کیا ہوا اور اسد کس طرح شیرنگ سے کہا کہ آپ نے پڑھے معلوم ہو جائیگا  
مالک نے کہا کہ خط قرین پر میری ہوتی تھی مگر یہ میرے کوٹھڑی میں کر دیا اسد کی محنت کا مال سنا و شیرنگ نے کہا کہ آپ کو گہرائی  
تین اسد محنت سے ہی مگر ایسے اور اس سے لاکھ ڈالٹ آپڑی ہے اب ترک خاصہ شہر فرنگو شیبہ میں قور بندہ میں اسد انکا شریک  
مال کے ایسے انھیں لکھ رہے ہیں کہ مالک نے کہا کہ وہ ہندی کھنڈ اور کس طرح خاصہ شیرنگ نے کہا کہ اسے مالک  
اسکا مال نہ پہنچے سارا اسادہ ہی کی ذات سے اتنا کہ وہ ہندی ایسے پر عاشق ہو گیا جو اس سے بیعت کر لی ہے ہار کا  
سیاہی اور انکا صاحب جتنی سب اس کے حوالہ کر دیا ہے وہ ایک صاحب جقران کا اسکے انھوں خطاب کر دیا ہے اس نے ایسے  
کو آسمان پر چڑھا دیا اور وہ اسد سے دوست برقرار ہو گیا مالک نے یہ سنا کہ فیہ سما جائیگا لاؤ وہ خلاؤ شیرنگ نے  
تخلہ مالک کے حوالہ کیا مالک نے اسے باؤنڈ پڑھنا شروع کیا واراب نے مضمون لکھ کر مالک سے کہا کہ اب تیار کیا  
اور وہ مالک نے کہا کہ مجھ کو اس معاملہ میں ایک جہت ہی ہو کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں امیر حمزہ صاحب جقران تو اتنی ہی  
حفاظت کے لیے چھوڑ گئے ہیں اور اسد یوں تھک رہا ہے کہ اس کی حمایت بھی نہیں ہو جاتی ہے کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی ہے  
واراب نے کہا کہ ہمارے کسب میں زور ہمارے اور آپ کے خوب طرح ہو چکا ہے ہم آپ پر غالب کرنے اور نہ آپ کو ہر قلم ہمارے ہر  
ہو کہ سطح لندھور سے ایسے کی بیعت کر لی ہے اس طرح آپ بھی جاری بیعت کر لیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں مالک نے کہا کہ مجھے منظور ہے  
یہ لکھ واراب سے بیعت کرنی واراب نے کہا کہ مالک اس شرط کو خوب غور سے سن دے کہ جس لفظ پر سے کو میں گریہ کر دے تو  
اس سے حاضر نہ رہتا میں اسے دینا لکھ پڑھتی ہیں اسے آؤنگا اور مقدمہ اعلیٰ اسلام میں میں غیل و مقرف نہ ہوگا جو مال و خزانہ ہوا  
لیکھا نہیں نہ نصف مالک کا حساب ہوگا مالک نے کہا کہ یہ سب مجھے منظور ہے مگر واراب نے کہا کہ اب میں ہر طرح تیار ہے  
ساتھ ہوں جان چاہو جان چہ افسہ واراب سے فوج غلاموں میں بادشاہ لشکر عمر مالک اور دربان شہر فرنگو شیبہ روانہ ہوا  
اور شیرنگ کو پہلے سے روانہ کر دیا کہ تم جا کر جلد سے اسے کی خبر کر و افسہ کوئی کچھ اور منزل بہتر نہ بد چنہ روز کے قریب  
ہمالی کو دے کے پہنچے تھے وہ اسے استادہ کرائے کے ہمالی شاہ شہر ہالیہ کا بادشاہ یہ خبر سنا استقبال جانب کو روانہ ہوا وہ شہر  
کو ہمالی کے بہت قریب واقع ہے بلکہ ہمالی کو بھی اس کے زیر حکومت ہے ہمالی ہزار ہوں کا لشکر اس کے تابع ہے افسہ ہمالی شاہ سے  
واراب سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ اگر آپ جیسے شہر میں ہی قدم نہ بڑھائیں گے تو سب سے زیادہ فائدہ آپ کو ہوگا  
واراب نے کہا کہ تم اپنا مذہب بیان کرو کہ کس کی پرستش کرتے ہو اسے کہا کہ میں تو غائب رہتا ہوں مگر محب عذاب میں گرفتار  
ہوں واراب نے اسے اسرار حال کیا اسے کہا کہ اگر آپ میری دعوت قبول کریں تو میں ہمالی ہلالین کوں واراب نے دعوت قبول کی ہلال  
شاہ واراب کو اپنے شہر میں لایا اور یہ اعزاز و اکرام ایران شاہی میں لاکھ تھاپا سلطان دعوت دیا کیا صحبت رقص و سرود برپا  
ہوئی ہمارے اعراس میں گردش میں آیا صدا سے ہوشا ہوش اور خوشنوش بند ہوئی جب وقت کھلے آیا تو ہلال شاہ سے  
واراب سے دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ خوش فرمائیے واراب نے کہا شکوہ و افسوس وقت و ستر خوان چھلکا ہر وقت و کرم میں  
واراب نے یہ ہر بیان کیا کہ کچھ کھانے سے فرحت ہوئی تو واراب کشور کشا نے کہا کہ اسے ہلال شاہ اب تمام ہلالین  
کو دے کہ شہر کی صحبت چھلکی ہو جائیں شاہ نے عرض کیا کہ اگر ایک دیو غراب ملے جائے تو میں اگر سکونت پذیر ہو تو شہر  
تباہ و برباد کر رکھا جو مایوس ہو کہ ہر بندہ میں اسے دیو کے آگے ہاتھ باندھے اور کہا کہ اسے دیوانہ جھٹھا رہی تھا  
نزدیک ہونے سے سات کر دیا ہمارے بلن بخشی کر دیا جو کچھ تم مل کر دین اس کی تمیل کر دے لگا اور لکھ لکھ لکھ لکھ ہی کرنا منظور ہے

تو خیر آپکا کوئی ہمسرن نہیں ہے لیکن اُس دیو کو میسب غزو و کسار پر ملحق جرم نہ آیا دیکھا کہ چٹا ہارسے واسطے سو قریبے شرب کے اسم  
 ایک آدمی پر منہ بھرا دیا کہ جب میں نے اسکو قبول کیا تو وہ دیو بھاگ گیا اب میں ہر روز اس کے واسطے سو قریبے شرب کے اور ایک  
 آدمی بھیجا کرتا ہوں ایک روز دیکھا ذکر یہ کہ ایک اور انسان یہاں سے اُس کے کھانے کے لیے بھیجا گیا تھا اس وقت دیکھ کر بہت غصا ہوا اور  
 اُس آدمی کو حیرت مآئن دن ہوئے میں کہ اُس دیو کی آواز کی نہیں جانتی اور ہر مرتبہ یہی کہتا ہے کہ تو نے آدم فرجہ کیوں  
 نہ بھیجا اور شہر دار اب میں بھی آتا ہوں کہ اور میرے قضا ہوں اور خوب کھجے سمجھ میں کہ یہ دیو کسی نہ کسی دن آکر مجھکا  
 خسرو زکما جانیگا لیکن اگر آپ میری حمایت کریں اور اُس دیو کا کچھ تدارک کریں تو میں آپ کا مسخ ہوں دار اب نے  
 کہ تم کچھ اندیشہ نہ کرو اب سو وقت وہ آئیگا میں اُس سے جو لوٹگا اور جب وہ آکر تم سے ملے کہ تو نے آدم فرجہ کیوں نہ بھیجا  
 آخر تو کسی حلیت پر مجھلا پڑو تو میری طرف اشارہ کر دینا اور کہتا کہ میرا حلیتی ہی اسی نے نیچے دیا ہمارا شاد  
 نے ہنکر کہا کہ بیت خوب ایسا ہی ہوگا لیکن یہاں دیو غراب نے چار روز تک انتظار کیا جب دیکھا کہ ہمارا شاد  
 شرباب و کہا اب اور آدم زاد نہیں بھیجا تو نہایت درہم و ہریم ہو کر داخل بارگاہ ہوں اور غمزدہ کیا کہ کیوں ہمارا شاد تو اب  
 ایسا غمزدہ ہو گیا کہ کچھ چار روز گزشتے کے پانچواں دن جو کہ تو نے ہمارے لیے کچھ نہیں بھیجا ایک دم ہریم تو میں جھسکوت شہر  
 غارت کر دینا چاہتا ہوں تو انا اور آدم فرجہ میرے واسطے ماضی کر رہے ہمارا شاد غراب کی طرف اشارہ کیا کہ ماضی کر کے  
 بند بند کانپہر ہا ہی ہاتھ پاؤں کو میں رختہ پڑ گیا جو رختا ہی اس کے تھمرے سے ہریم اور ہر ایک ہی خصال کرتا ہے کہ آج  
 ہر سب کا ایک ہی فکر کر جانیگا مگر دیو نے جو دار اب کو دیکھا کہ ایک جو من حسین و خوب صورت نہایت فرجہ اور توانا تھا  
 ہوا ہی اولین بہت خوش ہوا کہ آج خوب لقمہ چرب ہاتھ لگا اور کہا کہ اے ہمارا شاد تو ڈر نہیں میں نے خطا تیری  
 مسامحت کی بس ایسا ہی آدمی تو مجھے چاہیے تھا یہ سکر ہمارا شاد نے کہا کہ سو دیو غراب تم یہ کیا کہ رہے ہو، سنو بڑی  
 ارادہ رکھتا ہے اس کے منہ سے کہنے سے میں نے آج چار روز سے کچھ نہیں بھیجا یہ سکر دیو نے کہا کہ اے کیا مال میں ہیں اسے  
 کہا سے یہاں ہوں اور دار اب کی جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے آدم زاد تو مجھے لڑیگا یہ سکر دار اب نے کہا  
 کہ او حرام زادے مردم آزاد تو کتنا کیا آدمی میں سمجھتا ہوں وہ سزاؤں لگا کہ تو مدت عمر یاد کر لگا یہ سکر دیو نہایت غضبناک ہوا  
 اور دونوں چنگل چساکر دار اب کی طرف بڑھا کہ اسے اٹھا کر کھا جائے لیکن دار اب بغور دیکھا کہ جب  
 وہ دونوں ہاتھ اُس کے قریب پہنچے تو دار اب نے اُس کے ہاتھ پکڑ کر اس زور سے جھٹکا اڑا کہ دیو نہ کے بھسل نہیں  
 کی طرف جھٹک گیا میں دیو یہ جھٹک کر آدم زاد بہت زبردست منوم ہوتا ہے کہنے لگا کہ اے آدم زاد تو مجھے چھوڑ دے  
 اب میں تجھے نہ کھاؤں گا تو قہر سخت ہو دار اب نے کہا کہ او مردک اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں اور ہاتھ لگے  
 کہ دن میں غالباً اندر کرنے لگا دیو بھی دار اب سے ہٹ گیا کشتی ہوئے گی ہمارا شاد اور تمام اہل بارگاہ ہوتے  
 کے ماسے غل چوب غلک کے کھڑے ہوئے قاتل کشتی کا دیکر رہی ہیں اور دیو کے منسوب ہونے کی دھمکین مانگ  
 سہیں کوئی دو پہر تک تو خوب زور ہوا کیا بعد دو پہر کے دار اب نے دیو کو چاروں شانے چت دے مارا دیو نے  
 چاہا کہ سہل کر اُسے گرو دار اب کب اٹھے دیتا تھا مجھ دیو کی چھاتی پر تھا اور زور سے سینہ کو دبا کر کہا کہ او مردک  
 دین اب ہرستی اختیار کر اور مذہب الجیس ہرستی ترک کر اُس نے کہا کہ اے دار اب مجھے ہرگز نہوگا بس  
 یہ سکر دار اب کو غصہ آگیا اور ایک ہاتھ گدی کے نیچے اور ایک ہاتھ تھوڑی کے نیچے لٹک کر جھٹکا دیا کہ زخم سے میت  
 دھڑے گردن تلخ آئی ایک نظر بلند ہوا کہ آدم زاد نے دیو کو چوک کیا ہمارا شاد نے اٹھ کر دونوں ہاتھ دار اب کے  
 ہریم سے اور گرو دار اب کے ہریم سے لگا اور اُسیدعت لگا پڑعت کہ کے دین اب ہرستی اختیار کیا لاش دیو کی





ہوئی خواجہ نواز بہت مسرور ہوا شیرزاؤ کشوری نے دعوت اسکی قبول کی خواجہ نواز نے اپنی لڑکیاں  
 جاکر سامان دعوت لیا کیا اور طعام و شراب بیوشی آلود کیا کر لیا جب شیرزاؤ اپنے رفقا سیت خواجہ کے خیمہ میں آئے  
 اسکو وہ طعام و شراب کھنا کر سرفقا بیوش کر کے قید کیا اور طر ماسپ کو سامنے بلوا کر کہا کہ اے پہلوان دوستان و دوست  
 سالار لشکر ایرج نوجوان اپنے مجھے بچا تاہی کہ میں کون ہوں طر ماسپ نے کہا میں نے تو نہیں پہچانا خواجہ نواز نے کہا  
 طر ماسپ من خواجہ فرخ بازاں کا غلام ہوں شیرزاؤ کشوری کو میں نے گرفتار کر لیا اور آپ کو قید سے نجات  
 ہوں بلکہ آجنگہ نکلوا کر کہا کہ عاید قید کو طر ماسپ کی کھاٹ دو طر ماسپ نے کہا کہ اے خواجہ نواز آجنگہ کی کوئی حاجت نہیں  
 میں قید کو خود ہی توڑ سکتا ہوں بلکہ ہاتھوں کی بچاؤ ہی اور پھر تو کئی بیڑی وغیرہ کو مثل رس کتہ کے جھکا دے کر توڑی  
 خواجہ نواز نے طر ماسپ کو محام کر دیا اس وقت وہ پناہ اور مدد عقل میں لا کر رہا یا طر ماسپ نے کہا کہ عاید شیرزاؤ کشوری  
 کو بلواؤ اس وقت خواجہ نواز دے لوگ شیرزاؤ کو طر ماسپ کے پاس لے گئے شیرزاؤ نے طر ماسپ پرستان سلام کیا اور  
 کہا کہ اے شیرزاؤ دین آفتاب پرستی قبول کر دو رہا رہا جا بجا شیرزاؤ نے کہا تو بکنا کیا ہے ابھی تک تو میری قید میں قید  
 اور آں یہ کلام در میان میں لایا ہے اسے لا کھان میری مدد اور اب عیادت پرستان میں نوجو چاہے میرے حق میں  
 حکم کر میں اپنا دین سرگز دہم توڑ دھکا لیاں اگر کچھ بھی غیہ نہ کھتا تو اتنا سہم کہ جب تو میری قید میں تھا تو میں نے تجھے کوئی لڑک  
 نہیں پہنچایا ہر چند کب میں جا ہتا تے قتل کرتا بس یہ سنتے ہی طر ماسپ نے ایک ساٹو شیرزاؤ پر ہاتھ لگا کر لڑا اور لڑکے ہونے  
 اور بعد اس کے شیرزاؤ کے ہر ہون کو بھی جھانک لے قتل کیا اور جو جاگ گئے انکا تعاقب میں کیا مل نہا سب سب ہت  
 لیا بعد اس کے خواجہ نواز دے کہا کہ میں آپ کو فرنگو شہ میں پونجاؤں آپ وہیں چلے جائیے طر ماسپ نے کہ نہیں چل  
 حسین جاہو تم جا دین چلا جاؤ گا خواجہ نواز نے گینڈا سواری کو دیا اور کو آدمی بھی لے کر بدستی اصرار کر کے ساتھ لے گیا  
 اور خود ملک غلامت کو سوار ہوا اور طر ماسپ شہر فرنگو شہ کو چلا جاتا تھا کہ تیسری منزل پر کوئی چار گھڑی دن  
 رہے صحرا میں ایک خیمہ دکھائی دیا حیران ہوا کہ یہ خیمہ کسکا ہے اور کھڑا ہو کر شخص کرنے لگا کہ کیا ایک ایک سواری  
 نمایاں ہوئی اور ایک جوان فوجی بیکل قوی باز و غفص گردن بلند باہ بہ نرنگ و منشام نمودار ہوا اور طر ماسپ  
 کی نگاہ اسپر پڑی اور اس پر اس جوان کی نگاہ طر ماسپ پر پڑی دیکھا کہ ایک دیو قالب انسانی میں کھڑا ہوا یہ اپنے  
 والوں سے کہا کہ یا روار یہ شخص میری نوکری کرے تو کیا اچھی بات ہے اس لیے کہ یہ شخص بڑا ہی جری سادہ ہوتا ہے  
 سے کہا کہ بلکہ جا کر اسے بلاؤ جو ہمارا دھرم کیا اور اوپر خیمہ استاد کر کے داخل خیمہ ہوا جو ہمارا طر ماسپ کی طرف ہوا  
 اور طر ماسپ بھی اس جوان کے استفسار مال کے لیے آگے بڑھا جو ہمارے قریب آکر سلام کیا اور کہا کہ مجھے آپ  
 ہمارے مالک نے بلا یا جو طر ماسپ اس کے ساتھ داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ وہی جوان داخل شہوت پر رہتا ہوا اور نفا اس کے گرد آگ  
 بیٹھے جسے میں طر ماسپ نے بطور آفتاب پرستان سلام کیا اور کہا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو میرا عظمیٰ مقابہ  
 اور اس کے نائب پر غلبہ دوران کو برحق جانتا ہو بس یہ سننا تھا کہ اس جوان نے کہا کہ اے عزیز مجھ کو سخت تعجب ہے کہ  
 تقاسے بے نقاب ہاتھری کو جو بیژد ہزار ملک باختر کا خداوند برحق نہیں جانتا طر ماسپ نے کہا کہ تمہارا  
 بیان کرو کہ تم کون ہو کمان سے آئے ہو اسے کہا کہ اب شیخے نو میں کتا ہوں اور کسی زرنگار طر ماسپ کے دے  
 غلبہ کے کچھوالی طر ماسپ اس کر سی پر بیٹھ گیا اور کہا کہ اچھا بیان کرو کہ تم کون ہو اس جوان نے کہا کہ طوفان  
 ساک اشد رگیز میرا نام ہے ساک اشد رگیز ایک سردار پر سرداران باختر سے تقا لافیق خاص ہے اسکا جہاں  
 میں نے ساک اشد ہوت شاہد ہے خداوند نے خرق کیا ہے اور روانہ آؤ کہ وہ میں آیا ہے اسادہ ہے کہ اسکی خدمت ہے



جا کر گب عادت گردن اور حصول قدیموں سے شرف ہون اب آپ اپنی کیفیت بیان کیجیڑا سب سے کہ اگر بچہ  
 طر ماسپ بن طماس کئے ہیں زبہ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا رفیق خاص ہون طوفان بن سماں کہ اگر  
 نے کہا کہ اگر طر ماسپ باب ہر استون بارگاہ لقا مشور تھا تو بھی خداوند ادا سے کہ با سب طر ماسپ نے کہا کہ اسے  
 طوفان میں اپنے مالک کی خدمت میں جاتا ہوں مجھ کیا ضرورت کہ میں ایرج کی رفاقت ترک کر کے لاہوت شلہ کے پاس  
 ہاؤن ایر طوفان ایرج وہ شخص ہے کہ تیرے خداوند لقا ہے اس کے پاس پناہ لی تھی شرف نگوشیہ میں لقا سے مترسے پریشا  
 ہوا تھا جگہ نزل کا نام شادینے میں معروف تھا کہ کشرہ نوا اور لقا سپرے گرا ایرج نے لقا کو باہرے ہوا اس طرح ہو کا  
 کہ اس کے ذرا بھی چونے نہ لگی بس لقا کو ہوش آیا تو ایرج کو اپنی دشمنی اور تمام مالک یا خیر جہہ کر دیے اور اپنے باق سے  
 انگوشی آتا کر ایرج کو بتا دی اور دونوں ایرج کے ساتھ رہا بیاب ہوا و گرنے سے ایرج کا کاٹ لیا اور اسے اٹھا  
 نیکی تب لقا بابوں ہو کر ظلمات کو ہٹا گیا اب ایرج پر پیدا ہوا ہوا ب لقا سے کا تو پہلے ایسا ہی سب طوفان نے  
 کہا کہ اچھا طر ماسپ ہم تم دونوں با ہم بندہ تھا کہ میں جو غالب آسے دین اسکا برحق ہو طر ماسپ نے کہا کہ اسکا لقا  
 ہو طوفان نے اس وقت اکھاڑا تیار کر لیا طوفان ایرج ماسپ دونوں آستینیں چڑھا کر واسن گردن کے اکھاڑے  
 میں کودے اور معروف کشتی ہو سادون برکتش ہو کی شام کو طوفان نے کہا کہ ایرج ماسپ اب نورات ہو گئی شب ہر  
 تمام کر دکل پھر جہ کو آتا ہیں اور حسین فقط آتش ہی تو شعور ہر طر ماسپ نے کہا کہ ایرج طوفان نہیں اب فیصلہ ہی  
 ہو جائے تو جہری غیر فیصلہ کشتی ہوتی نہ کر نیادہ کہ کہ کھالی ہو اور روشنی کر دیا وہ سب طوفان نے حکم دیا کہ ہر  
 روشنی کر دیا اور کھانا شکار ہو جب حکم آسیت پختہ شعلیں روشن ہو گئیں خوان کھانے کے آگئے وہ دونوں نے شعور  
 شعور اکھا کر کشتی رہا شروع کیا اب لوگ کھڑے ہوئے تاشادیکر رہے ہیں اور آپس میں کہ رہے ہیں کہ دیکھو کیا اسلوب  
 ہوتا ہو کون غالب ہو تا ہو کون غلوب ہوتا ہو بیٹھے کہ رہے ہیں کہ سب طوفان ہی طوفان اٹھا گیا بیٹھے کہ رہے  
 ہیں کہ نہیں طر ماسپ ہا سے بے دران ہر باب اسکا کیسا زبردست ہے یہی غالب اٹھا بیٹھے کہتے ہیں کہ میان کیوں  
 سرگوشان کر رہے ہو کہ ہونے والا ہو گا وہ ہو گا ہی دیکھ لیتے غرض اس جہان میں شانہ روز کشتی رہی چوتھے روز  
 طر ماسپ نے طوفان کو دیر کیا بس طوفان نے طر ماسپ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ میں نے فدا می  
 آپ کی اختیار کی اب آپ جہان چاہے چلیے میں آپ کے ہر ادا ہوں طر ماسپ نے کہا کہ اچھا پہلے خبر نہ دوا کر دہا  
 آفتاب پرستان ایرج نوجوان کہاں ہو طوفان نے فریاد اپنے عیار ارقم کو کیا کہ کہا کہ جلد جا کر ایرج کی خبر لا کہ  
 وہ کہاں ہوا رقم ایرج کی خبر کسے بیسیوت روا نہ ہوا جاتے جاتے قریب لشکر دار اب ہو چکا اتفاق روٹھا معلوم  
 اپنے لشکر سے آراہنہ پیدا لگنی تھا تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے ہوئے چلا جاتا تھا دور جا کر ہرن کو ہٹا دیا تھا  
 اس فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ کوئی شخص آجائے تو اسکے کتاب بھنوا کہ کہا دن کہ اس اثنا میں ارقم نے ازرق فیکی کل  
 بنا ہوا سامنے سے نمودار ہوا اور ہکا سا فظلم کہا اگر تم مجھے معبود کا اور سبے فضل و کرامت سوج دکا تو کھانا ہے اور کھانا  
 رہتا ہے ہمیشہ دھکا داتا رہے جو سب دہیشہ ہو شاد و غم رہے انہی تیرا بلند رہے واسا بیٹے کہا کہ آؤ شاہ صاحب  
 آؤ کہاں سے آنا ہوا کہ ہر کا قصہ ہے اس نے کہا کہ بابا جہان سے سب آتے ہیں وہیں سے میں بھی آیا ہوں  
 اور جہان سب جاتے ہیں وہیں میں بھی جاؤنگا دارا بیٹے کہا کہ چھوٹے کرم کیجیڑا میں ہٹا کر کے باب بنا کر نوش  
 فرما لے مجھے بھی کھانے پینے کے کہا کہ بابا اتنا مجھے آباد رکھے اپنے نام سے تو فقیر کو آگاہ کر گس واسطے کہ اسکا  
 ظہور تجھ میں پایا جاتا ہو دارا بیٹے نے کہا کہ شاہ جی میں تو ایک بندہ خداوند اب حیات کا ہوں

نام میرا اور اب کشور کشا پر دعویٰ صاحبقرانی کا رکھتا ہوں لشکر میرا بیان سے قریب اترا ہوا زمین میں شکار چلنے کو  
تھا لوگ بہت دور رہ گئے ہیں ابھی مجھ تک پہنچے نہیں ہیں : سنتے ہی انکم بن ازرق نے خیال کیا کہ طراما سپاہی قیدی  
تھا اگر تو اسکو کیڑا لپٹا کر تو طراما سپاہی بہت خوش ہو گا اچھا مگر ہر جو بات تو آج اسے دے دے کہ اسے کیا باتوں نے طراما  
کو قید کر کے شہر کشور میں بیٹھا تھا اور اب نے کہا کہ ان شاہ صاحب کی خدمت میں دیکھا تھا اسے کہا کہ باپا وہ تو قید  
ہو گیا تھا اور رفیق خود اسکو لے جاتا تھا وہ مارا گیا انہوں نے کہا اچھا جو ان تھا وہ اب نے پوچھا کہ شاعر کس  
اسے مارا اور طراما سپاہی کو کچھ پتہ تھا کہ کیا کیا ہوا؟ بازار گمان غلام فریاد بازار گمان نے جیسے ابرج کو  
تھوڑے کچھ میں سلیمانی سے بھائی تھی اس نے شیرزاد کی دعوت کی طعام بیوشی آلود تھا کہ طراما سپاہی کو قید سے  
نجات دی طراما سپاہی نے شیرزاد کو قتل کیا اور اب یہ لشکر نہایت رنجیدہ ہوا اور پوچھا کہ اب طراما سپاہی کیا ہوا  
سو اگر مکان گمان گیا فقیر نے کہا کہ وہ اسود اور تطلات کو بھگیا اور طراما سپاہی کی سیطرہ میں گیا اباب وہ وہاں نہیں  
ہیں فوراً کیوں کر آیا میرے خداوند اب حیات اس سے بہتر رفیق کچھ نہایت کر دے گا یہ کچھ کچھ سے کھڑا ہوا تو وہ  
جھٹکا تھری میں سے آگ نکلی ہرن کے کہا بگسے تک مرے بیوشی آلود سپہر کس کر کہا اب تبار کو کے دار اب کو  
کھلے پانی پلا یا ایک دم میرے بعد دار اب کا سر گھونٹنے لگا فقیر نے کہا کہ ابابا  
رحمت شکار کے بعد کہا بگسے میں پانی پیو اسوجہ سے وہ رہا ہونے لگا دم میری ر ہوا کسک زین پوش  
بکھا و یاد اور اب اس پر بیٹھتے ہی بیوشی ہو گیا پس اس درازادہ نے مطلقاً کئے کال کو دار اب کو گرفتار کر کے  
بادر عباسی میں پستارہ باندھ کر چھوڑ دیا کہ اسے راہی ہوا نہایت دن با بجا و طوفان میں اسوقت پہونچا کہ شہر  
طوفان اور طراما سپاہی بیٹھے ہوئے تھے دیکھ رہے تھے آکر سلام کیا طوفان نے کہا اے تجھے بھیجا تھا تو گمان  
سے اس قدر جلد جا کر چلا آیا کیا خبر لایا عرض کیا کہ جی ہاں بہت فحش خبری لا یا ہوں طوفان نے کہا کہ کیا  
تیری پیٹھ پر چھ بندھی ہوئی ہے یہ کیا پھیلی سی کتاب ہے مفصل بیان کر اس وقت اس نے پستارہ سامنے رکھ دیا  
اور حال دار اب کے گرفتار کرنے کا بیان کیا طراما سپاہی نے بہت خوش ہوا اور کہا کہ واقعی تو نے  
بڑا کار نمایاں کیا اس آپ ہست کو جلد پوش میں لا اس نے عرض کیا کہ چلے اسے غل و زرخیز میں گرفتار کر لے  
بعد اس کے پوش میں لا چھ طراما سپاہی نے کہا کہ بلاؤ آہنگروں کو اسوقت آہنگار فرمے اور دار اب  
کو قید ان میں مقید کیا بعد اس کے فقیر نے بیوشی دے کر دار اب کو پوش میں لا یا دار اب کی جھانک مٹائی  
ہو تو اپنے کو طراما سپاہی کے سامنے مقید پتہ آہن پا یا سمجھا کہ یہ اسی فقیر جیائے شہ کا کام تھا کہ مجھے بیوشی کر کے  
کڑا لایا خبر آتھرا بطریق ناب پرستان اٹھکر سلام کیا طراما سپاہی نے کہا کہ اے دار اب دیکھا تو نے کہ کیا علی  
شیر اعظم نے عرض دیا ہے تو میں تیری قید میں تھا اب تو میری قید میں ہو گیا دار اب نے کہا کہ کیا بہادر بہادر  
اسی طرح بد ظاہری کیڑا جلائے میں طراما سپاہی نے کہا کہ بطرح میں تیرے اندر لگ گیا تھا اسیر طرح نہیں میرے  
لا تو آیا ہے تو نے مجھ بارادہ جس دوام قلعہ خصم قرطاس میں بھیجا تھا مگر میں تجھے ایرج کی خدمت  
میں لیے جلتا ہوں جو وہ چاہے گا سو جس حق میں حکم دے گا مجھے مجھے سرکار زمین پر ہر چند دار اب نے  
کہا کہ تو مجھے ایرج کے پاس نہیں بلکہ مجھے قتل کر قال تو بہت بڑا قتل ہونا گوارا ہے مگر ایرج کے سامنے جانا  
ہر لیکن طراما سپاہی نے خانا بلکہ حکم دیا کہ ابھی اسے قید خانہ میں لے جاؤ کچھ لایا گیا اور وہاں سے کوئی کر کے  
فرنگو شبیہ کو روانہ ہوا اب بیان سے حال ہر بیان دار اب شیکہ بیو دار اب کو ڈھونڈتے ہوئے جان









نوا اسد کی زبان سے کہتے ہی فلیتہ رہیں پرکار بنایا اسد حسب دستور سابق تلواریں کھڑا ہوا اور کہا کہ اوتا بکار دیکھ  
 مالک بن ملکوت شاہ کو تو نے آگے قدم بڑھایا اور میں نے مالک کا ہوا تمام کیا ایرج نے نصہ کیا ہی ہفت  
 کہ خندق کو پہانہ کر دو اور قلعہ پر جاے کہ ایک ہی مرتبہ اسد کی یہ آواز سکرانگہ ہوا وہی کی دیکھا تو دیکھا کہ مالک  
 بن ملکوت شاہ قید آئین میں گرفتار سر جھکے ہوئے بیٹھا ہوا ہے دیکھتے ہی ایرج بہت حیران ہوا کہ کیا  
 سر کرے جو آئین پر چار پہاڑ کر دیکھنے کا محمود و نو ہو مالک کی صورت نمایاں کسی طرح استیاز نہ ہوا کہ مالک ہی  
 یا اور کوئی شخص ہی حسب یقین کا ہے ہو گیا کہ چٹک ہوا مالک ہی ہو پکار کر کہا کہ اے اسد مالک کو نہ مار زمین ابی چرا  
 جاتا ہوں یہ مگر خود سے ہر کر اپنے لشکر میں آیا اور نہ غصہ کیا کہ مجھ کو کسی اہل قلعہ نے ہکا دیا تھا تیرے قلعہ باندھ کر  
 انھیں قلعہ والوں نے پھیکا ہو گا کھنڈ داخل خیمہ ہوا اور بیان قیاس خان اور تمنا ج خان وغیرہ نے قریب سرت  
 سے اسد کے ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ سبحان اللہ کیا پیشل جیاری کی ہو اصل ہے کہ اس بد عا سی میں یہ غیر سوچتا  
 آپ ہی کا کام تھا اسد نے کہا کہ ان بھائی میری ہی تو ہو جو کئی گز سخت استغاب ہے کہ کہنے جاتے والے اب تک  
 معلوم نہیں ہوتا ہوا جو دیکر اس قدر تلاش کی کہ خضر غام شل ہو گیا لیکن میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ابھی مالک شہر کے باہر  
 نہیں جانے پایا ہو مگر تو ہی جو مالک بن ملکوت شاہ کو نہ پیدا کروں ضرور تلاش کر کے ڈھونڈ کر لایا ہوا اور یہ پتہ نہ لے  
 کر یہ جھکا کہہ چکا ہوں کیا کہ اس امر میں کیا کرتا چاہیے خود ہی دیکھ کے بعد سوچتے سوچتے حکم دیا کہ اسد قریبی نام شہر  
 طلب کی جاے حکم کے ساتھ ہی ہزاروں متعبدی مترو ہو گئے اور تمام کٹھن شہر کی مردم شناسی سے لے لگی فردین اسدی  
 اسد کی نظر سے گزرنے لگے لیکن مال نہروان کا سینے کے استباب اپنے دل میں خیال کیا کہ نہروان غضب ہو کر  
 اسد نے محمود و علی کو مالک بن ملکوت شاہ بنا کر بٹھا دیا اور اب مالک کا نفس بطور کافی کر رہا ہے اب جھکا  
 لازم ہے کہ ایرج کے پاس پہنچے ہو سکے پہلا جی اوساٹکو اس مارتے آگاہ کر دے پس یہ خیال کر کے براہ دور قلعہ کے  
 باہر نکلا اور خندق کو پہر کر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا اس وقت پہنچا کہ جب ایرج اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہ رہا ہو محمود  
 امین الایان قلعہ سے سخت فریب کھ کھنے دیا ہو ایک ایک خدشا نے عرض کیا کہ ایک شخص دروازے کے باہر  
 کھڑا ہوا اجازت حضور میں طلب کر رہا ہے کہتا ہے کہ مجھے زبردستی آفتاب پرستان سے کچھ کتا ایرج نے کہا کہ پہلا بلا لیا  
 مضافات ہی جو بار گیا اور نہروان کو جا کر بلا لایا جب نہروان سامنے آیا تو اسے سلام کیا ایرج نے کچھ پہچان کر کہ اس  
 میں نے تمہیں کہیں دیکھا ہوئے قریب اگر کلان میں کہا کہ خداوند نعمت میں دیو چہر کا بھائی ہوں نہروان میرا نام ہے  
 مالک بن ملکوت شاہ کو چہر الیگیا ہوں وہ میرے مکان میں موجود ہے اسد نے کل محمود و علی کو لباس شالہ  
 پہنا کر زبردستی بٹھایا تھا اس لیے کہ محمود و علی مالک بن ملکوت سے بہت مشابہت رکھتے ایرج نہایت خوش ہوا اور قریب  
 سوار ہو کر قلعہ کے سامنے آیا اور کہا اودہو اسے کل تو نے خوب حکمت کی تھی کہ محمود و علی کو مالک کی قطع پر شکل کر کے  
 زبردستی بٹھا دیا تھا اور میں قریب کہا کہ پھر گیا میرا آج میرے ہاتھست کمان چاہتا ہے اور قلعہ کو کیونکر چھانے کا اسد نے  
 ہنسر جواب دیا کہ آفتاب پرست کیا کمانا قرب بجا خیر جو وقت بارادہ قلعہ گیری آیتا اس وقت حال کل بائیکا  
 ایرج یہ شکر بیچ دیا کہ کمانا ہوا اور آتے ہی علیا جٹ بھڑا اسد آواز بلس جنگ کی سکر نہایت ہی سرسبز  
 دہریشان ہوا مالک بن ملکوت شاہ کو تو کوش کر تا ہوا نکلا اور چہر کو چہرہ چہرہ ڈھونڈتا ہوا چسلا کہ نہروان کے  
 مکان پر پہنچا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ مکان کسلا ہو لوگوں نے کہا کہ یہ مکان دیو چہر جیارا کا ہے اسد نے  
 پوچھا کہ وہ کمر میں ہی نہیں مسنوم ہوا کہ وہ تو نہیں ہو مگر بھائی اسکا نہروان کمر میں ہو اور اچھی ہاں کل اندام





یہ خیال نہ فرماتے قلعہ تو ضرور آپ کے ہاتھ آئیگا اور قریب آئیگا ایسے آئندہ جو کہ کچھ عرصہ بعد وہاں اس آئین  
جوڑی ہر کام کی گردین کو دیکھنے میں غرق حاضر بارگاہ ہوتی اور دعا دے کر عرض کیا کہ خداوند تعالیٰ طوطا  
بن طوطا بن طوطا بن سماں از دور گیر ساتھ ہزار کی جمیعت سے داراب کشاکش کو قید کیے ہوئے لانا کہ جس  
میں خبر سنتے ہی ایرج بہت شادمان اور فرحان ہوا اور تمام سرداروں کو استقبال کیوں لے کر روانہ کیا اور طوطا شادمانی میں  
کا حکم دیا اور خود بھی دروازہ بارگاہ تک استقبال کے لیے آیا اور کمال عزت و تکریم طوطا کو بارگاہ میں لایا بہت میسر  
برہانہ فی ایرج نے احوال پر چھڑا سب نے کل حال بتدائسے تشابہ بیان کیا ایرج نے کہا کہ واقعی میرا عظم بہت  
جلد انتقام پرایا تو تم داراب کی قید میں تھے باب داراب تھا۔ سید میں پر خیر وہ آپ پرست ہو کہ ان اُسے بلاؤ تو  
اُس وقت داراب کو ایرج کے ساتھ مافکر کیا جب داراب داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ گردا گرد ایرج کے تمام آفتاب چوت  
جمع میں لندہ صوری ایک جانب چٹا ہوا ایرج برتیز صاحبقرانی مسند شوکت پر تھکن پر طوطا سب سہ سالاری کے دنگل پر  
بیٹھا ہوا چکرش رنگ بھر شجاعت نے بلاغ و خطر بطریق آب پرستان سلام کیا جواب سلام تو کسی نے نہ دیا مگر ایرج نے  
تعلیم کر کے کسی جو اہر نگاہ بننے کو دی داراب کہ کسی پر بیٹھا ایرج نے کہا کہ اسی داراب تو اٹھنا نہ احمد و ہر کہ ان چیز کی  
پرستش کرتا ہے کہ میں تمام دنیا کی نہایت بستی پر بہتر ہو کہ میرا عظم آفتاب تابان کو جہدہ کراد آگاہ ہو کہ حمزہ میری تلوار  
کے غوت سے ظلمات کی طرف بھاگ گیا یا تثنیٰ حمزہ صاحبقران لندہ طور بن سعدان نے میری بیعت کر لی تھی میں صاحبقران  
نہاں ہوں داراب نے جواب دیا کہ ایرج صاحبقران ایسے زمین میں کہ غنا سے غن سے بھاگ جائے وہ تو لقا کے  
حقاب میں جانب ظلمات گئے ہیں اور اگر صاحبقرانی قاری لندہ صوری کے بیت کرنے سے مستحکم ہوئی ہو تو دوسرے ہاشمین مالک  
اگر دینے میری بیعت اختیار کی ہوں میں بھی صاحبقران ہوں لہذا دعویٰ کروں تو کچھ بھی ہو جائیگا اور خیر اس انگشت سے تو  
کچھ حاصل نہیں ہو دین آفتاب پرستی تو میں جب فعل کروں کہ جب تم مجھے غالب آؤ اگر دعویٰ صاحبقرانی کا کرتے ہو تو اس کے  
شایان یہ امر کہ مجھ کو چھوڑ دو اور سرسیدان میرا مقابلہ کرو اگر مجھے غالب آجاؤ گے تو پھر جو کہو گے قبول کرو گا ایرج نے کہا کہ اچھا  
کیا مضائقہ ہے جو کہہ گئے ہو ویسا ہی ہو گا قلعہ فرنگو شہ کے معاملہ سے بھاگنا فرار ہوئے تو نہیں چھوڑ دیگے اور شاپور سے  
کہا کہ شاپور نے بلو داراب کو اور بہ تمام تمام رکھ خبردار کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے شاپور اسی وقت داراب کو  
زندہ ان خانہ میں لے گیا اور بیان ایرج نے صحبت جشن پر پاکی تاجی ہونے لگا ہام نے ارغوانی گردش میں آیا قنات سے کار  
اتفاق روزگار ضرغام شیر دل بھی استجارا لشکر ایرج میں آیا ہوا تھا یہ حال دیکھ کر اسد کے پاس گیا اور ہم مال اسد  
سے بیان کیا اسد نے کہا کہ اس آفتاب پرست نے اس عادی کے آئے کا جشن کیا ہے تو پھر آؤ ہم تم پر کراؤ گے گرفتار کر لیں  
قیاس خان نے بطر اسب کا نام سن کر کانپ گیا اور کہا کہ اسد دلاور ہانے بھی دو لشکر ایرج کا بادشاہ جب قلعے  
پاس موجود ہے تو پھر اس عادی کا گرفتار کرنا بے سود ہو اسد نے کہا اب تو بارے منہ سے اٹھ گیا ہے ممکن نہیں کہ کھڑ کسی  
کاہ کو نہ کریں اور اب اس عادی کو نہ گرفتار کریں اللہ حق تو بین کند گیا جب شب ہوئی تو اسد نے لباس شب روئی  
زیب بدن کر کے اور ہانے جاری کے جہ پر آراستہ کر کے صورت جہادوں کی بنا کر سپر ظہار غفل میں لیکر قلعہ کی طرف  
محول کے غندق کو پیر کر لشکر ایرج کا رخ کیا تب متصل بارگاہ پہنچا تو دیکھا کہ تمام ہندی دروازہ بارگاہ پر چھریں  
طوقان بن سماں کے لوگ بھی لشکر کا ہتھیار دیکھ کر ہراساں ہوئے اسد سے یہی نہ پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو یا کھڑ  
اسد دروازہ بارگاہ پر پہنچ گیا اور بلاغ و خطر داخل بارگاہ ہوا ایرج کو کمال شان و شوکت سے بجائے صاحبقران  
پایا اور طوطا سب کو پر ابریشم ہوئے دیکھا اس ندرت و غنیمت ہو اقباض پر ہاتھ ڈال کر ہاتھ ایرج کو اسے ضرغام سے

جو یہ ارادہ اسد کا دریافت کیا ہاتھ باندھ کر پیش کیا کہ اگر اسد نہ جائے دینے دو گئیے۔ اس نے گمان نہ نہ فرمایا تو کیا  
 ہو کر باقیاب پرست ڈاکا جان کی جگہ پر منجانب شرغام نے عرض کیا۔ بچہ لندھو کی جوانی چ اس امر میں بالکل سب سے  
 سپاور ای شہر چرب صاحب قرآن نکلات سے واپس آگئے پھر یہ بارگاہ صاحب قرآن کے جتھ میں رہا بنگی آپاں میں رہی  
 واماں نیکیے چلے اور طرف کی سیر کیے طراسپ کی خواہگاہ مسافت کیے خوش اسد وہاں سے سوچوں پر ناؤ پھیرتا رہا  
 وہاں آیا بھان طراسپ کا خیمہ تھا کہ خیمہ کے پھرنے کا مقام گمات کا گوش کرنے لگا کوئی ڈیڑھ پہرہ رات کے طراسپ  
 مع طوفان بن ساک اور رقم اپنے خیمہ میں آیا تو زہری دیر کے بعد طوفان دار رقم چلے کے طراسپ نے کہا تاہا یا  
 دو چار ہام شراب سب کی کر سو۔ ہا بھان و پاسان اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے ملا یہ پھرنے لگا اسد نے شرغام سے کہا کہ  
 شرغام چار طراسپ کو لے آؤ شرغام نے کہا کہ آپ میں ٹھہریے میں ہا کر ابھی اسے لیے آتا ہوں یہ ہو کر بنگی مدفن  
 عیاری کا نکال کر ارقم بن ارنق کی قطع بکر اور اورادھر کے خیموں میں سے چھتا چھتا تاہا خیمہ طراسپ کے پاس  
 پہونچا لوگوں نے کہا کہ تو کون شرغام نے کہا کہ ارقم بن ارنق میرے گنگ نے تھے طراسپ کی گمبائی کو جیسا پسواٹے  
 کہ قادی قویب اور دیوانہ بلا سے بے درمان یافت جان تو سنا جو کہ وہ دست بروی کرتا تو ان دہانوں نے کہا کہ اسے  
 باعث تقویت ہو گئے شرغام بیٹھ گیا اور ہانوں نے شراب کا جام حاضر کیا شرغام نے کہا کہ یہاں وہ خیمہ چوہم تو ہے ہے  
 آتے ہیں در ہانوں نے کہا کہ بیان تو ہے کہ سب سے پہلے میں آپ بھی سیکو شرغام نے ایک پیالہ اس میں سے پی لیا اور ہا  
 آہستہ بہ دارو سے بیوشی کر کے کہنے لگا کہ ایک ذرا میں اندر بھی ہو آؤں شاید طراسپ نے ابھی ہارم نہ کیا ہو تو سلام  
 بھی کر آؤں سب نے کہا کہ ہم اتنے آپ کو کون روکنا ہو جائے ہو آتے یہ سکر شرغام خیمہ کے اندر آیا دیکھا کہ غلامی دار  
 پر جو خندنگار ہنگ کے پاس بیٹھا ہوا ہے وہ گھر بہ شرغام کے ہانوں کی چاپ سکر آگے چل گئی دیکھا کہ ارقم بن ارنق بھی وہاں  
 کہ جنتی نیم سوخت کسٹن اسے ہوف غلام نے کہا کہ غلامی کے اسٹے اس نے کہا کہ آتے آتے جیسے شرغام پھر لگا  
 اور کچھ طراسپوں اسے نکال کر لیا اور کچھ نئی نکال کر حاضر داروں کو دی وہ دونوں کھاتے ہی بے ہوش ہو گئے پس  
 ان دونوں کے بیوش ہوئے ہی سنا لاپا کر ہم رشتی کر گروی اور ہانہ کو چرب کر کے بیداری کا ہاتھ میں پکڑ کر ہاتھوں سے  
 کے لیا اور کاتے سے وہ شال اٹھا کر اسے بیوشی نکال کر کوفہ عیاری تک سے لایا جیسے ہی طراسپ نے اوپر کا  
 دم لیا شرغام نے زور سے پونک ہوا کہ بیوشی داغ کو چڑھ گئی طراسپ کو چینگ آئی آگے چل گئی شرغام ہنگ کا  
 نیچے چھپا ہا طراسپ نے اورادھر دیکر کہ جب کسی کو نہ پایا پھر تکیہ پر سر رکھ دیا اور بیوش ہو گیا پھر شرغام نے ملا باے  
 کند سے بکر کر ہتھارہ ہانا ہکر چار عیاری میں امیٹ کر بیٹھ پر رکھا اور خیمہ کے باہر آیا بھان بھی سب کے سب بیوش ہو چکے  
 تھے آگہو دو چار لائن مار کر اسد کے پاس لگا کہ طراسپ حاضر ہے جیسے ہی اسد خوشی خوشی طراسپ کو لیے ہوئے پھرتا  
 رہا داخل ملک ہوا اور اس وقت آہنگروں کو ہا کر اسیر غل و زنجیر کیا اور صبح کو قلعہ بند واز سے پرکار جو مخیمہ ہوا کہ ہا  
 دیا کہ ہا اس علاقہ سے کو یہ کشتی ہی لگد گولی شروع ہو گئی اور وہاں ایرج ہوا کہ اپنی بارگاہ میں بیٹات اسم دنگل  
 نشینان بارگاہ آکر جمع ہوئے مگر طراسپ اور طوفان کے نہ آنے سے سخت بکھردار لندھو سے کہا کہ اچھا دارلہ ہا  
 معلوم نہیں کہ آج طراسپ کیوں نہیں آیا لندھو سے کہہ لیا کہ خبر ملو انا جاسیے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ طوفان  
 میں ساک رو تاہو آیا اور بیان کیا کہ شب کو طراسپ اپنے خیمہ سے غائب ہو گیا ایرج نے یہ سکر طراسپ سے کہا کہ تیرا  
 ہا کہ دیکھو تیرا جاتا ہوا تھا کہ تیرا شرغام کا بنا ہوا ہے دریافت حال کیا لوگوں نے بیان کیا کہ اور تو کوئی نہیں آتا کہ  
 ارقم بن ارنق آیا تھا شاہو نے کہا کہ وہ ارقم نہ تھا بلکہ شرغام ارقم کی قطع بکر آیا تاہا وہی چڑا نے گیا اسد وہاں سے





اسے ساتھ ہو گیا جو بیت اسکی گرنی بارگاہ سلیمانی اور دہلی صاحبزادی سب اسے حوالہ کیا یہی تھیں وہاں کا  
اسے فرستوں تہا وہ بد کردار باہی چنانچہ اسے آفتاب پرست نے قتل کر کے شہر فرنگوشیہ اسے چھین لیا  
مگر بن گشتات دہلی میں اسکی ابا بارادہ امیر جہانگیر کے بیان سے کہ چکر کے قتلہ ذوالکرام پر جانے اور ناموس صاحبزادی  
میں رخصتہ انداز جو آپ کو یقین و لازم یہ ہو کہ عرضیہ ذات دیتے ہیں یا خیر میں قشریت سے نہ رہا ناموس صاحبزادی میں  
رخصتہ اندازی کا خوف کیسا بگڑا تھا کہ ہر طرح جان دینے پر مستعد ہوں جو چاہے ہو سکیگا قتلہ و کشتاہی  
نہ کروں گا مگر غیب سے آپ کے کام نہ پلے گا یہ عرضیہ روانہ کر کے اسے تو قتلہ ختم کروانہ ہوا اور ترک غامضی  
تفاسح کا عادت بیکر سیار پوش ہو کے خدمت صاحبزادان میں روانہ ہوئے اور بیان جب امیر جہانگیر فرنگوشیہ کو اپنے  
قبضہ میں کر چکا تو مالک بن ملکوت شاہ کو زندان سے بلوا کر تمام کرنا یا لباس فاخرہ پہنا کر تخت پر بٹایا طراسپ کے  
مطابق میں مصروف ہوا اور آفتاب پرست اسے لگے تھے اکیلا شہنشاہ کو بلوا دیا لندہ حور نے ترکون اور خاور یون کی لاشیں  
کو دفن و کفن کر دیا اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ دیکھتے تھے ان لوگوں نے میرا کتنا نامہ آخر اپنی جان میں دیرین اب نہ مان  
بجز اسے کیا کیگا کہ لندہ حور موجود رہا اور اہل اسلام قتل ہوا کیے اور مالک بن ملکوت میں حالت مجبوری میں تھا اپنے آقا کے قتل  
تالیق تھا کیا کر سکتا تھا ساتھ والوں نے کہا کہ بہت درست یہ بہت بجا ہو گیا وہ پاپا ان سب کا خون انہیں کی  
گردن پر ہو عرض لندہ حور تو اس رنج میں رہا اور امیر جہانگیر نے تین دن تک جشن کر کے فرخ باجر کو شہر فرنگوشیہ کا  
مالک کر کے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو ہم ملک گیری کو چلیں اسی وقت سامان سفورت ہوا اور لشکر شہر سے باہر نکل  
چند کلمہ خال پر احتمال مالک اور کشور شاہ لشکر دار اب کے بیان کے چاہے ہیں  
کہ مالک اور کشور کشا کا بیٹوں کی خبر دینے پر شہر فرنگوشیہ کو روانہ ہوا کہ کچ لوہ اور نزل منزل جب حلی فرنگوشیہ  
پہنچ گئے تو ہر کار دن کو خبر کیا اسے روانہ کیا سب اہلک ہاوس گئے اور دوسرے دن اگر خبر دی کہ امیر جہانگیر فرنگوشیہ  
کو نے گیا ترک اور غامضی لڑ بھر کر شہر سے نکل گئے تفاسح خان ہار گیا مالک نے پرتجا کا سے شاہزادہ اسد بن کر ب  
غلامی کی کچ خبر معلوم ہوئی عرض کیا کہ وہ پلے ہی نکل گئے تھے جہادہ کے ہاتھ لگے ہیں مگر پیر شد ترکون اور خاور یون کی لاشیں  
کی وھاں بھی بندھی ہوئی ہے کئی لاکھ آفتاب پرستوں کو قتل کر ڈالا مالک نے کہا کہ بیشک وہ سب ایسے ہی دلاور و جہاد  
ہیں وہ سب کے سب شاہزادہ قاسم کے رفیق اور عزیز ہیں ان لوگوں کا نام لیکر تلوار باندھنا چاہیے اسے اسے اگر شاہزادہ  
خاور سیاہ زندہ ہوتے تو کابیکو یہ لوگ یون تباہ و برباد ہوتے تو خوب قاسم کو یاد کر کے رہا کشور شاہ نے کات  
لشکین اور صبر لکر ہر کار دن سے ہوا کہ جہادہ تو سب باتیں معلوم ہوئیں قاسم اب کی بھی کچ خبر لائے کہ وہ کہاں  
سہر کار دن نے عرض کیا کہ حضور ہاں معلوم ہوا کہ اس قہم بن ازرق طوقان بن سماک اثر درگیر کا چار کھار گاہ  
سے لے کر پڑ گیا اور طراسپ کے حوالہ کر دیا وہ امیر جہانگیر کے پاس لے گیا امیر جہانگیر نے پرتجا کا سے شاہزادہ اسد بن کر ب  
دار اب اسکی کے لشکر میں قیہ جہاد کشور کشا نے قتلہ کشور می عیار دار اب سے کہا کہ اگر تفاسح اپنے آقا کا  
حال نہ سنا اب سنے تو قتلہ کشور می کے یہاں کہ اپنے آقا کو باکر خیر امیر جہانگیر سے کہا کہ آپ اطمینان سے رہیں میں  
گیا اور لایا یہ لکھتا ہے خیمہ میں آیا اسباب عیاری درست کر کے لشکر امیر جہانگیر کا بلکہ بلکہ با سے شاطری لایا  
ہوا چلا جاتا تھا کہ دوسرے ہی دن قریب لشکر امیر جہانگیر کے پہنچ گیا رنگ و روغن عیاری اپنے چہرے پر ملکر صورت چہی  
خیر آزادی کی بنا کر چار امیر و لاکھ لاکھ کے امت ازادی کاٹاک پر کھینچا چھڑی رومال ہاتھ میں لیکر داخل لشکر ہوا  
کوزی کوزی مانتا ہوا چلا جاتا تھا کہ کشور امیر جہانگیر کا انتہا بے حد وہی پاپا بن لندہ حور میں ایک طرف اٹرا ہوا ہوا



بڑی گمانی ہوئی میں نے لگا کر اسی قتل حقیقتاً ایرج بڑا صاحب ہلال و صاحب قرآن جان اقبال و غرض یہ  
 کرتا ہوا دس دن و بارگاہ ہر پونچھواں اور نہ بادہ شان و شوکت نظر آئی ملک گیری کے منصوبہ دکھائی دے غرض وہ اس  
 پھر کر زندان خانہ داراب کا تلاش کر کے ایک نالے میں پھر با اور چپکے چپکے نقب کئی شروع کی ہر رات رہے دوسرے  
 نقب کا زندان خانہ میں لگا لادیکھا کہ داراب بے خبر سو رہا چنگا نامناسب جان کر نہ جگایا اور نہ ہوش کر کے چادر چھادی  
 میں ہشتاد ہاتھ کر براہ نقب صبح و سہ ماہ یہ ہوئے چاہیگا اور جہ قریب صبح دوسرے دن لشکر مالک میں پہنچ گیا اور  
 ہشتاد سائے رکھ رہا اور کیا میرا مالک و اس کا داراب حاضر و کشور شاہ نے کہا کہ اسی قتلح بیشک تم نے کار نامہ ان  
 کیا ہے سہ ماہ اور کسی کا یہ کلمہ خطاب اس ہشتاد کے کو قتل قتلح نے ہشتاد و مکر و دور و فریب و بیوشی و سکر و بیوشی: طرف کی  
 داراب ہوش میں آیا کیا کہ کشور شاہ اور مالک اس وقت صبح تمام سرداران لشکر بیٹھے ہوئے ہیں حیران ہو کر مالک خواب  
 تصور کرنے کے انہیں بند کر لین مالک نے پکار کر کہا کہ اسی داراب ہو شیار ہو خواب نہیں چاہی کہ میں ہمداری ہو کہ وہ قتل  
 پھر نہیں ہوتا اسی قتلح کشور کی تھوچھڑا لایا یہ سکر داراب شادان و فرمان بردار تھا کشور شاہ مالک سے شہر  
 انتساب سلامت کی اور قتلح کو گئے سے لگا کر غلت کر ان ہاتھ لگا کر دبا بد اس کے کام کر کے لکھا پھرش فرمایا اور لکھ  
 کیا سہ ماہ کو بارگاہ میں آکر بیٹھا صحبت و عشرت برپا ہوئی داراب نے مالک سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ سہ ماہ لکھ  
 صاحب قرآن و امیر رفیق خاص امیر تقی ستان شہر فرنگو ضیہ کا سامنے سا کہ حرکت کرے گئے اسد چاہیگا اور ایرج و ایرج ہی  
 نہیں رہا اور یہی کچھ تیرہ اور مرتبہ حاصل کیا یہ لشکر ہشتاد جمع کیا ہوا ہے و خزانہ لانا خزانہ آب حیات سے فانی کیا  
 تمام اسباب صاحب قرانی ایرج کے پاس موجود ہیں آج کل نہایت نو و ہوا ہے ہم کیا کریں جیسی تعاری میں سلام ہو دیا  
 کوئن مالک نے ایک گھڑی بھرتیک نال کیا بد اس کے کہا کہ اسی داراب ایرج چرستان بالاپاختر سے خراج لیتا پھر تاج و تہ  
 پیکر تاجداران کو چاک باختر سے خراج لادیں سب کو اپنا مطیع کر و تعاری شان و شوکت میں قریب قریب بیت کے بہانے  
 اس گھوڑے داراب بہت خوش ہوا اور دل میں تھا کہ واقعی مالک میرا متقی خواہی کہہ کہ اسی مالک ازور واقعی خوب  
 صلاح بخشے دی ابھی تو پہنے ملک سجان کو پہنے یہ کمرہ وہی تیرہ دن میں سامان درست کر کے ملک سجان کو روانہ ہوا اور  
 لشکر ایرج میں صبح کو ایک غلہ بلند ہوا کہ داراب کو کوئی کچھ ایلیا سب ایرج کو خبر ہوئی کہ داراب زندان خانہ سے  
 غائب ہو گیا اور نقب کا لگا ہوا ہے ایرج نے شاپور کو لکھا کہ اسی شاپور میں نے داراب کو تیرہ سے حوالہ کیا تھا اور  
 تو ایسا قاتل ہو گیا کہ کوئی شخص نقب لگا کر نہ چلے گیا اور گئے غیر نہ ہوئی جا جا کر مصافحت کر کے یہ کام کس پر انجام کا تھا  
 یہ سکر شاپور زندان خانہ میں گیا بہتر اتفاق پہچان کر ایرج کے پاس آیا اور کل حال بیان کیا یہ سکر ایرج نے بہت  
 تاسف کیا اور کہا کہ انوس اگر میں خود ہی اسکی دیکھ سکتا ہوں اسکو چھوڑ دیتا تو میرا کتابت و احسان ہوتا تھا  
 نے کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں پھر داراب کو جا کر گرفتار کر لائن آپ اتنے ابھی مرتبہ چھوڑ دیکھے لایا ایرج نے کہا کہ نہیں  
 اب کچھ حاجت نہیں ہوا دس روز کے بعد حکم دبا کر کوچ کی تیاری کر و لندھہر نے کہا کہ اسی ایرج نوجوان اب تم تکلیف  
 سفر گزارنا کہ و آخر اب کیا ضرورت ہو اگر یہ غرض یہ کہ ملک گیری کیلئے اور سب سے خراج لینے تاجداران یا خیر کو  
 اپنا مطیع کیے تو تمہارے سفر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں پھر صاحب قرآن کی جانب سے کل ملک باختر سے نصف  
 میں ہر صاحب قرآن کے مالک کر گئے ہیں میں خراج سبز ملک کا تم کو منگوا دوں گا تم کہیں نہ جاؤ ایرج نے جواب دیا کہ  
 اسی دارا سے بندہ ستم زمان بھیجے ملک و مال سے کچھ غرض نہیں ہے بلکہ مطلب میرا اور یہی ہے کہ چند روز کے قیہ  
 قیام ہو جائیگا لندھہر نے کہا کچھ نوکیے کہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں برخواہ نہیں ہوں کچھ تو مجھے بیان سہیجے شاید میں





اسد بن کرب خازمی شہر اختمین ہو پڑا کہ جمشید اور رشید انہی استقبال کر کے اپنے ساتھ اسے ایوان نشانی  
 میں لاکر بیٹھا صحبت پیش و عشرت کی آراستہ کی حال حمزہ صاحبقران کا دریاخت کیا اسد نے کہا کہ مجھے طلق علم  
 نہیں کیا تاہا ان کہان ہو پئے انھوں نے عرض کیا کہ ہنہ ستا کہ ایرج نے فروج کیا ہوا اسد نے کہا کہ بھائی وہ کیا اور اسکا  
 خروج کیا یہ سارا کہہ اس بند ہی سے کیا ہوا یا رکھا گیا بھائی اسے دے کر اسان پر چڑھا دیا اور تیرے صاحبقرانی کو  
 پہنچا دیا اور اس بند ہی کے سامنے ایرج ترکون کو قتل کر کے اور یہ تماشا دیکھا کرے اسے جمشید اور خورشید میں کہو  
 ہوں کہ نکاح نے بختونیر دست کر دیا کہ میں کہ یہ طرح تم پائی سے عمدہ برا نہیں ہو سکتا ہے اسوقت  
 بھائی صاحب بیٹے نور الدہرین پر ایچ الزمان کا دریاخت میں کہ اسے سزا سے حقول اور تیرہ قرارہ انہی درین  
 یقین ہو کر اب تمہارے پاس بھی اس آفتاب پست کا نامہ و پیام آیا ہو گا جمشید و خورشید نے عرض کیا کہ خیر  
 آنے دیکھے پھر لیا جائیگا اسد نے کہا کہ بھائی مجھ ہی پر اسوقت جو تیرہ غیر سرحد میں عزت و اکبر کی حفاظت لازمی ہو  
 جمشید و خورشید نے عرض کیا کہ اگر شاہزادہ تادمہ یہ آپ کی فرمائش میں ہیں آپ کے ارشاد سے سرکاری نہیں ہو کر  
 عیسے کا قبول کرینگے اگر ایرج کی بیعت قبول نہ ہوگی اسد نے کہا کہ مابھو کا ایکو جہالت کرنے ہو اور اپنی جانیں دیتے ہو  
 بالفضل بیعت کر لو بعد چند روز کے جب حمزہ صاحبقران آئینگے اسوقت محمد لیتا پھر ان دونوں نے وہی کہہ کر  
 کہ او شہر بارہین جان دینا قبول کرے اور قبول نہیں ہو اسد نے کہا کہ اگر یہی ارادہ ہو تو میں ہر حال میں تمہارا شریک  
 ہوں فقہر اسد ہمد و ایک روز کے صید و شکار کو چلا گیا اور ہر کار دن سے اگر خبر دی کہ ابلیج ایرج کا آنا ہو جمشید  
 نے کہا کہ اسے دو دیکھیں کیا پیغام لانا ہو جب ابلیج سامنے آیا سلام کیا جمشید و خورشید نے کرسی بیٹھے کو دی صحبت  
 پیش بر پا ہوئی جام شرب گردش میں آیا جب تشہادۂ تاب سے داغ ابلیج کا گرم ہو تو اس نے کہا کہ منم نامہ دار  
 ایرج نوجوان زہد و آفتاب پرستان جمشید نے کہا کہ نامہ لاؤ نیکم نے نامہ سر سے کھول کر یاد پیر نے نامہ پڑھا  
 جمشید و خورشید مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے نامہ پیر سے بیکر پھاڑ ڈالا اور کہا کہ جا جا کر اس برنامہ کے کد میں  
 کہ تو اندھو کی نایت پر بھولا ہو کہ میری بیعت نہ کرینگے تو یہ کیا پیرا اب اس شانین لندھو کا ابلیج ہی پہنچ گیا  
 اس سے بھی نامہ لیکر پڑھا اور کہا کہ تو بھی اندھو سے کہہ دینا کہ تو اس پیرانہ سالی میں ایرج پر عاشق ہو گے دیوانہ  
 ہو گیا ہو تو نے وہ وہ دوانتہ نام ترکون کو قتل کروا ڈالا ہم ہرگز ہرگز تیرے قول و فعل پر اعتماد نہیں کرکے اندھو  
 کا ابلیج تو خاموش ہوا اگر ایرج کے ابلیج نے کہا کہ اس شانین اختمہ تیرے کیا غضب کیا ہو کیا بغل نہ حرکت کی کہ  
 صاحبقران زمانہ کے نامے کو پھاڑ کر پھینک دیا اپنے عہد میں بہتر نہ کیا بس یہ کہنا تھا کہ جمشید و خورشید  
 نے کہا کہ بیٹا اس حرام زادے کو یہ سکر نیکم نہ کی چاہتا تھا کہ تمہارے بیٹے نورانی لوگوں سے گرفتار کر لیا اور ہم ہر ای  
 اسکے بارگاہ کے ماہر تھے انکی شکلیں بھی باندہ لین سے بد ملک تھا کہ یہ نیکم نہ کی ان سب روسیاہوں کو نشانہ  
 لباس پہنا کر گدھوں پر سوار کر کے سو اٹک بنا کر شہر سے باہر نکال دو یہو جب مکہ بازمان جمشید نے اسی وقت  
 نیکم وغیرہ کی ہڈی سونچیں منڈوا کر نہ باندہ لباس پہنا کر تیل توب سے منہ سیاہ کر کے گدھوں پر بٹھا کے شہر سے  
 نکال دیا ابلیج روٹا پٹتا ہوا اس اپنے ہمارے یوں کے اسوقت بارگاہ ایرج میں ہو چکا کہ جب ایرج مع تمام اہل دربار کے  
 مصروف پیش و عشرت تھا اسے ہاتھ ہی ایک غفلت ہو گیا کہ اسے یہ کوئی عورتیں کہان سے آئی ہیں اگر ابلیج نے ایرج  
 کے پاس جا کر نامہ سرگزشت اپنی بیان کی ایرج جو سکر بار سے منہ کے میدانے لگا اور پہنچا کہ کیا وہ دیوانہ کی  
 اور ان موجود تھا نیکم نے کہا کہ میں ایرج نے لندھو سے کہا کہ سنا آپ نے جو کچھ جمشید و خورشید انہی نے میرے

ایلی کے ساتھ سلوک کیا لندھور نے کہا کہ میرے نامے کا بھی ایسا ہی جواب دیا ہوا ہے کیا تو باپ جسطرح چاہیں  
 انھیں تنبیہ کریں مجھے اُن سے سروکار نہیں ہے ابھی ہمارے یہی تھیں کہ جو ایلی شہر زرنج آباد کیا تھا وہ بہت  
 بھاری خدمت پہنچے ہوئے عرضی اسقدر یار خان زرنج آبادی کی بیکر حاضر تھا اور عرض کیا کہ اس شہر یار خان سلوک  
 نامے کی بہت کچھ عزت و تکریم کی اور میری دعوت بھی بہت عمدہ طریقے سے کی انعام داکر تم مناسب جیسا اطمینان کے  
 ساتھ کیا ماما یہ وہ سب محل میں لایا اسی طرح نے کہا کہ اچھا وہ عرضی لاؤ ایلی نے عرضی ماضی کی دیکھا کہ اُس عرضی میں  
 بحال ادب و مضمون تھریں ہو کہ اس زبردہ آفتاب پرستان ہو اسی طرح نوجوان مجھ کو امیر باوقار و بہت فرائض کا  
 تھا ماما اہل اور لندھور کو تپڑا کر تاپوں جو وہ کہتا تھا حکم سے سر تانی نہ کہنا سو میں ہر طرح حاضر ہوں مجھے آپ کی  
 اطاعت ہر طرح منظور و خیر و مضمون سکرنی بہر غیظ و غضب اسی طرح کا فرود ہوا ایک تھوڑی سی دیر کے بعد اسی  
 بستہ حصار سی کو گیا تھا وہ بھی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مالک بستہ حصار کو بھی خراج کذاب ہی ہیں کچھ حذر نہیں  
 عدولت پر آتا نہ بوسی کو حاضر ہو گا یہ سکر اسی طرح نہایت خوش ہوا اور کہا کہ یہ لوگ بہت ذی فہم معلوم ہونے میں  
 کہ میری اطاعت کرنے میں کچھ حذر نہ کیا ابھی جو اہل تھیں کہ وہ ایلی جو جزیرہ نارون کو گیا تھا وہ بھی آج وہاں  
 اور دلا دلا گئے ہیں لگاتار کی عرضی ماضی کی اسی طرح نے جہاں سے پڑھا تھا وہاں لکھا تھا کہ زبردہ آفتاب پرستان اسی طرح  
 نوجوان پروردہ حضور مو فور السرد نے بنام کشن شرف امداد یا با غلام سفرائے آنکھوں سے لکھا اس قدر قریب تھا  
 کہانی آگاہ ہوا وہی بہر طعن و ایراد مالی ہو کر انکاس یہ کہ جس دن سے لگن بن لگاتار زنگی مارا گیا ہو نہ ہی میرے حکم نامی  
 نہ مجھ کو حاکم یا نای غلام امیر مارے کہ حضور بیان تشریف لائے جزیرہ نارون کا بند و بست فرما دیں پس اس شخص  
 سے کہہ دو کہ لندھور سے خطاب کیا کہ لندھور میں ضرور جزیرہ نارون کو جاؤ گا لندھور نے کہا کہ میرا مزاج  
 بہاگ بین آئے مجھے کیا حذر ہے یہ سکر اسی طرح نے سامان سفر درست ہو جانے کا حکم دیا اور طراسپ سے کہا  
 کہ اس طراسپ تم لشکر اپنے ساتھ لیکر شہر اتم پر جاؤ اور شاہان اتم کو بھیجاؤ اگر وہ مان جائیں تو جوا کر دو نہ جزیرہ  
 شمشیر وائرہ اذاعت بن لاؤ بعد اُس کے مالک بن ملکوت شاہ اور لندھور کو بھی طراسپ کی بیعت کا حکم دیا اگلے  
 لندھور اور مالک اور طراسپ قریب فرج و سیاہ جانب شہر اتم روانہ ہوئے اور اسی طرح بارہ ہزار اقلیدہ  
 لکھ باب جزیرہ نارون روانہ ہوا ایک باب چند کے واسطے جزیرہ نارون کے واقعہ فرمائے کہ جب لگن بن لگن سے  
 زنگی طراسپ کے ہاتھ سے مارا گیا وہ خبر اس کے قتل کی جزیرہ نارون میں ہوئی تو لگن کی دختر نے مال اپنا بنا دیا  
 باپ کے اتم میں سیاہ پوش ہوئی اسے حضور سے کہا کہ بطرح جو کے میرے باپ کے خون کا عوض اسی طرح سے لے نہیں نہیں  
 اپنی جان دیدہ و گئی اور قصہ ہی جی جان لوگی یہ سکر اس کے شوہر طراسپ سے زنگی نے کہا کہ اسی طرح سے میں سرکہ ہو کر نہیں  
 لڑ سکتا الا یہ میرا کہ منہم خینی نے چاہا تو عرض لیلو گا تم گہراؤ نہیں کہ اسی اثنا میں اسی طرح کا نامہ ہو چکیا اس سے  
 ضیعت جانکر بہت عزت و تکریم کی اور مضمون مسطورہ کی عرضی لکھ روانہ کی اور اپنی زوجہ سے کہا کہ لو اب وقت انعام  
 آچو ہوا اگر وہ آگیا اور میرے ہاتھ لگ گیا تو دیکھا کیسا عوض لیتا ہوں اور آہنا جو عمر و کے وقت میں تیار کیے  
 گئے تھے انکو بنا کر کہا کہ یارہ آقا قاسم اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے مارا گیا میں نے اب اسے بغرب جوایا ہے قصین لای  
 ہو کہ جو وقت کشتی اُسکی وسط دریا میں ہوئے تو تم سب حسب معمول بیٹھو مار کر کشتی اُسکی غرق کر دینا اور اسے  
 دندہ پڑ لیتا اُن سب نے عرض کیا کہ پیرو مرشد کشتی اُسکی دریا میں آئے تو بھی پھر دیکھیں تو کیوں گرج کر جاتا ہو  
 ہم تو یہ کہہ رہے ہیں میں میں دن تک دریا سے باہر نہیں آئے اور خداوند پروردہ پروردہ مارا کیسا ہاتھ ہو





ہو کر پاپ اسکا ایسیج کے ہاتھ سے لایا تو ہاتھ غصہناک ہوا اور اپٹ ٹانگے پاس اگر عرض کیا کہ ناہجان  
 پاپ میرا ایسیج کے ہاتھ سے لایا گیا نہ میری آنکھوں میں تیرا دھڑکا ہوا سرور نہ میری آنکھوں میں تیرا دھڑکا ہوا سرور  
 میں اپنے آپ کو عرض نہ کروں کہ لوہے کے آگے نہ آؤں اور اگر آپ مجھے جاننے نہ دیجے گا تو میں اپنے کو لڑا کہ  
 کر ڈالوں گا آقا زاد و نہ زنی اسوقت فشر مشابہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ لگا کہ یاؤ میں نصیب امانت و تباہوں انکھن  
 میں لکھ چالیس ہزار زنگی اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا ہر کارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا کہ دیکھو بلند ایسیج کی خبر  
 دوہی چارون کے بعد معلوم ہوا کہ ایسیج جزیرہ نارون کو گیا ہے یہ سکر اسوقت الکن نے فنان حریت کو طرف  
 جزیرہ نارون کے منتصف کیا جب قریب جزیرہ نارون کے پہنچا تو معلوم ہوا کہ کل طراقوس زنگی نے ایسیج کو  
 گرفتار کر لیا یہ سکر الکن نے طراقوس سے کہا جیسا کہ بھائی خبر دیا ایسیج کو قتل نہ کرنا میں آپ کو چاہوں جب میں  
 ان کو پھر اختیار طراقوس سے جو خیر الکن کی غیبت خوش ہو اورو استقبال کر کے لایا دعوت کی نہایت بخیر  
 تواضع سے پیش آیا اس روز آتشیں بیات ہوا دعوت و ضیافت میں بس بیوی دوسرے روز الکن بن الکن  
 بارگاہ میں آیا طراقوس سے کیا کہ ان بھائی ذرا اس آفتاب پرست کو لڑنا اسوقت طراقوس نے جو بار کو حکم دیا  
 جو بلہ زدن خانہ سے جا کر ایسیج کو لے آیا ایسیج نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا اور کہا کہ اس شخص پر میرا سلام ہو جو  
 تیرا عظیم آفتاب تابان کو برحق حاکم ہوا میں نے جو ایسیج کو بغور دیکھا تو ایک چھان حسین و صورت بابا تھا لکھ  
 اور شجاعت کے چہرے پر ہو یا اسے پوچھا کہ میں ایسیج تو نے لکھ زنگی کو قتل کیا ایسیج نے کہا کہ میں لکھ میرا  
 دھرم نے اسے مارا کیلئے کہ جب دولہے میں تو ایک قتل ہوتا ہے اور ایک قتل ہوتا ہے وہ دونوں باہم دھرم الکن  
 مارا گیا الکن نے کہا کہ طراقوس نے کیوں قتل کیا ایسیج نے جواب دیا کہ جیسے شیریاں رہا وہ جیلگر کے پورے  
 میں آجاتا الکن نے کہا کہ خیر اگر یہ تو میرے ہاتھ میں نہ تھا لیکن میری جراتی پر رہا تاہم اگر تو اب بھی خداوند  
 اقا کو سجدہ کرے اور میری رفاقت اختیار کرے تو میں ابھی سے چھوڑ دینا ایسیج نے کہا کہ الکن لقا میرے ہی  
 پاس خائف ہو کر چھپ رہا تھا جب یہاں سے باہر سرسبز کات لیکن قہر دایوس ہو کر نکلتا کو چلا گیا اور میں نے تو اس  
 خود دھم کیا تھا کہ میں تک سہا مل سکے دواد ونگا اس سبب سے وہ خود ہی دین آفتاب پرستی قبول کرنے پر رضی دینا  
 تھا پھر ایسا شخص بھی لوق پرستش ہوتا ہے کہ جو خود اپنے کاموں میں عاجز ہوا اور اگر تو رفاقت کو کس تو اس امر  
 میں کچھ مضائقہ نہیں ہوا اگر میں سپاہی میں تو مجھے غالب اسے تو میں بدل دیاں تیرا رفیق ہوں مگر تیرا دین قبول  
 کرنے پر رضی ہوں الکن نے کہا کہ بیشک تھے ایک امر معقول بیان کیا ہم نصیب ابھی چھوڑ دیتے ہیں مگر اپنے  
 قول کو یاد رکھنا جب ہم نصیب دیر کر کے تو پوری اطاعت سے سرتانی نہ کرنا ایسیج نے کہا کہ کیا مجال جو ہم کسے میں سو کرے  
 میں یہ سکر الکن نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو قید اسلی دور کر بن طراقوس زنگی ہر چند چاہا کہ اس الکن یہ کیا غضب  
 کرنے ہوا بھائی ہرگز اسے نہ چھوڑ دیر لکھنا ناوہ چوہے سے بے دھان آفت جان الکن نے کہا کہ تم تاشا دیکھو دیکھو  
 تو ہوتا کیا ہے بھائی میں ابھی تو اسے ازبکر چھڑکنا کر لو لگا تھا اسوقت ہو کہان اور ادھر ایسیج نے جو آہنگرون کا نام  
 لکھا پکار کر کہا کہ الکن آہنگرون کی طلب پکا ہو قید کا تو اسوقت پر مختصر یہ کہ لکے ہاتھ کی ہتھکڑی اور بانوں کی  
 بیڑی لگے کا طوق سب ایک ہی جھکے میں توڑ ڈالا اور کل قید کو مثل تار ہاے ملکوت کے نوڑ کر چھینکے باہر دیکھ الکن  
 بہت متحیر ہوا اور دوڑ کر ایسیج کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹایا جامہ سے ارغوانی روش میں آیا بعد اسے ایسیج کو  
 حاکم کروا کے خلعت فاخرہ پہنایا اور کہا کہ دوچار رخصت سائیش کرو بعد اسے پھر تم دونوں لڑیے آفتاب ایسیج



یہی اپنے دل میں خوش ہوا کہ اس کا جو تو اس کو زیر کرے اور یہ تیرے شریک مال ہو جائے تو وہ شیطا طرنگی سے  
 کم نہیں ہو گا لکن ہمدادوں میں مل گیا تو میں نے کہا کہ بتائیے تھے کیا قیامت کی کس آفت جہان کو طغیانی دیا اور اسے اس کا  
 جو کس وقت سے کس شکل سے ہمارے ہنوتی نے غریب گرفتار کیا تھا اور تھے اسے چھوڑ دیا اس کا کیا مقصد کیا  
 لکن نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں اسے کیونکر گرفتار کرتا ہوں میں ہمدادوں میں ہوں وہ ہمداد ہی پر ہفت نہیں کہنے  
 دیتے ہیں وہ ہرگز ہمان نہیں لیتے تم خاطر جمع رکھو الغرض دوسرے دن ایک گھوڑا ایسیج کو دیا ایک پر آپ سوار ہوا  
 دلوں میں ان میں اسے پہلے نیزہ بازی ہوئی نیزہ لکن کا ایسیج نے ہوائی کیا لکن نے گز مارا ایسیج نے دلوں  
 سپاہ گری گز مارا پھین لیا اب نہ بت نہ دیکھائی ہوئی تین شبانہ روز کشتی رہی انجام کار ایسیج نے لسنہ  
 لکن کا لگا کر سر سے بند کیا چوڑے کر زمین پر سے مارا کہ چار دن شائستہ چپت زمین پر گیا لکن نے ہمداد  
 سے ایسیج نے نہ سنبھلے دیا چھاتی پر اس کی پڑھ بٹھا اور کہا کہ ایسیج میں صاحبقران زمان ہوں مجھ کو فی غلب  
 نہیں آسکتا طراقوس رنگی نے ہمداد بازی سے گرفتار کر لیا قاتاب نے قاتاب پرستی قبول کو سنے میں کیا  
 ہمداد لکن نے کہا کہ میں نے دین آپ کا اختیار کیا تا کہ وہ ایم بندہ ایسیج اس کے بند پر سے اتر پڑا لکن  
 ایسیج کے قدموں پر گر پڑا اور غما سٹکا۔ ثقیون دین آفتاب پرستی ہمداد ایسیج نے کہا کہ لقا پر لعنت کرو شیراعظم  
 کو بخدائی اور پیر قلعہ دوران کو یہ عبادت خداوندی بحق ہاں لکن سلفا پرستی ترک کر کے آفتاب پرستی اختیار  
 کی ہمداد کے اپنے ہزاروں سے دین آفتاب پرستی کے قبول کرنے کو کہا وہ سب بھی آفتاب پرست ہوئے طراقوس  
 رنگی نے اپنی زوجہ سمیت جاں کر قلعہ حصین آہن میں پناہ لی ایسیج نے تمام جزیرہ نارون کو آفتاب پرست  
 کیا اور لکن کو ساتھ لیکر شہر اختم کاراستہ کیا اب اس کو نواس مال میں چھوڑے اور کچھ حال طراسپ بن طہا مکی  
 ہمداد فرمائیے کہ کافرنا سرچو تہا۔ مگر اور سزا ایسیج کے ساتھ کیا۔ شہر اختم نور و اندہ ہو تھا تو بعد ملی مسائل اور  
 طلحہ مراحل قریب لشکر اختم پہنچ کر غور شہید کو اظہار کرائی حبشہ و غور شہید نے حکم دیا کہ دروازہ قلعہ  
 بند کر لو اور تمام قلعہ کو آراستہ کرو امید وقت ہو جب حکم دروازہ بند کر لیا اہل غور خندق پرست آفتابا خندق کو پڑ  
 آپ کو دیا کو انداز تو ہوں پر مستعد ہو نتیجہ جب طراسپ کو خبر ہوئی کہ نشان اختم قلعہ بند ہو گئے ہیں تو اس نے  
 کہا کہ غیر کیا مضائقہ میرے اتھرتے بائیکے کمان اور فوج کو حکم دیا کہ قلعہ کو گھیر لو رہیں بند کر دو ایسی وقت لشکر  
 آفتاب پرستان نے قلعہ کو گھیر لیا رہیں بند کر دین قلعہ پر سے گولہ بے لگا آفتاب پرستوں نے تو لوں کی ہزدے  
 بہت بٹ کر خیمہ پر اس کے طراسپ داخل خیمہ ہوا وہ دن یونین گذر گیا دوسرے دن صہار ہو کر قلعہ کے دیکھنے کو لگا  
 دیکھا کہ قلعہ سرنگ شکستہ و بزدل تہری ضریرین جڑھی ہوئی تھیں تو پھر اثر دہشت دہان معلوم ہوئی ہیں ہمداد بیان  
 طراسپ نے طراسپ سے عرض کیا کہ حضور قلعہ بہت شکستہ و پائیدار ہے اس کا ہاتھ لگتا اور شہادہ و حمزہ صاحبقران  
 و نون بیان ہے رہے ہیں جب قلعہ فتح ہوا تو طراسپ نے کہا کہ صاحبو حرمس کے خیال کس طرف ہیں میں ایک  
 طرفہ العین میں تو اس قلعہ کو لے لوں گا آج آئین اچھی طرح جھالوں تو پھر دیکھا جائیگا اگر یہ ارادہ راست پر آئے تو خیر  
 میں فیصلہ ہمداد ایک دوسرا کارون کو بلا کر کہا کہ تم جا کر اختم والوں سے کہو کہ اگر چہ تھے حرکت بہت ناشائستہ کی کہ انہیں  
 کو ایسیج نور و صاحبقران آفتاب پرستان کے بہت ذلیل کر کے لکھوا دیا مگر جب جی خیر کچھ نہیں کیا ہی بہتر ہے کہ  
 سیرت پاس آکر حاضر ہو میں تقصیر قاری معاف کروں گا اور اگر میرے سبب سے برکت نہ کرے تو شہر خیر و خیر  
 آفتاب تابان کی مدد فرما دے گا کہ تمام قلعہ پر باد کر کے دیکھو یہ ہمداد کہ ہم قلعہ کے خدائے خیر و خیر ہمداد پرست ہمداد پرست

اس قلعہ کی سرحد تھیں نہین جو ایک طرف زمین میں غار سے لڑنے کے لئے ہر کار سے رد مال جاتے ہوئے تھے اور چشم  
 کی خدمت میں عرض ہوئی کہ داد می کہہ گئے کوئے میں حکم دیا کہ آئے آئے وہ ہر کار سے سامنے غلبہ دروز سے  
 پہنچے جمشید و خورشید کو سلام کر کے بنام طراسپ کا پوچھا پوچھا خورشید و جمشید نے کہا کہ ہماری جانب سے ہمارے  
 کہہ دیا طراسپ سلام ہوا کہ تو طراسپ کے نطفے سے نہیں ہو بلکہ شیدان ہی اگر تو طراسپ کا نطفہ ہوتا تو سرگز  
 سرگز و اتر و اسلام سے باہر نہ جاتا اہل اسلام کے قتل کا سیرانہ اٹھاتا بس جب تو نطفہ شیدان سے تو بہ فرزند ابلیس کے سے  
 عمل نہیں کرتے دیکھتے ہوئے قصور دکھاتا ہی نہ کر خدا چار امانی و دو دگر ہی شعر سرگنی جمشید و خورشید صیب و ہر صیب  
 آید بر سرین یا صیب اگر زندہ گی ہماری باقی ہو تو بچینگے اور اگر قضا آئی تو ہمارے بانیٹے یہ شکر سرکار سے وہاں سے  
 واپس آئے نام مال طراسپ سے بیان کیا طراسپ یہ شکر آگ بولا ہو گیا موچھولان پڑاؤ دوسے کر کے لگا کر  
 بچھانے کا حق تھا ہر ایک بلکہ تمام غم کو کل قتل نہ کیا تو کچھ کام نہ کیا یہ مگر مصروف عیش و عشرت تھا شاپ کا دودھا  
 پینے لگا تھی رنگ شروع ہوا جب داغ اسکا بارہ تاب سے گرم ہوا تو مکہ دیا کہ بچے بل بلک کل قلم پر پور شرج و گاشیرت  
 بنا جنگ نوازش میں آیا با سوسون نے جمشید و خورشید کو خبر پوچھائی کہ طراسپ نے بل بلک بھادیا اتھل  
 کے کہ کہ خیر جو مرضی آئی ہمارے یہاں بھی نقارہ ہرنی پر چوب پشے بل عکسین بھی مدد سے کوس مر بی بلند جولی  
 و دونوں جانب جنگ کی تیاری ہونے لگی لشکر آخاب پرستان میں ایک قلعہ بند ہو گیا کہ بھائی و کل روز جادل پھر  
 سے گورا بیگ ہمارا اپنی بے اختیاری پر ہی بیگ اسے لطف جنگ نہ اٹھائے سخت میں ہمارے جائینگے گوشت مٹی کا قاتل  
 ہوا کہ حیرت ہم تک بخوبی آجگا ہمارا دار ان تک سرگز نہ جائیگا اور لاہر میں قلعہ آپس میں کھرے ہن کہ بھائی طراسپ  
 ہمارے بے درمان ہی آفت جہان ہوتے کثر قلعہ بے لیے ہن بہت سے معرکہ سر کیے ہن دیکھتے کیا فنا داؤٹا بیگانی  
 آفت خدا ایک خدا ہی اسکے شر سے بچائیگا تو بچینگے اور پاک ہانب جمشید و خورشید باہم ہاتھ کر رہے ہیں کہ اگر  
 طراسپ آگیا تو آجہا لے دے جب تک دم میں دم ہو قلعہ کے اندر نہ آئے دیکھتے یہ سن سن کر خفا کہہ رہے ہن کہ  
 پیر مرشد آپ مطمئن رہے جب تک ہم زندہ رہیں گے آپ پر کبھی نہ آنے دیتے جب ہم مر جائیں گے تو کہیں آپ تک  
 نوبت آجگی یہ شکر جمشید و خورشید نے کہا کہ بھائیو جان دنیا بت شکل ہو کر تم سب صاحب اتنا کرنا کہ طراسپ  
 اندرون قلعہ آجائے اچھے لڑائی بڑھ ہمارے تو تم ہمارے ناموس کے کسی طرف لکل جانا اور انکی فرست  
 بھانٹنے لگا مکان تو قلعہ ذوالالان میں ہو پوچھا و اما مدہ ہر صورت ہمارے ناموس کی عزت تمہارے اتہ و جہ  
 ساتھ رہانے سے ہر جہا ہتری رہنا نے عرض کیا کہ پیر مرشد بہ سب سچ ہو گھر دنیا کیا کیگی ہی تاکہ اس  
 ہمارے سے اپنی جان بچا کر حل گئے پیر مرشد نے زنی کوں بیگ جمشید و خورشید نے کہا کہ بھائیو کوئی تہین کچھ نہ کیگے  
 تم سب آمادہ رہو اور جو ماہ و نامہ تھے ان سب نے عرض کیا کہ شہر بارہ صوب ہاتھ تو ہو چکین وقت مشکل و پیش  
 ہو رہے لے افتد کیے وقت باہر کرنے کا نہیں ہو و نہو کیے ناز پڑے و عایکے کرتی قلعے مشکل آسان کرے  
 شکر جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ ہاتھ آڑین بچھو او اور وضو کے لیے پانی لاؤ اور سون سے جاننا آڑین بچھو  
 وضو کے لیے پانی مانس کرنا جمشید و خورشید نے وضو کر کے ناز ادا کی بعد الفرائغ ناز دیا کہ ناسرورج کی اور مشکل  
 کر و و ناری ہمارے کہ اور پ اسالین ہا تاکہ آسملن دزمین ای و ماقن جینی ہو و مرق تحقیقی ایو کریم و اکرم ایو احم  
 فارح تو ہی اس وقت ہ میں مافق و گمان ہو تو ہی ان کا فردن کی شر سے بچانے والا ہو پور و دگر سوا اس  
 میر سے گرس سے اپنا در و دل بیان کریں خداوند اتو ہی مای و صین ہو مصرع عرض حاجت ہو تو ماہت نہ



بہدائی کہ صحبت یہ تو قلعہ میں بیٹھے ہوئے رہائیں مانگ رہے تھے اور سامنے سے اسقند یا رخاں پہنچ آبادی  
 پسر خواندہ صاحبقران تاج ملک نے بیچ آباد کاسے کرایج کی خدمت میں چلا جاتا تھا اسنے جو یہ معرکہ دیکھا کہ عرسپ  
 جن کثیر پہلے سے قلعہ کو گھر سے کھڑا ہوا اور ہمیشہ دغور شہد نے پھر ہو کر حالت تنہائی دروازہ قلعہ کا بند کر لیا ہوا اور  
 طراسپ حجاز راہ پورش کیے ہوئے ہوا اس حجاز راہ سے لے قلعہ پہنچنے والی ماسل کی نوبت میں یہ خبر دین کے بعد  
 سلطان مار سے جاسنگے میں یہ خیال کر کے عشرت نام اپنے جوار کو قلعہ میں جو کر کہا کہ عشرت بنت سے جو سکتا ہو کہا کہ  
 طراسپ کو بیماری گرفتار کر کے جمشید اور خورشید کو دے آدہ کوئی اس مار سے آگاہ دوا سننے عرض کیا کہ یہ کچھ اور شہد  
 بنیں ہو تھے ہر طراسپ کی اطاعت مرکز خاں تہا اگر کوئی دشوار مگر ہر ہوتی ہی میں اس سے باہر فتوا نہ کر رہا تھا  
 طراسپ کے شکم میں آکر ایک خدمتگار کی شکل بنا کر ہوا اور طراسپ وقت شب کھانا کھا کر سو رہا جبکہ پہلو  
 تمام ہو گیا تو اسنے اپنا دماغ بند کر کے بیوٹی اڑا تا سر میں کی جب خدمتگار خاص برادر سب کے سب بیٹھ ہو گئے  
 اور اسنے ساری روشنی گل کر کے طراسپ کے بنگ کے برابر آکر طراسپ کو بیوٹی کیا اور چادر بیماری میں لپٹا کر  
 بازہ کر پہلے پیراٹا یا جھانکے لے کر لکھی کرتا ہوا باقی طراسپ کو لے چلا بیوٹی سے ہر شکر سے باہر نکلا صبر  
 لقمہ کا نوڑا اور وہاں بھی نقش پا کا نشان اپنی زہر خوار اور صبح و سلاست پشاور طراسپ کاسے کرجات قلعہ  
 راہی ہوا جب نزدیک قلعہ پہنچا تو زمین پرست گیا اور پیٹ کے بھل خندق تک گیا اور شاک کو بھلا کر زیر شکر کر کے  
 شادری کرنا ہوا اور مازہ قلعہ تک پہنچا اور بکارا کہ پہلے پر کون جو جلد مدد دازہ قلعہ کا کھول دو ورنہ طراسپ کو  
 گرفتار کر کے لایا ہوں تم بھلت تمام ہم سے لے لو پر سے مارے نے جمہور کو بگاڑا یا جب جھانکنا تھا تو اسنے دیکھا کہ تو  
 کون ہوا نام تیرا ایک دشمن سے لے کر انکو میرے نام سے کہ عرض ہو میں کوئی ہوں گرفتار سے دشمن کو زندہ گرفتار  
 کر لیا جمہور اسنے اسی وقت جمشید و خورشید کو اطلاع دی کہ وہ دونوں اسی وقت دروازے پر اسنے عشرت  
 نے جو دیکھا کہ روشنی بہت سی آگنی دروازہ تک کہ کون آتا ہوا معلوم ہوا کہ بادشاہ اسے بن جمہور جمشید و خورشید  
 قریب دروازہ آئے تو خود پہنچا کہ تو کون ہو اسنے ایک کا قدم ار کی ماص سے دیا کہ تھپہ بیٹھے اور بھاگ کر  
 پھینک دیجے جمشید نے اس کا خذ کو پڑھ کر عشرت سے کہ کہ بھالی اندھا اسنے کہا کہ طراسپ کو بیٹھے میں اندر نہ آدھا تھا  
 مختصر دروازہ کھول کر پشاور سے لایا اور دونوں ساجون نے جو جو اہر پہنچے تھے وہ عشرت کو دے کر رخصت کیا عشرت  
 تو اپنی طرف راہی ہوا اور جمشید و خورشید پشاور سے شکر خراب باری ادا کرنے سے سوئے نہایت خوش و غم یہ کہتے ہوئے  
 پہلے کہ چار سے ہمدرد گاہنے ہی ہوئی اور وہاں ہاری قبول کی خداوند اکیان تک تیرا شکر یہاں تک کہ ہر گھر سے  
 من کر دیا نے مٹا دینے از شکر تہا نے عرض اپنے مقام پر آکر ہنگون کو با کے حکم دیا کہ جلد طراسپ کے محل و  
 زخمیر میں گرتا کر دینا ہنگون نے اس کے گئے میں ہاتھ پائیوں میں پیراں باغیوں خچر دیاں کیر میں زخمیر زائل دی اور جمشید  
 و خورشید سے عرض کیا کہ حضور اب اسے حق میں کیا حکم ہوا ہو جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ اسے جوش میں ڈال کر ہمارے  
 ساتھ لا دو گون نے اسکو ساتھ لے کر قلعہ میں پہنچا کہ طراسپ کی نگہ کھلتی ہوئی دیکھا  
 کہ محل و زخمیر میں گرفتار مسلسل و مطلق سامنے شان اہم کے ہوا ہوا جسداں پر نشان ہو کر اپنے دل میں سمجھا کہ یہاں  
 پر نشان دیکھو پہلو جلدی سے آگیاں بند کر لیں جب اسنے آگیاں بند کر لیں تو اکثر لوگوں نے بجا کر کہا کہ اگر  
 طراسپ کیا تو اسے خواب و خیال بھی ہو اسے بر خواب نہیں ہو چکر میں بیداری ہو ہوا شاد ہو کر گرفتار ہو کر  
 آیا ہو۔ عکاس ہو کر اسے استیلا مٹا زخمیر میں نشان پیدا ہوئی لوگوں نے کہ غضب ہوا قلعہ اسنے نوڑا لائی

ہر ایک نے ہوشیار ہو کر اسکی اپنے درست کر کے گرفتہ کار لیا تو وقت پندرہ بج گیا اس نے میرا قہر اٹھا کر  
 آفتاب پرستان سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا ہمیشہ خورشید نے آواز دی کہ اسے اس پر اسپ تو نے دیکھا کہ پروردگار  
 نے اپنا ایک فضل کیا کہ شکر گزار کر دے کہ اسے پاس بجا دیا اسے اس پر اسپ خداوند عالم دانا اختر حقیقی کسی کی سرشتی  
 کو پسند نہیں کرتا اس پر اسپ تو نے بہت سخت آنت جوت رکھی تھی خراب یہ کہ اسلام اختیار کرنے میں کیا کتا بھوارے ہا  
 تو میرا شاہزادہ نورالدین ہر والا قدر کا رفیق خاص کیا بکسلان ہی تو کیوں کفر اختیار کیے ہو کے عوار اس لافنی سے  
 تو باہرین آقا اور اس آفتاب پرست کی رفاقت سے کیا رشتی نہیں کرتا اس پر اسپ نے بر شکر کیا کہ اداں تو تم یہ تلوار کرتے  
 کون بیان بولا ہمیشہ خورشید نے کہا کہ اس پر اسپ ہم بھائی ہیں اس شخص کی صورت بھی نہیں دیکھی کہ کون تھا کون  
 یہ تھا اگر البتہ جانتے ہیں کہ کوئی ہمارا مددگار غیب سے پیدا ہوا تھا جو مجھے گرفتار کر کے بیان سے اس پر اسپ نے  
 کہا کہ آخاس چھانے سے کیا فتنہ میں خوب ہا تھا ہوں کہ یہ کام اسی ناباک کا تو اسی نے اپنے بھائی کے ایہ دیکر کے  
 بیان بجا دیا ہمیشہ خورشید نے کہا اس پر اسپ اگر خداوند عالم کے سامنے میں کوئی ذبح بھی کرنا سے  
 تبتہ ہی وہ ہماری فرما رہی نہ کرے تو ہی تباہ ترک اس کے سامنے کس طرح اسے گئے وہ ہندی کچھ بھی خبر ہوا وہ کو  
 ایرج کا عاشق صادق ہم ہمارا ساتھ کیوں دینے لگا تو شخص ناہان ہوا حق یہ اداں مرگان اس پر اسپ جواب دیا کہ  
 تیرا چھوڑ دے گا تو بتاؤ گا اچھیشہ خورشید باب کو میرے والدہ کے عشق سے بیہوش کر دیا وہ نہ وہ بھی مسلمان نہ ہوتا  
 اور اپنے دین کو چھوڑا اور اچھیشہ خورشید مجھے اسلام دینے کی فتنہ برگرز کیا اگر نہیں ہمارے درمی کا نشہ  
 ہو تو سبے زور و قوت زیر و توین الہیہ اسلام قبول کر دھا اور یہ کیا کہ ہمارے اختر گرفتار کر دے ایسی گفتگو کرتے  
 ہو ہمیشہ خورشید نے کہا کہ اگر ہم قیامت کے قابل ہونے تو ضرور یہ کیوں ہونے اب تا دیکھ کوئی ہمارا حامی در دگار  
 پیدا نہ گا مگر قید سے رہا کر لیتے بلکہ یونین ایرج کے اس پر اسپ نے کہا کہ خیر جب تک کوئی میرا بھی خواہاں ہی ہوگا  
 ہمیشہ خورشید نے حکم دیا کہ اسے زندان خادین لجا دے بغاوت تمام رکھو قید کوتاہ اس پر اسپ کو قید خانہ  
 میں بھیجا کہ اب غلبہ در داسے پر آئے بیٹھے اور شکر آفتاب پرستان میں صبح کو ایک غلط بندہ ہمارے اس پر اسپ  
 خیمے سے غائب ہو گیا اور قتب لگی ہوئی یہ شکر شاہ پور شیر دل آبا بالوں کا نشان ملا ہوا با داخل خیمہ ہوا دوسرا  
 سرالقب کا دلی دیا دان بھی پتلا ہوا تھا اب شاہ پور جیران ہوا اور فکر کرنے لگا کہ کون اس پر اسپ کو لگیا  
 اب ایک بل بل سی تمام لشکرین بڑی سہل فوج تھے اور ہر چوکی پر کا سے دوڑے ہوئے تھے آئے اور پکار کر  
 کہا کہ اسے اس پر اسپ تو جوان ہوا ان دوران کو مجھے سے بچا شکوایا اپنے حق میں ہا بھانہ کیا اہل خود نے جواب دیا  
 کہ ہمارے خدا نے اسے ہمارے پاس گرفتار کر کے بھجوا دیا یہ تقریر شکر ہر کارن سے ملک بن ملکوت شاہ کو مطلع  
 کیا کہ اس پر اسپ قدیم قیدی ملک نے کہا وہ ہانت کر دے کہ کام کسا ہمارے شاہ پور جاتو دیکھ کو کسی شاہ پور نے کہا کہ  
 خداوند ہر چند کہ من بہت نقص کر آہ ہوں مگر پیر جاتا ہوں یہ لکھ سلام کر کے روانہ ہوا اور سرگرم تلاشی ہوا اب ہمارے  
 مال مالک اثر در کا خطہ فرما سے کہ عیب پر کوچا کوچ خیر اختہ پر میرے تو ایک طرف کو انکا لشکر بھی آتا ہے  
 یہ ہے اسناد ہوسے داراب نے فتح کشوری سے کہا کہ اداں فتح شہر خیم اور لشکر ایرج کا حال دربان کو دے دے ہر وقت  
 اور بعد مرافقت حال اگر عرض کیا کہ اسے شہر ایرج تو جبر و نارون کو لیا ہوا اس پر اسپ سب فوج لے کر سامان ہا  
 حصار نصہ قلعہ گیری میں چل جنگ تک بجا چکا تھا کہ مات کو اس پر اسپ خود بخود اسیر ہو کر قلعہ میں پہنچ گیا  
 داراب نے کہا کہ خوب شد وہ حصاران اپنی سزا کو پہنچا اب میں ایرج کے لشکر کو قتل و غارت کر دے گا کسا سلا



ایرج نے میرے ساتھ جو بے سرفروشی کی ہو اس کا جو منہ پر کانی ونگا ایک آفتاب پرست کی طرحی تندرہ نہ چھوڑا تھا اور پھر شہزاد  
 بن بدست ہو کر جبل جنگ بننے کا حکم دیا اسی وقت فخر و غری بننے لگا ہر کاروں نے مالک بن ملکوت شاہ  
 کو خبر دی کہ داراب نے جبل جنگ پر آدیا اور کتا و کبوتر بے سرفروشی ایرج نے میرے ساتھ کی ہو اس کا جو منہ پر  
 لایا ایک سے مقابلہ کر دیا ایک آفتاب پرست کو بھی نہ مرد نہ چھوڑ دیا یہ شکا بالک نے کیا کہ خیر چھوڑ دینا میری ہمت  
 کی میری جہاد و اگر رنگہ و قوس ایسے مدد سبھی میرا کچھ نہیں کر سکتے اور اگر فتنائی آگئی ہو تو پھر کر جانا مردوں  
 کے واسطے نامہ میری کا سبب اور افتخار کا ذریعہ ہو سر داران لشکر بنے عزم کیا کہ حضور کلمات پاس کیوں ارشاد فرماتے  
 ہیں اور اس قدر ادا سس کیوں ہوتے ہیں جبرائیل کے پیچھے ملے رہے اور کسی طرح فکر نہ رہا نہ کیجے ہم سب جان نینے کہ  
 مستند ہیں اس آفتاب پرست سے اپنی طرح مقابلہ کرینگے اور اس آفتاب پرست کا پانی سے پھلا حال بنائینگے وہ دیکھا  
 اسی حقیقت کیا ہو اگر نہ یا آفتاب بے خوف و خطر بے سازشہ و فرط جبل جنگ جو اپنے اور کسی طرح کا خیال دلیں نہ لیتے  
 تھے مگر مالک بن ملکوت نے اسی وقت جبل جنگ پر دیا جانیں میں ایک فل پڑ گیا کہ کل ملکوت کا بازو گرم ہوگا  
 غرض کہ چار ہر بات دشمنی آفات حرب و غرب میں گزری صبح دس طرف سے مالک بن ملکوت شاد مع فوج و سپاہ  
 عرصہ کا رزار میں صف آرا ہوا تھا دوسرے داراب کشور کشا مرکب پر پی پکر پھوٹا ہو کر مع فوج ہزار ہا کمال شان شکست  
 و وقار سے میدان کا شمار میں صف آرا ہوا ایک طرف مالک اور دوسرا جانب ہزار عرب ہزار عرب ہزار سے حرب  
 پر پکار رہا تھا اور ایک جانب لشکر صوبہ سعدان اپنے ہندوستان سمیت میدان کا ہزارین استاد و صفا تلوار  
 جیشہ و خورشید اختی ہر شاہا اگر کٹر سے جب جانیں سے صفوں جہال و قاتل آراستہ ہو گئیں اور یقین بھی تھا  
 کر کے چلے گئے تو پہلے داراب کشور کشا مرکب نیز زنا کو ہکا کر کشور شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور کاسا کا  
 تو قناب پرستوں سب انگ و ہو کر بین با داد و مقابلہ ایرج نے ضرورت اپنے مقام سے آیا تھا کہ فیروہ تو بیگے نہ ہو کر لطف  
 جنگ حاصل ہوتا لیکن غیر تم سب تو جو جسکا ہی چاہے میرا ہوتا ہو کہ اور جسکو خوش رہے جو وہ میرے سامنے آئے اور  
 مجھے سر کہ ہو کہ ہو کہ آرا ہوا اور لطف جنگ و جہال کا اٹھا ہے پس ہکا ام داراب کا شکر مالک بن ملکوت شاہ نے  
 مانے جانیں جاننے کے دیکھنا شروع کیا کہ دلم شیا طرت کی اپنے گنبد سے کوڑھاکر و در دے تخت مالک اگر  
 دست بستہ عرض رہا ہو کہ اگر حکم دلا شرف اصدار پائے تو بہ فلام داراب کے مقابلے کو جاسے یہ شکر مالک نے  
 کیا کہ او دلم جانہ تر عظم آفتاب ملان اور پیر قطب دوران تھا سا حافظہ دگر رہے اور ملکواسی ہر کر میں  
 غمخند کرے اب دلم شیا طرت گنبد کے کو آگے بڑھا کہ داراب کی طرف جس وقت برابر داراب کے پہنچا  
 گنبد سے کو خوب جوان کر کے نگاہ داران چھوڑ کر پیر پڑی جگا ران آگ کی پیر کے چھوڑ کر سننے کل آئین میں چار  
 قدم ٹھوٹا داراب کا اور باجی سامت قدم مرکب دلم کا پیچھے بٹا مسکر کر کہیں کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا دلم  
 سبیل بکارا کہ او آب بہت ہکا ہوا وہ خوب کمال کھل کر سن کر نہ رہا آفتاب پر شان ہوا جعفران زبان ایرج  
 و جوان نے جس سے ساتھ بہت بڑی مردت کی اور حق ہو کر نہ سے ساتھ بہت بڑی رعایت اور لطف و عنایت فرمائی کہ نہ  
 قہر ہو کہ اس کے سامنے آجائے اسے تجھے کچھ بھی آنا نہ ہو پکلیا پارام تمام اپنے پاس فیکر رکھا اور دھوکا کہ بعد انفضالی  
 شرف کو شہرہ تجھے چھوڑ دیا کہ معلوم ہو کہ تو نہایت محسن اور بے مردت و جو غا پر کہ تو بہر دت ہوتا اور اسان فراموش  
 نہ کرنا تو ہرگز ہرگز اس اسان کو نہ بھولتا اور ایرج کے بلا اسان سے سر نہاٹنا ہکا لازم تھا کہ تو ہمیشہ ایرج کا  
 صہج و مقدار نہا کر اسوسا بدینہی عقل و دانش پر کہ تو خلاف اس کے ایرج کے مقابلہ کا جو ہر اور نہ ہر ان

یہ کہ ایرج کی نصبت بن اسکی فوج سے برسر مقابلہ ہوتا تو اس سے مقابلے کا ارادہ تھا تو اسکی نصبت بن اسکی  
فوج سے مقابلہ کچھ شخص کے واسطے ثابت شرمناک ہو مگر فوج بھی کیا یاد کرے ایرج کا تو بڑا ترسہ ہو دیکھ تو سی  
کہ مجھ اوسنے غلام ایرج سے کیا کام کیا لاویکھ جو بہتر سے پاس ہو یہ سنکر دارا اب نے کہا کہ اوزنگی مرد سبیلہ  
کیا ماہیات دہر لیاات کیا ایرج نے میرے ساتھ کیا احسان کیا اور کیا مردت کی مردت و مردی اسی کا نام  
ہو کہ جھکو طوفان کا تبار بکڑلا یا اور اسنے قید کر لیا مردی و سادری کے مننے پہنچ کر موت پہن اسنے  
مقتید ہو کر کیا تہ اسی وقت مجھے چھوڑ دیا تھا اسلئے کہ وہ امر مردی کے بت خلاف تھا کسی بہادر کو قریب گرفتار کر دیا میں  
دیکھ مجھے زیر کرنا تھا تو سر کو ہو کر لے بیٹھ کر دیکھا ہوتا ایرج خلاف اسنے مجھے قید کر لیا اور مجھے دھوکا اور بھلا دیا کہ بعد انفعال  
فرنگو شیعہ مجھ کو دیکھا رستہ ہا کر دینے میں بھی کیا اپنی طرف سے گئے تھے۔ راکن تھا کہ اس وقت چھوڑ دیا ہوا مقصود  
ایسٹ تو یہ تھا کہ مجھے تمام غرقید رکھے اگر میرا سیرا بیٹے نہ چھوڑا تو تمام عمر میں رہا نہوتا بھلا اور اسے دودن کو سندھ  
نہیں آئی کہ باوجود ان لڑکھالی و سیرودہ حرکات کے تمام صاحبقرانی کا سر سے کھلتا ہو ایرج کیا صاحبقرانی کرے گا  
صاحبقران اسیر و اسلاوی گمزا صاحبقران بن کر کسی کسی طرف کو میرا کے ہاتھ نہ بکڑا یا باوجود اس سیر کے  
کہ کل پر دو قنات کے دو دن کی جواست کبیر طبع و منقاد ہو کر کسی دیو دن کو ساتھ لیکر کسی سے مقابلہ نہیں کیا اگر صاحبقران  
کا ہوتے تو بدریہ و دو دن کے تمام پر وہ دنیا کے مالک ہو جاتے مگر ان سب باتوں کو غوت مردی و مردانگی  
جان کر بھی ان اصہ کی طرف متوجہ نہیں ہونے سب کچھ دیو دن نے قصہ کیا کہ صاحبقران کی ہر اسی کر کے حریف سے  
مقابلہ کریں تو انہیں جفت کر دیا اور بھی مدد نہ جاتی ایک مرتبہ انہ او ہماری عمرو نے اپنے اپنے کے غم میں اس میں  
الوس کی ناک کا شلی تھی تو اسکی عوض میں عمرو کو ایک مدت تک اپنے پاس نہانے دیا اور کمال دبا اور برسوں عمرو کا  
تمام نہ لیا ایرج کیا صاحبقرانی کرے گا اور ہمارا یہ مول نہیں ہو کہ ہم حریف پر بغیر سستی کریں پہلے تو اپنا حوصلہ نکال سے  
مگر کیم ترے حیل سے بچ گئے تو ہوا بنا اور کر بنگلے پس یہ سنکر دیم شیا ط نے خبردار فرما دیا کہ دارا اب پرینہ مارا دارا اب  
نے اسے تیرے کہنے پر تیرے برادر کو پس پھر کیا تھا غلی خیزہ ہاڑی پہنے من پر من ٹکٹے لگی دو دن تیرے مثل جیلون کے  
گھر گئے تو انڈ پر انڈ بھر بھر دیکھنے کی آفر کا رعبہ دو گھڑی کے دارا اب نے تیرہ اسکا ہوائی کیا و دیم نے غصہ کیا کہ جو  
ازد ہشت تنگ کا دار کیا دارا اب نے آتے ہوئے اسے کہ خیال میں لا کے اسے پر تلوار مار دی کہ اس کے دو ٹکڑے  
ہوئے بعد اس کے ثابت پھرتی سے ایک تلوار دیم کے سر پر لگائی کہ پھر سے گذر کر خود اور دیند و حق چین اور زندہ تو پ  
کہ کاش کہ سر پر ہوں کہ ناوہ و اوزنگی و دیم نے دستا نہ مارا تلوار تو جھٹکا کر کل گئی اور ایک چادر خون کی سر سے جاری  
ہوئی اور غل آگیا دارا اب نے آواز دی کہ اوزا اب پرستور دیم زخمی ہو کر گیا ای اسے بھاؤ کہ زخمی پر ہاتھ ڈالنا  
مردی و مردانگی کے بالکل خلاف ہو لوگ یہ سنکر دوڑ پڑے اور دیم کہ اسنے اسے دارا اب نے پھر آواز دی  
کہ اب پھر جیکو دعوتے بہادری اور ناز و سہرگ ہو میرے مقابلے کو آئے یہ سنکر مالک بن ملکوت شاد نے  
پھر دہنی باطن طرف دیکھا سقیل سپر گردان رکب کو اڑا کر مالک بن ملکوت شاد کے تخت کے سامنے آکر جاوے  
خواہ ہوا اور عرض کی کہ اے بادشاہ اگر میری نصبت حکم عالی شرف اصدا رہے تو میں اس اب پرست سے مقابلہ  
کران مالک نے کہا کہ اس سقیل جاؤ غیر اعظم آفتاب تابان متعدد اعای و کینل جو یہ سنکر سقیل سپر گردان  
میرکب کو بڑھا کر میدان میں آیا اور کہا کہ اد اب پرست و دیم شیا ط کو زخمی کر کے مغرور نہ کرنا اور یہ نہ سمجھا کہ اب میرا  
مقابلہ کوئی نہیں ہو آگاہ ہو کر ابھی خبر سے مار لینے کے واسطے لشکر آفتاب پرستان میں بہت سے سوار پڑے جو سے



میں اور میں نیز کام تمام کو نے کو جو ہوں یکسر داراب کے سامنے آکر داراسب پر تھوڑ لگائی داراب نے غار  
 شکست شمشیر پہرہ رک کے ہنار کیا کہ کو غرہ سپر کو ختم کر کے تھیل کے شانہ پر بڑی کشتاڑ اسکا کٹا ہوا حیرتقل کا  
 قبول ہوا باطن اتھ سے داراب پر غرہ مارا داراب نے ہٹون ہا ہری جھکا سے کہ غرہ اسکا چھین لیا اور تھیل سپر گردان  
 ہو کر گرا سپر سپر گردان بھائی اسکا مقابلہ کو آباد بھی بخروج ہو جائے کیسات زنگی نامی گرامی شام تک داراب کے  
 ہاتھ سے زخمی ہوئے اور جن جارجان سے ہاتھ سے گئے داراب نے ہٹل بازگشت ہو کر آواز دی کہ آفتاب پرستوں تو  
 شام ہو گئی کل بھر تھارا مقابلہ ہو کل میرے ہاتھ سے کیاں جاؤ گے کشور شاہ داراب کشور کھتا ہے سے زور و جہاں تھار کا ہا  
 ہر گاہ میں آیا اور کو حرا ملک بن ملکوت شاہ کمال ادا اس اور تھایت پریشان زمینوں کو اپنے سامنے کر داخل غریہ جہا  
 جڑا حون کو ہٹا کر زمین کو مٹانے لگا تھے بھڑا کے منی طلب کر کے حکم دیا کہ بیت جلد ایرج نو جوان کو دین مضمون ایک  
 نامہ غریہ کر کے روانہ کر دو کہ میں حکم والا شہر ختم ہر مع طر ماسپ حد لندھور کے ہو پھا اور شاہان اختم کو بہت کھنڈا ہوا  
 کل لیکن انھوں نے کوئی بات نہ مانی اور ارادہ اچانک کا اظہار کر کے قلعہ چو گئے اور طر ماسپ بھی معلوم نہیں کس طرح  
 وہاں قید ہو کر پھونکا گیا چنانچہ اب تک قلعہ میں قید ہو یہ سر کر تو ایک طرف اب نیچے کہ داراب کشور کشاں فوج  
 و سپاہ کثیر آیا ہوا اور جسے مقابلہ کرنا اور بہت سے سرداران نامور کو قتل کر چکا ہوا اور بہت سے عروج ہو چکے ہیں  
 اب کو لازم ہو کہ مجھ کو لفظ لفظ افغانی فریت اس جانب مختلف فرمایئے در نہ معلوم میں کرم داراب کے ہاتھ سے  
 کس گت کو پہونچ جائیگے دیر نے اسی وقت ہمارے مالک کے سامنے حاضر کیا مالک نے بانی ہر اس نامہ پر شبہ  
 کر کے خدمت ایرج میں روانہ کیا کو اسی اثنا میں ہر کار سے دوسرے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ داراب کشور کشاں نے  
 جیل جنگ جو اد اہل بھر ہوا ہے کہ معرکہ آرا سے میدان نبرد ہو مالک نے یہ سنکر حکم دیا کہ جو مرنی نیر اعظم آفتاب تابان  
 کی خبر ہمارے لشکر میں بھی پہونچ جائے بھگت بجا دیا جائے بوجہ ملک کسی وقت لشکر آفتاب پرستان میں کوس حوی قراول  
 میں آہستہ بہر دونوں لشکر میں جنگ کی تیاری بھی ختم ہو گئی دونوں لشکر میدان کا نہا میں صف آرا ہوئے صفوں  
 اچال و قتال آراستہ ہو گئے بعد نقابت نقاب کے داراب کشور کشاں کشور شاہ سے اجازت خواہاں کشور شاہ نے کہا کہ جاؤ گے  
 خداوند آب حیات کی خدمت و دان میں دیا کہ وہی بخارا حلقہ و خیل اور مددگار ہو میں ہی پسر داراب سلام  
 کر کے میدان کا سنار میں آیا اور ہانہ طلب ہو پکا کر پھر جس کسی کو جوئی مرگ اور خواہش جنگ ہو وہ میرے  
 مقابلے کو نیچے پہونچو جان درباری مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت خواہ ہوا مالک نے کہا کہ ہاؤ ملک  
 نیر اعظم آفتاب تابان کے سپرد کیا یہ لشکر جو جان درباری سلام کر کے مقابل داراب ہوا اور بکارا  
 کہ ادا سب پرست تو چند آدمیوں کو بخروج کر کے ضرور خواہی بہت سے ہلاک رائیے ایسے لشکر آفتاب پرستان میں  
 موجود ہیں کہ جو تر سے اور تر سے لشکر کے لیے میں داراب نے کہا کہ او جو جان کیا ہر لبات خواہ خواہ یک ر ہا ہی  
 میدان مصافحہ جائے گفتگو نہیں ہو اگر بارادہ جنگ آیا ہو تو اپنا حربہ انشا جو جان سنیں لشکر غرہ رخسار لکھ نیزہ داراب پر  
 مارا داراب نے نیزہ اسکا اپنے نیزے پر دکا پس پھر کیا تھا کوئی دو گھڑی تک حصن حصن کھانگی خوب ڈانڈا ہوا اور  
 پھر پھر چھوڑ دیا کی آخر کار داراب نے نیزہ اسکا ہوائی کیا جو جان نے جھٹکا تو داراب ماری داراب نے تھوڑا سی  
 پشت شمشیر پر رک کے جو اپنا دار کیا تو عوار داراب کی سپر کلاٹ کر سر برائی کہ تادہ جابو اور پہونچی جو جان نے  
 دستانہ مارا عوار تو سر سے ٹھکی گئی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی اور جو جان منٹ لگا کر گر پڑا آفتاب پرست آئے  
 اٹھا کر لیکے داراب جو مبارک طلب ہو جو جان درباری مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر مقابل داراب ہوا





ہندی کو خداوند جو شہر ہو جیسے لندہ حور ہندی آتا ہے دارا اب نے ہر جہاں کو چھوڑ کر اپنے کی کب ہو  
 ہر کاروں نے کہا کہ خداوند بہمن بنین معلوم کہ کیوں آتا ہے اور کیا غرض از گریہ جانتے ہیں کہ بہت قریب آگیا ہے ہر  
 دارا اب بہت ہریم ہوا اور مالک اثر در سے کہا کہ مالک میں خوب جانتا ہوں اور خوب مجھے معلوم ہے کہ یہ ہندی  
 مالک بن ملکوت شاہ کی جانب سے صلت طلب کوئے شاہی اور مالک میں ہرگز صلت نہ دوں گا ایک لندہ حور بنین  
 سوا میں لندہ حور آئیں گے تو میں نہ سونگا اور ہرگز ہرگز صلت نہ دوں گا اور مالک تم سمجھو تو سہی کہ میں صلت دے کر  
 دینا کیا کرنا با کام لگاؤں جب میں صلت سے دوں گا تو وہ اپنا سامان درست کر لے گا پھر مجھے اس کے زیر کوسے میں اتنی  
 ہی وقت پڑے گی تو بھائی مجھے کیا غرض اما جانتا ہے کہ میں لندہ حور کی روت سے اس وقت کو برداشت کروں  
 مجھے تو ہرگز نہ گاہے شکر مالک اثر در نے کہا کہ دارا اب کشور کشا بھائی ذرا عقل سے کام لو کچھ سمجھو کچھ  
 بھائی یہ ہندی ہو چکا ہوا نہایت صاحب حمزہ ہو یہ ہندی دوسرا میر حمزہ صاحب جفران ہو دوسرے بے دربان  
 وقت جہان و جہانیاں ہوا اسکے کالے کا مروج بنین یہ لندہ حور کو مالک بن ملکوت مابودا نہ بھٹا یہ ہندی اپنی بات  
 کا بڑا دھنی ہو جو کتا ہو ہی کرتا ہے اگر سننے اسکے کہنے کو نہ مانا تو مجھے خوف ہو کہ وہ اپنی سخن پروری کے واسطے خود  
 جسے مستعد کا زہار اور آمادہ بیکار نہ ہو جائے اور اگر وہ ہندی آمادہ جنگ ہو گیا تو آفتاب پرست تو ایک کوسے میں  
 بچے رہیں گے ہندیوں سے مقابلہ ہو گا اور جب ہندیوں سے مقابلہ ہو جائیگا تو پھر بڑی وقت ہو جائیگی تم یہ خوب مجھے  
 ہو کہ فوج ہندی تمام لشکر امیر حمزہ صاحب جفران میں فروزا اور اپنی بہادری و بہت و صلوحہ ملک پریشیل و نظیر بنین  
 کہ کہیں نہیں ایک ایک اپنے کو رستم وقت بہمن ہو اور اپنی بہادری کے ترسے میں غتا میر سے نزدیک تو یہی بہت ہے  
 کہ اگر لندہ حور سے اگر صلت طلب کوئے تو تم ہی جواب دینا کہ دارا سے ہند مجھے ہمارے ارشاد سے ہند بنین ہو پیکر  
 دارا اب نے کہا کہ اور مالک میں لندہ حور سے خائف نہیں ہوں کوئی اسکا دہل نہیں ہوں اگر وہ قائم مقام  
 حمزہ ہو تو ہوا کرے میں خود حمزہ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہوں اور حمزہ سے لڑنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو  
 وہ ہندی کیا مال ہو اور اسکی کیا ہستی ہو اگر مستعد جنگ ہو گا تو اس سے مقابلہ کر لیجئے مالک نے کہا کہ یہ سچ ہو اگر  
 کوئی اور میرا بی سوچنا چاہیے کہ سانپ مرے نہ تو مٹی ٹوٹے کوسے کے میں ہمارے ساتھ ہوں اور اس ہندی  
 سے اور مجھ سے ہمیشہ سے ہٹ کر اپنے چلی آتی ہو مرث خیال اس امر کا ہے کہ ہم مسلمانوں سے باہم مقابلہ نہ ہو جائے اور  
 مسلمان آپس میں نہ لڑیں اور دارا اب انسا سمجھو لو کہ اگر عربوں اور ہندیوں سے بڑائی تو پھر ایک بھی زندہ نہ رہیگا  
 سب ہی نوکٹ کے مر جائیں گے اور بدالہ باد ملک و بدنامی میرے پاس نام رہ جائیگی دارا اب نے کہا کہ پھر کیا ہو  
 فتاح کشوری نے کہا کہ میری مائے تو یہ ہو کہ جب لندہ حور اگر گنگو سے ترش کرے تو حلقہ سے کندہ مار کر گرفتار  
 کر لیجئے اور ہندیوں سے کھانا بھیجے کہ جتنے لندہ حور کو پہلے گرفتار کیا ہو کہ آفتاب پرستوں کا جہنہ نہ کرے موت  
 ہم آفتاب پرستوں پر فخر نہ کریں گے اسوقت لندہ حور کو چھوڑ دینے مالک نے کہا کہ واقعی یہ صلاح اچھی ہے مگر میرا  
 خطر مناسب نہیں ہو میں یہاں سے چلا جاؤں ہو پھر مالک تو چلا گیا مگر لندہ حور جب قریب دروازے کے  
 پہنچا تو اس خیال سے خطر گیا کہ شاید کوئی استقبال کو آئے حسب معمولی دیر تک ٹھہرا رہا اور کوئی نہ آیا تو اسکے ملین  
 یہ خیال گذرا کہ وہ تو نے اپنے آنے کی اطلاع پیشتر سے کسی کو نہیں کی کیا معلوم کہ کون آتا ہو کون نہیں آتا اور دوسرے  
 اگر اطلاع پہنچی گئی ہو اور کسی نے کہہ پا ہو گا تو اسکو تیرے استقبال کی وجہ کیا ہو وہ تجھے تو سخت مخالفت رکھتا ہو  
 اور سچ نے اسے سخت تنگ کیا تھا ایک مدت دیر تک قید رکھا کہ کون تیرا استقبال کریگا یہ سوچ کر دروازہ

بارگاہ پر آیا اور پوچھا کہ کیا جاؤ داراب سے ہمارے آنے کی اطلاع کر دو کہ لندھو بن سعدان آ رہے ہیں  
 نے کہا کہ آپ شوق سے تشریف لے جائیے آپ کے آنے کی پہلے ہی اطلاع ہو چکی ہے کوئی ضرورت اطلاع کرنے اور اجازت  
 لینے کی نہیں ہے یہ شکر لندھو بن سعدان بارگاہ کے اندر آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا داراب نے کسی جو اہل ہندوستان کے  
 دی لندھو بن سعدان کو یہ پوچھا کہ کیا داراب نے پوچھا کہ اس وقت مقامی تشریف آوری کی کیا  
 وجہ ہے یہ شکر لندھو بن سعدان نے کہا کہ میں تشریف آوری سے آ جا ہوں اور ایک ثابت ضروری الہام رکھتا ہوں  
 اگر تم میرے حق کو رو نہ کرو اور جو میں کہوں اسے قبول کرو تو میں بیان کروں داراب نے کہا کہ کیسے تو آخر وہ امر  
 ہی کیا ہو لندھو بن سعدان نے کہا کہ داراب بن اسحاق سے پاس آ جا ہوں کہ آفتاب پرست تھامے ہندو سے  
 بہت عاجز و بے گناہ آگئے ہیں اور بدست زخمی ہو چکے ہیں بہت سے آفتاب پرست جان سے ضائع ہو چکے ہیں اب کوئی  
 مقابلہ کرنے والا صبح و سلاطین باقی نہیں رہیں میری خواہش یہ ہے کہ ایک چند روز کے لیے ہمیں ملٹ دے تاکہ زخم ٹپکے اس کے  
 ہو جائیں با ارجح آج اسے بھر نکالو اختیار ہو لندھو بن سعدان نے یہ شکر لندھو بن سعدان نے یہ شکر لندھو بن سعدان نے یہ شکر  
 ہو کر اہل ہندو کے ساتھ بڑے خفا و کینہ سے اس وقت بارگاہ اہل ہندو میں پہنچے ہندو نے ہندو سے ملنے سے  
 یہ کہا تھا کہ بھوکو بھوکو ان کا یہاں رہنا ہی نہیں ہے بلکہ اگر وہاں رہنا ہے تو ضرور ہندو کی اطاعت کرنا ہے  
 حسب قواعد الہامیہ تم سے سرکے ہو کر انہیں لکھ کر کہہ دو کہ میں تم سے زبردستی ہندو کی اطاعت کر رہا ہوں  
 نے میرے کھنے کی سماعت نہ کی اور مجھے بے سلاطین کے ساتھ رہنا پڑا تو میں اب تک قید رہتا ہوں سو فیصد میری غارت  
 نہ کی اور اب آفتاب پرستوں کی سفارش کرنے سے ہرگز نہ مانو گے یہ شکر لندھو بن سعدان نے کہا کہ داراب بن سعدان  
 جانب ہندو کو کچھ کہتے ہو چکے ہو ورنہ مجھے آفتاب پرستوں سے کوئی غرض نہ تھی مگر مالک بن ملکوت شاہ نے مجھے  
 ایسا ہی تنگ کیا جو میں تشریف آوری سے پاس آیا مگر خراب تو میں آیا میرے قتل کا خیال کرو اور ایک ہفتہ کی مدت دے دو یہ  
 شکر داراب خشتاک ہو کر کہنے لگا کہ داراب سے ہندو نہ کہتے کیا ہر ایک ہفتہ تو بہت ہو تا ہے میں ایک گھڑی بھوکے ہمارے  
 اندر دیکھو یہ شکر لندھو بن سعدان نے کہا کہ داراب اب تو مالک بن ملکوت شاہ سے مجھے مقابلہ ہو چکا اور اسے میرے پاس  
 تاکر بناہ لی ہے اگر تم ملٹ نہ دے گے اور بھل جانا ہو اگے تو میرے ہندو سے مقابلہ کی پھر جا بیگی میں سے لڑو گے اور کسے  
 قتل سے بھاؤ گے یہ کدو درم درم ہو کر اٹھ اٹھ اٹھا کر فلاح کشوری نے جو پہلے ہی سے جا رہا تھا ان کو کہے ہوئے تھا  
 تھا حلقہ سے لندھو بن سعدان کے گھر میں والد سے ملنے فلاح کا کہنا مانا کہ یہ بات سے لندھو بن سعدان کی پوچھ چوچھ ہر چند لندھو بن  
 نے لندھو بن سعدان کو کہا کہ اگر یہ ہو سکتا ہے تو لندھو بن سعدان کو کہا کہ مالک بن ملکوت شاہ کا کہنا ماننا کہ یہ بات سے لندھو بن سعدان کی پوچھ چوچھ ہر چند لندھو بن  
 میں اسکا گناہ تھا کہ چاروں طرف سے لوگ لوٹ پھرتے تھے اور لندھو بن سعدان کو لڑنا کر لیا اور ان شکر بن کو بھوکا کر لیا اور  
 مسلسل اور بھوک کر کے زندان خانہ میں بھیج دیا اس کے آکر داراب سے عرض کیا کہ لندھو بن سعدان کو بھوکا کر کے  
 زندان خانہ میں بھیج دیا اب جو لوگ لندھو بن سعدان کے ساتھ آئے تھے ان کے پاس سے لندھو بن سعدان نے ہر چند لندھو بن  
 حلقہ سے لندھو بن سعدان کے گھر میں کسی طرح نہ چھوڑا اور قید کر لندھو بن سعدان نے کہا کہ بہت خوب کیا مگر ہر ایمان لندھو بن  
 کو میرے سامنے جو فلاح جا کر ہر ایمان لندھو بن سعدان کو داراب کے سامنے بھلا داراب نے کہا کہ تم لوگ کسی طرح  
 خائف نہ ہو مجھے ہندو کوئی مطلب نہیں ہے تم شوق سے اپنی فرودگاہ کو دلوں گے مگر رشتہ سے لندھو بن سعدان کے کہنا کہ ہندو  
 ہندو بن سعدان کو نہایت کی کہ تم آفتاب پرستوں کی جنبہ دہی نہ کرو اور اس کے سامنے میں دخل نہ دو تمہیں  
 اس سامنے میں کوئی دخل و بحث نہیں ہے تم اپنے کام سے کام لے کر لیکن لندھو بن سعدان نے مطلق نہ مانا اور کوئی بات



نہ ہی اور سر اسراف خاب پرستوں کی جنبہ داری کیے گیا اور آواز فساد و جنگ ہوا اسوقت رہنے پر مجبوری پید کر لیا تم سب  
 مصلحت پر جو جہوت ہم آفتاب پرستوں کا استیصال کر لینے اسوقت لندہ دور کو فوراً راکر دینگے اور سبے الامکان بیان  
 کسی طرح کی تحلف و قیام لندہ دور کو منوںے پابلی مثل اپنے گھر کے بیان پہلے تم لوگ یہ خوب سمجھ لو کہ اگر لندہ دور  
 کو ہم مجبور دیتے تو وہ ضرور آواز فساد و جنگ ہوتا اور مفت ہم لوگ ہوا کے ہوتے بعد اسے غلٹنا سے گران بھانگو اگر  
 ہم اس سب کو عنایت کیے اور خوشی خوشی رخصت کیا وہ سب منہ پر تکیب رخصت ہوئے اور جا کر اگر مہر ہندی  
 وغیرہ سے کل حال اذات ہوتا تھا امتنا بیان کیا وہ لوگ بھی طاقت لندہ دور پر انگشت بزمان ہوئے اور کل سال  
 مالک بن ملکوت شاہ سے بلا کر بیان کیا اور کہا کہ اب تو تمکو مہر آواز لندہ دور بھی اسیر دام تذر ہوا اور خوب ہوا کہ  
 لندہ دور قید ہو گیا ہم ذبت نزل ہوئے جیسا کہ دلیسا یا مالک بن ملکوت شاہ ایمان سے عنایت مایوس اور ادا اس  
 اپنے سے بن گیا اور قارن قمر بن سے کل حال بیان کر کے کہا کہ افسوس ہمارا شاہ آج کل گردش میں ہے  
 ہمارا لندہ دور ہوتا ہے وہی قبلا سے قذاب ہوتا ہے بھی، باقیں جو رہی تھیں کہ ہر کار و دل کے اطلاع دی کہ دارا اب  
 طبل جنگ بجا دیا ہیں یہ سنتے ہی بھون کی محب حالت ہو گئی اور ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ افسوس مفت ہی  
 مفت میں مارے گئے خواہ خواہ خود جان سے ہٹا کر کوئی نہ میر بن نہ پڑی آخر کار صلاح ہونے لگی کہ جاؤ کہ حرج  
 جانے جائیں کہ حرج جا کر چھین انجام کار پر مشورہ ٹھہرا کہ مال صاحب تو وقت شب فرنگو شہید کو روز کر دیجیے آب  
 صبح کو یہ ان میں چکر لڑیے اگر صور استغفر کی نظر آئے تو یہاں بن تو ہاں کر فرنگو شہید کا راستہ لیجیے القصد مات کو  
 گذری طے الصبلح دونوں لشکر میدان میں آئے صفین آراستہ میں نقیب سب دے کر ٹھکانے دارا اب کمال آب و  
 تاب سے میدان میں آیا خوب مرکب کو جولان کیا خوب برچھے کے اٹھ کھائے بیکار لپٹا آیا تو دیکھ لگا کہ میدان میں  
 آکا اور کہا کہ اگر آفتاب پرستوں کو میر سے مقابلے کا خیر ان سہادت مالک بن ملکوت شاہ نے کہ تو عن کیا بعد اسکے جواب  
 نہیں دیا مالک بن ملکوت تخت پر سوار چپ کھڑا ہوا کہ دوسری مرتبہ دارا اب ہر گاہا کہ اگر فوج فراتین آئے تو  
 درود و جہار کراؤ اگر بیان ہو کون جو مقابلے کو جائے سب کے سب مضطرب پریشان ہیں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ  
 تاثیر اعظم تو ہی مددگار ہے لیکن طلب دوران کو بکار رہے ہیں ایک غلطی آفتاب تابان کا کہ دارا اب نے گھڑی بھر  
 تال کر کے اتھیری آواز دی کہ اے نامرد وہیں کوئی میر سے مقابلے کو خیر اگر نہیں آئے ہو تو ہمیں آئے ہیں یہ کہہ کر ارادہ  
 کیا تھا کہ آفتاب پرستوں پر جا پڑے کہ گرد و غبار کا حق میرا سے اٹھا فتاح کشوری نے کہا کہ فرما ٹھہر جائیے دیکھ  
 کون آتا ہے ہر کار سے بھر کے واسطے روز ہوئے جب گرد برابر ہو گئی اور رخ ہوئی تو ہمیں سے چالیس علم نشان چالیس  
 ہزار سوار دکھائی دیئے ہر ایک علم کے پھر برسے پر غریب نثار اعظم آفتاب تابان پر قلعہ دوران کی لکھی ہوئی تھی بعد  
 اس کے ہمایوں شہزادین قیام بالون کی پیدوں کے فول اسے فول مرکب کو باس و براق اور سبے جھوٹ کا ڈ  
 کرتے ہوئے پیچھے نہ رہا آفتاب پرستان و نظر کردہ پیر قلعہ دوران ایرج نوجوان چالیس ہزار زکیان خوشنوار  
 کی مصیبت سے نظر آیا پس لشکر آفتاب پرستان میں تو ہل شادمانی کے بچنے لگے اور مالک بن ملکوت مع افسران  
 سیاہ ایمین جگہ استقبال کے واسطے دوڑا اور ایک ایک گرد و بھرا قصد ہوا غرض آمدین ایرج کی ان تمام  
 ہو گیا دارا اب طبل باز گشت بجا کر بھر گیا اور کشور شاہ سے کہا کہ آج تو یہ آفتاب پرست سترل کا ٹھکانا ہوا ہے  
 اس سے بچھ لیا جائیگا میں اپنے جی میں کرتا ہوا کہ داخل خیمہ ہو پوشاک نرم اتاری پوشاک پر دم میں کر  
 کہی جہاز گار بہشتا بعد اسکے کہ لاؤ لندہ دورین سعدان کو جب لندہ دور سامنے آیا دارا اب نے تعلیم کی اور کرسی

جواہرنگا پر تجلیا بھڑا کے کہا کہ اودار اسے ہندو جیسے تھے کہ عداوت نہیں ہو فقط اس واسطے یہ حرکت کی تھی کہ میرے  
 اور بھارت سے رزم و پیکار ہو اور نہ بھارت کو قید انکی و در کرے نہ عورتوں کو حاجت آ سکر کی نسبتیں جو یہ  
 لکر قید کو چکا دے کر توڑ ڈالا اور اٹھ کھڑا ہوا داراب نے مرکب سواری کے لیے شکر ہوا لندھو اور اپنے لشکر کو روانہ  
 ہوا بعد اسکے داراب نے لشکر شہاب بن حکم دیا کہ قبل جنگ بنے اسوقت لندھو رہی بجا ہر کار سے خبر لیکر  
 روانہ ہوئے سرسان مالک بن ملکوت شاد و غایت شادان و فرحان ایرج پر سے زہر و جواہر لٹاتا ہوا مار کا دین  
 لایا تمام حال برادری و تباہی لشکر کا از ابتدائے امتناستایا ایرج نہایت خشنک ہوا کہا کہ خبر میرے سرداروں پر جو کہ  
 گذری سو گذری مگر لندھو کے ساتھ آئے بڑی بے مردی کی میں اسکا عرض ضرور لوں گا بعد اسکے ایرج نے غافل  
 سرگشتہ جو قیدہ نارون جن قید ہو جانے کی اردہاں الکن بن لکن کے آنے کی بیان کی ہی باتیں ہر ہی تھیں  
 کہ اس مانع میں خبر پہنچی کہ لندھو کو داراب نے جھوٹا دیا لندھو آتا ہی ایرج استقبال کے واسطے دوڑا  
 لندھو سے روانہ دین لیا سلام کیا لندھو مرکب پر سے کود پڑا ایرج کا لہو پکڑ لیا ایرج لولا اودار اسے ہندو آئے  
 بن برمل ادا فرمایا مگر بڑی ایذا اٹھئی لندھو کو روانہ ایرج کو ایذا کا خیال نہیں دیتی اور محبت میں ایسا ہی ہوتا  
 ہوا داری ایرج کو حال جزیرہ نارون کا بیان کرتے کہ لندھو کے قتل سے میں بجا نہیں کو طرا قوس زنگی  
 مجھے قتل کر چکا تھا ایسا ہی مکاری آئے تھی تاہم سرگشتہ بیان کی لندھو کے کہتا مخرج رسید ہوا دلائے دے لے خبر  
 کہ شبہ ایرج کو جوان جہنم آدھر چلے گئے تو جگہ کھٹکا گداسا گریں نے کچھ نہ کہا اب کہ طرا قوس زنگی کیا ہوا ایرج  
 نے کہا وہ بھاگ گیا اور جائز قلم نہ ہو میں نے پھر اسکا مقابلہ کیا وہ طرح سے کہ چلا آیا لندھو کو روانہ خوب کیا ہی ذکر کرے  
 ہر کے بارگاہ سلطانی میں تا کر نیٹھے تھے کہ ہر کہہ دن نے خبر دی کہ داراب نے قتل ہو گیا ایرج بجا راکھ عمارت سے بیان بھی  
 اوس حوالہ پر چوب بڑے اسی وقت قبل زنگی لندھو اپنے خیمے کو گیا ایرج نے دربار برقا ست کیا کھانا کھ کر  
 سواریات بھر دو دن لشکروں میں طہاری رہی صبح کو ایرج سواری ہو کر عرصہ کا رندار میں آیا آدھ کے داراب  
 نمودار ہوا دونوں معین قائم ہوئے اور عرصہ خوشید و شید اچھی فیلیندہ دروازے پر آکر بیٹھے داراب نے  
 مرکب کو سیز کر کے سامنے تخت کشور شاہ کے آکر بجا کیا ہندو باز حکم اجازت خواہ ہوا کشور شاہ بولا کہ جساؤ  
 خداوند آجیات اور پیر زلال رخصت میرے بھارت سے کہاں داراب سلام کر کے مرکب کو چمکانا ہوا بیٹھے کے  
 ہندو نکالتا ہوا چلا جھوٹ میدان میں پہنچا تو مرکب کو روکا خیر میدان میں گاڑ کر لغزہ کہا کہ ای آفتاب بہ تو  
 آدھ میرے مقابلے کو آؤ آدھ نے ہی ایرج نے مرکب کو جولان دیا تمام لشکر کے علم جلوہ گری ہوا آواز کراہ  
 کا ڈوم بغیری خیزی و ماموں کی بلند ہوئی سردار بیلاد ہو کر ساتھ ایرج کے ہر لیے ایرج نے ایک ایک کو رخصت کیا اور  
 مالک بن ملکوت سے رخصت ہو کر چلا جب برابر داراب کے پہنچا داراب نگاہ زن ہو کر مرکب برابر سے ہٹ گئے  
 گھاسے پھر پھر افشان ہوئے مرکب کو بھیر کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے کہا کہ ای داراب مردی  
 بعید ہو کہ نے میرے لشکر کی رباری کا ارادہ کیا تھا کوئی سیبا گری تھی کہ لشکر بے سردار پر زبانی کی اور لندھو  
 جو ملت مانگنے گیا تو اسے جا کر قید کیا اور پھر دوسرے صاحب قرانی کا کرتے ہو داراب بولا کہ پہلے سے حرکت نہ  
 سرزد ہوئی کہ جگہ ہار طوفان بن سماک کا پکڑ لایا اور قتلے جگہ نہ جھوٹا اور لندھو کو قید کرنا تو فقط اسنے  
 کے واسطے تھا کہ حمزہ بیان نہیں ہو اور یہ سب حمزہ کے لازم ہیں ہیں نہ چاہیے کہ بعد حمزہ کے مل لوگوں سے  
 ہم لایں فقط رفع شر کے لیے ہر کیا تھا اور شاہ اس امر کی یہ بات ہو کہ جب تم آئے اسی وقت میں نے لندھو کو

جواہرنگا











کیا مالک بستہ حصاری نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اور میں پشاور سے بن گیا ہے جاتا ہوں کہ ہم میرا فرغام شہر دل  
 میں جتا ہوں اسد بن کرب دلاور کا اور پشاور سے میں ایرج کو کہ اپنے آٹا کے پاس ہے جاتا ہوں میں جو سنا  
 ملک مسار سے مالک بستہ حصاری سے کہ کہ جیتا اسد کا دشمن جان ہو ایک دم زور نہ مجھڑے گا اور حمزہ  
 حصا جعفران اکثر فرماتے تھے کہ ایرج میری اولاد میں سے ہو چکا نہ خود کو اس کی مخالفت کے واسطے مجھڑے گئے ہیں  
 بستر ہو کہ ایرج کو اس سے ملے اور لندہ حور کے پاس سے چلو یہ صواب کر کے فرغام سے کہ کہ ایرج کا پشاور ہمارے  
 حواسے کرادہ تو چلا جا اور اگر خوشی نہ دیکھا تو ہم زبردستی نہیں لیتے فرغام نے کہ کہ اسد اور یاباری اور مالک بستہ حصاری  
 تم کچھ تعرض نہ کر دیجے مع پشاور چلا جائے وہ اسد بن کرب غازی سے مزاج سے واقف نہیں جو موت وہ سن پا گیا  
 کرتے پشاور ایرج کا لے لیا یہی صواب پیش آجیگا یہ کلمہ دوزن نے شکر کہا اس سے پشاور چھین لو لوگ دوسرے دیکھا  
 فرغام نے کہ تو کیا ہو یہ جہاد میں ہیں تو مارا جائیگا اور ذلیل ہو گا پشاور کو کہل کر رکھ دیا اور کہا مجھے کیا کام ہو جیسا  
 کر دے ویسا پاؤ گے اور جہت و غیرت کے محل کیا وہاں نہ ہو چکا جہان اسد بن کرب غازی دانستہ کوہ میں اپنے بقول  
 میں بیٹا ہو اور کہ رہا ہو کہ فرغام کو گئے ہو سے تیسرا فرج اب تک نہیں آیا فدا جانے جس کام کے واسطے گیا تھا اسکا بھی  
 کچھ سراپا نام کیا بائیں عقلمند لڑاکا میرا مشق جو کام چوری کرنا یہ سزا دی تو ہر شے سکتی قابلہ پڑ جائیگا تو ایرج کو کہہ دیا  
 یہی ان میں ہیں کہ فرغام سامنے سے دھاتی دیا اور اسد نے کہ کہ اس فرغام کو کہہ نہ ہوا خالی پھرتے فرغام لڑاکا  
 میرا جو کام تھا وہ میں نے کر لیا ایرج کو کہ اسے آٹا تھا فرج اب کے آپ کا تھا کہ دوسرے ملک مسار دریا باری اور  
 مالک بستہ حصاری آتے تھے زخون لے ایرج کا پشاور مجھے نہیں لیا ہر چند میں نے آپ کو نام لیا تھا باوجود حکایا کچھ  
 دہا حبیب میں لے دیکھا کہ میں گرفتار ہو جاؤ گا ناہا پشاور دے کر چلا آیا یہ امر تھک رہی تھی میں کیا دن اسد بولتا کہ کتا ہو  
 یا جلا کر تار فرغام دلا کر اگر آپ جہد جانیے تو وہ ابھی دانستہ کوہ میں ہو گئے کہیں گئے نہیں چکر دیکھ جیسے نہیں رہتے  
 ہی اسد آگ ہو گیا اور کہ کہ ملک مسار دریا باری اور مالک بستہ حصاری کی یہ ناپ دلفنت ہوئی کہ میرے ہمارے  
 پشاور مجھیں لیا تو سی نام میرا اسد بن کرب غازی ابھی جا کر انہیں سزا دی اور سوار ہو کر روانہ ہوا اس وقت پہونچا  
 کہ مالک بستہ حصاری نے ایرج کا سر غل ڈال کر کے زندان میں بھیجا اور ملک مسار سے کہہ رہا ہے  
 کہ کل اسے بچکر لندہ حور کے بہر دیکھے پھر اسے اغوا کر کے جو ہے اس کے حق پر اسے کراس بائیں اسد سامنے  
 سے دکھائی دیا وہ دونوں نہایت ادب سے لکھنے کے واسطے آئے کرب ہوئے اسد نے کہ اگر چہ گیا مالک بستہ حصاری  
 نے مطلقانہ خان چنگیزان جو گھر سے سامنے لکھ دیا اسد نے پوچھا کہ کون اور مالک بستہ حصاری نے ایرج کا  
 پشاور میوے چار سے چھین لیا اسنے ہاتھ اندھ کر کہا کہ پیر شدہ واقعی رہے ادبی عالم سے ہوئی جو جاہل کہہ چکے سزا  
 دین میں اختیار ہوں اسد بولہ کہ خبر کیا کہ دن کو تم سزا دین ہو نہیں نہیں فعل کی سزا دینا کہہ تو کہو کہ اس سزا نہ سب کے کو  
 کیا کہیں مجھڑے تو نہیں دہا اسنے عرض کیا کہ میں نے اسے چھوڑا میں تھک رہا ہوں کہ فدا کر کے زندان میں بھیجا ہو اسد نے  
 کہا بلکہ ایرج کو لہاؤ مالک بستہ حصاری نے جس جہاد میں نہ زبان مبارک جعفران سے شاہد کہ جو کوئی ایرج  
 کو قتل کرے اسکی فدا ہوتی ہے ایک کو بانی نہ مجھڑے دنا ایرج میری اولاد میں سے ہو اور شہسوار بار اگر آپ کو دھکا  
 آپ اسے مار ڈالینگے بر تمام میں جہاد لندہ حور کے پاس ایرج کو کہہ دیا ہوں آپ بھی پیچے جو کچھ ہونہ حور کے  
 سامنے ہو وہ ہمارے قتل کرے ہا ہے تختہ بس بنے ہی اسد کا یہ مارا ہوا کہ خضر سے چہرہ اعلیٰ ہو گیا لندہ حور کیا کا دنا کہ  
 ان جو تو ابھر عاشق ہو رہے کھنڈ ایرج کو مجھڑے دے گا اور ایرج دشمن جان اہل اسلام ہو تو سنے نہیں سستا



کہ فرنگو شیرین و کون کونل کیا ہنریہ ہر کہ جلد اسے ستوا اس نے کہا کہ ہرگز نہ دھکا اگر دینا ہوتا تو میں آپ کے عیار سے کیوں  
 چھین لیتا جو سنا آپ بتی نہ رہا اور چنگیز تلوار داری کہ ناک بستی حصار کی کے دو گھوڑے ہوئے وہ مرد سلطان شہید  
 ہوا لاش تو پنے گل بد کے ملک مسمار دریا باری سے کہا ہوا ایرج کو نہیں تجھے بھی زندہ چھوڑ دیا ملک مسمار بھائی کی  
 لاش دیکھ کر دے لگے فون سے کا پنے لگا عزت کی اور غم و راسے جیسا گیا اپنی سزا کو پہنچا میں جا کر ایرج کو لیے  
 آتا ہوں اور روتا ہوا زندان خانہ میں آیا کھینچا پکڑ کر اسے ایرج کے بیٹہ گیا ایرج نے کہا کہ ملک مسمار کیون تم  
 دے ہو ملک مسمار بولا کہ ایرج فوجان بخاری دوستی میں ایک بھائی اسد کے ہاتھ سے مارا گیا ایرج نے کہا  
 کیونکر اسے نام حال بیان کیا اور کہا کہ میں کیا کروں اگر نصیب دو لگا تو یہ دیوانہ نصیب مارا اب گناہ میں رہتا ہوں ملک  
 دور جو نہیں دیتا ہوں تو خود مارا جاتا ہوں ایرج بولا کہ تم پریشان کیوں ہوتے ہو مجھے جو ہر مرد میں اس دیوانے  
 کو بھی سزا دے دو اور تم کو بھی پھاڑ لگا ملک مسمار نے حکم دیا کہ آہنگروں کو بلاؤ ایرج نے کہا کہ آہنگر کی حاجت نہیں  
 ہو ایرج نے زور میں آکر قید توڑ ڈالی ملک مسمار نے اُکھ دیا اور تھپا دیے اب ایرج بارگاہ کی طرف چلا  
 یہاں اسد بیٹھا کہ راہ کی کار سے ملک مسمار ایرج کو نہ آیا سلوم ہوا اسکی نقشا آئی ہو یہی یہاں سے اسد سے راہ لیا  
 کہا اس اٹھامین ایرج دروازہ بارگاہ سے دکھائی دیا اور فریاد کیا کہ بالمش او دیوانہ بھول تو نے مجھے عیار کے ہاتھ باندھ  
 قتل بکھڑا ہوا باغیا قتل کر دیا اور جسے مجھے نہ ہوا سے چھینا اسکو تو نے مار ڈالا غضب کیا اب تو میرے  
 ہاتھ سے کمان چلاؤ گا دیکھ تیرا کیا حال کرنا ہوں اور تیرا کھینچو دھڑا دیکھا اسد نے کہ یہ آفتاب پرست آہو بھائی جوش و  
 حماس باغی ہو گئے اب نہ اسکو اسوقت کہ بن نہ پڑا ہنر سے سبھے کی قنات چاک کر کے نکل کر بھاگا اور جلد ہی تمام  
 دروازے کی طرف چلا گیا کہ ملک مسمار کو آتے دیکھا وہی غمزدگ ملک مسمار پہنچا کہ اسے اپنے دوا کو چھوڑ دیا  
 غضب کیا ملک مسمار اپنی جان بچا کر سامنے سے بھاگا مگر زخم پہنچا ملک اس اٹھامین ایرج کا نرود ہوا کہ آیا میں  
 اسد دروازہ بارگاہ پر پہنچ گیا تھا گئی گھوڑے کھڑے ہوئے تھے کسی کے ہاتھ کاٹ ڈالے کسی کا سر  
 ایک گھوڑا بلی رہا سپر خود سوار ہو کر بھاگا ایرج نرود کرنا ہوا جو آپا کسی مرک کو زندہ نہ پایا اور اسد کو دیکھا کہ گھوڑے  
 پر سوار بھاگا ہوا چلا جاتا ہے نصیر ایرج ایک گھوڑے پر سوار ہو کر نقاب میں اسد کے چہا اب آگے  
 آگے اسد ہو اور پیچھے بیٹھے ایرج بھاڑتا ہوا چلا آیا کہ او دیوانے جہاں جائیگا میرے ہاتھ سے ایمان نہ  
 پائیگا اگر تو آسمان پر جا بیگا تو میں بھی دھماکے سے مٹا دوں نہ کہ وہیں پہنچو چکا اور اگر زمین میں دریا بیگا تو بالی کی طرح  
 جذب ہو لگا آج تجھے زندہ نہ چھوڑ دھکا اسد کہتا جاتا ہے کہ تو فرخ نامہ کی جو رد کا شوہر ہو جو میرا نقاب چھوڑے  
 ایرج سننا کہ اسد کہتا تھا کہ جہاں تک تجھ سے گالیان دی جائیں اسے میں آہو بھائی ایرج ترس گیا آہو اسد  
 کہہ کر چین میں تیرے کہ نہ ہر کہ ایرج کے ماننا ہے کہ نہ اسکا ہر جانا ہر کہ ٹھوڑا ہوا اسد ہر دور ہو جاتا ہے  
 بیان ملک کہ اسد ایک ہمارے پاس پہنچا ہوا ہے بھی سفر نہ ہوا تو اس ہاٹ پر چلا گیا ایرج نے بھی قصد کیا کہ ہاٹ پر  
 چلیے اسد نے بھڑکی نہ چھا کر دی کہ گھوڑے کا منہ چھوڑ کر ہوا اب گھوڑا اسد پر رخ نہیں کرتا ہوا ایرج  
 جنگ ہو کر گھوڑے پر سے کو ناکا کر آیا دیوانے میں آیا اور دھمک کر اسے کہیں چہ چاک باغی نامہ میں  
 سر دھتے میں تھارے کر حرب اسد کا ہر پر روکنا ہوا ہاٹ پر لیکن اسد دھلا ہوا تھا یہاں چلا ہوا بھڑکی  
 تمام چوٹی پر ہوا کی ہر ٹوکیا اور ایرج نیم نیم ہوا اسد نے چلا آیا ہوا حاصل کام جب دیکھا اسد نے  
 کہ قریب آگیا اس اسوقت ایک عالم باسما طاری ہوا کہ اس اسد سے کے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے

افسوس کہ آرد دل کی دل میں ہی نفاذ نہ اسی دل کو خدا کی طرف رجوع کیا۔ یہی نفاذ ہی توفیق و ایمان  
 گویا نفاذ ہی اس کا فرسکہ ہے جسے بچا اور جو قضا ہی آئی ہو تو اسے ہاتھ سے نہ مارا ہوا اور اس پر توفیق و ایمان  
 تو جسے کہو کہ تیرا خدا بچا اور اس کا اسد بولا اور آفتاب پرست میں ایک نامیزا اسکا بندہ ہوں اسے یہی کیا ہوا ہے  
 البتہ اگر نفاذ نہیں ہو تو بچ جائے گا اور بچ جائے گا کہ کوئی نہ بچ جائے اور یہ اگر بچ جائے گا اسد کو پکڑے اور بچا کر اسد  
 کی طرف بڑھائے کہ ایک نیمہ گرا اور اس پر بچ کر اسکا آسمان پرست ہوا اسد نے خود کیا کہ اور بڑا نہ بچا دیکھا تو نے کہ اسد  
 سے ہمارے خدا نے ہمیں بچا یا کہ اس میں اس پر بچ نظروں سے ثابت ہو گیا اسد اتر کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا لیکن  
 اس پر بچ کا حال سیکھے کہ تب بہت بلند ہوا بیہوش ہو گیا اسکو کچھ خبر نہیں کہ تو کون ہو اور کہاں جسا تا ہوا کون جسے  
 لیے جاتا ہو نہیں معلوم کہ کتنی دیر تک بیہوش رہا پھر جو ہوش آیا تو ایک باغ بہشت آئین میں اپنے تئیں پایا دیکھا کہ  
 ایک باغ ہوا اور وہ باغ کا ہیکو ہر لمحہ بہشت ہو گھلا سے رنگا رنگ پھولے ہیں درخت پیوہ دار گت ہیں خرمین  
 جاری ہیں باغ و ان خوش امکان بول رہے ہیں خوشبو سے دماغ حشر ہوا جاتا ہے ہوا سے سرد سے روح تازہ ہوتی  
 ہوا اور وسط باغ میں ایک باغ درمی ہوا سمین خوش بہشت تکلف کا بچا ہوا ہے پر بڑا دان ماہ طلعت کھڑے ہیں اور  
 چنگ جو اہر نگار پر عجیل ماہر و بھائی حمزہ صاحب قرآن کا لیتا ہوا اور ادر عجیل نے اس پر بچا ہوا پر بڑا دان سے  
 کہا کہ اسے یہ تم کہے لائے ہو میں نے تو جسے کہا تھا کہ سرداران لشکر اسلام میں سے کسی کو لاؤ اور انھوں نے عرض  
 کی کہ شہر بارہم اسے زبردست جان کلا لے گئے اب کے یہاں سے لے گئے ہیں وہیں چھوڑا آئیں لیکن اس پر بچ نے  
 عجیل ماہر کو سلام کیا اور کہا کہ جو آپ کا کام ہو گا میں بچا لاؤں گا کہ اس میں نہیں ہوں مگر آپ کی خدمت میں بدل دیاں  
 بچا لاؤں گا عجیل بہ سسر خوش ہوا اور اس پر بچ کو کہی جو اہر نگار پر بچا ہوا اور کہا کہ میں بیمار ہوں اس سے ظہیر کو  
 اٹھانے کا اس پر بچ بولا کہ یہ مضائقہ نہیں ہوا آپ اپنے مرض کا حال بیان کیجئے اور یہ فرمائیے کہ جسے آپ لے چکا  
 کیوں پر عجیل نے کہا کہ اس پر بچ نے جو ان چنگ حمزہ صاحب قرآن خورشید ستارہ پرست اور توحید ماہ پرست  
 کی حفاظت کے لیے چھوڑ گئے تھے کہ بھائی تم ان دونوں کی حفاظت کرنا میں درہم سیکھ لیا اور آخر یہ سب کے  
 درمیان میں جا کر اعتراض اب سبب درد کر کے بد وقت میں چلا آیا بھی تک اچھا نہیں ہوا میں اور ستارہ سے بڑھنے  
 کا سبب یہ ہے کہ ایک دیو ہوا فریخ نامے وہ جسے بعد جان کر سیرا ملا فدا بائی لیے لیتا ہوا اور میرے لوگوں پر ظلم کرنا ہو کر چلا  
 ہوا ہر سال ہوا اگر اچھا ہوتا تو اسکو سزا دینا در دے ناچار کر دیا اس پر بچ نے کہا کہ میں اسکی تنبیہ کر دیکھا آپ اچھے وہاں  
 بہرہ شیعہ عجیل نے اس پر بچ کی دعوت اور نیابت کی بعد اسکے توحید و لشکر اس پر بچ کے ساتھ کر کے افریخ کی تنبیہ کو  
 روانہ کیا جب اس پر بچ قریب پہنچا افریخ کو خبر ہوئی کہ عجیل ماہر و ستارہ ایک آدم ہزار جسے لوانے کو بھیجا ہے یہ سسر  
 نہایت جرم ہوا لشکر لیکر باہر آیا نہ شراب میں طبل جگ بجا ہوا ایک غلغلہ مدامات سحر و دوزخ لشکر دن میں تیار ہوا  
 رہی سیر کو لشکر سر کر آرا سے خبر دہر گئے افریخ میدان میں نکلا مبارک طلب کیا اس پر بچ نے جو ان نقاب کے واسطے  
 آبا افریخ نے جواب دیا کہ کو دیکھا ماشن ہو گیا کہ آدم نما دور اور راز لہ تافت کا کون ہوا اور کیا نام اس پر بچ نے  
 کہا کہ میں کوئی مرنو عجیل کا نہیں ہوں اپنے لشکر کا صاحب قرآن ہوں نام میرا زبردہ آفتاب پرستان لشکر کردہ  
 پر قسب دوران اس پر بچ نے جو ان ہر گئے عجیل سے شناسائی کی تو نے عجیل کو تنگ کیا اور یہ بیان تھا اسے بڑا دان  
 کو بھیجا اور کہا کہ ادلا صاحب قرآن میں سے کسی کو اٹھا لاؤ بڑا دیکھو لے آئے افریخ نے کہا کہ آدم نما دیکھو بیان کا بادشاہ  
 اور عجیل سے سب علاوہ عجیل لنگا افریخ لے گیا آدم نما اور آفتاب پرست ہو کہا ہاں دیر نے کہا بہشت ہوا

اور



سیری اطاعت کرتی تھی نیز اعظم کو مانتا ہوں ایرج نے کہا کہ یہی سونگا کہ میں تیری اطاعت کروں اور تجھ سے ہر حال میں  
 بلکہ تجھ کو قتل کر کے غیل کے پاس لے جاؤں گا یہ سن کر دیو بہت سا گرجا اور کہا کہ مادہ زنا تو نہایت مغرور ہے مگر سیدم ہو جائیگا  
 وہ دنیا و ہمارے جہان بڑے ہونے پر ہنس رہا تھا کہ میں نے سستی نہ کر دینا میں نے سستی ہی افریج پکارا کہ ایک حربے میں تیرا کام تمام کرنا ہوں  
 خبر دہر ہنایہ کہ زنا غنول کو گردش سے کر ایج پر مارا ایرج نے خالی دہا زنا غنول زمین پر پڑا زمین سے  
 خاک اڑی ایرج خاک میں چھپ گیا دیو پکا مادہ زنا د آخر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا افسوس کہ کو جوان خوبصورت تھا  
 ایرج نے خاک میں سے لہرہ کیا کہ حریف تیرا میں زندہ لیکن تو افسوس کر رہا ہو اور دھڑکنا غنول سے لپٹ گیا دیو افریج  
 ایرج سے دوست کر جان چاہتی ہوئی لی خوب زور آزمائی ہوئی بعد اسکے ایرج نے لنگر دیو کا اُکاڑا اور جرج  
 دے کر زمین پر مارا پھلتا ہر چہ وہ جیٹا اور کہا کہ اب کیا کتا ہی سیری اطاعت کرنے میں اسنے کہا کہ میں نے فلاں آپ کی  
 عقیقہ کی ایک ٹوہن مذہب میرا اور آپ کا ایک ہو دوسرے آپ ایسا آقا زبردست ہیں لیکن ہلکا ایرج اسے سینہ پر  
 تارادہ اٹھ کر گریا ایرج کے ہر اعلقہ فلاں کا کان میں پینا ایرج کو اپنے غم میں بیگا دعوت کی بعد اسکے ایرج  
 افریج کو غیل ماہر دے کے پاس لایا قہر من بگڑا یاد رکھا خبردار اب لسنے پر غافل نہ کرنا افریج بولا کہ کبھی مجھے ایسی خطا  
 نہ کی اب غیل نے بڑی دھوم سے ایرج کی دعوت کی تاج پر بڑا دون کا دھلایا گانا سنو اب اگر ایرج نے ہر چند جانا  
 کہ ملک عالم آرا دختر غیل ماہر کو دیکھے مگر دیکھ نہ سکا ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ جب حمزہ کا مقدر کیسے ہو جائیگا  
 محسوس ہو گیا تھا غیب غیل ماہر و دعوت و مصافحت کر چکا ایرج نے رخصت طلب کی کہ میں پردہ دینا چاہتا ہوں  
 غیل نے کہا بہت ہی میں بھروسے رہتا ہوں ایرج بولا اب افریج مجھے پہنچا دینا غیل نے بہت سا جواہر  
 درکنے دے کر ایرج کو رخصت کیا ایرج افریج کے مکان میں آیا اور کہا کہ پہلے ابھی مجھے پردہ دینا میں سے چلو  
 اسنے کہا کہ میرا دین پہلے آپ کو قلعہ آفتاب نکھار رہا ہوں جہان سے آفتاب تابان برآمد ہوئے ایرج  
 بولا افریج میں بھی زہارت کا شاق ہوں مگر ایک دشمن میرا پردہ دینا میں ہو کر آئے ہاتھ سے تنگ ہوں میں سلیم  
 اسنے میرے لشکر کا کمال کیا ہو گا افریج نے کہا کہ محلو آپ صورت اصلی بتائیے میں اسے بیان اُٹھا لائن اور  
 آپ زہارت کو چلے ایرج نے اس کی صورت کا نقشہ کھینچا افریج کو دیا اسنے ایک دیو کے حوالے کیا کہ پردہ دینا  
 میں غمراہ ختم ہو جا کر اس صورت کے آدمی کو اُٹھا وہ دیو نقشہ لے کر روانہ ہوا بیان اسد بن کرب غازی نے  
 کئی سبھن لشکر ایرج پر دے کر لشکر آفتاب پر سنوں کا پردہ لایا ہر چند جاہل تھے کہ اس کے ہاتھ سے نجات  
 ہو مگر زمین ملتی ہزار آفتاب پرست روز قتل ہونے میں کہ تمام شب لشکر ایرج کو سراسے قتل ہونے کے سونا  
 زمین تھا ایک دن کا ذکر ہے کہ رات بھر اسد لشکر ایرج کو قتل کرتا رہا صبح کو کوہستان کا راستہ لیا تاج ہنگی  
 سے باتیں کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ دیو اُٹھا کہ اسد کو بیگا فتاح اور جو لوگ ہمراہ تھے رکھتے ہوئے رکھے مگر ہند  
 کو دیو لیے ہوئے چلا آتا ہے پردہ قاتل میں پہنچا ہو کر ایک دیو کو نام اُسکا افغان کو چاک ہی رفیق کو شاپور  
 برج الزمان کا قلعہ زمر دنگار میں رہتا ہوا وہ اب دریا پر بیٹھا ہوا سیر کر رہا ہے دیو گرد و اطراف میں اس کے  
 گھڑے ہیں کہ ناگوداواز پردہ زدی کی آسمان پر سے آئی سرخا کر دیکھا ایک دیو نے کہا کہ کسی آدم زاد کو کوئی دیو  
 اُٹھا لے لے جائیگا افغان نے حکو یا کہ یہ حرام زادہ جانے نہ پاسے مع آدم زاد اسے کچھ دیکھا وہ بیان سے دیو دے  
 جاکر اس دیو کو گھبراہٹ سے اسد کو اُٹھا سے چھوڑ دیا اور چاہا کہ جاگ جائے لیکن خود دیووں نے اسے دیو کو گرفتار  
 کیا اور اسد کو بھی پردہ سے ہوا روکا سانسے افغان کو چاک کے ہاتھ اسد کو دیکھا برج الزمان کی شکل سے

مشابہ پایا ہوش میں لایا اسد کی جیب آنکھ کھلی دیکھا ایک دیو سلسلے بیٹھا ہوا گرد اس کے مجمع اور بہت سے دیوؤں کا ہوا  
اور ایک دیو کو دیکھا کہ بندھا ہوا کھڑا ہوا اسد پکارا کہ بھگتو کون بیان کیا؟ افغان کو چاک بولا کہ یہ دیو آپ کو لیے جانا  
تھا میں نے اس دیو سے آپ کو چھینا ہی آپ یہ فرمائیے کہ حمزہ صاحب قرآن اور شاہزادہ بدیع الزمان سے آپ کو علام  
ہو اسد نے کہا کہ تو اس ہون کو چاک سلیمان کا اور ہمیشہ زادہ ہون بدیع الزمان کا ہیں ہنگر افغان کو چاک اٹھ کھڑا  
ہو اسد کیا اسد کو لاکر کسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا اور کہا کہ میں غلام ہوں آپ کا بھگتو شاہزادہ بدیع الزمان نے  
سلیمان کیا ہوا اسد نے کہا کہ یہ دیو بندھا ہوا کھڑا ہوا اسے مارے پاس لاؤ اس دیو کو کھول کر سامنے لائے  
اسد نے استفسار کیا کہ تو کون ہو اور مجھے کس کے پاس بھلا تھا اس نے تمام سگڑ شت بیان کی اور کہا کہ بھگتو یوسف فرخ  
نے ایرج کے پاس لیے جاتا تھا مگر تیری زندگی مٹی کو بچ گیا اگر میں جاتا تو اس دیو میں تیرے دوست ہیں تو بھی  
اور جسے نہ آتا اور راستے جاتا اسد بولا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اگر تو سلیمان ہوں تو میں تجھے مجھوڑ دوں اس نے جواب  
کہ میں کبھی دین آفتاب پرستی نہ ترک کروں گا اسد پکارا کہ قتل کر داس اس نابھار کا اسی وقت اس دیو کے ٹکڑے ٹکڑے  
کے گوش کو بھی بھگتو افغان نے لوجھا کر شہر بزمایرج کون بھلا سکو آپ سے عداوت کی کیا وجہ ہو اسد نے تمام  
حال ایسیج کا اور اپنی وطنی کا بیان کیا اسکا کہ او افغان وہ باجی شایعہ بدست ہو میں کسی طرح اس کے عہدہ پائی  
میں کر سکتا لیکن پردہ دنیا میں میں نے بھی احباب تنگ کیا ہو اور دوسرے ہاتھ سے نالان ہو اور افغان  
میں نے ایسے ایسے شیون ابھرا رہے کہ اس کا دل جاٹا ہی رہا تھا اگر شریک ہو تو بیان بھی شبنون لشکر  
آخریج پر مدون افغان کے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ میں غلام ہوں جان تک کام کسے تو موجود ہو جیسا ارشاد  
ہو چکا دیو اسد نے کہا کہ میں بوقین بنواؤں گا تم بھی سامان جمع کرنا اور دیوؤں کو ہر داؤد بنائیں بھگتو افغان اور  
زرگردن کو اٹھوا سگڑاؤں افغان نے دیوؤں کو بجا دیا وہ آؤ شگردن اور ہزارا زرگردن کو اٹھا لائے وہ  
سب سے ہرے آئے اسد نے انھیں قتل دی کہ تم کسی طرح کا اندیشہ نہ کر دجسوت ہمارا کام ہے چلیگا تم سب کو  
بجوا دیں گے خاطر جمع رکھو مگر اتفاقاً بوق کا اپنے ہاتھ سے بنا کر انھیں دیا کہ ایسی بوقین تیار کرو انھوں نے جہر زور  
میں ویسی بوقین تیار کیں اسد نے انکو انعام دے کر دیوؤں سے کہا کہ جان سے انھیں لائے جو دین ہو بنواد  
دیوؤں نے انکو طرہ انھیں میں پہنچا دیا اسد نے افغان کو چاک کے دیوؤں کو بوق بجانا سکھا یا اور کہا کہ  
جب ہم بوق بجانیں تم بوق کی صدا نہ کرنا ہو کہ ہمارے پاس آنا ساتھ ہمارے جلتا ہر گاہ لشکر حریف پہ گردن تم  
بے خوفت انھیں قتل کرنا اور جسوت ہم دوبارہ بوق بجانیں تم لشکر حریف سے ٹھکر پٹے جانا پھر نہ ٹھکرنا الغرض جب  
دیوؤں کی قیام سے فراغت پائی پوچھا کہ اقدام آفتاب نگار بیان سکتی دور ہوا انھوں نے عرض کی کوئی جبار  
یا بچ منزل ہوا اسد نے حکم دیا کہ جرفیس افغان کو چاک بارہ ہزار دیوؤں سے اسد کے ساتھ روانہ ہوا اب حال  
ایرج کا سینے کو یہ دیو یوسف فرخ کے ساتھ قندہ آفتاب نگار میں آیا نام تعد باتوت اور کا پایا دیکھا کہ بروج و فضائل  
اور کارہین دکائیں اور سنان باتوت نگار میں ہم مردمان سیخ ہٹل پاسے شگفتگی لے کر جوش ہو الغرض وہاں ایرج  
نے بہت تکلف سے ایرج کی دعوت کی بعد الطراغ دعوت کے ایرج نے کہا کہ اب مجھے نیرا عظم  
کی زیارت کرنا ہے اس نے کہا بہت اچھا اور دوسرے دن ایرج کو لے کر کوہ ہند پہنچا تا حدیث نضا کا مقام نظر آیا  
سانے اس کے ایک حدیث عظیم الغرض سوت مند ہوا جو جان تک بھگتو کام کرنی تھی وہی دریا تھا ایرج نے کہا  
ہو آخریج یہ بڑا دریا ہو اسے عرض کی کہ شہر مارو دریا نہیں چرا ایک کنوئیں ہو کہ ہمیں ہزار فرسخ کے دور میں یہ



اسی میں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے آپ صبح کو ملاحظہ فرمائیے گا غرض ایرج رات کو اسی چادر پر رہا اور صبح کو بت سیر  
 کے اٹھا دیکھ رہا تھا کہ ایک مرتبہ پانی سے جوش اٹھا اور رنگ پانی کا زرد ہونے لگا معلوم ہوا تھا کہ پانی میں سے رنگ  
 اٹھتا ہے اور اس کے رنگ پانی کا اگل بھر ہی ہوا بعد وہ بھر کے قرص آفتاب بالک من سے نکلا جہاں تک مجھ کو کام کرنی تھی  
 وہی قرص آفتاب معلوم ہوتا تھا اور بدھم بند ہوتا تھا جیسے طائر تیز پرواز ہوتا ہے اور قطرے پانی کے تین سے  
 ٹپکتے جاتے ہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس امر میں سے مراد یہ ہے کہ رنگ گر رہے ہیں پس ایرج یا نیرا عظمیٰ  
 خداوند نور بخش عالم مکر کھدے بن گرا بعد عتویٰ در کے جو مسلہ ٹھایا دیکھا کہ ہزار ہا فرخ آفتاب بلند ہو گیا اور اب  
 رنگ زرد و معلوم ہوتا ہے ایرج نے فرخ سے کہا کہ آج نیارت خداوند کی تیرے سبب سے نصیب ہوئی  
 میں کمالی عنون ہوا دولت و نوال مجھے لی عرض ایرج وہاں سے بھر کر قلعہ آفتاب چکار پر آیا سیر و تماشا  
 دیکھنے لگا فرخ سے کہتا کہ جو دیوتے اس آدم زاد کے لانے کو بھیجا تھا اسکا کہہ چہ نہ معلوم ہوا دریافت ہو کر د  
 آئے دیوتوں سے کہا کہ اسے دیو افرغہ کو نقشہ دے۔ لہذا آدم زاد کے بیٹے کو بھیجا تھا وہ یا نہیں دریافت ہو گیا تو  
 سنا کہ ابی بنن آیا ہے کہ کتنا عرصہ ہوا کہ میں بھوکا پیاسا ہوں وہ دینا کے مضکارا سہہ ہو گیا کہ آتے جاتے آدم زاد  
 کا ایرج بڑا افرغہ دیوانہ ہو گیا کہ اسکو نہیں ملا اور افرغہ در سے شرمندگی کے نہیں آیا یا یہ کہ یہ کسی نے  
 چھڑا لیا ہو دیو کو مار لیا ہو کچھ نہ کچھ بیچ چادریں بھریاں ہی بائیں دین رات کو دین اسد بوق بجا کر شکر افرغہ فرخ  
 کا قتل کرنے لگا ایرج جو بھار ہوا بوق کی آواز سنیں جلدی سے اٹھ کر روانہ ہوا بیان اسد بوق کہ چلا گیا  
 تھا دیو آپس میں لڑ رہے تھے بھر کر ایرج آیا کہ عرصہ رحلتی سخت ہوئی مگر ہشش پر ہش پڑی ہو کسی کا بھائی  
 مار گیا ہو کسی کا باپ قتل ہوا ہو ایک معلوم ہوا ہوا ایرج نے پوچھا کیا سر کرنا ہے کون آیا تھا وہ یا لت  
 تو کہ داد کوئی ہشش حریف کی بھی ہو یا نہیں کوش جو کیا تو کوئی ہشش غمنا نہ نکلا جہاں ہو کر بیٹھ رہے وہ سر چٹب  
 کو بھر دی کیفیت ہوئی کہ اسد بھڑا کر بھون کا ایک طرف سے آیا دوسری طرف سے نکلیا دیو آپس میں رات بھر  
 لڑا سیکے ایرج جب آیت طائی موقوف ہوئی اللہ تعالیٰ نے شہین اسطیخ گزیرین خورد خواب دھار ہو گیا  
 اور افرغہ ہر چند تلاش کرنا تھا وہ نہ ملتا تھا کہ کون ہوا ایرج نے کہا افرغہ یہ وہی آدم زاد اسد دیوانہ  
 ہی پر وہ دنیا میں بھی ہی حشر ہونے پر پکایا تھا افرغہ بولا اے زبدہ آفتاب پر شان آپ کیا فرماتے ہیں کہسان  
 پر وہ دنیا کہان آدم زاد اور یہ مکان مشرق قاف مشہور ہی بیان وہ کہان ہو چکا ایرج نے کہا افرغہ بھوکے  
 کہان میں یہ وہی زو ایک نہ ایک دن نہیں معلوم ہو جائیگا اور آج رات کو میں ملا بہ بھر دیکھا بیٹا افرغہ دیو کا  
 سارے نام بہت زبردست ہوئے عرض کیا کہ افرغہ لوجہ ان آپ تکلیف نہ کریں جو کوئی بھون کرنا ہو کہ میں  
 سے گر خا کر دھکا افرغہ بڑا افرغہ نوادہ نہ کریں خود آج شب کو ملایہ کا گشت بھر دھکا حریف سے بھر لوں  
 گسوا کے کہ کچھ جیشم زخم جھکے ہو پنا تو مجھے کمال رہے جو گا ایرج نے کہا افرغہ اگر شہینوں نے دانا اسد دیوانہ  
 کی تو بہت کمزور ہو تم کسی طرح کا اندیشہ نہ کر د فرزند منارا سے پڑا ہو گیا افرغہ چپ ہو رہا سارے مسند ہوا  
 انصاف سے کار یہ خبر ہر کاروں نے اسد کو پہنچائی کہ آج افرغہ کا بیٹا بھر ہوا کہتا ہے کہ بھون آکر گرتا ہے اسے گرفتار  
 کر دھکا اسد بولا کہ پر دین اور اپنے دل میں کہا کہ اے اسد تیرے بھائیوں نے ہزار بار دیو قتل کیے ہیں کہ تو ایک  
 کو بھی نہ مار سکتا آج جس طرح ہوائیں حوازا سے کو قتل کر دے تیری حیثیت بہت ہی درملر دیکھ میں ات سویرے  
 چو لکا سب تیار رہنا عرض ہر رات کے بوق بھائی سب دیو تیار تو بیٹھے تھے اگر وہ فریاد اسد ایک بلو آپ سوا

ہوا اور سب کو ساتھ لے کر دوہر مات گئے فکر افریج پر آیا دیکھا کہ آج بڑی جاگ ہو رہی تھی سب ہی کچھ اندیشہ نہ کیا  
تو ارکھنچرکنا ہر ایمان لشکر ہنگام تل کرنے لگے ساریج کو خبر ہوئی کہ حریف بخون مارنے آیا ہوا وہ ڈوڑا کہ میان سے یہ جاتا  
تھا اور جسے اسد بن کر ب غازی لوتا ہوا آتا تھا اسے سادہ میں متبادل ہوا ساریج پکارا کہ اسے تعجب نہ ہو کہ اسے  
جو وہاں کے آئے ہو امہ جاگ جاگ ہاتھ ہوتے ہو آج کہ حریف اسد کا پانچواں اس آفتاب ہرست کے جگا دیئے دلائے ہیں  
جگو ٹانگی لیں ہر گاہ ساریج لگا لگا کھڑا کر سنا کہ اسد کا لانا میں اور مرکب پکا کر رہا اس کے ہونہار نے دیکھ کر آواز  
دیا تھلا گراہ صورت آفتاب ہمت ہو رہا تھا کہ نام نیک کی لڑائی کا کہ اللہ تعالیٰ امداد کفار ساریج پر ہم ہوا اور  
دارشمار اٹھائی کہ اسے اسد زونایت ہلاک ہو رہا تھا اسکا اور بچا نہ ہونے پایا تھا کہ ایک لڑا ہادی کہ شاد اسکا تھا  
ہو گیا اور ششاد ساریج کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہو فوب ہلا ہو چکر ہاٹھنے لگا اسد نے دوسری خواہش لائی کہ دوسرا  
ہاتھ بھی اسکا بھول پڑا اور ساریج کا ماکار سے بچے بچا زمین تو اس آواز سے مارا جاتا ہوں ہزار اویہ درمیان میں  
آپڑ سے ایو ساریج کو بے جا گئے اسد اس کے قاف میں چڑا کہ ایرج اس اثنا میں بیدار ہوا مرکب پر سوار ہوا اور چھوٹا  
کہ حریف کہ چھوڑا افریج بھی اس کے ساتھ ہو گیا اسد کو بھوک پاتا ہو لیکن لاش پر لاش دیکھنا چھوڑا تار اور کف دھو کر  
بھی لٹا تا ہو لیکن حریف کا کہیں نہ نہیں اور افریج اپنے بیٹے کی کوشش میں عتیا مان تک کہ صبح ہو گئی اور ایک  
جانب سے ساریج کو دیوے کر پونچے وہ بیٹھ جاتا افریج نے پوچھا کہ اسے اسے کیا ہوا دیوے نے کہا کہ یہ  
حریف کے گرفتار کرنے کو گیا تھا خود جلا سے آنت ناگہانی ہو گیا اسکا ایک عیب بھی دکھا کر ہوا اس کی زخم لگائے  
آخر کار ہم دگ اسے لے کر بھی گئے ایرج نے کہا افریج وہی اسد دیوانہ ہوا اسوس کہ اسے بھوک میں اس آنت  
میں بڑا افریج بولا کہ آپ نو کھتے تھے کہ وہ بہت کمزور ہو گیا حالت کی ایرج نے کہا کہ افریج میں ہانا تھا  
کہ وہ بھگے مہر بر آہن ہوتا تھا اسے بھی مہر بڑا ہو گا افریج نے کہا کہ آپ نے کس طرح دریافت کیا کہ یہ  
دیوانہ ہوا آپ نے کس دلیل سے ایسا قیاس کیا دوسرا بھوک بھی مہر دیکھے ایرج نے کہا کہ ایک دو دلیلین ہیں ہیں  
کئی دلیلین ہیں اول تو یہ کہ میں نے ایک دیکھا تھا اسے چلانے کے لیے روانہ کیا تھا وہ دیکھا ہوا تھا وہ بھگتا ہوا تھا  
جو کہ حمزہ اور حمزہ نے اکثر دیوے کو مسلمان کر لیا تو کیا عجب ہو کہ کسی مسلمان دیوے سے پہچان کر بھگتا لیا ہوا اور اسد  
نے اس کو دوسرے میرا حال استفسار کیا ہوا داب اگر بخون مارنا ہو ایک دلیل تو یہی دوسری یہ ہو کہ اس طرح کی روانی سوار  
اس کے دوسرا نہیں رہ سکتا اور یہ انداز جاگ سوسے اسد تھا کہ کسی میں نہیں ہو کھے تعین کامل ہو کہ یہ دیوانہ ہو یہ باتیں  
کوئی جو سے دہانتے ہوئے اور جہاں کو طلب کر کے دیوے ساریج کے زخموں میں ہنسنے لگا اٹھے جب وہ ہوش میں آیا تو اس سے ساریج  
لے استفسار حال کیا کہ کہیں اس ساریج میں جس شخص سے تھے متبادل ہوا کس قطع اور کس شبابت اور کس رنگ اور کس قوت قامت  
کا آدمی ہوا وہ تھے کہ بڑا اور تعجب میں کس طرح زخمی کیا یہ شکر دیوے ساریج نے کہا کہ ایرج تو جہاں میں اس شخص کی کس  
حالت بیان کر دیں آدمی کا سیکو تھا ایک چھوٹا تھا اس طرح سے اسے میرا متبادل کیا کہ میں ابھی طرح اسے دیکھ  
بھی نہ سکا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بھلی کو نہ رہی ہو جیسی میں نے دہشت دار سننے کے قصد سے اتنا بلند کیا دیکھے ہی  
اس مرد سفاک نے نہ لعل خالی ہاں ایک ہاتھ تھکا رسید کیا کہ شادہ سیرا شادہ ہو گیا پھر تو مثل بھلی کے وہ مرد جلاک عجیب  
گرا دار ہوا کرنے لگا دم لینے کی حالت نہ رہی میری زندگی باقی تھی کہ میں بھگتا پھر ایرج کے لیے کہا کہ قسم ہی تیرا عظم  
کی کریم ہی دہانہ خا خیر سب کو میں گود لے کر کے غلابہ ہو چکا ساریج نے کہا کہ او زبہ آفتاب پرستان ہر گز  
ایسا قصد نہ کیجیے گا وہ شخص نہایت سفاک اور بڑا ایسا کہ پوچھنے کے لگا کہ ان میں خوب جا نا ہوں وہ میرا دیکھا ہوا ہو



سو اسے سے کسی سے نہ دیکھا تھے شب کو ایرج ہو بیار مچھا ہوا تھا کہ کجا یک آواز بوق کی آنے لگی تمام درویشین  
 ایک محل چڑ گیا کہ وہ مہینہ بھر بخون مارنے آتا ہوا ایرج اس بوق کی آواز پر دوڑا اسد ایرج کے آنے کی خبر سنکر  
 صاف نکلا ہوا بیک ایرج نے ہر چند تعاقب کیا مگر سد کو نہ پایا لیکن ایک دیو کو اسد کے ہمراہ بیان سے ایرج  
 نے گرفتار کر لیا صبح کو اس دیو کو اسیر کر کے ایرج کے سامنے لے آیا ایرج نے اس دیو سے پوچھا کہ او دیو تو صاف  
 صاف ادب سے صبح بیان کر کے کہ یہ جو اندر جکی سہرا ہی بن تو بتایا کون شخص ہو اور کیا نام و نسب رکھتا ہو اگر تو نے  
 صبح بیان کر دیا تو زخم درد نہ ہو گئے کہ میں جتنے زندہ نہ چھوڑ دھکا اور اسی دم زیر زمین کر دھکا اور ایک سماعت نہ کر دھکا بنگر  
 اس دیو نے کہا کہ ایرج اگر میرا یہ ارادہ ہو تو میں بھی صاف ہی صاف بیان کیے دیتا ہوں اور ایرج نوجوان اٹھا  
 کہ یہ آدمی از لڑ لڑاقت حضرت امیر حمزہ صاحب قرآن کالا اسد بن کرب داود نام نامی ہو لہذا ایرج نے کہا  
 اچھا یہ تو بیان کر کہ اسد پر دو قات بن کیونکر ہو چکا اس دیو نے جلد کیفیت بیان کر دی ایرج نے یہ سنکر  
 ان فریخ سے کہا کہ کیوں فریخ ستاؤ نے جو کچھ کہ بن کہ بتا ہی بات نکلی یا نہیں اور فریخ بن تو اسکی طرز جنگ سے  
 سمجھ گیا تھا کہ اسد ہی وہ اس کے اس دیو کو سیوت یہ ککر مار دیا کہ جہان تیرا جی چاہے وہاں چلا جا جو کچھ تو نے اس امر کو  
 بالکل صحیح بیان کر دیا تھا میں نے تجھ کو مار کر دیا یہ ککر خیدا اس دیو کی کھادی وہ دیو بھلا بھلا اسد نے باس چکر اسد نے  
 اس سے استفسار حال کیا اس نے کل سرگشت ابی اتہا سے انتہا تک بیان کر دی یہ سنکر اسد نے اپنے محل دیو لنگر  
 شمار کیا کہ شاید کوئی اور دیو بھی اسی طرح گرفتار ہو گیا ہو جب شمار کیا تو پوسے نکلتے گئے لگا لگا اس میں اس دیو کے گرفتار  
 ہو جانے سے ہمارا حال ایرج پر شکست ہو گیا کہ فریخ پر دہشتیں جو اگر حال کھلیا تو کھل گیا وہ مرد دمیل بنایا گیا  
 روز بخون لڑ دھکا اور اسکو پیشین رجین کر کے انکا اللہ الغریز یونہی نکل جا یا کہ دھکا انقصہ ہر روز اسد بوئین  
 بخون لڑنا تھا اور اسی طرح نکل جاتا تھا ایرج ہر چند کوششیں کرتا تھا مگر نہ پاتا تھا مقتا سے کار اتفاقات روزگار  
 ایک شب جو اسد نے بخون مارا تو فرسے میں چڑ گیا بیان تک کہ اسے لڑتے صبح ہو گئی صبح ہوتے ہی اسد ایرج کے  
 سامنے سے بھاگ کر ایک جانب کو راہی ہوا ایرج نے بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ گھبرا ڈال دیا تاہنکہ ایک پہاڑ  
 کے دامن میں پہنچے اب اسد نے خیال کیا کہ ایراسد پھر اسے مرے ہوئے اب کوئی چارہ نہیں جس طرح ہو جائے  
 یہ کہیں جا یا اس سرے یا اس سرے تاہنکہ ایرج سے اور اسد سے سخت بڑ گیا ایرج کا مارا کہ او دیو اسے ٹھہرل کھیت  
 برگشتہ دنا مقول تو نے ہر دو قات میں بھی بکھے حق کیا بیان ہی چلن میں نے نہ دیا ہر روز میرے لشکر کو تباہ کیا کرتا ہوں  
 فرج تو میرا تیرا سا شا ہو گیا ہو اب تو بھاگتا کہاں دیکھ تو تجھے کو مگر دانا ہوں یہ سنکر اسد کا مارا کہ اچھا یہ تو میں نے تسلیم کیا کہ تو  
 مجھے قتل کر چکا کہ تو تاکہ فریخ تاہنکہ نہ در جو مجھ کا خون ہو اسکا فریخ تجھے کیونکر گوانا ہو گا ایرج نے بجا کر کہا کہ او دیو  
 کیا وہاں بات و معلات کہنا ہو خاموش رہ میں آہو بتا یہ ککر گھوڑ لکڑ کا کے اسد کے برابر ہو چکا ایک نوادر سید کی بس پر  
 کیا تھا اسدی برس پڑا نوادر ہوا وہ ناشور کی کر گیا زونا ہو ویرج میں آگئے اور جان دینے پر مستعد ہو گئے اسد  
 و تاہنکہ مانگنے لگا کہ او پر دھکا اس نام کے پنجہ سے تو ہی چاہنے والا ہو ابھی اسد دھکا بن تاکہ ہی رہا تھا کہ  
 کجا یک ایک اب تیرا دانا تار سماں پر چویدا ہوا اور آواز زوت و نثار سے کی آنے لگی جب وہاں روشن ہوا تو ایک نفا بدار  
 سفید پوش باکرہ فرد ہو وہی کا لشکر لیے ہوئے تخت پر سار فرما رہا اور نفرہ کہا کہ اور آفتاب چرست اور ایسی ناقول  
 کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے لڑا تو رہ تو اپنے زعم ناقص میں یہ تصور کرتا ہو کہ اسد صفدر بن کرب داود کز در راہی  
 اور اسکا کوئی زمین مددگار نہیں ہو تو اسے مار لیا یہ تو خیال تیرا کھل نقول و لغو ہو ایرج نے کہا کہ او لقا جدار





و تا بیدار خری تخت بر سوار اور باج لاکھ سوار اور پیدل پیچھے پیچھے آئے ہیں اور ہر ایک غلام پر قیام کرتے  
 جاتے ہیں تاکہ غلام لشکر نے ایک مقام سبز و زار میں قیام کیا جسے ٹھہرے استادہ ہوئے ہر کارون نے اگر داراب کو  
 خبر دی کہ خود شہنشاہ پرست آیا ہو داراب نے کہا کہ فیہ معلوم ہوا اور اس حجب خورشید ستارہ پرست نے داراب  
 کو لکھا کہ آئے دیکھ تو کہ خورشید ستارہ پرست کسکا آغا ہوا اسی وقت ہر کارون نے جا کر دربارت کو کے عرض کیا کہ یہ  
 لشکر داراب کسٹور کشاکش کا ہوا ایرج کے ماتھے سے زخمی ہو کر آئے ہیں اور اب کہ دیکھ کر بیت خائف ہیں اسباب سب  
 بیچ میں دریا ہو فوج سب گر دیکھی ہو گی ہو خورشید نے کہا کہ بھی ہم کیا فراق میں کہ جو بیسے اسباب کی خائفی کی ہو  
 اگر وہ زخمی ہو تو میں اسکی عبادت کو جانوں گا اور اسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوا جب داراب کے شے میں پہنچا تو داراب  
 نے کہا کہ او خورشید میں زخمی ہوں نہ بخار نہ استقبال کر سکا نہ تیری نظیر کو اسٹا خورشید نے کہا کہ اب ہیکر غور کوئے  
 ہیں میں اب کا حال ہے ہی سن چکا ہوں خود آپ کی عبادت کے واسطے آیا ہوں یکے کو اب کا حال کیا ہو داراب نے  
 کہا کہ او خورشید عمرہ صاحب قرآن نولقا کے فاق میں ظلمات کو گئے ہیں اور ہم لوگوں سے انہیں بھی الفت تھی کہ  
 کہ تو ایرج کی مخالفت کے واسطے چھوٹ گئے ہیں اور مالک اور درویش میری گنجائی کے واسطے میں کیا اور عجل اسیر کو تھاری  
 لگائی تھے واسطے چھوٹا ہو تو سبائی مالک نے تو میرے ساتھ وہ کیا کہ جواب بیٹے کے واسطے کرتا ہی ہر دلت میرے واسطے  
 سینہ سپار ہو رہے یکے لازم ہو کہ صاحب قرآن کے ملک سے علاقہ نہ رکھوں کہ ایرج کی خواہش ہو کہ ملائے کو صاحب قرآن  
 کے رہا کرے اور بریار کر لکھا ہو اور اندھ حواس سے بالکل تعرض نہیں ہوتا بیان ملک کہ شہر و ملک و شیر ایرج کے لئے لیا  
 اور ترکین کو قتل کیا اور اسیر کی وہ ہندی خمر ہو ایت کا بیگن و بین اطاعت ہو یا وہ خواہد مشور کرنا ہو کہ اندھ حواس  
 ایرج پر عاشق ہو ایسا ہی کچھ ہو میں ایرج کو بھانے کیا تھا جب اسے نہانا تو بوبت بہ جنگ ہو چکی روش نکل سے میں بھی  
 مروج ہوا اور مالک بھی زخمی ہوا خورشید نے کہا کہ اچھا منانے کیا ہو زخمی ہونے سے شجاعت میں لڑی نہیں آتا حمزہ  
 صاحب قرآن بھی اکثر زخمی ہو گئے ہیں مگر تم مجھ کو ایسا نامرو سمجھتے تھے اور افسوس کہ ایسا بولوا جانتے تھے جو مال و اسباب  
 و پناہ فاکت میں کیا اور یہ خیال کیا کہ میں آل و اسباب ہوتا لوٹ لوٹا دو تھیں حالت نہ عمارت میں ابلا دو لگا دل مجھے  
 تھے محاسنت کی کوئی وجہ نہیں دوسرے اگر کوئی وجہ بھی ہوئی تو میں ایسا نامرو دیکھتا کہ حالت زخمی میں مل کر نالان  
 نے کہا کہ بھائی کا زور مسکا گان بھی نہ تھا خورشید نے کہا بس اب کچھ نہ کہنے مجھے دیکھنے ہی تو اپنے مل و اسباب کی مخالفت کا حکم دیا  
 داراب نے کہا کہ خورشید نامی بات کا خیال نہ کرنا اور دعوت میری قبول کر د خورشید نے کہا کہ مجھے کیا خبر ہے ہم غیب ایک حالت  
 میں ہیں عرض دوون تک خورشید کی دعوت کی نہیں روز خورشید نے داراب سے کہا کہ او داراب چلو جب کہ نزد صاحب قرآن  
 ظلمات سے دہس آئیے تو ہم لیا بایکا داراب نے کہا کہ بات کویت بھی ہو کر یہ حالت ظاہر ہو کر زخمی ہو رہا ہوں خدایا عیب میں  
 میں مل سکا مگر ملکوت بلند جانا چاہیے کس واسطے کہ ایرج دل اسلام کا خاتمہ کیے رہا ہو؟ جکل ایرج خیر ختم ہو رہا ہے  
 دل کھڑے ہو چھے پیچھے میں بھی آنا ہوں خورشید نے کہا کہ اچھا آج میں اپنے ساتوں دوست کرنا ہوں کل شہر ختم کر دانا ہو لگا  
 اور داراب سے رغبت ہو کر اپنے بیٹے میں آنا اور دوسرے روز روانہ ہوا اب اسے نورادین چھوڑے اور چلے وستان  
 شہر ختم کے سینے کو جب بیان ایرج بہتر خواب چہے غائب ہو گیا تو مالک بن ملکوت شام نے شاپور کو بلا کر کہا کہ اس  
 شاپور کو دریافت کر کہ وہ کام کیا تھا شاپور اسی وقت گیا اور ہا کر پتلا ضرغام کا پھانسنے لگا کہ غضب ہو گیا اسد  
 نے ایرج کو کڑا بولا اب اسد کو گان دھوڑے معلوم نہیں کہ وہ دیوانہ گان ہو یا ملک بن ملکوت شاہ سے اگر  
 حال میں کیا ہو کہ اگر برہنہ ہو سوز میں نہیں کہ اسد گان ہو مگر غالباً کسی پھاڑ میں ہو گا میں کو ہستان کو کھوڑا ہوتا

جانا ہوں یہ لکھ رہا تھا کہ ایرج قریب لشکر مسار دریا باری اور بستہ حصار کے پہنچا تو معلوم ہوا کہ  
 خرم غلام سے ایرج کا بشارت دیکھیں کیا ہو اور اسد آیا ہوا ہو ایرج کو انگ رہا ہو جس پر سننے ہی شاد رہنے لگا اب کیا  
 کہ اگر لند حور آجائے تو ایرج جیسا کہ خیال کر کے لکھ رہا تھا کہ ایرج روئے ہو اور اس وقت پہنچا کہ حور لند حور  
 اپنے رنقا سے کہ رہا ہو کہ نہیں معلوم ایرج کو کون بڑا لگیا پہلے مناسب نامب ہو گیا تھا اب ایرج کا تہہ نہیں کھنڈ  
 خدا جانے کون ایسا زبردست بیمار ہو کر ایسی ایسی چالاکیاں کرتا ہو اور کچھ حال نہیں کھنڈا کہ شاہ پور سے پہنچا  
 سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ کی یہ خواہش ہو کہ ایرج زندہ رہے تو جلد چلے دینا اسد دیوانہ ایرج کے مکر سے  
 مکر سے کر دیکھا لند حور نے کہا کہ ابھار میں جتنا ہوں مگر کچھ حال تو بیان کرے شاہ پور سے کچھ بیان کر دیا وہاں  
 لند حور نے کل حال سن لیا تو سوار ہو کر اسی رات روانہ ہو گیا اس وقت پہنچا کہ ملک مسار دریا باری بھائی کی  
 لاش برورد ہوا تھا استفسار مال کیا اس نے کل حال اور کیفیت بیان کی باد سے خاطر جمع ہوئی کہ ایرج تو جھوٹا لکھ  
 شاہ پور ملک مسار کو لکھنی رو لاسا دے کہ ایرج کے نقاب میں روانہ ہوا سنوڑی دور آ کر معلوم ہوا کہ ایرج کو  
 کوئی آسمان پر اٹھا لگیا لند حور حیران و پریشان ہو کر اسے مایوس ہوا ملک مسار دریا باری کی لاش کو دفن  
 کر دیا اور ایرج کی خبر کے واسطے ہر کار دن کو روانہ کیا اور وہاں ملک بن ملکوت شاہ نے سنا کہ ایرج  
 کی تلاش کے لیے روانہ کیے اب اس نے کوئی بین مجبور سے اور در کے کچھ حال طراسب کے ملاحظہ فرماتے کہ ہمیشہ  
 حور شیدا غمی نے طراسب کو اپنے وزیر جیسے اختر شناس کے واسطے کیا برعکس نے اپنے قصر کے نیچے لار تھوکیا  
 نقاسے کار القافات روزگار لکھ روز جیسے لکھنی میں غنڈہ بچہ تھوڑی تھی ہوئی تھی کہ یکایک طراسب پر نگاہ جا پڑی  
 پس دیکھتے ہی ایک جان مجبور ہزار جان سے عاشق ہوئی تیرا برو جگر کے ہار پہ لیا دل سڑک سے نگار ہو گیا اشعار  
 غنی نگہ بالکبری کی آفت بخنی وہ نگہ ہی در داغ طانت تھی ہو سلسل جانا را نگاہ کے ساتھ مبر رخصت ہوا ایک  
 کہ کے ساتھ پس ہوش و حواس رخصت ہو گئے عقل بالکل جاتی رہی حالت جہن کی طاری ہوئی ہر چند اپنے دلوں  
 بچھا با کہ اگر کس غدار یہ سمجھے کیا دیوانہ بن جا ہو کیا دھشت سو جی ہوا اپنے دل کو سنبھال ہی کو ختام عقل سے کام  
 مسدود بقرار و مضطر ہو معلوم نہیں یہ کون شخص ہر اور کس مذہب کا آدمی ہو تو مسلمان اسکے دین و مذہب سے ناظم  
 محض دوسرے تو وزیر نادایہ مجرم بادشاہ اور معلوم نہیں کس علت میں مقید ہو تو جا سپر دلا وہ ہوئی ہو تو یہ کوئی  
 لا خال حرکت ہر سخیل سخیل ایسے بھل حرکت تھے زیبا نہیں ہیں ختام اسکا اچھا نہیں ہو مگر دل بقرار کو یک فرما کا ہو  
 ہر دم دلوں عشق پر جتا جاتا ہو مبر و فرار رخصت ہونا جاتا ہو اشعار سر کھے لگا پاس ناوس و تنگ ہو گئی  
 عقل اور عشق میں ہونے جنگ مسلط ہوئی دل پہ توجہ جنون علم عقل کے سب ہونے سرنگون اب یہ حال  
 کہ لکھ سمن غدار کو نہ کھانے سے سرد کار نہ پانی سے کام خواب و غور سب حرام شعر چلی رہی ہو غصہ عالی سے  
 حور و خیالی سے بہرہ دل سے بائیں کیا کرتی ہر اکثر سنو ڈھانپ ڈھانپ کر دیا کرتی ہر تنہائی پسند آتی ہو  
 و برخواست سے نفرت ہوتی جاتی کہ نا انجہ اگر کوئی خواص تک آجائی ہو تو اس سے پرہیز ہو کر کسی ہو کہ تو کیوں آن  
 ہو سمجھے کس لیے جلا با تھا جلی جاجر و فرخندہ بغیر ہمارے طلب کیے نہ آیا کر اور اگر بارہ گریہ بغیر ہمارے  
 بلائے ہوئے آئی تو بیت سخت سنرا با بلی اور مکرزادہات اسی نعر پر آ کے بیٹھا کرتی تھی اور طراسب کو دیکھا کرتی  
 تھی یہ حالت ہو گئی کہ ان مجرم بن چپ نم سے جلتا ہو اور ہر لحظہ ہر ساعت دل سلگتا ہو نہ کسی سے بات نہ صحبت نہ ہر بیٹے  
 دن بھر پڑے رہتا اور ہر وقت دل پر صدمہ سے جوان کا سنا جب کوئی زیادہ صدمہ ہوتا ہو تو کچھ کھانسی ہو اور ہر غلطی کر



پڑی تھی کہ وہ نہ تھا غم ہو اور پانی انگ چتر پر نہ تھی کی خبر نہ سن کا ہش بالکل مہوت عشق اور ست و ہوش نہ گری  
کا ادراک نہ سردی کا احساس بار بار وہ اس ریاں چاک جہان پڑی وہاں پڑی جہان کو جس ہر دامن کو وہی ہر اگر  
کسی نے پوچھا کہ کیا کیوں حزن کیسے ہو گیا وہ جواب دیا کہ یہی ہون جو دم کو رہتا ہی قسمت گذرنا نہ کہبت کو کیا ہو گا کبھی آدہ سرد ہونا  
کبھی آدہ نہ کرنا بھی کہ نہ گئے بن بچن ہر مار کر روتی تھی کبھی شلوہ پر دھڑکے ہوئی ہر شمس و امی چرخ دکھایا  
کیا یہ بزرگ مظلوم تیرے ہی میں ٹھہر ڈھنگ ، ادب و ادراک خدا سے طلق نہیں اور تا ہی چیز ناحق بیہ و عشق کرتا ہی  
میں تو جانتی تھی کہ عشق کیا شکر کو ناحق مجھ پر یہ بہادر و جفا و قصہ مختصر ملک میں عذاب پر جب کسی روز اس حالت میں  
گزر گئے انیسون جیسون سنہ شفق الفلق ہوا یہ شور و غبار کیا کہ جا کر ملک سے استغفار کر دیا اور مجھ کو سب سے آکر عرض  
کیا کہ ملک آپ کی یہ حالت جتنے کبھی نہیں دیکھی بلکہ خود بخود بھی نہیں پایا کہ نہ کہنے کا ہوش نہ پانی کی پر دانہ آپ کسی سے  
ہوئی میں نہ کسی سے بات کرتی میں چپے چپے آہ سرد بھرتی میں تک چہرے کا تیرا ہی ہر وقت حال بہتری ہر وقت  
انصاف میں آنسو ہر سون و شون کو کیا بیماری ہو کیا عارضہ ہو مگر دل ہی تو اسکا طالع فرمایا تھے اور مگر کوئی " سر امر ہو  
تو خود لے کے واسطے آگاہ کیجیے کہ اسکی تم کو کچھ ہے لکھنے جواب دیا کہ صاف مجھے کوئی عارضہ نہیں ہو میں ابھی چلی ہوں اگر  
تم سب میرے دوست ہو تو اب کبھی نہ پوچھنا اور نہ صورت سے بیزار ہو جاؤ گی مجھ کو اپنے سامنے نہ بلاؤ گی اور صاف صاف  
انسان کی طبیعت کیا ہمیشہ یکسان رہتی ، کبھی عیش و نشاط کبھی غم میں گھر جاتی وہ یہ لکھ کر سچو اندر بارہ دی سبیل لی پر د  
بھڑکیے جنگ پر جا پڑی مثل ماہی بے آب کے تڑپنے کی اب وہ جنگ نہ تھا کہ جنگ تھا کہ بچا جسے کنا تھا اور بار بار  
آواز کیف یہ شعر در زبان تھا - شعر خستہ تن تیرے تن دل کا ستا نہ ہو گئے ہرگز آواز نہ ہو گئے تیرا نہ ہو گئے ، اور زبانی  
یونانی کا فون ہو تو تیرے پر جانے سے بھی آراہ کرتی کہ جب کبھی زیادہ بیقرار ہوتی تو جا کر غرنے سے طر ماسپ کو دیکھ  
آتی ہو اور ہر جلدی سے چلی آتی ہو کہ کوئی دو سوا اس سارے آگاہ نہ تھا قصہ ایک روز کا ذکر ہو کہ وہ ہر کا وقت تھا  
سب کو ملنے اپنے پاس سے سر کا دیا تھا کوئی اس وقت پاس تھا میں آکر کرسی پر بیٹھی اور طر ماسپ کو دیکھنے لگی  
اور بیخیاں کر کے کہ او ملکہ یونین لعل گھل کر جان تیری گئی اور بے معمول مطلب دنیا سے چلی بے اختیار زنا زار مثل ابرو بیا  
کے رونے کی ہونہر رو رہی تھی کہ دایہ اسکی تر گس نام دے پاؤں آتی اور ملکہ کو رونے دیکھ کر نے گل کہ او ملکہ یہ دالی بچہ  
سے نکلا کہ تو کہ یوں اس قدر زنا زار وہی ہو ملکہ نے کہہ دیا کہ کیا کہ او تاک کہ کوں کہہ کر نہیں کہتی کہ کیا موی شعر  
کیا کہ کوں کہہ کر نہیں جاتا بن کہہ بھی رہا نہیں جاتا دایہ نے کہہ کر کہا کہ بچہ مجھے کا بچا تھا اگر مجھے نہ کہوں تو  
کس سے کہوں مجھے بڑے زیادہ تھا ماما زادان کوں ہو گا مجھ سے فصل حال بیان کر دیا وہاں تھا کہ مجھے بچہ لگی زمین بچہ  
ہی دن سن میں ہی سن و سال ہو اس عمر میں فساد بھی کچھ کرتا ہی تھا نہ مان کہ خون کن مار نہ باپ سے ڈر نہ ہی بیٹا تو  
دلی سے بیٹ جہانی کر کیا میں نے محبوب میں بال نہیں کہے ہیں ماسے انصاف بڑا بچاں گئی ہو سرد دل دلی ہو  
چہرے پر تیرے جیسے اور تیری ہی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ تو میں عاشق ہوئی ہو مگر یہ تو با و سے کہ آخر کسے بزم عشق کی گواہی  
ہو کس پری بکیر بتر دل مال ہو او ملکہ تیری حال کی خبر میں ہر کبھی سے نہ آو گی بلکہ اسکی تیرے کوئی تو مجھ سے کہہ سے  
اے اگر مجھے اظہار نہ کیا اور یونین رو رو کر بچا حال تیرا کیا تلاش سے کیا تا بہرہ ہی جب ملکہ لے دیکھ کہ دایہ بہت گویا  
ہو تو اپنے دل میں کہا کہ او ملکہ یہ امر تو دایہ پر حالی و شکف ہو گیا کہ تو کسی پر عاشق ہو بچاں اصل کہ بیت سکے ہوا بیان  
کر دینے میں کیا ہر جہاں آخر یہ حقا نام کے جب جان ہی برین آتی تو کا بچا ڈر اگر تیری شریک حال ہو گئی اور تیری  
جوانی پر رحم کہ کر کوئی فکر اسنے نکال دی تو غم و اندوہ اور نہ ہو سو ہو مرنایا نہ کرتا اور اگر غمنا اسنے تیرے

باب سے خبر کر بھی دی تو بہت ہو گا وہ کچھ مثل کر گیا پھر سرور نے جلسہ سازی سے اکہن کا مرجہ ناچھا جس پر بات  
دل میں سوچ کر کہا کہ کو دایہ کیا ہو جیتی ہو جان ہماری جاتی ہو دو ایک روز کے اور جان میں ہو کہ وہ مرض ہو جو علاج پڑ  
نہاں ہو وہ وہ ہو جسکی کوئی نہ برنہن پھر اظہار سے کیا فائدہ بیان سے کیا حال دایہ نے کہا کہ بیٹا یہ خیال مت کر بلکہ  
غفلت ہو صورت ایک مرض موت کو لا طبع رہا قی برور کا علاج ہو ملک لے کہا کہ کتنے سے کیا حال ہو گا تم بھی دگر ہیخ اور  
کی مثل ہو گا بس تجھ کو میرے حال ہی پر چھوڑ دو کہ نہ پوچھو دایہ لے کہا کہ ایسی عذار میں نہ مانو گی کچھ تو کہہ سہا نا کسا اور  
اس سے خدایہ جو تیرے شریک حال ہو یہ شکر ملک نے رو رو کر کہا کہ دایہ شعر کو بہت مرافقا وہ بر دل بہ برداشتش  
بیس سے مثل میں جس مرض میں گرنی رہیوں خدا اس میں کسی کو نہ چھینے جو دگر مجھے لگا ہوئی برور دگر کسی کو نہ لگا  
وہ مرض کا دل کی طبیعت ہو وہ مددی جسکی دوا اصل صیپ ہو نرس نے کہا کہ اس سے بٹا کسراشت ہوئی جو اسکا نام تو بڑا  
صورت نو کا دیکھا نے کہا کہ دایہ دوا دھر تو آؤ جو فریبگی تو طر ماسپ کو دیکھا کر ملک کھنکھی کو دایہ الگا سس جو ان کا  
اصل ممکن ہو تو خیر زندگی کی شکل مثل رنگی و رنگ بہت جلد خست میں نرس نے جو غور دیکھا تو اسنے طر ماسپ کو چھان کر کہا  
ہو جو میر چھان یہ کمان تیرا دل آیا دیٹی ایک تو فیض بہ کافر کفر دوسرے تیرے باب کا مدد ملک نے کہا کہ دایہ میں سے  
طرح دل کو سمجھا یا مگر بدل نہیں مانتا میں کیا کر دن اب تمہارا دل نا ہمارا کی ہے کو دایہ تو تیرے باب سے کھنکھے قتل کو دایہ  
بجھے اس جوان سے ملا دے اور جوان دونوں کاموں میں سے کئی کام نہ کر گی کو بچتا ہوں میں نہ ہر کھاکر جوئی تو ہر کھاکر بھیائی ہو  
نیک کر چھو کر ہی مثل کی مدد کر خوب دیش پیدا کی ہو خوب نصننے اٹھک بچھے میں ایسا لون ہو گا جو آگے سے کر مثل کو دایہ  
ملک نے کہا کہ دایہ اس زخم پر شک نہ چڑھک میں اسی واسطے کھنکھے نہ بیان کرتی تھی جا چلی جا میرے پاس سے مجھے میرے حال  
تھوڑے سے شعر بر دیکھا تھا کو دایہ اسے میں پر بیدار دست و مرافقا وہ دل از کف ترا چہ افتاد دست دایہ نے کہا کہ مجھی بیٹھ  
تو بچہ کیکے چوٹ جائیگی و نا حق سوچو مندو چر خ کا سوٹا جائیگا ملک نے کہا کہ اچھا اگر تیرا یہ ارادہ ہو کہ وہ کسی طرح سہا  
اد ہو چکو نکسین ہو تو میں کتنے ایک سمیر بتاے دینی ہوں دایہ نے کہا کہ وہ کیا بیان کر د ملک نے کہا کہ جو لقب ہمارے گھر  
میں ہو اسی راہ سے اسے ہر دگر مثل ملین دایہ نے کہا کہ اگر وہ بالون ہو جائے اور مستعد بہ جنگ ہو تو پھر کیا ہو گا  
ملک نے کہا کہ یہ میرا ذمہ میں جسے ہرگز نہ لڑنے دیتی دایہ یہ شکر ہنسنے پر آمادہ ہوئی اور پھر عطا ساعدا بکا کر اور  
دار سے بیٹھی اسیں طاکر زندان خاندین لیکر آئی زمران بدون نے جو چھا کہ دایہ یہ کیا لائی ہو دایہ نے کہا کہ ہمارا  
ملک بیا رہوئی تھی اس کے اچھے ہونے کی مست مالی تھی کہ جب وہ اچھی ہو جائے گی تو میں قیدیوں کو عطا کھلاؤ گی تو بھنڈ  
ملک اچھی ہو گئی اب میں سفاد سے قمر کی ہو علم الیکر آئی ہوں سو بیٹا تم بھی کھاؤ اور پھر تو بہت قیدیوں کو بھی دے دو  
زند ان بالون نے یہ شکر وہ خون حلوے کے لیے اور دایہ وہ خان دے کر در جا کھڑی ہوئی بیان ان سمجھنے لے  
عوب تفریقین کو کے حلو انش جان کیا جب خوب کھا چکے تو بیوٹی نے اڑ کیا ہر ایک کی آنکھوں میں سرسوں بھول کی ساری  
سررت بھول گئے اب آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ دایہ جی تھے بہت سا عطا کھا لیا اور بکھو اتنا سا دیکر مال دیا  
آسنے کہا کہ بیان ہنسنے کیوں فرما دیا جو جھدار نے حصہ رسد عطا دے سب نے لیا جو ملک دایہ ہی ہو کھنکھی آسنے کہا کہ دایہ جی  
تھوڑے سے ہمیشہ کی عداوت ہو تم میں ہمیشہ پھوڑا سا حصہ دیا کرتے ہو آسنے کہا کہ چھری ہو میں سی آسنے کہا کہ بہت اچھا ایک  
دن ہم سب رخص کی کسرے پٹنے دوسرے رکھو دیکھے آسنے کہا کہ جی ہاں ایک آپ ہی تو بڑے دھنڑ میں ہنسنے بڑے بڑوں کو  
ہو کیا کہ تو تم کیا کرو گے میں آسنے یہ شکر دوسرے دیکر طر ماسپ دایہ نے ایک گھوٹنا رسید کیا آسنے ایک بات دی گی بات  
کی ہونے سے ہمارے پکار کر کہا کہ اسے بیان سے پھر آؤ یہ شکر جو آٹا اٹا نیکہ جھدار تک اس کے دھڑ سے گرا بنا دے



جہاں کے اٹھائے کھائے تھے وہ بھی دھڑ سے گئے جب کوئی ذیوش نہ ہوا دیر نہ گئی جہاں کے سر ہانے سے  
 آتا کر دروازہ نذران کا کھولا روشنی ماحول میں سے کر اندر آئی طر ماسپ اس وقت سو گیا تھا وہ سنے آکر جگایا اور کساک  
 جلد چلوین تھار سے بچھڑانے کو آئی ہون سب پاسبانوں کو بیوش کر علی جن طر ماسپ نے پوچھا کہ تم کون ہو جو مجھے  
 جھڑالے آئی ہو آخر کان بیچو گی دایہ نے کہا کہ یہ وقت گنگو کا بنین جواب بیان سے ہے چلو تم چھب مال خودی  
 شکلف ہو جائیگا طر ماسپ اٹھ کر دایہ کے ساتھ ہولیا دریا اسکو لیے ہوئے ایک خانہ داغ میں آئی طر ماسپ نے دیکھ  
 بہ چون بیج بلغ میں ایک بارہ دری مالیشان بنی ہوئی ہو طر ماسپ اس بارہ دری میں آئی کیا کہ فرشتہ ہی چکلف بچھا ہوا ہی  
 مستند رہا بھی ہوئی ہو دایہ نے طر ماسپ کو اس مستند پر بٹھایا اسباب پیش کیا طر ماسپ نے کہا کہ اگر وہاں دروازہ ہوتا تو  
 کر دشت کی کہ میری جیتی ان بھی نہ کرتی کہ اب تک کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ کسیر سے رہا کر لے کی دیکھا تھی دایہ نے کہا  
 لکیر آدھین قسوی درہ میں سب حال کھلا جاتا ہے یہ لکیر ایک جانب پر دھڑا ہوا تھا اسے اٹھا کر اندر گئی اب کوئی بہرہ رات  
 لائی ہو کہ بٹھی ہوئی دایہ کا منتظر کر رہی تھی بلکہ اسی تھوڑے بھی ہوئی سارے تھوڑے دیکھ رہی تھی دایہ کا طر ماسپ کا اور  
 نذران باقون کو کھانا لکھا بیوش ہونا اور دایہ کا طر ماسپ کو دے کر کھانا جب دایہ طر ماسپ کو لیکر علی تھی تو یہ تھوڑے  
 کسی ہوئی جیتی تھی کہ وہ سامنے سے نذران ہوئی کھڑے ہو چکا کہ لائی طر ماسپ کو دایہ نے کہا کہ جی ہاں لائی تھوڑے  
 لائی اسی واسطے تھی نہ کہ نذران ہی بس پشکر زریب تھا کلا سے شادی مرگ ہو جائے کہ دل کو سنبھال کر اٹھی اور طر ماسپ کی  
 طرف علی آگے آگے لائین جیتی ہوئی کھڑے تھے بنی نذران ہوئی دل میں یہ خیال کرتی ہوئی مسکراتی چلی آئی ہو  
 کہ او ملکہ تو ماتی تو ہو لیکن اس سے کیا بات کر کی وہ ایک مرد اجنبی تو کبھی غیر ضرورت کی بھی محبت سے واقف بنیں با سب کچھ  
 ایک دوسرے تالان دل نے کیا اسے میں جو کایک اس کے سامنے جا بیٹھو گی اور آنا رشتہ میرے چہرے سے وہ مشاہدہ  
 کر لیا تو بکھر اسکا کہ کیا کہ بچہ بد صورت جو نہایت مرکی ہو کھی ہی جو بچے اس حد تک سے بڑا یا اسے افسوس تو مت  
 میں ذلیل ہوگی اسے وہ کو آفتاب سے اس کو مسلمان چہلے اس سے ہر صلت چہلے گی تو وہ تجھ سے دین آفتاب پرستی  
 قبول کرنے کا خواستگار ہو گا اور مجھے اس دل ناچار کی وجہ سے ترک مذہب آباؤی کرنا پڑے گا ہاں دین ہی گیا  
 دین ہی گئی پھر اپنے دل میں خیال کیا کہ اسی ملکہ سے عاشق کا فر ہو گئے بہت سے مسلمان اس لکے ماحول دین اپنا  
 گھو گئے شعر عشق میں یہاں کر در است دکنہ بچہ ساز ناز کر دست دکنہ ہر چہ باد باد جان تو ہماری بھگی اسے جان ہو تو  
 جہاں ہو انصاف یا بن اپنے دل سے کئی ہوئی طر ماسپ کے سامنے آئی طر ماسپ نے دیکھا کہ وہاں عادیہ سورج بٹھا  
 پانڈ کل آبا ایک نازن مہر میں دیکھیں سامنے تھی آئی ہو کہ تمام ہر ایسی خوبصورت نہ کسی تھی نہ سنی تھی بس دیکھتے ہی  
 ہزار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور بکا ملا کہ رہا تھی از آمدنت گر خردا شے و در گذرت گل و سن کا شے و کھدا شے کہ پاسے  
 رخاک نہی خاک توست زردہ بردا شے و ملکہ نے قریب آکر ماحول میں ہاتھ ڈال دیا وہ نیمہ خورشید فداست نکارین  
 جو طر ماسپ کے ہاتھ میں آیا تو یاد دلست جلد پر ہفتہ پایا بس ہاتھ بکڑے ہوئے اگر دوزن ایک مستند پر بیٹھے طر ماسپ  
 نے پوچھا کہ تو کون ہو حال اپنا بیان کر دے دے ہو انے کی جست ارشاد کر و لکھنے کہا کہ اوی طر ماسپ میں نکارین  
 ذریا خلم و ستور معظم برجیس اختر شناس کی بی بی ہوں اور نام میرا ملکہ سن جہاں ہے جس روز تم بیان آکر نید ہوئے تھے  
 میں اسی روز تجھیں لیکر راستی ہوئی تھی ہر چند منبذ کیا اور جہر سے کام لیا مگر دل نے نہ مانا انجام کار نکو دایہ سے چرونگو  
 اب میں تمہاری کینز ہوں بدل دجان تمہاری خد شکر اری کو مستند ہوں طر ماسپ نے کہا کہ اب کیا مہنا لکھو تم  
 مجھے اس نید سے رہا کر دین تمہید اور خورشید کو جا کر نسل کو دن غمہر قابض ہوں تم کو تخت لشین کر آؤں یہ شکر ملکہ نے

لکھا کہ صاحب تم تو یہ باتیں کرتے ہو ورنہ کوئی دم کے ہمان بن طر ماسپ نے کہا کہ چھا آخر کچھ تو کو جو کہا ہو مگر نے  
 لکھا کہ اب کوئی دم میں صبح ہوا چاہتی ہو یا پیرا تیار سے چھوٹ جانے سے مطلع ہوگا تم آؤ دھر جا کر جنگ و جدل میں  
 مصروف ہو گے یا پیرا اس راز سے مطلع ہو کر آؤ قتل ہوگا اور اگر تم یکہ و تنہا کس کس سے لڑو گے آخر کار گرفتار ہو گے  
 اس سے بہتر یہ ہو کہ وہ تیر کیسے کہ مہدی جان بھی پہنچے اور شہر بھی باقی آئے آخر ماسپ نے کہا کہ پھر وہ کوئی صلاح ہو بلکہ  
 نے کہا کہ ابھی ٹھوڑی سی رات باقی ہو مگر اپنے ساتھ لڑا در میں طرح ہوا اپنے لشکر میں جو بچاؤ اور بعد اُس کے نوح و لشکر لیکر  
 آؤ اور پھر در شہر کو شوق سے لوطر ماسپ نے کہا کہ اجماع راہ بھی لڑتاؤ کہ آخر جان کس راہ سے لکھنے لکھا کہ ہمان ایک  
 نقب ایسی لکھی ہوئی ہو کہ جس کا ایک سر سیاں ہو اور ایک سر مخراہ میں کچھ ہو طر ماسپ نے کہا اس سے بہتر کیا ہو بھی چلو غرض  
 طر ماسپ نے نوابی قید کو چھٹکے دے کر توڑ ڈالا اور ملکہ نے بہت کچھ مال و اسباب ہیرا لیا اور کچھ مہینے ہیرا لیکر  
 نقب کا ہیرہ کھلوا کر اسی نقب کے راستے سے ملکہ اور طر ماسپ نکلے ہوئے چلے گئے اور یہاں جو صبح کو پاسبان زندہ پھانے  
 کے ہوش میں آئے تو دروازہ زنگان کا کھلوا دیکھا اور طر ماسپ کا نشان بھی نہ پایا بس ہر ایک نے بکا سے خود کہا کہ یہ  
 ساری فتنہ گری اسی دایہ عیار پیشہ کی ہی جن علو لکھلا کر بیہوش کر دیا اور طر ماسپ کو جو بلکی چلے جاکر برجیں کو خبر کیے  
 یہ سوچ کر اسی وقت یہ لوگ برجیں اختر شناس کے پاس دوڑے ہوئے گئے برجیں دربار شاہ میں جانے کے لیے کمر باندھ رہا تھا  
 کہ کوکان زندہ ہونے پر جو کمال حال بیان کیا برجیں نے شکر و در اجماع میں آیا معلوم ہوا کہ ملکہ من حذر براہ نقب طر ماسپ  
 کو لیکر نکلتی ہیں یہ سختی سر سے ہانک عرق انصال میں غرق ہو گیا اسے غرت کے پسینہ پسینہ ہو گیا تھا کہ خبر کے کرانے کو  
 ہانک کو بے خبر خیال میں گذرا کہ پہلے نقب تو بند کرادے یہ خیال کو کہ بہت سے مزدور لیکر نقب میں کو کر اس سرے کو جواب  
 دیا تھا نہ کہ وہ اب ایسا اسکے تمام نقب کو سد و در دیا اور بعد اسکے ایک عرضی چشید اور خورشید کو اس مضمون کی کھلی  
 لکھی شہر بارگ شہ کو اس شخص کی جٹی گیسو پر وہ طر ماسپ کو قید خانہ سے رلا کر کے براہ نقب نکال لیگی جب صبح کو  
 میں مطلع ہوا تو نقب کو بند کر دے اپنے حال سے مطلع کیا خدائے امان غمت اب یہ جیگر کسی کو صورت زد کھائیگا اور اس  
 دینا و الوداع کیسا امیدوار ہوں کہ حاکم میرے عفو فرمائیے گا اور دفا کھ فرمے فرماؤ گے نہ فرمائیے گا بس یہ عرضی حکم کر  
 ہمیشہ دخورشید کی خدمت میں روانہ کر کے سودا الماس بہانہ کر سو باجب دو عرضی ہمیشہ دخورشید کے لفظ سے  
 گذری نور سوار ہونے کے برجیں کے مکان پر آئے مگر وقت پہنچے کہ جب کام برجیں کا تمام ہو چکا تھا عدولن بجائی  
 برجیں کی دانش سے پہلے کہ چھین مار کر روئے گئے اور پکارے کہ اسے ای برجیں سفیہ یہ کیا تم کیا اگر اس پر کارو نہ  
 یہ فعل بد کیا تھا تھے کیوں ہماری مکر توڑ ڈالی ہے ای برجیں اب تجھ سے رفیق ہم گمان سے ہائیکے تھے حقیر لہر گر لہر لایا  
 لا شہ برجیں کا بہت دھم سے اچھا گردن کبرا اب وہاں طر ماسپ کا حال سننے لگا کہ یہ جو ملکہ کو لیے ہوئے اپنے لشکر میں  
 آیا تو پہلے ملکہ کو شک میں ڈال کیا بعد اسکے خود مالک بن ملکوت شاہ کی خدمت میں آیا کہا کہ جلدی فوج کو تیار کر دے  
 میں ابھی چکر تلے کو لیدو گا مالک نے اسی وقت جاری فوج کا حکم دیا جب فوج تیار ہوئی تو طر ماسپ فوج کو لیے ہوئے  
 نقب پر آیا اور نقب کا بند پڑا بس ہو کر کف انوس تھا ہو لو ایں لکھا اھ لکھا کہ خبر یہ بدنت جائیکے گمان میں کل غصے پر  
 پوش کر کے غصے کو لیدو گا بلکہ مالک کے پاس آیا اور تمام حال اپنی رٹائی کا بیان کیا اور کہا کہ مالک غصے کو تو زمین  
 رو بہر در جطر ح ہوتا ہوتا مگر جسے بھڑایا ہو اس کا کام تمام ہو جاتا ہے اسکے لاشاک رزمی اتار کر لباس بزمی پہنکر باگاہ  
 میں جٹا ہوا دیکھنے کے عین حالت لشکر میں حکم نوازش نفاذ رزمی نافذ کیا اسی وقت قارہ رزمی نوازش میں آیا  
 جب یہ خبر مال غم کو پہنچی تو وہاں بھی نفاذ رزمی نوازش میں آیا انفسر من نقب ہو دو دن طر تیار رہی ہر لشکر



کہ قریب پرستان بن آوات حرب کی مدتی رہی اور اہل قلعہ میں اسے بھروسہ و نفاذ اور گریہ و زاری میں بسر ہوئی صبح کو جھینڈ و  
 خورشید نکلنے پر اس کے لشکر پہنچے اور قلعہ کا گردِ جمع ہوئے کہ کچا کچا طر ماسپ ناہنجار مع لوح بشبار سندھ  
 سے دکھائی دیا ہیں سے گولہ پڑنے لگا دو گولے کی زد سے قلعہ کا کھڑا ہوا ملک بن ملکوت شاہ قلعہ بہاہ بن عتہ  
 لوح سب گردا گرد جمع حق طر ماسپ سب سے آگے بڑھا اور کھڑا تھا کہ مالک نے طر ماسپ سے کہا کہ کیوں طر ماسپ  
 کیا ارادہ ہو طر ماسپ نے کہا کہ باقیال حصہ حق تنہا کر کے کو لیتا ہوں آپ تماشا دیکھیے یہ کھڑے گزرتے ہیں سنگ آسمان گم  
 بہشت پہنچ رہے ہیں گولہ کے کہ پڑا اہل قلعہ نے دور بہیزن سے دیکھ کر جھینڈ و خورشید سے عرض کیا کہ حضور ملک سوار آتا ہے  
 جھینڈ ہو کہ طر ماسپ ہو گا حکم ہو گا اکھٹا آنے دو جب خوب زور آجاسے تو ہتھکڑیاں پھڑکیں اور کے بعد وہ باتوں  
 نے عرض کیا کہ حضور اب وہ سوار خوب نہ پہنچا گیا ہے فرمایا کہ بس اب گولہ مارنا شروع کر دو ارادہ تو منکر حکم تھے ہی ہیوت  
 دھڑا دھڑا گولہ برسنا شروع ہو گیا کہ کافر مشیطان مجسم گولوں کو گز سے روک رہا تھا چلا آتا ہی تا اینکه لب خندق پہنچ کر  
 غرہ کیلک دی خطہ رستو میں آ پہنچا جس پلڑے میں ایک غلغلہ تھا کہ طر ماسپ لب خندق آگیا اہل قلعہ نے چاہا کہ ہاتھ آوا  
 اور حکامین باخدا یان پھینکیں مگر جھینڈ سننے لگا کہ ساجوان باتوں سے اب کچھ نہ ہو گا اب آخر روک لو اور خواہ  
 عالم سے دعا کرو کیا عجیب ہے کہ پروردگار عالم رحم کرے یہ کھڑے ساجوان ہمہ لشکے دعا کرنے لگے کہ اے خالق یون  
 اے مالک کن فیکون اس کافر کے ہاتھ سے بچات دے اور بھیج کسی مددگار کو کہ وہ ہماری دشگیری کرے  
 اور اگر تقاضا ہی آگئی ہی تو جھینڈی جبری ہم راضی برضا ہیں اہل قلعہ تو بخوشی و شوق تمام درگاہ جناب باری  
 بعد اتمام دعا دعا کر رہے ہیں اور طر ماسپ بکا رہا ہے کہ اب اپنے حال پر گریہ و زاری کر لے ہو اور آسمان کے  
 خدا سے نادیدہ کو پکار رہے ہو چلا دیکھو قلعہ کا اندر کھڑی مدد گزرتا ہی اور ارادہ کیا کہ خندق کو پہنچ کر بار بار  
 کہ کچا کچا بقدرت خدا سے لم یزل و عزیز ہے بدل ازہرہ بیابان گرد سے برخاست اور ایک ماہیت مہر صورت ملک  
 پر ہی پیکر پر سوار گھوڑا اڑا سے ہوئے چلا آتا ہی اور پیچھے آگے پانچ لاکھ سوار چلا اور تین طر بار گردون دعا کرتے  
 سوار چلے آئے ہیں جب وہ وہاں فریب پہنچا تو غرہ کیا کہ اور طر ماسپ کہاں جاتا ہی پہلے پھر کچھ سامنا کر طر  
 نے جو مدد کر دیکھا تو دیکھا کہ خورشید ستارہ دست آ پہنچا پکار کر کہا کہ میں اہل قلعہ کا کام تمام کر دیتی تو پھر تجھے بھی دو گنا خورشید  
 نے کہ کہ درست میں نے جہان سے لوہ کی آواز سنی تھی وہیں سے گھوڑا اڑا کر چلا تھا کہ تو قلعے میں کوئی رخا اندازی  
 نہ کرے اب اگر تو پھر نہ تو پھر نہ میں ترسے لاکھ کو تا لوح کرتا ہوں طر ماسپ پر سنکر چار دیوڑ جان ب قد سے  
 واپس ہوا اور کچا کر کہا کہ پہلے اس ستارہ پرست کو ماروں پھر تجھے بھجوں گا مگر تو نہ شام قریب تھی تو خورشید سے کہا کہ  
 آج تو ان تمام ہو گیا کل تجھے سامنا کر دے گا اور ملک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ دیکھا آپ نے قلعہ میں نے ہی دیکھا تھا  
 کہ بھستارہ پرست آ رہا تھا قاتل و زانی گالی کو کہتے ہیں مگر خیر بھیجا گیا کہ گولہ داخل لشکر ہوا اور ادر خورشید نے قلعے  
 کے سامنے آکر کہا کہ تم منہ نہیں رہو جب تک کہ میں زندہ ہوں مجھے کوئی آگ نہ ملا سیکھا سمجھوں نے دعا میں دین کہ خدا انکو  
 جہاں سے فرمے قلعہ خورشید کے نیچے مقابل آگیا یہ رست کے رہا ہوئے خورشید داخل قلعہ ہوا جب دعا کا وقت  
 روا سے درست ہوا تو صحبت جیش برپا ہوئی ناہنجار ہوئے لگا دور و جام خواب گزگ گردن میں آجیب خوب لائے ہو لیا  
 تو آئے حکم دیا کہ قبل جنگ بجا دو ای وقت قاتل و زانی پر چوب بیلی خورشید نے اپنے رفقا سے کہا کہ اب کل یہ  
 آفتاب چلت ہیں اور میں ہوں دیکھوں تو یہ کیا کرتے ہیں اور اس ہندی کے حرکات تو دیکھو کہ یہ چکا بیٹھا ہے شا  
 دیکھو رہا ہے اور بالکل جینہ اہل اسلام کا تین کرنا کو کب عمارتے کہا کہ پھر دھندلے ہو رہے کہ لندھ صیرج پر فاش ہو گیا

خورشید نے کہا کہ ان عجیب بے باکیوں کی وجہ سے مجھے جو نہیں تھا ہی القصد جبکہ خبر ہر کاروں نے ایک کو پہنچائی  
تو ماسپ کے کہا کہ کچھ پر دینے میں کس مہربانی پر چوب چسے اسی وقت لشکر آفتاب پرستان میں بھی لشکر  
جو بی نورش میں آیا رات بھر تیار رہی صبح کو اسطرح سے خورشید اپنی فوج و لشکر لیکر میدان میں آیا اور اس  
مالک بھی پہنچا قلعہ پرستان ختم کر دینے لگا اور ایک جانب اگر کھڑا ہوا منور ہمالیہ و قتال اور اس میں قلعہ  
افتاب کے جب پٹے گئے تو لشکر خورشید میں موجودہ کئی پر اسے شہری اور غلبی داسے بچنے گئے اور لشکر کی بند ہوئی  
سب سرور پیدا ہوئے خورشید مرکب کو پھر کر سنے تخت کے آیا اجازت میدان چاہی تاہم اختری خورشید اختری  
اختر اختران نے کہا کہ جو خداوند پر دین تھا مالک بھان ہو رہا ہے خورشید مرکب کو اگر میدان میں آتا اور کھاتا  
کہ اکیلا اٹھانویہ کیا افسانہ ہو کہ حمزہ صاحب قرآن تو یہاں موجود ہیں اور تم اس کے مالک کے برادر کے کی طرف  
اس ارادے سے باز آؤ یہاں سے پٹے باز ورنہ اس کی سزا پاؤ گے اسطرح سے ہر ایک نے جواب دیا کہ کیا خوب آپ کو  
اس سے کیا بحث ہو حمزہ کا جو نائب ہو لندہ مور بن سعدان ہند کا آئے تو ابرج کی بہت کر لی اور نشانہ صاحب قرآنی  
ہو اسے کر دیا اب یہ لوگ کیا بھکر زدہ کہ آفتاب پرستان کی اطاعت نہیں کرتے اور عیت ابرج اختیار نہیں کرتے یہ  
کرتے ہیں ویسا پاتے ہیں اور ہمیں اس سے کیا بحث ہو جو ہم ان لوگوں کی جنبہ داری کرتے ہو خورشید نے کہا کہ اس  
ہندی کا تو ذکر ہی کیا کرنا کہ وہ عشق ابرج میں ایسا بخور ہو گیا کہ اگر ترک اسلام کر کے آفتاب پرستی اختیار کر لے  
تو عجیب نہیں ہو اور لوگ کیوں اطاعت کریں اور خراج گزراہیں اور خراج گنگو کے تو کچھ حاصل نہ ہوگا جس کی  
جوش جنگ ہو میرے مقابلے کو نکلے لشکر و علم شایانگی اپنے مرکب کو اڑا کر مقابل خورشید ہوا پٹے تو آتے ہی  
لگا لڑن ہوا کوئی دو تین قدم مرکب خورشید کا پیچھے ہٹا اور کوئی چوبیس قدم مرکب و علم کا پس ہوا البتہ اس کے مرکبوں  
کو پھر پھر ایک دوسرے کے مقابل ہوا پٹے و علم نے خبردار کر لیا کہ غزہ ماما خورشید نے دار اسکا روک لیا اس کے  
خورشید نے دار کیا و علم نے روک لیا پس پھر ہمیں بھٹنے لگی دونوں نیزے شل میدان کے گھر گئے آخر کار خورشید  
نے نیزہ و علم کا ہوائی کیا و علم نے اسے ہٹا کر نہنگ مارا خورشید نے اسے ہوسے آئے کو خیال کر کے تلوار ماری کہ آئے  
کے دو گھر سے ہوسے اور وہی تلوار جو و علم پر ماری تھی ایک ایک سا زخم شائے ہر آیا و علم نے دی گاہ آئے کا خورشید کے  
منہ پر مارا خورشید نے دار اسکا سپر روک کے جو پوری فوت سے ایک تلوار نکالی تو سپر کو کاٹ کر چار ٹکڑے میں  
ورائی و علم نے نشانہ ماما تلوار تو جتنا کر قل گئی مگر بار خون کی سر سے جاری ہوئی کہ و علم ہیوش ہو کر گر پڑا خورشید نے  
آواز دی کہ بھاؤ اس دریاہ کو لوگ دور سے اور و علم کو آٹھ لگے بعد اس کے کایہ جنم بہان میں آیا اسے بھی قعر جنم  
میں کا یا سقیل سپر گردان مقابلے کو نکلا وہ بھی زخمی ہوا بعد اس کے سپر گردان مقابلے کو نکلا خورشید نے اسکا حملہ بھی روک لیا  
و تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر سر میں در آئی مگر اسکا زخم آیا سپر نے جلدی سے گردن شالی گردن مرکب کی قلم ہوئی  
گینڈا اور سپر دونوں زہ بالا ہو کر گرے سپر کا نشانہ اٹھ گیا قلعہ مختصر اور چند آدمیوں کو شام تک زخمی کو کے طبل بارگشت  
ہوا اگر اپنے غمے کر دیں گیاد دوسرے دن پھر میدان میں عوجان دریا باری مرجان دریا باری بنام قلعہ سب کو زخمی  
کیا تیسرے روز آخر صبا نصر طر اول کشتی کبر غراب کشتی گیر قارن بن بوطنج گردان خورشید کے ہاتھ سے  
ترخمی ہو گیا و ماسپ حب میدان میں جانے کا ارادہ کرتا تھا قارن قمر بن مافع ہوتا ہوا کہ آب چلیے رہا اس  
متارہ پست کا نئی پر ہی القصد جب سب سردار زخمی ہو چکے اور کوئی مقابلہ کرنے والا نہ تھا تو ماسپ مالک بن ملکوت شاہ  
اجازت لیکر میدان میں آیا خورشید نے جو ماسپ کو دیکھا کہ اگر ادعا کی تو اب تک اپنی جان چھپا یا کیا اور میرے



تاج پٹے کو نہ آیا طر ماسپ نے کہا کہ اوستارہ پرست جب میں اسے کاٹھن کرنا چا رہا تھا مجھے منع کرتے تھے اور وہ بھی  
 کہ زندگی تیری اتناک باقی تھی جو میرا مقابلہ نہ ہو اگر اب تو میرے ۵۶ سے کہان جائیگا خورشید نے کہا کہ خداوند پر دین  
 ہونے پر جائیگا طر ماسپ نے کہا کہ اچھا لاہر اپنا خورشید نے کہا کہ میں صامع قریب ہوں بہت نہ کہ لاہر اپنا ہر ہر کہ  
 خداوند مجھے پچائیگا تو میں اپنا حرم بہ کر لونا طر ماسپ نے فرود ہاتھ میں اٹھا خیر دار کٹر خیر دار خورشید نے ہنسنے  
 کو ہنسنے پر وہ کسانوں میں سے شرارے آتش کے نکل گئے نیزہ بازی ہونے لگی کوئی دو تین گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر  
 خورشید نے نیزہ طر ماسپ کا ہولی کیا طر ماسپ کی آنکھوں میں جہان تیرہ دھار دکھائی دیا کہ ہو گیا کمال خضبتا کہ ہر کس طرح  
 سات سو تین کا سا طور اٹھا کر رکھتا ہوا چلا وہاں اشارہ پرست غضب کیا کہ اس نے کہ نیزہ میرا ہوائی کر دیا اگر اس سا طور سے بکھر  
 کہان جائیگا اور حیووت قریب ہو چکا خیر دار کٹر سا طور خورشید پر مارا خورشید نے بڑھ کر سپر فو لائی پر دھاگرے معلوم  
 ہوا کہ ایک پہاڑ ٹوٹ چکا کہ خورشید کا تنگ تک زمین میں در آ یا ہر بن ہو سے پسینا جاری ہوا اور غش طاری ہوا  
 یہ تو حق گردین آلودہ ہی اور طر ماسپ بکا کہ دم کسٹم خورشید را یہ سنکر کوکب بیمار کر دے کہ جگر مار کے اندر آیا پچھا  
 کہ شہر دار حریف زبا بلی کرنا ہی اکہم خورشید کی کھل گئی کوکب نے بچھا شہر دار حرج کیا کہ کیا اچھا ہوں خداوند بر طین  
 نے رحم کیا یہ کہ کمر کب کو کر لگا ابا ہر آیا اور تلواریں کھینچ کر کہا کہ اسی طر ماسپ خیر دار ایک ضرب میرے ہاتھ کی بھی اٹھا  
 طر ماسپ نے سپر کو چرے کی پناہ کیا خورشید نے چونو دار ماری تو ہر کو کاٹ کر دھاگل سپرین در آئی طر ماسپ دستانہ  
 مارا تلواریں تو جھٹکا کر ٹھکڑی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی طر ماسپ نے جلدی سے زخم سر کو باندھ کر سا طور مارا خورشید  
 نے سا طور کا دھاگل دے کر جو تلواریں تو زخم سر کا جو بارہ ہو گیا یہ رنگ دیکھ کر مالک بن ملکوت شاہ نے کل فوج  
 کو حکم دیا کہ مار لو اس اشارہ پرست کو پس چار طرف سے تمام آفتاب پرست تلواریں لیکر دوڑے خورشید بھی مع فوج  
 دوڑ پڑا ادھر سے شاہ پرست ادھر سے آفتاب پرست باہم تلواریں چلنے لگی جنگ منظر بہ دافع ہو گئی خورشید نے شام تک  
 کشوں کے پٹنے اور لاشوں کے انبار لگا دیے شام کو قبل بازیگشت ہوا کہ دونوں لشکر اپنے اپنے جہون کو واپس گئے مالک  
 نے جہون کو طلب کر کے پہلے طر ماسپ کے ہاتھ لگوائے بعد اسکے اندر خیموں کی دھوا دھوا کی بعد اسکے پوچھا کہ یارو ایمین کا  
 کہ حال معلوم نہ ہوا کہ کون لیکھا اور کہاں گیا وہ اب جہان خورشید سے کئی مقابلہ کرنے اٹھنا چکا کیا ہو گا کسی نے کہا جہاں  
 پہلے جب ایرج آجیگا کہ لہا جائیگا کسی نے کہا کہ لند حور سے اعانت طلب کیجیے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ میں  
 لند حور سے تو اعانت طلب نہ ہوا کہ کسوں کے سابق امین لند حور داراب سے طلب کو نے کیا تھا اسے  
 لند حور کو قید کر لیا تھا اب لند حور ہرگز ہماری جانب داری نہ کرے چار رات کو اسی صلح دشو سے بن کٹ گئی جب  
 صبح ہوئی تو خورشید نے مالک سے کہا بھیا کہ اے مالک اب مجھ تمہاری حالت پر رحم آتا ہی میں تکریمت دیے دیتا  
 ہوں جہان جی چاہے چلے جاؤ گر شرط یہ ہے کہ بارگاہ سلطانی اور ناخدا جعفر الی میرے حواسے کر دو ہر مالک نے  
 جواب دیا کہ او کوکب انا ذہ صامع قریب میری ملک اور قبضے میں نہیں ہر مالک اسکا لند حورین سعدان مندی پر وہ  
 بیسے چاہے وہ ۱۰۰ بیسے چاہے نہ دے ہرے کچھ علاقہ نہیں ہے جب یہ پیام خورشید کے ہمار کوکب نے سنا کہ مالک  
 سے کہا کہ اے مالک یہاں نہ آجی نہیں ہے اگر خورشید گرد گیا تو بھر نکر زندہ ہی آجیگا مالک نے کہا کہ او کوکب بیسے  
 قسم جو خیر اعظم آفتاب نابان کی کہ میں ایمین کچھ جلد گری نہیں کرتا خورشید سے جا کر کہو کہ وہ لند حور سے طلب کرے  
 اگر لند حور دیر سے کو شوق سے بجاؤ مجھے کچھ داخل نہیں ہے کوکب نے کہا جہاں جا کر عرض کرتا ہوں ہر کوکب نے خورشید سے  
 پاس آکر جواب پیام شایا خورشید اسی وقت سارا ہو کر لند حور کے شے میں آیا لند حور نے جو خورشید کو دیکھا منع رہنا

عظیم دی سند پر لکھا گیا اسباب دعوت مہا کابھہم سے کہ غالی کر دین میں آیا خورشید لے دو ایک جامہ بی کر لندھو سے  
 لکھا گیا اور لندھو میں تھارے پاس کچھ پوچھنے آیا ہوں لندھو نے کہا کہ فرما بیٹے خورشید نے کہا اے لندھو مجھے صاحبقران  
 کی طرف سے آپ ان راہگاہ کے ایک ہیں اور صاحبقران آپ کو ہم لوگوں کی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہیں پھر آپ نے  
 ترکون کو ایرج کے اقصے کیوں قتل کر دیا لندھو نے کہا کہ ترکون نے ایرج کی بیعت نہ کی میرا کتنا نہانا جانتا  
 کو کام فرمایا بنا ہوا ہے اب ختم رہا ہے میرے کھنڈ پر عمل نہیں کرتے قتل ہو گئے خورشید نے کہا کہ آپ کو صاحبقران کا  
 یہی حکم تھا کہ اہل اسلام قتل ہیں اور تمہارا شاد کیونکہ لندھو نے کہا کہ خورشید نہیں ان مسلمانوں سے کیا کام آؤ نہیں  
 کیا معلوم کر بیان کیا مائے ہرے خورشید نے کہا بتا دیجئے ان مسلمانوں سے کوئی سرکار نہیں آپ مجھے  
 لندھو صاحبقرانی اور بارگاہ سلطانی عنایت کر دیجئے لندھو نے کہا کہ میں بارگاہ سلطانی ایرج کو دے چکا اب مجھے  
 ہوگا کہ میں اس سے لیکر تھیں دے دوں خورشید نے کہا کہ اے لندھو صاحبقران نواب ہوا کا چہ نہیں بارگاہ آفتاب پتوں  
 کے پاس ہی تم کو نوین آئے لیکن لندھو نے کہا کہ آفتاب چوتھے بارگاہ پیر سے تھیں ہیں ہوا اور اس کا ایرج کے کا  
 کسی کو لندھو کا یہ سنکر خورشید دم دم ہریم ہوا اور اس کا است اچھا ہر خورشید نے لیکے لندھو نے کہا کہ است اچھا جلیقہ ہے لیجئے  
 ہر سنکر خورشید بارگاہ سے بڑھ آیا اور اپنے غمے میں آکر کل حال اپنے رفقا سے بیان کیا اس کا کہ میں اس ہندی کو اگر  
 بارگاہ کو لیلو لگا اور حکم دیا کہ اکیل جنگ بجا دیا جائے یہی وقت ہو جب حکم تھا کہ رزمی نوازش میں آیا صاحب پیر لندھو  
 کو بھی نوازے ہو اکیل جنگ بجا ہوا ایک جھوٹا شاہ نے اپنے رفقا سے کہا کہ بجا ہو قدرت نئی نیر عظم آفتاب تابان کی  
 کہ لندھو سے اور ستارہ پرست کے سطح ہوا لندھو نے کہا اب دیکھو کیا ہوتا ہے فرزند مات بھر دلوں لشکر کون میں تیاری رہی  
 صبح کو دونوں لشکر میدان کا نزار میں آئے اور حوت خورشید ستارہ پرست بلخ لاکھ سوار ستارہ پرستان سے میدان کا نزار  
 میں آیا اور صحت آملی شروع کیا اور حوت لندھو میں سعدان سات لاکھ سواروں سے کہ جن میں سب کھنی کھسائی ہو چلی پوری  
 تھے اس طرح میدان میں آیا کہ تمام دونوں کے گاون میں ہلنے پڑے ہوئے سردیہاں چہ اختر میں چہ ہوتے تھے اور  
 ایک طرف ملک بن ملک شاہ بھی آکر کھڑا ہوا تھے ہر خورشید ہمیشہ اچھی آکر کھڑے ہوئے القصد جب بیان میں حال  
 و قتال کی آراستہ ہو چکیں اور لقب نفاذ کر کے چمکے تو خورشید ستارہ پرست ہندو کب کو حلال دیکر خورشید افغان  
 و غیرہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور لندھو میں سعدان نے اپنے اچھی کو ہوا بارگاہ سوارستان ہندوستان  
 میں جاسے گھوڑوں میں بیٹھ کر حوت غالی کا بین کون میں لگی ہوئی تاج سر میں پر رکھے ہوئے ہوا اور ہاتھ میں لندھو  
 نے یہ لکھ کر حضرت کیا کو ہم سب میں پھر میدان میں ایک ایک سے لڑا تو باوجود کھد ستور سے ہوا خلاف ہو کہ ایک  
 نقاب نے کو دس جاہن چہ جاسے کہ جانتے لوگ حوت میرے بیٹے ستارہ پرست کو کہ آبرو دہری رہا ہے پھر سے سب دعا میں آئے  
 ہوئے پھر گئے لندھو نے اپنی کواڑہ کا زہر جب برابر خورشید کے ہو گیا تو لندھو نے زہر ہوا اور پھر ہر کی اپنی کی شکست  
 دہی اپنی منی مکر پیچھا ہوا اور خورشید کا ملک بھی پسا ہوا لندھو نے کہا کہ اگر اپنی کو آگے بڑھایا اور خورشید نے  
 مرکب کو راتوں میں دیا اور لندھو نے مقابلہ کر کے ہرے ہندو کے پیار رہے ہاتھ میں لے لیے گی ہنوا رہی ہوئے تا ایک نایاب  
 کا کارہ ہو لیکن خیر کاتھ سے چاک دیا گزر اچھوں میں لے لیے خورشید نے خبردار ہندو لندھو ہوا اور لندھو نے اپنا گار  
 اٹھا کر چہرے کا پناہ کیا کہ زہر ہوا پڑ لقی اندر ہوا ہوتی کنگ آسان ہو گیا جگر زمین کا ہول سے شوق ہو گیا  
 اپنی لندھو کا چار ہند تک زمین میں سا گیا لندھو کو قتل آگیا یہ خوش گرد میں غائب ہو گیا اور خورشید نے آواز دی  
 کہ زہر ہوا اس ہندی کی دیکھو تو اس ہندی پر کیا گزاری جبار دہرے گر دہرے خراج ہر کر دے کے ہندو گھس گئے



خندھور کو بیوش بابا پکارے کہ شہر بار حلیت زہدتی کرتا ہوا ہے جواب دیکھے خندھور نے بیوش رہ کر باغی کو اٹھا رکھا  
 باغی طبقہ زمین کا لیکر نکلا خندھور گردنہ کی جواڑا ہوا باہر آیا اور کہا کہ ادستارہ پرست دو عزیزین میں سے بیری  
 اٹھائیں اب ایک ضرب میری بھی اٹھایا مگر گز خورشید بہار خورشید نے ضرب اسکی روکی تو سی مگر جیٹی کا دودھ  
 لبان بھلاٹ دے گیا ہر سردار و ہرین سو سے پہنچا جاری ہوا مگر رگ کی ٹوٹ گئی گھٹنے زمین کو جھٹکے گردنہ لبان  
 بھلاٹ سے سنون کر رہے انہیں خلل درقع ہوا خورشید خاک میں چھپ گیا خندھور بچارا کہ خبر اس ستارہ پرست کی دیکھو ہر  
 کیا گزری یہ سکر کو کب بچار دہڑا اندر جا کر دیکھا کہ خورشید بیوش ہی بچارا کہ ای شہر بارہ ہوشیار ہو جیے خورشید نے جابہ  
 تریا عیار نے پانی کا چھینا سو بردا جب ہوش آیا تو کو کب سے پوچھا کہ شہر بار کیا حال ہو خورشید نے کہا کہ گز کو کب  
 میں نے تمام عمل ہی ضرب سی کے ہاتھ سے زمین کھائی صیب کر زلزلہ خندھور کا سنا تھا ویسا ہی پایا اب دوسرے گردنہ کی جھون  
 تاب نہیں ہی دیکھ کر لب کو جو دیکھا تو کام اسکا تمام تھایا دیکھ کر خورشید پشت زمین سے کود پڑا اور تلواریں کھینچ کر پادیا  
 خندھور کے باغی پر دوڑا دیکھ کر خندھور بھی بھجلی تمام اپنے باغی کو جو حاکر تعابیل خورشید آ کر باغی سے کود پڑا  
 خورشید نے آواز دی کہ دادا دادا تو نے اپنے مرکب کو چھپا یا اور میرے مرکب کو جھٹکنا خندھور نے کہا کہ ای خورشید  
 میں نے اب وہ دوائی تیرے مرکب کو نہیں مارا اور تو نے تو زبردستی میرے باغی کے ارڈالنے کا ارادہ کیا تھا خورشید  
 نے کہا کہ اب کہاں میرے ہاتھ سے بچ کر جائیگا یہ لکڑی پر تلواریں سے رکھا دھرا دھر سے خندھور تباہ ہو کر چلا د دونوں  
 گرم تلاش ہوئے باہم کشتی ہانسنے لگے تین شیارہ دھڑک متواتر کشتی رہی اب چوتھا دھڑا گیا سرخوب زور ہو رہا ہے ان  
 خندھور خورشید کو بینا بیجا تاہی خورشید خندھور کو بینا بیجا تاہی دھڑک رہے ہیں ایک مقام پر ہوش خانہ تھا باغی خندھور کا  
 اس ہوش خانہ میں جاتا رہا اور ادھر سے خورشید نے زور کیا خندھور نے خورشید کا زور روکا تو سی مگر گز خندھور کا  
 آکر گیا اسے روز کر کے خندھور نے بالوں کا لہڑا ایک ہرک درد کی پیدا ہوئی جیسی ہو گیا رنگ متغیر ہو گیا خورشید کا سینہ لگا  
 غصہ ماسے لگا دونوں باغی خورشید کے شانوں پر کھدے خورشید نے جو یہ رنگ دیکھا پوچھا کہ ابھی تو خراجی طرح اور رہے  
 تھے یہ کایک کیا ہو گیا خندھور نے کہا کہ ای خورشید کو یہ میرا رنگ کیا ہے اب بات کہنے کی طاقت نہیں ہے یہ لکڑی بیوش ہو گیا  
 خورشید بہار کا ایسا خندھور کو لیا آئے سکر کوٹ بالی سے کر دہڑا سے اور سوار کر کے خندھور کو لیکے خورشید  
 بیل باز گشت بجا کر پہر گیا اور دھڑک لکڑی کے چمے میں لاسے باغی سحابے میں مصروف ہوئے کوئی بہرہ رات  
 گئے خندھور کو بیوش آیا اسلند یا رخاں زرخ آبادی نے کہا کہ اگر میرے حکم موافق جا کر قلعہ زرخ آباد کو آنا ہے کہ ان  
 کہ اگر دقت ہو حاجت ہے تو آپ اس قلعے میں چلے آئے خندھور نے کہا کہ انجا کیا سفند القہر ہمارے شکر سفند یا رخاں  
 نے تو اسی دقت کو با کر کے زرخ آباد کا راستہ لیا اور ادھر مالک بن حکومت شاہ خندھور کی حیادت نوآباد اور  
 اپنے ہمراہ قارن خرمین کو لیتا آیا خندھور کیہ لگنے بچا ہوا تھا مالک سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ خندھور  
 سناہ ہم دونوں کا رشتہ میں ہو کہ آپ کی شہر چلنے اب کوئی اس ستارہ پرست سے مقابلہ کرنے والا نہ رہا خندھور نے کہ  
 کتاب جو کھاری صفت ہو وہ کیا جائے مالک نے قارن خرمین سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اسنے کہا کہ ای خندھور میں نے  
 علم نجوم میں دیکھا ہے کہ قلعہ زرخ کو شہر براہمن آجیگا اور وہاں ہمدانی شہری ہوگی اور وہ قلعہ دریا کے پتے میں جو حلیت  
 دھڑک اس قلعہ کو سے بھی نہ کیے گویں چنانچہ مناسب دقت معلوم ہونا ہی مالک نے خندھور سے کہا کہ اب آپ کی کیا مرضی  
 ہے خندھور نے کہا کہ میں مختار سے ساتھ ہوں غرض وقت شب ان سب سے قلعہ زرخ کو شہر کا راستہ لیا اور یہاں ہو  
 صبح کو خورشید بچار ہوا تو ان کا گاہ میں بیٹھ کر کو کب کو طلب کیا اور کہا کہ کو کب تو جا کر میری جانب سے خندھور کو





جو تیرہ مات سات سو گز کی پکڑنے کے آفتاب پرستوں کی جان نکل گئی۔ چیتے حق مونس قدوس نے لگو مسیت لہر  
 کہا کہ آفتاب پرستوں میں سے ہر ایک سے بچ کر کہاں جاؤ گے مالک بن ملکوت شاد مع لندھو نور کے در سے  
 ایک تہ خازن میں جا کر پوشیدہ رہا مگر ماتھ پانون میں مخموری جڑی ہوئی ہو چیتے ہو گیا کہ اب نہ چیتے اور اسد کے ہاتھ جو  
 آفتاب پرست لگیا تا کہ دیوؤں کو کھلا دیتا ہے در مالک بن ملکوت شاد کو ڈھونڈ رہا ہے اور کہتا ہے کہ اسے  
 یہ حمار زادہ کہاں گیا ایک غلام اہل عہد میں رہا ہے آفتاب پرست رو رو کر دھان میں لگے رہے ہیں گریبا نیر اعظم  
 آفتاب تابان بیابان قطب دھان تھیں اس وقت بدین بیماری ادا نہ کر دے تو پھینکے دھڑ کوئی صورت رہائی کی ہے  
 کہ اسی اٹھان میں ایک ابریاہ آسمان پر پہنچا اور ایرج کو جوان مع دیوانہ فرخ آہو پنا اسد تو یہ سرکہ دیکھ کر اسے اپنے  
 دیوؤں کے بھاگ گیا ایرج نے آفتاب پرستوں کو عجب حالت اضطراب میں پایا لیکن ان لوگوں نے  
 ہوا ایرج کو دیکھا جان میں جان آگے بڑھنے کے اور بدوہ آفتاب پرستان اسد دیوانہ ہم سب کو دیوؤں سے کھلا دے  
 دیتا تھا نیر اعظم نے آپ کو اس وقت پہنچا کہ ہم سب کی جان پالی ایرج نے پوچھا کہ مالک بن ملکوت شاد کہاں ہو  
 ہو یا دیو کو کھائے گئے کہا کہ خوف جان سے بھاگ کر کسی طرف چھپ رہا ہے تا کہ مالک کو ایرج کے آنے کی خبر ہو چکی ہو  
 سے کلک مع لندھو راہ ارسالان شاہ اور اقبال شاہ ایرج کے پاس آیا ایرج بھرون سے بھاگ رہا تھا اگر لادان  
 شاہی میں شکر ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے استفادہ حال کی مٹنے کل سگڑشت اند اسے انتہا تک بیان کی اور کہا  
 کہ خورشید کے جہاز تو ہمیں مارے گئے گزوں کے تباہ کر دے تھے اور تارہ پرست سب ڈوب گئے تھے تا کہ خورشید کا تباہی  
 نہ لگا کر اس دیوانے نے اگر ہم سب کو ہلاک ہی کر دے گا لہذا آپ تشریف لے آئے ہیں تو دیو اب تک کہ بھی گئے ہوتے یہ مشکل  
 ایرج نے بھی اپنی کیفیت ابدت انتہا تک بیان کی مالک نے کہا کہ ایرج اب تک جو ہمارا ہوا اگر اب اس دیوانے کے  
 ہاتھ سے پناہ نہ ملے مشکل ہو سیکے گا اب اسکی ہماری میں دیوانہ زبردست ہوتا اور ہمارے ہلاک کر کے ذکر سیکے گا فرخ  
 بولا کہ ان پرست ایرج نے کہا کہ خبر چاہیے کہ لنگر چاقو زنگوشیہ سے باہر نکلا یا خورشید شاہ پرست  
 کے گم ہو جانے کا حال شکر بہت افسوس کیا کہ افسوس خورشید مغت میں تباہ ہوا بعد اسکے ایک دیو سے کہا کہ تو جا کر  
 تلاش کر کہ دیو اقلان کو چاک کلان آڑا ہو اسکی اسکے پاس ہو گا دیو گیا اور ایک درگزی کے بعدا کر بیان کیا کہ غلان غلان  
 کوہ میں اٹھا ہوا ہے اور اسکے رفیق بھی سب مع ہوتے جاتے ہیں دیو سے ملنے میں یہ سنکر ایرج نے اسد کو ایک نامہ  
 اس معتمد کا کھلا کہ تم مرد مردانہ اور بڑے شیرازاد ہو بادی اور دلادری بہر خشم ہی نہا تھا ہے ابراہیم تو فر کیسے بہادر  
 بیلیز میں گرا اقلان نے بھی دیوؤں سے مدد نہیں چاہی جب تک ہم تم پر دو قات میں سے دیو ہمارے ہمارے  
 دیوؤں کے شریک حال سے لیکن اب ہم تم دیوؤں پر دو دینا پر آئے ہیں ہم بھی دیوؤں کو خست کیے دیتے ہیں ہم بھی  
 روانہ کر دو نقد ہاری مخموری اڑائی رہی جو کچھ ہو گا وہ ہو رہیگا اور اسکے غلات درزی وقوع میں آئے تو غلات غلات  
 سرخی دہر جاگتی ثابت ہو گا اقلان ایک دیو اس نے سر کو لیکر روانہ ہوا اور اسد کو جا کر دیا اسد نے اسے نہایت کورہ حکم  
 جواب اپشت نامہ پر تحریر کیا کہ آفتاب پرست اگر تو یہ نہیں کہتا تو بھی میں اپنے دیوؤں کو خست کر کے نہرے توڑ دے  
 دے ڈالتا مگر خیر تو بھی میرا ہوا ہے کہ اب میں اپنے دیوؤں کو خست کیے دیتا ہوں یہ جواب لکھ کر اس دیو کو تو خست کیا  
 اور اقلان کو چاک سے کہا کہ اقلان نہ اپنے دیوؤں کو لیکر نہ میں اپنے دیوؤں کو خست دی اسنے غلام  
 کی کہ او شہر بار پچلے ایرج کے دیوؤں سے دیکھتے ہو تو بھی جیسے اسد نے کہا کہ میں نے کچھ ان دیوؤں کا  
 کر نہیں تم جاؤ اقلان کو چاک مگر دیوؤں کو لیکر اس کو دین پو شیدہ ہو رہا اور ایرج کے پاس جو

جواب آیا ایرج نے فرمایا کہ سب کو بروہ قات کی جانب روانہ کیا افتخار کو جانب ہی انفرج کے جانے کی  
 خبر شرف قات کو روانہ ہو گیا اب ایرج نے چھوڑ دیا وگرنہ ختم کی جانب کو پہنچا جب ایرج بے قلعہ بنا زل اور علی مراحل  
 غمرا ختم میں پہنچا تو مشالان ختم نے دروازے کھلے کے بند کر دیے اور اس نے ہر مستعد ہوئے ایرج نے خبر کو کھیر لیا  
 کتاب پرستون نے گرد غمرا کے گھاٹ ڈال دیا اس میں بند کر دیں اور اس کے دن ایرج قلعے کے سامنے آیا اور اسے گواہ بنایا  
 ایرج اپنے لشکر کو لیکر وہاں سے ہٹ کر چلا ہوا اور خورشید و شمس سے کہا بھیجا کہ اب میں دوسری مرتبہ تمہارے قلعے پر  
 آیا ہوں جسے تمہارے دین و مذہب سے کچھ سودا نہیں تمام اگر سیری صیبت اختیار کرنا اور مجھے خلیج دو میں یہاں سے چلو جانے  
 ہنر جمشید و خورشید کد بھیجا کہ اگر اس بزار بچے سے کھد کر پھٹے جو تو آیا تھا تو نے کیا کر لیا تھا اور اب آیا ہو تو کیا کر گیا  
 ہرگز تیری صیبت نہ کر سکے تھا مگر راجا غنڈ گلیاں ایرج ہنر گمال آزرودہ و انسرودہ ہوا اپنے بچے میں اگر بچا اللہ قات  
 اور دنگا رقصہ خیالی لکھتی افریڈ کی آنکھوں کے سامنے پھر نے لگی بس آہ سرد کھینچ کر دے لگا اور شکوہ پر دازہ پور فلکی ہونے لگا  
 کہ او فلک جو فتنہ دوا کر دوں فدا یر تو نے کیا کر دی کی کہ میں ہر چند قلعہ دو الہامان پر جانے کی کوشش کر تا ہوں مگر تو  
 نہیں جاسنے دینا شعر جہا ہوں یا رے میں اندھا دیکھے جہا دل انگبار جہا آکھ انگبار جہا + یہ لکھو چھین مار مار کر  
 روئے لگا مالک بن ملکوت شاہ اور سب سردار مستفسر حال ہوئے کہ خبر باد کچھ فرمائیے تو یہ کیا حال ہوا یرت سے کہا کہ  
 صاحبو میں یا مشتاق میں بغیر جہاں کیونکر رہے وہ فلک جہا میں جو میں اڑ کر چلا جان اور اس آرام جان کو دیکھ آؤں  
 اور یہ قلعہ کسی طرح اٹھ نہیں گتا اگر اسے یونین چھوڑ دیا جاتا ہوں تو لوگ ہی کیسے کہ یہ کیسا صاحبقران تھا کلا ایک  
 قلعہ آگے لے لیا گیا اور یونین جہا ہوں تو دل میں مانتا ہوں اور ہر بار ہی کہتا ہوں کہ جو ہر دہار میں چل کچھ عجیب شکل  
 میں ہوا ہوں کچھ میں بدلتی کہ کیا کروں کیا نہ کروں الگ نے کہا کہ ایرج اس سب سے تو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے  
 کہ ایک مرتبہ تمام فوج کو منبردار کے محل آ رہا ہو یہ جو کچھ کہنے لگا بیٹے باقی ماندہ جا کر قلعے سے ہٹ جائیگے ایرج  
 نے کہا کہ اس سے بھی کہ نہ دانا جو پہلے ہیں وہ کچھ بیٹے تو بزدلے ہیں وہ بھاگ جائیگے پھر وہی حالت کا سامنا ہوگا  
 اللہ میں تھا اسادہ کروں تو بھاگ میں لے کر لیلو بھاگا الگ نے کہا کہ تم آپ کو تو ہرگز نہ جانے دینگے ایسے آراستہ  
 ہوئی جعفر زخم آگیا تو پھر کہ مرد کے نہ بیٹے ہمارا سو سے اب کے کوئی نہیں ہمارا زور کا آفتاب پرستان در یافت  
 کچھ فرما لکھا جعفران ہی کسی نظم رنشا نہیں گئے ہنر طراسپ کے کہا کہ و شہر ایدین جا کر قلعہ لے لیتا ہوں ایرج  
 نے کہا کہ اگر طراسپ میں یونین اپنے سے زیادہ زور کھاتا ہوں مختار جانا مجھے گوارا نہیں یہ ہنر طراسپ نے سر  
 جھکا لیا اور فکر کرنے لگا بعد عورتی دیر کے عرض کیا کہ ایرج آفتاب پرستان ایک تہ پر مجھے سوچی ہو نہیں ہو کہ اس  
 تہ پر سے قلعہ آخر آجائے گا ایرج نے کہا کہ بعد بیان کر دے کہ وہ تہ پر ہے کہ میں اس بارہ ہزار آدمیوں سے  
 سامنے قلعے کے جا کر گود لگا دوں قلعہ ہر جہا ہوا و ایسے ہی ہوتے ہیں کہ جان سے اچھڑا دیتے ہیں گربات  
 نہیں کھوتے اب زبرد آفتاب پرستان کو شے کوئی پر غاش نہیں ہو مجھے پیغام صلح دے کہ بھیجا ہوں مختار سے  
 پاس آؤں تو کون یہ شکر وہ مجھ کو فرور لائیگے جب میں اندرون قلعہ چلا جاؤں گا تو سادو رکھ کے رولے لگوں گا جب  
 میں وہاں پہنچ کر قتل دفع شروع کر دوں گا تو آپ بھی یہاں سے ہنر جہا بجے گا اور پورش کر کے قلعہ کو لے لیجے گا  
 ایرج نے کہا کہ ان بات تو جی ہوا اگر امین ہی کوئی فتنہ نہ پیدا ہو انفسہ طراسپ نے دوسرے روز قلعے کے سامنے  
 جھک کر دی کلمات کہے جمشید نے خورشید سے کہا کہ بھائی یہ جہا سے کچھ فریب دیتا ہے ہم اسے اندرون قلعہ چلا لیجے تو ضرور  
 نسا داتا لگا اور ایرج بھی اس طریق پر آگیا قلعہ انہ سے جہا لگا اگر ایرج کو صلح منظور تھی تو کسی پر مرد کو





جو ایک جھکا مار تہا تو زخمیہ داروغہ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور داروغہ نے نہ کھل زمین پر گر پڑا بس اس نے کچلنے  
 طوق و لاسل کو ماتہ مارے کیسوت توڑ کر بھینکے یا اور داروغہ کو ایک چوٹ مارا کہ خیر اسکا ہاش ہاش ہو گیا پس  
 طر ماسپ اسکی عواذ لکھ لے لگا ایک نعل بد گیا کہ بڑا غضب ہوا طر ماسپ چھوٹ گیا ہمیشہ د خورشید کے رنگ  
 حق ہو گئے ترک کا یقین ہو گیا آنکھوں سے آنسو گر پڑے لیکن ہمیشہ نے خورشید سے کہا کہ بھائی میں اب اس کتاب پر  
 کا سامنا کرتا ہوں جب تک جان میں جان رہی قطع میں نہانے دوں گا اور اگر نہ گیا تو میرے فرزند کی جگہ ہوتے نام  
 عثمان میرا قائم رہیگا کہ بعد میرے تم اتنا کرتا کہ میرے ناموں کو فوراً قتل کر ڈالتا اور اپنے ناموں کو کھال لپیٹا کہ بعد  
 ہمارے ناموں اسیر ہوا رہے کوئی نہ کہے کہ ہمیشہ د خورشید کا ناموں بندہ بن آیا اسلئے کہ آدمی ہر وقت عزت و حرمت کا  
 خیال رکھتا کہ خورشید نے کہا کہ بھائی جو حال تھا رہی حال میرا تھے تو مجھے فرزندوں کی جگہ سمجھا اور فرزندوں سے  
 زیادہ میری ہمدلی و برداشت کی اب اگر میں نہیں چھوڑ دوں تو زمانہ کیا کیگا کہ یہ جان ہو کہ نہ لڑا نہ اپنی جان بچا کر چلا آیا  
 مجھے رسوا سے عالم نہ کیجئے آپنا ہونے کے بجائے کی میری جگہ میں ایرج سے لڑا لگا پشور ہمیشہ د خورشید کے قہر میں گر کر پڑا  
 کہا کہ بھائی یہ وقت تکرار کا نہیں بنیں فرزندوں کی طرح ہلا کر خدا صدمہ مجھے نہاٹ سینگا برائے خدا و رسول تم جلد  
 جاؤ اور جو زمین کتا ہوں اس پر عمل کرو اور جس وقت حمزہ صاحب قرآن بالذالہ ہرین بدیع الزمان غلامات سے پھر کر آئیں  
 اور تھے طاقت ہو تو پہلے میرا سلام کنا اور بعد اس کے عرض کرنا کہ میرے خون ناحق کا عوض اس آفتاب پرست سے  
 ضرور لیجئے گایہ شکر خورشید روزنا ہوا اپنے ناموں میں آتا سب کے ب خورشید کو تھما دیکر پوچھنے کے کہ کیوں مروتے  
 کیوں ہو بھائی تمہارے کمان میں خورشید نے کہا کہ اسے بھائی کو کیا پوچھتے ہو وہ جان دینے پر مستعد ہونے میں ہے  
 اسوا سے بھیجا ہو کہ تم جا کر سب کو قتل کر دنا کہ بعد ہمارے سر جسنے کے ہماری رسوائی نہ ہو یہ کوئی نہ کہے کہ ناموں خورشید  
 د ہمیشہ کا اسیر ہوا اور کافر انھیں پے ہاتھ میں زور ہمیشہ نے کہا کہ سچا ہلو خود زندگی منظور نہیں کہ کوئی نامموم بعد  
 تمہارے بکر اتہ لکے جلد بکو قتل کر دنا اور دھر خورشید کی زود میرے بھی ہی آواز دی کہ بھائی مار ڈالو کہ خورشید  
 کا یہ نام ہو کہ آنکھوں سے ہے الاتصال آنسو جاری ہیں جگر پرستہ ہاتھ میں ہوا اور ہاتھ کاٹتے جاتے ہیں کہ اسی نمایاں  
 خورشید کی زود زیر تیغ آکر ہی ہوتی خورشید نے ایک ہاتھ اسل گروں پر مار دیا کہ کام اسکا تمام ہو گیا لاش اسکی زمین  
 پر گر کے لوتنے کی تمام محل میں ایک کلام عظیم برہ ہو گیا خدا گر دنا ہی انسان کی سی درد و دیاد سے پیدا ہوئی یہ رنگ  
 دیکھ ہمیشہ کی زود بھی سامنے آکر ہی ہوئی کہ ہمیشہ بھی اس حال خورشید ہر شکوہ چھین مارا کر رو لے لگا اور کہا کہ  
 اے بھائی تم کو یہی ان کی جگہ ہوتے میرا ہاتھ ہرگز نہ اٹھگا اب دیکھو کہ خورشید کی زود مذبح تو سامنے لوٹ رہی  
 ہر خورشید کے خیر سے لہو چمک رہا ہو آنکھوں سے آنسو رہے ہیں ہمیشہ کی زود زیر تیغ کھڑی ہوئی فٹین کر رہی ہی  
 کہ بھیا جان تو نے اپنی بی بی کا کام تمام کیا دانا بکھی قتل کردہ کتا ہو کہ اے بھائی وہ تو تمہاری عا و مدد بھی مر گئی  
 میر گئی شہر میرا ہاتھ نہ اٹھگا اے بھائی اور جا سے خدا یہ کلمات لکھ کر دل کے ٹکڑے نہ کھا در جلد محل پر سوار ہو  
 وہ کتنی بوسنین بھیجا اب مجھے نہ مرنے کی کٹھن معلوم ہوتی ہوا سے جسکو میں نے کبھی کی طرح ہلا اور ہلاک نہیں ہوں سے  
 زیادہ سمجھا وہ تو میرا ہے ہر شین زندہ رہوں میں اپنے ہاتھ سے اپنے کو فوج کر دلی اور بیکرا ایک غمناک ہوا میں  
 اٹھا کر جاتی تھی کہ اپنے کو زنج کرے کہ خورشید نے دوزخ غنیمت سے چھین لیا اور حکم دیا کہ جلد اونٹ لگا کر موت  
 اونٹ لکھیں اور کجاوے کس کے حاضر کیجئے کہ خورشید نے ہاتھ بڑا کے ایک محل میں سوار کیا اور جہان تک  
 کہ مال و اسباب اٹھو سکا وہ سب بار کیا اور تمام مورخوں کو بھی سوار کر کے بحال تباہ و پریشانی دروازہ باب ملک



سبائل اور رزائل کا کھول کر صبح کا راستہ لیا اب زور جمشید کا بحال ہو کر دنی پہنچی زور جو خورشید کو یاد کر کے مین  
 کرتی ہوئی چلی جاتی ہو اور ادھر خورشید کا یہ حال ہو کر آئین لال آئینہ جاری بصد شکیباری حفاظت کرتا ہوا  
 چلا جاتا ہو یہ تو اسرارِ راز ہوا اور بیان کا حال سنئے کہ ایرج خندق کو پہنچا کر پاتا یا اگر زسے قلعہ کا دروازہ توڑ کر  
 اندر چلا اور جمشید بھی رخصت سے جان نثار کو ساتھ لیے ہوئے نکلتا ہوا ایرج کی طرف بڑھا کہ اد کا فر کہاں آتا کہ  
 اور پہنچ کر ایک تلوار ایرج پر جا ہی دی ایرج نے وار سکا رو کر کے جواب دیا کہ کیا تو عورتا کی سہر کو کاٹ کر جمشید کے  
 سر پر پونجی کہ کوئی بن چل کا زخم آبا رہا ہے جمشید باری باری حو اور جو سے گرسب مارے گئے اب اس سے مین  
 اور تو گئی ایرج کتا بونچے تلوار چلنے لگی جمشید اور ایرج سے پھر مقابلہ ہوا ایرج نے شازہ جمشید کاٹ کر جمشید  
 جمشید نے جو تلوار لگائی تو بھونک کر کاٹ کر ایرج کے سر پر پونجی کوئی دو انگل کا زخم کیا ایرج نے بھونک کر تلوار لگائی تو  
 زخم سر جمشید کا جو بارہ ہو گیا پھر جمشید نے جراث کر کے ہلو و ایرج کا زخمی کیا پھر ایرج نے تلوار لگائی کہ راہ  
 جمشید کا آدھا لگا تا ایک جمشید ہوئی ہو کر گرا در جان کن نسیم ہوا اب ایرج نے جانب شہر رخ کر کے حکم دیا کہ خبردار  
 سی کو زندہ نہ چھوڑنا جو سانسے آج اسے قتل سے نہ مرنے والا ہو جب حکم اسی وقت شہر قتل ہونے لگا ایک جانب  
 ایرج قتل کرتا ہوا چلا آتا ایک طرف طراسب دسے قادی دراز کرتا ہوا چلا آتا یہ عورتا عالمہ کے بیٹ چاک  
 کر اور ایرج کو نیزوں پر اچھل اچھل کر بچ کر گیا اور چند رہا چلا رہی ہو کر اسے صاحب ہم رہا اسے شہر میں  
 ہمارا کیا تصور ہو پھر جم کر و لیکن کون سنایا کہ وہ دن میں کس کس کو لوگوں کو قتل کر رہا ہو مدد سے بارہ الفیاسٹ  
 تا فلک الکواکب بند ہو اتفاقات مقرر کار قضا سے کار حارط بن سلطان سعد بادشاہ لشکر لندھوور نے کہ یہ بد روئی  
 میرا تو غیر جانب خطرات لشکر لندھوور کا بادشاہ ہوا تھا اپنے دل میں یہ خیال پر طر کر کے کہ انیسویں اہل اسلام قتل  
 قتل ہو رہے ہیں لندھوور سے کہنے لگا کہ اے دامادے منہ جاے لقب ہو کہ آب ویر و دالتہ اہل اسلام کو قتل  
 کر رہے ہیں اور جب اہل اسلام ہی قتل ہو رہے ہیں تو ہمارا بے کرتا با نکل بقول ہوا ہے تو فقط آب کے بھاؤ کے  
 واسطے بیعت کی تھی نہ اسلئے جہز ہیں سے نہیں اہل اسلام قتل ہونے لندھوور نے کہا کہ پھر مجھے کیا کہتے ہو میں  
 ہر طرح موجود ہوں چلو ایرج کو منع کر دے کہ لندھوور کا کھڑا ہو اور عارث کو ساتھ لے کر داخل شہر ہوا عارث  
 تلوار کھینچ کر آغاب پرستون کو قتل کرنے لگا لندھوور منع ہوا کہ لندھوور عارث سے امر جہان میں چلو ایرج کے پاس  
 چلو یہ لشکر عارث نے تلوار میان میں رکھ لی اور منع لندھوور ایرج کے پاس آیا ایرج برابر حکم فطی سے رہا تھا  
 کہ خبردار خبردار ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنا یہ دیکھ کر عارث کو تاب نہ پڑی اور ایرج سے بڑھ کر کہا کہ اگر زندہ  
 آغاب پرستان اب اپنہر جم کر دیوگ رعایا سے شہر میں قابل رحم کے ہیں انکے قتل سے کیا حاصل جو تار سے نودیک  
 سفید تھے وہ تو اسے جاتے نہ صاحب قرآن ہو مگر سب کی پرورش و پرداخت لازم ہو اور رفع نظر اسکے بھی برفع دل  
 ہو اگر ایسا ہی مظاہر کر دے تو سنے کیون کوئی کر دیر ہوئے لگا پشکرامیج نے کہا کہ تم بیٹ سی دستاؤں کرتے ہو میں  
 انہیں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ دیکھو تم اپنی جانبری کو قیمت سمجھو اور سی دستاؤں سے لاکھ لاکھ لشکر جہزدار  
 پر اتنا غیظ و غضب کے ہو رہا ہوئے لندھوور نے یہ رنگ دیکھ کر خیال کیا کہ کیسی اور غضب ہوا اور یہ خیال کر کے  
 ایرج سے کہا کہ ایرج بس اب قتل و قمع موقوف کرو تمام شہر تھاری دہائی سے رہا ہو اور بیعت کر کے پھر تار  
 ہو اور یہی ہمارے عار سے افکار تھا اب اگر تم نقص مدد کرتے ہو تو میں بری اللہ مہ جون ساتھ دے میرے اب نہیں  
 لستے اور نہیں رکھتے اگر تم نہ مانو گے اور رہو کر تاراد جنگ ہو جائیگے تو پھر تم کو چھوڑنے بیعت بھی نہ اور

جسے مخالفت بھی کی۔ شکرا ایرج نے کہا کہ اے خداوند مہربان! میں اس قدر غم میں ہوں کہ میرے دل میں کسی کو قتل نہ کرنا پس  
 کئے جیسے اسی نے کہ لندھو نے کہا کہ سچا انسان اللہ کے لوگوں کے لیے میں داراب کے بیان میں ہوا خود طبع  
 سے لڑا کر زخمی ہوا اور حنیہ داری کے کئے ہیں شکرا ایرج نے اپنی نوج کو حکم دیا کہ اگر داراب کسی کو قتل نہ کرنا پس  
 لکل کا وقت ہوتا تھا کہ یکایک جزائی کہ اسد لشکر آفتاب پرستان پر آگرا ہوا اور قتل و غارت کر رہا ہوا۔ شکرا ایرج نے  
 لندھو سے کہا کہ پیچھے اب میں اسد کو بھی جا کر تنبیہ کروں یا نہ کروں وہ دیوانہ و دیوانہ لیاست برہا کر رہا ہے۔ لندھو  
 سے ۱۰ ہزار یاد کیا کہ تمام خیموں میں آگ لگی ہوئی ہو۔ لوگ ڈرائی ہو چکے ہیں۔ خود خود اور ڈرا کر لشکر میں آ رہے ہیں  
 وہ دیوانہ آپ کے آنے کی خبر سننے ہی چلتا ہوا۔ شکرا ایرج نے بہت دست و پان سے کاٹ لی۔ بھاگے  
 خیموں کی آگ بجھوائی۔ لاشیں اٹھوا کر دیوایں زخمیوں کے ٹانگے لگوا دیے۔ مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ اے زہر  
 آفتاب پرستان اگر تم ایک غوثی و مراد نہ آتے تو ہمارا کام تمام تھا۔ عرض اپنے لشکر میں سب درستی کر کے مالک  
 بن ملکوت شاہ کو لے کر قہر میں آیا۔ حکم دیا کہ ۵۰ شین اٹھواؤ۔ شہر کو پاک کر دو۔ جب لاشیں اٹھ چکیں اور ہر ایک دھات  
 ہو جو کا تو خزانہ شہر ختم کا۔ لندھو اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ  
 کر دیا۔ جب حکم اسی وقت سے ہوا۔ ہر ایک تیار ہی شروع ہوئی اور ادھر عارث بن سود بنے۔ خیمے میں اگر قتل ہو چکا  
 ہو۔ لندھو سے کہہ کر اسے ہندو بھی تو ایرج نے شہر اول ہی اول فتح کیا۔ اور اس پر کس طرح قتل عام کیا۔ ہر ایک  
 ملے ہوئے ہر کس قدر بھی کا اظہار کیا۔ میں نے تو اسی وقت ہوا تھا کہ اس سے بڑا جادو گر نہ رہا۔ وہ جسے غاموشی  
 اختیار کی۔ گرا ب میں تو بالکل کسکی دوشی سے نہ موڑ لو۔ کچا اور مرکز اسکی جیت نہ کر دیا۔ پختہ ہوئی اور اسے مرتکا نا لائی  
 ہوئی۔ اس قدر سے میں کیا کہنے ہو بہت ٹکنی کو دے۔ پائین لندھو نے کہا کہ اے شہر بارہیے۔ آپ ہیں بھی کسی مزاج میں  
 آپ کے حرارت کی زیادتی ہو رہی ہے۔ خیال میں آپ کا یہ ارادہ محض بجا ہوا۔ نہ وہ آپ اپنے فعل کے نتائج میں نہیں  
 صاحبقران نہ آئیں۔ برگز ایرج سے نہ بگاڑو۔ کچا۔ شکر عارث بن سود نے کہا کہ اسد پر کتنا ہو تم ضرور ایرج پر عاشق  
 ہو۔ جو تم میں اس سے کیا کام تم اسکی گنجائشی میں سمجھو۔ یہ ہونے لاس بھی کی جیت ترک کی اور پختہ راستہ بھی  
 چھوڑا۔ اب ہم اس آفتاب پرست سے ہنسنا چاہتے ہیں۔ یا تو اس کو قتل کر دیتے یا اپنی جان دیتے۔ و سکر لندھو نے کہا کہ اے شہر بارہ  
 یہ آپ کے قتل میں کسی سہائی ہو۔ طہر بارہ دیکھیے۔ یہ بات ابھی نہیں ہو اگر سب کو کنا نہ مانے گا۔ قیامت پچھنائے گا۔ مسرت میں  
 دولت اٹھائے گا۔ اے لندھو کہہ دیجئے گا۔ عارث نے کہا کہ خبر ہو کچھ ہونا ہو سو ہو۔ سے مسلمانوں کا قتل نہیں دیکھا جانا۔ کچھ  
 سر سے مزاج انکار کر سخت برسر کھدیا اور بارگاہ سے ٹکڑا لندھو سے ہر چند کتا رہا کہ اے شہر بارہ دیکھیے۔ آپ کیا  
 کرتے ہیں دیکھیے۔ آپ اچھا نہیں کرتے۔ گر وہ کب سننا ہی اپنے بارہ ہزار رشتہ کے چٹا ہوا اور لندھو جا کر خیمہ پر پا گیا  
 لندھو نے دان بھی آکر بہت کچھ فحاش کی اور بھابھا کلائی شہر بارہ چلے چلے گئے۔ کو جانے دیکھیے انجام کار اسکا چٹا  
 نہیں ہو کر عارث نے ایک ڈالی اور کہا کہ اے ہندی تو اپنے معشوق کی طرف ساری کیا ہی چاہے۔ بلکہ اس باجی سے  
 کمال نفرت ہو گئی ہو اس مردود کی بیجائی تو دیکھیے کہ ہمارے سامنے سب کو ستا کر ملک گیتی افسردہ  
 کا عشق ظاہر کرنا ہوتے ہو۔ کئے گئے جاتے ہیں۔ گر ہمارے سامنے جاسٹینگے۔ آپ اسکو قتل ہی کر نیلے یا اسکی  
 ہاتھ سے مارے جائیں گے۔ آپ تغیر نہیں لے سکتے۔ بلکہ یہی ہے وہ دن تو چون توں کٹ گیا۔ جب رات ہوئی تو عارث  
 بارہ ہزار سو اسے لشکر ایرج پر بخون کر کے مارنا پھینکا۔ و قتل شد۔ دیر سے جلاتا ہوا لکل گیا۔ جہاں تمام لشکر میں باہم



آلودار چلائی باہر ایک دوسرے کو حریف سمجھ کر مارا کیا جب صبح ہوئی تو اسوقت ایک نے دوسرے کو پھانسا اور لڑائی  
 سو قوت ہوئی جب ایرج بیدار ہوا اور اُس نے یہ سب کچھ دیکھا تو کہا کہ میں اس دلواسے کے ہاتھ سے سخت عاجز آیا  
 ہوں ہر کہ دون نے عرض کیا کہ خداوندیوانہ کیسی تو ایک بڑا کیا نہ تھا ایرج نے پوچھا کہ وہ کون برکادق نے  
 عرض کیا کہ خداوندیانت بادشاہ لشکر لشکر حور حارث بن سعد لشکر حور سے آزر دہ ہو کر بارگاہ لندہ سے چلا آیا  
 اور سات کو آپ کے لشکر پر بخون کر کے صاف نکلا اچھا چلا گیا ایرج نہایت جبران ہوا لاشے مفلون کے اٹھ کر  
 بارگاہ میں آیا اہل دربار جمع ہونے لگے جب لشکر حور آئے تو ایرج نے کہا کہ اے دارا سے ہند یہ کیا سرکہ گذر کر حارث  
 بن سعد نے میرے لشکر پر بخون مارا کیا تھے میری حیثیت فکری کر ڈالی لندہ حور نے کہا کہ ایرج یہ ادا د صا حقران  
 ہیں جب مجھ جاتے ہیں تو پھر کسی کا کناٹے خیال میں نہیں آتا ہر چند میں نے بھائی نہ ملا میرے پاس سے چلے گئے میں تو  
 تھے اوسکان بخاری حیثیت فکری نہ کہ مجھ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ نہیں نے اسے کچھ سخت کلامی کی ہوگی ایرج نے کہا  
 کہ وہ مجھ کو میرا کیا کرے گا کہ بے گناہت میں بنی آہر دھو دینگے اور کچھ اچھ نہ آئیگا بدو ابن تو افکا یہ ہو کہ سرکہ ہو کر سامنا  
 نہ کیا تو اقل کی طرح لوٹ کر چلے گئے پھر بھائیگا اور دیکھ کر اپنی جانب سے شہر آستہ میں حاکم مقرر کر کے  
 کچھ کی بخاری کی اور حارث بن سعد نے بخون مار کے ملک رذائل کا راستہ لیا بعد چند روز کے کچھ ان ہو گئے  
 تو زمان کے بنوں بادشاہ شہر ادر صرغ پوش شہنشاہ مر صرغ پوش استقبال کر کے بغرت تمام  
 تو قیر اکلام فقہ بن گئے اسباب حبش کا مہیا کیا اور منفر حال ہوئے حارث نے کل سرگرمشت اپنی بیان کی اور  
 سال شہر فرنگو شہنشاہ اور شہر ادر صرغ کا بیان کر کے کہ اچھا ہے اسے اس باجی کی بیدادگری دیکھی تھی میں تو مجبور ہو کر  
 چلا آیا مگر لندہ حور نے اسے آفتاب پرست کا ساتھ نہ چھوڑا بہت کونہ لڑا اور اسی کے ہمراہ وہ اب میں خواہ قتل ہوں  
 خواہ غیاب ہوں اُس سے ضرور ملاؤ گا اور دیکھا تو صلہ نکالو گا ایسی زندگی سے تو تیرے بہتر ہو نہ نکال سب نے عرض  
 کیا کہ ہمارے پاس تو لندہ حور کا لوشہ ابن ہمنون پہنچ چکا تھا کہ تیرے کئے سے اگر میت ایرج کی اعتبار کر دو  
 اور خراج اسے دہم سب مستعد ہو گئے تھے کہ جب لشکر ایرج کا بیان آجگا تو ہم ہا کر کے شریک ہونگے مگر اس  
 غریب راہ تو ہم اس عالم کے پاس ہرگز نہ جانیگے کاخرے مسلمان ہو کر مسلمان ہو کر نہ کھلو ایسے بہر حال اپنی  
 شرکت کرینگے پھر حارث نے کہا کہ مر جہا صرغ الفرض حارث نے وہاں اسفاس کی اور اپنے آغا و ہجاء  
 کو سوچنے لگا ایک رخصت خیال کرتے کرتے یہ بات نہیں میں مذاق کہ اے حارث بن سعد تیرے پاس تو ج نہ لشکر نہ مال  
 نہ زر تو کیونکر ایرج سے مقابلہ کرے گا افسوس صد ہند افسوس تو وہاں سے اگر بھی ذلیل ہو اسی سوچ میں ضرور و متفکر  
 بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ابرسیاہ آسمان پر بھاگیا عسکری عسکری ہو اپنے گی مل مزد و شکار کی طرف متوجہ ہوا حارث  
 نے شہر ادر صرغ پوش سے کہا کہ اے شہر ادر بیان شکار بھی لینگا اُسے کہا کہ بہ کثرت آپ شوق سے قشریف بھائیے جلتوں  
 صید گئے ہمراہ سے کر شکار کھیلے یہ لشکر حارث نے شکار کی بنا ہی کی جانور ان صید گیر ہمراہ سے کر جانب صحرار واد  
 ہوا صید و شکار میں مصروف ہو ایک جاگہ بہت سے ہرن اکٹھا چر رہے تھے سم مرکب کی آواز سے متفرق ہو کر جاگنے  
 لگے ایک ہرن کو حارث نے سب ہرنوں میں بڑا اور جالاک پا کے اسکے پیچھے گھوڑا ڈال دیا اور قصد کیا کہ اے حارث  
 اگر اس ہرن کو تم پا گئے تو ایرج پر پنجاب ہو گئے ایک ہر ہر کال اس ہرن کا تعاقب کیا تا اُنکا وہ ہرن ایک  
 درہ کو دین جا کر غائب ہو گیا اور حارث نے اُس کو نہ جانا شروع کیا ہر چند ناخوش کی مگر کہیں جانا نہ جاسکے جانے  
 ایک مقام باغزا میں پھر پھر دیکھا کہ کچھ لوگ کھڑے ہیں اور پھر سینے ہوئے ہیں اور کھانسی گوشت کے کباب

میں رہے ہیں حیران ہو کر قریب ان لوگوں کے آباد کیا کہ اسد بن کرب غازی اپنے رفقا سمیت بیٹھا ہوا ہے  
 اسد کی نگاہ عارث بن حدید پر پڑی دیکھنے ہی اکثر کھڑا ہوا اور کہا کہ آجے تعریف دے ہے عارث صاحب سلامت  
 کر کے کھڑے سے کود پڑا اسد قہقہوں کو جھکا عارث لبٹ گیا دونوں اگر فزٹ پر بیٹھے اسد نے جام شراب کا  
 تواضع کیا کہا اب سلسلے رکھ دے عارث نے شراب پی کر کہا اب بحال کیے داغ میں نشہ آیا اسد نے پوچھا کہ  
 شہر بار اس وقت آپ بیان کیا ان عارث نے نام حال بیان کر کے کہا کہ اور اسد اب ہر دست سے تعلق لا قصد  
 کرنا نکل بے سرد سامان ہو گیا ہوں گردش خلی سے کہا جزا آیا ہوں کوئی سرد سامان دست نہیں ہے اسد نے کہا کھینچ  
 سرد سامان درست ہونا تو کچھ مشکل نہیں ہے آپ بیوقوف ارشاد فرمائیے گا میں سب چیزیں کر دوں گا کہ ایرج سے یہ کہنا  
 ہونا سخت دشواری کا امرو عارث نے کہا کہ اور اسد ہر جہاں داپا داپا ماموسہ پھٹا اسد نے کہا کہ اور شہر بار اگر  
 یہی ارادہ ہو تو قسم اللہ اب حاضر جمع رکھے روپیہ میں ملا دوں گا فوج دہا بھی میں دیکھ کر دوں گا جاسے آپ صبح صبح  
 میں تعریف فرما ہو جیسے میں روپیہ کی تدبیر میں جاتا ہوں غرض ہر دن رہے تک تو دہن بیٹھے ہے بعد اسکے عارث  
 نے مرصع حصار کا ماسہ لیا اور اسد نے ظہر ختم کا قصد کیا اور ضرغام سے کہ کہ تم جاؤ بیوقوف و آفتاب پرست لکھن  
 موجود و نحو تو اسی وقت ہمسے خبر کر و ضرغام نے تو بخت مسقیم لشکر ایرج کلچ لیا اور اسد نے قریب لشکر ایرج کے پہونچ کر ایک  
 پہاڑ کے دامن میں پناہ لی اب سنئے کہ حیدر ضرغام لشکر ایرج میں پہونچ گیا تو صورت تابی تبدیل کر کے موقع محل اور  
 دیکھنے لگا نقاسے کار اتفاقات روزگار ایرج کو ایک دن بیٹھے بیٹھے شکار کی سوچی سواری ہو کر جانب بحر ارم  
 ہوا طراسپ کو حفاظت لشکر کے لیے چھوڑ گیا ضرغام نے بدلت در موقع قیمت جان کر اسد کو مطلع کیا اسد  
 نے ایسا ہی سے کہا کہ اور ایراجیم تم ایک دو ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کر لشکر ایرج پر رخنہ خون کرو اور خوب قتل و قلع  
 و در خوب کوٹ مار کر وجہ قتل طراسپ تھا ماسا سنارے کو اس وقت تم اس کے سامنے سے بھاگ جانا جب تم  
 بھاگو گے تو وہ ضروری تھا راقائب کو بچا بیس تم سے لگا کر لشکر سے باہر لے آنا بیکرا ایراجیم اسی وقت رداد ہوا اور  
 آتے ہی اسد کا نام لے کر لشکر ایرج پر گرا دو ہزار تلوار برار سے بچنے لگی ایک ہنگامہ عظیم رہا کہ اسد آج رخنہ  
 کر و جب طراسپ کو خبر ہوئی تو اسے کہہ کر آج تو یہ دیوانہ رخنہ خون کر لے اب میں اسے کیا چھوڑتا ہوں اور کر گدن  
 سیاہ رنگ پر سوار ہو کر حکارتا ہوا چلا آوا دیوانے تھے میری خبر نہ تھی کہ ایرج نہیں دیکھا ہوں میں تو ہوں دیکھ کر قہقہا  
 حال کرتا ہوں جب طراسپ حکارتا ہوا ایراجیم کے قریب پہونچا تو ایراجیم نے بوق بجا دی کہ او قزاقان بد مرد و بد  
 بوق بجا کر طراسپ کے سامنے سے بھاگ کر طراسپ بھی اس کے قاتل ہیں یہ پکارنا ہوا جلا کر او دیوانے جہان کجا  
 میں بھی دین موجود ہوگا پشکار ایراجیم نے بھی آواز دی کہ بھگے بھی اپنے دین و مذہب کی قسم یہ کہ تو میرے قاتل ہیں جلا  
 کر کھون تو لو کہان تک میرا قاتل کہہ کر ایراجیم نے گیند سے کہہ کر بیکرا ایراجیم نے گیند سے کہہ کر بیکرا ایراجیم نے گیند سے کہہ کر  
 ضرغام نے جا کر اسد سے عرض کیا کہ اور شہر بار اب لشکر ایرج کا خالی ہو طراسپ کو ایراجیم لشکر سے باہر نکال لایا اسد  
 شہر چٹا ہی ہوا تھا بس یہ سنئے ہی چھو دوں گا اور لشکر ایرج بجا کر ایس اسکا گناہ تھا کہ ایک غنڈہ برپا ہو گیا اس شہر کے  
 قاتل میں تو طراسپ گیا کہ یہ دوسرا خطی کہان سے پیدا ہوا اب یہ حالت ہے کہ کسی کا قدم نہیں نکلتا جو یہ وہ جاکا  
 جاتا ہے ایک تو بھڑا جاتا ہے سوچیں قاتل کے سب نمڑوٹے ہوتے بھاگے پلے جاتے ہیں کوئی اسد کے نمڑے نہیں بھرتا  
 چوبیس ہزار تلوار برار سے بھڑی ہر ایک شور شور رہا ہو کہ اسے بھاگو اسد پہونچا اسے خوف کمالک فات  
 میں چپکے قبلی شاد با نکاسے ہیں پریشہ ہوا قاتل قریب تو میں مجب رہا اور اس پر یہ حالت ہے کہ تھکر کا تپ



ہوتے ہیں اور ہر شخص یہ خیال کرتا ہے کہ دیکھئے جان بختی جو باہنیں گراسد کو تو خاص خزانہ لینے سے غرض تھی وہ پتال  
گھوڑا اٹھائے ہوئے خزانہ پر جا دھکا دوا یک صندوق پاتا خزانہ و جہاں گھوڑے پر ہا دلیا اور ایک اٹھارہ میں لٹا لیا  
اور دیکھئے صفات کھلا ہوا جلا گیا دریاں ایرج ٹکڑ کر کے ٹکڑے میں بیٹھا ہر کتاب تمام مورخہ میں کیا بکھا تا جانا و زیاد  
کہ کچھ ساہی گردل گرفتہ ہوئے تھا سے کہ ریلو کا وقت کچھ میل مل گھرا جاتا ہے معلوم نہیں کیا سبب ہو کہ مرض کر رہے ہیں  
کہ ہر دھندہ ابھی آپ شکار کھیل کے آئے ہیں زحمت شکار سے طبیعت پریشان ہوئی کھڑکی دیکھ کے مزاج درست ہو گیا  
ابھی یہ باتیں ہر دھندہ میں کہ شاید راستے سے نمایاں ہوا اور اگر عرض کیا کہ خداوند قسمت اسد نام لشکر کو مارے دلتا ہر طرف  
رہا تو ایک غفلت و غمازہ عظیم برپا ہوا میرج نے کہا کہ اگر اس کو اسد نے بیماری چھپی ہو تو اس کا دیا  
بعد اُس کے خود لشکر پر آگرا و لشکر ایرج بہت پریشان ہوا فیض اسکی فتح ہو گیا مرکب ہوسار ہوئے جانب لشکر فرام ہوا جب  
لشکر میں ہر پختا معلوم ہوا کہ دیوانہ بھی ابھی خودادہ لشکر لگیا ہو اگر آپ غلطی دیا و فیصل آئے تو وہ غلطی مل جاتا  
ایرج و ستھ ہی بہت آئندہ ہوا مالک بن ملکوت شاہ کی خبر تک نہ پوچھی اسد کے قاتل جن مردانہ ہوا  
گراسد اور ہر ای آسکے گرجن باری سے جل نہ سکے تھے اور مہر کے گھبرا کر جانب پشت دیکھتے ہائے تھے کہ کوئی  
آتا تو نہیں بلکہ یکایک فرغام لے آ کر خبر دی کہ کافر ایرج آہو کھلا اسد نے دیکھا کہ خزانہ کے بوند سے مرکب جل نہیں سکتا اس  
خود بھی اسکی وجہ سے ملتا ہوتا ہوا دھندہ کو تو پھینک دیا اپنی جان بچا کر بھاگ ہو جو لیا جانیگا اسی وقت دھندہ  
تو پھینک دیئے اور آب سبک ہو کر بھاگے ایرج جو دوڑتا ہوا دہان ہو گیا تو دیکھا کہ دھندہ جیسے ہوئے ہیں ہر جہاں  
سے کہا کہ تم تو صندوق لیکر چلو میں اس دیوانہ کے قاتل ہیں انتر صبا تو صندوق لے کر چلا اور ایرج اسد  
کے پیچھے ہوا آگے آگے اسد پیچھے پیچھے ایرج بھاگ بھاگ کھٹ گھوڑے اٹھائے چلے آئے ہیں ایک مقام پر آئے  
آئے جلاسا بنگلہ کا کہ ہزار درخت گھیرے تھے ہوئے تھے اسد نے مرزنگ بن مرزبان سے کہا کہ میں تو دہنی طرف درختوں  
کی آڑ میں چھپا رہتا ہوں اور تم شاخیں و درختوں کی کاٹ کر کندھوں میں بازو بازو کر بیٹھے ہوئے جو عجب ایرج مختار  
پیچھے چلا جاتا تو میں جا کر پھر کن صندوق کو لیدو گا مرزنگ بن مرزبان نے کہا کہ بہت اچھا انفسہ اسد تو جاکر  
درختوں کی آڑ میں چھپ رہا اور مرزنگ بن مرزبان درختوں کی شاخیں کاٹ کر کندھوں میں بازو بازو کر بیٹھا ہوا  
ہو جو بیرون خاک اڑنے لگی ایرج تو اُس کے قاتل میں چلا اور صندوق کی آڑ میں سے نکل کر صندوق کے  
مختص میں چلا انتر صبا وہ صندوق چلے ہوئے غور ہی وہ رہ گیا تھا کہ اسد نے غور کیا کہ اونا بکا ر صندوق  
کہاں چلے جاتا ہے پھر تو جاتا آیا تھا اور یہ لکڑیوں میں کھینچا اپنے خزانہ سمیت انتر صبا پر گلا انتر صبا سے  
صندوق کو تو پیچھے کر لیا اور آب آگے ہوا اسد کے ہرانیوں سے توار چلنے لگی میں غری جگہ میں اسد سے اور  
انتر صبا سے متعلق ہو گیا انتر صبا نے اسد سے پوچھا کہ او دیو سے تو ایرج سے کیونکر نہی آیا اسد نے کہا کہ  
تو کیا کہتا ہو میں نے ایسے ایسے لوٹے بہت سے جہاد کیے ہیں اور ایسے گراہوں کو بہت راہیں بتائی ہیں پھر انتر صبا  
کو غصہ آگیا بکا سا کہ او دیو اے کیا خبری تھا دوسرے جہاد میں یہ لکڑی اسد پر توار دی اسد نے رانا سکا رو کر کہہ دیا  
تار کیا کہ انتر صبا زخمی ہو بیس ہو گیا تھا اسد برس بڑا اسد نے توار مل کے بولا دیا انتر صبا مانعہ سے اسد کے بھاگنا  
اسکے ساتھ دالے ہی تاب ستارہ کے تار ہی ہوئے صندوق چھوڑ کر بھاگے اسد خزانہ کے قاتل کو ہستان  
روانہ ہوا اور مرزنگ بن مرزبان خاک اڑانا ہوا آگے آگے اور ایرج پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا کہ ہر کار  
سنے اطلاع دی کہ او دیو آفتاب ہر شان آپس کے قاتل میں جاتے ہیں اسد تو اہستہ سے کر کے

چھکر گیا تھا جب آپ آگے نکل آئے تو اسے اندر جھانک کر خزانہ بھر چھین لیا آپ ناحق اس خاک کے چھپنے  
 جہان نے بن اسد امین نہیں ہوئے شکر ایرج نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ افسوس میں اس دیوانے کی کیا تہیہ  
 کروں اس کے استحقاق نہ تھا آج اس مقام پر آیا جہان سے اسد انتر صبا کو زخمی  
 کر کے خزانہ لے گیا تھا وہاں پہونچ کر کچھ نہ پایا پھر گھر گیا اور وہاں سے جٹ لڑائی بارگاہ میں آیا انتر صبا کے زخم  
 میں ہانکے گئے مستقر حال ہوا آگے تمام سرگزشت بیان لی ابھی ایرج سے اور انتر صبا سے باتیں ہو رہی تھیں  
 کہ اس دشمن لندھور بھی مارا ہوا مستقر حال کیا ایرج نے کہا کہ ایسا ہندو دیوانہ مجھے دیوانہ بنایا  
 ہو کوئی تہہ بہر نہیں بھاؤ لندھور نے کہا کہ ایسا ایرج اس مقدمے میں بن خود جہان ہون کا سکی کیا تہہ کر دے کر اسے  
 جہاں مجھے رسو کیا ہو میرا ہی دل خوب جانتا ہو ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہر کار میں نے آکر پہونچ گئے ان کا اسد فلان  
 ہواڑ میں چھپا ہوا چٹھا ہوا ایرج یہ شکر اسی وقت سوار ہو کر مع لشکر اس طرف کو روانہ ہوا بیان اسد دانہ کو وہاں  
 ہمارا دم مٹا ہوا تھا کہ یکایک اکب تن کر دو جہاں کا پیدا ہوا اسد گھر آکر دیکھنے لگا کہ یہ گرو کسی ہو ایک لمبے کے بعد دیکھا  
 کہ ایرج مع لوٹ چلا آتا ہوا دھرتی اسد نے ایرج کو دیکھا اور دھرتی ایرج نے اسد کو دیکھا یا ایرج نے  
 وہاں سے فوری کیا کا دیا اسے خبردار ہو جائیں آپو پنا اسد نے بھی پشکر دہن سے آواز دی کہ ادب ہار نیچے آتا ہو تو کیا  
 بنا گیا ہے لکھنا چنے لوگوں سے کہا کہ یار وہ آفتاب بدست آپو پنا جلد بھاگنے کی تیاری کر دو اور طلسم سے کہا کہ ایسا  
 تم تو خزانے کے ایک جانب کو چلے جاؤ درمیان اور لوگوں کو بس کر ایک جانب چلا جوں اگر وہ ہزار کچھ قہر پڑ جائے تو  
 سب سے مال خزانہ چھوڑ کر بھاگ جانا میں سمجھ لو چھ عاتقہ نے عرض کیا کہ ایسا ہی ہو گا اور خزانہ سے کہ ایک جانب کو چلے جاؤ  
 اور اسد ایک طرف کو چلے آئے ایرج نے خزانہ سے تو کوئی سرکار نہ تھا اور اسد کا تعاقب کیا اسد نے جو دیکھا  
 کہ ایرج تیرے پیچھے چلا آتا ہے تو اپنے دل میں کہا کہ اس باجی کو بھلا دیا ہاں ہے ابلاہیم سے کہا کہ تم کل خزانہ  
 کے اس غول کر کے اس طرف بھاگ چلو ایرج کا خیال ایک ہی غول کا تعاقب کر گیا دھون غول کا تو انفاق  
 کرنے سے کہ ایک ہی غول پر جو کہ آفت آتا ہوگی وہ آجائے گی اور سب تو محفوظ رہیں گے پشورہ کر کے اس طرح قتل کی لیکن  
 اتفاق کار میں غول میں اسد تھا ایرج نے اسی غول کا تعاقب کیا اور لٹکا رہا ہوا چلا کہ او دیوانے آج تو میں تجھے  
 زندہ نہ چھوڑ دوں گا تو جائیگا کہاں جہاں جائیگا وہیں پہونچو گا یہ شکر اسد نے جواب دیا کہ ادب ہار نیچے تجھے قسم ہے اپنے  
 ذہن و ذہب کی جو میرا تعاقب نہ کرے دیکھو تو کہاں تک تیرے پیچھے آتا ہو اسد یہ کہتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اسد نے  
 سے بیک جو سے آپ دکھائی دی کہ کوئی دس گز کی جوڑی تھی اور طول کا کوئی حساب نہ تھا اسد نے بے محنت مرکب کو  
 بالی میں ٹال دیا لیکن دفعہ جو گری سے پانی کی سردی گھوڑے کو محسوس ہوئی تو وہ بالکل اڑ گیا اسد گھوڑے  
 سے کود کر پھاڑا ہو کے بھاگا ایرج نے کہا کہ او دیوانے اب تو کہاں جائیگا لیکن نے تجھے اسد نے جواب دیا کہ اد  
 باجی کیا حال نیری جو مجھے پاس ہے ایرج نے فتناک ہو کر گھوڑے کو گولا کیا اور ایک طرف لڑنے لگا اس کے قریب  
 پہونچ گیا اسد نے جلدی سے ایک بڑا بھاری پتھر اٹھ کر گھوڑے کے منہ پر مارا کہ اس کا منہ بھر گیا ایرج نے پھر باک  
 سوڑ کر اسد کی جانب دوڑا یا صاحب بھلا اسد کے قریب پہونچا اسد نے پھر ایک پتھر مار کے اپنی مادی اب ہر چہ  
 ایرج کو ڈراما رہا ہوا پھر گھوڑا اسد کی طرف رخ نہیں کرتا چار ایرج بھی گھوڑے سے کود پڑا اور  
 پھاڑا ہو کر دوڑا لیکن اسد ایک بلا سے بے درمان آفت جہان دہا نیان دہا ہلا بھر ہر اس آئی ایرج اسے  
 کب پاس لٹکا ہو اسد چلا دے کی طرح کو دہا بھانڈا ہوا چلا جاتا تھا ایرج ہر چند کہ شش کرنا ہی کر اسد کے



میرا بنیں چونکہ بیان ہو کہ اسد بھاگتے بھاگتے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج بھی جب قریب کہ پہنچا تو دامن گرفت  
 کر پہاڑ پر چلا اور ٹھکانا کر اور لو اسے اب لو کہان بھاگتا اسد نے کہا کہ تو کیا بکشتی اگر تقاضا میری نہیں ہو تو کیا چال تیری کہ  
 ایک روٹن بھی میرا میل کر کے اب آگے آگے اسد جو گامین ہو رہا تھا اور پیچھے پیچھے ایرج جس کمزن اسد جاتا تو  
 ایرج بھی اس کھوہ میں چلا جاتا کہ اسد ایرج سے بھرپور کرکھانا ہاؤ ناٹیکہ کوئی نصفت مانہ کہ اسد نے ملکی علی  
 کہ ایک غار دکھائی دیا اسد گھر کر آس غار میں آکر گیا اور ایک بڑا سا پتھر چلا ہوا تھا اسکی آڑ میں چھپ کر کھڑا ہو رہا ایرج  
 گھر آیا جو اپنے زور میں آگے بڑھا چلا گیا جب ایرج کوئی سو قدم آگے پہنچا تو اسد اس غار میں سے نکل کر پکا کہ اسد  
 بڑا ہونیکے بن تو بیان ہون لو کہان جو اس بھاگتا ہوا چلا جاتا ہوا اسد میں تیوے مرکب پر سارے ہو کر تباہ ہون تو میں چلا ہوا  
 جھک مار کر ایرج مضطرب ہو کر چلا یا کہ اسد تو بھیسے قسم سے سے میں تجھے کچھ نہ کہو تجھ کو میرا مرکب نہ سے اسد نے کہا کہ  
 او نہ زینے چیر بھی تو اور مجھے قریب دس میں ایسے نوڑے بست جو ایا کرنا ہون یہ لکھ جاؤ سے اکر کر عیسیٰ تمام دامن چکا  
 ایرج کا جان مرکب کھڑا ہوا تھا اور اس مرکب پر سوار ہو کر ایک طرف تہ اس میں نظر دل سے نا پدید ہو گیا اب ایرج میراں و  
 پریشان ہو کر رہ رہی کرنے کا شاد و بھلان پانوں میں چھپے جاتے ہیں خون پانوں سے بہتا جاتا ہی ہر مقام پر شک شک کے  
 پیچ جاتا ہی جب کوئی کا شاد و سے بھر جاتا ہی تو غیر اظہم کو پکا رہنے لگے ہر کوئی چار کر وہی کے بعد وہ اس کے پونگے اور  
 کھڑے سے پر سوار ہو کر پیچے شاپور نے کہا کہ او شہر یار یہ دیوانہ جس سے بے دردن آفت جہان ہے آپ نے ناحق اس کا لقب  
 کیا کبھی آپ کے اتھ نہ لگیا آپ ہرگز اس کا لقب نہ کیا کیسے پریشانی کے سوا کچھ بات نہ آئے گا جب نقاب ہیکے گا  
 یونہی ہن تہا و پریشان ہو جیسے گا یہ شکر ایرج نے کہا کہ او شاپور اب طاقت سے کہنا فائدہ ہی زخم پر نہ کہ نہ جھڑک  
 شاپور نے کہا کہ خداوند نعمت بہ تو کوئی بڑا سننے کی بات نہیں ہو کیا میں نے کچھ غلط عرض کیا ہو ایرج نے کہا غیر زیادہ  
 باتیں نہ بنا جو ہونا تھا وہ ہو چکا جلدی جا کر خبر لا کہ وہ دیوانہ کہان ہی شکر شاپور نے خبر کے بے روانہ ہوا اب اسکو تو سرگرم  
 تلاش اسد چھوڑیے اور حال اسد کا ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جو وہیں سے آیا تو نرزانہ حارث بن سعد کی خدمت میں پہنچا  
 حارث وہ نرزانہ کے کرشمہ مرصع حصار میں روانہ ہوا دان ہو چکر مران جی ذمہ کے نوح ہوا کرنا خرد ع کی ناٹیکہ  
 چند دن میں ساتھ ہزار سوار اپنے ہراد لکر نقاب بن بنی ہو کر آگے روانہ ہوا اور ستر سو چھوٹا اور ادھر سے ایرج نے  
 جانب غمر مرصع حصار دیکھ کر فریب ہوئی تو نقابدار بنی لوٹیں شہراہ ہوا لشکر نے ایرج کو غریبی کا ایک نقابدار  
 بنی لوٹیں شہراہ ہوا ایرج نے کہا کہ غیر پٹے اس سے ہم تو نکلا تو آگے جاؤ لگا یہ لکھ اسی جگہ مجھے بریا کر دینے  
 دیون لشکر دن میں قبل جنگ بیارات بھرتیاری یہی صبح کو صف آرائی ہوئی نقابدار بنی لوٹیں مرکب کو چہا کہ میدان  
 میں آیا خوب نرزانہ کے ہاتھ لکھائے خوب تماشے فنون سپاہیوں کے اور گدربان دکھائیں جب خوب عرق ہو گیا تو  
 مہاراجہ کی طرف اسپ نے جا کر مخاطب کو جائے ایرج اسے مانع ہوا اور خود میدان میں آیا جب برابر نقابدار کے آیا  
 تو پہلے لگا دھڑن ہوا دونوں کے مرکب برابر سے ہٹے بعد اس کے تو سنون کو بھر بھر کر متابل یکدیگر ہوئے ایرج نے بوجھ لگا اور نقابدار  
 تو کیون میرا شہراہ ہوا ہر بھٹے خیال نہیں آتا کہ میں وہ شخص ہوں کہ تاب حمزہ صاحبقران لندھو بن سعدان سے  
 میری بہت اختیار کی ہو حمزہ میری تلوار کے خون سے ظلمات کو بھاگ گیا بہتر یہ کہ تو بھی جیت میری اختیار کر ورنہ  
 بھٹتا لگا نقابدار کا کا دبا جی نہ زانے کے کیا بکنا ہو حمزہ صاحبقران اس وقت نقابدار کے نقاب میں گئے تھے کہ جب ہوا  
 نام و نشان بھی نہ تھا سارہ شکر اٹھا لگتی تھی اور لندھو کا کبا ذکر ہو وہ تو بھر باشت ہو گیا صاحبقران لندھو کو  
 حنا کت ملاک کے واسطے بھڑکے تھے اسنے بھر فرقت ہو کر بارگاہ سلطانی چھوڑا اسان پر لٹایا اور توفیق عالم کیست

اگر اندھی نرگون کا خون ناحق کیا خیموں کو بیکار تھا کیا خون ان بکاپنی گردن پر لیا اب بن سنجے کب جھوٹا ہوتا  
دیکھ تو میری کیا حالت کرتا بن ایرج نے یہ شکر کیا کہ بہت درست ہو بھار شاد ہوتا ہو آپ ایسے ہی ہیں ابھیلاؤ یہ  
اپنا حیر اور دل میں اپنے خیال کرتا ہی کہ اس دلازست تو کچھ کان آشنائیں یہ کسی سدا جی خبر معلوم ہی ہو جائیگا انقسم  
نقابدار نے ایرج پر نیزہ مارا ایرج نے تیرسے کو نیزے پر روکا چنگ۔ بان آگ کی سناٹوں سے کل کسٹیں مٹی نیزہ باریک  
ہونے لگی کول تین سوٹھن کی رد و بدل کے بعد ایرج نے نیزہ نقابدار کے ہوائی کیا نقابدار نے خشناک ہو کر عمود  
گر ان شک ایرج پر۔ ایرج نے گز کو گز پر روکا مگر صدر گز سے پیش ہو گیا شاہو نے ایرج کو ہوشیار کیا  
ایرج اپنا گز بیکر نقابدار پر دوڑا اور برابر آکے مار کیا نقابدار نے بھی گز کو روکا شہر سے آتش کے گزوں سے  
کل کے منظر اسنے کی دلاز پیدا ہوئی ہر سروا در ہر بن موسے پسنا جو ری ہوا مرکب نقابدار کا زمین میں جنس گیا  
اور کمر ٹوٹ کی نقابدار پر غش طاری ہوا غبار نقابدار کا دوڑا ہر چند چاہا آواز نہ آئی مٹی پرانی کا جھیشا وہ نقابدار  
کی آنکھ کھلتی جیڑست کہ کہ آفتاب پرست و آفتاب پرست بہت زبردست ہی مٹی پرانی مٹی مگر نہ اسنے بچا لیا مرکب کو آتش  
کیا تو طبع زمین کا لے کر چھوٹا تو بھی مگر بڑا نقابدار کو دکر علیحدہ ہوا مرکب ترطیب کر گیا نقابدار اس اور اسے سے  
طوار کھنچ کر دوڑا کہ مرکب کو ایرج کے پاؤں سے ایرج اسے دوڑنے پر مرکب سے کود پڑا اور اسے نقابدار  
بھیشا اور اسے سے ایرج خود اتھار دوڑوں سے۔ کھنچے کشتی ہونے لگی بعد دہشتانہ دوسرے ایرج نے شکر نقابدار  
کا قوط کے زمین پر دسے مارا اور شلیں باز دھوٹیں جیل یا زکشت کو بجا کر داخل خیمہ ہوا نقابدار کو اسیر نیش و زخم کر کے  
نہندان خانہ میں جیو یا اور پکھانا کھا کر سوتا جب صبح کو بیدار ہوا تو آٹھ گھنٹہ گاہ میں آیا اب دربار جمع ہونے لگا  
لند حور بھی ایک طرف آکر بیٹھا ایرج نے مل دیا کہ ملد جا کر نقابدار کو تید قادر سے لافانی وقت لگ جا کر نقابدار  
کو زندان خانہ سے اسے آئے نقابدار داخل گاہ ہو کر نظریں اہل اسلام سلام کیا لند حور نے جواب سلام دیا  
ایرج نے نقابدار کو بلا کر اپنے برابر دھکل پر جگہ دی اور ہستیا حال کیا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے تھے اور  
بیمہ سے کیوں لاسے یہ شکر نقابدار نے جواب دیا کہ فلک نے تیرے ہاتھوں گرفتار کر دیا میں اپنا مل کیا بیان  
گردن نقابدار کی آواز شکر ایرج نے کہا کہ کل بھی سمجھ اسکی آواز شکر ایک دھوا سا ہوا تھا اور آواز بھی شک  
ہوتا ہی کہ میں سننے آسکی آواز گین سنی ہوا سے تو کی اسکی نقاب تو شاد ورنے پر مٹی ہی ہو نقاب پر سے سے  
اٹھائی تو دیکھا کہ وارث بن سلطان۔ ایرج نے تجھ کو کہا کہ بائیں او حارث و حارثے تو نے یہ کیا غیب  
کیا کہ میری بیبت شکنی کر کے مجھے جب کی اور میری میسر کچھ نہ بنا سکا خبر ہو کچھ ہوا سو ہوا اب تو میری آواز کس بھی کر کے  
شہر ہی ہو کہ پہلے تو میری طرح لند حور سے پاس رہتا تھا اسی تیرے دین تجھ سے کچھ خبر نہ ہو کہ یہ شہر حارث نے  
کہا کہ ای ایرج لند حور کا تو ذکر کر۔ و تجھ پر غش و زلفیت ہو اور میں نے میری بیبت کی مٹی و خدائے کمال اسلام کو پہلے  
جب تو نے میرا کتنا نہ سنا تو میں نے بھی بیبت میری نوز و ڈالی اور اب تو اگر میری جاؤنگ تو بھی میری بیبت قبول نہ کرو گے  
خبر معلوم ہو گیا کہ فلک نہایت سقد پرور ہے۔ ایرج نے جی کو مجھ پر غالب کر دیا جو بچھے منظور ہو وہ میرے حق میں تو  
گر ایرج یہ کلام شکر نہایت برہم ہوا اور قتل حارث کے لیے جلا کو طلب کیا لند حور نے کہا کہ ای ایرج ہمارے  
ستارے جو وعدہ ہو اسکا ہی خیال ہی ایرج نے کہا کہ ان یاد ہو لند حور نے کہا کہ میں بھر جب وعدہ دتا ہے حق مند  
تک مقید رکھتا ہوں۔ اور ماست پر آگیا اور میری فہمائش کو قبول کر لیا تو تو فیروزہ بخشین اختیار ہی ایرج نے یہ شکر کیا کہ اچھا  
کیا۔ لند حور نے جلا کو اسے زندان خانہ میں لیا اور لند حور اور رفق سے لند حور اگر اسے کھاس



جہان تو سب نہ کرنا حارث نے یہ انگڑا کر کہا کہ اگر ایرج یہ باتیں بیکار ہیں تو مجھے قتل کر ڈال جن پر گزیری لگا  
 کر دنگا اور لندھو سے کہا کہ ادھندلی تو کیوں میرے قتل کا باغ ہوتا تو میں ہرگز ایرج سے بہت نہ کرانگا اور  
 قطع نظر سے بنگو ان باتوں سے کیا کام ہو ان مکتوں سے مجھے کوئی پہنچ گیا کہ لندھو راج اسلام کا طرفدار  
 ہو اور لندھو نے اسے اسلحہ سے کیا کام ہو لندھو نے تو ان باتوں کا کچھ جواب نہ دیا اور لندھو ایرج کے اسے  
 لندھو نے اپنے من سے کہے دن تو جون دن گزر گیا شب کو لندھو حور زمانہ خانہ میں آیا اور ساتھ باندھ کر عزت کیا  
 غمراہ یا آپ شوق سے مجھے جو چاہیے کہیے میں ہرگز برا نہ لادنگا لندھو نے اسے حور ان ایرج سے بہت نہ کیجیے میں آپ کے  
 اور اگر آگاہ ہوں مجھے آپ کا قتل ہونا ناگوار ہے یہ شکر حارث نے کہا کہ لندھو حور قول مردان جان در داب تو جو منہ سے  
 نکل گیا سو نکل گیا لندھو نے چار و چور ہو کر چار و چور سے ان پھر جا کر بھاگیا مگر وہی جواب پایا بھاتے بھاتے عاجز ہو گیا  
 اور خراب کر پٹے راہ سے لندھو ایرج نے لندھو سے کہا کہ اگر لندھو حور نہیں دوزخ کے لیے کو اب کیا کہتے ہو لندھو  
 نے کہا کہ اب ہمیں اختیار ہے میں اب دخل نہ دنگا یہ شکر ایرج نے حکم دیا کہ میدان خالی تیار کر دکل میں حارث کو قتل کر دنگا  
 در غراب نرنگی سے کہا کہ حارث کو جیل کے کنارے بھاگ کر قتل کرنا اسے کہا کہ بہت اچھا اب میدان خالی تو تیار  
 کر دینگے یہاں تو یہ باتیں جو رہی تھیں اور وہاں اسد نے ضرغام سے کہا کہ ضرغام لشکر ایرج میں جا کر حارث  
 کی خبر دے جو یہاں آیا تو قتل حارث کے مشورے دیکھے اٹھے بالکل چل کر اسد کے پاس آیا اور تمام قصہ بیان کیا  
 اسد نے تمام پتہ لگایا تو قتل حارث کے مشورے دیکھے اٹھے بالکل چل کر اسد کے پاس آیا اور تمام قصہ بیان کیا  
 جہان ہی وہی قتل حارث نے کہا کہ اسد جو جہان ہی میں کیا لندھو اور ہم بھی تھا اسے ساتھ میں لندھو نے پتہ  
 ہم ہی جان دینگے تین پہر رات تو یہی باتیں رہیں پہر رات رہے اسد نے رات بجاتی کہا کہ باران تیار شوید سب کے  
 سب تیار ہوئے اسد نے پھر دوسری بوق بجاتی لڑا و فراقان سوار شوید سب کے سب مسلح و کمل سوار ہو گئے عیسوی  
 بوق اسد نے پھر بجاتی کہ او باران ہر اہل بیاد سب کے سب اسد کے ساتھ ہوئے اور یہاں ایرج نے  
 دوزخ کے دیوار سے اسد کے حکم بالکل و غراب جا حارث کو قتل کر غراب اسی وقت حارث کو لندھو میدان خالی میں  
 آیا اور اسے کش کش کش قہبان کہو لیان نام اسباب درست پایا غراب نے حکم دیا کہ جلد سے قتل کرو جلد جلدی سے  
 ریگ کا چوڑا بنا کر قلعہ ڈال کر حارث کو قلعہ پر بٹھا دیا اور کہا کہ اب جو چھوٹی نا ہو کھائے جو پیٹا ہو پی سے جو  
 وصیت کرنا ہو کرے کہ اب وقت میرا خیر ہو حارث نے کہا کہ نہ کچھ نہ کچھ نہ چٹا ہو خوب سا غم کھا چکے خوب  
 اب شک مسرت ہی چکے مگر بہت یہ جو کہ حب صاحبقران ظلمات سے بھر کر زمین توانا کہ بنا کر حارث بن سدا  
 ایرج کے باغ سے قتل ہونا اسکا انتقام ضرور لیجیے گا یہ شکر غراب نے کہا کہ اسے جلا دیکھتا کیا ہی علیہ قتل کر  
 جلا دیکھو کہ وہ خط میں کہ تو موت کے سر پر چڑھو اور میرے حکم کا منتظر تھا اب جو حارث نے آکر اٹھا کر دیکھا تو تمام عالم  
 تشہ خون دشمن جان معلوم ہوتا ہوئی درست نہیں معلوم ہوتا خیال گذرا کہ اگر حارث افسوس لندھو سے ملے  
 ہو کر ذلیل بھی ہوا اور جان بھی گئی اب حیات نہیں معلوم ہوتی خیال کر کے رونے لگا اور بچار کہ اسے بکبان  
 دایہ اور غریبان سوا کے تیرے اس وقت میں کسکو پکاروں تو ہی بچانے والا ہی خداوند واسطہ اپنے بندگان  
 خاص کا اس ظالم کے ظلم سے محفوظ رکھ ہنوز دعا نہ تمام ہوئی تھی اور غراب قہر حکم نہ بنے پایا تھا کہ آواز بوق  
 کی بلند ہوئی اور ایک ٹھہرے کی آواز بلند ہوئی کہ بالید ای کا فرمان پر دقا داکا فرمان بھی سنم سنیم دز بجا ہنر ہنر  
 انہم پہر شجاعت در دریا سے قوت صفت ملن دمسد را سدا بن کرب دلا در لوگ آ نکین پکارا پکارا کے دیکھنے لگا

کہ یہ آواز کس طرف سے آرہی ہے ہنوز دیکھ رہے تھے کہ اسد نور کھینچ کر شل بلا سے ہرم ان آفتاب پرستوں پر  
 گرا جتنے تاشالی تھے وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے غراب زنگی بھی اوسے کور کے اومر اور محب رہا حارث  
 نے زنجیر کے جھکا دیا جہاں بھی جمو کر بھاگا حارث نے قید توڑ ڈالی ضرغام گھوڑا سواری کو لایا پرتو اور لا کر  
 موجود کی حارث بھی اس کے ساتھ ہو لیا ایک حشر برپا ہو گیا ایرج نے جوتوں کی آواز سنی دونوں ہاتھ زانو پر  
 رکھے کہا کہ اسے اس دیوانے نے دیوانہ کر دیا مصرع غم را کہ نشان داد بد را کہ خیر کرد، طر اسب نے کہ کہ قہر یار کج  
 تو یہ دن کو آیا تو میں جا کر سے، بنا ہون یا زندہ داتا ہوں ایرج نے کہا کہ اچھا جاؤ میں مانع نہیں ہوں مگر یہ خوب جانتا ہوں  
 کہ وہ تمہارے ہاتھ لگتا نہیں خیرم جوتوں میں بھی آتا ہوں یہ سکر طر اسب اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور پہنچتے  
 ہی لغو کیا کا دیوانے کھڑا رہا آج بونجا ہر روز جوتوں مار کے لڑتے آج دن دہا کے آفت جوتے آیا ہوا اسد  
 بکار کہ ادھر ادھر بھلا تو آتو سی دیکھو تیرا کیا حال بناتا ہوں یہ سکر طر اسب نے برابر بونچو کھڑا ہونے کے لیے ہاتھ  
 بلند کیا اسد نے لپک کر ایک تلوار اسکے گیند سے کی گردن پر ماری کہ سر اسکا قلم ہو گیا اور وہ گلا کا گڑنا تھا کہ طر اسب  
 بھی دھڑ سے زمین پر پڑا اسد نے لپک کر ایک تلوار ماری کہ طر اسب کے سر پر پڑی اور ایک تلوار اسید  
 کی کہ گیند سے کا پیٹ چاک ہو گیا پھر ایک تلوار کر پیلگالی پھر ایک تلوار شانے پر ماری غرض ہا دس تلواروں کے  
 لوہا اس اٹھائیں ایرج بھی بونچ گیا اور لغو کیا کہ باش اور دیوانے نے ناچار تو نے کھو میلا کجا دیا ہوا لوگوں کو  
 شامتا ہوا اسد کے سامنے آیا اسد نے لپک کر گھوڑے کی پیشانی پر مارا کہ گھوڑا اوٹ بوٹ ہو گیا جنگ ایرج  
 دوسرے گھوڑے چوڑا ہوئے ہی ہر دسے جنگ مع اپنے خرافوں کے حارث بن سعد کو بیٹے سے نہایت کھلا ہوا بھلا لگا  
 ایرج گھوڑی دروازے کے قریب سے ہلا تھا کہ شاپور نے آواز دی کہ از رہہ آفتاب پرستیں چوڑے ایسا کہ دیوانہ آچو  
 حو کا دے کہ ادرن سے لشکر آگے یہ سکر ایرج جلد ناچار پھر زانیے بننے کو چلا آیا اسد حارث کو بیٹے  
 ہوسے دامنہ کوہ بن ہو پچا ادکنا کہ میں آج مرنے کا قصد کر کے گیا تھا مگر خدا نے فیکر کر کے کہ آپ جھوٹ بھی گئے اور صبح  
 وسلامت نکل بھی آئے اب بہتر یہ ہو کہ آیتا نجان کے پاس ظلمات کو چلے جائیے اور اس آفتاب بیت کی زرا دیکھیں  
 بیان کر کے فرمائیے گا کہ کسی شخص کو حفاظت ملک کے واسطے روانہ فرمائیے وہ نہ لک آپ کا بالکل تباہ ہو جائیگا اور یا  
 سائل بن سلمان شاہ فاسی کے پاس جائیے وہ بھی آپ کو بہت اچھی طرح رکھنے کے جوقت نا نجان ظلمات سے بھر کر  
 آیتے سمجھ لیا جائیگا لیکن اس نیاز سے اب سامنا نہ کیجیے کہ درخشاں بیت شہ زور ہو گیا یہی حارث نے کہا کہ لاؤ  
 اسد میں نہ ظلمات کو جاؤ لگانہ سائل کو جاؤ لگاتے میری جان بخشی کی ہو تمہارے ہی ساتھ ہو گا اسد نے کہا کہ  
 دو شہر یار آپ میرے ملک میں ہیں آپ کا مطیع ہوں ایک خدمت میں آپ کی بھلائی ہو گیا ہو اور جو کچھ ارشاد  
 ہو اسے بھی بجالاؤں جان آپ فرمائیے وہاں آپ کو جو پناہ دون حارث نے کہ کہ جانی میں تو کہ چکا اب میں  
 تمہارا ساتھ چھوڑ کر کہیں بھی شہاؤ لگا جہاں اور اکثر امیر زادے تمہارے ساتھ ہیں وہاں میں بھی ہوں تو کیا مضائقہ  
 کہ میں اب ہرگز ہرگز تمہارے ساتھ سے بھاؤں گا اسد نے کہا کہ اے شہر یار میں تو آپ کا دل میں ہوں آپ کی بیعت میرے  
 واسطے باعث اتھار ہو جائیگا اور برکت ہوگی مگر ایک نو میرے ساتھ میں دروڑ و خوب بیت ہو اور ہر روز موت  
 کا سامنا ہی آپ سے میرا ساتھ نہ لیا جائیگا دوسرے یہ کہ میرے پاس آپ کے لائق کوئی سامان پیش بھی موجود نہیں  
 ہے میرے سامنے من کمال ہے جیسی اٹھا لگا حارث نے کہ کہ مجھے یہ سب قبول و منظور ہو گا کہ لا لاکھ اسد نے کہا  
 کہ حارث کو اپنے ساتھ نہ رکھئے لیکن حارث نے ایک نہ مانی اور کسی طرح ترک بیعت نہ کر سکا اور نہ چارہ چکر



اسد نے جام شربت کا حارث کو پلایا اب یہ بھی اسد کا ہم پیالہ ہوا نینا لیس اسیر زاد سے اسد کے ساتھ سنا ب  
جو ایس ہوئے اب لکھو تو اسی حال پر چھوڑ دینے اور کچھ حال ایرج کا سننے کے لئے بعد رہائی حارث جانب مرصع حصار  
کرج کیا جب بعد از یہ بیانی راہ دشت و جبل قریب مرصع حصار کے پہنچا تو لند حور کے شان مرصع حصار کو ایک نام  
بین مضمون تحریر کیا کہ او شہنشاہ مرصع پوش شہزاد مرصع پوش شہزاد مرصع پوش شہزاد مرصع پوش شہزاد مرصع پوش  
نے اپنا نائب مین کر کے جانب ظلمات کو پہنچایا اور ہم سب کو میرا مطلع و اطلاع فرما کر گئے اور میں نے بیت ایرج  
کی اختیار کر لی اور ہم سب کو بھی میری اطلاع اور ہر وہی لازم و ضروری میں لکھو گئے ہوں کہ جب تک کہ حضرت  
صاحبقران زبان ظلمات سے راجت کریں ہم بیت ایرج سے کنارہ و زور اور ایرج کو صبور صاحبقران غول جاو  
اور اس نام سے کو دیکھتے ہی حاضر خدمت ہوا اور اگر کئے اسکی غول و زری کی تو آگاہ و مطلع ہو کہ میں بالکل بری اللہ نہ ہوں تھارا  
غول تھاری ہی گردن پر ہوگا بطرح کہ اہل اختتام اہل فر کو شیعہ قتل ہو سہا ہی طرح تم ہی اسے جاؤ گے اور بیت فہامت  
کا شاد و گے اور بگے و گفتمت میں بدنام کرینگے نصیر غفر جب یہ نامہ شہنشاہ مرصع پوش کو پہنچا تو اسنے اپنے اور ان  
بھائیوں سے صلاح کی کہ ہم نے نو حارث بن سعد کی وجہ سے نصیر کر لیا کہ بیت ایرج سے کنارہ کشی کریں اور اسکی  
اطاعت سے منہ نہ موڑیں مگر وہ مقدمہ ہی گاؤں و زور ہو گیا حارث بن سعد یہاں سے چلا ہی گیا پھر اب ہم کسے بھر سے  
پھر ایرج سے مجاہدین اور حق ناحق اپنی جلاظین دین بس ہم سے پاس یہ نوشتہ لند حور بن سعد ان کا کان ہی د بند مانی  
ایرج سے کسی مستفسر حال ہوگا کہ سننے ایرج سے کیوں بیت کی تو اسوقت میری نوشتہ لند حور کا دیکھ کر وہ بیٹا لند  
بھائیوں نے بھی اس واسے کہ پسند کیا اور کہا کہ دائی اور کہ تک جب زے حکم ہوگی تو شہنشاہ مرصع پوش سب صاحب  
نامہ لند حور کا بین مضمون تحریر کیا کہ بکوا آپ کے ارشاد فیض فیاد سے کسی طرح کا غدار نہیں ہو ہم بے مال و تقویٰ خدمت  
فیض خدمت میں حاضر ہو گئے جو وقت نامہ لند حور کو پہنچا تو وہ مضمون نامہ سے مطلع ہو کر ثابت خوف و مسرور ہوا اور ان مضمون  
یاد شاہوں کا منتظر با دوسرے دن تیوں بھائی شہنشاہ صاحب حاضر خدمت لند حور ہوئے تدرین گذارین لند حور نے  
انکی تدرین لیکر خلعت سے ممتاز کیا اور بعد اسکے اپنے ساتھ لیکر خدمت ایرج میں حاضر ہوا ایرج کی بیت کردائی  
ایرج نے بھی ان تیوں بھائیوں کو خلعت سے سرفراز کیا اور ملک ایک در مرصع حصار لند حور حصار زور ہر حصار  
میں رہ کر خب و قریب لہا میں غلام ملک حاصل کیا بعد اسکے ماں سے کرج کر کے مشتری حصار کی جانب روانہ  
ہوا جو جان کو ہر دل لشکر کیا با گاہ سلطانی دے کر آگے آگے روانہ کیا جو جان دریا باری میں خیمہ بے ہوئے چلا آتا تھا  
کہ وہ کوہ میں ہو کر ایک لقا بدر زور پوش سے سامنا ہوا اور وہ ہالین اور ہالین کی محبت سے آکر سد راہ ہوا و سلطانی  
کہ او آفتاب پرست اگر انی زلیست تھے منظور ہوا گاہ سلطانی میرے واسے کر دے اور تھرا جد جری چاہے اور چلا  
لشکر جو جان دریا باری لشکر ویک کہ او لقا ہمار گنام کیا تجھے سلطانی کہ یہ بار گاہ دریا آفتاب پرستان ایرج  
فرمان نظر کردہ پیر قطب دوران صاحبقران زمان کی ہی سہی کیسی کہاں ہو کہ اس بار گاہ مالینہ کی طرف نظر بھر کے  
دیکھ سکے یہ لشکر تقابدر لے آنا زدی کہ او بادہ کو کیا حلات و اداسیات بک رہا ہو تو چاہیگا کہ ان اگر بسولت تو نے  
بار گاہ ہیرے واسے کردی تو خبر وہ نہ سر چنگ تھے دے کہ بار گاہ تجھے مجھیں ایجا کی غرض بعد از گفتگو سلیا ہر دو جانب  
سے صف آرائی ہوئی تقابدر نے میدان میں آکر مہماندہی کی جو جان دریا باری نے آکر تقابدر کیا پلے نیزہ بادی  
ہوئی تقابدر نے نیزہ اسکا ہوائی کیا جو جان نے برہم ہو کر حواری تقابدر نے تقابدر اسکی رد کی اپنا دار کیا  
کہ حواری تقابدر کی سپر کو کاٹ کر وہ بالکل جو جان کے سر میں دھرائی چا در خون کی سر سے جاری ہوئی جو جان کو شش آگیا

اسے تو لوگ آٹھا لٹکے کر مر جان دریا باری سے بھائی نے پھر مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا پس پھر تو لقا بدر لشکر  
 کفار برشل بلا سے ہرم کے جا پڑا جنگ مندوبہ دافع ہوئی کوئی پیر محمد کی لڑائی کے بعد لقا بدر نے بارگاہ سلیمانی ادا کیا  
 فصاحت قرانی چھین لیا آفتاب پرست بھاگے ہوئے ایرج کے پاس پہنچے اور تمام حال بیان کیا ایرج اس حال کو  
 شکر نہایت مدہم اور برہم ہوا اور تندھور سے کہنے لگا کہ ایک بار مذہب عارفانہ کا مقابلہ کرنا چاہیے تاکہ اس کی مرتبہ نہیں معلوم کہ  
 کس ذات شریف کی یہ حرکت ہو لندھور نے کہا کہ مجھے بھی اسکا علم نہیں ہے نصیحتاً ایرج نے وہاں سے کوچ کر کے برابر  
 کوہ شمشیر حصار کے خیمہ پر پاکیا یہ جگر لشکر لقا بدر زرد پوش بھی دریا کوہ سے اتر کر مقابل ایرج خیمہ زن ہوا اور لقا بدر  
 زری بجھے کا حکم دیا اور بیان لکھت ایرج اس قصد میں بیٹھا ہوا تھا کہ لقا بدر زرد پوش کو تارہ خیز کر دے کہ یکایک آواز  
 لقا بدر کے کان میں آئی ایرج نے دریافت حال کا حکم دیا یہی تھا کہ اس نامناہین ہر کار سے آگے اور انہیں نے خیر  
 دی کہ لقا بدر سے طبل جنگ بجا دیا ہو کل میدان میں جھلکا جھلکا لڑتے لڑتے کہ ایک جگہ ہمارے بیان بھی کوس عربی پر چوب  
 بموجب حکم لشکر ایرج میں بھی صدارت لقا بدر حربی بلند ہوئی اور راستہ لشکر دین میں نیامی جنگ رہی طے اصلاح دونوں لشکر  
 میدان میں آگے آ رہے جملقاتبت لقا بدر سے ابتدا واد کے لشکر لقا بدر میں علم جلوہ گر ہوا اسے لقا بدر سے نیک ہزار  
 گزیرنگ شاہ ندائی لقا بدر زرد پوش مرکب کو چکا کر میدان میں آکر مبارک طلب دیا و علم شیطانی اپنے گیندے کو دھاکر  
 مالک سے اجانت لکڑی بدل لقا بدر ہوا اور لقا بدر نے کہا کہ او لقا بدر بڑا غضب کیا تو نے کہ لقا بدر  
 ران ایرج سے بارگاہ چھین لی یہ نہ سمجھا کہ یہ بارگاہ اس شخص کی ہو کہ حمزہ جیکے نسب شریف سے ظلمات کو بھاگ گیا ناب  
 حمزہ لندھور بن سعدان نے اسکی ہمت اعلیٰ اختیار کی تیراب تو جو حرکت حمزہ سے ہوئی ہوئی اب میرے ساتھ ذات ایرج  
 میں جلوہ میں تیری خد صاف کرادو لگا تو حق کر اسکی بہت کوسے کہ یہی تیرے میں من ہزار افضل ہے شکر لقا بدر نے کہا  
 کہ او جیشی ردیہا پس چپ رہ ہو وہ اور لقا بدر یک ماہی و کرا پس زرد پوش بچا ناری پر حقیقت کہ کتابی کہ ہم اسکی بہت  
 کر نیلے اسے دو دھادے عمر و کو کہ جتنے اسے پہاڑی بنایا اور لندھور نے عاشق ہو کر کف گیر کیا وہ کرا پس زرد پوش بچا ناری  
 اپنے کو سمجھا کیا جو دیکھو تو کسی سرخک معقول دیتا ہوں کہ ساری سرنگی بھول جائے اور تمام عسکر یاد کرے و علم  
 شیطانی تو یہ کلمات شکر آگ ہو گیا اور کہا کہ پس باب زبان اپنی بند کرادو جو کلمہ کہتے کہنا ہوزبان نیزہ و شمشیر سے کہ بہت  
 زبان دوزبان ابھی نہیں ہوئیں یہ شکر لقا بدر نے کہا کہ پہلے نسبت کرادو اپنے دل کا حوصلہ کمال سے پھر ہم بھی سمجھیں گے پھر  
 و علم شیطانی نے نیزے کا وار کیا لقا بدر نے نیزے کو شان نیزہ پر لگائی نیزہ بانسی ہونے کوئی قہقہہ لگا کے بعد لقا بدر نے نیزہ بھر  
 کھڑائی کیا و علم نے غضبناک ہو کر اہشت تنک کاہ کیا لقا بدر نے آگے آگے کو خیال میں لگا جو ایک تلوار برسی تو راہ اور سر  
 دونوں کو کاٹ کر سر بر ہڈی کا تادہ ابرو ترائی و علم غش کھڑکڑ زمین پر گرا لقا بدر نے پھر مبارک طلبی کی سفیل سپر گردان مغالطے کو کلا  
 بھی زخمی ہوا لقا بدر نے پھر مبارک طلب کیا ابکی مرتبہ پھر سپر گردان سے مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا لقا بدر نے پھر مبارک طلبی کی ابکی مرتبہ  
 اکھیر جہنم سے مغالطہ کیا وہ بھی گھبرا ہوا تاکہ شام تک شہر آگئی سر پادہ وہ مجروح ہوئے لقا بدر طبل باز گشت بجا کر اپنے  
 خیمے کو گیا اور سٹوڑی دریا رام لیکر بھر طبل جنگ بجا دیا ہر کاروں نے پھر ایرج کو پوچھا کہ اسے بھی فکارہ زری بجھے  
 کو کر دیا عرض شب بھر جنگ کی نیامی رہی سچ کو پھر دونوں لشکر صفا ہوا اس وقت شکر و از گردن اور معاد  
 رشک ہزاروں کے بعد دیکرے مقابل لقا بدر ہو کر مجروح ہوئے عرض میں کہ یہ لقا بدر کی کوئی مقابلہ کرنے والا ایرج  
 اور طراسب کے سوا آئی نہا جو تھے رند پھر لقا بدر طبل جنگ بجا کر میدان میں آیا اور لقا بدر کا ایرج تا پھاڑا تھوڑے تھوڑے قریب  
 لشکر میں کوئی مقابلہ کرنے والا آئی نہا سب سردار تیرے باری لڑی تھیں لڑ کر مجروح ہو چکے اب اگر تیرے میں جرات جنگ ہو تو





انھیں بیان کر کر یہ سب لوگ شاہزادہ خادہ سپاہ کے میں بہت کچھ کہہ کر یہ دنداری کی اور کہا کہ انھیں یہ سب لوگ شاہزادہ  
 خادہ سپاہ کے مرنے سے بنا اور بادہ جوت بعد اُس کے پوچھا کہ یہ ثابت کس کا ہے قیما کس خان نے کہا کہ یہ لاش  
 محتاج خان ترک خطائی کا ہے بیان کیا اس دن کرب فانی کی عرضی نکال کر پیش کی دیکھ کہ نام عرضی پر جا بجا  
 آئندہ سے ہوئے ہیں مدح و ثناء سے مٹ گئے ہیں، حال دیکھ کر نور الدین ہر تیر چوسے کہ یہ کیا ہو کہ یہ جب اس عرضی کو  
 پڑھا تو کئی خاک کہ بجائی صاحب میں اس بزدلی کے کہ ہوسے بہت پریشان ہوا میں اہل اسلام پر بھی نیا دیتان کر رہا ہی  
 اہل مذکورہ شاہزادہ اہل اختتام پر بیجا بدعت کی اور انھیں با حق تکل کیا اور اب اسے رخنہ اندازی ناموس صاحبقرانی کا  
 نقد کیا اور ہر طاہر لوگ کے سامنے کتا ہی کہ میں ملکہ گیتی انروز پر عاشق ہوں اور میری معشوقہ یہ اور نقاسے باغری  
 اسے مجھ کو دیکھا ہے اور یہ خدی لندھو بن سعد بن ابرہہ پر عاشق ہو گیا ہوا اس سے بہت کڑی دیکھا بٹھا ہوا کھانا  
 منسا نہ کرتا ہے اور کچھ نہیں کتا لندھو بطرح ممکن ہوتا بہت جلد شریف لائے اور میری دستگیری فرما جائے کہنا  
 وہ ان کا بیٹے تو ہوا تو بیان دھوئے اور اگر آپ نے مذکورہ توفیق حاصل کیا تو مجھ کو زبانی کے کا دست ناسف دل کر  
 رہی جائے گا اور شیرین ملاقات ہوگی میں آپ کی زیارت کا اشتیاق لیکر مجھ کو نور الدین ہر نے پھر منی پڑھا کہ اسے  
 اختر شناس سے کہا کہ اگر صاحبقران کہ میری مدد کے محتاج نہیں ہیں کہ سیرا جانا اس کے پاس ضروری ہو اور جو  
 ایرج اور اسد میں ہمیشہ سے دشمنی ہے اگر وہ ملا گیا تو سخت رنج ہوگا اور بعد اس کے اگر کسی قسم کی خفا اندازی نہ ہو  
 ناموس میں مایوس ہوئی تو رہا نا بنر معلوم ہو گا اس کا دسے میری رائے میں اختر کو جانا بخیر کاجات ہے یہی شکر  
 سب نے عرض کیا کہ حضور بہت بجا ارشاد ہوتا ہے یہ شکر اس روز نور الدین ہر نے ترک اور خادہ لون کو مکان لیا اور  
 دوسرے دن حضرت امیر حمزہ صاحبقران کو اس مخون کی عرضی لکھ کر تجماس خان کے باغ و دہانگی کے طرف  
 حاضر حضور ہونے والا تھا کہ عرضی اسد بن کرب کی ہو گئی ایرج کی زیادتیوں کا حال مدہانت کو سکھائی  
 حضرت کو راز ہوا ہوں جب حضور ظلمات سے مراجعت فرما چکے تو قدوسی حاصل کر دیا اور عرضی رعا کر کے جانب باختر رہا  
 ہوئے دوسری ہی منزل ہوئی کہ ایک نور ز عالم دریا میں بند ہوا ایک غنڈہ نہایت خیر اٹھا شاہزادہ سے نے پوچھا کہ بیک حق  
 عرض کیا کہ حضور بڑا غضب ہو کہ ایک تنگ سیاہ رنگ دریا سے نکل جانا کی طرف آتا ہے نور الدین ہر نے کہا کہ گھبرا نہیں خدا  
 بچائے والا ہے اور ہمارے سوا ہونے کے لیے ایک کشتی جمالی سی لاؤ جب کشتی حاضر ہوئی تو مع طماس اور جالاک سوا  
 اس تنگ کی طرف چلے بیٹھے ہی تنگ نے سر اٹھا کھلا ایک تیر نور الدین ہر نے دہائی آتھ ہوا ایک تیر طماس نے باہر  
 آتھ ہوا ایسا ہوا کہ وہ دون آگھیں اُسکی کو رہو گھٹن سر تو اسنے پانی میں کر لیا اور دم اٹھا کر جاتا تھا کہ ہمارے  
 کہ ایک طرف سے نور الدین ہر کی تلوار دایک طرف سے طماس کا سا اور پڑا تنگ کے من ٹکڑے ہوئے ایک ٹکڑا سا  
 جو کشتی پر اچھل کر گرتا ہی تو کشتی میں ہو کر غرق ہو گئی اور شاہزادہ بھی غرق ہو گیا صدائے نالہ و فریاد بلند ہو کر ظلمت کو  
 لانے لگی گہرا سے اختر شناس نے زاری کھینچ کر سب کو تسلی دلا دیا کہ گھبرا نہیں باختر کو چھ جلد شاہزادہ صحیح  
 و سلامت ہر ظلمت باختری میں ظہر ہوگا اور تم سب سے ملاقات ہوگی یہ سب کے سب نہ چار دہو ہر ظلمت باختر کو رہا  
 ہوئے لیکن اب حال شاہزادہ نور الدین ہر کا نیسے کہ یہ ایک تھمرہ برستا ہوا چلا آتا ہی جہاں تک نظر کام کرتی ہے سوائے عالم آب کے  
 اور کچھ نظر نہیں آتا کہتا ہوا پکار رہا ہے کہ کتا کہ داد داد تنگ کے مارنے کو گئے تھے خود ہی طمرہ تنگ تھا  
 ہو گئے الغرض اسی حالت میں وہ شاہزادہ روز بونین گذر گئے ہو کہ کسے رخس پریش آنے لگے تیسرے روز بقدرت خدا وہ  
 خفا ایک کتا رہے پر جانگ نور الدین ہر نے تجماس ختم ہوئے سے آتھ کو دیکھا ایک ہمیشہ نہایت سنو شاہزادہ اب اور جا بجا یہ دہا



درفت لگے ہوئے نور الدہر سے کچھ ہو، تو لڑکھا یا پانی بیجا جب فی الجملہ پیش و حواس رہا ہوئے تو ایک درخت سایہ دار  
 کے نیچے لیٹ کر سو رہا کوئی پرہیز کے بعد آنکھ کھل گئی منہ ہاتھ دھو کر ایک جانب کورہانہ ہوا کوئی دو تین گھنٹوں کے بعد سوا گھر  
 کا نظر آیا کہ کچھ نیل خالی کیشان تیل کی لیے ہوئے شہر سے جا رہے ہیں کچھ گلابان غصے کی شہر کو چلی جاتی ہیں دھوبی لالہ  
 گڑون کی بیلون پر لادے ہوئے بے قصبے افریقہ میں لیے ہوئے پتے آتے ہیں کچھ خوشی کے دسے خواہ پھلکے  
 ہوئے آ رہے ہیں کچھ سیاہی نیشانی پر سے ساز سینگر وادگ سے ہوئے ایک کا دست پر بندہ دوق دوسرے کا دست پر پڑی ہوئی  
 رکھ ہوئے پتے آتے ہیں نور الدہر بھی بسم اللہ لکھ کر داخل شہر ہوا دیکھ کر دو طرفہ نہایت محبت اور صفائی سے دکھن لگی ہوئی  
 میں تمام دنیا کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں سقے کٹورے بکا رہے ہیں پانی با رہے ہیں عطر و مشک سے کچھ محکمہ میں تیل  
 یا بکا رہے ہیں فرض محبت گماٹی معلوم ہوئی کہ شاہزادہ قمر جگمگان آگے بڑھتا ہوا چلا جاتا ہے جاتے جاتے ایک غلام  
 پر کیا دیکتا کہ چوڑا ڈھانڈھ سے ہوئے ہیں ہر طرف تو بہتین بیج رہی ہیں تاج پر رہا ہے ایک شخص سے پوچھا کہ بھائی اس  
 شہر کا کیا نام ہو اور بادشاہ بیان کا کون صاحب احتشام ہے یہ روشنی کیسی ہو رہی ہے اور تاج رنگ کیمن ہو رہا ہے  
 اس شخص نے کہا کہ بھائی اس شہر کو شہر ہرانیہ کہتے ہیں اور بادشاہ علیاورد بیان کا صدر مان ماہ منقری اور آج اسکے  
 بیٹے دراج در گوش کی شادی ہو چکر شاہزادہ بعد سیر و تماشا کا مدین سرا میں آکر ایک ٹھیکہ سی کیماں آنا اور  
 کھانے کا بندوبست کر کے اسے کچھ دینے لگا آئے کھانا کہ بیان تم تاج اپنے پاس سے کھواتے ہو کھانا تاجار بادشاہ کے  
 بیان سے آئے گا شاہزادہ یہ سنکر خاموش ہو رہا جب شام ہوئی تو خان کھانے کا بادشاہ کے بیان سے اس کے واسطے آیا  
 شاہزادہ کا تالیا کر سو باٹے اصباح میدار بواہت نصیحت قازم صبح کا تھا شاہزادہ غار صبح بجا لاکر سیر کر چلا گیا  
 ہر ایک شخص جو محال عیم المثال شاہزادہ علیاورد دیکھتا اسے ہنستا کھنک باندھ کر دیکھنے لگتا اور پوچھتا کہ کون ہے  
 گمان کے رہنے واسطے ہیں شاہزادہ کہہ تا کہ میں فلان ملک کا باشندہ ہوں متوشی روزگار آیا ہوں اور تمام شہر میں ایک  
 غلط کہا ہوا ہے کہ شاہ کے بیٹے کی برات جڑنگی نور الدہر لے کر آئے ہیں کہ میں کہتا کہ کہیں سر راہ بیٹھ کر دیکھے  
 غلط کار صدر مان ماہ منقر کا بھائی ہر ہر سرکش نہایت بنادر دوست ہو اپنے مقام بہت سر راہ ایک مکان پر بیٹھا ہوا  
 تھا ہر ایک کی نگاہ جو شاہزادہ سے پر پڑی ہے اختیار کا رافقا کہ او بار در بیان قشرب دیکھتا بہت کا کشش خانہ اور جو ہر  
 لگا کر جلد بکراس جہان کو سے آؤ جو ہر گیا اور نور الدہر کو جا کر سے آیا جب نور الدہر بادشاہ خانہ پر قریب ہر ہر کے ہونٹا  
 نور الدہر کی تعظیم کے واسطے آگ لگا ہوا اور اپنے برابر تہ پر سے بٹھا اور دراج جیسی کے بعد مستفسر ہوا کہ آپ  
 کیسے اس شہر میں نرا کش ہو سکے ہیں اور آپ کے بیان قشرب لائے کا کیا باعث ہو اور آپ کا نام و نسب کہتے ہیں ہنکر  
 نور الدہر نے کہا کہ میں ل سے اس شہر میں وارد ہوا ہوں اور مصر کا باشندہ ہوں بیٹھ میرا تجارت ہی میں جاتا  
 ہاں تجارت کے لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ تقاس کے کار اتفاقات روزگار دریا میں طوفان آتا مال و اسباب اور ہر  
 میرے سب غرق ہو گئے ہیں آوارہ و ہر راہ ایک گھٹے پر ہتا ہوا بیان کہ ہو چھپا بیان آکر شاہ کے بیٹے کی  
 شادی ہو اور آج برات جاہلی خیال ہو کر کہیں سر راہ بیٹھے اور دیکھے کہ آپ نے طلب کر لیا میں آپ کی خدمت  
 میں چلا آیا اب شاہزادہ کی باہن شکر ہر ہر سے دیکھ نور الدہر کہ ایک عجیب رعب و وجہ ہے اور صولت و شوکت  
 ہر سے نور الدہر کے داخلہ کی اپنے دل میں کہہ کر کہی ہر ہر یہ کوئی سردار حلیل القدر ہو حال اپنا چھپا نا ہی کیفیت  
 اپنی ہر ہر میں کرنا ہے خیال کر کے ہر ہر نے پوچھا کہ اچھا آپ آئے سے کہان میں نور الدہر نے کہا کہ کار و انشرا میں ہر ہر  
 نے کہا کہ پھر آپ یہیں چلے آئیے میں بادشاہ سے آپ کی ملاقات کرادوں گا نور الدہر نے اسے قبول کیا ہر ہر نے





چنانچہ ہوا کہ اس کے خاں بھائی آپ است کہ جس کے گھر میں ہی میں پڑھتا تھا جس کے گھر میں وہ دیکھتا تھا کہ  
 جسے رخصت دیکھ کر اس نے میں نور الدین ہر فریب ہو چکا اور بادشاہ سے کہا کہ آپ کیوں روکتے ہیں میں آپ کے  
 بیٹے کے حوض جانے کو مستعد ہوں میں اپنی جان آپ کے بیٹے پر فخر کرنے کو فخر جانتا ہوں آپ غریب سے مجھے دیو  
 کے پاسن مسجد کیجیے بادشاہ نے دیکھا کہ اس جو ان فروعیت نے ایسی آادگی ظاہر کی کہ گھر کا حصہ دیا گیا  
 جسے نکلیں تو دی خبر میں آپ کو ذکر رکھ دیا اور جو مانگیے گا وہ دو گنا نور الدین ہر نے کہا کہ بہت اچھا جب میں اس  
 دیو کے ان سے بچاؤ دیا جو چاہیے گا وہ دیکھے گا اور اس ہر کار سے کہہ کہ تو مجھے لے چل اس دیو کے ساتھ دیکھ تو  
 میں کیا کرنا ہوں ہر چند بادشاہ بہت مانع ہوا کہ نور الدین ہر نے ایک بات نہ مانی آخر کار لوگوں نے کہا کہ حضور جانے بھی دیجیے  
 آپ کا فرزند بچا جائے آپ کا ہر جگہ کہا کہ یہ بات کارہنہ والا بھی نہیں معلوم ہوتا محبوب و نہا چار خیمیں و شرب مہم ملی اور  
 نور الدین ہر کو اس ہر کار سے کہہ مانتا روانہ کیا یہ معرکہ دیکھ کر بہت سے تماشا خانے بھی نور الدین ہر کے ساتھ ہو گئے تا کہ نور الدین ہر  
 جب دیو کے مکان پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ دیو شکار کو گیا ہوا ہے مگر ایک چٹان پتھر کی جیسرہ دیو سنا تھا بڑی ہوئی ہو  
 ہے لے کہ آپ میں نہیں سمجھتے دیو آتا ہوا کہ نور الدین ہر نے کہا کہ اچھا تم جاؤ یہ شکار کا وہ نور الدین ہر کا کوئی  
 نہ گھڑی کے بعد ہوا کہ ایک شکار سا پیدا ہوا اور ایک ہزار گز کا دیو آسمان پر سے ہوا ہوا وہ جس اور شرب مہم ملی  
 اور نور الدین ہر کو دیکھ کر خوش ہوا اور ہر کار سے کہہ چکا کہ کہ بادشاہ سے کہہ دیا کہ آج ایسا سفر اوی گئے ہر سے  
 واسطے بھیجا کہ ہم بہت خوش ہوئے ہند اب دور و نزدیک سے ہم آوی نہ مانگیے کہ نور الدین ہر کی طرف مخاطب ہوا  
 اور کہہ کہ آدم نادین ہنسانہ کھوسے دیتا ہوں اور ان کے بند کے لبتا ہوں تو بے تال میرے ساتھ میں کو دہڑ دہڑ دانت  
 لگاؤ لگا نہ داتا ہم کو پڑھیں گے اور نور الدین ہر نے کہا کہ اسے تو کیا کیا ہے میں خود گئے کہانے آیا ہوں بھگوان  
 آدم دیو خود گئے ہیں یہ سکوہ دیو ایک قہر مار کر ہنسا اور کہہ کہ آدم زاد تو مجھے کہا جا بگا سے اچھا تو مجھے کہا جا ب  
 گھر دونوں انہوں اس قسم سے بڑھانے کہ شہنشاہ سے کوٹھا کر کہا جا سے پس جیسے ہی آدم اس کے نور الدین ہر کے  
 قریب پہنچے نور الدین ہر نے اس کے دل میں ہنسنے کو کہہ کہ اعلیٰ دلی گھر جا ایک جھکا مارا تو دیو دھڑلے سے بھل زمین پر  
 آیا کہ نور الدین ہر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی اب وہ جو لوگ تماشا خانے سے وہ دور سے کھڑے ہوئے  
 تماشا دیکھ رہے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ بھئی کیا زبردست آدمی ہے کہ دیو سے لڑتا ہے  
 کہ کیا کر سکیگا انجام کار مار ڈالا جائیگا اسے کہہ کہ مجھ کیا ہے جو میں اس دیو کو مثل رستم کے مار ڈالے رستم نے  
 بھی اکثر دیوؤں کو مار ڈالا ہے اس شخص کا دل بھی رستم سے کم نہیں ہے بیان تو یہ باتیں ہوتی ہیں اور وہ ان  
 یہ صورت تھی کہ جان نور الدین ہر کا اتنا بڑھاتا ہے کہ اس کے دیا دیتا ہے کہ میں پر دیو جلیلا جانا ہے اور کہتا ہے کہ آدم  
 آدم زاد تو مجھے چھوڑ دے میں تجھے نہ کھاؤں گا اور حضرت سلیمان کی قسم لیتے کہ اگر تو مجھے چھوڑ دے گا تو میں نور الدین ہر  
 بھلا جاؤں گا اور کبھی اس خبر میں نہ آؤں گا نور الدین ہر کہتا ہے کہ ادھر خود تو نے مسلمانینہ والوں کو بہت سخت تکلیف پہنچائی  
 کہ میں بغیر مارے تجھے نہ چھوڑ دے گا اور تو مجھے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں میں نبیرہ ہوں زلزلہ فاف ثانی سلیمان کا  
 نور الدین ہر بدیع الزمان ہر نام ہے تو سے ہی مارنے کو خدا مجھے لایا تھا دیو نے نور الدین ہر کا نام سنا تو غصہ بدن  
 میں پڑ گیا اور پھر دھوکہ مضبوط کر کے خیال کیا کہ آدم زاد تجھے دھمکتا ہے تو اسے پس ڈال یہ خیال کر کے  
 لگا لگا دھڑلے میں نور الدین ہر نے کہا کہ کوئی آدمی مرد سے کہہ کہ ایک لڑکا مارا تو دیو دھڑلے سے جا رہا تھا  
 بہت زمین پر آیا چاہا کہ اٹھ بھاگے مگر شاہزادہ کب چھوڑا کہ جہنمی پر چڑھا اور کہہ کہ دین سلطان ہر تری ترک کر کے

دین خدا پرستی اختیار کرنے کے لئے کہ یہ نوجھ سے شوکا تو جو پیا ہے سو ہر احوال کرنا ارجان اس شخص کی خداوندی نہیں ہے  
 مختار یہ شکر نواز الدہ ہر نے ایک ہاتھ اسکے سر پہ ایک ہاتھ تنزی کے پیچھے رکھ کر دیکھ دیا تو دونوں اس کی  
 زخموں سے سمیت کھینچ آئے دونوں ہر کار سے نوز الدہ ہر کے گرد بھر گئے لگے اور نہ تھائی لوگ مر جہا اور آفرین کشتہ ہوئے  
 شہر میں آئے اور ایک نفل شور نام شہر میں رہا ہوا گیا کہ اس آدم زاد تازہ دماغ نے اس دیو کو مار ڈالا خبر سے وہ  
 بدو نہ ہوئی اور بیان صدر ان ماہ منظر بیٹے سے کہرا تھا کہ فرزند یہ بھی قدرت خدائی خداوند باختر کی ہو کر آئے  
 ہر سے مومن دیو کی خواب کو بیدار اور توی گیا اور بیابا ہر سے کہرا تھا کہ اوپر بزرگوارا کے ہتھ سے ثابت  
 ہوتا تھا کہ وہ دروہ سے ضرور دیو کا بیٹا تھا کہ اس کے ہمراہ ہر قاضی جلا جاتا کہ آب کی مرضی نہ پائی اس سے رگ گیا خبر  
 اس کی ہر تو شہر وایت کر گیا کہ یہی ابھی ہا بنیں جو ہی رہی تھیں کہ خبر غلطہ خبر کی آئی کہ حضور تمام شہر میں ایک  
 عام بڑھاپا ہوا کہ اس آدی نے دیو کو مار ڈالا صدر ان ماہ منظر نے کہا کہ بالکل جھوٹ ہے یہ بات میری عقل میں  
 نہیں آئی ہوا سے جلد تحقیق کر دے بلکہ کہان تک راست ہو کہ ہر تواتر دی خبر جو پچی اب دراج دروہ کوٹھ سے  
 کہا کہ حضور تواتر خبر پہنچ رہی ہے اب چین کہ بجا ہوا اور آئے دیو کو مارا ہو گا خداوند لقا سے باختری کی  
 قدرت سے کہو بیدار ہیں ہر آب اس شخص کو باعزاز و احترام استقبال کر کے لایئے کہ وہ ہمارا جان بخش ہر صدر ان  
 ماہ منظر نے کہا کہ بیٹا اگر یہ بات ہے تو ہمارا جان بخش ہونا کیسا وہ تمام شہر کا جان بخش ہوا اور ای وقت سرور ہو کر ہوا  
 حضور ہی دور پٹنے پاتا تھا کہ نور الدہ ہر کو خوش در بٹاش آئے ہوئے دیکھ کر دونوں باب بیٹے اپنے اپنے مرکبوں  
 سے نور الدہ ہر سے کے قدموں سے لپٹے کر گرد پڑنے لگے اور شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیکر راجستکی اب تمام  
 فلاں دیکھنے کو دروہی اور ہر طرف سے آگلی آٹھنے لگی کہ یہی شخص ہمارا جان بخش ہونا ابند صدر ان ماہ منظر نور الدہ ہر  
 کو بیٹے ہوئے ایوان بادشاہی میں آیا اور شاہزادے کو گری جو ہر کا رہ چلا کر سامان دعوت عیا کیا نور الدہ ہر  
 کے کہا کہ ای صدر ان ماہ منظر جب تک تم مسلمان نہ ہو گئے میں تم سے یہاں کا کھانا حرام سمجھو گا یہ شکر صدر ان  
 نے کہا کہ آپ اپنے حسب و نسب سے تو یہی آگاہ کیجئے کہ آخر آپ میں کون یہ شکر نواز الدہ ہر نے اپنا حسب و نسب  
 بیان کیا جب وہ آگاہ ہوا کہ میرہ معزز صاحبقران میں توسع اپنے فرزندوں کے کہہ کر مسلمان ہوا اور بعد کے  
 تمام شہر کو مسلمان کیا اور نور الدہ ہر سے کہا کہ اوشاہ مایا ہ اب تخت پر بیٹھے کہلائے سلطنت آپ ہی میں نور الدہ ہر  
 نے کہ کہ بجائی تمہارا تاج و تخت تحسین بیا کہ ہے ہر تاج بخش میں تاج گہر نہیں میں اور صدر ان ماہ منظر کا ہاتھ لگا  
 تخت پر بٹھایا محبت عیش بہا مولیٰ عیلم شرب گوشت گردن میں آیا تہا شرمع ہوا جب دربار پر خاست ہوا نور الدہ ہر  
 کے واسطے ایک مکان خاصیت عظیم الشان خالی کیا یا نور الدہ ہر اس میں قیام پذیر ہوا جب چند روز ہی طرح کٹ چکے  
 تو ایک روز نور الدہ ہر نے جانے کا سامان کیا اور صدر ان ماہ منظر کے پاس رخصت کے لیے گیا ابھی نور الدہ ہر  
 اور صدر ان ماہ منظر میں باہن ہو رہی تھیں کہ ایک ہر کام سے لے کر پہ چا ہار کا گارنا صدر ان نے اس  
 پر پے کوٹھاکر نور الدہ ہر کو دیا نور الدہ ہر نے اس پر پے کوٹھاکر کہا کہ کچھ بردار میں اپنی آتا ہوں تو آگے دو اور خبر دہا  
 ر کرنا نہیں یہ شکر نواز الدہ ہر نے حکم دیدیا کہ اگر وہ اپنی آئے تو اسے دیکھ نہیں آئے دینا فقہہ منظر حسب وہ اپنی باگیا  
 میں آیا تو صدر ان ماہ منظر نے ذیل بیٹھنے کو دیا اور شانی سے اشارہ کیا کہ اسے جام شراب حوائی کر دینا اپنی نے  
 میں جام شراب کے پیو اور دماغ اشکا گرم جاتو اسے عرض کیا کہ میں ایک نام لیکر آیا ہوں صدر ان نے بوجھاکر کہا ہاں  
 اسے عرض کیا کہ پہلوں دور ان کرنا سب جان سیمان بن سیمیل اثر داجیم ہر سر کر کہن چیشانی نیند مینی کا



صدران نے اس سے کہا جی سے لیکر دیر کو جو کہڑ حوایا اس ہستیوں کی تاکہ اور صدران ماہ منظر میں نے شاہی  
 کو تو خبر و حمزہ نور الدین ہونے بدیع الزمان کے نام پر مسلمان ہوا اور اہل قادیان سے خوف ہو گیا اور جس کچھ عین واقعہ  
 ہو کر اس سے کو دیکھتے ہی اگر کچھ اپنی حرمیت منظور ہو تو اتفاقاً کو سجدہ کر اور اس خدا پرست کو باذکر میرے پاس سے آ  
 رہے نہ حد صحت مردم قبول مستند جنگ اور آماہ و پکار ہر دورہ اور مجھے آیا بکھ اور جب میں آجاؤ گا تو پھر کوئی عذر نہ قبول  
 نہ کرو گا اور ایک کو خدا پھر دیکھا شاہزاد سے نے یہ معقول شکے نامہ دیر کے آخر سے لے لیا اور جبر کر چھینکرایا اور  
 اعلیٰ سے کہا کہ تو اس نالکاد سے کہ نیا کرتے یہ کیا دہیات دیوچ معقول تحریر کیا ہو کل کا آتا تو آج ہی جلا آتو تیرا خون  
 نہیں ہو یہ رنگ اعلیٰ نے دیکھ کر بھلا کے شاہزاد سے پر تو راٹھائی شاہزاد سے نے اتنے تو اسکا خیال میں نہ کر ایک ہنسی دی کہ  
 طور اسکی بڑی اور پھر اسکا مرد ڈر تو اس سے چھین لی اور ایک ملچہ میں بند سے اسکا وہ ٹون کو تیر کی طرح گر کر لٹنے کو  
 اور جوش ہو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو آنکھ کھول کے نور الدین کو دیکھا پھر آنکھ بند کر لی کہ کین اکی تو مارا بچا سے  
 سی طرف دو تین مرتبہ آنکھیں کھولیں اور بند کیں نور الدین نے ہاتھ دیکھ کر آواز دی کہ تیرا ہوا مرد کو بدل بکھرا بارگاہ  
 سے کوئی کچھ عرض نہ کرگا یہ شکر آنکھیں بند کیے ہوئے سلام کرتا ہوا سیدھا دروازے کی جانب چلا گیا اور اپنے لین  
 کت تھا کہ آج میری جان خداوند تعالیٰ نے بھائی درز کوئی صورت نہ لیست کی نہ تھی اور سہیلان بن کسل اسکا کیا بنا سکتا ہو  
 ہکل ایک تو اذنیہ لو اسکا کام مقام ہو جائیگا الغرض افغان و خیزان سہیلان کی خدمت میں پہر بکھر نامہ حال بیان کیا اور  
 صحت بستہ ہو کر عرض کیا کہ ہرگز آپ مرا نہ ہائے کا قصہ نہ لیجئے گا سیرہ حمزہ جاسے ہے دران آفت جہان کو  
 سہیلان نے کہا کہ او ہمارا ایک تو ذلیل ہو کر آیا اور اپنے ساتھ سب کچھ بھی ذلیل کر جانے کا قصد ہو چکا میں کچھ  
 یوں اور نہ جانوں گا تو پھر کیسی دلت ہوگی اور کسی بڑی ہوگی یہ کچھ جھڑکڑا کے آپ غوار سے دوڑا سے کر دینے اور  
 دیش اسکی ہنگوادی ہوا اس کے بناری فوج کا حکم ہوا اور وہی روز میں کل ساز و سامان درست کر کے شہر مرا نیہ کا  
 راستہ لیا کو چ کو چ خزل بہ منزل نور الدین شہر مرا نیہ کے پہر بکھر نیے اپنے استاد کے اور یہ خبر شاہزاد نور الدین  
 کو پہنچی تو اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بیرون شہر آیا اور مقابل اس کے کچھ برپا کیے یہ خبر سہیلان نے طبل جنگ بجا دیا  
 اور نور الدین ہر نے بھی فائدہ نہ رہی نہ بھنے کا حکم دیا رات بھر دونوں لشکروں میں تباری رہی صبح کو دونوں لشکر مقابل  
 کر کے صف آما ہوئے جب نصیب فضا بت کر کے چلے گئے تو سہیلان بن کسل میدان میں آیا اور سنانہ طلب کیا  
 نور الدین ہر با یقین اپنے مرکب کو چمکا کر اس کے مقابل ہوئے بعد گفتگو سے بسیار نیزہ بازی ہر نے گلی ایک تھوڑی ہی  
 ہر میں نور الدین ہر نے نیزہ اسکا ہوائی کیا سہیلان نے غصہ کیا جو کہ تھوڑا ماری نور الدین ہر نے بغل سبھا ماری  
 ہنسی دے کر تھوڑا اسکی بڑی باہم زور ہونے لگے مرکب خود دونوں کے ہٹ کے بھل بیٹھ گئے دونوں  
 مرکبوں سے کو دکر سر گرم کا سلسل ہوئے کشتی چولے گئی دو شہانہ روز نشی ہو کر تیسرے دن شاہزاد سے نے  
 لشکر اسکا توڑ کر اسے سر جرح دے کر زمین پر سے مٹا اور جھاتی بھاگی جو ملے بیٹھا اور کہا کہ او مردود دین  
 تقابرتی ترک کر کے خون اسود اختیار کر اسے عرض کی کہ اب ایک شرط ہو اگر اسے اٹا لیجئے تو میں سہیلان  
 ہر تاہرین بہ شکر نور الدین ہر اسکی جھاتی بیٹھے اتر پڑا اور کہا کہ بیان کردہ کیا شرط ہو سہیلان نے عرض کیا  
 کہ فریب میرے لشکر کے ایک درہ کو دے اور اس درہ کو دین ایک تختہ لگانا لگا ہوا ہو اور اس میں ایک چاہ  
 عین ہو اسی چاہ میں سے ایک نہ ہا کھڑکھڑا دیوں کو کی جانا ہو اور کوئی حسیہ بہ اس پر اتر نہیں کرتا اگر آپ  
 اسی آزدہ سے کا حال دریافت کر دیجیے تو میں نام اہل شہر کے مسلمان ہوتا ہوں یہ شکر نور الدین ہر نے کہا

کہ اجازت چاہی تو تم مل جھڑپ سے ساتھ چل کر اس دروازے کو دیکھتے یہ کمرہ نور الدہر انجی طرف آیا اور سیلان بشتنگر  
 میں آیا لوگوں نے استفسار حال کیا کہ یہ تو جابے کاپ نور الدہر کے ہاتھ سے جوڑے کیونکر سیلان نے کہا کہ  
 کیا بیان کروں وہ غایب رہا وہی ایک بلا سے بے درمان آفت جہان ہو کر دیکھو تو میں بھی اسے کس بڑی ہنسنا آج  
 کرم عام عمر رہا ہو سکے یہ کمرہ کھانا کھا کر سو رہا اور صبح کو شاہزادے کی خدمت میں روانہ ہوا اور ادریس  
 نور الدہر جو پھر صدران ماہ منظر کے پاس آیا تو اس نے بوجھا کہ ای شاہ عالم جاہ یہ تو مجھے معلوم ہوا کہ آج  
 اسے زیر کیا کر رہے تھے کہ آپ نے قابو پا کر ادریس پر کر کے چھوڑا کیوں فرمایا کہ وہ ایک محبت اور ایک شہر  
 اور سیلان میں آیا اب یہ محبت اس محبت و شہادت کا ذکر لیتے تو پھر اسلام کی طرف دعوت کرینگے صدران نے کہا  
 کہ ای شہر دار میں بھی سنوں کہ وہ کیا محبت ہو یہ شکر نور الدہر نے کل حال بیان کیا صدران ماہ منظر نے کہا کہ  
 شہر دار وہ بڑا فیاض و سخاوت مند ہوتا ہے آپ کو بلا میں مبتلا کرنا ہوتا ہے آپ ہرگز ہرگز اس کے دام فریب میں نہ آئیے  
 اور اس کے ہمراہ نہ جائیے یہ وہی جانتا ہے کہ جب آپ کے کٹھن قبلا سے بلا ہوگی تو پھر وہ ہیں ایذا دی اور بظاہر  
 کہ ہم اس سے وعدہ برآئے ہو سکتے نور الدہر نے کہا کہ ای صدران ہم لوگوں کو حق بتانے کے قائل مشکلات بنانا پڑی  
 ہم آپ کے ساتھ فرود جائینگے حق سچا نہ تھا لے تمہارا عاقل و گہسان ہوا فقیر حب سیلان نور الدہر کی خدمت میں  
 آیا تو شاہزادہ اس کے ہمراہ اس کے ملک کو روانہ ہوا جب بعد طو سرحل اور قطع منازل نور الدہر اس کے ملک میں پہنچے  
 تو اس رند سیلان نے شاہزادے کی دعوت کی اور دوسرے روز اس دروازہ کو دیکھا کہ نور الدہر نے دیکھا کہ  
 وہ مقام نہایت پر نقاب و گھما سے رنگارنگ کھلے ہوئے ہیں درختن بسہار گھمے ہوئے ہیں ہوائے خوشگوار چلی  
 آئی ہے سیلان تو وہیں ٹھہر گیا اور نور الدہر سے کہا کہ مجھے وہ کائنات جو جہیں سے آ رہا تھا کرتا ہے نور الدہر  
 آہستہ آہستہ سہر کرتا ہوا جب اس کنوین کے قریب آیا تو جھک کر دیکھنے لگا پہلے تو غلہ اسے آتش نور ہوئے  
 بعد اس کے آتش نشان اس کنوین سے بھی نور الدہر نے جو دیکھا کہ ایک آتش نشان سیاہ رنگ شہر  
 شہر خط و خال نقارے کے مانند دھون آئین چلیں گزرا لہذا قریب سے دیکھا ہوا چلا آتا ہے نور الدہر ایک قریب  
 سے پہلوکان میں جوڑ کر آ رہا ہے ہر مارا مارا گرہنوار اور سوزناور دلا لکین وہی اجپٹ گیا تیسرا تیرا اور مارا وہ بھی  
 تھا لیا اور آ رہا ہے نفس کشی شروع کی نور الدہر نے لنگر مارا اگر قائم نہ ہوگا آخر تو چلا ہوا اس کے منہ کے برابر  
 ہو چکا ہے پراخ رکھنے ہمارا ہی جیسے گھڑیاں ہے سو گری اجپٹ جاتی ہو اسی طرح سے وہ ہوا بھی اجپٹ گئی  
 اور ابلی جو اس مارے نے نفس کشی کی ٹوٹ پڑا اسے کوٹھل گیا اور اسی چاہ میں چلا گیا سیلان شادان  
 و فرحان خوش خوش اپنے ساتھ والوں سے یہ کہتا ہوا بھرا کر دیکھا تھے میں نے اس دشمن کو کیا غارت کیا  
 اب صدران ماہ منظر کو جا کر دیکھا اور بعد دو روز کے فوج اور لشکر آنا آراستہ کر کے شہر ہوا نہ کو روانہ ہوا  
 اور وہ لوگ جو صدران نے شاہزادے کے ساتھ کیے تھے روئے پشتے خاک لبر صدران کے پاس آئے  
 اور کل کیفیت بیان کی صدران ماہ منظر یہ حال شکر بہت روایا اور کہا کہ انہوں نے شاہزادے کو  
 کیا لیکن انہوں نے ہرگز نہ اٹھا دیا بی جان دیری خراب میں آ رہا ہرگھنٹہ سے تھا ہون جو کہ جو سو ہوا اس مرد  
 غلہ بند ہو کر میں ضرور دلا دلا اور حکم دیا کہ رسد جمع کر دیتے کو آراستہ کر دے جو علم اشیو قوت غلہ آراستہ ہونے لگا  
 رسد جمع ہونے لگی لیکن اب کچھ حال شاہزادہ نور الدہر کا ملاحظہ فرمائیے کہ انہیں جو ہر سنس آ رہا تھا کہ کیا  
 جنت نشان نصر مال شان میں سندھو ہر گار بر حکم پایا اور سیلو میں ایک نازنین مہر نکمین رہیں کو مع اسباب



پیش و عشرت جلوہ آرا دکھا جبران ہوا کہ یہ کون متقدم ہوا کون پیمان مجھے لے آیا ہر خیال کے اس نازنین  
 کا کہ مجھے تو ایک از دہاگل گیا تھا مجھے معلوم ہو کہ میں کو کمر بیان تک پہنچا اس نازنین نے کہا کہ میں مجھے نصیب معلوم  
 ہوا و شہر را آواز ہو کہ وہ طلسمی آواز دیا تھا میں اس سے مجھے لے آئی ہوں اور تجھ پر سو جان سے عاشق ہوئی ہوں  
 یہ کلام عام شہزادہ کے لڑپنے ہوتے ہوئے ہوا یا شاہزادہ سے لے وہ جام بی کر اپنے ہاتھ سے اس نازنین کو  
 لے آیا اسی صحت دو میں جنم باہم چلے گزک ڈری جب خوب نشہ ہو گیا تو باہم اختلاط ہونے لگے جو لوگ وہاں پہنچے ہوئے  
 تھے وہ بہت سے نور الدہر مال تھے اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر بوسہ لینے کا قصد کیا کہ ایک بوسے پر اس گندہ دہن  
 کے منہ سے ایسی آواز آئی کہ دماغ شاہزادہ سے کا رہ گیا ہوا شاہزادہ اس سے دور ہٹ بیٹھا اور کہا کہ معلوم ہوا تو  
 کوئی ساحرہ ہوا اور نہ ہی فردا ہونگے مجھے کھلکی تھی اس ساحرہ نے کہا کہ او شاہزادہ سے میں مشکل جادو ہوں  
 میں ہی تجھ پر عاشق ہو کر بیان سے آئی ہوں اور سو سے گندہ دہنی کے اور کوئی عیب ہم میں نہیں ہو جو ان ہولناکیاں  
 ہوں لباس و پوشاک نفیس سے آراستہ ہوں جو کچھ لوگ بیان میں اسے پورا کر دے گی تو مطلب دل میرا ہر لاف و لہجہ  
 سے کہا کہ وہ لکڑی مرد در مجھے مطلب دل تیرا ہر گز حاصل ہوگا میں ساحرہ سے ہمیشہ متنفر رہتا ہوں مشکل جادو  
 نے کہا کہ او شہر را اگر مجھے ناراض کر گیا تو بہت بچتا ہوں اس سے مجھے لگے تو لکڑی سے یہ لکڑی شاہزادہ سے  
 کی طرف باہمی شاہزادہ سے نے ایک اٹا باہ اس کے ایسا رسید کیا کہ ہونٹ اسکا غن ہو گیا اور دو در جاگی بس اہم  
 ہو وہ گر کے اٹھی تو نہایت غضبناک اٹھی کہا کہ رہا موسے دیکھ تو میرا حال حال کرنی ہوں او شاہزادہ سے کے  
 گرفتار کرنے کو باہمی شاہزادہ سے نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اس ساحرہ نے کہا کہ او شہر را ہوا میری جھپٹنی کبھی اگر  
 نہ کرنی یہ لکڑی سم چکر شاہزادہ سے پر چھینک دیا کہ او شاہزادہ سے کا خشک ہو گیا بس اسے نور الدہر کو گرفتار کر کے  
 ایک جہاد تارک میں اس کے نورال بہر جبران و پربشانی اس جہاد تارک میں بیٹھا رہتا تھا ساحرہ ہر روز شاہزادہ سے  
 کو بلوائی تھی کہا تا کہ غلطی تھی اور بھلائی تھی کہ مجھے بولی کہ شاہزادہ جواب دیتا تھا کہ او مردار میری طرف میں ہنوکتا  
 بھی نہیں مشکل جادو پھر کنوین بن بند کردا دیتی تھی ایک روز کا ذکر ہو کہ نور الدہر کمال آدا اس نہایت پریشان  
 بیٹھا ہوا تھا اور اپنے دل سے باہر کر رہا تھا کہ او نور الدہر نہ چلے تھے اس کی مرد کو انسوس کا ایسی حالت میں  
 جھکا ہو گئے کہ اب رہائی و شہر ہو کون بیان پھر داینگا نیز سے نہات ہوگی اور مرد در دعا میں مانگنے لگا کہ او پر وہ لکڑی  
 عالم واسطہ اپنی مددائی کا ہے اس قید سے نہات دے ابھی یہ دعا شاہزادہ سے کی تمام سوئی تھی کہ یکایک زمین شوق  
 ہوئی اور ایک شخص اس شخص کا منور ہوا کہ سرحد نون شائون پر رکھا ہوا گردن ندارد مچھوئی جھوٹی آنکھیں نور الدہر  
 کے فریب اگر سلام کیا جب وہ فریب آیا تو نور الدہر نے پہچان کر یہ ادوس جنی ہو نور الدہر لے کہا کہ بھائی  
 تم خوب اگئے ہم کو عجب معیت میں گر خا میں اسے کہا کہ آپ گھبرا پئے نہیں میں بھی آپ کو جھپٹا لیتا ہوں  
 اور بلند ہو کر جو پھپھس کوں پر رکھا ہوا تھا وہ چلایا اور شاہزادہ سے کو باہمی گردن پر سوار کر کے چاہے سے باہر  
 نکلا اور کہ کہ آپ جھکے مشکل جادو کو اسے اور جو جابھے تعزیر دیکھے نور الدہر لے کہا کہ چھاپو اور اس  
 شاہزادہ سے کو وہاں لایا جان مشکل جادو سوئی تھی ادوس نے کہا کہ آپ سب سے وقت پر ہوئے کب مشکل جادو  
 سو رہی ہو شاہزادہ سے لے کہا کہ او ادوس میں سوئے بن نہ مار دھکا سے چو کا کر اور ہوشیار کر کے مار دھکا سوئے  
 میں مارنا کام نامردوں کا اگر ادوس نے نہ کہ او شہر را پر جو کھلی نو آفت بر پا کر گی آپ مردی اور نامردی کھانے  
 دیکھے اور ایک اتھار کر اسکا کام تمام دیکھے بیان میں جو ہی رہی ہیں کہ مشکل جادو کی آواز کھلکی مشکل جادو سے دیکھا

کہ نور الدہر اولوس سے جان کر رہا تو کبھی کہ ہی اسے گتوں سے نکال لیا تو نور الدہر سے بھر پور حکم کیا کہ دونوں لطف  
 تو تک زمین میں ساکنے اور اپنی جگہ سے اٹھ کر گئے کہ اب ہر شکل خالق ہم تو جانتے تھے کہ تو ہمارے شریک ہو کر توج  
 معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہو خیر دیکھ تو کیسا تجھے رسوا کرتی ہوں اور زمین سے نکال کر سنوں سے باخبر رہا اور کوڑا لکڑی کے  
 مٹی اولوس نے کہا کہ او شکل جادو تم مار دینا میں اسے تمھارے وصل پر ہی راضی کیے دیتا ہوں یہ شکل جادو  
 نے کہا کہ ابھا تو اسے راضی کر الغرض اولوس اور نور الدہر کو ایک جگہ بٹھا دیا اور آپ بھی سمیت آراستہ کمرے کے مٹی اولوس  
 نے نور الدہر سے کہا کہ شہر یا آپ مشکل جادو کے وصل سے کیوں انکار کرتے ہیں دیکھیے اکی کیا ابھی صورت ہو  
 نور الدہر نے کہا کہ ای اولوس اب تو نے ترسانی پر کیا تو مٹی جو خبر دار چلیسی بات نہ کہنا اولوس نے شکل جادو سے کہا  
 کہ آپ مجھے اور انھیں ایک جگہ قید کیجیے میں ابھی سمجھا لو مجھے یہ شکل جادو نے حکم دیا کہ اچھا ان دونوں کو ایک جگہ قید  
 کر لیکن مشکل جادو نور الدہر کے وصل سے کمال ہو گیا جو صورت دافسوس ہو اداں و بر لیاں مٹی ہوئی ہو کہ اکی بن  
 سہل جادو کے آنے کی خبر پہنچی مشکل جادو چلا آتا ہے جگہ سے اٹھ کر اور اسے استقبال کر کے اکی اسباب میں مہیا کیا  
 سہل جادو شراب پینے لگی تاج دیکھنے لگی مشکل جادو کو جو اداں دیکھا پوچھا کہ کہن میں چپ چپ کیوں ہو عزت کیا  
 یہ مشکل جادو نے کہا کہ ایک آہ سرد بھر کر کہی کہ میں کیا کہوں اس دل کجبت کا سببنا اس جالے جو کچھ کہا وہ اسی لئے کیا سہل  
 نے پوچھا تو کچھ کہو تو میں ہی سنوں مشکل نے کہا کہ ایک شخص کو میں اٹھا لائی ہوں اسی کے فتن میں میرا یہ حال ہے لیکن اسے  
 مطلق میری پر دہشیں ہر چند میں جانتی ہوں کہ وہ مجھے جیسے ہو مگر وہ کسی طرح نہیں مانتا یہ شکل جادو  
 نے بھی ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ ان اداں میں یہ دل کجبت ایسی ہی بدلتا ہو میں بھی اسی صدمے میں مبتلا ہوں ایک  
 روز میں اپنے تخت پر سجا سا ایک دریا کی جانب سے جو گزرتی تو دیکھا کہ بہت سے لوگ اس دریا میں ڈوب  
 رہے ہیں پھر ان کے ایک شخص ایسا حسین و خوبصورت ہوا کہ آفتاب جیسے حسن سے شرمندہ ہی اسے میں اٹھا لائی  
 اور طالب وصل ہوئی گروہ بھی میری صورت سے اسی طرح متغیر ہوا اور کسی طرح وصل پر راضی نہیں ہوتا کہ اسے  
 یہ شخص مار کر روئے لکی مشکل جادو بھی اسے روٹا دیکھ کر چوٹ چوٹ روئے لگی پھر ساتھ مالوں نے کہا کہ خیر  
 آپ کیوں اپنی جان ہلاک کرتی ہیں وہ گویا ہی کیا اس سے بہتر مسئلہ دنیا میں بڑے سے ہوئے ہیں ہم جا کر آج  
 لیے اچھا نہ لائے شکل جادو اور سہل جادو نے انھیں بٹک دیا اور کہا کہ اب بات کہنی ہے اور ابھی نہیں  
 کیا کہ میں ہم اپنے قتل کو ہوا میں اور تم اپنے مشرق کو اور سہل نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم جا کر میرے مشرق کو  
 لے آؤ اور مشکل جادو کے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم جا کر نور الدہر کو لے آؤ اور سہل کا مشرق مشرق و  
 سہل حاضر ہوا اور نور الدہر کو لے آئے جب نور الدہر اور سہل کا مشرق دونوں آئے تو نور الدہر نے  
 چھاننا کہ یہ خوشید شاد پرست اور خوشید نور الدہر کو دیکھ کر حیران ہوا کہ ابھی بیان کر خوار ہوا اشاروں میں  
 باقیں ہوئے لیکن سہل اور مشکل دونوں اپنے اپنے مشرق کو بھرت دیکھ رہی ہیں اور لاکھ لاکھ طرح جاتی  
 ہیں کہ یہ ہماری جانب مخاطب ہوں لیکن خوشید نور الدہر دیکھتے بھی نہیں مشکل جادو خوشید کو  
 سمجھانے لگی کہ اسے نور الدہر میں ڈرتا تھا تجھے سہل جادو کے دریا سے نکال کر جان بخشی کی اور تو اس سے  
 متعدد متغیر ہو جا کر شایع نہ کیا جو کشتی جو اسے قبول کر سکتا نہ بتا پچھتا پچھتا خوشید نے کہا کہ او شکل میں  
 کیا کہن اس کے منہ سے وہ بول آتی ہو کہ بھلا اس کے بچے قید رہتا گوارا ہو اور وصل اسکا ناگوارا ہی  
 میں تو ہرگز اس کے نزدیک نہ بیٹھتا تھا ہے اسے چاہے جو جسے چاہے یہ چھوٹے مشکل نے کہا کہ ابھا



تو مجھے قول کر میں اپنا مشق اسے دے دوئی خورشید نے کہا کہ اب مردار نہ تیرا خودی سدا اس ہی میں تیری طرف  
 بھی نہ تھک کو لگا اور ادھر سہل نور الدہر کو بھڑی کی کڑی شہر یا شکل جا دو بھیر عاشق ہو اور تیرے ہر میں چل  
 شمع گئی جاتی ہو تو کیوں اسے جلا دیا اور اسی زندگی کو تلخ کرنا کہ اسے لومرد سے قتل اس سے منس ہوا زندگی کا  
 طعنت حاصل کر آرزو کی اور سب کو دور کر تو آپ کو رنجیدہ اور وہ آپ کو دل میں فاسد وہ اور اگر اس سے غصہ نفرت  
 ہو تو مجھے قول کر میں اپنا مشق اسے دے دوئی یہ سکر نور الدہر نے کہا کہ اور فاضل کا یہ کیا کہتی ہر ہمارے نامہ ان  
 میں کوئی زیادہ کرے کچھ بھیت بین ہوں بھلو اس سے بہتر جان ہوں مسہل نے کہا کہ اگر یہی حالت ہو تو اسے  
 یاد دے گئے نور الدہر نے کہا کہ یہ قیل و گیل مجھ سے اولوں سے اخلاط اور ازبساط منظور ہو یہ سکر انجام کار دونوں  
 مرد نے گھین کر اسے کیا کرین تقدیر ہی ہماری جی ہوا اور انکے ارٹالے کا سادہ بین ہوتا اور سادہ کیسا ہم  
 تو کم قصہ کرین کو تب دل ہی اسٹے یہ دونوں اسی حالت میں بیٹھی تھیں کہ غمور در بان نے کہا کہ حضور  
 قلب دو گوشتے نہایت ہی خوش گلو ماضی میں کہ اگر آپ انھیں سننے کا فوبت ہی خوش ہو جے گا جیسے ایک  
 نور دہر اور ایک جوان بڑا مشکل جا دوئے کہا کہ اسے میں تو اسے مد میں گانا بھانا کچھ بھلا بین معلوم ہوتا  
 سہل نے کہا کہ میں بہ فوبت یا ہو جینے جی نہ مد میں نہ جائیگا جان کو روگ ہو کر لگا لیکن مناسب یہ ہو کہ ایک  
 گھڑی دل کو بھی بسلاؤ ان کو لون کو ضرور بلو او یہ سنگ مشکل نے کہا کہ اب بھلاو غمور باہر آن کر ان کو یوں کو بلاو گو یوں  
 نے آستہ ہی دعا دی کہ حضور موفور اور ابدان سلامت باکرامت رہیں جو رخ سامری و جمشید کا روشن رہے سہل  
 نے کہا کہ ابھاکو گاؤں سکر ان کو یوں نے اب دھک بھاکو گاؤں شروع کیا ان دونوں کا یہ نفٹ ہو کہ وہ بین مار کر  
 روئے گھین آئندہ ان کا بندہ کیا ایک نے دونوں کا مال آتا کر سلسلے رخصت با اور دوسری نے نورتن باروسے  
 ہو کر سلسلے بھیک بے ان کو یوں کے جوین دونوں کو روئے دیکر کیے اختیار و خیر مار مار کر در ہی ہیں بوجھا کہ  
 سامری و جمشید اپنی پناہ میں رکھیں آپ رنجیدہ کیوں ہیں مشکل و سہل نے کہا کہ ہم رہنا حل نہا دے کیا بیان کرین  
 کس سچ میں گرفتار ہیں گو یوں نے کہا کہ حضور کچھ ارشاد تو فرما جے کیا آپ کسی کو بہار کرتی ہیں اور وہ آپ کے  
 ہاتھ نہیں آتا یا او کوئی صدقہ ہو مشکل و سہل نے جواب دیا کہ جنہیں ہم چاہتے ہیں وہ عمارتے پاس میں گرتے تھے  
 ہیں کہ ہمیں ہنکے دل سے پاس ہو گو یوں نے کہا کہ حضور آپ تو سادہ کار و دست ہیں اور آپ سے سب کچھ نہیں ہو سکتا  
 ہم تو آپ کے گھر کے ایک اوسے پر جا میں کر اب پریم کے بھیر میں یا دین اگر ہم بڑھ کر انکے قانون میں ہونک دین  
 نور دہر بھی راضی ہو جائیں اور نہیں سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھیں ہم دونوں تو مہرور ہی ہیں یہ دونوں بولیں  
 کہ مجھ کو بھی موڈی کا لڑکھا دہیات بکتے ہو ہر چند کہ تم دونوں بڑے گرم گرم ہو کر ان کو کب پہنچ سکتے ہو  
 گو یوں نے کہا کہ ابھی سے گرمی ہماری آپ پر ثابت ہو گئی مشکل و سہل نے کہا کہ کس سے ہیں اب بہت نہ بکوان ظالموں  
 کے راضی کرنے کی فکر کرو میں گو یوں نے کہا کہ ہمارے انکے بھائی ہو تو ہم بھی راضی کر دین یہ سکر مشکل اور سہل نے  
 حکم دیا کہ ابھانور الدہر اور خود شہید اور ان دونوں کو یوں کو ایک مکان تنہا میں لے ہو تو حضور ان چاروں کو  
 لیے ہوئے ایک مکان تنہا میں آیا اب ایک گوشے میں غلوہ دینا یا گو یوں نے غمور سے کہا کہ ابھا اسب تم  
 یہاں سے چلے جاؤ غمور تو یہ سکر چلا گیا نور الدہر اور خود شہید اکیلے رہ گئے اسوقت اس پیر و پلے ہاتھ  
 باؤ حکم نور الدہر سے عرض کیا کہ انو شہر یار میں ہوں غلام آج ابھالاک بن عمر اور اس جوان نے خورشید سے  
 عرض کیا کہ میں ہوں تابعہا آپ کا کو کب ویا رہم دونوں آجی راہی کے رستے اسے میں آپ ان جادو گر نہیں سے

مخلوط حویلی کے پاس چل کر بیٹھے جان پر جبر کیجئے ہم انہیں بیہوش کر کے ہا لینگے خورشید نے کوکب سے کہا کہ کوکب اس کا تھکے منہ سے تو ایسی بد بو آتی ہو کہ بیٹے سنین جاتا مگر تمہارے کہنے سے یہ بھی قبول ہوا علی بن ابی القاسم جالاک نے نورالدین کو راضی کیا اور بعد چار گھنٹہ کے آواز دی کہ آؤ مجھ کو دروازہ کھول دو مجھ کو آواز دے گا  
 گھوڑے پر چڑھ کر کوکب نقشہ میں گزروں گے کھانا سامری و جمشید کی مدد ہو سب کشتا جسمین اور بیکر مسہل اور مشکل حال سے جا کر کہا کہ اے مالک جادو گر میں وہ تو خود آپ پریشانی میں آپ کا سب کچھ میں نے کہا کہ جلد چلو اپنا کام کر معلوم نہیں کیا کہتے ہو کوکب ان سے کہا کہ بعد آپ سے خدمت عرض کرنا چاہتا ہوں اور مسئلے کے ان دونوں کو تھلہ میں طلب کر کے استزاج جو لیا تو معلوم ہوا کہ فی الواقع طغف ہیں جس دونوں کی دونوں دوڑ کر اپنے اپنے معشوق سے لپٹ گئیں پہلو میں لاکر بیٹھا یا غبار کہ درت آجندہ ان سے زائل ہوا غنیمت آرزو شگفتہ ہو اہم پیش آواز ہوئی جالاک کہ بائیں سر پر ہاتھ رکھنے لگا کوکب ہم دھڑکیا باغ میں لے کر ساتی گری کر سنا گیا اور آگے بھاگ کر بیہوشی شراب میں ملادی مسوخت نہ دو دو تین تین جام پی کر وہ دو لہجہ خوب مست و مدہوش ہوئے تو مشکل جادو نورالدین ہر کی طرف بھکی نورالدین ہر نے ایک دھککا کر دیا بیہوش ہو کر گری اور خورشید مسہل کی ساتھ لے کر اٹھا کہ ہاتھ پر چوہہ خوشی خوشی اٹھ کر ملی تھی کہ بیوی لے کر چلا رہا تھا بھی فرسش خاک ہوئی اور اسکے اور ساتھ وایان بھی بیہوش ہو کر گر کر جالاک کوکب نے مشکل ازہرسل کو اسی وقت مثل کیا اور اٹھ کر ہراہون میں بھی جس میں کو سار بھاگے قتل کیا ورنہ ایک اندھی تیرہ قتل ایسی ملی کہ نہ باز کو تیرہ زار کر دیا اور وہ دو دروازے دھواں اٹھنے لگا وہ گھڑا آتش بھار ہو گیا بعد دو گھنٹہ کے ایک آواز پہا ہوئی کہ کشتی مرا نام میں مشکل جادو و مسل جادو و دھڑکی دیر کے بعد جب روکشی ہوئی تو دیکھا کہ وہ باغ و نہ وہ نظر نہ وہ چاہہ کر نہ وہ مکان بلکہ ایک مکان کئی سو برس کا پرانا معلوم ہوتا ہے کوکب میں بہت سے آدمی قید ہیں اسباب لا انشا ہو مرکب بشمار ہیں نورالدین ہر نے سجون کو بال و اسباب دے کر رخصت کیا جب وہ سب چلے گئے تو نورالدین ہر نے خورشید سے پوچھا کہ تم کیونکر اس کے پردے میں گرفتار ہوئے خورشید نے حال اپنا غمراختہ پر جانا اور لشکر ایرج کو شکست دے کر بھاگا اور شہر فرنگو کشیہ پر آنا اور قلعہ پر یورش کرنا اور بانی میں اگر نابیان کیا نورالدین ہر نے اپنی سرگزشت بیان کر کے کہا کہ اچھا جواب کیا اسادہ ہو خورشید نے کہا کہ اب میں غمراختہ پر جاؤنگا لوگ میرے نہایت فکر مند ہوں نورالدین ہر نے کہا کہ اچھا تم جلد چلو میری ایرج کے مقابلے کو آئے ہیں خورشید نے سرگرمی سے ہوا نورالدین ہر نے جالاک سے کہا کہ شہر سیستانہ کو چلنا چاہیے آئے عرض کیا کہ چلے میں جا کر مال دریافت کیا دن تو بھر آپ چلے گا تو لکر جالاک شہر میں کہا سنا کہ سہیل بن سہیلان ہرانیہ کو گیا ہوا ہے یہ خبر سنا جالاک بہت جلد نورالدین ہر کی خدمت میں آیا اور بتلایا کیا کہ وہ صدران ماہ منظر کے قتل کے لیے ہرانیہ کو گیا ہوا ہے خبر سنا ہزارہ نورالدین ہر نے اسی وقت شہر ہرانیہ کا راستہ لیا اگر اُس وقت جو بھاگتا ہے سہیلان زیر قلعہ ہرانیہ اسادہ تھا اور بھانڈا جالے پر آسا وہ تھا اور صدران ماہ منظر اور دراج در در گوش دعائیں مانگ رہے تھے کہ نفرہ شاہزادے کا بلند ہوا کہ او کا فرخاسر فرخاسر تو سچا میں آہو بچاؤ ہا نا کمان ہر تیرہ بیکے ہوئے تھا کہ از دہا مجھے نکل گیا اور یہ نہ جانتا تھا کہ میں آ رہا ہوں کو قتل کر کے پھر صبح و سالم ظاہر ہو گا مال قدر لے جو شاہزادہ نورالدین ہر کو دیکھا باغ بلخ جو گئے طبل شادمانی بچنے لگا اور سہیلان نورالدین ہر کا نفرہ سنکر علیے کی طرف سے بھاگ کر



کی دہلی تلہ چٹھاسی خیاہست کو مائون تو بھر سے بھونگا یکسر نورالدین ہر سے مقابل ہوا اور پکارا کہ اے میرے حمزہ  
 اگر تو اڑدے سے بچ گیا تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا۔ یکے ہی گز کی جس سے دروازہ قہر کا توڑنے جلا تھا اب  
 اسی سے تیرے قہر ن کو برباد کر دوں گا یہ کہ شاہزادے پر گز کا دار کیا نورالدین ہر نے گز کو جلا میں لا کر ایک ایسی  
 ضرب بٹخ ابدار کی لگائی کہ مثل خیار گز کے دو ٹکڑے ہوئے سیلان نے بھی مجھ کر تلوار ماری شاہزادے سے  
 نے تلوار کی چھین کر گز بھر میں ہاتھ ڈال کر قاش زمین سے اٹھا کر بالاسے سر میں دے کر زمین پر دے لایا کہ مثل  
 زمین ہو گیا فوج سیلان پر رش کر کے نورالدین ہر پر آگری صدر ان ماہ منتظر اور درویش کو شہ یہ رنگ دیکھ کر دروازہ  
 قہر کا گھول کر فوج اپنے ہمراہ لیکر شریک نورالدین ہر سے نورالدین ہر نے سیلان کو تو بجا سے پھراٹھا لیا اور چاہے  
 ہاتھ میں تلوار لیکر فوج سیلان سے حرب و پیکار شروع کی بس جب سیلان نے یہ رنگ دیکھا اور دم اٹکا گھٹنے  
 لگا تو عرض رسا ہو گیا کہ شہزادہ اب بن افعالی شہنشاہ اور حرکات قیوسے نو یہ کرتا ہوں اور لغاسے بے بقا پر  
 حسرت کرنا ہوں آپ مجھے چھوڑ دیجیے و شکر نورالدین ہر نے اسے چھوڑ دیا وہ قدحون پر گز کے قہر اسلام سے شرف  
 ہوا سیلان اپنے ہتھکے میں آیا ملکہ سپاہ اور سرکردگان لشکر کو شرف اسلام سے شرف کیا اور نورالدین ہر صدر ان  
 کے ساتھ چلا بارگاہ شاہی میں جا کر بشا صدر ان ماہ منتظر سے کل سرگزشت اپنی بیان کی بعد اسکے کھانا کھا کر آرام کیا  
 جب صبح ہوئی تو سیلان نورالدین ہر کی خدمت میں حاضر ہوا صدر ان ماہ منتظر اور سیلان میں باہم صلح ہوئی بعد اسکے  
 صدر ان کے سامان دعوت مہیا کیا اور روز تک دعوت و ضیافت رہی تیسرے روز سیلان شاہزادے کے کھانا  
 لیکر اپنے شہر میں آباد مقام شہر کو اسلام آباد کیا پھر تباری سے شاہزادے کی ضیافت کی شاہزادے کو آئے سرے  
 دو تین روز گزرے ہر گئے کہ ایچی خود عادی اور عادی خود کا داخل شہر ہوا ہر کار دن نے اگر خبری کہ ایچی  
 خود عادی اور عادی خود کا آتا ہے سیلان کی تو یہ سنتے ہی رنگت برد ہو گئی اور غصہ ہو گیا اور غرور کا اپنے لگا  
 جام شراب ہاتھ سے گر کر چور ہو گیا شاہزادے نے نہ ہوا کا سیلان خود عادی کو نہ جو تہا مستدر خائف ہو سیلان  
 نے کہا شہزادہ یہ اولاد میں عروج بن عروج کی ہیں اور میرے ذات میں سمندر کے کتلے سے بہتے ہیں  
 نہایت دروازہ میں آفتاب سے بھلی جو نہ کھاتے ہیں آدمی کی تو بجال نہیں کر اٹکا سامنا کر سکے شاہزادے  
 نے کہا کہ تم گھبرائے کیوں ہو ایچی کو آئے دو کیوں تو مضمون نامہ کیا ہے خدا کو یاد کرو قہر قہر ایچی داخل بارگاہ ہوا  
 خود گل آہنی پر شکن ہوا ساتی نے جام شراب کا تواضع کیا ایچی نے جام شراب پی کر کہا کہ میں نامہ دار ہوں  
 ہلوان دوران گز شایب جہان خود عادی کا سیلان نے کہا کہ لا نامہ ایچی نے نامہ سے کھول کر دیا سیلان  
 نے دیر کو دیا اس نامہ میں تھا کہ اسی سیلان اس نواح میں آج کل مویشی کی بہت قلت ہو گئی ہو تو گواہ ہے  
 کہ عیسین بکران گاؤں جبکہ ہر سکین ہاری خوراک کے واسطے روانہ کیا کر دور نہ ہم اگر مویشی کیسے آدھوں  
 تک کر کھا جائیگے بس یہ مضمون شکر نورالدین ہر آگ ہو گیا اور نامہ دیر کے ہاتھ سے لے کر پڑے پر سے کر ڈالا  
 ایچی نے یہ دیکھ کر کہ اگر ایچی جو ان غصہ کیا تو نے کہ ایسے ہلوان کے اسے کو بھاڑ ڈالا اور تلوار کھینچ کر نورالدین  
 کو آری نورالدین ہر نے مضمون پیا گری تو اس کی چھین کر ایک سلاخ مارا کہ وہ بیٹھ ہو کر گرا پھر جو سٹش آیا  
 تو اٹھ بھاگا اور خود کے پاس اسی حال سے جا کر وہ ٹکڑے نامے کے دکی کر کل حال بیان کیا بس خود کو یہ  
 حال شکر غصہ آیا اور لشکر اپنا درست کر کے سیلیہ کا راستہ لیا جب بعد چند روز کے سیلیہ میں پہنچا تو تمام  
 شہر میں ایک تھلکہ ہو گیا کہ عادیان آدھوارا ہو گئے جب خبر سیلان کو پہنچی رنگت اٹکی درویشی

نور الدہر نے کہا کہ اوسیلان تم بالکل فوت نہ کرو اور خدا کو یاد کرو تمہارے محبوب لشکرِ ثمود کا خیر میں قیام پذیر ہو جاؤ  
نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ لشکرِ ہمدان شہر سے باہر نکلے جو جب حکم آئے گا لشکر بھی شہر سے باہر نکلے مقابل لشکر  
ثمود عاد و حمیر زق ہو اور دونوں لشکروں میں پہل جگ بجائے رات بھر جانیں میں تباہی رہی صبح کو دونوں لشکر  
محرکہ کر اسے میدانِ تبرہ ہوئے معروف جہال اور قتال کی آواز سننے میں جب تقابلیت نصبا ختم ہوئی تو ثمود عاد  
میدان میں آکر جنگی آواز اٹھائے شخص کیا نہ ہو جسے میرے پاسے کو بھاڑ دیا تھا یہ سنکر نور الدہر ہمالیہ قدرِ عرصہ  
کا انداز میں جلوہ افروز ہوا دیکھا کہ ثمود عاد آدمی کا پہلو پر ایک ڈبہ دو سو اشیاء کا قد ہی کوئی مرکب زہر دان  
نہیں ہی پیدل کھڑا ہوا ایک میل گران سنگ کا ہڈے پر رکھا ہوا خراب کھڑائی رہا یہ دیکھ کر نور الدہر بھی  
پیارے پاؤں پر میدان کو پہلا جب ثمود عاد کے مقابل ہوا تو اُس نے دیکھا کہ ایک جوان حسین خوبصورت سامنے  
کھڑا ہوا اور بھی کہ سبیلان نے اسے صلح کے واسطے بھیجا یہ سمجھ کر کہنے لگا کہ اے جوان میں ایک طرح صلح پر  
آمادہ ہوں کہ جسے میرا سہارا ہو اُسے بازو حکم میرے پاس بھیج دے ورنہ میں تمام شہر کو کھا جاؤ گا نور الدہر  
نے کہا کہ او خود سر تو کن خیالوں میں ہو رہا میں ہی ہوں جب فتنے کے زمانہ بھانا تھا اب جبراً سر توڑ دینا یہ لشکر  
ثمود عاد سب ہنسار اور کہا کہ آتا تو میرا سر توڑ دینا چلے تو یہ تو بتا کہ تو کون خانہ زاد ہے نے کہا کہ میں نبیرہ حسنہ  
صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان ہوں یہ سنکر ثمود عاد نے کہا کہ جیسے نبیؐ، گھنڈ پر ابھالا حسرہ اپنا  
نور الدہر نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ نہیں ہو کہ ہم حریف پر مشید شکی کرین بے توانا حریف کر جب تیرے  
حریف سے خدا پہنچا بیٹھا تو ہمیں جائیگا یہ لشکر اس مادی کے کہ شاید تجھ کو اپنی شرافت پرست غرور یہ ککھر رہا  
خبر دار لکھ دی میل گران سنگ چرخ دے کہ نور الدہر ہر پر مارا نور الدہر نے آتے ہوئے میل کو خیال  
میں لاکر ایک ضربِ شمشیر آہستہ سے اس میل کے دو ٹکڑے کر دیے ایک ٹکڑا گر جٹا ایک اُسکے انچھین پکڑا  
ہستے ہی ٹکڑا نور الدہر پر مارا نور الدہر نے اسے بھی خالی دیا اب ثمود جھوٹ کر دھماکے تلخے مسلک بارڈا توڑ دیا  
نور الدہر بھی دروگر اس سے لپٹ گیا زور شکن ہونے لگے دن بکھٹی رہی شام کو ثمود عاد نے ہجر کے کا قصد کیا  
اگر شاہزادے نے پہنانے دیا جانے سے روٹی آگئی غرض دو شبہ روز گنتی رہی تیسرے دن شاہزادے نے  
لشکرِ ثمود عاد کا توڑ کر سر سے بند کیا اور چرخ دے کر جاہا کر زمین پر دے مارے کہ آگے سفور الامان کا بند کیا  
نور الدہر نے کہا کہ اب الامان بشرط الامان اگر تو دین اسلام قبول کر تو بھادیا بیانی ہو اُس نے کہا کہ میں نے قبول  
کیا نور الدہر نے اسے زمین پر رکھ دیا وہ شاہزادے کے گرد بھر کر از سر صدق مسلمان ہوا حلقہِ نعلی کان میں پہنا  
اور عرض کیا کہ اے شہر یار اگر حکم ہو تو میں اپنے اہل لشکر کو مسلمان کر لاؤں شاہزادے نے کہا کہ اچھا ہاں ثمود عاد  
اپنے لشکر میں گیا اور سبیلان شاہزادے سے زہر تار کرتا ہوا نیچے میں لے کر آیا اور رستہ زہر بان  
شاہزادے کی تقریفیں کرنے لگا کہ حضور اس مادی کا مارتا آپ ہی کا کام تھا نور الدہر نے کہا کہ اے  
سبیلان اسکی کیا حقیقت ہے جسے بنایت خدا ہے جو سے دیوؤں کو زیر کیا ہو اور پہلے شاگ وزمی آتا کہ  
لباسِ جرمی پہن کر کھانا کھایا اور سو رہا اور آخر ثمود عاد جو اپنے نیچے میں آیا نہ کسی سے بات کی نہ کسی سے  
جولا کچھ تھوڑا بہت کھالی کر سو رہا صبح تک ہوش نہ آیا صبح کو اٹھ بیٹھے کہ اے فرزندِ یہ خدا پرست بہت  
زبردست ہے میں نے تو اگسکا دین قبول کر لیا تو کیا کتہا ہے کہ اے فرزندِ یہ خدا پرست ہر طرح آپ کے ساتھ ہوں  
جب آپ اس سے رو کر صدمہ بردہ ہوئے تو میں کس قطار دشمار میں ہوں بعد اُسکے کل فوج سے کہا کہ میں نے تو



طبعی پرست پرست کی تم نیک کی گئے بوسب نے کہا کہ ہنسی بھی دین قدیم اپنا ترک کیا ہر طرح آپ کے ہمراہ ہیں الفزین  
سب کو مسلمان کر کے اپنے ساتھ لے کر خدمت نورا الدہر میں حاضر ہوا ہر ایک کو شرف قدمی سے شرف کرایا شہزاد  
نے ان سب کو خیمات والوں سے روزانہ کیا اور بخود عادی عادی شہزاد کو اپنی فوج کو سپہ سالار کیا محبت جشن برپا  
ہوئی چند روزی پیش و پشت میں گزرے ہوئے کہ ایک روز ہر کارون نے خیر فی کہ ایک لشکر عظیم دریا کنارے  
آیا جو نورا الدہر نے جالاک کو استفسار حال کے لیے روانہ کیا وہ ایک غریبی بھر کے بعد نہایت خوش و خرم  
نورا الدہر کے پاس آیا اور کہا کہ اے شاہ عالیجاہ مبارک ہو کہ یہ خدا آپ ہی کا ہے اور دوسری بشارت یہ کہ ہر مہینہ  
نوشہروان بشارت پاکر مسلمان ہوا ہے وہی آپ کے حکمران کے ہمراہ ہے نورا الدہر یہ شکر بہت خوش ہوا اور ہر مہینہ تاجدار  
کی ملاقات کو جلالہ و مآثر سے ہر مہینہ نورا الدہر کے آنے کی خبر شکر و نامہ مآثر میں باہم ملاقات ہوئی اور باہم گفتگو  
ہوئے شکر نورا الدہر کا ہونے لگا جسے متادہ ہونے لگے بعد سرمدارون نے مع گہرا سے اختر شناس شاہزادے کی تدبیر  
حاصل کی محبت پیش برپا ہوئی سرداران قیوم ان عادیان بلند بالا بلند گردون کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے نورا الدہر  
نے بشورہ گہرا سے اختر شناس ہر مہینہ تاجدار کی تخت نشینی کا سامان کیا ہر مہینہ عرض کیا کہ اے شہزاد عالی وقار  
اور نیک نشینی آپ ہی کو زندہ ہے آپ تخت پر رونق افزہ ہو رہے اور زیادہ سے زیادہ یہ جو کچھ خدمت و ناز سے  
متاثر ہو رہے ہیں حفظہ اہم حضور پر نور ہو گا اور بتدائن حمزہ صاحب قرآن بھی خود ہی تخت پر بیٹھے تھے آپ بھی اپنے  
لشکر کی بادشاہت فرمائیے۔ خدا تعالیٰ نورا الدہر نے کہا کہ اے شہزاد اب آپ امین اہل رنہ کیجیے شاہی مملکت آپ ہی کو  
سپردا رہے کہ آپ خاندان گیلان سے ہیں و بیان کی تخت نشینی بھی عاریتی ہو جب صاحب قرآن ظلمات سے مراجعت  
فرمائیے تو اسے عرض کیا کہ آپ کوین کل لشکر کا بادشاہ کا کوٹنگ من سے کٹر ہدیز گوارا سے سنا ہے کہ ہم نوشہروان ملک العادل  
کے نگران ہیں جو کچھ ہمارے ہیکے عمارت ہو وہ سب اختیار رک کی دہر سے ہر درندہ ہمارے بادشاہین میں ہر طرح  
کا کھانا ملیج ہوں ہیں اور شہزادہ جب آپ کی نسبت جابر گوارا سے بیان درشاہ فرمائیں تو میں کس حساب میں ہوں آپ کو  
ہر اور سزا دے کر یا سزا بخور اور کوئی غیبات میں ہر آپ کو خدا نے فضل اللہ کیا ہے ہر مہینہ نے یہ شکر سر جھکیا نورا الدہر  
نے سامان تخت نشینی مبارک کے ہر مہینہ کو تخت پر بٹھا اور شادمانی بگنے کا حکم دیا بعد اسکے چلے نورا الدہر دی  
بہر تمام سرداروں سے ندیان دوا میں گہرا سے اختر شناس کو وزیر کیا اور خود سپہ سالاری کے کھل پر بٹھا اور حکم  
جشن دیا بعد از فراغ جشن حکم کو پج دیا جہاز درشتیان تیار ہوئیں اسباب لذت شروع ہوا جب سب سامان  
درست ہو چکا کہ شہزادہ نورا الدہر سوار ہوا لشکر جہازات کے اٹھا دیے بادبان کھول دیے اب شانہ روز جہاز  
چلے جاتے ہیں کسی مقام پر قریب نہیں کہنے جاتے جاتے ایک روز غلطی ہو کر افسوس راہ بھول کر کہہ رہے کہ صرنگے  
کمان جانا تھا اور کمان پہنچ گئے نورا الدہر نے ناخدا سے پوچھا کہ اسے یہ کیا غلطی ہوئی اس نے عرض کیا کہ حضور  
سات کو چھ سے پہنچا ہوئی کہ چند شانہ روز کا ٹک ہوا تھا سو گیا جہاز راہ سے بے راہ ہو کر جزیرہ کشیدہ درون  
ان کی طرف آ رہا ہے وہ قوم ہر کواہی لی تو کیا حقیقت یہ خبر کو پہنچا جاتے ہیں باغی کو کھا جاتے ہیں بارہ  
لڑکے سنہ ہیں پانچ پانچ گزلی ناگین ہیں تمام عالم میں انکے زور و قوت کی درحاک ہر پانچ بجائی بیان لی بادشاہت  
کہنے ہیں اقباش کشیدہ رو بقیاش کشیدہ رو اقباش کشیدہ رو اقران کشیدہ رو و قارن کشیدہ رو  
ہر جہاز بیان آجانی کوئی انہیں کا زور بھر نہیں جانا ایسی جہاز میں کہ اگر آدمی بیٹھے باغیہ دن کو  
دیکھے تو اسے دہشت کے مرجاسے نورا الدہر نے کہا کہ کیا یہ اور طرفت کہ منہ سے کہ عرش کی انہیں نورا الدہر





حاضر ہوئے اور شرف اسلام سے شرف ہوئے بعد اُس کے اقباش کشیدہ رونے سے شاہزادے کی دعوت کی  
 صحبت رقص و غما برپا ہوئی ہرگز تاجدار تخت پر شکنجہ ہوا شاہزادے نے دھلک شکت کو رونق بخشی ایک ہزار  
 سات سو پانچاون اور گزشت اپنے اپنے انگھون اور کرہوں پر شکنجہ ہوئے ابرن تان جیش نور شاہ معاد شاہ  
 صدر ان اہل نظر و ارج در درگوش و لیان زرنگی وغیرہ بھی حاضر ہیں گہرازی وزارت پر فوٹس ہو تمام دربار اور  
 میرا سترہ گر پریشہ کاٹکان صاحب ساہوگران طہاس بن عقیل دیو پر در کا دھلک نور الدہ ہر نے خالی دھلک  
 بے ساختہ آہ سر و دل پر دے طبعی اور آنکھوں میں آنسو سجڑ آئے یہ دیکھ کر ہر ایک مستفسر ہوا کہ کیوں شہزادہ کیوں  
 غیر باشد آب کے آہ سر دھرنے اور تابدیدہ ہونے کا کیا باعث ہو فرمایا کہ صاحب جو سوخت سب موجود ہیں گریہ غایتی صادق  
 رفیق موافق صاحب ساہوگران جان تبار خاندان صاحب قران طہاس بن عقیل دیو پر در موجود ہیں جو تو  
 کمال متاسف ہوں اور میری آنکھیں اسی کے دھلک کو خالی دیکھ کر دھلک برآپ ہوئی جاتی ہیں اسے انیسویں ہمارے دروہ  
 ایسی سہت سے جدا ہوئے کہ پھر کیا ہوئے اور صاحب طہاس ساہزادہ کا ہیکہ دنیا میں پیدا ہو گا سب طہاس کی طرف  
 گھٹیں اور عرض رہا ہونے کو فانی خداوند بہت بجا با شخص پر نور الدہ ہر نے کہا کہ ہاں عیسا یقین و صدیق میرے  
 اور کو نہ حور و آہ ایسا ہی شفیق بالصدق سمجھ طہاس نکلیا اور ان چالاک بنو سب کچھ باتیں ہوا ہی کر رہی  
 ہم تو اس ملک میں اپنے آئنے کا محل دریاں کر دیا لاک نے عرض کیا کہ حضور میرا تخت بھی پوشین ستا ہوتا شہر سلیم  
 ہو چکیا تھا نور الدہ ہر نے کہا کہ بعد اکیس ہمارے دوست طہاس کو بھی دیکھا تھا چالاک نے عرض کیا کہ حضور  
 کین نہیں نور الدہ ہر نے رو کر کہا کہ شاید وہ ڈوب ہی گیا ہو باتیں سن کر اقباش کشیدہ رونے لگا بندھ کر  
 عرض کیا کہ آپ کے تشریف لائے سے چند روز میرا اس دریا میں ایک شخص ہوا از قدما قرین سا طہو گر ان بل میں  
 پھر درخت غلطان و پیمان ڈوبتا اچھٹا چلا آتا تھا جالی میرا قد اش کشیدہ رو دریا کے کنارے شکار میں پھرتا  
 تھا آسنے ایک کڑا میں عادی کو نکال لیا اس عادی نے نکلنے ہی اللہ اکبر کا لہو بلند کیا اور سنگ باند بہت پریم ہوئے  
 اور طو این کھینچ کھینچ کر باہر آدہ دوڑ پڑا اس کے پور کا جائیں کر دے شہزادہ عادی جو سا طہو پور کر گزرا تو کوئی  
 ڈوبہ سو دراز کر دون کو ہلاک کر ڈالا انجام کا جب دراز دون لے دیکھا کہ ہم اس سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے  
 نو در بھاگ کر اینٹوں اور خیموں سے اُسے پھروں کیا جب وہ پھروں ہو کر گزرا تو اُسے گرفتار کر کے میوے ستائے  
 لائے میں نے اُسے لا خیرا کر حکم دیا کہ اسے اپنی پچڑ سے میں بند کر دو وہ وغیرہ کہنے کو دیکھ یہ خوب فریب رہا کہ  
 جب خوب فریب جو جائیگا تو پھر اس کے کتاب بنا کر کھا جائیگا اور شہزادہ بھی تک وہ اسی پچڑ سے میں قید ہو اور دے پھر دیا  
 بھی ہو گیا وہ من موسات من کی قید میں مقید ہو لیکن وہ ہرگز اس قید کو خیال میں نہیں لاتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب  
 آسنے قید توڑی اور اب توڑی میں مناسب جا تا ہوں کہ آپ اسے ملاحظہ فرمائیے اگر وہ طہاس کی ہو تو اُسے  
 قید سے نجات دیجیے اور اگر وہ طہاس نہیں ہو تو پھر ہم اُسے کتاب خوش جان کر بیٹے نور الدہ ہر نے کہا کہ اور حق  
 گوشت آدمی کا حرام ہو اور تمہارے یہاں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ طہاس ہی ہے کیونکہ کل کو انکھائی کے سے تم بیان کرتے ہو  
 اچھا سنگو اور تو ہی کھینچ تو یہ سنگو ہی دقت وہ پچڑا طلب ہوا اور طہاس نے جو وقت سے متا ہے کہ کسی شاہزادے  
 نے اگر ان لوگوں کو مسلمان کیا ہے سوقت سے دعا میں تاک رہا ہے کہ خدا فرمے شاہزادہ نور الدہ ہر ہی ہو چکیا  
 پھر پھر کہ اس شاہزادے کا کیا نام ہو کوئی بتا نہیں طہاس خود پتا نہیں ہو کر دیا ہو اور کتا ہی کہ بھائی خود  
 ضرور شاہزادہ نور الدہ ہر ہی ہے تم جا کر فرماؤ اس سے یہ حال کہ تودہ ضرور مجھے پھر لیتا اور مجھے اگر ریا لی

ہو جائے قیمت تھا کہ ساتھ بہت مسلوب ہو گیا وہ ایک چوتھان میں جواب دیتے ہیں کہ خوب تو مجھ کو فریب دیا ہے  
 اس سے تو مجھ کو ہمارا اور تمام زمانے کو دھونے پر کیا ہے ہم کسی سے کہیں گے نہ کہیں جائیں گے ظہاں مضمط ہو کر کوئی نہ  
 شاہزادے کے پاس جائے کہ ایک کچھ عادی سے ہو گا کہ عیسوی عادی کو چلو شاہزادے کو دکھایا جائے گا ظہاں  
 یہ خبر سنا بہت خوش ہوا القصر خیر اظہاں کا شاہزادہ عالی درجے کے پاس لائے شاہزادے کی نگاہ جو یہی اظہار  
 دے ڈا اور ادرع ظہاں نے شاہزادے کو دیکھ کر بارہ خوشی سے تیر توڑ ڈالی اور پھر اٹھ کر نکل آیا اور شاہزادے  
 کے قدموں سے لبٹ گیا نور الدہر نے اسے گھسے گھسے دو تون کے دو تون روئے دے بہوش ہو گئے  
 کشیدہ روطہ اس کی حالت دیکھ بہت تعجب ہوئے کہ کیا قوت خفا سے نے اسے عنایت کی ہو جب کہ وہ اور  
 گلاب وغیرہ چھڑکا گیا تون دو تون کو ہوش آیا شاہزادہ کمال سرور ظہاں کو ساتھ لیکر ڈنکل سالاری پر چلے گئے  
 ابسین ایک دوسرے کا مستغیر حال جاکھی دن تک جشن رہا بعد اسے اقتدار کشیدہ رو کر تو دین چھوٹا اور باج  
 چار سو کشیدہ رو یون کو ہوا کے نزدیک لیا اور جانب باختر روانہ ہوئے قیصر دزد تھا کہ ایک میل دریا میں کھائی  
 ہوا تمام جہاز دن میں غل بڑھ گیا کہ انوس راجہ کو گر ابسین چھٹے شاہزادے نے مستغیر حال کیا لوگوں نے  
 عرض کیا کہ حضور راہ بھول کر رہا ہے عیسوی میں آجینسہ و باجنتی پھر عمر پھر انین ہوتا نور الدہر نے کہا کہ اچھا  
 جہاز دن کو اور جانب پھر بھلو عرض کیا کہ اگر شہر راہ بھولے تو پھر یہ باقی ہو ہی رہی ہیں کہ جہاز  
 نسل راہ عمر کے چل سکے تا خدا سے عرض کیا کہ حضور اب بالکل صدمہ میں آ گئے اور جہاز اسطرت کھینچے جاتے  
 ہوں شاہزادے نے کہ کہ خیر جو دینی الہی چار دیکھا کہ القصر جب جہاز اس میل کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ میل  
 سرنگ کشیدہ ہو اور ایک زنجیر طائی سر میل سے تاپا میں میل لگی ہوئی جو بس جہاز گرداگر دیل کے ہڈ کھانے  
 گئے اور دیکھ کر بہت سے جہاز بھی گرداگر دیل کے اسی طرح تپلا بہ بلا میں لوگ بے صحت ہو گئے  
 ہن نہ اٹھتا تھا نہ پائون میں جنبش ہو ایک سکے کا عالم ہوا مال و اسباب سب ہی طرح دکھا ہوا شاہزادے  
 نے کہا کہ معلوم نہیں یہ لوگ رومہ ہن یا رومہ چالاک نے کہا کہ شہر بار میں بھی جا کر خبر لیا ہوا ہے کہرا اپنے جہاز سے  
 کو دکر ان جہاز دن پر گیا پہلے سلام علیک کی جواب نہ آیا چالاک نے ایک شخص کا شاہ پڑ کے اٹھانے کا قصد  
 کیا اٹھان چالاک کی بدن میں اس شخص کے در آئین گشت بدست سب گھل گیا تھا یہ حال دیکھ کر چالاک نے  
 آواز دی کہ اگر ملہر دیر لوگ کو اس مدت سے گرفتار میں کیا جا سکتا تھا کہ شاہزادے سے بہت انوس کیا  
 اور دوسروں کا تو یہ عالم ہوا کہ ڈاڑھیں مہر کر روئے گئے ہمارے کہ انوس ہمارا بھی یہی حال ہوتا ہے شاہزادہ ایک  
 ایک کو دلاسا دینے لگا کہ اسے بارہ خدا کو یاد کر وہ بڑا ماحی و مددگار ہے اور چالاک کا حال ہو کر روتا ہوا  
 ہو اور مال و اسباب سمیت رہا ہے نور الدہر نے کہا کہ اگر چالاک یہ مال و اسباب تو کیوں سمیٹ رہا ہے کیا تجھ کو  
 اب نہ دیکھ کی بھی ابیدہ چالاک نے کہا کہ اگر شہر راہ آپ سے شخص بہادر اور مستقل مزاج سے یہ پاس دھرت  
 سمیت تعجب خیر ہی اگر شہر راہ رومہ در طلق چاہیگا اور اسکا حکم قبض روح کو بین ہوا ہی تو فک ہی جائیگے ابسین  
 کیا کلام ہے نور الدہر نے کہا کہ ان بھائی جہاز پر بارہی انوس آتا ہے کہ اس کی مدد کو چلے گئے اور اس  
 جہاز میں شخص کے ہر گوار کی قدر ہوئی کی بھی آواز دل ہی دل میں رہ گئی چالاک نے کہا کہ اگر شہر راہ راہیں نہ رہے  
 حق تعالیٰ کو یاد دیکھے اگر حیات مسوق باقی ہو تو نجات ہوا حال ہو اور اگر اسی طرح مضا آئی ہو تو رضینا بقضاء  
 و تسلیم لا رومہ خلاصہ آئندہ ایک باکس ای حالت خوف و حیران میں بزرگ گیا غلہ بھی تمام ہو گیا سویشیدون سے



گوشت پر نوبت پہنچی اب وہ بھی نام ہو گئے اسپکا کی نوبت آگئی نور الدین نے گھر اسے اختر شناس سے کہا کہ اگر گھر  
نور الراجہ داخل ہو تو کر و کر ہم اس گرواہ سے نجات بھی پائیں گے یا میں مرکز رہا ہینگے گھر اس نے اسی وقت  
زائچہ کھینچ کر عرض کیا کہ حضور مایوس نہ ہو جیسے آپ تباہ و برباد دی وہ اعانت بزرگان دین اس ظلم کو رفع کرنے کے حسب  
ہر کہ آپ درگاہ ایزدی میں رجوع فرمائیں یقیناً ہر کہ فضل خدا شامل حال ہو گا ہر گھر نور الدین نے  
ظلم و عبادت خاندان قائم کر لیا اور نماز حاجت پر ہر گھر سے خداوندہ جہان بن زمان سے ہر اشعار ارشاد کیے

تو محبوب باغبان قدرت ہی  
 کہیں ہرچیز میں حسن و الفت کے  
 بخشی ہر گل کو نکست در رنگ  
 کہیں تیری ہو سحر و ہر پیکل  
 تھمتے ہر چہیز کو اثر بخشا  
 و اوت تیری ہو جب پوش کل  
 تیرے آگے ہر ایک سب خلق  
 حسن و انون کی تو نکا ہو نہیں  
 تو ہو محبوب سارے عالم کا  
 ہر کے دن جو کھتے جاتے ہیں  
 یہ ہم چشم طلب ہر مسئل  
 نہیں کر سکتا کوئی تیری شت  
 عظم فضل و کمال خلق کیا  
 تھی و نہیں کیا تھے پھر آئین  
 ہم لائل ہو آشکارے بات  
 پہنچے اپنے طریق وین پہ سب  
 کوئی کتا ہو آفتاب میں ہو  
 غلط زین مستلزم جہالت کا  
 نیست اس سے ہر آدمی کی دہری  
 ہم پہنچتے ہیں سب کہیں تو ہی  
 کجوقادر اسی سے تو جاتا  
 سر و قہری گواہ لا اشر  
 کیا میں نے کچھ سوئے گند  
 اگر کسی کوئی نیک کام ہو  
 اس سے میں جک گیا ہوں اشر

نام سے تیرے درگزر ہوتی  
 کہیں سارے میں بڑی قدرت  
 اور پیکل کو گل کی دی الفت  
 اسکی الفت کا پانی کیا پیکل  
 عقل اسب کو شش و شش  
 سارے راز عشق بیل و گل  
 ہمیں مانتی ہو یا کوئی حسد  
 دل بچے و شش و گل آہو نہیں  
 سب کے نہیں ہر خوش و شش  
 جانیں دیکھتے ہو کس آئین  
 چارہ ساز و ساز و ساز  
 کہ ہر ایک چیز کو کیا پیدا  
 گل مانتا و صفت و صفت  
 جو عری حمد میں کھی جائیں  
 و مدد و شریک ہو تیری فتا  
 مانع من گر بچے یا رب  
 کوئی کتا ہو ماہتاب میں ہو  
 کوئی کتا ہو آب میں ہو خدا  
 زندہ ہو ساتر چنگ آئی ہو  
 اور مالک کہیں نہیں تو ہی  
 جو ارادہ کیا ہو انور  
 کتا ہوں لا الہ الا اشر  
 ہوں سزاوارتا ریا اشر  
 تیری توفیق سے وہ تھا ہوا  
 کہ بہت سر پہر گیا ہوں کاہ

باغ عالم کو دسے خلق کیا  
 عقل بند یا خلق قدرت ہی  
 کہیں شل کے گیسو نہ تیار  
 تو ششم کہیں میں گل بہ تیار  
 جسطرح دیکھے فسانے میں  
 نہیں بڑا مدیل ایو عادل  
 نہیں جاتا کہیں بھی مدل تیار  
 آگ فزون سے وہ نکا نہیں  
 جتنے مانتی ہیں دل بہ جتنے  
 نام تیرا و مانت جان ہو  
 جب ہوتا زو کوئی غم بہ نکا  
 علق عقل و ذہن و گویا  
 تجھے اور مالک خلق پابا ہی  
 تو ہو باقی ہر ایک فانی ہی  
 جتنے فرشتے ہیں اور باطل  
 کوئی چہر میں تجھ کو سمجھا ہی  
 سوز الفت اسے بھی جبر ہو  
 کوئی ہر دم ہو اکابر ہر دم  
 میں بہت سے اسطرح مڑتے  
 پھر جو کچھ چاہتا ہو کرتا ہی  
 گو کہ تا چیز ایک جاہل ہیں  
 تیرا بندہ گنگار ہو نہیں  
 عمل زشت کے سوا نہ کیا  
 اب جو روز اب آئینا نکا  
 گو کہ یہ بیان کی ہر شدت ہی

کیا بھلا جو مجھے پراساں کیا  
 چمن آرا سے باغ و الفت ہی  
 باغ میں آگے ہو بہ شکستہ  
 کہیں سبزے رات باد بہار  
 تیری قدرت کے کاٹا نہیں  
 تجھے مہلا نہیں ہو کوئی دل  
 کہ تر و تون ہی کو ہو بخشا  
 یہ و صر و صر و صر و صر  
 میں گر خوار تیری الفت سے  
 مرض لا دوا کا دور و دور  
 تو نکا ہو منہ ست یا اشر  
 کلک و قرطاس و دستہ بیتی  
 قہری سنے آدمی ہنایا ہی  
 ذات تیری ہی جا و دانی ہو  
 اہمیت سکرمین وہ تیری قائل  
 کوئی مسجد میں سجدہ کرتا ہی  
 آگ میں جھنکے کھو جاتا ہی  
 کہ اسی میں ہو خالق عالم  
 اور طریق ایک سے نہیں بکے  
 عالم کا شب زما نہ ہے  
 اہمیت کا تری من قائل ہوں  
 شجر زشت بار و بار ہوں بینا  
 دل سے سجدہ کسی ادا نہ کیا  
 پاس ہو گا نہ کچھ سوا اسے گناہ  
 تیری سہ سے زادہ رحمت ہی

کیا بجلا جو مجھے پھر اسکی فضا  
 چمن آرا سے باغ الفت ہی  
 باغ میں آکے بویشک تمام  
 کہیں سبزے لوت باد بہار  
 تیری قدرت کے کاٹاں تیریں  
 تجھے مہلا نہیں ہو کوئی دل  
 کہ تر دو فون ہی کو جو خوشا  
 یہ وہ صرے دھوئیں آڑاں میں  
 میں گرفتار تیری الفت سے  
 مرض لادوا کا دور میں ہر  
 تو نکلتا ہر منہ سے یا اشم  
 کلک و فرخاس و دستہ بتی  
 قہری سنے آدمی بسا یا ہی  
 ذات تیری ہی جا و دانی  
 احمدیت کلمہ میں وہ نری نائل  
 کوئی مسجد میں سجدہ کرتا ہی  
 آگ میں جھنڈے کھڑے جا تا ہی  
 کہ اس میں ہر خالق عالم  
 اور طریق ایک سے نہیں بکے  
 حاکم قائب زمانہ ہے  
 احمدیت کا نری میں قائل ہوں  
 شجر زشت بار دار ہوں بینا  
 دل سے سجدہ کبھی ادا نہ کیا  
 پاس ہو گا نہ کچھ سوا اسے گناہ  
 تیری سہ جے زادہ رحمت ہی

پھر عیسا کیسے پھر جبرائیل بعد تضرع و ناری ہر گاہ جناب باری دہانگا کیا بعد یہ ہر گاہ غنودلی سی آگئی وہ یہ ظاہری

بند ہو گئے اور دیر پاٹنی کھل گئے مائے خواب بن دیکھ کر آسمان سے ایک نورانی تخت ترسے اڑا اور ایک  
 بزرگ نورانی شکل عمامہ سر پہا بن در پہنچ بکف نمودار ہوئے اور آواز جیج و خروش رہنا و رب الملائکہ  
 و الروح کی بلند ہوئی جب شاہزادے کے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام تھا  
 ہیں نور الدہر سامنے حضرت کے دست بستہ کھڑا ہوا حضرت نے ارشاد کیا کہ اے نور الدہر تم اس قدر مضطرب کیوں  
 ہو نور الدہر نے عرض کیا کہ آپ پر سب حال میرا روشن ہو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے نور الدہر طلسم  
 آصف بن برخیا کا بتا دیا ہوا نام اس کا طلسم کر کرہ آصفی ہو نور الدہر نے عرض کیا کہ میرے کیوں کر اس طلسم  
 سے نجات پاؤں گا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں اسے تمہیں تعلیم کرے گا جس سے تم اسے پڑھ کر اس میں پردہ کرنا  
 ایک جوان خوش رو بالا سے میل نالیاں ہو گا اور تمہیں طلب کرے گا لیکن تم مطلق سماعت نہ کرنا اور ہرگز جواب نہ  
 دینا اسے اسم پڑھتے جاتا دوسری مرتبہ تکررہ پھر پانچا پھر جواب دینا اور اپنے کام میں مصروف رہنا جب وہ  
 بارہ تھیں بلاوے تو تم پاس اس زنجیر دم کر دینا وہ زنجیر بھی ہو جائیگی تم اس زنجیر کو پڑ کر اس میں ہلے جانا  
 جب تم میں ہلے جاؤ گے تو وہ جوان تو قاب ہو جائیگا اور کچھ نہ بے غما یاں ہونگے جب ان زمینوں کو تم پر کرنا  
 تو ایک مکان مالی شان و کھانی دیکھا جب تم اس مکان میں جاؤ گے تو ایک کنواں دیکھو گے اور اس کنوین پر  
 چرخ قائم ہو گا اور سامنے اسکے ایک گنبد مالی شان ہو گا کس پر اس گنبد کے ایک جانور عظیم الجثہ بیٹھا ہو گا بار بار  
 بار آسمان پر اڑے جاتا ہو اور آواز سیات سیات کی بلند کرتا ہو اور پھر آکر بیٹھ جائے جو تین بار اس کی صدا  
 سن لیتا ہو وہ پتھر کا ہو جائے اور تمہیں لازم ہو کہ خود سے اس جانور کے پیچھے نہ لگا کر نا ایک قال سیاہ اسکے پیچھے  
 پھر تم بہت فخر سے ایک تیر چلے گی ان میں جو ذکر اس قال پر مارنا اگر نہ تھا اس کے نال پر لگا تو تو تم قتیاب  
 ہو گے ورنہ پتھر کے ہو گے رہ جاؤ گے ورنہ اگر نہ تھا راہ پر جاؤ گے اور اس قال کو تم مار لو تو بعد اسکے تم اس  
 گنبد کے اندر جانا ایک صندوق زنجیر میں آویزاں ہو تم ہی اسم پڑھ کر اس صندوق پر دم کرنا وہ تھا رسے  
 پاس آجائیگا تم اس صندوق کو بخوف و خطر کھولنا لوح طلسم اسی صندوق میں ہے اسے نکال لینا جب اسکے ایک  
 صندوق اور دہین رکھا ہو اس صندوق میں سلج بھوک اور تینہ نیلگون جلیانی رکھا ہو اسے بھی اپنے پیچھے  
 میں کرنا اور پھر اسکے لوح طلسمی کو دیکھنا جو آسمین لٹھا ہو گا اس پر عمل کرنا انشاء اللہ طلسم فسخ کر دے اور اس گنبد  
 سے نکلاؤ گے پھر جہان جی جاؤ گا چلے جانا یہ خواب دیکھ کر نور الدہر کی آنکھ کھل گئی تمام مکان کو مٹا اور معینہ بابا  
 ایک نو نور کی از زمین تا جہنم معلوم ہوئی اور ایک کائنات اپنے سر پہنے سے پایا پھر کمال سرور ہوا بعد  
 تجدد و خندنا دہر کے عبادت خاستے سے باہر آیا جسوں سے حال خواب کا بیان کیا ہر ایک نے خوش و سرور  
 ہو کر مبارکباد دی کہ شہر بارہا رک ہو جن تقاسے نے ڈی مدنی اب انشاء اللہ آپ اس گرداب سے چھوٹے  
 جو دہر کی کسر کردہ ہی الغرض ہا توں جینوں میں شب ہو گئی شاہزادہ کھانا کھا کر سو رہا جب صبح ہوئی تو اس کا نڈ  
 کو دیکھ کر اسم کر حفظ کر کے اس میں کے سامنے آیا اور اسم پڑھنا شروع کیا سات ہی مرتبہ پڑھنے پایا تھا کہ ایک  
 جوان حسین ذرین پوش اس میں پر غما یاں ہوا اور پکارا کہ اے عزیز نے تو نے مجھے کیوں طلب کیا تھا اب میں حاضر  
 ہوں میرا کام ہوا ہے اگر بیان کرے تو نور الدہر کب جواب دیتے ہیں اسم پڑھنے کے وہ جوان بکا کر چپ ہو رہا  
 بعد تدریجی دہسے پھر آواز دی کہ اے عزیز نے تو نے مجھے بلا دیا ہے اور جب میں آیا ہوں تو خود میرے پاس نہیں  
 آنا اور راجا صاحب دول نہیں بیان کرنا پھر لا را الدہر نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنے کام میں مصروف رہا جب



ایک سو ایک مرتبہ چکر اس زنجیر دم کیا تو وہ زنجیر خود بخود نیچی ہو گئی اور وہ جوان بچار اگر استوار و دوستی  
 پوری ہوئی سوائے اس زنجیر کو بچ کر چھوڑا شاہزادہ اپنے ہر ایوان سے لے کر کہ صاحبو جاسنے بن دما کر وہ طلسم  
 فتح ہوا اس زنجیر پر چلا دھس تو نور الدہر با علی با علی کتا چلا جاتا ہوا اور دوسرے لوگ دھانگ رہے بن  
 بار الہاد اسطرحہ ذال محمد کا نور الدہر کو اس طلسم پر خباب کرتا ایک نور الدہر اس میں بچہ گیا دیکھا تو  
 میدان بالکل صاف ہی اور اہل جہان مثل جہان کے معلوم ہوتے ہیں کہ اس کے دھانگ پانی سے بن سو گویا  
 تھا انصاف دھار دھار دیکھنے دیکھنے شاہزادہ سے سنے دیکھا کہ چہرہ زینت ہے از سنے کے سنے بن شاہزادہ نور الدہر  
 علی علی کتا ہوا ان زمین کو لو کرنا ہوا چلا ایک سو ساٹھ رتبہ طوطے تھے کہ ایک دروازہ مغفل دکھائی دیا اور کئی  
 اسی ایک طاق پر رکھی معلوم ہوئی شاہزادہ سے سنے اس کئی سے دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا دیکھا کہ وہی باغ ہی  
 وہی کنواں جو وہی گنبد ہوا اور اسطرح کس پر گنبد کے جانور بھی ہوا اور ساٹھ اس کے ہزار آدمی پتھر کے سنے  
 ہوتے گھر سے بن اپنے دل میں کہا کہ ای نور الدہر ہے سب بھی تیری طرح اگر وہ منہ فامی طلسم آئے بن اور اس  
 جانور کے خال پر نہ لگائے بن اور نہ سنے خفائی ہو دیکھتے تیرا کیا انجام کار ہوتا ہو غیر تیرا لگاؤ کسی خیال کر کے  
 تیرے مکان میں پوسنے کر کے اس جانور کے خال کو خوب طرح تاک کر ماسا اگر ایک تل بھر کا فرق لگیا تیرا خال خالی ہو  
 چا نور الدہر تو ساٹھ رتبہ زنجیر کا ہو گیا نہایت غناک ہو کر دوسرا تیرا وہ بھی خالی گیا ابکی رتبہ سید سنگھن ہو گیا  
 اس کی مرتبہ عالم اس طاری ہو گیا کہ اب نجات ملتا دشوار ہوا اور دل کو پروردگار کی طرف رجوع کر کے و فرسید  
 ہوا کہ اگر یہ پروردگار عالم سوا سے تیرے اس وقت کوئی بدو گار نہیں بن نہ تمام لیکر ایک چر اور رتا ہوں یہ  
 لکڑی جو تیر لگاتا ہو تو شک اس کے خالی پر ہو گیا اور پشت کو توڑ کر پار لگ گیا اور وہ طائر گر کے مر گیا ایک تھوڑی  
 دیر کے بعد آواز آئی کہ کشتی ماسا تمام من طائر جا دو بود اور جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ وہ کنواں اور چہرہ  
 اور گنبد سب اسی طرح قائم بن اور جو پتھر کے آدمی بنے ہوئے گھر سے تھے وہ سب پہنٹ اسی آگے اور  
 سب کے سب شاہزادہ سے کے قدموں پر گر پڑے شاہزادہ سے سنے سب کو دلاسا دیا مگر ان سب میں ایک  
 شخص کو نہایت ہی حسین و خوبصورت تاج بر سر لباس سرداری و ہر سبزہ رنگ کرا کر انفتہ کوئی تین تین  
 سال کا سن دیکھا کہ وہ بھی ساٹھ آکر ہوا اور نور الدہر کو سلام کیا اور قدیموی کے پہلے سر ہکا دیا نور الدہر  
 نے اس کے سے لگا کر پوچھا کہ کیوں بھائی تم کوں شخص ہوا سنے دست بستہ عرض کیا کہ خاکسار خداوند زبرد شاہ  
 لاینا ہو یہ بھائی شاہ میرا نام ہو فرج و لشکر کشا ہے ہراہ لیکر خداوند تقاسے باختری کی مدد کو چلا تھا کہ وہ  
 ہر جا ہو جب میں بیان ہو چکا تو اس گرداب میں مبتلا ہو گیا بعد چہ روز کے اس بنار پر میں نے لکھا پا کر یہ  
 گرداب طلسمی ہو نام اس کا گرداب طلسم کر کے آصفی ہو جو اس گرداب بلا سے نجات کا خزان ہوا وہ اس  
 زنجیر کو بچ کر اس میں پر چڑھا آئے اور دینوں کے راستے سے نیچے آکر ایک جانور جو وہاں بیٹھا ہو اس پر  
 گائے اگر اسے مارا تو طلسم فتح کیا ورنہ پتھر ہو کر رہ گیا اسی شریار میں سے بیان آکر تین تیرا سے کوئی تارگر  
 نوا آفر کار میں پتھر کا ہو گیا اور آپ کے باعث سے نجات پائی میں اب آپ کا غلام ہوں ہرگز ہرگز نہ ہوں  
 سے جدا نہ توں گا نور الدہر نے کہا کہ اچھا پہلے ادیان باطل پر لعنت کر کے دین اسلام تو قبول کر بعد اسکے تمہا  
 با بیکر یہ بھائی شاہ نے اپنے باب زبرد شاہ پر لعنت کی کہ پتھر حکم سلطان ہوا شاہزادہ نور الدہر  
 نے کہا کہ اچھا اب ہم انہیں زمین کی راہ سے زنجیر بچ کر جہان دون پر چلے جاؤ اب ہم طلسم کشائی کر لیا

میں اسٹے عرض کیا کہ ہرگز نوکا مجھ کو اپنے ساتھ چلے نور الدہ ہر سنے کما کہ میں نزلوح کے باعث  
 سے محفوظ رہوں گا مگر جادو گر اپنے ادب کے بلکہ کیا موجب ہو کہ مار ڈالیں بخیرا بیان سے چاہی جاتا  
 ہستری پسنگر ریحان شاہ اور کل اسیران طلسم چلے گئے نور الدہ ہر اس گنبد کے اندر آتا دیکھا کہ  
 بہت میں ایک صندوق آویزان ہوا اسم پر حکم کیا صندوق سے آتا شاہزادہ نور الدہ ہر سنے  
 اس صندوق کو کھول کر لوح نکال لی بعد اسکے دوسرا صندوق کو کھول کر تین بلگون سلیمانی اور زرہ بکروغیرہ  
 اٹھایا تین جو کچھ دیکھا تو مقابل خیمہ ضرب سلیمانی تھا بہت خوش ہوا اور وہ اسباب اسچہ بن  
 پر آ رہے تھے اور اس کنوئیں اور چرخ کی طرف رواد ہوا اور لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا ہوا تھا  
 ہسم اللہ الرحمن الرحیم اور تھلکہ ابن طلسم و اس سبب احسن عجاب جب لوح طلسم کو کرہ آصفی  
 جیسے ہاتھ لگے تو تھلکہ زم زم ہو کر تین بلگون سلیمانی کی طرح اس چرخ کے سنون پر مار دے سنون  
 اس کنوئیں کے اندر گر کر گیا تو بھی اپنے کو اس کنوئیں کے اندر گرا دے جب وہاں پہونچ کر درجائے  
 ملاحظہ کرنا تو پھر لوح کو دیکھا اور جو لوح سے خلعت کر گیا تو پھر کہیں کا درہنگا شاہزادہ سے ملے موافق  
 پھر اس لوح کے نقیل کی اور اس کنوئیں میں غلطان و بیجان چلا بعد نحوڑی دیر کے بیوش ہو گیا جب  
 پاؤں اس کے زمین سے مس ہوئے تو اٹھ کھل گئی اور ایک دروازے کے برابر ایچہ کو کھڑا ہوا پایا دیکھ  
 کہ اب کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی دروازہ کھول کر اندر گیا دیکھا کہ چار طرف کو ہار دالان بنے ہوئے ہیں اور  
 ہر دالان میں چالیس چالیس شیر کہ جسے میں شاہزادہ نور الدہ ہر میران ہو کر اس لوح کو دیکھنے لگا اور وہ  
 شیر چار طرف سے تارے آ رہے ہوئے شاہزادہ نور الدہ ہر سنے موافق تو لوح کے وہ لوح ان شیر دن  
 کے سامنے بچھکے ہی کہ اگر ہم اس لوح کے خواہان ہو تو لو میں وہ شیر اس لوح پر دوڑ پڑے آپس میں پیچھا  
 اور فطرت چلنے لگے ایک دوسرے پر غور اگر دو دو ہو لوح بیچ میں پڑی ہوئی ہر چھکے خون کے اور سب میں ہلکے  
 لڑنے لڑنے اب شیر لگے اور ایک شیر رہ گیا اس شیر نے لوح اٹھا سنے کا قصد کیا شاہزادہ نور الدہ ہر  
 سنے بڑھ کر لوح اٹھالی وہ شیر شاہزادہ نور الدہ ہر چلے آ رہا اور پیچھے مارنے لگا شاہزادہ نور الدہ ہر  
 سنے خالی دی اور تین بلگون سلیمانی کی طرح اس پر مارا کہ اس شیر کے دو ٹکڑے ہوئے پس اس شیر کے کھڑے  
 ہی ایک آندھی تیرہ دھار یک جلی کر تمام زما دسباہ ہو گیا اور آگ اور تھرہ سنے لگے آوا دار و گیر کی بن  
 ہوئی نحوڑی دیر کے بعد آوا دار آئی کہ جیت صد جیت مارا جو ان کشتی نام من میران جادو بود پھر جو روشنی  
 ہوئی تو دیکھا کہ وہ مکان ہو اور وہ شیر ہو بلکہ ایک صواسے پر فضا طرب غیر معلوم ہو رہا ہو شاہزادہ نور الدہ ہر  
 سیر کرتا ہوا آگے چلا تھا کہ ایک آواز صوب پیدا ہوئی کہ ارے اوغیرہ سرکان جاتا ہوا مین اگر نہ رہ  
 جانیں لیکر آیا ہو گا تو ایک جان سلامت لیکر جان سے نہ جا بگا پھر دیکھا کہ ایک دیو نہایت زبردست  
 طویل القامت خیرہ سر سیاہ تمام قبر و گزر ہاتھ میں سیلے ہوئے چلا آتا ہو پس شاہزادہ نور الدہ ہر  
 سنے لوح کو دیکھا مال معلوم ہوا اس دیو نے جبرار شاہزادہ سے خالی دیا وہ ہر زمین پر گرا اور زمین میں  
 در آیا ایک تنق گر دکان بند ہوا دیو بچار کہ ارے افسوس گوشت بھی نرا کر کر ہو گیا کھانا بھی نصیب نہوا نور الدہ ہر  
 سنے لغزہ کیا تو کیا اسکو تو سنے مارا اور کسا گوشت کر کر اچھا مین مریت تیرا بھی دندہ ہون یہ کھکر دیکھا  
 ہاتھ سے لپٹ گیا تیرا اسکے ہاتھ سے چھین کر اسی پر مارا کہ ہر اسٹے اسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک غلطان





دوق متدر و انکی بی بھا کر خواجہ گمر اسے مصری کے آسنے کی اطلاع ہوئی کہ خواجہ گمر اسے مصری آیا ہو اور وہ ظلمات  
 کو باہر و حکم ہوا کہ جلد اسے بلال و جہاں کو بلال یا آسنے پھر آگاہ پر سے ہوا کہ پہلے خاد کو تدری بعد اس کے شاہزادہ  
 کی تدریسی حالت کی نورالدین ہرے ملک باختر کا حال پوچھا آسنے ایرج کی زیادتیان شر اختم کا تاخت و تامل  
 جھبہ اختی کا مارا جانا سب بیان کیا نورالدین ہرے حال جھبہ کا سکرست اظہور کیا اور اسے کامال پوچھا گوان  
 نے عرض کیا کہ حضور اسے تدریسی قدر بخون ایرج کے لشکر پر اسے کہ ایرج دیوانہ ہو گیا اور آخرب پستون کا  
 خواب و خور حرام گردا لیکن اسے اپنی کزوری سے مجبور ہو گیا کہ اسے لیکن اسے پھر بھی آسنے و دود کام کہے ہیں کہ رسم سے  
 بھی ممکن نہ تھے یہ لشکر نورالدین ہرے خوش ہوا اور کہا کہ خواجہ آپ ظلمات کو بے بین و عینی میری صاحبقران کی  
 خدمت میں پہنچا دیجیے گا خواجہ کے لکھا کہ بہت اچھا عرض نورالدین ہرے اس روز خواجہ کی دعوت کی اور خلعت و کمر  
 رخصت کیا اور خواجہ کو کچ کر کے جانب فرنگوشہ روانہ ہوا جب فریب شہر فرنگوشہ کے پہنچا خیمہ پر ہا کیا لشکر آستان  
 فرخ تاج بادشاہی کر رہا تھا فتح نامہ میں ظلم وزارت کر رہا تھا نورالدین ہرے کے آسنے کی خبر سکر فرخ تاج بہت پریشان  
 ہوا اور حکم دیا کہ دروازہ شہر کے بند کر لو تم نورالدین ہرے سے سرکہ ہو کر نہیں لے سکتے ہو جب حکم اسی وقت تو پیش  
 ہو گئیں گو لند ازینہ گئے دروازہ بند کر کے پل تختہ اٹھا دیا گیا خندق کو پر آب کر دیا دوسرے دروازے کو فرخ قلیبند  
 دروازہ سے پر آئے متناخلح زرین علم پاس موجود تھا کہ پلاک یک تنق کر دیا بلند ہوا سپرد دار تہذیب ایک ہو گیا  
 جب وہ گردن ہوئی تو دیکھا کہ سریشہ کلنگان صاحب سا طور گمان مع پیش خیمہ نورالدین ہرے عایشان میں لاکھ  
 سواروں سے آہو نچا ہوا اسکے چہرہ گردنایان ہوئی اور ایرج تاج بخش چار سو بادشاہ اور چار لاکھ سواروں  
 سے آہو نچا ہوا اسکے انور شاہ اور سعادت شاہ لاکھ سواروں سے آئے بعد اسکے و لیان زرنگی ماٹھ ہوا  
 سواروں سے نمودار ہوا بعد اسکے صدران ماہ منظر اور در سلج در و گوش چالیس ہزار سواروں سے  
 نمایان ہوئے بعد اسکے سیلان سبیل ستارہ گردن لاکھ ستارہ گردنوں سے نمودار ہوا بعد اسکے محمود اور قباد  
 بن محمود لاکھ مادیوں سے نمایان ہوا بعد اسکے اقباش اور بقداش اور افراش اور افراش کشیدہ روئے لاکھ  
 دراز و دیون سے اگر نمودار ہوئے بعد اسکے گمر اسے اختر شناس نشان غنیر قلم بھار قم منبیل وزارت بر سر لباس  
 مکتف در یکمال علم و شان سے آشکار ہوا بعد اسکے آواد اعلی و بوقی کی آسنے لگی شاہزادہ مالید فارسی آمد ہوئی آگے  
 آگے چالاک بن عمر و بارہ ہزار عیاروں سے اور بھیچے شاہزادہ نورالدین ہرے کبھی ہی خواجہ پر سوار پست  
 ہر مزناجہ از ذبت و تقار جینے ہوئے کمال شان و شوکت سے نمایان ہوا جینے سردار پیلے آسنے پیاوہ ہو ہو کر  
 سلام کرنے لگے چاروں طرف سے سلامیان مرسوئے یقین نورالدین ہرے داخل بارگاہ ہوا فرخ تاج جریہ شان و شوکت  
 دیکھ کر مردہ ہو گیا اور قلیبند دروازہ سے پر آئے فتح نامہ میں ظلم وزارت کر رہا تھا نورالدین ہرے کے آسنے کی خبر  
 اسکی شہر سے محض فارسی سے کہتا ہوا الزمان و ترسان داخل دیوان شاہی ہوا جب رات گزر گئی تو شاہزادہ  
 نورالدین ہرے قلعہ کے سامنے آیا قلعہ پر سے گولہ پڑے لگا شاہزادہ گولہ کی زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا اور ہر کاروں  
 سے حکم دیا کہ فرخ تاج کو جا کر پیام دو کہ دروازہ قلعہ کا کھول کر میرے پاس جے آؤ دین اسلام قبول کر دو ورنہ ایک دم  
 میں قلعہ ایلو لگا میرے پاس وہ لوگ ہیں کہ گولہ کھیلنے کی گولیاں جانتے ہیں یہ لشکر ہر کار سے روال داسے ہوئے قلعہ  
 کے سامنے آئے شاہزادہ سے کا پیغام فرخ تاج کو پہنچا یا فرخ تاج جوئے جواب دیا کہ ہا کہ میرے حمزہ سے کہہ دینا کہ یہ  
 قلعہ دہزدہ آفتاب پرستان ایرج نورجان کا ہر جسکے نیب شہرست حمزہ کلنات کو بھاگ گیا لندہ صورت سے اپنی جان



بجائے کویت کر لی تھیں۔ رات ولایت میں ہو کر تو بھی ایسی ج نو جوان کی اعانت قبول کر میں سفارش ہمارے دیتا ہوں  
 تو ایسی ج کے پاس سے ہونے چاہیے وہ تیری بہت حرمت کر لگا اور اگر اس کے خلاف کیا تو ایسی ج کو دور نہ جاتا وہ تیرے  
 تیرے ملک کر لگا جب یہ جواب فرخ تاجر کا نور الدہر سے ملتا تو غمات پر ہم ہوا اور قلعہ کے سامنے سے پھر کر داخل بارگاہ  
 ہوا صحبت میں برپا ہوئی نور الدہر سے قبل جنگ بجائے کا حکم دیا ہو جب حکم اسی وقت تھا رازی پر چوب چڑی  
 جب یہ خبر قلعہ میں پہنچی تو وہاں بھی قنارہ رازی تو ازمنہ میں آج رات بھر جانیں میں تیری رہی مسیح کو فرخ تاجر سے  
 قتل درین علم و روزانہ نصیب پر اس کے حکم ہوا تھا کہ وہ پیش جمع ہوئے اور دھر سے شاہزادہ نور الدہر کی سواکی  
 تاوان ہوئی نور الدہر نے جو قلعہ کو دیکھا تو غمات ہی مستحکم پایا وہیں سے عرض کیا کہ حضور میں کھڑے ہوئے تا شاہد کہیں ہم بھی  
 قلعہ بلکہ پختہ ہیں کیا اچھا یا خدا حافظہ دنگبان ہو چکے سکر مادی قلعہ پر چلے اور صحت کو اپنے لگا جب یہ دھر سے گولہ ہمارے  
 میں آجھا کہ پیچیدہ تھے ہیں تا انکار اس طرح لب خندق پر دیکھ گئے گولہ اندازہ دن سے عرض کیا کہ اب ہفت قلعہ ہمارے کے داخل  
 تھے اب کیا حکم ہوتا ہو فرخ نے کہا اب ہاتھ روک لو دیکھو کہ آخر ہوا کیا جب تو نے چلنے موقوف ہوئے اور دھواں  
 بر طرف ہوا تو دیکھا کہ مادیان دراز قلعہ خندق کے سے ہوئے ہیں میں یہ دیکھتے ہی جان نکل گئی پکار کر کہنا کہ ہماری جانب  
 سے شاہزادہ مال بقدیر کی خدمت میں عرض کر دو کہ ہم کل اگر حاضر خدمت ہونگے اور میں اسلام قبول کرینگے اس وقت  
 آپ شریف لیجئے نور الدہر نے یہ پیام سکر ان سمون کو بلایا اور طیل شادمان بجا لایا اور داخل خیم ہندہ احتشام  
 ہوا اور یہاں فرخ تاجر سے قنارہ رازی علم سے کہا کہ آج تو میں نے ان سب کو قریب لایا اب کل کیا ذکر کرونگا  
 اور مجھے ممکن نہیں کہ میں آفتاب پرستی عبور کر خدا پرستی اختیار کروں اور اگر قلعہ میں سے بھاگوں گا تو مال و اسباب  
 سب رہا بیگانا موس میں غل ہو گا قنارہ نے کہا کہ آپ ایسی ج نو جوان کو اعانت طلبی کے واسطے نامہ تحریر کیجئے فرخ  
 نے کہا کہ تاویق ادعوی آوردہ شود کہ یہ مردہ شود جنگ کوئی دھمکے سے کہ آئے گا بلاق کام تمام ہو جائیگا  
 قنارہ نے کہا کہ اہم اسو اسے اس کے اور نہ میر کیا کیجئے گا میر سے نہیں میں تو اور کوئی بات نہیں آتی یہ سکر فرخ نے  
 دیو چہر کو طلب کیا اور کہا کہ ایو دیو چہر میں جب تیری عیاری جانوں کو جب تو جس طرح ہو سکے نور الدہر کو گرفتار کر  
 لے میں تجھے دلوں دیا سے ماحال کر دوں گا اسنے کہا کہ سب اچھا اور اس وقت لشکر نور الدہر کو روانہ ہوا جب داخل لشکر  
 نور الدہر ہوا تو یہاں نور الدہر خاصہ دوش فرما کر سرداروں کو رخصت کر کے سوراخا چالاک بھی جا بجا پر سے قائم  
 کر کے اپنے نیچے میں جا کر سوراخا دوسرے رات کے دیو چہر عیاری اپنی صورت کو بصورت چالاک بن عمر و مشکل کر کے پہلے باہر نکلا  
 جو کہ اردن کو شراب بیوشی آلودہ ہلا کر بیوش کیا بعد اس کے اندھا کر سب خامبر و اردن اور خدنگاروں کو میوہ  
 کھلا کر بیوش کیا پھر وہ ششی گل کر کے شاہزادہ کو بیوش کیا اور رطلت ہا سے کہہ میں گرفتار کر کے چادر عیاری میں پٹنارہ  
 باندھ کر صبح سلامت نکلا ہوا فرخ بازار گان کے پاس پہنچا فرخ نے پوچھا کہ یہ دیو چہر کو شیر یا روادہ عرض کیا کہ یہی نور الدہر  
 کو لے کر پھر شیر کچھ بار وادہ عرض کیجئے فرخ نے کہا سچ کہو اسنے کہا دیکھ لیجئے اور بشارہ کہو کہ فرخ نور الدہر کو دیکھ کے بڑا  
 بلخ ہو گیا دیو چہر کو لگے سے لگا پیرا میں جو آپ پہنچے تھا وہ اسے آہ کر سنایا اور بہت کچھ لالہ کیا بعد اس کے دیو چہر سے کہا کہ آ  
 بیوش میں لا دیو چہر عیاری نے کہا کہ پہنچے قلعہ بیوش میں لاؤں گا اور نہ پافت ہی برپا کر دنگا فرخ نے اس وقت  
 آہنگروں کو بلایا کہ اسیر غل و زنجیر کیا بعد اس کے دیو چہر نے قلعہ رافع بیوشی دیکھ نور الدہر کو ہوشیار کیا شاہزادہ سے  
 کی جواب کہ کسی اپنے کو سامنے کئے لے لے پاپا خیال آکر کہ خواب ہوا کہ میں بند کر لیں دیو چہر کا راکہ خیال ہوا خام ہوا  
 یہ خواب نہیں ہو میں بیدار ہی ہوں مجھے میرے جسے سے پتہ لایا ہوں یہ سکر نور الدہر اس اکڑ دیر سے اٹھا کہ میں





انہیں فرنگوشیہ جلد سے لے کر غیر غم کے پھر کر بیٹک بن اذان تم نور الدہر کو بت اچھی طرح قید رکھو میں اگر ہر دو گنا ہوں  
 لے ایم جی سے تو اقرار کر لیا اور پوشیدہ طور سے لکھ لکھ کر بیٹک بن اذان تم نور الدہر کا سر کاٹ کر پھینک دیا خبردار خیر و اذوق  
 نہ کرنا دیو چہرہ کو رخصت کر دیا اور لدان آفتاب پرست کو وہ ہمہ گیر جانب فرنگوشیہ رخصت کیا و لدان آفتاب پرست  
 بارہ ہزار آفتاب پرستوں سے فرخ کے پاس چلا فتناسے کا رافقا کا شہ روزگار مرغام خبر و دل کو اسد سے استیلا و الشکر اچھ  
 میں بھیجا تھا اور وہ بصورت مہمل با گاہ ایم جی میں موجود تھا اسے دیو چہرہ کا آواز سکا دینا زبانی حال بیان کیا اور دیو چہرہ کا بلات  
 اور لدان آفتاب پرست کی روانگی سے چشم خود سناٹہ کی اور بہت ہمد اسد کے پاس جا کر تمام حال بیان کیا اسد سے یہ  
 سکر فلاح چٹکینہ پوش سے کہا کہ چاہتے سارے جہاں صاحب تو چارسی مد کے لیے ظلمات سے پھر کر آئے اور اس بنا خلیفہ بنا گیا  
 انہیں رخت کر دیا اگر باکر اس جہاں آفتاب پرست کو تہہ کامل دہی اور جہاں صاحب کہہ انہ کیا تو ہم اپنا اسد ذکر کھا اور  
 اس و لدان کو تو انشا اللہ راستہ میں جنم حاصل کر دے گا وہ ایک سو پچھتر ہی نہ دیکھا لکھ کر تمام فراتون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا  
 اور بہت جلد جلیساہ ذکر شروع کی کسی مقام پر قیام نہ کیا و لدان کو دوسری ہی منزل تھی کہ اسد پہنچ گیا اور خود کر کے  
 اس کے لشکر پر گرا اٹھا و لدان نے جو اسد کے کرتے کا غلط سنا یہی اسد کیلن بنا کر اسی جا کر میں اس دیوانہ کو دیکھا  
 بنائے دیتا ہوں سو داتی میرے ہاتھ سے ہانگا کمان لکڑا دھرتے پہلا اور مادھر سے اسد آتا تھا دو فن کا متا بہر اولان  
 نے کہا اور دیو لے تو میرے ذیل ہوتا ہوا اور پھر مقابلہ کرتا ہوا اگر ہادیہ تو جو کرنا اسد نے کہا اگر میں بھاگ ہوں تو ایم جی سے  
 کر وہ حرام کے لئے کھا کھا کر سٹھٹھا ہوا ہوا پھر ایسے ہاتھ سے بھاگتا ہوں دیکھ تو بڑی کہا حالت کرتا ہوں و لدان نے  
 کہا کہ بس زبان اپنی نبھال تو میرے ساتھ ایم جی تو جوان صاحبقران زمان کو لڑا کرتا ہے لکڑا اسد پر تلوا ساری اسد  
 نے چٹکی دی کہ عوار اسکی پتھ پتھ ہی پتھر مڑو کر تلوار اسکی پسلی لی اور لکڑی زمین بانڈ ڈاکر فاش زمین سے اٹھا کر بالاسے  
 سر جھج دیکر کہا کہ ہر شرط کہ اس زور سے بھون کر تو نقش زمین ہو جائے و لدان پلاس کر خردار میں سے دین آفتاب  
 پرستی پر لعنت کی ساتھ اس بڑا بچہ کا بھیڑک کر کے غلامی آگئی اختیار کی واقعی آپ برسے جری اور ہادیہ پتھر  
 میں اسد سے اسے ہاتھ سے لکھ باوہ قد ہوں ہر گز کے اندر صدق سلمان ہوا اور اس کے ساتھ واسطے میں اسلام  
 دے اسد سے کہا کہ وہ نامہ کمان جو تو لیکر جاتا تھا و لدان نے وہ نامہ کر کے نکال کر اسد کے حوالے کیا اسد نے اسے  
 پھر ڈانڈا ہاتھ مار کے کہا کہ غضب ہی جاتا تھا اس آفتاب پرست نے جہاں صاحب کا تل ہی کرا ہا تھا خبر کھا جائیگا  
 لکڑا آپ و لدان کی قطع پھیل جوا اور فلاح سے کہا کہ چاہا آپ و لدان کو ساتھ لیکر چلیے چلیے آئے میں آگے بڑھتا ہوں  
 لکڑا طلاس کے پاس مرغام کو روانہ کیا کہ تو جا کر طلاس سے کہہ دینا کہ میں و لدان کی صورت بکر ظلم میں آؤ گا  
 تم مجھے آئے دیتا روکن نہیں مرغام آمد و آمد اسد فرنگوشیہ کے قلعہ کیلن چلا مرغام نے تمام حال  
 طلاس اور ہر مزار عباد و غیرہ سے بیان کیا وہ بہت مسرور ہوئے اور مادھر اسد نے قلعہ فرنگوشیہ پر پہنچ  
 کے نعرہ کیا کہ اچھا پرستوں کیوں تھے قلعہ پر پورن کیا ہر جگہ بھاگو کہ ایم جی تو جوان صاحبقران آفتاب پرستان  
 آپو تھا جب وہ آئے گا تو اسی سے سامنا کر لینا اہل اسلام تو چلی ہی با جہر گئے تھے سب کے سب کن رستہ ہو گئے  
 اسد پکا کر افرخ دروازہ قلعہ کا کھول دفرخ تو پہلے ہی دیو چہرہ سے خبر لیا چلتا کہ و لدان نامہ لیکر آتا ہے پس  
 کھنسنے فرار و رمانہ کھول د و لدان مصنوعی اندہ آبا فرخ ایوان شاہی میں تخت پر ٹھکن تھا فلاح زمین علم دگل پہنچا  
 پر بیٹھا ہوا تھا و لدان غمی مع رختا اندہ آبا فرخ کو سلام کیا فرخ نے کہا کہ آؤ و لدان آؤ بیٹھا اسد آکر کسی پر بیٹھا  
 رختا اسکے گرد اطراف میں بیٹھے بہت جیش ہا ہوتی وہ بے جام شراب گل رنگ گردش میں آبا فرخ نے کہا کہ و لدان

نامہ نو مجھے دو من دیکھوں تو کہ فرزند ارجمند نے مجھے کہا تو یہ کیا جو اس نے کہا کہ پہلے تم نور الدہر کو بلو اور پھر میں تمہیں نامہ  
 دو گنا فرخ سنے جو چار سے نور الدہر کو طلب کر آیا پھر ارگیا اور شاہزادے کو زندہ انخانہ سے لے کر آیا نور الدہر نے  
 بطریق اہل اسلام سلام کیا اس نے جو شاہزادے کو دیکھا قریب تھا کہ دوڑ کر لیٹ جائے مگر منہا کیا فرخ سنے کہ اگر  
 ولیدان ابو نامہ مجھے دو اس نے کہا کہ پہلے جو زبان حال ہو وہ تو سن تو فرخ سنے کہ کیا کہ بیان کر دے اس نے کہا کہ ام فرخ جو  
 دو چہرہ تھا نامہ لیکر پہنچا تو امیرج نے اس سے کہے کہ حکم کیا کہ امیر ملک بن ملکوت شاہ اگر میں فرنگوشہ کو ہاؤنگا  
 تو ذوالامان نہ جاسکونگا اور اگر ذوالامان کو ہاؤنگا تو اس فرنگوشہ جلا سے لے جائے جینگے ہنر ہے جو کہ تم چہرہ ہنگو اور  
 کو لکھو بھوکے جبکہ میں قتل ذوالامان سے بھرون تم نور الدہر کو امیرجی طرح قید رکھنا جب آؤنگا تو جو لوگ مالک  
 نے امیرج سے پوشیدہ تھے یہ نامہ لکھا کہ امیرج کا حکم ہے جو کہ نور الدہر کو بہت حد تک کر کے سر اسکا میرے پاس  
 بھیدر ولیدان نامہ لے ہوئے آتا تھا کہ راہ میں مجھے ملاقات ہو گئی میں نے اسے زیر کو کے مسلمان کر لیا اور میں  
 اسکی صورت بکریاں آچہر پنجاب میں مجھے کب مجھ دینا ہوں اور امیرج سے اب تیرا سر ہوا میری عورت کا دہر اور شہر  
 اسد نامہ کہ در سب جنگ ۴ ہر دم دل شہر و جمہ پٹنگ ۴ لکھ لکھ لکھ کسے دوا فرخ کی جان نکل گئی ہاتھ باندھ کر  
 اٹھا اور عرض کیا کہ امیر اسد دلا در میں گنگار ہوں چاہے جھٹو چاہے قتل کرو اسد نے دوا فرخ کی شہین باندھ لیں  
 امیر امیر سے کہا کہ تم قحاح کو کچلا اور امیرج نے قحاح کو گنا کر بنا علیہ دھرم دے اور سرداروں کو گنا کر کیا اور شاہزادہ  
 نور الدہر نے فرط خوشی سے قحاح کو لایا اسد دھرم سے نور الدہر کے لیٹ گیا جب یہ خبر لشکر نور الدہر میں  
 پہنچی تو سب سردار دوا فرخ سے ہر عزت تاجدار بھی سوار ہو کر آیا نور الدہر میں اسے لوگوں کے داخل خیمہ ہا بھٹک کر  
 بر پا ہوئی جام نے اغرائی گردش میں آیا و ساسے شہر سے آکر تہ بن دین سک نام ہر عزت تاجدار جاری ہوا تمام شہر  
 اسلام آباد ہوا نور الدہر نے فرخ کو اپنے سامنے بلوا کر کہا کہ کیوں فرخ تو نکلتا تھا کہ جتا میرا صاحبقران دان ہو  
 قحاح سے اسکی قبول کرنا بے کیا معرکہ ہوا اسے بخت تو دیکھا کہ امیرج کو عمرو کے باعث سے دن نصیب ہوئے  
 در شاہکی بھی کوئی جھنٹ تھی اسے ہمیشہ قحاح و ردہ گزی گا و طہی کیا اور کجے بائیں کرتا تھا اپنے دن کو بے گردی  
 کے اور گنا کر دھرم کی آواز دینا بالکل بھول گیا فرخ نے کہا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے اب ختام میری مسافرت ہے اسد  
 نے کہا کہ بھائی صاحب اب اسے قتل ہی کیجیے ورنہ نور الدہر نے کہا کہ نہیں بھائی اس کے قتل سے کیا فائدہ ہوگا  
 اسے مار کر قید کر دو فرخ تو زندہ انخانہ میں گیا اور نور الدہر نے اسد سے کہا کہ بھائی اسد جو موت تھا را نامہ نکل  
 نے مجھے دیا ہر تو میں اسوقت در بند اطرا سے پر تھا خارا نامہ دیکھنے ہی میں اسطرح روانہ ہوا اسد نے کہا کہ  
 بھائی صاحب خداوند عالم آپ کو صبح و سلامت رکھے سو اسے آجکے ہمارا مدد کر نیا لاہو کوئی لیکن بھائی صاحب  
 اس ہندی سے تو فطیم ہی جوت دیا ہے اس آفتاب پرست بنادیکھے پر عاشق ہو کے تمام انا ڈرا جہزائی اور  
 بارگاہ بیلانی اس کے حواسے کر دی ہو اور وہ بالکل اہل اسلام کی طرف اشاری نہیں کرتا ترک اس کے سامنے قتل ہو سکتا  
 دیوں اختی اس کے سامنے قتل و قمع ہوتے نہ خبر ہوا اب وہ امیرج کے ساتھ ساتھ ہوا اور اس بغیر کی کو تو دیکھے کہ امیرج  
 بر ملا بجا رہا جو کہ ملکہ گیتی افز و زہین عاشق ہوں اور یہ مرد و دھماکہ ہر دم نہیں مارتا نور الدہر نے کہا کہ دی  
 اسد میں اب چپ رہو کہ دم مارنے کا مقام نہیں ہو اسے اسوس کس بیاور کا ناموس ہو اگر وہ جنت آتا مگلا  
 در جاتا تو یہ لکے کا بیکوشتائی دیتے اور خبر بھی جانتا اگر اس آفتاب پرست سے قرار واقعی عوض نہ لیا تو نام  
 اپنا نور الدہر نہ رکھا ہوگا لکھ لکھ فرنگوشہ میں اپنی جانب سے حاکم مقرر کر کے امیرج کا جیش سے کہا کہ میں



ایم جی سے لڑنے جا ڈنگا بستر، یہ کہ تم ہمارا پیش خیر لگا آگے بڑھو اسد جی کر سب وہاں سے عرض کیا کہ بھائی صاحب  
خدمت میرے پاس ہے ہزارے تو بستر عین ہی پیش خیر لگا کر لگا نورالدین ہر نے کہا کہ بھائی تمہارے مزاج میں وحشت ہے  
تم لوگوں کو ہلاک کرو گے تم یہ خدمت دلو اسد نے کہا کہ وہ بھائی صاحب وہ آپ مجھے ایسا تاوانی سمجھتے ہیں کہ اسس  
خدمت کے قابل نہیں سمجھتے جب نورالدین ہر نے دیکھا کہ اسد آزدہ ہوتا ہے تو کہا اچھا بھائی تم آزدہ نہ تو تھیں پیش خیر  
لیکر آگے بڑھو عرض دوسرے روز اسد پیش خیر لگا آگے بڑھو جلدی جلدی بھاگتا شروع کیا پہلے ہی روز بارہ گھر میں  
جا کر خیر کیا لوگ غراب غتہ مال مرے چلے شرل پر پہنچے نورالدین ہر کو جو خبر پہنچی کہ اسد نے پہلے ہی دن حرکت  
کی وہ خیر لے گا ایک منزل کو کہ اسد کے پاس آئے اور کہا کہ بھائی، کیا حرکت تمہی پہلے ہی دن ملنے اسد لوگوں کو ہلاک  
کیا اسد نے کہا کہ بھائی صاحب آج کوئی مذمہ راہ میں اچھا ملا سو اسطے ایسا کہ وہ اب ایسا نہ تو نورالدین ہر سے تو  
کہا اور دوسرے دن چہرہ کو مس پر جا کے مقدم کیا اور زیادہ لوگ ہلاک ہوئے قتلاح سے، رنگ دیکھ کر کہا کہ صاحبزادہ  
آؤ تھیں منظور کیا ہو لوگ لشکر کے منت میں ہلاک ہوئے ہیں اس سے حاصل کیا ہو اسد نے کہا کہ چھ مہری خواہش یہ ہے  
کہ میں سب کے پہلے پہلے ایم جی سے بارگاہ سلیمانی میں لون فلاح لے کر آکر صاحبزادہ آپ تو جو زبان سے نکالتے ہیں  
وہ کرینے میں گر لشکر مفت میں تباہ ہو گا، شکر اسد نے کہا کہ اچھا ایم جی لشکر کے ساتھ آؤ میں بارگاہ سلیمانی میں پہنچے جا ہوں  
یہ لشکر کو قتلاح کے سپرد کیا اور خود لشکر ایم جی کی طرف مای ہو اجب جاتے جاتے فریب لشکر سے خواہ تو تھیں کہ  
تحتات روزگار الحسن بن الحسن نے ایم جی کے پاس سے پریشان ہو کر صراحت میں فکار کھلتا پایا تھا اسد کو جو دیکھا شکر اسلام کیا  
اسد نے بھی سر پہ ہاتھ رکھا اور کہا کہ ای الحسن اس وقت تمہارے اہل صورت میری آنکھوں میں پھر گئی الحسن نے کہا  
کہ خیر بارگاہ سلیمانی سے عرض فرمائی میں حاضر ہوں اور ایم جی سے تو مجھے کمال ندرت ہو گئی ہے  
اسد نے پوچھا کہ کیا کچھ سبب بھی عرض کیا کہ خیر راجب سے یہ ہزار و مرہ آ یا ہو اپنے ایم جی کے دل میں ہر جگہ کہ ایم جی  
آئے مجھے بالادست بھاتا ہے اور سوا سے اس کے اور کسی سے اتنا محب نہیں کرتا اسد نے کہا کہ ای الحسن وہ بڑا بچہ بادشاہ  
کی خدمت کیا جاسے اور ملا وہ اپنے وہ طوق تو تمہارے باپ کا قاتل ہے اس سے تو اخلاص خون الحسن لینا چاہیے اور  
اب تو شاہزادہ عالم دہلیان نورالدین ہر بن بدیع الزمان ظلمات سے پھر کر آئے دیکھنا کیسا کدھرہ ایم جی کا  
حوت ہے الحسن نے کہا کہ وہ تو فرنگوشہ میں قید ہے اسد نے کہا کہ میں سچے جا کر حیدر اہل الحسن لے کر بستر میں آپ کے پہلو  
ہوں اسد نے کہا کہ ای الحسن عالی نہ چلو کچھ تختہ شاہزادہ کے لیے لے چلو الحسن نے کہا پھر کیا تختہ ہونا چاہیے اسد نے کہا  
کہ بارگاہ سلیمانی سے بستر کوئی ہے نہیں ہو الحسن نے کہا کہ اچھا پھر وہ کیونکر ہاتھ آئے اسد نے کہا کہ تم لشکر ایم جی میں  
جس طرح رہتے تھے اس طرح رہو گناہی توج کو تارک کہ کو میں لشکر ایم جی پر چھو کر کے اپنے ساتھ لگا کر درنگال بھاؤنگا  
تم بارگاہ لدھا کو جانب شرف فرنگوشہ راہی ہو جانا الحسن نے کہا کہ کب خوب ترکیب آپ نے بتائی ہے بھائی احمد خان شاہ  
دیکھو الحسن لشکر ایم جی میں آیا خود بھی مستعد ہو کر بھاؤنگا اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ تم بھی مستعد ہو کر نیچے رہو میں آج  
خشب کو لشکر ایم جی سے نکل چلوں گا کسوا اسطے کہ بیان سولے ہزار و مرہ میں اور سولہ کے کسی بہادر اور خیریت آدمی کا کام  
نہیں ہے سب نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے ہم سب مسلح و مکمل بیٹھے ہوئے ہیں بیان تو یہ صورت ہے اور اسد  
کا حال بیٹھے کر دن بھر اعلیٰ تباری کی خام ہونے ہی لشکر ایم جی پر چھو کر ابلق کی آواز بلند ہوئی اسد کے آنے کا  
ایک غلط ہو گیا ایم جی بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا بس یہ خبر سنتے ہی ایم جی نے ڈانٹا جاپیٹ لیا اور کہا کہ اسے  
دو پوانہ مجھے کسی طرح چین نہیں لینے دیتا اور سوار ہو کر چلا اور اسد کا عالم ہو کہ تھوڑا تھوڑا میں پہنچے ہوئے

آفتاب پرستوں کو قتل کرے ہوا چلا آتا ہوا بارہ ہزار تلوار برابر سے چڑھی ہوا بارہ ہزار بوقی کی ہری ہر کوئی اس سے سارے  
 نہیں کرتا برابر بھاگے ہوئے چلے جاتے ہیں اس سے نے خیموں میں آگ لگا دی ایک شمشیر پکڑا کر دوپا جو سامنے آیا دو ٹخا آگیا  
 انہما میں ایمرج اور اس سے سامنا چڑ گیا ایمرج نے نعرہ کیا کہ باش اودیا نذرجول بخت بختہ ونا معقول آیا میں کسان  
 جالینگا اس سے آواز دی کہ اود ہزار بچہ تو آیا ہر تو کیا کر لگے ککری کی بجائی کہ اویزا خان بدروید اور قتل و تاراج  
 کرتا ہوا ایک جانب کو رہی ہوا ایمرج اور طرما سب وغیرہ قنات میں اس سے کے چلے اب الگ بنے جو دیکھا  
 کہ میدان صاف ہے بالاعلیٰ ہر بھی لشکر ایمرج پر گرا اور نعرہ کیا کہ مالک بن ملکوت خرازا دس کو جلد اڑھتار  
 کہ لو ہر کارون سے ہر مالک بن ملکوت شاہ کو سپہ پناہی کہ الگ بن کر لیتا مالک ہر گاہ میں سے نظر بھاگتا  
 الگ بن اسی وقت بارگاہ سلیمانی اشترونی ہر بار کردا کے صاف نکلا ہوا چلا گیا مالک بن ملکوت سے جو دیکھا  
 کہ الگ بن بارگاہ لیکھا ہر کارون سے کہ اکر جلد ایمرج کو خبر کر دہر کار سے دوڑتے ہوئے ایمرج کی بھرت چلے ایمرج اس سے  
 کے پیچھے لٹکارتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اود دیا آئے آج مجھے بغیر اسے نہ چھوڑ دوں گا اور اس سے گالیان دیتا ہوا بھاگتا چلا جاتا تھا  
 جب اس سے گالیان دیتا ہر تو ایمرج اور مجھیں کھڑا کر کھڑا کر عادیات اور لیکتا ہر گز ہر دان اس سے مرکب گل انہما  
 سکندری ہر ایمرج کا مرکب اس کی گرد کو بھی نہیں پاتا رات کوئی دوپہر کے قریب آپوچی ہر کچھ عجیب حالت ہر بھوکہ کی است  
 شدت ہر کہ ہر کارون سے ہلا لگا کہ خداوند آپ اس سے کا قنات بیکار کر رہے ہیں اسے آپ ہر گز نہ پائے لآپ کے  
 اس قدر ہوا جو جاتے ہیں ہر ستم پر پا ہو گیا کہ الگ بن الگ بن بارگاہ سلیمانی لیکر چلا گیا ہر ایمرج سے کہ اکر خیر معلوم  
 ہوا اس سے اور اس سے سازتھا اس سے تو بھگوان دھر لگا کے لیکھا اور خود اپنا کام کر لیکھا ہر لکھنے لشکر کی جانب  
 چلا اور اکر مالک بن ملکوت خواہ سے کہ اکر ای مالک الگ بن کو بارگاہ لیکھنے ہوئے نکلتی وہ ہوتی اسنے کہ اکر کوئی  
 دوپہر کا عرصہ بھا ہوگا بلکہ کچھ دیا وہ اور اب وہ کہا تھا سے ہاتھ لیکھا وہ کہ لا شکر نورالدین ہر میں چلا گیا ہوگا ایمرج  
 سے کہ اکر نورالدین ہر کا لشکر کیا وہ نور فرنگو شہ میں قید ہر مالک سے کہ اکر کچھ آپ کو نیست کی خبر بھی ہر اس سے ہا کر  
 اسے میرا لیا وہ اب آپ پر لشکر لکھا آتا ہر ہر ایمرج سن سے جو گالیان دیتا تھا سب لکھا سب سے کہ اکر خیر بار اب  
 اس قدر ساندہ نشہ کیوں کر سے ہیں آتا ہر تو آئے ویجے و بھڑکے بارگاہ سلیمانی جس سے ایمرج سے کہ اکر خیر معلوم ہوا  
 ہر لکھ لکھا لکھا کے سورہ صبح کا شکر اپنی بڑائی ہوتی بارگاہ درست کر کے طرما سب کو سپرد کی اور حکم دیا کہ تم اسے لیکر آئے بھر  
 طرما سب تو وہ بارگاہ لیکر آئے جو صاحبک مع ولیم شہا طہ خبر کے آپ بھی کوچ کیا کہ اس سے بن کر ب فادی کا مال شیہ  
 کہ صبح کو نورالدین ہر کی خدمت میں پہنچا اور آداب بجالا با تمام سرداروں نے تعظیم کی اسے اگر شاہزادے کے پاس  
 بیٹھا نورالدین ہر نے کہ اکر کہے خوب ہر ادل لشکر ہوئے خوب لوگوں کو دیا کہ کیا اس سے نے عرض کیا کہ بھائی صاحب آپ  
 خدا معلوم کیا فرماتے ہیں میں بارگاہ سلیمانی لیکھ لکھا تھا مجھے نہ دیکھا گیا کہ وہ باجی اس بارگاہ میں بیٹھے وہ بارگاہ آپ  
 کے منرا وارضی با اس کے نورالدین ہر نے کہ اکر اچھا بھر تھک گیا اس سے ہم سرگزشت بیان کر کے کہ اکر الگ بن بارگاہ  
 لیکر ابھی نہیں آیا شاہزادے سے لگے سے لگا کر کہ اکر خیر ابھی نہیں آیا تو کیا ہوا اب آتا ہوگا مر جا صد مر جا لکھ بھائی کوئی  
 کام خیر ہماری مرضی کے نہ کیا کہ وہ باتیں ہم ہی رہیں نہیں کہ الگ بن الگ بن مجروح و زخم دار سامنے آیا اس سے  
 کہ اکر اسے الگ بن زخم کمان لگا اٹھنے کہ اکر خیر بار میں بارگاہ لکھ لکھا تھا کہ اتنا سا راہ میں دار اب کشور کشا  
 اور مالک اڑوڑے اٹھتے تھے تکر ہوتی وہ بارگاہ مجھے عیب کرتے تھے جب میں نے نزدیکی تو میرے اٹھنے  
 خواہی بن دار اب کے ہاتھ سے زخمی ہوا دار اب نے بارگاہ مجھے جبین لی دگ میرے بہت سے ہاتھ سے اس سے



پہننے ہی آگ ہو گیا کہ اس دھوئی بجے کی بھی شامت آئی جو بہت چل نکلی میرے رفیق سے باہر نکلیں لی اگر ابھی  
جا کر بارگاہ دلیا تو اپنا نام اسد در کھا لکرا سدا سوقت اتھا ہر چہ نورالدین ہر نے مالت کی نہاتا ہر نکلے نورالدین  
کراؤ قزاقان تار شویہ اور سوار ہو کر چلا براہیم سے کہا کہ تم تو میرا نام لیکر لشکر داراب پر گرو اور داراب  
کو اپنے ساتھ لگا کر لیاؤ اور بن مالک کے لشکر کی خبر لیتا ہوں اور اسے لشکر سے باہر لے جاتا ہوں اور غلغلو سے کہا  
کہ جب تم یہاں خالی پانا تو قمر بارگاہ لیکر جتنے ہیں بچو کر کے داراب کے لشکر پر گرجا جب براہیم اور اسد داراب  
اور مالک کو کمال لگے غلغلو میان خللی لکرا لشکر پر گرا کشور شاہ قمع فوج بھاگ کھڑا ہوا یہ بارگاہ سلیمانی لہو کر رہا  
ہوا اور اسد اور براہیم داراب اور مالک کو کئی کوس پہنچا کے غائب ہو گئے داراب اور مالک جو لشکر  
میں پھر کر آئے تو کشور شاہ نے کہا کہ وہ دیوانہ بارگاہ سلیمانی لگیا داراب نے پوچھا کتنی دیر ہوئی کشور شاہ نے  
کہا کہ کئی دہر گزر چکے ہیں داراب نے مالک سے کہا کہ وہ دیوانہ کیا سبباً شخص ہو گیا کیا مکر و فریب سے یا دہن سے  
وہ اسے تو ہمیں لشکر سے نکال لگے تیرا دیوانہ بارگاہ لے بھاگا مالک نے کہا کہ اے داراب جتنے اسد کے  
ساتھ ہیں سب اسد میں ہر ایک کو اسد دیوانہ جانو ہر ایک انہیں سے بلا سے بے دربان آفت جہان و جہانیاں  
ہو بیان تو یہ بائیں ہو رہی تھیں اور اسد بن کر ب غازی لشکر نورالدین ہر نے کہا کہ بھائی ہمت نہ ہارنا  
سننے نہیں ہو جو مزاج میں نہاتا ہو وہ کو سنے ہو خبر کو کیا گداری اسد نے تمام نقل گزشتہ بیان کی اور پوچھا کہ کیا بارگاہ ابھی  
انہیں پہنچی نورالدین ہر نے کہا کہ اچھا بھائی کر دو کھول بارگاہ بھی آ رہی اسد نے کہا کہ علوم نہیں دیر کا کیا باعث  
ہو غلغلو تو مجھے بہت پیشتر کا چلا ہوا ہے میں جا کر ابھی لا رہا ہوں یہ لکھ چلا کوئی پاؤ کس آیا ہو گا کہ غلغلو کو دیکھا کہ گرج  
چلا آیا ہو پوچھا کہ اسے غلغلو یہ کیا ہو غلغلو نے عرض کیا کہ توجہ دہ بہت مجھے زخمی کر کے بارگاہ لے گیا میرے  
خون جھک لیکر نہ ماری ہوئے ہیں، غلغلو ہی آتش غضب کا خون سینہ میں مشتعل ہوئی دود دہو غنی دماغ جان سے  
اٹھا کہ اس کا اٹھا کبر، ماہ پرست بھی مجھے دینا باکس دیکھا تا ہو خیر یا کمان ہو میں ابھی جا کر اسے سزا دیتا ہوں یہ  
لکھ رہا ہی ہوا منہ خام کو بیشتر سزا دیا کہ جا کر اس ماہ پرست کی خبر لا ایک ساعت دگدہی غنی کہ منہ خام پھر کر آنا  
عرض کیا کہ خبر بارگاہ نزل دی ہوئی تو توجہ اور نقابہ اس پر سرخ پوش سے اسی بارگاہ پر لڑائی ہو رہی  
ہو وہ ہاتھ پیر کہ میں بارگاہ لے لوں اور وہ ہاتھ ہو کہ میں اسے بارگاہ دوں اسد چ غلغلو ہی دوزخ اگر  
سوقت ہو چاکر توجہ اور نقابہ اسے نذر بازی گری بازی شمشیر زنی ہو چکی ہو اور اب کشتی ہو رہی ہو اسد  
وہیں آکر قہر دیکھنے لگا وہ دونوں کراہا ملٹ ملٹ لڑ رہے ہیں اسد نے فتاح پلنگین پوش سے کہا کہ مجھ میں  
دونوں کو توڑنے دو ہم تم بارگاہ لے چکے ہیں کسو اسٹے کراں دونوں میں سے جو قاب و مغلوب ہو گا پھر ہے  
اس سے لڑائی پوچھا جی نہیں ایسا لڑنا کچھ ضرور نہیں ہو لکھ بارگاہ اپنے ساتھ لیکر داد ہوا ان دونوں نے  
جہ لڑنے میں دیکھا کہ بارگاہ نہار ہو گئی پوچھا کہ بارگاہ کیا ہوئی کون نے لگیا تو کون نے عرض کیا کہ بارگاہ نہار  
لے گیا نقابہ اسے توجہ سے کہا کہ جس پر ہم دونوں لڑ رہے تھے وہ تو اسد جان سے لگیا اب وہیں کھ  
جیتا جان سب جمع ہو گئے توجہ نے کہا کہ تم خواہ مخواہ مجھے لڑے بھی اور بارگاہ بھی دینی کی دیر قہار  
نے کہا کہ خیر اب تو جو کچھ ہوا تھا سو ہوا اس گھٹو سے کیا حاصل عرض اس روز تو دونوں غلغلو ہو کر وہیں  
رہ گئے دوسرے دن کو چ کیا لیکن نورالدین ہر اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا اسد کے واسطے مزد دیوانہ کہ رہا ہو کہ  
دیکھے کہا ہوتا ہی اسے دیکھے اسکا قصہ اور وحشت کیا کہتی ہو ابھی بائیں ہو رہی تھیں کہ اسد بارگاہ

فراتون سے بارگاہیے ہوئے آپو بنی شاہزادہ نور الدین ہرے خوش ہو کر گئے سے لگا باپشانی پر ہوس دیا  
اور کہا کہ مر جا صد مر جا صریح این کار ادوا بد و مردان چنین گفتند کہوای کیونکر بارگاہ با تہائی اسد سے  
تمام حال بیان کیا شاہزادہ نور الدین ہرے سے حکم دیا کہ اچھا اب بارگاہ استاد کیجائے اسد نے خود کو  
ہو کر بارگاہ استاد کو رانی نور الدین ہرے سے ہر مزاجہ آر کو بجا کر تخت پر بٹھا باور آب بھاسے امیر بادشاہ کو  
طاس کو دنگل سپہ سالاری پر بٹھا باور اور سردار بھی جا بجا اپنے اپنے دنگلون اور کرسمون پر بیٹھے صحبت  
میش آراستہ ہوئی تمام شے ارغوانی گردش میں یارات بھر چرخ و شیش بر پار باسیج کو طر ماسپ بن طاس  
بارگاہ امیرج بلے ہوئے تین لاکھ سوار کی جمیت سے نمودار ہوا بعد اسکے سفیل سپر گردان سپر گردان  
لاکھ دنگیون سے آپو بنی پھر قارن قرین لاکھ سوار سے نمایان ہوا پھر حامد بن حمید زنگی ایک لاکھ دنگیون  
سے آشکار ہوا بعد اسکے قارن بن بلوط بکرون چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا پھر جو جان دریا باری  
مرجان دریا باری لاکھ سواروں سے پوینا پھر زنگی سلیم زنگی اختر صبا نصر طرا دل شتی گیر لاکھ  
سواروں سے نمودار ہوئے بعد اسکے پیر ایک گرد غم نمایان ہوئی اور آگے آگے امیرج اور پیچھے پیچھے  
مالک بن ملکوت شاہ اقبال شاہ ارسلان شاہ تخت پر سوار ہوا ہر مزاجہ دینی طر و آراستہ ہند  
رستم زمان لند صوبہ بن سعدان سات لاکھ دنگیون سے ساتھ ساتھ چلا آتا ہو شاہزادے سے لگا کہ اچھا  
لشکر اور اچھے سردار امیرج نے جمع کیے ہیں اسد نے کہا کہ بھائی صاحب ما شاہ اشد آپ سے بھی وہ لشکر  
اور سردار جمع کیے ہیں کہ تانا جان کے پاس ایسا لشکر اور مایہ سردار ہم نہیں ہوئے اور امیرج کے  
سردار و سب میرے ہاتھ سے مارے جائینگے اور سب میری چوٹیں کھائیں گے ہیں اکی حقیقت ہی کیا ہو لہذا  
لشکر آفتاب پرستوں کا ایک جانب کو فرخوش ہونے سے سراسر سب بر پا ہوئے لند صوبہ نور الدین ہرے کی ہاتھ  
کو آجا جب نور الدین ہرے کو خبر ہوئی تو دروازے پر استقبال کے بلے آیا احمد لند صوبہ مذہبی کو خبر  
ہوا اور احمد نور الدین ہرے سلام کو بجا دو نون آپس میں بھگیر ہوئے نور الدین ہرے کو اندرون بارگاہ  
لا بیا ہر مزاجہ دار کو دروازہ کر کے جو اہر نگار بیٹھنے کو دی لند صوبہ نے کرسی پر بیٹھ کے ہر مزاجہ سے استفسار  
حال کیا ہر مزاجہ نے کل کیفیت اپنے مسلمان ہونے کی بیان کی لند صوبہ نے کہا کہ الحمد للہ والمنطق نقالے  
نے آپ کو راہ حق کی طرف ہدایت کی اور آپ ملایہ من اشد ہوئے بعد اسکے شاہزادے سے صحبت پیش  
بر پا کی جام سے گل رنگ گردش میں آیا جامی ہوئے لگا کر احمد کا یہ حال ہو کہ ہر مزاجہ ہر بات میں طنز و  
لشکر کے جائے ہر مزاجہ شاہزادہ مانع ہوتا ہو کر کسی طرح نہیں سنتا القصد کوئی ہر مزاجہ لند صوبہ پر بیٹھا  
رہا بعد اسکے رخصت ہو کر چلا گیا امیرج طبل جنگ بجا کر میدان میں آیا جب نور الدین ہرے کو خبر ہوئی تو وہ  
بھی طبل جنگ بجا کر صفت آرا ہوا ہونوز کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ یکایک ایک گرد نمودار ہوئی جب  
وہ گردشن ہوئی تو دیکھا کہ دارا اب کشور کشا احمد لاکھ سوار کی جمیت سے نمودار ہوا اور ایک جانب  
آکر قائم ہوا بعد اسکے اور ایک تنق گرد آفشا ما ہوا اور جب گردشن ہوئی تو دیکھا کہ تو سرج ماہ پرست  
چار لاکھ سوار سے نمودار ہوا بعد اسکے اور ایک تنق گرد کا آشکار ہوا جب دامن گواشن ہوا تو دیکھا  
کہ نقابدار سرخ پوش چالیس ہزار سوار سے آپو بنی صوف جلال و قتال آراستہ ہو ملین امیرج سے  
میدان میں تلکریا نہ طلب کیا نقابدار سرخ پوش ختر سوار سے مقابل کیا بعد اولشکو سے بسیار نیزہ بازی



شروع ہوئی مگر کوئی غالب نہ آیا نیز سے تیار ہو گئے ہاتھوں سے چٹک کر شمشیر زنی کرنے لگے دن بھر تدار  
 جلی شام کو اتفاقاً بدلتے ہوئے صبح ہو کر صبح فوج نکلا ہوا چٹا گیا بعد اُسکے جیسے کے طبل باز گشت کا سب لشکر اپنی  
 اپنی فرادگاہ میں آئے۔ امیرج نے بہزاد سے کہا کہ اگر بہزاد نے تجھے آئے ہیں سب بھی سے لڑنے آئے ہیں  
 بہزاد نے کہا پھر خون کیا ہے آئے ہیں تو آئے دیکھ پر وادوں کا جھوم شمع کو کیا نشان پہونچا سکتا ہے  
 نے کہا کہ مجھے اور تو کسی سے ڈرنے نہیں ہوا اگر کہہ دو تو نورالدین سے باقی سب لشکر شمشیر میں غرض پو شاہک رزمی  
 تار کر لباس گرمی زیب تن کیا صحبت بیش بہا ہوئی جام شے گل رنگ گردش میں آیا تاج رنگ ہونے لگا  
 راستے میں ایک نامہ دار داخل بارگاہ ہوا اور ایک نامہ امیرج کے ہاتھ میں دیا امیرج اس نامہ کو پڑھ کر  
 بہت خوش ہوا اور نامہ دار کو بیٹھنے کا حکم دیا بہزاد نے کہا اے خیر مار یہ نامہ کسا ہے اور اس میں کیا لکھا ہے  
 تجھے بھی ارشاد کیجئے امیرج نے کہا اے بہزاد یہ نامہ لاہوت شاہ کا ہے جو جب تخت اطلالت کو تیرا تو  
 لاہوت شاہ سے کہہ گیا تھا کہ تم فیض تلک میں جا کر قیام کرنا جب حمزہ بیان نہوگا تو غم فرم کر کے  
 باختر کو لے لینا اب اس کے ہمراہ سات سو پہلوان فوجانہ خلیفہ بن چکے روئین تن اور قرین سماک  
 اذدرگیر اور تلقاش بن القاش خون آشام اور اساق بن گراق یک چٹپی اور قیقال بن اذال  
 گوہن اور آہنگ بن سرہنگ مشہور زن اور الکوس بن ملکوت تہر دار اور طبرین مہر  
 بیل گردن اور فضیل بن بنا قوس کرگدن بینی اور کوہ یار بن ماہیار سرکش اور طیل بن طیل  
 رعد آواز اور شرارہ بن شیرد آتش باروئل بن کاہل خشت انداز اور فضل بن فضیل غیبہ  
 کے مہاجرین اور سات لاکھ سوار کی جمیعت ہو گیا ہے کہ آپ جہنم کے ہمارے رہے اندام میں بھی آکر  
 آپ کے شریک حال ہوتا ہوں کہ آپ نظر کردار خداوند باختر میں خداوند باختر سے آجکے باختر اور دینار  
 کی بہزاد سے کہا اے خیر مار نیز اعظم سے آپ ہی کو یہ اقبال عنایت کیا ہو کہ ایسا شخص بے طلب آپ کے آگے  
 میں آئے ہر شہد ہو گیا ہے سکر امیرج نے اس عبارت سے پوچھا کہ کیا نام ہے اسے عرض کیا کہ مجھے آفت میں  
 گنہگار اب کہتے ہیں امیرج نے اس عبارت نامہ دار کو خلعت سے متذکیا اور خود صرداران لشکر استقبال کو  
 چلا کوئی دو تین کوس آیا ہو گا کہ ایک ایسا حق گرد و غبار کا اٹھا کہ مجھے سپردوار کو چہرہ و تار یک کر دیا جب وہ گرد  
 شقی ہوئی تو سات سو ظم نشان ساتھ لاکھ سواروں کے نمودار ہوئے اور بعد اسکے اور تمام جلوس شاہی اور فوج  
 بادشاہی نمودار ہوئی بعد اسکے لاہوت شاہ تخت پر شکن سات سو پہلوان اسکے ساتھ ساتھ گر و پیش ہوئے  
 آہن میں فرق چلے آئے ہیں لاہوت شاہ جب قریب امیرج کے پہونچا تخت سے کود پڑا امیرج بھی یہ چٹک  
 پیادہ ہو لیا دونوں باہم بٹکیر ہوئے امیرج نے مزاج پر سی کی لاہوت شاہ نے کہا کہ آجی وہا میں معروف  
 ہوں مگر اب تو میں آپ تک پہونچ گیا میرا نامہ ہے اور آپ کا دامن امیرج نے کہا کہ اے لاہوت شاہ تم ملن  
 رہو میں تمہیں ملک سبائل میں لپکا کہ مجھ سے اتفاقاً عالم کرد چکا گھبراہٹے کہہ نہ سکتا ہوں کہ باقی ہوا ہاتھ پیرے ہوئے  
 داخل بارگاہ ہوا لاہوت شاہ اگر تخت پر بیٹھا ملک بن ملکوت شاہ نے خود ہی لاہوت شاہ نے کہا  
 کہ اے ملک میں تو خود تھارے دامن میں چٹا لینے آیا ہوں تم مجھے کیا تہہ دینے ہو تہہ نہ مجھے دینا چاہیے ملک  
 بن ملکوت شاہ نے کہا کہ میں تو آپ کو مجھ سے اتفاقا جانتا ہوں لاہوت شاہ نے ہاتھ پیر کر اپنے برابر تخت  
 پر بٹھا یا امیرج سا ان دعوت میں معروف ہوا جب ہر گاہ دن سے پھر نورالدین ہر کوئی تو شاہزادے نے

فرمایا کہ کچھ پروانہیں جو خدا سے نابزرگ است الغرض امیرج اپنی بارگاہ میں مصروف سامان دعوت تھا کہ ہوت شاہ  
 نایک دیکھ رہا تھا کہ ایک عیار سے لاہوت شاہ کو ایک نام رکھ دیا لاہوت شاہ اسے پر سکڑ رہا ہوا تھا کہ بن میں  
 رخصت ہو گیا جام شراب کا ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا امیرج نے جو یہ حالت دیکھی پوچھا کہ خیر باد یکجا حال ہو لاہوت شاہ  
 نے کہا کہ اے زبیدہ آفتاب پرستان کیا بیان کر دین بڑا غصہ ہو گیا امیرج نے کہا کہ آفتاب کہہ کر لاہوت شاہ نے کہا کہ  
 اے زبیدہ آفتاب پرستان ایک شخص جو سالوت بن جالوت رعد آواز دہوا نہ نہایت قوی شکل اور قوی بادوسات  
 سو سن کا گرد اور سات سو سن کا تنہا نہ تھے ہونے پر آئے پہلے ہی مجھے کہہ بھیجا تھا کہ میں چکر تمام خدا پرستوں کا کام تمام  
 کر دوں گا تم ابھی بیٹھے خدا پرستوں پر دھنا میرا غلط کرنا میں نے کچھ دوزخ تو اٹھا رکھا جب کہ نیا یا تو میں مل کر اٹھا ہوا اب  
 آئے جو میرے چلنے کے کی خبر سنی جو تو کچھ سببا ہو گیا سالوت شاہ بستر پر کہ تم امیرج کے پاس سے چلے دو نہیں تو میں آکر  
 مع امیرج تم کو سزا سے معقول دوں گا امیرج نے یہ سکر دہ نام لاہوت شاہ کے ہاتھ سے لیکر چہرے پھینک دیا اور اس  
 عیار سے کہا کہ جا اس دیوانے سے کہہ بنا کہ جسطرح او سرور سامان باختر نے میری اطاعت قبول کی ہو تو بھی مجھے سمجھت  
 کر ورنہ جنت سخت سزا پائیگا اور اگر چلے آئیگا تو سب سے زیادہ تیری عزت و حرمت کروں گا عیار وہ نامہ پھٹا ہوا ایک  
 سالوت کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا بس یہ سننے ہی اسکی رگ دیوانگی جوش میں آئی اور اسی وقت فوج اپنے  
 ہمراہ لیکر لشکر امیرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب لشکر امیرج کے پہنچا تو خیر اپنا استاد کراس کے داخل خیر ہوا صحبت  
 حبش ہوا ہوا شراب پیچنے لگا میں حالت نشہ میں طبل جنگ بجاتے کا حکم دیا اسی وقت نقارہ زری بجی جب  
 یہ خبر امیرج کو پہنچی تو اسنے بھی نقارہ زری بجوا دی رات بھر جانیں میں تباری رہی صبح کو صفوں بدال و خال آواز  
 ہوئیں بعد نقابت نقاب کے سالوت دیوانے میدان میں آکر مبارز طلبی کی امیرج نے اسکا مقابلہ کیا پہلے لگا ورنہ ہوا  
 سپردن کے چھوٹوں میں سے چکا ریان آگ کی آڑنے لگیں کوئی پانچ قدم مرکب امیرج کا ہٹا اور کوئی سات قدم گیند  
 سالوت کا پسپا ہوا مسل کر مکیوں کو راتوں میں ایک سے دوسرے کا مقابلہ کیا سالوت نے کہا کہ میں نے تو امیرج کو  
 طلب کیا تھا تو کیوں میرے سامنے آیا امیرج نے کہا کہ او فاضل میں ہی امیرج ہوں سالوت نے کہا کہ بس اسی فقہ  
 پر تیرا استدلال ہے جو امیرج نے کہا کہ بس سے بس زبان کو اپنے قابو میں رکھ زیادہ گویا اچھی نہیں ہوتی اس دیوانے  
 نے کہا کہ اے امیرج اگر تو میری اطاعت قبول کرے تو میں خیر سے ہاتھ سے شراب پیا کروں امیرج نے کہا کہ تو بکتا کی  
 میں تیرا جام عمر لے کر لے کر آتا ہوں ہ سکر دیوانہ آگ ہو گیا پوچھا کہ خبر معلوم ہوا تو میری اطاعت نہ کر لگا جو کچھ حریبا  
 رکھتا ہو لاہوت شاہ نے کہا کہ میں صاف جعفران زمان ہوں برگزیدہ سنی نہ کروں گا ہ سکر اس دیوانے نے جو بہت امیرج  
 پر ماری امیرج نے دار اسکا قالی دیا اور ہاتھ سے اس کے لپٹ گیا وہ بھی جو بہت چھوڑ کر امیرج سے لپٹ کر  
 تاہم دور ہونے لگے مرکب دو دوزن کے تاب نہ سکے آخر کو پیٹ کے بھل بیٹھے گئے دوزن کے دوزن کہہ کر  
 سے کو دینے داس گردان کر اور اسٹینیں چھاکر سر گرم تلاش ہوئے بارہم کشتی ہوئے کئی دوشہا نہ روز  
 ستوا کشتی رہی تیسرے روز امیرج نے لشکر اسکا نوڑ کر سر سے باندھ لیا اور رچ رچ دے کر زمین پر دھرا  
 اور پیچھے برائے پڑ سکر تو ڈانچہ خیر خواہی کا کھوکھلیاں اسکی باندھ لیں اور طبل بزدگشت بجا کر سب لشکر  
 اپنی اپنی فز و گاہ میں داخل ہوئے تین روز کے ٹھکنے میں عجیب ہی حالت تھی جا بجا کہ سو سو رہے تھے امیرج  
 آکر بارگاہ میں بیٹھا سالوت دیوانہ کو طلب کیا جب وہ آیا تو امیرج نے اس سے پوچھا کہ او دیوانے اب  
 تو میری اطاعت کرنے میں کیا کتا ہوا آئے کہ اطاعت کسی میں آپ کا دین تبدیل کرنے کو موجود ہوں ہ سکر



ایچ بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ آئندہ کوئی قیدی اس کی نزدیکی نہ کرے اور سالوت نہ کرے کہ اگر آئندہ کی کیا حاجت ہو فقط آپ کے حکم کی  
 ویرستی قید بھی لڑائی جانی ہو، لکڑی جٹا دے کہ قبضہ کوٹل تار عکسرت کے توڑا والا ایچ نے اسے غلست دیکر گل سرلا لک  
 باختر بہ مقدم تھا یا محبت بیش بہا ہوئی جام شراب لکڑی گلدستہ میں آیا تاج برسے لگا میں نشہ شراب میں  
 نگاہ سالوت کی کندھوں پر جا پڑی پوچھا کہ کون ہیں ایچ نے کہا کہ جانشین حمزہ ہیں میں انھیں مثل اپنے  
 پیر بزرگوار کے جانتا ہوں اس لیے صادق القول اور شجاع اور دلدار ہوئے گا بیکو میں بعد اسکے سالوت اور  
 اہل اسلام کے حال سے مستفسر ہوا ایچ نے ایک ایک کی طرح ڈنکا کی اور بعد اسکے کہا اور سالوت یہ بہتین  
 تو ایک طرف میں اس اسد دیو اسے کہ ہاتھ سے سخت عاجز آیا ہوں اس دیو اسے نے تو بکرو دیو لڑکے یا سالوت  
 نے کہا پھر خداوند کیا ارشاد ہوتا ہو خطا حکم کی دہرے کیے تو میں ابھی جا کر اسے گرفتار کر لادوں ایچ نے کہا اچھا تم اس  
 کرد میں اسے گرفتار کر لے لیتا ہوں اور شاہ پور کو بلا کر حکم دیا کہ بھائی شاہ پور اس دیو اسے اسد کو تو کچھ نہ دینا پور  
 نے کہا بہت اچھا کہ فرمائیے کہ آپ اسکا کچھ نہ بھی سکیں گے میں تو جا کر کچھ نہ دینگا کہ یہ خیال کو بھیجے کہ نور الدین ہر موجود  
 اسد مزور آپ کے چند سے محبت جائیگا اور آپ مفت میں بدنام ہوئے پھر ایچ برہم ہوا اور کہا کہ داد تم صرف  
 باتیں ہی بنانے کے واسطے ہوتے کچھ خاک وصول ہو بھی سکتا ہو شاہ پور نے کہا کہ حضور میں نے تو غیر خواہناں اس کا ہاتھ  
 آپ دینے بانہ میں مجھے اس سے کیا ہو آپ فرماتے ہیں میں ابھی جا کر کچھ نہ دینگا ہوں، لکڑی جانب لشکر نور الدین ہر روانہ  
 ہوا سپر کرتا ہوا اور واڑا بارگاہ سلیمانی پر پہونچا دیکھا کہ ہر مزور تاجدار تخت پر طوطہ فرما رہا تھا نور الدین ہر دھگل شوکت پر  
 بیٹھا ہوا اور سردار بھی اپنے اپنے دھگون اور کرسیوں پر بیٹھے ہیں ہنگامہ بیش کرم جو جام شراب لکڑی دور سے میں ہر  
 ایچ ہو رہا ہوا اسد نور الدین ہر سے کہ رہا ہو کہ بھائی صاحب نسا آپ نے سالوت دیو اند لقا پرستی چھوڑ کر  
 آفتاب پرست ہوا ہو کہ بھائی صاحب میں اسے مزور نہ دینگا سا دیو اند میں اسکا نکال دوں گا نور الدین ہر نے کہا کہ میں  
 بھائی وہ جائیگا کہ ان شاہ پور چپکا کھڑا ہوا یا باتیں سنا کہا جب ہر رات گئے دربار برقا ست ہوا سب سردار اپنے  
 اپنے خیموں میں گئے اسد بھی مع رفقا بائیں کرتا ہوا چلا شاہ پور یہ دیکھ کر بیٹا ہی اسکے قبضے میں لپک کر ہو رہا جب  
 اسد داخل خیمہ ہوا کھانا کھا کر سو رہا پس اسے بیوشی آواز کہ پہلے خیمہ نگاروں اور غاصب داروں کو بیوشی کیا  
 بعد اسکے دشمنی گل کر کے اسد کو بیوشی دیکر طوطہ ہاسے کندھ میں باندھ کر پتھارہ بہ دیش ہو کے خیمہ سے نقب کئی کرتا  
 ہوا چلا تختہ زنی دور پہ جا کے سرہ نقب کا کھانا لا میدان صاف با باختر و خطر ہاسے شاطری مارتا ہوا روانہ ہوا  
 جتنا سے کار اتفاقات روزگار و ارباب کشور کشاکشا کا عیار فتاح کشور می شب داد کی سیر دیکھنے کو صحرا میں قلا  
 تھا اور شل رہا تھا آواز زنگوں کی سن کر خیال کیا کہ کوئی عیار آتا ہو یہ خیال کر کے گوش بر آواز اسطرح کو چلا  
 اور آدھر شاہ پور نے دنگ کی آواز سکر آواز دی کہ اسے کون ہو فتاح نے کہا کہ میں ہوں فتاح کشور می عیار  
 و ارباب کشور کشاکشا کا بھرا ہوا ہے پوچھا کہ تو کون ہو کہا کہ میں شاہ پور شہر دل ایچ کا عیار ہوں فتاح نے کہا شاہ پور  
 کہا نے آئے ہو شاہ پور نے کہا کہ میں اسد کو گرفتار کرنے آیا تھا سو اسے گرفتار کر کے لیے جا ہوں فتاح  
 نے کہا ای شاہ پور میرا قاری اس دیو اسے کا دشمن جان ہو اسکو مجھے دے دین تمہارا بہت ممنون ہو چکا شاہ پور نے  
 کہا کہ ای فتاح میرا قاری ایچ بھی اسکے خون کا تشہہ ہیں اسے ایچ کے واسطے ہے جا ہوں انھیں کیونکر  
 دے دوں کمالی محنت اور مشقت سے لا جا ہوں فتاح نے کہا کہ پھر بھائی جسطرح دو گے اس طرح لین گے شاہ پور  
 نے کہا کہ تمہاری بھی طاقت جو مجھے یہ پتھارہ لے سکے فتاح نے پوچھا کہ شاہ پور نے بھی تلوار میان

سے لی گئی شمشیر زنی ہونے لگا تھا۔ اور قاتلات رونگٹا کشتیاں کشتور می طبع کی گشت پر بخا دو بھی ہوا کھاتا ہوا  
 ومان پوچھ گیا دیکھا کہ ایک دو بھلیاں بچک رہی ہیں اور آدھ جھانسنے کی جلی آئی ہو اور اس کے ہوا کوئی دو چہرہ  
 سوار ہیں قریب آکر خود دیکھا معلوم ہوا کہ دو شخص باہم لڑ رہے ہیں پکارا کہ جلد تباؤ تم کو کون لوگ ہو فتاح سے آواز پہنچا  
 کر کہا کہ اس کشتیاں تم خوب اتفاق سے اس طرف نکل آئے اور بہت اچھے وقت پر آہو پچھے یہ شاہ پور اسد کو لیے  
 جاتا ہے میں اس سے ہتھارہ اسد کا مانگتا ہوں کسی طرح نہیں دیتا اسی بات پر میرے اس کے ذہن شمشیر زنی آگئی ہو  
 کشتیاں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ اسے جلد اسے گرنے کے لیے شاہ پور کے گرنے کے لیے کوڑے سے شاہ پور سے  
 جو یہ رنگ دیکھا خیال کیا کہ تو تنہا اسد رنڈا سا کیا بنا بگا مفت میں گرنے ہوا ہتھارہ پھینک کر بھاگ چل بس یہ خیال  
 کر کے ہتھارہ کھول کر سپیک دیا کہ وہ اسے اور خود بھاگ کر چلتا ہو فتاح کو تو ہتھارے سے غرض غرض شاہ پور سے دو کوئی  
 مطلب نہ تھا ہتھارہ اٹھا کر اپنے لشکر میں آیا صبح ہو چکی تھی درباردار اب کا مہمور تھا فتاح ہتھارہ لیے ہوئے  
 سامنے آیا داراب کو سلام کیا داراب نے پوچھا کہ فتاح کہا لائے عرض کیا کہ حضور ہتھارہ اسد بن کر ب  
 کا ہو شاہ پور سے لیے جاتا تھا میں اس سے نہیں دیا یہ شک بہت خوش ہوا فتاح کو خلعت و انعام سے متذکیا اور کہا  
 فتاح اسے ہوش میں لانا و فتاح نے کہا کہ حضور ابھی نہیں چلے اسے اسیر غل و زنجیر کیلئے بعد اس کے اسے ہوش میں  
 لائے اسے ایک دیو اندھا سے بے دستان آفت جہان ہوا کہ میں اسے ہوش میں لائے گا تو معلوم نہیں یہ کیا آفت  
 برپا کر دے گا پھر داراب نے آٹھ گھنٹہ کو طلب کیا اس وقت آٹھ گھنٹہ اسد غازی کو اسیر غل و زنجیر  
 کیا بعد اس کے فتاح نے قبلہ رخ بیوٹی دیکر اسد کو ہتھارہ کہا اسد کو ہوش آیا اور اسے کھول کر جو دیکھا تو اپنے  
 کو اسیر غل و زنجیر سامنے دیکھا داراب کے پاس یقین ہوا کہ اسے کچھ پڑا ہوا ہوا ہے اب دیکھ کر ہوتا ہوا ہوا ہے  
 بائیں گرا ایک نہایت ہی اکر بکرمے اٹھ کر پکارا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو بادشاہ میں شجاعت سے آگاہ ہو  
 اور نام دے کہ سردار نہیں داراب نے کہا کہ بھلا او دو اسے اسے لائے کیا کیا کنیں میرے ساتھ کی ہیں کہ وہ  
 سے بارگاہ سلیمانی مجھے چین لگیا اسے دیوانے لڑا تھا نہ بھاگ کا فذ کی تا ڈکب تک پہنچی آج نہ تو وہ جلی غل و زنجیر  
 تیرا ہ کر دیکھ آ کر تک جہا اسد نے کہا ادا دے دے تو نے ہی تو میرے رفیقوں سے بارگاہ مجھ میں لی تھی دانا  
 نے کہا اچھا یہ نہ تھا کہ تو اس وقت اپنے کو کہہ کر پاتا ہوا اسد نے کہا کہ جس طرح خبر جمع رو باہ میں داراب نے  
 کہا خوب تو شہر زہر جو بھاگتا بڑا پھرتا ہو اور میں رو باہ ہوں جو کچھ پڑا ہوا ہے میری اچھا اب تو جو کچھ ہوا  
 سو ہوا ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہو میری اطاعت اختیار کر زمین چھوڑ دو گا ورنہ بہت بُری طرح پیش  
 آؤ گا اسد نے کہا او گاؤر بیکے بھلا میں تو غری اطاعت کیا کروں گا لیکن اگر تو میری اطاعت کرے تو میں تجھے  
 تمام وصو بیون کا افسر کروں گا اور اپنی پوشاک خاص تجھی سے دھوا کر دے گا پس پھر سنکر داراب کو غصہ لگا  
 اور اس وقت حکم دیا کہ جلد جاؤ کو طلب کر دو کہ اس دیوانے کو قتل کر دے جو ہر فوراً جلا دے کہ ہاتھ لگے  
 شاہ پور شیر دل جو امیرج کے پاس خالی ہاتھ پہنچا تو امیرج نے نہایت ہی بخوری پر بل ڈال کے کہا کہ میں  
 روئے ہوئے تھے تھے موسے کی خبر کے اسے شاہ پور سے کہا کہ میں آفت ناگمانی کو کیا کروں اپنا کام میں  
 پورا کر چکا تھا اسد کو لیے آنا تھا کہ راستے میں داراب کے ہمارے مجھے ملاقات ہوتی وہ ہتھارہ اسد  
 کا مجھے چین لگیا میری اس میں کیا خطا ہو امیرج نے پوچھا کہ خبر کیسے اب اسد کا ہتھارہ داراب کے  
 پاس ہو شاہ پور سے کہا جی ہاں پھر امیرج اسی وقت سوار ہو کر یہ دینا لشکر داراب کی جانب چلا آیا





نے شکر نور الدہر سے کہا کہ اے فرہاد! یہاں آ کر خیر دل کر دیا اور چھڑا دیا کیا کر دین مجھ پر ہون کہ یہ بارگاہ  
 اور شکر میری بارگاہ اور شکر نہیں اگر آپ میرے بیان آ کر میرے اچھے دشمن کو چھڑا دیتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا ہے  
 شکر نور الدہر نے کہا کہ اے امیرج! میں تو شک نہیں کہ میں آیا تھا اسدی کے چھڑانے کو اگر انھوں نے کہ میں تھا را  
 ممنون احسان نہ ہوا وہ آپ ہی سے چھوٹ کر چلا گیا اور بھائی اپنی اور بھائی بارگاہ کسی تھا را جہان اور جب ہی چلے  
 میرا سامنا کر لو میں موجود اور مستعد ہوں تھا را مقابلہ کر دنگا میں نور الدہر ہوں کوئی ایسا ویسا نے مجھ اور بھائی  
 نہیں ہوں کہ میں نے ذرا ہڈی گایہ شکر امیرج نے کہا کہ خیر نصرت اچھا بہت اچھا بھائی یا بھائی یا زتہ اور نصرت باقی یہ شکر  
 نور الدہر نے کہا کہ بہتر کچھ لیجیے گا اور یہ ککر بارگاہ سے باہر آ کے اپنے لشکر کو روانہ ہوا اور امیرج نے داراب  
 سے کہا کہ اے داراب اب میں بھی رخصت ہو گیا داراب امیرج کے ساتھ ساتھ دروازہ بارگاہ پر آیا دیکھا کہ امیرج  
 کا گھوڑا زندہ اور زخمی گھوڑا مر رہا تھا امیرج نے کہا کہ اے امیرج! دیکھی تھے چالاک اس دیوانے کی کار خود خوب  
 ہوشیار است یہ ککر وہ مر گھوڑا مگر امیرج کو دیا اور کہا کہ لیجیے اب اس گھوڑے پر سوار ہو کر شریف بھائی  
 امیرج داراب سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی روانہ ہوا مگر اب شکر اسدی غازی گھوڑا اٹھا ہے ہونے  
 چلا آتا تھا کہ ایک ایک تنق گرد و غبار کا سامنے سے نمایاں ہوا اسدی اس گرد کو دیکھ کر غصہ کیا غصہ جب دامن  
 گردن ہوا تو دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست سامنے سے چلا آتا ہوا اسدی غازی خورشید کو دیکھ کر اسکی جانب ہوا  
 اور خورشید اسکو دیکھ کر اسدی کی جانب بڑھا دونوں فریب آ کر ٹکری ہوئے لیکن خورشید نے جو اسدی کو شریف  
 آوردہ ہاتھ میں لیے اور گے میں زخمی رہے ہونے دیکھا تو پوچھا کہ کیوں بھائی اسدی کیوں غریب ہو گیا سے آئے ہو اور یہ  
 کیا وضع بنائے ہوئے ہو اسدی نے تمام حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ بھائی صاحب بھی تو ظلمات سے داپس آ گئے اور  
 بسین فرودکش میں خورشید نے کہا کہ ہاں مجھ کو بعلوم ہو بلکہ ہم اور وہ ایک ہی جگہ دو جہ و گریہوں کے بیان قید تھے  
 ابھی باقی تمام نوبتیں کہ شاہزادہ نور الدہر بھی گھوڑا اٹھا ہے ہونے آ پونچے خورشید نے سلام کیا  
 نور الدہر نے غم و غایت پوچھی اور اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا خورشید کا ایک سمت بہا ہوا  
 خورشید کے ادب سے ہر کاروں نے خیر آمد خورشید کی امیرج کو پوچھا کہ امیرج نے کہا کہ خیر آیا ہو تو آئے دو اگر  
 خیر اعظم کی مدد شامل حال ہوگی تو ان سب کو مار دینا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑ دینا یہ ککر نشہ خراب میں آ کے  
 نقار مار رہی تھی اور ہر کاروں نے یہ خبر تمام لشکر دین میں پوچھا کہ سب جگہ رات بھر نقار مارے رہی بھائی کے آلات  
 حرب و ضرب درست ہوتے رہتے علی الصباح پانچون لشکر صحت آ رہے میدان قتال ہوئے بعد ازاں سب صفوں  
 قتال سالوت دیوانہ امیرج سے اجازت لیکر میدان میں آیا چلے خوب برجھے کے ہاتھ نکالے خوب کڑیے کو  
 جو ان کیا بعد اسکے مبارز طلب ہوا شکر نور الدہر سے نمودار ہوا ہر مزاجدار سے اجازت لیکر مقابل سالوت  
 ہوا سالوت ملے جو دیکھا کہ عجیب اقلقت شخص ایک سو چالیس ارج کا قد سامنے آ کر اچھا ہوا بس زہرہ اسکا آب ہریا  
 اور ایک چھج مار کر سامنے سے بھاگ گیا نمودار ہوا ہر چند چلا مارا کہ اسے ٹھٹھو سی گریہ کب سنتا ہے جے تھاتا ہے  
 ہوا چلا جاتا ہے انیکہ امیرج کے پاس ہو چکر دم لیا امیرج نے جو اسے بو کھائے ہوئے اور سانس پھولی جھلی  
 دیکھا بہت برہم ہوا اور کہا کہ اگر تو ایسا ہی تو ہو تو کب ہو تو میدان میں کیوں گیا تھا اسنے کہا کہ میں آدمیوں  
 سے لڑنے گیا تھا یا دیوؤں سے اے زبہد آفتاب پرستان! شخص جو میرے مقابلے کو نکھاتا ہے آدمی کا ہیکو  
 ہی ایک دیو کا دیو ہر دیو سے لڑنا میرا کام نہیں ہر اگر آدمی ہوتا تو میں اس سے لڑتا کہ اسس اثنا میں



خود عاد نے مبارز طلب کیا طراسپ بن طماس مالک بن ملکوت شاد سے ابازت لیکر مقابلہ نمود عاد اہل  
 بعد نکاد رزنی کے نیزہ بازی ہوئی طراسپ نے نیزہ اسکا ہوائی کیا نمود عاد نے چوبستہ اسی طراسپ سے  
 چوبستہ اسکی سا طور سے کلم کر کے وہی سا طور جو نمود عاد کے مارتا ہو تو سپر کو ختم کر کے سر پر بیٹھا کوئی دو اہل  
 بین در آبا نمود عاد نے دستانہ مارا سا طور تو جھٹکا کر لیا گیا مگر چادر خون کی جاری ہوئی نمود عاد کو خوش آگیا  
 طراسپ نے پھر مبارز طلب کیا عاد بن نمود نے مقابلہ کیا وہ بھی بھڑچ ہوا پھر طراسپ نے مبارز طلب کیا  
 قیاش کشیدہ رو اور قیاش کشیدہ رو نے یکے بعد دیگرے مقابلہ کیا وہ بھی کھال ہوئے جب شام ہوئی  
 تو ہر ایک لشکر میں طبل باز گشت بجا سب کے سب اپنی اپنی فردگا ہوں کو واپس آئے اور پھر طبل جنگ بجاتے  
 کا حکم دیا رات پھر ہر ایک لشکر میں نقارہ رزمی بجا کیا جنگ کی تیاری ہوئی یہی آواز بیدار باش ہو شیار باش کی  
 بجتے رہی طے الصباح پھر سب لشکر میدان کارزار میں جمع آما ہوئے اس روز طراسپ اور طماس سے  
 مقابلہ ہوا بعد نکاد رزنی کے طراسپ نے طماس کو سہم کیا اور کہا کہ اے چور بزرگوار آگے جو عشق تو را الہ میرا  
 سودا ہو گیا ہے اسے دور کیجیے ورنہ کو درست کیجیے اپنے دین قدیم پر پھر قائم ہو جیے زبہ آفتاب پرستان  
 میرج نوجوان کے پاس چلے چلیے دیکھیے تو کہ وہ آپ کی کیسی تعظیم و تکریم کرتا ہوا در کس طرح آپ کے ساتھ میں  
 آتا ہوا جو وہ جوش جوانی بھی آپ کا باقی نہ رہا اس آپ کا کیا کیا ہوا اس واپس و خرافات کو چھوڑ دینے  
 اس عشق فاذ خراب سے منہ موڑ دینے یہ نامی کو دفع کیجیے زبہ آفتاب پرستان کے پاس چل کر خلعت و انعام لینے  
 غرض بہت کچھ سمجھا یا جب دیکھا کہ کوئی بات میری پذیرا نہیں ہوئی تو کہا کہ اب جو کچھ مجھے سمجھانا تھا میں چکا اب  
 بھی اگر نہ مانا تو یہ یاد رکھو کہ شکیں باندھ کر تلو کڑ بھاؤنگا اور جنگ سے سودا اتھارے سے نہ جائیگا اس وقت  
 تک نہیں فہم رکھو نگا یہ شکر طماس نے کہا کہ اونا ہتھیار و بد کردار تاہن روزگار تو ادرنگو سمجھاتے آبا ہر بین خوب  
 جاننا ہوں تو شیطان کے فتنے سے پیدا ہوا ہوا ہے کہ اگر میری طلب سے ہوتا تو تو میری اطاعت کرتا خراب  
 جو مجھے ہو کے قصور و کوتاہی نہ کر معلوم ہوا کہ اب اہل تیرے سر پر کھیل رہی ہوا خرابا جانیگا اول مارا جانیگا  
 پھر جو کچھ حوصلہ تیرے دل میں ہو وہ کیوں باقی رہی اسے طراسپ نے کہا کہ بہت اچھا اب دیکھیں اہل ہمارے  
 سر پر کھیل رہی ہوا ہتھارے سر پر لاؤ جو ہر ہتھارے پاس ہو طماس نے کہا کہ پیشہ سنی ہمارا دستور نہیں  
 ہو چلے لاؤ اپنا حق پر کرنے پھر ہم بھی دیکھ لیتے طراسپ نے کہا کہ خیر ہمارا دستور فوجی اور خبردار خبردار کے  
 نیزہ مارا طماس نے وار اسکا رو کیا پس اب کیا تھا لئی نیزہ بازی ہوئے کوئی چار گھڑی کی نیزہ بازی میں طماس  
 نے شان نیزہ طراسپ کی کمال دی اور نیزہ بھی اسکا پرچے پرچے کر دیا پس طراسپ آگ ہو گیا ورنہ  
 کر ساد سے سات سو من کا گزارا بے پیرے اسکا خبردار خبردار کہ طراسپ پر مارا طماس نے گزرا اسکا  
 رو کر کے اپنا گزرا مارا طراسپ نے وار گزرا کر دیا غرض تین ہر کامل گزرا بازی ہوئی جب اس سے  
 بھی کچھ نہوا تو سا طور بازی شروع ہوئی پس ایک مقام پر طماس نے چاہا کہ سا طور طراسپ کا چھین لے  
 پس گیند سے کو اشارہ کیا کہ زبردست جا رہے گیند آجوانے جڑتا ہوا تو پاؤں اسکا موش قاتلے میں جاتا رہا  
 وہ جھٹکا گیا گیند سے کے چمکنے سے جو طماس کے سر کو ہٹا دینا ہوا تو خود طماس کے سر سے گرا پس طراسپ  
 نے اس موقع کو مفاد مانکر جو ایک وار دو کستی سا طور کا لیا تو خوب ہی کارن زخم آیا قریب تھوڑے  
 سے گزرا جب سے پس طماس نے بہت جلد دستانہ مارا سا طور تو جھٹکا کر لیا مگر چادر خون کی سرست جاری

ہوئی طہاس کو خوش آگیا لوگ اگر طہاس کو آشنا لگے چونکہ دن کم رہ گیا تھا اس سبب سے طر ماسپ بلبل گشت  
 بگو اگر پھر گیا نور الدہر طہاس کو بے ہوشے داخل خبر ہوا براہ کو بلوا کر ناسکے گھوڑے کہ اسی آشنا میں  
 پھر سرکاروں نے اگر عرض کیا کہ لشکر امیرج میں جس جنگ بجا دیا گیا فرمایا کہ کیا یہ وہی خدا سے ما بزرگ است  
 ہا سے بیان بھی مل جنگ بجا اور اسی وقت لشکر نور الدہر میں بھی تقارن رزی پرچم بڑی قدر متعجب  
 ہر سامان جنگ رہا صبح کو شب لشکر مرزا کا رلا میں صفت آرا ہوئے لشکر امیرج سے طر ماسپ بن طہاس  
 مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر آگے بڑھا اور میدان میں آکر ہار زعب کیا اور صر سے نوحہ  
 مومنان روشنی بخش دیدہ مسلمانان گل گلہ دار صاحبقران نخل بوستان شاہزادہ بریج الزمان صاحبقران  
 بن صاحبقران زان نور الدہر عالی شان رجب پری پیکر کو چمکا کر ہر مزاجدار سے اجازت لیکر قابل  
 طر ماسپ واسطے آئے اسکے ساتھ ہی نگا در زنی ہوئی کہ کوئی تین چار قدم مرکب شاہزادے کا پیچھے ہٹا  
 اور کوئی چار سات قدم مرکب طر ماسپ کا پیچھا ہوا پس مار کر جنگ مسلک راؤن میں پھر گشت سے کو طر ماسپ  
 سنے شاہزادے کا سامنا کیا اور چار اکراؤ نور الدہر ہترے ہو کر دین آفتاب پرستی اختیار کر اور زہرہ  
 آفتاب پرستان کی خدمت میں جگر طاقت اسکی اختیار کر زہرہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دیکھا دے کہ کل  
 میں نے طہاس سے زبردست کی کیا حالت کر دی نور الدہر سنے یہ سنکر آواز دی کہ ادا کاندہر کیش  
 ناماقت اندیش تو میرے ایک ملازم کی اولاد ہی ہترے ہو کہ اس خود سری کو چھوڑ کر میری رکاب کو بوسہ  
 دے دین آفتاب پرستی کو چمک کر نہ سب حق شریعت غر سے اسلام کا مطیع و متقاد ہو خلیل تر سے باپ  
 طہاس کے تیری بھی عزت کی جائیگی طر ماسپ نے کہا کہ باپ تو میرا پھر عاشق ہو گیا ہو اس سبب سے قہر  
 مطیع ہوا اور زہرہ تر سے پاس آتا ہی کیوں اور مجھے تیری طاقت کرنے کی کیا وجہ ہو اگر میں بھی پھر عاشق  
 ہوتا تو میں بھی تیری طاقت کرتا نور الدہر کو پھسکر غصا گیا فرمایا کہ بس خاموش رہو ورنہ زبان گدی سے  
 کھینچ بیجا لگی اگر چھو جگہ ہی کی ہوس ہو تو لا حشر اپنا طر ماسپ نے پھسکر خبردار خبردار لکھتے نیرہ مارا  
 شاہزادے نے دار اسکا روک کے چند ہی غصہ میں نیرہ اسکا ہوائی کر دیا طر ماسپ نے خشمناک ہو کر  
 سا طور اٹھا یا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب سا طور اسکا قریب آیا سپر کو چھوڑ کے پنجہ ملی کو  
 وراڈ کر کے قصد کیا کہ سا طور کو چھین سنے اور قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا لیکن ممکن نہوا زور کشش ہوئے لگے لشکر  
 ار سے تو مرکب پیٹ کے بھل چلے گئے دو وزن کے دو وزن مرکبوں سے کود کر دامنوں کو گردان کر آئینوں  
 کو چڑھا کر باہم مصارعت کرتے لگے امیرج سے یہ رنگ دیکھ لاہوت شاہ سے کہا کہ مجھے اب طر ماسپ  
 کے قابل ہونے کی امید جاتی رہی نور الدہر بلا سے بے درمان سر بہ آور دہ لشکر صاحبقران ہر  
 لاہوت شاہ نے کہا کہ امیرج تو جوان تم گہراؤ زمین دیکھو تو ہوتا کیا ہو طر ماسپ کیا کسی سے  
 کم ہو قصہ مختصر و شبانہ روز متواتر کشتی رہی تر سے دن دو گھڑی دن رہے شاہزادے سے فخر طر ماسپ  
 جاتوڑ کر زمین سے اٹھ اٹھا اور بالاسے سر چرخ دے کر زمین پر دے چکا کہ چار دن شائے بیت گرد طر ماسپ  
 چاہتا تھا کہ شیعہ اگر شاہزادے سے ایک ٹھوکر ماری کہ فرش ہو گیا پس نور الدہر نے جھٹ اسکی  
 چھائی پرچہ جو اسکے شکلیں باندھ لیں اور طہاس باز گشت بجا کر اپنے لشکر کو لیکر مراجعت کی اور داخل ہوا  
 ہو کر حکم دیا کہ قہر کر کل و سکا دیوان کیا جائیگا اسکے پھر نقارہ رزی بجا دیا حکم تیار ہی جنگ کا دینا



شب بھر تیار رہی صبح کو سب لشکر میدان کاردار میں صفت آسا ہوئے نور الدہر ہر بادشاہ دست اجازت  
لشکر میدان میں آگیا مبارک طلب کیا ایسیج نوجوان نور الدہر کے مقابلے کو جایا ہی چاہتا تھا کہ دارا اب  
نے بیعت کی اور مرکب کو بڑھا کر مقابل نور الدہر ہوا بعد لگا در زنی کے نیزہ بازی شروع ہوئی کوئی پار  
کڑی کے بعد جب ستائین نژدہ کی تا کمرہ ہو گئیں تو گرنے بازی شروع ہوئی جب اس میں بھی ایک دوسرے  
پر غالب ہوا تو عوار میں کھینچ لیں اور برابر تے کشیدہ لڑی کر سنے لگے اب یہ عالم ہو کہ گویا دو بھلیاں کونہ رہی  
میں کبھی یہ داکر تا ہو وہ روکتا ہو کبھی وہ ہاتھ مارتا ہو اور یہ روکتا ہو چار کڑی تک پوزیشن عوار چلائی آخر کار  
ایک مرتبہ نور الدہر نے کرتا کر جو سر پہ ہاتھ مارا تو گوتہ سپر کٹ کے عوار دارا اب کے سر پر پڑی کرتا  
دو اوپر وا دل گئی دستا د مار سنے سے عوار نوجوان کر نکل گئی مگر چادر خون کی دارا اب کے سر سے جاری ہوئی  
اور غش پلا رہی ہوا لوگ اگر دارا اب کو اٹھائے گئے نور الدہر طبل باز گشت یوا کر اپنے لشکر کو گیا اور  
فوج دارا اب وغیرہ کی اپنی اپنی آرمگاہ کو گئی اور عوارا اب کے زخم کا علاج شروع ہوا حراج  
نما ہر ہوئے زخم میں نانکے لٹائے مرہمی کی اور ادر و مرہمی ماد پرست نے جو غیر زخمی دارا اب  
کی مٹی تو وہ عبادت دارا اب کے اپنے داند ہوا کشور شاہ تو بیچ کے استقبال کے لیے لشکر سے  
باہر نکلا بارگاہ میں لاکر بجا یا سامان دعوت مہیا کیا کہ اس عرصہ میں دارا اب کو بھی ہوش آگیا تو راج  
نے صاحب سلامت کی بعد مزاج پرسی کے دارا اب نے کہا کہ ہاں بھائی ایک زخم میرے سر پہ آگیا ہے  
اور زمین بے رحمہ کو مزدور گرفتار کر لانا تو راج نے کہا کہ تم معنی ہو کل نور الدہر سے ہم صفت بل  
کر بیٹے اور اُسے باندھ لائیے اور عوارا عوار بیٹے دارا اب نے ایک آہ سرد بھر کے کہا کہ بھائی آردو  
تو یہ ہو کہ میں خود ہی اچھا ہو کر نور الدہر سے عوض لون تو راج نے کہا کہ بھائی اگر او نہیں اچھے ہو جاؤ گے  
چلتے بڑے بہادر زخمی ہو جاؤ گے ہیں زخمی ہو جاؤ گے سے کیالسی کی شجاعت میں بھی فرق آجاتا ہے وہ نہیں  
ہو ہی رہی تھیں کہ مالک انڈور نے آہ سرد کہیں کہہ کر کہ افسوس صد ہزار افسوس کلی مرتبہ فوج و لشکر لیکر  
آئے اور بے نل مرام واپس گئے کہہ نو سکاند حضور سے اور مجھے ہمیشہ سی پشیم ہر گز کبھی وہ مجھے بڑی  
نہیں کر سکا اب وہ ہنسی ایسیج کے ہر اد ہو یا اور ایسیج سے اسے بڑی ہی شان و شوکت دے  
کئی دولند حور نے اسے ملک گیر بنایا جو اور وہ صاحبزادی کا دھو سے کرتا ہو کتنے ملک ایسیج نے  
سپت قبضے میں کر لیے ہیں اور کتنے ہی ملکوں سے خراج لیتا ہو مگر افسوس ہم کچھ نہ کر سکے ہر کسروے لگا  
دارا اب اس کے ساتھ اشکبار ہو کر کتنے لگا کہ ہاں امی مالک بیچ کتنے جواب ایسیج کا ہر سو اسے  
نور الدہر کے اور کوئی نہیں ہوا اور کوئی شخص تنہا اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا ہنر ہو کہ اب ہم تم تک جا  
ہو جائیں اور آپس میں دست دے ہو کر ہمشورہ باہمی تمام امور کو انجام دین دارا اب نے کہا اچھا کیا  
معاذت ہو مجھے جسے بیعت کی اور عہد کیا کہ بغیر مشورہ کوئی کام نہ کرے ابھی بائیں ہو رہی ہیں کہ لشکر  
ایسیج اور نور الدہر میں طبل جنگ بجنے کی خبر معلوم ہوئی تو راج دارا اب سے رخصت ہو کر اپنے خیمہ  
میں آیا اور اس نے بھی طبل جنگ بجوا یا شب بھر ہر ایک لشکر میں تیار رہی صبح کو ہانچوں لشکر میدان کا راز  
میں صفت آرا ہوئے بعد راستگی صفوں عدال و قاتل و قاتل تھپتھپا جھانڈا لوگ دیکھنے لگے کہ دیکھ میں  
وہ ان کھڑا میں کون عطا ہو کہ یا ایک علم آفتاب پیکر جلوہ گری پر آئے ایسیج مالک بن ملکوت سے

اور اذت لیکر یہ بیان میں آیا مبارک طلب کیا نور الدہر ایسج کے مقابلہ کو جابجائی چاہتا تھا کہ تو سچ یا دہرست  
 نے سبقت کی اور مرکب بڑھا کر مقابل ایسج ہوا بعد ازاں درذنی کے تیز بازی ہوئی ایسج نے شان غزوہ  
 تو سچ کی کمال دی ڈانڈ پر ڈانڈ لگی نیز دن کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے تو سچ نے تلوار ماری ایسج نے  
 تلوار اسکی دکر کے اپنا دیا کیا اسنے بھی پٹت شمشیر سے دارا اسکار دیا فرض چار ہر دن تلوار چلا کی قریب  
 شام تو سچ ایسج کے ہاتھ سے زخمی ہوا ایسج قبل بازگشت پھوٹا کر اپنے لشکر کو پھرتا تو سچ کو لوگ تو سچ  
 کے خیمہ میں آئے ہر اوج کو بھونکا انکے دلوائے دارا اب کشور کشا تو سچ کی عبادت کو آیا بقول  
 شاہ استقبال کر کے لے گیا اور جاسے صدر پر تجایا اسباب میں کیا کی صحبت رقص و غنا پر پار ہوئی  
 دارا اب نے کیا کر اے تو سچ دیکھا شے میں نور الدہر کے ہاتھ سے زخمی ہوا انکو ظلم سے اس ہو چکے  
 سے مجروح کر دیا مگر خبر اچھا ہون تو سمجھو نگا اور مالک اژدر بھی دارا اب کے ساتھ آیا ہر وہ بھی  
 بیٹھا ہوا اور کمر ہا کر کل میں سامنا کر دیکھا یہی باتیں ہوتی تھیں کہ اس انتہا میں جو ہر سنے اگر عرض کیا  
 کہ ملک کشور سے عیار نامہ لیکر آیا ہوا دارا اب نے حکم دیا کہ جاؤ و غرض دو عیار نامہ آیا سلام کیا نامہ  
 دارا اب کے ہاتھ میں دیا دارا اب نے ہاتھ میں لے لیا لقاؤ چاک کر کے پڑھا مضمون سے واقف ہوا کہ اس  
 تو سچ میں اب تک کشور یہ کجاؤ دیکھا مگر نہیں کہتا تو سچ نے کہا کہ فرما ہے دیکھا ہے خبر تو فرمایا کہ اے تو سچ  
 ہمارے شہر سے قریب ایک پہاڑ ہے فرماؤ کہ اس کے پاس ایک ملک قیامت تھا ہر قیامت شاہ وہاں کا  
 شہر بارہوی پنا اسکا صورت قیامت اسکا پہ سالہری بلکا زبردست ہر نہ دن میں شہر کشور یہ کو غالی پار چاہتے  
 ہیں کہ اسے خراب کر دیں تو میں جا کر انکو سزا دوں گا مجھے جانا منور ہے تو سچ بولا بھائی میں بھی ساتھ چلوں گا عرض  
 دارا اب اور تو سچ دو دن اپنے اپنے لشکر دن کو ساتھ لیکر شہر کشور یہ کو روانہ ہوئے نور الدہر پہاڑ  
 میں بیٹھا تھا کہ ظلم اس بن عنقول دیو پرور کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اکسرد کجی نور الدہر  
 نے پوچھا کہ اے ظلم اس خبر باد کیوں روئے ہو ظلم اس نے کہا کہ شہر بارہ اس ناہنجار طر ماسپ کے  
 ہاتھ سے ظلم نے ذلیل کر دیا کہ اگر میرے ہاتھ آئے تو بغیر اسے نہ چھوڑوں نور الدہر نے کہا کہ بھئی آدمی  
 کا زخمی ہو جانا کچھ شجاعت میں فرق نہیں لانا اور خبر میں طر ماسپ کو بلوانا ہون جو چاہو سو کرو غرض تو ظلم  
 نے حکم دیا کہ لاؤ طر ماسپ کو زندہ لے آئے اسے اسی وقت طر ماسپ کو لائے اسنے بطریق دین آداب پرستی  
 سلام کیا نور الدہر بہت آزر دہوا کہ اے طر ماسپ اس جہالت کو ترک کر اور دین اسلام قبول کر چپ  
 حیرامیری جان ہو تو تھو جان جان سمجھو نگا اسنے جواب دیا ایسج چشم چراغ میرا ہر جان میری اس کے  
 اوپر ہے خدا ہر جان جان دیکھا کہ پیشش نیرا عظم نہ چھوڑو نگا اور رفاقت سے ایسج کی ہاتھ اٹھاؤنگا  
 نور الدہر نے کہا اے طر ماسپ اپنی جوانی پر تم کہ نہیں تو مارا جائیگا طر ماسپ پکارا مجھ مارے جاسے  
 دہر اژدر اگر ایسج سلامت ہو تو ایک مجھ ایسا نام نہواں تو میرے مارے جاسے سے ایسج کے بیان پر  
 لگی نہ ہو جائیگی نور الدہر نے کہا معلوم ہوا پیمانہ قہری مگر کابلہ نہ ہو چکا ہوا اسے بلاؤ جلاؤ جو ہر جلاؤ کے  
 سینے کو روانہ ہوا مگر شاہ پور نے یہ خبر ایسج کو پہنچائی اسی وقت ایسج سوار ہو کے بارگاہ نور الدہر  
 میں آیا سلام کیا نور الدہر نے ادراہ صلم و مروت تعلیم کی کہ سی جواہر نگار پہنچایا نور الدہر نے مزاج پر  
 کی سبب آئے کا پوچھا ایسج نے کہا کہ سنا ہوا اور انکھوں سے دیکھا کہ طر ماسپ کے قتل کر کے



ارادہ کیا ہوا واسطے آیا ہوں نور الدہر نے جواب دیا کہ ایسی طرح آپ جو بیان تشریف لائے ہیں  
 تو کچھ دریافت بھی کیا آپ نے بیان کیا کہ آپ نے کچھ اپنی آنکھ سے بھی دیکھا کہ ہمارے بیان کا یہ دستور ہے  
 کہ جسے ہم زیر کرنے ہیں اس سے کہتے ہیں کہ اسلام اختیار کر اگر اسے دین ہمارا قبول کیا تو بہتر نہیں تو اسے  
 مار ڈالتے ہیں ایسی طرح سب کو قتل کرنے سے کہا فائدہ ہوا بھی تو میرے آپ کے لڑائی و پیش قدمی  
 اگر آپ نے مجھے زیر کیا تو میں مسلمان ہو گیا اور طرما سب بھی اسلام لایا اور جو میں آپ پر غالب ہوا تو آپ  
 میرے دین کو اختیار کریں اب میری خاطر سے طرما سب کے قتل سے باز رہیے یہ کہنا تھا کہ اسد نے گھٹکا رکھ  
 گھوٹکا اور کہا کہ سبحان خدا باجیوں کو بھی دن ملے ہیں کہ خانہ زادوں کی برابری کرنے ہیں یمن جاننے کہ ہم کون ہیں  
 اور دوسرا کون ہوا آدمی کو وہ ہم کو کامل اپنی زہر سے بھرتے ہیں گھر پر پودا لکھنا ایسی طرح بے شک ہمارا لگاؤ  
 دیکھنے کیون بری شام سرائی ہو میں نور الدہر کا پاس کرتا ہوں یمن تو بھگوسنا دیتا اسد ہمارا اور بزرگ ہے  
 تو بھگوب سنا دیتا اور نکو اسے بھگرو دوتا نور الدہر نے اپنے بھائی اور کہا کیا حرکتیں ہیں اپنے گھر آئے گا  
 بھی خیال نہیں کرتے اور ایسی طرح سے کہا آپ جیسے میں طرما سب کو قتل کروں گا اور حکم دیا کہ طرما سب  
 کو زندہ اتھانہ میں لیا ڈالیں اور ایسی طرح اٹھ کر آہوا نور الدہر سے رخصت ہو کر چلا گیا اسد نے کہا کہ بھائی صاحب  
 اگر آپ روک دلیں تو آج زندہ ایسی طرح کو نہ چھوڑتا اور یہ تو کیسے آپ نے طرما سب کو کیوں مجھوڑ دیا  
 نور الدہر نے کان میں اسد کے کہا کہ طماس کا بھی تو مجھے منہ ہو ہزار وہ کہتا ہو کہ ایسا آرزو نہ تھی معا  
 بھلا کر میرا وہ پارہ بھگوب میں طرما سب کو قتل کر دیا چغت کا احسان میرا ایسی طرح ہوا اسد خاموش ہو رہا  
 پھر کہا کہ بھائی صاحب آپ نے غضب کیا کہ ایسی طرح کو زندہ جاتے دیا اس پابی کو لیتا تھا کہ خدا جانتا ہے  
 نور الدہر ہر لاکھ ۲۰۰ روپی میں کیوں بھگوب گوارہ کرتا کہ وہ تو میرے گھر میں آتا تھا میں اسکو مار ڈالتا خود رشید  
 ستارہ پرست بیٹھا ہوا تھا اُسے بھی بھگوب سنی اسد سے کہا کہ سچ ہو شانہ زاد نور الدہر سے ایسا امر  
 کسی نہ تھا اور ابھی نور الدہر ایسی طرح کو میدان میں سے کچھ لایا تھا وہ جا بھگا کان ہی باتیں نہیں کہ ہر کار و دن ملے  
 اگر دعا دی اور عرض کیا کہ لشکر میں ایسی طرح کے طبل جنگ بجا ہو نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ کوس عربی سب سے  
 خورشید اپنے لشکر میں آبادان ہی نشانہ کز گز ابارات بھرتیاری سامان جنگ میں بستی ہوئی صبح کو دونوں  
 لشکر مدد گاہ صفات میں آکر صف آرا ہوئے ابھی کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ جانب صوا سے گرد و غبار کا تھن  
 اٹھا جب گرد و غبار اکڑتی ہوئی ہو گیا کہ نقابدار سفید پوش چالیس ہزار سوار سے آیا ہوا اور  
 اگر صف باندھ کر کھڑا ہوا جب نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو ایسی طرح نے جو نقابدار کو دیکھا کہ یہ بھی ہماری  
 جان کا وبال آیا ہر سب سے پیشتر نقابدار نے مرکب کو چمکایا عرض کیا کہ دار میں اگر مبارز طلب کیا ایسی طرح  
 ابھی اس سے ہٹا کر ہوا بعد از نکال دینے کے ایسی طرح بولا کہ ایسا نقابدار تو کون ہو گا مٹنے آیا ہوا اُسے  
 جواب دیا کہ ملک الموت میرا نام ہو کفار کی روح قبض کرنے کو آیا ہوں ایسی طرح نے کہا کہ تو زبان دراز  
 بہت ہو معلوم ہو جا بھگا کہ کون کسی قبض روح کرتا ہو لا جو کچھ کہہ رہا رکھتا ہو نقابدار ہوا کہ اہل اسلام  
 پیشتر ہی نہیں کرتے ایسی طرح نے ہنس کر کہا کہ میں بہت کر دیتا اور نیزہ اٹھا کہ نقابدار ہوا نقابدار  
 نے نیزہ سے کھینچ لیا عرض لگی نیزہ بازی ہونے تین سو طعن رد و بدل ہوئی بس ایک مقام پر نیزہ ایسی طرح  
 نے نقابدار کا لہجہ کر جھنڈا اما صاف نقابدار کے منہ سے نیزہ نکل گیا بس روز روشن نگاہ میں نقابدار

کی نیرہ ہو گیا علو کیچکر ایمرج پر مارنی ایمرج نے سیر کو چسپ سے کی بنا اب کرنگا دیا اسے لڑی ہوئی تھی جس تلواری  
نزدیک آئی سیر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا لی بند سیر کا ہتھ پڑا جو لڑائی میں دروازہ کو بند کیجی وہی کہ تو اور بہت پریمی  
بس تجھے پر ہاتھ ڈال دیا یا باکرہ و ڈاکر ہاتھ سے تھک رہیں سے کچھ نواز دیا کچھ سے ہونے لگے لشکر جو اسے  
گھوڑے پہنچنے لگے صبر کرنے لگے آخر کار دونوں چاروہ ہونے سیر اور تلوار ہاتھ سے رکھ کر دونوں زانی پڑا اور  
ہوئے ایک دوسرے پر دو وا کشتی ہوئے لی جا سیر دن کشتی رہی شام کو بھی یہ دونوں طرف سے ہونے  
آئی مہمان روشن ہو گیا غام لشکر کی کمر میں کھوں کھوں کر زین پوش پہنچا کچھ کر بیٹھ گئے میلہ سا ہو گیا غرض چو شبانہ  
کشتی رہی سا تو بن روزانہ صبح سے لگے توڑا اسر سے بند کیا چرخ و کمر زمین پر مارا چھاتی پر سوار ہو کر زنجیر فولادی  
سے مشکین اسکی پاندہ لہیں اور غیل باز گشت ہو کر پھر اسے لشکر میں آبا نقابہ اور کوہستہ غل و زنجیر کر کے زندان خانہ  
میں بھجوا دیا بعد اسکے کچھ کھانا کھا کر آرام کیا دوسرے روز آکر بارگاہ میں بیٹھا غام سردار جمع ہوئے مالک بن  
ملکوت تخت چرخن ہوا لاہوت شاہ و فیروز سب جمع ہوئے لندہ صو رہی آکر مع رفقا موجود ہوا ایمرج سے  
حکم دیا کہ لاؤ نقابہ اور کوچہ اور نقابہ اور کو لیکر آئے نقابہ اور نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندہ صو رہے  
جواب سلام کا دیا ایمرج نے کسی ملگو اگر بھادی نقابہ اور کسی پر بیٹھا ایمرج سے پوچھا اور نقابہ اور حال  
اپنا بیان کر دے کہ تم کون ہو نقابہ اور نے جواب دیا کہ اگر خدا بھگو نام دیتا تو نام اپنا میں بیان کر دے ملک نے تم  
ایسے غلط سے بھگو ذلیل کروا دیا اب میں اپنا نام کیا بتاؤں کہ کون ہوں اور اگر اپنا نام بتاؤں تو باپ کے نام  
کو بھی ذلیل کر دے ایمرج نے شاہ پور سے کہہ کر نقاب اسے منہ پر سے اٹھا شاہ پور نے بند نقاب کا توڑا  
دیکھا کہ آفتاب بدھ چکا کہ شعلہ نور بھال سے تمام بارگاہ منور ہو گئی اور قال بزرگ ہاشمی سب عداستین اولاد  
ایراہمی کی چہرے سے غما ہر شخص ایمرج سے لندہ صو رہے پوچھا کہ ایو دار اسے ہند تم اسے پہناتے ہو  
لندہ صو رہے کہا کہ میں نے انھیں شرعاً دین میں کوئی دوسرے کا دیکھا تھا نام بھگو یا دھنیں الاء جانتا ہوں کہ میرے  
آقا کے دل و جان ہیں بھگو گشتہ حمزہ صاحبقران ہیں اور کہا کہ صاحبزادے آپ اپنا منہ کیوں چھپاتے ہیں  
کچھ حال بیان کیے اسوقت کہ نام میرا سعید عدنی ہوا مان میری بلقیس عدنی قارن عدنی کی بیٹی ہی  
ایمرج نے پوچھا کہ میں نے بھگو کہہ کر گرفتار کیا تھا بھوت پہلوانی ایمرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار  
کر و سعید بولا ہزار ہزار لعنت ہو آفتاب پرستی پر ایمرج نے کہا کہ اچھا دین نہیں قبول کر سکتے ہو تو مجھے  
دست پرچ ہو وہ بولا جان دو بھگو بھیت نہ کر دنگا ایمرج جب سو رہا اور اپنے دل میں سوچا کہ جو تو اسکے  
قتل کا ارادہ کرتا ہو تو لندہ صو رہا منع ہو گا کہ تم رو د کی صلت دے اور اگر دے انخانہ میں بھیجتا ہو تو اور  
کوئی آکر اسے جھڑائے کیا تو صفت ہاتھ سے گیا ہترہ ہو کہ اسے تو نورالدین کو دے دے اور طرما سب کو لے  
لندہ صو رہے کہا ایو ایمرج تو جوان اب سعید کو میرے واسے کیجی کہ میں پھر بھگالو بھگالو بھگالو اختیار ہی  
ایمرج نے کہا کہ آپ کے فرمان سے قتل نہ کر دنگا میں نے اسے چھوڑ دینے کی تدبیر لگائی ہو آپ چکے تا شاد بھگے لوچ  
اس سے کہا کہ تم نورالدین کے پاس جاؤ میری طرف سے کہو کہ آپ طرما سب کو چھوڑ دین میں سعید عدنی کو  
چھوڑ دوں پھر اسے عرض کیا کہ اسد دیوانہ میرا دشمن ہو مجھے مار ڈالے گا میں نہ مار ڈالے گا ایمرج نے ہنس کر چپ چپ  
قارن فرمیں کے ہاتھ پیام بھیجا بیان نورالدین سے ہر کاروں نے غصہ آکر سب حال بیان کیا کہ وہ  
نقابہ اور پیر حمزہ صاحبقران ہو سعید عدنی اسکا نام ہو بلقیس عدنی اسکی دان ہو ایمرج نے سوال



کیا تھا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرانے لگا کیا پھر کہا جیت میری جنوں کر اسکا بھی نہ اقرار کیا انجام کار ایچ ج  
 نے یہ صورت مختصرانی ہو کر معاوضہ کیجیے سعید عدنی کو آپکی خدمت میں بھیجا ایچ ج اور طرما سب کو شکر ایچ ج  
 اسواسے شریار ایچ ج کا فرستادہ آتا ہوا اور سعید عدنی کو بھی ہر اہل تاج و تورا الد ہر کوہ مال شکر پہلے و کمال  
 ریح ہوا کہ خاک نے سعید عدنی کو ایچ ج سے زیر کر دیا پھر جب یہ علوم ہوا کہ اسے ایچ ج نے بیان بھیجا  
 تو شکر خدا بھانا پاکر اس اثنا میں تورا الد ہر کے پاس قاتل ان جو پناہ لایا گیا ایچ ج کا پیغام دیا شہزادے نے  
 کہا کیا معاف ہے اور کہا سعید عدنی کو اور طرما سب کو قارن کے حواسے کر و فرمن ایچ جت ملا آپ  
 کو بھی زندہ انعام دے بلکہ اگر قارن کے ساتھ کر دیا ہوا شکر لیکر روانہ ہوا تورا الد ہر نے سعید کو بلکہ کر گھٹے  
 لگا دیا اور کہہ کر آفتاب پرست بہت بہت دوست ہو گئے ہیں اس سے مقابلہ نہ کرتا تھا سعید بولا خیرا جو ہو ہو اسو ہوا  
 اس ذکر کر جانے دیجئے لیکن اور طرما سب نے اگر ایچ ج کی فدیہ ہوسا مہل کی ایچ ج نے اسے گلے سے لایا اور  
 صحبت پیش برپا ہوئی جام شراب گردش میں آیا نشہ شراب میں اگر ایچ ج نے حکم دیا بیل جنگ کے اور تورا الد ہر  
 اور خورشید کے لشکر میں تقار و بارات بھر غلظہ رہا ہر ایک آلات حرب و حرب درست کیا کیا اور سچ کو مسلح و مکمل  
 ہو کر مورکے سے نبرد ہونے لگے آراستہ ہوئیں خورشید ستارہ پرست اجازت اخرا خزان سے لیکر میدان  
 میں آیا مبارز طلب کیا طرما سب نے سامنا کیا بعد از ٹکا وندنی اور لشکر کے زبانی کے فوجت حرب و حرب کی آئی  
 خیزد طرما سب کا ہوائی کیا طرما سب نے سا طوار مارے پر سے اٹھا کر خیردار فرودار کر مارا خورشید نے سپر  
 رو کا کہ بھل ڈکڑ گیا اور دستہ دیر دینی ہوا کہ مرکب خورشید کا ٹنگ یک زمین میں فرق ہو گیا خورشید کو غش طاری  
 ہوا مگر دونوں ہاتھ ماتہ سنون کے قائم رہے اس میں غل و افق نہوا متقن گرد میں چپ گیا کو تک مبارد و ڈاگر دگر  
 کے جیخ مارا اندر کے گیس کر ہارا کہ شریار ہوش میں آئے حریف کو جواب دیجیے خورشید کی آگ کو کھل گئی جابا کو  
 گیسے دیکھا اور مسکا کہ کیا با تو مجھے خداوند پر دین نے اور گیسے کو چما کر نکالا مارا کہ او کا فرخدار رہنا اور تلوہا  
 کھینچ کر طرما سب پر ماری کہ سپر اور سا طوار دونوں کو ظم کوئے سرے پڑی کہ تا دوا بر و انزلی طرما سب  
 نے دستانہ مارا تلوار نوا پتاکام کر کے نکل گئی مگر زخم سے خون جاری ہوا جیخ کیا کہ اگر طرما سب کو لوگ  
 اٹھا بیگئے خورشید نے پھر مبارز طلب کیا و یلم شہا ماسے ٹھکر متا بد کیا وہ بشت سنگ مارا خورشید نے اس کے  
 وار کو رد کر کے جو تلوار ماری تار سے کو کاٹ کر سر پڑی کہ زخم کاری لگا و یلم شہا جا بیوش ہو کر گرا  
 خورشید نے پھر مبارز طلب کیا ابکی ایچ ج مرکب چما کر نکلا خورشید اس سے تلوار زن ہوا مرکب برابر  
 سے پہچا ہوئے ایچ ج نے کہا اے خورشید تو نے جو بیج میں دخل دیا اس سے کہا مہل مجھے تو سدا  
 تورا الد ہر سے ہو خورشید نے کہا کہ میں اسے ہونے لگی تورا الد ہر کو میدان میں نہ نکلنے دو لگا کہ وہ  
 نیرد صا جعفران ہو مجھے کمال محبت کرتا ہوا ایچ ج نے کہا اے خورشید ان لوگوں سے محبت کر کے بہت  
 پہچان لگا بڑا بھل پانگا یہ بلا سے بیدر مان آفت رسیدہ ہیں میں انکو خوب جانتا ہوں اس تورا الد ہر نے ایک  
 کو ہرنا باب میر سے ہاتھ سے کھوا دیا بھگو در ندان کر عمر و کیر سے پاس سے نکلوا دیا خورشید نے کہا اے  
 ایچ ج مرد جبکے ساتھ ہوئے ہوئے غرض بعد لشکر سے بسیار دور دو بدل ہتھار کے نیرہ بازی ہوئی بعد اس کے  
 محمود بازی میں بھی کوئی غالب اور مغلوب نہیں ہوا فوجت تلوار پر جو بیجی تلوار چیلے لگی کوئی او دہر دون کے  
 قریب گزرا تھا کہ ایک مقام پر خورشید نے تلوار ماری سپر کو کاٹ کر ایچ ج کے سر پڑی کہ کوئی ہار اٹھل ہر

در آئی ایم جی نے سر تیجے کھینچا کہ عوار گھوڑے کی گردن پر چڑی کر گردن اسکی ظلم ہو گئی ایم جی کو دہڑا اور گھوڑے پر  
سوار ہوا اگر مالک بن ملکوت شاہ نے فیج کو اٹھا لیا کہ ایم جی کی ملک کو تمام فوج دے دی اور اودھر  
خورشید کے لوگ بھی دوڑے جنگ منظر شروع ہوئی اسد بھی خورشید کی مدد کو آیا خوب عوار علی شام تک  
ایم جی بھی لڑا کیا اور جب زخم سے خون بہت جاری ہوا تو فتن طاری ہوا ایم جی نے عوار میان بین کی دو ٹون ہاتھ  
مرکب کی گردن میں ڈال دیے اور بیوٹس ہو گیا مرکب نے جو راگب کو سست پایا عوار زار سے لکڑیہ صر منہ  
اٹھا یا نکل گیا بیان تب رات ہو گئی تو طبل باز گشت بجا لشکر اپنے اپنے خیموں کو پھرے مالک ابن ملکوت شاہ  
نے سب کو دیکھا اگر ایم جی کو نہ پایا مضر اور پریشان ہوا کہا دیکھو تو ایم جی کہاں ہوا اگر اسکے دشمن دوسے ہاتھ  
تو حریف کے لشکر میں کمال خوشی ہوئی یا گرفتار ہوتا تو بھی خبر معلوم ہو جاتی ارے لاخون میں ڈھونڈو ہر جہ  
لاخون کو اٹا پٹا مگر نام و نشان ایم جی کا نہ پایا خورشید اور نور الدین کے لشکر میں تلاشی کیا وہاں بھی  
پہنچا **۱۱** آؤ کار لندھو رستے کہا کہ زخمی ہو گیا تھا گھوڑا کسی طرف لڑکھ گیا بڑا سے ساڈنی سوار خبر کے  
واسطے ہر طرف روانہ کیے اور کہا کہ جو کوئی خبر لایگا بہت کچھ انعام پایگا بیان نور الدین دوسرے دن  
بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ شہر سے نمود عادی کے راجی نام سے ہوئے آیا اٹھ میں نمود کے نام دباؤ سنے نامہ  
پڑھا نہایت رنجیدہ ہوا خانہ زاد سے پوچھا کہ کیا ہو نمود عادی نے عرض کیا کہ شہر بار بیا بان عاق میری  
ملکت ہو وہاں خیل سرون کی چھ سالہ ہر وہ چاہتے ہیں کہ بھگوارین لہنا جو شخص میری طرف سے وہاں  
ماستے وہ مجھے لٹھے پس نور الدین ہر سنے کہا کہ تم بھل تمام بیان سے باڈا اور کشیدہ روہن کو بھی نمود عادی  
کے ہمراہ کیا قصہ مختصر نمود عادی اور قاد بن نمود کشیدہ روہن کو ساتھ لیکر بیا بان عاق کو روانہ  
ہوئے بیان اسد نے نور الدین سے کہا کہ بھائی صاحب لشکر آفتاب پرستان کا کام تمام کیسے ایک کو  
زندہ نہ چھوڑ دیے نور الدین ہر سنے کہا کہ ابھی ایم جی لشکر میں نہیں ہو میں شکر ہے سردار سے نہ تو دیکھا نہ جنگ  
اپنے اور ہم کو ارادہ کر دنگا آداب شجاعت سے بعد ہوا اسد بولا بھائی صاحب ایم جی قابوچی ہو اسکو  
کچھ پاس اور لٹا خان اسور کا نہیں دیکھے ملک ناتا جان کا جان کے کس طرح سے برباد کرتا ہو نور الدین ہر  
بولا جیسا وہ ہو دیکھا میں بھی ہو جاؤں مجھے کسی نہ شوگا اسد مابوس ہوا کہ اس میں خورشید نے کہا کہ اے اسد  
تم غلط جمع رکھو میں ان آفتاب پرستوں کو زندہ نہ چھوڑ دوں گا اور حکم کیا کہ قبل جنگ بچے جب مالک  
بن ملکوت شاہ کو خبر ہوئی کہ اسد نے خورشید کو درغلان کر لیا جنگ بجا ہوا اسے کہا جو مرضی  
فیرا حکم کی لاہوت شاہ ہوا اب کیوں گھر آستہ میں میرے سردار کس دن کے لیے ہیں اب بھی  
شوق کے نقارہ جنگ بجا اسے غرض اسی وقت کوس عربی پرچوب چڑی رات بھر غلغلہ راجیہ کو  
قیوں لشکر سو کر اسے ہونے صفیں آراستہ ہونیں غضب پکارے کو شہا بہادر ہر کوٹھے معرکہ کارزار  
میں آئے اور ہر مردی دکھائے اسی وقت خورشید ستارہ پرست اختر اضران سے اجازت لیکر میدان میں  
نعرہ کیا کہ اے آفتاب ہے سنو اے میرے مقابلے کو پس نعرے کا ہونا تھا کہ سالوت و پورا نہ لاہوت شاہ  
سے رخصت ہو کر مقابل خورشید ہوا بعد لگا ورزنی کے ایک نے دوسرے کو اپنے اپنے دھن کی طرف بغض کی  
بعد اسکے سالوت سے نیزہ خورشید پر مارا خورشید نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا سالوت سے  
غیظ و غضب میں اگرچہ دست ماری خورشید نے عوار سے جو پرست کے دھڑکے کیے اور اپنا



اور کیا کہ تو اس پر کو ظلم کر کے اُسکے کو ان چار اگل سر میں دسانی سالوت مدد نہ زخم کا تحمل نہ سکا اور غش کھا کر  
 گرا خورشید سے آواز دی کہ بھاؤ اسکو اور کسیکو میرے مقابلہ کی بجائے قاتل بن القاش خون آشام کیلئے  
 جو جنگ مار کر میدان میں آیا اور کہا کہ شاہ پرست غضب کیا کہ لیسے بہادر کو زخمی کیا کہ جو مدد مل و نظیر نہ کھتا تھا کہ جنگ  
 گمان میرے ہاتھ سے دیکھو قری کیا حالت کرتا ہوں اور ظلو اور کینچہ مار رہی خورشید سے بڑھ کر تلوار کو روکا کا بدل  
 سپر پہنچا اور داسا سگار دیکھ کے اپنی عوار ماری کہ سپر کو ظلم کر کے تادوا ہوا اور گنی وہ بھی چسپ خ کھا کر گرا شام  
 یک سرداران لاہوت شاد میں سے انیس ہوا ان کو زخمی کیا اور جان سے مارا شام کو طبل باز گشت  
 بجا مالک بنی ملکوت شاہ اور لاہوت شاہ ثابت آداس فکر مند او سکال پر بٹھان سپر کروا حمل  
 لشکر ہوئے اور اسد بن کرب غازی خورشید پر سے نہ زنا کرتا ہوا خورشید کو بارگاہ میں لایا خورشید  
 بو شاک زری اتار کر محنت میں بیٹھانچ ہوئے لگا اور شراب چلنے لگی اسد ہزار ہا تعریف خورشید کی کرتا تھا کہ  
 بھائی کیا خوب فتنے ان سب کو چون کو سزا دی اب انہیں سے ایک کو باقی نہ چھوڑنا خورشید کہ رہا ہو کہ بھائی ایسا ہی  
 ہو گا غرض چند سید انصار یوں میں بہت سے سردار جا کر زخمی کیے اکثر کو جہنم داخل کیا آفتاب پرستوں کا ہی جبر ہوا  
 دیا اب کوئی سردار لشکر لاہوت شاہ میں بے سارہ اگر خورشید سے سامنا کرے اور خورشید نے پھر طبل جنگ بجا  
 اور صبح کر جا پا کہ میدان میں جاسے کہ سعید عدنی طبل جنگ بجا کر میدان میں آیا سارہ طلب کیا اظہر بن مظہر طبل گردن  
 مقابلہ کو آتا بعد اٹھ گھنٹہ کے نیزہ بازی ہوئی سعید عدنی نے نیزہ اسکا ہوا لیا کیا اظہر نے شناک ہو کر پیچھا مارا  
 سعید عدنی نے اُسکے پیلو کو روک دیا اور تلوار ماری کہ زخم کاری لگا اور کئی سردار مقابل سعید عدنی ہوئے  
 وہ بھی زخمی ہوئے اور سر کو اسد میدان میں آکر لگا سا کہ سپر اور مزید میرے مقابلہ کو آئے مالک بن ملکوت شاہ  
 نے ہزاروں سے کہا کہ جاؤ اسد تمہیں بلاتا ہوا آئے کہا دیوانہ مجھے مارا ایسا میں وہ ار سے اسرج نو جوان کے  
 محروم رہو تمہا میں نہ جاؤ گا آخر کو جو جان دریا باری مقابلہ کو آتا اسد نے جو جان سے کہا کہ وہ ہزاروں  
 نہ لگا جھکوا اپنے اوپر سے خیل ماش آتا رہا چاہیے جو جان بولا کہ او دلو اسنے قضا میری داخبر ہوئی گمان جانکا  
 میرے ہاتھ سے اسد بولا اور بھٹا دیکھ آج تیرا کیا حال کرتا ہوں غرض جو جان نے برچھا مارا اسد سے  
 نیزہ اسکا ہوا لیا کیا اسنے عوار ماری اسد نے فتون سپر گری تلوار اسکی پٹ کر کے پیچھے پر ہاتھ ڈالا نہ  
 ہونے لگے مر کیوں سے کو دے کشتی ہوئے گی شام کو اسد نے لکھ جو جان کا لکھ توڑ کر زمین پر چک رہا  
 اور دوڑ کر مشکین باندھ کر لے گیا سب حیران رہ گئے اور کہا کہ میان اسے کزور کون کھتا ہے تو بڑا زبردست ہے  
 وقت خب طبل با زلفت بجا تمام لشکر پیر گئے خورشید نے پھر طبل جنگ بجا دیا صبح کو میدان میں آیا سارہ طلب  
 کیا طوفان بن سماک اذور گیر مقابل ہوا بعد نیزہ بازی کے تلوار چلی خورشید کے ہاتھ سے گھائل ہوا  
 جو ظلم شبا طنے سا سا کیا اور پشت تنگ مارا خورشید سے ہاتھ اسکا بڑا زبردست چھین لیا اور زور و کشش کا ہونے لگا  
 کسی یہ اسے ریل لیا تاج اور کبھی دھارے ریل دیتا ہر شام تک کشتی رہی غرض خورشید نے لکھ اسکا توڑ کر زمین پر  
 پھینک دیا اور مشکین باندھ کر لے گیا مالک بن ملکوت نے کہ کتنے سردار اسے لگے اور کتنے اس پر ہوئے  
 اب کوئی نہ رہا کہ میدان میں آکر لڑے لندھور کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اسی رستم زمان آپ نے دیکھا کہ اسرج کی  
 تو کچھ خیر معلوم نہیں ہوئی کہ کیا ہوا اور کہاں گیا سردار ان میں کوئی لڑنے والا باقی نہیں اب آپ دشمنی کیجئے لندھور  
 نے کہا کہ اسی مالک میں تعاری طرف ہو کر نور الدین سے ہرگز نہ لڑو لکھا اسنے کئی سبب میں ایک یہ کہ عیشہ میں

طرفدار بدیع الزمان کا مشہور بادوسرے میں اسکے دھاکا نکھڑا کر قہر سے جب یہ نقابدار نکلا یا تھا کوئی  
سردار لشکر حمزہ میں ایسا نہیں کہ جسے نور الدین ہرے نیمروز ہر اور حلقہ بگوش نہ کیا ہو میں اس سے سامنا نہ کروں گا  
مالک نے ہر عرض کیا آپ چاہتے ہیں ہم سب مارے جائیں لہذا حور نے کہا کہ مجھے کیا اختیار ہو مالک نے کہا کہ آپ  
ہماری طرف سے دھکیے مگر چند روز کی ملت دلا دیجیے لہذا حور بولا اچھا میں یاد آگیا نور الدین کو کچھ ڈنگا یہ لکھ  
مالک کو رخصت کیا اور آپ خدمت میں نور الدین کی روانہ ہوا جب دروازہ بارگاہ نور الدین سریشوا کی کر کے لگیا  
اپنے برابر اسے بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا اسے بٹھائے اسے آداب بستوں کی آئے ہوئے لہذا حور بولا کہ  
صاحبزادے تختہ خوب مجھے رسوا کیا یہاں اتنی ہی چاہیے تھا خدا جانتے کیا آپ کے مزاج میں مہمانی ہو اور میں تو اپنے  
کے فرمان پر چلتا ہوں جو انھوں نے فرمایا دیا ہو نور الدین ہر نے جواب دیا کہ اسے یہ بات ابھی نہیں ہو اس سے ورگہ  
اگر واسدے کہا بھائی صاحب فرمائیے قہر کے عشق میں آگئی کیا حالت ہو گئی تھی دنیا و مافیہا فراموش تھی اپنے بچا سے  
کو نہ پہچانتے تھے برا بھلا کچھ نہ جانتے تھے بھانک کر کسی حالت میں ایرج نے کڑا بھی آپ پر اٹھایا اور نہ بکو خبر ہوئی نور الدین  
بولا کہ بھائی قہر کچھ کہتے ہو عشق ایسی ہی بلا ہے اسدے نے کہا کہ میرا یہاں کوئی امر کیجیے کہ مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیجیے

اب چند کے داستان ایرج نو جوان کے بیان کیے جاسکے

کہ مرگہ اسکا سے لیکر جو عرصہ کارزار سے نکلا رات بھر چلا آیا صبح کو ایک دامن کوہ میں پہنچا کھائے پر منہ کالہ  
تھوڑی دیر کے بعد چشما ب میں سے پانی پیا پھر ہری لی پھر میرا ایرج پشت زمین سے روئے زمین پر گرا اب ایرج  
بہوش پڑا ہوا ہو اور تھوڑا چوالی کر رہا ہر ضنا سے کارنام اس سرزمین کا مینا حصہ ہر خورشید ہر اکسردار ہو  
وہ غبار کیواسے نکلا ہو ہری کے کچھ گھوڑا پھینکے چلا آتا ہو قریب ایرج کے شکار کو ہری دبوچ کر بیٹھ گئی خوشید  
نے ہری کو گرگشت سے سیر کیا ہاتھ پر اٹھایا ایک طرف کو دیکھا کہ ایک جوان خود بصورت زخم کھائے ہوئے  
بہوش پڑا ہو اور گھوڑا سادہ افق مرصع چسپ رہا ہر خورشید نے اپنے لوگوں سے کہا اُسے اٹھا  
لے چلو نہیں معلوم کہ ان کو اپلی ہو سکے ہاتھ سے زخمی ہوا ہو لوگ ایرج کو اٹھالے جب خورشید شہر  
میں پہنچا جراحون کو بلوا کر زخم میں ایرج کے ماتھے گواٹے انگوٹھی جو ایرج کے ہاتھ میں تھی ہٹائی  
لگا کر کاغذ چھاپی نام پڑھا معلوم ہوا کہ ایرج صاحبقران لشکر آفتاب پرستان و خوش ہوا کہ اچھا شخص  
میرے ہاتھ آیا اب مطلب میرا برآگیا مہ مالک یا یگا علاج میں مصروف ہوا میرے دن سے شور پھر مٹنے  
لگا جب زخم ایرج کا پھر ہرا ہوا خورشید اگر سر اسے بٹھا مال پوچھا کہ زخم کیونکر لگا ایرج نے نام حال  
اپنا بیان کیا بعد اُسکے ایرج نے پوچھا کہ تم کون ہو اور دین اور مذہب کیا ہے اُسکے جواب دیا  
کہ لقا پرست ہوں ایرج نے کہا کہ تم مجھے واقف ہو کہ میں کون ہوں وہ بولامین جانتا ہوں کہ آپ ایرج  
آفتاب پرست ہیں ایرج بولا اے خورشید لقا سے میرے پاس آکر دامن پناہ لیا تھا اور مجھے دھم  
کیا تھا کہ ملک باختر جو حمزہ نے مجھے چھینا ہو وہ مجھے دلا دو تو دین آفتاب پرستی اختیار کروں گا اس عرصہ  
میں انصرفت جادو کرنی مجھے اٹھایا لگی اور میری صورت کا ایک آدمی بتا کہ اسکا سر کاٹ کر ڈال لی  
پس لقا کو نہیں میرے قتل کا ہوا مایوس ہو کر کلمات کو چلا گیا اے خورشید تو دین آفتاب پرستی اختیار کر  
اٹنے کا کہ آپ کا زخم اچھا ہوئے تو مجھ لیا جائیگا القہر بعد پھر روز کے ایرج نے غسل صحت کیا خورشید  
نے جراح کو بت سائنات دیا جراح رنگ کی صحبت آراستہ کی ایرج نے خورشید کو پھر دین آفتاب پرستی



کی طرف تعلق کیا اُس نے کہا کہ اے شہر یار اگر شکل میری آسان کیجے تو میں آجکا دین قبول کروں ایرج نے کہا  
 بیان کر کیا شکل ہے میری اُس نے کہا یہاں سے کئی منزل پر ایک شہر ہے وہاں بادشاہ وہاں کا عظیم شاہ ہے  
 میں اس کی بیٹی پر ہستی ہوں اس کی یہ شرط ہے کہ جو میرے پہلوان کو زیر کرے میں اُس کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کروں  
 میں جا کر اُس سے لڑا مغلوب ہوا چلا آیا پھر وہ ملک میرا نہ بڑا کر دیا جاتا اور جاتا بھی تو کیا کرتا اور نہ زیادہ  
 دلیل ہوتا ایرج نے کہا کہ ہم تمہاری شرط پوری کرینگے تم ہمارے ساتھ چلو خورشید نے لشکر اپنا آراستہ کیا  
 اور کوچ کر کے ایرج کے ساتھ تینم بھارہ پر آیا جمہور پابو آخر بنیم شاد کو ہوئی کہ خورشید ایرج کو اپنے ساتھ  
 آیا ہر بہم ہو کر اُس نے بھی لشکر اپنا لے کر شہر سے نکالا بعد امداد پیام کے میں جنگ بجا صبح کو دونوں لشکر سرکار  
 شہر ہوئے فولاد و شست دن بنیم شاہ سے اجازت لیکر مہمان میں آیا خورشید نے ایرج سے عرض کیا  
 کہ شہر یار یہی پہلوان ہے کہ جس کا ایک ہی گھوڑا کھا کر میں بیوش ہو گیا اور تاب مقاومت کی نہ لاسکا فولاد  
 اسی کا نام ہے ایرج نے کہا کہ بہر دینرا غلظت میں اسے موم کر دھکا کر اس میں فولاد سے مبارز طلب کیا ایرج  
 نے پودھا باگ کا لیا آٹا کر مرکب کو برابر فولاد کے چونچا بعد ننگا و رزنی کے فولاد سے پوچھا کہ تو خورشید  
 کا حمایتی شکر کیوں آیا ہر اور تو پر اسے واسطے کیوں بچتا ہے ایرج نے کہا کہ جو میں اُس کے معشوق کو اس سے  
 ملا دوں تو وہ دین آفتاب پرستی قبول کرے اور میں نے اُس سے وعدہ کیا ہوں کہ معشوق کو اُس کے اُس سے  
 ملا دوں گا فولاد سے جواب دیا کہ بہت مشکل ہے اس ارادے سے باز آجہاں سے چلا جا ایرج نے کہا  
 کہ مرد اپنی بات سے نہیں پھرتے فولاد نے کہا کہ خیر میرے اور تیرے پہلے گھوڑا چلے ایرج موجود ہو گیا  
 دونوں مرکبوں پر سے اتنے مقابل کیے گریٹھے فولاد پکارا اے ایرج پہلے تم کوئی بھڑکھوڑنا لگا دے ایرج  
 بولا کہ میں کیا جوان ہوں پیشہ سنی نہ کروں گا تمہیں اپنی حوت آزماؤ فولاد نے خردار خردار لکھ لکھ کر  
 گھوڑے کا ایرج کے سر پر کیا کہ ایرج کو ضرب گزندہ نہ ہو رہن سعدان کی باد آئی اس وقت ایرج  
 نے ایک گھوڑا فولاد و شست زن پر مارا کہ فولاد وہ گھوڑا کھا کر بیوش ہو گیا ایرج نے کہا کہ اسے  
 اٹھالیاؤ بنیم شاہ نے ایرج کے سامنے سے اٹھواٹھا دیا باطل باز گشت بجا کر بھگیا اور بعد اُس کے فولاد  
 کو ہوش آیا بنیم شاہ نے پوچھا کہ کیا حال ہے اُس نے کہا کہ نہ گئی تھی کہ مینا بگلیا نہیں مر جانے میں خرقہ نہ تھا پوچھا  
 کہ ایرج سے لووگے کہا کہ کیا میں دیوا ہوں یا جان اپنی سمجھ دو دیکھو کہ میرا اُس سے سامنا کر دنگا ہاں  
 تھیں کہ ایرج اندر بارگاہ کے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا بنیم شاہ عظیم کے واسطے اٹھا کر سی  
 ہوا ہر نگار پر ایرج کو ٹھانا خورشید ایرج کے ہمراہ تھا وہ بھی بیٹھا جلست پیش بر ہا ہوئی دور و جہاں  
 گردش میں آیا ایرج نے نشہ میں آکر کہا کہ اے بنیم شاہ میں شرط تمہاری جیت چکا اب تم اپنی بیٹی کی شادی  
 خورشید کے ساتھ کر دو بنیم شاہ بولا اے شہر یار میں غلام ہوں وہ کیتڑ ہو لیکن میں بھی ایک شرط رکھتا  
 ہوں اسے بھی ادا کیجے اور وہ شرط یہ ہے کہ یہاں سے دو کوس پر ایک بھاڑی آسمین ایک اڑد ہار ہوتا  
 ہے وہ اڑد ہار جو پاتا ہو گل بیتا ہو اور کنوڈن میں نہ ہر پتا اگر پانی اُس کا طراب کر دیتا ہے اور جب وہاں  
 میں آتا ہے تو تمام شہر بھاگ جاتا ہوا اگر اسکو مارے تو میں دین آفتاب پرستی بھی اختیار کروں اور یہی  
 بھی اپنی خورشید کو دونوں ایرج نے کہا کہ اندیشہ نہیں تم اُس اڑد سے کو بتاؤ کہ میری جب ایرج کو  
 جانے پر زیادہ مستعد پایا خورشید مانع ہوا اور کہا کہ آپ اڑد سے پر نہ جائیے میں معشوقوں سے درگزر

اور حضرت یلم شاہ نے کہا کہ شہر بارنگو منظور نہیں ہو کہ آپسا بہادر اڑو ہے کے منہ میں جہنم میں سے اپنی بیوی بچے خواہے  
 جسکو چاہے اور بچے گر آپ اڑو ہے کہیں رخ نہ کیجیے اور صبح نے کہا اور یلم شاہ ہم صاحبقران ہیں اپنے اڑو ہے  
 پھر نے نہیں با اسے مارنے با اپنی جان دیکھیں کسیکو میرے ہمراہ کر دے وہ جا کر سکے اس اڑو ہے کا بتا آئے  
 یلم شاہ اچار ہوا اور صبح کو ساتھ لیا قریب دروازہ کے آیا اور کہا اسی جگہ وہ اڑو رہتا ہے اس اڑو ہے اس دروازے  
 کی طرف روانہ ہوا یلم شاہ تو وہاں رہ گیا خورشید پیچھے پیچھے اڑو ہے کے پوچھتا چلا کہ راہ اڑو ہے سے لے کر کی ہوگی کہ ہم  
 جس وقت شاہ جلی ہوئی لڑائی اور درختوں کے پوست تک اڑو ہے ہونے پائے کہیں زمین اونچی ہو اور کہیں نیچی ہو  
 پتہ بیان ہا نورون کی پٹی ہوئی ہیں اس میں سے بوسہ بریلی آتی ہے اور صبح کا داغ پر نشان ہوا جاتا ہے کہ آتے آتے ساتھ  
 سے ایک بلند ٹیلہ سیاہ معلوم ہوا اور صبح کے اپنے دل میں کہا کہ یہ سیاہی کسی در دیکھا اس میں ایک حرکت پیدا ہوئی پس ان  
 جہر اسکی ناک میں پہنچی سر اٹھا یا تو وہ سر ایک گنبد معلوم ہوا دو وزن آنکھیں ہاتھ خنوں کے معلوم ہوئے کہیں ہاتھ  
 سمٹا ہوا ہٹا ہٹا پھیلایا اور اڑو ہے کی طرف چلا قلب آتشیں چھوٹے اور نفس کئی شروع کی کہ نکلا اور پھر نکلتے ہوئے  
 وہاں سے سب خرمین اڑو ہے کے چلے اور اڑو ہے کے قدموں کے تلے سے زمین نکلنے لگی اور نکلنے لگا چاہتا تھا کہ  
 اڑو ہے نے نرگمان میں پیوستہ کر کے آگے پہاڑو ہے کی مارا کہ ایک ٹکڑا اسکی کور ہوئی اور صبح نے دو سر اڑو ہے مارا کہ وہی  
 آگے سے دوسرا ہوا اب وہ نرگمان میں مع سوتا رہیوستہ ہو گیا اور اڑو ہے نے تڑپ کر سر پھر یہ مارا کہ شق ہو گیا  
 اور پھر اسکی جھپیلی اڑو ہے بیہوش ہو کر گرا خورشید دور کھڑا ہوا تھا دیکھا اسنے کہ اڑو ہے کو اڑو ہے نے مارا  
 مگر خود بھی بیہوش ہو کر گرا تھوڑی دیر تو اسنے سہر کیا بعد اسکے باہر آیا یلم شاہ سے حال بیان کیا وہ بیہوش  
 کو ساتھ لے کر اڑو ہے کے پاس پہنچا بیہوش میں ہاتھ کی نہ ہیر میں ہونے لگیں بعد تھوڑی دیر کے اڑو ہے بیہوش  
 میں آیا یلم شاہ سے کہا کہ دیکھتے ہیں نے اڑو ہے کو کیونکر مارا اسنے کہا کہ آپ ہی کا کام تھا کہ اڑو ہے کو  
 آپ نے مارا اور صبح نے کہا کہ اور یلم شاہ اب تم اس اڑو ہے کی پوست کش کر دو ہم اپنے ساتھ اسکی پوست لیں  
 مگر اسطرح بتا کر اڑو ہے زندہ معلوم ہوا اسنے کہا کہ بہت اچھا تھا مگر ایرن دہان سے شہر میں آیا تمام شہر کی آواز  
 بہت سن کر اڑو ہے اسطرح تیار ہوا کہ دو وزن آنکھیں اس اڑو ہے کی پوست کش کر دے کہ وہ جہنم میں اڑو  
 تیار ہوا پیش کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں اور انتشار انداز کے بیٹھے ہوئے تھے رال اڑو ہے نے معلوم ہوتا تھا کہ وہ  
 قلاب آتشیں چھوڑ رہا ہے اور قلاب پاس اڑو ہے کا ہے بعد اسکے خورشید کی شادی مگر نیلگون پوش کے ساتھ  
 کر کے فولا دشت زن اور خورشید کو ہمراہ لے کر ایک لاکھ سوار کی جمیعت سے اپنے لشکر کو روانہ ہوا  
 اب وہ گئے داستان حمزہ صاحبقران امیر کبیری ستان اور قلعے کے جھال خسران مال کے بیان کیے جاتے ہیں  
 کہ قلعہ جزیرہ اختر اسیم سے بھاگا ظلمات کو روانہ ہوا ایک در بندہ عجیب ظلمات کا جرم حصار ردان ہوئی اور  
 منصور شاہ بادشاہ جرم حصار میں لقا کو لگیا دعوت کا اہتمام کیا میں گرمی بہت میں بختیارک نے آنکھ  
 کھڑکھڑا کر منصور شاہ کو سلام کیا اسنے دیکھا کہ ایک منہک وضع آدمی بر چلے نام پوچھا بعد اسکے کہا کہ آپ اپنا  
 مطلب بیان کیجیے بختیارک بولا کہ منصور شاہ میں کہتا ہوں کہ ہمارے قلاب میں ایک اڑو ہے ہے بہت سر  
 آہو ہے جو کہ دامن بنا دیا ہے تو اس سے سامنا کر سکو گئے منصور شاہ نے کہا کہ ملک جی بنے کچھ تو سمجھ کر اس  
 پناہ دیا ہے آپ نے طر مع رکھیے اگر حمزہ الیگا تو سزا پٹیا بختیارک بولا کہ کوئی یہلو ان در دست  
 یا صاحبے نظیر یا عاری پر جسا بھر دسا ہے منصور شاہ نے کہا کہ ملک جی میرے اس عیار بے ہل پر کھڑے



اسکے ہاتھوں سے شکر اسلام کو کیا تباہ کر داتا ہوں بختیار رک نے جواب دیا البتہ خاطر جمع اس امر سے ہو کہ عمرو  
 حضرت قرآن حبش شکر حمزہ میں نہیں میں شاید کچھ کام عیاری سے نکل سکے بختیار رک نے لقاسے کہا کہ باخداوند  
 چند سے قیام کیجئے بیان کا غما شاید بھی دیکھ لیجئے الغرض ایک حدیث بیان گئے راستہ کہ ہر کار سے ہر لالے کہ شکر حمزہ آپ بچا  
 نقال کے ہاتھ میں جام شراب تھا بس نام حمزہ کا لیتے ہی ہاتھ کا پنا جام ہاتھ سے گر پڑا چور چور ہو گیا رشتہ بدن میں پڑا  
 منصور شاہ نے جو کیفیت دیکھی پوچھا کہ آپ کیا حال ہو جواب دیا کہ منصور شاہ میں نے صدمے پر صدمے اس  
 عرب کے ہاتھ سے اٹھا لئے ہیں جان اسکا نام سننا ہوں کچھ میرا اعتراض ہے اور تمام بدن میرا کانپنے لگا ہوا ہے کہ اگر آپ  
 ہرگز اندیشہ نہ کیجئے اور سوقت اپنی مٹی کو طلب کیا بعد تھوڑی دیر کے بختیار رک نے دیکھا کہ ایک نازنین سنہری رنگ بڑی بڑی  
 نکسین بہت حسین اسباب عیاری بدن پر راستہ کیے ہوئے نہایت چست و چالاک کوئی دوسو عمار بچان اسکے ہمراہ چارہ  
 بچتا ہوا ساتھ سے آئی لقاسے اور منصور شاہ کو سلام کیا کرسی جو اپنے گار پر بیٹھی اور لقاسے خطاب کیا کہ آپ کچھ اپنے  
 نسین دیکھیے تو شکر خدا پرستوں کا میں کیا حال کرتی ہوں چند روز میں نکسین باندھ کر آپ کے حوالے کیجی ہوں پہلے آنکو  
 آگاہ کر دوں گی بعد اسکے گرفتار کر دوں گی بختیار رک نے کہا کہ اس طرح شکر حمزہ میں جانو کی یا کوئی اور صورت بدل کے لے  
 گیا کہ نسین بصورت اصلی جانو کی بختیار رک بولا تو عیاری فتح ہو ہر ایک نکل دیکھ مائل ہو گا اُس نے کہا کہ ملک جی بھی ایک  
 خن عیاری کا ہو بختیار رک نے کہا سچ ہو بس ہکو نہیں ہوا کہ تم خوب عیاری کر دو گی انصاف شکر اسلام تمام و مکمل  
 آجکا اور صاحبقران تے راوہ کیا کہ اپنی منصور شاہ پاس بھیجیں کہ سلوان عادی نے اگر عرض کیا شہر بار ایک عیاری  
 دروازہ بارگاہ پر حاضر ہو اگر اجازت پائے تو دربار میں حاضر ہو صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ سلوان عادی با سز  
 آیا اور اس عیاری کو لیکر اندر گیا جب وہ اندر بارگاہ کے آئی دیکھا بارگاہ کو کہ ایک آسمان پر پران کو اکب یا ایک ملک لانا  
 ہو پران لکھا ہے رنگا رنگ بس آگے بڑھ کر سلام کیا کہ سی نیٹے کوئی راوہ اسپر شکن ہوئی مگر جس سردار کی آگاہ اسپر پڑی  
 بد فریفتہ ہو گیا خط و صاف سلوان عادی سب سے زیادہ مائل ہوا اور برہنہ اسی کو دیکھ رہا ہو کہ صاحبقران نے  
 ساقی کو اشارہ کیا کہ دواسے جام شراب کا جب اُس نے جام شراب کا پیا اور نشہ خراب میں آکر داغ گرم ہوا میرے  
 فرما کر تم کوں ہو کہ میں آئی ہوا ہے کہ میں پہلی ہوں منصور شاہ کی دعویٰ مجھے عیاری کا ہو اور جوگان بازی میں مجھ کو بطل  
 حاصل ہو جو آپ کے سرداروں سے جوگان بازی میں مجھ غالب آئے میں اسکی کثیر ہوں اور اگر عمر و ہوتا تو میں اس  
 سے عیاری بھی کرتی بس یہ سننے ہی سلوان عادی نے عرض کیا کہ میں اس سے جوگان بازی کر دیکھا اس عیاری  
 نے کہ کہ پہلے یہ شرط ہو جائے کہ میں غالب جیسے ہوئی باندھ کر لیا تو نئی سلوان عادی نے قبول کیا تو نشہ بر سر کر دئی  
 بس دوسرے دن اس عیاری سے اور سلوان عادی سے جوگان بازی ہوئی عیاری بھی کو نکال لی گئی سلوان  
 عادی نے کہا کہ اگر جان جان نکر جوگان بازی میں باغی خوب دخل ہو اُس نے کہا کہ میں شرط جتنی اب مجھ کو باندھ کر  
 لیا تو نئی سلوان عادی نے کہا کہ بقا نہ ت کسی کی جو مجھے باندھے اسے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ شہر بار  
 کثیر سے پہلے شرط کر لی تھی کہ اگر میں غالب ہوئی تو نکسین باندھ کر لیا تو نئی یہ اتفاق شرمین کر دیا میرے فرما دیا  
 سلوان عادی یہ کیا بٹ دوسری ہوا ہے چاہے کوئی مدد کرے امیر نے اسکا باندھ کر اس عیاری کے حوالے کیا  
 اور کہا کہ لولہا کیون اُسے شرط ہے مٹی وہ عیاری بھی لیکر سلوان عادی کو چلی گئی اور اپنے باپ کے سامنے  
 اور غل و زنجیر میں گرفتار کر کے زندان خانہ میں بھیج دیا بختیار رک نے منصور شاہ سے کہا کہ یہ خدا چہت تھا جسے  
 ہاتھ لگا ہو اسکو قتل کر داسکی بیٹی نے کہا کہ ملک جی تم ایسے دانا ہو کہ ایسی بات کہنے ہو دمی جو حمزہ سے کہ میرے

شیر خریک بھالی نقش کیا تو وہ چڑھ گیا تو اسے کون سے کسے گا کوئی اس سے سامنا کر نہ سکا لایا ملک جی میں تو چھوڑا  
 گویا معجزہ پکڑ لایا تو ایک مرتبہ سکون کروں اور تختیار رک بولا کہ اس جوگان بازی میں تو تم سب پر غالب نہ  
 آسکو گی اور بالفرض اگر غالب آؤ گی بھی تو کچھ نہ سکونگی ایک دھایا ہو گیا کہ بخاری خاطر سے ایک سردار کو حجزہ سے  
 باندھ کر حواسے کر دیا وہی مثل ہے کہ ہر مرتبہ گڑ پٹا ہی پٹا آئے کما کہ ملک جی اسے بخاری بہت دست ہی بات سچ کہنے  
 ہو میں اب اسے چٹان بازی نہ کروں آج جا کر حجزہ کو آگاہ کر آؤ گی اور کل جا کر راستے میں پہنچو گی جو میرے ہاتھ  
 لگیا اسے پکڑ لائی تختیار رک نے کہ آگاہ کرنے کی کیا حاجت ہو اسے کما کہ مردی سے بعد ہی کہ نافع کر کے ہسم  
 عیاری کرین عرض دوسرے دن پھر بارگاہ صاحبقران میں لئی اور عرض کیا کہ شہر بار میں آج آگاہ کرنے کو  
 آئی ہوں کہ آپ ہوشیار رہیں آج شب سے میں عیاری کر دئی اور جو سردار میرے ہاتھ لگے گا اسے پکڑ لیاؤ گی  
 ایسا نہ کہ آپ فرمائیے کہ نافع کر کے یہ سکارہ عیاری کر لئی بہ نکر وہ عیاری بھی علی آئی صاحبقران سے تمام  
 سرداروں سے کہ کما کہ تم سب ہوشیار رہو کہ حریف نہ ہوں نہ عرض کیا کہ تمہارا قبیل سے ہم تخت نہ کر سکیے  
 اس وقت سے بندوبست ہونے لگا کسین گاہ میں لوگو کو لٹایا پھر سے جو کیا قائم کین ملائے کاشت پھرتے لگا ہر طرح  
 کی ہوشیاری ہونے لگی مگر اسے کیا کام کیا ہو کہ لشکر اسلام سے باہر نہیں گئی اپنی صورت مبدل کیے ہوئے پھر ہی ہو اور  
 اس فکر میں ہو کر کہا کیجے کہ پھرتے پھرتے ایک کبابی کی دکان پر پہنچی دیکھا کہ دکان بہت آراستہ ہو ایک طرف کو  
 بھین کبابوں کی لگی ہوئی ہیں کباب بھن کے سبج ہو گئے ہیں بوندین روغن کی نیک شیک کر آگ پر گر رہی ہیں خوشبو  
 اسکی پھیلی ہوئی ہو اور کالچا کٹا ہوا لیونز سے بوندے کھے ہیں دیا میں لوگ الائی لئی ہوئی بھری رکھی ہو اور ایک  
 طرف تنور میں شیرالین باقر خانیان لگے ہی ہیں سالن انواع انواع طعم کا پلاؤ زردہ مٹھن سب اشیاء تیار رکھی ہیں  
 سینیان رکابیان نعلانی دھلائی رکھی ہوئی ہیں دکان بہت سچی ہوئی ہو امر کے بیان کباب خیر مال باقر خانیان علی  
 جاتی ہیں جو اسے دیکھا خیال میں گزرا کہ اسی دکان پر قائم ہو چھ بس ایک مزدور کی صورت بکر دکان میں رہی  
 اور اس کبابی کو ہوش کر کے پتی دار دسے بیوشی کی داغ بھڑ حواسے ایک منہ دق میں جد کر دیا اور آپ  
 اسکی صورت بکر مالک بکے دکان پر بیٹھی اور جو عیاری بیان اس کے ہمراہ بھین انکو صورت مبدل کر کے مکان  
 پر سے بلایا قدیمی جو نو کر سکتے انھیں موقوف کر دیا بعد اس کے اب دکان میں نقب کئی شروع کی ایک سرایان  
 تھا دو سلا صحران جا کر نکالا اور اسی نقب میں سے راہ ہر سردار کے خیمہ میں جاسے کی نکالی پھر جس سردار  
 کے خیمہ میں گئی پہلے خدنگاروں اور غاصبوں کو ہوش کر کے اس سردار کو ہوشی دیکر مٹھ ہا سے کندہ میں  
 جکڑ کر چادر عیاری میں باندھ کر اسی نقب میں داخل ہوئی مرد نقب کا بند کر کے نشان قدم مٹا کر اسکا کبابی کی  
 دکان میں لائی وہاں سے اسے عیاری بھی کو دیکر نقب کی راہ سے قلعہ میں بٹنی خید کر کے علی آئی اور بیان ہر روز صبح کو  
 بڑھتا تھا کہ فلان سردار غائب ہو گیا فلان پلوان لگم ہو گیا امیر عیاریوں کو جا کر تا کید فرماتے تھے او کہتے تھے  
 کہ تم سب نافع رہتے ہو ہوشیاری نہیں کرتے میں ایک ایک سے بھونگا بری طرح سے پیش آؤ لگا عیاری عرض کرتے تھے  
 کہ شہر رات بھر جاتے ہیں کوئی آتا جا تا معلوم نہیں ہوتا نہ خیمے کے اندر نشان نقب جاسے ہیں نہ قنات چاک  
 ہوتی ہو کوئی آسمان چھ کر کر لیا تا ہو تو ہم کیا کریں یہاں تک کہ سرداروں سے نوبت اور صاحبقران پر پہنچی  
 تیسری شب کو بدیع الزمان قاسم مالیشان کرب قازی ہاتھ تغرن فرخ تخت قلندر و غیرہ غائب ہوئے  
 امیر نے عیاریوں کو بلا کر کوٹا انجرا ٹھایا اور کہا کہ رستے مارنے پوست تک آؤ اور کھا کر سے یہ کام اسی عیاری



کا ہوا اور تم اسکو پکڑنے نہیں کہہ کر سے آئی ہو کیونکہ لہجائی ہو سب نے عرض کیا کہ حضور ہیں چاہے قتل کریں چاہے  
بخشیں ہم اپنی مقدور جبر حضور کو تا ہی نہیں کرتے صاحبقران چپ ہو رہے عرض لشکر میں سو اسے بادشاہ  
اسلام اور صاحبقران اور قبل اور چند مشیران سلطنت کے اور کوئی بات نہ رہا سب کو وہ عبادی گرفت  
کر کے لگی امیر بے اختیار عمر کو یاد کرتے تھے اور روئے تھے اور رکھتے تھے کہ ایک عمر و کے نمونے سے یہ باری  
نرا بیان میں اگر وہ ہوتا تو کا ہلو یہ عیاری سب سرداروں کو پکڑ لہجائی افسوس صد ہزار افسوس کہ کیا شخص  
مجھے جدا ہو گیا کیسا رفیق جان نثار حیوت کیا اور دا شدہ مجھے کبھی جدا ہوتا مگر اس کے دل پر چوٹ لگ گئی  
کہ میں نے بے تحقیق جرم اسے باندھ کر مالک بن ملکوت شاہ کو دیدار وہ شخص بے قصور تھا بادشاہ اسلام  
نے کہا کہ بعض مقام پر آپ مجھے کو کام فرماتے ہیں دریافت نہیں کرتے وہ بھی بشر تھا دل سے اس کے ہر مانا  
چلا گیا اور شر یا را بد پختا نے سے کیا حاصل رنج کرنے سے کیا فائدہ اور یہ امر پیشتر نہ سوچے اور اب پچھتاتے  
ہیں آپ کی نرمی میں کہ اب پچھتا لے کیا ہونا ہو جب چہ زبان یک گئیں کجست عمر و کا لٹا دشوار عود و توبہ  
بے با ستھا اتھ سے جا چکا امیر نے کہا کہ اب تو کوئی ایسی نہ ہو کہ اس بلا سے نجات ملے بادشاہ اسلام نے  
کہا کہ میں بخوم بن دکھلوانا ہوں دیکھوں کیا نکلتا ہو اور حکم دیا کہ لا خواجہ بزرچہر کے بیٹوں کو اسی وقت  
چار دن بیٹھ آکر موجود ہو گئے ارشاد ہوا دیکھو تو اس مکارہ کے ہاتھ سے کیونکر نجات ہوگی اور انجام کیا  
ہوگا انھوں نے علم بخوم میں دیکھ کر عرض کیا کہ انجام عجب ہی بد مہنا ہر کے کہ کی فتح ہونا شر اسد م آباد  
ہو جائیگا مگر صاحبقران شکار کھیلنے کو تشریف لہجائیں اور بادشاہ اسلام اپنی نگہانی خود فرما لیں تو بہتر ہو کہ چھ  
سرو جا لگی یہ چار دن بیٹے بزرچہر کے نو حکم لگا کر چلے گئے اب حال شے کہ امیر کشور گیر صاحبقران زمان  
بر اسے صید افگنی صحر کو روا دہوئے خبر منصور شاہ کو ہوئی کہ حمزہ شکار کھیلنے گیا اور لشکر میں فقط بادشاہ  
اسلام میں رہنے چاہا کہ شہنشاہ مار سے بختیار رک نے منع کیا کہ کچھ نہ ہوگا بادشاہ اسلام بہت زبردست ہیں  
منصور شاہ چپ ہو رہا اور یہ عیاری بھی ہر چہ جاہلی تھی کہ بادشاہ اسلام کو گرفتار کرے مکن خواجہ  
جاتی ہو بادشاہ اسلام کو دیکھنی ہو کہ بیٹھے ہوئے کتاب پڑھ رہے ہیں سردار گرد بیٹھے ہوئے ہیں عیاد جی  
کے اندر پھر رہے ہیں بے نیل منصور دہلی آئی ہوا دھر حمزہ صاحبقران نے ایک دامن کوہ میں خیمہ برپا  
کیا ہوا دن بھر صید و شکار میں جی رہا ہے رات بھر جگے میں اگر آرام فرماتے ہیں بس ایک دن ایک ہرنا  
کے پیچھے گھونٹا لایا جاتے جاتے ایک مقام پر اسے صید کیا اور کچھ لوگ بھی پیچھے ہرن کے پیچھے آتے تھے  
حسوفت اس ہرن کو صید کیا اس کے گوشت کے کباب لٹائے اور صاحبقران کو کھانے اور پانی پلایا  
صاحبقران نے توقف فرمایا بعد اس کے ناز و قدر و مصرعے حکروان سے روانہ ہوئے تھوڑی دور اسے  
ہونے لگے کہ ایک کچھ فیر کا دکھائی دیا کہ ایک بلند ٹیلا ہے اس کے چار طرف دو بے بی ہوئی درخت انار اور آم  
کے لگے ہوئے ہیں امیر اس ٹیلے کے اوپر آئے دیکھا کہ جہن جہی کی ہوئی ہو کہیں شاخ درخت میں غوغا  
خس آویزاں ہو کہیں ہا ہو کا جو ذرا حق سرہ کہ رہا ہو اور ایک طرف ایک ٹھکڑا ہو کہیں ایک درویش باغیچہ  
علاء سر پر باندھے ہوئے چہرے میں سفید رنگ بن پہنے ہوئے تھمہ اندھے ہوئے گشتا تھے پرچہ ہوا نور  
بسم شیعہ ہاتھ میں سر جھکا نے ہوئے شہر کی کھال پر بیٹھا ہوا کچھ بچہ رہا ہو عبادت کر رہا ہو اور سنا سننے  
کا لہجہ ماشی رنگ کار کھا ہوا اور لونا پانی سے بھرا افگنی پر دھڑکا ہو اور کچھ پس پشت لٹا ہوا اور باہر شگل کے

ایک طرف آگ شیک میں دی ہوئی ہو دس چدرہ فقیر اور غصے میں کوئی انہوں گھول رہا ہو کوئی سبزی رگڑ رہا ہو کوئی چربا  
 پی رہا ہو کوئی جھٹے کے دم لگا رہا ہو کسی کی یا بادی یا مرشد یا مجبور یا موجود کی آواز بلند ہو پس امیر کو اس کے دلچسپ سے  
 یقین ہوا کہ اس درویش سے مطلب تھا رہا بھلا کچھ مرد باخدا ہو بہت صاحب کمال معلوم ہوتا ہو شعر مردان خدا  
 خدا نہا مشند لیکن زخا جدا نہا مشند پس صاحبقران پاس جا کر پکارے کہ عشق اللہ ہو فقیر نے سراٹھا کر  
 دیکھا کہا کہ ادا با با سدا را عشق ہو یا حمزہ صاحبقران تم بیان کمال آئے پس یہ کنا تھا کہ صاحبقران کو یقین  
 چلی ہو گیا کہ شیک یہ صاحب کمال ہو درویش نہیں کیا جاسے تم کون ہو پس دوڑ کر قدموں پر سر رکھ دیا ہاتھ جوڑ  
 لیے کہا کہ آج فقیر صاحب کمال دیکھا اور باخدا بند مکر عرض کیا کہ میری مشکل آپ سے حل ہوئی شاہ جی سے کہا  
 کہ با با صاحب کمال کوئی نہیں ہو سب ملازمین میرا یہی خرقہ و جہ ہزار مکر ہو جو صاحب کمال ہوتے ہیں وہ دنیا دار  
 سے نہیں لپٹتے ہاتھ کو کھینچ لیتے ہیں اپنے کو مردہ جانتے ہیں زندہ دن میں شمار نہیں کرتے با با میں مکار ہوں نہیں  
 کچھ مطلب تھا را نہ ننگے گا امیر نے کہا شاہ صاحب جیک کہ میرا ماہر نہ لایا ہے گا میں آپ کے قدم نہ چھوڑ دوں گا  
 شاہ جی نے کہا کہ با با تم اپنا مطلب تو بیان کر دیا ہو کیا منظور شاہ کی بیٹی سے تم ثابت ٹک آئے ہو پس  
 امیر بولے کہ آپ پر تو سب حال روشن ہو کوئی امر آپ سے پوشیدہ نہیں کہ تمام سردار اسیر کر کے یلگنی میں ادھر  
 خٹکار کے ہاسٹے سے نکل آ رہے ہوں لشکر میں فقط بادشاہ اسلام باقی ہیں قاتل گورات کی زندہ اور بھوکھ پیاس  
 حرام ہو شاہ جی نے کہا کہ با با عمر و ایسا عیار تمہارے پاس تھا کیا ہوا امیر نے جو نہیں عمر و کا نام سنا چھٹا کر  
 روئے اور کہا کہ شاہ صاحب اگر عمر و ہو تو وہ فوت کا ہو کو ہوئی وہی تو میرے پاس نہیں ہو مجھے خدا ہو کر  
 چلا گیا ہو شاہ جی نے کہا کہ با با میں نے سنا ہو کہ وہ تمہارا عاشق تھا تم اس کے شہداء تھے ایسا کیا ہوا جو وہ تھے  
 پزار ہو کر چلا گیا صاحبقران نے کہا کہ حضرت خلا میری تھی اسکا کچھ صورت تھا اور تمام سرگذشت از انجا  
 ۱۴ انتہا بیان کی شاہ جی نے کہا خوب ہو کہ جو ایسا جان تھا اور سرزدش ہو اسکی تلاش نہ کیے یوں اسے دل  
 سے بھلا دیکھے ایک رات کے بعد آپ سے اس سے صفائی ہوئی تھی اور پھر اسے بہتان لگا یا گیا پس اسکو کلا  
 معلوم ہوا چلا گیا اور تھنے بے پروائی سے اسکی تلاش نہ کی اگر تلاش کرنے تو وہ لجا تا یا کوئی اسم چڑھتے تو وہ  
 آپ سے آپ تمہارے پاس چلا آتا تم بے پروا رہے کچھ خیال نہ کیا وہ بھی تھے ہمارا امیر نے کہا کہ  
 شاہ صاحب اگر کوئی اسم ایسا ہو کہ عمر و تھے آئے تو وہ اسم مجھے بتائیے کہ با با اسم میں جی ہی ہی  
 تاثیر میں ہیں جی بڑی قدر میں میں مرد سے کو زندہ کر دیتا ہو کچھ سے ہونے کا کہتا تو کچھ بات نہیں امیر نے  
 کہا کہ پھر مجھ کو بتائیے یا اپنی زبان سے تعلیم فرمائیے شاہ جی نے کہا کہ با با تھے جاکشی ہونے کے لی اور جو  
 جاکشی کر دے اذیت اٹھا دے اگر موافق قاعدے کے عمل میں ہونے کے نزات دن میں عمر و تھے آئیگا  
 امیر نے کہا کہ شاہ صاحب میں سب اذیتیں اٹھاؤں گا جہاں کہیں ہو گا آپ وہ اسم جو کچھ کہنا چاہتے عمل میں لاؤں گا  
 مجھے طریقہ اسکا تعلیم فرمائیے شاہ جی نے کہا کہ با با تھے ایذا اٹھائی نہ جا لیگی امیر نے کہا میں قسم  
 کھاتا ہوں حد کرتا ہوں کہ جو کچھ فرمائیے گا اسے بھلاؤں گا شاہ جی نے کہا کہ با با تم مجھ ہو تو میں کتنا ہوں  
 کہ تمکو جو کا ۱۲۱ اپنے ہاتھ سے مینا ہو گا روئی اسکی اپنے ہاتھ سے ہکا کر بے نگر و حق سات روز تک کتا  
 ہوگی اور زمین میں رات کو سونا ہو گا دوپہر دن سے شام تک اور پھر دوپہر رات کے سے صبح تک  
 اسم چڑھتا ہو گا ایک مقام پر بیٹھ کر اور کسی سے بات نہ کرنا جب سات روز تک یہ سخت کر دے ایذا اٹھاؤں گی



تو عمرو کو یاد گئے امیر نے کہا کہ میں نے سب مشقون کو گوارا کر لیا آپ اسم بنائیں شاہ جی نے کہا کہ بابا ابسا اعتبار  
 ہو نہ کہ عمرو کی عادات کا صاحب جفران نے کہا کہ شاہ صاحب کیا حقیقتیں عمرو کی آپ سے بیان کر دین اول عمرو  
 کا غٹ میری صاحبزادی کا ہوا اسنے مجھ کو صاحب جفران بنایا جس جگہ سردار میر سے اور بن مشکل میں پھنسا اور  
 یغین ہوا کہ اب زندہ نہیں گئے اسنے اس بل کو دفع کیا تمام میرا لشکر اور بن خود ہزار مرتبہ کا آزاد کیا ہوا کہ  
 ہوں شاہ جی نے کہا کہ بابا ایسے شخص کو کوئی بھی ناراض نہ کرنا اور ایسے آدمی کو تو سر کا سچ بنا کر رکھتے ہیں امیر  
 نے عرض کیا کہ شاہ صاحب جیسا میں نے کہا ویسا ہی میں اپنی سزا کو پہنچا اب آپ وہ اسم بنائیں شاہ جی نے  
 کہا کہ وہ اسم ہے جو یا محول الا حول اربع جاننا اسے احسن الحال اسے آج ہی شروع کر دو کہ جو تو ساتویں روز عمرو سے  
 ملاقات ہوتی ہو یا نہیں اگر تو میرا نام شاہ جہان گرد نیزنگ در کھنا اور عجیب و غریب شاہ صاحب کا تھا  
 کہ کوئی ان سے بات نہ کر سکے تھا اگر ایک غیر سیاہ نام روال لیے ہوئے سریر شاہ صاحب کے ہر وقت موجود رہتا تھا  
 اور شاہ صاحب کو جو کچھ کام ہوتا تھا اسی سے کہتے تھے کھانا پینا شاہ جی کا اسی کے ہاتھ تھا الغرض صاحب جفران  
 نے سب اپنے ساتھ والوں کو رخصت کر دیا ایک خدمتگار رکھ لیا ایک درخت کھرا کا بت گنجان تھا اس کے نیچے شاہ  
 جی کے بیٹے گئے سات روز کے کھانے کے واسطے جو اور ایک چکی ایک گھڑا پانی کا ایک آنچورہ ایک بدھنی اور  
 سب اسباب نگار کر رکھا بعد اسکے امیر نے وہ جو اپنے ہاتھ سے چکی میں پیسے اور اپنے ہاتھ سے آگ سٹکانی  
 آگ کو نہ ملکر ٹھیک پر روتی پکانی دو ہر رات گھنٹے اسم پڑھنے بیٹھے پڑھتے پڑھتے صبح ہو گئی پھر وہی جو پیسے روتی  
 پکا کر کھاتی دو ہر سے شام تک پھر اسم پڑھنا کیلئے الاصل اسی طرح سے چھ روز گذرے ساتویں دن پھر اسم  
 پڑھنے پڑھنے کے سات روز میں چکی پہنچے پیسے ہاتھ میں کھتے پڑ گئے ہوں روتی پکائے سے انگلیاں جل جلیں  
 غذا نہ کھانے سے دبے ہو گئے ہوں رنگ سیاہ ہو گیا جمادات کسی نہ کی تھی اب وہ کرنا بڑی جواذیت کہی نہ  
 اٹھاتی تھی اب وہ اٹھانی فرض قرب شام اسم تمام کیا خداوند حکم شاہ صاحب سے کہا کہ اسم تمام ہوا اور  
 بھی بار و فادار میرا نہیں مجھے اگر ملا بس بکنا تھا کہ شاہ جی و ذکر صاحب جفران کے قدموں پر گر پڑے  
 اور کہا قلعہ شاہ اذکر مہر و رویش نگرہ بر حال من خستہ دل لیش نگرہ ہر چند نیم لالی بٹاشا بش تو ہر میں مگر  
 گرم غویش نگرہ امیر نے بھی شاہ صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا شاہ جی تو بے اعتبار و رہے ہوں کہ سب ہوں  
 کہ آپ خلا میری معاف کیجیے میں وہی غلام ہوں آپکا عمرو بن امینہ غمیری میں نے عہد کیا تھا کہ بینک حمزہ سے  
 میں ایسی محنت نہ لوں گا حمزہ سے نہ ملو گا مظلوم ہوں کہ میں آپکا غلام ہوں اور آپ میرے آقا ہیں امیر یہ کہیں  
 قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائیں فرمایا کہ خواجہ اگر تم ہو تو صورت اصلی اپنی بناؤ اسی وقت عمرو گرم پانی  
 منگو اگر نہ پایا صورت اصلی پر آیا صاحب جفران کو عید ہو گئی اور وہ غیر سیاہ نام جو ہر وقت سر پر کھڑا رہتا تھا  
 ہر تران حبش تھا وہ بھی قد مبوس ہوا اور فیر جوتے وہ بھی اسی سرزمین کے عیار تھے عمرو کے مرید ہوئے  
 تھے انہیں عیار و بن ایک عیار تھا مترچروین نام وہ استاد تھا دخر منصور شاہ کا اسے بھی سرور  
 نے مسلمان کر رکھا تھا قدموں پر صاحب جفران کے گرایا اسنے امیر سے عرض کیا کہ شہر یار اب مخطرہ پیش  
 نمودن دخر منصور شاہ نے ایک جا سردار و بن کو اسیر کر کے قید بند کیا ہر میں آپ کو قلعہ میں بچھڑا گیا آپ  
 خاطر جمع رکھیں امیر نے فرمایا اب مجھے نہ کی عنایت سے کچھ اندیشہ نہیں عمرو سا شخص میرے پاس موجود  
 جو عرض عمرو نے سب اسباب سمجھ کے نہ نہیں کیا اور ساتھ حمزہ صاحب جفران کے لشکر میں آیا ہر ایک

دور تھا اور عمرو سے پختا پختا غل میں گھر آیا چار طرف سے لوگ دوڑے آئے تھے جو دیکھتا تھا کہ تھا  
 کہ اب کیا ہو رہا ہو ایسی عبا رہی بیان سب گرفتار ہو جائیگی حسین لشکر غزیرا اثر آجیو نیا بادشاہ کو خبر ہوئی کہ صاحبزادہ  
 عمرو کو لیتے آئے ہیں۔ قدر اشتیاق ہوا کہ دروازہ باز کیا گیا پر آنکھ سے ہونے کہ عمرو آجیو نیا سلام کیا  
 تہذیب سے پٹا بادشاہ نے سر جھپائی سے نظایا اندر آگاہ کے لائے حال پوچھا صاحبزادہ نے ہاتھ  
 کے جیسے انگلیاں چلی ہوئیں دیکھا میں عمرو نے کہا اور شہزادہ جب چنے اتنی محنت کے لی اس وقت اپنے تئیں ظاہر  
 کیا بادشاہ نے عمرو کو خلعت دیا امیر کی ایسی خوش ہوئی کہ سرداروں کی گرفتاری کا رنج بھول ہوا اور خوانین معتمد  
 میں سے تصدیق چلا آتا ہو عمرو جا کر دہریے رہا کہ میں تھا رسہ درازندون کو چھڑا کے لانا ہوں اسی کیفیت  
 میں دو دن بسر ہوئے پھر سے دن عمرو نے عرض کیا کہ امیر! میں اب غلوہ لیتے اور سرداروں کی رہائی  
 کو جانتا ہوں امیر نے فرمایا خواجہ میں تھا رسہ ساندہ ہوں بادشاہ نے کہا ہم بھی چھین کے عرض ایک سات  
 آدمی ساتھ ہوئے عمرو بیان سے روانہ ہوا رات کا وقت تھا ہر ایک جست و چالاک تھا ہر ایک سنبھلی  
 بس کی گانٹھ بنا ہوا تھا آئے آئے قریب غلے کے پہنچے گرد غلے کے پھرنے لگے راستہ قلعے کے اندر جاتے کا  
 ڈھونڈنے لگے پھرتے پھرتے ایک بیج کے پاس پہنچے دیکھا کہ ایک مرد افیونی پیر سے پرہیزگار کبھی اٹھ  
 جاتا کبھی ہوشیار ہو جاتا نہ عمرو نے کیا کام کیا کہ جب وہ پیک میں جذبہ آنکھیں بند کر کے جھکا عمر و سنے طاقت  
 کندہ کا کشادہ کر کے بیج پر پھینکا اور جھکا دیا کہ وہ نیچے آگیا عمرو نے اور اس نیوی کا گلا دبوچا کہ دم اسکا خراب  
 نکل گیا اسکو عمرو نے خندق میں ڈال دیا اور صاحبزادہ بادشاہ اسلام معترقران مقبل سرنگ کی مہتر  
 پروین ان سب کو اسپر بڑھایا ہر جہت سے پیر وین سے کہا کہ تم اب خواب گاہ میں کفار کی لیل  
 کہ تم بیان کے واقعات کا رہوا سے کیا چلے وہ کہہ مومن کو ساتھ لے ہوئے وہاں آیا جہاں سب کفار صحبت تھا  
 ہن رات کوئی پرہیزگاری ہوئی ہو پروین اس مکان کی پشت پر سے کندہ مار کر پلے آپ چڑھا پھر ان مہمون کو  
 جلا یا بالے ہام لکرایا دیکھا کہ نیچے ایک بارہوی مالیشان ہوا اسکے سمن میں فرش ہوا تھا منصور شاہ اور  
 ہمارے فرما نیچے میں ناچ ہو رہا ہو وہ عبا دہی بیٹی منصور شاہ کی ہام ہر ایک کو پکار رہی ہو اور بختیارک نے  
 جو سنا ہو کہ عمرو بن امیر غمری پھر لشکر اسلام میں داخل ہوا ظلم کو گالیاں دے رہا ہو کہ اگر ظلم پھر وہ  
 ساربان زادہ آیا ہو ابھی تو میں دم بھی اچھی طرح نہ لیٹے پایا تھا کہ پھر وہ نے ملک الموت کو بھیجا باہر سے آیا  
 ہوا اس عبا بھی نے کہا کہ ملک ہی تم کہیں عمرو کے آئے سے آزدہ ہودہ آتا تو خوب ہوا میں دیکھتا اسکو کہ  
 گرفتار کرتی ہوں بختیارک بولا کہ صاحب نے عمرو کا نام قتل سنا ہو دیکھا نہیں وہ بلا سے روزگار اور آفت  
 زمانہ ہو اسے اور کسی عبا سے کیا نسبت منصور شاہ نے کہا کہ ملک ہی تم عمرو کو میری بیٹی سے مقابل کہتے ہو  
 اسکی کیا حقیقت ہو اسکے سامنے بختیارک نے کہا آپ سے ابھی پالا نہیں پڑا اور انکا ذکر بیان ہو رہا ہو  
 وہ بیان مقرر نہ ہونے منصور شاہ نے سکرست ہنسنا بختیارک بولا میرا معلوم ہو جائیگا اور بختیارک کو خیال ہوا  
 کہ تو پوشیدہ کو شے پر ہلکے و کھڑے پس بیان سے بولا کہ اٹھا اور اکیلے کو بچے پر یا کہ دیکھیں کہیں کوئی معلوم ہوتا  
 ہو یا نہیں عمرو نے بختیارک کو کہتے ہوئے دیکھا سب کو پوشیدہ کر دیا اور آپ بختیارک کی پشت پر سے  
 ہو کر سامنے آیا بختیارک آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا چلا آتا تھا کہ عمرو نے سلام کیا اور کہا کہ ملک مجی اچھی طرح  
 رہے ہو کم باطل بھول گئے بختیارک نے جو عمرو کو دیکھا جان نکل گئی اور وہ قد مومن پر گر پڑا اور پیر و شمس



کیست کے بعد دیارت ہوئی انکسین ترس گئیں حضور کے دلچسپے کو کیا ہوا کیوں کر صفائی ہوئی حضرت صاحبزادان  
 سے عمرو بولا کہ وہ بھی ساتھ آئے ہیں کہ اس میں امیر اور بادشاہ اسلام وغیرہ سب سامنے آئے بختیار رک  
 نے ایک ایک کو سلام کیا اور پکا ماکہ میں مطیع اسلام ہوں آپ کا غلام ہوں اور دل میں کہا کہ مرشد خوب بندہ  
 کر کے آئے ہیں کیا کلمے کو اب چھوڑتے ہیں انیسوس اٹھارہ بھی اترتا رہا عمرو سے عرض کیا کہ حضور قلم لیتے  
 کہ کافی سنتے ان سب ماحول کو ناحق تکلیف دی عمرو بولا کہ یہ نہیں ہو کہ وہ گچھے آئے ہیں اور پروین عیار  
 ہو دیکھا کہ کہا کہ ملک ہی اسے آپ نے پہچانا یہ اسناد و دفتر منصور شاہ کا ہوا اسی سے اسے عیاری سکھائی، عی  
 اور میرا ہت سے بہ مرید ہر بختیار رک نے کہا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے عمرو نے باتیں کرنے کے ذبیان مری  
 کی بجا کر بختیار رک کو دین اور کہا کہ اسے کھا جاؤ یہ بہت تھک مری ہو جتنے تھک رہے واسطے رکھی ہر بختیار رک  
 نے کھانے میں کچھ تامل کیا عمرو نے خبر یہ ہاتھ ڈالا کہ ملک ہی کیا جتنے نہیں ہر دیا ہر کہ نہیں کھانے خبر اگر  
 نہیں کھانے ہو تو خبر کیا ڈ بختیار رک نے جلد ہی اسے منہ میں ڈال لیا کہ پر مرشد آپ کے ہاتھ کا زیر میں  
 امرت ہو پس دینیں مصری کی ذبیان خلق سے بچے ازین نہیں کہ بیوش ہو کر گرہا عمرو نے اس وقت بختیار رک  
 کی صورت بنا کر صاحبزادان سے کہا کہ آپ میں شریف رکھے میں جا کر بھون کو گر خا کرنا ہوں ہر آپ آئیے گا  
 یہ ککر کو کھنے سے اڑ کر محبت میں آیا ہر ایک نے پوچھا ملک ہی کہاں گئے تھے تمہارے بغیر محبت میں سنا تھا تھا  
 کہا کہ رابع حاجت کو گیا تھا اور لگا مسوہ بن کر سنے اور ہنسا نے لگا اور جہان قرابے شراب کے تھے وہاں جا کر  
 اسکی شراب اس میں اور اسکی شراب اس میں ملا شروع کی سب کو آفستہ ہار دے بیوشی کیا اور وہی شراب  
 محبت میں طرح ہونے لگی اور جب دیکھا کہ دارو سے بیوشی نے اپنی تاثیر کی بختیار رک عملی نے اس عیاری بھی  
 کہا کہ مگر تم فن عیاری میں کیا ہو اور تمہارا جواب نہیں ہو عمرو کو کیا بیاقت ہو تمہارے سامنے گرا تھا ہو کہ ابھی خود  
 میری صورت بکرتے تو تم سے جہان سکنا خنہ کہا کہ ملک ہی، کیا کھانے جتنا اڑتی چڑا کر پہچانتے ہیں بختیار رک  
 نے کہا کہ بچا پانا بہت دشوار ہو میں عمرو ہوں بختیار رک کی صورت بکرا آیا ہوں کیا خاک کھنے بچا نا عیاری  
 بہت مشکل ہو اور میں تو تم سب کا کام تمام کر چکا اب عیاری بھی کو بھی اثر بیوشی کا ہوا خبر کچھ کر دوڑی  
 اتنی کہ بیوش ہو کر گری منصور شاہ زمر و شاہ اٹھنے کے کہ عمرو کو کچھ میں کہ فرہ صاحبزادانی کی آواز بلند  
 ہوئی امیر نے اگر لقا کو کچھ یا منصور شاہ کو بادشاہ نے اسے کہا اور کفار کو قبل اور حضرتزادان نے  
 پڑ کر شکین بانہ میں بختیار رک کو بھی کو کھنے پر سے اسے سب کو نفل وزنجیوں گرا کر کہا اور دروازہ قلعہ کا  
 صبح کو کھاو اگر فرج کو مع انسران فرج اندر بلوایا اور تمام قلعہ میں بند و بست کر دیا بادشاہ تخت پر بیٹھا فرج  
 ہوئے منصور شاہ کو مع اسکی دفتر کے ہوش میں لائے اور کہا دین اسلام قبول کرو منصور شاہ از رو  
 تر من سلمان ہوا اور سردار جو لشکر اسلام کے قید تھے انکو زندان سے بلوا کر حوالہ صاحبزادان کے کیا بھون  
 نے رانی پال لہذا کے لقا کو بلا کر دیا کہ دین اسلام قبول کرنا سننے میں روز کی ملت ماگی صاحبزادان نے  
 سے چھوڑ دیا لقا اور منصور شاہ آپس میں مشورہ کر کے رات کو کالہ لٹھ کر کے اس عیاری بہت بھاگ  
 کہ ظلمات کو روانہ ہوئے صبح کو صاحبزادان کو جو خبر ہوئی اس شہر کا بند و بست کر کے نقاب میں زمرہ  
 کے روانہ ہوئے

اب چند کلمے داستان نورالدین اور اسد اور خورشید کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اسد بن کرب غازی خورشید ستارہ دیدست کی بہن پر عاشق ہو کر شب اس سے جا کر بھوت ہوا  
 کہ پہلا آواز تھا کہ کارائنا کا تہ روزگار ملک کی داہ اور ناہید چلی گئے جو یہ حال دیکھا دو پار دن تو یہ جب رہن جب  
 دیکھا انھوں نے کہ ملک عشق میں اس دیوانے کے دیوانی ہوئی ہو اور کوئی شب ایسی نہیں ہوئی کہ اسد اس کے پاس  
 نہ آتا ہو پس ان دونوں نے باہم صلاح کی کہ ایک دن اختران شاہ اور خورشید کو مزدور کی خبر ہو گئی ہمارے  
 واسطے خزانہ ہو گئی ہر جہت کہ ہم خود چکر خورشید کو خبر کریں دو ہر کے وقت دن کو یہ خورشید کی خواہ گاہ میں  
 آئیں خورشید کھانا کھا کر بیٹھ کر ان دونوں کو جو دیکھا انھیں چھا دو دن سے سلام کیا ہاتھ ہاتھ  
 کھڑی ہو گئیں خورشید نے پوچھا کہ کیا عرض کیا کہ غلوت میں عرض کرے خورشید نے سب کو ہٹا دیا  
 اس وقت ان دونوں نے دل اسد اور پیکر بانو کی محبت کا بیان کیا خورشید نے کہا کہ اسد نہوگا  
 کوئی اور ہوگا ان دونوں نے سب سے چٹک چٹک دیکھ کر خورشید بولا اچھا جس وقت اسد آکر پیکر بانو  
 کے پاس پہنچے تو نہ اس وقت آکر مجھے خبر دینا کہ میں اس کے گرفتار کرنے کی تدبیر کروں دونوں نے عرض کیا بہت  
 اچھا اب وہ تو پہلی گیس مگر خورشید کی یہ حالت ہو کہ آتش غضب کا وزن سینہ میں تھا جو دو دماغی دماغ جان  
 سے اندر باہر محبت حالت ہر دل میں کتا ہوا خورشید یہ اس دیوانے نے کہا کیا دوستی اور اتحاد پر غاک  
 ڈالنی کچھ اسکو خیال ہماری محبت کا نہ رہا خبر کہ مضائقہ ہو چھا جائیگا مگر یہاں اسد بن کرب غازی وقت  
 معین پر ملک کے پاس چلا حاضر غام شیردل ساتھ ساتھ ہوا اس سے کہتا تھا ہوا کہ آج میں ملک پاس چلتا  
 ہوں حاضر غام خبر کے واسطے روانہ ہوا اسد ملک کے پاس آیا ملک دوز کر لیت گئی لاکر مسند پر بٹھا اور کہا کہ  
 شہر بار اس وقت طبیعت میری گہرائی ہوا اسد بولا ملک میری بھی یہی حالت ہو ملک نے کہا کہ صاحب پھر کیا ہوا  
 اسد پر لاکر ہم اپنے لوگوں کو تو دیکھو سب بیان موجود ہیں باکوئی نہیں ہو تلاش جو کی تو ملک کی داہ اور  
 ناہید چلی گئے کہ باہر بھاگ کر کمان گئی ہیں ایک نے عرض کیا کہ بلالوں کل دو ہسٹہ کو بھی وہ کہیں چلی  
 گئی نہیں اور آج بھی گئی ہیں اسد نے کہا کہ ملک ان دونوں سے جا کر خورشید سے سب حال بیان  
 کر دیا اب مقرر خورشید بیان آتا ہوگا تم جلد تیار رہی کر در حاضر غام شیردل پہنچا عرض کیا کہ  
 شہر بار ہوشیار ہو جیسے خورشید آتا ہو اسد اسی وقت ملک کو اپنے گھوڑے پر چھا کر لے بھاگا کہ خورشید  
 آئیگا تو اپنا سر کھا بٹھا مجھے کمان پانچا اور حاضر غام اسکی وز بندادی کو کا نہ سے پر سوار کر کے بھاگا جب اسے  
 جا چکا تو اس کے دو گھڑی کے بعد خورشید آبا چار طرف سے اس کو گھیر لیا آپ اکیلا پاؤں کے اوپر  
 چڑھا اندر رخسے کے گھسا اسد اور پیکر بانو کو نہ دیکھا نہ اسد نظر آیا پیکر بانو کو ہاتھ پر جوڑ کر لے گیا  
 پوچھا کہ پیکر بانو کمان ہوا انھوں نے عرض کیا کہ کوئی ساعت بھر ہوئی کہ اسد انکو لیا خورشید  
 یہ ستر تلواریں کھینچ کر انہیں پکا اور کھا کہ تم بتاؤ پیکر بانو کو اسد لے گیا اور تم دیکھا کہیں پس دو چار کو تو قتل  
 کیا اور ایک انھیں سے بولی کہ بلالوں ہم سب مار ڈالنے کے لائق ہیں آپ سب کو حلال کیسے کر  
 ہماری خطائیں چلے ثابت کر لیجے اس اثنا میں اختران شاہ بھی پہنچے خورشید کے آہو چھا  
 دیکھا کہ شمشیر پہنہ خورشید کے ہاتھ میں ہو گئی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اختران شاہ خورشید سے پیش  
 گیا اور کہا کہ بابا انکے قتل کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا انہیں قصہ نہ کرو اور کوئی تدبیر کر دو کہ پیکر بانو بچے  
 گئے کہ وہ دیوانہ لہجے اور ہدای سے خورشید اپنی بارگاہ میں آیا دھل پر بٹھا دیر کو پڑا گیا کہ تار کھڑ



نور الدہر کو گناہ سے ایسی حرکت کی ہوتی تھی کہ وہ کچھ ہی پلکے بانو کو اور اس دورے کے بازو ہلکے سے پاس بھروسہ  
اور اگر نہ بھروسہ تو میں سر میدان اس دورے کو مار کر اپنی بہن کو چھین لوں گا دہر سے اس مضمون کا نام  
لکھ کر تیار کیا خورشید نے کوکب مبارک کو دیا اور کہا کہ تو جا کر یہ نام نور الدہر کے ہاتھ میں دینا اور  
جواب دے گا کہ کوکب نام لکھ دے گا وہ ہوا اور اسد بن کرب نازی ملکہ پیکر بانو کو اپنے ساتھ  
لیے ہوئے داخل خیمہ ہوا رات بھر عیش و آرام میں بسر کی صبح کو ناز و چمکا خدمت نور الدہر میں آئے گا  
اور وہ کر کے ملکہ کو جنگ پر ملا دیا اور آپ غنودہ چشم باریک و سلیمانی میں پہنچ کر بادشاہ اسلام کو سلام  
کیا نور الدہر کو مجرا کر کے داخل پٹیا نور الدہر نے جو دیکھا کہ اسد کی آنکھوں میں خیمہ بھری ہوئی ہوا رات کا  
لگا ہوا ہے کہا کہ اسد ہم غنیمت ہر خیمہ بھجھائے ہیں تم اپنی باتوں سے باتیں نہ کریں دوسرے کا پاس  
جو نہ برادر ہی کا دھیان ہو آج معلوم ہوتا ہے کہ تم رات بھر جاتے ہو اسد بولا بھائی صاحب رات بھر  
بھاگ کبسا آج میں فیصلہ کر آیا گا جی کیا فیصلہ کر آئے اسد بولا کہ خورشید کی بہن کو لے آیا خورشید کو  
خیمہ ہو گئی وہ چلا نکلا کہ پیکر بانو کو قتل کروں میں اسے لے آیا نور الدہر نے جو چاہا کہ پیکر بانو کو ان پر  
کہا کہ میرے خیمے میں ہو اور بھائی صاحب اسے کوئی ایجا نہیں سکنا کیا مجال جو کوئی اسکی طرف دیکھ سکے  
نور الدہر پہنچ کر چپ ہو رہا تھا تو کہا کہ اسد میں دوستی خورشید کی بدل صداوت سے ہو گئی ہے نہیں  
غبن کہ عمار خورشید کا نام لے لے لے آیا اندھ میں شاہزادہ نور الدہر کے دیا شاہزادے سے  
اسے کھو لکر یہ مضمون سے آگاہ ہوا اسی وقت اسد نکلا ہوا کہا کہ کوکب میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں  
جواب اسکا خورشید کو وہ میں جا کر دوں گا اسد نے کہا بھائی صاحب آپکی پاپوش جاسٹے حاصل کیا ہے اسے  
آپ فیل جنگ ہو اگر میدان میں آئے دیجئے دیکھئے میں کیا حالت کرتا ہوں نور الدہر نے کہا اسد  
میں اسوا سے جانا ہوں کہ صلح ہو جائے تو خوب ہو ورنہ جنگ و جدل سے کوئی ڈر نہا جواب تو ایک بات  
لے ہو گئی کیا کیجئے ہلکا بارگاہ سے باہر آیا سب سردار ساتھ آئے نور الدہر نے بہن کو کہ صاحب میں  
کسی سے لڑنے نہیں جاتا ہوں جو تم سب میرے ساتھ آئے ہو جاؤ اپنے اپنے مقام پر بیٹھو کوئی میرے ساتھ قاف  
یہ سب تو وہ میں رہے نور الدہر سوار ہو کر یکہ دینار روانہ ہوا کوکب نے آگے بڑھ کر خورشید کو خبر دی  
کہ نور الدہر اکیلا آگاہ خورشید ایسا شہناک تھا کہ استغناء کو بھی دنا صاحب شاہزادہ نور الدہر  
بارگاہ کے داخل ہوا خورشید غنیم کے واسطے آٹھ کھڑا ہوا بابا کہ منہ پر ٹٹا لیا اسباب دعوت صبا کیا ساتھی  
نے جام شراب کا دیا شاہزادے سے پیادہ رکھا کہ اسد خورشید تم شہناک کیوں ہو کیا ہو اب نامہ کیسا ہے  
خورشید بولا آپ تو اجنبی جنگے میں گویا اس معاملہ سے واقف ہی نہیں آجکل جدت کو اسد نے کیا  
آپ نہیں جانتے نور الدہر نے کہا اسد خورشید تم ہر مجھے اپنے دین کی کر میں لے جب سے سنا ہوا اسد  
کو رور منع کرتا ہوں کہ اسی گنت تو نے خورشید سے پڑی جلی ہی بھائی بارہ کہا ہوا اس حرکت سے باز  
دعا دیکھتے کیا کیگا اسنے نہ مانا آخر کار پیکر بانو کو لے آیا شری تو تھا اپنے سودا کی اپنے سے باز نہ رہا  
اب تم میری طرف دیکھو اس معاملہ کو یوں کر دو کہ پیکر بانو کو اس کے ساتھ منسوب کر دو میں بنو  
بھی نہیں ہو اور بھائی صاحب و نسب میں اسد کسی طرح سے رہا نہیں ہو باب اسکا ذی عزت مان اسکی  
صاحب قرآن کی بیٹی خورشید نے یہ سکر کہا کہ اسد شاہزادہ نور الدہر جو زمانے میں ہوا اسکا اپنے نام میں

باسمہ تعالیٰ حرمیت کا خیال ہو اگر آپ پہلے سے کہتے کہ اس کے ساتھ پیکر بانو کو منسوب کر دو تو مفالہ ہوتا  
 کسوا سے کہ جب یہ رسوا کی نہ ہوئی تھی اور ایسی حرکت ناشائستہ اس کی نہ تھی خیر اگر آپ چاہتے ہیں کہ میرے  
 آپ کے ملاقات سے قول دوم یہ ہو کہ اسد کو مع پیکر بانو میرے پاس بھیج دیجیے اور اگر اسد کو نہ دیجیے  
 تو اس گیسو پر یہ دیکر بانو کو تو میرے پاس لے لیجیے کہ وہ میری بہن ہی ہیں جو چاہوں وہ کہہ دیں اور اگر نہ  
 دیجیے گا تو میں اسد کو زندہ و جبیر و گنگا نورا لہرے کہ اگر اسد خورشید جو کچھ ہوا سو ہوا المانی لایہ لگے  
 را سلوٹ بھی اس معاملہ کو ایک آدمی سے سنا ہے شہر نہیں ہوا کچھ کسنا بانو پیکر بانو کو اسد کے ساتھ منسوب  
 کر دو آخر تم کسی کے ساتھ کرتے یا گھر میں بٹھا رکھتے اور اگر تم اس امر کو کر لو گے تو اس حسان مجھ پر ہوگا وہ  
 تمہیں اختیار ہو اور کیا طاقت کسی کی اسد کو میرے ہوتے قتل کر سکے اور پیکر بانو بھی اسلام لے چکی ہی  
 ہم کیونکر اب تمہارے پاس اسے بھیج دوں خورشید نے کہا کہ اچھی بات ہے کہ اسد پر اسے ناموس میں  
 خلل انداز ہوا اور آپ اس کی طرف ذاری کریں پس ان کیوں سے معلوم ہوا کہ اسد نے آپ ہی کے بھروسے  
 پر یہ حرکت کی ہے اور آپ کو خود فساد منظور ہے فرمایا جائیگا نورا لہرے کہ اگر میں فقہر اسو اسے آیا تھا  
 کہ منع شر ہو جائے قیام میں جو اتحاد ہے اس میں ذوق نہ آئے اگر تم مستعد جنگ ہو تو بس خورشید اور طبل جنگ  
 خورشید نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نورا لہرے وہاں سے لشکر میں آیا اسد کے کہا کہ بھائی صاحب  
 زمانے آپ فخرین لگے تھے آخر آپ کا سخن ضائع ہوا آئے آپ کا گناہ مانا میں کہتا تھا کہ آپ نہ جانیے  
 نورا لہرے لا میرا کیا بگڑا اب اسے طبل جنگ بچو یا ہر کل بیچ کو معلوم ہو جائیگا اور حکم کیا کہ ہمارے یہاں  
 بھی نقارہ رزمی پر جو بچے سے القہر رات بھر طعن میں جاری رہی طے الصباح و دو ذن لشکر میدان میں  
 آئے صفیں آراستہ ہوئیں لشارے بلند آواز بکارے کونسا بجا رہا کہ نکلے میدان میں خورشید چاہتا تھا کہ  
 مرکب اٹھائے کہ جانب صواب سے گردن دھرتا رہا تھی ہر کار سے خبر کی اسے تیوں لشکر دن میں سے روانہ ہونے  
 لگے کہ دھب قریب آئی اور شوق ہونی تو سو علم نشان لاکھ سوار کا نمودار ہوا عام علم آفتاب پیکر تھے پھر ہول  
 پر تصور آفتاب بنی ہوئی تھی بعد اس کے ہتھالیں شترناہین پیدلوں کے قتل کے قتل ڈھلے بھری کے آواز بلند  
 خاصہ داروں کے غول بعد اس کے ایک بڑا آتش نشان پچاس اسلحہ کا قلاب آتشیں نہ بھجھو نہ ہوا نمودار ہوا  
 بعد اس کے دیکھا کہ زہ کا آفتاب پر شان نظر کر دہ پیر قطب دوران لبرج نوجوان زیر سایہ علم آفتاب پیکر مرکب پری پیکر  
 پر سوار ہیں نشت نیلم شاہ بالاسے تخت زر نگار اپنی طرف خورشید اور بائیں طرف غول و لاؤ شست زن لاکھ سوار  
 کی جھبٹ سے دکھائی دیا لشکر آفتاب پرست نہیں غل ہوا کہ ایرج صاحب قرآن آیا ہر شاہ پور دوز کر قد مون پر گرا ایرج  
 لے آکر مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا ملکوت شاہ نے گتے گتے پیر نہر ایک سوار دودھ لگا ایرج کے قدموں پر گرا ایرج  
 نے سب کو گتے سے لگا باطن پیش آیا لیکن ایرج نے جو لشکر دن کو میدان میں صفت آرا دیکھا پوچھا کہ یہ  
 کس سے تھا بلکہ دریافت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ نورا لہرے اور خورشید سے ہوا ایرج نے کہا کہ انہی  
 نورا پس میں بڑی محبت تھی اسد نے خورشید سے بگڑی بدلی تھی بالاسی مہادت ہو گئی ہو گیا ہوا مالک  
 بن ملکوت شاہ نے کہا کہ وہ دیوانہ تو بڑا منسہہ جو خورشید کی بہن کو عاشق ہو کر لے بھاگا یہاں نہ ملکوت  
 ہوا ایرج پر سکر بہت شاد ہوا کہ لشکر جو نیر غلہ لاکھ انہیں باہم قیض ہو گئی مگر ایرج کی آمد میں دن تمام ہو گیا  
 تھا طبل آسانش بجا کر دوزن لشکر بچ گئے ایرج سوار ہو کر لشکر خورشید نور دانہ ہوا جب فریب پڑا خورشید نے



سنا کہ ایرج آتا ہوا استقبال کی واسطے نکلا ایرج کو سلام کیا گھوڑے پر سے اتارا ہاتھ پکڑ کر اندر چلے گا باسند چلیا  
 سامان دعوت میا کیا آپ بھی پاس بیٹھا خورشید نے حال زخم کے اچھے ہونے کا پوچھا ایم جی نے عام سرگرفتہ اپنی  
 بیان کی اور کہا کہ بھئی خورشید چنے سارا ماہر اساتذہ لوگ ایسے قایم حیدر بن مہو کھنڈے تھے کہ نور الدین ہر فحش کا ہوا اور وہ  
 نوبت کا ہر خدا کی شریعت پر اسے رکھے میرا تو تک میں دم ہوا اسکے ہاتھ سے خورشید بولا بھائی میں اب اس دلوں نے  
 گوزندہ نہ چھوڑا نکلا ایرج نے کہ اے خورشید دیدار بھائی ابھی تھے بال نہیں پڑا ہر ایک ۶ صہ ہر جگہ اسے دیکھتے  
 ہوتے اول نور الدین ہر اسے میدان میں نکلنے کا ہلکا دھچکا اور خود دروہانہ آیتا تو آفت ڈھایا گنا خورشید  
 نے کہا کہ بھائی ایرج بولا کہ اب یہی ہے تھے بھائی چارہ ہو جائے خورشید بولا کہ میں کیا تھے باہر ہوتے  
 زبان سے جو کہا سو کہا عام ہمسہ میں جو کچھ زبان پر غرض ایرج نے خورشید سے کہا کہ کل ہمارے یہاں  
 تنہا ری دعوت ہو خورشید نے کہا کہ اچھا بس ایرج رخصت لیکر چلا گیا اپنے جیسے میں کھانا کھا کر سو رہا  
 کہ جو اٹھا خورشید کی دعوت کی باری کا حکم دیا وہ ہر تیار رہی شام کو خورشید نے چار گھنٹہ کی صحبت امانہ دیکھی کھانا  
 کھا یا آتش بازی چڑوائی رات بھر یہاں رہے ہر صبح کو خورشید جو رخصت ہونے لگا ایرج سے کہا کہ کل ہمارے  
 یہاں آجی دعوت ہو ایرج نے کہا قبول ہو لیکن غم غم شیر دل نے یہ خبر اسد کو دی کہ کل ایرج نے خورشید  
 کی دعوت کی تھی تو خورشید نے ایرج کی منیافت کی ہوا اسد نے کہا طیران و دونوں باجیوں کو درست کر دیا  
 گمان جاسے ہیں میرے ہاتھ سے اور کہا کہ شہزاد لاڈ ہمارا لباس خیمہ دی اپنے دست بچہ سامنے لا کر رکھ  
 اسد نے مہمانانہ ہی گلے میں پہنی کند بازو پر باندھی گوچین سر سے لپیٹا سر تلوار قبل میں ڈالی سیاہ و دھاتے  
 کا بھر سٹ مارا غم غم کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور آبا لشکر خورشید میں دیکھا کہ مٹا شہزادی ہو چکا ان سے  
 زمین فلک انجم علوم ہوئی آتش بازی انواع طرح کی جیسٹ رہی ہوا اور فرش تابی کا کیا ہوا ہوا زربفت کا  
 نگینہ کھنڈا ہوا اسکے نیچے سند پر ایرج بیٹھا ہوا ایک طرف خورشید بیٹھا ہوا ایرج کے رفیق بھی بیٹھیں  
 اسد دیکھ کر بل گیا غم غم سے کہا کہ دیکھو اس ستارہ پرست کو سزا دیتا ہوں اسی وقت ایک ساتھی پسر کی  
 صورت بکر جام و مرا می ہاتھ میں لیکر صحبت میں آتا اور وہ جو ساتھی شراب پیار ہاتھ اس سے کہا کہ تم شکم  
 گلے ہو باقی سام کر و اب ہم پلٹنے اسے قیمت جا چلا گیا اسد نے بام ہر زکر کے خورشید کے ہاتھ میں  
 دیا اور کہا او ستارہ پرست ہے مجھے اگ ہر کے اس بڑا بچے سے لکھ بیٹھا ہو منہ اسد بن کر ب غازی  
 میں بھگو چین سے بیٹھنے دے دکھایا لکھ خبر مارا خورشید نے ہاتھ پر زکا تھا کہ ہتھیلی کو نوڑ کر باہر نکل گیا خورشید  
 نے پہلے نہ پایا تھا کہ ایک خبر اور مارا وہ اسکی مان پر پڑا کہ خورشید بیوی ہو کر گر پڑا اٹل ہوا کہ اسد نے  
 خورشید کو مارا ایرج اُدھر سے اُدھا اسد بھاگ کر صحبت سے باہر آیا اور بیٹھ گھوڑے پر روانہ ہوا  
 بیان ایرج نے جوں کو ہوا ہا زخم میں ٹانگے لگوائے صبح ہوئے خورشید کو ہوش آیا ایرج نے کہا دیکھا  
 تھے اس دیوانے کی چالاکی کو خورشید بولا بان وہ بھگوار چکا تھا ایرج نے کہا خبر اب کسان جائیگا  
 ہمارے ہاتھ سے غرض ایرج سوار ہو کے اپنے لشکر کو گیا اُدھر اخبار نور الدین ہر کہ پوچھا اسد سے کہ  
 کو میان یہ کیا حرکت تھے کی کہ نہ بھائی صاحب مجھے تاب نہ آئی کہ ایرج نے اس باجی سے ایسی محبت کی جو کہ  
 اسکو پہلے میں لیکر بیٹھا ہوا میں نے ہمارے خبر مارا تھا زندگی تھی کہ چکیا اسکی بہ عذر انیان تو آپ پر غم ہر میں  
 تھا خبر اُدھ نور الدین ہر نے فرمایا کہ تھے اسکی میں سے عشق کیا اور بیکر پہلے آئے اور مدد تو رسا سے عالم ہوا ہر سوائے

جان دینے کے اور جان لینے کے کیا چارہ ہو اس پر آئی یہ زیادتیان میں کر اس کے دربار میں پہنچا اور بھلاستی گری  
اس کو خبردار کر دیا اس کی حیات باقی تھی کہ وہ تمہارے ہاتھ سے بچ گیا۔ بندھالی حرکت نہ کرنا ہمارے بہت خلاف ہو گا اس  
نے کہا کہ اتنے بچ گیا نہیں تو میں کام تمام کر چکا تھا خیر یا رز نہ نجات باقی اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا جب تک  
وہ اس کے پاس خورشید بچہ بازی کی ملاقات سے دست بردار نہیں جائیں ہرگز اس کو بے مزادینے نہ رہو گا  
نور الدین ہر سہ ماہی صاحب آپ ہی بہادر و شجاع ہیں مگر تلوے سب ہو کہ ہمارے خلاف مزاج کے کوئی نہ  
نہ کرنا چاہیے دن بھر ہی ذکر و تذکرہ ہمارے کو خیر معلوم ہوئی کہ ایرج خورشید کے دیکھنے کو گیا اسد شیردل اپنے  
ساتھ قزاقوں کا لشکر لیکر لشکر لشکر ایرج پر گرا ہوا بھی وہ سب آفتاب پرست مسلح یکمل تھے تلواریں بکریوں  
کے خنجر سے نکلے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی اسد ان آفتاب پرستوں کے سامنے مثل فرادیوں کے رخ ہر کرے  
قزاقان جلا اور لشکر ایرج نے قاتل کیا اسد بھی ہٹا چلا آیا اور آفتاب پرست قاتل کمان بھیجے اسد کے  
پہن اسی طرح اسد ان آفتاب پرستوں کو اپنے ساتھ لگائے ہوئے لشکر خورشید میں آہو ہوا ستارہ پرستوں سے  
تلوار چلنے لگی اسد شیردل لڑتا ہوا صاف مع قزاقوں کے نکل گیا ایمان آفتاب پرستوں اور ستارہ پرستوں  
میں جنگ عظیم ہوئی رات بھر خوب تلوار چلی خراشت و خون ہوا صبح کو حال معلوم ہوا آفتاب پرستوں نے ستارہ پرستوں  
کو ہٹا سب بھاگے اور لڑائی موقوف ہوئی ایرج نے خورشید سے کہا کیوں اس دیوانے کی حرکتوں کو دیکھا  
تھے آپس میں لڑائی کر دادی آگ لگا کر آپ ایک ہو گیا خورشید نے کہا خیر بھائی کیا کبھی تو میرے ہاتھ لپکا اٹھو  
ایرج تو لشکر لیکر اپنی زد و گاہ پر آیا ایمان خورشید نے طبل جنگ بجا دیا اور لشکر ایرج میں کس کس نے  
بیان ہر کاروں نے نور الدین ہر کو خبر دی کہ رات کو اسد شیردل نے آفتاب پرستوں پر بیخون مارا  
اور صبح سے لڑتا ہوا لشکر خورشید پر آج لڑائی ہونے لگی آپ دیوانے صاف نکل آیا لشکر خورشید اور لشکر  
ایرج میں تمام رات تلوار چلائی نور الدین نے اسد سے کہا کہ داؤد ابھائی صاحب آپ خوب بیٹھے بیٹھے  
شعبہ سے کر سکتے ہیں اسد نے کہا کہ اب دیکھیے گا ہوتا کیا ہوا ستارہ پرستوں کو انشاء اللہ درست کیا ہوا  
کہ عمر بھر یاد کریں یہ ذکر تھا کہ دوسرے ہر کار سے بے خبر دی کہ لشکر آفتاب پرستان و ستارہ پرستان میں طبل  
بجا ہر نور الدین ہر نے بھی حکم دیا فوج اور بھی نفاذ مذمتی نوازش میں آیا رات بھر بیخون لشکر دن میں تباہی  
جنگ و جدل رہی کوئی تلوار کو صاف کر کے باز نہ دیکھتا ہر کوئی سستان نیزہ جان سستان آجہا کہنا ہر کوئی خیر دن  
کو زرخش میں بھرتا ہر کوئی اگر زگران سنگ کر تو کھر ضرب یاد کرنا ہر کوئی سپہ جہاںسکر سوچتا ہر کوئی خود دن  
سے آراستہ ہوتا ہر کوئی دستا سے نہیں کرتا ہر غرض کہ صبح تک جو اتان فوج و لشکر سامان کار دار میں  
رہے جب سحر ہوئی سحر کے آرا سے کار دار ہوئے اور قلعہ مشرق سے خسرو خا در مع لشکر شجاع ۶۰  
تھاک تلوار پر مسلح یکمل طور و دنیا تخت امیری پر مدت کمان جلوہ گر کمال تیزی ہوا بیخون لشکر کو کہا کہ آج  
نکار زار ہوئے ہر طرف مہین آراستہ ہوئیں بعد آرائش میدان نقاب سے لہجہ آواز صدائیں دینے لگی  
ایک بھلائی ان دلاور دای جوانان نام آور بہ ان میں آڈینر جنگ دیکھا کہ ستارہ کار زار کر دلو اور  
کے رنگ دیکھا و قیب چاوشان لشکر سب سنگ گران تھے کہ دیکھیے کون میدان میں نکلے ہر کہ ملے سے  
ستارہ پیکر جلوہ گری پر سارے آواز زد دم دگا آدم تغیری و ماموں کی بلند ہوئی خورشید ستارہ پرست نے  
مرکب اچھا بڑھا یا سامنے تخت اختران شاہ کے آیا اور ابادت میدان حرب کا خواستگار ہوا اسنے



کہ کہ جاؤ طراد و دیروین غنار امانت دنگبان ہر خورشید مرکب ماہ و ش کو چکا کر میدان میں آہستہ خوب شوری  
 کی برچھا ہلا یا مرکب کو کا دے پر لگایا پھر مبارک طلب کیا سعد عدنی لشکر نور الدہر سے نکلا اور ہر مزناجد ار سے  
 رخصت کارندار لیکر میدان میں آیا خورشید کا قبا بد کیا بعد نگہ در زنی و دستہ نیرہ بازی ہوئی خورشید سے نیرہ  
 سعد کا ہوائی کیا سعد عدنی سے تلوار ماری خورشید نے دارا سکا کر کے ہاتھ تلوار کا مارا تا دو اہم و اتر  
 ہا سعد سے دستا نہ مارا اور قتل کی سر سے خون کا دریا جاری ہوا سعد بیوش ہو گیا خورشید نے چمک کر چہر  
 مبارک طلب کیا پیکر بن اسلم لشکر سے نکلا وہ بھی خورشید کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسی صبح خورشید نے شام تک  
 سات جوانوں کو زخمی کیا جن میں ہمارے درون کو جان سے مارا طبل باز گشت پورا کر خورشید نے لشکر اپنی فرود گاہ کی  
 طرف پھر گیا داخل خیمہ ہوا چو شاگ رزم اتاری لباس بزم پیکر خورشید مستند پر جلوہ آرا ہوا دو دو جام سے  
 گردش میں آیا جب نشہ شراب میں چور ہوا طبل جنگ بچنے کا حکم دیا اور کہا کہ کل صبح نور الدہر کو مزناجد ہونا  
 تو اپنا نام خورشید در کھا تو رنقا راہ رزی پر چوب پڑی ہر کار سے خبر لیکر دینے ہوئے اور نور الدہر خور  
 کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ میں آئے جراحون کو بلوا کر سب کے ٹانگے دلو اسنے مزاحم کی پیمان چڑھیں علاج ہوئے  
 لگا کہ ہر کاروں نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ اوہر لشکر میں طبل جنگ بجایا ہوا شہزادہ نور الدہر نے  
 فرمایا کہ بفضل اینہ دی ہمارے بھی لشکر میں کوس حربی بچے ہو جب حکم شہزادہ والا قدر نقارہ رزمی پر چوب پڑی  
 سات بھرسا ان جنگ و جدال بدستو رساقی ہوا کیا صبح کو تینوں لشکر معرکہ آرا سے تیر ہوئے بعد آراستی منقوت  
 بعد ال و قتال چادش نینب دیکر چلے گئے خورشید مرکب ماہ صحت کو چکا کر میدان میں آیا مبارک طلب ہوا سب  
 خطر سے کہ دیکھے آج کون مقابلے کو آدھر سے نکلتا ہی کا ایک طور بن اطر ہر مزناجد ار سے اجازت لیکر  
 میدان میں آیا بعد نکلا دھڑل اور کتنی کے نیرہ بازی ہوئی خورشید سے نیرہ اسکا ہوائی کیا طور سے تلوار ماری  
 خورشید نے تلوار کو خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار سر پہ پڑی تا دو اہر و اتر گئی طور زخمی ہوا کچھ بیوش  
 ہو گیا خورشید نے پھر مبارک طلبی کی اسی طرح تا شام خورشید نے کئی سردار زخمی کیے اور طبل باز گشت  
 پورا کر پھر اگر آواز دی ای سرداران لشکر نور الدہر کہہ بنا کہ کل صبح نور الدہر کے کوئی میر سے  
 مقابلے کو نہ آئے عرض کہ پھر خورشید اپنے خیمے میں آیا چو شاگ رزم اتاری لباس بزم پیکر و درہ شہزادہ  
 میں مشغول ہوا جب نشہ شراب سے دماغ گرم ہوا پھر طبل جنگ بجایا اور نور الدہر زخمیوں کو لیکر بارگاہ  
 میں داخل ہوئے زخمیوں کا علاج کیا ہر کاروں نے پھر خبر دی کہ طبل جنگ آدھر سے رہا ہر نور الدہر نے  
 بھی حکم دیا آدھر سے نقارہ رزمی پر چوب پڑے مابین میں تباری جنگ و جدال اور سامان حرب و ضرب  
 میدان کمال رات پھر ہوا کیا صبح کو تینوں لشکر معرکہ جنگ میں آئے میدان آراستہ ہوا ہر طرف زمین برابر سے  
 اپنے اپنے مقام پر جم گئیں نشان لشکر کے چہرے سے کھلے صدمہ اسے زیر و بم بلند ہوئی "نیمب صفوں سے نکل کر جنگ  
 دروازہ کرنے لگے دل بہادر دن کے بڑھانے لگے کو کیتوں نے کہا کہ کیا بعد اس کے خورشید مرکب کو پھر  
 میدان میں آیا اور مبارک طلب کیا سب گراں تھے کہ دیکھے آج کون مقابلہ خورشید کو آہستہ ہو یا ایک طلبا سے  
 لشکر اسلام جلوہ گر ہوئے افسران فوج کی سلامی ہوئی شہزادہ نور الدہر میں بدیع الزمان مالیشان مرکب پرت  
 پیکر پر چڑھ کر سامنے ہر مزناجد ار مالیو قار کے آئے اور اجازت میدان طلب کی ہر مزناجد ار سے فرمایا جاؤ تلوار  
 چور و کار کیا نور الدہر سلام کر کے غارم کا نقارہ جدو قار ہوئے خورشید مرکب کو پھر کر تگا و رنہ ہوا کہ ہر





نوبت گردی پیونجی ایرج سے مگر دارا نورا لد ہر سے سرگزید واد وکاتق گرفتار تھا گھوڑا تارہ کہ خرق زمین ہو گیا  
ایرج سے نورا کیا کہ دوم دبست کردم اسد پکارا کہ او کہ پاس فروش پوز بازار سی ترا ایک بھی باجی بن ہو گیا  
بھائی صاحب آئے ہیں تیری زبان توڑنے کو اسی اثامین شانزادہ خورالد ہر تنق گرد سے باہر آئے اسد  
پکارا کہ بھائی صاحب یہ بہت لاف و گداز کر رہا تھا اب اسے نہ چھوڑے گا توڑ ڈالے گا اسکی گردن کو اور شانزادہ  
نورا لد ہر سے جمعیت کر دیا کیا معلوم ہوا کہ ایک کوہ بھٹ بڑا اگر زبرد زبنا شرار سے نکلے گا تو اسے پینہ خرق ہو گیا  
عیار ایرج کا چھٹ کر آپا پانی کا چھٹا دیا پوچھا مزاج کیسا ہو ایرج کھوڑے پر سے کود پڑا اور بائید کا سنا را  
دیا مرکب زمین سے نکلا پرشت مرکب پر پڑ گیا تو ارمیان سے کینچنی نورا لد ہر سے بھی تلواری چینی معلوم ہو گیا  
گرد زبلیان کو نہ نے گھین لگا نہ شمرنی تھی کہ ایک مرتبہ شانزادہ نورا لد ہر سے اقد بندست پھڑال دیا تلواری  
پھینک دیں تلواریں پسے کو دیر سے دوم ہوئے لگاتار دو پرشتی رہی کہ یکایک ایک پنجہ آسمان سے گرا لگا  
نورا لد ہر کو اٹھا لگیا ایرج خوش ہوا اور دل میں کہا کہ یہ نیرا عظیم کار کم ہو کہ نورا لد ہر کو پنجہ لگیا میں ہر  
کسی غالب نہ آسکتا اور اب اقبال میرا درست ہو، سو چکر میرا بزرگ طلب کیا کوئی لشکر نورا لد ہر سے مقابلے کو  
نہ نکلا اسوقت ایرج نے خود کھوڑا لشکر اسلام کی طرف اٹھا دیا یہ حال دیکھ کر آفتاب پرست لشکر نورا لد ہر  
کی طرف چلے اور عقب میں لشکر خورشید بھی واسطے امانت لشکر ایرج کے چلا تلواری چینی میں گری جنگ میں  
اسد اور خورشید کا سامنا ہوا خورشید نے آواز دی کہ او دیوانے کمان جاتا ہو بہت جمعیتا پھر تانھا  
اب میرے ہاتھ سے پھر کمان بالنگاہ لکڑ تلواری اسد سے سپر برد کی سپر کٹ گئی اور اسد زخمی ہوا لیکن  
اسد بھی زخم کھا کر پھرا اور اسے بھی تلواری خورشید نے سپر اٹھائی عوار سپر کو علم کر کے تار و ابد آتھی  
زخم ہر چہ پارہ ہو گیا خورشید کو غش آئے لگا اسد نے نقد کہا کہ اسکو گر خا کر لون لوگ خورشید کو اٹھا  
لے لے لیکن دونوں لشکر دن میں تلواریں رہی ہو اور فرسے بنن و گہر کے بلند ہیں لیکن ایرج سے کوئی  
سامنا نہیں کرنا آخر کمانی اسلام پیسا ہوئے گھین بے افسر کی سپاہ لڑتی ہو جو کچھ کمال و اسباب لیا گیا  
اٹھا کر بھاگے اور جو کچھ رہ گیا وہ خوب آفتاب پرستوں نے لوٹا بلل شادمانی بجا ایرج بارگاہ میں آیا  
اور سرکاروں کو بلا کر حکم دیا کہ جاؤ اور خبر لاؤ کہ لشکر اسلام بھاگ کر کمان گیا ہو ہزار مرتد نے کہا کہ سو آگے  
شتر فرنگو شہر کے اور کمان بائیلے دوسرے دن خبر پیونجی کر سب فرنگو شہر میں ہیں ایرج سے اسوقت  
کوچ کیا اور فرنگو شہر میں پہونچ کر قلعے کو چار طرف سے گھیر لیا اور چاروں طرف سے بے دیکھ کہ ہا صنفون  
سے کسی طرف شب کو نقل نہ جائیں اور کل دوم سب کو جن جن کر قتل کرینگے، سو چکر اسلام اپنا درست  
کر کے آگاہ میں گیا اسد سے بیان قلعے کا وہ بندوبست کیا کہ پردہ پر بھی نہیں مار سکتا درتھ دن کی کیا  
تاب و طاقت ہو کہ اسکیں فیلہ دروازے پر میخا دیکھ رہا ہو کہ لشکر ایرج کا کناٹک ہر شب کو اسد سے  
متر غام سے کہا کہ یہ آفتاب پرست تمام دکان اسباب بھائی صاحب کالوٹ سے لگے ہیں اگر تو ایرج کوں  
تو میں ان لوگوں سے تمام اسباب سے لون متر غام نے عرض کیا کہ بہت خوب میں جاتا ہوں  
اور لاتا ہوں یہ لکڑ رواد لشکر ایرج ہوا بعد اس کے اسد نے شہرنگ سے کہا کہ تو بھی جا اور دیکھ کہ متر غام  
کیا کرتا ہے عرض کہ بھی عجب میں روانہ ہوا متر غام فریب لشکر ایرج کے پہونچ کر صورت اپنی بدل کر ڈال  
لشکر ہوا آئے آئے سائے بارگاہ ایرج کے پہونچا دیکھا کہ ایرج دنگل پر بیٹھا ہوا دوسرے دار و جانب

کر بیون پر بیٹھے ہوئے ہیں محبت رقص گرم ہو سامان اور مشور سے قلہ لینے کے ہیں ہیں صرغام غم غم  
جب دربار پر غاصت ہو اسب اپنی اپنی غدا بگاہ بہائے ایرج بھی اٹھ کر آ رہا تھا وہ میں آیا بعد خاصہ خوش فضا  
کے سور باشا پور خیر دل بھی جو کی پیوستہ دست کر کے جا کر سور ہا صرغام گردنی کے پھر رہا جو مقام گات  
کا ڈھونڈ رہا ہو پشت برنجی کی آیا دنیا کر سترجی بیٹھے گنڈ کبیل رہے ہیں کہیں چکر ہو رہی ہو کوئی شغل میں کوئی کئی  
خغل میں دل بھلا رہا ہو غم کے سب جاگ رہے ہیں صرغام اپنی صورت تبدیل کر کے ایک ستے کی شکل بن کر خراب  
عیاری مشک میں بھر کر کیفیت نشہ پیدا کر کے دکھانا ہوا چلا ساتھ سے آیا سترجی کے پاس شراب جو چکی تھی آدمی سے کہا  
کہ دیکھو اس ستے کو بلا لودھ نکال رہے کیا کر اچھی میان بستی تھیں سترجی جاتے ہیں اسے جواب دیا کہ خد او نداب تو خوب  
نشہ چھ ہوئے ہیں گھر کو جاتے ہیں کچھ لوگ دو لاس پڑنے کے لیے یہ بھاگا تھوڑی دور پر دو کڑا کر گر پڑا لوگ اسے  
پکڑ لائے سترجی نے کہا اسے تو کج ایسا بدست جو کہ ہم جانتے ہیں اور نہیں آتا اگر مشک میں تھوڑی شراب  
ہو تو لا بولا کہ نہیں پیر و مرشد و دو چار جام ہونگے سترجی نے کہا کہ جو دام کو وہ دینا شراب ہیں دوا ستے کا  
کمر و مرشد دم چاہتے دیکھے چاہتے نزدیک سے یہ تو میرے آرام کی چیز ہے اس سے تو میری زندگی ہو جو آپ کو  
وہ دنگا تو میں کیا پڑھا سترجی نے کہا میتھ بھی ہوش کی باتیں کر اچھا تو یہی بی اور ہم بھی نہیں اور دام بھی ستے کا ست  
اچھا غم کے سب سے خوب شراب پی اور آپس میں رو پھر کر بیوش ہو گئے صرغام قنات چاک کر کے جھانکے لگا دیکھا  
کہ غامبر دار پر سے پر کھڑے ہیں خد شکارچی کر رہا ہو کر انکھیں اٹکی بند ہوئی جاتی ہیں صرغام جلدی سے ایک  
خد شکار کی صورت بن کر اس کے پاس آ کر کھنے لگا کہ میان بخارا جی چاہتے گھر چلا جا ہو بیان سور ہو اب ہم جاگتے  
ہیں اُسٹے یہ بھی نہ پوچھا کہ تم ہو کون اور اسے کھاتے ہو تو کب کب ہوتے جا کر انگ لیٹ رہا ہے اس کے غامبر دار کو  
بھی کھلا کر بیوش کیا اور چادر عیاری پکڑ کر مہر دیا کہ جتنی شخصیں روشن نہیں گل ہو گئیں ایک آدمی شمع مسکاتا دم  
وہی اب ایرج کے پٹنگ کی طرف چلا ایرج کی یہ عادت ہو کہ بدھ راند میرا ہوا اور کھرا کر آکر کھل گئی ا بھی  
صرغام مسری سے دور تھا کہ ایرج نے ایک سیاہ پوش کو آئے دیکھا چکا دم پود گات میں پڑا ہوا جب  
صرغام مسری کے قریب آیا اور بیوشی سگھانے کو ہاتھ بڑھایا ایرج نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور آواز  
دی کہ اسے کوئی اور جلد روشنی لاؤ میں نے ایک عیار کو پکڑا جو فراش دوڑے ہوئے اسے اور شمع روشن کی ایرج  
نے پہچانا اور کہا کہ بیون صرغام تجھے اسد نے میری گرفتاری کو سمجھا تھا صرغام بولا ہاں آیا تو ایسی ہی  
ارادے سے تھا لیکن اقبال ہوا اور تھا کہ بیو گیا اور جب موقع ہو گا لیا ونگا ایرج نے کہا کہ میں تجھے زندہ  
کھا سیکو مجھ پڑ ونگا صبح کو تیرا بند بندہ کر ونگا کھڑے ستون میں بدھوا دیا اور آپ بھر مائل خواب ہوا  
ابھی رات نے دوپہر سے نماز نہیں کیا تھا شہرنگ جو صرغام کے پیچھے پیچھے آیا تھا اسے جو یہ حال کیا  
ہائے بیرون بھاگا کہ اسد کو جلد خبر گر خداری صرغام کی گردن کہیں ایسا شو کہ صبح کو صرغام قتل ہو جائے  
بیان ہر مرنے والا تخت پر جلد فرما میں اسد بن کر سب فانی و کل پر بھا ہوا ہر تھا گرد و پیش  
جمع میں رات زیادہ جاتے کی وجہ سے بادشاہ بار بار فرماتے ہیں کہ اے اسد اب تم اپنی خواہشات  
میں جاؤ کہ پھر اور لوگ بھی رخصت ہوں اور استراحت کریں اسد نے جواب دیا کہ اے شہر نگار میں تم  
صرغام کو دیا اسے گر خداری ایرج کے بھیجا ہوں اسکا اسد دیکھ رہا ہوں اب وہ بار بار غصت کر  
میں بیٹھا ہوں ہاں میں ہو رہی تھیں کہ اسی اثنا میں شہرنگ آیا اسد نے پوچھا کہ بیون شہرنگ



حضرت غلام کبیر نے بخا حوالہ بیان کیا کہ حضور اسکو لے کر چلے گئے تھے ہی ختم ہوا کہ اسکی جاکر اگر  
 حضرت غلام کو ڈھپڑایا ہو گا تو اپنا نام اسکو دے رکھا ہو گا اور شہرنگ جاوے علیہ سبب عیاری نہ ہر مزارت جہان نے منع کیا کہ اپنے غمی ہر پنا  
 جہان سبب نہیں ہو کہ کسی سننا ہو اپنی بڑی ماریاں کہچہ بادشاہ کا بھی پاس دیکھنا نہیں کرنا کہ اسکو اگر وہ بڑا ہی حضرت غلام کو نہ لے لیا تو میں  
 میرا یہ فریق کیا نہ لے پاؤں گا ہاں ہوں یا تو میرے اپنی جان دی اور یا اسے پھڑلا یا شہرنگ کے دست بچو کہ رکھ دیا اسکو اسکو  
 کھو کر سیاہ ہانڈی کے میں ڈالی اسباب عیاری تن پر آنا سے کیا سیاسی کالانیاں شہرنگ کو ساتھ لے کر چلے آئے آئے داخل لشکر لے کر  
 ہوا راہیں گشت کی دیکھنا ہوا چلا آیا اب داتے دے دہرے تھاؤں کیا ہو گا نہیں بندہ میں کہے ہو کہ دے رہے ہیں لوگ حلالہ کے گشت  
 ہم میں اسکو بڑا پر خیر ا میرج کے ہونہا اور اس مقام پر یا کہ جان فراش حضرت غلام کے بیوش کیجے ہوئے تھے تھے شہرنگ نے  
 نشان دیا کہ دیکھنا بیوش سے حضرت غلام گیا تھا دیکھتے قات بھی ہاک ہوا اسکو بھی دو میں آڑا پکڑ کر جھانکے لگا دیکھا کہ خاصہ در  
 ہاک رہا ہو اور حضرت غلام شوق سے بندہ صاحب ہو اور میرج پر خیر سودا ہوا اسکو دے پڑے پڑے بیوشی کے آئے آئے اور غم کی لور ہوس  
 وہ چلا دوڑو حوالہ پھلے جس سے خاصہ دلاؤں غم تھا وہ دقت بیوش ہو گئے اسکو اندھا یا چلے حضرت غلام کو چھڑا لیا اسکو لے کر  
 کو بیوش کر کے پٹنہ پانہ شہرنگ کو دیا تمام لشکر لے کر کوڑ کرنا ہوا اقلہ میں آیا میرج کو اسی عالم بیوشی میں لوق دیکھتے ہیں  
 کھو کر مسلسل کیا رات گزری صبح کو ہر مزارت جہان نے دے بار آنا سے کیا تخت پر جلوہ افروز ہوئے سردار جمع ہوئے لگایا سی آٹا  
 میں اسکو دلا وہ داخل ہوا ہر مزارت جہان نے پوچھا کہ اسکو دے حضرت غلام کے چھڑا لے کی کیا تہہ بر کی عرض کیا کہ اسکو شہر غلام  
 کو بھی چھڑا لیا اور میرج کو بھی گرفتار کر کے لایا ہوں ہر مزارت جہان نے شہرنگ فرمایا کہ یہ کیا کہتے ہو مجھے بھی مزاج کرنے جہاں سے  
 کہا دی گئی حضرت غلام لایا میرج کو حضرت غلام میرج کو ساتھ لے لایا بادشاہ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اسکو غازی ہر جہاں ہوا  
 صاحب الادب الیہ ہی ہو سنہ میں غم کو جو رہا میں آتا تھا وہ ایک فریق میں لے کر آنا اسکو دے کہ اسکو شہرنگ کو حضرت غلام نے چھڑا لیا  
 لایا میرج کی انکھی عوہ حضرت غلام کے انکھوں کو ابنا اور حضرت غلام کو ہار دیکھا اسکا کلام ملک پاس فروش ہو بدایا تاکہ کھول کے دیکھتے ہی  
 کہ کس بل میں گرفتار ہیں میں نے حضرت غلام کو چھڑا لیا اور شہرنگ لایا میرج اب جو چاہو دقت دیکھتے ہو تو رہنا شہر غلام تخت پر بیٹھے  
 میں اسکو کسی نہ نگار چکن پھینکے ہو گیا کہ آج جان بکلی ہے دلیرانہ مجھ زندہ چھوڑ دیا آؤ کا نورہ ادا کتا فسوس لئے لگا اور لگا کر اسکو  
 تھا کہ نورہ موافق اور شہر غلام دوسرے کی حرات دقتی کہ تمہیں غم نہ قال دینا اسکو لایا افاقا صاحب جنت اس خوش آمد کیا حال  
 میں مجھے تمام سبب بجا صاحب کا لیلو لگا اور تجھے نبلند دروازے پر لیا کہ اس ہندی کو کہ جو قیرا مافق ہو دیکھا کہ قتل کر دینا میرج  
 لئے کہا کہ اسکو چھڑا لیا میرج وہ کر لیکن ایسے کلمات کہ نہ کمال کہ لندہ صوریہ آپ کی جگہ پر اسکو پکا راج ہو مافق باپ  
 بھی زیادہ مران ہوتا ہی غم مختصر میرج کو نبلند دروازے پر لائے اسباب سیاست منگوا پاکلات طعن آمیزی میرج پر ہوجا  
 کرتے لگا میرج خاموش منتظر اور کہ جواب دیتا ہو تو بہت نرمی کے ساتھ بدھر حال تجھے خود شہر غلام پرست کا کاتہ دہر رات کے  
 خبر پہنچی تھی کہ میرج نے حضرت غلام بغیر دل کو پکڑا ہو میرج کن تھا کہ اگر کرب ہما مالہ داکاس عیار کے قتل کی سی کہا ہوا ہو  
 اس دیوانے نے میرے دل پر داغ دیکھ میں اگر زمین جاملن دشا یا میرج اسکو ہم کھا کر چھوڑ دے یہ لکھ کر کرب ہما ہوا کہ صاحب  
 چھڑا میرج کے چھوڑا اور انکر پے دنا ہی کی سنی کو کب سے کہا اسے دہشت تو کرے بل کیا ہو آئے درانت کر کے عرض کیا کہ ات کو اسکو  
 حضرت غلام کو چھڑا کر لے کر کو پکڑ لیا یہ شکر خور رشید نہایت آندہ ہوا اور میرج سے پوچھا کہ اسکا سبب سیاست دوزہ غم  
 موجود ہوا اسکا ارادہ ہو کہ میرج کو قتل کرے خود رشید کہ نہ کمال صبر ہوا اپنے لشکر میں پھرا یا اسکو بیوت شہر غلام کو دلا  
 ہوا بیان مالک بن ملکوت شاہ دلاہوت شاہ دلاہوت سبب وغیرہ سب سوار ہو کر سا غم غم کے لئے میں دیکھا کہ میرج غم  
 غم میں گرفتار نہ رہا تھا اور ہر مزارت جہان تخت پر جلوہ انگن ہوا اور اسکو غازی کر سی درنگار پر جلوہ افروز ہوا لکھ دیا





ہو لوگوں کے ہاتھوں کے نیچے سے زمین نکلی جاتی ہو اسی آفتاب پرست دروازہ قلعہ پر پہنچ گئے اور جسے ایرج  
 آیا دروازہ قلعہ کا کھولہ یا آفتاب پرست شہر میں دہانے طوار بننے لگی اہل اسلام کا قتل عام ہونے لگا اس دن جو حال دیکھ  
 اور دادہ ہفت منظر سلجانی کھلوا کر مسیح اپنے رفقاء و رفقاء قون کے نکل گیا اور اہل اسلام جان پر کھیں گئے بہت سے اس  
 گئے ہزاروں زخمی ہوئے ہر طرف جہاں جہاں پہنچے اس کے بدلے قتل کیا گئے بلکہ قتل کی سپاہ رومی چوڑا لہان بلند ہوا تمام اسباب اور ہل  
 لک گیا شہر فرنگو شیعہ بن پھر دین کا قتل بہت جلدی ہوا اہل اسلام نے بحالت مجبوری و خوف جان قتل کیا ایرج نے اس کو ہر جہت تلاش کیا  
 نہ پایا معلوم ہوا کہ قتل کیا بار دیگر باگ و سلیمانی ایستادہ ہوئی اس میں بیچکر جشن کیا تاج ہو۔ اتنا کہ ایرج نے ملکہ گیتی افروز کی بیوی کو کہہ کر  
 مرتد ہو کر اس کی بہن اور دیکھے کہ وہ اس محبوب کا نصیب ہر سب کو جانب قلعہ و الدمان کو چل گیا راستے میں قلعہ آفتاب نما بوداں پہنچا تو  
 بن زمین کفش کو کہ ایرج کھرت عدوت کا حکم پر طلب کیا وہ حاضر ہوا قدیم ہی کی ایرج نے اسے غلط دیا اور تمام قیدی اپنی ہر طرف  
 اور ان کے سردار و کوفل کے سر دیکھا اور کبھی لڑا چھی طرح بن سکو نہ تھا دیکھا کہ انھیں کوئی چیز لیا ہے اور ایک روز بیان رہا دوسرے  
 یوں کو چل گیا جب شہر مشہری حصار کے قریب پہنچا حکم دیا کہ سبیل خان کو قلعہ کو خد مت میں ہاری حاضر ہو جس کو جو حال کہ شہر  
 ختم و آؤنگا کیا اس سے بدتر تھا رطل کیا جائیگا سبیل خان بہر خوانہ و حمزہ صاحب جفران پر نہایت قہر و خیمہ ہو عمر و جب  
 میر کے گز کر بلا شہر ہوا تھا اس تک کی اطلاع اسے نہ کی تھی کہ سبیل کو موجود جانتا ہو جس جو وقت اس ایرج کا آیا حضور نہ سے  
 لگائی ہوئی زخمی سے کہا اپنے کو وہ بزرگ صاحب جفران جانتا ہو قلعہ ق سے لندہ حصار کے بارگاہ سلیمانی اس اس صاحب جفرانی جو  
 لگایا اس پر بھول گیا ہوا بنی حقیقت کو بھول گیا کہ نہ بنا اس کہ اس فروش بچہ باناری سے کہ تو دین اسلام پر من تجھے  
 جس ملاقات نہ کر دینا اور اپنی کو ذلیل کر کے نکلا دیا وہ باطل غراب خد مت میں ایرج کی بھر گیا تمام حال بیان کیا ایرج نہایت  
 پر ہم ہوا کہ اخیر بھی جائیگا اور اس وقت وہ اسے کو کر کے قریب شہر کے آیا سبیل خان مشہری حصار کی اپنی فوج کو راستہ کو کہہ  
 ہر رات گئے لشکر ایرج پر شہر گرا ایک طرف سے آتا تھا دوسری طرف سے نکل جاتا ہر لشکر ایرج میں خوب غلو پہلی صبح کو  
 معلوم ہوا کہ سبیل خان شہر مار کر اس وقت کل گیا ہزار ہا آفتاب پرستوں کے خون ہونے ایرج نہایت پریشان ہوا پھر پھر  
 لشکر کو درست کو کے قلعہ مشہری حصار پر زور کیا سبیل خان نے جلدی سے پناہ پر جا کر بند پانی کا لٹ دیا ایک بانی جو کہ تھا  
 لشکر ایرج کا ڈوبنے لگتے لوگ بگئے بانی جلدی جلدی مل و اسباب لیکر بھاگے ایرج نے حال دیکھ کر گھبراؤا کہ در و در فل گیا اور  
 بارگاہ استاد کرانی اب جو دیکھتے ہو تو قلعہ کے گرد و ریاست عظیم ارشاد ہوا ہوا قلعہ ہی میں نہ نہایت فتناک ہوا لیکن قلعہ کے  
 اسے کا جتنا تھا وہ زمین اٹھا کر اور مرتد ہوا لیکن خیال ملکہ گیتی افروز کا تڑپا تھا حکم دیا کہ جلد انگوشتیان تیار ہوں  
 میں اس قلعہ کو ضرور لوٹا گا وہ آہ سرد دیکھ کر کہا افسوس صد ہزار افسوس و فک لفظ انداز معشوق تک نہیں ہو بخنے دیتا  
 رختہ پر خدج جاتا ہر کام بنایا گیا ہوا لکھ کر بلا محبوب میں خوب رویا ہزار و مرتد سے کہا کہ اے در و آفتاب چھان  
 انگوشتیان نہ بنوا ہے میں قلعہ اچھو با سانی دلدادہ و نگا بانی ہا تھا و طرف کو کمال دو گنا ایرج نے کہا کہ نہ کر کہا کہ آپ میرے  
 ساتھ آئے فرنگ اس وقت ایرج کو سوار کر کے وہاں لایا کہ جس مقام پر پانی نہ لگ گیا تھا اور ایک جہت بلکہ تھا ہزار  
 نے کہا کہ اسکو آپ کھدوا دے سارا پانی بھاگتا مسودہ ان صاف ہو جائیگا کہیں شیب کی طرف پانی رہ جائیگا اسے لکھ کر پھر  
 سے پڑا وہ بھی گا پھر پورش کر کے قلعہ سے بچے گا ایرج بہت خوش ہوا اور ہزار بلبار لگا دیا وہ بیکرا کھدے لگا خیمہ  
 سبیل خان کو سپہی کہ ہزار و مرتد سے پھر پورش کر کے کہا کہ صاحب اب قلعہ نہ بگے گا اگر خیر آفتاب پرست ہاگیا مسودہ  
 میں مال و اسباب ہر کار زمین میں دفن کر دیا کہ جس وقت کہ فوج جائیگی تو پھر قلعہ اٹھائے اور خود سبیل خان تمام اہل قلعہ کو  
 لکھ کر قلعہ کی راہ سے نکل گیا اور قلعہ کے گولہ ببار کر زمین پر پٹا گیا اور ایرج نے جب وہ ٹھکرا کر پانی جاد ہا شیب و فراز

ہر ابر کراد یا فخر اعلیٰ جنگ بھوادی صبح ہونے ہی گزرا سہنی کچھ کر نکلا لیکن اُدھر بھگولا گولی کچھ نہ چلا با ساقی تمام ابرج دھجھا  
 قلعہ پر پہنچ کر بنیاد بھی اگر خربک ہوا اور سردار بھی پیونج کئے خندق پر بل بنالیا تمام لشکر آسنے لگا دروازہ قلعہ پر کرنے  
 مارا دروازہ کھل گیا ہنرا دسنے کہ اگر ہرگز اب کسیکو زندہ نہ چھوڑے گا قتل عام کیجیے گا ابرج جو اندر آیا کسیکو نہ پناہ  
 کی اور ہنرا دسکو قتل کر دیں میان کون ہر غرضتہ تمام قلعہ چھان مارا مگر کوئی دکھائی نہ دیا ایک بھولے کوڑھی تک نہ بچا  
 مال بکا کیا ذکر ہوتا چاراب کیا کریں ایک روز وہاں دیکھ ملک زر لقا کہ دیکھو

اب جدید کے داستان شاعر آدہ نورالہ ہر کے بیان کیے جاتے ہیں

اور اسکو رنج آغا لگیا تھا اُنکے جو کھلی اپنے کو ایک جبر میں پایا مگر نقابا رنخ پوش کو دیکھ کر شک نہ کیا اور زیادہ  
تاج پہی ہیں دیو حاضر ہیں نور الدہر کے سلام کیا نقابا رنخ نے جواب سلام دیا اور بلا کر کسی جو اپنے گار پر تھا با اور جام شراب  
تواضع کیا نور الدہر نے کہا اے نقابا رنخ تجھے کیوں مٹوا سگو اب میں تو امیر ج سے لا رہا تھا نقابا رنخ نے کہا اے نور الدہر تجھ کو لادم  
نہیں ہو کہ تو امیر ج سے نقابا رنخ کے کسو استے کا بیج دے دینا خواہر لیا خاود سپاہ کا اور قاسم کا ہوا خواہ نور الدہر نے کہا اے نقابا  
رنخ تم نے تو مجھے اپنے لئے زند کیا لیکن تو اپنی کیفیت سے قطع کر سلمان کی یہاں تو مسلمان ہو تو آفتاب پرست کی طرف راہ کیوں کرتا ہوا حال  
کا فرورج مسکا نیبیا ہو گا کہ تجھے مقابلہ کرنا تو چھپر ناب کہے تو میں تیری اعانت کرنے کو موجود ہوں نقابا رنخ نے کہا مجھ پر ملام  
تھا کہ تو قاسم کا بیسہ خواندہ ہو اور میں تو تجھ سے ناگرم بیان دیکھنے والا ہوں جواب میں تجھے ہم میں بھروسے دیتا ہوں چلا جا اور ایک دلو سے  
مطلب کیا کہ اسے شرف گوشتہ میں پونہ دس سالہ نور الدہر سے کہا کہ میں بھی غضب میں آتا ہوں دین میرے مختار سے مقابلہ ہو گا  
مگر شکہ نور الدہر نے کہا بچے کا نہ دھ پسر کو کہے لے اڑا اور فرنگوشتہ میں تو نہ اتنا راسخہ باختر میں لائے چھوڑو ہر چہ شاہزادہ  
نور الدہر نے کہا کہ کون کون کی عقل میں چھوڑے گا کسی پستی میں ہو نہ لے اُنکے کچھ غنا کر لیا گیا شاہزادہ نور الدہر چھوڑ دینا چاہتا تھا  
پیدل چلا شام کو ایک گھوڑے میں بیٹھا اپنے گھوڑے سے لڑنے کی صورت دیکھ کر بہت نا طر کی پہنچے گھر میں لایا اُنکے خندہ حلا یا لیا تھا مگر کیا  
نور الدہر نے خاصہ نوش فرمایا اور اس نے ہندار سے پوچھا کہ یہ ہے شرف گوشتہ کتنی دور ہے اُنکے جواب دیکر میں نے نام ہی نہیں  
سنا شاہزادہ رات بھر وہاں رہا صبح کو ایک گھوڑا اس سے لیا اب کچھ فرمایا اسکو دیکر خوش کیا اور سوار ہو کر ایک محنت کر باگ  
آغادہ دی جلتے بائے کوئی ڈیڑھ صبر دن چڑھا ہو گا کہ مصیبت کی خدمت ہوئی ایک دفعہ بہت گستاخوں ہوا اُنکے بچے اگر زین پوش  
بھا کر بیٹھ گیا کہ وہ گدڑی ہوئی کہ کا ایک ایک ہرن خیر غرضہ ساخص سے لڑا یا شاہزادہ سے ملے جو چہ کر را ہر دور ہندھا ہرن  
اگر زین پوشے کا شاہزادہ سے ملے دو ٹکڑے فروغ کر ڈالا اور چھان سے آگ نکال دے خون کی گری ہوئی خشک کر باں ہلکے ملائیں ترکش  
سے پھر کھینک کر اب لائے بھوکھلی ہوئی تھی خوشبو کا بوئی بھی معلوم ہوئی تھی کہ اسی آفتاب میں آواز سرد کر کے آئی دیکر لگا ایک نقابا رنخ بادلوں  
گھول آئے اُنکے اپنے خفا کی تلاش میں چلا آتا ہو کہ گماہ اس نقابا رنخ کی قری دیکھا لگا ایک شخص نہایت حسین چہاں اس ہرن کے گوشہ کا  
کباب بھری راہی پس یہ دیکھنے ہی تھا بلکہ گویا حسن غن کو جو گیا انوکھا باشا دیو غضب کی قوت سے کہ وہ نہ تھا کیا جانیگا کہ ان سے ہوا  
اگر ایک غصہ میں نہ ہو کہ وہ نہ تھا بلکہ ان کا نام نقابا رنخ تھا وہ فریب پا نہ تھا کہ تو کہیں ہی فریب کا نور الدہر نے کہا وہ شہزادہ نور الدہر کی جھوٹ  
نہ تھا کہ یہ سب آج ہر غصہ میں نہ تھا بلکہ ان کے خفا ہوئی اسان فرمایا کہ اب پھر بھی قیام کیا اب بھی حاضر ہیں جنکے نقابا رنخ نے کہا کہ میں اب کھانک  
میں بارہ گشت کا اہلچ ہیں میں صبح سے اس کے پیچھے شراب خانا نے میرے شکار کا زکوہ دیا اب جب تک تجھے نہ ماراں گا میں نہ آتا ہوں نور الدہر نے  
ہر میں کہا کہ کسی نقابا رنخ کو جان میں مقول نہ رہا ہاں دیکھا لگا اور نقابا رنخ کا شکہ نکلتا تھا کہ کا نسب بھوکھوت تھا بہرہ تمام باختر اور  
محرمانہ باختر چارے تختہ زبان پر مجھے لقا کر باختر سے بگٹا یا تھلک سہا ل یک تھلک کیا تجھے جو کہ یہ کہے حضور نہ کہ اس سے لقا تھا کہ  
ختمہ ایک ہوا لکھا کہیں ہوئی تھا ہی نور الدہر نے لقا و خیال میں کر کے جب طوا زینہ یک آئی لگا دیا سب کا جہاں تہ میں تھا چھوڑ دیا





























سب کیفیت مفصل بیان کیا شانہ زاد سے ملے تفریق کی دونوں کو غلط دینا اور پھر ایک اب کفار کئے ہیں انھوں نے غرض کی کہ حضور  
تقریب ہو کر فریب نصرت آدمیوں کے بھی رہے ہوں اور اگر اور فریب آگئی تو شاید بدو باقی اب دو ایک روز تو یقین ہو کر کیوان اور کیا  
انج بھی نہ کر گیا ایسی شکست کا دل اٹھانی ہو غرض کہ شانہ زاد کے دل میں داخل ہوا وہ نہیں روز کیسے کہ نہ لٹے ایک روز کیوان اور خورشید شاہ  
راہ میں پہنچے کہ آواز انقا سے کی آئی ہمارے کو رہا کہ وہ کون ہے ہمارے اور غرض کہ آواز سمیل ستارہ چشم کا سردار مریم  
ستارہ چشم تفریق ہوا کہ سوار سے آئے ہو خورشید نے استبدان کیا بارگاہ میں دبا تمام کیفیت کہنے کی بیان کہیں ہر کسی سے مستحق  
چشم تفریق غلبہ و غضب میں با عرض کی کہ قبل جنگ میرے نام پر پھر ایسے کل میں تھو کو لیسو گایہ سنگ کیوان نے حکم دیا غرض کہ جب  
پڑی آواز انقا سے کی گئی اور شیر اسب جنگی کو خبر ہوئی حکم دیا کہ میرے بیان میں پہل جنگ کے رات بھر تھری جنگ کی رہی میں کو  
کفار صفت کا ہوا اور شانہ زاد نور الدین ہر کامزاج آج کشتہ و دست ہر دوا دہ قلعہ پر آئے تھے ہیں شیر اسب و امینی جانب فیلا سپ  
انہیں جانب تلے ہوئے ہیں کہ انکان چاہیوں کہ نے خورشید ستارہ چشم سے کہا کہ آج دوسرے حمزہ دروازہ قلعہ پر پہنچا خورشید شاہ سے  
پڑھا اور پکار کر آواز دی کہ حمزہ میں نے تیری جرات کا بہت شہرہ سنا تھا لیکن تجھ پر پاؤں نہ پڑا اور نہ ہر میدان پر زمینان میں آ  
اور قلعہ پر گھسے مگر کو میرے سپرد کر اور اول حمزہ میں کیسے نہیں سنا کہ ہائی دو جگہ جنگ کر لی ہے اور قلعہ بند ہو کر لٹے خبر کہک اور کیا خبر کہ  
کا یہ عالم ہوا کہ فرما غضب و غیظ سے تھرا لے لگا اور ملوث اتنی دوسرے خورشید کی کسی پہنچا جواب نہیں دیا فوراً اٹھ کھڑا ہوا کہ امینی جا کر اس  
کا فرک ر دگا اور جوش غضب سے پسینا ہوا یا بھاری اڑ گیا شانہ زاد صبح و سال ہو گیا سچ ہو بنادون کا علاج شجاعت ہو بیرون قلعہ چلا  
شیر اسب و فیلا سپ نے عرض کیا کہ او شہر دار بھی آپ میں لڑنے کی طاقت کمان ہو جو لڑنے چاہے ہیں بخار بھی تو ابھی طبع نہیں اترتا  
شانہ زاد سے لے کہا کہ تو مجھے بخار نہیں ہو اور طاقت خدا کی دی ہوئی ہو میں نہیں اس کا فرما سنا کہجہ ہوئے اب رہتا ہوں ہر جہ  
انھوں نے روکا بھی یا نہ ہا ہا ہر ہو کر چلے سے مگر کو بلا با لکہ قدامت چون چشانہ زاد سے لے گئے کہ دوسرے کے بعد آپ لڑنے کا بھی  
آپ طاقت بہت ہیں نور الدین ہر نے مگر کا سر اٹھایا اور کہا کہ خبر دے میرے مقدمے میں داخل نہ دینا نہیں مجھے نہ بنگلے مگر نور الدین  
گئی شانہ زاد دروازہ قلعہ کا کھنکھ کر کس غم و شان سے باہر آیا شیر اسب جنگی و فیلا سپ جنگی و دونوں ہمراہ میں فرج بھی غصے سے نظر  
صفت بندی کرنے لگی جب سے کہ دروازہ قلعہ کا کھنکھ کا اردن میں خروش تھا کہ حمزہ قلعہ سے باہر نکل آیا اب کمان جائیگا فرض  
خرفین سے صحت آرائی ہوئی لقب نقابت کر کے چلے گئے اور خورشید ستارہ چشم نے کیوان سے اجازت چاہی مریخ ستارہ چشم  
سردار کا یا ہر ایسے عرض کی کہ او شہر دار میں ابھی اس نیرہ حمزہ کو قتل کرتا ہوں یا باندہ مکر ہے آتا ہوں اور آگے بھی نہ جانے تو  
ایسے کہ قبل بھی میرے ہی نام میں بجا رہے مگر گئیہ سے کو چکا کہ میرا نہیں آیا بعد مشورہ کی جا رہا کہ کہ او نیرہ حمزہ تو غصے مندی پر کہ رہی  
ہو ہوشیار ہو کر اب میرے ہاتھ سے بکھر کمان جائیگا یا مقابلہ کر اور نہیں تو میں اگر قتل کر دیا ہوا شانہ زاد نور الدین ہر کے کان تو ان بات  
کا ہو کر آستانہ آواز دی کہ او گھر کیا ہوتا ہو کہ کب کو چکا مریخ بقصد نکاح و نہی گئیہ سے کو دور کر دیا صیحت و دونوں خفا میں ہوئے اور ہر  
کی ملی سینہ سے سینہ بازو سے بازو شائے سے شانہ لگایا اب جو دیکھا تو گئیہ مریخ کا باغی قدم پیچھے ہٹ گیا کہ شانہ زاد سے کا حسب ماورد  
قدم پیچھے سر کا مریخ نے نیرہ اٹھایا اور پہنچا شانہ زاد سے کہد انور الدین ہر تیرا اسکا نام کی نہیں لگا کر ناٹا یا چھٹ کر ہار کیا کھنکھ  
کہ اختتام شانہ زاد سے کا نام کیا نور الدین ہر نے گز پر سر گز رہا مریخ نے دیکھا کہ مزید چرب بھی لیکن کچھ نہ چاہا کی سے گز رہا تھو چھڑو  
تھو کیسے لی اور ہر سے شانہ زاد سے بھی تھو بگڑی سلیمانی پر ہا تھو لگی اور چھٹ کر دیکھا کہ مریخ نے گز نہ کر ہار دیا کہ شانہ زاد  
لے کہا کہ یہ تھو اس کے ساتھ ہر کی کو دل کی دل ہی میں رہا تھو چاہا کی سے خالی دیا چھڑو میں اونہ تھو چھڑو گئیہ سے کے ہار  
شائع سر گئیہ سے کی سینہ میں دہائی اور تھو شانہ زاد سے کی پڑی کس گئیہ سے ہا تھو ہوئے اب نور الدین ہر نے آواز دی کہ خورشید  
بھی صیحت دے کی کہ میں کو چھڑو تھو سے ہا باب میدان نہیں آتا اور آگے مجھے بجا کیوں کہ دیکھتا ہوں ہر چھڑو دیکھ کر چلی گئی









































کرو اور میں نکلوں جس جگہ ہوں لندھو رتے جو چھنوں سننا کان کھڑے ہوئے کہا کہ او ایمرج ملکہ جا دو زعم  
 عمرو کی ہوا دھرو تھا را استاد جو تھیں مناسب نہیں ہو کر اُس کے پاس پیغام اس طرح کا بھیجا اے میرے جواب  
 دیا کہ لندھو رتے میرے قلعہ کو مارا جو میں تو جانتا تھا ہو سکے گا اُسے ذلیل کروں گا اور افسوس ہو کر وہ  
 میرے پاس سے بھاگ گیا نہیں تو اُسے سزا سے معزل دیا لندھو رتے کہا کہ اب اگر عمرو کا بھی خیال نہیں ہے  
 تو اس بات کا کیا ضروری ہو کہ ملکہ جا دو تمہاری امانت پر راضی ہو جب یہ پیغام پایا ایسا نہ کہ وہ بڑا کر تو ہو تو  
 دسے سو کر سنے لگے تو فہمست ہو جائے اسکا سا مکون کرنا بہت بُری بات ہو گی کیا ہوا سے لڑو گے اس ارادے  
 سے باز آؤ لندھو رتے کس کس طرح بھیجا اور ڈر آیا لیکن وہ کسی سننا پر جواب دیا کہ میں صاحبِ قرآن ہوں مجھ کو ان کی  
 کی پروا نہیں ہو اسکا سوچ کر کیا چلے گا دوسرے یہ کہ میں جو جان سے دہہ کر چکا ہوں اگر جان بھی جائیگی تو اُسے  
 ارادے سے باز نہ رہوں گا لندھو رتے چپ ہو رہا فرنگی پیغام شادی کا ملکہ کے پاس گیا ملکہ نے جو سننا بتا کر وہ  
 ہوئی کھلا بھیجا کہ سبحان اللہ خوب حق شاگردی عمرو کا ادا کرتے ہو معلوم ہوا کہ تمہارے یہاں ایسا ہی ہوتا تھا  
 لندھو رتے کہ اس امر سے باز نہ ہوا اور دوسرا نامہ لندھو رتے کو لکھا کہ او رستم زمان خوب نیا بت صاحبِ قرآن آپ  
 نے کی اور غضب عمرو کا حق دینی ادا کیا بترجہ ہو کہ ایمرج کو بھیجا کہ اس ارادے سے اوردہ گرا ایمرج یہ پیغام  
 ملکہ جا دو کا سنا کر بہم ہوا جواب لکھا کہ عمرو و ظلمات میں جا کر مر گیا اور اس عمارت نے میرے ساتھ وہ ملوک کیے  
 جن کہ میں تو اسکی کچی ہوں ان داخون سے قلعہ کر لکھا ان نو شاہ کہ میں آئے او ملکہ جا دو بس خیر اسی میں ہو کہ  
 عوجان کو قبول کو نہیں تو بہت بری طرح پیش آؤ گا اور لندھو رتے ملکہ کو جواب لکھا کہ مجھے جانتا تھا تھا  
 پہلے ہی بھیجا تھا اب تم چند دن کے لیے بھولت ہو چکنی کر کے سو انہر کر وصمت کو بھاؤ ملکہ جا دو دو دنوں نامے  
 دیکھو عمرو کو یاد کر کے بہت روئی بعد اُس کے سوچ کر سو سے قہر کے پیر ہو چکنی کرنا بڑا گناہ ہو مگر تو زوجہ عمار  
 کی ہر فریب سے عوجان کو رکن کل بل آگے خدا گھسیاں ہو یہ خیال کر کے تمام اہل شہر سے خفیہ طور پر کھلا بھیجا کہ تم  
 سب یہاں سے ال داسد اب لیکر کل جاؤ اور میں عوجان کو مار کر بیان سے بھاگوں گی اسلئے کہ یہ موندی کا ہے  
 عاشق ہوا ہر در عاشق کا مزا تو کچھ بعد اسکے نامہ ایمرج کو لکھا کہ وہ بڑا آفتاب بہستان نظر کر دے قلعہ پر قلعہ دہان  
 میں فقط آؤ لال کر تی تھی اور یہ دیکھتی تھی کہ عوجان کو مجھے کتنا شک عشق ہو رہا میں تو خود اس پر لال ہو چکی تھی اگر تم  
 پہلے نامہ پیغام نہ کرتے تو میں خود چند دن میں راستہ دیکھ کر پیغام بھیجانی ہو خود داخل عوجان کی تنہا ہر تم شوق سے  
 عوجان کو دولا بنا کہ و اور میں بھی بیان سامان شادی میا کہ تی ہوں چھنوں جا ایمرج نے سننا بت خوش  
 ہوا عوجان کی طرقت دیکھ کر کہا کہ اقبال میرا اور یہ دیکھ ملکہ نے دستور کر لیا عوجان کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ شادی مرگ  
 ہو گیا الحاصل سامان شادی کا ہونے لگا عوجان نے ایمرج سے کہا کہ او شہر دار اور رسوم کو ماننے بھی دیکھو  
 ہو گی اور اب فراق اسکا بھر شاق ہو جس ہر ات لیکر کل کھڑے ہو یہی طرح عوجان کو دولا بنا کر بڑی دھوم  
 ہر ات لیکر چلے راستے میں جا بجا ناچ ہوتا ہوا آتشباری چھوٹتی ہوئی تمام افسران فرج لباس پر کلفت پہنچے ہوئے  
 ہمراہ غنیمتیاں کہ ہر ات شہر غنظلی آباد میں آکر اتنی ایمرج اپنے ہمراہ تمام افسران فرج کو لیے ہوئے عوجان  
 کے ساتھ مکان پر ملکہ کے آیا چند عوجان کا ملکہ کے ساتھ بڑھا لیا عوجان کو ایمرج اندر محل کے داخل کر کے چلا  
 آیا وہاں عوجان خوشی خوشی اندر گیا دیکھا کہ عمار و سی آستہ میرا ستہ ہو مجھ کو ان کی خوشبو سے دماغ جان  
 مسطر ہوا ہر گل امین کلفت ہو چنے ملکہ جا دو سرخ جوڑا پہنے ہوئے ہاتھوں میں خدی لگائے ہوئے سر جھکائے ہوئے



مانند طافس طافس کے مٹی پر عوجان خوشی خوشی تخت پر آکر بیویں ملک کے بیٹے گیا اور چٹالی دل سے تصدیق اور  
 حریان ہونے لگا چاکر کھٹکٹ اٹھائے ملک سے آپ نے کھول کر معلوم ہو کر بی بی بیٹے لگی اور چاند کل آکا فریب تھا  
 کہ عوجان فتن کھا کر گئے مگر اپنے کو نیچا لا ضبط کیا ملک نے پوچھا ای عوجان اب کہا ارادہ ہو گیا جانتا ہوا ہے  
 کہا کہ ای ملک میں دلدادہ اور فریختہ ہوں جلا جگر اس دن آ امید نہیں اب میرا غم ہے، دن دکھایا ہو چاہتا ہوں کہ  
 گوشت و مہر و دھن سے لوٹن ملک سے کہا ای عوجان یہ سودا جو تجھے ہوا اس ملک باز رہے دیکھ کر میں نے  
 یہاں تک جبری خاطر کی کہ ہمارے تجھے بیوی میں جٹا لیا اور ابھی طرح بن سہو کر خوب تجھے دکھا دیا اب اس سے زیادہ ہوس  
 کرنا اچھا نہیں ہوا اب تو میرے پاس سے چلا جائیں تو خدا جانتے کیا ہوگا عوجان نے کہا میں جب تک وصل تھا ہوا تھا  
 کر دیکھا بھلا کہاں جاؤں گا اور سب عورتیں وقت پر بیویں بھار کر تی ہیں کچھ خبر ہو تو نہ نہیں میں بغیر کام دل حاصل  
 کیجے ہونے چھوڑا تک ہوں شل مشور ہو کر اونٹ کو بیلاتا ہوا لا دستہ میں بس، ککر دست ہوس شرا زو کی طرف  
 بڑھا یا تھا کاس شیر زن نے ایک ملا پڑا مارا کہ بکار اجل رسیدہ دور ہو ہاتھ ملک کا اس زور سے کہ پر عوجان  
 کے پاؤں گت سے نیچے گر پڑا اور پھر اٹھ کر وہی خد کہ ملک پر ہاتھ ڈالے ملک نے آواز دی کہ اسے لینا اس  
 حرام زادے کو اور چار سو زندہ پوش پوشیدہ تھا، کے تھے وہ سب ایک مرد جو عوجان پر گرسے عوجان کو  
 بیان کر دیا کہ اسے پر دے کر دے ڈال دیا، اسی وقت ملک کو مع ارادہ سلامت و کینزالی اسباب  
 و جو اہر بکر قلعہ و الامان کی طرف روانہ ہوئے یہاں صبح کو ایرج کے طلعت بھیجا کہ عوجان کو ملنا کر طلعت پہنا  
 کر لاؤ لوگ جو وہاں آئے سنا تا دیکھا شہر بھر میں کسی آدمی کا نام و نشان نہ پایا میراں ہونے محل کے دروازے  
 پر آئے وہاں بھی کوئی نہ تھا کڑے رہے بیکار کہ جیسے جانے کڑے پامان کے جب مطلق کسی کی آواز نہ آئی تو دہشت  
 ہونے اندر گئے دیکھا کہ لاش عوجان کی پڑی ہوئی ہر باقی کسی کا پتا بھی نہیں معلوم کیا کہ ملک جادو سے مار کر اپنی آبرو  
 بجا کر کل گئی بس روئے رو بیٹھے پٹھان ایرج و کل شرکت پر بیٹھا ہوا سب امرا اور مارا کین مع ہیں لندھو  
 ایک طرف بیٹھا ہوا لیکن چپ اور ایرج طراسپ سے کہ راہی کہ دیکھا تھے کہ ملک جادو جو جان معقول دیکھا کیسی ہٹائی  
 ہو گئی عمر و ایک مرد پیر تھا دوسرے بزرگ مر گیا ہوا گاندہ کہان سب عرض کر رہے ہیں کہ پیر و مرشد جادو گر نبیان  
 ایک برتنوری بندہ رہتی ہیں ہم کو اچھا دیکھا اسی کی ہور میں، لندھو میں، ہاتھیں سن سن کر ملک کو اپنے دل میں  
 نظر بن کر رہا کہ اسی اتنا میں لوگ روئے بیٹھے آئے عرض کیا کہ ملک جادو عوجان کو عروس مرگ سے ہٹا کر لئی  
 ایرج پور لا کہ تم سب یہ کہا کہتے ہو انھوں نے جواب دیا کہ آپ خود جگر دیکھ لیجئے لاش کے ٹکڑے ٹکڑے پڑے  
 میں آدمی کا ٹکڑے بھر میں نام و نشان بھی نہیں بس، سننے ہی ایرج نے لندھو ہور کی طرف دیکھا کہ ای واداس ہند  
 کٹا خنہ کاس جادو گر کی نے میرے رشتہ کے ساتھ کیا کیا لندھو ہور سے کہا کہ میں کیا جادو نہ مجھے اس میں کیا  
 دخل ہو جیسا تھے اس سے کیا دیا وہ شمشیر آئی اور وہ عمار کی زد میں تھی اسے جاری کر کے اپنی عصمت بچانی  
 یہی نصبت بھوکہ سر سے کام نہیں لیا ایرج نے کہا اسی رستم جہان کہا خون عوجان کا تو نہیں منافع جانتا اب کیا وہ  
 میرے ہاتھ سے زندہ بیچ جائیگی میرے رشتہ کو مار کر صاف نکل جائیگی رستم ہر غیرا غم کی جہان جائیگی وہیں جا کر گئے  
 ماروٹکا اور اسی وقت کہا کہ لاؤ مرکب ہمارا طراسپ سے کہا کہ تم وہ شہ عوجان کا گروا کر آ، میں جاتا ہوں  
 ککر تاقب میں ملک جادو کے روانہ ہوا طراسپ بیکہ ہی تمام لاش عوجان کی زمین میں خند کر روانہ ہوا  
 مالک بن ملکوت شاہ نے سام بن عوجان کو بادشاہ عظمیٰ آباد کیا اور مر جہان دریا پار کی کوٹھا کر کے





کہ نہ ملے جو دل بھی خدا ہی کا ہے بائیں خمیں کہ نل ہوا تھا بد ار آتا ہر ملکہ جادو پکاری اور نقا بد ار تو تاج محمد پر ہسان نہ آتا یہ  
 نقا بد ار سدا بن کرب غازی ہی پکارا کہ دادی جان میں کوئی غیر نہیں ہوں اور نقاب منہ سے سنا تھا دی ملکہ نے اسے کوئی بات  
 دود کہ بد میں میں کہا کہ چنانچہ خوب بروقت پہنچے اسد نے کہا کہ اب اب جلد سوار ہو جے کہ ایک قلعہ دو والا مان کو روانہ کر دو  
 ملکہ علی بن ہر اسون سمیت سوار ہوئی اسد نے ابراہیم کو ساتھ کیا کہا کہ بھیا انجین تم کشتیوں پر سوار کرو کہ پھر نا ابراہیم  
 تو ملکہ کو لیکر روانہ ہوا اور اسد نے یہ کہہ کر اسے رخا سوار ہو کر لشکر امیرج پر بخون کر اور ایک طرف کو راہی ہوا لیکن پہنچے  
 میں کچھ لشکر ڈال گیا بیان تمام آفتاب پر سنوں میں باہم جنگ تھی ملکہ اور ملکہ ہی بھی ایک غلطہ غلطہ برپا تھا امیرج پر خود ملکہ  
 گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا پوچھا کیا ہو لوگوں نے کہا کہ نقا بد ار بخون گرا ہوا امیرج تلاش میں نقا بد ار کے پید ہو رہا ہے دشمن  
 پھنسانے چلے ہوئے دستیاب ہوئی نہ سنگا بجا ہوا بد ار امیرج پہنچا وہاں لڑائی موقوف ہوئی دیکھا تو حریف کوئی  
 نقد نہیں آتا آفتاب پرست آس میں تر ہے یہ امیرج میں تک پھر گیا لیکن حریف کو تانہ لگا اور چھ ہزار کھنڈ  
 باہم لڑ کر کٹ گئے امیرج نے کہا کہ میں جانتا ہوں یہ بخون اسد نے مارا ہے نقا بد ار کی خبر تو لاؤ یہی بائیں خمیں کہہ کر  
 نے عرض کیا کہ نقا بد ار کسی طرف کو چلا گیا اور ہمارے بھی کوئی معلوم نہیں ہوا امیرج پریشان ہو کر خود کوہ کی طرف گیا  
 جب زہر کوہ پہنچا دیکھا کہ وقت میں پہاڑ پر کوئی نہیں ہوا اور نقا بد ار کا لشکر کیسا چڑیا تک نہیں معلوم ہوتی گرا ایک بانس  
 کھڑا ہوا اور ایک کاغذ اس پر دو سے میں بندھا ہوا ہوا امیرج نے کہا یہ کاغذ تو لاؤ شاہ پور سے دو کاغذ لا کر دیا امیرج  
 نے جو اسے پڑھا تھا تھا کہ ادھر پاس فروش پچہ بازار سی دیکھا ہوں ملکہ کو لیکر صاف نکل جاتے ہیں یہ دیکھ کر امیرج نے اپنا  
 منہ پیٹ لیا کہا کہ دیوانہ بڑی دغا کر گیا ملکہ جادو کو قلعہ دو والا مان کو روانہ کر گیا آفتاب پر سنوں کو کشتہ کر گیا خود  
 صاف نکل گیا ناچار مجبور ہوا پھر اسی وقت کوچ کر کے جانب شمار یہ روانہ ہوا جب کوچ کوچ منزل پہنچا تو جب  
 پہنچا سنا کہ بھائی منصور کا مرانی کا کاؤس کا مرانی حاکم شمار یہ ہوا اور اسے ایک اطاعت حمزہ صاحب قرآن  
 کی نہیں کی گئی اپنے سامنے موجود نہیں جانتا امیرج نے نامہ کاؤس کو لکھا کہ کاؤس آگاہ ہو کہ تمام امیرج نو جوان زہر  
 آفتاب پرستان نظر کر دے میرے قطب دو مان میں نے سنا ہے کہ تو ایک دین نقا بد ار اہل اسلام سے تو نہیں طاعی کاؤس  
 نقا بھی میرے پاس دامن پناہ لیے ہوئے تھا تو بھی اگر اطاعت میری اختیار کر دیکھ میں نیز ایک مرتبہ کرتا ہوں اور جگہ کسی  
 عزت بخشا ہوں اور اگر خلاف اس کے کرے گا تو ہاتھ سے میرے سزا سے معقول پانچا جس وقت ہ نامہ کاؤس کو پہنچا سنوں  
 نامہ سے آگاہی ہوتی نہایت برہم ہو کر یہ جواب لکھا کہ تجو خود لازم ہو کہ اگر میری رکاب کو ہر سے اور ملت میری  
 اختیار کر میں تیری بہت عزت کرونگا اور سب سالاری اپنے بیان کی تجو دیکھا اور اگر نہ پانچا اور خلاف کرے گا تو سبک معقول  
 پانچا جب نامہ بر جواب خط لیکر آیا امیرج کو دیا اسے پڑھا فتنہ ناک ہو کر اسی وقت کوچ کر کے سامنے شہر شمار یہ  
 کے آیا اور خیمہ شادہ کر دیا با تمام لشکر اس کا آڑا لیکن یہ جگہ اس مقام پر بیان کر دیا ضرور ہو کہ ایک دیو ہر نہایت  
 دیر دست وخت کر نامہ اس کا فولا دیا اس سے اور کاؤس سے از حد دہی ہوا اور پانچا نے لطفی حاصل ہو کر کسی کہی وہ  
 دیو کاؤس شاہ پاس آکر رہتا ہوا کہی کاؤس شاہ کو یہ دفعی فتنہ پانچا ہوا وہ دن میں نہایت رعب و ضبط ہو کاؤس  
 اسکی حمایت پر لشکر اپنا لیکر شہر سے اہر آکر اترے اور ایک دیو فولا دیکر طرف سے پیشہ ایسی ہی فز و تون کے لیے کہ میری  
 درمیش ہو اسکے پاس رہا کہ کاؤس شادہ لے اسی دیو کو واسطے لینے فولا دے کہ رو دیا اور امیرج اپنے لشکر کے  
 سر پر کھڑا ہوا لشکر کاؤس کو دیکھ رہا ہو کہ وہ کون مردان سے ہیں جو مجھے لڑنے کے لیے ایک حق گردین ہوا ہر کاوے  
 خیر کے لیے روانہ ہوئے جب گردش ہوئی دیکھا کہ ہر پیشہ سلطان صاحب سلطو گراں ہوا و صفد نیچے تھا اس میں

عشق و دیو پرورین لکھ سوار سے پوچھا ایک طرف غیر حسب کرایا کر اسے آٹا بن ایک گردان ساڑی آواز ہوتی کے بجائے کی  
آئی اسد بن کرب غازی بارہ ہزار فزاقوں سے نمایاں ہوا ایم جی اسد کے لکھ شاییت پریشان ہوا اطماس واسطے  
استعمال کے گیا فریب ہو چکر سلام بجا لایا قد سون کو پورے وی غیر شاہراہ نور الدہر کی پوچھی اسد نے کہا اطماس  
بھائی صاحب غیر و خلی تشریف لائے ہیں لشکر ستارہ چیمون کا ساتھ ہو عادی اور کشیدہ رو بھی ہمارا ہن ٹی محبت  
سے آئے ہیں میں بارگاہ سلیمانی آئے واسطے لہجہ کو پہلے آیا ہوں دیکھنا کس طرح بیجا ہوں اطماس بولا کہ میرا بھی تاشا دیکھ  
کہ میں کیا کرتا ہوں ان فرض بد و نون بائیں کو کے اپنے اپنے خصوص میں داخل ہوئے سرکاروں نے غیر ایم جی کو دی کہ اسد بھائی  
سلیمانی لینے کو آیا ہوا ایم جی نے کہا پناہ ہو خیر احکم کی بددیوانہ سے بے دربان ہو کسی کسی ٹکڑے بارگاہ سلیمانی لیں بھائی ہر کاروں  
سے پوچھا کہ کیا نور الدہر پھر پھر ہو گیا انھوں نے عرض کیا کہ بڑی فرج ساتھ لے ہوئے آتا ہوا ایم جی بے شک چپ ہو رہا حکم دیا کہ  
سلیمانی لے دی ہوئی تیار ہر وقت ساتھ ہمارے سے کسی وقت ہمارے ساتھ سے جدا نہ ہو پھر اسد کو ہوتی تفریح دیکھنا کہ ہنسنا  
کہ ہر وقت خوب ہوا محلو مشقت بھی ذکر تاجی لے دوائے میں تو بڑی دیر گئی اب لے دی لدا لے تیار ہو گیا چپ ہوا محلو عمل بجا لایا  
انصاف ایم جی نے حکم دیا کہ کل جنگ بچے آدھرا اطماس کے لشکر میں فخر مارنے میں گڑا با ہار پیرا اختیار ہی رہی صبح کو دونوں  
لشکر میدان میں آئے ہوا ہونے نقیب لشکر پار سے کہ ایسا دور و کونسا دلاورا ایسا تم میں سے ہر مہمان میں آئے کہ کراپ  
بن اطماس سا نضام صبح کے آیا امارت میدان جا ہی ایم جی بولا اطماس سب سامنا ہر سے زبردست کا پورا ایم جی بوجھ کر  
اسے عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے باندھ کر شکستیں اطماس کی لیے آتا ہوں آپ خاطر جمع رکھو کہ کاکا سپرد کیا خیر احکم کو اطماس  
بار دگر سوار ہو کر میدان میں آیا خوب گیند سے کو گرا پائیز سے کہ ہاتھ نکالے بعد اسکے ہانڈ طلب کیا اطماس نے اسد سے  
عرض کیا کہ اجازت ہو تو مقابلے کو جاؤں اور اس نا اہل کو باندھ کر لے آؤں اسد نے کہا کہ جاؤ خدا تمنا مانگنا ہوا اطماس  
گیند اچھا کر مقابل ہوا اطماس سب ٹکا ورنہ ہوا دونوں کے گیند سے برابر سے چلنے تھے مسل کر راتوں میں لکھ لکھ ایک  
نے دوسرے کا سامنا کیا اطماس نے کہا کہ اطماس سب کیوں تو سلطان نہیں ہوتا امیر سے ساتھ آؤ اور طاقت شاہراہ  
نور الدہر کی اختیار کر یہ شہر بارہ ابر میوے جری بھی حومت کر اطماس سب بولا کہ تم ماضی ہو نور الدہر کے میں محبت  
رکتا ہوں ایم جی سے اور دین روشن خیر احکم کا ہر ہر کو تم چکر قد سوسے ایم جی تو جوان کی حاصل کردہ مجھے چکر  
تھاری چکر کر بکا اور اگر نہ مانو گے تو باندھ کر شکستیں لیاؤ گا اطماس نے کہا کہ اوہ کردار نا اہل تو کیا مجھے باندھ کر لیاؤ گا  
دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہوں اطماس سب بھی پرہم ہوا نیزہ اطماس سب اطماس نے نیزہ سے کو نیزہ سے پرہم کا لگی نیزہ بازی ہونے  
آخر کار اطماس نے نیزہ اطماس سب کا بوائی کیا اطماس سب نے ارا بے ہتھ سا طور پنا اطماس اور خیر دار لکھ اطماس  
پر مار اطماس نے پشت سا طور پر ہو کا صاف ضرب اسکی رو کی اور پنا سا طور اطماس پر خیر دار و پو شیا ر لکھ مارا  
اسنے سپر لید کی سا طور سپر کھلم کر کے سر پر پنا خود کو کا شکر دوا ہوا ادا ادا ہوا ان سے گیند سے کی گردن پر گرا کر گردن  
اسکی کھم ہو گئی اطماس سب گیند سے سمیت گر کر بیوش ہو گیا سر سے پاؤں خون کی جاری ہوئی اطماس نے منہ میں غصا جاتا کہ اور  
سا طور سے کہ کام اطماس سب کا تمام ہو جائے کہ وہیم شایانگی دوڑ پڑا اطماس خیر دار زخمی ہوا سا طور نہ مارنا آہو پنا  
اور سامنے اطماس کے گیا کہ اوہ بعید ہر جرات سے بخاری کدھی کو مارنے کا ارادہ کرتے ہو جواب دیا کہ لکھ اس جگر دار  
کے ہاتھ سے کب گیا ہو اس واسطے چاہتا تھا کہ اسکا خازن کر دوں اور یہ تاجی سے بچوں وہیم نے کہا کہ محبت چوری ہو کر بیٹے کو  
مارے ڈالتے ہو کہ اگر ایسے نالائق کام یہی بشر و عرض بعد گفت و شنید وہیم نے کہا کہ ہوشیار ہو یہ ککرا رڈ پشت خنگ  
اطماس پر مار اطماس نے اسے رد کیا کہ جو سا طور مارا وہیم بھی زخمی ہوا میعاد و رشک و سادگر و ن سے



سامنا کیا آستہی برس چڑھیم تواریں مانا شروع کین طماس نے یکسو انقالی دیکر جو ساطورہ سامہ کو کا شکر سر پہ  
 پڑا دیر تک جا کر پوسہ دیا مع گیشہ چار شکر ہونے معا در شکر واد گردن آہٹا بلکہ یادہ بھی مانا گیا اسد  
 نے ہمارا کہ طماس مرہا سد مرہا طماس مٹے پٹ کر سلام کیا اور پھر مارا ز طلب ہوا غراب کوئی جا نگری دن باقی چکا  
 امیرج نے ہمارا کہ خود مقابلے کو چاہے ہنزا دے نہ عرض کیا کہ آج طماس نہایت خشتاک ہو اور دن قلیل ہو کل سنا  
 کر لیجیگا امیرج نے یہ سکر طبل باز گشت بجا و بالور استہجے میں پھر آیا طماس بھی پھر اسد ساتھ ساتھ فرغین کرتا ہوا  
 آکر داخل خیمہ ہوا اور امیرج زخمیوں کو لیے ہوئے جو خیمے میں آیا جراحون کو لپٹا یا اور امیرج چارہ گری میں مصروف  
 ہوئے اور اسنے حکم دیا کہ تاج ہو صحت گرم ہو جام مٹے آتش رنگ گردش میں آیا جب امیرج کو خوب نشہ ہوا مسک  
 کیا طبل جگ بجے خبر طماس کو پہنچی کہا کہ ہمارے بیان بھی طبل بجے رات بھر زور شور سے تہاری رہی صبح کو دونوں  
 شکر صفت آسے میدان کارزار ہوئے نقیب نقیب دیکر چلے گئے کوکیت کو کا کر پٹ گئے جلا وطن دل بڑھا گئے امیرج  
 تو جوان مرکب کر چکا کر سمان میں آیا جنوز ہا زہب نہ کیا تھا کہ طماس لشکر سے علا مقابل ہوا بعد نگا ورنی امیرج  
 نے کہا کہ طماس اگر تومیری اطاعت کرے تو تمام لشکر کی ساری بچے دہن طماس بولا کہ اگر تو شانرا دہن تو لا  
 کی طلامی اختیار کر گیا تو میں تجھے نام جو ہریون اور جرادون و حرافون کا جو دھری کر دوں گا امیرج یہ سکر غصے میں آیا  
 و دونوں آمادہ کارزار ہوئے خوب نیزہ بازی ہوئی آخر نیزہ بکا رہو گئے گرد چلا مطلب حاصل نہا موت با نیما رسید  
 کر دوں ہوئے لگا دوں گھوڑے پر سے کود چڑھے گی کشتی ہوئے اسد کو پورا موقع مل گیا یہ سوچا کہ اب امیرج طماس  
 کو چھوڑ کر تومیر سے پیچھے دوڑنے سے رہا اور فرخن کر دم اگر ایسا قصد کر گیا بھی تو طماس کا ہیکو جاسنے دیکھا ابراہیم  
 سے کہا کہ پلو بارگاہ سلیمان کی چھین لیں یا غنہ کا ست بنو بس جا کر عقب لشکر پر گرا کہ لوگوں کو قتل کو کے بارگاہ تو  
 مری ہوئی موجود دخی لیکر سعانہ ہوا مالک بن ملکوت شاہ نے ہنزا دے سے کہا کہ جانا عقب ہوا وہ دیو اد بارگاہ  
 لیے جاتا ہو کوئی رد کئے واہ نہیں ہنزا دے کے کہا میں جاتا ہوں اور نقاب میں اسد کے حکارت ہوا چلا ضرغام نے  
 اسد سے کہا کہ ہنزا دے مرنا کے عقب میں آتا ہو کہنا کہ خاست اسکی بائی ہو اور مٹھا جب مرہا فریب آیا اسد کا راکھا  
 ارادہ ہو کہ بارگاہ لیٹھ لیا آیا ہو نیزہ بھی ہنزا دے ہو کہ تو مجھے بارگاہ میں لیجاسے دیکر کہ طماس نے اس نیزہ بیکے کو مار ڈالا  
 آغٹے کہا کہ میں بغیر بارگاہ سلیمان کی لیے نہا دھکا کا کہ اچھانے یہ ککر تھواری راری کہ سر زخمی ہو کا اور ملے یہ ککر س چا  
 ہنزا دے سر زخمی ہوا آخر بھاگا اسد وہ تک بھاگا ہوا آیا اب پٹ کر بارگاہ سلیمان کی طرف کو دی کہ جانی تم بارگاہ  
 لیکر طومین جا کر دیکھتا ہوں کہ طماس سے اور امیرج سے کہا شہری یہ ککر ہا اور صریحاً علقہ بارگاہ لیکر ابھی کوئی دھین  
 کوں آئے بڑھا ہو گا کہ اور سے دیو فولا واما تھا بارگاہ سلیمان کی کو پھا کا کہ کون لے جا ہا ہر معلوم ہوا کہ علقہ لیے  
 جاتا ہو رفیق ہوا اسد میں کو ب قازی کا آغٹے ککر بارگاہ قابل کا و اس شاہ کے ہر میں اسے چھوڑنا تک ہوں اور  
 اول سو دیا اسکے ساتھ تھے اگر علقہ کے لوگوں پر گرا علقہ دیو سے لڑ کر زخمی ہو لوگ بھی اسکے ہما گے دیو فولا و  
 بارگاہ لیکر روانہ ہوا علقہ بحال بہ نشان اسد کے پاس آیا اور تمام سرگشت بیان کی کہ دیو فولا و بارگاہ کا و شاہ  
 نے لیے لیگیا اسد چکر آگ ہو گیا نقاب میں فولا و کے رواد ہوا بیان طماس و امیرج کشتی و ر سچھن کشتا یور تھا کہ  
 ہر دی امیرج کو کہ اسد بارگاہ لیکر چلا گیا ہنزا دے نقاب میں گیا خا زخمی ہو کر بھاگ آیا امیرج نے کہا کہ طماس نشی تھے  
 اسکی مکاری طماس بولا اسکی حرکتیں ہونے سے ایسی ہی ہیں پھر ہم زور کرتے لگا کوئی پیر پیر گدرا ہو گا کہ دیو فولا و بارگاہ  
 لیے ہوئے آیا امیرج نے طماس سے کہا دیکھا تھے اسد نے مجھے بھی بارگاہ کھوئی اور اسے پاس سے بھی خبر دیا

آخر کفر و سخت کیا کہ اسی اثنا میں اسد کا نفو ہوا کہ باش خیر و ابرو شیار کہ فضا جری آہو بچی اور ابیس پرست تو بارگاہ  
میر سے رنجین سے مجھیں لایا جا بگا کمان میر سے ہاتھ سے ہنر کر کے اسد کو اپنے چکر دوڑ پڑا فولا و پکارا اور مزاد  
کیا تیری فضا آئی ہر میں تجھ کی جاؤ گناہ بیکر و ایشیا کو کہ بند کیا کہ اسد پر مارے اسد ایک چالاک و ہوشیار ہر زیر  
فعل جو ہاتھ تلوار کا مارا وہ کام نہ لاکر کر گراغل ہوا کہ اسد نے وہ فولا و کو مارا ایسج جبران رہ گیا طماس نہایت  
خوش ہوا اگر اسد اور دیوون کو مار کر بارگاہ سلیمانی نیکر روانہ ہو طماس و ایسج دن بھر لڑا کیے رات کو بھی ملنے  
نہ ہوئے دوسرا دن تھا کہ ایک بچہ ایسج کی اٹھا کر لیکر آگے جو کھی اپنے کہ قنہ بحرین سلیمانی بن دیکھا کہ عالم آسا با تو  
بچی عجیل کی سانسے مٹی ہوئی ہو ایسج کو بگا کر تخت پر بٹایا و کہ کرا ایسج تو سلمان ہو جاؤ تھے کہا کہ ایسج تیرے دیکھے  
محبت کر کے ہر گز کام کی محبت بہ تر از دشمنی ہر ملکہ نے کہا کہ کیوں کیا ہوا ایسج نے کہا کہ میں جس سے لڑ رہا تھا  
وہ سپہر دشمن جانی ہر شے مجھ یہاں اٹھا لگا ایا اب وہ بخوت و خطر میر سے لشکر کو غارت کر گیا لکھنے نے ایک  
دیو سے کہا کہ تو بکر اسکے عربیت کو بھی اٹھا لا اسی وقت وہ دیو روانہ ہوا طماس بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ وہ دیو  
اسکو بھی اٹھا کر لیکر آؤر شکیں باندھ کر سامنے لکھ کے لے آیا لکھنے کا اسے ستون سے باندھ دیا اور آپ ایسج سے  
صحبت آسا ہوئی ہم نے اٹھوانی گردش میں آیا اب ہر دو دن شراب پی رہے ہیں اور دوردطماس کی طرف چپک  
رہے ہیں کباب کے لئے میں اسخان طماس کی طرف پھینکنے میں طماس اپنے دل میں کہہ رہا کہ یہ پرینا دکون ہر طرف سے اور  
لنگار سے ثابت ہوتا ہے کہ سلمان ہر گز اس آفتاب پرست سے اس ناز میں کو کمال محبت ہو اور تو بڑی طبع یہاں لکھتا رہا  
دیکھ کیوں بکریاں ہوتی ہر بھی بانہا اپنے فعل سے کہ ہر کباب پر زیادہ دڑا ہوا ایا عالم آسا با تو سے کہا کہ عجیل با سر و آفتاب  
یہ مختلف ہی نہ ہو حواس ہو کر یہاں سب محبت اسطرح ہمارا کہ عجیل با سر و دہان آیا ایسج کو دیکھا کہ بٹایا ہوا اور طماس سامنے بٹھا  
ہوا ہوا و شراب و کباب ہمہ میر موجود ہوا ایسج نے سلام کیا عجیل نے سلام لیا اور پوچھا کہ تم کون ہو یہاں نہیں کون آیا ہوا  
نے کہا کہ ایک پرینا او بکر بیان لائی تھی پوچھا کہ کیا نام تھا اس پرینا کا ایسج نے کہا کہ بولا کہ بکے نام میں معلوم عجیل نے  
طماس سے دریافت کیا کہ تمہاری شکیں کسے باندھی ہیں کہ کرا اسی آفتاب پرست ہر وقت نے بکھو میر سے لشکر سے دیا  
کے ہاتھ اٹھا لگا لیا ہوا و ستون سے شکیں بندھوا دی ہیں اور اس پرینا سے پشغول اٹھا لگا ایا طماس  
تم اس پرینا سے واقف ہو کہ کون تھی بولا کہ نام تو نہیں جانتا مگر طریقے سے معلوم ہوتا تھا کہ سلمان ہر عجیل چپ ہوا  
اور خطاب ایسج سے کیا کہ جرات اور بہادری اسی کا نام ہر کہ طماس کو تو نے بندھوا دیا کوئی شجاعت و دلورایی  
ہر کہ نامردی کی ذکر چکا بیسی تو نے کی اور اس پر دھوی صاف جھڑائی کرنا ہو دکان صاف جھڑان کمان حالانکہ ایسی ہی تھی  
بامروانہ پر ایک مرتبہ کرب جکھو گشتی دے چکا ہوا اور پھر تو اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا اور جیسی حرکت نامروانہ تو نے  
طماس کے ساتھ کی وہاں ہی مجھے پیش آتا ہے ایسج نے دیوون سے کہا کہ باندھو شکیں اسکی ایسج نے جا ہا کہ دیوون سے  
لڑے کہ دیو چھاروں سے پٹ گئے ایسج کو بکریا شکیں باندھو لین آنگروں کو بکرا کر اسیر فل و زنجیر کر با طماس کو  
ستون سے کھڑا کر کہا کھڑا یا شراب و کباب تواضع کیے اور کہا کہ ایسج طماس تم اس آفتاب پرست کو لیاؤ اپنے  
باس قید رکھنا جب تک کہ صاف جھڑان ظلمات سے تشریف دین طماس نے کہا بہت اچھا عجیل نے تخت مگر اگر طماس  
کو مع ایسج کے سوار کیا اور دیوون سے کہا کہ جلدیا نہیں لیا کہ پردہ دنیا میں ہو بخاؤ و رسیدے آؤ دیو طماس  
کو لشکر میں پھونکا کر رسیدے کر چھ گئے طماس نے ایسج کو زندان خانے میں بھیجا ایا چہر لشکر ایسج میں ہوئی کہ  
ایسج و طماس جو نائب ہوئے تھے اب طماس ایسج کو تہہ کر کے لیا ہر سب بہت پریشان ہوئے مگر اسد بھی



بارگاہ سلیمانی لکھا تھا میں نے بغض اس واسطے نہ کیا کہ میری طرح وہ ظلم کی علوم ہونے تو جاؤں کہ ظلم اس امرج کو  
 قید کر کے لا کر اسی وقت سوار ہو انہی ظلم اس میں آیا ظلم اس نے جو ستاد وازت تک پیشوا کی کو با اسد کو بڑے  
 تمام لا کر سند پٹھایا اسد نے پوچھا اے ظلم اس کہاں ثابت ہو گئے تھے کون تمہیں لے گیا تھا ظلم اس نے تمام حال بیان  
 اسد ہوا اے ظلم اس نے تو اس کی ہر فرخش پچا باری کو عرض کیا کہ اگر شہر بار کیا کیجیے مگر بولا کہ میں اسے قتل  
 کر دیتا ظلم اس بولا کہ میں آپ کا طبع و فرماں بردار ہوں مگر میری طرح کو قتل نہ کرنے دو مگر اسے کہ جس نے  
 صاحبقران کے اکثر زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا ہو کہ میری اہل دین سے ہر جو اسے قتل کر لگا  
 دین اسکو معذرت اسکی کہ قتل کر دینا اور شاہزادہ نور الدین میری مارا جاتا اسکا گوارہ کر لے آپ امرج کو جسے  
 لے آئیے کہ غلام سے مدد ملے گی اسد بے شک چپ ہو رہا پھر کہا اے ظلم اس اب تمام امرج کو دو گراں کے لشکر کو تو  
 لے کر لا رت کر و ظلم اس بولا میں حاضر ہوں اس میں مذہب اور اسی وقت غلام کے بچے میں جنگ فقار داری پر  
 جواب پڑی اور آواز فقار سے کی گئی، خبر شکر امرج میں ہوئی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ سردار سب تمہیں  
 میں امرج قید میں گرفتار ہو رہے ہیں عرضی میرا عظمیٰ کہہ دو کہ ہمارے بیان میں میں جنگ بچے اور ادھر کا دوس کے  
 لشکر میں میں میں بھاغ ملک مات بہ تیار ہی ہیں کہ فیون لشکر معز کارزار میں صحت آتا ہونے ظلم اس نے میدان  
 میں آکر مبارز طلب کیا ارفیل مشت زن لشکر امرج سے قاتل کو آیا ہمد کا وزنی کے لشکر زبانی درمیان میں  
 آتی بعد اس کے معروف و بے ضرب ہونے ظلم اس نے بے ضرب سا طور اس کے بارگزیے لیے پھر دھمکا بے کو آیا وہ  
 مارا گیا تین دن میں جتنے سردار امرج کے قہر کو زخمی ہوتے تھے ان کے گردن باقی تھا کہ پابہ ہو گیا اب کوئی  
 لشکر امرج سے مقابلے کو نہیں آتا قصاصے کا راتفاق روزگار اس روز امرج نے ظلم اس سے کہا بھیا تھا کہ لکھو  
 بھی اپنے ساتھ میدان میں لیے جانا ظلم اس امرج کو ہاتھی پر ڈاکر اپنے ساتھ لیے آیا تھا جب ظلم اس کے منہ سے یہ سنا  
 کہ آفتاب پستونم سب تارہ ہوئیں بے گھر بننے ہی تاب باقی نہ رہی اور رگ باقی جوش میں آئی بھٹکا مارا کہ قید ہوئی  
 بھٹا نرہ کر کے کہ اے ظلم اس کیا کہتا ہے کہ سب آفتاب پست تارہ ہیں آیا میں ادھر سے آفتاب پستون نے جو  
 دیکھا کہ امرج قید ہو کر چلا ہو کہ اور بھٹا بے بعد لکھو یہ امرج بڑی تمام سوار ہو کر مقابل ظلم اس ہو اظلم اس  
 نے کہا کہ اے امرج آج تم قید سے بھونے ہو جا کر آسائش کرو اور دن بھی کم باقی ہو کل ہمارے ہمارے سامنا  
 ہو گا اور میں بازگشت ہو کر میرا مالک بن ملکوت شاہ کو عید ہو گی امرج کو ساتھ لکھو نہ تار کر تا ہوا پھر آفتاب  
 پستون میں میں شادمانی بچنے کا صحت پیش آ رہا ہے ہوئی آج ہوتے کا جام شراب چلنے کا امرج نے نشہ خراب  
 میں میں جنگ بھڑا یہ جہانہ فکر دن میں ہوا وہاں بھی فقار سے گزرا ہے رات بھر تیار ہی رہی میری کو موکہ آسے  
 میدان بڑے ہوتے آفتاب ثابت کرنے کہ امرج مرکب کو بھاگ میدان میں آیا مبارز طلب کیا اور نرہ مارا کہ اسکو آڑ  
 مرگ کی ہو میرے مقابلے کو آئے ظلم اس یا جاتا تھا کہ لکھو کا دوس پیشہ سنی کر بھٹا مرکب کو آڑا کر سامنے امرج کے  
 آج بھاگ و رزن ہو امرکب اسکا ہر قدم چھپے ہٹ گیا اور فوس امرج کا سب مروت دھمکے سکا امرج نے کہا  
 کہ اے کا دوس تجھے بڑا بھڑا دیو فو لا د کا تھادہ تو ایک دیو اسے گروہ کے آخر سے مارا گیا اب بھگوانم جو کہ کابل  
 کو میری بڑے اور غلامی میری اختیار کر میں ملک تیرا بچے بخشد دکا اور جو تجھے لکھو دھمکا وہ بھارا اور  
 بڑا بچے بھگوانی اطاعت کے واسطے کتا ہو تو کہیں نہیں میری اطاعت کرتا اور دیو فو لا د کا بھروسہ کئے تھا میں  
 اس سے تجھے ملاقات بیشک تھی امرج نے کہا کہ تو بیشک سزا پانچا نہ مانگا خیر لازم اپنا کا دوس نے بھجا مارا

ایم جی نے نیردا سکا ہوا کیا کاؤس سے تیار ماری ایم جی نے دیکھا کہ تھپتھپ رہتا تھا وہ با زور آزمائی ہوئے گی  
آخر کار کمبوں سے نیچے آئے کشتی ہوئے گی پار گھڑی دن باقی تھا کہ اب زور کاؤس کا کشتی کا دم بھر گیا ایم جی نے غائب  
ہو کر مارا لنگر کاؤس کا دوا اٹھا کر سر سے باندھ لیا مریخ کی زین پر دوسرا درکار چاروں شاہ نے پت گرا چاہتا تھا کہ ہر سبھلین  
ایم جی نے تھوکر ماری کہ فرش سائیا چھائی پر چڑھ گیا کہ نیرا غلام کو سجدہ کرائے کہ یہ کبھی نہوگا ایم جی نے اسے دیکھا کہ  
غل ہو کر وہ کاؤس مارا گیا لوگ کاؤس کے ایم جی پر دو مسکایم جی پر دووی تاہم رگب پر بیٹھ گیا کشتی کے آئینہ پر  
کئی تھوڑے چلنے اور سر سے اور آئی ب پرست مدینہ چھوٹا لنگر کاؤس سے جھک ہو رہا تھا اسد نے دیکھا کہ یہ سب ترانہ میں  
مصرف ہوئے اپنے بچے تھا سے کہ اب یہاں غمناک ہشت ہو چکا بارگاہ شاہزادہ نور الدین کو دیکھیں یہ خیال کر کے  
میں بارگاہ روانہ ہوا پہاں اہل شہر یہ وہاں سے گئے وہاں سے گئے باقی سب نے دین آفتاب پرستی قبول کیا  
چار جانب دو ہائی مچ گئی ایم جی نے امان دی اور شہر میں کاؤس کو وہاں کا بادشاہ کیا بعد اُس کے شاہ کا مسد ہوا  
سلیمان کی بیکار چلا گیا ایم جی نے طوفان بن سماک اثر زخمیر اور معیہ زرخش دراز گردان کر دیا کہ کہ تم دونوں جاؤ  
اور بارگاہ اُس دلواسے سے محبت لازم کیجیے پھر چھوٹا رسد آتا ہوں وہ دونوں نوابی اپنی فوج لیکر نقاب میں  
اسد کے روانہ ہوئے ٹھہرا س نے دیکھا کہ اسد کے پیچھے آفتاب پرست گئے ہیں خیال بن گزرا کہ ایسا نہ کر کہ تیرے  
اسد کو بد بچے و فوسا نے نور الدین ہر کے شرمندہ ہو گا بس یہ سوچ کر میں شکار کو کھ کر کے چلا اور نقاب ہر اس پر پوشش  
بھی روانہ ہوا ایم جی کو غیر چوچہ کہ ٹھہرا س اور نقاب ہر اس پر پوشش اسد کی ایک کو پہاں سے گئے ہیں بولا کہ اب میں پاتا  
رہ کر گیا کہ وہ لگا اور کھ کر کے روانہ ہوا یہاں داستان بھڑپاں ہوئی

### اب داستان صاحبقران ذوالرحمت شام اور لقاسے با انجام کی پہلے

کہ لقاسے جو بھلا تھا تو احتشامیر نکامات میں چوہا بار بھائی وہاں بادشاہ میں شاد ذکر ایشا کا نذر شاہ کس شاد سمین تان  
یہ چاروں لقاسے کو استقبال کر کے گئے دعوت و ضیافت میں مصروف ہوئے بختیارک نے شاد سمین تان سے کہا کہ ہم اسے  
نقاب میں ایک اڑو ہا سے نہایت سزاواراؤس سے کون سا ملکر لکھا آئے کہ کہ لکس بھی ہا سے سا تھا ایک سلاہان زیر دست  
ہو کہ سب خدا پرستوں کا کام دم کر گیا اور کہا کہ وہ نعمان کاؤس کو اسی وقت جوہر ار گیا اور نعمان کو لیکر حاضر ہوا کہ  
بختیارک نے بلوہن ایچا کر کوئی ساٹھ ارب لاکھ دے کر با تہ پانوں سداول میں پسند کیا اور لقاسے سے کہا کہ ایک لڑائی کی  
بھی دیکھ لیجیے ساتواں دن لقاسے کو آئے ہوئے تھے کہ ہر کاروں سے اگر عرض کیا کہ لشکر حمزہ کا آہو بخا لقاسے سے  
نہرے لگا شاد سمین تان سے لگا کہ با خداوند خدا پرستوں کا نام سننے ہی آپ کی حالت غیر ہو گئی لقاسے نے کہا کہ میں  
انکے ہاتھ سے بڑے مددے اٹھائے میں سمین تان بولا کہ آپ خاطر جمع رہتے کہ ان سبھوں کا بیان استیصال ہو گا لہذا  
حکم دیا کہ لشکر ہمارا بھر لکھ اسی وقت لشکر اٹھا کر تباری کرے تھر سے باہر آیا اور مقابلہ لشکر حمزہ صاحبقران انکا  
بھی استادہ ہوا سب اک ایک جگہ بیٹھے تھے ہونے لگا دوسرا ہام کا شروع ہوا نعمان کا لیس کو جیت نشہ ہوا  
شاد سمین تان سے کہا کہ اب ہل چلی جو ایسے کل دیکھیے کہ کیوں کر ان خدا پرستوں کو مار سہوں اسی وقت طبل جنگ پر  
پڑی اور آواز نقاسے کی گرجی ہر کار سے اہل اسلام کے جو فیر کے واسطے لگے رہتے تھے روانہ ہوئے پہاں جگہ سے  
صاحبقران بارگاہ میں دنگل پر جلوہ افروز میں بادشاہ اسلام تخت پر بلوس دران میں سردار حلقہ ہاند سے ہوئے  
اپنے اپنے ڈنگوں کر سبوں پہنچے ہوئے ہیں تاج ہو رہا ہوا ساقی جام پدا رہا ہوا امیر کا ارادہ ہو کہ دیر کو بلو کر نامہ  
لکھوا لکھن اور پہلی کے ہاتھ شاد سمین تان کو بھڑپاں کر آہو وقت ہر ہا سے ہوئے و ماو شاسے بادشاہی بجا کر



عرض کیا کہ شہر دار عالم کی عمر دراز ہو مزاج و سخن کا ہوا شکر شاہ حسین تنان میں انھماں کا وُس ایک سپہ سالار  
 ہو اُسی کے نام پر پیل جنگ ہوا تو گئی اسکا ارادہ ہو کہ قازبان و ہزار سے غالب کرے فرمایا کہ اندیشہ نہیں ہو ہمارے  
 یہاں بھی بفضل ایزدی و پناہ ربانی کو جس حربی بیگے ہو جب حکم فقار و زنی پر چوب چوئی غلط ہو اکر اخل ملکہ بجا ہو کل سنا  
 ہو لشکر کفار سے بس تیار ہو ملے گی ہر ایک آلات حرب و مزب و دست کرتے لگا ہوا ہر بات اسی طرح گذری جب  
 میں ہوئی بادشاہ اسلام ہوا ہر دستے حمزہ و صاحبقران اور تمام سردار مالیشان ہوا ہر کاب تھے سرداری میدان  
 میں آئی ہر دستہ جنگ کا صاحبقران زمین خرم افرو بہر پیکر میں قدم سرداری کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے اور  
 تھے لشکر کفار آئے شروع ہوئے لقا سے لے بغتہ پہنچا ہوا شہاد حسین تنان قنوں بھائیوں حجت گرد تخت کے آگے  
 آگے انھماں کا وُس گیت سے یہ سوار دریا۔۔۔ آہن میں غریب لشت پر ہم سپاہ مسلح و کل و صکار زار میں آکر صحت آ رہا  
 جب مضین درست ہو گئے بقیہ نسب و کیر چہ با چکے۔۔۔ وقت انھماں کا وُس اپنے کھنڈ سے اتر کر سامنے تخت  
 اتار کے آگے ہاتھ بندھ کر اجازت خواہ ہوا لقا نے لقا و سپرد کیا اپنے یہ قدرت کے انھماں کا وُس سلام کر کے باہر  
 گئے یہ سوار ہو کر میدان میں آیا سر پا دکھایا جب خوب غرق و غرق ہو چکا نیزہ کا زو باب لگا دیکھنے صفا سے لشکر کفار  
 کی طرف بعد ایک لوگے آواز دی کہ افرقہ خدا پرستان و افرقہ خدا پرستان جسے تمام گئی ہو وہ آئے میرے صف میں  
 ہو کر دہشتی طرف سے ملے اسے زمرہ رنگ جلوہ گری پر آئے اور بدیع الزمان مرکب کو ڈھاکر سامنے تخت بادشاہی  
 کے آئے اجازت میدان طلب کی فرمایا سپرد کیا پروردگار عالم کو بدیع الزمان سلام کر کے مرکب کو گرا کر سامنے  
 انھماں کا وُس کے آئے بعد لگا و زنی کے انھماں نے دیکھا کہ جوان دابیت خوب صورت ہو چکا کہ نام اپنا بیان کر گا کہ  
 نام اچھا ہے فرمایا کہ مجھے بدیع الزمان نام ہو کہنے میں پوچھا آئے کہ کلبہ فتح یا خیر تو ہی ہو فرمایا انھماں نے کہ اگر  
 تو میری اطاعت کرے تو میں تجھے اپنے گھر کا نثار کر دوں بدیع الزمان نے کہا اگر تو مجھے غالب آگے لاویسا ہی ہو گا نہ لا  
 ہو کر اچھا آواز لے گا جسے کہ جو تیری پاس ہے وہ لڑائی لڑے سزا و ستیزہ بدیع الزمان پر ہمارا اختیار اسے ہے چند عورت  
 میں تیرا اسکا ہوا کیا انھماں آگے ہو گیا ڈاکر قبضے پر ہاتھ پکڑا پتھر آہر دار شاہراہ سے پر کیا بدیع الزمان نے آگے تلوار خیال  
 میں کر کے دھار بھا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا زور کشش کے ہوتے گئے مرکب اسکے لگروں کی تاب نہ لاسکے بہرے گئے دو دن  
 گھوڑوں سے کو در سر گرم خوش ہوتے دو شبانہ روز تک کشتی رہی تیسرے روز شاہراہ سے لے لگے انھماں کا وُس  
 اسے کر زین پر ہارام بھائی پر چڑھے شکیں اسکی بانہ میں پیل پر پشت بجا و دون لشکر اپنی اپنی فرود گاہ پر پھرتے تھے  
 ماند سے تھے اپنی اپنی خواہ گاہ میں آرام کرتے تھے انھماں کا وُس کو اسیر لے کر فرما کر کے زمانا غاسنے میں بجا و دو  
 روز بادشاہ اسلام تخت پر چاڑھ کر ہوئے تمام دربار میں ہوا حمزہ و صاحبقران نے فرمایا کہ اے بدیع الزمان بلو  
 انھماں کا وُس کو اسی وقت تک کہ کیا کہ لاؤ انھماں کو لوگ آئے لیکر حاضر ہوئے انھماں کا وُس نے سلام کیا بادشاہ  
 اسلام نے اسے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی جام شراب قاضی کے بعد اسکے فرمایا کہ اے انھماں مجھے بدیع الزمان سے کیونکر  
 زیر کیا جواب دیا کہ صبر و ہمت بہادر و ن کو زیر کرنے میں فرمایا کوئی محنت تو باقی نہیں عرض کیا کہ پھر شناخت  
 پروردگار عالم میں کیا کتاب جو وہ بولا کہ میں نے لغت کی ادیان باطلہ پر مجھے دین آپکا پسند ہو صاحبقران نے کل  
 عقین فرمایا وہ بہادر کفر و کفر مسلمان ہوا اور از سر صدق شہادت پروردگار عالم بجالایا امیر نے فرمایا کہ جلد قید اسکے  
 جن سے دور کر دے انھماں کا وُس نے ہنسنے پر آپ اپنی قید تو ڈال لی اٹھ کر قدموں کو بدو سر دیا بادشاہ اسلام نے  
 خلعت عطا فرمایا انھماں کا وُس نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں جا کر اپنے بادشاہ کو سلطان کر کے لاؤں فرمایا ایسا نہ





جو پیرک تھے انھوں نے پیر کر اپنی جان بچائی اور ڈوبنے ہونے کو بھی نکال لوگوں نے دیکھا کہ دیو آسمان پر سے چہرہ چہرہ فروری  
 امیر کشورگر کو صاحبقران نے جام ہریز کر کے لکھوایا انھوں نے کوئی شخص کو اس دیو کا کام نہ کر کے سرخیل و قادار ان یعنی  
 مقبل و قادار نے وہ جام پیا عرض کیا کہ تمام یہ خدمت بجا لاؤ گا فرمایا اچھا مقبل تیرا جان باخیزین لیکر شہر دیو کے آئے گا  
 بیٹھا لا سین فل ہوا کہ دیو آتا ہوا اور علامت اسکی یہ ہو کہ جس وقت دیو چہرہ آئے ہمارے اس وقت لقاد اور شہر یا شاہ اختیار کر  
 وغیرہ سب فیلیندہ و روز سے پر قلعے کے آگے ٹھہرتے ہیں تا شاہ دیکھتے ہیں اور صاحبقران سے عمر و کئی مرتبہ کہ چاکر کو کھڑا نہ  
 جلاہل کیوں اپنی جان دیتا ہو لوگوں کو کیوں قتل کرتا ہو صاحبقران فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ خدا جو جس کا بھی چاہے وہ جلاہل جاتے ہیں و جبکہ  
 کہ اس کا ذکر کو تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر رکھیں تو ہمارے گزینے سے نہ جلاہل آئے گا و ان مقبل تاک میں بیٹھا ہوا ہوا اور دیو  
 نچا ہوا چاہتا ہو کہ چہرہ سے مقبل نے تاک کر قہر جو ہمداسیدہ پر اس دیکھ کے بڑا کہشت کو لا کر لے گیا اور دیو جو مرغ کھا کر  
 مع اس سنگ کران کے دریا میں گرا لے ہوا کہ وہ دیو راگی اختیار کر کے لکھا اور شہر یا شاہ دیکھتے تھے ان ہمارے ستون لکھ  
 آسمان پر چرلے تھا وہ ان بھی اسکی جان نہ چھوڑی یہ ہمارے بلے دستان آفت جہان میں شریاتے لکھا کہ ایک ہی خدا پر ستون کو میں  
 دیا سے قہار نے نہ دو لگا و کوئی تدبیر انکے قہار سے کرنے کی نہ ہو لگا لیکن بیان اس خبر کا کہ کوئی نہ ضروری کہ ہمیشہ زادہ زریزہ  
 شاہ کا کہ ہم اسکا سعادت شاہ ہر سعادت شاہ ظلمات میں رہتا ہو نہایت نہ ہر دست ہوا اور بہت سے پہلوان  
 نامی بھی انکے ساتھ ہیں سات لاکھ سوار کی جمیت لکھا ہو لکھا کے زمین گینست ہیں انھے ملک خریا پاس کہتا ہوں کہ اگر  
 کوئی خدا پرست نہ تھا کہ باقی کے دھارے پاس بھی نہ تھا کہ زمین نہایت اشتیاق انکے دیکھتے تھے کہ شہر یا پاس جو ہر ہر ہوا  
 اسکا عیار ہو غریب مرغ چشم اسکو آئے جلاہل اور کہا کہ تجھے ہو سکتا ہو کسی نوا پرست کو جا کر پکڑ لے آئے کہ ایک کھلم  
 کی دیر تھی گیا اولیایہ لکھ رہا تھا اور رات کے وقت مشک کہ بھڑک رہے تھے بچے لکھ رہا تھا وری کرنا ہوا و قریب جہان  
 بدیع الزمان کے سہ پہلے بسبب وینے کے کوئی لگبالی و پاساتی تو کہ نہیں یہ صورت ایک فراس کی بکریہ مکارون میں گر  
 لکھا کام اور خدمت کرتے لگا جب شاہ زادہ بدیع الزمان لکھا تھا کہ سہا اور لوگ بھی سہ سے غریب بدیع الزمان  
 کو پیش کو کے پشاور ہا نہ سارے گیا بیان میں کو غلام ہوا کہ بدیع الزمان بسنے خواہ پر سے غائب ہو گئے صاحبقران نہایت  
 متروک ہوئے عمر و کو طلب کیا اور فرمایا کہ خواجہ خمار ہی غفلت سے یہ ہوا اتو ہوشیاری کرو اور بدیع الزمان کو تو خدا کے سپرد  
 کیا ہو عمر و نے ہر سکر اس وقت چوکی پر سے قائم کیے سب طرف ہوشیاری ہو گئی مگر غریب پشاور دیکھ ہوئے سامنے شریاتے  
 آیا لقاد اختیار کر وغیرہ سب بچے ہیں نے ہیں کہ اسی انسا میں غریب نے پشاور دیکھ کر سامنے رکھ دیا اختیار کر کے پشاور  
 کہ اسو غریب لکھ لایا انے کہا کہ نہ میں نام جانتا ہوں نہ چانتا ہوں لکھا تھا جانتا ہوں کہ کوئی اسر و آرجیل القدر  
 ہی اختیار کرے ہوا کہ کوئی پشاور اگر تم چانتے نہیں ہو تو ہم چانتے ہیں انے کہ جو پشاور سے کی کوئی اختیار کر اور لقاد نے  
 چانتا کہ بدیع الزمان اگر دشمن شکر سرخہ لکھا باختر جو لقاد چاکر اسو غریب میں اس کا پر باد کیا ہوا ہوں اسی نے  
 ہمدومہ رکھا ہوا اسے تو مجھ سے کہ میں جلاہل کر ڈالوں اور کسی اور سہارا کو گر ڈال کر کے پاس سعادت شاہ کے  
 مجھ سے غریب بڑا کہ بکرو جان اپنی دو بھر نہیں جو جب خدا پرستہ غافل تھے کہ میں اسے کچھ لایا اب وہ ہوشیار ہو گئے شہر  
 مشہور ہو کر کہ نہ کچھ کہہ کر آدمی لکھتا ہوا عاٹا سہرا و کلم ہو گیا ہوا وہ ان کسی اسکی صبر نہ کی اور لوگوں کو میری تاک ضرور  
 ہوگی میری اتنی ہمت نہیں کہ اب میں دہان جا سکوں لقاد نے کہا اسو غریب میرے پاس اب کچھ نہیں رہا اگر بان ایک لعل  
 میری ڈال دے میں لگا ہوا یہ میں لکھے اسکے عرض میں دہا ہوں کہ بدیع الزمان کو مجھ سے یہ جو غریب نے سستا  
 دلائی ہو گیا لقاد نے وہ لعل گران بیا غریب کو دیا انے بدیع الزمان کو لقاد کے حوالے کیا لقاد نے آنکھوں کو بلکھ کر





نے خبر دی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کشتی پر سوار آئے ہیں امیر نے کہا کہ ایک جہاز آگے بڑھ جائے اور اس پر سوار کر لے  
 آخر میں چند سوار ایک جہاز پر جا سکتے اور بدیع الزمان کو لے آئے صاحبقران دیکھ کر بہت خوش ہوئے فرزند  
 کو لے کر لایا احوال پوچھا شاہزادہ بدیع الزمان نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی اور عرض کیا کہ اب کوئی مانع  
 نہ ہوگا لشکر کو بھیجے کہ رات میں اسی وقت امیر نے حکم دیا جہازوں کے لشکر آگے بڑھیں اور کتا سے پرانے لشکر نظر آئے  
 امیر کا فریاد شروع ہوا کہ ہشتابی بہت دور ہوئی خیمے پر چاہو گئے اور سے لشکر ملک شریا کا قلعے سے بہر آئے  
 نریمان نے فتنہ مخراب کیا کہ دیا کہ بیچ میں جنگ یہ غیر لشکر میں صاحبقران کے بیوٹی فرمایا کچھ پروا نہیں جہاز سے  
 بیان بھی اہل جنگ بنے در ملک سے غرض نہی روز می پر چو پٹی اور آواز فغا رسے کی رچی رات بھر تیار ہی جنگ  
 کی رہی میں کو دونوں لشکر آگے نہ بن سکے گر کھڑے ہوئے صفوں قتل آراستہ ہوئے تیب تیب دسے کر پٹے گئے  
 نریمان نے ابادت میں آگے بڑھ کر طلب کیا اور سے شاہزادہ بدیع الزمان ساتھ تخت بادشاہ  
 سلام کے آگے اجازت مانگی اس پر دربار کا ر کیا سلام کر کے میدان جنگ کی راہ لی ساتھ نریمان کے بیوٹے  
 بعد از کنگارے کی گفتگو نہانی کے نیزہ باری ہوئی بدیع الزمان نے چند طعنوں میں نیزہ اُسکا ہوائی کیا نریمان  
 نے گرد را بدیع الزمان نے دار روک کر جو کھڑا رہا اسے بھی چوٹ سرگزر پر رسیدی لیکن کمرکب کی ڈٹ گئی نریمان  
 نے جا با کمرکب بدیع الزمان کا بھی پا کھٹا شاہزادہ یہ ارادہ دیکھ کر زخمی تمام گھوڑے سے کود پڑا اور نریمان سے  
 گوارا پوچھا کہ حکم چھٹا بدیع الزمان بھی دامن گردان کر آستینیں چڑھا کر دست دگر بیان ہو کشتی ہوئے لی ایک  
 دن گذرا وہ دن گذرے غرض کہ پڑشاہ روز کشتی رہی اب دم نریمان کا دھوا پانچواں دن تھا کہ بدیع الزمان نے کہا  
 کہ او نریمان بھل یہ کنگر کہ مارا کہ سات قدم نریمان کے پیچھے دوڑا لگیا اور لشکر بوز کر دیں سے اٹھایا جرم دسکر  
 زمین پر مارا کو کر مچائی پر چڑھ بیٹھا اور روز از خبر ولادی کا کھو کر شکستیں آگے بندہ لین بکر میدان سے پھر ادر شریا  
 اور لقا نہایت اداس اور پریشان اپنی فرودگاہ کو پھر سے گھر حمزہ صاحبقران جو بدیع الزمان کو ساتھ لے لیا  
 بارگاہ ہوئے نریمان کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندان خانے میں بچھو دیا اور اب آگے ماند سے پانچ روز کے تھکے فرس  
 فرما کر آرام کا صبح کو آٹھ گھنٹے تاز چکر بارگاہ میں آکر بیٹھے سب سردار جمع ہوئے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے فرمایا  
 کہ لاؤ نریمان کو اسے دیکھ کر حاضر کیا نریمان نے سلام کیا صاحبقران نے تعلیم کی کر سی بیٹھنے کو دی ساتی کو حکم دیا  
 کہ جام شراب اسے دو نریمان نے شراب پی اور شہنشاہ امیر نے پوچھا کای نریمان تجھے بدیع الزمان نے کیوں کر زیر کیا ہوا  
 جس طرح بنا بدہ باور کو زیر کرتے ہیں فرمایا کہ پھر تم دین اسلام قبول کر لے میں کیا کہنے ہو جواب دیا کہ میں نے لعنت کی زبردستی  
 پہا و نلائی شاہزادہ بدیع الزمان کی انتہا کی صاحبقران نے حکم طبعی فرمایا نریمان از سر صدق و صفا مسلمان ہوا  
 بادشاہ اسلام نے اسے عفت دیا نریمان نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو غلام با کر ملک شریا اور لقا کو مسلمان کر کے لائے  
 صاحبقران نے فرمایا ایسا نہ کہ وہ تجھے بہی پیش آئیں عرض کیا کہ کیا طاقت انکی میں سب کو درست کرو گے صاحبقران  
 نے فرمایا کہ اچھا باؤ میں نہیں روکتا نریمان آہن تاب اس وقت سوار ہو کر روانہ ہوا ہر کاروں نے غریقا اور مالک  
 کو پہونچائی کہ نریمان آتا ہو بختیارک نے کہا کہ نریمان مسلمان ہو کر اب ہم بھون کو مسلمان کر لے گا ہو ملک شریا بولا کہ پھر کیا  
 اسکی تدبیر کجائے بختیارک نے کہا اس ملک شریا خن مشور ہو جو گرو پے مر سے اسے زبردستی دیکھ اگر وہ سختی و دشمنی کرے  
 اس سے خود شاربش آؤ کو کہ اچھا ہم تم سے ساتھ بیٹھنے کو راضی ہیں مگر ندر کے لچے کشیان مخالف دہالما کی مع کر لین  
 تو کل تم سے ساتھ خلیں وہ راضی ہو جائیگا بس شراب میں بیوٹی دسکر کز لو ملک شریا بولا ہر غرض سے کہ

نریمان کو استقبال کر کے لائے اور اس طرح شرب میں بیٹھ کر کھانا کھا کر کے زندہ تھانے میں بچھڑا دیے  
 اسکے دو پہلوں میں تھے اسکے ایک کا نام فیلان جنگی اور دوسرے کا نام فیلاب جنگی جو دونوں کے نام پر پہل جنگی  
 یہاں امیر کشور گیر بھیجے بن دربار جمع ہو راہ نریمان کی دیکھ رہے ہیں کہ اتنے میں جو نریمان ہر کاروں کی آئین بعد وہاں  
 شہسار بادشاہی پہلا گئے تھے تمام کیفیت اس پر جو جانے نریمان کی بیان کی بعد اسکے عرض کیا کہ پہل جنگ نام پر فیلان جنگی  
 اور فیلاب جنگی کے بھائی امیر نے ہر سر فرمایا کہ یہ سب بد ذاتیاں بختیارک کی ہیں اور حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی پہل جنگ  
 بیکہ اس وقت کوں عربی پر چوب چڑی اور آواز نفا رسے کی گرجی چار ہرات ہماری رہی صبح کو دونوں لشکر بیکہ جنگ  
 اپنی اپنی جگہ سے آگے بڑھے اور بادشاہ اسلام تخت پر سوار ہوئے حمزہ صاحبقران اور تمام سردار عالی شان ہمراہ  
 رکاب زینت و نقارہ بکھڑا ہوا مدد گاہ مصافحہ میں آئے اور حضرت لقا اور شہسار شہسار تخت پر سوار آئے آگے وہ دونوں پہلو ان  
 نامدار نسبت پر فرج جہار نمودار ہوئے اور سامنے لشکر اسلام کے پرانہ عرصے ہوئے فیلاب جنگی پوسے سے نکلا سامنے  
 تخت لقا کے آیا اجادت خواہ ہوا لقا کے کما کر باؤ سپرد کیا ہیں نے اپنے بہ قدرت کے فیلاب میدان میں آیا بعد لشکر کی  
 مبارز طلب کیا اور شہسار شہسار بدیع الزمان نامور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل ہوا فیلاب تھا ورنہ ہوا نہیں  
 قدم مرکب بدیع الزمان کا ہٹا اور سکت خدمت حسن فیلاب پیچھے چل گیا مسکراتوں میں پھیر کر کہوں کو سامنا کیا بعد از کھل  
 نیزے گھنے گھنے گھنے چند طعنوں میں بدیع الزمان نے حمزہ فیلاب کا ہوا کیا فیلاب نے تھوڑا ماری شہسار اور  
 بدیع الزمان نے وہاں سے گارو کر کے اپنی ضرب لگائی کہ گھٹے سے سمیت چار چھکے ہوئے ٹپل ہوا کہ وہ فیلاب مارا گیا  
 طرح کفر بدیع الزمان بدوڑی یہی تھوڑا کھیل کر ان پر گرا بادشاہ اسلام نے بھی غازیان ویندار کو حکم دیا کہ مار لو ان  
 کا زون کو وہ بھی اگر بدیع الزمان کے شریک ہوئے تھوڑا چلے گی غارت و اور گیر ہلے ہوا بادار موت گرم تھا لاش  
 پر لاش گری ہی تھی کشتوں کے پٹے بند ہو گئے میں گرمی جنگ میں فیلان جنگی اور شہسار شہسار شہسار  
 آئے تھوڑا ماری شہسار تھوڑا اسکی پھین لی کہ میں ہاتھ ڈاکرا اٹھا لیا اور سوئے آسمان اچھا کر جھوٹ گرنے  
 لگا تھوڑا ساری کہانہ خمار تر دو کوسے ہوئے اور اس طرح سرداران اسلام کے ہاتھ سے پہلو ان نامی ملک شریا  
 کے مارے گئے بدیع الزمان نے علم کو قلم کیا شہسار نے علم کو مارا لشکر کٹا شکست کھا کر بھاگا شریا نریمان کی  
 ساتھ لیے ہوئے قلعے میں داخل ہوا اور صلح کی کہ یہاں سے بھاگ چھپے ایک طرح ہو کر نام اسکا راہ سوچ آئے  
 شریا سے کہا کہ آپ تو شریا نہیں لیکن میں اس امر کا ذکر کر رہا ہوں کہ حمزہ کو مع لشکر گرداب طسمی میں بچسا وہ کما کہ بھی  
 نہات ہوئی لقا نے ہر سر اس طرح کو ظلمت دیا اور خود ظلمات کی طرف کاہر وازہ کھو کر صبح قید نریمان اور  
 ملک شریا کے روانہ ہوا صبح کو رو ساسے شہسار جمع ہو کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ وہ کافر  
 تو سب بھاگ گئے شریا ہی بادشاہ اسلام اور صاحبقران سوار ہو کر داخل شہر ہوئے تو شہر کو اسلام آباد کیا بھاگے  
 تھوڑے مسعودوں کی بنا ڈالوائی سکے نام پر بادشاہ اسلام کے بھائی ہوا تمام لوگ درہ شہسار کے مسلمان ہوئے دوروز  
 صاحبقران وہاں رہے بعد اسکے فرمایا کہ کشتیاں تیار ہوں کہ میں قارب میں لقا کے باؤ کا کشتیاں جہاز تیار ہونے لگا  
 کہ اس نام میں لوگوں سے لگا کر غرض کیا کہ اس طرح حاضر ہوا کہ کتا ہو کہ مجھے راستہ زبرد نگار کا خوب معلوم ہے لقا سے  
 پیشتر آج زبرد نگار میں ہو چکا وہ کتا فرمایا کہ بھوؤ اسے جب وہ مکار حاضر ہوا تو ہون کو صاحبقران کے پوسے دیا کہ دیکھ  
 تصدیق ہوا عرض کیا کہ حضور صابر علیوں کہ زبرد شاہ اور شریا کو اتنا سے راہ میں پائے امیر اس سے بہت خوش ہوئے  
 خلعت و باعمر و سنے نریمان عربی عرض کیا کہ امیر شریا اس قہر و دردن کی سیاہ ہوا کے کتھے پچھلے عمل کیجیے گا اور شاہ





کے سب مر گئے ہیں جن انٹے تمام بوسیدہ ہو گئے ہیں مال و اسباب پڑا ہوا ہے جسے یہ مامراؤ کچا اپنی زندگی سے باموس ہوا  
لیکن عمر ویدیک ایک جہاز پر کود کر چوٹی اسکا مال و اسباب سمیٹ کر داخل نہیں کیا اس پر سے دوسرے پر ہونچا رو پڑ پڑنے  
لگا امیر نے فرمایا اوجھٹ کیا کر لگا اس رو پڑ کو لیکر اسے ہمارا بھی سی حال ہوتے والا ہے ہم کیا زندہ کچن کے عمر ویدوں کو  
حمزہ میرے دل کو لیتے ہو کہ یہ ظلم فتح ہوگا اور ہم اس میں سے چھوٹنے کے کتا جاتا تھا اور مال کھینچتا تھا قایانک کہ تمام جہاز  
مال و اسباب کے خالی کر دیے بعد اسکے کو در پیر اپنے جہاز پر آ بیٹھا امیر نے حکم دیا کہ غلہ کفایت سے صرف کر دو جو دو  
وقت کھانا ہو ایک وقت کھانے اور فرمایا کہ ہر ایک شخص نماز پڑھے دعا میں مانگے شاید خدا فضل کرے اسی صلی  
طرح ایک مینار و ستے پیلے سے بسر ہوا تھا کہ ایک روز خواجہ بزرگ امیر کی بھانجی ایک میل پر بڑی دیکھا کہ بھلا علی لکھا ہی  
کہ ظلم و مہمانداری سے ہفت کو ایک ہر وہ شخص اس ظلم کو فتح کر لگا جو سنا جبران ہوگا اور زبان میں دانش  
و وحش و طیر سے واقف ہوگا اور علم گہرا رہے ہمایا سکوس انقباض تو سب انقباض اور علم نجوم جانتا ہوگا خواجہ نے  
وہ نوشتہ صاف جبران کو دیکھا یا اور کہا کہ آپ رجوع کیجئے درگاہ جناب امیر دی میں پروردگار آپ کی مدد کر لگا  
اس ظلم کو آپ فتح کر لگے اس واسطے کہ سب بانی ظلم کشانی کی آپ میں موجود ہیں امیر نے بدل قبول فرمایا اور  
اپنے واسطے ایک راؤنی ملوڑہ ایستادہ کرائی شام سے کھانا کھا کر وضو کر کے اس میں داخل ہوئے پہلے نماز مغرب پڑھا  
بموضوع و مشوع بجا لائے پھر دو رکعت نماز حاجت پڑھا پر رجوع قلاب ہر گز دزاری و ماما لگنا شروع کی کراوی مالک  
حقیقی و اسی سب کچھ ہیں اس گرداب جلتے نال اور بیزار ہمارا پار لگا کر ہزار ہا نیر سے بند و ق کا خون ہوتا ہے  
تیری راہ میں سر و شب کو موجود ہیں جان نثار کرتے کو مافوق میں اگر اتنے کوئی خاطر زد ہوتی ہوتی اسکو اپنی رحمت  
سے بخش دے اسی حالت میں امیر کو ساری رات گزری قریب صبح دیدہ ظاہری بند ہوئے اور چشم باطن میں ہیدای  
ظاہر ہوئی دیکھا کہ ایک تخت آسمان پر سے سر ہائے ابرا امیر نے دیکھا پچاناک حضرت سلیمان بن داؤد علی نبیاد آل  
و علیہ السلام ہیں کھڑے ہو گئے ادب سے عالم رو یا میں تعلیم بجالائے سلام کیا دست بستہ سامنے کھڑے ہوئے حضرت  
سلیمان نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ امیر فرزند کیا ہو کیون اس قدر پریشان ہو عرض کی یا حضرت آپ پر سب مال  
روشن ہو کہ میں بیان کرتا رہا ہوں تمام فکر گرداب آفت میں بچنا ہوا ہے اگر مرضی پروردگار ہو تو بیان سے  
نجات پالوں اور اگر قصداً لگی ہو تو راضی ہر رضا ہوں حضرت سلیمان نے فرمایا کہ یہ گرداب ظلم ہو چنگ ظلم نہ دیکھا  
رہائی ہوگی اور ظلم کا دھماست دشوار ہوا ہے کہ وہ شخص اس ظلم کو فتح کر سکتا ہے جو سنا جبران جان ہوا اور  
زبان جن دانش و وحش و طیر کی جانتا ہوا اور علم نجوم سے بخوبی واقف ہو امیر کشور گیر نے عرض کیا کہ یہ سہ  
باتیں آپ کی دعا سے مجھ میں موجود ہیں اور پھر آپ ایسا بزرگ مددگار ہوا اور ظلم نہ فتح کر دے یہ سکر حضرت سلیمان  
شہسے اور فرمایا کہ تم بعد نماز صبح کے دیکھنا ایک جانور زرد رنگ برائے قیل کے برج اسد پر آگے بیٹھے گا تین بار  
اس برج کے گرد پھرے گا بعد اسکے دریا میں کود کر ایک مچھلی بہت بڑی پکڑ لے گا اور برج اسد پر مچھلی کھائے گا  
اور ہر واڈ کے چاہا لگا اسی طرح پھر دوسرے روز آ بیٹھا نہیں لازم ہو کہ جب وہ جانور مچھلی پکڑنے کے لیے دریا  
میں کودے تم جست کو کے برج اسد پر جاؤ جب وہ جانور مچھلی پکڑ لے اور کھائے تم اسکی پٹھ پر سوار ہو جاؤ وہ  
جگا غضب نہیں دیکھے گا تم ڈرنا نہیں گنا اسی ظلم ظلمی مچھلی جو میرے ظہر میں ہو تو اسے وہ ظلم نہیں لکڑا دیکھا اور  
فرزند اللہ میں منزل حضور پر پہنچا دیکھا تم وہاں سیر کرتے ہوئے آگے بڑھنا ایک عمارت عالیشان میں پہنچو گے  
کہ وہ مکان ہونہ لزلہ جاؤ گا اند اس عمارت کے جا کر دیکھو گے کہ تخت پر ایک دیو بہشت اور دیوؤں کے



خوبصورت طوق و زنجیر میں گرفتار بیٹھا ہوا دیکھنا اسکا نام ہو اور دوسو برس سے زلزلہ جادو کے بیان قید ہو  
 وہ تھا سی تو اصنع فیلم کر لگا اور کینکا کا ایو آدم زاد و کین کر تیار ہونے کو بیان آیا یہ مکان اُس ساحل کا ہے کہ تمہارا  
 ہو اسکی قید میں جیسا ہوا ہے تم اسکو جواب دینا کہ اسی عنقا میں دیکھو وہاں استہان اسلے آیا ہوں کہ اُس جادوگر کی کو  
 ار کر تجھے رہا کر دین بشرطیکہ تو مجھے جزیرہ ماران میں درخت گردون سا پر بیویا دے وہ قبول کر لگا اس  
 جادوگر کی کا مارنا تو راکام ہو اور ایک انگشتی غایت کی بعد اس کے تحت حضرت کا نائب ہو گیا صاحبقران غریب  
 بیع بیدار ہونے نماز شکر پڑھی بعد اس کے پاس بادشاہ اسلام کے آئے سب رفیق جمع تھے امیر نے خواب اپنا بیان  
 کیا سمجھوں نے فیروسی کہ مبارک ہو یا امیر آپ بیشک اس ظلم کو رفع کرینگے امیر نے عمر کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ  
 تو اجتمہ ہی ہمارے ساتھ چلو گے ظلم کی عیب سے عمر و بوا کہ جزیرہ میں تیرے ساتھ ہوں مگر جادو گردون سے مجھے بچا امیر نے  
 کہا رخواجہ ایسا ہی ہو گا غرض کہ صاحبقران صبح کو قلعے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک مرغ زرد رنگ غایت خیر مانند  
 فیلس کے آیا اور مجمع اسد پہنچا تین مرتبہ برج کے صدر نے ہوا اور وہاں کو دایک بھلی بہت بڑی نکال کر لے گیا  
 اور برج پر چکر لکھائی اور اڑا ہوا لگا صاحبقران نے آج حسب حکم حضرت سلیمان توقف کیا دوسرے دن عمر  
 کو لیکر کنارہ جاز ہوا کر تیرے ہونے دیکھا کہ وہی جادو یا اور اس طرح برج کے صدر نے ہو کر دریا میں پھل پکڑنے کے  
 لیے کو دایمیر اور عمر و جہت کر کے برج اسد پر پہنچے اس اثنا میں وہ جادو بھلی متعارفین دبا لے ہوئے اسی  
 برج پر آیا اور وہ بھلی چالیس گز کی تھی اس جادو نے بھلی کو کھا یا اور سچا کہ پرواز کرے امیر اور عمر و جہت کر کے  
 اسکی پیٹ پر پہنچے اُس جادو نے نگاہ غیظ دیکھا امیر نے فرود صاحبقرانی کیا وہ مرغ ڈر کر اڑا اور بلند ہونا  
 شروع ہوا فراتا ہوا امیر اور عمر و کے کادون سے لکھا تاکہ دو دن بیوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا  
 اپنے کو ایک مقام پر دیکھا کہ پویشک و عود کی ہل آئی جس سے دماغ جان صطربا جاتا ہوا امیر اور عمر و اس مرغ  
 سے پیچے اترے وہ تو پرواز کر کے چلا گیا یہ سیر کرتے ہوئے چلے آئے بن جہانک نگاہ کام کرتی ہر دوستان علوم  
 ہوتا ہوا کہ سون تک زمین تک رہی ہو کہ بجایک دورت ایک عمارت مالیشان نظر آئی صاحبقران اندر اس کے  
 آئے دیکھا کہ وہی دیوتا ہوا اسنے جو صاحبقران کو دیکھا سلام کیا پوچھا کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں اور کیونکر آئے  
 ہنر ہو کہ یہاں سے چلے جائیے یہ مکان زلزلہ جادو کا ہوا اور زلزلہ جادو آفت روزگار ہو کہ تمہارا بسا دیوتا  
 کہ تمہیں کر لکھا صاحبقران نے فرمایا کہ میں اسی واسطے آیا ہوں کہ اسے مار کر تجھے قید سے مجزاؤں اس شرط  
 سے کہ تو مجھے جزیرہ ماران میں درخت گردون سا پر بیویا دے دیو بولا ایو آدم زاد نام میرا دیو عنقا ہے  
 اور میں وہ دیو ہوں کہ پردہ قاف میں میرا بیٹا تھا اور جنگ میں شہید ہوا بن شہر خ کا شریک رہا کسی دیو عفریت  
 سر زانٹھا سا اور نہ سمجھوں ہزار دست میرے مقابلے کی تاب نہ سکا تجھے یہ زلزلہ جادو پکڑ لائی اور مجھے  
 کہہ نہ سکا تو دم اسکا کیا کر سکتے تھے یہ تو بتاؤ کہ تم جو کہنے ہو کہ میں اسے مار دوں گا تم ایسے کہن ہو امیر نے فرمایا دیو عنقا  
 تو نے سنا ہو گا کہ آدم زاد نے پردہ قاف میں جا کر جتنے سرکشان سے کوزیر کر کے جنت آسمان پر ہی زلزلہ  
 قاف کو چک سلیمان نام پاوا وہ میں ہوں شر کے شر گردہ کے گردہ جادو گردون کے میں نے لاریت کر دیے  
 ہیں اس سارہ کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہے مجھے اسم رو سچا دیو دیو عنقا نے کہا کہ آپ کے سامنے اسکا مارنا مجھے  
 کار و شوا نہیں ہے تو درخت گردون سا پر بیویا امیر سے سامنے سہل ہو آپ زلزلہ جادو کو مار پے مجھے چھڑائی  
 بن لپو لگا بلکہ ہمیشہ آپ کا حکام رہو نگاہی با بن نہیں کہ ایک آندہ سی سیاہ بلی زما حیرہ و مار ہو گیا پھر روشنی ہوئی ایک

جادوگر نے کہ دیکھا کہ سر حجاز منہ پائی آئی ہرگز زلزلہ جادو کی نگاہ جو صاحب جنت سمان پر چڑھی بے بے باک و دل  
 عاشق ہو گئی ظاہر اتر بکاری کہ اسے تو کون جو میرے عشق سے باتیں کر رہا ہے کیا اسے بھڑکا رہا ہے صاحب جنت ان  
 بھڑکے کہ اولکاتہ میں جبری جان کا ملک الموت ہون تجھے نکل کر لے آیا ہوں زلزلہ بکاری ادا دم زاد کیا تو سمجھ گیا کہ  
 میں تجھے فریاد ہوں جو ہمارے کئے گئے گناہ صاحب جنت ان سے فرمایا کہ ادا دم وار جگہ نادر و غفرہ معلوم ہو جائیگا وہ دوڑی کہ  
 اسے جگہ گئے سے تو گناہ صاحب جنت ان نے بھی ہاتھ پیرہنے وہ مانند باد کے آئی ہاتھ صاحب جنت ان کے گلے میں  
 ڈالنے لگی امیر نے ایک ہاتھ سے تو اس کا ایک ہاتھ پکڑ لیا دوسرے ہاتھ سے چاہا کہ ہاتھ مار میں آسکتے دیکھا کہ یہ زبردست  
 ہر سو پڑھ کر دم کیا کہ صاحب جنت ان کی طاقت زائل ہونے لگی عمرو کا ماکہ حمزہ اسم اعظم پڑھ کر کس غفلت میں ہو اس وقت  
 صاحب جنت ان نے اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ اس ساحر کے دم پر تلخی زبان نکلت کر لے لگی عمرو بھڑک کر کانام بھول گئی  
 صاحب جنت ان نے کمر میں ہاتھ ڈاکر اسے اٹھالیا سر پر صیغ دینے لگا عمرو بھڑکا کہ حمزہ جلد اسے سبک ہی کر صاحب جنت ان  
 نے زمین پر مارا وہ ایک شیر کی صورت بن کر امیر پر دوڑی امیر نے اسم اعظم دم کیا کہ شیر کی صورت اس کی بدل لگی کتے کی  
 طرح زمین پر ہاتھ پانوں مارنے لگی امیر نے فرمایا او کاتہ دیکھ اپنی صورت کو آئینہ دیکھا کہ سر میرا دھوا بگھی کہ یہ شخص  
 زبردست ہے اب جادو اس پر کارگر نہ ہو گا تو اس کے ہاتھ سے ماری جائیگی اس کے سامنے سے ہٹ جا یہ دل میں خیال کر کے  
 غصہ بھانگنے لگا امیر نے دوند کر تو اساری کہ اس کے دو کرب ہوئے آندھی ملی زلزلہ آیا نفل و شور برپا ہوا کہ کشتی مارا  
 نام من زلزلہ جادو پر دو عقدا جو قبہ میں گرفتار تھا وہ رہا ہوا غصہ من پر صاحب جنت ان مالیشان کے گرا کر دیکھ انصرق  
 ہوا کہ کاکہ حقیقت میں آپ صاحب جنت ان زمان میں کسی زبردست ساحر کو آپ نے مارا عمرو نے جھانکنا وہ سپت نہی  
 سب اس کے بن پر سے آگے ماہر جہ صاحب جنت ان نے منع کیا کہ اسے پیر دے گا مال ہو نہ لے کیا مجھے حلال ہے اب صاحب جنت ان  
 نے دو عقدا سے کہا کہ مجھے جزیرہ ماران میں نکل آئے عرض کیا کہ آج میں رہے کل آپ کو لیلو کا غرض رات کو دو  
 عقدا نے صاحب جنت ان کی دعوت کی نشہ شراب میں ایسا بخود دیکھا کہ آپ ہی تاج رہا ہر کمال خوش و خرم ہو کیونکہ  
 شو کہ دو سو برس کے بعد قید سے چھوٹا ہے ہر جہ صاحب جنت ان کے ہاتھ جو مٹا ہو کتا ہو کہ ان ہاتھوں کے صدر سے  
 کہ جس سے نوسے اس بلے دربان آفت جان کو مارا غرض کہ رات کو بھی صحبت رہی گویا جنگل میں جنگل تھا جس کو  
 دو عقدا نے عرض کیا کہ چلے جزیرہ ماران میں امیر نے فرمایا کہ عمرو کو بھی ساتھ لیلو آئے کہا کہ میں نے آپ کے نیچے  
 ازار کیا تھا انکو تو کبھی نہ لیا دیکھا انھیں میں رہنے دیجیے امیر نے فرمایا کہ اچھا خواجہ تم چند دن بس رہو جب ہم آؤ  
 سے پھر گئے تو انھیں ہر روز کے لین کے عمرو نے کہا کہ یوں تو اسید اسطے مجھے لایا تھا فرمایا کہ میرا کیا اختیار ہے عمرو نے دیا  
 عقدا سے کہا کہ بھلے آدمی تو جو بیان مجھے مجھو نہ سے جاتا ہے تو اس جادوگر کی کے لواحق آکر مجھے مار ڈالیں گے کہ اسی نے  
 زلزلہ جادو کو مارا ہو گا مجھے میرے قتل کرانے سے کہ حاصل ہو گا اور صاحب جنت ان نے بھی ہر حاجت فرمایا کہ اے دو عقدا  
 یہ میرا بھائی ہے اسے بھی ساتھ لیلو کیا جیسے تمک نہ جاؤ گے آئے عرض کیا بھائی جہاں آتے دو عقدا دونوں کو کاندھوں پر  
 بٹھا کر پیر واد کر کے جانب جزیرہ ماران روانہ ہوا صاحب جنت ان اور عمرو دونوں اس دیو سے لپٹے ہوئے ہیں دیو  
 درجہ درجہ بلند ہوتا جاتا ہے بانگ کہ کر رہا ہے پوچھا امیر اور عمرو وہ بیوقوف ہو گئے پھر بعد توڑی دور کے بوش جو آیا  
 انکو کھولی ایک صحرا سے عجیب دیکھا کہ پیاسہ گیارہ سانپ معلوم ہوتے ہیں اور سانپ سب رنگ کے ہیں کسی کا منہ سرخ  
 ہو باقی سفید کوئی سیاہ ہو لیکن سر اسکا سفید ہو عجیب رنگ کے سانپ نظر آئے اور دین انکی زمین پر ہیں اور  
 سر آسمان کی طرف بلند کیے ہوئے کمرے ہیں بھون کے منہ سے شعلہ آتش نکل رہے ہیں بعضے زہر اگل رہے ہیں



اور سچ میں اُس صوا کے ایک درخت پر نہایت بلند کردور اسکا چار درخت تک پہنچا اور تناسا اسقدر گندہ ہو کر پھس آدمی کی مانند  
 پھس تو بھی د آئے اور برگہ اسکے سبز مانند زرد کے ہیں دیو عنقا نے پوچھا کہ ایسا آقا اب آپ کو کس مقام پر تارون فرمایا کہ  
 درخت کے اوپر جہان تابوت پر آصف کا دیو عنقا نے عرض کیا کہ نشان اُس جگہ کا کیا ہے جہان تابوت آصف بن برخیا  
 کا ہو فرمایا کہ بچہ وہاں کے مانند صبیح صبح کے ہیں دیو عنقا نے اسی جگہ کہرا تاراد کیا کہ ایک سطر پر بہت لطیف اسپرنگو  
 حمل سیاہ کا استاد ہو نوٹے ٹھٹھے کے بل رہے ہیں خوشبو ملی آتی ہو سچ میں تابوت مکیا ہو اور ایک مار سفید اس تابوت  
 کے گرد ملے کہ بیٹھا ہے صاحبقران نے ہا ہا کہ تابوت کے پاس جائیں اُس مار سفید نے بگاہ بگاہ صاحبقران کو دیکھا  
 دیو عنقا پکارا کہ اے شریار آپ قریب نہ جائیے گا نہیں تو اس مار سفید سے آپ کو انہی اسپرنگی فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو مگر حضرت  
 سلیمان وہ انگوٹھی جو خواب میں مرحمت فرمائی تھے صاحبقران نے وہ ہاتھ سے اٹا کر اُس مار سفید کو دکھائی اور فرمایا  
 کہ اے ابیض جینی میں فرستادہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہونے انگوٹھی حضرت کی نشانی موجود ہے میں لوح طلسم دیکھتا  
 ہے روح ہفت کو اکب لیٹھے آپس میں ہوتے ہی وہ مار سفید غائب ہو گیا صاحبقران تابوت کے پاس آئے فاتحہ پڑھا  
 بیٹھے مجر و بیٹھے کے ایک غود کی طاری ہوئی خواب میں ایک مرد بزرگ کو دیکھا اُنھوں نے فرمایا کہ صاحبقران تو میں  
 سیان بہت سی رکھی ہیں اور جینی لوح میں تھا ایک پوتا ہو گا کہ نام اسکا بیع الملک ہو گا وہ طلسم کشان کرے گا اسکے واسطے  
 رکھی میں تم ظان صمد جو منسل کا ہو اُس میں سے لوح طلسم و دانہ بروج ہفت کو اکب کو نکال کر اور طلسم کو نفع کر دو  
 پس آئمہ صاحبقران کی کھل گئی مکان کو سہرا یا اور اسکا دیکھا تو واقعی صمد و نچے بہت سے رکھے ہیں اُس میں سے منسل  
 کا صمد و نچے لیا اور دیو عنقا سے کہا کہ اب مجھے طلسم میں لچل آئے عرض کیا بہت اچھا صاحبقران نے پوچھا کہ طلسم  
 کیا ہے کتنی دور رہا اُنھے عرض کیا کہ اے شریار میں جاؤں تو چالیس روز میں اور کوئی دیو ہائے توجہ بیٹھے میں اور  
 انسان قصہ کرے تو چالیس برس میں پہنچے فرمایا خیر اب چلو دیو عنقا عمرو اور امیر کو کاندھوں پر بٹھا کر لے آنا  
 اور اب پردہ اکر تاج پلا جائے کوئی پارکڑی دن رہے ایک دو اس کو دین ہو پوچھا صاحبقران اور عمرو کو آتا رہا  
 اور کہا کہ آپ تاج پڑھے میں جا کر کچھ کھائی اؤں یہ لکر روانہ ہوا صاحبقران نے خیرا اب پردہ کیا نماز پڑھی اب  
 یوسف میں معروف ہیں کہ ایک آواز پیدا ہوئی اے حمزہ کہاں جا بیٹھا تو میرے ہاتھ سے تو میری ہین لیٹھے دلزلہ جادو  
 کو مار آیا میں دیو عنقا کو کچھ لپیٹا ہوا اور تیری فکر میں ہوں جبکہ عرض اسکے خون کا نہ لیلو تا جگو میں نہ آئے گا منہم  
 زلازل جادو پھٹکر امیر نہایت پریشان ہوئے چار طرف دیکھا کوئی نظر آتا عمرو سے کہا کہ خواجہ سنا بیٹھے کہ  
 آواز کیسی آئی جواب دیا کہ ہاں حمزہ سنا میں نے یہ کوئی ساحر زہر دست ہے خدا اس سے محفوظ رکھے لیکن امیر نے جو  
 دیکھا عمرو غائب ہوئے کہ عمرو کہہ رہا تھا کہ خدا ہم تک کسی کھالیں میں چھے ہو کہا کہ اے حمزہ میں تو کلمہ ہماری  
 آواز سے تیرے پاس کھڑا ہوا ہوں عرض رات کو تو وہیں رہے عمرو بار بار امیر سے کہتا تھا کہ حمزہ اسکا منہ پڑھا امیر  
 مدھر پڑھ کر صحرابند مکر قریب صبح سو رہا جب رات نازح کا قریب آیا عمرو پکارا اے حمزہ کیا سو گئے آئمہ لکر آپ کو  
 لکر کے افان کی امیر بیدار ہوئے نادانہ صبح لبرائے عمرو سے کہنا کہ خواجہ پلے مارا اُس جادوگر کا عرض ہے کہ لکر جوتے آقا  
 کی تھی اس محنت کو روا ہوئے امیر دما کو لے جاتے ہیں کہ خداوند دیو عنقا کماں ساہو نے قتل کیا ہو کہ میں جا کر استغری  
 مرد سے چھڑاؤں عمرو بھی ساتھ ساتھ مگر نہایت خائف و ترسان تھیں سے رو دیا کہ شریار کہ ہم اُس ملک کا شریار تو رہے  
 تھا اور بادشاہ وہاں کا اگوان شاہ تھا مسلمان آسمان پر ہی کا تابع زمان اُنھے جو سنا کہ دلزلہ قاف کو یکپہلے سلیمان  
 جنت آسمان پر ہی حمزہ صاحبقران زمان سے استقبال کو آنا نہایت اعزاز و اکرام سے شریار میں لایا دعوت و مناس

کی صاحبزادان نے اکوان شاہ سے احوال اپنا بیان کیا اور کہا کہ زلازل جادو بھائی زلزلہ جادو کا دیو حقا  
 کو پکڑ لیا جو میں اس کی دہشت میں تھو ہوں نہیں معلوم ہوتا تھا اس نے عرض کیا اور پھر بارہ بجے نہیں معلوم کہ وہ کہاں رہتا  
 ہو ذرا باک تماش کرنا اس نے ہر کار سے ہر چار جانب واسطے سرخ زلازل جادو کے رد انداز کیے ایک دن اکوان شاہ  
 ایک ڈالی انگور کی صاحبزادان کے لیے لایا امیر نے جو اسے نوش فرمایا بے لذت پانی اگر بھی ایسے انگور نہ کھائے  
 تھے فرمایا اور اکوان میں نے تمام عمر اس مزے کے انگور نہ کھائے تھے مگر یہ کیا کہ اس نے دونوں میں سے آج یہ انگور کھا لیا  
 اور کبھی ہمارے واسطے دلائے اکوان نے ایک آدھ سردول پرورد سے کھینچی اور رو کر کہا اور پھر بارہ بجے  
 میرا کہ اس میں صرف یہی آگیں ہیں اور میں نے اس کو جی ممت سے تیار کیا تھا جب وہ باغ اپنی مراد پر آیا تو اس کو ایک  
 دیو نے کہ نام اس کا ہوشنگ ہے مجھے پہچان لیا ہے یہی اس کی اناہت ہے کہ سال بھر کے بعد ایک ڈالی میرے واسطے  
 بھیجتا ہے اگر وہ یہی دیوتاؤں میں اس کا کہا کہ اس کی مراد ڈالی میں نے نہیں کھائی آپ کے واسطے لایا امیر نے  
 فرمایا تھے چلے سے ذکر کیا خیر اب تمہارا باغ اس دیو سے دلوادو نکلتا تھا کام آتا ہے کہ تم مجھے وہاں تک پہنچا دو  
 پھر میں بھی لوٹا آئے گا کہ اگر اسے شریا رو دیکھے جاتے دیکھے اگر خدا نخواستہ پھر کچھ ختم نہ ختم ہو جائے تو ملک و قاف کے ماسٹروں میں  
 مشغول ہو گا دوسرے وہ دیو میرا اور زیادہ دشمن ہو جائیگا اب وہ دلوادو ان انگوروں کی شراب بنوا رہا ہے اور سالہا سال  
 چتا ہو آپ ہرگز وہاں جاتے گا اسے وہ دیکھے فرمایا میرے کچھ میں ہاؤنگ اور اس میں کھانے کا سوٹھا اکوان شاہ نے  
 مجبور ہو کر چوڑی ہر کار سے کی ساتھ کی کہ پہنچاؤ صاحبزادان رواد ہوئے جب وہ باغ قریب رہا ہر کار سے  
 چتا بنا کر چلے گئے صاحبزادان اس باغ کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ واسطے دروازہ باغ کے پہنچے لکھنا  
 اتفاقات روزگار دیو ہوشنگ دروازہ باغ پر بیٹھا ہوا میرا صوالی دیکھ رہا تھا کہ کیا ایک دیکھا کھنے کہ وہ آدمی  
 اسی باغ کی طرف چلے آئے ہیں لکھنا کہ ایسا آدمی اہم کون ہو اور کہاں آئے ہو کیا نہیں جانتے ہو کہ یہ باغ میرے  
 قبضے میں ہے صاحبزادان پکارتے کہ ادھر امیر آپ لائے اکوان شاہ کا باغ ضبط کر لیا جو میں آتا ہوں کہے  
 سزا دینے اور باغ اس کا اسے دلوادے کو ہوشنگ نے کہا کہ تو ایسا ہی زبردست ہو فرمایا کہ میں نے تمام ہر کار  
 قاف کو دیر کیا ہے اور کوہک سلیمان میرا لقب ہے سکر وہ دیو اور ششاد ہاؤنگ میں پڑ کر صاحبزادان پر چلا اور  
 صاحبزادان بے خبر رہے تھے کہ خاک پر پل کی اور ایک بچہ گر کر صاحبزادان کو لیے ہوئے چلا گیا دیو نے  
 عمرو کو گرفتار کر لیا کہ تو ہراہ آگیا تیرے کباب کر کے کھاؤنگا اور پھر اکوان شاہ سے بھگدڑا کہ میرے اوچا سے  
 دلواد قاف کو بھیجا تھا ہر کار سے خبر نہ کر سکا اور تمام کیفیت اکوان شاہ سے بیان کی وہ نہایت مضطرب ہوا  
 قضا نزدیک ہوا اب یہ دیو کا ریکو زندہ چھوڑینگا اور بیان دیو ہوشنگ نے کوئے سٹائے اور عمرو کے کباب کھانے  
 کی تیاری کی مگر مال صاحبزادان با اقبال کا شیخہ کہ اس کے جو کھلی اپنے کو ایک مکان میں اسیر غل وز بخر اور گرفتار  
 سوچا یا اور ایک طرف دیو حقا مطلق و سلسل نظر آیا اور ایک جادو گر رشتہ رو کر یہ منظر سب سے کام کو دیکھا کہ بالکل  
 تیار ہوئے ہوئے زمین پر اسے وہاں آریا ہر میں لیٹے ہوئے منہ سے خیلے آتش نکل رہے ہیں آگ میں دونوں سرخ  
 خیلے مانتے بڑھ چکا ہوا ہریت شائے سے کسی تک جہد سے ہوئے ہیں اسباب سحر اس رکھا ہوا اس سے سحر سے  
 صاحبزادان سے کہا کہ کیوں یہ دون تجھے یاد نہ تھا جو تو نے میری بہن کو مارا میں وہی وقت تجھے عوض دیتا گیا  
 سمجھ کر تو ایک اہل سحر ہو جادو میرا بچہ کا گرہنگا میں بھی زلزلہ جادو کی طرح تیرے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اب  
 میں نے اسم اعظم پرا بند کر لیا ہے اور مجھے پکڑ لیا ہے اب تیرے گوشت کے کباب لگا کے کھاؤنگا اب اس کے



عقدا کو ہنرا ہوتا تھا صاحبقران نے اب جو خیال کیا بالکل اسم اعظم یاد دہی کمال طال ہوا اور بقیہ مرگ ہو گیا  
 خیال ہو اگر ایامیر متوہمان پختہ ہو عمرو کو دیو ہوشنگ پڑ لیا اور کان اسے کاسہ کو زندہ چھوڑ دیا جس طرح ہو  
 عمرو کی ہر اسی جادوگر سے ملکر اپنا پاسیہ اپنے دل میں قرار دے کر گیا کہ ایو زلازل جادو میں نے تیری پس  
 کو نہیں اس بلکہ میرے ساتھ وہ جو شخص دہلا سا تھا عمرو اس کا نام ہوا اُسے مارا اور وہ اسی باغ میں دیو ہوشنگ  
 کے پاس پر زلازل نے کہا میں ابھی جا کر اُسے لانا ہوں یہ کمر بند و سر پر دہر کے رواد ہوا اور رُسوقت پر ہنگ  
 دیو ہوشنگ عمرو کے کباب کیا چاہتا تھا ایک چھری چوکی پر نکل ان چھریاں کاسے ہر کھینے میں آگ دیکر رہی ہو کہ  
 زلازل جادو ہو پناہ عمرو کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا دیو ہوشنگ پکارا کہ ارے فلاکوں پر جو میرا اختیار  
 ہے جاتا ہوا کیا میں یہ کمر پر واز کی اور نقاب میں زلازل جادو کے پناہ زلازل نے جو پٹ کر دیکھا کہ دیو قریب  
 آ گیا ہوا اسم سرخ حرم کیا کہ زناد تیرہ دیو ہو گیا ہوشنگ نے کمر دیکھا کہ زنادیہ عمرو کو دھریا اور کون لیا ہوا ہار مجبور  
 بچا اور سوچا کہ ہاگر اگو ان شاہ کو اسے اور ارشاد دیکر کر بیخ شرا کو ان کا کیا کر زلازل جادو عمرو کو لیے  
 ہوئے پاس صاحبقران کے آیا اور کہا کہ میری عمرو ہی سے زلازل جادو کو مارا ہوا میرے اسی زلازل جادو سے  
 تو یہ بڑا ہے میرا بھائی ہر جسوقت سے تو مجھے اس کے ساتھ سے اٹھا لانا تھا مجھے اس کی خبر معلوم تھی میں نے اس سے اسے  
 کچھ نہ بکرا اسے ملوایا اور اسے تیری پس کو نہیں مارا بلکہ حقیقت میں میں ہی نے مارا ہوا اب تمہارا جی چاہے وہ میرے  
 ساتھ کرو اختیار باقی ہر عمرو نے جو تیرے امیر کی سنی کیا ایو زلازل میرا لقب سر نہ ہا جادوگر ان ہر میں نے  
 فلاکوں ساحر اسے میں اور تمہاری پس کا قاتل میں ہوں حمزہ بے قصور ہر زلازل نے کہا کہ میں دونوں کو مار  
 ایک کو زندہ نہ چھوڑ دیتا اور اسے اپنی دونوں بیٹوں کا ایک جادوگر کے ہاتھ ملوایا کہ سو سن جادو اور نرسین جادو  
 جکا ہم تھا وہ دونوں ایلین سلام کیا بیٹھیں زلازل نے کہا کہ بیٹا یہ دونوں شخص قاتل ہیں تمہاری بھو بھی کے میں  
 کو کچلا باہر تھیں ان کے کباب کھاتے کو بلا یا ہو وہ دونوں بہت خوش ہوئیں اور کہا کہ بابا جان آدمی کا گوشت  
 بہت سوتا ہوتا ہر شراب پی کر خوب کھا چکے اب زلازل جادو نے لائیں ہوا میں اور ناچ شروع ہوا شراب  
 کا دور چلنے لگا جب زلازل جادو مست ہوا دونوں بیٹوں کے اختلا کر کے لگا چھوٹی بیٹی کو دینا آہٹیں گے  
 سے بہت گئی زلازل اس سے بہتر ہوا ایسی بڑی لینی ہوتی ہو کہ باوا جان میں کیا محروم رہو گی زلازل اس سے  
 علیحدہ ہو کر اس سے بھی اسی طرح پیش آیا دونوں سے اپنا منہ کالا کیا اور امیر ان کے اعمال پر نفرت کر رہے ہیں  
 کہ ایو فلاک تو کیا کیا تہاشے دکھاتا ہو کہ ہم جد سے ہوں اور ہمارے سامنے ایسے ایسے فعل ہوں مجھ طرح کی محبت  
 ہو کر اب رات کو لی دو پیر گئی ہر شے شراب کے تیز میں کہ ایک سر تہ نرسین جادو کی آنکھ چلی اور نظر امیر پر پڑی  
 کھٹ گئی کہ اب کباب کب کھاتے میں آجئے زلازل کہ ہوا کہ جب تم کوئی پیسٹر ایک اٹھی کہ بابا جان میں تو  
 اس شخص کے کباب کھاؤ گی کہ ذرا فرما ہوا اس کا گوشت اچھا ہو گا اور اشارہ امیر کی طرف کیا دیکھ رہی تھا  
 کہ واہ بن اسے تو میں پہلے سے تجوڑ چکی تھی جو تم بلو گی نزد سرامو اس کیل کس کام کا ہو فرض کہ بیان تک ہر میں  
 کہ دونوں میں ہاتھ پائی بہتے گی زلازل نے بیچا ڈگر سے لٹا لیکن اب ان جنوں کی کیفیت ہو کہ بائیں بکی بکی  
 کر رہے ہیں بالوں ڈالتے کہیں ہیں بڑا میں ہر عمرو نے امیر کی طرف دیکھا اشارے سے کہا کہ اے خواجہ مجھ  
 تو معلوم ہوا کہ کسی نے انہیں بیوشی دی ہو مجھنی خوب فہم میں سے نے اپنا کام کیا سہان اٹھ گیا ابھی عیاری کی  
 عمرو نے کہا کہ حمزہ میں خود میرا ہوں کہ کسے انکو بیوشی دی ہے سر صدقات و ظلمات ہوا آدم زاد کا جان گذر

نہیں آئے کون سے باتیں نہیں کہ زلازل پریشان سوار ہوا سرزمین جادو کی قوت بقصد پیورہ دوڑا تھا کہ  
 لوگڑا کر اگر اور بیوش ہو گیا سرزمین و سوسن اٹھانے کو چلی نہیں کہ وہ بھی بیوش ہو گئیں گانوں میں سے ایک  
 گانن اٹھی اور صاحب جفران کو سلام کیا اور کہا کہ میں غلام ہوں آپ کا ادلوس منی نور الدہر نے مجھ کو اپنا بھائی  
 کہا ہے میں بنا ہوں بادشاہ ظلم کو ہر بار مکمل خان جادو پکڑا لیا مگر ابنی صورت اصلی بنائی اب امیر کیا دیکھتے ہیں کہ  
 گردن تو نہیں پر دوڑوں شانوں پر ایک سر رکھا ہے میں آنکھیں میں تھوڑے کما کہ حمزہ میں اسے پہناتا ہوں امیر  
 نے فرما کر خواجہ نور الدہر نے کیا سمجھا اسے اپنا بھائی کیا اتنا صورت نہ شکل عجیب الفت جادو اس کے سر پر  
 بہت ناخوش ہوا اور منہ پھیر کر چلا عمر و نے کہا کہ حمزہ تو نے غضب کیا کہ اسکو بزار کر دیا ابھی جو ہو مل میں  
 آئیے تو پھر ہمارا اتھارا پچنا جت مشکل ہو پھر صا جفران نے پکار کر کہا کہ ادلوس تم میں یونہی چھوٹا ہے  
 بھی احسان بھی کیا تو ادھر اور تم ہمارے کئے سے خفا ہو گئے ابھی خطا ہماری معاف کر دو میں اگر ربا کروا دوں  
 سے عمر و پکار کر ادلوس ای شاہزادہ ظلم کو ہر بار تم بیان تو آؤ بھی نہیں قسم پر شاہزادہ نور الدہر  
 کے سر کی ہماری شکل آسان کیے جاؤ غرض ادلوس آیا اور پکار کر ہا کہ زلازل کو قتل کرے ہر چند خنجر اسکی گردن  
 پر پھیرا لیکن پست بھی نہ کٹا کسو اسطے کہ زلازل جادو روئین من ہر اب ادلوس جبران ہوا کہ کیا کرے  
 امیر نے کہا ادلوس وہ طاق میں شیشہ باطل اسکو رکھا ہے اسے اتار کر توڑ ڈالو اسکا عظم ہمارا بند ہو کھل جائے  
 تو ہم اسے قتل کریں اسنے کہا کہ بہت اچھا میں شیشہ اترے لانا ہوں اور قصد کیا کہ شیشہ اسے طاق بند ہو گیا  
 ادلوس بھی ادبھا ہوا طاق اور زیادہ بند ہوا ہر جہاد لوس نے ہا ہا شیشہ ہا شیشہ لیکن نہ آیا امیر نے فرمایا بھائی  
 ادلوس باطل نالائی ہو مکمل خان کا بیٹا کا سیکو اگر اسکی اولاد ہوتا تو سر ضرور جاتا ہوتا مگر یہ کچھ بھی نہیں پتا  
 اسے مکمل خان کی اولاد کا ہے کہیے ادلوس ہا باتیں سکر اور بھی آزر دہ ہوا اور کہا کہ مجھے سر دکان میں جاتا  
 ہوں آپ ہا خدا اور زلازل جادو جانے یہ کھر چلا تھا کہ عمر و نے کہا کہ ای حمزہ پھر تو نے ایسے کلمے کہے کہ ادلوس ناراض  
 ہو گیا پھر دیکھا اسطے کہ خنجر چھوٹا پلائی حمزہ دقت خوشامد کا ہو نہ کہ غصہ اسے ناراض کیا بس صاحب جفران نے  
 پکار کر کہا کہ ادلوس تم کیسے نور الدہر کے بھائی ہو بس بسنے میں اور غیر میں ہی توفیق ہوتا ہے ہم اگر نور الدہر کی  
 بھی توفیق سر نہ اٹھائے اور نہ تو چھوٹا بھائی نور الدہر کے بھائی ایسے کلمات کہیں فیری نسبت کوئی ایسا کچھ کہہنا  
 ہوا اور بھی معلوم ہوتا ہے کہ تم بڑے بڑے مزاج ہوا اور اگر ہو بیان قتل کرنا تو اسے نور الدہر نہ کہیں گے کہ عا و خب  
 حق بھائی گری کا ادا کیا ادلوس یہ کلمات سکر دل میں پشیمان ہوا اور پھر عا و خب باندھ کر عرض کی کہ ای شہر بار میں  
 اس مرتد کو کیوں کر ماروں یہ نور وین تن ہر آہیں بہن پر عمر و بولا ادلوس تم ہماری شاگردی کرو تو ہم ترکیب  
 بتائیں ادلوس نے سر جھکا کر کہا کہ مجھے توفیق سے آندہ کیا کی گئی من رہ کر کچھ حاصل کروں عمر و نے کہا کہ ای  
 ادلوس دوڑی جڑی پھر کی سلین لاؤ ایک سل اس کے سر کے نیچے لکھو اور دو سری سل پھر اس کے سر پر مارو کہ سر  
 اس کے سر سے ٹکے ہو جائے ادلوس نے کہا کہ عا و خب کیا کہیں اسہم نہیں کلم کر کے زلازل جادو کو مارا  
 جب وہ فی النار ہوا امیر اور عمر و قید سے چھوٹے شیشہ باطل اسکو طاق سے اتار کر توڑ ڈالا سوسن اور سرزمین کو  
 بھی قتل کیا اور جتنے جادو گرتے سب کا استیصال کیا صاحب جفران نے ادلوس کو گلے سے لایا اور کہا کہ تم ہمارے  
 محسن ہو اور سفارش نامہ کہے پاک نور الدہر کو دینا ادلوس تو چلا گیا مال و اسباب زلازل کا عمر و نے لیا اب اس کے  
 امیر نے دیو علقا سے کہا کہ جلد مجھ کو شہر انور میں لے لیں ایسا نہ کہ دیو چو شنگ کو گون کو ایہ ارمانی کرے اسے لے کر



میں بادشاہ کو ان کیوں سے اس کے قتل کو کہا اور عتقا امیر اور عمر و کو لکھا اڑا اس وقت شہر انور میں پہنچا کہ وہ ہوشیار  
 نے شہر کو غارت کر دیا ہر بنوں کو کھانیا جو خواروں کو قتل کیا جو لاکھوں شہر سے بھاگ گئے ایک شہر کا عالم ہر چہرہ کو ان شہر  
 ہا بلوسی و خوشامد کر رہا ہر لیکن دیہات میں مانا کتا ہر کہ تجھے بغیر قتل کیے داؤ کا تو نے دلا دیا تو ان کو میرے قتل کے واسطے  
 لیا یا تھا اب وہ کہاں ہوا ہے اپنی حمایت کو بلاؤ ان شاہ کی کانٹوں سے آنسو جاری ہیں بغیر مرگ ہوئے وہاں  
 انکے راہی کو اے خالق سب سے کوئی اس وقت ہرین میرا مددگار نہیں ہو چکا اس ظالم کے ظلم سے بچا بہن و ردا ان حکم کو  
 صاحبزادی کی صد اہسنان سے آئی کہ اوکاڑہ پہنچا میں تیری جان کا مک الموت کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے دیو ہوش  
 نے جو صاحبزادان کو دیکھا ہوش باختہ ہوئے مک الموت کا سامنا ہو گیا مگر وراثت شاد جو ہاتھ میں تھی اسے صاحبزادان  
 ہر راہی امیر نے وراثت شاد اسکی خالی ہاتھ تھڑے عزب سلیمان کا کر پڑا کر اس کے دو ٹوکے ہوئے ایک قتل ہو گیا وہ  
 دیو ہوشنگ مار گیا ان کو ان شاہ اگر امیر کے قدموں پر گرا ہم دوسرے شہر نقد ہوئے ان کو ان شاہ امیر کو  
 ان کو ان شاہی میں بادعوت کی لیکن اور لوگ شہر کے دیو عتقا کو دیکھ کر نہایت فاضل ہوئے کہ ان کو اس سے بھی بڑا دیو  
 ہو امیر نے (یا بیکہ خوف کا مقام نہیں ہر اسے کہ میرا تابع حکم ہو سکے ایتنا ہو جائیگا ان کو ان شاہ نے کہا کہ آپ کے ساتھ  
 ہر تو اسکی بھی دعوت ضرور ہو غر حکم دیو عتقا کے لیے دو ہزار دیکن لکھائے کی جس میں کچھ ہاؤ کی کچھ زور سے کی تھیں تیار ہوئیں  
 دیو عتقا و دیکن سمیت کیا گیا غر حکم امیر تین دن وہاں رہے جو غر و زرخست ہو کر ظلم و زور سے ہر ہفت کو ایک  
 گور واد ہوئے دیو عتقا اپنے کاندھوں پر امیر اور عمر و کو بٹھانے ہوئے اڑا جاتا ہر گریبان بادشاہ اسلام اور سردار  
 ذوالاحرام اور سارا لشکر حیران اور ہر نشان ہر جہاز گرد و خاک ظلم کے پھر رہے ہیں غر عتقا ختم ہو گیا ہر اب نہایت گاؤں  
 اسب و خیر کے کھانے کی پہنچی ہر آپس میں کہ رہے ہیں کہ حمزہ صاحبزادان کو لگے ہوئے ہیں ابھر کا غر صگر خدا جانے  
 انہر کیا گداری کہاں لگے یا اسیر ظلم ہوئے اگر مجھوئے ہوئے تو ضرور ہمارے غر لیجئے خدا انکو سلامت رکھے بادشاہ نے حاج  
 میر سے اتار لیا ہر اور تمام سردار پیچھے آئے سرور ہند پر وردگار کو پکار رہے ہیں کہ نقد کی اپنے بندہ خاص کا ہر کو قیہ  
 ظلم سے نہایت دسے یا رہا یا مستغنی کی صدائیں بلند ہیں سارا لشکر دل سے دعائیں مانگے ہر کو تیرا دعا مانگا بہت  
 پہنچا اور آسمان پر سے حمزہ صاحبزادان دیو کی گردن پر سوار مع عمر و بن امیہ نامہ ارجوح مدورانہ قمر گئے میں  
 چلتی ہوئی چہرہ مانند آبی بکے درخشان نمایان ہوئے قتل ہوا کہ صاحبزادان آئے امیر اور عمر و نے قذیبوسی باخدا  
 اسلام کی حاصل کی بادشاہ اسلام گئے سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ کیا وقت پر خدا اکو لایا صاحبزادان کے سب احوال  
 بیان کیا کہا کہ لوح بھی لایا ہوں غرض وہ دن تو گذرا دوسرے روز صاحبزادان نے لوح کو ملاحظہ فرمایا کھانیا تھا کای  
 شکر خدا ظلم اگر لوح تیرے ہاتھ لگے تو توے بلورین بھی ہم پہنچانا کہ حرف لوح کے بالمشافہ دیکھ سکے اور اگر گوے بلورین  
 نہ لگا تو لوح کیا کار ہو کچھ کام اس سے نہ نکلا جائے دو وزن لازم و ملزوم میں بلکہ ایک درجہ لوح بنوا اور گوے بلورین ہوں  
 تو کام نکل جائیگا پس مجھے لازم ہو کہ دیو عتقا پر سوار ہو کر برج سرخان میں جا اور وہاں پل آہنی پر گوے یا تھا اب  
 اپنے گوے بلورین قائم ہوا اتنی طاقت تو رکھتا ہو کہ اس پل کو اکیر سے اس کے نیچے سے ایک دھوان نمودار ہو گا وہ  
 گوے بلورین اسی کنوئین میں جائے کا قصد کرے گا پس تجھے لازم ہو کہ جلدی سے اس گوے کو لے اور اگر جلدی نہ کرے  
 تو بہت لوگ اس کے خزانہ میں اور کوئی لیا جائیگا تو غضب ہو جائیگا پھر تیرے ہاتھ ہرگز نہ آسکے گا اور ظلم فتح نہ ہو سکے گا اور  
 جب گوے بلورین تیرے ہاتھ آجائے تو اس چاہ کے اندر کود پڑ جو عذاب و غرائب نظر آئے لوح کو دیکھنا اور اس پل  
 گرا پس لوح میں دیکھ کر چلے ایک سفارش : مرد دیو عتقا کے لیے آسمان پر ہی کو اس مضمون کا لکھ کر کہ دیو عتقا ہمارا

خدمتی ہو ظلم و درجہ بروج میں چار سہت کام کیا جو اسکی ثابت خاطراری کرنے اور اسکا منصب پہ سالاری جہت سے تھا اسے دنیا کے چار سی خوشنودی ہو دیو عتقا کو وہ نامہ دیا اور فرمایا کہ یہ دیو عتقا اب انکا نام ہمارا دوسرے کہ ہیں بروج سلطان پر پہونچی کے غم بردہ قان کو پہلے بنانا اُسے عرض کیا بہت چو غم کر امیر سب سے رخصت ہوئے کہ اب ظلم کشانی کو جانا جو ن غم و سنے کہا کہ امیر شریار میں بھی غم و سنے فرمایا کہ ای خواجہ اب ہتہ چنا اچھا نہیں خدا جاسے تم کس جہا میں گھبرا ہو ہاؤ گے میں تجھیں سچا نہ سکون لگا تم میں رہو ہاؤ مگر یہ دیو عتقا کے کاہتہ سے پہونچے کے پنے سمون نے دعا دی دیو عتقا صاحبقران کو بروج سرور پر ہاؤ کہ خود رخصت ہو کر چلا گیا صاحبقران نے دیکھا کہ اولوس جنی سامنے سے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ امیر شریار میں نے آپکی خدمت بہت سی کی ہے اس ظلم میں میرا بھی حق ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا ای اولوس اگر پہلے ظلم کو فتح کیا تو تجھیں مددہ جیس دینگے مگر توجہ ہوئے بروج سلطان کی طرف دیکھا کہ ایک بڑا سا گنگا منہ کھڑے بیٹھا ہے عجیب بیٹا ک شکل ہے اور سامنے ایک میل آہتی ہے اس پر گوسے متاب بیٹے گوسے بوریں قائم ہو پس صاحبقران نے اسم پر سر اس میں کو حاکم دہنی طرف سے دیا کہ وہ میل پہ پھر دہنی طرف سے حکم دیا کہ خوب جنبش میں آتا تیری مرتبہ لپٹ کر میل سے دور کیا کہ وہ میل اکھڑا نیچے سے ایک چاہ نمودار ہوا اور وہ گوسے بولنا اور پھر سے نشیب کو چلا امیر دوڑے کہ اس گوسے بوریں کو چاہ میں نہ گرنے دین کہ اس کنولین سے ایک دیوئی ہیرا لنگلی اور وہ گوسے ہاتھ میں بلایا اور پکاری کہ امیر ظلم کش چاہتا تھا کہ گوسے بوریں کو لیکر ظلم فتح کرے پس جابری قسمت میں ظلم کشانی نہیں ہو یہ لکھ چاہتی تھی کہ چاہ میں کود پڑے کہ امیر دوڑ کر اس سے پہنچے کہ اولانہ میں کچے جاسے کمان دیتا ہوں زور ہوتے تھے ایک دو گھڑی میں وہ مرد راست ہو گئی امیر نے چاہا کہ گوسے ہاتھ سے چھینیں کہ اس لٹانے سے وہ گوسے بھیک دیا کہ امیر عفریت نے اسے ایک دیو دریا میں سے نکالا تھا کہ اس گوسے روکے کہ اولوس نے جلدی سے وہ گوسے لیکر صاحبقران کی طرف بھینک دیا صاحبقران نے اس دیوئی کو مار کر گوسے بوریں کو دوڑا اٹھا لیکن وہ دیو پکارا کہ اولوس تو نے بڑا غضب کیا کہ گوسے بوریں میرے ہاتھ سے کھو دیا میں کچے چھوڑنا کب ہوں اور اسکو پکار کر دریا کے اندر لگیا میرے نکلا امیر کو اولوس نے گرفتار ہو جائیگا بڑا صدمہ ہوا بیان لاشہ اس دیوئی کا آپ سے آپ جہاں چاہ کے اندر صاحبقران بھی ساتھ ہی اس کے چاہ کے اندر کود چسے اور ادھر بادشاہ اسلام اور سرداران والا شان نے دیکھا کہ بروج سلطان اور میل مہتاب اور بروج جونا اور شہلہ غائب ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا معلوم ہوا کہ صاحبقران نے ظلم مہتاب فتح کیا سمون نے عرض کیا ظہری کہ شکل اسکی تھے پر سے غائب ہو گئی مگر صاحبقران جو چاہا پر پہونچے تو ثابت نایابی دیکھی اس گوسے بوریں کی روشنی سے راستہ معلوم ہوا آگے بڑھتے ہوئے دور گئے تھے کہ ایک دست سیاہ گوسے بوریں پر چڑا کہ چھین لے صاحبقران نے اس ہاتھ کو پکڑ دیکھا کہ ایک دیوئی سیاہ قلم بہشت ایک گھونسا کے منہ پر صاحبقران نے مارا کہ کئی دانت اس کے ٹوٹ کر حلق میں جا رہے اور بھاگا غل ہوا کہ وہ بال ظلم کو مارا مگر صاحبقران گوسے بوریں کی روشنی میں چلے جاتے تھے جب راہ ریک تمام ہوئی ایک گنبد لاجوردی معلوم ہوا صاحبقران اندر اس کے گئے دیکھا کہ فرش الی رنگ کا بچھا ہوا ہے اور سات تختہ کچے ہوئے ہیں انہر سات جدار نیچے ہوئے ہیں اور بارہ کر سیاں بھی ہوئی ہیں انہر بارہ وزیر مدین سر پر کچے شکر ہیں اور سیکڑوں متصدی حساب و کتاب کھڑے ہیں مگر سب الی لباس پہنے ہیں اور محبت سے گنبد کی ایک زنجیر لگی ہوئی ہے اور ایک سوراخ بہت میں ہے لیکن ڈانٹ گڑی کی آسمین دی ہوئی ہے اور ایک جانب تخت گنبد میں ایک تو انصب ہی صاحبقران ابھی فرار تھے کہ غل ہوا کہ اسے ظلم کش آیا لو اسے جالتے پالتے صاحبقران لوح کو دیکھ کر بارے



کہ میان اگر لوح کے خواہاں ہوں تو اسے یہ لکھ لوح اس کے ہنسنے پھینک دی ایک تخت نشین کہ سب کا حکم دافر معلوم ہوتا تھا  
لوح اٹھاتے کو دو دوا صاحبقران نے کچھ پتھر تھوڑے مقرب سلیمانی مارا کہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے ایک شرر ہوا کہ مارا  
عطا راجا دو کو لینا اس مقصد کو جانتے نہ پائے اور سب طرف سے لوگ دوڑے صاحبقران ان لوگوں کو اسے دیکھ کر  
زنجیر پڑ کر سخت گنہ پرہیز ہو گئے اور اٹھ جاتی ہوئی تھی اسے ملوہ کیا بس مانتھی اس کے جہا ہونے کے بھت سے پانی گرنے لگا  
یسا تنگ بارش آب ہونی کہ جتنے لوگ تھے سب غرق ہوئے اور پانی بلند ہونے لگا جتنے کہ صاحبقران کے قریب پہنچا  
اس وقت لوح دیکھ کر اس نے تو سے میں قلاب لگا ہوا تھا جسکا دھا کہ تو ان کو لگا سوراخ نمایاں ہوا اور ایک سوراخ دھا دکھائی دیا  
وہ صاحبقران پر چلا نہ ہو بلکہ لوح صاحبقران سے وہ کو سے بورین دکھایا کہ اس میں تھوڑے کی اس جگہ سے جھک گئیں صاحبقران  
لکھ لوح اٹھ کر کے منہ میں کو دپڑے راستہ معلوم ہوا روانہ ہوئے ایک دروازہ دکھائی دیا تھوڑے جگہ اسے کو ایک باغ تھوڑے  
کہ اس میں سوا سے گلاب کوئی دوسرا بھول رہا تھا بہت خوش ہوئے شکر پروردگار بجا لائے دیکھا کہ باور ان خوش گمان  
اور سیرانی کر رہے ہیں ذکر حق سہانہ دنیالی میں معروف ہیں سیر کرتے چلے آئے تھے کو آواز جنگ و رہا کی کان  
میں آئی آگے بڑھے ایک بارہ درسی دکھائی دی اس میں سات تخت بچے ہوئے دیکھے اور ہر ایک تخت پر ایک ایک  
نازنین مرطعت بیٹی ہوئی تھی جام سے گل رنگ گردش میں تھا ناچ ہو رہا تھا سانچ رہا تھا گرد و اطراف ان نازنینوں  
کے اور نازنین کھڑی تھیں انھوں نے صاحبقران کو جو دیکھا تعلیم کے واسطے انھیں جام خراب کا سے لیکر  
جلین امیر نے بلکہ لوح جو جام تو چھو نازنین کے ہاتھ سے لیکر لی بیت ساتوین نے جام دیا اس سے بھیک دیا نہ پیا  
آئے کھا کہ او شہر مار رہا آپ نے کیا کیا کہ میرے ہاتھ سے جام نہ پیا بلکہ بھینک دیا کیا میں اس قابل نہ تھی صاحبقران  
نے فرمایا کہ تم خالص سی شریفین دو لگا کر خوش ہو جاؤ گی یہ لکھ لوح سے گو سے بورین سامنے اس کے بھینک دیا  
کہ لو اسی کی تم خواہاں تھیں وہ نازنین خوشی خوشی گو سے بورین لینے کو دوڑی جب قریب گو کے پہنچی صاحبقران  
کے جتنی تھوڑے مقرب سلیمانی کر پائی ماما کہ مانتہ خیار قرآن کے دو کڑے ہوئے پھر گو سے بورین صاحبقران  
نے اٹھا لیا پھر ایک غوغا ہوا کہ مارا زہرہ جادو کو لینا اسے جانتے نہ پائے صاحبقران کسی طرف متوجہ نہ ہوئے  
اور جس نازنین کو مارا تھا اس کے تخت پاس آئے تخت کو بلکہ لوح وہاں سے اٹھایا دیکھا کہ ایک تھوڑے سنگ نصب ہو  
قلاہ اس میں جڑا ہوا جو قلابہ میں ہاتھ ڈال کر جھکا دیا اور یہ وہ صاحبقرانی آئے اکبر کے ملوہ بھینکا مرطعت  
کا نمایاں ہوا اور دو دگر نازنین سے نکلا صاحبقران دو رہت گئے دیکھا کہ ایک گنڈ سیاہ اسی لقب سے نکلا  
اور صاحبقران پر دو نازنین امیر نے گو سے بورین اسے دکھایا وہ گنڈ ایک طرف کو بھاگا صاحبقران اس کے  
لقب میں روانہ ہوئے بیان بادشاہ اسلام اور تمام لشکر نے دیکھا کہ میل زہرہ غائب ہوا اور برج نور دینراں  
دو نون ناچ رہے ہوئے فرمایا کہ طلسم زہرہ صاحبقران نے فتح کیا مگر صاحبقران اس گنڈ سے کے عجیب دور  
چلے جاتے ہیں یسا تنگ دوڑے کہ بانوں میں چھاسے پڑ گئے پاؤں تنگ گئے اب یہ حال ہو کہ گر گر پڑتے ہیں  
اور پھر اٹھ کر دوڑتے ہیں آخر کار دعا مانگنا شروع کیا کہ دیر سے ایک مرکب با ساز و دیراق مرصع دیکھا لوح  
کو دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے مرکب امیر کو دیکھ کر وحشت کرنے لگا صاحبقران نے فرمایا اے وحش تو میری  
سوار میرے واسطے ہو کیوں وحشت کرتا ہو یہ سکر وہ رام ہوا صاحبقران کو تھکنے لگا صاحبقران نے گو سے بورین  
اسے دکھایا وہ جھک گیا صاحبقران پشت پر اس کی سوار ہوئے وہ ایک طرف لیکر روانہ ہوا انھوڑی دور  
ہلے تھے کہ مرکب کی آواز بلند ہوئی دیکھا تو سات سوار اور سات شاطر اس کے ہمراہ اور بارہ سوار

پہنچے انکے درویش پاس پہنچے ہوئے سانسے سے غمزدار ہوئے اور صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ کیا خوب مرگ  
آپ کا ہو سبحان اللہ وہ یہاں نے ابھی لیا ہے یا مدت سے آپ کے پاس ہو امیر نے فرمایا کہ یہ کیا چیز ہو اس سے  
دیا وہ عمدہ عمدہ میرے پاس ہو کر تم دیکھو گے تو بہت خوش ہو گے بادشاہوں نے کہا کہ وہ کیا چیز ہو صاحبقران  
نے گونکا کر دیکھا یا ان سبھوں نے ہاتھ پھیلائے کہ ہمارے ہاتھ میں دیکھیے امیر نے فرمایا کہ ایک شخص تم میں سے لے دے  
وہ دن ایک تاجدار کے سب کا انفر سلوم ہوتا تھا وہ آگے بڑھا کہ مجھے دیکھیے امیر نے گوسے بھر میں ہاتھ سے ڈال دیا  
کہ لو وہ گھوڑے سے کود کر گوسے بھر میں لے صاحبقران بھی ساتھ ہی مرکب سے کودے اور کھینچتا تھا عقرب سلیمانی  
ایک ہاتھ جو مارا اس تاجدار کے دھڑکے ہوئے اور خود گوسے بھر میں کو اٹھایا اور آپ اس کے مرکب پر سوار  
ہوئے اور دن نے غل مجاہد کہ اسے آفتاب جادو کو مارا لپٹا اسے امیر نے خیال بھی نہ کیا کہ یہ کچے کیا ہیں  
اور وہ گھوٹا امیر کو ایک درخت چنار کے پاس لایا امیر نے حکم لوح اس درخت کو اکھڑا پیچے اس کے ایک چاہ  
دکھائی دیا امیر اس میں کود پڑے بیان بادشاہ اسلام اور تمام لشکر نے دیکھا کہ ہرج اس مدت گیا اور گوسے  
آفتاب مع میل نقب میں گر پڑا سب سمجھ گئے کہ ظلم آفتاب امیر نے فتح کیا مگر صاحبقران جو نقب میں رہا وہ  
تھے جب اسکو ٹوکر کے باہر نکلے دیکھا کہ ایک شیر جھکا ہوا اور ایک آدمی گوشت بکری کا شیر کو دکھا رہا ہے جب  
شیر جھک کر باہر آیا کہ نہ بڑھا کر اسے لے وہ آدمی اس پار چلا گوشت کو ڈالتا ہو شیر غرا ہوا اور زنجیر نوڑ ڈالتا  
کا خضر رکھتا ہو کہ اسی اثنا میں صاحبقران ضیغ شکار جو سانے سے غمزدار ہوئے اس شخص نے شیر کو چھوڑ دیا  
وہ شیر امیر شیر گیر پہلے آ رہا تھا صاحبقران نے اسکا حملہ روک کر گوسے بھر میں اسے دکھایا کہ وہ شیر اس  
آدمی کی طرف جو اسے گوشت دکھا رہا تھا جھپٹا اور ایک ٹپا بھڑکایا کہ وہ گرا شیرا سے کیا گیا امیر نے قریب جا کر  
اسم پڑھ کر دم کیا کہ وہ شیر بہت ہو کر رہ گیا جیش شکر کا امیر نے حکم لوح ہاتھ پھیر عقرب سلیمانی کا مارا کہ اس شیر  
کے دو ٹکڑے ہو گئے بس اتنی سی سیاہ چلی زمام تیرہ دمار ہو گیا اور آواز پیدا ہوئی کشتی مرانا مین اسد جادو بود  
بس پھر جو شنی ہوئی امیر نے ایک میدان وسیع میں اپنے کو دیکھا حکم لوح ایک طرف کو روانہ ہوئے جاتے  
ہاتھ ایک کوہ نظر آیا زمرہ کوہ ایک چٹھہ دیکھا امیر قریب آئے لگے ایک سنگ نکلا امیر نے نہ من اس کے کوہ چڑھے  
وہ لیکر امیر کو فوق ہو گیا صاحبقران نے اپنے کو ایک دروازے پر پایا دیکھا کہ دروازہ بند ہو کر قفل چڑھا ہوا  
امیر نے حکم لوح زنجیر کو کاٹا دروازہ کھولا اندر داخل ہوئے دیکھا کہ ایک باغ رشک گلزارم ہوا اور ایک  
عمارت عالی شان آسمین بنی ہوئی ہو اور ایک طرف نریو اور بیچ میں اس منار کے ایک میل فوٹا دی باغ  
ہو اور مقابل میں اس میل کے ایک قراہ بہت بڑا کہ آسمین کوئی سو میں شراب سمائے رکھا ہوا ہو اور قفل  
آتش آسمین سے بلند ہوا اور ایک عمود گر ان سنگ آسمان رنگ قریب اس قراہ کے رکھا ہوا اور ایک  
سمت کو بارہ مرد پیر بارش سفید شمشیر اسے برہنہ ہاتھوں میں لیے ہوئے بیٹھے ہیں اور ان کے پس پشت بارہ  
نوجوان تندرست عریان ہاتھوں میں کھالے کھڑے ہیں ایک طرف بارہ رنگین سیر و نمرہ درون منسکی  
ملواریں علم کیے ہوئے اسٹافہ ہیں جیسے ہی ان رنگین کی نگاہ امیر پر پڑی وہ ڈرے کر لینا ظلم کشا کو جاتے  
نہا نے صاحبقران نے لوح کو دیکھا اس قراہ کے پاس آکر وہ عمود اٹھا کر قراہے پر مارا کہ شہر اب تو  
اور خطما سے آتش بھڑک کر ان رنگین پر اور ان آدمیوں پر گوسے کوہ چلنے لگے تمام مکاتون میں آگ لگ  
گئی امیر کو لوح سے آگاہی تھی کہ خطما سے آتش سے پنا امیر بھاگے اور اس حوض میں کودے اور



پست کر اس میں کوٹھا ڈاؤر دیا تو میں نے قاضی کو دیکھا اور دروازہ نمودار ہوا اندر دروازے کے داخل ہوئے  
 یہاں لشکر دانون نے دیکھا کہ شکل مریم خلعتی اور سرخ غریب اور سرخ حمل نابود ہوئے معلوم ہوا کہ صاحبقران نے ظلم  
 کو فتح کیا یہاں صاحبقران جو داخل دروازہ ہوئے دیکھا کہ ایک فقیر صندلی رنگ ہوا اور بارہ فقیر صندلی پوش سائیا  
 بہتے ہیں اور بارہ فقیر معروف رقص و غما میں بارہ فقیر عورتا شاہین صاحبقران کو جو دیکھا کہ ایک بکا راعشق اللہ  
 ہوا ابا آدم رنجور ماؤ جو فقیروں کو میسر ہوئے کھاؤ اور ہر ایک مستغرق حال تھا کہ تم کون ہو یہاں کیونکر تشریف لائے آئے  
 کیا سبب ہو امیر حمزہ صاحبقران نے کہا کہ لشکر سیاہ گرواب ظلم میں پھنسا ہوا ہوا آیا ہوں کہ ظلم کو توڑوں اور ان  
 سب کو نجات دوں وہ بچارے غفلت میں تھے تو نے ظلم کو فتح کیا مجھے ایک خود قریب واسطے بہت خوب رکھ  
 چھوڑا ہے وہ دروازہ بند ہوا ہے کہو کر اندر جا اس شخص کو مجھ سے یہ حال لا امیر نے لوح کو نہ دیکھا قریب میں  
 آگئے کہ سبب فقیری وضع کے سچا ہوا کر اس دروازے کے پاس گئے دروازہ کھولنے کا قصد کیا تھا کہ جتنے فقیر  
 تھے سوئے پڑ پڑ کر روئے پکارے کرینا اس قاتل ساحران کو امیر نے گہرا کر لوح کو دیکھا تھا کہ ایسی چیز تھی  
 ان فقیروں کے لئے سے دروازہ کھولتا اور نہ جاتا اور اگر تو نے ادراہ غلطی دروازہ کھولا تو سب غلہ رلا عثمان  
 پڑ پڑ کر تھکے روئے اگر ایک لاشی بھی تھکے پڑ گئے تو کام نہ تمام ہوا ہائیکا کچھ صاحبقرانی تیری نہ ہونگا چاہیے کہ تھکا  
 تھکے تھکے کر بیٹے اور فیرت ولا بیٹے کہ تو صاحبقران کھاتا ہوا جو صاحبقرانی بھاگا جاتا ہوا اور سب  
 جرات و ہمت تو کہہ ان باتوں پر ہرگز اعتقاد کرے جواب نہ دیا اور پیچھے ہٹ کر نہ دیکھا جاتے جاتے ایک  
 مسجد ان میں پورے گاہ کہ چار میل وہاں قصبہ میں ان چاروں میں یوں کے بیچ میں بیٹھ کر اسم پڑھ کر فقیروں کی طرف دم  
 کرنا وہ آپس میں نہ کر رہا تھکے ایک باقی رہا ہائیکا اسے خود مار لینا صاحبقران دیکھا کہ وہ فقیر کچھ دیر  
 امیر کو وہ میل نظر آئے بیچ میں ان میں یوں کے بیٹھ کر امیر نے اسم پڑھنا شروع کیا وہ فقیر ابھرے ان میں یوں کے  
 غل ہمارے ہیں کہ تو بیکار پڑھ رہا ہے لیکن اندر میں یوں کے نہیں آسکتے جتنے کہ امیر نے اسم کو ختم کر کے فقیروں  
 کی طرف دم کیا انہیں وہ اتفاق پیدا ہوا کہ لڑنے لگے آخر سب ہوئے جب ایک فقیر گیا امیر نے عجبت کر تھکا رہا  
 کہ اس کے رد و حرکت ہوئے ایک شور و غل پیا ہوا آئے ہی چلی جان نیرہ و تار ہو گیا تھکے ہاں اندر برق کے چلنے لڑگیا  
 سہائی وہ میل کہ شکل مشرقی چہرہ بنی ہوئی تھی قاضی ہو گیا اور ہر جہت فوس و حوت نابود ہوئے اب جو روشنی ہوئی  
 صاحبقران نے انہیں میں یوں میں اپنی لوح کو دیکھا کہ اسم اعظم پڑھنا شروع کیا جب ایک سو ایک مرتبہ پڑھ چکا  
 ایک شخص صہب شکل و کھائی دیا کہ جسکے سات سر میں بارہ ہاتھ ہیں ہاتھی پر سوار ہوا ایک ہاتھ میں تصویر ہینڈ سے  
 کی ہوا ایک ہاتھ میں تصویر لگاؤ کی ایک ہاتھ میں تصویر دو شخص تو اسم کی ایک ہاتھ میں صورت سرخانی کی ایک ہاتھ  
 میں تصویر شیر کی ایک ہاتھ میں تصویر خورشید گندم کی ایک ہاتھ میں ترانہ وادہ ایک ہاتھ میں تصویر غریب کی ایک ہاتھ میں نشان  
 ایک ہاتھ میں تصویر بنغالہ ایک ہاتھ میں ٹول ایک ہاتھ میں تصویر بیکر مادی کی عجیب نور شور سے نمودار ہوا کہ رستم  
 دیکھے تو دہرہ آب ہو جائے صاحبقران نے دل کو قوی کر کے اسم پڑھنا شروع کیا وہ کالایا اجل سید و یکا ہوا  
 رہا اسے موقوف کر نہیں قرار پایا صاحبقران کو لوح سے ممانعت تھی کچھ جواب نہ دیا اسم خوانی میں مصروف رہے  
 پھر آئے نرو کیا کہ زمین ہاتھ تو شاہ قضا تیری آگئی ہوا اور صورت حمل کو امیر کی طرف پھینکا وہ صاحبقران پر تلوا  
 آگئی چلی امیر اسی طرح بیٹھے ہوئے اسم پڑھتا کہ وہ صورت قریب امیر کے آکر نہ ہو ہو گئی پھر اس کے ہاتھ میں  
 اور صورتیں جو تھیں انکو مجھوڑا وہ سب چار طرف سے امیر پر حمل آور ہوئیں اب امیر پریشان ہوئے چاہا کہ

حوار پکڑ کر دوڑیں لیکن لوح کی طرف سے ممانعت تھی کہ اٹھنا نہیں اسم پڑھے جانا امیر اسی طرح اسم پڑھتے رہے وہ صورتیں ڈراڈر کر غائب ہو گئیں اب خود وہ قبل سوار سا غصے آیا اور کہا کہ اے عزیز مطلب تیرا کیا بیان کر میں مطلب تیرا پورا کر دوں امیر نے کچھ جواب نہ دیا دوسری مرتبہ اس نے بہ لہجہ پوچھا کہ جو مال طلسم سمجھے ورکار ہو سکتا ہے اور جو اسباب چاہیے ہو وہ بھی لے امیر چپکے چپکے اسم پڑھ رہے تھے کچھ جواب نہیں دیتے آخر کار رو رو کر کہا کہ تو کچھ نہیں کہتا کیا میری جان لگا میرے ہلاک کرنے سے کیا حاصل ہوگا کچھ تو بیان کر میں تیری کیا نصیحت کی ہے جو منہ سے نہیں بولتا صاحبقران نے باطل افتنانہ کی اب اس قبل سوار نے کہا کہ تو میرے پیچھے بڑا ہو غم میں مبتلا جاتا ہوں نہایت مشکل باغی سے انکر ایک طرف کو بھاگا صاحبقران نے غصہ کیا کہ او کا فر جانتا کمان ہوا اور نکال کر کمان ترکش سے خیر باز دو مشتی زردنگ مذنگ سفہ سو فار زرد پیکان عتاب پیکر کمان میں پیوستہ کر کے جو مارا پشت پر لگا کر سینے کو توڑ کر پار گزر گیا اور وہ جس طرح کھا کر گرا شور و غل پیدا ہوا اسی طرح تاریک ہو گیا آواز گم و داری کی بلند ہوئی بعد محو زنی و ہر کے ایک صدائی گشتی مرانام من اکوان جادو بادشاہ طلسم بود اب جو روشنی ہوئی صاحبقران نے دیکھا کہ ماسے ٹٹے کے کٹڑا ہوں اور وہ جو گردش جازون کی تھی موقوفہ ہو سب اپنی جگہ پر قائم ہیں جتنے سردار غصے انھوں نے قدمبوسی امیر کی حاصل کی امیر نے بادشاہ اسلام کو سلام کیا عمر و دوڑ کر قدموں سے امیر کے پست گیا کہ اس میں درد اندازہ ٹٹے کا کھلا اور غول کے قول جادو گردن کے اگر سلام کر کے صفت بستہ سامنے صاحبقران کے کٹڑے ہوئے اور ان کے افسردہ نے عرض کیا کہ حضور کے مطیع ہیں چاہے قتل کیجیے چاہے جیتے صاحبقران نے فرمایا کہ وزیر بادشاہ اکوان جادو کا کون ہے اور لوح کو جو دیکھا تو اس میں لکھا تھا کہ یہ مطیع ہیں جو چاہو سو کر و عرض ان جادو گردن سے ایک جادو سامنے آیا اور اس جادو گر کے سر پر مندریل رکھی تھی کہا کہ میں وزیر ہوں پس صاحبقران نے فرمایا کہ کیا نام ہے تیرا عرض کیا کہ مشنری اختر شمار جادو فرمایا کہ تم سب اگر مسلمان ہو اور ترک سحر کرو تو میں تجھیں قتل نہ کروں سمجھو نے عرض کیا کہ بنے لعنت کی سامری اور حبشید ہے اور سحر سے توبہ کی عرض صاحبقران صبر سواران عالی شان اندرون قلعہ آئے اور بادشاہ اسلام تخت پر آکر بیٹھے تمام نماز تہ و اسے مسجد میں بیٹھے قیام کیا اذان کی بجائے آئے لگی مشنری اختر شمار نے مال و خزانہ پیشکش کیا امیر نے وہ کی تو عمر و کو دی اور باقی اپنا حق اور بادشاہ اسلام کا حصہ اور سب سرداروں کو تقسیم کر دیا بعد اُسکے مشنری سے پوچھا کہ ایک شخص از قوم من ادنوس نامی ہے کہ خدا طلسم ہوا تھا وہ کمان ہو عرض کیا اُسے کہ زمانہ میں گزرا ہے فرمایا کہ عیو او اُسے وہ ہمارا دوست ہے مشنری نے ادلوس کو زمانہ سے نکالا کہ اسکی دور کرائی حرام کر دے اگر خلعت پہنا کر سامنے لایا اُسے سلام کیا قدموں پر گرا صاحبقران نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے مشنری تجھے اس طلسم کا بادشاہ ادلوس کو کیا تم سب اسکی اطاعت کر دے عرض کیا کہ حضور ہے تو شاہزادہ اسکی اطاعت میں ہیں انکار کیا ہے اگر آپ ایک دانے کو حاکم کر دیتے تو ہم اسکی اطاعت سے پیڑ ہوئے صاحبقران نے اُنکو سکر خلعت منگو کر اُسکو پہنا باغیخت پر بٹھایا سب سامروں سے تدرین دلائیں دلائی ادلوس کی تمام غصے میں پھر گئی بعد اُسکے سامن کچھ ہونے لگا اسی فتنہ میں خبر ملی کہ جیسا خواجہ بیلول کا ادہم بن بیلول ظلمات کی طرف سے آیا ہوا رز و قدمبوسی کی رکھتا ہے فرمایا کہ جلد اسے لادو کہ باب اسکا پر دو قاف میں ہمارے ساتھ ہے اس وقت خواجہ ادہم بن بیلول اندر آئے اُسے سلام کیا نقد گذرائی امیر نے خلعت دیا گلے سے لگا کر سی نہ لگا پر بٹھایا دورا جام گردش میں آیا فرمایا کہ خواجہ



ادھم حال دہر جہنگار کا بیان کرواٹے عرض کیا کہ ای شہر یار زہر جہ شاہ کا بڑا جاہ و جلال ہو وہ تو دعویٰ خدائی  
کرتا ہے کیطول بامین زمین و آسمان خلق بین و نوح اور بیشت بنے ہیں سست افتاد لوگ اسکی خدائی پر ایمان لائے ہیں  
وہ مامہ جادو اسکی معین و مددگار ہے سب اسکی سحر کا کردار ہے زبا پاک اگر چاہا پروردگار عالم نے تو اسے مار دے  
اور کیا ایادھم اب حال زہر دشاہ کا بیان کرو کہ کمان بید بخا عرض کیا کہ شہر یار ایک شہری سعادت آباد عالم  
وہاں کا بھانجا زہر جہ شاہ کا سعادت شاہ جو لقادہاں بید بخا جو پارت تھا کہ ظلمات کو چھ جائے مگر اسنے نہایت  
دیوار وک لیا اور ایک پہلوان ہی اسکے پاس زوال تیغزن اسکا نام ہو سو گن کا اسکا ہر اسنے وعدہ کیا ہو کہ میں  
خدا پرستوں کو قتل کرونگا اور لڑدنگا اور بختیارک نے بھی اسے بہت پسند کیا مگر بختیارک نے خواجہ مسعود بن  
امیرہ ضمیری کا شکوہ کیا تھا کہ اسنے اپنے عیار کو بلا کر سامنے کیا کہ کاؤس اس عیار کا نام تھا بختیارک اسے دیکھ کر  
بہت خوش ہوا اور اسے اپنا زہر دیا کہ کافر سب سعادت آباد میں ہیں فرمایا کہ کمان جائیکے میرے ہاتھ سے  
فقہ مختصر دور و خواجہ ادھم کو اسنے پاس حمان رکھا بعد اسکے رخصت کیا اور آپ کو ح کر کے روانہ ہوئے جب  
قریب سعادت آباد کے پہنچے اور لشکر وہاں اترا عمر و نے کہا کہ حمزہ میں ذرا سعادت آباد کی سیر کرنا ان غلام  
اچھا جاؤ خواجہ عمر و اسے دیکھ داندہ ہوئے اور صبر کارون نے سعادت شاہ کو خبر دی کہ لشکر حمزہ کا آہو نچا لقا  
تو کانپنے لگا رنگ چہرہ کا پرواز کر گیا مردنی سی جھاگئی مگر کاؤس عیار نے کہا کہ عمر و کو میں گر خوار کر کے لاتا ہوں  
یہ کھکر رہی ہوا جب لشکر اسلام میں بصورت مبدل ہو نچا ہر چند عمر و کو تلاش کیا مگر نہ پایا خیال میں آیا کہ عمر و تو  
معلوم نہیں ہوتا ہوا اب حمزہ کو پکڑ لیجئے اور اگر اسے پکڑ لیا تو لشکر بیکار ہو جائیگا بھیکر فکر میں ہو اگر امیر کو پکڑ  
اسنے میں جب دربار برخواست ہوا سب افسر رخصت ہو کر اپنی اپنی خواہاں ہوں میں گئے کاؤس ایک پر نال کی کشتی  
بکر روتا ہوا دروازے پر آیا نگہبان اور اسبان جو بیٹھے تھے پوچھا کہ اسے تو کون پر کیا محتاج ہوں اسوقت نہ کوئی  
دستگیری کرنے والا ہو درونی کا سہارا ہو لوگوں نے اس کا کہنا کیا وہ دو چار چار بیچے دے لے کھانا کھانا  
اس نکر ام نے کیا کام کیا کہ جلدی سے آب و شراب میں بیہوشی ملائی بیٹھے نگہبان اور اسبان نے سب بی بی کر  
بیہوش ہوئے اب یہ حرا نزاہد ایک خدمتگار کی صورت بکر اندر آیا وہاں بھی جو دو ایک آدمی تھے انکو میدہ کھلا کر  
بیہوش کیا تمام مٹھون کو گل کیا صاحب قرآن کے پتنگ کے پاس آکر دو شاہ منہ پر سے اٹھایا دیکھا کہ چہرہ مایہ آفتاب  
کے چمک رہا ہو اور وہ بیہوشان و شوکت ہو گیا ہر انکا چہرہ دیکھ کر بے بھول لگا سعادت شاہ اور زہر جہ  
کو اپنے دل میں کہا کہ یہ رعب دار چہرہ تو نے کسی کانہین دیکھا انرض صاحب قرآن کو بیہوش کر کے حلقہ پاس لے لے  
میں باندھ کر جاؤر عیاری میں لپٹا پٹسارہ پیڈ پر لگا کر جب تمام لشکر کو کر کے راستہ شہر کا لیا مگر ساتھ حال نیچے  
کہ عمر و بن امیرہ ضمیری جب قریب شہر سعادت آباد کے پہنچا صورت اپنی ایک پیادے کی بنائی داخل  
شہر ہوا دیکھا کہ شہر آباد و عجیب رون جو گرم بازاری ہو رہی ہو بازاری کا شاکر ہے میں موانع اسنے اپنے  
گردن میں بیٹھی ہوئی ہیں عاشق کمرے ہوئے میں شہر عاشقانہ چارے ہیں نکار ہا زبان گر رہے ہیں عمر و میر و  
تھا شاد بکتا ہوا ایوان شاہی تک پہنچا شکل چہرہ اسکی بکر داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ لقا تخت پر بیٹھا ہوا ہو  
اور سعادت شاہ برابر اسکے تخت پر ایک طرف بیٹھا ہوا اور ایک طرف زوال تیغزن کا نام ایک پہلوان  
کا جو اسے دیکھا کہ دنگل آرا سے سپہ سالاری ہو اور سردار گروہ اطراف میں بیٹھے ہیں باتیں ہو رہی ہیں کہ کاؤس  
عیار عمر و کے گر خوار کرنے کو گیا وہ بھی تک پھر کر نہیں آیا بختیارک کہ رہا کہ عمر و شاہ عیار ان عیار ہو وہ کب

کے ہاتھ لگا کر گرجاؤں کاؤس کی خبر ملاؤ کہ وہ خود کا زمانہ وساست پھر کر چلا آئے سعادت شاہ نے جواب  
 دیا کہ کبھی کاؤس بد سے بے وسان ہو دیکھو وہ کیا کرتا ہو عمر و سنیہ ذکر سنکر اپنے دل میں کما خضب ہوا کہ وہ کافر  
 لشکر اسلام میں ہونہ امانے کیا آفت ہر پکڑ لگا پھر جو یہ سوچا کہ تو حیدر یان آیا اچھا دو کوڑی کار و زگار ذکر سے ان  
 لوگوں کا خدا مالک ہو یہ سوچ کر بس بیان شاہی سے باہر نکلا اور داخل بارگاہ ہوا اور ساقی بچوں کے غلط فہمین جا کر  
 بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے مینا نے میں آپ پر فرما لے کہ سو گھر بیوشی اس میں طانی بعد کے صحبت میں کہ وہ ساقی جو شراب  
 پلا رہا تھا اس سے کہا کہ اب تم تمک گئے ہو جاؤ میں بھی لوگاہ وہ دو جام مراحمی دیکر چلا گیا عمر و سنیہ تمام مصل کو شراب  
 پلا کر بیوش وہ ہوش کیا بیٹے سب اسباب صحبت کا لیکر نہ زمین کیا بعد اسے سعادت شاہ کی ڈاڑھی موند کر صورت  
 نکندہ کی بنا کر اور وزیر کی اس کے شکل بندہ کی بنا کر چلا گئے میں ڈاڑھی پانہی دوسرا سراری کا سعادت شاہ کے ہاتھ  
 میں دیا اور پھر تمام صحبت کا رنگ و گون کر کے باہر بارگاہ سے آیا تمام چوبداروں کو برہنہ اور رو سیاہ کر کے چہرہ  
 کی بیاں نکون میں چڑھا کر جوتیان ہاتھوں میں دیکر ایک رقعہ موندھوں میں سعادت شاہ کی اس صفوں کا لکھ کر ہاتھ  
 دیا کہ اس سعادت شاہ آگاہ ہو کہ یہ کام عمر و حیار ہی امینہ تھری تاہم اس کا ہر تجھے لائق و لازم ہو کہ تو ہوش میں  
 آئے ہی اسلام قبول کر اور لقا کی مشکیں اندھ کر حمزہ کے پاس لے آ اور اگر طواف اسکے کیا تو شربا بیگا اور حسنہ راج  
 ماہ ماہ بھیجے جائیگا تو ڈاڑھی منہ پتیر سے جلی سنیں تو اسی طبع رہے گا بس یہ رقعہ سعادت شاہ کے اندھ کر کھلا  
 دو پہر رات لگی ہوئی کہ عمر و دہان سے چلا نکدہ رباوری خاستہ کیڑوں سے جو ہوا دیکھا کہ ایک شخص حردور کو بکار رہا ہو عمر و  
 مزدور کی صورت بکر سامنے آیا پوچھا کہ صاحب مزدور کو کیوں کو صوفیہ سے ہو اس شخص نے کہا کہ یہ خوان کھائے کا ہے  
 اسے لیں پوچھا کہ کمان ہا بیگا اس وقت کون کھائے کو کھا بیگا کہ تجھے کیا کام ہو مزدوری کر بیگا یا نہیں وہ بولا میرے شہداد ماہ  
 کتنی دور بیجا ہے گا اسنے کہا تو بڑا کرا رہی ہو میں دنہا نچا نے میں، کھانا فریمان آہن تاب کے واسطے لیاؤ گا  
 کہ لقا سے قید کیجھوٹے اپنے ساتھ لایا ہو سعادت شاہ نے اسے ہر جہد سمجھا یا کہ دیر جہد شاہ کو سجدہ کر اسنے  
 نہ مانا ازبکہ سعادت شاہ اسکو بت عویذ رکھتا ہو اس کے واسطے کھانا بیگا آج دیر ہو گئی روز سویر سے جایا  
 کر تا ہو عمر و سنیہ اپنے دل میں کہا کہ اب چلاؤ اجبات سے ہو کما پر مرشد اس وقت وہ گشت سے نقد اثر آپ غلام  
 کے ہاتھ رکھ بیٹے تو غلام خوان لے چلے گا اسنے جلدی سے چار ٹکے نکا کر دیے اور کہا کہ لیں خوان کو اور ایک  
 ہاتھ میں تلینے بھی لے لے عمر و سنیہ جلدی سے خوان اٹھا لیا جتنے روشن کر کے آگے بڑھا اور وہ ساتھ ہوا اب پوچھا  
 چلا ماہ ہو کہ صاحب کتنی دور زندہ افغانہ رہا جب قریب پہونچا تو اسنے بتایا کہ وہ جو زندہ افغانہ بس عمر و سنیہ  
 گندہ کے بار کردار وہ کو گر خا کر کیا اور زمین کھود کر اسے گاڑ دیا اب وہ کھانا لاکر موکلان نہ نمان کو کھایا وہ  
 کھا کر بیوش ہوئے عمر و اندھا سا بزمیان کو دیکھا کہ سوتا ہو بس اسے بیوش کر کے زمیں میں ڈا کر دانا ہوا لشکر  
 اسلام کے قریب پہونچا اتفاقات روزگار بادشاہ اسلام نیلہ صید افگنی نظر سے کہ عمر و سنیہ سلام کیا اور عرض  
 کیا کہ بزمیان کو چھڑا یا اور سعادت شاہ کو خوب ذلیل کر آیا بادشاہ اسلام بہت خوش ہوئے جس وقت  
 شکار گاہ سے چلے اور داخل لشکر ہوئے تو سنا کہ اسکو کوئی حمزہ صاحب بزمیان کو بزم خراب پر سے لگیا  
 عمر و سنیہ کو مقبل کیا گیا تھا کہ وہ پانی کی حقوت سے ماندہ ہو گیا ہو دو بھائی اس کے فتاح اور فتوح موجود  
 تھے انکو مار کر حمزہ کو کوئی گرفتار کر لے گیا بس عمر و غصہ اور پریشان ہو کر نیمہ صاحب بزمیان میں آیا عمر و سنیہ  
 ہجر اکاؤس عیار کا بچا بادشاہ اسہم سے عرض کیا کہ شربار سعادت شاہ کا عیار حمزہ کو کپڑے لپٹا



[illegible]

ہر زانی ہی پنی اس پانی کو نہ ددھکا سختی ایک بولا جو سعادت شاہ دیکھا اتنی حمزہ کا کہ دشمن دوست ہو گیا  
ابھی اسے مسترد کو چھوڑا میں تم جواب نہ دے دو نہ ددھکا چھوڑ دینا پھر حمزہ کا مقابلہ کرنے والا  
زمانے میں کوئی نہیں اب جو میں مدینہ دون وہ تم کو روکے گا کہ پختیار گک بونا کہ تم اس سے کھلا بھیجو کہ تو حمزہ کی  
ہمارے پاس سے آؤ تم شکر کو تجھ دین جب تم دین سے باہر آؤ گے پھر تمہیں اختیار ہو سعادت شاہ نے کہا  
اگر اچھا اور وہی پہلا صیقل بن صیقلان کو بھیجا اسے پھر نہ دے پھر یہاں میں نہیں آؤ گے تم کہ تم شکر کو پھر  
پاس بھیج دو اور میں اس سے اپنا کام دل مائل کر لوں بعد اس کے حمزہ کو دون اور یوں جو میں حمزہ کو بکرا پاؤں  
حمزہ کو تجھے چھین لیا اور شکر کو نہ دیا تو میں کیا کر دھکا میں جواب جو سعادت شاہ نے سنا آگ ہو گیا ورگہ رخ  
ہماری تیار کر دیا سا بقل کی شامت آئی ہوا بھی ہا کر دو بلوچ اور فوج و لشکر ساتھ لیکر قلعے پر آ پھر اہل وطن سے قتل  
آہن حصا کر گھیر لیا اور شکر گردان پر اپنے صیقل بن صیقلان کو بھیجا اب اسے نہ مامہ تو حکم دیا کہ کچھ بیل کچھ بیل  
لے بھی بیل جنگ بچو یا صبح کو آ کر فیئندہ دروازے پر چڑھا اور دھتور سے کھا کر اور فوج قلعہ کوئی لے ہی نہیں سکتا ہوا  
بالفرض اگر ایسا ہوا تو حمزہ کو تھپہ زد دھکا اس آٹما میں اور سر سے اور فوج سعادت شاہ کی دکھائی دی آگے آگے  
زال تیغز ان کر گئے سیاہ رنگ پر سوار جب سامنے قلعے کے آئے وہ اسے گولہ لگا پڑے یہ فوج کو لیکر گولے کی زد سے  
خسک کھڑا ہوا زال نے سعادت شاہ سے کہا کہ اب کو ان لوگوں کے قتل کر اسے سے کہا فائدہ ہو میں اکید جا کر  
قلعہ سے لیتا ہوں اسے کہا جاؤ زبرد شاہ بخارا گنجان ہو زال تیغز ان گران سنگ ہاتھ میں لیکر قلعے پر چلے  
اور سر سے گولہ پڑے لگا ہ تمام گولوں کو رد کر کے زبرد کو پہونچا قلعے والوں نے دیکھا کہ زال آہونچا کھانچہ پر چلے  
ہو اور ادر زال دامن گردان کر استنہیں چھا کر ہاتھ چلا تھوڑی دور چلا ہوا گا کہ ادھر سے کھائی والوں نے کہا  
سومن کا پتھر ملکا یا اور وہ کھڑکھڑاتا ہوا جب قریب زال کے آ پھر چہ چا ہا کہ اسے روکے مگر نہ زال کی  
لکان میں گرا کر شاہ اور کوردون اٹھ گئے بیوش ہو گئے مشکل اسکو سعادت شاہ نے وہاں سے اٹھوایا اور  
شعبے میں لیکر آیا عمر و نے جا کر بادشاہ اسلام سے حال بیان کیا بادشاہ اسلام بھی کوچ کر کے مع لشکر اسی وقت پہونچے  
ایک طرف بارگاہ استاد ہوئی بادشاہ اسلام وہاں آئے اور تمام لشکر بھی اسی جگہ آئے سعادت شاہ  
نے بھی دیکھا بختیار گک سے کہا کہ بہت بڑا لشکر اسے ساتھ حمزہ کا ہوا ہے کہ تمام لشکر یہ نہیں ہو اور کچھ لشکر تو تک  
یا ختر میں ہو اور دون سپہ سالار لشکر حمزہ کے بیان نہیں ہیں اور نور الدین ہرین بدیع الزمان بھی ہمراہ نہیں  
ہو وہ بھی نہیں ہو غرض کہ ادر پہون ان لشکر نے سعادت شاہ سے کہا کہ آپ بیل جنگ بچو اپنے پیر حکم سعادت شاہ  
بیل جنگ بچا ادر لشکر اسلام میں بھی خبر ہوئی ادر بھی قرارہ رزمی پر چوب بڑی رات بھر دونوں لشکروں میں تباہی  
جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر مقابل ہوئے صفین آراستہ ہوئیں عقب شیب دے کر چلے گئے ماروت آخر  
میدان میں آ پھر مبارک طلب کیا ادر سے شاہزادہ بدیع الزمان نے بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مرکب  
کو بڑھایا ماروت اعظم دوڑ کر چکا و رزن ہو ا کوئی تین چار قدم مرکب بدیع الزمان کا پیچھے ہٹا اور کوئی  
سات قدم اسلام مرکب پہنچا ہوا مسل کر مالون میں نو سنوں کو ایک سے دوسرے کا سامنا کیا اسوقت اسے  
پرچھا کہ آ پکا نام کیا ہو شاہزادہ سے ملے کہ یہ باغین مجھ کو لڑائی کی نہیں معلوم ہوئیں بلکہ مصالح کی معلوم ہوتی ہیں ہا  
نام و نشان نہ ملے کہ وہ کھڑا اپنے طلب سے طلب پر غرض بعد استفسار نام و نشان کے نیز سے ہاتھوں  
میں ملیے خوب نیزہ بازی ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان نے نیزہ اسے ہوائی کیا اسے غیظ و غضب میں آ کر کھانچا



ماری بدیع الزمان نے ہندوستان پہلے ہی عمارت میں لی اور کمر زنجیر میں باغ ڈاکٹر کا شریں سے اٹھا لیا اور سر پر جرج  
 دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر بیٹھا گیا کہ لعنت کر زبرد شاہ پر اور دین اسلام قبول کر آئے کہ نہ ہر جان میری  
 زبرد شاہ پہ سے شمار میں اتنا دین کبھی ترک نہ کروں گا اور یہ ہم لوگوں کا شیوہ نہیں کہ ایک دین کو چھوڑ کر دوسرے دین  
 اختیار کریں پس اسکا یہ کہنا تھا کہ بدیع الزمان پر ہم ہو کر آگیا اور دونوں ٹانہیں اسکی پکڑ کر چیر کر ایک مشرق  
 اور ایک مغرب کی طرف بھیج دیں باروت اعظم دین سے عمارت کھینچ کر دوڑا اور کہا کہ اے خدا پرست غضب کیا  
 تو نے جو ایسے بدور کوہ ساخبر کہاں جا بیگا میرے ہاتھ سے اور عمارت بدیع الزمان پر ماری شاہزادے سے  
 کرب اسکی رو کر کے جو اچھا وار کیا تو سر کو ظلم کر کے مع مرکب وراکب چار ٹکڑے کر کے زمین کو بوسہ دیا پھر سب  
 طلب کیا قارن ظلمانی سعادت شاہ سے اجازت لیکر مقابل بدیع الزمان ہوا بعد از شکست زبانی اور  
 اردوہ ل کے ہر شاہزادہ بدیع الزمان نے کر کے اسکی عمارت کو ماتند خوار کر کے دو ٹکڑے ہوئے اٹھ کر شام تک  
 سترہ جوانوں کو مارا شام کو پہل باز گشت بہادری دونوں لشکر میر گئے سعادت شاہ نے پھر پہل جنگ بجا با صبح کو دونوں  
 لشکر میدان میں آئے صفوں جہاں دہلی ل آسانہ ہوئیں لقب فتح کر کے چلے گئے اتنے میں حارث بن ہارث بن ہارث  
 اپنے مرکب کو ہاتھ کر سائے سعادت شاہ کے آیا اجازت میدہ ان کی جا ہی سعادت شاہ نے کہا کہ جاؤ تو سر پر  
 کیا زبرد شاہ کے غرض حارث میدان میں آیا سہار طلب کیا لشکر اسلام میں سے کرب پر حرب لڑا کر وہ  
 شاہ ولایت امیر عرب بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل ہوا بعد از شکست زبانی اس کے  
 حارث نے نیزہ کرب پر مارا کرب نے نیزہ اسکا ہوا لی کیا حارث نے گرز مارا کرب نے گرز کو روک کر  
 جو شمشیر سکندری ماری وہ چونکہ زمین ہو گیا قارن ہر دو آرمے مقابلہ کیا کرب نے عدا اسکا رو کر کے جو عمارت  
 کو سر کو کاٹنی ہوئی زیر خاک جا کر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب وراکب چار ٹکڑے ہوئے پھر سب طلب کیا اراک بن ہندو  
 نے سامنا کیا عمارت جو ماری تو اس کے بھی دو ٹکڑے ہوئے ہارون نے شاہ کیا وہ بھی مارا گیا حق مختصر شام تک انیس  
 جوانوں کو مارا شام کو دونوں لشکر میر گئے سعادت شاہ اپنے مقام پر آیا اور پھر پہل جنگ بجا با صبح کو دونوں لشکر میدان  
 کارزار میں آئے اس روز با شتم تیزن کے ہاتھ سے حارث فیل فیل زور مارا مال شیر جنگ ارجال مردم خوار اور قارن  
 مردان فتن وغیرہ چند ہزار ہمارے لگے سعادت شاہ نہایت اداس کمال پریشان پھر کریمین آیا اور وہاں نہایت  
 میں داخل ہوا نہایت متروک مسعد پہنچا ہوا تھا کہ زور سے اسکی کہا کہ صاحب تم کیوں فکر مند ہو بلا کہ زال لا امی اچھا  
 نہیں ہوا اور کوئی ان خدا پرستوں سے عہدہ برائی کرے والا نہیں ہوا آئے کہ تم مولیٰ تو تم بجا بنے ہو خدا و عہد کے غریب  
 مرد تمھاری آیا چاہتی ہو کہ سب خدا پرست مارے جائیں ان واقعات سے ڈاکٹر مٹی اسکی ملک مسعد بالکہ نہایت زبردست  
 ہو وہ کڑی سن رہی تھی وہاں سے آکر وہاں سے کہا کہ بابا جان نہایت پریشان ہیں میں جا کر ان خدا پرستوں سے  
 مقابلہ کرونگی وہاں سے کہا کہ بٹا وہ خدا پرست جس سے زبردست ہیں اور جو عورت ہو آئے کہ کیا سامنا کرے گی  
 اس اپنے ارادے سے باورہ شمس نے کہا کہ دایہ کیا اسنے چار ہاتھ ہاؤن ہیں ہر چند وہاں سے کہا شمس نے  
 ہاتھ دو دونوں لشکروں میں پہل جنگ تو بیچ چکا تھا مگر کہ آسانہ ہندو ہونے منظور لشکر سعادت شاہ سے  
 کھلا اجازت لیکر میدان میں آیا خوب مرکب لڑا یا بار طلب کیا شاہزادہ بدیع الزمان اس کے مقابلہ لڑا  
 بدیع الزمان نے نیزہ اسکا ہوا لی کیا منظور نے عمارت ماری بدیع الزمان نے عمارت اسکی پکڑ کر زمین ہاتھ لڑا  
 اٹھا لیا اور سر پر جرج دیکر اس زور سے زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی منظور ہاتھ زمین میں غرق ہو گیا اور

جنس اسکی اسفل کی طرف سے نکل گئی اور وہ داخل جہنم ہوا بدیع الزمان نے اور وہاں بڑا بڑا کیا بھی لشکر کفار میں سے کوئی مقابلہ کرنے آیا نہ ایک گجور گرد کا اٹھا اور قتل کیا گیا۔ پوچھ پچھا ہوا اور کرا کر شاہزادہ بدیع الزمان سے مقابلہ کیا اور کہا کہ اے خدا پرست تو نے قیامت مجھ پر کبھی جو بہت سے سردار سعادہات شاہ کے تیرے ہاتھ سے لگے ہیں خیر اب تو کمان بانی گامگیر سے ہاتھ سے میں تجھ کو منراد دینے آیا ہوں۔ لکڑی بڑا بدیع الزمان پہاڑ شاہزادہ بدیع الزمان نے بغنون سپاہی لکڑی بڑا اسکا چند حصے میں حوالی کیا جب آئے یہ دیکھا تو اسی وقت مشتاک ہو کر ایک دار تلوار کا بدیع الزمان پر کیا شاہزادہ سے آئے ہوئے تلوار کو خیال میں لکڑی سمجھ کر ہاتھ ڈال دیا اور ہاتھ مزدور کر رہا ہاتھ سے پھینکی اور کمر زخمی ہوا ہاتھ ڈال کر زور کیا کہ لکڑی اسکا قاتل نہیں ہے اٹھا دیا لکڑی کا دے کر جو اٹھا یا تو بدیع نقاب ٹوٹ گیا اسوقت ایک آفتاب ایسا چمکا کہ جس طرح سے آئینہ دیکھتے ہیں چمکتا ہو اور اسکی چھائیں پڑتی ہوں ایک نازنین مریطت کو دیکھا کہ کبھی اب حسن و جمال نہ دیکھا تھا بس بھرد دیکھنے کے تیر عشق جگر کے پار ہو گیا بس اسوقت یہ اشعار با حال زار و روزان کے اشعار

جسین سلق بنین آرام نہیں ہوا	کب ہو گشت داغی مرے خون جگر	و اماں شامی ہو آئینہ گریبان بھر	جو نسیم عری اپنی ناز میں مر مر
آہ نے شمع کے مانند جلا دیا جگر	کھرت اس کے طرفان میں بیا جگر	دل لہجی دیو اذ بناؤ جگر	گردش جہنم نے کبہ روز کی باجگر

بس یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ اور پاؤں میں تھر تھری پیدا ہوئی اور نقاب بدیع کو اسی طرح کھوٹے پر بٹھا دیا اور صرت زندہ ہو کر دیکھنے لگا اور وہ نازنین تو پہلے ہی سے شاہزادہ سے پر عاشق ہو چکی تھی وہ یہ غزل پڑھنے لگی غزل

غار غم دل سے نکلتی ہیں	عشق کرنا نہیں چھوڑا ہیں	خون نہ میں نہ ہے آفتاب ہیں	خون نہ میں نہ ہے آفتاب ہیں
آہ کھڑا تھی ہوا اور جگر	ساتھ اس تک کوئی چھوڑا نہیں	کبہ لکڑی اس فخر دہر کا ہوا	کاسان رنگ بہ لٹا ہی نہیں
ایک ننگ اب میں لکڑی ہوں	کڑا اران نکلتی ہی نہیں	جسوقت یہ غزل پڑھی اسوقت	بدیع نقاب کا منہ چڑھا

پھر درست کر لیا اور بدیع الزمان سے مخاطب ہو کر کہا کہ جو مجھے محبت رکھتا ہو اس سے ہم بدل محبت کر سکتے ہیں اور اپنی جان اس پر فدا کر سکتے ہیں اور اسکا ساتھ انجام عمر تک دیتے ہیں بس یہ سننا تھا کہ بدیع الزمان نے جناب ہو کر کہا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ جان تک فدا کر سکتے ہیں اسنے کہا وہ بدیع الزمان نے کہا کہ ہم مرد ہیں جس بات کو کہتے ہیں اسی بات کو کرتے ہیں اسوقت اسنے ہنسنے لگا کہ اگر محبت ہو تو ہمارے ساتھ آؤ اور کھوڑا دوڑا کر روانہ ہوئی فرض بدیع الزمان اسنے عقب میں چلا دو وزن لشکر طبل با رنگت بجا کر پھر گئے اور وہ بدیع الزمان کو لیے ہوئے باغ میں پہنچی اس باغ کو عجیب و گشتا دیکھا جسوقت باغ میں پہنچے ایک سرد و حاصل ہوا اندری دونوں کھوڑے سے اٹھتے بس اسنے بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ لیا سیر کرتی ہوئی ایک بارہ درمی کے پاس پہنچی وہاں تمام اسباب پیش کیا بدیع الزمان کو مسند پر بٹھا با آپ پوشاک پر فلک آبی سرخ جوڑا لگے میں پہنے ہوئے پھولوں کا گنا حل ملا جو اخو شہو بدن سے آہی تھی بدیع الزمان اسنے گلے میں پوشاک پر تکلیف دیکھ کر اور زیادہ فریاد ہوا اور اٹھ کھڑا ہوا ہاتھ پکڑ کر مسد پر لا کر بٹھا یا اب جو اسکی ناک میں خوشبو عطر کی اور صک پھولوں کی آئی اور بقرار ہو گیا لیکن ایسین طلیسین کے گرد و اطراف میں چھین اور گائین سا سننے آ کر موجود ہو لیکن ناچ اور گانا شروع ہوا اور جام گردش میں آیا ملک نے جام شراب کا شاہزادہ کو دیا اسنے جام کو ملک کے ہاتھ سے لے لیا کہ لکڑی کو ملک پہلے تم اپنا حال مجھے بیان کرو کہ تم کون ہو اور دین و مذہب تمہارا کیا ہے اسنے کہا کہ میں ہوں سعادت شاہ کی شہسبانی تو میرا ہم کو زبرد شاہ کو ماننی ہوں بدیع الزمان نے



کہا اے ملکہ جو تم مجھے بہت رکھتی ہو تو لعنت کرو زبردشاہ پر اور سلطان جو اُس نے کہا کہ مجھے زبردشاہ سے کلام  
 نہیں مجھے جسے ملائے دیو میں نے زبردشاہ پر لعنت کی بدیع الزمان ۷ کلام ملکہ کا شکر شاہ اور رانی باغ ہو گئے اور  
 کہا کہ اب تم ملکہ چہ ملکہ نے کہا کہ آپ مجھے کلام تعلیم دے ایسے بدیع الزمان نے ملکہ اپنی زبان مجربان سے ارشاد دیا کہ  
 ملکہ چہ ملکہ اور سرمدی سلطان ہوئی اب دورہ جام گردش میں آیا صحت شراب و کباب کی گرم ہوئی جب نذر شراب  
 میں آکر دماغ گرم ہوا تو دونوں ماضی و مستقبل بوس و کنار ہونے لگے بائیں اختلاط کی ہونے لگیں کئی دن اسی طرح گزرے  
 واپس آئی تھی اُس نے خود دیکھا ۷ ایک جوان کو وہ فی ہما کے ساتھ پیش کر رہی جو اپنے دل میں سوچی کہ اگر بادشاہ  
 اس امر سے آگاہ ہوگا تو خیر اس پر پہلے موندنا لیتا بیٹھتا ہو کہ اُسے بلکہ صبح کر لیں ۷ خیال کرے کہ اُس باغ سے سوار  
 ہو کر محل میں آئی اور سعادت شاہ سے تمام حال بیان کیا وہ سخت ہی آگ ہو گیا محل سے باہر آیا زال تیغزن کو محبت  
 ہو گئی بھی پیش ہو کر ملکہ سے کہہ کر تو ملکہ اس خدا پرست اور اس گیسو پر موندنگ خانہ کو بڑا لا اور اگرتہ ہاتھ  
 تیرے منہ کے نو سر کاٹ کے لا کر جھانگ ہوئے اسکو زندہ لانا ۷ ملکہ زال تیغزن سے اچھا ملکہ کچھ فوج اپنے ساتھ  
 لیکر آیا چار طرف سے باغ کو زندہ کر کے لے گیا اور آپ اندر باغ کے آیا اور جان ملکہ بدیع الزمان دونوں ملکہ  
 ہونے لگا ۷ سن رہے تھے کہ ملکہ مضطرب ہو رہی تھی اور ساتھ لگا کر بڑی ملکہ نے پوچھا کہ ملکہ ملکہ کیا ہوا اُس نے عرض کیا  
 کہ بالوں جنب ہو گیا کس نے آپ کے باپ سے کہا کہ نام سرگشت بیان کی ہر دہانے زال تیغزن ہر راہ فوج کے آ رہی  
 اور باغ کو زندہ بن کر کے آپ اندر باغ کے چلا آتا ہو دیکھ اب کیا ہو گا ملکہ وہ سن رہی تھی کہ وہ اس ہو گئی  
 ہوا بیان منہ پر پھوٹنے لگیں کہ اگر شاہزادہ سے بھٹا بکری کے کہا کہ اس شراب مارا کیا ہو گا بدیع الزمان نے کہا  
 کہ تم اس قدر مضطرب رہو بیٹھان کیوں ہوتی ہو کہ میرے کئی باغ میں ہر جس مقام پر ہم ہونگے اُس مقام پر کوئی بلا  
 ہم پہنچے اور کئی خوف کا مقام نہیں ہر آئے دو زال تیغزن کو دیکھو زمین کیا کرے ہوں اور گائیں اُنھیں کہ  
 جا کر کہیں پر شہ ہوں شاہزادہ سے کہہ کر صاحب اگر بیان سے اس وقت کوئی نہیں سے بلا تو میں ملکہ مار ڈالوں گا جس طرح  
 سے گائی کہانی نہیں اسی طرح سے گاسے بکاسے جاؤ وہ میرا بیٹی ہیں گانا کہتا اور یہی طیال بدھا ہوا کہ اس میں  
 زال تیغزن روش پر باغ کی دیکھا دیا اور نگاہ اسکی بدیع الزمان پر پڑی بدیع الزمان کو ایک جان میں  
 دیکھ دیکھا کہ بھی ایسا جوان خوبصورت صاحب شان و شوکت اپنی آنکھ سے تھپتھپتے تو نہیں دیکھا اور خوبصورتی کا یہ عالم کہ  
 جو آدمی میں جاسے وہی ہو کہ مجھے خدا سے اپنے ہاتھ سے بنایا ہو ایک ادنیٰ سی خوبصورتی یہ ہر کہ بڑی بڑی آنکھیں  
 کہانی چہرہ بہت بہت لبتا بہت چہرہ موافق کا قد سینہ کا یہ عالم کہ منہ سے کہتا ہوا ہر زیادہ اوصاف اس کے کیا بیان  
 کیے ہا میں اب نہیں کہ فضا سے کار و زبرد زادی ملکہ کی حیرانگیز نہایت لطیف و سبز رنگ بڑی بڑی آنکھیں چلی بھوس  
 غنچہ سا ۷ ہنر بیب ذوق ۷ بھی ۷ ہاں اس وقت حاضر تھی زال تیغزن کی نگاہ جو اسے بڑی ہزار جان سے مانتا ہوا  
 دل پکڑ کے رہ گیا پکارا کہ اوپر حمزہ میں میرے قتل کرنے کو آیا ہوں تو ہا موس بادشاہی میں غل انداز ہو اخیر  
 کہاں جا بیٹھا میرے ہاتھ سے میں نے بڑے بڑے بلو امان نامی و گرامی کو اپنے زور بازو سے ایک دم میں زیر کیا ہر  
 جبری کیا بیعت ہر پکڑا اور شہر ۷ ہر اکیچکر دو زال زال سے طور ماری بدیع الزمان نے دونوں کشتوں  
 کو زمین پر ٹیک کر تلوار کو تکی دی کہ وہ پٹ پٹ ہی بس فہرے ہر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مڑو کر تلوار چھین لی اور کہیں  
 ہاتھ دے کر لڑا اٹھا کہ کبھی زور کیا کہ ملکہ زال کا زور دیا سر سے بند کر کے جرح دے کر زمین پر مارا  
 کہ چاروں شہزادے چٹ کر جا ہا کہ شہزادے بدیع الزمان نے نہ سنبھلنے دیا ایک شوکر جو ماری تو زور ہو گیا

شہر چنانچہ پر آگ کی چٹھکریاں لگا کر دیں اور دلوں کو جو میں مانگوں وہ پڑے تو انہی اسلام اختیار کرے۔ وہ تو تیرہ  
 بدیع الزمان نے کہا کہ سوائے ملک شمسہ یا تو کہہ دو جو کہ تو مانگے گا وہ سنے گا۔ وہ تو زوال سے عرن کیا گیا تو میری  
 پرورش میں گرہاں آسماں نہیں سبز می ش کی نگاہوں کے آجی اپنے مکرر استغفار میں خوش ہوئی کہ ایسا جوان  
 خیرا شوہر ہوا اب زوال تیغزن مکرر پڑا اور اسلام لایا اور باہر بارے لوگوں نے کہہ کر میں نے تو اسلام قبول کیا ہے اگر  
 تمہیں میرا ساتھ دینا منظور ہے تو تم بھی اسلام قبول کر دو اور میرے پاس رہیں تو اپنی اپنی ماہ تو سحر سے عمل کیا کہ  
 ہم آپ کے ساتھ ہیں جیسے بھی زبردشاہ پر لعنت کی زال نے ان سب کو خیر پڑھا یا نازہ کو فرسے داروہ اسلام  
 میں لایا پھر باغ کے اندر آیا ملک شمسہ نے صراحت کی کہ زوال تیغزن کے پاس بیٹھو صراحت کی کہ زوال تیغزن کا نام  
 پڑا کہ غلہ اگر بھی بدیع الزمان نے شراب اور کباب اور اشیاء لکھ لکھ کر بیٹھ گیا اب شراب پلا کر رکھنے لگا اور  
 مشغول اختلاط ہوا جب خوب فتنہ شراب کا ہوا ملک خدمت میں بدیع الزمان کی آباگاہی شراب یہ سعادت شاہ  
 میرے سب سے لشکر اسلام سے مقابلہ کیے ہوئے تھامین نے تو خلائی آگے اختیار کی حکم ہوتا جا کر سعادت شاہ کو مسلمان  
 کر دیا اور اگر وہ مسلمان ہوتا اسکا سر کاٹ لیا بدیع الزمان نے کہا کہ ہم میں طین کے آسنے کا بہت اچھا سبقت  
 بدیع الزمان نے ملک کو دسوار کر کے لشکر اسلام کو روانہ کیا اور وہ دونوں باغ سے باہر نکلے مگر کون پر سوار ہو کر  
 ہر کاروں کے آکر سعادت شاہ کو فردی کر زوال تیغزن اور بدیع الزمان گر دھک لگائے انہیں سعادت شاہ  
 نے کہا کہ زوال تیغزن بدیع الزمان کو زبرد پرست کہہ ہوئے لانا ہو گا بختیارک نے کہا کہ اس سعادت شاہ ملک  
 خیرا غلط ہے بدیع الزمان نے اسے مسلمان کر لیا اور اب وہ میرے مسلمان کرنے کو آہا اگر اس میں فرق نظر تو جو چاہتا سو  
 کرنا اور اس سعادت شاہ مختار سے بیان کرنا ایسا نہیں ہے جو بدیع الزمان اور زوال تیغزن سے مقابلہ کرے  
 اور اگر وہ مختار سے اوپر چھنی کر بن کر مسلمان ہو تو تم آجے یہ کہنا کہ چھہ حمزہ صاحب قرآن کو معقل ہا مہمقلان سے  
 جعفر الزون میں مسلمان ہوں اس اختا میں بدیع الزمان اور زوال تیغزن اور جہاں فیرہ بارگاہ میں سعادت شاہ کے  
 آئے بطریق اہل اسلام تمام کیا سعادت شاہ نے کہا اس زوال تیغزن ہے کیا کہ اور کلام میرے سامنے کرے کہ  
 زبرد پرستی سے برگشتہ ہو گیا ہو زوال تیغزن نے اپنے دگل پر شاہزادے کو بٹایا اور آپ اور دگل پر بٹایا اور کیا کہ  
 سعادت شاہ زبرد شاہ کیا لائق ہو کہ اسے بخدا کی کوئی آیت لگا اور تو بھی اس پر لعنت کر اور مسلمان ہو نہیں تو سب سے  
 سزا سے معقول دو عالم اس وقت سعادت شاہ نے بختیارک کے کھنچے پر حمل کیا لیکن جو کچھ آئے سکھایا تھا وہی کہ زوال  
 ہا ہا تھا کہ کچھ اور کہے کہ وہ کہنے سے ٹھکر گیا اور بدیع الزمان نے کہا کہ اس زوال اب یہ بخت درمیان میں لایا اب  
 سے کچھ نہ کہو ہم جب صاحب قرآن کو چھڑا لیتے تو اس سے کچھ کہیں گے یہ کہہ کر بدیع الزمان سے زوال تیغزن اٹھ کر  
 ہوئے اور باہر نکلے مگر کون پر سوار ہو کر روانہ لشکر اسلام ہوئے بیان ملک شمسہ بانو اگر بارگاہ میں داخل ہوئی تو  
 اسلام کو فرمایا کہ بیان ملک شمسہ بانو بارگاہ میں داخل ہوئی یہ وہ نقابدار جو بدیع الزمان کو لے گیا تھا وہ ملک  
 شمسہ بانو جی سعادت شاہ کی بھی اسے بدیع الزمان نے مسلمان کیا اب وہ بیان آئی ہے اور بدیع الزمان بانو  
 میں سعادت شاہ کی گیارہ بادشاہ اسلام نے چھٹکر کہا کہ ہمارا لشکر بھی تیار رہے کہ وقت پر کام آوے یہی باتیں  
 بدیع الزمان بانو گاہ میں آکر داخل ہوا بادشاہ اسلام کو سلام کر کے ملک شمسہ کے پاس گیا کہ وہ بہت مضطرب تھی  
 بختیارک نے سعادت شاہ سے کہا کہ کچھ میں ملک شمسہ کو خدا پرستوں سے مجبورانے کی تدبیر نکالتا ہوں اور جہاں  
 حامد میر میں اس کے ساتھ کرو گا تو وہ صاف مجھ سے بچے ایک دم توقف اٹھا کہ گوراندہ گا اور جسے جو معقل سے نکلتا ہے



اسے بھی دور کر دیا ہوں سداوت شاہ نے کہا وہ کیا تدبیر پر اسنے کیا کہ ابھی بن نہ سے نکالو گا  
 اور سوار ہو کر قلعے کی طرف روانہ ہوا جب سامنے قلعہ آجین حصار کے پہونچا پکار کر کہا کہ بڑا صیقل بن  
 صیقلان سے کہو کہ ملک بختیارک وزیر اعظم نو خیروان کا تھے کچھ کہنے کو آیا ہوا اسنے کہا کہ اسے اندر قلعے کے جالو  
 غریب اسے اندر رخصتے کے بلا باجسوقت سامنے آیا مزاج پر سی کی پوچھا کہ آپ کس واسطے آئے ہیں بختیارک نے کہا اے  
 صیقل بن صیقلان میں نے سداوت شاہ کو راضی کیا تھا کہ تمہارے ہاتھ کو بختیارک سے حوالے کر دے لیکن اسکو بدیع الزمان  
 پیر حمزہ صاحبقران نے کیا تم ایک کام کرو کہ نامہ خدایہ سنو کہ کہو کہ تمہارے ہاتھ کو میری معشوقہ ہر اسے میرے  
 واسطے بھیج دو اور حمزہ کو لیلو اور اگر اسبھن کوئی فرق سر ہو کیا تو جو میرے دل میں آتا وہ کرونگا یعنی ایک ایک کو  
 جن جگر قتل کرونگا بھرتہ ہر کوئی گھگھو درمیان میں نہ آئے ہاتھ تمہارے ہاتھ کو میرے پاس رواد کرو اور اگر تم  
 یہ بات منظور نہ ہوگی تو میں حمزہ کو قتل کرونگا پس اگر وہ تمہارے ہاتھ کو بھیج دے تو تم لیلو اور حمزہ کو نہ دو اور اگر تم بھیج  
 دو اسے قتل کرو، بات سن کر صیقل راضی ہو گیا اسی مضمون کا نام رکھ کر ملال تیغزن کو دیا کہ اسکا خدام تھادہ نامہ  
 لیکر روانہ ہوا اور داخل لشکر اسلام ہوا بادشاہ اسلام نے نامہ بدیع الزمان کو دکھایا بدیع الزمان نے عرض کیا  
 کہ اے شہر پار یہ کب ہو سکتا ہے کہ عورت مسلمان کو کافروں کے حوالے کر دوں گرنفقہ کو میں رو کر لوں گا پناہ میرے شکر پھر کیا  
 آدم بدیع الزمان نے جہاں جگ بجا پامع کو قلعے پر برسرش کی آدم سے گولنازدوں نے متاب کو رکھ کر گولے  
 مارنا شروع کیے یہ نام گولوں کو رو کر کے پائین خود سوچا تھا کہ صیقل نے بتیم بختیارک صاحبقران کو بلا کر  
 دیر تیغ بٹھایا اور کہا کہ اگر تم گے قدم بڑھاؤ تو میں حمزہ کو قتل کرونگا بدیع الزمان ناچار کھڑا ہوا اور وہ وہاں  
 پر بیٹھا اور مضطرب ارگاہ میں آکر بٹھا کہ صیقل بن صیقلان نے پھر ملال تیغزن کے ہاتھ نامہ رواد کیا اور  
 ملال تیغزن نامہ لیکر بعد طومر اعلیٰ و قطع منازل کے پہونچا ہر کاروں نے آکر خبر دی کہ صیقل بن صیقلان نے  
 ملال تیغزن کے ہاتھ نامہ رواد کیا ہے اور وہ لکرا آیا ہے حکم ہوا کہ بٹھو جوسف اور بارگاہ کے آیا اسنے بادشاہ  
 کو سلام کیا نامہ پڑھی سے نکال کر بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ اسلام نے لفظے کو چاک کر کے اسے دیکھا تو مضمون اسکا  
 تھا کہ تم قتل مجھے نے نہیں سکتے بھرتہ ہر کو میری معشوقہ کو میرے پاس بھیج دو تو میں حمزہ کو تمہیں دو، وں نہیں دو  
 حمزہ کو زندہ نہ بھیجوں گا اور تم زندہ ہاڈ کے بادشاہ اسلام نے ملال سے کہا کہ کل ہم اسکا جواب دینگے کج تمہارا  
 کل جواب لینے کو آنا ملال لا بٹھا اب بدیع الزمان اور تمام سرداروں سے بادشاہ اسلام نے کہا کہ تم ایک  
 عورت کے واسطے صاحبقران کو قتل کر دے اسے ہو صاحبقران نکلو مکن خونگے اور عورتیں بہت ہیں چاہیے نکلو  
 یہ ہر کو عورت کو دے دو اور صاحبقران کو لیلو بدیع الزمان نے جواب دیا کہ کل اسکا جواب دوں گا اور نہایت  
 غمناک اور پریشان خاطر ہوا اسنے تھا کہ تمہارے ہاتھ کے پاس آکر چپ اور ٹخن ہو کر بیٹھا ملک نے کہا کہ شہر پار آپ  
 زندہ کیوں ہیں کچھ حال تو بیان کیجیے بدیع الزمان نے ملال کا نام اور تمہارے ہاتھ کی طلب کا بینام بیان کیا کہ  
 نے کہا کہ آپ مجھے سوار کر کے بھیج دیجیے میں جب غصہ سے بھر پور ہوں تو میرے پاس ہر مار کر مر جاؤں گی اور حمزہ  
 صاحبقران اس کافری قہر سے نہات اپنے قتل سے بچ جائیے میری قسمت میں یہ تھی کہ میں لکھنا شروع  
 کیا بدیع الزمان نے کہا کہ تم میری جان کے ساتھ ہو اور امیہ کو بلا کر کہا کہ جا کر خواجہ کو بلا لاؤ اور کہنا کہ  
 کام سے ضروری ہو جلد چلیے امیہ عمر و کے پاس گیا سلام کیا عمر و نے کہا کہ ادھر تا مرگ کیوں آیا ہر امیہ نے کہا کہ  
 خواجہ چندی چلیے گا بدیع الزمان کو زندہ ہاڈے گا اور اگر متورزی دے ہوئی تو وہ اپنے تئیں ہلاک کر ڈالینگے

عمرو یہ سنتی روڑ اور راہ کو جلدی جلدی چلا کرتا ہوا داخل بارگاہ بدیع الزمان ہوا جب محمد بن جبریل بدیع الزمان نے  
 سلام کیا اور وہ ذکر خرموں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ میری جان واپس کے ہاتھ پر عمرو نے کہا کہ کچھ تو بیان کیجے کیا  
 عوارضات گذری بدیع الزمان نے دو توڑے اشرفیوں کے نکال کر آگے عمرو کے رکھ دیے عمرو نے وہ توڑے  
 نکال کر نہ نہ لیں کیے بعد اُس کے پوچھا کہ مطلب آج کیا ہے اور جو کچھ آپ کا صاحب ہو بیان کیجے بدیع الزمان نے کہا کہ  
 عمرو جان آپ پر حال روشن ہو اور اب انا عرض کیے دیتا ہوں کہ اگر ملک میرے پاس سے جڑی تو میں اپنے کو ہلاک  
 کر دیتا اور جو آپ نے صاحبزادان کو چھڑایا اور ملک کو بیجا تو ایک مہینے کا خرچ کل کو ایک باختر کا اکبر و دو گنا عمرو نے  
 کہا خیر لکھ دو اور مر کر بدیع الزمان نے نوشتہ لکھ کر عمر کے عمرو کو دیا عمرو نے کہا کہ اب ملک تمہیں مبارک ہو کہ میں  
 ملک شمس باغ کی صورت بنا ہوں مجھے تم لال تغزل کے ساتھ سید و فرخ اسی وقت رنگ و روغن عیار کا لکھ  
 شمس کی صورت بن کر کھڑا ہوا کہ شمس بھی دیکھ کر حیران ہو گئی اور ابو الفتح و سمک بطحانی و برفی قرظی و گلاب و عرق  
 وغیرہ کی صورت تبدیل ہو کر ہمراہ لیا جس وقت لال تغزل یا شمس چلی کوٹھانے میں سوار کر کے اُس کے ساتھ کر دیا  
 وہ جیسے ہوتے اپنے ساتھ قلعے میں آیا جب ملکہ کا داخل قلعہ ہو چکا تو دروازہ قلعے کا بند کر لیا وہ جو لوگ لشکر  
 اسلام کے ساتھ آئے تھے اُنہیں کہا کہ جاؤ صاحبزادان کو ہم زندہ کیے جیسے تم ملک کو میرے لگائے تھے ویسے ہی جئے  
 ملک کو کر کے بلوالہ لوگ ایسے پھر کر چلے گئے اور جا کر بادشاہ اسلام سے حال بیان کیا بدیع الزمان نے  
 کہا ای شہر بار دیکھئے ان لوگوں کی دغا بازی ملک بھی میرے ہاتھ سے گئی اور صاحبزادان بھی نہ ملے بادشاہ  
 خاموش ہوئے اور اُس وقت کچھ دین بچے کہ کوئی جواب دین بیان جو ملک ابکی توختیا رک نے کہا ای صیقل  
 ایسی ذلت کبھی خدا پرستوں کی نہیں ہوتی کیا اقبال تمہارا دبر دست ہو اور مجھے کیا تمہاری مشورہ کو نہیں دلوادیا ہو  
 اب چین کرو اور مرے اواد صیقل نے بہت کچھ تختیا رک کر دیا اور آپ شب کو محل میں گیا پوشاک بہت نفیس  
 پہنی صلا جواہر پہنا مٹائی کے خوان ساتھ لیے اندرون محل آکر دیکھا کہ ملک سرخ جوڑا پہنے دولہن بنی ہوئی بھی  
 ہر سب انیسین طہسین موجود ہیں گھونٹ منہ پر پٹا ہوا چہرہ مانتا تاب کے چمک رہا ہے کہ گھونٹ منہ  
 سے اسکا عکس جو پڑتا ہو تو نگاہ نہیں ٹھرتی ہو اور رنگ چہرے کا مانتا تاب کے جلوہ گر ہو پاس آکر  
 بیٹھا گر دھیرا تصدق ہوا دورہ شراب کا گردش میں آیا ساقی جام و مراعی لیکر ہر ایک کو شراب پلائے لگا جب  
 سب شراب پی چکے اور باقہ تاب سے دماغ گرم ہوا اس وقت صیقل نے کہا کہ کچھ گالیے ملک نے شرم سے کچھ جواب  
 نہ دیا ساتھ والیوں نے کہا کہ ملک کو کوئی چیز کھانے کی نوش کر دے کسی نے کہا کہ ملک کا جس وقت حجاب دور ہوگا اس وقت  
 آپ ہی کھا لگی کوئی لکھنے کی ضرورت نہیں ہے وہ ہونا کہ میں تو غلام ہوں مجھے حجاب کا بیجا ایک نے کہا کہ تم ذرا منہ پر  
 صیقل من صیقلان نے منہ پیر لیا ملک نے کچھ کھانا کھا یا اور کیا مرغ اور بادام وغیرہ کھاٹے اور باقی جو کچھ  
 وہ آدمیوں کو اٹھ کر دیا اور دار و ست پیروشی کھانے میں ملا کر منہ پیر کر رہا کہ صاحب قلم بھی کچھ کھاؤ صیقل  
 نے کھانا کھا یا اور شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا جیستی سو بھی انیسین تو سب چلی گئی تھیں محبت خالی تھی اسے  
 جا پا کر لیٹے کہ پیاب کے بٹانے سے اٹھی یہی ملک کے ساتھ ہی اٹھا کہ جان صاحب کمان جاتی ہو عمرو و دو جڑی  
 یہ دوڑا اٹھا کہ بیوش ہو کر گرا بس عمرو نے اسے پکڑا اسکی صورت آپ بنا اور بٹی پیروشی کی صیقل کے  
 دماغ پر چڑھا حالی اور دماغ میں چڑھا کہ صندوق میں جہ کر دیا اور سمک بطحانی کو شمس کی صورت بنایا اور جو  
 عیار تھے انکو صیقل کی نگہانی کے اسطے مڑ کر کہا اور آپ رات کو سو رہا صبح کو باہر آ بارگاہ میں آکر دنگل پر بیٹھا



بختیارک نے کہا مبارک ہو کیے رات کو مقصود بھی حاصل ہوا صیقل پورہ ملک بھی یہ امر بغیر اجازت سعادت شاہ مناب  
 نہیں ہوا اب وہ میرے پاس جو کچھ اختیار ہے بعد اتصال خدا پرستوں کے بھی جائیگا اسدن تو بہ بائیں رہیں دوسرے دن  
 کھانہ کھائے اور رات کو بچے نہ رہے شاہ نے نصیر کردہ کیا خوب وقت اور وقت قیامت کی فرمایا کہ تو خدا پرستوں سے  
 سامنا کر اب تو اپنا لب ہو گا اب اب باکر جس جنگ جو الجین کل سب کو میں بھی میدان میں نکالوں بختیارک نے جا کر طبل جنگ  
 بجوا یا بہ لشکر اسلام میں ہوئی جان بھی تھا رزمی گڑگ پارت بہر تباری جنگ دونوں لشکر دن میں بھی جمع ہو کر دونوں  
 لشکر میدان کا رخدار میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں بغیر فوجت کر کے چلے گئے آچاشی کر کے گرد و غبار اٹھانے لگے بیدار  
 برق رفتاری اور جلدی کی درستی کرنے لگے بے صیقل بن صیقلان تلے سے باہر نکلا میدان میں آکر مبارک طلب کیا  
 زوال تیغزن بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابلے کو میدان میں آیا عمرو نے کہا اے زوال تو نے مجھے پکارنا کہ میں عمرو  
 ہوں ملک کی صورت بڑگیا تھا صیقل کو میں نے گھر خوار کیا ہر ایک صورت بڑا آجوں تاکہ ست سے سردار بھاؤں اور قتلے کو  
 نیلون تو اپنی خشکیں دانت بندھوا دے اٹھنے کا بہت اچھا فرما عمرو نے ایک دھڑبڑ سے کہا کہ زوال تیغزن اسکا سر  
 سے گراؤ اور گھر زمین پر ترچہ لگا دے باہر دیکھ عمرو نے اُسے بانہ ہلکا اپنے قیاد کو بنا کر دیا اور کہا اس نا بھلا کو تو بھلا چاہ وہ کیا  
 زوال کو اٹھا لیا بھڑنے سے مبارک طلب کیا زہمان آہن تاب نکلا اُسے بھی عمرو نے اسلحہ سے گھر بنا کر دیا اور بڑے حکمت سے  
 اسی اپنے قیاد کے سپرد کیا ابی مرجمہ بیع الزمان خود میدان میں ہارنیت لائے عمرو نے بائیں آکر قاتل دکھا کر انکو بھی ایک دھڑ  
 بڑ سے کی ماری اور اُسکی ضرب سے بیع الزمان گرے اٹھ اسلحہ بانہ ہلکا کے حوالے کیا اور کہا اسکو بھلا کر دے کروں  
 پھر مبارک طلب کیا یہاں تک کہ قریب شام میں بائیں بازو دن کو بانہ ہلکا گیا اور طبل بارتشت بجوا کر دونوں لشکر  
 بھڑکنے اور صراشاہ اسلام کمال پریشان و مضطرب ہو کر بھڑکے اُدھر لٹا اور سعادت شاہ نہایت سرور اور  
 بلباش داخل بارگاہ ہوئے بختیارک صیقل بن صیقلان پاس آجاست سی تو یغین کین اور کہا اچھے صیقل جو خدا پرست  
 کا تخت لگتے جاہن انھیں قتل کرتے ہاؤ صیقل عملی نے جواب دیا کہ ابھی تامل کرو جب بہت سے جمع ہوئیں گے لا ابلکہ سرترہ سکھ  
 قتل کرونگا انھیں بھڑکے طبل جنگ بھاغرض جاردن کی مہلت ماری میں کوئی اسی تو سے سردار دن کو پڑا لیا بختیارک  
 ہر روز صبح ہوتا تھا کہ انھیں قتل کرو دے اٹھانے لگا تھا ایک دن کھانہ کھا کر ملک بھی کل تھا اور سعادت شاہ کو بیان  
 لے آؤ تو اٹھنے سامنے ہم انھیں قتل کریں بختیارک دوسرے روز سب کو لیا یا صیقل استقبال کر کے لایا صحت میں تھا یا  
 رقص و سرود شروع ہوا اور جام ہو کر دیش میں آجاساقی جام و مرامی ہاتھ میں لیے ہوئے ہر ایک کو پلاتا تھا جب شراب  
 نام سے دماغ گرم ہوا اسوقت بختیارک نے کہا اچھے صیقل بن صیقلان غنہ کی دمد کیا تھا وہ و مدہ اب پورا کر دے فقط بھلو  
 جلدی اس بات کی جو کہ مجھے عمرو کا کھٹا ہو کر گرہ آگیا تو کوئی بات نہ ہو سکے گی اور وہ سکوا کر چھڑا لیا بھلا بھلا کہہ کر اپنے  
 لشکر اور اپنے بادشاہ کا کھٹا ہو کر اگر رات کو وہ کسی کی صورت بڑا لاکوئی پچان نہ سکے گا اور سب کو بانہ ہلکا لیا بھلا  
 اور مجھ نہیں ہو کہ بیان موجود ہوا و تلاش ذکرہ کہ عمرو بیان کمان پرانہ گون سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عمرو غضب  
 لات اعلیٰ و منات اعلیٰ میں گرفتار ہو بختیارک نے کہا اب اس سے کیا ہو سکتا ہے وہ بوڑھا ہو چکا ہے اگر کچھ بھی اسکو قدرت ہوتی  
 تو حمزہ کو چھڑا کر مڑو لیا اب ہم ہرگز نہ رشتہ شکر و اور جان تو اس جنمی کا سامنا تک بھی نہیں آسکتا ہوا اسکو خداوند سے  
 غارت کیا ہو وہ بہت غمناک ہو چکا ہے نہیں تو اب تک وہ حمزہ کو چھڑا لے مڑو لیا اور چاہا کہ گایان عمرو کو دے کہ صیقل نے  
 کہا کہ حمزہ کو مع سرداران حمزہ کے لاؤں صاحبفران کو زندہ اٹھانے میں سے لے تو کچھ سے لے اوبال خود کے  
 پڑے ہوئے تھے اگر بھریں بل اسلام سلام کیا صیقل ملان سے کہا کہ کیوں ملک بختیارک اب عمرو کا دشمن و ہلاک

حسین ہو اور آئندہ لاکر بائیں آنکھ کا کل دکھایا بختیارک سے پہنانا لڑی بختیارک کا دل میں اسٹک لگا کر دھیرا بن گیا  
 کہ صیقل نظر کردہ کیونکر مہا اور بدیع الزمان ایسے سردار کو کیونکر پڑا یا اب معلوم ہوا کہ یہ مرنے کا حال نہ تھے  
 ہیں اور ملک خمسہ بنگر آپ ہی آئے ہیں غضب ہو گیا سب گرجا رہے بہت برے بچے کہ اس میں عمرو نے کہا کہ ملک مجی  
 تم چپ کیوں ہو گئے عمرو کا اندیشہ تو نہیں جو بختیارک بولا اے صیقل وہ تو دل آتش میں آئے تو کوئی مقام خالی نہیں  
 کہ جہاں وہ نہوں اور میں کیا تفریقیں اُنکی کردی کہ جو کثیف اور کرامات خواجہ عمرو دین میں وہ میں نے کسی خداوند میں  
 نہیں دیکھے اور مجب خواص رکھتے ہیں کہ دروازہ بند کر لو تو وہ ہوا بکر دروازے کی روزن سے تشریف لائے  
 ہیں اور پانی کی طرح سے زمین میں جذب ہو جاتے ہیں صیقل علی نے کہا کہ ملک مجی ابھی تم عمرو کی خدمت بے انتہا کرتے تھے اب تو نہیں  
 کرتے گئے بختیارک نے کہا کہ زبان چلائے جو انھیں پڑا انھوں نے شہر خراب میں شاہ کچھ اُنکی شان میں برا نکال گیا جو صیقل  
 نے کہا غیر ملک مجی اب ہم خدا پرستوں کو کشتن کرتے ہیں اگر انھوں نے دین زبرد پرستی اختیار کیا تو فیروزہ جس طرح  
 تم کو لے اسی طرح اُنکو قتل کر بیٹے بختیارک نے کہا بستر عیس عمر و پکارا اے حمزہ سجدہ کر خداوند زبرد شاہ کو  
 میں نے سب میرے سرداروں کو بزدل و روخت باز و اسیر کیا جو اگر دین لقا پرستی قبول نہ کر لگا تو میں بکشتن کروں گا  
 سمجھو نہ کہ اب مجھ کو دو اور پھر کہ دو نہ ہو تمھارا دین قبول کریں اور صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے جبار پڑا یا  
 تھا اگر تم پھر غالب ہو تو میں تمھارا دین قبول کروں عمرو نے کہا کہ میں سب کو چھوڑے دیتا ہوں تم ماسٹا میرا کر لو اور  
 حکم دیا کہ بلے ڈا ہنگروں کو کہ قید اُنکی دور کریں اسی وقت سب سرداروں نے اور حمزہ نے قید توڑ ڈالی اور ایک  
 مرنے دوڑے بدیع الزمان نے عمرو کو پکڑ لیا امیر لقا پرستی وہ پکارا کہ اے خداوند کس طرح تو مجھ کو پکڑ لیا  
 اور صاحبقران نے عوام میں لی اور مرکز میں باخ ڈال کر اٹھایا اور کرب غازی نے سعادت شاہ کی  
 مشکین باندہ میں وہ سب گرفتار ہو گئے بعد اُنکے عمرو نے بدیع الزمان سے کہا کہ میں آپ کو ایک تاشا دکھاؤں گا  
 اور ایک مکان میں لایا اب صورت خمسہ یا تو کی بکری مٹھا اور صیقل کو صندوق میں سے نکال کر اپنے پاس بٹھا یا  
 اور دو ایک جام شراب کے بدلے جب خوب نشہ ہوا اُنکی طرف مخاطب ہوا چاکر پستان پر ہاتھ ڈالے غر ملا دھوئے  
 لگا اُنکو بھاگی اور شخص پیچھے پڑا عمرو بھاگا ہوا دباں آجا صاحبقران اور عام سردار پیچھے تھے ہمیشہ بھی ہم میں  
 ہوئے صاحبقران کو دیکھ کر میراں ہوا کہ یہ کیونکر چھوڑے اور یہ سرداران حمزہ مکان سے بیان آئے کہ اس میں  
 بدیع الزمان پکارا کہ او کا فر و حیران کیا جو تمام شرمسلمان ہو چکا تھے مسلمان ہوئیں تو مارا جائیگا اب اسنے یہ سکر تھے  
 پر ہاتھ ڈال کر اُنکی پکڑ لیا بدیع الزمان پر حملہ کیا بدیع الزمان نے عوام کی چھین کر امیرین ہاتھ ڈا کر اٹھا  
 لیا اور جہنم دیکر زمین پر ساڑا کہ ہاردق شاستے پت گرا چا اُسے کہ لپٹ کر لپٹے گریب شبیئے دیتا ہوا ایک ٹھوکر  
 اری کو لوٹ پوٹ ہو گیا وہ دوڑ کر سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ لعنت کر زبرد شاہ پر اور دین اسلام ملت بیٹا افتخار  
 کراٹے عرض کیا کہ ہزار جانیں ہوں و زبرد شاہ پر سے نثار کروں میں کبھی مسلمان نہ ہوگا پس بدیع الزمان  
 چھاتی ہے سے اُسکی آٹھے اور ایک پاؤں اسکا دو ٹون پاؤں سے دبا یا دوسرے پاؤں کو دو ٹون پاؤں سے  
 پکڑ کر مٹھا دیا کہ اسفل سے اُلی یک چیر ڈالا اور دو ٹوک کر کے پھینک دیا اور صیقل کے بھائی کا ایک بیٹا تھا کہ نام  
 اسکا عصل آہن حصار می تھا وہ مسلمان ہوا اُسے صاحبقران نے وہاں کا ادشاہ کیا تمام شرم کے تھامے  
 خود دلائے مسجدوں کی بنیادیں ڈلوادیں جنگ صلح کی آواز چار طرف سے بلند ہوئی سکے نام پر سعد بن قناد کے  
 جاری کردیا پھر وہاں سے لشکر میں آئے ادشاہ اسلام کو مجر کیا تمام سردار استقبال کر کے لپٹے اور تمام سرگشت



بیان کی بادشاہ اسدم بہت خوش بیٹے عمر کو خلعت دیا بیع الزمان نے ایک بیٹے کا خرچ کو ایک باختر کا عمر کے  
حوالے کیا بعد اسکے امیر نے عمر سے کہا کہ خواہر و لقا اور سعادت شاہ وغیرہ کو عمر و نے پہل سے نکال کر سب کو پھرتی  
کیا لقا سے حمزہ صاحب قرآن نے کہا کہ تو کیا کتاب دین اسلام قبول کرتے ہیں تجھے کیا ضرورت ہے وہ تو بختیارک کا سکھایا ہوا  
تھا ہونا کہ مجھے چھوڑ دو تو میں اپنے لشکر میں جا کر ٹیل جنگ بچو کر سامنا کروں گا اگر تم پھر تائب نہ ہو گے تو میں دین اسلام  
قبول کر دوں گا سعادت شاہ سے کہا اے مجھ ہی جواب دیا کہ میں لقا کے ساتھ ہوں صاحب قرآن نے فرمایا کہ مجھ کو دین  
سکر اس وقت ان کا فریق کو رہا کیا وہ اپنے لشکر میں آئے تمام کو ٹیل جنگ بچوایا دو ہرات گئے سعادت شاہ اور وہ سے  
رہیاد بھاگ کر زبرد شاہ لگا کر رواد ہوئے صبح کو ہر کا روئے سے آکر عرض کیا کہ لقا اور سعادت شاہ بھاگ کر  
زبرد شاہ لگا کر رہی ہوئے ہر حمزہ صاحب قرآن مع نازبان ویندا اور چلو انان مالہو قار شتر سعادت اکابرین  
آئے تمام اہل شتر نے دین اسلام قبول کیا پھر وہ شریب کمر کے خوش آمد تھا اب واقعی سعادت شاہ و ہوا کئی روز  
صاحب قرآن نے وہاں مشن کیا عقد بیع الزمان کا شمس بانو کے ساتھ کر دیا بعد اسکے ہلو ان عادی کو بلا کر کہا  
کہ پیش غیر لک شتر زبرد شاہ لگا کر لی طرف رواد ہوئے جس کی کہ نسبت خوب اور باہر نکلا بارگاہ مشامی لہو اور رواد  
ہوا لقا کے کوچ کا بیٹے لگا سیر و نگاہ پانی جانی تھی بل وہ صبا کے کھٹکی آواز بلند تھی بیون چچیون کے سڑکے پڑے  
نئے نئے کب کی آواز بلند تھی خبر و اسباب لہا ہوا شتر و قار پر چلا جاتا تھا ہر جگہ درختوں کے نیچے ہوا و تھا ہے  
جانتے نئے لوگ چلے بڑے تھے اب ادھر احوال لقا کا سننے کہ جو بھاگا تو شتر زبرد شاہ لگا رہیں اگر ہو گیا ہوا  
استادہ ہوا غیر زبرد شاہ کو ہوا لگا کر دوسرے سامنے جب آہا تو ہاراکہ جو مجھے بندہ الی برحق مانا ہوا میرا  
میرا پوسنے زبرد شاہ نے کہا میں تو اول لقا میں سے مجھے اپنا نائب کر کے باختر میں بھیجا تھا تو نے ہا کر اپنی خلی  
ظاہر کی دیکھا تو نے کہ کسی اس خود ستائی کی سزا پائی خدا پرستوں نے سب ملک و مال تیرا چین لیا خیر جو کہ ہوا  
ہوا اب تو مجھے سجدہ کر نصیر تیری معاف کر دوں گا خدا پرستوں کو مار کر مجھے ملک باختر میں بھیج دوں گا لقا کا راہ  
ہوا مخوار در و غور تو میرا چھوٹا بھائی ہو کر یہ کلمہ اور کلام مجھے کرتا ہو تو کی اپنا نائب کر لگا زبرد شاہ نے  
کہا کہ پڑو اس حرامزد سے کو اس درجہ کو پہونچا ہر گز اسکا ابھی تک بل نہیں گیا کنا تھا کہ لقا سے دوڑ کر ایک طرف  
زبرد شاہ پر مارا اور ڈاڑھی اکی پکڑا زبرد شاہ نے ریش لقا کی پکڑ کر ایک گھوٹا ادا اب لگتی ہوئے لوگ  
تھا شاہ دیکھ رہے ہیں کہ دو وزن خداوند الہیں اور ہے جن بس کوئی بیج میں دخل نہیں دیا خوب لارائی ہو رہی ہو بختیارک  
اچھل رہا ہو اور کہ رہا ہو کہ لکھی کا بوسے اور چینی کا جیتے بھی لقا نیچے اور زبرد شاہ اوہراور بھی زبرد شاہ  
نیچے اور لقا اوپر غرض ڈاڑھیوں کے پوسنے کے پوسنے نیچے پکڑ کر دو وزن کے رخسار دن سے خون جاری ہو چ  
چا لقا قابل دید ہو آخر کار لقا تو قدر و قامت میں نہایت زبردست ہو زبرد شاہ کو دہوج پٹھا گھوٹنے اور  
لانہ مارنے لگا زبرد شاہ بکلا کر او بندہ گان میں مراد رہا ہر لوگ غوار میں کھیت کھیت کے دوڑے لقا کو پکڑا  
زبرد شاہ ہر سخت پر پٹھا حکم دیا کہ لقا کو اسے ہمارا بیون سمیت دو زنج برف میں ڈالو لقا کو لیا کر ایک کو ٹھری میں  
بند کیا کہ وہ برف کا مکان ہو وہاں لوگوں کو دیکھا کہ زرد رواد و زنجیٹ ہو رہے ہیں اور وہ انہوں کھانے ہیں تو  
بسیب انہوں کے زندگی ہوئی ہو ہر وقت کثرت کہا کرتے ہیں اور وہ پٹھا کرتے ہیں گھر رہا ہے ہن بختیارک نے  
لقا سے کہا کہ میں سے تجھے کہا تھا کہ تو دامن نہ لینے کو آہا زبرد شاہ کے خلاف کوئی امر نہ کرتا تو نے نہ مانا  
انجام کار اس مال کو پہونچا لقا نے کہا اے بختیارک میں نے اپنے جی کی بھڑاس تو نکال لی اب جو کچھ ہو سو ہو بختیارک نے

کسا مناسب ہے کہ اب آتشی گرد و گداز میرا تختہ چور خیر ادا میں ہو لقا سے کتاب ایسا ہی کر دیکھا غرض ایک ہفتہ وہاں رہے انہوں نے کھانے کی کثرت کی جب زندہ ہوئی بیان لوگوں نے نہ بر جید شاہ کو بچھایا کہ لقا آپ کا چاہا ہی ہو آپ غلط انکی صاف کر دیجئے اور بلا کر سرفراز کیجئے اب اس سے ایسی نصیحت ہو گئی کہ کہ اچھا بنا لقا کو اب جو لقا آیا تختہ تیار کر کے خوب اسے کھا پڑھا تھا نہ بر جید شاہ کو سلام کیا دونوں ہاتھوں کو چوما اور کہا کہ جہنم آپ خدا پرستوں کو فارغ کرینگے اس روز میں آپ کو سجدہ کر دینگا نہ بر جید شاہ نے اسی وقت خلعت دیا اپنے ہا پر اسے بٹھا یا مگر تختہ تیار کر کے سوزہ بن جو کہ تو بہت خوش ہوا لقا سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہ کہ میرا شیطان درگاہ پر نہ بر جید شاہ نے کہا کہ ہماری خدائی میں شیطان نہ تھا مجھے اسکا اپنا شیطان کیا اور کہا کہ لاؤ غوث سوئے کامر صبح کا رہو اگر تختہ تیار کر کے لقا کو خواجہ عمر و نجیبہ جبین ابھانینگے اور تمام مال عمر و کا بیان کیا نہ بر جید شاہ نے کہا کہ تو غلط ہے کہ ہم اسکا کام نہ کرینگے بیان تو ہے سب میں سے پیچھے ہیں مگر حمزہ صاحب قرآن بعد از قطع منازل و طر مراحل قریب شہر نہ بر جید شاہ کے پہونچے بارگاہ پر ہا کر داکے نزول اجل اور درود اقبال فرمایا سیف و دوا بیدین کہ کشتی لشکر تھا اس سے ہلا کر کہا کہ ہمارے لکھو اس نہ بر جید شاہ حمزہ کو کہ ہمارا چور بنے لقا تھا اسے بیان کر چھپا پڑھتا ہے کہ اسے باندھ کر ہماری خدمت میں لے آؤ اور دین ہمارا قبول کر دو اور اگر تم میری خدمت میں میرے چور کو لیکر آؤ گے تو جو ملک میں سے تمہارے لے جائیں وہ ہمیں دینا چاہئے اور جو ملک باختر و غیرہ میں سے مجھے طلب کر دے گا کر دینگا اور جو نئے کنا نہ مانا تو میں طمع سے او بادشاہان خلعت شہر کا مال کیا ہوا اس سے بہتر تھا را حال کر دینگا استشار اگر صلح خواہی تو اہم جنگ و اگر جنگ چوئی ہمارم درنگ و دم از سرزنش باکین وہ پیام و حکایت درین ختم شد و السلام مجلس صوفت یہ نام لکھا جا چکا تھا جہنم نے صحن بارگاہ میں چوکی پر رکھو باطلت پر تکلف سپر اور غمخیز اور بیزبان کا اور جام شربت اس کے برابر رکھ دیا اور فرمایا کہ ایسا کہ ہمارا نہ بر جید شاہ کے پاس لیکر جائے اور جواب با صواب اسکا لیکر آئے مرزبان خراسانی اپنے دخل پر سے اٹھا اور عرض کیا کہ اگر ارشاد مالی ہو تو نظام اس خدمت کو بجالائے فرمایا کیا سفارتی پس مرزبان نے نامہ اٹھایا خلعت زیب جسم کیا جام پی لیا بیڑا جالیانا مرد ستار میں رکھ کر پانچ ہزار آدمیوں کی جمیعت سے شہر نہ بر جید شاہ کی طرف روانہ ہوا شام کو دور رہے پر پہونچا خیمہ برپا ہوا وہاں کے باشندوں سے پوچھا کہ یہ دو دنوں کا سختی سے مرگئے ہیں غرض کیا کہ دونوں راہیں نہ بر جید شاہ کو لگی ہیں لیکن ایک راہ بہت صاف ہے کسی طرح کا کچھ خوف آسمین نہیں ہو اور دوسری راہ پر خطر ہو کوئی اس طرف سے جاتے کا قصد نہیں کرتا ایک راستہ میں کوس کی مسافت رکھتا ہوا ایک مسافت میں دس کوس کی مسافت ہو مرزبان نے کہا کہ آقا میرا فراموش براہ اسلام ہے چاہے کہ جو قار راہ میں ہو اسکی تلاش کو مٹانے چاہیے اسے پھر ایسی ہی سے کہا کہ قار راہ بخیر سے جاؤ اور میں اس راہ کو صاف کر کے آتا ہوں ان پانچ ہزار میں سے پانچ سو آدمی ساتھ لیکر روانہ ہوا پانچ کوس آئے تھے کہ ایک باغ نظر آیا دیکھا کہ وہ باغ خشک ہو رہا ہے اسی وقت کوئین کھدوائے باغبان مقرر کیے رات کو وہیں آتے دوسری رات کئی ہزار بھیڑیے پیدا ہوئے اور لشکر مرزبان چاکرے لوگ لوہا میں پڑ پڑ کر دوڑے مرزبان بھی بیدار ہو اچھے گرگ تھے سب کے ٹھیک آدھے ایک زندہ بچکر نہ گیا و دن مرزبان اور وہاں رہا پھر کوئی بلا وہاں نہ آئی معلوم ہوا کہ یہی ہلا اس راہ میں تھی مرزبان اس راہ سے گذرا لشکر بچا ہے اگر ملامت حال راہ کا بیان کیا غرض نہ بر جید شاہ میں پہونچا نہ بر جید شاہ کو ہوئی کہ اپنی حمزہ کا آہو تھا نہ بر جید شاہ نے تختہ تیار کر کے پوچھا کہ اپنی کسے کہتے ہیں آئے بیان کیا کہ حمزہ کا معمول ہے کہ جس ملک میں جاتا ہو وہاں ایک سردار نہ بر دست کو برسم رسالت



حامد و یحییٰ متاثر ہو کر جا کر دریافت کر دیا کہ وہاں لوگ کیسے ہیں اور اپنی اپنی ذمہ داریاں دکھاتا ہر ذریعہ شام کے منگ کر  
 کر اور بختیار رک اور جگہ اپنی جا کر سرکشی کرتا ہوا بیان اگر سجدہ کرتا اور حکم دیکر اپنی کو کوئی نہ روکے آئے دنیا لیکن غول  
 جس وقت داخل شہر نہ ہوا وہاں کچھ اکثر نہایت باد ہو چکا تھا جو ادا ان بادشاہی کے پاس پہنچا دیکھا  
 کہ تمام ادا ان موضع کار ہوا دیکھتے ہیں کہ ہر مسجد و امامت داخل بارگاہ ہوا عمرو بن امیہ ضمری کو دیکھا کہ بختیار رک  
 کا خدمتگار رہتا ہوا بختیار رک کے عقب کھڑا ہوا اپنی جگہ ابابلو ق اس اسلام سلام کیا دیکھا کہ تخت نہ تھا بچھا ہوا ہر گرد  
 اطراف میں کفار معین ایک کرسی مرزبان کو ملی اسپر مرزبان بیٹھا دورہ جام گردش میں آیا مرزبان نے دیکھا کہ  
 ایک مکان معلق بہ ہوا الماس زنگار کا اس فقر سے تین سو گز بلند معلوم ہوتا ہوا مرزبان نے پوچھا کہ یہ مکان کیسا ہے لوگوں  
 نے کہا کہ خداوند زبرجد شاہ اس میں رہتے ہیں لقا نے کہا کہ یہ مرزبان کا نام دو مرزبان نے کہا کہ میں اس سے  
 زبرجد شاہ کے اور کسی کے ہاں میں نام نہ دیکھا آسمان پر سے آواز آئی کہ کیا حفاظت ہو ہم آتے ہیں اور تخت  
 اس فقر میں سے پیدا ہوا اس مکان میں آیا مرزبان نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل قوی ازو لباس نکت چنے ہوئے  
 اس سے جو اہر میں غوطہ مارے ہوئے نقاب ہادے کی منہ پر ڈھکی ہوئی آسمان پر سے آواز اور تخت جو اہر نگار پر شکوہ ہو گیا  
 کا فرقہ سنے سجدہ کیا آئے اور آدمی کو ایسی ہند گان میں سر خود رہا سجدہ بردار یہ کہ لعنت بر شما فی سبک دم بھون نے سر  
 سجدہ سے اٹھا آیا اب مرزبان نے بطریق اہل اسلام سلام کیا مطلب یہ تھا کہ سلام میرا سپر ہو چوہہ رنگار عالم کو برحق جاننا  
 اور زبرجد شاہ نے کہا کہ ای خدا پرست تو نے آسمان کے خدا سے نادیہ کو دیکھا ہوا مرزبان نے کہا کہ خداوند عالم کو کسی طاقت  
 ہو کہ دیکھ سکے یہ شکر زبرجد شاہ نے کہا ای مرزبان اگر خداوند ازراہ قربانی کے صورت مہمانی تجھے دکھادے تو پہچان  
 دیکھا مرزبان نے جواب دیا کہ آجک کسی شہر نے بھی خدا کو دیکھا ہے نہیں دیکھا حضرت موسیٰ علی نبیا صرح ہوئے تھے کہ ہم خدا کو کس طرح  
 سے دیکھیں گے بس ایک نور چمکا کر کہ میں طلب کیا کسی قدرت ہو کہ اسے پہنچا دے دیکھ کے زبرجد شاہ نے کہا کہ تم میں دیکھنے میں پہنچا  
 اپنے خدا کو دیکھ نہ نقاب کا منہ ہے اٹھا یا اور پکارا صرح بر میں گر میں نگر خاہ کہ بتا سی مرا مرزبان کی نگاہ جو اس کے  
 رو سے نہیں پہنچی دیکھا کہ تابع میں اس گزنا ہنار کنندہ تا راصل کے ایک نعل سحر کا نصب ہو کر جا سے دیکھتا ہوا سجدہ کرتا ہر بس  
 مرزبان نے جو دیکھا بے اختیار غصہ ہوا کہ اس کا زکوہ سجدہ کیا اور روئے لگا پکارا کہ آجک میں نے اپنے علق کو دیکھا تھا  
 اب جو دیکھا بیچا نا انوس میں سے اتنی عمر اپنی گزری میں پہلی حجرہ نے مجھے بہت گراہ لکھا پسے میں نے کیا کہ خداوند کو اپنی زبان  
 سے برا کہا اور اس قدر رو پاکر بیہوش ہو گیا زبرجد شاہ نے بعد از بکا ہر منہ پر ڈال یا مرزبان پر جب گلاب اور کیونہ  
 بھڑکا گیا جب ہوش میں آیا زبرجد شاہ نے باخدا بنام مرزبان کے سر پر پیرا شالی دی اب روئے مرزبان کا سو فوٹ ہوا اور  
 نامہ جو صاحب جعفران کا سر پر بندھا ہوا تھا اسے کھو کر بھینک دیا زبرجد شاہ نے نامہ اٹھا کر دیر سے پڑھوایا مضمون سے آگاہ ہوا  
 کہ اسکی پشت پر جواب جنگ کھدوا اور پکار کر کہ عمرو بن امیہ ضمری بختیار رک کے خدمتگار کی صورت بنا ہوا کہ اگر تجھے خود  
 ہو کر اپنے دل میں اندیشہ نہ کرے جواب دے گا یہاں کہ حمزہ کو دے میں عمرو یہ سنتے ہی روتا کا ہتا ہوا نامہ کو اٹھا کر باہر آ کر لوگ  
 سے مرزبان کے کہا آقا شمار از زبرجد شاہ پرست ہو گیا تم جلدیانت میں جواب دے گا یہ جہا ہوں بہ لکھروانہ ہوا لوگ  
 مرزبان کے پیچھے ملے گریبان زبرجد شاہ سوار ہو کر قطول میں پر گیا اور اٹھا کمال ادا اس اور نہایت پریشان نظر  
 اپنے خیمے میں آیا اور بختیار رک سے کہا ای شیطان و نگاہ بیان اگر میں بہت دلیل ہوا جی چاہتا ہوں کہ اپنے تین ہلاک کر دین  
 کسوا سے لگا سکا جاہ و جلال بہت ڈاڑھ خدا پرستوں نے کبھی کسی کو سجدہ نہیں کیا لیکن اسکو سجدہ کیا بختیار رک نے کہا کہ  
 کفار تم ان باتوں کو خیال نہ کرو سجدہ کرنے کا حال نہ کرو یہ باعث زکوہ و مامہ جادو نے ایک نعل تار دیا کہ وہاں سے

تاج میں نصب کیا ہو اس نعل کی تاثیر جو دیکھ کر تاج وادماہی لقا یہ کارخانہ چند روز تک ہو مرشد کامل و جامع جامع  
 کو بھی مار چکے اور زبردشاہ کو فارت کر گئے پھر وہی تم خداوند ہوا درمیں تھارے ساتھ ہوں جد صراحتا پناہ صرح  
 خلق خدا تکست پائے سرانگست چند روز گاہ فصدہ ہو غرض اسکے بھی تختے لقا کو تکسین ہوئی اور اصرار عمر  
 جواب نامے کا لپے ہوئے خدمت امیر میں یہ پناہ نامہ حال مر زبان کا بیان کیا اور کیا کہ حمزہ پھر جس بیانیے زبردشاہ لگا چکا  
 اچھا نہیں ہو صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خدا سے مانگنا ست جنگ لقا اور زبردشاہ کو مار نہیں لیتا ہوں مجھے آرام  
 نہیں آتا اور پہلوان عادی کو بلا کر فرمایا کہ کوچ ہمارا ہر طرف زبردشاہ لگا کر کے اسی وقت بموجب حکم کے عمر و معبدی کرے  
 پیش خیر لدا کر راہی ہوا غرض بعد طرمانزل اور قطع مراحل کے شہر زبردشاہ لگا رہا اور ساتھ شہر  
 زبردشاہ لگا کر کے خیمہ پکایا اور سرداروں کے بھی دھن بجے ایسا دہ ہوئے لشکر فرسخ در فرسخ اڑا ہوا امیر عالم  
 و بادشاہ اسلام و مسلمانان ذوالا حزام داخل خیمہ ہوئے اور صبر کار سے خدمت زبردشاہ میں کسے پہلے بد و عادی  
 بعد اسکے بیان کیا کہ لشکر حمزہ صاحبقران آپو پناہ زبردشاہ نے لگا لکچہ اندیشہ نہیں ہو سب کو مار کر نکال دیا برابر  
 کر دیکھا اور لقا سے کہا کہ ہمارے پہلوان قدرت اغراق و عدد آواز کو تم ساتھ لیا کر سامنا ان خدا پرستوں سے کرو کہ  
 اعراک و عدد آواز بند ہمارا بندہ خاص ہو وہ سب خدا پرستوں کا کام تمام کرو عجا لقا نے کہا کہ اچھا اور اس وقت لقا  
 اعراک و عدد آواز کو ساتھ لیکر باہر شہر کے آیا مقابل لشکر اسلام خیرا شاکا اور بارگاہ میں آکر بیٹھا صحت رخص درود کی  
 شروع ہوئی در نہ تمام گردش میں آیا اعراک بہت ہوا لاکھ بجے قبل جنگ اس وقت تقاریر ہو چکی ہر گاہ و نئے  
 خبر لشکر اسلام میں پوچھائی صاحبقران نے فرمایا کہ انھیں دی اور بتائید رہائی ہمارے لشکر میں بھی تقاریر و رمزی ہجے چار پہر  
 رات قبل جنگ بچنے میں بسر ہوئی صبح کو دو وزن لشکر سر کر آسے نبرد ہوئے صفین آراستہ ہونے میں نصیب و سب سے کر  
 چلے گئے اعراک و عدد آواز اپنے گنبدے کو چپا کر لقا سے احاطت لیکر میدان میں آیا خوب لکڑے کو جولان کیا پھر  
 مبارز طلب کیا پھر مبارز طلبی کے لشکر قزاقین و اپنی طرف ملے زبردشاہ جلوہ گری پر آئے شاہزادہ بدیع الزمان  
 مرکب کو چھڑ کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ بھی رنگ توڑائی کا دیکھ لیا ہوتا عرض کیا کہ اب  
 معلوم ہو جائیگا فرمایا کہ با خدا تھا ماحفظ ہو بدیع الزمان بار و مرکب کو چپا کر برابر اس کافر کے آیا لگا و رزن ہوا  
 مرکب برابر سے پہا ہوئے پھر پھر کر مرکب کو مقابل ہوئے اعراک نے کہا کہ ہر حمزہ سجدہ کر زبردشاہ کو دیکھو تو  
 مجھے کیسا حسن و جمال و قوت و طاقت عطا کی ہو بدیع الزمان پکارے کہ کہ لعنت ہو زبردشاہ ہر اور اسکے  
 ہستاروں پہیں اعراک نے تیرہ مارا شاہزادے سے تیرہ مارا ہوا لکھا آئے عوار مار ہی اسکو بھی مہ کیا اب نہایت  
 گفتنی کی آئی دو پہر ڈھلے اعراک نے تیرہ مارا کہ بدیع الزمان بیوش ہو کر گرا اعراک نے اسکی مشکین باندہ صیلا و بیل بیل  
 بجا کر پھر گیا حمزہ صاحبقران مایجاد اس میدان کا زار سے پھرے اعراک بدیع الزمان کو سب سے ہوئے  
 سامنے زبردشاہ کے آیا زبردشاہ نے کہا کہ او پھر حمزہ سجدہ کر مجھے شاہزادے سے کہا کہ او فرس بادشاہ  
 کیا بکتا ہو زبردشاہ نے بند نقاب کا سفر چسے دو رکھا اور پکا صرح ہو من نگر بر من نگر شاہ کہ بشا سی ملو  
 بس بدیع الزمان نے اس نعل کو جو دیکھا تو ماتد مر زبان کے سجدہ کیا اور کہ و نامی کرے لگا زبردشاہ نے  
 دست نہیں اپنا بدیع الزمان کے سر پر پیرا اور ہمارے مر زبان کے بچنے کا حکم دیا ہر گاہ و نئے خبر حمزہ صاحبقران کو  
 دیکھ کر بدیع الزمان نے زبردشاہ کو سجدہ کیا نہ شکر نہایت مدد حمزہ صاحبقران کو جو فرمایا کہ اللہوس مدد ہوا اللہوس  
 کرا یا فرزند ہمارے ہمارے باغ سے گیا ہر لکڑے دے گئے عمر و تھے کیا حمزہ صاحبقران اگر شاہزادہ ہوں میں جا کر شاہزادہ



بدیع الزمان کو لے آئے امیر نے پانچ نوڑے ملکر اگر کھلوادیتے کہ تو فرج کیو اسے موجود ہیں بدیع الزمان کو جس طرح  
 ہو سکے لادے عمر و نے وہ سہ پہر پہل میں داخل کیے اور روانہ ہوا صورت بد لکھنا غل شہر زبرد شد نگار ہوا دیکھا  
 کہ سب دربار جمع ہو زبرد شد شاہ نقاب لٹکے ہوئے تخت پر بیٹھا بدیع الزمان اور مرزبان دونوں ایک جگہ  
 بیٹھے ہیں مگر بیوش اور بیوش ہیں صبر کیا جب وہ بار برخواست ہوا بدیع الزمان اپنی خدا گاہ میں آبا عمر و ایک  
 خد شکاری کی شکل بنکر ساتھ ہو گیا جب بدیع الزمان کھانا کھا کر سو یا عمر و نے پہلے خاصہ و اردن اور خد شکاریوں کو  
 بیوش کیا بھاسکے بدیع الزمان کو بیوشی دیکر پتار سے مینا ہند ملکر لے آیا کہ کوڑے پہنے خیمے میں رکھا صبح کو خد مست میں  
 صاحبقران کی لایا پتار سے سے نکال کر قتلہ رفع بیوشی دیا بدیع الزمان کو بیوش آیا دیکھا سانے بادشاہ اسلام حسنہ  
 صاحبقران و جلوسر دان و ایشان علیہم بن قیظ و غضب میں آکر کہا کہ مجھے کون بیان لایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ او زین  
 ارجمند میں نے تمہیں بلوایا ہے کیا تمہیں باطل پرستی اختیار کی ہے اس سے باتاؤ بدیع الزمان نے کہا کہ احمد صاحبقران جو  
 دین اختیار کیا ہے دین برحق ہے میں نے اپنے خدا کو دیکھا اور سچا تازہ زبرد شد شاہ خداوند برحق ہے امیر نے فرمایا بدیع الزمان  
 تو کلید فتح بافر جو سالہا سال تو نے جہاد کیا ہے اور زبرد شد شاہ کون گدھا ہو گیا ہے بغدادی مانگا لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ  
 نہایت برہم ہوا کہ امیر سے ساتھ ملکر زبرد شد شاہ کو دیکھو اور سجدہ نہ کرو و میر جو جاہو سو کو صاحبقران نے فرمایا  
 کہ زبرد شد شاہ کیا گیدی غری کر اس کے پاس میں جاؤ گا لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ لاکھ  
 بدیع الزمان برہم ہو کر اٹھا اور کہا کہ تم لوگ اس قابل نہیں ہو کہ تمہارے پاس کوئی بیٹے اور جلد دروازے  
 کی طرف کو لوگوں نے چاہا کہ رکھیں صاحبقران نے منع کیا کہ وہ اپنے بیوش میں نہیں ہو دے کو کیا قائم ہو دے گئے سے نہ ملے  
 حاصل کیا بدیع الزمان بارگاہ سے باہر آکر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا بیان زبرد شد شاہ کی بارگاہ میں ذکر ہو رہا  
 کہ رات کو عمر و بدیع الزمان کو جہاد کیا زبرد شد شاہ کہ رہا ہے کردہ میرا بندہ ہو کسی دہان دھڑلگا ہی باتیں نہیں  
 کہ بدیع الزمان آج پوچھا سجدہ کیا تمام احوال بیان کیا زبرد شد شاہ بہت خوش ہوا اور غصت دیا بعد اس کے پھر  
 اعراک رعد آواز سے طبل جنگ بجایا رات بھر تیری جنگی صبح کو میدان میں آکر فکرا کہ امیر سنو غم زندگان  
 زبرد شد شاہ کو چروا سگو لستے ہوا اور چاہتے ہو کہ دین زبرد شد پرستی سے بھر جائیں یہی نوگا کہ جو زبرد شد شاہ کو سجدہ  
 کرے وہ پھر زبرد شد شاہ سے پھر جلتے خراب ہو سکو تا مجھے مقابلے کی ہودہ اسے میدان میں کر لشکر اسلام میں  
 سے جمشید بن قباد نکلا اور مقابل ہوا بعد از شکست سے بسیار اعراک نے نذر کیا کہ جمشید بیوش ہو کر گرا اعراک  
 نے اس کی شکست باندھ کر اپنے لشکر میں بھجوا دیا اور پھر بارز طلب کیا اکی شانزادہ علم شاہ رومی آکر مقابل ہوا بغیر گفتگو کے  
 غزنی کی گئی اعراک ہمارا آئے سہرورد کا جیسے گزبال سے ہو گری اجپتی جو اس طرح صاف اچٹ گیا بس اعراک  
 نے نذر کیا کہ علم شاہ بھی بیوش ہو کر گرا اعراک نے اس کی شکست باندھ کر بھجوا دیا پھر عمر و بن رستم نکل کر قتلہ  
 ہوا شام تک ایتیس سردار اعراک نے اسیر کیے پھر جبل باز گشت بجا کر پھر اعراک کو صحرای طرف روانہ ہوا  
 القابھر کر خیمے میں آیا اور پھر طبل جنگ بجوایا اور لشکر اسلام میں نثارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری رہی  
 صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے اعراک سے ہمارے طلب کیا اس روز شہنشاہ عراقی طلیل جنگ عراقی  
 مند و تل اصغہانی وغیرہ کوئی نہیں سرداروں کے قریب گرفتار ہوئے دوسرے روز سلطان سہرورد طیلی طول  
 زنگی طال شنگی وغیرہ نہیں سردار گرفتار ہوئے جب اعراک طبل باز گشت بجا کر پھر اقصا سے کارالواح اصغہانی  
 عیار پیچے اعراک کے چلا کر آج اسے کچری لادیں جاتے جاتے صحرای میں ہو چکر ملے گئے نہ کر اسے مرکب سے گرا

چاہا کہ مشکیں پانچ سے لے کر ابوالفتح کو دہلی بھی اتنے میں اعراک ہوش میں آیا اور ابوالفتح کو  
باندھ کر لے گیا شب تو یوں گزر ہی صبح کو میدان میں آیا پکارا اور خدا پرستوار سے بیابانک نوبت ہو گئی کہ عیاروں کو میرے  
گرفتار کرنے کیواسطے بھیجے ہو وہ شخص بندہ خاص زبرجد شاہ کا ہر میرا کوئی کچھ نہ کہے گا میرے مقابلہ کو اس روز  
ما شتم تیغ زن اور چوگان بن حمزہ وغیرہ بھی گرفتار ہوئے شام کو دونوں لشکر میرے گئے اتفاقاً اگر زبرجد شاہ کا  
کہ اب بکلت سے سردار لشکر اسلام کے جمع ہو چکے ہیں کہ لاؤ انھیں ہمارے ساتھ آکر ہو سجدہ کریں تو بیان میں  
انہیں تو چلے جائیں اس وقت جتنے سردار جہتھے انھیں زبرجد شاہ کے سامنے لائے اس ملعون نے نقاب جہر سے  
آٹھائی صورت بخش دکھائی سب اہل اسلام گرفتار ہو کر سجدہ سے من گرسے بعد اسکے جہان بدیع الزمان میٹھا صاحب  
آکر بیٹھا قصہ جدید و زمین تمام سرداران اسلام نے جس سے سحر ہو کر دین زبرجد چستی اختیار کیا بادشاہ اسلام و حمزہ  
صاحبقران مقبل و کرب غازی، بن چار شخص باقی رہ گئے اور لشکر کھارمین چرطل جنگ کا صبح کو دونوں لشکریاں  
میں آئے اعراک پکارا کہ اے خدا پرستو کیا پردے غفلت کے تمہاری آنکھوں پر پڑے ہیں کہ سجدہ نہیں کرتے دیکھتے جانتے ہو  
کہ جو تم میں سے آیا اسے خداوند کو سجدہ کیا تم جو باقی ہو بغیر اسے میرے چھ آڈا اور سجدہ کرو خداوند کو نہیں دلیل و دلیل  
ہو گئے بیابان لوگوں نے پکار کر کہا کہ وراخوڑا کیا لوہ کھاتا ہو اور کیا جھک مانتا ہو اولیہ ہی اب تو راجہ لگا بس یہ سجدہ  
نہیں کرنا کہ ہو کر نکالے اندہ کیا کہ میرے مقابلے کو صاحبقران و حمزہ پوزاد کو بھاگ کر سامنے تخت بادشاہی کے آکر آج  
اعازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے تخت کھوایا اور فرما دیا کہ میں میدان میں جاؤنگا آپ حسین شریف رہے ادھر  
سے کرب غازی نے عرض کیا کہ شہزادہ اپنے جان میں نشا کر دنگا بعد اسکے آپ مازم میدان ہوں میں باقی ہو رہی  
انھیں کہ جانب میرے گرد و غبار کا متق اٹھا کہ سپرد و ار کو تار یک کر دیا جب گردش ہوئی تو ایک نقابہ ارمی صبح پوش  
چالیس ہزار سوار سے نمایاں ہوا اور ایک طرف اگر میدان میں کھڑا ہوا عیار نقابہ دار نے حال دریافت کی کہ نقابہ دار  
سے بیان کیا کہ یہ اعراک رعد آواز سلوان زبرجد شاہ کا ہر سب سرداران لشکر اسلام کو اسیر کر کے لے جا چکا اب  
صاحبقران کا ارادہ ہے کہ خود مقابلے کو لگیں نقابہ دار نے کہا کہ میں اس سے مقابلہ کر دنگا اور مر کب بڑھا کر سامنے  
اعراک کے آیا بعد کھادرنی کے اعراک نے کہا اے نقابہ دار مجھ سے منافذ پرستوں سے ہر نوع میں دخل دینے  
کیون آیا ہو نقابہ دار بولا کہ میں بھی ایک غلامان حمزہ صاحبقران میں سے ہوں مجھے نصیب لشکر اسلام کی کب دیکھی  
جائگی اعراک نے کہا معلوم ہوا حال میرا جائیگا کہ ان میرے ہاتھ سے لاوے یا پنا نکال لے حوصلہ اپنا نقابہ دار بھا  
او ملعون ہمارا دستور نہیں ہے کہ جہت پر غیہ سنی کریں تو چلے پناؤ اور کر لے جب ترسے وہ بے سے جو نکال زمین میں اپنا  
حرچہ بھر کر بھاگے اسنے کہا کہ خبردار ہو میں نفرو کرتا ہوں کما شوق سے چنانچہ کون کرتا ہو اس وقت اعراک نے نفرو کیا  
کہ زمین بٹنے لگی نقابہ دار ہوش ہو کر گر پڑا اعراک نے اسکی مشکیں باندھ لیں اور طبل باز گشت بجا کر میرے  
اتفاقہ دار کو سامنے زبرجد شاہ کے لایا اسنے حکم دیا کہ نقابہ اسکے منہ پر سے دور کر داس وقت نقابہ اٹھا کر  
تو ایک آنکھ بھکا اور ایک جوان حسین مشابہ حمزہ صاحبقران کے نظر آیا لوگوں نے استفسار کیا کہ لا کون ہو اور کیا  
نام ہے اسنے کہا کہ میں بیٹا ہوں امیر کشور گیر کا نام میر سکندر فرخ لغت ہے بادشاہ ظلم ہزار اسب ملکہ رضیہ  
سلطان خورشید رومی ہر مان ہو آیا تھا دیکھا اسنے پد بزرگوار کی بیان گرفتار ہو گیا زبرجد شاہ نے کہا کہ ای میر  
حمزہ دیکھ میرے اور بھائیوں نے بھی مجھے سجدہ کیا ہو تو بھی سجدہ کر اسنے کہا او ملعون میں سنت کرتا ہوں تجھ پر  
اسی وقت اسنے بندہ نقاب کا منہ پر سے اٹھا یا اور سکندر فرخ لغت نے جو رو سے بخش اسکا دیکھا اور اسنے



بڑی آسودت سرحد سے بن چکا یا بعد اس کے جان سب اہل سرحد پہنچے تھے وہاں بھی اگر بچہ عمر و خبر کے واسطے آیا ہو تھا  
جا کر صاحبقران سے تمام حال بیان کیا امیر کو نہایت افسوس ہوا اڑنا باگدہا۔ میں صورت بھی اسکی دیکھنے نہ پایا  
کہ خاک مٹے، ترقہ لگا اور فرمایا کہ خواجہ تھے ہو سکتا ہو کہ اس سبب کو دریافت کر وکراہل اسلام مٹے اسے کیون سجدہ کیا  
اور کیا وجہ ہو کہ اعراک پر کوئی غالب نہیں ہوتا اور یہ کلمہ دو درجے، شرفیوں کے شکر اگر رکھ لے عمر و نے وہ تو تھے  
ہزار لکھوں دین سے نہیں میں ڈاکٹر شہزادہ برجدنگار کا راستہ دیا اور کہیں کہیں لکھنؤ میں اس کو دربارت کیے

### اب دوسرے داستان داراب اور مالک اڑو کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ داراب ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہو کر خرا ختم سے شہر کشوریہ میں آیا اور مالک اڑو بھی ساتھ تھا جب زخم کا اور مالک  
کا بھی اچھا ہو چکا بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا عرض کیا کہ خواجہ سمیل بازارگان ملک باختر کی طرف سے آئے ہیں حکم ہوا کہ بلاؤ خواجہ سمیل  
آئے نذر گد مانی بیٹھے باتیں ہونے لگیں داراب نے کہا کہ مال ایرج کا کچھ بیان کرو عرض کیا کہ اڑو شہزادہ ایرج کو اڑو ہاتھ  
کھا چاہیے اور وہ ملک گیری کرنا ہوا چلا آتا ہے غلطی آیا دھبی بلیا اب شہزادہ یہ پر لشکر ہو کر مالک اڑو سے ایک آدمی روں  
پر دوسرے کچھ اور کہا کہ اڑو داراب مجھے اور لندھو سے ہتھیار چھپی رہی اور کبھی آگھ میری اس سے بھی نہیں ہوتی لڑا اب  
آئے ایرج کو نانا صاحبقران دیکر صاحبقران بنایا اسے آسمان پر چڑھا دیا اور ہم تمہارے ساتھ ہیں تھے آج تک  
کچھ نہ بن آیا اسکا مجھے برا افسوس ہے داراب نے کہا کہ اڑو مالک میں کیا کروں جب ایرج سے سامنا کرنے گیا زخمی  
ہوا دانت اٹھائی جدا آیا، کارخانے قضا و قدر کے ہیں اس میں کیا کیا داخل ہو چکو خود افسوس ہو مالک نے کہا اڑو داراب  
اب تم یہاں سے ملک کو چک باختر کو چلو ورنہ اس ملک کو اپنے قبضے میں نہ لے کر وہ ملک بہت زبرد ہو اور پھر وہاں سے  
سبائل کو چلے چلو داراب نے کہا اچھا مجھے منظور ہے میں چلنے کو موجود ہوں فرض خواجہ سمیل سے کچھ اسباب  
مولی لیکر رخصت کیا اور خود اسباب سفر درست کر دیا کہ جازون پر سوار ہو کر جانب کو چک باختر کے روانہ  
ہوا اتفاقات روزگار باہر اوتھیں جازو جلد آکر ملک کو چک باختر میں پہنچے جازون سے آئے ہر کاروان کو خبر  
کے واسطے بھیجا کہ جا کر دریافت کرو کہ کمان ہم کو پہنچے ہر کاروان سے بعد پیر کے خبر لیا آئے کہ یہ علاقہ شہر ختم کا  
ہو چکے شہر ختم کو بھی کے بیان کے مالک میں اور انکل بھیجے کتاب کے سعد و سعید دونوں بیان میں پس داراب  
کو جمع کر کے برابر شہر ختم کے آیا نامہ اس معنون کا لکھا شاہان ختم کو بھیجا کہ اگر اطاعت میری اختیار کرو اور جسدرج  
تجھے دوا درجعت میری کرو تو فرما اور اگر خلافت اسکے کیا تو بہت بری طرح سے پیش آؤ لکھا جب نامہ شاہان ختم نے پڑھا  
اور معنون سے آگاہ ہوئے وہ سوچ ہو رہے مگر سعد و سعید نے نہ لے کو میر کر چپک دیا ابلی کو نکال دیا اور کہا کہ کہہ دینا  
اس دھو بی بچے سے کہ کیوں شامت آئی ہو یہ ملک سرحد ملک باختر ہر بیع الزمان و دور کا ہو بیان ادرسی طرح  
کا خیال نہ کرید صر سے آیا ہو ادرسی چلا جائیں تو مزا پائیگا داراب نے چٹا ہوا نامہ جو دیکھا آگ ہو گیا تھا کہ  
بچے پہل جنگ اسی وقت نقارہ رزی نواز شہنشاہ آیا اور سعد و سعید نے بھی لشکر باہر نکلوایا جائیں میں پہل جنگ  
بجایم کو دونوں لشکر مقابل یک دگر ہوئے بعد آستنی صفوں قتال و جدال کے سعد میدان میں آیا مبارز طلب  
کیا داراب مقابلے کو نکلا بعد لگا درونی کے بڑے ہازی ہوئی داراب نے نیزہ سعد کا چوٹی کیا سعد نے  
تلوار ماری داراب نے بغنون سپاہ گیری تلوار چھین لی دوسری کشتی میں اسے زیر کیا سعید نے سامنا کیا شہر ختم  
وہ بھی اس پر ہوا داراب پھر کراہے مجھے میں آیا کھانا کھا کر آرام فرمایا صبح کو دربار میں آکر بیٹھا اور بلیا سعد و سعید  
کو عرض دونوں آکر حاضر ہوئے اور داراب نے کہا کہ سجدہ کرو خداوند آب حیات کو سعد و سعید نے

کہا کہ ہم غنت کرنے میں مالک سے کہا اور اس اب میں کہیں کہ فرما کہ تم کیا کہتے ہو وہ اس اب نے کہا کہ اچھا اوست  
 دست مع ہو تو میں نہیں چھوڑ دوں گے نہیں اس سے جاؤ گے ان دونوں نے کہا کہ میں جان دینا گوارا ہو کر طری امانت  
 قبول نہیں تو میں قتال کرو اس اب نے جاہل کہہ دیا کہ اسے مالک نے کہا اچھی قبول کرنا انکا مناسب نہیں ہو بلکہ انکو قتل کرو  
 و اس اب نے اس وقت زندہ تھا نہ میں بیدار اور پھر چھوٹا ہوا اس اختتام کو بھیجا کہ خوب بھی کہیں گیا ہر اکڑ بیت میری کرم  
 وہ اگر موجود ہو سٹے بیت کی خراج دینا دار اس اب نے ایک روز یہاں رہ کر کچھ گورو نہ ہوا اب وہاں چوٹا نامہ طاہر بن  
 قمرمان کو کہا کہ عید اکرانے میری انتہا کو نہیں تو تمکو بیت بڑی دولت حاصل ہوگی یہ مرد طاہر بن قمرمان کو بیوٹا اپنے  
 وطن کی دیکھ کر کان کٹوا کر کالامنے کر کے گھر سے پھر گرو گئے پھر چھوٹا و اس اب صورت اسکی دیکھ کر آگ ہو گیا اسنے شرم کے  
 اگر خیر برآیا اور حضرت طاہر بن قمرمان انکے حرمین سے طس جنگ بجا بات بھرتیاری جنگ ہی صبح کو دو ٹون لشکر قبول کیا کر  
 ہوئے بعد ازاں اس کے طاہر بن قمرمان میں ان میں کیا باز رہا اب اس وقت میں جو بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی  
 گزشتہ آفتاب کا طاہر کو زبر کیا اور باندھ کر شمشیر کے آگیا کو زندہ انھی نے میں رکھی صبح کو اسنے ہلا کر کہا کہ تم وہاں  
 اب یہ سنی ہو کہ وہ اسنے کہا کہ امانت ہو ترے وہاں میں پر دار اس اب نے کہا فر میری بیت کر داسنے کہا یہ بھی نہو گا پس  
 و اس اب نے اسے قتل کر دیا سوخت مالک اسے ہوا و اس اب نے کہا میں نہ دیکھا اور اسے کھسوری سے کہا  
 کہ جلد سے قتل کر اسے کھسور ہی طاہر کو باہر لڑنے کے ہا میں ان خودی کی تباری کر دالی بیڑ ہون میں صباں ہا ہیکر  
 جرنی نے بیوٹا جب بلند ہوا تیرا نہ کیا پس اس وقت طاہر بن قمرمان مجھ زندگی سے اپنی مایوس ہوا اور دھماکتے لگا  
 خدا و ملا سوند میں کوئی سیرا پکاسنے وہاں نہیں ہر وقت مدد گاری بنا کر ہنوز ہنوز ہنوز دھماکتا کہ دامن صواسے گرد  
 ہٹیں اور ایک آفتاب بدایہ بنیوش نمایان ہوا اور بارہ ہزار سو راہ بیت سے آکر اسے کھسوری پر گرا اور  
 فروٹیا کو دھماکتا کہ ان میرے ہاتھ سے آدھرتا ہر پاسے کھسوری نے دوڑتا ہوا رہا ہر پاسے ہر پاسے نقابدار سے  
 ضرب اسکی رہا کہ جو ہاتھ کھوار کا مارا مع مرکب اسکا ہا پکاسے ہوئے پکے کنگ اسے ساند کے اسے کنگ بھاگ گئے نقابدار نے طاہر  
 تیرمان کو چھڑایا اور اپنے ہر ہا لہجہ کراہے مجھ میں بیوٹا یا اور کہا کہ طاہر تو سنے مجھے پہچانا اسنے کہا کہ نہیں امیدوار ہوں کہ  
 نام نامی اور اسم گزنی سے آگاہ کیے آفتابدار سے نقاب اٹھائی اور نام بتا کر مجھے غضنفر بن اسد کہنے میں تم خاطر  
 جمع سے قلوبہ ہو کر بیٹھو میں مٹا رہی مدد گاری کو موجود ہوں کہ کنگ عر اکبرف روانہ ہوا اور یہاں طاہر نے قلعے  
 و اسنے کیا خندق پر اب کر دی بل تختہ بنوا دیا نہ میں جان دینا میں نہیں وہاں چڑھوا دین ٹولہ اڑون کو مستعد کر کے بھاگا  
 اب اسے کھسور کا حال شیہہ کہ اسے کھسور ہی کا و اس اب کے پاس بیوٹا لوگوں نے بیان کیا کہ آفتابدار ہنوش  
 اسے مار کر طاہر بن قمرمان کو چھڑا لیا اور طاہر قلعہ بند ہو کر چھا و اس اب نے کہا کہ وہ نقابدار کہ مر گیا عرض  
 کیا کہ طاہر کو قلعے میں بیوٹا کر صحر کو پہنچا گیا کہ خیر کہاں جا گیا اور با حیران فوج کو حکم دیا کہ چکر قلعے پر نہ کرو تمام فوج نے  
 اگر گرد شرم کے گھیر ڈال دیا اور وہاں آئے جسے سات کو غضنفر بن اسد مارا ہزار ہزار فوج سے آکر لشکر و اس اب پر  
 چھوٹ کر اوٹھل کرنا شروع کیا بل میں اسے کہ مریت چھوٹ کر اگر اسے طرف سے لوگ مسلح اور کھل ہوئے غضنفر نے ایک  
 طرف سے اسے ایک غول کو دوسرے غول سے لڑا دیا اب یہی میں سے لکھا ہوا صاف چلا گیا یہ آہیں میں دھستے گئے  
 تختہ فز و ہر بنیاب سے پور چھا جسے میں آگ لگا لی طاہر بن کاش و بن خیر گرا دیا کھلے پر دار اس اب کو خبر ہوئی کہ غضنفر  
 بن اسد دیوار شہون گرا ہو پس اس وقت سے سو رہا کہ اسے چھوٹا غضنفر تھا اسے غضنفر کو اطلاع ہوئی کہ دار اس  
 آہ ہو پس بوقت بجائی گرا و فراتان بد روید اور ہوا میں ماہ تابہ چلا گیا و اس اب نے سنا غضنفر بن اسد دہرا



چد گیا صبح کو دیکھا کہ حریف کا لشکر کوئی نہیں ہوا اب پرست ہزار ہا سپہیں ٹوکر مر گئے بہت حسوس کیا اور کہا کہ اے مالک یہی  
دیوانہ آقا بد ارنگ ظاہر کو چھڑا لیا مالک نے کہا کہ بیشک یہی تھا دارا اب سے افسران فوج کو تاکید کی کہ اب ہوشیار  
رہنا سمجھو نے عرض کیا کہ اب یہ دیوانہ اگر آگیا تو دیکھیں گا کس طرح اسکو مارے ہیں دن کو یہ جد و جہد بہت رہا رات کو  
دو پیر رات گئے پھر غصنفرا کر فرود کر کے عورت کشمیر گرا اور قتل کرنا شروع کیا ہڑ ہوا کہ پھر وہ دیوانہ اگر شیخون گرا بیٹھے تو  
اس شب ہمارے ایک اور برعکاسی میں جائے کر یا پناہ نہ ملے گی کہ سببوں میں پانوں ٹھونسٹے گئے اسکی مرمان تنگ تھیں پانوں  
میں کب آنی ہیں ورنہ کو گالیاں دینے لگے کہ کیا یا علی مد کی مرمان اسے خراب بنائی ہیں کہ پانوں میں نہیں آنی ہیں خد شکار  
نے کہا کہ میرا مشدہ ہر جامہ ہر زیر جامہ نہیں ہوا سوقت اسے چھٹکا بعضوں نے دیر جا کر کو پناہ نہ ملے کہ وہ دنوں مر لیں میں باتوں  
کیا ان میں قتل شدہ کھیل رہے ہیں ورنہ کو بڑا بھلا کہ رہے ہیں کہ اسے پناہ بکارے گئے کہ پناہ تنگ رکھا ہر خد شکار نے عرض کیا  
کہ میرا مشدہ ہر جامہ ہر زیر جامہ نہیں ہوا کما کہ جلد ہی میں کچھ معلوم نہیں ہوتا اور ایک اور شخص جو بہت ہوشیار تھے انھوں نے  
بناں پناہ نہ دیا رنگائے تھے اور ایک مرتبہ کوڑا اپنا دھونڈے بیٹے لگے رتہ ہی کی چوٹی پڑا کر لکھ اٹھے کہا صاحب سبحان اللہ  
اے ہر حواسی ہو کہ کوٹا بھول کر چلی میری بیٹی ہو حریف سے کیا لڑو گے خوب سامنا کر دے خرمندہ ہو کر چلی چھوٹا ہی  
باہر نکلے حریف کے ہاتھ سے مارے گئے بعضوں کا یہ نقشہ ہے کہ مسلح اور کھل ہو کر تھے بھان سا بھس نے گھوڑے کو تیار  
کر رکھا تھا گرا گاڑی کھولی تھی اور بچھاڑی کھولنا چھوٹا تھا ہر سو ہر سو نے گھوڑے کو اپنے کرتے ہیں گھوڑا اپنی جگہ سے  
اٹھنا نہیں خوب چھٹکا چھٹکا کر گھوڑے مارے تھے جن اور کہ رہے ہیں کہ اسے پانچوں کو لپکا تھا وقت پر نجات ملے ہو گیا ہو ایک کوڑا  
کسین جو اس گھوڑے کی ران کے قریب مارا اسے چھٹکا جو رانچھاڑی کی تیغ اٹھ کر انکی پیٹھ لگی انھیں خیال ہوا کہ حریف نے  
گرمایا اسے کر کے گرسے حریف جو چوٹے انھوں نے مار کر گھوڑے کو لے کے عرض لشکر دارا اب کا تہ دہا ہوا گیا اسطرح  
ساتھ شیخون متواتر مارے کہ ہزار ہا اب پرست ہمارے گئے انھوں نے شہ کو دارا اب دسویا جسوقت غصنفرا شیخون آکر گردا گرفت  
سوار ہو کر دوڑا اور لشکار تاجوا سپہ بچا کہ او دیو لے جا تا کہ ان جو میرے ہاتھ سے یا میں اُدھر غصنفرا نے دیکھا کہ دارا اب آچکا  
پکارا کہ او گاڑے بچے پاچی تو کیا کر لیا میرا دیکھ تو تیری کیا حالت کرتا ہوں اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ صابو اگر میں  
گرفت رہو جا فرن تو تم پھر بیان نہ بھڑنا چلے جا تا کہ اس میں دارا اب قریب آیا پکارا کہ او دیو لے بھول نجات بر گشتہ دنا ہوتا  
روز تو شیخون مار کر ہر دن کی طرح بھاگ بھاگ جاتا ہوا آج تو میرے ہاتھ لگا ہر غصنفرا نے کہا کہ تو میرا کیا کر لیا یہ کسکر  
تلوار ماری دارا اب نے روکی اسنے دوسری اور تیسری تلوار برس چڑا کر سے پانوں تک تار باندھ دیا روکنا  
دارا اب کو شکل پڑ گیا ایک ٹھری بھر کے بعد ہاتھ جو غصنفرا کا سبست ہوا اس دارا اب نے بھکی دیکر غصنے پر ہاتھ  
ڈال دیا غرور کر ہاتھ چھوڑا جس میں لی اور ڈال کر کہ میں ہاتھ با پیر زلا کی رو غصنفرا لکڑہور کیا غصنفرا کو اٹھا یا اسے ساتھ داسے  
گھوڑے اٹھا اٹھا کر چلے گئے دارا اب غصنفرا کو پکڑے ہوئے لایا زمین پر مارا گھوڑے سے اتر کر پانی پر چھوٹے لیکن  
پانچین صبح قریب تھی حکم کیا کہ اسے مل ورنہ میں گرفتار کر کے قید میں رکھوں یہ کہ کچھ دیا جائیگا یہ لکڑ سو رہا یہ کہ  
بارگاہ میں آکر بیٹھا مالک اسے بدل چرگن ہوا کشور شا وخت پر جلوہ گر ہوا ناچ ہوتے لگا دودھ جام کا کوٹل  
میں آیا دارا اب پکارا کہ او اس دیو اسے تو غصنفرا کو بارگاہ میں بٹا آئے اسنے بطریق اہل اسلام سلام کیا  
دارا اب نے کہا اے دیو اسنے دین آپ پرستی قبول کرین تو مارا دیا گیا غصنفرا نے کہا کہ نا کہ لعنت ہو اس  
دین پر مجھے اپنا مارا جاہ گوارا ہر مالک بولا تو غصنفرا تم اپنی جراتی پر رحم نہ بہت دارا اب سے کہ لڑو ابھی  
چھوٹ جاؤ گے غصنفرا نے کہا بیعت کسے کہتے ہیں کوئی کہنے کی چیز ہر مالک نے کہا نہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں

بیت اسے کہنے میں کہ تم ہاتھ میں ہاتھ دار اب کے دو اور کو کہ تم ہاتھ سے دوست کے دوست ہیں اور دشمن کے  
دشمن میں غصہ کرنے گناہ نسبت سہل ہو میں بیت کرنے کو موجود ہوں مجھے مجھوڑو دار اب یہ سنگینت خوش ہوا  
اور آہنگوں کو بلا کر قید غصہ کی کٹوا دی غصہ دار اب کے پاس آیا دار اب نے ہاتھ بڑھایا کہ بیت کرے  
غصہ نے ایک ہاتھ سے ہاتھ دار اب کا پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے ایک ہاتھ مارا اور کہا کہ او دھو بیچے ہم تیری بیت  
کریں گے لیکن ایسا طمانچہ بڑا کہ دار اب کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا اور بیوش ہو کر ڈرا لوگ دوڑے کہ لینا اس دیوانے کو  
غصہ نے دار اب کی سپر تلوار اٹھائی مالک بولا اور دیوانے تو نے بیت برا کیا غصہ نے ایک تلوار مالک پر ماری  
اور کہا کہ معلوم ہوا تو بھی مالک لندھو ر کے دار اب کا عاشق ہو ہوا چھسا زخم مالک کے گلاں سوخت اب پرست  
چار طرف سے دوڑے تھے اور کچھ آئے تھے کہ لینا اور کچھ اس دیوانے کو غصہ جھٹ پٹ ایک تیس چالیس  
آدمیوں کو زخمی کر کے بارگاہ سے باہر آیا مالک کے گھوڑے کو رڈا دار اب کے گھوڑے پر سوار ہو کر چلا  
گیا بیان دار اب کو جو بیوش آیا بارگاہ کو مثل قلعہ کے دیکھا کہ دشمن پر لاشیں بڑی ہیں اور کچھ لوگ دھمی تڑپ  
رہے ہیں باہر آیا کہ تعاقب میں روانہ ہو گھوڑا نہ پایا چاہا کہ اور گھوڑا منگوانے لوگوں نے کہا کہ اب آپ اسکو  
گمان پائیگا جانا جھٹ ہر دار اب پھر آیا آئے غصہ میں حکم دیا کہ بچے طبل جنگ کل مسیح کو قلعہ عجم کو لوٹا اسی وقت طبل جنگ  
بجا ادا صرطا ہر بن قمران کو خبر ہوئی اسنے بھی نذر رہی کو بیچنے کا حکم دیا غرض چار سپہ سالار کے دونوں لشکروں میں  
تیار رہی یہی مسیح کو طاہر فریبہ دروازے پر آکر بیٹھا دوسرے آکر لشکر جمع کی ہوئی بیان سے گودا کا ٹوکا چڑھنے لگا  
اب پرست گوسے کی زد سے ہٹ کر کھڑے ہوئے دار اب نے کہا کہ کچھ اذعجم والوں کو کہ اگر میری بیت کریں تو غور و نظر اہمیں  
میں قلعہ لیلوٹکا سرچند آنکھوں ہاں انھوں نے سوا سے دشنام کے اور کچھ جواب نہ دیا آخر کار دار اب غضبناک  
ہو کر گر زگران سنگ ہاتھ میں لیکر حملے کی طرف پہنچا دوسرے گورد چڑھنے لگا زمین تلے لگی آگ برسنے لگی زما دیرہ قلعہ  
معلوم ہوا تھا کہ دار اب کشور کشا گولوں کو رد کرتا ہوا اب غصہ نے بیچوٹا لگا موٹھوں پر تاؤ دینے بیان  
گولہ زدن سے عرض کیا کہ بیت تلے بارے کے داغ چلے اب کیا حکم ہوتا ہے کہ ہاتھ دکھ لو ایک آدمی گولہ  
قضا کا لٹکا ہو گا پس توب چلنا جو موقوف ہوئی اور ہوا دھو میں گولہ آکر لٹکی روختی ہوئی دیکھا دار اب کو کہ  
اب غصہ کھڑا ہر قلعے میں ٹھیل مگنی ۳۱ متوالا تیل کا کڑا سا ڈکڑک کر یوں مار رہی تھنہ بیان اور پھر دار اب ہتھ  
لگے طاہر نے کہا کہ بارو جھٹھ کو ملے حد رکادو مانتے متوالے عکبار کیا وقت دعا کا شاید پروردگار عالم ہماری  
مدد کرے اور اسی وقت طاہر نے حاج سے آتا کہ دونوں ہاتھوں پر ہتھکڑیاں لگائی پروردگار عالم کافر کے ہاتھ  
سے ہٹو جائیو ابھی دعا تمام سنوئی تھی کہ دار اب نے اراد کیا کہ غصہ کو بھانہ کر اس پار جانے دروازہ تلے کا  
نوڑے کہ اسی وقت آوارہ بوق لی بلند ہوئی اور غصہ اگر لشکر دار اب پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا بیان خراج  
کشور میں نے آکر دار اب سے عرض کیا کہ جلد چلیے نہیں تو دیوانہ کشور شتاہ کو مار ڈالو دار اب ناچار وہاں سے  
پھر لشکر میں آیا دیکھا کہ ایک غلہ باریجے جل رہے ہیں غصہ دیوانہ لوگوں کو قتل کرتا پھر تا پوس دار اب  
پکارا کہ او دیوانے غصہ کیا تو نے کہ قلعہ لیا ہوا تو نے میرے ہاتھ سے گھوا دیا دیکھ تو نے کیا حال کرتا ہوں  
او مکار تو بیت کرنے کے سامنے سے ٹکڑا پانچ مار کر بھاگ گیا غصہ نے کہ او دھو بیچے اس روز تو طمانچہ مارا  
تھا آج خوب تیری درگت کروٹکا اور ٹکڑا بن مارنے دار اب کو روکنا مشکل ہو گیا اب جگہ ہاتھ چوست ہوا  
دار اب نے تلوار ماری کہ سپر پر غصہ کے پڑی کہ تا دو بار واد آئی اسنے دستا مارا تلوار تو ہٹا کر



کلانی گروہ سے ایک چادر خون کی جاری ہوئی رفیق خشنفر کے بیچ میں آکر لے بھاگے وارا اب کشور کشاد داخل بارگاہ  
 ہوا یو شاگ رزم اتاری لباس رزم پہنر جمعیت میں بجا مالک آئندہ رستے کہ اس دیوانے نے ملک میں دم کروایا ہوا اسکا  
 کینچل گن نہیں ملتا خدا جانتے رہتا کہ ان پر چکا تو دینا شکر کر دیا ہوا مالک آئندہ رستے کہ اس دیوانے نے ملک میں دم کروایا ہوا اسکا  
 آپ شوق سے قلعہ بھیجے اسکا اندیشہ نہ بھیجے وارا اب نے پھر میل جنگ بچوایا اور بیچ کو قلعہ پر پورے کی توڑوں در در کرتا ہوا اب  
 شنفق پہونچا تھا کہ بوقی کی آواز بلند ہوئی نہیں وارا اب تا پھر مالک سے کہنا کہ تم کشتی کی ب وہ دیوانہ نہ دینگا مالک  
 بولا اور اس اب یہ کچھ اپنے باپ سے بھی زیادہ فتنہ انگیز معلوم ہوتا ہوا اسکا جنون اسد کے جنون سے بھی زیادہ بڑھا  
 ہوا ہر غرض لشکر میں پہونچا دیکھ کر دیوانہ قتل کر دیا ہوا ہر وقت فتنہ انگیز خشنفر نے تیج مارنا شروع کی مگر وارا اب  
 نے سب مملون کو روک کر کے جو ہاتھ ہوا رکھا مارتا تو زخم خشنفر کا وہ پارہ ہو گیا ہر لوگ خشنفر کو لیکر بھاگ گئے وارا اب  
 داخل خبر ہوا کہ اس دیوانے نے بہت تلک کیا ہوا مگر کیا کیا جاسے جنگ یہ بیان ہوا نہ باغی ہوئے گا اور پھر فتاح کشور سی  
 سے کہنا کہ تو کو دھمکا میں جا کر تلاش کر لیں تو جانتے تھے کہ یہ معلوم ہو گا کہ سنسرو وہ ہیں ہوا اور تلاش کرنے لگا مگر خشنفر  
 نے دوسرا زخم جو کھایا تھا بھال ہو گیا اور بھی رہا ہوا بالوگ اسکو کسی عالم پہوشی میں جانب سبائل اٹھا لیتے  
 سائین دن فتاح کشور سی کو حال معلوم ہوا کہ خشنفر بھاگ کر سبائل کو چلا گیا وارا اب سے آکر فتاح  
 نے عرض کیا کہ بیان اس دیوانے کا نام و نشان بھی نہیں واساب نے کہنا کہ اب میں قلعہ پر توڑ کر مالک بول کہ  
 میں انکی بار طاہر بن قمران کو اس بھلاؤن اگر وہ مائے تو فساد نہ تو پھر کچھ لینا کہ کیا مصلحت ہے مالک نے طاہر  
 بن قمران سے کہنا کہ بھلا کہ بھلا تمہیں پھر دسا تھا وہ تو پھر بھاگ کر چلا گیا تم اب محنت میں اپنی جان کیوں دیتے ہو اور  
 قلعہ کیوں برباد کرتے ہو اگر وارا اب کی ہمت کرو اس میں پھر یہی ہوتی ہو نہیں تو بارے جاؤ گے طاہر نے یہ  
 پیغام سن کر کھلکھلایا کہ او عرب سو سوار خوار رک گیا یا ان شمار جنگجو مدد و دست راستوں سے ہر توڑ وارا اب کو  
 بیان دے جا کر لایا ہوا کہ میرے بھائی کا ہر کیا ہوا ہمارے آقا شاہزادہ نور الدین ہر کو خدا سلامت رکھے وہ کچھ ہے کر  
 عرض لے دینا اور ہم لا اس باجی دھولی بچے کی ہمت نہ کرینگے خدا ہمارا میں وہ دنگار ہوا اور جو ہمارے حق میں  
 ہوتا جانتا وہ کرے گا بس جواب جو مالک کے پاس پہونچا چپ ہو گیا وارا اب نے کہنا کہ اب آپ اتمام حجت کر چکے  
 کہنا کہ میں پہونچا ہوں اس وقت آئی رہ کر گزرا یہ خبر طاہر کو پہونچی کہ اب قلعہ ہاتھ سے جائیگا چاہے کہ ہاوس کو قتل  
 کیے لوگ مانع ہوئے اور کہ انکو قتل کی راہ سے نکال دیکھے طاہر نے ہاوس کو مع ماں واساب ہاوس کو قتل کی راہ  
 سے جانب قلعہ کی راہ روانہ کر دیا اور خود مستعد ہو کر پھاڑا صبح کو وارا اب سوار ہو کر مع فوج کے سامنے قلعہ کے  
 پہاڑ اور گرنہا پھر من لیکر قلعہ کی طرف چہ تمام گولوں کو دیکھ کے لب خندق پہونچا غل ہوا کہ وارا اب آگیا اور وارا اب  
 خندق پہونچا کہ اس پہاڑ کا اوڑھنے سے طاہر دروازہ قلعہ کا کھول کر نکلا وارا اب سے سنا کہ اب خوب کھڑکھارے اور جب کئی غرارین  
 پڑیں اور زخم کاری لگے اسوقت گراٹھ وارا اب کو بہ خوب زخمی کیا جب طاہر گرا وارا اب نے جاہا سرکات لے کر  
 مالک نے دوڑ کر کہا کہ میں اب سر نہ کاٹو وارا اب نے ہاتھ روک لیا اور کہہ کر کچھ آگے فرامنے سے انکار نہیں غرض طاہر  
 کو وہاں سے آٹھوا لیا کہ بھلا کھلاج اسکا کردار تمام ختم ہے وارا اب نے بندوبست اپنا کر دیا مال واسباب جو کچھ  
 تھا سب پر قبضہ کیا اور وہاں رہا بعد اسکے کوچ کر کے ملک سنبھال کر واد ہوا کئی دن کے بعد سرحد عجم میں پہونچا  
 مملوک عجم وہاں کا حاکم تھا اور قلعہ بالا سے کوہ تھا وارا اب جب وہاں پہونچا مالک سے حال اس قلعہ کا پوچھا  
 مالک نے کہنا کہ اس قلعہ میں خزانہ کچھاب کا رہتا تھا اب بدیع الزمان کا خزانہ نہیں رہتا ہوا و جبنا خراج ملک کو ایک چہ





ہوا تھا اس وقت آیا کہ ملوک داراب کو پکڑ چکا ہو بس آنے ہی کامل خان نے لشکر پر داراب کے بخون مارا شکست  
 کھا کر ہمارے کامل خان سرحد عجم میں داخل ہوا ملوک استقبال کر کے لیکھا کامل خان نے ملوک کو قلعہ دیا داراب کو  
 بلایا بہت ماحاب و خطاب کیا تھا اسے کارافتادہ روزگار بدر بن زلزل یک شیخی فوج و لشکریت جامع کیسے جزیرہ فنیہ  
 سے خروج کر کے ملک سنجان میں آیا کامل خان نے اسکا بلایا و رقاسے زنجیر خوار قارن بلند کمان ترک جوڑن پون  
 ہر سے سامنا کر کے زخمی ہونے اُسکے پاس خفتان مریخ بند تھی اس سب سے مرہ جوتین کا اُسکے بدن پر تاخیر کرنا تھا یہاں تک  
 کہ کامل خان بھی لڑا اور خروج ہوا اور بدر نے کھلے جھگڑا کامل خان تو کوئی غیر نہیں ہر دین لقا پر سعی اختیار کر گئے  
 صلح کر کے کہ نصف ملک سنجان میرے پاس رہے اور نصف تیرے پاس رہے نہیں جو کہ سب ملک حسین لوگ کامل خان  
 نے ہمدرد کو یالوش کاری کر دیا کہ تھکوا و راجب الہی پھر کر بدر پاس پہنچا اور مال بیان کیا بہ رہنمایت خضناک ہوا کما  
 کہ بجے جبل جنگ کل ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑا ونگا کامل خان کو خبر ہوئی سٹھو رہی ہونے لگی غلطی سے کہ صاحب جو  
 بدر تو کسی سے مغلوب نہوگا ایسا ہی زبردست مانند ہر بیع الزمان اور نورالدین ہر کے ہونے اسکو سزا سے معزول دے  
 سوا ایسا کوئی مجھے نہیں معلوم ہوتا ہوا سکونید کر کے کہ داراب کشور کشا اور مالک اژدر تھاری قد میں گزیر  
 ہیں اُن سے ہوا کہ جو چاہیے ہر کچھ چاہیے جیت کیے پھر انکو بدر بن زلزل کشی سے علاوہ دیکھے قلعہ قلعہ داراب کو زندہ رکھا  
 سے بلکہ اس سے بہت کی مالک اژدر کے قدموں پر گئے کما مجھے خدا ہوئی القہر بدر نے جبل جنگ جو ایام کو دو دن لشکر  
 میدان میں اُسکے صفیں آراستہ ہوئیں بدر مرکب کو چکا کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا داراب کشور کشا نے ظلمت بلکہ بدر  
 گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی داراب نے نیزہ اسکا ہوائی کیا بدر نے جھپٹ کر تلوار ماری داراب نے سپر کو ہرے کی پناہ  
 کیا جب ہوا از نزدیک پہنچی علی بد سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ سپر بہت پر جا جمو لی اور چوڑی کو دراز کر کے تھکی دی کہ تلوار  
 چھ پر ہی پس نبھنے پر ہاتھ ڈال دیا مڑوڑ کر ہاتھ سے تلوار حسین لی اور ڈاکر کمر خیر میں ہاتھ پایہ زلال روٹھنیر کھڑو کر کیا کاش  
 زمین سے اُٹھالیا اور جریخ دیکر زمین پر مارا ملوک عجم نے اپنے لشکر کو داراب کی ملک کو بھیجا اور وہاں داراب نے چھال  
 لے کر ہٹ گئیں ہر کی باندھ لیں بس فوج نے بدر کی یورش کی داراب بھی اڈ کر جا کر خوب جنگ مغلوب ہوئی آخر کار  
 شکست کھا کر لشکر بدر کا بھاگا کامل خان داراب پر زور نہ کرے ہوا ادا اور داخل خیمہ ہوا رات کو نو آرام فرمایا صبح کو  
 محبت پیش کی ہر ہا ہوئی ہر کو ساتھ ہوا بادہ کا فرج آیا آٹھ بل بوتاب پرستان سلام کیا داراب نے جا ہا کر اسے چھوڑ دے  
 کامل خان نے کہا اے شہر مارا سکے فریب میں ہا پڈ آئیے گاہ بڑا مکاری میں ہی اسے خوب جانتا ہوں اسکو چھوڑے گا نہیں داراب  
 نے کہا بغیر قتل تو اس کا کوہ کرونگا اسکی بدولت میں قید سے چھوٹا ہوں الا اسے اسیر کر دینگا لکھ حکم دیا کہ بدر کو زندہ نہ لے  
 گیا و کامل خان نے خراج ملک حرمان و درہ خوریز اور ملک سنجان اور کل کو ملک باختر کا داراب کو دیا اور فرار کیا کہ آرام  
 حصار جقران جسطح سے ہر بیع الزمان کو خراج دینے تھے اسطرح آکھو بھی دینگے قزو مال جو آیا تھا داراب نے آدھ متیب  
 لیا اور آدھ مالک کو دیا مالک نے ابنا حصہ کامل خان کے سپرد کیا اب داراب نے ارادہ کیا کہ ہمدرد اسکو لے لاک  
 تو اب پرست تھے اور پانچ لاکھ اہل باختر اور اسی ہزار عرب نیزہ دارا سمجیت سے ہتھیار تھا ہمدرد کو کچھ کرنا تھا

اب دو کھے داستان ایرج اور اسد کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اسد جو بارگاد سلیمانی کو ایرج کو جوان سے چھین کر ملک سمار سے روانہ ہوا قریب آؤر کوہ کے پہنچا تھا  
 کہ گردوغبار کا تھوٹا تھا اور طوفان میں سماک اژدر گھیر جوتا قب میں اسد کے چلا تھا وہ وہاں پہنچا اور لہر  
 کیا کہ وہاں نے محمد لی کسان تو بارگاہ کو لیے ہوئے تھے جانا نہ دیکھا کہ پونچا میں اسد سے بڑا گاہ کو اچھٹ پر لیا اب مقاب

کو طوفان کے آیا اور غبار کا اوتا ہوا رہا تو کیا کریگا بس آپس میں غواہی اسد کے زخم کاری لگا بیوش ہو کر  
 اٹھ اٹھ کر خان سے جا کر ایک کھوار اور مار سے کہ ابراہیم بن مالک و دوڑ پڑا اسد کو تو لوگ اٹھ بیٹھے ابراہیم  
 نے مقابلہ کیا طوفان سے ایک کھوار ماری ابراہیم زخمی ہوا غلغم سے سات کیا دیکھی جو ہوا معظم خان متا ہوا  
 وہ بھی گناہل ہوا اب فریب ہو کہ اسد شکست کھا کر بھاگے کہ بریشہ لگانا طہاس بن غنقو لی و یو پرور کہو پناہ و نعرہ کیا کہ  
 اوکا فرجیا کمان پر آیا میں طوفان سے جو اٹھ دیکھا جان پر صدمہ ہوا اور کہا کہ یہ کاتے آہو پناہ تو ایرج سے لاہا تھا  
 مگر ناچار سنا کیا و دو کھوار بن برابر طہاس پر مار بن طہاس نے رنکر کے سا طور جو مارا زخم کاری طوفان کے لگا بیوش  
 ہو کر گر اٹھے میں میعاد رنگ دراز گردن دکھائی دیا اسد کر طہاس سے مقابلہ کیا طہاس نے ضرب ماسکی رد کر کے جو سا طور  
 مارا تو تاجک اس کے اڑ گیا کہ حاصل جنم ہوا اسد پکارا ای طہاس اگر ایک آنی ب پرست کو قتلے زندہ چھوڑا تو بھائی صاحب سے  
 شکوہ تھا کہ تو لگا طہاس نے ارادہ کیا کہ آنی ب پرستوں پر چاڑھے کہ طہاس بے خود رہا ہنوز وہ مقابلہ طہاس  
 کے نہوا تھا کہ گرد غبار کا حق اٹھا اور ایرج نو جوان آہو پناہ طہاس کو نہ جانتے دیا آپ مقابلہ طہاس کے ہوا بدینہ  
 اور گزر کے فوٹ کھوار پر پوچی دو گھڑی تک تھاپی آخر کار طہاس زخمی ہوا اور لوگ اسے اٹھا لے ایرج نے پھر مبارز  
 طلب کیا اب کون تھا جو مقابلے کو آتا اسد مع بارگاہ آفر کوہ کی طرف بھاگا ایرج نے تقاب کیا اسد تو پناہ پر  
 چڑھ گیا ایرج نے اگر چار طرف سے نرہ کیا اور چاہا کہ پناہ پر چڑھ جائے لوگوں نے منع کیا کہ شام ہو گئی ہے اس وقت مکان  
 نہیں ہو کل صبح کو کچھ لیجئے گانا جا رہا ایرج نے وہ بن خیمہ پر پکیا اور نشہ شراب میں اگر حکم دیا کہ کچھ طبل جگ ادا کر اس  
 نے عرضی شانہ زادہ نور الدہر کو لکھی کہ ای شرار میں جو آپ سے جدا ہوا اگر بارگاہ ایرج سے چینی گر آذر کوہ تک پہنچا  
 تھا کہ وہ تقاب میں آگیا میں زخمی ہوا رہی بھی میرے مجھ سے ہونے طہاس نے گردش خاک سے تھم کر آیا اب میں پناہ پر چھپا ہوا ہوں  
 آپ جلد کر میری مدد کریں نہیں تو مجھے زندہ نہ پالے گا ضرغام شیر دل یہ عرضی لیکر روانہ ہوا چار پہر رات تو اس میں  
 گداری صبح کو ایرج مع لشکر آذر کوہ کے سامنے آیا اور پکار کر کہا کہ او دو اسے بارگاہ سلیمانی دے دے اور جہد  
 چاہے چلا جا ادا کر سے جواب یہ ملا کہ او نہ اڑے کہے کیا بکت ہے اور کہا گوہ کھاتا ہے بارگاہ کبھی کبھی زلزلے جو تجھے ہوئے کبھی  
 قصور اور کوتاہی نہ کر خدا سے مانہ رنگ است ایرج یہ سنکر غیظ و غضب میں آیا تشریف آجا رہا تھ میں لیکر پناہ کی طرف  
 چلا ہنوز دیکھ پناہ کے نہیں پہنچا ہو کہ گرد غبار کا حق اٹھا اور جب گردش ہوئی ایک نقابہ اس پر پڑا  
 غایان ہوا اور نعرہ کیا کہ او کر باس زوش بچہ بازی کیوں جاتا ہے پہلے مجھے سامنا کر لے پھر پناہ پر جانا ایرج نے آواز  
 سنکر قتل تھا جا رہا اور دیکھا اوگم تو کمان سے آیا ہوا تھا کچھ کچھ کچھ میرے سامنے لائی ہو چلا تھا میں خدا پرستوں کو قتل کر کے  
 گر پڑے تھے ماروں پھر تو اسے کچھ لوگ نقابہ اڑنے لگا کہ او آفتاب پرست آج تک کوئی بہادر بھی زخموں سے لڑا ہی جو تو  
 ان پر صدمہ اور دعوے صاحب قرانی کا کرتا ہے صاحب قران ایسے ہی ہوتے ہیں وہ بولا کچھ کیا معلوم ہو کہ اس دیوانے  
 نے کیا کیا صدمہ و رنج دیے ہیں اب بارگاہ سلیمانی مجھے مجھیں کر لے آیا ہے تو مجھے اس سے بارگاہ سلیمانی دلوا دے  
 میں کچھ سرکار نہ رکھو لگا جلا جلا نقابہ اڑنے لگا بارگاہ کا حقدار نور الدہر جو ایرج نے کما حقہ معلوم ہوا وہ  
 اپنا نقابہ اڑا ہوا کہ تیرے حربے سے بچو لگا تو میں بھی اپنا حربہ کر لو لگا اس وقت ایرج نے پھر نقابہ اڑا ہوا کہ تیرے  
 گونیز سے بھر و کالی نیزہ بازی ہوتے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کہ سنا میں اور بنامین ناکارہ ہوئیں چیز پر چڑھ گئے پڑنے  
 مانند ظلال فراشان کے پرچے پرچے ہو گئے ہاتھ سے نیک دے کھوار پڑے گی تا شام غواہی اسد کا ایک مقام پر ہو کر  
 نقابہ اڑی حکم کر کے سر پر پڑی کہ تاد و ایر و تار کئی نقابہ اڑنے دستانہ مارا کھوار تو کل لگی مگر چادر خون کی جاری ہوئی





ہوا یہ خبر ہر مہر تاجدار کو پہنچی ہر مہر نے محزون ہو کر اسی جگہ قیام کیا اور ہر کا دن اور رات فی سوادوں کو با سہ  
سراخ یسانی شاہزادہ نور الدہر دیکھ کر حال اس مایہوزہ دہشتہ کہ جب پنجہ بیکر بندہ شاہزادہ کثرت ہوا سے  
بیہوش ہو گیا جب پہنچے بالاسے زمین رکھ یا شاہزادہ نور الدہر کا سگار کو ہوش آیا دیکھتا رہا دداری میں غرض  
ملوکانہ کیا ہوا رہداری نہایت استہجیر جہاز آدیزان بن قندلین انجوم قانوسین طرفہ مزانین پیشانی میں ہلو میں ایک  
نازنین کے مست جو اہر نگار پیمٹھا مون نازنینان گم ہر ہر پنجہ دین اکا و دہ رقص و نغمہ میں ساتیان سیمین ساق مسے  
گل رنگ کی کشتیان لیے ہوئے موجود ہیں جام اورین میں باد و تاب بحر سے ہمین شاہزادہ یہ حال دیکھ کر خیر ہوا اور  
اس مسند نشین سے پوچھنے لگا کہ مجھے جان کون لایا میں تو بہرہ اپنے رفقا کے شکا رکھتا ہوا جاتا تھا نازنین مسند نشین  
نے مسکرا کر جواب دیا صاحب بن جبین اچھا فی ہون نام میرا دل افروز جادو ہر اول میں مانتی تھی قارن قمر میں  
پر دے اُسے مار ڈالا میں اس قصد سے گئی تھی کہ وہ ان ہو پختے ہی نے انور بکھے قتل کر دے لیکن تیرے جمال جلال  
کو دیکھ کر خود قتل تیغ امداد بہت تیرنگا ہو گئی اب تو مجھے قبول کر جو مطلب دلی تیرا ہو گا وہ بر لاؤ گی بادشاہ ہفت کشور  
کر دے گی نور الدہر نے جو روئے زیبائے نازنین دیکھا اور تغیر و تغریب سنی بے اختیار دل میں محبت پیدا ہوئی اگر وقت  
گفتگو جو بوسے بوسے دین سے آئی داغ شاہزادہ سے کا بوسے بوسے پریشان ہو گیا اس وقت مجھ کو جواب دیا کہ اور وہاں  
میں تیرے لائق نہیں ہوں میرے خاندان میں کوئی جاوید نہ رہے محبت نہیں ہوتا ہر تاو فیکہ ساحرہ و سلطان نہیں کرتے  
ہیں بس۔ ماسے دلی تیرا تاجدار دل افروز تے پوچھا سو سے ساحرہ ہوتے کے مجھ میں کیا برائی ہے نور الدہر نے  
جواب دیا اللرض تو جلا خوب زبان جمانے حسن و جمال میں بہتر ہے مگر میرے نزدیک کمالی ہر صورت اور نہایت کرے منظر  
ہو میں تیری طرف کبھی رخ بھی نہ کر دنگا دل افروز نے یہ سکر شراب چیا شروع کی جب خوب نشہ ہوا دونوں ہاتھ پھیلا کر  
چاہا کہ گنگ میں شاہزادہ کے ہاتھ ملائے شاہزادہ نے نور اکا انا ہاتھ مارا کہ دل افروز جادو مسند سے دو جا کر  
گری ہر چند جوٹ گئی مگر جہاز پوچھ کے اُنہ کھڑی ہوئی اور پھر قریب شاہزادہ اگر جوش محبت میں کہنے لگی خیر جو کچھ تو نے میرے  
ساتھ کیا اچھا کیا معشوق عاشق ہر یونین جو رہ جا کر رہے ہیں تو جہد چاہے مجھ جاکر لیکن مجھے قبول کر جلد مجھے وصل کر  
تے دلی میری بر لا نور الدہر نے جواب دیا پھر دار مجھے جدار بنا اگر مجھے نفلی تو سخت سزا دنگا دل افروز نے سکھا  
کہ کیا کہ او معشوق میں کیوں اس قدر ناز و ادا کرتا ہے بائین معشوقانہ کرتا ہر تاق مجھ کو رات ہی میں دل و جان سے مجھ پر فدا ہوں تاکہ  
قسمت کو تو اپنے ہاتھ سے مجھ سے سزا دے یہ کلمہ عالم عشق میں بے اختیار جانب شاہزادہ بڑھی اور کھٹکی ٹھکڑی میرے سر کی  
نیم اکار نہ کر اس وقت مجھے اپنے گے سے نکالے مجھے پیار کر کے نور الدہر نے برہم ہو کر عوار میان سے کھینچی اور درایا  
و جیاد در ہو در نہ بکرا بھی اس تیغ سے قتل کر دنگا ساحرہ نے گنگو سے نور الدہر شکے کا کہ او شاہزادہ سے تھے جس  
ہاتھ سے عوار واسطے میرے قتل کرنے کے کچھ پیچھے تھی تو سی جہد ہاتھ بلکہ جہت تھو جس و حرکت دکر دونوں کلمہ چند دالے  
ناشی کے نکال کر اور سحر و جادو سے ہاتھ شاہزادہ کا خشک ہو گیا اور تھکی تن مجس و حرکت ہو گیا جب شاہزادہ  
کو جلا سے سو کر پکی تو مسند جو اہر نگار سے شاہزادہ کو ملکہ کیا اور خود مسند پر بیٹھ ساقی سے جام شراب لیکوئی بل  
بعد ایک مہ کے جب غصہ فرو ہوا پھر محبت نے جوش مارا پکاری او شاہزادہ سے میں فریفتہ ہوں ذرا مجھ پر رحم کر  
۔ ماسے دل بر لا اس وقت ساحرہ اس صورت سے بالاسے مسند بٹھی تھی اور ہر حرکات کرتی تھی کہ عالم نشہ میں  
بالاسے مسند کبھی جھومتی تھی گاہ سینا بجا کر نور الدہر کو دکھائی تھی کبھی ساقی پور میں ناز و دکھائی تھی نور الدہر  
ساحرہ کے افعال پر لا حول پڑتا تھا کہتا تھا میں کسی طرح مجھے بہتر نہ ہو گا بسطرح عا دیر دل افروز طالب وصل



بری نور الدہر سے انکار کیا اور دل افروز سے کہا، و شاہزادہ پوچھا اگر تو میرا کمانہ مانگا تو بہت بخیر مانگا میں بری  
 تجھے قتل کرے گی نور الدہر نے جواب دیا تجھے قتل ہونا منظور ہے اور تجھے محبت ہونا منظور نہیں ہو دل افروز نے یہ سنا  
 کہا ہنسنا فوس ہاتھ میرا داسکاتیر سے قتل کرنے کے نہیں اٹھتا ہوں کیونکہ تجھے قتل کروں ہر چند کہ تو نے میرے عشق  
 کو مار ڈالا ہو لیکن تیرے قتل کرنا دل نہیں چاہتا ہوں میں تجھے اس قدر محبت کرتی ہوں اور تو مجھے بیرونی کرتا ہو یہ نکلنا  
 زار روئے گی ناز جہان بزم نے دست بستہ عرض کیا اے گلہ ظلم اس گوری صورت پر نظر نہ کیجیے یہ موانہ ران کا پھل ہے غصہ  
 کو کچھ ہی کا ہو کھانے کا نہیں ہوا آپ کے رنج و ملال نہ کریں آئندہ بھانین دل مضہ کہ بھانین ناچ دیکھا دل بھانین بسم  
 اس سے زیادہ مومنے اور سندھ سے حمد ان دنوں پہل چلو ان کو دھوئے حذر دہشتہ در آپ شب و روز آتے پیش و پشت  
 کیجیے گا ہر وقت دھاسے دل حاصل کر ایسے گا وہ جو ان ایسے ہونگے کہ جب آپ کہے گا موجود وہ نہ ہو جائیے جب ارشاد فرمائیے  
 ہٹ جائیے دل افروز نے کہا دور ہو دور ہو دل نور الدہر اس شاہزادے پر کیا ہر قسم سبکتی ہو اور مردوسہ ہٹے  
 آتش دوس آئے مجھ بھولے گا الغرض خوب گرے دہکا کو کے کینزدون وغیرہ کو سخت کست کمرے فکر کرنے لگی کہ اب کس طرح  
 طاہرہ کو دام میں لادوں اتفاقاً ایک شہر پر حکم حصار بادشاہ دہکا شہزادہ کی اسکی بیان آنا، مہل افروز کو کمال لگا  
 لگتی تھی زہر بادشاہ جہان آرا کا باغ ہو اکثر دل افروز ملک جہان آرا کے پاس بھاگتی تھی اسوقت دل افروز کے  
 دل میں یہ آیا کہ ابھی ملک جہان آرا کے پاس جا کر تمام احوال اپنا اور شاہزادے کا بیان کرادرا سے لاکر بیان شاہزادے  
 کو اس سے ماضی اور قائل کر اسے خیل کر کے فوراً ملک جہان آرا کے پاس گئی آتے جو دل افروز کو قبول اور اس کا  
 کبر کر پھا اچھا شہرہ غیر تو ہو دل افروز نے انگبار ہو کر کمانیرہ حمزہ پر ماضی ہوئی ہوں وہ کسی طرح مجھے سمجھتا  
 ہوتا اور اسوقت میں اسوا سکا آئی ہوں کہ تم میرے ساتھ چلکر میرے عشق خور کو کچھ اذیتا یہ کھنے سے وہ ماضی  
 ہو جائے یہ لکھ کر دل افروز کا موش ہوئی چونکہ جہان آرا ایک مدت سے نام پر شاہزادہ نور الدہر کے عاشق تھی غیر  
 کچھ شاہزادے پر فریضہ تھی فقط ذکر شاہزادے پر شہیدہ عاشق ہوئی تھی ہر روز دما کرتی تھی کہ طلبہ اس شاہزادہ ذرا  
 کہ دیکھوں آرا سے دل مضطرب کالوں اب دل افروز نے جو مزوہ دیا کہ شاہزادہ نور الدہر سے باغ میں ہیں انکی  
 عاشق ہوں آپ چلکر انہیں بھائیے ہر وہ سکر جہان آرا خوش ہوئی اور خیال کرنے لگی اب میری حسرت دل لگے گی یہ  
 خیال کر کے جہان آرا نے کہا اے بن خیر میں تمہاری خاطر سے مردانہ صدمہ کے سامنے جلتی ہوں تھی الامکان بھائی دل افروز  
 ہر سکر جہان آرا کو اپنے ساتھ لکھ کر اس جگہ آئی جہان آرا کو بعد موت بھائی یا پھر نور الدہر کو کینزدون سے بھائی کینزدون نور الدہر کو  
 بھاگ کر لے آئیں جب قریب آئے نور الدہر نے دیکھا جہان آرا ایسے ناز و انداز سے بھئی ہو کر دل پہلو میں قیام ہوا جہان آرا سے شب  
 ہو بقول تجھے شعر برس چہ ہا کہ سولہ کاسن و جوانی کی راتیں مرادون کے دن و وہ اس کے گلشن جوانی کی ہمار وہ جو  
 کا اجمار وہ کھنکھانیں سبزہ رنگ دھاتی جو ڈازیب بہن از قہم تا فرق در با سے جاہر میں فرق عطر فشبہ شاک میں  
 لگا ہوا خوشبو سے ہر ایک کپڑا بسا ہوا جس پر آثار شوق و شرارت ظاہر ہو چڑھتی و عاشقی سے ماہر شاہزادہ دیکھتی  
 جہان آرا کو عاشق ہو گیا اور جہان آرا نے جو شاہزادے کے چہرہ انور پر نگاہ کی نام سکر نوا عاشق ہوئی تھی اب  
 جو رخ پر نور شاہزادہ ذرا کو دیکھا بے اختیار ایک آہ کی اور شاہزادے پر فریضہ ہوئی ابیات دو دنوں جسوقت  
 وان دو چار ہوئے تیر الفت دلوں کے پار ہوئے وہ ہوا تیغ ناز سے کھائے ہوئی تیغ عشق سے سہل ہو کر  
 اور سر با باقی ہند ذرا صبر اور صبر با باقی مگر ہنسا رہی اور نور الدہر نے اپنے تئیں بھلا اور صبر ملک جہان آرا  
 ہر شکل ضبط کیا اور دل افروز سے پوچھا کیا یہی وہ جوان ہو دل افروز نے کہا ہاں وہی ہے جسکا فکر تھا

جہان آرا کے گما میں اب اسے بھائی ہوں تم بیانیے مع بھی خواصوں وغیرہ کے چلی جاؤ دیر نہ لگاؤ دل افروز بہک  
ہمراہ لیکر دہا نیے چلی گئی جہان آرا خالی میدان پاکر اور بزم کو صحبت اختیار سے خالی دیکھ کر شاہزادہ کے پاس آئی  
اور کہا اے شہزادہ! تجھ کو معلوم ہو کہ میں کئی سال سے تیرے ہاں پر عاشق ہوئی تھی آج آجکے دن آرزو سے دلی برائی کر لی ہے  
مقام پر آپ سے ملاقات ہوئی کہ آپ بھی مجھ سے ہیں اور ہم بھی ناچار ہیں سرین دن کی مکان نہیں سکتے جو جو تمنائیں دل میں  
ہیں انہیں طبع زبان پر نہیں لے سکتے آج کا دن آجکے دن اس مکارہ کی خیر سے بچائے اور اس کی قدرت سے نجات دے بظاہر تو یہ مکارہ جوان  
معلوم ہوئی ہے لیکن میں سو برس کا دل افروز کا سن ہے کسی منہ میں دانت جو نہ پیش میں آفت ہو ایسی بسے بہ اس کے  
دھن سے آئی ہے کہ غلبہ سے بھی ایسی بڑے جہنم آتی ہوگی نور الدہر نے کہا اے ملک میں بھی پیر والہ و شہا ہوا ہوں تم اسے  
حسب و نسب اور اپنے نام سے آگاہ کر دیکھتے کہ نام میرا جہان آرا ہے شاد نیلم کی بیٹی ہوں اب میرا شہر نیلم حصار  
کا بادشاہ ہے نور الدہر نے کہا میرا تھرا دین و نہر ہے کیا جو جواب دیا القاب پرست نور الدہر نے کہا اے ملک! لقا تو ہمارے  
ہاتھ سے بھاگتے بھاگتے پردہ ظلمات میں گمادہ قابل مذمت کے نہیں ہے اس میں کوئی بات ہے جس وجہ سے اسے خدا تعالیٰ کی  
جہان سے لقا مثل تمہارے اور جلا شمس کے کہا تا چیتا ہو اور سوتا ہو جلا خفاں انسانی کرتا ہو امور خدائی کے خلاف میں  
نہیں لازم ہے کہ لقا پر لعنت کرو وفاق نفس و قمر مہر و جن و بشر کو اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر سمجھو  
نور الدہر نے اس طرح جہان آرا کو بھابھا کر تاریکی کے دل سے دور ہوئی بزم دل روشنی فتح اسلام دعا مان سے ہر نور  
ہوئی جہان آرا کے حکم کہ لکھ لعنت ہو لقا پر اہ کر دے لعنت ہو اس کے پرستاروں پر اب یہ شاہزادہ قریب مجھے اس ایسے تیسے  
لعنتی سے کیا کام ہو آپ مجھ کو مسلمان بھیجے نور الدہر نے ملکہ جلیم کیا جہان آرا کے ہر حکم صدق دل سے مسلمان ہوئی شاہزادہ  
نے خوش ہو کر ملکہ کے گلے میں باغ ڈال دیے ملکہ بھی بے اختیار رہ پڑ گئی اختلاط ہونے لگا نور الدہر بڑے رو سے  
جہان آرا کے لینے لگا قضاے کار دل افروز کو پہلے ہی گمان ہوا تھا کہ جہان آرا نور الدہر بھائی ہو گئی ہے اب جو ماحول  
تا بکار نے دیکھا کہ دونوں باہم لپٹے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر اتنی رشک سے چلی اور ہم ہم ہو کر جانب ہم چلی جہان آرا نے جو دیکھا کہ  
دل افروز شادی ہو جلا شاہزادہ سے جہا ہو کر بیٹھی اور کہا اے شاہزادہ! نکاح اب تو میں جاتی ہوں اگر خدا چاہے گا تو میرا آپ سے  
ملاقات ہوگی لکھ دل افروز سے رخصت ہو کر روانہ ہوئی لیکن پھر پھر کے شاہزادہ کو دیکھتی ہوئی آگئی آگاہ رہا  
میں پانوں کہیں رکھتی تھی اور پانوں کہیں تھا تصویر خیالی شاہزادہ کی پیش نظر تھی دیدم خیال کرتی تھی کہ اے جہان آرا تو  
کیون شاہزادہ کو دیکھنے لگی تھی اب جہان آرا میں شاہزادہ کی کیونکر زندگی بسر ہوگی بسوقت ہنگام شب دل مضطرب ہوا میں  
شاہزادہ کو دھونڈ میگا اس وقت دل جناب کو کیونکر نشانی دے گی چنگ پھر میں شاہزادہ کے چنگ ہو جائیگا بھوکہ رہا بنگا  
ہجر سے جان ناز پیدا دشوار ہو گا فرض جہان آرا تو ایسے ہی خیالات کرتی ہوئی اپنے مکان میں داخل ہوئی اور دل افروز  
نور الدہر کے سامنے آئی اور کہنے لگی کیون موندی کاٹے سنڈے سے مجھے خواستہ ر نفرت اور غیر سے یہ محبت میں  
دور سے بخوبی دیکھتی تھی خوب باتیں راز و نیاز کی ہوئی نہیں سینے سے سینہ منہ سے منہ ملا مقدمہ بیخود و خطر ہو رہا تھا  
حرکت سے صاف ظاہر ہوتا تھا خیر جبکہ ساتھ تو نے پیش کیا ہو دیکھ تو اسکا کیا حال کرتی ہوں لکھ شاہزادہ کو  
خواصوں وغیرہ کے حوالے کر کے جانب مکان جہان آرا روانہ ہوئی جہان آرا ابھی تقریریں چنگ پر لپٹی  
ہوئی رو رہی تھی ہر ایک کنیز وغیرہ کو اپنے پاس سے ہٹا دیا تھا بس مانتا ہی نہ تھا چنگ پر تڑپتی تھی کھانا بھی نہ کھایا تھا  
آخر پہنچے زمیٹے چنگ سے اٹھ کر اشک آنکھوں سے بھجھک کر ایک کنیز کو اپنی خواہ گاہ میں مجھوڑ کر اپنی مادر کے پاس  
چلی گئی کنیز فرش خواب پر لیٹ کر سو رہی جب دل افروز قریب جہان آرا میں پہنچی اس میں عالم غلبہ و غضب میں



سمجھی کہ جہان آرا سو ہی ہو یہ خیال نہ کیا کہ ایک کبوتر سوئی تھی غرض دل افروز نے جلد اس کبوتر کا ہنگام شب سرخ سے جدا  
 کیا خبر ملنے کبوتر پہنچا روح ان کی بعد قتل کرنے کے سر اس کا ایک رسد مال بن باندھا اور وہ اپنے علی ہنگام سرخ و سرخ و سرخ و سرخ  
 کے سامنے لائی اور کھنے لگی و کھو اسے رسد مال بن کیا جو اس رسد مال بن تماری معشوقہ کا سرخ و آج بھی کل کی طرح گلے سے لگا  
 بیار کر دیا کہ رسد مال سے سرخ کا لکڑ جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ سرخ کا نہیں ہوا اس کی ایک کبوتر کا دل افروز سرخ و دیکھنے لگی  
 خبر آج وہ فریب دیکر بھگتی کل کہان جا بھگتی پس اس سرخ کو اٹھا کر بھینک دیا دوسری را حکو فکر بن لکڑ کے رسد مال ہوا  
 لیکن اُدھر لکڑ جہان آرا جو صبح کو اپنے مقام پر آئی اپنی مجلس کا لاشرع ہوئے دیکھا کہ بن ہوا کہ دل افروز کا سر  
 کھاٹ لگتی اس کی لاش کو تو وہ اپنے اٹھا یا اور آپ خب کو دروازے میں باتحہ ہر نہ چھپا کر اکیلی بیٹھی اور سب اپنی بیسوں کو رخصت  
 کیا کہ جو رہی تھیں انھیں سلا دیا اتفاقات روزگار دل افروز نہاد و جو لکڑ کے قتل کو آئی کہ لکڑ نے اُدادی لکڑی دل افروز  
 کو اس وقت بہان کہان کل میری ایک مجلس کا سرکات لگتی تھی آج مجھے قتل کرنے کو آئی ہو اُسے پھر کر دیکھا اور چاہا کہ سو کر سے  
 کہ لکڑ نے ایک ہاتھ تھوڑا کر گاہ پر را کہ ماند خیار تو کے اس لکڑ کے دو کڑے ہوئے شور و غل پیدا ہوا اُدان  
 گرد دار کی بندہ ہوئی بعد لکڑ کے ایک مسما پہا ہوئی اور غلط موقع ہوا کہ کشتی مرانام میں دل افروز جادو و جادو  
 کے مرنے ہی نورالدین ہر قید سے چھوٹ گیا لیکن میران تھا کہ سامرہ کو کسے مارا جو میں نے قید سے رہائی پائی اس حیرت  
 میں تھا کہ لکڑ نے لاش کو اس ہاٹ کی بھکڑ اُدی اور صبح کو نورالدین ہر کی خدمت میں روانہ ہوئی بیان شاہزادہ قید  
 سے چھوٹ چکا تھا یا توں میں اس کے حالت اچھی تھی میران تھا کہ دل افروز کیہ نکرا رہی تھی کہ لکڑ جہان آرا نے  
 سامنے سے سلام کیا اور کہا کہ شریک مبارک ہو کہ دل افروز جادو کو میں نے مارا تمام سر لکڑشت بیان کی نورالدین ہر  
 خوش ہوا اور اسی بلوغ میں لکڑ سے سرگرم اختلاط ہو اجمعت آراستی اتفاقات روزگار اسی شب کو سلیم شاہ نے حضرت ابراہیم  
 علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اسی سلیم شاہ نورالدین ہر فرزند ہمارا دل افروز کے بلوغ  
 میں تیری علی کے ساتھ ہر صحت ہو اور دل افروز کو تیری بیٹی نے مار ڈالا اب تو جادو صحت میں نورالدین ہر کی اوسلمان ہوا اور  
 الفت کر لقا پر پس جو صبح کو اٹھا پہلے محل میں آیا بیٹی کو نہ پایا بس لکڑشت ہوا کہ خواب تیرا سچا ہوا ہے اسی بلوغ میں آیا نورالدین ہر  
 کو بھرا کیا اوسلمان ہوا بیٹی کو لکڑ سے لگا یا شاہزادے سے خواب بیان کیا بعد اسکے شریں لایا تمام شر کو اسلام آباد کیا لکڑ کی  
 شادی نورالدین ہر کے ساتھ کر دی اور بہت سال دغنا دیا شاہزادہ چند روز دہان رہا بعد اسکے کوچ کو کے لشکر میں آیا  
 قد مہوسی ہر مزناجد اس کی حاصل کی اور وہ اپنے کچ کر کے روانہ ہوا مال و اسباب جو شریک صہار سے لایا تھا وہ جملہ  
 سردار دن کو تقسیم کیا کچ کچ شرا ختم ہر سو نہا دیکھا کہ شرا ختم ویران پڑا چارہ پاری لکڑشت اور خورشید ختمی  
 کو دیکھا کہ جیشید جو اسیج کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اس کی قبر پر فقیر شمسو کھنی گلے میں تھم باندھے ہوئے سر کے بال بڑے  
 ہوئے خاک آن بالوں میں بھی ہوئی خیر کی کمال پر بیٹھا ہوا ایک طرف شیک میں آگ دہی ہو چکر رہا ہر ایک شکار پانی  
 کا گڑا ہوا جو دو کڑے رکھے ہوئے ہیں دو چار درخت نار اور امروہ کے لگے ہوئے ہیں اس کی شاخوں میں بچرے  
 طوطیوں کے لگے ہوئے ہیں دو چار فقیر اور اُدھر بیٹھے ہیں با اُدی بادا با مہود با موجود با مرخدی آواز ہر  
 خورشید سے جو شاہزادہ نورالدین ہر کو دیکھا بیان و دگر کمر اٹھا قدامتوں سے لپکا نورالدین ہر نے حال پوچھا اُسے آہستہ  
 ہو ہو کر تمام حال بیان کیا نورالدین ہر نے اُن کو جیشید کی قبر پر فاتحہ پڑھا خوب رو یا خورشید سے کہا کہ بھنی صبر کرو اور  
 اسکو نلو اگر لباس خیزی اُن کو اگر پاشاک شاہانہ پہنائی اور جو اہر بہت سا دیا اور حکم کیا کہ شرا ختم از سر نو تیار ہو و  
 اسلام کو بھر کیا کہ تم اس شر کو بنا کر بعد کھا اور خورشید سے کہا کہ میں حکمرانین سکنا اسدا آؤر کوہ پر گھرا ہوا ہوں

اسکی لگ کو جاتا ہوں ایک روز وہاں رہ کر دوسرے روز روانہ ہوا پھر سری منزل میں گر دو غبار کا تھق اٹھا دیکھا کہ ایک  
 بارہ ہزار شتر و قاتر پہ زرد چوہا پر اور خیر سبب لہا ہوا چلا آتا ہوا اور کئی ہزار بارہ سو سو اور انکے ساتھ اور ایک شخص  
 منہ میں اسکے سر پہ رکھی ہوئی مرکب دہلی پر سوانا کے آگے اسکے لشکر جو شاہزادہ نور الدین ہر گاہ دیکھا کہ فریخت است ایمان  
 پہنچا کہ لشکر امیرج صاحبقران کا ہر کار و دن کو خبر کیا اسطے بجا وہ گئے اور حال دریافت کر کے آکر عرض کیا  
 کہ لشکر امیرج نوجوان کا لڑاؤ کوہ بہرے لشکر فوجیم مومن و مسلمان گل گلزار صاحبقران غل بوستان شاہزادہ  
 امیرج الزمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدین ہر عالی شان کا جاتا ہے امیرج نوجوان سے لڑتے کو اور شاہزادہ  
 نور الدین ہر نے جو بہ سون کو خبر کیا اسطے بجا تھا وہ حال دریافت کر کے اور نور الدین ہر سے بیان کیا کہ وزیر  
 ہر زرباب شاہ کا دانشمند اسکا نام ہر اور زرباب شاہ ہر شاہ ہر شہر زرباب ہر کا زرباب شاہ کا ایک  
 عزیز تھا نہایت زبردست سپاہی ہے بدل اسکا ایک لڑکا سے طلسمی نکل گیا ہر اسوا اسطے زرباب شاہ نے وزیر  
 کو اپنے مخالف ساتھ کر کے امیرج نوجوان کے پاس بھیجا ہر کہ جا کر امیرج سے کہہ دو آپ میرے عزیز کو اس  
 طلسم سے بھڑائیے تو میں مع شرف آفتاب پرست ہوں سوے فرستادہ زرباب شاہ امیرج کے پاس جاتا ہے  
 وزیر کے جو شکر ہر امیرج نہیں نور الدین ہر برا بھلا بچہ دہن لگا کر حکمران سے حال بیان کیے اگر اسنے اقرار کیا کہ میں چکر  
 طلسمی کر کے ہرل کو بھڑائیے لانا ہوں تو خیر میں تو امیرج کے پاس چلے میں گئے منجول میں ہر سو چکر شاہزادہ  
 نور الدین ہر کے پاس آ پاندر دی بعد اسکے حال ہرل کے گزرا رہو جاتے کا بیان کیا اور عرض کیا کہ آپ لوگ  
 حلال مشکلات ہیں اگر چکر طلسم کو فتح کیسے خواہزادے کو نہات دیجیے تو زرباب شاہ مع لشکر اور اہل شہر کے مسلمان  
 ہوگا نور الدین ہر نے ہر شکر چکا لیا اور اپنے دل میں کہا کہ تو اگر طلسم کیوں گیا تو وہاں اسد نرغے میں ہر امیرج کے  
 ساتھ سے نکل ہوگا اور وہ اگر مارا گیا تو داد اجاں کو کیا جواب دیگا اور ہر اسد ایسا بھائی بچے کان لپکا اور جو اسد  
 کی مدد کو جاتا تو زادہ کیگا کہ نور الدین ہر طلسمی دہو سکا دے گا دوسرے کہ اگر طلسمی ہوگا تو شہر مسلمان ہوگا یا  
 نہا شدہ ہیں خیال کر کے ہر عزتاجدار سے کہا کہ خیر میں نے اسد کو خدا کے حوالے کیا ہر در دگار عالم اسکا  
 اور میں شہر زرباب کو جاتا ہوں اور اسی وقت ایک ہزار آدمی ساتھ لیکر ہر دانشمند وزیر کے شہر زرباب کو روانہ  
 ہوا بعد از قطع منازل و طرماحل کے قریب شہر زرباب کے پہنچے زرباب شاہ استقبال کر کے سنے گی  
 اور وارڈ شہر سے تا دربار گاہ پانچاڑ ڈووا دیاد عورت و ضیافت کی مگر زرباب شاہ دیکر شاہزادے کو  
 عاشق ہو گیا اور اپنے دل میں سوچا کہ چنانچہ اگر خوار ہوا ہو چکا ہر ایسے جوان ماہ طلعت کو کیوں گزرا کر داتا ہیں  
 دوسرے دن نور الدین ہر نے زرباب شاہ سے کہا کہ مجھے اس مقام طلسم میں لپیڑا اس اثر ہے کا نشان دو زرباب  
 نے عرض کیا ای شہر زرباب وہاں لشریف نہ لیا ہے میں اپنے بیٹے سے دست بردار ہوا اب وہ وہاں سے نہ چھوٹا اور خدا  
 جاسنے وہ زندہ ہر یا مردہ ہو مجھے کیا حاصل ہوگا کہ میں آپ ایسے جوان کو بیان بلا کر کہو دن میں دین اسلام قبول  
 کرے کو موجود ہوں اب آپ اس طلسم میں نہ جائیے نور الدین ہر نے کہا ای زرباب شاہ ہم ہر طلسم کو فتح نہ کر سکتے ہیں  
 بخار سے بیٹے کو نہ بھڑائیے اسوقت تک بھانے نہ جائیے اسنے عرض کیا کہ شہر زرباب کو طلسم فرمائیے میں مسلمان آپ کے  
 ساتھ ہوں شاہزادے نے کلام طیبہ ارشاد فرمایا مردہ اور مردق اسلام لایا ہر اسکے شاہزادہ نور الدین ہر  
 کو زرباب شاہ اس مقام طلسم میں لپکا دیکھا نور الدین ہر نے کہ ایک محرابے باضائیہ فرخ و فرخ سنہ  
 پھیلا ہوا ہر کو سون تک گلا سے رنگارنگ چھوٹے ہوئے ہیں خوشبو ملی آتی ہر داغ مصلی ہوا جاتا ہر بیچ میں



ان پھولوں کے ایک اڈہ سے عظیم الشان بیٹھا ہوا ہو لوگ چار طرف سے اس گلزار کے پھر رہے ہیں ان میں سے  
کسی کو وہ اڈہ آزار نہیں دیتا نور الدین ہر نے زرباب شاہ سے پوچھا کہ یہ اڈہ کیسے کھڑا ہے؟ پھر ہزل کو کہہ کر لے گیا  
زرباب شاہ نے عرض کیا کہ بیٹے آدمی معروف بیرون بہشت میں آئے یہ نور الدین کو کہتا ہوں کوئی شخص غیر جو کہ  
اس کو نکل جائے شاہزادے نے اس کو کسی واجب عقل کو لایا کیسے اس کو عازم کیا کہ اسے قتل کیا ہو کل باراجا بٹکا اسے  
شاہزادے نے قید سے رہا کیا اور فرمایا کہ اس میں جو کچھ ہے اسے چلا جا جو کوئی منہ نہ چڑھائے اور گلاؤں سے چھستان میں  
ایک بھڑا اسکے قدم رکھنے کے وہ اڈہ اپنے مقام سے چلا شاہزادے نے تیرگمان میں پوچھ کر کے اڈہ سے ہر پڑ کر  
اچھٹ گیا دوسرا نیز ہر ایک چھتر سے ایک کارگر نوا آکر اڈہ سے لے دم کشی کی نور الدین کا لکڑا لکڑا  
جب منہ کے پاس پہنچا تو کہیں ایک توار اڈہ سے ہر ماری وہ بھی صاف اچھٹ گئی بالکل خامک دریا اب جو اندھے  
لے دم کہیں نور الدین کو نکل گیا اور پھر اپنے مقام پر جا پہنچا لوگ نور الدین کے ضابطہ پر نشان ہو کر اسی جگہ اشعار میں  
شاہزادے کے بیٹے کو حال شاہزادے کا یہ ہو کہ اپنے تین ایک باغ میں دیکھا کہ وہ باغ حقیقت میں نمونہ بہشت ہو  
کھسے گونا گوت بھولے ہوئے تھے درخت سیوہ والے ہوئے تھے سرسبز پیل آسا جاری تھیں نور الدین ہر بھاگ  
بہشت برین ہو کر خدا نے جگہ ہر گ کے علیک الحمد للہ کہ غارتہ غیر بھاگ سیر کرنے پھر نے پھر نے جو کہ ہر معلوم  
ہوئی ایک انار پر ہاتھ دوڑایا کہ نور الدین نے شاخ درخت کی اوپلی ہو گئی انار ہاتھ نہ آیا پھر درخت کے پاس  
گیا امرود دھار گئی وغیرہ صبر ہاتھ ڈالا کوئی ہاتھ نہ آیا اب نور الدین کے ذہن میں آیا کہ طلسم بہشت نہیں ہو اور جو  
زندہ ہو نہیں گیا جبران وہ نشان چلا جاتا ہے نہایت آشفقہ داغ ہو باغ کے اندر باغ ہو جاتے جاتے ایک جگہ پہنچا  
کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں گر خاموش اور ایک شخص انہیں ضابطہ میرا سرداری چہرے سے اس کے ظاہر اپنے دل میں  
کہا ہزل میں زرباب شاہ ہی ہو گا اور ہر کار کہہ کر ایسی عزیز لاکھوں ہو اور نام ہر کیا ہو اسنے بالکل جواب نہ دیا اور لوگوں  
سے صاحب سلامت کی حال پوچھا کسی نے نہ بتایا نہ سلام کا جواب دیا نور الدین نے اسے دل میں کہا کہ یہ سب ہر سے میں  
یا انکوبات کرنے سے ہر وہ نہیں عرض اسی جگہ بھی خاموش ہو کر بیٹھ رہا شام کو خوان میو سے لے آئے سمجھوں کہ میں نہیں  
میو سے کی میں نور الدین ہر کا ایک ہی دی نور الدین ہر نے جگر پوچھا کیا سبب ہو کہ جگر ایک ہی خاش دی اور سمجھوں کہ میں نہیں  
دین کہا کہ تھکے بات کیوں کی تھکے ہوئے کیوں جو چکے بیٹھے رہنے تو تھکے بھی برابر حضرت نور الدین ہر خاموش ہو رہا دوسرے  
دن صبح کو دیکھا کہ وہ باغ تو نہیں ہو رہا میں ایک کشتی پر ان سمجھوں کے ساتھ سوار ہوں پوچھا کہ اس باغ سے اس کشتی  
میں کون تم سب کو اور ہر کو لے آیا ہر ایک صورت دیکھ کر چپ ہو رہا کسی نے جواب نہ دیا دن پھر کشتی اس دریا میں بھرا کی  
شام کو کچھ ساکن اور روٹھان خوان میں آئیں جو نور الدین دنیان ایک ایک بیالہ لاکھو تھا ایک روٹی خشک فی اوچھا  
کھا کر تھک کر بھی کھایا تھا کہ منہ سے نہ بولے اور کچھ بات نہ کرے تو تھک کر ہر اپنے گائے نہ مانا اور بات کی یہ اسکی سزا  
نور الدین ہر خاموش ہو رہا غصہ قرات ہو کر چپ ہو رہا ہر کہ جن میں تاخیر طلسم کے سبب وقت نہیں ہو کیا کہ میرے  
دن نور الدین ہر نے ایک مکان مالیشان میں اپنے کو دیکھا پوچھا کہ کیا کون لایا ہو اور کیا کر اس مقام پر پہنچے  
کسی نے پھر جواب نہ دیا اور میرت سے شاہزادے کو دیکھنے لگا اور اپنے دل میں کھنکھانے کو عجیب طرح کا شخص ہو کر  
روز بھوکھا رہتا ہو اور بونا نہیں چھوڑا کہ شام کو وہی شخص جو کھان لایا کہتے ہوئے اپنے کو تو تین تین پیالے دیے اور ایک ایک  
پیالہ دیا نور الدین ہر لگا رہا کہ میں نہیں روز سے بھوکھا رہا ہوں تم بھی کو کمر رہے ہو اسنے کہا کہ ہر کیوں منہ سے ہوت ہو جھکا  
پولے جائیگا یہی صورت میرے واسطے ہو گی تو منہ سے ہوتا نہیں موقوف ہو گیا میں برابر حضرت نور الدین ہر

نے کہا کہ اب میں عمر کرتا ہوں کہ منہ سے کچھ بات نہ کر دیکھا کرتا تھا کہ وہ جوان ہزل بن نہ رہا اب شاہ ہر کوئی  
اور ہر کسے کہا کہ تھے خوب پہچانا یہ وہی ہے مگر کبھی وہ خوف کے اسے بات نہیں کرتا، نور الدین ہر پہ ہر پہ اب  
بات کہ ناموفق کیا جوتھے دن پھر اسی باغ میں اپنے کردیکھا کسی نے کچھ بات نہ کی شام کو سب کے برابر تھیں  
حصہ ملا آج پیٹے بھر کے کھا یا فرض اب شاہزادے سے خاموشی اختیار کی روز کا ناشکم سیر ہو کر تھے لگا ایک عرصہ پہنچ  
گدرا بس ایک روز شاہزادہ نہایت اس اور کمال پریشان تھا کہ اسے نور الدین ہر پہ تاجہ زینت بین قہر میں گرفتار  
رہے بس یہ خیال اپنے دل میں نہ کر شام سے کھانا کھا کر وضو کر کے نماز مغرب و عشاء کی ادا کی بعد اسکے دور کثرت نماز و  
پڑھ کر وہ مائیں مانگے لگا کہ اسی پروردگار عالم میں مامزد و کس عبد ذلیل ہوا ہوں تو قاتل قاتل اللہ میرا ہوا اگر نہ ہو  
میری باقی ہر لا اس عبد ظلم سے جکونجات دے اور اگر قضا میری آجی ہر تو طہ عزرائیل کو حکم ہو کہ فیض روح میری  
کر لین بلکہ کر از دل دھاما لگے تھا کہ انکے نور الدین ہر کی لگ گئی عالم خواب میں دیکھا کہ ایک تخت درانی آسمان سے  
خامان ہوا سامنے شاہزادے کے اتر آیا پوچھا کہ کیوں اسی طرف تو پریشان کیلئے ہر نور الدین ہر نے کہا کہ حضرت آپ چند خاص  
تھا جن آپ پر سب حال قابو ہر اس ظلم میں گرفتار ہوں آج ایک شخص کے رہا کرتے کو خود گرفتار ہوا ہو گیا آپ کی ہر ملا  
ہوئی ہر شاہ مجھے کام بن پڑے اُن بزرگوار نے فرمایا کہ ظلم خیال ہوا سکا تو کمال ہر نور الدین ہر نے عرض کیا  
کہ یا حضرت ایسا بڑے گوار میرا نہیں ہوگا اور میں ظلم فتح نہ کر سکو لگا اُن مرد بزرگ نے ارشاد کیا کہ تم بعد نماز صبح سمت  
شمال کو جانا جب ایک درخت چنار پاس ہو تو اسے کو وہ درخت بہت بلند ہر اسکو چڑھ کر کھڑے ہو گئے اس کے ایک  
تخت سنگ پیدا ہوگا اور اس میں ایک حلقہ پڑا ہوگا اسکا اُٹھانا اُس کے نیچے سے مرہ نقب پیدا ہوگا مردہ درخت زور  
صاحبقرانی سے اُٹھ کر لگا اور اس نقب کے نیچے سے ایک دیو نکلا گا کہ منہ و فہر اُس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ ایک  
جانب کو چلا جائیگا بعد اُس کے دوسرا دیو نکلا گا لوح اُس کے گلے میں چری ہوگی وہ بھی ایک سمت کو چلا جائیگا بعد اُس کے  
تیسرا دیو اور اُس کے گا کہ دیو بلا شان اُس کا نام ہر اور تینہ بلا شان سلیمانی اُس کے پاس ہر چاہے کہ اسکو تم جالے نہ  
روک کر اُسے وہ تینہ تم اس سے تمہیں لو اور اسی تیغ سے اس دیو کو مارو بعد اُس کے اسی نقب میں کود پڑو ایک مکان  
میں پہنچو گئے دیکھو گے کہ ایک تخت بچا ہوا ہر اور ایک پر بڑا داسیر سوئی ہر تم اسکو جا کر قتل کرو تاہم کہ اسکا خون  
جادو ہر اسکو صحت نہ دینا کہ وہ سر اٹھا کے جب اُسے مارو گے تو اسوقت وہ دیو لوح و حصار تھارے سامنے آئیں گے  
سر و فنون جادو کا اُس کے ہاتھ میں دینا اور لوح اس سے لیتا جب وہ سر لیکر جاتے گے تو اسے بھی ہار دینا اور  
لوح اُس کے پیچھے ہارنا کہ وہ جکر رہ جائیگا بعد اُس کے وہ دیو کہ جو منہ و فہر لیکر پہلے نقب سے نکلا تھا وہ آئیں گے اُس سے کہنا  
کہ بیکر سلیمانی تو میری مدد کر وہ پوچھیں گے کہ کیا نشانی رکھتا ہو کہنا کہ نام بڑا دیو ہر اسی وہ یہ کلمہ سکر تیری اطاعت کر لگا  
اور جو کچھ وہ کہیں گے اس پر عمل کرنا ظلم فتح ہو جائیگا بس خواب دیکھ کر شاہزادہ بیدار ہوا دیکھا کہ ایک نور کی لہری  
از زمین تا پسر برین معلوم ہوتی ہر خوبصورت سے دماغ مغل ہوا جاتا ہر اپنے دل میں کہا کہ خراب بڑا سیما ہر بہت خوش  
ہوا نماز صبح کی ادا کی سمت شمال کو روانہ ہوا اور موافق ارشاد ان حضرت کے درخت کو زور صاحبقرانی اُٹھ کر  
نقب پیدا ہوئی وہ دیو نکلا اور ایک جانب کو چلے گئے بعد اُس کے دیو بلا شان نکلا نور الدین ہر نے لیکر تینہ بلا شان اُس سے  
ایا اور اسی تینہ سے دیو بلا شان کہا کہ نقب میں کودا اُس پر بڑا دیو نے سر و فنون جادو کو مارا سر اسکا کاٹ پڑا  
لو حدار کو دیکر لوح لی اور وہی لوح اس دیو پر ماری کہ وہ جکر خاک ہو گیا بعد اُس کے دیو ہر اڑا یا اور وہ نام لپٹا  
شاہزادے سے سکر مطیع ہوا صندوق شاہزادے کو دیا نور الدین ہر نے چاہا کہ صندوق کھولے دیو ہر اڑنے لپٹا









کو تو پھر لا تو نے مجھ کو بہت کچھ کہا کہ میں نے کہ عنقویل دیو پر و راہا نامرد تھا کہ ایمرج کو چروا سگوارا خبر اسے تو نے  
 یہ امر کیا پھر ایسی حرکت نہ کرنا اور اسے ہوش میں لا کر اس سے ایمرج کو قتل کر دینا بیوٹی دینا ایمرج کو ہوش آیا بارگاہ میں  
 عنقویل کی اپنے کو معذرت کیا کہ میں نے آج کے خواب میں کہا کہ انکھیں بند کر کے عنقویل پکارا اور ایمرج پر  
 خواب حسین پر بین ہوا یہی ایمرج نے انکھیں کھول دیں اور کہا کہ عنقویل بیا درون کو پوچھیں کہ وہاں جاتے ہیں  
 وہاں کیا جرات ہو کہ شجاعت ہو عنقویل نے کہا کہ ایمرج تم اپنے دل میں تصور کرو کہ تم کہاں بیاوری کر رہے ہو کہ پتا میاں دلی  
 ہوا و پھر سو اور تم نصیر سے ہوئے ہو بلکہ ارادہ دل کرتے کا ہو کہ کسی دور میں ایمرج نے کہا کہ مجھے تو اس دیوانے سے ہوا  
 ہو کہ وہ بارگاہ سلیمانی چلا کر نے بھاگا ہو عنقویل نے کہا کہ ایمرج میرا کیا رعبہ نہیں اظہار ہو کہ پھر لا تو نے اس سے نہیں کہا تھا  
 کہ انکھیں کھول دے تم جاؤ یا اسے جس جگہ جو اسے سبقت لے کر دے وہاں میں لاؤ یا اسے اور اگر کھڑا ہوا عنقویل نے  
 گھوڑا سواری کو مگاوارا ایمرج سواری ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوا بعد اس کے اس میں کرب غازی آیا عنقویل نے انکھیں کھول  
 آئے کھڑا ہوا بعد سلام ہاتھ پیر کر لے کر صبر بجا یا اسباب دعوت مہیا کیا آپ ہم شراب کا اسد کو دیا اسد نے کس کا ای  
 عنقویل نے راعما را ایمرج کو کچھ لایا کہ وہ کہان ہو عنقویل نے عرض کیا کہ شہزادہ ایمرج کو پھر لا یا تھا میں نے  
 بسبب یہ نامی کے مجھ کو دیا کہ میں پھر کر اسے آپ کے حوالے کروں گا اسد نے کہا کہ عنقویل تھے بہت بڑا کیا ایسا مزہ  
 پاتا تھا اور تھے چھوڑ دیا خیر سامنا کرو گے تو سلوم ہو گا یہ لکھا اسد نے کھڑا ہوا اور چلا گیا گر بیان شکر ایمرج میں صبح کو  
 اظہار ہوا کہ ایمرج بہت خواب پر سے غائب ہو کوئی اسے گرفتار کر لیا مالک بن ملکوت و اقبال شاہ و فخر آئے  
 شاہ پور نے آکر دیکھا کہ یہ تو عنقویل دیو پر و را کے عیار کا پیرا نہایت ہو ہر فوراً خبر کے واسطے روانہ ہوا جب  
 شاہ پور قریب لشکر عنقویل کے پہنچا دیکھا کہ ایمرج نوجوان لہو و زبان چلا رہا ہے شاہ پور و دیگر قہقروں سے لپٹ گیا اور کیفیت  
 دریافت کی ایمرج نے جو کچھ گذر تھا سب بیان کیا اور داخل لشکر ہو کر بارگاہ میں جلو گر ہوا اور ہر شاعر جو نے لگا جلسہ جشن  
 آراستہ ہوا تری خوشی کی عین ہوتے لگا ہم شراب گردش میں آیا ایمرج نے حکم دیا کہ ابھی جس جگہ بچے فوراً نقارہ رزی ہر  
 چوب چڑھی اور ہر کارون نے عنقویل دیو پر و را کو خبر جنگ پہنچائی وہ ان بھی کوس عربی بجا چار پہر رات وہ تو  
 طوت سامان جنگ ہا صبح کو اسد سے عنقویل فوج لیکر میدان میں آیا اسد سے لشکر ایمرج کو کہا کہ اسے نبرد ہوا اسد  
 شیر دل مع فوج جہاں بلدی کرہ پر آہٹھا میدان آراستہ ہوئے لگا صفیں مجھے لگیں بجا یک دامن صحرے سے نکل کر دھبہ  
 اٹھا اور بعد چاک ہوئے دامن گرد کے صرغام شیر دل نو دار ہوا اور خدمت اسد دلاور میں اگر خرد و دست از  
 سنا یا کہ شاہزادہ نور الدین ہرے قتل آفتاب نما کو فتح کیا اپنے سردار معن کو چھڑا یا اب اسد کا ارادہ ہو نہیں سکا کہ وہاں  
 روز میں آجائیکا اسد نے نقارہ شادمانی بجا یا اور میدان رستخیز میں نقاب بلند آواز نقابت کر کے چلے گئے ایمرج  
 نے مرکب سے اڑ کر مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اجازت میدان جا ہی مالک نے کہا جاؤ عکو بہر دینر اعظم کی  
 ایمرج مرکب پر سوار ہو کر میدان کا رخ کر میں آیا سباز طلب کی اسد سے عنقویل کے لشکر میں علم جلوہ گری پر اسے آواز  
 گزدم گاؤم لغیری شہری دامن کی بلند ہوئی عنقویل گیندا اپنا اڑا کر برابر ایمرج کے پہنچا ایمرج نے حکم لگا دیا  
 ہو کہ کسی قدم گیندا عنقویل کا پیچھے ہٹ گیا چار قدم ایمرج کا مرکب پیسا ہوا پھر مرکبوں کو راتوں میں مسکرا برابر دونوں  
 مقابل ہوئے بعد لشکر کے نیزہ بازی ہوئے گئی ایمرج نے نیزہ عنقویل کا ہوائی کیا عنقویل نے خشمناک ہو کر اس  
 پہلی ایمرج پر ماما ایمرج نے صواری سے میل آہنی کو قلم کیا اور بڑھ کر آہٹھا آہا اسد کا عنقویل کو پراغوا سے سپر کو  
 لکھا عنقویل نے سر گردن کو پچا یا غور گیند سے ہر پرستی سر گیند سے کا شکر لکھا عنقویل بھی ساتھ ہی گیند سے کے افان

جو خیزان زمین پر آئے پانوں عنقول کا بیچ بند سے کے دب گیا حرب شدہ آئی مگر عنقول پانوں اپنا گنہگار سے کے  
 بیچ سے نکال کر اٹھا اور مرکب سے لڑی کے پٹ گیا اور مرکب کا گردن میں سے کھینچ لیا ایرج بھی مرکب سے کو دھڑا اور  
 کہا اے عنقول غلب کیا لڑنے میرے مرکب کی لڑائی لڑا اٹھ کر میرا گنہگار بھی تو را گیا غلبہ ایرج نے سپر ہمارا وغیرہ بانو سے  
 رنگہری اور کشتی ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے عنقول کے پانوں میں درود قدید ہوا اور عنق بننے لگا رنگ زرد ہوتا  
 خض بد خشک کے کا پنا ایرج نے کہا اے عنقول خبر باشد کیا حال ہو کہ بیان کر اٹھنے کہا پانوں میرا گنہگار سے کے بیچ دیکر  
 اکھڑ گیا ہونے کے کچھ نہ معلوم ہوا لڑا کیا اب وقت نرس ہوئے کی نہیں ہر ایرج بولا خبر کیا منقالت ہوا اب باج وقت  
 پانوں تیرا چھا ہوا جا بڑا لڑنا ایرج نے ہر اہیان عنقول کو بکارا کہ بڑی بڑی لڑی لڑو عنقول کے اٹھا کر بیٹھے ایرج  
 بھی اپنے لشکر میں آیا مگر جب عنقول کو ہوش آیا کہا مجھ کو ساڑ پر طماس کے پاس بھل دو میں میرا علاج ہو جائیگا اب وقت  
 لوگ عنقول کو لیکر ساڑ پر آئے علاج پانوں کا ہونے لگا بیان صبح کو ایرج کو خبر ہوئی کہ عنقول بھی بھاڑ پر گیا ہے  
 ایرج نے کہا خوب ہوا میں سب کو تھل کر دنگا اب میرے ہاتھ سے بکھرے لوگ کہاں جائیگے ایرج نے حکم پیل جنگ  
 بچنے کا دیا لوگوں نے منع کیا کہ اب آپ عیث پیل جنگ بھڑا لے میں آؤ وہ ہو چکا ہے وہ خود پریشان ہو کر ہاتھ سے اٹھ گیا  
 ایرج پر شک ہے ہور ہا اور بیان در حقیقت ملے ہو چکا ہے دوت اسب دگاؤ کے کھانے کی ہو گئی ہر آخر مجبور ہو کر اسد  
 راست کو خیر لندھور میں گیا لندھور سے اسد کی تنظیم کی اور پوچھا کہ صاحبزادہ اس وقت آپ کے آئے لایا کیا ہے  
 ہوا اسد سے کہا اے واسا سے ہندو ستم زمان لندھور میں سعدان میں اسوا سے آیا ہوں کہ مجھ اور میرے ہمراہیوں  
 پر تیرا فائدہ ہر بات مجھ آپ آؤ قدر کیجئے یا مجھے مار ڈالو لندھور سے کنا مجھے کیوں غراب کو سے تیرے میں ایرج کو کہا منہ  
 دنگا دنگا اسد بولا یہ جواب حاضر میرا سر کاٹ لیجئے اس وقت بغیر غلے ہوئے نہ جاؤ لندھور مجبور و ناچار ہوا  
 اور بہت سا غلہ اسد کے ساتھ کرایا اسد ہاتھ غلہ لیکر آیا اور سب کو قسم کروا کر لندھور اپنے دل میں سوچا ایرج  
 کو اگر بغیر غلہ رسائی کی ہو گئی تو وہ نہایت بہتر ہو گا اسکی کچھ غلہ فی کیا ہے کچھ دل میں سوچ کر صبح کو رومال سے ہاتھ دھو کر  
 ایرج کے سامنے آیا اور نہا کر مجھے ایک خطا ہو گئی ہر امیدوار ہوں کہ معاف فرمائیے نہیں تو اختیار ہر سزا دیجئے  
 ایرج نے کہا کچھ بیان کرو کہ ہوا لندھور سے حال اسد کے آئے اور غلہ لہانے کا بیان کیا یہ سکر ایرج نے کہا اے  
 لندھور آج تو میں تم کو کچھ نہ کہو گا مگر آئندہ پھر ایسا نہ کرو لندھور نے غلہ رکھا اور کہا کبھی ایسا نہ کرو گا ناگاہ و ہمار  
 مالک بن ملکوت شاہ کا آبا سلام کیا اور کہا محاذ ملک شورا انگیز بالو کا آج پوچھا ایرج نے سکر اس عیار کر خلعت  
 دیا اور اپنے کار گزاروں سے پوچھا کہ سب سامان ساجن وغیرہ کا تیار ہے یا نہیں لوگوں نے عرض کیا کہ حضور کے  
 اقبال سے سب سامان درست ہوئیں دار و قضا واد جی خانہ کو لبر اگر حکم دیا کہ مبلغ سرکاری گرم ہو طاعت سے لندھور تیار ہے  
 چاہیے اس وقت بخت شروع ہو گئی اور خوانشاے نعمت ہوا ان گھر گھر قسم ہوئے لنگے جا بجا نوبت خاستے آراستہ ہوئے اور غلہ  
 شاہ دانی بچنے لگے ہر جگہ ہر ڈیرے میں بزم رض و غنا آراستہ ہوئی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ اے ایرج تم چاہتے ہو  
 کہ شاہی بڑی دھوم سے ہو ایرج نے جواب دیا میں جس ملک کا نہ کروں گا غلہ کر زمان جاری ہوئے کہ صاحبان میں و عظمیٰ ظم  
 شاہ و وزیر و غیرہ و امیر و ناویر کہ وہاں وادی زند و ناہ عالم و نا منل سب اگر شریک کفن عشرت ہوں اور تمام سرور و  
 لشکر کو ارشاد کی کہ ہا سہا سے ملک سے آراستہ ہوا ہے کہ مع محفدات عالیہ استقبال عروس کے واسطے جائیں اور  
 اقبال شاہ کو خلعت شاہانہ پہنا کر تخت جو بہر نگار پر بجا میں بیٹھ گئے ہی اس وقت ہم سرور وادان ذی اختتام و شرباران  
 عالی مقام لباس مریض کار و خلعت زینت و بکر مرغ زیرین بکر استقبال عروس کو روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے قریب آئے



مخالف کے ہر بکر خوب انتظام درست کر کے نہایت شان و شوکت سے طرف با نگاہ لہریں چلے بن کر اب مال شیشے اسدین  
 کرب غازی کا کہ یہ اپنے رفیقوں سمیت سر سے ہر آفر کوہ کے پٹھا ہوا جو دل میں یہ خیال کر رہا ہو کہ تو اس ظم و الم  
 میں جلا ہو اور یہ بزرگچہ اس دھوم سے شادی کرے چہ اس شادی کو مبدل بہ ہم کرنا چاہیے یہ سوچ کر اپنے رفیقوں سے  
 کہنا کہ چلو تم شاد کیجیں سب ہمراہ ہونے غرض کہ ہمارے اسے سر سے ہر آفر کوہ کے آکر گھر سے ہونے اب جلوس گزرتے  
 لگا وہ سروا سونا ہمارا جو استقبال کو لئے تھے پھر پھر کر آئے تھے روشنی کا یہ انتظام ہر کہ شب تا یکہ خند شب اہ سکے  
 روشن و منور ہی پنجشنبہ ہزار سے دھڑ دھڑ کر رہے ہیں دستیان روشن میں فانوسین فروزان ہیں آفتاب از ہی انوار  
 مقام کی چھوٹ ہی ہو جانا رچھوٹا ایک گھڑی دلرب کی شکل نظر آئی جو متاب دینی شب ماہ کا تا شاد کھائی بعد  
 اسکے آرائش کے تحت پونہوں جنہن نعل و زمرود کچراچ کے گلاسے گوانگن اس نکھت سے نصب کیے ہوئے کہ جیسا بھول  
 و لہان فیض اس میں ہر اہو کہ جسکی خوشبو سے تمام صحرا مسرور ہوا ہو جب یہ چیزیں گزر چکیں تو جگہ بیٹھنے کی آمد شروع ہوئی  
 کہ تمام درد بان زرق برق چنے ہوئے کھلیاں کھلیاں کی چمکتی ہوئی سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ گھوڑے  
 آواہتے ہوئے نکلے جیسے گھوڑے کے خواتین عالیہ کے کھلیاں کمال شہت و اجل سے مسکتے پھر سوار سوار  
 اسرا سے ذی انتظام کی نہایت حرم و شان سے آئے تھیں ناظرین کا سنے لباس زر نگار پہنے ہوئے مرکبوں پر سوار تھیں  
 جہشیں اردو گلیان فول کے فول آئے بعد مظاہرین خواہ میں مہلدار بن فسون میں سوار سرخ چمکے نہایت ہر لطف سے  
 ہوئے بعد اسکے چار سو کا سلطان لینگے گھوڑے و اطلس و زربفت کے حسب مراتب پہنے ہوئے ساتھ ساتھ فسون کے  
 پائے پکڑے دوڑتی ملی آتی ہیں کاہانی کے دو پہیے چھلار رہے میں بھلیاں سروں کی عجب لطف دکھا رہی ہیں پان  
 کے گھڑوں کی بھنگا رہندہ اور محافظ ملک شورا انگیز کا الماس ہار ہر کہ جیسے آگہ نہیں شرفی ہر طرف آب و تاب ہو کہ جیسا ہند  
 رشک بہتاب ہر پس بہ جاہ و حشم سواری کا جو اسد بن کرب غازی نے دیکھا دل سے کہہ کہ یہ عروس بھی نہایت  
 حسین ہوئی ایک نذر کیا کہ ہم بھی مشتاق ہیں مگر نذر سے پردہ الٹ دیا اب جو نظر اسد بن کرب غازی کی ایک  
 لڑا ایک آفتاب ہرج و مرج طرف کو جلوہ افروز دیکھا اور اختر بخت کو اپنے تاج بندہ یا یا تیر عشق جگر پر کھایا دل سے کہہ کہ  
 اسے لیو لیکن ادم ملک شورا انگیز اسکے پردہ اٹھا دینے پر بھیگی گھونٹ میں منہ چھپانے لگی لیکن وہ شرمائی ہوئی آگہ  
 شاہزادہ اسد بن کرب غازی پر بڑی ایک خور خیر فکرت رکھ کر دیکھا کہ شوق مزاجی جس سے تنہا ہی ہر اکھوں  
 میں لال لال ڈور سے وشت کے بڑے ہوئے ہیں بھور سے بھور سے بال تاج کے بہرے ہوئے ہیں ذرہ کی آئینیں  
 لگی ہوئی لگ بھان شل بھون چاک شمشاد قد چشم فرج سے دیکھ رہا ہر ملک بعد شوق دل عاشق ہو گئی تھیں نلی دھن ہر منہ سے  
 کیا کے شوق دل کا عشق سے اشارہ ہو کر اگر امت مردانہ ہو تو مجھ کو کال میں گھونٹ سے نکلی باندھے دیکھ رہی ہر اکھ  
 اسد کو بھی ایک سکے کا عالم ہو کہ اس اثنا میں داہ نے نل چایا کہ یہ کس ناخدا نے پردہ الٹ دیا ہو لیکن اسکو اسد  
 نے یہ خیال کیا کہ لشکر دور ہر پھر بڑھ جائیگا بعد ہی ست دو چار محافظوں کو نکل کر اور محافظ ملک کا لیکر  
 رہا ہی ہوا تھا اسے کارا اتفاقات روزگار سالک بن ملکوت سے ہر ان کشوری کو کہ بہت دیر اسد ہر ملک کے ساتھ  
 کر دیا تھا یہ محافے سے کس قدر پیچھے آتا تھا یہ خبر سننے ہی کہ اسد ملک کو لگی بس گیند سے کود رہا اگر چلا قریب ہو چکی کہ  
 نذر کیا کہ او دیانے چھوڑ کر محافظ ملک شورا انگیز کا چلا جاکوں تیری فضا آئی ہو کوئی ایسی حرکت کر کہ اسد نے  
 محافظ اپنے رفیقوں کے پہر لکھا اور خود نیت کر رہا تھا کہ شاہ جری فضا لائی ہو ملک کو کھجے کون سے ملک ہو  
 اسی میں جیر جو کچھ چلا جا یہ لشکر ہر ان سے گیند سے کو جولان کیا کہ لگا و رزن ہو لیکن ٹیڈا جو مجاڑی میں الجھ کر گزرا

ہیران اور دہ سے ملے آ رہا اسد کو پورا موقع ملا خون سے اوپر سے گزرو صحت و پاک ہیران کا سر جو رہو گیا اور  
 لوٹ جیسے اسد نے وہاں کو قتل کیا باقی لاش ہیران کی لیکر رہی ہوئے اسد باطنان عام پھاڑا ہوا یا گریبا  
 یہ خبر دیو سار عمارتے ایموج اور اقبال شاہ کو دی کہ اسد کے شور انگیز بانو کو لیکر ہیران سے قاتل کیا  
 شاہ ہاتھ سے اس دیوانے کے ہرا گیا اقبال شاہ نے پشکر کر بیان اجلا بھاڑا اور کھاڑا زمین کھاتے لگا ایموج نے قتل  
 دی کہ میں اس دیوانے کو مار کر مچیں گا لکھ کر حکم دیا کہ طبل جنگ بچے نقارہ رزمی گڑا دیا اور اسد نے بھی حکم دیا  
 کہ ہمارے یہاں بھی بغض انہ دیو ہند بانی بچے طبل جنگی گڑا کو س رزمی پر چوب چری اور اواز نقارے کی گری  
 لیکن طماس نے کہا کہ اے اسد لاور رختے اور زیادہ ایموج سے دشمنی مولیٰ کہ ناموس اس کے بادشاہ کا مچیں  
 لاسے ہو اسد نے کہا کہ اے طماس وہ دوست میرا کس دن تھا پشمن اسکا دشمن جان وہ میرے لہو کا پیا سار ہا اور  
 میں لکھ کو عاشق ہو کر لے آیا ہوں اور لکھ مسلمان ہو چکی ہر اب تو میں ہرگز اسے زود نگا غرض چار برس رات تیار ہی  
 رہی صبح کو دونوں لشکر عرصہ قتال میں آئے اسد قتل کوہ پر بیٹھا لوگ کھائیوں پر تیر و کمان اسوار ہاتھ میں لیسکر  
 بیٹھے اور صبح مع اقبال شاہ اور مالک بن ملکوت شاہ عام لشکر سمیت سامنے آڈر کوہ کے آیا ایموج  
 نے گھوڑا بڑھایا اور کہا کہ اے اسد یہ کیا حرکت تھی کسی نہ سب میں بھی زن شوہر دار پر نظر کرنا درست ہو لا اور لکھ کوہ سے  
 حوالے کر اسد نے کہا اے ایموج وہ موجود ہو مجھے اس سے سروکار نہیں تم لہو ڈالیں تمہارا یہاں میروت نہا نے میں  
 شو کا آخر بچی ہوتا ہے پاجی بن پرگ ایموج نے کہا اے اسد کو کسی حرکت نہ مجھے ہوئی اسد نے کہا تو نے اتنی  
 جی طاہدی کی اور لکھوں رو بے فرج کیے اور سب کو میرے قتل کی کشتیاں کھاتے خوان بھیجے میں گو کہ دشمن  
 تھا حالانکہ یہ رسم دشمنی قدیم ہو چکی تھی لیکن تو نے ایک خوان بھی میرے لیے نہ بھیجا اگر خیریت ہو تا کوئی شاہزادہ  
 شہزادہ ہوتا تو اس سے کا لیکو ایسی حرکت سرزد ہوتی ایموج بولا اے اسد میں معقول ہوا حقیقت میں یہ  
 حرکت مجھے نا شانہ ہوئی میں ابھی جا کر کشتیاں میرے کی اور خوان طعام تیرے واسطے بھیجا ہوں اور دہانے پہر  
 اپنے خیمے میں آیا اسوقت چار ہزار کشتیاں میوے اور فصل اور نباتات و قند کی کھچیں یہ ساری خوشامد و دلپوس اسلیم  
 تھی کہ اسد دس کو دیسے مگر جسوقت چہ ار وہ کشتیاں لیکر اسد کے پاس آئے اسد نے کشتیاں اور خوان کو  
 سب لیکر رکھ لیے اور معقول سے کہا کہ بھئی تم بڑے ہو اور زخمی ہوتے سے طاقت گھٹ گئی ہو تو یہ میوہ خوب  
 کھاؤ اور اپنے جیسے طماس کو بھی دو اور چہم اردن کو بھاسا تمام کان ناک کاٹ کر انکی ہاتھ پر رکھ دیے کہ پس  
 دعا میں دیتے چلے جاؤ کہ میں نے جان بخشی کر دی کہ فقط کان و ناک پر خیر نہ رہی وہ سب بحال طراب ایموج کے  
 پاس آئے ایموج یہ حال دیکھ کر نہایت برہم ہوا کہ اس دیوانے نے مجھ کو فریب دیا خیر جانکا کان میرے  
 آدھ سے حکم دیا کہ بچے طبل جنگ کل آڈر کوہ پر چہم کر اس دیوانے کو مع لشکر قتل کر دینا غرض طبل جنگ بجا ہوا  
 اسد کو ہوئی فرمایا کہ اے اللہ نہیں ہمارے یہاں بھی نقارہ رزمی بچے غرضکہ دونوں طرف ہماری جنگ کی ہوئی  
 صبح کو اسد قتل کوہ پر بیٹھا جو اتان جنگ ڈال کھائیوں پر مستعد کیا رہوئے اور صبح آدھ آفتاب پر ستون کی  
 شروع ہوئی آگے آگے ایموج نوجوان بچے پیچھے تخت اقبال شاہ لیکن کمال تباہ تاج اس کے سر پر نہیں ایموج  
 نے سامنے پہر بکھڑا کیا کہ او دیوانے اب ہوتے پاجی بن کیا یا میں نے پاجی بن کہا میں نے بکھڑا کشتیاں بھیجیں اور تو نے  
 سلوک کیا کہ میرے آدمیوں کے کان کڑاؤ اسے بتراسی میں ہو کہ مجھے میں نے اپنا وعدہ پورا کیا تو بھی اپنا وعدہ  
 پورا کر کہ لکھ شور انگیز بانو کو بھیج دے ورنہ پھرا کر دینا اسد نہا اور کلا صریح دولت سے کھینے کو



شرافت نہیں ہوتی۔ لاکھ تو بادشاہ جو سکن عزیز اور نکات امتیاز کو کہتے تھے ان کے لئے جو صرف میوہ اور نقل کی کشتیاں بھیجن  
 دہارون کی کشتیاں بھیجن نہ طعام کے خواں بھیجے نہ توٹے نہ مسطح اور مارا کین و ہار کو جوڑے تھیں کچھ نہ جوڑے تھے  
 ایم جی نے کہا تھے کل ہی وہی کہہ یا ہوتا اسد نے کہا وہ مافلان رہا شاہ کا فیست حبیب بنے ایک چیز کو کہتے تھے سب  
 ایک مرتبہ مجھ یا ہوتا ایم جی نے کہا اور دہارون نے توڑا فرمایا جو میں کہتے تھے خوب جانتا ہوں مصرع امین ماہ کے گوگرد انشا  
 اب میں تیرے فریب میں نہ ڈانٹا اسد پکا را پھر تو میرا کیا کرے گا تو نے ٹکڑے کیا تو میں نے اسکا جواب دیا نہیں مجھ میں خوشام  
 کرئی کیسی کیا ہا دن اقبال شاہ نے کہا اور ایم جی اب جو اسد کہتا ہے بھاری کر دشا یہ لکھ شورا لکھتا ہے لکھتا ہے ایم جی  
 نے کہا اور اقبال شاہ دہارون کا اسکا رہنما اسکی خوب سے واقف ہوں ہر گونہ کو نہ دیکھا غیر تھارے کہنے سے یہ بھی  
 کرتا ہوں اور پھر پکا کر اسد سے کہا کہ فرد کو لکھ مجھ دے کہ کہنے جوڑے اور کہنے جھان بن اسد نے کہا بہترین چلنے وقت ہر  
 اسد نے کہا کہ اور ایم جی نے چنیدہ کا حصہ نہیں بچا تھا وہ ٹانہ بھیجا ہم شربت پلائی بھیجے ایم جی نے کہا لیجئے اور نیسے  
 غیر بہت بہتر آپ در دیکھیے ایم جی تو اُدھر بہت کر بارگاہ میں آیا اور حکم دیا کہ دہارون کو کہتے تھے چنیدہ پانچ پانچ  
 پانچ سیر کی تیار ہوں اور جوڑے سے جاتے لگے طعام لہذا کی پخت شروع ہو گئی لیکن چنیدہ یوں کی کم کو اقبال شاہ  
 سسرہ بھی نہ بھیجا کہ انجام کہا ہو گا اُدھر اسد بن کر ب غازی نامور نیسے میں شربت لائے اور تمام سرداران لشکر  
 اور عیاروں کے نام لکھ کر دیکھ کر لیکن یہ خیال میں گنداک شاہ میرا پی ڈیل کیا جانے تو بڑی سی ہو گئی ساری بات محافل  
 وہ ہرچہ فرد کا جرمین باندھ کر لکھ سے نیچے اُدھر دہارون کی آڑ میں جاتے تھے فریب لکھ ایم جی ہو چکر مارا کہ تیر بار گاہ  
 ایم جی میں گرا ایم جی نے اس تیر میں ہرچہ لکھ دیکھا اسکو اٹھا کر چھاسوم ہو کر فرد اسد نے بھی ہر دل میں کہا کہ یہ دیوانہ  
 بڑا ہوشیار ہر فرد کو کشتیاں آراستہ کر کے ایم جی نے روانہ کیں وہاں اسد انٹھار میں بیٹھا ہوا کہ جاسے جو بد  
 ہوئے اسد نے طماس سے کہا کہ بھی آؤ اور تمام سرداروں کو ملنا کہ جوڑے ہنوی میری شادی کے جوڑے  
 میں ایم جی نے جھکو بیٹھے دیے اور ساتھ ہی دیا ہر تو بھی چنیدہ پانچ چھوڑے کر و طماس اور عنقو مل کی بحالت  
 ہو کر اسد کی حرکتوں پر مارے تھیں کے بات نہیں کہانی کی لیکن دل میں کہتے ہیں کہ یہ حضرت بے فعل کرانے دھوڑے لگے  
 غر حکسب نے خوب جوڑے بنے اور اسد کے لیے اقبال شاہ نے اسے خوشامد کے تاج بھیجا آپ اسے سر پر لگے  
 ہوئے نیچے ہیں آج چوہارون کی یہ گت بنائی ہو کر اُدھا منہ کا اُدھا منہ لال کر کے ہولی کا سوانگ بنا کر نکلوا دیا وہ تو  
 چیتے سا بنے ایم جی کے گئے ایم جی نے کہا اور اقبال شاہ دیکھا تھے اقبال شاہ نے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا کہ اب  
 وہ جھکواں کہا گیا کہ میں نے اپنا تاج بھیجا یا ہر ایم جی نے کہا بہت اچھا کیا گر غیر کہاں جائیگا جب تک تھنا نہیں ہوا سو وقت  
 تک بھا ہوا ہر حکم دیا کہ کچے میں جنگ کو سحر کر جائے غیر اسد کو بولی فرمایا کہ اندیشہ نہیں جا رہے ہاں بھی کچے میں جی  
 خدہ مختصرات گذری بھیج کو دو دنوں طرف سے سامنا ہوا لیکن اسد ابھی اچھا نہیں ہوا ہر رفقا سے کہا کہ آج تم اس  
 سامنا کر دکل میں مجھ لو لکھا انھوں نے عرض کیا کہ ہر جان بڑی کو موجود میں ایم جی نے کہا کہ اسد کو اور دہارون نے اب کیا بہت  
 ہاتھی ہر اسد نے جواب دیا کہ ایک محبت باقی ہے ہر بھی وہ کیا کہ کہنے کا نا جوڑا دیا مانگے کی چنیدہ پانچ میں مٹی دینی  
 لیکن لکھنا نہیں بھیجا تھا بس یہ سننا تھا کہ آگ لگ گئی تو جواب دیتے نہیں پڑا جو اسد کے سرداروں کو اپنے  
 بھیجے ہوئے سرخ جوڑے سے پہنے دیکھتا تھا کہ ہاتھ خاطر ماسپ ہر رنگ دیکھ کر اجازت لیکر نکلا پھاڑ کی طرف چلا تھا  
 کہ اُدھر سے ابراہیم بن مالک مرکب کو بھیج کر آگے ہر خاطر ماسپ سے تیزو مارا ابراہیم نے چند طعنوں میں تیزو  
 طر ماسپ کا ہوائی کیا اسنے جھٹ سا طور مارا ساتھ ہی گینڈے سے سکندری کھائی اپنے زور میں سا طور کی جھونک

بین منہ کے بھل کر ابراہیم نے زو سے چکر تھوڑا راری کہ تا دو ہر دوا نرا کی اسیرج نے کما طراسپ کی تقدیر گردش  
 میں ہوا کسی سے کچھ نہوئے کا خود تینو کڑ کر نکلا ہوا چلا کر ابراہیم خبر دیا اسباب ہاتھ طراسپ پر نہ اٹھا نہ کہ میں کچھ  
 لکھ کر قریب پہونچا ابراہیم نے تلوار راری اسنے رد کر کے جو تیغ مارا ابراہیم نے ہر چند سپر کی آڑ کی لیکن وہ اسیرج  
 کا ہوا سپر کو لکھ کر خود کو رد کر کے تا دو ہر دوا نرا ابراہیم نے دستا مارا کہ تیغ سر سے دور ہوا ابراہیم زخمی ہو کر چلا  
 غلغلیہ نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا مظلم خان بن مہرام نے سامنا کیا یہ بھی زخمی ہوا غر شاہ نامک سب رفیق اسد کے  
 زخمی ہوئے اسیرج پکارا او دیو نے آج تو تو یوں بگیا کل کمان جانیگا بستر ہر کر اب بھی دیکھ ملکہ کو اسد پکا سا  
 ادا آفتاب پرست ملکہ سے نزدیکی دار جو اسلئے کہ اس پرین خود عاشق ہوں تو اگر اس آفر کو وہ سے ستر کر کر مر جائیگا  
 تو بھی ملکہ کو نہ پائیگا اسیرج نے کما غیر کل مطوہ ہو گیا لکھنے میں پیر آیا یہ شاہک رزم امیری رخت بزم پہلے صحت پیش  
 گرم ہوئی دور جام چلے گا جب نشہ نیز ہو حکم مل جلے کو ہوا دو دنوں طرف نقار دن سے سر ہٹا کہ ہر روز کی کمان کی  
 آفت ہوا اسد وہی جوڑا اپنے ہوئے ملکہ سے صحت آما ہوا اور کہا کہ آج تم مجھ پر حمل ہوں ملکہ کچھ خستہ تھی کچھ بھی روئی ہو بھی  
 گئی ہو کر ای شریار مجب قدم خمس میرا کیا کہ تمام رفیق آپ کے زخمی ہوئے اور میرے باعث سے لاکھوں جانین مفت جلا  
 ہرین بستر ہر کر کچھ اسیرج کے حوالے کر دیجیے وہ جنگ کچھ اپنے خیمے تک لیکے پہونچے گا میں کام اپنا تمام کر دینی اسد  
 نے کما ملکہ کچھ نہیں خبر ہو چکا ہم زندہ ہیں کوئی نہیں نہیں لیا سکتا جب ہم نہ ہوئے اس وقت جیسا ہو گا سمجھ لینا ملکہ  
 نے کما ای شریار اسدن کو خدا مجھے نہ رکھے کہ آپ کے دشمنوں کا لاشہ دیکھوں میں اپنی جان دوئی فرض رات  
 انہیں بانوں میں گوری سیرج کو اسد غار پر مکر ملا کہ وہ پہلے اور کل ہو کر کھڑا ہوا اور سر سے آہ لشکر آفا بہرستان  
 کی شروع ہوئی اسیرج دریا سے آہن من غوطہ مار سے ہوئے چلا آتا ہوا مالک بن ملکوت و اقبال شاہ نہیں  
 تخت پر سوار غر شاہک جس وقت سامنے ہوا اس کے آئے اسیرج گھوڑا بڑھا کر چلا اور سر سے ہر چلنے کے اسیرج تاوک  
 قلم کرتا ہوا لکھا ثانیان طر کرتا ہوا جلا جاتا ہوا ملا سے کہ ایک غلغلیہ کہ اسیرج آہو نچا ہر ایک سدا میں مانگ رہا ہر کوئی  
 تین لکھا ثانیان پھاڑی طر کر کے کو باقی ہوئی کہ پردہ بیا بان سے گرد آڑی حمیرا سے لنگی داماد و دو دنگی بیٹا  
 لکھن بن لکھنات زنگی کا چالیس ہزار زنگیان آدھوار سے آیا اور فرہ کیا کہ آفتاب پرست کمان جاتا ہو زخمیوں پر  
 پھر دیا سے اور مجھے سامنا کر کے میں لکھا بھرت تیرا آہو نچا اسیرج نے پکار کر کہ ای حمیرا سے زنگی تو بھی نکلا ہوا کہ  
 آج دم نے تل مجھے سامنا کر لینا میں آج اس دیوالے کا کام تمام کر لوں حمیرا سے زنگی پکارا کہ میں نہیں جانتا جلد  
 پھر کر مجھے مقابلہ کرو رد لشکر کو جسے پامال کرے ہوں اسیرج ناچار مجبور ہوا اگر وہاں ہوا حمیرا نے کما ای اسیرج میر  
 باہر سے ہاتھ سے مارا گیا میں اسکا بدلہ لینے آیا ہوں اسیرج بولا جو مجھے ہو کے حمور نہ کر حمیرا سے لنگی نے  
 نیزہ مارا اسیرج نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا حمیرا نے تلوار راری اسیرج نے چپکی دیکر تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈھکا  
 چاہا کہ تلوار ہاتھ سے اس کے چھین لے وہ لپٹ پڑا اسیرج بھی اس سے دست و کر بان ہوا زور ہوئے لے آخر کو کھڑکی  
 سے کود پڑے کشتی جہڑا کے سے ہوئے لگی بیٹا شک کہ ایک دن گذرا لاکھین روشن ہو میں شب بھر کشتی سیبی دوسرے  
 دن قریب شام دم حمیرا سے لنگی کا دوا اور اسنے ایک زورایسا کیا کہ اسیرج کو میں قدم دوڑا لیکھا لیکن اب اس میں  
 حال نہیں باقی رہا اسیرج نے جو زور کیا تو ساتھ قدم دوڑا لیکھا کہ مار کر اٹھالیا بارگاہ میں اسی طرح بے ہوئے چلا گیا  
 اسیر غل دزخیر کر کے زندہ نکلنے میں مجبور ہوا اسیرج کو اسیرج نے حمیرا کو طلب کیا جب لوگ اسے لیکر حاضر ہوئے  
 لکھا کہ ای حمیرا سے زنگی دین آفتاب پرستی اختیار کر دیکھ جتا لقا کا بھی میرا شریک ہو لقا میرے ساتھ رہا جب میں



سرگشتہ ہوا تو وہ بادوس ہو کر ظلمات کو چلا گیا لاہوت شاہ نے کہا اے حمیرا دین آفتاب پستی برحق ہی زیرِ عظم کو سجدہ  
 کر دے وقت میں ایمچ صاحبقران کی رہا سیوت حمیرا آفتاب پرست ہوا اور اپنے لشکر کو بھی آفتاب پرست کیا ایمچ نے شاہ  
 خوش حمیرا کو غلامت دیا بغیر اسد کو ہوائی اسد نہایت آزدہ ہوا کہ کہ فیہ بھی جائیگا مگر ایمچ نے ملکہ یا کل جنگ بجے اب  
 کل صبح کو اس دیا نے کو جا کر صل کر دیا اقبال شاہ نے کہا کہ اوزہ آفتاب پرستان مجھ کو معلوم ہوا کہ عشق میرا اب مجھے  
 نہ لگتا یا میری تقدیر میں وصال اسکا نہیں ہو کائنات یافت آئی ایمچ نے کہا اے اقبال شاہ بن تو ہر روز کو شمش  
 کرت ہوں پھر نہ ہاتھ لگے تو میں کیا کروں مگر کل غیرِ عظم نے چاہا تو عزت و تقاری معشوقہ کو ہمیں لاؤ لگا غرض رات بھر تیار ہی  
 رہی صبح کو ایمچ سامنے ٹھکے کے آیا اور بچا سا کہ اودھ اسے آج میرے ہاتھ سے کمان جائیگا اسد نے کہا جاؤ لگا کمان خرچ  
 کیا جس کی جو رو پاس جاؤ لگا بس سنا تھا کہ ایمچ آگ ہو گیا چاہا کہ گھوڑا اٹھا کر سپاؤ کی طرف جائے کہ بالین صحت سے تنق کروں  
 باندہ ہوا اور وہ گردی ہوئی مانند ٹکولے کے چلی آئی ہو کر اس گرد سے ایک نقابدار سبز پوش یکہ و تنہا پیدا ہوا اور  
 لٹکا رہا کہ آفتاب پرست کچھ شامت آئی ہے کیا ببادری ہو کر زخمیوں کو ستاے جائے کہا مجال قری کہ جو لٹکا بال  
 بیگا کیسے جسکو اپنی شہادت پر گھمڑا ہوا ہے میرے مقابلے کو پسے سکر حمیرا سے زنگی ایمچ سے رخصت ہو کر مقابل ہوا  
 بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی نقابدار نے نیزہ اسکا ہوائی کیا حمیرا سے زنگی نے تو اساری نقابدار سے دھارے پھا کر پھینکا  
 پر ہاتھ ڈال دیا حمیرا سے زنگی لپٹ پڑا دو دن گزروں سے کو دس کشتی ہوتے ہی پردن رہے باندہ صحر حمیرا کو نقابدار  
 لگیا دوسرے دن پھر میدان بازی ہوئی و طیم شہا زنگی کو گردن رکھ کے لگیا چند روز میں ہزار مرتبہ سام بن  
 عوجان دریا باری مرجان دریا باری لاہوت شاہ و غیرہ کو سر دایان لاہوت شاہ گردن رکھ کے لگیا اہم طر اسب  
 بھی ایمچ سے رخصت ہو کر نقابدار کے مقابلے کو گیا اسے بھی نہیں کشتی میں باندہ کھینچے جا گیا صبح کا ہر روز ارادہ ہوتا  
 تھا لیکن اقبال شاہ مانع ہوتا تھا اب جو کوئی نہ رہا ناچار ایمچ خود مقابلے کو آیا پانچا را کہ او نقابدار تو نے  
 طیارا بکا دیا نقابدار پھار ادا آفتاب پرست تو نے قودہ پھینکے ہیں کہ کسی سے دیکھ نہیں اسکا انتقام تجھے لینا ایمچ  
 نے کہا کیسی جنتیں جتنے میری بیعت کی ہیں اسکے تلین متعرض نہ آسکو پناہ دی نقابدار نے کہا کہ طر جادو تیرے  
 استاد کی زودہ وہ بیعت بھی کرتی تھی خراج بھی دیتی تھی پھر تو نے اسکے ساتھ کیا سلوک کیا نہ اسد ہوتا نہ اسکی آبرو  
 یعنی ایمچ نے کہا کہ اسے میرے رفیق کو مار ڈالا غضب کیا نقابدار نے کتاب مجھ کو مال معلوم ہو جائیگا کہ کون نقابدار  
 نے نیزہ مارا ایمچ نے نیزہ کو نرسے کی سنان پر روکا چکار سنان آڑ میں نیزہ بازی ہونے لگی سنان پر سنان بنان برجان  
 سج رہی تھی کونسا بند نقابدار نہیں باندہ صتا ہوا ایمچ توڑا اسکا نہیں کرتا کونسا چایسا ہو کہ ایمچ نہیں کرتا تو  
 نقابدار اسے رو نہیں کرتا خوب نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب کسی کا نہوا سنان بنائیں بیکار ہو گئیں جہڑے جہڑے  
 لگی پھینچے آڑ لگنے ہاتھ سے لاندھن کو ٹپک دیا کو اس میں کھینچ گئیں خوب شمشیر زنی ہوئی معلوم ہوا کہ دو بھلیان کوند  
 گئیں آخر کار تلوار میں بھی آری ہو گئیں انکو بھی مار کا ہو کر ہاتھ سے پھینک دیا اب دست و گریبان ہوئے گھوڑے  
 لشکر وں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دو دن پشت زمین سے بردہ زمین آئے کشتی ہونے لگی تین پردن کامل کشتی  
 رہی گھڑی پردن باقی تھا کہ نقابدار نے ایمچ کا لشکر توڑا اور باندہ صحر لگیا اسد نے بتو کہ پرستہ دیکھ رہا تھا  
 اپنے رفیقوں سے کہا کہ یہ نقابدار مقرر جادو کر رہا سو اسے کہ ایمچ اچھے شخص کو کہ جسکا اندھو ر نہ کچھ ہنسنا سکا  
 اسکو تین پہر میں باندہ صحر لگیا یہ کار جو بھون نے عرض کیا کہ بچا ہوا میں کوئی شک نہیں ہو اور اندھو مالک  
 میں ملکوت شاہ اور اقبال شاہ ایمچ کے گرفتار ہو جانے سے نہایت پریشان تھے کہ کہیں یہ دیوانہ آکر نہ لگا

پہونچائے وہی ہوا کہ سیررات رہے اسد نے لشکر ایم ج پر بخون مارا جسے جلا دیے لوٹا مارا بارگاہ میں آقا اقبال  
 شاہ اور مالک بن ملکوت شاہ کو ڈھونڈنے لگا یہ حرام زادے مفسد پر داز جلا ایسے موقع پر بارگاہ میں کب  
 رہتے ہیں مالک بن ملکوت شاہ نہ پاٹھائے میں چھپ رہا اور اقبال شاہ ایک دن تلی آڑ میں کھڑا ہوا اسد کے جو کچھ  
 ہاتھ لگا افتد و جلس کھی لکھ وغیرہ سب لوٹ کر پاڑ پر لگیا ایم ج کو مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ نے سنا اسد سب  
 لوٹ لگیا کھانے تک کو نہیں باقی رہا اور یہی بات پھر رہا تھ رکھے بیٹھے ہیں کہا کہ خوب ہوا مائیں تو کہیں بعد اسکے شاہ پور خیر دل  
 سے کہا کہ بیکر ایم ج کی تہا میں کر دے کہ آقا بدار کمان لگیا شاہ پور تہا میں ایم ج کی روانہ ہوا اب حال گذارش کیا جاتا  
 ہو نقابدار سبز پوش کا کہ یہ ایک ساحرہ جو سامان غنطی آباد سے شمناز جادو اسکا نام جو صلیح الاسلام ہوا تھے  
 جو سنا کہ اسد پہاڑ پر کھڑا ہوا ہوتا تھا بدار غلکڑائی اور مع ایم ج سب کو گرفتار کر کے لگنی گر لاہوت شاہ کو پیسے دیکھا  
 ہوا سہر عاشق ہوئی یہ جب ایم ج کو پکڑا لی تو اپنے کو آراستہ دہراستہ کر کے مسند پر بیٹھ گیا سب کو سامنے بلا کر میں اسد کی  
 طرف اشارہ ہوں اس سبب سے تم سب کو پکڑ لی ہوں ہر ایک نے دیکھا کہ ایک بل غنطی آئیں ہوا اور بارہ دسی کمان آراستہ دہراستہ  
 ہوا اور ایک نازنین شایہ حسین مسند پر بیٹھی ہوئی ہوا ایم ج نے کہا اے نازنین ہم کچھ کہ تم بدور پھر کچھ لائی ہو لیکن مطلب مختار  
 کیا ہو وہ بولی میں تم سب کو قتل کر دانی کر دے آسودہ سے کہ میں تم میں سے ایک شخص پر عاشق ہوں اگر تم نے کنا میرا  
 ہانا اور مطلب میرا پورا کیا تو میں تمہارا ساتھ دوں گی نہیں تو اسد کی طرف اشارہ ہوئی ایم ج نے کچھ کہ کچھ کہا ہوا تو ہر ایک ہر  
 شخص کو یہی لگتا تھا کہ ایم ج پر عاشق ہوگی ایسے کہ یہ صاحب صولت و شوکت جوان خوش رو ہو لیکن ایم ج اس کے  
 دھمیل سے دل میں کراہت کر رہا ہو کر لاہوت شاہ کی رال لگتی پڑتی رہا بیطرف دیکھ رہا ہوا ایم ج نے پوچھا آپ فرما میں  
 تو آخر کس پر مال ہیں اٹھ لاہوت شاہ کہہ دے اشارہ کیا کہ میں اس جوان کی خامان ہوں لاہوت شاہ پکارا کہ دیکھو  
 دل سے راہ ہوتی ہو میں دیکھتے ہی پھر عاشق ہوا ہوں بلکہ جان جاتی یہ شمناز جادو نے سب کو کندہ کر کے رکھا  
 لاہوت شاہ شمناز سے دوز کر لیت گیا وہ کھنے لگی یہ کیا کرتے ہوتے لوگ بیٹھے ہیں تھیں ذرا جیت نہیں جتنے سوا  
 تھے مع ایم ج ہمارے جیسے گئے بس پھر دوزخ بوس و کن رہوئے لگا بعد اسکے شمناز نے ہام شراب کا لاہوت کو دیا  
 لاہوت نے پیا اور دوسرا جام بھر کر شمناز کو پلا لیا لگا دور چلنے دو تو نہ سبت باہم محبت آراہوئے بعد تھوڑی  
 دیر کے دوران پانا پانا کالہ کر کے فارغ ہوئے لاہوت شاہ نے شمناز سے کہا اے لکھ شمناز اس دیوانے اسد نے ایم ج  
 کو کیا کیا مصلے پہونچائے نہیں کہ بیان سے باہر ہیں تمہارا قدم در میان میں نہوتا تو اتنا کہ کب کھل کر ڈالا ہوتا شمناز  
 نے کہا کہ اب میں اسکی طرف داری دکر دنگی تم شوق سے جو چاہو وہ کر دیکھ میں تمہارے ساتھ ہوں حقہ فخر لاہوت شاہ  
 اور شمناز دو دنوں رات بھر مزے لوتا کیے صبح کو ایم ج اور تمام سردار باغ سے ٹھکر سوار ہو ہو کر چلے تھے کھڑا پور  
 لگا اور اسد کے بخون مارنے کی کیفیت بیان کی ایم ج نے پوچھا کہ اسے اقبال شاہ زندہ بچا شاہ پور نے عرض  
 کیا کہ زندہ کی تھی جو بچ گیا ایم ج نے شمناز سے کہا کہ سنا تھے وہ نقابدار رہی ہوئی ساتھ تھی اٹھ کنا خیر انہو کچھ ہو جاتا  
 وہ ہوا چھپے فوسی کوئی تدبیر ہو جائی فرض وہاں سے لشکر کو روانہ ہوئے اسد پہاڑ پر بیٹھا دیکھ رہا تھا کہ کایک گرد و خاک  
 بند ہوا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایم ج سرداروں سمیت اور مع اس نقابدار کے جلا آتا ہوا اسد نے ضرغام  
 شیر دل سے کہا کہ جا کر خبر لے لایا کیا ہوا تو یہ نقابدار ہاری طرف تھا یا ایم ج کی طرف ہوئی ضرغام روانہ ہوا لشکر  
 ایم ج میں ایک اجینی کی شکل بیکر گیا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ ساحران غنطی آباد سے ہوا اور عورت جو پہلا اسد  
 کی طرف ہو کر آئی تھی اب لاہوت شاہ پر عاشق ہو کر آتا ہے بہتوں کی طرف ہو گئی ضرغام نے اگر تمام حال بیان کیا



اسد نے کہا میرے لئے جانی کمان پر اسکو صدمے زیادہ عاجز نہ کیا ہو تو کچھ کام نہ کیا اور میری بارگاہ میں پہنچا اقبال  
شاہ اور مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ استقبال کر کے لے گئے اور رو کر تمام حال بیان کیا اور میری نے کہا کہ کن جھیکہ بیٹھے ہنک  
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ کیا عرض کروں مجھ کو شرم آئی ہے میری نے کہا وقت ہے اور بات ہے کوئی شرم نہ ملے بلکہ نہیں اور  
بیان کوئی غیر نہ کیا کہ میں جہاں ہوں ہری میں چھپ رہا ہوں سب غفلت شاہی خاک میں غلجہ لکھ رہا ہوں اب تک جزا تھا مگر لکھ لکھا  
ایرج نے تھوڑے روز مال رکھ لیا اور سردار بھی منہ پھر پھر کر سکر اسنے اب ایرج نے اقبال شاہ کی خدمت دیکھا اور کہا کہ آپ کیسے  
کیا کہ ری کہ کہ میں باد جی ہاتھ سے کی خات میں لیٹ کر ہوتا ہوں نہ معلوم کہ خدا نے مجھ کو بھلا کر کچھ بھلا کر دیا اور جتنی ہوتی  
ہر اکھ پڑی تھی میری سبلی جگہ لیکن میں نے کب برأت کی کہ اٹھ نہیں ایرج نے کہا سبحان اللہ وادوہ وادوہ غرض کہ ایرج نے  
دو لون کو کسی بدوشنی دیکر حکم دیا کہ جیل جنگ بچے شہناز جادو نے کہا کہ آپ بھی یہ جیل جنگ بچو ایسے میں انکو سحر سے پہلے  
مضطر کر لوں تو بھرا آپ جو چاہیے گا کہیے گا ایرج نے کہا کہ حمزہ صاحبقران نے کہیں جادو گردن کی مدد نہیں چاہی میں  
بھی سحر سے کام نہ لوں گا لاہوت شاہ نے کہا کہ اے شہر بار آپ اس میں دخل نہ دیجئے میں اس دیوار سے لڑ کر ملک شہور آگیز ہوں  
گو چھین کر اقبال شاہ کے حوالے کر دوں گا اقبال شاہ نے کہا اے زبہ آفتاب پہستان میرا معشوق شاہ اسماج میرے ہاتھ  
آجائے شامیج نے کہا تو اچھا میرا بیان رہنا تنگ نہیں میں شکار کے جانے جاؤ ہوں اسی کوہ کے پس پشت کسی گوشے میں چھپ کر  
بیٹھو گا دو سرے دن آکر جیل بھرا کر دھوا کر دوں گا اور طر ماسپ کو بھرا لیکر نقل کیا شہناز جادو نے خون خون سے  
ہوم کیا جو کا دیا اس میں مٹی اور اسم سحر چھنے مٹی وہ بچہ خوک جو مرا پڑا تھا اسپر دم کیا وہ جی ہاتھ اسکی بھجانی پر بندہ دوسکے  
نیکے دیئے ہارے میں لٹا دیئے پھر سحر کیا کہ وہ اٹھ کر گر و پھرنے لگا ساتھ ہر پھر کر گزرا ہوا ہوا پہلے مہر میں بھوک اسے کھلا پھر  
شراب پلائی اسنے جہاں لی شہناز نے ایک روٹی کا پس اسنے منہ میں دیوایا اسنے منہ بد کر یا شہناز نے ایک دانہ بڑھ کر مارا  
کہ وہ پکرا رہے لگا جب انکس جگہ کچا شہناز نے اسکی پیٹ پر ہاتھ پھیرا اسنے جہاں لی شہناز نے وہ روٹی کا پس نکال لیا  
پھر وہ اٹھ کر مردہ ہو کر گر پڑا پس جو جو لوگ گرد و فراح میں تھے اسنے کہا کہ جادو وہ تو چلے لے شہناز جادو نے اس روٹی اسے  
پس کے دو حصے کیے ایک کا ایک جانور خیری کی صورت کا بنا یا کہ برسات کے قبل منہ کھولے ہوئے تھا کرتی تھی اسکو قلعہ کیون  
ازاد یا جب وہ قریب قلعے کے پہنچا شہناز کی کوہ میں قلعے پر بیٹھ کر جھنجھنے لگا اسد نے چوکن ہو کر دیکھا کہ ایسے بے فضل کی ہر  
کیسی شاہ و چگون بری یہ ہم سب کے خون کی پیاسی ہو کل ایرج دھوا کر لگا تو کامیاب ہو جائیگا لوگوں نے کہا جی نہیں  
باجا فور ہو نقل آیا ترائی میں کسی نے سنا یا ہو گا بیان اڑ کر چلا آیا اور شہناز نے دو سرے روٹی کے پس کو دنا شروع  
کیا اور ایک بڑا سا ابر کا ٹکڑا بنا کر اسم محمد کیا کہ اسی ہوا میں یہ اڑ کر اس تیری کی آواز پر چلا اور تمام کوہ پر چھا گیا اور ہر  
شروع ہوا اب اسد نے کہا کہ باروہ ابر مجھے سحر کا معلوم ہوا ہے مگر غم نے کہا کہ ایک تیر اس جانور کو لگائیے اگرچہ ٹھیک  
ہو تو تو ابر سحر نہیں ہر اسنے کہ یوں بھی غیر فضل کسی بھی ایسا ہو جاتا ہو اور اگر یہ جانور تیر کا کہ نہ گرا تو بیشک یہ ابر  
سحر ہر اسد نے اسے نہایت پسند کی اور ایک تیر جو زکرا اس تیری کو مارا وہ تیر میں پورے پڑ گیا لیکن صاف مثل تو وہ  
کے اچٹ گیا مگر غم پکارا بیشک ابر سحر ہر اسد نے کہا کہ مجھ کو تمام عنوان سحر کے معلوم ہوتے ہیں ایسے کہ ایسا ابر میں نے  
سن بھرمین دوسرے تیر دیکھا ہر ایک سحر تیر ملک سبائل پر ایسا ہی ابر آیا تھا اور ہر تیر باری ہوتی تھی اور دوسری دفعہ  
اسی آفر کوہ پر بارش ہوتی تھی معلوم ہوا کہ یہاں شہناز جادو نے یہ کمر خد کیا یہ لکھنے کوہ پر سے نعرہ کیا کہ اور  
آفتاب پرست لخت ہر تیری صاحبقرانی پر کہ ساحر وہاں سے کام لیتا ہے سبحان اللہ کیا دعویٰ مروی اور خجاعت میری  
وہ نہ اسد کی سکر دیاں میں لکھ گیا گرچہ پانچوہا لیکن لاہوت شاہ نے بجا کر کہنا کہ او دیوار سے کیا بکھیرا ایرج جھٹکا

گیا ہوا یہ وہ بیان کہ ان ہمارے دم کی روشنی بڑا میچ ہوتا دیکھی ایسا نہ کرتے کیوں ملک شورا نگراں اقبال شاہ  
کی معشوقہ کو مجھیں لیا جب تک سزا سے معقول نہ دلو اور نگاہ میں بخور پڑی باز آگیا اگر اب بھی ملک کو بھجود تو میں شہناز کو منع کرتا  
اسد نے کہا اور صراحتاً راسی پر بھولا ہوا تو ہی بڑا مرد معصوم ہوتا ہے جو تجھے ہو سکے تصور نہ کر لیکن ملک شورا انگریزی  
کو کوئی پرچھا نہیں بھی نہیں دیکھ سکتا اب تو ہم مزے کرتے ہیں اقبال شاہ سے کہو کہ روئے لاہوت نے کہا کہ پھر  
خکوہ کیوں کرتا ہے یہ لکھنا ہے کہ اسد نے کہا کہ خیر آج اس بادو گئی کو نہ مارا ہو گا تو اپنا نام اسد غازی  
نور کا ہو گا قصہ تا شام و بارش ہی رات ہوتے ہی برف باری شروع ہوئی اسد نے صرغام کو ساتھ لیا اور لشکر  
ایرج کی طرف روانہ ہوا آئے آئے داخل لشکر ہوا بیان دیکھا تو زابر پر نہ ہوا اسد نے کہا اس صرغام دیکھا تھے یہ اسی  
شہناز لکنا کا سر جو کہ ہمارے پیاؤ پر برف برس رہی ہو اور بیان کچھ بھی نہیں خیر کیا معنائے ہو غرض سیرکنان در داؤد  
بارگاہ پر آیا دیکھا کہ دربار معور پر شہناز کا خور سے کا خوری روشن میں اقبال شاہ شہناز جادو سے کہہ رہا ہے کہ کوئی کیا  
اُس نے کہا آج رات بھر میں پہاڑ والے مردہ ہو جائیگے طاقتیں سلب ہو جائیں گی کوش کر ڈالنا اپنی معشوقہ کو لے آنا اقبال  
شاہ بولا کہ وہ جب میرے ہاتھ آئے تو میں جانوں اسد یہ بائیں سا کیا جب دربار ہر فاست ہوا اور لوگ نہ اٹھا  
اپنا اپنے خیموں کو جاتے گئے اسد لاہوت شاہ کے خیمے کے برابر آکر کھڑا ہو رہا کاسی کے برابر خیمہ شہناز جادو  
کا ہر وہاں دیکھا کہ لاہوت شاہ اور شہناز وہ دونوں باہم گلے میں ہاتھ ڈالے چلے آئے ہیں یہاں تک کہ لاہوت شاہ اپنے  
خیمے کو چلا شہناز اس سے جدا ہونے لگی تو لاہوت شاہ نے کہا اس شہناز کیا آج بھی ہمارے پاس نہ رہو گی انہ  
کہا کہ آج رات کو اور ہماری جدائی گوارا کرو کہ کام ان خدا پرستوں کا نام ہو جائے کل سے پھر ہم تم باطلینان تمام کجا رہیں گے  
لاہوت تا چار اپنے خیمے کی طرف بھاگتا تھا اپنے خیمہ کو مڑی ایک سیاہ پوش کو کھڑے دیکھا پکاری کہ اسے تو کون  
اور نزدیک آئی اسد پکارا کہ تو پہلے اسد کی طرف اشارہ کر آئی تھی اب ایسا لاہوت کے خیمے میں ہوتی کہ ترک  
اسلام کر کے مسلمانوں کے قتل پر آمادہ ہو اور مکارہ میں ہوں اسد بن کر ب غازی تجھے مارنے آیا ہوں یہ جانتی تھی  
کہ کچھ اسم سحر سے اسد نے ہونٹ بھی نہ بچھو دیے منہ دبا یا اور نکال کر تو ارج نامگوں سے تا شکم سے چیر کر لاس ایک ٹکڑا  
حشر انگیز اور ایک خور قیامت خیز ہوا ہو میرے خاک ادا کر دینے کے کشتی مر نام من شہناز جادو بودا بھی لاہوت  
شاہ کیلے بھی نہ آ رہا تھا کہ خیر ہوئی اسد شہناز جادو کو مار کر چلا گیا دیوار دار نکلا اسد اب وہاں کمان تھا  
وہ اسی وقت جلد پا تھا اپنے لاش شہناز کی پڑی دیکھی خاک آواز سے لگا کر بیان چاک کر ڈالا اب یہ سارے لشکر میں  
تشریف ہوئی اقبال شاہ بھی دوڑا ہوا آیا یہی روئے لگا کہ اسے بھی ایک بہت بڑی اسید لگی ہوئی تھی وہ منتقل ہو گئی اور  
ایرج یہ غفلت اپنے لشکر میں سکر اس وقت دامت کوہ سے دوڑا ہوا بیان آیا دیکھا کہ لاش شہناز کی پڑی پر لاہوت شاہ  
با حائل تباہ کھڑا دربار ہوت تلی اور تشفی دی غرض لاش کو اس مردار کی آٹھواں جلا یا پھوٹا جنم حاصل کیا مگر ایرج  
کو کمال صدمہ ہوا کہ مفت کی بدنامی ہوئی اور کچھ کام نہ نکلا غرض کہ سب فارغ ہو کر اپنے مقام پر آئے اپنی اپنی خواہش  
پر بیٹھے تھے کہ بوق کی آواز میں بلند ہوئیں اور فریاد ہوا کہ اسد غازی اور آفتاب بہ ستون کو قتل کرنا شروع  
کیا اور غل ہوا کہ دیوار شہنوں گرا رہی رات بھر خوب اسپیں کشت و خون ہوا کیا لوگوں نے ایرج سے فریاد کی کہ وہ دیوار  
شہنوں گرا تھا ہزار ہا آفتاب پرست مارے گئے ایرج نے کہا وہ تو گرا ہوا ہے ہاڑ پر وہاں کہہ کر صراحتاً گرا تو نہ سہی  
تدبیر سے آپ ہی آجائے انھیں فرازون سے کیوں کر اگر شہنوں مار سکتا ہے ہر کار و دن سے عرض کی کہ حضور وہ ایک نقابدار  
سنبھلوش تھا جو شہنوں گرا تھا حکم دیا کہ تلاش تو کر وہ لقا بہار کمان رہتا ہے کہ صر سے آیا تھا کس طرف گیا اور صر سے



اسد کو ہونی کہ رات کو ایک نقابدار سبز پوش آگیا ہم بیکڑیوں لشکر امیج پر گرائھا اور مار پٹ کر کل لیا تھا اسد نے ہم  
جو نقابدار کا ساخن عزیز ہی نے رنگوں میں جوش کھایا محبت پیدا ہوئی لگا کر بھی نہیں معلوم یہ نقابدار کون ہے جو با صبر  
پر چلا جو خدا کی رحمت کا نگہبان ہو بیان دن امیج کو لاشیں آفتاب پریتوں کی آفتوانے میں لگدنگی رات کو سب شکے مانہ  
جین سے پڑ چکے سوئے وہ پہر رات گئے پھر وہی بون کی آواز بلند ہوئی اور نقابدار شیون گرائش کرنا شروع کیا چالیس ہزار  
خزاق اسکے ساتھ میں جین میں آگ لگنا شروع کی دکانیں لوٹ لیں یہ خبر امیج کو ہوئی یہ بھڑکی تمام سوار ہو کر ملے نقابدار  
کو جو حال امیج کے آئے کا معلوم ہوا صاف نکلا چلا گیا امیج نے ہر چند تلاش کی مریض کو نہ پایا حمایت پریشان ہوا کہا کہ یہ دکان  
اسد کا بھی اسد معلوم ہوتا ہے اسے اسکی بھڑکی دیکھا یہ آستان پر سے آگیا ایک ستانے والا کیا تم تھا کہ ایک نشہ و دھند دوسرا  
اور پیدا ہو گیا اگلے اسلحہ اس طرح اس نقابدار نے ہڈیوں مارے لاکھوں آفتاب پرست واصل جہنم ہوئے امیج نہایت محفل  
ہوا اور کہہ کر یہ تقدیر اقبال شاہ ستارہ پرست کی بھڑکی ستارہ نہایت بد اقبال ہو میں ہر چند چاہتا ہوں کہ بھاڑ پر سے  
اسکی معشوقہ کو جین لاؤں گروہ دیوانہ ایسا شمت کا زبردست ہو کہ کوئی نہ کوئی اسکی مدد کو آجائے جین کیا کروں مجبور ہوں  
کہ جین نہیں آتا مالک بدین ملکوت شاہ نے اقبال شاہ سے کہا کہ بیابان سے شور انگیز با تو اس دیوانے کے پاس ہی  
اب وہ تھا رہے کہ کام کی رہی اس سے دست برداشتہ ہونا ہی آستانہ لود و رک و بھوک میری شادی اسکے ساتھ نہ ہونی  
تھی اور اسے اگر تھے محبت ہونی تو جس طرح ہوتا وہ خورہی کی عورت کا بھی چاہے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جھیلانے  
سے محبت نہیں اس سے الفت کن جین دانی جو اقبال شاد نے کہا کہ جبکہ میرے ہم میں جان ہر جنگ ملک کا دم برے  
جاؤنگا ہر چہ بادا بادا امیج سے کہ آپ ہرگز زحمت میرے واسطے ڈاٹھائیں امیج نے کہا اے اقبال شاہ تم غریب  
رکھو آج میں اس نقابدار کو پکڑے لانا ہوں اور امیج کو بھاڑ پرورش کرتا ہوں اور شاہ سے کہنا کہ اگر طلبہ کا لشت پیر ہے  
تو امیج ہو گئی اور سکئی اگر شیون نہ گرا اس امیج طبل جنت بجا کر بھاڑ پر چلا زہر کوہ ہو چکر نعرہ کیا کہ او دیوانے اس بھی  
ملکہ شور انگیز کو میرے حوالے کر دے اور تو جہان چاہے جا اسد بھڑکی اسکی پر جھانیں بھی بھوک دکانا اور امر موک  
اقبال شاہ کی تو قضا آئی ہر جو بھوک بھوک کا بھڑکا کر بھڑکا امیج بھڑکا آ یا میں تجھے خیمہ کرنے کو جانا کہاں ہو یہ لکھ بڑھا  
اور عورت تیرے پیشے تیرے کاٹھا جوا جلا آٹا خد کہ بون کی آواز تین لہہ ہو میں نقابدار سبز پوش لشکر پر امیج کے  
گرا اور قتل کرنا شروع کیا شاپور دودڑ کر آیا کہ او زبہ آفتاب پرستان نقابدار تمام لشکر کو ہلاک کیے ڈالتا ہے امیج  
تھا جا رہا تیرے سے ادا مرکب کو دودڑا کر اپنے لشکر میں آیا نقابدار جلتے دیا تھا کہ امیج آپو بچا اور لٹکا سا کہ باش اور  
نقابدار روئے میرے سے لشکر کو تباہ کر دیا میرے ہاتھ سے کہاں جانیگا کب تجھے چھوڑتا ہوں اور عورت نقابدار  
نے نعرہ کیا کہ باش اور کر پاس فروش بچہ بازار میں تیرا کام تمام کرتا ہوں خد مختصر و دونوں مقابل یکدیگر ہوئے نقابدار  
نے آئے ہی امیج پر عوار کی بوجھار کردی برس چلا اپنے نزدیک مار ڈالنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا امیج کو بھی  
روکنا مشکل پڑ گیا لڑی بھر کے بعد ہاتھ نقابدار کا ست ہو گیا امیج نے دھار بچا کر قبضہ پشیر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ  
شور و زکر عوار ہاتھ سے جین لی اور کر نہدین ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اٹھا لیا وہ خزان جو اسکے ہر اوتھے انہیں سے  
ایک بھڑا اور کوئی گرفت نہیں ہوا مارا گیا سب لوگ بھڑے تھل گئے امیج نے نقابدار کی مشکیں بانہ طرین  
اسد نے سنا کہ نقابدار اسیر ہو گیا کمال رنج ہوا صرغام سے کہا کہ جا کر فریاد لاؤ نقابدار کی کہ وہ کون ہے وہ اچھا  
روانہ ہوا اور صورت ایک چہرہ اسکی بکھر داخل بارگاہ ہوا جان امیج آکر بارگاہ میں بٹھا اور لندھو رہی موجود  
ہیں عام دربار ہورہی اسوقت امیج نے حکم دیا کہ لاؤ نقابدار کو نقابدار غل وز غیر میں گرفتار سامنے امیج کے

آیا اہل حق اہل اسلام کیا تھے جو اسے جواب دیا ایرج نے حکم کیا کہ نقب اسکے منہ پر سے ہٹاؤ تمہارے دروازے  
 پر نہایت کھینچ لی بس یہ دیکھا کہ ایک ستارہ ہر کہ چمک رہا تھا وہ تیز رفتاری سے ایک فنس عجیب اسد بن کرب غازی  
 کی صورت پر ایرج نے نام پوچھا اُس نے کہا کہ میں گنام ننگ خاندان کیا نام اپنا بتاؤں کہ ننگ نے تیرے ہاتھ سے ذلیل کر دیا  
 حق تعالیٰ نے مجھ کو نام دیا تو گنام اپنا بتاتا تھوڑے کھانڈے ایک پر ایک کو قاب کی ہر فنس ابھرتے ہیں اسکا کہہ کر  
 نہیں اسوقت اُس نے کہا کہ نام میرا خنفر بن اسد بن کرب غازی ہے میں تو اساہون یا فوت شاد کا ایرج نے  
 کہا اگر چہ تو نے میرے بہت سے لوگوں کو قتل کیا ہے لیکن اگر تو میری بیعت کرے تو تجھے چھوڑ دوں غنفر بولا یہ کبھی نہ ہوگا  
 اگر میرا بہت بڑی کرنا تو میں بھی دست بردار کر چھوڑا تو تجھے قتل کرنے کو موجود ہوگا ایرج نے کہا اگر تو  
 زندہ میرے ہاتھ سے بچکا تو جو چاہے سو کرنا اور حکم دیا کہ بلا وجہ دو اسوقت لندھوڑ کا راجا ایرج مجھے شے جو دہندہ ہے  
 اسپر غم و ہونہاروں کے ہونے کی خبر سن کر اسے لا اختیار ہوا ایرج نے کہا بہت اچھا اور ہنر آد سے کہا کہ لہذا اسے تم اپنے  
 پاس اسیر رکھو ہنر آد اپنے ساتھ نیکو رہا ہوا ضرغام جو خبر لیا اسے آیا تھا جا کر تمام حقیقت اسد سے بیان کی کہ نقابدار  
 آپکا فرزند ذی انتقام ہر غنفر اسکا نام ہوا اسد بولا کہ مجھ کو ہزار سی دل سے پہلے ہی معلوم ہوا تھا کہ یہ مجھے ملے گا تو رکھتا  
 اب مجھے اللہ اسکا لایم ہوا اور ضرغام ملو اُسے عرض کیا میں حاضر ہوں اسد نے اسوقت لباس شب زیبادیا  
 سیاہ باندھی گئی من ڈالی سیاہ دوشالے کا جھمٹا کر نوار بنل میں داکر روانہ ہوا اور ہنر آد نے غنفر کو اپنے  
 خیمے میں لائے بٹھا یا گھسان مقرر کیے اور اپنے دل میں سوچا کہ اے ہنر آد اسد مقرر اسے بٹھانے کو آیا گا وہ بھی اگر گزرتا  
 ہوا تو لطف ہے یہ خیال کیونکہ چار طرف کنندین زمین میں بچا کر خس پوش کر کے کینٹا گاہ میں بٹھا لیکن اسد آئے آئے لشکر میں  
 ایرج کے دماغ میں ہوا اور وہاں ہو گیا کہ جس مقام پر ہنر آد مرتد کا تھا گردن کے پیرے لگا سب طرف دیکھا کہ لوگ ہوشا  
 جیسے ہیں ایک مگر پر کھڑے رہ کر بیوی بچے لڑائی کر رہا ہوں ان کو جہاں بیان آئیں اور ہوش ہوئے اسد اور ضرغام  
 نے خیمے میں پاؤں رکھا تھا کہ ہنر آد نے مقررہ جگہ پر گھس گھس کر اسد اور ضرغام دونوں گرسے لوگ کینٹا گاہ سے نکل کر دوڑ  
 دونوں کو گرفتار کیا اسوقت آنگر دن کو بھوکا اسیر مل و زنجیر کر کے جہان غنفر تھا وہیں ان دونوں کو بھی لا کر رکھا  
 غنفر نے سلام کیا اسد نے اُسے گلے سے لٹایا پشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ اے فرزند تمہارے بھڑانے کو اُسے تھے  
 بیان خود ہی مجھے غنفر نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ کیون تشریف لائے مجھ کو گزرتی وہ گزرتی اسد نے کہا مجھے فر  
 سنے نہیں دیکھ لیا اور محل شہر ہی کہ مرگ انہوہ خیمے دار دار سے جانے کے قریب جگہ ماوسے جانے ہم تمہارا  
 غنفر کہہ رہا ہو کہ اے چہ ریزہ دار میری سزا خدی ایسی تھی کہ آپ گرفتار ہو گئے اسد بولا بابا یہ کارخانے خداوند کے  
 ہیں اس میں کیا جارہا ہے لیکن ہنر آد مرتد ثابت خوش ہوا اسکو کب تاب رہی ہر شیطان نے در لانا یہ اسد کو لیے ہوئے  
 ایرج کی خراب گاہ میں آیا ایرج کو چھوٹا ایرج نے پوچھا کیا ہو ہنر آد بولا میں نے ان مرشد کو آج پکڑا اپنے لڑکے کو  
 پھرانے آئے تھے ایرج نے کہا کون ہنر آد بولا مہمان اسد صاحب مع ضرغام شیر دل کے حاضر ہیں ایرج نے کہا سچ  
 کہو اُس نے کہا حضور کے ننگ کی قسم اور تمام حال گرفتار کر کے کا بیان کیا ایرج نے کہا اے ہنر آد کیا لڑکے یا ان کیا میں نہایت مسرور  
 ہوا تم جاؤ ان دونوں کو ابھی طرح رکھو صبح کو قتل کر کے اور حکم دیا کہ میدان طوفانی تیار ہو ہنر آد اسد اور ضرغام کو لیکر  
 واپس آئے اور زنگسان پاسان مقرر کیے اور تانکیدی کو خبردار یہ دو بیڑا ت جاگ کر تمام کر صبح کو تم سلوا تمام لٹکایا لکڑ  
 آپ بھی جا کر باطنیان تمام سو رہا مگر بیان اسد و غنفر و ضرغام فیون شیر دل و تانکے میں جیسے ہیں اسد کہہ رہا ہے  
 سنوس ایک گناہ شاہزادہ نورالدین ہرگز دیکھ یا دل کی آرد دل ہی میں رہی غنفر ہمارا محکوم ال اشتیاق تھا دیارت کا



افسوس ہو کہ قضائے حلت نہ دی خبر جو مرضی خدایہ لکھا کھون میں آنسو بھرا لئے اسد بیٹے کو اس حالت سے دیکھ کر  
تھا کہ صبح مار کر روئے مگر ضبط کیا گیا کہ بابا خدا کو یاد کرو سبب اسباب ہو اگر حیات ہماری باقی ہو تو خدا بہیشت کو  
دعا کا ہو دانا کو شاید پروردگار عالم رحم کرے اور دعا بخاری سبب ہو اور اس بلا سے نجات دے کہ تم ابھی مصوم  
ہو گناہوں سے بری ہو جس قدر رات کم رہتی ہو زندگی سے اس جوتی جاتی ہو اگر کھون سے آنسو جاری ہیں مصروف  
گرم و ناری ہیں کوئی پہر رات باقی ہو کہ سامنے سے طبق زمین کا دھوا اور ایک شخص سیاہ دم و بٹکا خاب مٹھ پرچی  
ہوئی بھڑا تھ من خاک بستر لگا اسد کو سلام کیا اور کہا کہ جلد چلیے میں فقط آپ کے چھوڑنے کو آیا ہوں بس اسد اور  
غضنفر اور رضخام اٹھ کھڑے ہوئے وہ عیار ان بکھر کر نقب سے یا ہتھکڑیاں ہڈیاں کاٹیں اور کہا کہ شریف  
بیابا ہے اسد نے کہا کہ صورت دیکھنے کا شائق ہوں اور نام کا شائق ہوں اس شخص نے جواب دیا کہ جب سمجھ  
خدا نام صفا کر لگا اس وقت ظاہر کرونگا اور صورت بھی چھپی دکھاؤنگا اور ابھی مجھ کام لیا کو نسا ہوا ہو ہمد نام بیان  
کردن یہ لکھا باغ صحرانہ ہو گیا اسد نے غضنفر سے کہا اور فرزند ہم ہمارے ساتھ آؤ گویا پر پوگے یا اپنے لشکر کو  
جاؤ گے عرض کیا کہ تمام لوگ میرے فکر مند ہونگے بلکہ جانے دیجیے کہ کبھی خدا حافظ ہو جاؤ غضنفر نے سلام کیا اور  
جلال کی راہ لی اسد بہادر بڑا صبح قریب تھی تمام رفیق مع ملکہ شورا انگیز بانو بھیہ خبر گرفتاری کی سنی تھی وہاں ملین مانگ  
رہے تھے اسد کو جو دیکھا سب کو مدد ہوئی دوڑ دوڑ کر فرعون سے لپٹ گئے گرد پیرے تصدیق ہوئے مگر تو گلے میں  
ہاتھ لکروئے لگی ظہار بھی سرور ہوا غنفل کو بھی سرور ہوا اور صبح کو امیرج بیدار ہوا ہمارا گاہ میں ایسا  
میں ملکوت شاہ کو سلام کیا اور مرزہ و باکر رات کو ہزار دے اسد اور رضخام کو کرا مالک نے کہا اسے بڑا کام کیا پھر  
اقبال شاہ بولا ابو شورا انگیز بانو ہاتھ لگے گی امیرج بولا بیٹا آپ مسلح چاہو لیو اسی اٹھان میں تندر صورت بن جان  
کا اور وہ ہوا امیرج نے انکھ جراتی صاحب سلامت بیکہ نہ کی تندر صورت کجا کہ آج، کچھ ایسی بے انتہائی کرتا ہو شاید مطلب  
یہ ہو کہ تو اسد کی سفارش نہ کرے پھر اسکا خدا حافظ و ملکسان ہو اور اپنے غفل پر آ کے چکا پوچھا گیا سوچ رہا تھا کہ  
امی تندر صورت اب کیا ہوگا اسد صفت مارا با بیٹا کسی قبری رانگن بھی آج امیرج نہیں اسنے کا اسد کو قتل کر لیا اور  
اگر اسد مارا گیا تو تو صاحبقران کو کیا جواب دیکھا بس مجبور ہو کر دلین اپنے اسد کی رانی کی دعا مانگنے لگا امیرج  
کامیاب عالم ہو کر جاتا ہوا اس سے پہلے ہی کہتا ہوں کہ وہ دیوانہ مدت کے بعد میرے ہاتھ لگا ہو جب سب ابالمان و ربار جمع  
ہوئے حکم دیا کہ ان ہر ہزار دے کا اسد کو لائے پہلے اس سے شورا انگیز بانو کو لیں پھر اسے قتل کر دیں جو ہمارے  
ہزار دے لائے کو چلا تھا کہ ہزار دے مرد و خاطر سامنے سے آیا سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا امیرج پکارا امی ہزار دے  
اسد کو اسنے کہ پیرم قد میں حاضر ہوں مجھے قتل کیجیے اسد کو مع غضنفر اور رضخام کوئی نقب دیکر لیتا امیرج  
پکارا کہ کیا کیا اسنے عرض کیا کہ اسد محبوب تھا بس امیرج بانو خوش تھا یا اداس ہو گیا شاپور سے کہا کہ دیکھ تو سی  
دے گیا پھر اگر عرض کیا کہ ہمارا اسد کو چھڑا لیتا کوئی نیا ہو میں اسے نہیں بچاؤنگا کہ ہزار دے غفلت کی درنا اسد  
کیا چھوٹ سکتا تھا مگر تندر صورت اسد کی رانی کی خبر سن کر خوش ہوا کہ مجھ کو نہیں سہا بلکہ اپنے فیصے میں جا کر سجدہ شکر  
بجایا لیکن اس طرف اسد بن کر بولا اور نے عرضی نور الدین کو کسی کہ بجائی صاحب آپ کے اختار میں کام  
ہمارا تمام ہوا اور ماہو ایک دانہ غلہ کا ہمارے پاس نہیں ہو گوشت اسب و خیر کے کھانے کی ذبت ہو پچی ہو کہ نہیں  
توج کر کے کھاتے ہیں جلد ہماری خبر لیجیے در نہ زندہ ہو نہ پائے گا عرضی شیرنگ کو دے کر روانہ کیا شیرنگ  
بعد مگر ماحل و قطع منازل خدمت میں شہزادہ نور الدین کی پوتی تندر صورت شہزادہ ہمارے کون کر چکا ہو

قریب زریج آباد کے ہو چکا ہوا سفند یا رغان زریج آبادی نے ملازمت خانہ زادہ نور الدہر کی صاحبہ کی  
 ہو کر مجنون تیغ بند ایک کا فرزند دست و حوالی زریج آباد سے کوہ مقابلے کو شاہزادہ نور الدہر کے آیا ہوا ہے کہ شہر  
 نے پوچھ کر مجرا کیا اور یہ عرضی پیش کی نور الدہر نے کہا اشتیاق سے حال اسد کا پوچھا ہے کہ ایک نور زندہ و سالم ہیں  
 جب عرضی نور الدہر نے پڑھی آپدہ ہوا اور بیت ساغہ کتبہ ردیوں کے ساتھ کر کے رواد کی شہزنگ سے کہا کہ تجھے  
 میں آتا ہوں شہزنگ بھی روانہ ہوا اور مجنون نے جبل جنگ بجا اور نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ آوازہ رزی نور الدہر  
 کے لئے رات بھر تیار رہی جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر مقابل ہوئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقیب دیکر پہلے مجنون تیغ  
 میدان میں آپسار طلب کیا نور الدہر نے لشکر سامنا کیا بعد از لشکر نیزہ بازی ہوئی چند طعنوں میں شاہزادہ سے  
 سے نیزہ اسکا ہوائی کیا آئے چھٹا کر نوا رہی شاہزادہ سے بدلاوری و حاربجا کر ہاتھ قبضہ شہر بھاڑا لیا  
 بھی گریبان میں ہاتھ ڈالا لگے دور ہوئے آخر دونوں گھوڑوں پر سے کودے جا رہے دن کشتی رہی قریب شام  
 شاہزادہ سے لگرا اسکا لڑا باندھ کر شہر میں لے آیا اسیر غل و غنیمت کے زندہ اٹھائے میں بھیجا رات کو خاص  
 خوش فرما کر آرام کیا صبح کو دربار میں آیا مجنون تیغ بند کو اپنے سامنے طلب کیا عقبن بدین اسلام کی لیکن وہ  
 کا فرار و سے ترس جان اسلام لایا اور ساق کو وہ مکارا پئی فرج بہت بھاگ گیا صبح کو اس کے بھاگنے کے بعد  
 نور الدہر کو خبر ہوئی فرما کہ وہ رکو رہا ہے اس کا فرار کو کوچ کر کے روانہ ہوا مگر مجنون تیغ بند بجا ہوا  
 شہر مرجع حصار میں ہو چکا بیان بھانجا مالک بن ملکوت شاد کا قتل و آفتاب پرست ماکر مجنون اس سے آکر  
 ملے اور کہا کہ قتل و قتل میں کچھ سادہ ہو کہ نور الدہر کا گری کرنا ہوا چاہے ہوا اور قریب آہو چکا ہو شیار ہو جاؤ اسے  
 تاکہ تیغ کے ہو مجنون نے اپنی سرگشت بیان کی اور خبردار کیا کہ اگر خود لشکر ہے پان اور فوج فراوان اس کے ساتھ  
 زیادہ چاندن میں بیان آیا بات ہو قتل و قتل مجنون یہ سیری تاب و طاقت نہیں کہ نور الدہر سے مقابلہ کر دے  
 مگر قلعہ بند کر لیا و قلعہ بند کر لیا کہ قلعہ بند ہوا ہے جہاں نہ چڑھی ہوں وہاں چڑھو اور مدد جمع کر لو اور  
 ہر کاروں کو خبر کیا اسے رمانہ کیا بیان و دونوں سب انتظام قلعہ میں مصروف رہے شہر سے دن ہر کاروں نے خبر  
 دی کہ لشکر نور الدہر کا قریب آہو چکا ہے حکم دیا قتل و قتل کہ دروازہ قلعہ کا کھل کر لو پہل تختہ اٹھا لو قلعہ کو پہا ب کر دو  
 غر حکہ بخوبی تمام سد باب کر دیا ایک کہ لشکر نور الدہر کا سامنے سے نمایاں ہوا قلعہ سے گولہ پڑے گا نور الدہر  
 دد سے چھڑا دیا اور فوج کو حکم دیا کہ قلعہ پر غرہ کر دو چار طرف سے گھیر لو کہ داخل قلعہ ہوا تمام سرداران مالیشان  
 جمع ہوئے مشورہ ہوئے لگا کہ کیونکر قلعہ لیجیے مادیوں کشیدہ ردیوں سے عرض کیا کہ پہل جنگ بجا میں دم بھر  
 میں قلعہ سے لیجے ہمارے سامنے یہ توپوں کے گولے کھیلنے کی گولہاں ہیں قصہ مختصر شاہزادہ سے حکم دیا کہ پہل جنگ  
 بیکے میں بھی رہی چاہتا ہوں جلدیائے فیصلہ کر کے اسد کی بد کو بہنچوں اسی وقت قلعہ دار رزی پرچہ پڑی خبر  
 قتل و آفتاب پرست کو ہوئی کہ لشکر نور الدہر میں پہل جنگ بجا ہے تیغ کو قلعہ پر روش ہوئی قتل و قتل کیا کہ جویرا غل  
 ہنر جانیگ وہ کرے بیگان بھی کوس حرنی نور الدہر میں آوارات بھر جائیں میں تیار رہی جنگ رہی صبح کو قتل و آفتاب پرست  
 اور مجنون تیغ ہند قلعہ دروازہ سے بر نیچے اور صبح آدھ لشکر نور الدہر کی شروع ہوئی دیکھا کہ لشکر مانند مور و غل  
 کے آمدنا چلا آئے ہر آنھوں نے دیکھا کہ قلعہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہے دیوں نے عرض کیا کہ حکم ہو رہا ہے  
 نور الدہر نے فرمایا کہ جاؤ خدا تمہارا حفاظ و نگہبان ہے اس وقت یہ سب قلعہ کی طرف روانہ ہوئے قلعہ پر سے ہند  
 اور دونوں کے گولہ پڑنا شروع ہوا مگر عادیوں کی حالت یہ کہ گولہ ان کے پاس سے نکلتا ہے بے نکلن ہاتھ میں پکڑ لیتے



اور چھیک دستہ میں غرض پوسین تمام گولون کو روکر کے رب خندق پوسین بیان جب ہفت نعلے و غ چکے گولہ اندون سے ہاتھ  
 رکھ دیا دیکھا کہ عادیان دراز قد سائے کمر سے میں سر فتود کی جان پر غلی تھرا کا پنا بکار کر کے آپ شاہزادہ نور الدین سے  
 عرض کیجیے کہ میں کل صبح کو خدمت شریف میں حاضر ہونگا قد مبوسی حاصل کرے گا لیکن آج ملت دیکھیے شاہزادے سے جو یہ سنا  
 عادیون سے کہلا بھیجا کہ ابھی آج پہلا وکل میسا ہو گا کھانا جائیگا یہ سب پہلے شاہزادہ بھون کو ہمراہ لیکر مراجعت کر کے  
 داخل خیام ذوالاستقام ہوا اور فتود اس ویریشان ایوان بادشاہی میں آکر بیٹھا مجنون تیغ بند سے کہا کہ اب کیا  
 نہ ہو جس نے کہا کہ نقب کی راہ سے بھاگ کر امیرج کے پاس پہنچے کسی نے کہا اور وہ سر سلطان ہو گا موقع پاکر بھاگ  
 چن کر فتود کے پاس ایک عیار ہو کر نام اسکا شب آہنگ ہو ادا مل میں عیار ہام و دشمنی کا ہو جب ہام دشمنی  
 صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا تو یہ بول کر کہ قریشیہ میں آیا اور فتود کے پاس رہا ماسا کلام فتود نے اس عیار سے  
 کہا کہ مجھے ہو سکتا ہو کہ جا کر نور الدین کو پہنچاؤں اس نے کہا مت بھانپو میں گیا اور ملا یہ لکڑی اسباب عیاری میں ہمارا سہ کے اولشکر  
 نور الدین کی طرف روانہ ہوا جب حرب لشکر کے پہنچا صورت ایک سپاہی کی بکر داخل لشکر ہوا سیر کرتا ہوا اور دیکھتا ہوا  
 دروازہ بارگاہ برآباد دیکھا تو بارگاہ آراستہ ویراستہ ہو دربار جمع ہو ہر مرتبہ تاجدار تخت پر بیٹھ اور شاہزادہ  
 نور الدین ہر ذل شکت پہنچتا ہوا ہر محبت پیش بریا ہو جام گردش میں ہو کسی کو سنے میں چکا کھڑا ہو رہا جب دربار برکت  
 ہو نور الدین بر رخی خوابگاہ میں آیا صر زوش دراکر آرام کیا شب آہنگ نے دریافت کیا کہ چالاک عیار ہو جس  
 اسی کی شکل بکر پہلے دروازہ بارگاہ برآباد میں تھا اور باتون کو شراب میں بیوٹی پلا کر بیوٹی کیا پھر درگاہ خد شکارون  
 تھا ہر درون کو سیوہ دیا کہ بھائی ہم اچھے ہونے میں فصل صحت کیا ہو سیوہ مختار سے لیے لائے ہیں لیکن ہمارے سامنے  
 کھاؤ نہ ہماری طبیعت بھی خوش ہوا انھوں نے وہ سیوہ کھا یا بعد و دھڑی کے بیوٹی ہو گئے چادر عیاری ہا کر دشمنی  
 ہو گئی کیا برابر ہنگ کے آیا و شاہزادہ سے سر کا پا کھڑا عیاری میں بیوٹی رکھ شکاری نور الدین ہر چھیک مار کر بیوٹی  
 ہو گیا شب آہنگ پر در عیاری میں لپیٹ کر پتارہ لیکر شکاری لگاتا ہوا نکل گیا قلعہ میں داخل ہوا بہان فتود رات  
 بھر بیدار رہا اسی کا انتظار رہا سو کو شب آہنگ پتارہ پر ویش پہنچا فتود پکارا اور شب آہنگ کیا کیا پکارا  
 کہ لایا اس پسرہ حمزہ کو پتارہ اسکا موجود ہو فتود نہایت خوش ہوا شب آہنگ کو گئے لکایا مال مروا دیکھا  
 گئے سے ان رکھ شب آہنگ کے گئے میں ڈال دیا اور کہا اور شب آہنگ کھول اس پتارہ کو اور پسرہ حمزہ کو بیوٹی میں  
 آئے کہ اس سے اسیر غل و زنجیر کیجیے بعد اس کے مجھے بیوٹی میں لائے کو کیے فتود نے آہنگون کو لو کر شاہزادہ نور الدین  
 کو قید شدہ میں لڑائی کر آیا کہ اس آہنگون تیغ چند اور تمام رقتا اسکے آکر حاضر ہوئے شب آہنگ نے قبیلہ فرما  
 بیوٹی شکاری جس سے نور الدین کو بیوٹی آیا شب آہنگ پکارا کہ ادا پرست میں گئے گرفتار کیا آکھ کھو کر دیکھ  
 کہ کان پر نور الدین ہر ہتھیار جو اپنے کو اسیر غل و زنجیر یا بارگاہ کفار میں عیار کو سر پر کھڑے دیکھا پس نہایت زور  
 سے آٹھا کہ کڑیاں زنجیر کی جیج اٹھیں اور بطریق اہل اسلام سلام کیا فتود بدلا اور نور الدین ہر چہ چہ یا حق  
 آج کی تکوین نہ تھی اب امیرج کو حراصل کھا جاتا ہو جیسا وہ ترے حق میں کہلا بھیجے گا و بیباکی جائیگا اور حکم کیا کر لیا و زندہ اسکی  
 میں لوگ شاہزادے کو زندہ افغانی نے میں لگے گریبان لشکر نور الدین میں تیغ کو غل ہوا کہ شاہزادہ خیمے سے غائب  
 ہو چھا طرف کو حوٹہ صاکین پتارہ پایادہ ہر کار سے جو قلعے کے بھر تھے انھوں نے آکر عرض کیا کہ شاہزادہ قید  
 ہو کر قلعے میں گیا ہو پس اسوقت ہر مرتبہ تاجدار طبل بجا کر قلعہ پر چڑھ گیا کشیدہ رو اور عادی لشکر نے آگے سے  
 گولون کو روکر کے لب خندق پہنچ گئے تھے کہ فتود نے نور الدین کو زبردستی تیغ پنا یا اور پکار کر کہ اگر تم لوگ آگے برسے

تو ہم اسے قتل کر ڈالیں ہرگز تا حد امن چار ہو کر میرا قنود نے عرضی ایرج کو گھسی کہ اس صاحبزادے کو آفتاب پرستان میں سے  
 تیرہ ہفتہ کو پکڑ کر قنود مرصع حصار میں قید کیا ہو کر فوج اسکی پیشانی میں ہمدہ برہنہ ہو سکتا آپ تشریف لائیں کسی  
 ایسے کو بھیجے کہ فوراً لہر کی فوج کا سامنا کرے اور اگر فوراً لہر قید سے چھوٹ گیا تو بڑا غضب ہو جائیگا جبکہ  
 دستگیری کیے ایک عیار یہ عرضی لیکر روانہ ہوا ہرگز تا حد امن چار نے میں آیا چالاک بن عمرو کا حال دریافت کیا سنا کہ  
 تپ عرقہ میں گرفتار رہا اسی وقت تاسا سد بن کرب غازی کو اس مضمون کا لکھا کہ ای شہر شہ شجاعت شاہزادہ  
 نورالدین ہر تھاری مد کو آتا تھا اگر دشمن کی سے قنود مرصع حصار میں گرفتار ہو گیا اور چالاک بن عمرو بہت ہمار  
 ہو جبکہ اگر نورالدین ہر کی خبر ہو کسی ایسے کو بھیجے کہ وہ اگر شاہزادہ نورالدین ہر کو رہائی دے اور اسے عیار رہا ہو  
 روانہ ہوا اب مال سبے آفر کوہ کا کہ ایرج پہاڑ کو گھیرے ہوئے ہے ایسی خبر کسی طرح اس دیوانے کو قتل کر دیں  
 لوگ کہ رہے ہیں کہ پروردگار اب غلہ بازار نہیں رہا ہو وہ خود ہی تنگ ہو کر آدھ بھاگتا غالی اور وقت نہیں  
 ہو کہ اس میں جوڑی ہر کار سے کی دوڑی ہوئی آئی سلام کر کے عرض کیا کہ اقیاش کشیدہ رو تو ہزارا دن  
 تلے کے لیے ہوئے اسد کے واسطے آیا ہو ایرج نے کہا کہ چھوڑ دو ہوں اسے کہ وہ غلہ دیوانے کو پہنچائے اور  
 اسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوا دو چار سردار بھی ہمراہ چلے جب قریب پہنچا ایرج نے غلہ کیا کہ باش ای  
 کشیدہ رو کب چھوڑے ہوں تجھے کہ قنود اسد کو لے جا کر دے اور اسے سکر اقیاش دوڑا مقابلہ ہوا اقیاش  
 نے تیرا ایرج سے تیرا ملا ہفتون پہاڑی چھین لیا اور کر جہ میں ہاتھ ڈال کر اسے اٹھا لیا اور سر پر جھینج  
 دے کر زمین پر مارا چاروں شالے چت لگا کر دکر کب سے مشکینہ اسکی باندھ لیں اور کشیدہ رو مجھے ایرج سے  
 لڑنا شروع کیا بہانہ کہ تیرا اپنے نچنے میں کیا اور سب کو شکست دی اور پھر آدمی مرغام نے اسد کو خبر دی کہ  
 شاہزادہ نورالدین ہر نے غلہ آپ کے لیے بھیجا تھا ایرج اسکو چھیننے کے واسطے روانہ ہوا اسد نے کہا خوب ہو  
 میں اس آفتاب پرست کے لشکر میں سے لانا ہوں اور قزاقوں کو لیکر میں پشت سے شکر ایرج پر گرا تمام غلہ لے  
 کر آفر کوہ کو روانہ کر دیا اور اسے شاہزادہ رو ڈا ہوا پہنچا کہ غضب ہوا وہ دیوانہ آپ کے لشکر کو بلے اور  
 پا کر گرا اور تمام غلہ لوٹ لیا ایرج نے قید اقیاش کی اور غلہ عشر صبا کے سپرد کیا اور آپ وہاں سے روانہ ہوا  
 اسد نے سنا کہ ایرج آتا ہو اور غلہ عشر صبا کے حوالے کر آتا ہو غلہ تو ابماہیم کے ساتھ آفر کوہ کو روانہ کیا اور  
 خود دوسرے راستے سے عشر صبا پہنچا اور لٹا کہ اوہ امر ازاد سے کچھ کہان جانتے دیتا ہوں یہ لکھ کر آچہ عشر صبا  
 کو جان بچا تا دغاوار بڑی آفر کا اسد کے ہاتھ سے بہت زخمی ہوا اسد نے اقیاش کشیدہ رو کو رہا کیا اور غلہ لیکر  
 آفر کوہ کی جانب روانہ ہوا یہاں ایرج جو لشکر میں آبا سنا کہ وہ دیوانہ تمام غلہ لے گیا نہایت پریشان ہوا لیکن کہ رہا کہ  
 کہ کچھ پرواہ نہیں میں اسکا بہت سا غلہ چھین لانا ہوں اسے صرف کروا سکی اتنا میں خبر سوچی کہ دیوانے نے عشر صبا کو  
 زخمی کیا اور غلہ آفر کوہ کو لیے جاتا ہو ایرج بھر کب پر چکر صبا کا عشر صبا کا آتے دیکھا تمام سر سے پر ہنگ  
 جو جو چھین کر وہاں پہنچ کر دیکھ کہ اسد کا کین نام و نشان بھی نہیں ہر سنا کہ وہ غلہ لیکر آفر کوہ پہنچا گیا ہر چہ  
 تلاش کی اسد کا تیرا لگا اسد نے آفر کوہ پر پہنچ کر پوچھا پچا آخر مرع کی کو در ہا ہر طماس نکلیا ہر کہ گمان تک  
 گمان کے میں تو نفع سے ہر ہا ایرج کا بھی غلہ لونا اور اپنا غلہ بھی چھین لایا طماس اور سب سردار مار سے ہنسی  
 کے کیفیت ہر کہ لوٹ رہے ہیں ایک تو غلہ اسنے کی خوشی ہو دوسرے اس حریت پر کہ سارے قلعے میں اسد کو نہ  
 پھرنا ہو ایرج دیکھ دیکھ کر بل رہا ہونا چار چھ میں ہر ہوا سب کو ہنگ و بانسہ پکڑ کر بیڑی ملکوت شاہ نے کہا



ایم ج نامہ حق کی رحمت تھے اٹھائی لشکر کا بھی خلد وہ دیوانہ لیکھا بھٹلا کر لولا کہ پھر کیا کروں اس دیوانے سے کی طرح  
 عددہ برائین ہوتا اور کسی طرح مجھ کو نجات نہیں ہوتی کہ میں کو سے مار کو چھوڑ دوں اور میں جاؤں اور تصویر ملے گیتی افروز  
 کی نگاہ کے نیچے پھر گئی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے منہ سے آہیں نکلتی تھیں سب غم دور ہو گئے ایک غم فرقت  
 کے سوا کوئی غم نظر میں نہ رہتا تھا اور گدا کر آنسو سرد ہوا آنسو شمع میں جدا ازنا رو مارا زمین جدا افتادہ است۔ ایسا نہیں  
 مشکل کہ میں دارم کرا افتادہ است۔ اور میں ملن اسکی جدائی میں عزت پاتا ہوں اسے بھی خدا جانتے بری محبت ہے یا نہیں  
 ہزار و مرتبہ نے عرض کیا ایو شریار یہ کوسل ہو آپ اسکو نامہ کیسے اگر وہ بھی آپ کو پیار رکھتی جو جواب لکھے گی درد  
 چپ ہو رہی کیا کہ نامہ سے کون جائیگا ہزار دہنے کا کہ قارن قمر میں سیم ہو وہ ہر طریق نامہ لکھائیگا ایم ج نے قارن  
 قمر میں کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ ہمارا لپیڑا اسے دست بستہ عرض کیا کہ ایو شریار یہ سب حرم محترم حمزہ ہیں وہاں کون جا  
 سکے گا کسی مجال ہو وہاں پہنچا تو پر مار نہیں سکتا دوسرے کی کیا طاقت ہو کہ اوہ را رخ کرے اب مجھے کیا قتل کرایا جاتے  
 ہیں اگر مار ڈالا ہو تو اچھا نامہ سے قتل کر ڈالیے وہاں مارا جاؤ گا تو لاش کو کتے کو سے کھینٹے بیان دھن دھن تو کتب  
 ہوگا ایم ج نے لکھا قارن سودا ہمارے اور کوئی ایسا نہیں ہو جو نامہ میرا اس محبوب جاتی تک پہنچائے مرد رمل  
 ہو ہر طرح وہاں پہنچو گے نامہ میرا دے کر جواب لکھو گے قارن نے لکھا ایو شریار نامہ لکھو انکے ہاتھ میں دے دو  
 کیونکہ ملے ہو اور سننا ہوں کہ دروازہ ملے ایک مرد نہیں جا سکتا ایم ج بولا یہ غلط ہو میں خود خواہم خود لا دیاں ہر گز  
 کے ساتھ ایوان باقوت تک گیا تھا بلکہ جبرہ جو گیتی افروز کو گئی وہ پیار دوا ساز سے لے لیا تھا جسکو ملے بللی ہو  
 وہ وہاں جاتا ہو اور تم تو بخومی ہو نہیں وہ خواہ مخواہ بلا لگی تم اسے خوش کر کے نامہ دینا جواب لینا ہر چند  
 قارن قمر میں نے پہلوتی کی کہ نہ جائے مگر کچھ نہوا ایم ج نے لکھا میں ہاتھ قالہ لیکر ایو قارن میں جڑا ہوا ہوں ہر گز  
 اور ایک مالہ مروار یہ کا اپنے گے سے اتار کر قارن کے گے میں لالہ یا اور پانچ لڑکے اسٹریون کے راہ خرچ  
 کو دیے قارن سودا اگر دن کے ساتھ قلعہ ذوالامان کو روانہ ہوا سودا اگر دن کو اپنا مسلح کر لیا ہو حال مہنی ہو تو کیا  
 جتا جلا جاتا ہو وہ معتقد ہوتے جاتے ہیں کیونکہ اس مال میں نفع ہو اور اس چیز میں نقصان ہو سودا اگر دن نے وہ کہہ  
 کہ ہم حاکم شہر سے ملازمت کر لیتے اور حکومت کچھ دوا لیتے یا تک کہ جاتے قلعہ ذوالامان پہنچتے عام اسباب لا کر  
 کارخانہ ساز میں آتا لیکن راوی بیان کرتا ہے کہ قلعہ ذوالامان آتا ہوا تھا کہ اس میں پانچ ہزار پانچ سو کمین طور سے اٹھ  
 چار سو تاجدار اٹھارہ سو مائنی بارہ سو مائنی بارہ سو مائنی سولہ سو تک چار سو برہی دو ہزار پانچ سو کمین طور سے اٹھ  
 چینی ان سب کے ناموں کے مکانات ہیں اور ایک طرف ایوان باقوت قاسم کا ہوا ایک طرف ایوان زنگارہ و بیع الزوال  
 کا اور باغات ان بھون کے بنے ہوئے میں شرفا رہی برابر شرباٹل کے ہو اور مظفر بن ضیغم خون ہشام کو تو ان شہر  
 سودا اگر دن سے مظفر کو نذر دی اور مال دکھایا مظفر نے کچھ اسباب آپ خریدا کچھ خواتین معتقد ہیں پہنچا ابو دوسرے دن  
 سودا اگر قارن قمر میں کو ساتھ لیکے بہت سی تزیینیں کہیں مظفر نے امتحان اس سے جو کچھ بوجھ جواب قبول پایا مظفر بہت  
 خوش ہوا انعام دیا یہ خبر ملے گیتی افروز کو ہوئی کہ ایک بخومی بہت اچھا آیا ہو اور خوب حال بتاتا ہو در عورتوں کو تو ایسی  
 باتوں کا بہت اعتقاد ہوتا ہے مظفر پاس کھلا بھیجا کہ وہ بخومی جو تھا رسہ پاس آتا ہو اسے ہماری ڈیوڑھی پہنچا دو  
 مظفر نے حکم دیا کہ یہی خواہم سراؤن کے ساتھ قارن کو روانہ کر دیا جسوقت خواہم سرا قارن کو پہنچے ہوئے  
 در مجلس پر پہنچے خبر اندر لائی اگیتی افروز نے پردہ ڈال کر قارن کو طلب کیا قارن نے سلام کیا دعا دیکر کھڑا ہوا  
 ایک محلہ ار نے کہی لا کر رکھی قارن سلام کر کے پڑ گیا اندر سے کھڑا ہوا کہ دیکھو بخوم ہمارے واسطے عرض کیا کہ جو

ارشاد ہو کیا دیکھوں فرمایا کہ ہم نیت کرتے ہیں تم قرعہ پیکو اور دیکھو جو احکام نکلیں جسے بیان کرو عرض کیا بہت خوب  
 بس اسی وقت تھوڑی سی جھپٹی اصغر لاپ کو کتاب کے مقابل کیا تختہ فضل پر چڑھا تھکر کو میٹکا اور ساتون متاثر  
 بارہ برج سولہ خانے نکادہ بن کر کے احکام طرح دینا شروع کیے اور عرض کیا کہ حضور تنہا ہوں تو غلام عرض کیے  
 گیتی افزو زلے سب کو ہٹا دیا کسی کو پاس نہ رکھا کہ اب میں تنہا ہوں جو تجھے نجوم میں معلوم ہوا ہو کہ قارن نے  
 عرض کیا کہ حضور نے حال اس شخص کا دریافت کیا ہے کہ جانور اسکو نکل گیا ہے کہ ان بیج ہی پھر عرض کیا کہ وہ شخص ابھی  
 زندہ و سالم ہے مگر ابھی قید سحر سے چھوٹا نہیں قریب ہے کہ چھوٹے اور اس سے ملاقات ہو سکے گا کہ اوہ چھوٹے جسکو  
 کہ اثر دیا نکل گیا ہو وہ کیر کر زندہ رہ سکتا ہے قارن نے کہا کہ پیر و مرشد اگر وہ حمزہ صاحب قرآن کے ساتھ نہ ہوتا  
 تو محکوم آپ گرفت کرے اور پرزہ پرزہ کر ڈالیے گا میں نے خون اپنا سناٹ کیا گیتی افزو زلے سکر نہایت خوش  
 ہوئی کہ خواجہ بزرگمہر کے بیٹوں سے بھی سی سنا تھا ملا سے مردار پد گئے سے آثار قارن کو دیا قارن نے وہ ہلا  
 نہ لیا اور نامہ امیرج کا نکالا کر دیا کہ حضور انکے عوم میں نامہ پڑھ کر جواب اسکا کہہ میں گیتی افزو زلے نامہ ہاتھ میں  
 لیا دیکھا کہ نامہ امیرج کا ہونا سے کو جاک کر کے مضمون نامہ پڑھنا گاہ پڑی اور شرعاً شغ نہ گئے ہوئے دیکھے بس عرق  
 شرم میں غرق ہو گئی اور کہا کہ اوہ امر زاد سے اپنے بچکانہ و پیغام لایا ہوا ہے جو کوئی اسکو پکڑ کر ایک ایک بال  
 ڈاڑھی کا نوچو اور کالا سٹھ کر کے تمام شہر میں گدھے پر سوار کر کے خوب بندھاؤ اور جو تیان لگا کر شرعے نکالہ وقارن  
 نے کہا کہ ای ملک میں بیشک فقیر واری ہوں مگر نا جاری اور مجبوری سے میں نامہ سیکر آیا تھا نہ آتا تو امیرج جسے مارا تھا مجھے  
 یوکت بخت جان ہوئی آپ مجھ کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیں مجھ کو اس امر میں سے خون اپنا سناٹ کیا نہ گئے کہ میں تجھے  
 کبھی مار دوں گی لیکن ذلیل کر دئی قارن نے کہا جو مرضی آپ کی لیکن نامہ کی پشت پر کچھ جواب کہہ دیجیے نہیں تو امیرج  
 مجھے مار ڈالے گا ملک نے نامہ کی پشت پر سب سے گالین کہہ دیں اور قارن کو دیہ یا اور کہا کہ ماہ اسکی ڈاڑھی کا ایک  
 ایک بال نوچو خواجہ سرا جو مٹھین دوڑین قارن کو خوب مارا اور مارا سی فوجی آدھا منہ کالا آدھا منہ لکڑے گدھے پر سوار  
 کر کے شہر سے نکلوا دیا مظفر سے کہا بھیجا کہ خبردار تم اس سے بفر نہ تو جیسا ارغی کیا تھا ویسا جتنے اسے مرادی اسے  
 شہر سے نکل جانے دو مظفر نے ہر چند عرض کر ا بھیجا کہ اسے جیسی کیا حرکت بیجا کی تجھے بھی تو معلوم ہو کہ نے نہ بتایا  
 اوہ مرد سب سوداگر بھی ڈر کے ماتے بھاگ گئے قارن بجا رہہ ذلیل و خوار شہر رہو کہ اسی قافلے کے ساتھ  
 نامہ لیے ہوئے روانہ ہوا مگر بیان امیرج جب قارن کو روانہ کر چکا طبل جگسہ بجا دیا خبر اسکو کہ ہوئی زنیاکر ہاگر  
 لشکر میں بھی طبل جگسہ کے غرض کو سحر رات بجا گزرا دیا کیے بیج کو اسد قلہ کوہ پدا کر بیجا لوگ گھاٹیوں پر قائم  
 ہوئے کہ یکا یک سامنے سے لشکر آفتاب پر سنوں کا نمایاں ہوا امیرج انکے مرکب پر سوار بیگے مالک بن ملکوت  
 اورا قبائل شاہ تخت پر سوار اور تمام لشکر چلا آتا ہے سامنے گولوں کی زد سے بیکر قائم ہوا امیرج مرکب کو جگا کر سامنے  
 آیا اور بیکاراکو او دیوانے اب بھی ہوا کہ مان کہ مدد شہر را گلیر بانو کو دیہ سے اسد بکاراکو او بز زبے کبھی اسکی ہرجا میں  
 ایک تو زدی کے گالام اسکا بہ دولت کے سامنے بار بار لیتا جیتا ہمارے غلات گذرتا ہوا امیرج بکاراکو او دیوانے  
 آج تک کو زندہ نہ چھوڑ دیا گیا میں یہ لکھ رہا کی طرف چلا اقباش کشیدہ روئے کہ اگر اجارت ہو تو میں اس سے  
 بیکر سامن کر دوں ایک مرتبہ اسکے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہوں آج اسکا عوض لیون اسد نے کہا اقباش پینڈا  
 بہت زبردست جو تم مقابلے کو دجاؤ اگر خدا نخواستہ تمہارے لیے کچھ نفع دگر ہوا تو میں بجا نہیں اب سے شرمندہ ہونگا  
 اقباش نے کہہ دیا اسد بکاراکو او بیکر کہ ادا آفتاب پرست کیا میں تجھے مرادینے کو اور مرکب پر ہوا



ہو کر مقابلہ ہوا بعد لگا در زنی ایموج نے کہا کہ ایک مرتبہ تو میرے ہاتھ سے ذیل ہو چکا ہے اب تجھے مذاقے کو نکلے غیرت بھی  
 نہ آئی اقیاش نے کہا کہ زخمی ہونے سے دل نہ نہیں ہوتی بڑبڑ سے زخمی ہوئے ہیں تو بھی اکثر زخمی ہوا ہے ایموج بولا غریب تیری  
 فضا ہی میرے ہاتھ سے ہے جو مر رہی ہے پاس ہو حوصلہ بحال ہے کہ کوئی حسرت دل میں نہ رہی ہے اقیاش نے تیرے ایموج سے  
 چند طعن میں نیرہ ہوائی کیا اسنے تمہارا ہی ایموج نے دھار بھی کر ہاتھ قبضہ نہیں ہوا والد باور ہوئے لے لے کر بے پروائی  
 تاپ نہ لاسکے بچہ لگے کود کر گھوڑوں سے سرگرم تلاش ہونے لگے کھنٹی ہونے لگی چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایموج نے لگا اقیاش  
 کا لڑا اور سر پر جبرج دیکھنے میں بہار اسٹھپنے نہ دیا اور چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا اور کہہ کر دین آفت بہ پرستی اختیار کر اسنے  
 حسرت کی ایموج نے دھڑپ سے سر پھینک کر بھیکہ پادشاہ ٹھکرا ہوا طبل باز نشست ہو کر پھر گیا اسد گر بیان دلائل لاش کی  
 آشکار کیا دین دھن کیا روتا ہوا شور انگیز بانو پاس آیا دیکھا کہ ملکہ نے حاکم ہوئے عجیب مار کر رو رہی ہو اسد نے  
 اسے گلے سے لگا کر کہا کہ ملکہ کیوں روتی ہو تمہیں کیا ہوا اگر اقیاش کے واسطے روتی ہو تو منہ زبانی کہو اسنے ہونے  
 میں وہ مر گیا اور اسنے بھائی موجود ہیں لکھنوی میں اقیاش کیواسٹے نہیں روتی ہوں میں اسواسٹے روتی ہوں کہ اقبل  
 شاہ ایموج نے جو ان کو بھڑکاتا ہوا ایموج پہاڑ پر چڑھ کر آنا جو ایسا نکل ایک آدمہ روزانہ کچھ شہر زخم پہنچے تو میرا کین ٹھکانا  
 نہیں ہے میں کسی ہو کر رہتی ہوں میں موت مری ہاں وہ کوئی تیری تھی کہ میں گھر سے چلی تھی وہ کوئی ساقی تھی کہ میں  
 عاشق ہوئی تھی لکھنوی سے لگی اسد نے کہا کہ ملکہ روؤ دین اس حرام زادے اقبال شاہ کو مار سے ہی ڈالتا ہوں  
 مجھے اقیاش کے خون کا عوض بھی لہنا ہو یہ لکھنوی کوئی دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ اسد باہر چلا برچند مکہ منع کرتی رہی  
 نہ ماتا اور باہر اگر ضرغام شیر دل سے کہا کہ بھائی کج چکر اقبال شاہ حرام زادے کو بھڑکانا چاہیے ضرغام نے کہ بہت  
 اچھا آپ بھیجے میں جا کر اچھی لے آتا ہوں اسد بولا کہ بھئی ہم تم دونوں میں ضرغام نے کہتیجھو سامنے رکھا اسد نے سینہ پکڑ  
 پھینکا تمہارا ہاتھ میں دیر ضرغام سے کہا چلو اور رنج لکھنوی ایموج کا گیا چار گھڑی رات گلو بان پہنچا لکھنوی کی سڑک پر ہوا دروازہ  
 بارگاہ پر آیا وہ سپاہی جو پہاڑ لاسکے کو اندر جاسے تھے انہیں ملکر اندر بارگاہ کے آیا ایک کوسٹے میں لپٹ کر کھڑا ہو رہا  
 ایموج بیٹھا ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے کہہ رہا ہے کہ میں ہر چند چاہتا ہوں کہ ملکہ شور انگیز بانو کو اسد سے چھینوں  
 مگر ایک نہ ایک رشتہ یز جاتا ہے وہ میرے ہاتھ نہیں لگتی اور ماب خود انگیز بانو ہی کس کام کی مینا بھر ہو چکا اس دہوا  
 کے پہلو میں سوتی ہوئی اقبال شاہ اس سے دست برداشتہ نہیں ہوتا دیکھا حجام اسکا کیا ہوتا ہوا اقبال شاہ نے  
 کہا کہ ایموج نے جو ان تم میرے واسطے زحمت کیوں اٹھاتے ہو اور میرے نو بدن میں جو وقت تک جان باقی ہو ملکہ کی محبت  
 سے ہاتھ نہ اٹھاؤ گا اب دیکھو کہ ملکہ کتنی اخرو زینجے میں خدا پرستوں کے ہوا کہ کیا دھڑس نہیں لگا آپ کسی ہزار کی  
 ہیں اور ارادہ ہو کہ اس طرح ہو چو پچھے وہاں اور یہی مشورہ کو کر رہا کہ کن ہو جو حالت ہماری دیکھے اور ہم ہر دم کرے اور شوق  
 کو ہماری جیسے ملائے یہ لکھنوی خوب رویا کہ آکھیں لال ہو گئیں اور حسنزل عاشق نہ زبان پر لا یا حسنزل  
 بسریوں مات فرقت کی تیرے نکو کوئی ہے  
 بہت ہم خود فراموشی میں جگوا د کرتے ہیں  
 بہت تصویر اسکی کھینک نہیں لگے خیاں ہم  
 ار سے یہ کیا قیامت مانی دینا د کرتے ہیں  
 اسے بر بد کر کے خاک بھی برباد کرتے ہیں  
 اسے طرہ داکثر اشار متفرق پڑتا تھا

اور روتا تھا ایموج اٹھ کر اقبال شاہ سے لپٹ گیا اور کہا کہ آپ روتے کیوں ہیں میں تو جانا بازی کو موجود ہوں پہلے آپ کی  
 مشورہ کو آپ سے ملا ہوں تو بعد اس کے اپنی مشورہ کی تدبیر کرونگا اور بہت سے تسکین آمیز کلام کہے جکڑ کر اقبال شاہ  
 چپ ہو رہا اسد نے یہ سب باتیں سنیں اور دیکھیں دل میں کہا کہ شور انگیز چکی کئی ہوئی حرام زادہ ایموج کو ہنسا کہ





لیٹنے ہوئے مینوں گزر گئے اگر تو نہ ہوتا تو یہ حالت ہوتی بس باقی خدا تو ہی ہر جگہ پھر ماریسے نہ چھوڑ دیتا اور  
 پھر نہ کہ کیا آرزو تیری پوری کر دی کہ کھڑے دیکھ دیا مگر اقبال شاہ کو باہر لایا ہر چند اقبال شاہ نے گریختگی  
 کی کچھ نہ دیکھا کہ جلد اسے جبرخی پر کھینچوں جلا دون سے سی میں باندھ کر اور تھوڑے دن میں کھڑے کر دیتی پر کھینچا بس اقبال شاہ  
 زمین سے بلند ہوا اسد مع رفتا تیر کمان لیے تیار تھا تھا کہ یکایک استغیر ایک مرتبہ پڑے کہ سارا بدن اقبال  
 شاہ کا چھلنی ہو گیا اور روح جس نکلے وادی برہوت کو روانہ ہوئی اسد نے حکم دیا کہ نقارۂ شادمانی بجے اور  
 تو نقارے سے یہ جہ بڑی اور اسد و لا در مع رفتون کے بوق بجاتا ہوا تھوڑے عرصے میں کو دتا پھر تاج ایک شور سے کہ  
 وہ مارا آفتاب پرست جبران ہوئے کہ آج ہنرمین بوقت کسی بج رہی ہیں دیکھا کہ اقبال شاہ دار پر کھڑا ہوا اور  
 دیو چہرہ چار جو غیر کیسا سٹے آجاتا روٹا چٹا روانہ ہوا سانسے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے چوچکڑی سر سے دیتی  
 اور غیر ملک اقبال شاہ کی سنائی اور کہا کہ دیجیے وہ نفوس بج رہی ہیں خدا پرست خوشیاں کر رہے ہیں مالک بن  
 ملکوت شاہ نے پچھا کہ کئی اور کہا کہ اب ہزار نہ کی کا نہیں رہا جب ایسا بیتا صاحب اقبال مر جائے تو زندگی بج رہی  
 ایم جی نے کہا کہ مالک بن ملکوت شاہ اس کے عوض میں اگر اسد کو دے مارا لا انا نام زہ فہ آفتاب پرستان ایم جی نے چون  
 کہ رکھا آپ مہر کیجیے اور رضا اقبال شاہ کی آپ کی بھی کیا اجارہ جو بہت سی سنائی اور خوشی کی اور کہا کہ اب ارسلان شاہ کو  
 تخت پر بٹھائیے فرض ارسلان شاہ کو حامی کے تخت شاہی پنا کر تخت پر بٹھایا اور اپنے ہاتھ سے تاج اس کے سر پر  
 رکھا اندر میں گزرنا شروع ہوئیں چار گھڑی دن ہوتی ہو گا کہ شب آجنگ صبا عرضی فتوہ شاہ آفتاب پرست کی ہے ہر  
 یا سلام کو کے عرضی ایم جی کو کسی ایم جی نے اسے کھو کر پڑھا آلاہ ہوا کہ نور الدین کو فتوہ دے کر خوار کیا ہوا اور قلعہ  
 مرصع حصار میں ہو بس مالک بن ملکوت شاہ سے کہنا کہ لیجیے عرض اقبال شاہ کے نور الدین کو قتل کیجیے یہ نیکے مالک  
 کے ہاتھ میں وہ عرضی دی وہ بھی پڑھ کر خوش ہوا ایم جی نے کہا کہ جواب عرضی کھو کر اور فتوہ مجھ کو یا کھو اور شب آجنگ  
 کو غلط دیا اور بہت کچھ انعام دیکر رخصت کیا وہ جواب لیکر روانہ ہوا ایم جی نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ تم پہلو کھڑے  
 پڑے ہو طرما سب بخارے پاس رہیگا میں جا کر نور الدین کو قتل کرتا ہوں اور فرض کو اسکی خلعت دیکر آتا ہوں یہ سکر  
 مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ایم جی آپ بیٹے گئے اور اسد نے اگر کھجور اور ارسلان شاہ دو وزن کو قتل کیا طرما  
 سے وہ دوتا نہیں ہو آپ نہ جائے بلکہ طرما سب کو بھیج دیجیے ایم جی نے مجبور ہو کر طرما سب کو فتح بہت سی دیر مرصع حصار  
 کو روانہ کیا اور کہہ دیا کہ جاتے ہی پہلے نور الدین کو قتل کر ڈالنا اُنھے عرض کیا کہ بہت خوب اور کوچ کیسے روانہ ہوا غلط کار  
 شہرنگ عمار اسد کا بیان صورت ہے کہ کھڑا تھا کہ تمام مال شب آجنگ کے عرضی لیکر آئے اور طرما سب کا فتح  
 لیکر واسطے قتل نور الدین کے جاتے کا بیان کیا اسد نے غلام شیر دل سے کہا کہ بھائی تمہا لے جاؤ شیر طرما  
 سے مرصع حصار میں پہنچ کر جس طرح ہو سکے بھائی صاحب کو قید کر پا کر دے کہ بہت اچھا اور ماسی وقت  
 روانہ ہوا لشکر طرما سب کا راہ میں چھوڑا آپ دوسرے روز جنگیں لڑا ہوا مرصع حصار میں پہنچ گیا ہر گاہ  
 ہر مرتبہ حصار میں پہنچ کر وہاں سے بادشاہی بھالاکر عرض کیا کہ غلام شاہزادہ نور الدین ہر کی رہائی کو حاضر ہوا  
 فرما کہ خدا تمہیں جزا سے خیر دے عرض کیا کہ چالاک کمان ہوا ارشاد ہوا کہ وہ بہت خیر غلام اس کے دیکھ کر آیا  
 دیکھا کہ تہ سے زرد و صیغ ہوا ہوا سلام کیا اور دودھ کر لپٹ گیا چالاک آیا یہ وہ ہوا کہ بھائی خدا بھائی کا بیٹے  
 نہیں تو انکی بے طرح ہے سہم میں دعا کے امیدوار ہیں اگر ہر اچھے ہونے تو شاہزادہ کا ریکو قہر رہتا محنت اور شفقت  
 کر کے جڑا لے غلام بولا بھائی صاحب خدا آپ کو اچھا کیے دیتا ہوا آپ اسد ہر ملان کہیں ہیں آپ نے تو جس

بڑے کام کیے ہیں کہ ایسے کسی سے کاہلو ہوئے ہوں نہ ہی بات بڑے توڑ سے نہ میں اور آپ دعا کریں تو  
 میں شانزدہ کی رانی کو جاذب چالاک بولا کہ بھالی اعتراف کیا گیا ہے جو جاذب دیر نہ کر دے ضرغام سلام کر کے  
 روانہ ہوا گرد و غبار مرصع حصار کے چرخ مارے لٹکات دیکھنے لگا کہ کسین راستہ پاؤں تو اندر قلعے کے جاذب جیسوں  
 جاتا ہر دیکھتا ہر دیکھتا کہ گلبان پاسبان نہایت ہوشیار بیچے ہیں اور قلعے کے روشنی ہو رہی ہے لوگ پراد سے رہے ہیں ضرغام  
 پھر بڑے پھر بڑے ایک طرف ہوا یاد کیا کہ ایک سرچ میں کوئی مرد سیاہی میٹھا اور انہوں جو کبھی رچیا ہوا سو جسے  
 اور نگہ رہا ہر کسی آنکھ کھل جاتی ہے وہی ہے جو جانی ہے وہی ہے لگا ہوا ہر دل سے کہ اگر ضرغام ہی مقام گھات کا ہے  
 اسی طرف سے چلے جب دیکھا کہ وہ رنگ میں گیا کندہ مار کر ضرغام اور چڑھ گیا وہ سیاہی غریب نکسین بند کے متجا  
 تھا کہ ضرغام نے اسکا ادا داب کر اسے مار ڈالا اور آپ وہاں سے اسکی قتل جگر نیچے آزاد دوسرے درجے میں اور  
 پھر سے دسے تھے انہیں اگر حجاز در ایک نے پوچھا کہ کیوں بھئی کہہ لکے دم خبر رہا ہے یہ کڑ گزرا ہوا ان میں جیل جیل کر ہر ایک  
 کو پات پر لگایا اور سب گتہ ہوا ان کا کر بیوش ہوئے ان سب کے بھی سر کاٹ لیے اب جو نیچے آزاد ہوئے ہو چکی  
 تھی اپنے دل میں کہا کہ دن کو بوشیدہ ہو کر نیچے رات کو زندہ افغان تلاش کیجیے سو چکر ایک طرف کو روانہ  
 ہوا قریب دروازہ اختم کے ہو گیا دیکھا کہ ایک صوفی اور اس پر درخت چٹا رہا ہوا نہایت کندہ اور گرد سبز ہوا  
 ہر ضرغام اسی درخت چٹا کے نیچے ایک بیمار کی صورت جگر لیت رہا بیان صبح کو قنود آفتاب پرست کو خبر ہوئی  
 کہ ظان پھر سے کے چار سپاہی قتل کیے چڑھ میں اسی وقت شب آہنگ کو بولا کہ اگر کچھ دوسری کئے ان سب کو  
 مارا وہ اسی وقت روانہ ہوا اور اگر پتیر ضرغام کا پچانا اگر قنود سے کہا کہ ضرغام شیر دل عیار اندر قلعے کے  
 آبا ہوا آئے ان سپاہیوں کو مارا ہر کہا کہ جلد تلاش کرو نہیں تو اندر بھنے کی بات ہر ایسا شو کہ نور الدین کو پھر الہامی نے تو  
 غضب ہوش آہنگ پھر میں آیا اور عیار بھی اس کے ساتھ میں وہاں سے نشان قدم ضرغام کا دیکھتا ہوا چلا گیا تاکہ  
 اس مقام پر پہنچا جان ضرغام صورت بیمار کی بنا ہوا پڑا تھا اس درخت چٹا پاس آکر دیکھا کہ اب نشان قدم غائب  
 ہیں اور کسی طرف نہیں معلوم ہوتے دیکھا بیمار کو فور سے کھڑا ہوا کہ راہ رہا ہے اور آواز آہ کی بلند ہوا اپنے دل میں کسا ہے  
 شب آہنگ ہی ضرغام ہی کہ جا رہا ہے ہر ایک کو روکی کہ اندر کر کے پڑا ہے میں نے پچان لیا جگو کہ ایک آواز  
 آئی کہ اسے کچھ خوف خدا بھی بچھے ہر کدست و پاختہ کو ایذا دیتا ہے شب آہنگ نے نیم کھینچا کہ اندر دسکار نہیں ہوا  
 ایک ہاتھ مارتا ہوں کہ دو ٹکڑے ہو گئے ہے مگر کرتا ہر ہم اور نہ پچا پختہ ہیں اور ہاتھ نیچے کا بند کیا دیکھا ضرغام نے  
 کہ یہ بد ذات جہانمیدہ ہے کبھی قریب میں نہ آئیگا یہی خبر اٹھا رہا میں کا ہاتھ ستا ہر بس وہ نیم کھینچا اور چمک کر اٹھا تو دیکھا  
 کہ اور امراد سے پچان لیا تو کیا کر لگایا لکڑی خرم مارا کہ سینہ کو لڑ کر شبت کے بار گزریا ضرغام نے نیم کھینچا کہ کلیں  
 شب آہنگ کا کٹ گیا اور وہ گر کر پڑنے لگا غل ہوا کہ اسے شب آہنگ کو مارا لیتا ہے جانتے نہ پاتے اور ہم  
 شاگردوں نے شب آہنگ کے ضرغام کو گھر لیا نیم عیار ہی بکڑ بکڑ کر مستعد کیا رہنے اب ضرغام کا خبر چل  
 رہا ہے کہ انشائی بنا ہے پڑا دو ٹکڑے جو قریب آیا مارا گیا ضرغام قتل کرنا چلا جاتا ہے اور مارا دھریا اور پیادے برابر  
 چلے آئے میں غل ہی کہ مارا تو کچھ لو جانے نہ پاتے اسے غضب کیا اسنے کہ قلعے میں آیا اور شب آہنگ سے عیار کو مارا ضرغام بکڑ  
 خبر مارتا ہوا وہ پھر ٹکڑے پانی میں پھینک دیا کہ عیار ضرغام قنود کو بھائی کہ شب آہنگ ہاتھ ضرغام شیر دل کے مارا گیا اور سب کے  
 عیار شاگردا کے قتل ہوئے ضرغام بڑا شیر دل ہوا اس سے عیار پیش پائے مینا ملن ہوا اور ہر ایک زخمی بھی نہیں ہوا  
 قنود نے مجنون تیغ بند سے کہا کہ لیجیے اور نیچے عیار تک لیجیے زبردست ہیں اسکا مارنا جلد واجب است



سے ہو مجنون بولا جیسے کسی کو اسے ذمہ پکڑو سنے یا سرا سکا سنے مگر فریق جو اسکا شدید آفتاب پرست ہے انہی کو  
ہوا اور بہت سی فوج ہمارہ لیکر روانہ ہوا وہر کو وہاں پہنچا سنا کہ صدمہ آدمی ضرغام کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں  
اور ایک ایک ذرا سی بھی اس کے چہیت نہیں آئی نہیں ہر شہید آفتاب پرست جہان ہوا فوج جو ساتھ تھی اس کے لہا کر  
جاوا اور اسے گرنے کر دس چکمے سننے ہی وہ بھی سب تھوڑے ہی میں کھینچ کر دو ٹکے بنانا کافل ہوا اور ضرغام نور ہا جس  
خون میں جا پڑتا ہر لاش پر دھش گرا دیتا ہر دن ہر رات ہر گھنٹے چاہا کہ نکل جائے کہیں راہ دہانی ولی میں کہا کہ قتلا جے  
کافی تھی امنوس ہو کس بے بسی سے مارے گئے خیر جو مرضی انکی لڑنے لڑنے کوئی ہر رات آتی ہر اب ہاتھ ضرغام  
شیر دل کا تھک گیا جو اور پانچون بھی شل ہو گئے ہیں پیرا ٹھیک نہیں رہتا اب دل کو رجوع کیا ہی پروردگار کی طرف  
دوامانگ رہا ہو اور ایک جگہ کھڑا ہوا جو آگے بڑھتا ہو اسے ماریتا ہو لوگوں کی برکیت ہو کہ کو بخون بچھڑ گئے ہیں  
جو رشتہ ہیں روشن ہیں چار طرف سے اٹھلیان اٹھ رہی ہیں کہ میان دیکھو کہ بداد ہو چھ پر ہو چکے ہیں لڑنے ہوئے  
اور اب بھی کسی کو قریب نہیں آئے دیکھ ہی ہو کہ اب کوئی دو ہر رات گئی ہوگی کہ ایک سمت سے نعرہ ہوا منہ منہ  
ہیجا شیریں دغا انجم پیر شہادت و دور بے قوت موت شکن و صند لیے اسد بن کر بولا داد ایک طرف سے نعرہ ہوا  
منہ ابراہیم بن مالک اتر در ایک طرف سے نعرہ ہوا منہ علی بن جمہور ایک نعرہ ہوا کہ منہ مرزنگ بن مرزبان ایک نعرہ  
ہوا کہ منہ معظم خان بن ہرلم انقض اس طرح بارہ نقابدارا کر گئے فوج کا سحر اڑا کر دیا اب ضرغام کا دل بھی شہر ہوا پھر کر  
خبر جا چکا اور کارنا شروع کیا لیکن دل میں کتا ہو کیا اسد بھی میرے پیچھے چل پکا تھا لیکن قلو سے راہ کیوں پانی میں تو بہ تدبیر  
آپا تھا یہ اس خیال میں جو وہاں جو نقابدارا اسد کے نام سے گزرتا تھا قضا کے کارا نقاد تہ روزگار اسکا اور شدید کا رشتہ  
ہو گیا شدید آفتاب پرست نے نعرہ کیا کہ او نقابدار تو اسد کا نام پتا ہو جائیگا کہاں میرے ہاتھ سے یہ لکھو تو اسکی جگہ  
نقا کر نقابدار نے ترکان میں رکھ کر جو مارا تو ذکر سیدہ شدید کو پار گد گیا کہ وہ خطا شاعر گرا اور تڑپنے لگا گو خدا من  
ہا مان ڈھونڈنے لگا ساتھ والے سم گئے اور جو نقابدار تھے انھوں نے بھی لاش پر لاش گرا دی رعب بدھ گیا  
اجہا کے ضرغام کو حلقے میں لیکر ایک ماہ سے زائد باغ کا تھا اس میں چلے گئے کسی نے نقاب بھی نہ کیا  
یہاں نقابدار ضرغام کو لیے ہوئے باغ میں آئے تھے ایک بارہ درمیانی ہوئی تھی ضرغام سے کہا کہ آپ بیٹھے ضرغام  
نے سجدہ شکر کیا اور شہادت نکھا ہوا تھا سو گیا صبح تک ہوش نہ رہا مگر بیان رات بھر لوگ ضرغام کو ڈھونڈتے چلے گئے کہیں  
بھی نہ لگا کر قنود کے سامنے لاش شدید آفتاب پرست کی رکھی اور تمام حال بیان کیا قنود نے کو تو ال شکر کو بل کر کہا  
کہ خانا عدا شہی کرو ڈھونڈو کوں ضرغام کو لگیا کوئی اسکا دوست بیان ضرور ہو کو تو ال نے عورت مرد و شہی کو اسے  
گھروں میں بھیجے تمام شہر میں ایک جگہ جگہ شہان ہو رہی ہیں بجا رہے شریف جو ہیں وہ کتے مرنے ہیں غیرت سے آہر چھری  
پھر رہی ہو چھا لوگوں کا کیا ذکر ہے انکے کان پر جون نہیں رگنی بلکہ ایک دل لگی ہو مگر بیان ضرغام شیر دل جو سو کر اٹھا خواہ  
لے پاتی لاکر رکھ دیا اسنے و شوکی ناز و صبی و بیغی سے فراغت حاصل کی اب بیٹھا سوچ رہا ہو کیا بدیر کرنا چاہیے کہ بچا ایک ایک  
مازین میں چھین کر گھین کشادہ گیسو پیل ہو پری پیکر میں بر گھزار سر و بازو بصورت ایک سیرت غزلی و رشک شیریں مٹا  
سے نمودار ہوئی انیسین چلیسین ہمراہ آتے ہی مسند پر بیٹھ گئی ضرغام نے سلام کیا اسنے جواب سلام دے کر گناہی  
عزیزہ نقابدار اس میں ہن جو اسد شکر گئے تھے اور تجھے چھڑا کر دے ضرغام بولا کہ آپ نے میری جان بخشی کی میں منہ  
حسان ہوں اسنے گناہنے مجھے جانا میں کون ہوں ضرغام بولا ارشاد فرمائیے کہا کہ میں جی ہوں قنود آفتاب پرست  
کی کھٹکھی میرا نام ہو اور مائل ہوں تو را الد ہر پیکر لیکن کوئی صورت رہائی کی مجھے نہیں ہو سکتی ضرغام بولا اب

خاطر جمع رکھتے ہوئے رات بھر سوئے گا۔ تاکہ بتا دیکھیں کہ میں تو مخصوص آدمی ہوں۔ کیوں اسلئے باہون وہ ضرغام کو اپنے ساتھ لیے ہوئے بالائے غصہ آئی اور جبراً قید نورالدین ہر کا دکھا یا ضرغام نے دن کو کھانا رات کو علوا باہون سے علوا پکوان کر دروازہ زندان پاس آیا۔ در باہون سے کہہ کر غصہ سے تدریائی تھی کہ خدیون کو علوا کھانا دینی سو تم لوگ نام کیوں سے غصہ کھاتے کہ اس قیدی کو بھی ذرا سادہ دین باقی بچھوڑو کہ وہ مہر کلان زندان کے سب علوا لیا پس میں ہنس کھا یا خوب جتنے پڑے آخر کو حسینک مارا کر ہوش ہوئے ضرغام نے سب کے سر کاٹے فضل لڑا کر اندر آیا۔ شاہزادے کو سلام کیا نورالدین ہر نے ضرغام کو دروازے پر دیکھ کر وقت میں تم کام سے اور یہی بہت عید ضرغام نے عرض کیا اب جند میرے ساتھ چلیے نورالدین ہر نے قید کو ذرا ضرغام اپنے ساتھ لیے ہوئے باغ میں لے گئے۔ گھر کے آگے نورالدین ہر نے دیکھا کہ ایک حور مجسمہ کی طرح تھی وہی بیباغہ منور سے داد دل سے آہ نکلی طبیعت فریفتہ ہوئی ضرغام نے چپکے سے کچھ شاہزادے کے کان میں کہ نورالدین ہر آتھی بیوی میں کہہ کے بیٹھ گئے۔ لکھنوی سبب حور کے کھینچنے لگی ہوئی کہ مرد سے بچے کیا ہو اب میرے ہی پہلو میں تیری جگہ پر نورالدین ہر جوش و خروش سے بیٹاب ہر رنگ محبت کا دیکھ کر اب میرے جیسے ملک کی کوئی پیشاب کے ہاتھ سے اور کوئی باقی نہیں رہے آخر سے سب چلی گئیں ضرغام بھی بیٹھیا بالکل غلجہ ہو گیا اب تو نورالدین ہر نے ہاتھ لگا کر کہیں اور گود میں اٹھا کر سری پر بیٹھیا پردے چوڑی دیے اب نہیں معلوم کیا ہو لڑے گا دل کوئی کہ ہاتھ غرض خوب جنتوں امیدیں برائیں اب کوئی اندیشہ رات لگی ہوئی کہ نورالدین ہر کو جوش و خروش با ملک گلچ سے کہ صبح ہوئے تو بکرتو دے سمجھوت ملک گلچ نے گداہی شریار آذین ملک خواہنگا قنود کی تبادلات اور اپنے ساتھ لیے ہوئے صحن میں آئی کہ وہ جو رشتہ معلوم ہوئی ہو رہی خواہنگا میرے باپ قنود آفتاب پرست کی جو مسیقت جو کچھ کرتا ہو کر گزریے اسلئے کہ آپ تمہارے وہ بھی تھا ہو گا میں نورالدین ہر پر سکرا مسیقت سلاح جنگ آراستہ کر کے چل کھڑا ہوا اور کوٹھن کو ٹھونکھوٹھون اس حجرے میں گیا کہ جہاں قنود کا بیگ تھا ہوا تھا تھوڑا کیا کر او قنود خواب غفلت سے بیدار ہو کہ میں تمہارے سر پر ہاتھ اچھال کے کھڑا ہوں قنود جو نرسے سے شاہزادے کے جو کھا دیکھا کہ نورالدین ہر نے کھڑا ہوا ہو حیران ہوا کہ خواب ہو یا خیال ہو انکھین بند کر لیں نورالدین ہر نے بھر آواز دی کہ او قنود اٹھنا نہیں اس خواب نہیں ہو میں بیمار ہی ہو دیکھ قدرت خدا کو کہ تیری بیٹی نے مجھ پر کیا کیا ہے منشا تھا کہ قنود جو کھا سیر ملوارا سکے بیٹوں میں رہتی ہو بس قنود شمشیر ہاتھ ڈال ہوا اور سیر کو نہ تھا ہوا اٹھا تھوڑا کیا کہ کان جالنگا پکڑ میرے ہاتھ سے ہلکے ہو اور نورالدین ہر پر ماری شاہزادے نے اپنی سپاہ گری دکھائی کہ خوف و خطر ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈال دیا اور ملو اچھوٹ کر بعد اسکے کمر زنجیر پکڑ کر اٹھا لیا سر پر چرخ و کمر زمین پر مارا کہ چاروں شاہنے جت گرا بس سینے پر چھوٹا اور فرمایا کہ دین اسلام قبول کرو ورنہ قتل کرونگا قنود نے کہا میں نے معلوم کیا کہ دین آج بابر حق ہے کہ خدا آپ کو کن کن آفتون سے بچاتا ہو میں نے بصدق دل دین اسلام قبول کیا نورالدین ہر اسکے سینے پر سے اترا وہ قدموں سے لپٹ گیا نورالدین ہر نے کمر قیلم کیا وہ سلطان ہوا اب صبح ہو گئی کہ قنود شاہزادے کو لے کر اپنے یوان بدشاہی میں آیا اور اعلان کیا کہ صاحبو میں تو مسلمان ہوا اور غلامی اس شہر دار عالیوقار کی اختیار کی تم سب بھی مسلمان ہو سب رفیق اسکے کمر نہ حکم مسلمان ہوئے مگر مجنون تیغ جند غیر مسلمان ہوئے قنود آفتاب پرست کی سکھ خدمت میں ایم جی کی روانہ ہوا اور قنود نے نورالدین سے دست بستہ عرض کیا کہ میں نے ملک گلچ کو حضور کی کینری میں دیا شاہزادے نے فرمایا کہ میری مس بھین نے اسکے خاتون محل کیا پھر نوروازہ شہر کا کھولہ یا ضرغام اسی وقت خدمت میں بادشاہ ہر فرما جاہدار کے روانہ ہوا لیکن بیان دو دن ہوئے ضرغام کو لے کر ہر فرما جاہدار نہایت فکر مند بیٹھے تھے دربار میں جمع تھا کہ اتنے میں



متر فام سلسلے سے غور رہا سلام کیا عرض کیا کہ پیچھے اندر قلعے کے شانہ زادہ چھوڑ گیا اور قنود سلطان ہوا ہر سلسلے  
 ہر مرتبہ بعد اسی وقت مع لشکر فراوان قلعہ مرصع حصار میں آئے نور الدہر استقبال کر کے لگنے لگے مہربانی اور  
 کی حاصل کی قنود نے چاہا کہ شادی ملکہ گلرخ کی ساتھ نور الدہر کے دھوم سے کرے شانہ زادے نے جواب دیا کہ مجھے  
 عذر نہ تھا لیکن بھائی میرا اسد بن کرب دلاور بہادر گھڑا ہوا ہے مجھے اسکی نہ کو با نا لازم ہے غرض ایک دن میں سب  
 رسوم ہو گئے اور شادی ملکہ گلرخ کی نور الدہر کے ساتھ ہوئی شانہ زادہ نور الدہر نے قنود سے کہا کہ اب آپ میرے  
 بزرگ ہو چکے ہو میں کمون آئے قبول کیجئے اسے عرض کیا کہ جو ارشاد ہو فرما یا کہ بادشاہ یا کا شہنشاہ مرصع پوش ہے  
 تمہاری نیابت کرو ہمارے ایمان کا یہ نقصان ہو کہ سکا حق ہو تا ہے اسکو دیتے ہیں حق علی نہیں کرتے قنود بولا مجھے شہنشاہ  
 منظور ہے اسوقت شہنشاہ مرصع پوش کو بلوا کر خلعت دیا یا کا بادشاہ کیا قنود کو، تب کیا بعد اسکے جہان جہان  
 پر شش گاہین آفتاب پرستوں کی تحسین آنکھوں کو اگر سجدین قائم کین سکنا نام پر ہر مرتبہ تادار کے جاری کیا بعد اسکے  
 متر فام شیر دل کو بیت بھاری خلعت عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ تم ہمارے آئے کی خبر ملے اسکو دود کر ہم شہنشاہ  
 بیت ملکہ آئے ہیں اسلئے کہ صرف مشتری حصار میں ہو متر فام نور اسلام کر کے پتہ نام لیکر انعام پا کر رہا نہ ہوا شانہ زادہ  
 نور الدہر نے بھی دوسرے دن کوچ کیا انہیں نور الدہر میں چھوڑ دیے

### اسد دوسرے احوال امیرجی نور جوان کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ امیرجی اقبال شاہ کے غم میں سیاہ پوش بن گیا کہ راہ مالک بن ملکوت شاہ سے کہ اب دیکھو کہ اسد متر نور الدہر  
 کا سونے سے منگوا یا ہوا دھراس دہرائے کام کام کرتا ہوں یہی باتیں نہیں کرنا سننے سے جوڑی ہر کاروں کی پیدا  
 ہوئی دعا و ثنا سے بادشاہی بجا لاکر عرض کیا کہ قارن قمر میں جواب آپ کے آئے کا لیکر آتا ہے سنتے ہی امیرجی اور بھی  
 سرور ہوا حکم دیا کہ سب سردار قارن کے استقبال کو جائیں اور اسے باخود اکر ام لائیں کہ بہت بڑا کام کیلے آیا  
 ہے اور خود بھی دروازہ باز گاؤنگ آبا اور استقبال کر کے اپنے ساتھ لایا اور طلحہ دلے چلا گیا اور گئے ہیں ہاتھ لاکر  
 مال پوچھا قارن نے پہلے تو قزلی اپنی اتاری اور کہا کہ دیکھو اسقدر جوتان پڑیں کہ سچ کہو جہاں قارن ایک بال نہیں  
 رہا اور جواب ملے گا دیکھا یا کہ جیسے نیرا ہاگیا انکھی ہوئی نہیں ہزار دھند نور ارا دان ہے یہ بھی اس صحبت میں ہوئے  
 تھا کہا کہ اور یہ آفتاب پرستان اب آپ کو ثابت ہوا کہ انکو محبت آپ سے ہے یا نہیں اگر محبت نہ ہو تو قارن کو ہوا  
 کے التین اور سہراب آئے کا کبھی نہ کہیں امیرجی نے کہا کہ سچ کہتا ہے اور قارن نے اسکی تعریف کرنا شروع کی کہ خداوند  
 میں بہد سے کے پاس بیٹھا ہوا محتاج معلوم ہوتا تھا کہ کان برج آفتاب ہے اور سلیفہ بیان کی کیا تعریف کروں یہ فصاحت  
 ہے بلاغت صورت میں دیکھی کا سیکوئی بیانیگ ترفیع کین کہ امیرجی چھو ہو گیا قارن قمر میں کو بھا کر اسکے چاروں طرف  
 اشرافان اسقدر دھیر کر آئیں کہ یہ انہیں پوشیدہ ہو گیا مال کو دیا اب غلو تھا سنے سے باہر آیا اس خاک کو دیکھتا ہوں خوش  
 ہوتا ہوں ان گالیوں کو بڑھتا ہوں نہتا ہوں غرض کہ اس خط کو سونے سے منڈھوا کر قنود باز دیا کیا ثابت خوش مکان سوا  
 حکم کیا کہ طبل جنگ بجے کل ضیع کو اس دیوانے کو مار دینا اسی وقت نقاسا حربی پر چوب بڑی اور صداقتا سے کی  
 بجلی یخبر اسد کو ہوئی کہ امیرجی نے طبل جنگ بجوایا یہ کل جاو پر پور رش کر لگا کا کچھ پروا نہیں ہے خدا سے ما بزرگ بہت  
 ہمارے بیان بھی کوس حربی بجے اسوقت نقاسا رزمی نوازش میں آیا چار سیرات غلطہ رہا امیرجی کو اسد قلعہ پر آئے  
 بیٹھا ادھر سے آفتاب پرست نمایان ہوئے امیرجی آگے آگے تھے تخت ارسلان شاد کا غرض تمام فوج سامنے تھیں  
 امیرجی نے مرکب کو آگے بڑھا کر بکار کر کہا کہ اودیوانے آج تجھے زندہ کب چھوڑتا ہوں کمان جا بگا میرے ہاتھ سے اسد پکا

اور بنار کے کچا ہر پانک آیتا تو حال کھیلکا ایسج غنڈا غضب میں پا کر پٹا تھا کہ وامن صوا سے گرد آزی اور فخر  
 قریب کر شق ہوئی دیکھ تو پانچ نقا بدار پیدا ہوئے ایک تو بنشہ پوش اور دوسرے پوش دو سنج پوش لاکھ سوار  
 انکے ہمراہ کر ایک گرد اور آزی آسمین سے ایک نقا بدار یا قوت پوش پیدا ہوا اور وہ بھی آکر انھیں نقا بداروں میں  
 شامل ہو گیا اب چھ نقا بدار ہوئے سب نے چار کر کہا کہ اور آفتاب پرست نامرد کوئی از غیوں کو بھی قتل کرنا ہو اب بخیر  
 تیرے ہم میں ایسج نے سر دھنا کہ کیا نصیب اس دیوانے کا جو کہ ہر رقبہ میرے ہاتھ سے بیچ بات ہو اور ان نقا بداروں  
 کیوں پھر اسد پکارا کہ او پامی اب کہاں پھرا جاتا ہے تو حقیقت کھلے ایسج چکا چلا آ کر کچھ جواب نہیں دیتا رہے اگر نذر  
 کیا کہ اور نقا بدار آد میرے مقابلے کو بس نقا بدار بنشہ پوش مرکب اپنا چمکا کر سامنے آیا بعد از شکار و زنی نزدیکی ہوئی ایمج  
 نے نیزہ نقا بدار کا ہوائی کیا نقا بدار نے تلوار سے ایسج تلوار سے اسکی پکڑ لی اس نے بھی گریبان میں ہاتھ ڈال دیا لگا نذر ہوئے  
 گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے اگر گرم تلاش ہوئے دن بھر کشتی رہی شام کو بھی جدا ہوئے رات بھر لڑا لکھ دوسرے دن ایسج نے  
 لنگر نقا بدار کا تو اس سے جند کیا زمین پر مارا کہ در کھانی پر چڑھ بیٹھا مشکین باندھ ملین وہاں سے لیکر بھرا جسے میں آبا بیٹھا کہ  
 کہ لاؤ نقا بدار کو لوگ اسے لائے نقا بدار نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھو نے جواب سلام دیا ایسج نے حکم دیا  
 کہ نقا بدار اسکی ہاتھ ڈھب نقا بدار دو ہوا دیکھا کہ ایک جوان سبز رنگ ہوا بخارہ برس کا سن ہاتھ پر خوبصورت لکھ  
 سے ایسج نے پوچھا کہ آپ پہچانتے ہیں کہ یہ کون ہے لندھو پر ہوا کہ میں نے اسے بہت کسں ذرا نکل میں دیکھا تھا اسے  
 کہا کہ نام میرا لکھ رنگ بن مرزبان ہے اور نواسا ہوں گبرنگ نرائلی کا ایسج نے کہا کہ آؤ اور میری بیعت اختیار  
 کرو اسنے کہا کہ یہ کسی ہوگا کہ میں کافی بیعت کروں تم دیا کہ لیاؤ زندہ اٹھانے میں قید کرو بعد فیض نقا بداروں کے سمجھا  
 جائیگا اور حکم کیا کہ بچے طبل جنگ اسیرت کو س مری بہ چوب پڑی یہ خبر نقا بداروں کو ہوئی انھوں نے بھی طبل بجایا  
 رات بھر تازی رہی صبح کو دو وزن لشکر میدان میں آئے اسد بھی آکر قلعہ کو پہنچا صفوف جہاں و قتال آراستہ  
 ہو ملین نقیب نقابت کر کے چلے گئے ایسج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا سوارز طلب کیا  
 ایک نقا بدار سبز پوش مقابلے کو نکلا نیزہ بازی ہوئی ایسج نے نیزہ اسکا ہوائی کیا نقا بدار آگ ہو گیا کہا کہ ام  
 آفتاب پرست غضب کیا دوسنے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا لیکن نیزہ بازی طلال بازی کر بازی حال بلائی تیغ بازی لکھ  
 بازی نیزہ دار رہنا یہ دیکھا کہ صو کا دیا اور قبضہ شمشیر ہاتھ ڈال کر اور تیغ آبدار کھینچ کر ایک ہاتھ ایسج پر باہا ایسج نے  
 سپر کو چیرے کی پناہ کیا مگر نگاہ حواری کی دھار سے لاری رہی جب تلوار نزدیک سپر کے پہنچی ہاتھ سے سپر چھوڑ دی کٹی بند  
 سپر کا پشت کی جانب جا بھولا اور چوڑی دراد کر کے کھینچی دی کہ تلوار پٹ دی قیضے ہاتھ ڈال دیا جا پا کہ حواری جس  
 نے ممکن نوا زور ہوئے گئے گھوڑے سے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں گھوڑوں سے ٹوٹے کشتی ہوئے کئی دن بھر کشتی رہی رات کو  
 بھی جدا ہوئے چار پہر رات کشتی رہی صبح کو دو ہر دن چرے لنگر نقا بدار کا وامن ایسج نے اٹھایا سر بہ جھنجھ دیکر  
 زمین پر ہوا مشکین باندھ ملین بلے ہوئے چلا گیا اور حکم دیا کہ اسے بھی خیر کر جان بنون نقا بداروں کو بھی پکڑ لوں تو  
 بھگوان نقا بدار کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندہ اٹھانے میں بھیجا ایسج نے پھر طبل جگ بجوایا دوسرے دن دوسرے  
 نقا بدار سبز پوش نے سامنا کیا ایسج نے اسکو بھی دس پہر کی کشتی میں زیر کیا اسے بھی زندہ اٹھانے میں بھیجا طبل جگا کر  
 صبح کو میدان میں آیا نقا بدار سرخ پوش نکلا نیزہ بازی ہوئی کام نکلا تلوار چلی ایسج نے قبضہ شمشیر پکڑ لیا  
 اس سے بھی ایک دن رات کشتی رہی پھر دن چرے لنگر نقا بدار کا وامن ایسج نے اٹھا کہ نہ میدان پر مارا مشکین  
 اندھکر لیے ہوئے چلا گیا پھر طبل بجو کر چھتھے دن اس نقا بدار سرخ پوش کو بھی پکڑ لیا چار دن نقا بداروں کے



آسیقت لوگوں نے حاضر کیا انھوں نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لہذا حور نے جواب سلام دیا ایم جی نے کہا کہ تو میں  
انکے چہرہ پر سے دور کرو آسیقت فقہ میں نظر نہیں چاروں جوان خوبصورت حسین بارہ بارہ برس کے سن و سال ہندو  
رنگ انھیں عنبریں غنیلے آنکھ چہرہ پر مہر یا فلانیان اولاد صاحبقرانی کی تھا ہر چہا کہ حال اپنا ہی ہو کر سبزیہ شوق نے کہا کہ ہم  
گناہ مہینے بدیع الزمان نامور لڑکے ہمیشہ تاج بخش کے ہیں نور العیان و نور الزمان ہمارے نام ہیں اور دونوں  
سرخ پوشوں نے کہا کہ ہم اولاد شاہزادہ قادر بہ ملک قائم عمل ختنان طوئیز خادری کے ہیں اور ملک زاد و ملک شاہ  
ہمارے نام ہیں اور ملک لعل دفت جی لعلان لعل قبا کی ہاری مان ہو بس ہنگر ایم جی نے کہا کہ باپ سے تم دونوں کے مجھے  
کمال محبت ہے اور میری بیعت اختیار کر سب نے کہا کہ ہم اولاد صاحبقران ہیں ہم کا فر کی محبت نہیں کرتے ہیں جان دینا  
گوارا ہو کہ لہذا حور یہاں صاحبزادہ بیعت کرنے میں کیا نقصان ہو اپنے لڑکپن پر رحم کر دیت کر کے یا ہریان رہو چاہو چلا جاؤ  
دوستی کا ایم جی کی دم بھرت جاؤ جیوت تک کہ حمزہ صاحبقران آئین ان چاروں نے کہا کہ اے ہندی تو نے ملک  
صاحبقران کا ملال کیا ایم جی پر عاشق ہو کے خوب اسکا ساتھ دیا مر جا سب سے تجھے حمزہ صاحبقران چور گئے  
تھے کہ تو ملک کو آنکے برادر کے اور ہماری طرفداری نہ کرے خدا ہمارا حافظ و نگہبان ہو جان دیجئے اور بیعت نہ کرے لہذا حور  
باکی باتوں سے نہایت برہم ہوا اور سر جھکایا ایم جی نے کہا کہ لہذا زندانوں میں قید کر دے فقہہ اور جو چھٹا باقی ہو کل آتے ہی  
کچھ لاطن تو سمجھا جائیگا پھر حکم دیا کہ جل جگہ پہنچے لہذا اسے گزرا لے کر غر لشکر میں لے گیا اور لے کر بیوی فرمایا کہ ہمارے بیان بھی  
نقاہت رزمی کیجے رات بھر تیری رہے صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں کڑکیتوں نے کوا کا کہ نقیب  
نقاہت کر کے چھٹے ایم جی مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا نقاہد ار بافتہ یوں  
شیر بند کو ہڑھا کر مقابل ایم جی ہوا ایم جی اس سے نکادور رہا ہوا مرکب برابر سے جھٹلکرا لایا میں پھر کرے مرکبوں کو یکسا  
نے دوسرے کا سامنا کیا ایم جی نے کہا اے نقاہد بدار دیکھا تو نے کہ میں کس طرح ان پانچوں نقاہدوں کو پکڑ لیا جھگڑی بانہ حکم  
لشکرین لہذا نگاہ بترے ہو کہ تو نیز لڑے میری بیعت اختیار کر نہیں تو اس طرح میرے ہاتھ سے ذلیل ہوگا نقاہد بدار بولا کہ  
ان نقاہد بداروں کو کہا پکڑا ہو کہ ہر اس دور ہوگی ہر اس خزانہ کر کہ خور و غذا کو اپنی پسند میں منا تو نے شہر مراد رسد کبریا و منی  
کو غلش قدیم ست و ذاتش غنی یہ کبر و غر و خدا کو سزا دے اور جو تجھے ہو سکے قصور اور کوتاہی نہ کر بس ایم جی نے غر و  
اسپر دارا اسے اپنے خیر سے پروردگار کی نذر بازی ہوئے خوب غر و چلا بس طلب کیا حاصل نہوا ستان میں نکل آئیں غالی نواہ بن  
ایک پنک کر معارین کچھ لین نقاہد بدار نے تلوار ایم جی پہدی ایم جی نے باجرات و جو ہر دی رد کی اور اپنا وار نقاہد بدار  
کیا نقاہد بدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تو ایم جی کی سپر سے کب کچھ ہر کا شکر سپر کو خود پکڑی جھکا مارا کہتا و دہر و تری  
نقاہد بدار نے دستار اسوار سے لے لے نقاہد بدار نے اپنے خیر کو جو اشارہ کیا و دیکھا اڑا اساتھ لے نقاہد بدار کے اپنے اپنے  
خزروں کو اڑا کر راہی ہوئے لہذا ایم جی پھر داخل لشکر ہوا بارگاہ میں بیٹھا محبت عیش آراستہ ہوئی کہ کوا کا قاسم و  
بدیع الزمان کے بیٹوں کو جب وہ آئے انھیں اب بھی کچھ نہیں گیا ہو آؤ اور بیعت میری اختیار کرو انھوں نے جواب دیا  
کہ ہم ہنگ گوارا نہ کرتے تو ہمیں قتل کر لہذا حور نے پھر بھی با اسے بھی ہر اچھا کیا ایم جی نے کہا فیہ لہذا کل صبح کو میں انھیں قتل  
کر دے گا اور دیکھ شباط اور طوفان بن ساک اژدر گیر سے کہا کہ تم رات بھر نگہبانی کرو صبح کو ہمارے پاس لاؤ کہ ہم انھیں  
تیر باران کرتے انھوں نے عرض کیا بہت اچھا اور سر شام سے خوب بندوبست کر کے خود در و لہذا زندانوں میں بیٹھے تاج و کچھ  
شراب پیچے میں مصروف ہوئے شہزنگ نے جا کر اسد سے کہا کہ وہ پانچوں نقاہد ایم جی جکڑ پکڑ لیا ہر حال اپنا ہی ہو کر  
اولاد صاحبقران میں صبح کو انکو تیر باران کر لے پھر ہر اسد نے کہا ایسا لالچ مجھ سے بچا باپ و دادا کا نام ڈھونڈنے والے

ہن گر ساقی ہی نہ خیال گنہگار نہ جوئے گا کہ اسد وہاں موجود تھا اُسے قتل ہو جانے ویا کیا ہو گیا کہ اس نے قتل کب ہونے  
 دیا ہوں اگر شہرنگ لہ میرا لباس شب روی شہرنگ نے لا کر دستہ بوسا منے رکھ دیا اسد نے سیاہ لباس بدن پرناست  
 کیا سیاہی شہرنگ کو ساتھ لیکر روانہ ہوا شکر ایمرج میں داخل ہوا سیر کرتا ہوا دروازہ باز گا دہر پہنچا دیکھا کہ ایمرج بیٹھا  
 ہر دربار محمود ہر تاج ہو رہا ہوا ایمرج مالک بن ملکوت شاہ سے کہہ رہا ہر کہ کل ان پانچ دن کو ماروں تو اس دیوانے کیجوں  
 اب دانتے اسد یہ باقیں منکر زندہ انھیں لے کیوں آید کیا کرے ہند بستی ہر کوئی عزیز و یک نہیں جاتے ہاتھ دانتے ہر ایک اب دوسری  
 تہ ہر کچھ دیکھا کہ دربار برخواست ہر لوگ بنی اپنی خواہ گاہ کی طرف جاتے ہیں سب کے بعد ارسلان شاہ اور ہنزا دمرد و دونوں  
 اٹھ من ہاتھ کچھ ہونے چلے خیمہ نزدیک تھا اس میں داخل ہوئے کھانا کھا کر دو پارچہ خراب کے پی کر خواب مرگ میں گرفتار  
 ہوئے لوگ چلے گئے صرف ہر سے واسے رہ گئے شہرنگ سے واروس بیوشی اڑا کر انھیں بیوشی کیا بعد اسکے پروانے  
 بیوشی کے سمعون ہر سے چلے جاتے سے تمام لوگ اندر کے بیوش ہوئے اب پلنگ کے برابر آئے اسد نے واروس  
 بیوشی ہنزا دمرد کو دی شہرنگ نے ارسلان شاہ کو بیوش کیا اور طوقاس کنڈ سے گرفتار کر کے چادر عیاری  
 میں باندھ باندھ کر لٹپٹار سے پیچھے لگاتے اور چلے وقت جو مال و اسباب کہ پسند آیا اسے بھی اٹھالیا اور نکل کر خیمہ سے  
 روانہ ہوئے فوج ہر رات کھلی باقی ہر تمام ازا میں ہند میں کتے بھونک رہے ہیں طلا یہ کا گشت پھر ہوا ہر خبردار باش  
 حاضر باش ناظر باش کی آواز میں ہند میں ایک آدمہ خواہنے والا کہ جو سے طمانہ پھر ہوا چلا جاتا ہر کوئی سیاہی بچا رہ نکلا  
 اندہ پیراہن لا کر ہند میں جھومتا ہوا اپنے گھر جاتا ہر ایک آدمہ صاحب نے ٹھانڈو دکان کا بند کر لیا ہر گانٹے کو لیے بیٹھا ہی  
 یہی کھانا کھلا ہر متی درست کر رہا ہر چراغ جل رہا ہر اسد و شہرنگ بستی و ہالاک اڑے ہوئے چلے جاتے ہیں جہاں دور  
 جاتے کامنہ دیکھتے ہیں وہاں یہ معلوم ہوتا ہر کہ ایک جھونکا با و ہر مرکا ٹنگا جہاں پہنچ جاتے کامنہ دیکھتے ہیں ہر ہر ہر  
 کے اپنے کوزین سے ملا دیتے ہیں جہاں چپ جاتے کی چلے جاتے ہیں اس طرح پوشیدہ ہو جاتے ہیں جیسے چور کسی اس گھر میں  
 کوئے میں دیکتہ ہر جیسے کچھ لائے آیا ہر غرض اس طرح تمام شکر ایمرج کو کہ خرچ و خرچ ہر ہر کر لے ہوئے آؤر کوہ  
 کو روانہ ہوئے قریب بیوش کے پونچے سب رفیقوں نے سلام کیا کہ اگر شہر یار رات ہر آج کے دستے تشویش رہی ہو تو  
 کہ آج کو خدائے صبح و سالم ہو پنا یا اسد بولا کہ ہم با مقصد آئے ارسلان شاہ اور ہنزا دمرد کو کچھ لائے اب دیکھیں ایمرج  
 کیونکہ ان کو قتل کرنا ہر اور حکم کیا کہ لاؤ دو دارین اسد دہ کر و اس وقت دو دارین بکڑی ہوئیں اسد نے اٹھ کر  
 اٹھ کر حکم دیا کہ اٹھو قتل و زخم میں گرفتار کرو اس وقت ارسلان شاہ اور ہنزا دمرد کے بدن میں بہت بیماری قید  
 ذاتی تھی اور وار سے بندھوا کر شہرنگ سے کہا کہ ہوش بن لاؤ اسے قید و رفع بیوشی دیا ان دونوں کا فوکل آٹھ  
 کھلی اپنے کو اسیر فل و زخمیر سامنے اسد کے دار میں بندھوا دیا اسد مع رفقا تھرو دکان ہاتھ میں لیے ہوئے بیٹھا ہر دونوں  
 میں کہ کہ کیا خواب بہ دیکھا ہر آنکھیں بند کر لیں اسد بکارا ایمرج خواب نہیں ہر بلکہ میں بیداری ہر میں آنکھیں بند کر  
 ہوں آنکھیں کھول اب ان دونوں نے گر کر اسد کو سلام کیا اور کہا کہ ہماری کیا خطا ہو جو آپ ہر کر لائے اسد بولا  
 کہ میں آنکھیں جو من میں فرزندمان قاسم و بہ لیح الزمان کے نایا ہوں اگر ایمرج نے ایک سال اٹھ جن کا کم تو میں آنکھیں  
 ہر ڈال دیتا ہر ہنزا دمرد سے کہا کہ او مرند تو لائے اسلام جھوڑ کر آخا ب پرستی اختیار کی اور جو باقیں تو ایمرج سے کہنا ہر ملک و سب  
 خبر پہنچتی ہر سے حواضر اسے تو تے قارن قمر میں کو یا شے قلو ذوالامان پر بھیجا تھا بلکہ خوب علوم ہر خبر پہنچتی تھی  
 ہنزا دمرد کا پیشاب خطا ہو گیا قریب تھا کہ زندگی سے آزاد ہو جائے تھا ہر کہ ہر کہ وانی میں ضاوار ہوں شہر مقر  
 خطا کا جو ہو جا بہت نواہ نہیں مجھے جو چاہا ہو کرو میں تو بیگناہ نہیں ہر اسد دلا دلا دے چاہے مجھے ہنزا دمرد گرا حال ایمرج



کا شہید کر دیا۔ جو یہ ارہوا آیا بارگاہ میں داخل شوکت پر بیٹھا۔ حور بھی سویر سے آیا۔ امیر ج نے دیکھ کر شہاد کو دیا۔ پوچھا  
 کہ کون ہے؟ تو فرمایا کہ میں ہر ہا قیدی ہوں۔ اس کے بعد رات بھر جاگ کے کاتی ہو جاں تھی جو کوئی آسکتا تھا کہ اچھا میں میدان خوبی  
 کی طرف جلتا ہوں۔ تم ان بھون کو دلاؤ۔ ابھی امیر ج یہ لکڑا کے نہیں پر جانتی کہ آواز دوا و مصیبت کی بلند ہوئی اور مالک بن ملکوت  
 با حال تباد ہو گیا اور کہا کہ امیر ج تو جوان میں ایسی بادشاہت سے درگندہ اقبال شاہ کو اس دیوانے سے مار ڈالا۔ اگر  
 اگر ارسلان شاہ اور میرزا کو کھڑے لیکھا بس سنتے ہی میزان ہو گیا اب کیا میدان خوبی کو جتا رہا؟ اور کوہ کا کیا ساخا کر کیا لکھا  
 ہو کہ دو دوا رہن استادہ میں اور ارسلان شاہ اور میرزا مہر دوا رہن اس سے جنت سے ہونے میں اسد اپنے رفیقوں بہت  
 حیرت کمان لیے مستعد تھا۔ امیر ج نے ہر سکر آواز دی کہ امیر اسد دلا کر کیا ارادہ ہو گیا۔ ماکہ میں اپنے کو مردوں میں شمار کیے  
 ہوں زعمہ کب سمجھتا ہوں؟ قصہ ہو کہ ہر ایک سردار کو تیرے اسطرح سے کڑاؤں اور قتل کروں امیر ج نے کہا میں  
 پسران بدیع الزمان اور قاسم کو مار ڈالوں گا اسد بکا را شوق سے نڈا کو قتل کر میری بھی سی خوشی ہو ایسے تھیں  
 موبے بچے زندہ رہے تو کیا مارے گئے تو کیا انکا بہت نیست برابر ہو اور تو مجھے دھمکاتا ہو امیر ج نے کہا امیر اسد  
 اب مجھے صلح کر دینا میں انکو ماروں نہ تم انھیں باندھو اسد بوا اچھا جاؤ کہا صاف لکھا مگر انکو کی طرح کی انیا نوسا ہے  
 امیر ج نے کہا کیا مجال یا قزار کر کے امیر ج دہاٹے پھر اپنے لشکر میں آیا حکم کیا کہ پسران قاسم و بدیع الزمان کو دوا رہے  
 کہو تو زندہ نکلنے میں لجاؤ لیکن دوا ان انکو کی طرح کی تکلیف نہ دے پائے گھانا نہایت پر تکلف جا کر تہمت راگ و رنگ  
 کی لٹکے ساتھ رہے اور اسد نے میرزا مہر دوا اور ارسلان شاہ کو قید کیا اور رات کو کہ امیر شہرنگ ہا دلباس شب روی  
 ہمارا ہم آج چکر بھائیوں کو چھڑاؤں میں آئے تاکہ رہتی رہا سنے رکھا اسد نے سہ لہاس ہتا سپر تھوڑا نفل میں داکر روانہ ہوا  
 آئے سامنے لشکر امیر ج کے ہو گیا تھا کہ آواز نکلوں کی بلند ہوئی دیکھا تو جانشوز بن قرآن چلا آیا اور فرزند  
 قاسم و بدیع الزمان اور گرننگ بن مرزبان ساتھ میں جانشوز نے اسد کو بچا سہم لیا اور پوچھا کہ آپ کمان  
 شہر بچے لپچے تھے فرمایا کہ انھیں کے چھڑاؤں کو جانشوز نے کہا کہ یہ تو حاضر ہیں اور ان پانچوں لوگوں سے کہا کہ یہ  
 اسد دلا دین انھوں نے جھک جھک کر تسلیم کیں اور بیرون کی طرف چلے اسد نے کھلے لگا لیا شفی دلا سا دیا بعد اُنکے  
 جانشوز بن قرآن سے کہا کہ بھئی قہنے کنی بار ہمارے مدد کی ہو اب تم ہمارے ساتھ رہو انے کہا انشاء اللہ اگر کوئی کام ایسا  
 جسے بن پڑے گا تو میں باقی ہر اسی اختیار کروں گا ابھی تو میں جاتا ہوں یہ لکڑا میرا کی جانب تلکین لگا دیا گیا اسد نے ان لوگوں  
 سے کہا کہ تمہارے کیا ارادے ہیں جاؤ گے یا میرے ساتھ رہو گے لیکن بھئی میرے ساتھ تلکین میں اسلئے کہ میں آؤر کوہ پر میرا  
 ہوا ہوں انھوں نے عرض کیا کہ بھائی صاحب آپ کے باعث سے تو ہماری جان بھی ہم اس وقت میں آپکو چھوڑ کر کمان با سنے  
 اسد اپنے ساتھ انھیں آؤر کوہ پر لایا طماس اور عنقریب دیو پرور نے بہت سی ترغیبن کیں کہ آپ نے کار نمایان  
 کیا مگر میان لشکر میں امیر ج کے صبح کو غلغلہ ہوا کہ کوئی عیار رقبہ کنی کر کے پسران قاسم و بدیع الزمان کو نکال لیا۔ پھر  
 امیر ج کو ہوئی اسنے شاپور کو بلا کر کہا کہ جا کر دیکھو تو میری دیوانہ چھڑا لے گیا یا اور کوئی شاپور نے آکر دیکھا تو پیراہت  
 بڑا لگا ہوا تھا انے پھر اگر امیر ج سے عرض کیا کہ کام نہ اسد کا ہونا اسکے عیار کا ہو اور کسی عیار کا کام ہو جسکے نام دشمن  
 سے میں واقف نہیں ہوں امیر ج پر سکر چپ ہو رہا مالک بن ملکوت شاہ نے رو کر کہا امیر ج تو جوان باب اسد کا  
 ارسلان شاہ کو زندہ چھوڑ دیا یہ لکڑا بہت حال اپنا تباہ کیا امیر ج نے تسلی دی کہ امیر مالک بن ملکوت شاہ قسم ہو  
 میرا عظم کی کہ اگر اسد دیوانے سے روٹتا ارسلان شاہ کا کوہ آؤر کوہ پر جا کر ایک خدا پرست کو زندہ چھوڑ دیا  
 اتفاقاً سوقت دیو چھوڑ دیا۔ دوا رہن ساتھ کمرے آئے کہ انکے نام عیاری کا ڈیو دیا دیکھ کر عیاری مان خدا پر

کیسے کیسے کام کر گئے تھے وقت پر کوئی کام نہ نکلا انھوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ آپ نے اس کام کو مجھے فرمایا جو  
میرے منور کا آپ کچھ ارشاد تو کیجیے مہتمم کے تابع ہیں ایم جی نے کہا ہو سکتا ہو کہ ارسلان شاہ اور بہنر ادمر تہ کو اس  
دیوانے کی قید سے چھڑا دوں تو ان کے عرض کیا کہ میری مرضی ہے بڑا کاردار ہو بلکہ اندیشہ جان پر اول تو پتا ہے پوچھنا  
مشکل اگر جان پر کھیل کر گئے تو اس دیوانے کے قید سے چھڑانا امر ناممکن مگر آپ کے اقبال سے ہم بانیگ اور چھڑا لائیں اور  
تا امکان اس دیوانے کو بھی پکڑ لائیں گے ایم جی نے کہا کہ اگر اس دیوانے کو بھی پکڑ لائیں تو دولت دنیا سے مال مال کر دیا  
یہ سکر دون سلام کر کے آذر کوہ کی جانب چلے راہ میں آپس میں مشورہ کیا کہ دیوانہ بڑا ہوشیار اور فیلسوف ہی  
اس سے ایسی مکاری کرے کہ وہ دھم میں ہمارے ہمارے اچھے دے دیوانہ کو بھائی جوتہ میر تم ٹھہرا ڈالنے لگا کہ جگر سنا  
ہو سو اس کے دوسری تدبیریں دیوں دھڑس ہوتا فلک ہی بہ مسلح کر کے بصورت اصلی آذر کوہ پر آئے اور بکار کر  
کہا کہ ہماری خبر اسد دلاور کو کر دے کہ اپنے خواب میں حضرت ابراہیم علی نبینہ و آلہ علیہ السلام کو دیکھا ہے ان حضرت نے  
مجھے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں اسد کے پاس جاؤ دو تین طرہ قیودین اسلام بتاؤ گے ہم حاضر ہوئے ہیں اور مجھے لعنت کی  
دین آفتاب پرستی پر اسد نے جو یہ خبر سنی خاف شجبہ و بازی فلک تھا ان مکاریوں کو بولوا وہ آئے اور قیودین پر اسد کے  
گرسے اور عرض کیا کہ ہلو مسلمان کیجیے اسد نے کہا کاجھڑنا رہنے گا یوں کے لاز و قلوب دوران ادما کتاب تابان پر لعنت  
کر دے ان مکاریوں نے جو کچھ کہ اسد نے کیا وہی کیا اسد نے کچھ نہیں کیا ان دونوں نے طوطے کی طرح کلرچے کا اور انہیں  
جان مسلمان ہونے کا کہنے لگے ہر غازی کی خدمت کرتے گئے دو چار روز خوب خدمت کی اپنا اعتبار چاہا ایک روز فیکو لاک  
بیہوشی آڑ کر موکلان زندان کی بیوش کیا وہ چار سے غیر تھے اس مکاری کی خبر تھی عرض یہ دونوں مکاریاں زندان کے  
آئے اور ارسلان شاہ اور بہنر ادمر تہ کو قید سے رہا کیا پشاور ہاند ہاند صکر کوہ سے نیچے اترے دیو چہرے کا ایدہ دیو کی نظر  
پشاور سے لیکھ میں ہیں رہتا ہوں یا تو اسد کو پکڑ کر لایا گئے جاتے وہ دیوانے کا بہتر اور دونوں پشاور سے لیکھ رہا ہی ہوا  
صبح کو اپنے لشکر میں چوچا دوں پشاور سے سامنے ایم جی کے لاکر رکھ دیے کہ کہ یہ بہنر ادمر تہ اور ارسلان شاہ دونوں  
حاضر دین پوچھا کہ دیو چہرے کمان پر وہ دیوانے چپکے سے کمان میں کیا کہ وہ اسد کی فکر میں ہوا اور بہنر بدیع الزمان وقفا  
اسد کے پاس موجود ہیں کہ خبر کچھ مفاد نہیں ہو اور ارسلان شاہ اور بہنر ادمر تہ کو پشاور میں سے نکالا وہ دیوانے  
فتیہ رنج بیہوشی لگایا وہ ہوش میں آئے انھیں کھو کر جو دیکھا اپنے کو رہا پایا اور ایم جی کی بارگاہ میں دیکھا بہت خوش  
ہوئے وہ دیو کو بہت ہماری خلعت دیے اپنے پاس بٹھایا بہنر ادمر تہ نے قہر میں ایم جی کی کی کسا کہ اسی زبرد  
آفتاب پرستان دوبارہ میری زندگی ہوئی ہر روز دیوانہ کیسے کستا تھا کہ اب تجھے مارست ڈالتا ہوں یہ سکر روز میں  
نہماں ہو جاتا تھا خداوند شہر مری کا سامنا تھا میں نے خدا کے اقبال سے نجات پائی ورنہ وہ دیوانہ اور دم میں آجاتے  
اب وہ ان کی کیفیت سننے کو دیو چہرے آکر اپنے بستر خواب پر مر رہا صبح جو ہوئی اور نگہبان بیدار ہوئے نظری زندان تھا  
کیسے قید یوں کو نہ پایا سر پہنچتے ہوئے اسد غازی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ نہیں معلوم کون عیارا یا تھا قید  
کو لیک اسد کو کھٹکا پیدا ہوا کہ کہ دیکھو وہ دیو چہرے اور وہ دیو کمان میں لوگ ڈھونڈھنے لگے دیکھا تو دیو چہرے وہ دیو کا کہیں  
پتا نہ لگا اگر عرض کیا کہ وہ دیو نہیں ہو اسد نے دیو چہرے کو پکڑ کر خوب تازیانے مارے کہ حرامزاد سے یہ تیرے ہی سازش  
سے چھوڑے اسنے عرض کیا کہ اسی شرابار مجھے جاہن آپ مارین چارین کشین لیکن میری ہاسین خطائیں میں پر اسے دل میں تھوڑی  
ہیشا ہوں کہ وہ مکاری سے مسلمان ہوا تھا یا صدق دل سے اور اگر میری سازش ہوتی تو میں کیا ہیشا رہتا ہوتا ہوتا  
بھی نہ تھا اس لشکر پر اس مکاری کی بعض لوگوں نے مسی کی کہ بے اختیار معلوم ہوا کہ اسد یوں میں مجبور سے تو دیتا ہوں



لیکن دغا کر لگا اور کئے شے سے لوگوں کے اسے چھوڑ دیا اب دیو چیر ایک ایک کی خوشامد کرتے لگا ہر شخص کی خدمت کرتے  
لگا اب چند دن میں اسد کے دل سے کدورت باطل دفع ہو گئی کہ ملا مت طبیعت کی پر نہیں تو اسد بہت ہوشیار ہوا اب  
دیو چیر اسد کا کام کاج کرتے لگا ایک شب کو تنہا سے کار افتادہ روزگار اسد کو اختتامِ تلخہ میں بہانہ ملک گذر گئی  
کہ باہری سورہا طے شورائیں گیز باس اندر محل کے نہ گیا بس دیو چیر کو پورا موقع ملا خوب بیوشی آواز کر ہر طرف جھپٹا  
اور گھر سے بے تحاشہ انجمن باطل بیوش کیا اصلا اسد کو بھی بیوش کر کے بشارت دی پھر لگا کر دانا ہوا بیاہت سے بچا اور خوشی دیکھا  
لیجے ہوئے جلا جاتا ہو دل میں کہتا ہے کہ اگر دیو چیر نہ لے کار نہایاں کیا اسیج کبیا خوش ہوگا اور بہت کچھ تھے دیکھے یا نہیں  
دل سے کرتا ہوا گلی کو س بھر پانٹے آیا ہو گا اب رات تمام ہو چکی ہے اندر سر نہایاں ہوئے جاتے ہیں کہ ادا در گولوں  
کی بند ہوئی دیو چیر بھی کہ وہ دیو چیر ہوا شا پور ہو ادا دی کیار سے دکان ہو اور ہر غم شیر دل ہو کہ نور الدہر کے  
باس سے چھرا ہوا انہو ہلکارا لاکوں پر دیو چیر کا کہیں ہوں دیو چیر میں، شے ہی غم غم سامنے آیا کہ اس جبار سے  
نہیں کیا ہو سچ بتا دیو چیر اب جو دیکھتا ہو غم غم شیر دل ہو جان لگی منہ سے بات نہ نقل لگی گورگرا دے لگا غم غم کے  
ساتھ پانچ سات عیار اور میں کہا کہ کڑواں ہر مزاج کو سب چاروں سے پہلے گئے مشکین اسکی باندہ لین اور پشاور کہیں  
لیا کھولا تو دیکھا کہ اسد بن کر ب غازی ہو قہر سے بے ہوشی دیا اسد کو ہوش آباد کیا تو حلقہ ہائے کندہ میں جدھا  
ہوا ہوں غم غم سانچہ کھڑا ہو کہا کہ بھی غم غم میں نے تمہارے ساتھ کیا برائی کی ہو جو تھے مجھے باندہ عیار اے باندہ باندہ  
کے عرض کی کہ میری کیا مجال جو میں آج باندہ ہوں یہ دیو چیر مرا مزادہ آج لے جاتا تھا میں نے اس سے چھینا ہو فرمایا کہ کہیں  
ہو دیو چیر عرض کیا کہ حاضر ہو اسد نے کندہ میں توڑ بن اور اٹھرا اس سے کہا کیوں مرا مزادہ سے دغا باز اسو اسے مسلمان  
ہوا تھا اور کہا کہ مارو اس مرا مزادہ کو بس تمام عیاروں سے ٹکڑ ٹکڑ کر کے حسابت کر لیا اور ایک ہوا بہت میں  
ہو کہ دیو چیر کو اسد نے جبر کیا ہو غم غم اب غم غم شیر دل سے حال شاہزادہ نورالدہر کا پوجا غم غم نے تمام  
نقل گشت بیان کی اور عرض کیا کہ قریب ہو کہ شاہزادہ کرم ہی گل میں آجائے اسد غم غم کو لے ہوئے آذر کوہ پر آیا  
بیان سب کو شورش تھی کہ دیو چیر اسد کو بزدلیا ہو دیکھے کیا ہوئے دانا ہو کہ ساخن سے اسد نمودار ہو سب نے سمجھا  
شکر ادا کیے تصدق از دایا اسد نے آئے ہی حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے کہ شاہزادہ نورالدہر کی ہر اس وقت لذت  
شادمانی لوازش میں آیا اور صبح کو لوگ قریب پہاڑی بیمار سے جو محل کی طرف حاجت رفع کرتے کو آئے دیکھا کہ ایک  
لاش نکڑے ٹکڑے کی ہوئی پڑی ہو قریب آکر غور سے جو دیکھا تو دیو چیر کو پہچانا اٹھ کر وہ مستحق امیج کی لائے اور  
یہ خبر سنی کہ غم غم نے دیو چیر کو مارا اسد کو چیر الگ کیا اور دمان نورالدہر کو چیر آیا اسی کا طبل شادمانی آذر کوہ  
پر پہنچ رہا ہو امیج سے دیو چیر کا بہت افسوس کیا و اس اسکی خیر فرنگوشیہ کو روانہ کی اور سر پہر کو کم دیہا کہ کچھ مل چکی  
نقاہت رزمی پہنچ گیا اور آواز لگا رہے کی گرجی رات بھر تباری رہی صبح کو امیج سامنے پہاڑ کے باغیچہ قاسمہ  
آیا اور چاہتا ہے کہ پہاڑ پر جائے کہ گیرنگ بن مرزبان مرکب کو چیرا کہ اسد سے اجازت لی کہ وہاں پہلے نیرنگ  
ہوئی بعد اسکے عوار چلی آج گیرنگ نے امیج سے کہہ دیا ہو کہ ہمارے بھلے ہو جانے تو بہتر ہو فقط کھوار  
کی لڑائی رہے اس میں جو مارا جانے غرض دن بھر عوار چلی قریب شام گیرنگ زخمی ہوا اب امیج نے ہاتھ روک  
لیا کہ زخمی کو کیا رہے اپنے لشکر کو پھر گیا اور گیرنگ کو لوگ لائے زخم بنانے دیئے اور امیج نے پھر طبل  
جنگ بجا یا اور صبح سے رات بھر کوس عربی گورگرا دیا صبح کو پھر امیج سامنے سے نمودار ہوا آج ملک زاد اور  
ملک شاہ امیج سے دو دو پہر میں زخمی ہوئے پھر رات بھر دو لڑن طرف طبل بے صبح کو امیج پہاڑ پر چلا تھا کہ

نور الزمان اور نور العیان باری باری مقابلے کو آئے خوب دیر گزشت فلک سے زخمی ہوئے ایرج طبل باز گشت بجا کر  
پھر گیا اور بارگاہ میں باغی داخل ہوا کہا کہ کل یہ دیوانہ میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہاں تو یہ دھڑک

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نور الدین کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ ادریس شاہزادہ کوچ کیے ہوئے آذر کو دکھاتا ہوا ادریس طرماسپ بن الہاس واسطے طبل نور الدین کے بل جگا ہوا  
اسے ایرج نے روایت کیا تھا و ذون لشکر مقابل کیے گزشتہ برکاروں نے طرماسپ کو خبر دی کہ نور الدین مرصع حصار سے  
بھوت گیا اور جاتا ہوا مد کو اس کی طرماسپ نے کہا کہ میں کب اسے مجبور کرتا ہوں کہ میرے آقا کے بجائے کسی کے بلے تو بھیجا  
ہو اس کا سر کاٹ کے پھاؤنگا اور جب خوب تشہر بیا ہوا کہ وہاں کے بیکہ طبل بجی اسی وقت تھر تھر گر گیا ابا ادریس کا سر  
خبر لیکر خدمت نور الدین میں حاضر ہوئے بعد ازاں شاہزادہ بادشاہی بجلائے کے عرض کیا کہ ادریس طرماسپ کو ایرج  
نے حضور کے دشمنوں کے قتل کو بھیجا تھا یہاں سے بیکہ جوا غنہ شاہزادہ نور الدین مرصع حصار سے بھوتے ادریس ادریس  
آذر کوہ کا ہر طبل جنگ بجا ہوا کہ میرے کو معرکہ آرا ہے ہر شہزادہ نے فرمایا کہ چھوڑو ادریس نہیں جو کچھ بدردگار ہوتا  
جائیگا وہ کر گیا ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے یہاں بھی نور الدین نور الدین میں آئے غرض چار پہر رات تیسری جنگ  
رہی صبح کو و ذون لشکر میدان میں آئے صفوں میں ال و قتال؟ راستہ ہوئے تین تین تھپت کر کے چلے گئے طرماسپ اپنا  
گینڈا اٹھا کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا نور الدین نے نصہ کر رہے تھے کہ خود لکھن کر کیوان انجم سپاہ نے اپنے ایک سردار  
کی طرف دیکھا کہ نام اس کا خواہش زنگی ہو پس اپنے کب کو چھپا کر سامنے تخت ہرگز تاجدار کے آگاہ تازت لیکر میدان میں آیا  
لگا و زن ہوا کہ گینڈا طرماسپ کا دو قدم اور مرکب اس کا تین قدم پیچا ہوا مسل مسکرا و ذون میں ایک نے دوسرے کا  
سامنا کیا بعد نیزہ بازی طرماسپ نے سامویرا خواہش زنگی نے سپر کو چیرے کی پناہ کیا سا طور اس کا ساڑھ سات سو  
سین کا ہر بجلا سپر سے کب رکتا ہر دو ٹکڑے سپر کے ہوئے تادہ بردار آ یا خواہش زنگی تابہ نہ سکا بیوش ہو کر گر پڑا لوگ  
اگر اسے اٹھا لیتا دوسرا سپر کیوان انجم سپاہ کا کہ نام اس کا داستان رو میں تین ہر اجازت لیکر میدان میں آیا اب طرماسپ  
سا طور بچے کھڑا ہوا اسے نکواری طرماسپ نے سا طور بردار کی اور سپر سا طور بردار کی زخمی ہوا ہر امر ملحق سوار  
میدان میں آیا اس سے بھی تلوار بڑی بھی ر تلوار کھار زخمی ہوا اس کے بعد خیر اسب جنگی میدان میں آیا خوب لڑا لیکن  
غزب سا طور بردار کی زخمی ہوا فیصلہ اسب جنگی اس کا بھال آیا یہ خوب لڑا آخر سا طور سے زخمی ہوا یہاں تک کہ شام تک  
دس سردار ہاتھ سے طرماسپ کے زخمی ہوئے اور شام کو تھو بیکہ بھرا اگر بھٹا اور شاہزادہ نور الدین ہر لول اپنے  
زخمی سردار دین کو لیے ہوئے واپس ہوا بارگاہ میں آکر زخموں میں ٹانگے دلوائے بعد اسکا بچہ دنگل شوکت بر جلوہ گر  
ہوا جب سردار دین سے دربار محصور ہو گیا سب کی طرف خطاب کر کے کہا کہ بھگوان دی ہر کیسی طرح اس کی مدد کو آذر کوہ  
پہنچو پھون لیکن فلک نفوذ انداز ایک نہ ایک رختہ لگا دیتا ہر کل طرماسپ سے کوئی مقابلے کو نہ لکھنے میں خود بخود لگا لگا کر  
تھا کہ خبر طبل جنگ کی پہنچی فرمایا کچھ پر واضحین ہمارے یہاں بھی تلوار زخمی بچے غرض چار پہر رات تیسری جنگ کی رہی  
صبح کو و ذون لشکر میدان میں آئے ایک دوسرے کے مقابل مضین باندھ کر کھڑا ہوا تین تھپت کر کے طرماسپ اپنے  
گینڈے کو بڑھا کر میدان میں آیا بعد از تلخواری مبارز طلب کیا ادریس شاہزادہ نور الدین ہر مرکب کو چھپا کر سامنے  
تخت ہرگز تاجدار کے آئے لشکر میں علموں کو جلوہ ہوا آواز و دم گا و دم نفی شری دما موں کی بلند ہوئی تھو  
شاہزادہ نور الدین ہرگز تاجدار سے اجازت لیکر مقابل طرماسپ ہوئے طرماسپ اپنے گینڈے کو بڑھا کر  
لگا و زن ہوا لیکن گینڈا اسکا چھ سات قدم اور مرکب شاہزادہ سے کا کوئی تین قدم پیچا ہوا مسل مسکرا و ذون میں خیر اور



مگر کون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا تو رالدہ ہر نے کہا یہ طر ماسپ کیون تو کراہ ہو رہا ہے باپ خیر میری خدمت میں موجود ہے تو بھی اسلام اختیار کر میں مگر اسی کے برابر کچھ لگا وہ بولا اے نور الدہر باپ میرا بھی مسلمان بنو تا مگر تم میرا شوق ہو کر مسلمان ہو گیا اب میں نہ بد آداب پرستان لایم جی نوجوان کی خدای چھوڑ کر کسی تیری اطاعت نہ کرنا بلکہ تیری مشکین باندھ کر ایم جی پاس لیا ڈنگا لاجو کچھ حصے رکھتا ہوتا ہوا وہ نور الدہر نے جواب دیا ہم لوگ کبھی مشیت نہیں کرتے جب تیرے حوصلے سے خدا ایمان لگا تو سمجھا جائیگا طر ماسپ نے کہا خبر معلوم ہو کہ کچھ بڑا غصہ ہے اپنی شجاعت پر خبردار رہنا یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا یہ مکر نیر و سیر ہے کہ یہ شانہزادہ نور الدہر پہاڑ نور الدہر نے تیرے کو تیرے پہاڑ لکھن طعنیں پہنچا کر دیا وہ ٹھٹھے تھے کہ ہم ایک رہتے تھے بعد عروسی دیر کے شانہزادے نے نیزہ طر ماسپ کا ہوا دنی کیا بس تانگ ہو گیا اور دوڑا اپنے اراکے کی طرف ساڑھے سات سو من کا سا طور تیرا ان اٹھا یا خبردار خبردار کتا ہوا دوڑا اور شانہزادے پہاڑا شانہزادے نے سیر کو چہرے کی بناہ کیا تھا مگر نگاہ دم سا طور سے لڑی ہوئی تھی جب تک سا طور دور تھا دور تھا جب قریب آیا سیر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ ملی جہ سیر کا پشت پر جا جمولا اور پیچلی دراز کر کے چھکی دی کہ سا طور پٹ پٹا پیٹے پہاڑ ڈال دیا اور مڑوڑ کر ہاتھ سا طور چھین لیا اور دور سے چھٹک دیا مٹھو دھاوے دوڑ کر وہ سا طور اٹھا لیا کتا اسی شہر بار میرے پاس کار و خمارا ش نہ تھی اب آپ کے بدولت ملنی اور سا طور کو دیکھ کر قہقہے مارتا ہو لیکن طر ماسپ سمجھلا کر شانہزادے سے ہٹ گیا نور الدہر نے اُسکی کمر میں ہاتھ ڈال دیا پٹوڑ کھینچا ہونے لگا مگر کتا اٹھا کے پیچھے لگے کو دکر مگر کون سے دامن گردان کر اسٹینشن چھا کر ایک دوسرے پہ متوجہ ہوا شتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی رات بھر زور ہوا کیا ایک مرتبہ شانہزادہ نور الدہر کو یہ خیال آیا کہ کسین ایسا نوکر اسد قتل ہو جائے بس طبیعت کو ایک ہیجان ہوا سمجھلا کر اسے جو زور کیا سات قدم دوڑا لیکر ہر مارا سر سے اونچا کر کے مینج دیکر زمین پر مارا کہ طر ماسپ جا روں شانہزادہ جہت گرا کر دگر چھاتی پر جمے بیٹھا مشکین باندھ کر لیے ہوئے چلا گیا اور لشکر طر ماسپ غایت ادا اس کمال پریشان اپنی زرد گاہ پر آیا رات بھر تو سب کے سب وہاں رہے صبح کو بھاگ کر خدمت میں ایم جی نوجوان کی روانہ ہوئے اور شانہزادہ نور الدہر نے طر ماسپ کو اسیر نل و زنجیر کر کے زندان خانے میں بھجوا دیا دوسرے دن صبح کو دربار ہوا راستہ ہوا سب دربار جمع میں حکم کیا کہ طر ماسپ کو لاؤ لوگ اسے لائے شانہزادے نے ثانیین دین اسلام کی طرف اشارہ کیا نور الدہر میں کبھی ایسا دین روشن میرا حکم آداب بتا بان کا چھوڑ کر اسلام نہ لاؤ تم کو دیا اسے لیا ڈنگا لگا کتا کتا کتا کتا اسے اسفند یار خان زریخ آجادی اور تقارن بن اسفند یار سے خطاب کیا کہ تم پیش خیر لیکن اب آؤ کوہ روانہ ہو وہ حکم سننے ہی اس وقت رہی ہونے پہنچے خود مع تمام لشکر کے چلا کر کچ کچ حزل بہ منزل خرب شہر مشرقی حصہ کے پہنچا دیکر نور الدہر شہر کھڑا ہو پڑا ایم جی سمیل خان فخرنا ہوا ایک دن کے پہنچے جہاں سے چھوڑ دیا اٹھا سلام کیا اور کتا شانہزادے کی حاصل کی خوب رویا نور الدہر نے سمیل خان کو گلے سے لایا حسی دی لباس گدا لایا اتر دیا قمارن بن اسفند یار کو تمبر شہر مشرقی حصہ پر یضین کیا اور خود سمیل خان کو اپنے ہمراہ لیکر راستہ آؤ کوہ کا لیا جس وقت غلہ زر لقا پاس پہنچا گلہاں اور گلہن نے اگر ملازمت حاصل کی اور تمام حال گزارش کیا کہ خزانہ بلا شام اسلام کا لندہ صورتے ایم جی کو دلوادیا نور الدہر نے فرمایا فیر بھی جائیگا اور وہاں ایک روز رکھ کر آؤ کوہ کو روانہ ہوا اب جب تک نور الدہر آؤ کوہ پر پہنچے ایم جی کا حال نیسے کہ میل جنگ بجا چکا تھا رات بھر تیری رہی صبح کو مع فوج قاہرہ سامنے آؤ کوہ کے آنا نرہ کیا کہ او دیو اسے اب کج دوسرے ہاتھ سے پکڑ کر کان جائیگا اگر آج نہ

ہمارا ہوا تو نام اپنا ایسیج نہ رکھا ہو گا اسد پکارا اور باز بچے تو مے زو نہیں ارادہ کر کے آتا ہی اور کچھ نہیں  
 بتائے نہیں بن چوتی سیرا پروردگار مجھ کو بچاتا ہو ایسیج نے کیا آیا میں اور یہ کمر سپر فولادی ہاتھ میں لیکر اور تینہ کھینکر  
 جلا اور سر سے ہر پٹے لگے ایسیج تیر فلم کرنا ہوا چلا جاتا ہو ساتھ کراہک لگائی گئی اب اہل قلعہ میں ایک شور و غل ہو گئی تھی  
 کیا منظور خدا ہوتا ہو اس آفتاب ہرست کے ہاتھ سے کیونکر جانری ہوتی ہو ہر ایک دعا میں مانگ رہا ہو کراہی مالک حقیقی  
 وادی رب قیغی اس وقت یکسی میں سوانہ سے کوئی محافظ ہمارے نہیں ہو کسی کو بھیج ہماری مدد کے بے ادھر ایسیج نے اتنے  
 عرصے میں دوسری لگائی ہوئی اور حطاطا ہو کسی سے نہیں رکتا کر کا ایک جانب معرے گرداڑی اور یہ وہ قریب  
 آ کر شوق ہوئی چار سو علم نشان چار لاکھ سوار کا ہر علم پر تعریف اتنی وقت رسالت چاہی مرقوم پیچھے اُنکے ہتھنا لین  
 شتر تالین قنیاں باؤن کے غول کے غول خاصہ داروں کے نظر آئے بعد اُنکے ایسیج تلج بخش عفریت دھوا  
 و پیمان زمینی سعادت خواہ انور شاہ دراج ورد کوٹ و مدبران ماہ غنظر نمودار ہوئے پابا ہر ایک  
 جانب کھڑے ہوئے اب ایسیج سپاڈ پر کیا جاتے حیران ہو کر دیکھنے لگا اسد نے بوق بگائی اور بکارا کہ ادب باز بچے ہی نہ تھا  
 تیرا گردن مہر توڑنے کو آہو بچے ایسیج تاجار بھرا ہوا تھا اسد نے دانت کوہ کو صاف کرانا شروع کیا اسی شان میں  
 اور گرداڑی خسرو زہرین علم بادشاہ بہرخت اشعاع اور کیوان فلک رفعت لاکھ لاکھ سوار کی جمعیت سے ہوئے پرا  
 ماند سر پہ تھے کہ اور گرداڑی خضران شاہ اساس زرین بن قارن بن باسفند یا خسرو شاہ مشنری صفا  
 لاکھ لاکھ سوار کی جمعیت سے نمودار ہوئے بعد اُنکے پھر ایک گرد تیرہ تاراشی اور دل گردے فوج مادیوں کی نمایاں  
 ہوئی نمودار عادی عادی بن نمودار عادی ہمارا لباس صف کا پٹے ہوئے ساوہر طراسپ کا جو نور الدہر سے  
 چھٹنا تھا نمودار کے بندہ ساوہر طراسپ اسر فل و زنجیرا بلے پر ساتھ ساتھ اس صورت سے دکھائی دیے بعد اُنکے  
 اقتداش کشیدہ رودا قران کشیدہ رودا قارن کشیدہ رودا پالیں ہزار کشیدہ رودا ہون سے آئے بعد اُنکے اور گرد  
 اڑی سہیلان بن سہیل شیر سرائے ہچشم بلہرینی ستر ہزار سوار سے آیا اب اسد کا یہ عالم ہی کہ جو سردار آتا ہو یہاں  
 ہزار ہزاروں سے بوق بگاتا ہو آذر کوڈ پر کوڈ تاجرتا ہو ایسیج آگ بولا ہو ہر گھر کیا کرے کچھ بس نہیں اور گرد  
 اڑی چالیس ہزار سوار سے ریحان شاہ بن زبرجد شاہ آیا اور گرداڑی مالک ابستہ لقا ہر اسم بن  
 مالک دیو ساری چالیس ہزار سوار سے پونچا ایک طرف قائم ہوا تھا اور گرد و غبار کا تھ بلہرہ واجب فریب اگر  
 گردش ہوئی سہیل ستارہ چشم شنگ خبر دل سات لاکھ سوار سے پیدا ہوئے کراہی میں اور گرداڑی اور کیوان باجم سپاہ  
 اپنے زخمی پلو ان سمیت اندھ کوراہن کلاہ خرامش زمینی دستان روٹھن بن مزامز الین سوار شیر اسپ  
 زخمی فیلا سب جنگی کمال عزم دسان سے لڑا آئے پھر گرداڑی روہاب شاہ نجین بن درہاب ساوہر ہزار سوار سے  
 پونچے پھر گرداڑی خور کشیدہ اٹھتی و جھبندہ اٹھتی چالیس ہزار سوار سے آئے بعد اُنکے سہ سوار مرصع پوش شمشاد  
 مرصع پوش بادشاہان مرصع پوش لاکھ سوار سے نمودار ہوئے اور گرداڑی سہیل خان مشنری خضاری  
 چالیس ہزار سوار سے نمایاں ہوا بعد اُنکے گلپاش ام کلین بھی نہایت سامان سے پونچے بعد اُنکے نمودار آفتاب ہرست ہزار  
 سلمان و کد سوار عادی ہران گجوری نو فل زرین نفل بارہ ہزار سوار سے آئے اب آدھانہرا نور الدہر کی لگی ہوئی  
 ہو گئی ہنری ہوئی ان جنگل میں ہر شخص ہندو کیسیج ایک حالت پر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہو کر کیا کب از پر دغا بیان کر دے  
 ہر خاست تیرہ و تیرہ خبر سر گرد بر آسمان رسیدہ دیا سے گرد و زرین دوزیمہ ٹل چھپ گیا اب جو دیکھا دل گردے سے  
 آئے آگے غلامان زرین خرنش زرین کمان لباس کلفت بچے ہوئے مرکبان پری نژاد پر سوار کوئی گیارہ ہزار سے



قریب گذر گئے بعد اُنکے خاص سواروں کے غول کے غول مرکب با سارہ براق مرصع لگے گشتی چھڑکا کر سنے ہوئے شاہزادہ  
 نور الدین مرکب چڑی پیکر پر سوار پیش نویس خدا ہو جلوس اور لباس مکمل پہنے ہوئے بارہ ہاتھیوں پر تخت جو ہر نگار کسا ہوا اسکا  
 اوپر ہر مرتبہ جبار جلوہ در عقب میں چلے سواروں کے قوت شہناجی ہوئی کمال شان و شوکت سے نمودار ہوا جتنے  
 سردار آئے ہوئے تھے پیادہ ہو کر استقبال کو آگے بڑھے بیمار برون سدھی خزی اُدھر سے اسد بن کرب دلاور بارگاہی ہوئی  
 ایسے ہوئے آیا نور الدین کو سلام کیا قدموں سے لپٹا ہوا نور الدین صرے اُٹھ گئے سے ٹایا پیشانی پر پوس دیا بعد اسکے طہاسر  
 عنقول دیو پر نور العیان نور الزمان ملک زاد ملک شاد گزینک بن مرزبان زرنگی ان سبھوں نے ملازمت حاصل کی  
 اسد بنے حال پانچون کا بیان کیا غبار اوسے شہسختی شہت فرمائی پر نگاہ سلطانی استلا و کرائی داخل بارگاہ آسان جاہ و موافقت  
 یہ ہو کر اور شوکت نور الدین کی دیکھ کر حیران و پریشان ہوا اور پھر کراچی بارگاہ میں آیا اسنے تمام احوال ملک خور انگیز کو  
 سنے آئیکا اور اقبال شاہ کو قتل کر فالخے کا نور الدین سے بیان کیا اور عرض کیا کہ بھائی صاحب کھشتاق قدسوسی ہو آپ  
 و دگر کی کے لیے فرمائندہ تشریف لیں نور الدین اس وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ اسد غازی کے آذر کوہ پر چلا یہاں ملک  
 شورا انگیزانوں نے خبر اسکے شاہزادہ نور الدین کی سکر نہایت مسرور ہو کر پوشاک نفیس پہنی و اختار بن چکی و دروازہ مہلسل  
 آواز لہم اسکی بلند ہوئی اور سامنے سے شہزادہ نور الدین اسد کا پاخانہ پر سے لٹا آئے ملک نے اُنکر سلام کیا اور رخصت کر دیا  
 گھوٹ و اسکا گھنچ لیا صاحب سے جھک گئی نور الدین سے حدت شہت سر پر حیران ہوا ہر پیش ہا منہ دیکھائی بن دیا اور ملک  
 ہم پہلے بخاری شادی کر لیتے تو اور کچھ کام کرینگے یہ کھڑا ہو کر فرود گاہ پر آیا غامد بوش کر کے آرام فرمایا صبح کو اُٹھ  
 بارگاہ میں اگر دنگل شوکت پر جلوہ گزیر ہوا ہر مرتبہ تخت شاہی پر بیٹھے گھر اسے اختر شناس کرسی وزارت پر مقرر  
 ہوا چالاک بن عمرو اپنی کرسی پر بیٹھا تمام سوار آکر آداب بجا کر اپنی اپنی کرسی دنگل پر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب  
 گروٹس میں آیا شاہزادہ نور الدین نے ایکار گھر اسے اختر شناس سے خطاب کیا کہ مجھے شہزادہ ہو کہ شہزادی اسد بن  
 کرب غازی کی کروں لہذا چاہتا ہوں کہ امیرج سے ملک ملک کروں اور اگر امیرج بھی شریک شادی ہو تو بہت مناسب ہو اس  
 مسنون کا مسودہ تم درخت کو کے لاؤ گھر اسے اختر شناس نے عرض کیا بہت خوب اور بہ کر یہ ایک دوغری کے مسودہ لکھ کر لایا  
 پیشکش کیا نور الدین نے بہت پسند فرمایا اور خود لکھ کر اسے صاف کو کے سر پر کیوت دربار میں لایا گھر اسے اختر شناس نے اس مسودہ  
 کو بہت عمدہ کاغذ پر صاف کر کے دوسرے وقت لا کر گزرا تا شاہزادہ نے پسند فرمایا اور گھر اسے اختر شناس کو خدمت دیا اور اسکا  
 چوکی تحمل سے منہ سے ہوئی صحن بارگاہ میں بچھوائی دلاور اور بہتر خدمت تمام شہرت اس پر رکھوا کر چارہ نظرت دیکھا ارشاد کیا کہ یہ کوئی  
 ایسا ہمارے سرداروں میں کہ اس نامے کو لیکر امیرج کے پاس جاتے اور جواب با صواب دے بھئی پوری بات منہ سے نکال دے گی کہ  
 شہنشاہ روز سیا شیر مخیر و فدا اچھ بہر شہادت دُرور یا سے فتوت معن ٹکس و صفد یعنی اسد بن کرب دلاور اپنے دنگل شوکت پر  
 آئے کھڑا ہوا اور نور الدین سے عرض کیا کہ میں اس نامے کو لکھا تھا نور الدین حیران و پریشان و پسین آتا ہر کھج ہر کھن اس دیا  
 کی بہن جواب دیا کہ بھئی میں نہیں کیوں کر یا نے دھن امیرج سے ملو کا یہاں ہوا ہر خنے کو قس ایسی ہا یا ہتی جو اسکو ندی کیا  
 کہ اسکے بادشاہ کو لا کر قتل کر ڈالوں نہیں کیوں کر دیدہ و دانستہ قتل کر ڈالوں تم مجھ کو قتل اور چلا جائیگا اسد بن کرب دلاور بھائی صاحب اب تو  
 ارادہ کر چکا اگر نہ جاؤ گا تو نہ مجھے بد اچھے کچھ بھی کہنا ہے دیکھو اور کھڑا اس امیرج سے کہیں گے تو میں اپنا قتل خودکات  
 ڈالوں گا جو نور الدین نے سنا فرمایا کہ بھئی جاؤ منہ راضا نگہبان ہو میں اس وقت اسد بن کرب دلاور کی بدین کی جام شہرت  
 اٹھا کر پی لیا نامہ سرعبانہ حاکموار سپر زیب کردوش کر کے اپنے رفیق کے ساتھ لیکر راستہ لشکر امیرج کا بنیاد فرمایا امیرج کو پہنچا  
 کہ اسد بن کرب دلاور کی گری آتا ہوا امیرج شہر ہی حیران ہو گیا اپنے سواروں کی طرف دیکھ کر کہا ایسا بھوت ہے کیسے آدمی آج تک کسی نے

[illegible]





ہر ستون بارگاہ میں بار بھولوں کے لپٹے ہوئے زمین کے فرش پر پھولوں کا بستہ لگا ہوا ہر مشعلوں میں معجزی، باجہ کہ خوشی  
 سے داغ مغل ہوئے ہر پیراوان طائر بعد کر شہ و ناز و نقصان میں نور الدہر میں محبت کی مارات میں مصروف ہر مغل قابل و غیر  
 ایرج اور شاہ پور اور ہندو ایک طرف کمرے ہو کر تاشاد کینے کے قضا سے کارائعات و روزگار ضرغام طائفوں کو بلوانے کے  
 لیے جو آیا ایرج کو مع ہندو اور شاہ پور کے پہچان چیکے سے اس کے کان میں اگر کہا اور اشارے سے بتا یکدہ سا شاہ ایرج و ہندو  
 اور شاہ پور لباس و روشنی پہنے ہوئے کمرے میں اس کے نور الدہر سے کہل گیا کہ ایرج بگل درویش یہاں آیا ہوا ہر نور الدہر  
 نے جو سنا اپنے تمام رفیقان محبت ایرج کے لیے کو بڑھا ایرج نے دیکھا ایک بار سب اندر کمرے ہوئے بھی کاشا پور الدہر پہنچے ساتھ کہا  
 کھانا کھو لینے یا نہیں نور الدہر سید سے ایرج کے پاس آئے اور ہاتھ پکڑ لیا کہ ایرج بگل محبت میں نہیں خوب ہوا کہ تم آگے میرا بھی بی بی  
 چاہتا تھا اور اپنے سرداروں کو بھی ہوا ایرج نے شہر کر کہا کہ کوئی وقت محبت میں نہیں کئی کو کہ میں لباس فقیری پہنچے ہوئے ہوں  
 نور الدہر نے کہا کہ کھانا کھو اور سب کچھ موجود ہے اور اس وقت میں صحت بخاری کشتی میں ملے گا اے اور قہر ملک پنا کر اپنے ہر محبت  
 میں نہ کرے گا یا طراسب کو زندہ اٹھانے سے ہوا کہ قہر سے نجات دیکر پہلو میں ایرج نے جو ان کے بٹھایا ایرج ثابت ممنون ہوا  
 اب شریک محبت ہوا اپنے سرداروں کو سپہ سالاروں کو بلایا ہر دو دنوں لشکر ایک سو گنے میں تلخ ہو رہا ہوا ایرج انعام ہندو  
 محبت محبت ہو کر گا بے ایسی محبت عشق عروسی و منفہ ہوا تھی ہر ایک کو فخر و تین فرموش باد و مسرت سے بیوی و دو ہر رات گئے  
 دو لہا کو نند یا خلعت پنا یا ہرات کے چٹنے کی تیار ہوئے تھی ایرج نے ہر نور الدہر نے دھانے دیا کہ بھی اب براد کے  
 ساتھ بھی ملے صبح کو چلے گا ایرج ناچار رہ گیا یا شہر کے گھر سے سوار ہوئے گئے نشان کا باکسی آگے بڑھا جس طرح چلنا شروع  
 ہوا اور آتش کے تحت جواہر نگار و مرصع کار تھے آگے آتش بازی و انواع و اقسام کی چٹنی ہوئی زرو جواہر و شاہ پر سے شار  
 ہوا ہوا اس شان و شوکت سے دو لہا کی سواری دامن کے مکان پر پہنچی سلامی ہوئی تو چین چھوٹیں ہر منظر تاجدار سے  
 اس قابل کیا سب کو لاکر باہر از تمام ہنجا یا بعد اسکے گھر سے اختر شناس نے عقد پر صافا نفون نے مبارکباد گالی نور الدہر نے  
 ایک ایک دو دو تڑپے سب کو انعام مبارکباد میں دے دو لہا اندر گیا جب ریت رسم سے فراغت ہوئی عروس کو دو لہا نے گود میں  
 لاکر کھپا اپنی سوار کیا ایرج بھی یہاں تک ساتھ تھا اب رخصت ہو کر اپنے گھر کو گیا براد گھر پرانی نعمان رخصت ہوئے اس کے  
 کدے مشورہ انگیز سے گو ہر مقصد حاصل کیا اسی روز یہ عالم ہوئی اسے شکرت الہ برقی رو پیدا ہو گا کہ دکانا سکا تو جی نہ ہے میں کیا  
 مہا نیکا اچھا صل صبح کو اس کے لئے اٹھ کر حمام کیا میں دن تک محبت پیش اور بری بڑی لیکن اس وقت ایرج نے جو ان سے قارن سے کہا  
 کہ تم ملو جو میں دریافت کرو کہ میں نور الدہر سے بیگانہ ہو گیا یا نہیں قارن نے فرمایا کہ میں نے بددعا و رباقت و عمل کیا کہ وہ شہر بارستا  
 چکا کہ ایرج نور الدہر کے ساتھ ہے یہاں نہیں ہے اور نہ سکا ستارہ آپ پر غالب ہو لیکن ان کا جمل آپ کے قانع اچھے نہیں ہیں اگر اڑائی ہوئی  
 محبت نہیں کہ نہیں آپ کے بھی ہوں ایرج نے کہا بھر کیا نہ ہو کہ پانچ وہ دیوانہ نور الدہر کو ضرور لڑائی کا قارن نہیں نے عرض کیا کہ  
 آپ دو چار روز کیو اسے شکار کو چلے جائے بعد اسکے کہ ایرج پر جو آبی ترقی ہو ایرج نے کہا اچھا اور ماہان شکار دست کو کہ دوسرے دن بتا  
 صحرا روانہ ہوا اگر شکار کھیلنے لگائیں دن تک مصروف صید لگے رہا جو تھے دن ایک ہر دن کثیر راوہ بھاگا ایرج اسکے غائب میں مدوانہ ہوا  
 دو درجا کر وہ ہر گلاب ایرج بتا شکار بکر و اس ہوا کہ جو غائب رہا اسے رد کا متی بلند ہوا جب وہ غائب رہا شکار ستارہ چھوٹا  
 کا نمودار ہوا خود شہر شہر چھوٹ کر بڑی بڑی سردار تھے شہر کے شہر کے ایرج کے ساتھ تھے تار بیل جو ان کا خوشیا ہو گیا ایرج دوڑا  
 انہماک کا تمام سر گذشت ہر مار سے جانا قابل شہاد کا بیان کیا کہ اس کے ہاتھ سے نہایت ٹک آیا ہوں اب نور الدہر  
 کے گھر کو آئے ہوا خود شہر بڑا گیا مٹا لے کر گیا باجگ غریب اس روز وہیں رہے دوسرے دن ایرج خود شہر کو ہرا لے ہوئے  
 اپنے شہر میں آیا غیر شہر الدہر و اس کے گھر ہوئی فریاد کچھ دھیس خد سے مہرنگ استیج تیری جنگ میں میں اس فتح کو میں چھوڑنے















